ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین ہیرہ کیسقدر عرقریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین ہین بتفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ //
دوم	کوچک باختر	۱ //	ششم	صندلی نامہ	۱ //
سوم	بالا باختر	۱ //	ہفتم	تورج نامہ	۲ //
چہارم	ایرج نامہ	//	ہشتم	لال نامہ	۱ //

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر بلاحظہ ناظرین مین گذرین اور حسب خواہش قدر دانان طبع مکرر کی نوبت آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول و ایرج نامہ جلد اول و کوچک باختر طیار ہوکر فروخت ہوتی ہین باقی جلدین بھی انشاء اللہ تعالی جلد ہدیہ ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہو کہ ایرج نامہ مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و ملیح ترجمہ فرمایا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

نومبر ۱۸۹۲ع

اعلان داستان طلسم ہوش ربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف و
آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیداکنار ہے جسکی منتہا تک
شناوری وہم و خیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہے سواے اس
داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ و افسانہ مین اسطرح کی دلبستگی
نہین ہے کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے
پھر تا تمامی داستان سُنے دل کو چین نہین پڑتا۔ مصنف اس
داستان کے علام و فہام خبیر با تدبیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض
فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنہون نے بزبان فارسی اس داستان
کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی
اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آج تک اس داستان کو
ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق
ہوئی کہ ہر شخص اسکے سُننے کا رسیا ہو گیا۔ چونکہ یہ داستان
عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے
سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے دستیاب ہونا
اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب
نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان
کو جا بجا سے یاد کیا اور بطور پیشۂ داستانگوئی کے اسکو بیان
کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علی العموم اس داستان کے
تمام و کمال سُننے سے حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور
سواے مجالس امرا و اصحاب ذی مقدرت کے اسکا بیان عام طور
سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص
کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحبقران
از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہے کہ اگر اس داستان کو تفریح طبع
کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر
بموجب طریقہ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگو کی زبان
سے سُننا چاہین سو اول سے آخر تو بلا مبالغہ بیس برس
مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزارہا روپیہ کا صرف درکار ہو۔
اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس داستان عظیم الشان کے
کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ
داستانگویون اور شاعرون کی معرفت بزبان اردو شستہ و رفتہ
محاورہ اہل مذاق مین ترجمہ کرانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کراکے
تمامی ممالک مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس گلستان
بیخزان کی تمام شائقین عیش پسند کو سیر کرانا مالک مطبع اودھ اخبار
امیر والا ہمم رئیس با خلق و کرم عالیشان و عمو المکان فرید العہد
داستان مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب
سی۔ آئی۔ ای نے اپنی ہمت عالی نہمت سے لیا اور ہزاران
ہزار شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے امر بزرگ اور کار سترگ
کا انصرام بھی ہو گیا یعنے اکثر دفتر حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر
نذر شائقین ہو گئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع مین اور
چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہے کہ انکا اہتمام طبع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ
تعالے تھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہوکر پیشکش
ناظرین با تمکین ہونگے اور تمام دلدادہ داستانون کی سیر سے محظوظ
و مسرور ہوگا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے
آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد کے
بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین۔ اس تفصیل سے دفتر اول
نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد
مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ
دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد مین دفتر
ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد
مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش ربا
جو سات جلدون مین ہے اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون
پر منقسم ہے۔ یہ امر بھی مسلم الثبوت ہے کہ کوئی شخص ادنی۔ اعلی۔
غریب۔ امیر تمام زمانہ مین تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب نہوگا جو
داستان امیر حمزہ صاحبقران کے سُننے کا تہ دل سے مشتاق نہو۔ مگر
علی العموم ہر صاحب جو اس داستان کی سماعت سے بہرہ یاب نہو سکتے تھے
یہی باعث تھا کہ یہ داستان معرض طبع مین نہ آئی تھی اور سواے کتبخانہ
رئیسان یا زبان داستانگویان کے اسکا وجود مثل عنقا کے ناپدید تھا
اب ہر شخص گھر بیٹھے اسکی سیر کر سکتا ہے اور عالم تنہائی مین دل بہلا سکتا ہے

واضح ہو کہ اگرچہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفترون کی داستانین اور انکا طرز بیان اور عجائب و غرائب طلسمات اور بہادرون کی لڑائیان اور عیارون کی عیاریان اور ساحرون کی سحرکاریان اور حسینون کی خوش ادائیان وغیرہ وغیرہ مضامین رشک سحر حلال اور قابل دید ہین مگر طلسم ہوش ربا سب دفترون کی جان ہے اور اسکا بیان بھی بہت ہے کہ بڑی بڑی سات جلدون مین ہے۔ جلد پنجم اسقدر ضخیم ہے کہ بڑے بڑے دو حصون پر منقسم ہے اس طلسم ہوش ربا کی ساتون جلدین بار اول طبع ہو کر نذر ناظرین ہو چکی ہین اگرچہ تعداد طبع کثیر تھی مگر بوفور خواہش خریداران فوراً دست بدست ہو گئین اور اب نوبت طبع مکرر کی آئی ہے۔ واقعی اسکے مضامین ایسے دلچسپ اور دل آویز ہین کہ جسنے اسکی پہلی جلد کے عنوان کو بھی ملاحظہ کیا پھر کیا ممکن ہے کہ وہ محو نظارہ نہو کر اسکی ساتون جلدون کے مطالعہ سے اپنے کو باز رکھے۔ اول تو اصل داستان طلسم ہوش ربا کی خوبیان ممکن نہین کہ بیان ہو سکین۔ ہر جلد مین نیا رنگ ہے ہر حصہ کا طرح پر اسکا ہر ایک بیان ہے ہر ایک طرز ہے سحر ازمیون کا بیان ... اور تماشون کا نئے نئے انداز پر ذکر کیا گیا ہے عیاریان مکاریون کی نرالی فکر۔ پہلوانون کی لڑائیان۔ بہادرون کی جانبازیان۔ طلسمات کا بیان۔ جادوگرون کے سامان۔ وصل کی راتین حسن و عشق کی گھاتین فراق محبوب وصال نامرغوب۔ درد جدائی کی مصیبت۔ دشت نوردی کی محنت دوسرے لائق مترجمون کی فصاحت و بلاغت نے سمند مضامین پر ایک اور تازیانہ لگا دیا۔ ہر ہر موقع پر جادو بیانی کا دریا بہا دیا۔ ہر فقرہ مقفی و مسجع انشا پردازی کی شرح حق تو یہ ہے کہ فسانہ عجائب کی نثر نگاری آنکھون سے گر گئی۔ بیان حسن و عشق پر عاشقون کی جان جاتی ہے۔ سامان فراق مضامین ہجر پر تصویر کی بھی آنکھون سے آنسو بہاتی ہے۔ اثنائے قصہ اور ہر جگہ صبح و شام کے بیان کا نیا انداز۔ باغ و صحرا کا ہر مقام پر جدا طرز۔ آرائش بزم وصال کا ہر جگہ پر نیا رنگ معشوقون اور حسینون کے سراپا کا ہر کہین دوسرا ڈھنگ۔ ہر ہر مقام پر اشعار اس مناسبت سے درج کیے ہین گویا اسی حالت کے واسطے نظم ہوئے تھے۔ اور صدہا مقام پر ان ہمہ دان مترجمون نے اشعار اور غزل وغیرہ مثنوی مقام اپنے اپنے طبعزاد بھی تصنیف فرما کر درج کیے ہین۔ فی الواقع جسطرح یہ دفتر طلسم ہوش ربا ساری داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان ہے ویسا ہی اس دفتر کا ترجمہ بھی لائق دید اور سزاوار تحسین و آفرین ہے۔ کیون نہو حضرات مترجم اس دفتر کے لائق و فائق نثار یکتائے روزگار ہین جنکی فصاحت بیانی اور ہمہ دانی سے تمام اہل ہند واقف و آگاہ ہین یعنی اس دفتر کی اول چار جلدون کا ترجمہ بلبل بوستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت نثار بے عدیل شاعر عدیم المثیل منشی میر محمد حسین صاحب جاہ نے فرمایا ہے۔ اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ آستاد سخنور ماہر تر فخر داستان گویان کامل ہمہ دان صاحب قران جناب سید الشعرا مقبول و محبوب امرا منشی احمد حسین صاحب قمر نے فرمایا ہے۔ ہزار ہزار سعی اس دفتر ضخیم کی تالیف و ترتیب مین مالک مطبع کا صرف ہوا ہے جب اس نادرۂ دلفریب نے ہر دل عزیز ہونے کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ اب اس اشتہار کی ذیل مین کچھ مختصر حالات ساتون جلد کے عرض کیے جاتے ہین تاکہ ناظرین کو فی الجملہ اس دفتر کے مضامین سے آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ ساتون جلدین ایک ہی تقطیع اور ایک ہی قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہین جو صاحب اس دفتر طلسم ہوش ربا کی ساتون جلدین یکمشت خرید فرمائینگے انکو بہ نسبت فرادی فرادی جلدون کے خرید فرمانے کے قیمت مین بہت تخفیف ہوگی یعنی بیس روپیہ کو یہ ساتون جلدین دستیاب ہونگی۔ اور ہر ہر جلد کی علاحدہ قیمت بھی ہر جلد کے ضمن بیان مین مندرج ہے۔ مگر یہ واضح رہے کہ پورا لطف جب ہی حاصل ہوگا جبکہ ساتون جلد کی بحیثیت مجموعی سیر کیجائے کیونکہ ایک دو جلد کے مطالعہ مین پورا حال معلوم نہوگا اور سلسلہ بیان کے قطع ہو جانے سے انتشار طبیعت باقی رہیگا۔ اب حالات کل دفتر کے بطریق اختصار مع قیمت ہر جلد کے تحریر کیے جاتے ہین

جلد اول آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا اور کرانا (؟) ... لقا کا کوہستان مین۔ نامہ لکھنا سلیمان ... کا شریک لقا ہو کر افراسیاب جادو کو مدد لکھنا ... باہمی لڑائی۔ عیارون کی عیاریان۔ جانا اسد کا بہ غازی کے خواجہ عمرو اور دیگر عیارون کے ساتھ فتح طلسم ہوش ربا کو۔ داخلہ

ہر دو جلد اور دفتر دوم کو جلد باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی پہلی جلد کا ترجمہ کیا اور الحمد للہ کہ پسند خلائق ہوا۔ اب اسی دفتر چہارم ایرج نامہ کی جلد دوم کا ترجمہ شروع کرتا ہوں۔ خدا کی رحمت سے امیدوار ہوں کہ اس جلد دوم کا بھی ترجمہ باحسن وجوہ اختتام کو پہونچے اور پسند اصحاب شوق ہو۔ اب آپ حضرات سے بصد التجا تمنا ہے کہ جہاں کہیں اس ترجمہ میں بوجہ عدم لیاقت کمترین کے غلطی ہو دامن رحمت سے پوشیدہ فرماوین لان العذر عند کرام الناس مقبول و العفو من اخیارہم مامول فقط

آغاز داستان فرحت بیان پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زبرجد نگار مین و عجائبات وہان کے قابل ملاحظہ ناظرین ہین

کہ جب شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار احوال کی خبر کے واسطے روانہ ہوا تھا دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر آیا کسی سپاہی کی صورت بنا کر کھڑا ہو رہا ایک ایک کو دیکھ رہا ہے کہ اسی اثنا مین دربار برخاست ہوا ایک ایک اٹھکر جانے لگا سب کے بعد ایک مرد پیر باریش سفید پیشانی پر نور لباس سفید پہنے ہوے خادم و خدمتگار ہمراہ لیکر نکلا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو مسلمان معلوم ہوتا ہے گلیم عیاری اوڑھکر پیچھے اسکے روانہ ہوا وہ مرد پیر آتے آتے ایک مکان مین داخل ہوا دیکھا عمرو نے کہ مکان نہایت پاکیزہ تختون کا چوکا لگا ہوا ہے اور ایک حجرے مین تخت علحدہ بچھا ہوا ہے اُس مرد پیر نے لباس درباری اُتارا دوسری پوشاک پہنی وہ جو لوگ ساتھ آئے تھے اُنھین رخصت کیا آپ تنہا رہگیا دو غلام اسکے تھے وہ پانی وضو کیواسطے لائے کہا کہ دروازہ باہر کا بند کر دو اور وضو کرنے لگا دونون غلامون نے بھی وضو کیا جانماز بچھائی اُس مرد پیر نے نماز شروع کی وہ دونون غلام پیچھے اُسکے کھڑے ہوے شریک نماز ہوے جب نماز سے فراغت ہوئی اب مرد پیر فارغ ہوکر تسبیح ہاتھ مین لیکر کلیمہ پڑھنے لگا عمرو اپنے دل مین خوش ہوا کہ جو میرا گمان تھا وہ صحیح نکلا [illegible] حال پوچھا چاہیے اور [illegible] پھر سوچا کہ ابھی ٹھہر جاؤ دیکھو کیا کہتا ہے اسلام کا ذکر کرتا ہے یا نہین چپکا کھڑا ہوا تھا کہ اُس مرد پیر نے اپنے غلامون سے کہا [illegible] [illegible] بہت یاد ہوتا ہے اور دل مین چند روز گذرے تو حمزہ بھی مارا جائیگا اور دین اسلام مٹجائیگا اگر کوئی حمزہ کا دوست مجھ تک پہونچتا تو مین اُسے تدبیر بتاتا یہ سُنکر عمرو نے کہا الحمد للہ ای عزیز آج تیرا حال معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہے دشمن خداوند زبرجد شاہ ہے ہتھیار کسی مرتبہ تیرے مقدمے مین کہچکا ہے لیکن زبرجد شاہ کو اعتبار نہین آیا اور مجھسے کہا تھا کہ تو پوشیدہ ہوکر حال دریافت کر مین جاسوس ہون زبرجد شاہ کا جاکر اُس سے تیرا حال بیان کرتا ہون بس یہ آواز سُنتے ہی اُس مرد پیر کے بدن مین رعشہ پڑگیا پسینا سب تن سے خطا ہوگیا رنگت زرد ہوگئی قریب تھا کہ غش کھاکر گر پڑے عمرو نے دیکھا کہ حال اسکا ابتر ہے ایسا نہو مارے صدمے کے مر جاے تو مفت مین ایک خدا پرست کا خون میری گردن پر ہو بس جلدی سے گلیم عیاری اُتاری اور اُس مرد پیر کے سامنے آیا کہا کہ ای عزیز تو اندیشہ نکر مین عیار ہون حمزہ کا میرا نام عمرو ہے مسلمان ہون اب اُسکی جان مین جان آئی لپٹگیا عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا بھئی یہ کونسی ہنسی لگی تھی کوئی ایسی بھی ہنسی ہنستا ہے اگر ایک لمحہ آپ اپنے کو اور نہ ظاہر کرتے تو مین مر جاتا غرض اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ خواجہ نہایت مشتاق تھا آپ کی ملاقات کا الحمد للہ کہ آپ سے ملاقات ہوئی یہ تو فرمائیے کہ آپ میرے ساتھ یہان کیونکر آئے عمرو نے کہا مین دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر کھڑا تھا مین نے نور اسلام آپ کی پیشانی سے ساطع و لامع دیکھا ثابت ہوا کہ آپ مسلمان ہین مین گلیم ابراہیمی اوڑھے ہوے آپکے ساتھ چلا آیا غرض اُس مرد پیر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا عمرو کو بھی کھلایا ہاتھ دھوکر بیٹھے عمرو نے پوچھا کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے کہا کہ مجھکو خواجہ افتخار کہتے ہین اور بہت مدت سے مین یہان رہتا ہون عمرو نے کہا آپ کو یہ معلوم ہے کہ اعواک کی آواز سے کیون لوگ بیہوش ہو جاتے ہین خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک جادوگر ہے کہ نام اُسکا بقراط جادو ہے اُسنے اسپر سحر کیا ہے کہ اسکی آواز سے لوگ غش کھاکر گر جاتے ہین اور وہ [illegible] جب تک بقراط نہ مارا جائیگا اعواک پر کوئی غالب نہوگا عمرو نے پوچھا کہ بقراط جادو

رہتا کہاں ہے خواجہ انتخار بولے کہ اعراک جس پہاڑ کی طرف سے آتا ہے وہین لقراط رہتا ہے عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا القصہ رات
کو عمرو وہین رہا صبح کو خواجہ انتخار سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا خواجہ سوا تمھارے
کون ہے جو لقراط کو مارے اور اعراک کا کام تمام کرے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہان روپیہ کا صرف ہے اور لوتاب بہت خسیس ہوگیا ہے
مین بیچارہ مفلس میرے پاس کیا ہے کوئی لوٹی ہیری بندھی ہوئی ہے مقدار مین کیا کرسکتا ہون امیر نے پچاس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر عمرو
کو دیا کہ خواجہ جسوقت تم اعراک کو مار وگے پھر روپیہ ہمسے لے لینا عمرو نے کہا انصاف مجھے اب دلوا دیجیے کہ مین خرچ کرون ملک الموت
کو رشوت دون کہ وہ قبض روح کو آئے امیر نے کہا خواجہ کفر نہ بکو روپیہ لو اور اسیوقت روپیہ منگوا کر عمرو کو دیا عمرو نے نذر زنبیل کیا
اور ایک سمت روانہ ہوا اُس روز جو اعراک میدان ارکے صحرا کو چلا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر اُسکے پیچھے چلا وہ تو صحرا مین غائب ہوگیا
عمرو تلاش کرتا ہوا صحرا سے نکلکر دامن کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد عالیشان بنا ہوا ہے اور اندر اُسکے ایک ساحر بیٹھا ہوا ہے دو چار
خادم سامنے کھڑے ہین ابھی سر شام ہے کوئی دو گھڑی رات گئی ہے عمرو صورت ایک گوئیے کی بنکر اور دور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر گانے
بجانے لگا رباب کی آواز جو لقراط کے کان مین پہونچی بیچین ہوکر اُٹھا آکر سامنے عمرو کے کھڑا ہوا لگا رباب سننے جب خوب محظوظ ہوا تو عمرو
سے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہے بس یہ سنتے ہی رباب ہاتھ سے پھینکدیا ایک آہ سرد کھینچکر کہنے لگا پوچھیے ستمدیدہ اس جا ان خدا پرستون کا
انھون نے مجھے تباہ کردیا پہلے مین خانزادان کہان مین تھا وہ گھر انھون نے برباد کیا ترکستان مین آیا وہ بھی قتل ہوا القا کی خدائی مین
آیا یہ بھی کیا خوب اُڑایا آخر کار خدا پرستون نے لقا کو بھی بھگایا مین اُسی کے ساتھ یہانتک آیا وہ اپنے حال مین گرفتار ہے یہ کہکر
رونے لگا لقراط نے یہ سنکر دلجوئی کی اور پوچھا اسکا نام کیا ہے کہا کہ ہیر بابی ربابی مجھے کہتے ہین لقراط بولا کہ اے ہیربابی تو خاطر جمع رکھ
خدا پرستون کا کام تمام ہوا جاتا ہے کہا کہ سب یہ پیشہ لیئے کوئی عمدہ برا نہین ہوسکتا ایک عیار حمزہ کا شہرہ ہے کہ آفت روزگار ہے
اُسنے شہر کے شہر چاپ کر ویسے غارت کردیے ہان اگر وہ مارا جاے تو یہ خدا پرست شاید مٹین لقراط بولا ایسا ہی ہے تم خاطر جمع
رکھو دل مین سوچا کہ اب کسطرح اُس عیار ہی کو پہلے غارت کرنا چاہیے آج کی رات تفریح مین بسر کرو کل دیکھا جائیگا یہ سوچکر حکم دیا
کہ کھانا لاؤ خادمون نے حاضر کیا لقراط نے عمرو سے کہا کہ آؤ عمرو نے بھی کھایا لقراط نے بھی زہر مار کیا اب فارغ ہوکر بیٹھا
کہا کہ اے ہیربابی اب تم باجا بجاؤ کچھ گاؤ کہ ہم نہایت مشتاق ہین عمرو نے رباب بجانا شروع کیا اور لگا الاپنے و ٹھنین ٹھمریان لیکر
گانے مین لقراط نہایت مسرور ہوا اور بالا مروارید کا گلے سے اتار کر عمرو کو دیا عمرو بولا المیان لون شراب بھی تو مجھے بلوائیے کہ نشہ
ہو تو کچھ جی لگے پوچھا کیا تو شراب پیتا ہے کہا یہ تو ہماری جنم گھٹی ہے اور مین ساقی گری بھی خوب کرتا ہون لقراط نے کہا تو بھی شرابی ہے
تو بھی پلا عمرو نے شیشہ و ساغر اُٹھا کر پلانا شروع کیا جب ہاتھ ٹھہرا کر شراب انڈیلی ساتھ ہی دارو بیہوشی بھی اُسمین
ملادی لقراط پیتا چلا جاتا ہے عمرو پلائے جاتا ہے ایکبار کہا کہ بس عمرو آکر پھر گانے لگا اور خوب تالیان بجانے مین بیہوشی اُڑائی اب
لقراط مست ہوا کہا اے ہیربابی کیا خوب مزا آیا تو نے میرا جی چاہتا ہے کہ ناچون اور ہاتھ اُٹھا کر گت بھرتا ہوا چلا تھا کہ بیہوش
ہوکر طمانچہ مارا اور چیخ مار کر گرا خادم و خدمتگار دوڑے کہ شاید کانٹا لگ گیا جو اُٹھکر قریب آیا گرا عمرو نے سب کو قتل کیا اور
مال و اسباب جو کچھ تھا لیکر داخل زنبیل کیا اور لقراط کو دو ہاتھ سے لیکر باہر برج کے آیا کہ شاید کوئی حمایتی اسکا آجاے
تو غضب ہو جاے صحرا مین لاکر ایک گڑھا کھود کر سر نیچے ٹانگین اوپر کرکے گاڑ دیا اور اوپر جنگل کی لکڑیان خشک چنکر آگ
لگا کے راہی ہوا کہ لقراط کو جہنم کا مزا اُٹھ گیا اب عمرو نے راستہ لشکر حمزہ صاحبقران کا لیا یہان حسب دستور
رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اعراک دامنہ صحرا سے پیدا ہوا میدان مین آکر مبارز طلب ہوا
ابھی کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلا تھا کہ ایک مرد پیر دبلا پتلا گھوڑے کی ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین فلفل سرخ گھوڑے کی مقعد
مین رکھی ہوئی ہے تو اُسکی گرمی سے چلا آتا ہے اور وہ مرد پیر دگلا پرانا پہنے ہوئے پھٹی سی پگڑی سر پر باندھے ہوئے

بند ہو تو درازورن کے واسطے سے آہین اگر میرے کہنے پر یقین نہین ہی تو آپکی مونچھ مین رقعہ بندھا ہی اُسے کھولکر
دیکھیے معلوم ہوجائیگا زرجد شاہ نے کہا ہان مین نے آئینہ دیکھا تھا تو کچھ سفیدی معلوم ہوتی تھی یہ کہکر مونچھ
پر ہاتھ جو پھیرا رقعہ ہاتھ مین آیا کھولکر جو پڑھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای کافر آگاہ ہو منم عمرو بن امیہ ضمری عیار
حمزہ صاحبقران میرا دستور ہی کہ کافر سے ڈاڑھی کا خراج لیتا ہون لقا تیرے پاس موجود ہی اُس سے پوچھ
کہ وہ مجھکو ماہ بماہ خراج بھیجا کرتا ہی جب اسکے منہ پر ڈاڑھی قایم ہی تجھکو بھی لازم ہی کہ میرے واسطے خراج مقرر کر
اگر اسکے خلاف کیا تو ہمیشہ چار ابرو کا صفایا رہیگا اسکے علاوہ اور بھی سزا اسے معقول دونگا اور چاہتا مین
[illegible] اگر دغا دے حمزہ صاحبقران کو کہ انکا حکم نہین ہی کہ مین کسی کو قتل کرون فقط [illegible] تاراج و تختی لیے
[illegible] ہوش مین آکر دین اسلام قبول کر نہین تو اس سے زیادہ ذلیل کرونگا بس یہ پڑھکر نہایت خفا
[illegible] ہوا اور بختیارک سے کہا کہ تو سچ کہتا ہی یہ عیار غضب کر گیا مگر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھو کسطرح
[illegible] تا ہون کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر گریہ کرینگے بختیارک نے کہا یا خداوند چاہیے تو یہی بس زرجد شاہ
[illegible] دربار برخاست ہوا اور لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو راہی ہوئے زرجد شاہ کھانا کھاکر سو رہا سہ پہر کو دربار مین
[illegible] ڈال کے آیا دربار کیا شام کو اور لوگ تو رخصت ہوگئے مگر بختیارک رہگیا زرجد شاہ نے منقل منگوا کر
[illegible] مشک و عنبر جلایا کہ جسکی خوشبو سے تمام مکان مہکنے لگا اُس وقت زرجد شاہ نے بال دامہ جادو چند بال
[illegible] سے کھولا آگ کو دکھایا اُس بال نے بل کھایا ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ شعلہ ہاے آتش چمکے اور ایک دیولی آسمان پر
سے نمایان ہوئی عجب شکل تھی گردن [illegible] معلوم ہوتا تھا رنگ رو سیاہ دنتار منہ پر چیچک کے غار ٹھیرے بڑے
[illegible] ہوئے آنکھین لال لال بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے اور وہ بال نہ تھے سانپ دوہری زبانین نکا
[illegible] ہوئے تھے دونون چھاتیان مانند دو مشکون کے لٹکی ہوئین منہ سے بو سے بد اسقدر آتی تھی کہ ہزار ہزار ز
[illegible] پر لوگون کا دماغ پریشان ہوا جاتا تھا بختیارک نے جو دیکھا مارے خوف کے کانپنے لگا مگر زرجد شاہ
اُسے دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا علیحدہ لیجاکر کہا کہ ای دستگیر بیکسان وای یاور غریبان میری دستگیری کیجیے
کہ عیار حمزہ مجھکو ذلیل کرکے چلا گیا اور تاج میرا اُس لعل بیبہا سمیت لیگیا اب آپ مجھے وہ لعل منگوا دیجیے کہ
مین سامنے اپنے بندون کے بے اعتبار ہوتا ہون دامہ جادو بولی کہ وہ لعل مین نے بارہ برس کی محنت مین
بنایا تھا اب ایسا بننا بہت مشکل ہی اور کہا سُن تو ایسے کے تیسے نالایق کہ نالایق مین نے تجھکو منع کیا تھا کہ لقا کو
اپنے شہر مین نہ آنے دینا تو نے نہ مانا اپنے پاس اُسے بُلایا لقا کے تعاقب مین خدا پرست آے کہ وہ بلاے [illegible] دریا
مین شہر کے شہر جادوگرون کے اُنھون غارت کردیے عیار حمزہ پرکالہ آفت ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ اُسنے میرے
شاگرد لقراط جادو کو مار کر اعراک کو قتل کر ڈالا مین اُسکے نام سے کانپتی ہون اور قطع نظر اسکے ان دنون
ایسے روز نحس میرے آے ہین کہ دم نہین مار سکتی ہون یہ نحوست مجھپر سے دفع ہوجاے تو پھر جو کچھ ہوسکیگا
کرونگی ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی اور خبردار مجھکو اب نہ بلانا یہ کہکر اُٹھی چلی گئی زرجد شاہ نے بختیارک
کو بلایا اور کہا ای بختیارک کسی سے دامہ جادو کے آنے کا حال بیان نہ کرنا اور ای بختیارک سُنا تمنے
کہ دامہ جادو کیا کہہ گئی بختیارک بولا یا خداوند مین سب سُن رہا تھا وہ منہ موڑکر آپ سے [illegible] زرجد شاہ
نے [illegible] کہ نقشاس عقربلی کو بلایا یہ عیار ہی اسکا لاہے جہان آفت زمانہ [illegible]
[illegible] ہیتا جب وہ [illegible] اگر عمرو کو پکڑ لاے تو دولت دنیا سے نہال کردون

جواہر تولدون نشناس نے عرض کیا جاتا ہون اور اُس دزد باریک کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فکر گرفتاری
عمرو مین روانہ ہوا لیکن حال عمرو کا سنیئے کہ یہ خواجہ افتخار کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ افتخار
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو خوب کیا تمنے جو اُس کافر کو ذلیل کیا عمرو نے کہا وہ لعل جو تاج مین زرجد شاہ
کے نصب تھا لے آیا ہون اور نکال کر کمر سے پیش کیا اور پوچھا کہ اسکے توڑنے سے سرداران حمزہ ہوش مین آئینگے
یا نہین خواجہ افتخار نے کہا ہرگز ہوش مین نہ آئینگے جب تک دمامہ جادو زندہ ہے کچھ نہ ہوگا عمرو نے وہ لوح
جو خواجہ افتخار سے لیگیا تھا پھر خواجہ افتخار کو دیدی اور لعل بھی سپرد کیا آپ رخصت ہوکر خدمت مین حمزہ مین
آیا کیفیت بیان کی کہا حمزہ جب تک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی یہ سب سردار ہوش مین نہ آئینگے امیر نے فرمایا
خواجہ تلاش کرو دمامہ جادو کہان رہتی ہے عمرو نے کہا بہت خوب اور تلاش مین دمامہ جادو کی بلا ہر کوہ و
دشت مین جستجو کرنا شروع کی ایک دن کا ذکر ہے کہ عمرو اُس پہاڑ کے پاس پہونچا جہان لقراط جادو کا بار اتھا
وہان ایک غار ہے اُسمین سے آواز صحیفۂ ابراہیمی کی آنے لگی ٹھہرا خیال کرکے جو سُنا تو بہت خوش الحانی سے کوئی
پڑھ رہا ہے عمرو اندر غار کے اُتر گیا دیکھا کہ ایک درویش عبادت کیش پیراہن سفید پہنے ہوئے تہمد سفید بندھا ہوا
عمامہ سر سے لپٹا ہوا ایک جریب آگے رکھی ہوئی جانماز اُگالدان ایک جانب پشت خار فولادی گھڑونچی پر
گھڑے علیحدہ رکھے ہوئے مجھرے ڈھکے ہوئے صافی کھاروے کی اُنپر پڑی ہوئی ایک انگیٹھی مین آگ رکھی ہے
دو چار حقے رکھے ہوئے دو چار خادم و خدمتگار وہ بھی گیروا لباس پہنے ہوئے درختون مین پنجرے لٹکے ہوئے کسی مین
بیا ہو کا جوڑا حق سرہ بول رہا ہے کسی مین طوطا بنمی جی بھیجو کہہ رہا ہے کسی مین لعل صم بکم پڑھ رہے ہین شیر کی کھال پر
وہ حق رسیدہ بیٹھا ہوا ہے ماتھے پر گٹھا سیاہ پڑا ہے عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرد باخدا ہے اس سے پتا دمامہ جادو
کا معلوم ہوجائیگا پس قریب آکر سلام کیا اُس فقیر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عمرو
نے دوڑ کر قدمون کو چوم لیا سامنے باادب دوزانو بیٹھ گیا شاہ جی نے پوچھا کہ باباتم متردد کیون ہو غرض عمرو
نے کہا کہ آپکو جب نام میرا معلوم ہوگیا کام بھی منکشف ہوگیا ہوگا میرے کہنے کی حاجت کیا فقیر نے جواب کہ بابا
فقیر ایسا صاحب کمال نہین ہے عمرو بولا کہ مجھکو تو یقین ہے کہ آپ صاحب کشف و کرامات ہین فقیر بولا کہ یہ تمھاری
خوش فہمی ہے کیون باباتم دمامہ جادو کی تلاش مین نکلے ہو کہا کہ عیان راچہ بیان شاہ جی بولے بابا اچھا تمکو
مکان معلوم ہوجائیگا آج تو فقیر کے یہان مہمان رہو تم بھی ولی اللہ ہو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہو آج جو
کچھ فقیر کو میسر ہے اُسے کھاؤ عمرو کو دمبدم اعتقاد اُسکا زیادہ ہوتا جاتا ہے القصہ عمرو وہین رہگیا اُس فقیر نے دو پہر
کے کھانا منگواکر سامنے رکھا عمرو نے خوب کھایا جب فراغت ہوئی تو آثار بیہوشی ظاہر ہوئے اب عمرو حیران ہوا
کہ یہ کیا معرکہ ہے فقیر کی طرف دیکھنے لگا وہ فقیر ایک مرتبہ جھپٹ کر اپنے مقام سے اُٹھا اور نعرہ کیا کہ باش اے
دزد باریک گردن ساربان زادے منم نشناس عطفر لی عیار زرجد شاہ جاتا کہان ہے عمرو چاہتا تھا کہ سنبھل کر
کچھ اُٹھا اگر گرا نشناس نے مشکین باندھلین اور پشتارے مین باندھکر لیکر روانہ ہوا اب عمرو کا منھ پشتارے کے در سے
باہر نکال دیا ہے اور لیے چلا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ او ساربان زادے تونے خداوند زرجد شاہ کو
ذلیل کیا ہے دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون عمرو عجز و انکسار کر رہا ہے کہ ای عزیز اگر تجھے مال کی طمع ہے تو مجھسے لے
لے اور مجھے زرجد شاہ پاس نہ لیجا وہ کہہ رہا ہے کہ مین تیری ایک نہ سنونگا یہانتک کہ سامنے سے شہر زرجد نگار
دکھائی دیا عمرو کو یقین مرگ ہوا لگا دعا مین مانگنے کہ ای پروردگار عالم سوا تیرے اسے
کاہن کوئی

ندگار نہیں [illegible] بچا اس ظالم کے ہاتھ سے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے نشناس نے کہا کہ او
ساربان [illegible] تا ہی اپنے حال پر تو نے کیوں خداوند کو ذلیل کیا تھا عمرو بولا او حرامزادے اگر میرا
زندگی ہی [illegible] مجھکو بچائیگا یہ سنکر نشناس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا دیکھوں تو تیرا خدا کیونکر تجھے بچاتا ہی
عمرو نے [illegible] سے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس ملعون کو سزا دے اور اگر میری حیات مستعار باقی ہی تو
اس [illegible] نجات دے اب نشناس قریب شہر کے پہونچا ہی دروازہ شہر کا دکھائی دیا ہی کہ یکایک
کچھ سوار [illegible] اول میر شکار جانور صید گیر لیے ہوئے خواجہ افتخار مرکب پر سوار شکار کھیلنے چلے جاتے ہیں
نشناس [illegible] سوار کی قدمبوسی کو آیا خواجہ نے کہا کہ اس پشتارے میں کیا ہی نشناس نے کہا کہ خواجہ سلامت
میں عجب ایک علامۂ زمانہ کو پکڑ لایا ہوں کہ جسکا زمانے میں عدیل و نظیر نہیں ہی جسنے ایک زمانے کو آزار پہونچا
رکھا ہی اکثر کل کا ذکر ہی کہ خداوند کو ذلیل کر آیا ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار ہی یہ وہی وزرو بار یک گردن لک لکیا
ساربان زادہ عمرو عیار ہی خواجہ افتخار نے کہا ارے یہ شخص ولی اللہ نظر کردۂ ہفت پیغمبران باج ستانندہ
ریش کافران ہی تو نے بہت برا کیا جو اسے گرفتار کیا اور لوگوں سے کہا کہ پکڑ لو اس حرامزادے کو چھین لو پشتارہ
نشناس نے پکارا کہ خواجہ صاحب اسکو میں نے باشارۂ خداوند اسیر دام و تذویر کیا ہی اگر آپ چھوڑا دیجیے گا
تو خداوند آپ سے بہت ناراض ہونگے خواجہ افتخار بولے تیرا خداوند نا لائق کیا ہی مجھے اس شیطان کی پروا
کیا ہی لاکھ لعنت ہی زرجد شاہ پر اور اسکے پرستار روسیاہ پر لوگوں نے نشناس کو پکڑا اور اسیر کر لیا عمرو
پکارا کہ او حرامزادے دیکھا تو نے کہ میرے خدا نے مجھے کیونکر بچا دیا اسی وقت خواجہ افتخار نے عمرو کو پشتارے
میں سے نکلوا کر حلقۂ کمند کاٹے عمرو قدموں سے لپٹا خواجہ نے حکم دیا کہ قتل کرو اس نشناس بد ذات کو
نشناس نے سمجھا کہ خواجہ افتخار مسلمان ہیں پکارا کہ خواجہ سلامت مجھکو بھی مسلمان کیجیے میں نے لعنت کی زرجد شاہ
پر خواجہ افتخار نے کہا او حرامزادے میں تجھے خوب جانتا ہوں اگر تجھے مسلمان کے ساتھ ایک دیگ میں جوش کریں
تو بھی تیرا گوشت مسلمان کے گوشت سے نہ ملیگا مجھے تو فریب دیتا ہی جھوٹ ایمان لاتا ہی کہ تو نشناس ہی اور غضبناک
ہو کر کہا کہ مارو اس حرامزادے کو لوگ تلواریں پکڑ کر گرے نشناس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور وہیں اسکی لاش
پھینک کر راستہ لشکر اسلام کا لیا عمرو نے خواجہ افتخار سے کہا کہ آپ خوب وقت پر پہونچے مجھے بچایا نہیں تو
[illegible] مارا گیا ہوتا خواجہ افتخار نے کہا کہ اے عمرو تو مقبول درگاہ جناب ایزدی ہی مجھے شب کو آکر حضرت
[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نشناس عمرو کو پکڑے لاتا ہی تم اُسے چھوڑاؤ اور خدمت
[illegible] میں جو یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا پہر رات سے تیاری چلنے کی کی مع اسباب و مال و عیال و
اطفال [illegible] سے نکل آیا واقعی بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے تمکو اسیر پایا یہی باتیں کرتے ہوئے
قریب لشکر [illegible] پہونچے خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خواجہ افتخار آئے ہیں سب سرداروں کو استقبال
کے وا[illegible] بھی دروازۂ بارگاہ تک آئے خواجہ نے سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اندر جا کر بادشاہ
اسلام [illegible] پر تخت کو چوما عمرو نے کہا حمزہ مجھکو تو خواجہ صاحب نے بچایا نہیں تو مارا گیا تھا نشناس
کا ہفسر یب مجھکو پکڑے لیے چلا تھا کہ خواجہ صاحب پہونچے اُسکو مارا مجھے چھڑایا بادشاہ نے
[illegible] بٹھایا اور ایک خیمہ اُنکے واسطے علیحدہ استادہ کرا دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ لشکر ہوا بکر اسعد
کیا نقشا ہی امیر نے فرمایا خدا خدا ہی تمہارا عمرو رہنما ہم پہ ہوچکا

ہرکارون نے جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ نشناس عقرلی عمرو کو اسیر کیے ہوئے پشتارہ بدوش
آتا تھا اس عرصے مین خواجہ افتخار پہونچے عمرو کو چھڑا لیا اور نشناس کو قتل کیا بعد اُسکے خواجہ افتخار جاکر حمزہ کے
شریک ہوئے بختیارک نے تو پگڑی سر پر سے اُچھالی اور پکارا صلوٰۃ بر محمد و آل محمد لعنت بر لات اعلیٰ و مناة
اور کیون یا خداوند مین آپ سے اکثر کہتا تھا کہ یہ خواجہ افتخار مرد مسلمان ہی آپ یقین نہ لاتے تھے اب تو آپ کو
ثابت ہوا زبرجد شاہ بولا کہ ای بختیارک مجھکو بڑا رنج نشناس کے مارے جانے کا ہی افسوس میرا رفیق قدیم مارا گیا
اور اُسی وقت اُٹھکر اندر چلا گیا اور منقل مین عود و عنبر جلایا جب خوشبو اُسکی پھیلی تو بال دمامہ جادو کا بازو پر سے
کھولکر آگ پر رکھا کہ اُس بال نے بل کھایا کہ ناگاہ پرکالہ آتش چمکے اور دمامہ جادو مثل بلاے آسمانی کے نازل ہوئی
پکار رہی کہ مین تجھسے کہہ گئی تھی کہ یہ دن میرے اوپر سخت ہین مجھکو نہ بلانا تو نے نہ مانا زبرجد شاہ رونے لگا اور کہا
کہ ای مادر مہربان و ای زوجہ مشفقہ سُنا آپ نے کہ نشناس عقرلی عیار بھی مارا گیا اور اب خدا پرست مجھے بھی زندہ
نہ چھوڑینگے دمامہ جادو نے کہا کہ کیا مجال اُنکی اور ایک کورہ گھڑا پانی کا منگوا کر اُس پر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور کہا
کہ اس پانی کو مشکون مین بھروا کر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑکوا دے ایک حصار گرد قلعہ کے الماس کا بنکر تیار ہو جائیگا
پھر جو کوئی اہل اسلام سے ادھر آئیگا وہ مانند تصویر کے اُس حصار مین چسپیدہ ہو جائیگا تو اندرون حصار بیٹھا ہوا
عیش و عشرت کیا کر دو مہینے مجھپر بہت بھاری ہین کہ اندیشہ جان کا ہی اگر یہ دو مہینے خیر سے گذر گئے اور مین صحیح و سلامت
رہی تو آکر سب تمہارے دشمنون کا استیصال کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اور وہ بال اسکا جو زبرجد شاہ کے پاس تھا
چھین لیا کہ نہ یہ تیرے پاس ہوگا نہ تو مجھے بلائیگا اور اُسی طرح اڑ کر چلی گئی زبرجد شاہ صبح کو باہر آیا دربار کیا سقون کو
بلوا کر وہ پانی جو دمامہ جادو دے گئی تھی دیا کہ اسے مشکون مین بھرا کر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑک دو سقون نے
وہ پانی بھرا کر مشکون مین چہار طرف چھڑکا اُسی وقت ایک حصار الماس کا گرد شہر کے بنکر تیار ہوا لیکن عمرو نے
جاکر یہ خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یون دمامہ جادو زبرجد شاہ کے پاس آئی تھی اور کہہ گئی ہی کہ اب دو مہینے
تک مجھسے اور تجھسے ملاقات نہ ہوگی کہ بعد اسکے دوسرے دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ای شہریار گرد شہر
زبرجد نگار کے ایک حصار الماس کا بنکر تیار ہوا ہی اور جو ادھر سے شہر مین جاتا ہی مانند تصویر کے چسپیدہ
ہو جاتا ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دمامہ جادو کا سحر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر مین ہمارا جارچی جار دے کہ
کوئی شہر زبرجد نگار کی طرف نہ جاے اُسی وقت تمام لشکر مین ڈھنڈورا پٹا سب کو خبر ہوئی ایک ایک
ہوشیار ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمام فرزند اور سردار میرے جو اس کافر کو سجدہ کرتے تھے کیونکر
اس گمراہی سے نجات پائین اپنے ہوش مین آئین عرض کیا کہ خواجہ افتخار سے پوچھیے اُنھون نے بیان کیا کہ
ای شہریار وہ سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین جب تک دمامہ جادو زندہ ہی اُنھین نجات نہ ہوگی امیر نے فرمایا
کہ دمامہ جادو کہان ہی خواجہ نے عرض کیا یہ مجھکو نہین معلوم کبھی اُسنے اپنا مکان رہنے کا زبرجد شاہ کو بھی نہین
بتایا امیر نے عمرو سے اور شاگردان عمرو سے فرمایا کہ چارطرف پھر کر تلاش کرو پتا اسکا لگاؤ اُنھون نے ہر چند
... لیکن دمامہ جادو کے مکان کا کہین پتا نہ لگا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون نے عرض کیا ای شہریار یہ دو مہینے
... اری گئی تو اُسکو قضا بھی نہین ہی اور پھر کوئی اُس سے عہدہ برا بھی نہ ہوسکیگا صاحبقران
... راوی استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ ایزدی مین آگے جیسا حکم ہو ہوا اُسی
... واسطے استادہ ہوئی صاحبقران سویرے سے کھانا

زردبار ... لشکر اگر ... باہر نکال دیا ... دلیل کیا ہی دیکھیے ... اور مجھے زبرجد ... دکھلا ... عمرو کو

ہی تھی پر

داخل ہوئے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے بخضوع و خشوع و بگریہ و زاری دعا مانگنے لگے کہ خداوندا تمام بندے تیرے گرفتار سحر ہین امیدوار ہون
کہ مکان دمامہ جادو کا مجھے معلوم ہو تو تیری تائید سے اُس لکاتہ کو جا کر قتل کرون اور آگے جو مرضی تیری
مین راضی برضا ہون یہ دعا مانگتے مانگتے صبح ہو گئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ آواز تسبیح و تہلیل کی آنے لگی بعد
حضرت سلیمان کا نمایان ہوا اور اُس برقع مین سے آواز آئی کہ السلام علیک حمزہ صاحبقران نے جواب
سلام دیا دوڑ کر قدمون سے حضرت کے لپٹ گئے حضرت نے سر اُس افسر صاحبقران کا اُٹھا کر سینے سے لگا لیا
اور فرمایا کہ آپ پریشان کیون ہین عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ سحر مین دمامہ جادو کے تمام سردار
اور فرزند میرے گرفتار ہین اور مکان اُسکا نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے فرمایا چاہ الماس مین وہ رہتی ہے سمت
مغرب جاؤ تو مکان دمامہ جادو کا پاؤ گے بس یہ فرما کر حضرت غائب ہو گئے صاحبقران نماز شکر پڑھ کر عبادت خانے
سے باہر آئے سب سے حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جسکے نام فتح نکلے وہ یہان سے جاے اور
[illegible] احکام نکلواے اُنھون نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ خود صاحبقران تشریف لیجائین اور
[illegible] زبردست اور ایک عیار جاے تو چاہ الماس فتح ہو امیر نے کرب اور مقبل کو ہمراہ لیا
[illegible] عمرو بن امیہ ناہدار کو تجویز کیا عمرو نے کہا حمزہ تو جانتا ہے کہ مین جادوگرون سے نہایت
[illegible] ساتھ نہ جاؤنگا بلکہ مکہ معظمہ کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر تم نہ جاؤ ہم عنایت
[illegible] کے جاتے ہین [illegible] مین داخل ہوئے اور رخصت ہو کر نکل آئے بادشاہ اسلام گلے ملے
[illegible] اور فرمایا کہ ہماری بادشاہت آپ کے باعث سے ہے آپ اُدھر تشریف لیے جاتے ہین ہم
کیا کرینگے اگر آپ کے ساتھ چلتے تو بہت اچھا تھا صاحبقران نے کہا اے شہریار یہان لشکر کا
[illegible] کسکے سپرد کیا جاے حضور یہین رہین مین جاتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر انھین قدمون
[illegible] غرض رات بھر عجب کیفیت مین گذری صاحبقران کرب اور مقبل کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
دیکھا کہ دری کاندھے پر ڈالے ہوئے لوٹا رسی ہاتھ مین کمر بندھی ہوئی سامنے سے چلا آتا ہے
حمزہ خدا حافظ مین جاتا ہون خانہ کعبہ خط وغیرہ جو کچھ آپ کو بھیجنا ہو گا میرے نام بھیجیے گا امیر نے
[illegible] جاؤ مگر ہمکو تمسے یہ امید نہ تھی کہ تم اس وقت مین ہمکو تنہا چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا حمزہ مین ناچار ہون
[illegible] زمین مین نہین گرا جاتا یہ کہکر سلام کر کے ایک طرف کو راہی ہوا سرے تک لشکر کے بادشاہ اسلام
ساتھ ساتھ آئے آخر صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور آپ تشریف لیجائین اور قسم اپنے سر کی
دی بادشاہ آبدیدہ ہوئے صاحبقران چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا عمرو چلا آتا ہے امیر نکارے
خواجہ تم کہان گئے تھے کیا خانہ کعبہ کو نہین گئے عرض کیا کہ دل کو گوارا نہ ہوا اب آپ کو چاہ الماس تک پہونچا لون
تو چلا جاؤنگا فرمایا کہ خواجہ تم ہمارے عاشق ہو تمھین ہمارے بغیر چین کب آتا ہے یہ باتین کرتے ہوئے چاہ الماس
کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

اسکے داستان ایرج نوجوان اور شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

[illegible] کو گیا تھا وہان سے خورشید ستارہ پرست کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی داخل لشکر ہوا اگر اسعد
[illegible] نورالدہر سے کہا کہ [illegible] صاحب آپ نے اس شادی مین میری وہ آبرو کی کہ مجھکو فلک ہفتم پر پہونچا دیا

وصل سے بھی اُس نازنین کے کامیاب ہوا اگر خوشی مجھے جب حاصل ہوگی کہ ایرج قتل ہو یا اسیر ہو اس فریبیے
قارن قمر جبین کے کہنے سے شکار کو گیا آپ اُسکی فکر ہے سو فیان نہیں جانتے خدانخواستہ اگر آپ پر کچھ نوعدگر ہوئی تو میں
اپنی جان دونگا اور اگر جان نہ نکلی تو فقیر ہو جاؤنگا کس واسطے کہ یہ آفتاب پرست پر یا کہتا ہے کہ میں ملکہ گیتی افروز
پر عاشق ہوں ابھی تھوڑے دن ہوئے جو قارن قمر جبین کو نامہ دے کر بھیجا تھا مگر قدرت خدا کہ وہ حرامزادہ
وہاں سے جوتیاں کھا آیا اگر شاہزادہ تھا و سپاہ ملک قاسم یہ رسوائیاں سُنتے تو اپنی جان دیدیتے یا اس
پاجی کو مار ڈالتے یہ کہکر رونے لگا نور الدہر نے کہا اے اسد برب کعبہ میں ایرج سے مقابلہ کرونگا اور مشکیں باندھکر
تیرے حوالے کر دونگا تو خاطر جمع رکھ یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ ایرج جو شکار کو گیا تھا
وہاں سے آیا بلکہ خورشید ستارہ پرست کو بھی اپنے ساتھ لایا ہے نور الدہر نے اسد سے کہا کہ اب ضرور سامان
جنگ وجدال ہوگا لیکن اِدھر ایرج جو خورشید کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر میں آیا سامان دعوت مہیا کیا
خورشید نے کہا کہ اے ایرج اس دیوانے نے مجھے سخت جلایا ہے کہ مجھ سے بھائی چارہ کیا اور پھر مکر یا تو کو لیگیا
ایرج نے نام اسد کا سُنکر آہ سرد کھینچی اور بولا کہ اے خورشید میرا تو جگر خون ہو رہا ہے اس دیوانے کے ہاتھ سے
کونسا ایسا رنج تھا کہ جو مجھکو نہیں پہونچا ہے اقبال شاہ کی شادی کی یہ کمبخت ملکہ شور انگیز کو محافے میں سے
نکال لیگیا انجام کار اقبال شاہ کو قتل کیا مجھ سے بھلا تم کیا کہتے ہو میرے سینے کو چاک کر کے دیکھو تو دل میں ہزار دل
داغ نکلینگے خورشید نے کہا کہ اے ایرج نوجوان میں برسم ایلچی گری یہاں سے جاتا ہوں اور اس دیوانے کو مار کر
چلا آتا ہوں ایرج نے کہا اے خورشید وہ دیوانہ بڑا اکھاڑیا ہے وہ تمھارے ہاتھ نہ لگیگا تم یہ ارادہ نہ کرنا خورشید نے
نہ مانا اور ایک سفید کاغذ سر سے باندھ کر مرکب پر سوار ہو کر دو چار خادم ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکاروں نے خبر دی کہ
خورشید برسم ایلچی گری یہاں آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ شاہزادہ نور الدہر محل میں جا چکا ہے ہر چند تاجدار تخت پر
بیٹھا ہے اسد دنگل شوکت پر متمکن ہے اسد نے خورشید کے آنے کی خبر جو سُنی سب سرداروں سے خطاب کیا کہ صاحبو
تم مجھے بھائی شاہزادہ نور الدہر کا سمجھتے ہو یا نہیں سب نے عرض کیا کہ بیشک وشبہ ہم آپ کو برابر شاہزادہ نور الدہر
کے جانتے ہیں اسد نے کہا کہ پھر جو کچھ میں کہونگا وہ بجا لاؤگے سبھوں نے عرض کیا کہ کبھی عدول حکمی نہ کرینگے ہم جان
تک دینے کو موجود ہیں فرمایے جو ارشاد ہو بجا لائیں اسد بولا کہ بھائیو اس ستارہ پرست سے اور مجھ سے کمال
دوستی اور بھائی چارہ تھا اسکی بہن مجھپر عاشق ہوئی میرا بھی دل اُسپر آگیا یہ مجھ سے بگڑ کر اب شریک اُس آفتاب پرست
کا ہوا ہے اسلیے کہ مجھکو خار ہوا اور اب ایلچی بنکر آتا ہے جسوقت وہ آکر بیٹھے اور مجھ سے گفتگو سے سخت ہونے لگے اور میں تمھیں
اشارہ کروں تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا اور پکڑ لینا سبھوں نے عرض کیا بہت خوب ہم حاضر ہیں کہ اس اثنا میں
خورشید درانہ بارگاہ کے اندر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا اور نور الدہر کا دنگل خالی تھا بے تکلف اُسپر
بیٹھ گیا اسد جلگیا اور نعرہ کیا کہ او ستارہ پرست تیرے اختر اختران کی ایسی تیسی کی تھی تو اپنے کو بھولگیا اور
مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھ گیا نہیں سُنا تو نے اس قول کو شعر تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف
ہمہ اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی + ایاز حد خود را بشناس تو اپنے کو دیکھ اور بھائی صاحب کے دنگل پر بیٹھنا دیکھ
اُٹھ یہاں سے تیرے واسطے اور دنگل آتا ہے بھائی صاحب آئینگے تو کیا تیرے سر پر بیٹھینگے اور اگر نہ ا
خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے بھول گیا تیری قضا سر پر کھیلتی ہے تو نے کیا کیا کچھ ادائیاں کیں
متحمل کیا ہیں صاحبقران ہوں اگر نور الدہر کے دنگل پر بیٹھ گیا تو کیا ہوا یہ دلپر ہیں

...تک بس یہ کہنا تھا کہ اسد نے سب سرداروں کو اشارہ کیا کہ گرفتار کر لو اسے یہ شاہزادہ نورالدہر
...سے نہیں اٹھتا ساتھ ہی اشارے کے کشیدہ رد و منارہ گردن وغیرہ سب مستعد تو بیٹھے تھے دوڑ پڑے
...گئے خورشید نے چاہا کہ اٹھے وہ بھلا ہاتھ ہلانے کی کب مہلت دیتے ہیں پکڑ لیا اور مشکیں باندھ لیں
بلا کر آہنگروں کو اسیر غل و زنجیر کیا اسد پکارا بلاؤ جلاد کو کہ اسکی گردن مارے اسی وقت جلاد حاضر ہوا اور خورشید
کو لیجا کر زیر تیغ بٹھایا اب جلاد تیغ علم کیے ہوئے منتظر حکم استادہ ہے کہ ہرمز تاجدار نے کہا ای اسد دلاور بے شاہزادہ
نورالدہر کی اطلاع کے اسکا قتل کرنا اچھا نہیں انسے اجازت لے لیجیے تو بہتر ہے اسد نے کہا ای شہریار میں نے
اجازت لے لی ہے اور جلاد سے کہا کہ دیکھتا کیا ہے جلد اسکا فیصلہ کر جلاد نے ہرمز کی طرف دیکھا بادشاہ نے
اشارہ کیا کہ ہرگز تلوار نہ مارنا اور نورالدہر سے پوشیدہ کہلا بھیجا کہ آپ جلد تشریف لائیے نہیں تو اسد خورشید
کو مارے ڈالتا ہے جلاد نے جو قتل کرنے میں تامل کیا اسد نے دیکھا کہ جلاد تاخیر کر رہا ہے اس سے کہا کہ دور ہو مردک
میں اپنے ہاتھ سے اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا خورشید نے کہا کہ ای اسد میں ایلچی گری کے بہانے سے
تجھے قتل کرنے آیا تھا معاملہ برعکس ہو گیا کہ تو ہی مجھے قتل کرنے لگا مثل مشہور ہے کہ چاہ کنندہ را چاہ در پیش معلوم ہوا
کہ میری قضا تیرے ہاتھوں تھی خیر کچھ مضائقہ نہیں اسد قریب خورشید کے پہونچا ہی تلوار کا ہاتھ بلند کیا تھا کہ اسی وقت
شاہزادہ نورالدہر برآمد ہوا اور نعرہ کیا کہ ای اسد خبردار تلوار خورشید پر نہ مارنا جو اپنے گھر آئے کوئی اسے
قتل کرتا ہے یہ رکا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور ایرج نوجوان اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بولا ای ایرج
تم کیوں آئے ہو ایرج نے کہا کہ میں نے سنا تھا خورشید قتل ہوتا ہے اسکے بچانے کو آیا ہوں کوئی بھی ایلچی کو
قتل کرتا ہے نورالدہر نے کہا میں کب قتل ہونے دیتا ہوں اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ میرے قتل کرنے کو
آیا تھا خود اس امر کا مقر تھا اور آپ نے میرے ہاتھ سے اسے بچا دیا القصہ نورالدہر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگروں
کو کہ قید خورشید کی دور کریں اس وقت خورشید نے آپ قید اپنی توڑ کر پھینک دی ایرج اپنے ساتھ لیکر باہر نکلا
دونوں مرکبوں پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے لشکروں کو چلے راہ میں ایرج نے پوچھا کہ ای خورشید تم کیونکر
گرفتار ہوئے خورشید بولا کہ بھائی سب کے سب منارہ گردن کشیدہ رد وغیرہ مجھپر یکایک آ پڑے میں گرفتار ہوا
ایرج نے کہا ای خورشید نورالدہر کا اتنا اندیشہ مجھے نہیں ہے جسقدر ان لوگوں کا ہے یہ کشیدہ رد و منارہ گردن
غضب کے ہیں خورشید نے کہا بھائی بلوے کی بات اور ہے میدان میں سب کو مارینگے کہاں جانے پاتے ہیں اور
پہلے تو میں اس دیو لعین کو میدان میں بلاؤنگا اسکو مار کر اوروں سے سامنا کرونگا یہی باتیں کرتے ہوئے داخل
بارگاہ ہوئے پوشاک بزم پہن کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا نشے میں آ کر خورشید نے حکم دیا کہ بجے
طبل جنگی اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکاروں نے آ کر شاہزادہ نورالدہر کو خبر دی کہ
خورشید ستارہ پرست نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ
بجے اسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ آرا سے خبردار ہوئے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دے کر چلے گئے خورشید ستارہ پرست ایرج سے اجازت لیکر میدان
میں آیا مرکب کو جولان دیا نیزے کے ہاتھ خوب نکالے بعد اسکے نعرہ کیا کہ ای دیو انیے مجہول مکار دغا باز اگر تجھکو دعوی
شجاعت کا ہے تو آ میرے مقابلے کو کیا بھاگ بھاگ کر لڑا کرتا ہے چوروں کی طرح سر گم ہو کر لڑ تو مزہ ہے اسد نے چاہا کہ مقابلے
کو جائے نورالدہر نے منع کیا کہ ای اسد میں تجھے خورشید کے مقابلے کو نہ جانے دونگا تو خورشید سے عہدہ برآ نہ ہو سکیگا

اور وہ تیرا دشمن ہی جان سے مار ڈالیگا اور اگر تو مارا گیا تو مین دادا جان کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اسد بولا بھائی صاحب مین
خورشید سے دست و گریبان نہ ہونگا دور سے تلوار کی لڑائی لڑونگا نورالدہر بولا مین تمھین نہ جانے دونگا اسد بولا
کہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا یہی باتین تھین کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور نقابدار قنتورہ پوش نمایان ہوا
ایک جانب میدان مین آکر قائم ہوا خورشید کو بالائے دہتا بان میدان مین مرکب پری پیکر پر سوار و جلوہ گر دیکھا عیار
کو حال دریافت کرنے کو بھیجا اُسنے آکر کہا یہ لشکر اسلام ہے وہ لشکر ستارہ پرستون کا اور آفتاب پرستون کا ہے اور میدان
مین خورشید ستارہ پرست کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہے نقابدار نے کہا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا کسواسطے کہ عمرو
سے اور مجھسے بھائی چارہ ہے مجھے کب گوارا ہے کہ میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے لڑے یہ کہکر گھوڑے کو اُڑایا مقابل
خورشید ہوا خورشید تیغ آور زن ہوا مرکب برابر سے پیچھے ہٹ گئے رانون مین مسلکر مرکبون کو پھیر کر ایک دوسرے سے
مقابل ہوا مگر خورشید نے دیکھا کہ اندر سے سحاب نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر معلوم ہوتا ہے اور ہاتھ پاؤن عورتون
کے ایسے ہین حیران ہوکر پوچھا اے نقابدار کم نام تو کیون میرے مقابل آکر کھڑا ہوا مجھے تو مقابلہ ان خدا پرستون سے پڑا ہوا ہے
نقابدار بولا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا تجھکو سزا دینے آیا ہون میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے آنکھ نہین
ملا سکتا خورشید آگ ہوگیا اور کہا کہ تجھے بہت گھمنڈ ہے اپنی شجاعت کا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے لا اپنا حربہ نقابدار
پکارا کہ پیشدستی اپنا دستور نہین خورشید نے نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا خبردار خبردار کہکر نقابدار پر مارا اُسنے نیزے کو نیزے کی سنان
پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے بہت دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا نہ بر آیا ہاتھون سے نیزے پھینک دین تلوارین
کھینچلین خورشید نے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے جھٹکی دی کہ تلوار سپر پر ٹوٹی قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالدیا زور
ہونے لگا مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے کود کود کر سرگرم تلاش ہوئے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے
روشنی طرفین سے آئی تماشائیون مین باہم غل تھا کہ میان عجب تماشے کی لڑائی ہے جب تک ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا
ہم نہ جائینگے اور ایرج بھی ایک طرف خیمہ استادہ کراکر بیٹھا نورالدہر و اسد و ہرمز تاجدار ایک جانب خیمہ استادہ
کرکے بیٹھے تماشا دونون کی کشتی کا دیکھ رہے ہین تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز پہر دن باقی تھا کہ نقابدار قنتورہ پوش
نے لنگر خورشید کا اُکھیڑا اسپر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ کر حوالے کیا اپنے عیارون کے اور لشکر
سے خورشید ستارہ پرست کے پکار کر کہا کہ اب اس سے تم دست بردار ہوجاؤ اور اپنے ملک کو چلے جاؤ یہ کہکر ایک
سمت راہی ہوا ایرج کا حوصلہ نہ پڑا کہ جاکر خورشید کو نقابدار سے چھینے مُنھ دیکھتا رہ گیا پھر کر اپنی بارگاہ کو چلا گیا
ادھر لشکر خورشید کا حیران و پریشان ہوکر کوچ کرکے شہر اختر کو روانہ ہوا نورالدہر و اسد پھر کر اپنے خیمے
مین داخل ہوئے مگر ایرج نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر بہزاد مرتد سے کہا کہ افسوس خورشید گرفتار ہوگیا اور نقابدار
اُسکو لیکر چلا گیا اگر رہتا تو مین اُس سے لڑتا عوض خورشید کا لیتا بہزاد بولا اے شہریار چلے جانا نقابدار کا بہتر ہوا
نقابدار وہ بلا ہے کہ صاحبقران تک اُسکے عہدہ برآ نہین ہوئے باوجودیکہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہین ایرج
نے کہا کیا یہ نقابدار ساحر ہے قارن قہرمین نے کہا کچھ حال اسکا نہین کھلتا کہ یہ کیا آفت ہے ایرج نے کہا خورشید
کو ضیغم اعظم کے سپرد کیا ہے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین نورالدہر سے مقابلہ کرونگا اُسی وقت نقارہ رزمی بجا
ہرکاروں نے خبر ایکی خدمت مین شاہ ہرمز تاجدار کی حاضر ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہے
اُسکا ارادہ ہے کہ شاہزادہ عالم و عالمیان سے مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا کچھ پروا نہین جو خالق چاہیگا وہ کریگا ہمارے
لشکر مین بھی بلند شل اژدہی طبل جنگ بجے بموجب حکم کے کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہی

صبح کو فوج اسلام میدان کارزار میں آئی تخت بادشاہی قلب سپاہ میں قایم ہوا اُدھر [illegible] کی کمان عظمت و
شان سے دکھائی دی آسکے آگے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا تھا [illegible] صفین آراستہ ہوئے لیکن
آفتاب بھی بلند ہو آیا مگر ابتک شاہزادۂ نورالدہر کا میدان میں پتا نہیں [illegible] کہ بھائی صاحب ابتک
معرکۂ کارزار میں نہیں آئے جاکر دیکھوں تو سہی کہ کیا ماجرا ہی اسد [illegible] خوابگاہ میں شاہزادے کی آئے دیکھا
تو خادم و خدمتگار کھڑے ہیں اور شاہزادہ دوشالہ تانے [illegible] پوچھتے ہیں کہ شاہزادہ آج ابھی تک کیون
نہیں بیدار ہوا شب کو کسوقت سونے کا اتفاق ہوا تھا [illegible] سوئے تو اپنے معمول پر تھے مگر ابھی تک نہیں
جاگے بلکہ نماز صبح بھی قضا ہو گئی بس اسد نے جلد [illegible] کے مُنھ پر سے سرکایا تو عجب حالت دیکھی کہ سر اُس
افسر عالم کا کٹا ہوا الگ پڑا ہی اور خون [illegible] آنکھیں دونوں طرف رخساروں پر پلٹی ہوئی ہیں چشم حیرت
[illegible] شگاف کیا اور پکارا کہ ای طہماس بھائی صاحب کو تو کسی نے
[illegible] اور پکارا کہ ای شاہزادۂ عالیوقار افسوس مجھکو کہین کا تمنے نہ رکھا آخری
[illegible] وصیت بھی نہ کر گئے اور دونوں ہاتھ مُنھ پر مارے یہ کہکر بیہوش ہو گیا اِدھر طہماس نے گریبان چاک کیا
بچھاڑین کھانے لگا اور یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے ذیوقار تم آپ تنہا سفر کر گئے اور اس
خدمتگار کو چھوڑ گئے یہ خادم اب کہان جاے کیا کرے یہ دونوں اس عالم میں تھے اب ایک غلغلہ ہوا اور یہ خبر وحشت اثر
ہرمز تاجدار کو عین میدان جنگ میں پہونچی کہ شاہزادۂ نورالدہر کو کوئی خوابگاہ میں آکر رات کو ذبح کر گیا
اسد اور طہماس اپنی حالت تباہ کر [illegible] ہیں یہ سنتے ہی ہرمز نے تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور روتا پیٹتا دوڑا
کہ ہاے ہاے کیا ہو گیا پھر تو تمام فوج میں ایک حشر برپا ہو گیا سردار خاک اُڑانے لگے میدان سے پھر کر آئے
اسد اور طہماس تو دیوانے ہو کر ایک ایک کفنی گلے میں پہن کر نکلگئے ہرمز تاجدار اور تمام سردار لاش اُس
شہریار کی دیکھکر پیٹنے لگے رونا شروع کیا کوئی سر کو پیٹے ہوئے مُنھ سے مُنھ مل رہا ہی کوئی لاش سے لپٹا ہوا ہی اور محل میں
قیامت مچی ہوئی ہی آثار حشر [illegible] ہیں القصہ کہانتک اس نوحہ و ماتم کو طول دیجیے لاش اُس شہریار کی اُٹھائی
تمام سردار کا [illegible] کوہ میں دفن کیا گنبدہ بہت پر تکلف قبر پر استادہ کرایا قرآن خوان مقرر کیے
[illegible] میں کھانا پانی سب کو حرام تھا آخر گھبرا کے اختر شناس نے نورالدہر
[illegible] معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے شاہزادہ اچھی طرح سے آئیگا ہاتھ باندھ کر ہرمز تاجدار
[illegible] کہ شاہزادۂ نورالدہر زندہ و سالم ہی بعد چند روز کے انشاء اللہ آپ سے ملاقی ہو گا اگر اسمین
فرق نکلے تو آپ مجھکو قتل کیجیے گا بارے اس کلام سے کچھ بادشاہ کو تسکین ہوئی مگر حال سنیے ایرج کا جس وقت
اُسنے یہ سنا کہ نورالدہر مارا گیا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھوں سے آنسو گر پڑے کہا افسوس ہی نورالدہر کی
جوانی پر قسم ہی پیر اعظم کی کہ میں اسکی جان کا دشمن نہ تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ نورالدہر مارا جاے اُداس و پریشان میدان
سے پھر کر آیا لباس سیاہ پہنا اور تمام لشکر کو سیہ پوشی کا حکم دیا ایک ہفتہ اس طور پر گذرا تھا کہ ایک دن بہزاد مرتد نے
بہکایا کہ اے خداوند آفتاب پرستان آپ غنیمت سمجھیں کہ نورالدہر مارا گیا اگر وہ زندہ رہتا تو آپ کبھی اُسکے سامنے
سرسبز نہ ہوتے شکر کیجیے پیر اعظم کا کہ دشمن کا کام تمام ہوا لباس سیاہ اُتاریے بارگاہ سلیمانی ہرمز تاجدار سے
طلب کیجیے اُسمین بیٹھکر دربار کیجیے ہان اگر سرداران نورالدہر سے آپ کو خوف ہی تو بارگاہ نہ منگوائیے جانے دیجیے
ایرج نے کہا کیا خوب میں نورالدہر سے تو خوف کرتا نہ تھا سردار اُسکے کیا مال ہیں اور اُسی وقت لباس سیاہ

دور کیا پوشاک نفیس پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور سے کہا کہ تم جاکر ہرمز تاجدار سے کہو کہ بارگاہ سلیمانی میرے پاس تھی
مجھے لندھور نے دی تھی دیوانے مجھسے چھین لیگیا تھا اب بارگاہ میری آپ مجھکو بھجوا دیجیے ورنہ بجبر چھین لونگا
شاپور نے جاکر پیغام ایرج کا ہرمز تاجدار کو دیا تمام سرداران نورالدہر یہ پیغام سنکر درہم و برہم ہوئے پکارے
کہ ای شہریار ہم بارگاہ نہ دینگے لڑنے اور مرنے کو موجود ہین ہرمز تاجدار نے گھبرا کے اختر شناس سے پوچھا کہ
تم کیا صلاح دیتے ہو گھبرا کے اختر شناس نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ بارگاہ کا دیدینا اچھا ہی اگر نہ دیجیے گا تو
کشت و خون ہوگا اور اگر شاہزادہ زندہ و سلامت ہی تو بارگاہ پھر ہاتھ آجائیگی ہرمز تاجدار نے شاپور کو خلعت
دے کر رخصت کیا اور کہا کہ تم جاؤ ہم بارگاہ بھیجے دیتے ہین شاپور تو چلا گیا اب ہرمز تاجدار نے سب سرداروں کو سمجھایا
کہ صاحبو ہم اپنے رنج و الم مین گرفتار ہین لڑنا بھڑنا کیسا خدا فضل کریگا اور شاہزادہ نورالدہر زندہ ظاہر ہوگا تو اسکو
سمجھ لینا سبھوں نے عرض کیا ای شہریار ہم آپ کے مطیع ہین جو آپ مناسب جانین وہ کرین ہرمز تاجدار نے
اُسی وقت بارگاہ سلیمانی شتر اور قاطر اور چھکڑون پر لدوا کر بھجوا دی ایرج نوجوان نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے
بدستور سابق جلوس کیا دو دن کے بعد بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ مرکب پری وش نورالدہر کا بہت خوب
مرکب ہی اُسے آپ اپنی سواری کے واسطے ہرمز تاجدار سے منگوا لیجیے اب نورالدہر تو زندہ نہین جو اُس پر
چڑھیگا ایرج نے بہزاد کے ورغلانے سے ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ مرکب پریوش نورالدہر کا مجھے بھیجدو
اگر نورالدہر آئیگا تو مجھسے لے لینا یہ پیغام جو ہرمز کو پہونچا گھبرا کے اختر شناس سے صلاح لی کہ اب تم کیا کہتے ہو
اُسنے عرض کیا کہ حضور بھیجدینا صلاح ہی سردار مانع ہوئے کہ ایرج اسی طرح ہر روز دباؤ ڈالکے اسباب شاہزادے
کا منگوائیگا جب نہ دیجیے گا تو آمادہ جنگ ہوگا اس سے بہتر ہی کہ ایک مرتبہ لڑ لیجیے جو کچھ ہونا ہو ہو جائے اور ہم تو
بارگاہ دینے مین بھی راضی نہ تھے آپ نے بھیجدی گھبرا کے اختر شناس نے کہا کہ جہانتک رفع شر کیا جائے بہتر ہے
میری صلاح یہ ہی کہ لندھور کے پاس کہلا بھیجیے کہ ایرج ناحق ہمکو تنگ کرتا ہی ہم تو شاہزادے کے غم مین بیٹھے ہین
اور وہ لوگون کے بھڑکانے سے اسباب نورالدہر کا منگوا بھیجتا ہی آپ جانشین حمزۂ صاحبقران ہین ہم سے بزرگ ہین
آپ اسکا تدارک کیجیے یہ پیغام گیا لندھور بن سعدان نے سنکر اُسی وقت سوار ہوکر ایرج کے پاس آکر کہا کہ
ای ایرج نوجوان تمکو لوگ بھڑکاتے ہین اور تم بھڑکانے سے لوگون کے اسباب نورالدہر کا طلب کرتے ہو غضب
کرتے ہو کسی کے ورغلانے پر نہ جاؤ یا تو تم نورالدہر کے غم مین سیاہ پوش ہوئے بیٹھے یا اب ایسے بیمروت ہوگئے یہ
طریقہ اچھا نہین اس سے باز آؤ تمھارے پاس اسباب کیا کم ہی مین نے تمکو اتنا صاحبقرانی سب دے دیا
کوئی چیز تمسے عزیز نہین کی غرض ایسا سمجھایا کہ ایرج منفعل ہوا کہا کہ اچھا مین کوئی شے طلب نہ کرونگا مگر یہ کوچ کرکے
یہان سے چلے جائین میرے سامنے نہ رہین لندھور نے کہا اچھا یہ ہو سکتا ہی اور آکر اپنے مقام پر ہرمز تاجدار
سے کہلا بھیجا کہ آپ یہان سے کوچ کرکے چلے جائیے کوئی آپ سے نہ اسباب مانگیگا نہ متعرض ہوگا ہرمز اُسی وقت
مع لشکر کوچ کرکے روانہ ہوا سامنے قلعہ مشتری حصار کے آیا آب و ہوا یہان کی بہت اچھی تھی یہ خبر ایرج نوجوان
ہوئی کہ لشکر نورالدہر کا شہر مشتری حصار پر جاکے اُترا ہی بہزاد مرتد نے کہا کہ آپ یہان سے جائینگے وہ موقع
دیکھکر یہان آبیٹھینگے اور آپ کے ملک لیے ہوئے اپنے تصرف مین لائینگے جس طرح اور آپ کے ملک مانند اشتم
اور مشتری حصار وغیرہ کے اپنے قبضے مین کرلیے آپ اُنسے کہلا بھیجیے کہ ملک باختر سے نکلکر ظلمات یا اور کسی جگہ
تو چلے جاؤ ایرج نے یہی ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ اگر میری تلوار سے امان چاہتے ہو تو باختر مین نہ رہو ورنہ

قتل کرونگا جب یہ پیغام ہرمزتاجدار کو پہونچا نہایت پریشان ہوا باہم مشورہ کیا کہ کیا کرین عادی کشیدہ رو
ہ گردن ان سب کی یہ صلاح ہوئی کہ جہان سے آئے تھے وہین پلٹ چلین اور ایرج سے لڑین بعضون نے
یرج کو یہان آنے دو جس وقت وہ یہان آئیگا مجھ لینگے ہرمزتاجدار نے سہیل خان گھراے اختر شناس
چالاک بن عمرو وغیرہ کو علحدہ لیجاکر شورہ کیا کہ یہ لڑنا اور مرنا تو اُس وقت مین ہی کہ جب اور کچھ تدبیر نہ ہوسکے اور مین
چاہتا ہون کہ ان سرداروں مین سے کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے مگر عیار ہی سہیل خان کا شعلہ شب گرد وہ بھی وہان
موجود تھا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اگر حکم ہو تو مین ایرج کو جاکر پکڑ لاؤن جب تک شاہزادہ نورالدہر آئے
ایرج کو مقید رکھیے گا سب نے اُس عیار سے کہا کہ بس یہی امر بہت خوب ہی اگر ایرج تجھسے آسکے تو پکڑ لا وہ عیار
یہ سنکر اسی وقت روانہ ہوا اور وہ شخص جو پیغام ایرج کی طرف سے لایا تھا اُس سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہدینا
کہ ہم بعد ایک ہفتے کے ظلمات کو چلے جائینگے وہ بھی یہ جواب لیکر راہی ہوا مگر حال سُنیے شعلہ شب گرد کا یہ دامن
کوہ مین پہونچا قضائے کار ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ بہلیے قراول ساتھ ہین شکار کھیل رہا ہی ایک آدم
کہ یہ کون ہی معلوم ہوا کہ یہی ایرج نوجوان صاحبقران زمان ہی بس یہ سُنتے ہی سامنے ایرج کے
ایرج نے پوچھا تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ مین کوکا ہون ملکہ گیتی افروز کا مہرو ند میرا نام ہی
گیتی افروز کا [illegible] فارغ ہوگیا پوچھا کہ کہان سے آتے ہو عرض کیا کہ ملکہ نے خبر قاسم کے واسطے
نے پوچھا [illegible] کیا خبر لائے بولا کہ آپ بیٹھیے تو مین جو کچھ حال ہی گذارش کرون ایرج اُسے سا
[illegible] مدارات کی مخاطب ہوا کہ اب حال بیان کرو اُسنے کہا کہ ای شہریار گیتی افروز تو
جب آپ فولاد بازرگان کے ساتھ گئے تھے اور ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تھا اُسی وقت
بان عاشق وشیدا ہی علامت محبت چہرے سے ہویدا ہی اور اب جو آپ نے نامہ
اتحاد نامہ جب سے دیکھا ہی اور زیادہ بیقرار ہی کہ آب و دانہ چھوٹ گیا ہی مگر کیا کرے
مجبور ہی بہانہ قاسم کا ہی مگر آپ کے فراق مین رویا کرتی ہی بالفعل لوگون نے
امت چاہ الماس سے نکلا اس پتے پر ملکہ نے مجھے خبر طلسم کے واسطے بھیجا تھا
الماس سے سلامت تو نکلا ہی مگر مردے سے بدتر ہی کسواسطے کہ جو تجھکو دیکھا پوچھا
زندگی کیونکر ہو نہایت زرد وضعیف ہی تپ ایک دم اُسے نہین چھوڑتا
قاسم نے جو دیکھا کہا کہ ای مہرو ند میرا تو وقت اخیر ہی گیتی افروز سے
اپنی جوانی کو برباد نہ کرو لہذا جب سے مین ظلمات سے آیا ہون آپ کی تلاش مین
ہی کہ پھولا نہین سماتا ہر مرتبہ اُس عیار کو گلے لگاتا ہی ہر بار اشرفیان اور جواہر
کچھ تو مین تیرا کیا رتبہ کرتا ہون دولت دنیا سے تجھکو غنی کرونگا پھر پوچھا کہ
ونڈ نے عرض کیا کہ حمزہ ضعیف ہوا تمام دست و پا مین رعشہ ہی عمرو اسی غم مین
ستسقا ہی کرب مار گیا ایرج نے پوچھا حمزہ نے جانشین کسکو کیا کہا کہ
کے ہوتے پوتے کو کیون جانشین کیا بیان کیا کہ تو ہر چند شاہ نے سب
ئی نہین رہا ایرج یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای مہرو ند مین بھی
بنا اُسنے عرض کیا بہت اچھا مین آنکھون سے نامہ آپ کا لیجاؤنگا

تجھکو تو ایرج کو بچائے شعلہ شب گرد نے دیکھا کہ طرماسپ آپہونچا گھبرا گیا سامنے پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گیا اور ایرج کا ہم
پشتارے سے باہر نکالکر خنجر گلے پر رکھ دیا اور پکارا کہ اگر اب تم آگے بڑھے تو مین نے اسے مار ڈالا اب طرماسپ ٹھٹکا
کیونکر پہاڑ پر قدم رکھے مگر پہاڑ کو گھیرے ہوے کھڑا ہی شعلہ شب گیر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار مجھے ان ظالمون
سے بھی بچا سوا تیرے اس وقت بیکسی مین کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہی ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ یکبارگی بیابان سے
گرد اُٹھی اور ایک نقابدار سبز پوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور قریب آکر حال دریافت کرکے نعرہ کیا کہ
باش ای کافران بیحیا کب چھوڑتا ہون تمھین کہ تم اس عیار کو ایذا دو بہزاد مرتد نے گھوڑے کو چمکایا کہ او نقابدار مفلوک
روزگار تو حمایتی اس عیار کا بنکر آیا ہی پہلے تجھکو مارین تو آقا کو اپنے چھڑائین یہ کہکر تلوار اُس نقابدار پر ماری نقابدار نے
تلوار اُسکی رد کرکے جوابنا وار کیا کہ تلوار سپر کو قلم کرکے سر پر گری کہتا دوابروا اُتر گئی زخم کاری بہزاد مرتد کے لگا یہ
دیکھتے ہی دیلم شاطر زنگی نے سامنا کیا ارہ پشت نہنگ مار نقابدار نے تلوار سے اُسے قلم کیا اور وہی تلوار
جو ماری دیلم نے گھبراکر سپر اُٹھا دی تلوار سپر کو کاٹ کرتا دوابر اُتر گئی دیلم شاطر بھی زخمی ہوا اب طرماسپ نے
گینڈا اپنا آگے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو زخمی کیا تو سے آیا ہون دیکھ تیری کیا
حالت کرتا ہون یہ کہکر برابر نقابدار کے آکر برچھا ہاتھ مین چڑھا ہوا تھا نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ نیزے پر
لیا لگی نیزہ بازی ہونے آخرکار نقابدار نے نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ غیظ و غضب مین آیا اور پکارا
کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کیا مضائقہ ہی نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی
یہ کہکر سات سو من کا ساطور دودستی نقابدار پر مارا نقابدار نے ضرب ساطور کو رد کیا اور تلوار ماری طرماسپ
نے ساطور پر رد کی تلوار نے ساطور کو قلم کیا طرماسپ جھکا اڑا ہو گیا تلوار ساطور کو قلم کرکے جو گری پہلوان پر
طرماسپ کے بیٹھا کہ ران طرماسپ کی زخمی اور گردن گینڈے کی قلم ہوئی یہ بھی زخمی ہوا غشی طاری ہوئی لوگ
طرماسپ کو اٹھا کر لیگئے نقابدار نے اور مبارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا نقابدار لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا
وہ چند آدمی جو تھے کہ تعاقب مین طرماسپ کے چلے آئے تھے شکست کھا کر بھاگے نقابدار نے شعلہ کو پہاڑ پر سے
اُتار کر کہا کہ ایرج کو میرے حوالے کر اور تو چلا جا شعلہ شبگرد نے کہا کہ آپ لیجیے مگر اسے چھوڑیے گا نہین اور پشتارہ
ایرج کا نقابدار کو دے کر روانہ ہوا چلا مشتری حصار کو قضا سے کار اتفاقات روزگار اُدھر سے یہ جاتا تھا
اُدھر سے اسد بن کرب غازی گیروا لباس پہنے ہوے اداس و پریشان چلا آتا تھا کہ شعلہ کو جو دیکھا پوچھا
تو کہان سے آتا ہی اُسنے تمام احوال ایرج کے پکڑ لانے کا بیان کیا اسد نے جو سُنا کہ ایرج نقابدار کے
پاس ہی اُسی وقت روانہ ہوا کہ چلکر ایرج کو اُس سے لیجیے اور قتل کیجیے جب قریب پہونچا دیکھا کہ بازار آراستہ ہی
خیمہ استادہ ہی سیر کرتا چلا آتا ہی دروازہ بارگاہ پر پہونچا تھا کہ نقابدار نے اسد کے آنیکا حال سُنکر دروازے
پر آکے استقبال کیا اسد نے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا ہاتھ پکڑکر اندر بارگاہ کے لیگیا بہت عزت
سے کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب دعوت سامنے موجود کیا اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حالت ہی تمھاری لباس فقیرانہ
کیون پہنا ہی اسد نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور کہا کہ ای نقابدار کیا بیان کرون شاہزادہ نور الدہر
لشکر ظفر اثر لیکر ایرج کے مقابلے کو آیا تھا ایرج نامرد نے دیکھا کہ مین مقابلہ نور الدہر کا نہین کرسکتا
رات کو کسی کو بھیجکر سر اُس شیر بیشہ شجاعت نہنگ دریاے مردانگی کا کٹوا ڈالا مین اُسکے ماتم مین فقیر ہوا ہون
کہکر پھر رونے لگا نقابدار بھی خوب رو دیا اور کہا کہ مین نے یہ خبر سُنی تھی مگر تحقیق نہ تھا اب نسل معدوم ہوا افسوس ہے

باجی نے بہت برا کیا ہی باتین تھین کہ رکابدارون نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار ہی نوش فرمالیجیے کہا کہ لاؤ اور اسد سے
خطاب کیا کہ بیٹا اٹھ دھو کر کھانا کھاؤ اسد پھر آنکھون مین آنسو بھر لایا بولا ای نقابدار مین کیا خاک کھاؤن جہان
ایسا بھائی آنکھون کے سامنے سے اٹھ جاے کھانا کیونکر کھایا جاے اب ہمارے کھانے کے لیے غم ہی اور پینے کو خون
جگر ہی نقابدار نے کہا سچ ہی مگر جو کچھ کھایا جاے کھالو اسد بولا ایک شرط سے کھاتا ہون اگر آپ صورت اپنی
مجھے دکھا دین اور نام اپنا بتا دین کس واسطے کہ مجھے نانا جان کی آواز سے آپ کی آواز مشابہ معلوم ہوتی ہی
نقابدار نے کہا اچھا آپ کھانا کھا لیجے مین صورت دکھا دونگا اسد نے کھانا کھایا جب دسترخوان اٹھا ہاتھ
دھوئے نقابدار نے سب کو ہٹا دیا نقاب منھ پر سے اٹھائی اسد نے ٹھیک صورت صاحبقران کی پائی
کچھ فرق نہ تھا پوچھا کہ آپ کو صاحبقران سے کیا تعلق ہی کہا کہ مین بڑا بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہون عمرو بن حمزہ یونانی
مجھے کہتے ہین اسد لپٹ گیا کہ ماموجان آپ عمرو ہین شاہزادہ نورالدہر کیسے اور یہ آفتاب پرست خونی ہی اسنے بھائی صاحب
کو مار ڈالا اور اس سے عوض لیجیے اور اسی وقت بلا کر قتل کیجیے نقابدار نے حکم دیا کہ جلد ایرج کو زندان سے لاؤ
چوبدار گیا ایرج کو لایا ایرج قید سخت مین گرفتار بارگاہ نقابدار مین آیا نقابدار نے کہا کہ ای ایرج یہ
کیا نامردی تو نے کی کہ نورالدہر ایسے شخص کو قتل کرایا غضب ڈھایا ایرج نے جواب دیا ای نقابدار قسم ہی
مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مین مرتکب اس امر کا نہین ہوا جسکو مجھپر گمان ہی غلط ہی جو مجھے کہتا ہی جھوٹھ کہتا ہی بہتان
لیتا ہی اسد پکارا او نابکار نیچ ہمکو تو جھوٹھا کہتا ہی جس وقت نورالدہر فرنگوشیہ مین قید ہوا اور تجھے خبر ہوئی تو نے
نامہ قتل نورالدہر مین لکھکر روانہ کیا دیکھ یہ نامہ تیرا مہری موجود ہی اور جیب مین سے وہ نامہ نکالکر سامنے
ڈال دیا ایرج نے اپنی مہر اسپر دیکھی اور قسم کھا کر کہا کہ مین اس سے بیخبر ہون کسی نے مجھسے پوشیدہ میری مہر کر دی ہوگی
اسد نے ایک اور کاغذ نکالا کہا کہ دیکھ یہ وہ نوشتہ ہی تیرا کہ نورالدہر جب قلعہ مرصع حصار مین قید تھا تو نے
قنود کو لکھا تھا کہ مین طرماسپ کو واسطے قتل نورالدہر کے بھیجتا ہون ایرج نے کہا تو نے اقبال شاہ کو
مار ڈالا تھا اس غصے مین مین نے یہ مضمون البتہ لکھا تھا اس سے مجھے انکار نہین ہی اسد نے کہا پھر کیون مکرتا
تو ہی تو باعث قتل نورالدہر کا ہوا ہی مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا حکم دیا کہ لاؤ جلاد کو اسے قتل کرے اسی وقت جلاد
آکر موجود ہوا ایرج کو نطع پر بٹھایا اسد نے کہا ایک ہاتھ لگا کہ اسکا کام تمام ہو جلاد نقابدار کے حکم کا منتظر تھا
اسد نے دیکھا کہ نقابدار کچھ تامل کرتا ہی بس برہم ہو کر خود اٹھا اور جلاد سے کہا کہ دور ہو او مردک مین آپ
اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا ایرج کو یقین ہوا کہ اب تو مارا گیا عالم یاس مین دعا مانگنے لگا اسد قریب پہنچا
تلوار علم کی ہی چاہتا ہی کہ قتل کرے کہ پنجہ گرا اور ایرج کو اٹھا لیگیا اسد آسمان کو دیکھکر رہگیا خنجر کھینچ کر چاہا
کہ اپنے کو ہلاک کرے نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میری جان یہ تو کیا کرتا ہی احتمال ہی کہ نورالدہر زندہ ہو
اور کوئی ساحر اسے لیگیا ہو اور کسی شخص کو نورالدہر کی صورت بنا کر سر اسکا کاٹ کر ڈال گیا ہو اگر وہ بفضل الٰہی
زندہ و سلامت پیدا ہوا اور اسنے سنا کہ اسد غم مین تیرے ہلاک ہوا وہ اپنے کو ہلاک کریگا اس وقت باعث
اسکے قتل کا تو ہو جائیگا دوسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو ہلاک کرنا خسر الدنیا والآخرہ ہوتا ہی تیسرے یہ کہ خدانخواستہ
نورالدہر کے دشمن مارے گئے اور تو بھی مر گیا تو موجب خوشنودی ایرج کا ہوگا کہ دشمن میرا ہلاک ہوا اس سے بہتر
یہ ہی کہ دشمن کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرو اور یہ عین نامردی ہی کہ جب کچھ نہ بس چلا تو جان پر کھیلگئے ایسا سمجھایا کہ
اسد معقول ہوا گردن جھکا لی کہ ماموجان آپ بجا فرماتے ہین چلیے آفتاب پرستون کو قتل کیجیے نقابدار نے کہا

مین موجود ہون چلو اور وہان سے کوچ کرکے سامنے لشکر ایرج کے دامنہ کوہ مین اترا اسد نے ایک عرضی ہرمز تاجدار
کو اس مضمون کی لکھی کہ ایرج کو ہمنے جا لیا تھا کہ قتل کرین اب ہم اور لقا بدار بھر پوش مقابلے کو لشکر ایرج کے آتے ہین
آپ بھی مع فوج یہان تشریف لایئے مگر اتفاق کار خبر لقا بدار جو القاب و انساب اور کنار تنگ و سنبار رنگ
کوہ تخت دریا نشین کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ پیکر بن حمزہ یونانی فرزند اکبر صاحبقران باقبال ہین خدمت مین آکر حاضر ہوئے
ملازمت کی نذرین دین لقا بدار نے انکو خلعت دیئے بہت سی شفقت فرمائی یہ چارون اپنی فوج سمیت شریک ہوئے
القصہ وہ عرضی اسد کی جو ہرمز تاجدار کو پہونچی خود پڑھی مضمون سے آگاہ ہوئے گہراسے اختر شناس سے صلاح کی
کہ تم کیا کہتے ہو گہراسے اختر شناس نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ ای شہریار جانا اچھا نہین ہی ایرج اور
نور الدہر دونون جلد پیدا ہوا چاہتے ہین آپ یہین رہیے شاہزادے کے ساتھ چلیے گا یہ کلام گہراسے اختر شناس
کا سنکر عادی کشیدہ رو منارہ گردن سب برہم ہوئے اور کہا کہ ای گہراسے اختر شناس کیا کرین کہ تو مقرب
شاہزادہ نور الدہر ہی اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتے تیری صلاح سے بارگاہ سلیمانی
بھجوا دی نہین تو ہم ایک ستون بارگاہ بھی کسی کو نہ دیتے اور ہم تو ضرور جائینگے اسد کے شریک ہونگے اور
آفتاب پرستون کو قتل کرینگے یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے لشکر اپنا لیکر اژدر کوہ کو روانہ ہوئے ہرمز تاجدار اور
گہراسے اختر شناس نے اور سرداران کو روکا نہ جانے دیا مگر عریضے کے آنے سے قبل شعلہ شبگرد عیار آیا تھا اسنے
تمام حال بیان کیا تھا ہرمز تاجدار نے شعلہ شبگرد کو تعاقب مین کشیدہ رویون کی خبر کے واسطے روانہ کیا کہ تو جا کر دیکھ
کہ کیا ہوتا ہی وہ راہی ہوا لیکن حال سنیے لشکر آفتاب پرستان کا کہ جس وقت بہزاد مہر تند و دیلم شاہ و زنگی طرماسپ بن
طہماسپ زخمی شکست کھائے ہوئے بحال خراب مالک بن ملکوت شاہ پاس پہونچے حال بیان کیا تھا مالک بن
ملکوت شاہ نے ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے انھون نے دو پہر کے بعد آکر عرض کیا کہ اسد ایرج کو قتل کرتا تھا کہ
پنجہ ایرج کو اٹھا کر لیگیا یہ سنکر سب آفتاب پرست خوش ہوئے قارن نے علم نجوم مین دیکھکر کہا کہ ایرج جلد آئیگا
گھبرانے کا مقام نہین ہی دوسرا دن تھا کہ لقا بدار اور اسد پہونچے تیسرے روز عادی کشیدہ رو منارہ گردن
وغیرہ کے آنے کی خبر اسد نے سنی نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو بھیجا کہ بارگاہ سلیمانی اور بہزاد مہر تند اور
طرماسپ کو باندھ کر میرے پاس بھیجو ورنہ نہین تو ایک آفتاب پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا مالک بن ملکوت شاہ
اور قارن قمر مین سوار ہوکر لندھور کے پاس آئے اور کہا کہ اس وقت مین سوائے آپ کے ہماری کفالت
کرنیوالا اور کوئی نہین ہی آپ دستگیری کرینگے تو بچینگے لندھور نے کہا کہ مین فقط ایرج کی حفاظت کے واسطے ہون
کہ اسے کوئی گزند نہ پہونچائے اسلیے مین نہین ہون کہ تمھاری طرف ہوکر اہل اسلام سے لڑون ایک تو اسد
مجھے بدنام کرتا ہی دوسرے اب تمام خلق بھی رسوا کریگی مجھسے ہرگز توقع کفالت کی نہ رکھنا مالک بن ملکوت
نے کہا ابھی کل کا ذکر ہی کہ آپنے اہل اسلام کی سفارش ایرج نوجوان سے کی تھی اور انھون نے آپ کے کہنے سے
خدا پرستون کو امان دی پھر اب آپ ہماری سعی کیون نہین کرتے لندھور نے کہا جو کچھ اسد نے کہلا بھیجا ہی اسپر
عمل کرو اسد اب تمھین مہلت نہ دیگا اور مین دخل نہین دے سکتا کسواسطے کہ اسد مجھکو بھی خون نور الدہر مین
شریک کریگا بڑا الزام تم لوگون پر قتل نور الدہر کا ہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ہمیں قسم ہی جو ہمنے نور الدہر
کو قتل کروایا ہو شیر اعظم ہمین جلا دے جو ہم اس سے آگاہ بھی ہون لندھور نے کہا ای مالک مین نے تم لوگون کے
واسطے اسقدر بدنامیان اٹھائین کہ مین خوب جانتا ہون اب کسی طرح مین تمھارا شریک نہ ہونگا چاہیے اسد تمھین

زندہ رکھے چاہے قتل کرے ہین اگر تمھاری بیٹی کو گیا وہ دیوانہ غم مین نورالدہر کے سڑی بنا ہوا ہی میری بات نمانی
تو مجھے اُس سے لڑنا پڑیگا تم مجھے اہل اسلام سے لڑوایا چاہتے ہو مجھسے یہ نہو گا کہ مین نبیرۂ صاحبقران سے
لڑون بس جاؤ جو قسمت مین پڑے وہ کرو مالک بن ملکوت شاہ مایوس اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا سبھون سے حال
بیان کیا بہزاد مرتد نے کہا ہم تو جانتے ہین کہ لندھور ہم لوگون کا دشمن جان ہی خیر بہزاد اعظم جو بہتر جانینگے
وہ کرینگے مگر یہان اسد نے نقابدار سے کہا کہ دو شخص لشکر ایرج مین بہت زبردست ہین دیلم اشباط زنگی
اور طرناسب وہ دونون آپ کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین اب جو باقی ہین آپ طبل جنگ بجوا کر اُنکا کام تمام کیجیے
اور جادی کشیدہ رو ستارہ گردن بھی آیا چاہتے ہین وہ آجائینگے تو ایک ایک آفتاب پرست گوہر کھا جائینگے نقابدار
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی طبل جنگی بجا ہرکارے آفتاب پرستون کے جو لگے
ہوئے تھے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت مین آے عرض کیا کہ اسد بن کرب دلاور نے طبل جنگ
بجوایا ہی مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ آفتاب تابان ہمارے نگہبان ہین یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہی کل سامنا ہی خدا پرستون سے ہر ایک آلات
حرب و ضرب درست کرنے لگا آپسمین بغلگیر ہونے لگا ایک ایک سے خطا معاف کرانے لگا کہ دیکھیے کل نہین معلوم
کون زندہ رہے کون مارا جاے القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ کارزار مین
صف آرا ہوگئے نقیب نہیب دے کر نکل گئے اُس وقت ارکان ہردم درکہ سرداران لاہوت شاہ سے تھا اجازت
لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا جب خوب عرق عرق ہوا گینڈا بھی عرق کرلایا روک کر گینڈے کو
کھڑا ہوا اُرخ کیا طرف لشکر اسلام کے اور نعرہ کیا کہ اے لشکر خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اسد غازی نے
غیظ و غضب مین آکر نعرہ کیا کہ او نالائق آیا مین اور نقابدار سے اجازت چاہی نقابدار نے کہا کہ بیٹا تم کہان جاتے ہو
مین جاتا ہون اور اسے مارتا ہون اسد پکارا اب تو مین قصد کرچکا آپ دیکھیے تماشا کہ کیا کرتا ہون نقابدار نے فرمایا
کہ پروردگار کے سپرد کیا مرکب کو بڑھا کر سامنے ارکان ہردم درکے آیا بعد از نگاورزی ارکان نے نیزہ مارا
اسد نے نیزہ اُسکا نیزے پر روک کر جیسا طعن مین ہوائی کیا کہ روز روشن نظرون مین اُسکی شب تار ہوگیا جھپٹ کر
وار تلوار کا کیا اسد نے تیغ اُسکی رد کر کے جو بغیظ و غضب ایک ہاتھ مارا تلوار یا سر پہ چمکی تھی بازیر تنگ جاکر زمین
کو بوسہ دیا مع گردن چار ٹکڑے ہوگئے اسد نے پھر مبارز طلب کیا دوسرا ایک سردار لاہوت شاہ کا کہ نام اُسکا حدید تھونی
تھا مقابلے کو نکلا تلوار اسد پر ماری اسد نے وار اُسکا رد کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا کمرگاہ پر مارا دو ٹکڑے ہوگئے اور
ایک سردار نکلا آتے ہی برس پڑا اسد نے وار اُسکے رد کیے جب تھک کر رہ ٹھہرا اسد نے جھپٹ کر جو تلوار ماری
جنیو کٹ گیا غرض اسی طرح شام تک سترہ سردار لاہوت شاہ کے اسد کے ہاتھ سے درک اسفل پہونچے
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے مالک بن ملکوت شاہ نہایت اُداس کمال پریشان
تھا کہ دیکھیے اس دیوانے کے ہاتھ سے کیونکر جان بچتی ہی ادھر نقابدار اسد کو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا
پوشاک رزم بدلکر بزم مین بیٹھا اسد سے کہا او فرزند تم خوب لڑے خوب سرداران باخبر کو قتل کیا نا حق اطفین
لوگ کمزور مشہور کرتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان مین کسی سے پایہ کم کا نہین رکھتا ہون دیوتک تو مین نے مارے
اور زیر کیے ہین البتہ اس آفتاب پرست ایرج سے کہ یہ حرام کے تھے کہا کہ منہ چڑھا ہوا ہی اور لندھور بن سعدان
نے اتالیق صاحبقرانی دے کر اُسے زورون پر چڑھا دیا ہی مین عہدہ برا نہین ہوتا نقابدار نے کہا کہ واقعی تم ایسے ہی

اور تم سے سادر ہو مگر اب تم بیٹھو میں ان آفتاب پرستوں سے سامنا کرونگا اور بھی بخار اپنے دل کا نکالیں اسد نے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ ناموسخان جیسا مزاج میں آئے میں منع کرسکتا ہوں مگر آپ کا سن لڑنے کا نہیں ہے اس سے میں چاہتا تھا
کہ آپ کو تکلیف نہ ہو نقابدار نے کہا کہ بیٹا یہ لڑائی کفر و اسلام کی ہے جہانتک ہوسکے آدمی اپنے کو اسمیں صرف کرے
اگر مارا گیا شہید ہوا اگر اُنکو قتل کیا سعید ہوا اور بیٹا ہماری تمام عمر اسی میں صرف ہوئی ہم جو تمہاری مدد کو آئے ہیں
تمھیں بھی تو معلوم ہو کہ کوئی ہماری مدد کو آیا تھا اسد بولا اگر حضور کی یہی مرضی ہے تو بہتر آپ ہی سامنا کیجیے پس نقابدار
نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت کوس رزمی نوازش میں آیا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی اُسنے بھی
طبل جنگ بجوایا پھر چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے نقابدار نے مرکب
اپنا چمکایا میدان میں آیا مبارز طلب کیا حیات بن لاہوت مشت زن مقابلے کو آیا بعد از گفتگو اُسنے نیزہ مارا نقابدار
نے سنان کو سنان پر لیا دو ایک طعن میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا حیات نے تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا پشت
شمشیر پر رد کیا اور اپنی ضرب کی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ہمات بن لاہوت مشت زن بھائی اُسکا مقابلے کو
آیا کئی تلواریں نقابدار پر ماریں نقابدار نے وار اُسکے رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اُسکے بھی دو ٹکڑے
ہوئے الحاصل اُسی روز اٹھارہ سردار نقابدار نے قتل کیے اور دس آدمیوں کو زخمی کیا شام کو دونوں لشکر پھر گئے
اسد نے پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر آفتاب پرستوں میں بھی نقارہ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال نقیب نشیب و فراز کہہ کر چلے گئے اسد نے نقابدار سے کہا کہ آج ناموسخان میری باری ہے نقابدار
نے کہا اچھا بھی جاؤ خدا کے سپرد کیا اسد رہوار کو چمکا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ارکان مقابل ہوا بعد از
لنگا ورزنی و نیزہ بازی ضرب تیغ اسد سے زخمی ہوا شیلم و فیلم زنگی مقابلے کو آئے دونوں نے زخم کھائے شام
تک پندرہ سردار زخمی ہوئے دو تین جان سے مارے گئے پھر سپہ اندازی ہوئی نقابدار نے گھسکر بہت سے سردار
مارے اور زخمی کیے قصہ مختصر چند میدان اندازی ہوئے اُن میں پہلوانان آفتاب پرستان و زہرہ پرستان زخمی ہوئے اور مارے گئے
اب کوئی ایسا نہیں رہا کہ مقابلہ کرسکے اسد کا مالک بن ملکوت شاہ رونے لگا ڈر کا سبب نے کہا کہ میں اگر زخمی
نہ ہوتا تو لڑتا اُنکو بھی ذرا مزہ لڑنے کا معلوم ہوتا زخم کاری نے مجھے ناچار کر دیا ہے یہی باتیں تھیں کہ خالد عیار
مشتری حصار سے آیا سلام کیا استفسار کیا کہ کہاں سے آتا ہے جواب دیا مشتری حصار سے پوچھا کہ لشکر ہرمز تاجدار
کی کیا خبر ہے خالد بولا کہ کیا عرض کروں قیامت آیا چاہتی ہے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کیسی قیامت یہاں تو یہ
حشر برپا ہے کہ ایرج نوجوان کی خبر نہیں کہ کہاں ہے اسد نے تمام سرداروں کو مار ڈالا زخمی کیا تو اور ایک خبر وحشتناک
سُنتا ہوں کہو تو سہی کیا ہے اُسنے کہا اسد نے نامہ ہرمز تاجدار کی طلب میں لکھا تھا وہ گھبرا کے اشتر شناس کو کہتے ہیں
نہیں آئے مگر عادی لشکر رو ستارہ گرد ان بہت سے سردار انوار الدہر کے آتے ہیں اور جب سے چلے ہیں آج
تیسرا دن ہے کہ کچھ نہیں کھایا کہتے ہیں کہ ہم اپنا پیٹ آفتاب پرستوں کے گوشت سے بھرینگے اور قریب آپہونچے ہیں بس یہ
جو مالک بن ملکوت شاہ اور آفتاب پرستوں نے سُنا بدنوں میں رعشہ پڑ گیا پیشاب خطا ہو گیا ایکدم میں مرگ ہوا
صلاح ہونے لگی کہ اب کیا کیجیے کیونکر جان بچے قارن قمر بن نے کہا کہ شہر عنطلی آباد دیکھا ہے سام بن حوجان
وہاں کا مالک ہے وہاں چلیے سب کو یہ صلاح پسند آئی کہ حقیقت میں وہ مقام امن ہے وہیں چلنا بہتر ہے سب آدھی
رات کو بھاگ کر عنطلی آباد کو [illegible] سرکاروں نے خبر اسد بن کرب ولادر کو دی کہ رات کو آفتاب پرست بھاگ کر
عنطلی آباد کو روانہ ہوئے [illegible] کہا میں اُنہیں کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ سب قاتل بھائی صاحب کے ہیں اُنکو

دیکھا بھری آنکھوں میں خون اُترتا ہی اُسی وقت مع رفقا سوار ہوا نقابدار نے ہر چند کہا کہ ہم بھی چلتے ہیں کیوں اس قدر
جلدی کرتے ہو یہ جائینگے کہاں جواب دیا کہ ناموبخان آپ تشریف لایئے گا مجھے اُنکی خدمتگذاری کو جانے دیجیے
کہ عنطلی آباد تک پہونچا تو آؤں یہ کہکر راہی ہوا بعد اُسکے نقابدار بھی جلدی سے تیاری کرکے چل کھڑا ہوا لشکر
مالک بن ملکوت شاہ کا کوئی پانچ ساعت کوس آیا ہوگا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی سبھوں کے دم نکلگئے اور اسد
روز خون آکر گرا لگا قتل کرنے مالک بن ملکوت شاہ پکارتا تھا ایہا الناس ہی کوئی تم میں سے ایسا کہ اس دیوانے کو
روکے کہ ہم عنطلی آباد تک پہونچ جائیں کسی نے جواب نہ دیا اسد نے دو پہر تک آفتاب پرستوں کو قتل کیا بعد
اُسکے آکر صحرا میں گھوڑوں کو دانہ گھاس دیا آپ بھی کچھ کھایا سب رفقا کو بھی کھلایا دو پہر رات گئے پھر مسلح و مکمل
ہوکر لشکر ایرج پر چلا یہ آفتاب پرست بھاگا بھاگ چلے آتے ہیں لاشیں تک اپنے کشتوں کی نہیں اُٹھائی ہیں بڑی
رات گئے کوہستان میں آکر اُترے ہیں کچھ کھایا پکایا کر چاہتے ہیں کہ دم لیں جو پھر بوق کی آواز بلند ہوئی غل ہوا کہ دیوانہ
آیا مالک بن ملکوت شاہ کی جان پر بنی اسد جو آکر گرا لگا قتل کرنے مثل شیر کے چلا آتا ہی کہ منھ پر اسکے کوئی
نہیں چڑھتا لاش پر لاش گرادی یہاں تک صبح ہوئے نکلگیا القصہ آذر کو دے تا شہر عنطلی آباد تین لاکھ آفتاب پرست
قتل کیے اور ہزار ہزار سر کا ایک ایک مینار بنوایا اودھر مالک بن ملکوت شاہ بھاگا بھاگ داخل شہر عنطلی آباد
ہوا سام بن عوجان استقبال کرکے لیگیا دروازہ شہر کا بند کرا لیا پل تختہ اُٹھوا دیا خندق پر آب کرادی گولنداز
توپوں پر مستعد ہوکر بیٹھے دوسرے دن نقابدار اور اسد سامنے قلعہ [illegible] فوج پہونچے قلعہ کا محاصرہ کر لیا
رسد بند کردی نقابدار آکر بارگاہ میں بیٹھا اسد نے کہا کہ ناموبخان [illegible] ان میں بیٹھے ہیں اب کیا ہوگا
نقابدار نے کہا ای فرزند میں اُنکو کب چین لینے دونگا اور حکم دیا کہ [illegible] نقارہ [illegible] ہر زمین پر چوب پڑی
آواز نقارے کی گرجی خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے [illegible] بجے رات بھر
ایک غلغلہ طرفین میں رہا صبح کو نقابدار سوار ہوکر سامنے قلعہ کے آیا تمام لشکر بھر [illegible] دلاور
مع اپنے رفقا کے ساتھ ساتھ تھا اُدھر مالک بن ملکوت شاہ فصیل بند دروازے پر اسکے [illegible] گرد و
اطراف میں جمع ہوئے اسد نے کہا ناموبخان میں جاکر قلعہ کو لیتا ہوں آپ تماشا دیکھیے کہا [illegible]
تجھے پہونچا تو میں روسیاہ ہونگا اسنے صاحبقران کے میں جاکر اس قلعہ کو فتح کیے لیتا ہوں یہ کہہ
[illegible] لیکر قلعہ کی طرف چلا جب نزدیک پہونچا اُودھر سے گولا لگا چاہتے نقابدار گولوں کو روکتا ہوا
اودھر گولندازوں نے ہفت فلیتہ داغ کر ہاتھ رکھا دیکھا نقابدار بر لب خندق کھڑا ہوا ہی قلعہ میں [illegible]
مالک بن ملکوت شاہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کیا ای نقابدار عالیمقدار ہم آپ [illegible] ہیں ہرگز
گردن کشی نہ کرینگے ایک پندرہ روز کی مہلت ہمیں دیجیے نقابدار نے کہا کہ اسکا اختیار اسد [illegible] کی
کو ہی میں پھرا جاتا ہوں جو اسد کہے اُسپر عمل کرنا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اگر آپ بھی تشریف لیجائینگے تو وہ
مان جائیگا نقابدار لے آیا سب ماجرا کہا میں سمجھا دونگا یہ کہکر نقابدار پھر آیا اسد نے کہا ناموبخان آپنے قلعہ
لیا ہوا کیوں چھوڑ دیا کہا کہ بیٹا وہ اطاعت قبول کرنے لگے مجھکو رحم آگیا وہ کچھ دنوں کی مہلت مانگتے ہیں اسد نے کہا
کہ ناموبخان وہ ایک مکار ہیں اور حیلہ جو ہیں نقابدار نے کہا کہ بیٹا میں نے ابھی زبان نہیں دی تمھارے اوپر
منحصر کیا ہی اور ای فرزند اول تو وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نور الدہر کے قتل سے آگاہ نہیں اور ایرج بھی انکا
کرتا تھا اور صاحبقران کا بھی یہی دستور تھا کہ جسنے عاجزی کی اُنکو رحم آجاتا تھا یہی باتیں کرتے ہوئے خیمے میں آئے

ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے قارن قمر جبین سے کہا دیکھیے دیوانہ مہلت دیتا ہے یا نہین قارن قمر جبین نے کہا کہ مین علم نجوم مین دیکھ چکا ہون کہ پندرہ روز مین ایرج آجائیگا جس طرح اسد مہلت دے دیجیے جو وہ کہے قبول کیجیے مالک نے اختر صبا زنار کو نقابدار کے پاس بھیجا وہ جب نقابدار کے سامنے پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکر اسد سے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے اور دو ہفتے کی مہلت طلب کی ہے اسد نے کہا اچھا مین مہلت دیتا ہون لیکن ایک شرط سے کہ بعد پندرہ روز کے طرماس بہزاد و لاہوت شاہ ان سب کو باندھکر میرے پاس بھیجدے اختر صبا نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی ہوگا اسد نے کہا نوشتہ مالک بن ملکوت کا مہری مجھے لادے عرض کیا گیا اور لا یا عدول حکمی نہ ہوگی غرضکہ اختر صبا گیا دوسرے دن نوشتہ مہر کیا ہوا اسد کو لاکر دیا اسد نے وہ نوشتہ اپنے پاس رکھا اور عیش و عشرت مین مصروف ہوا

اب چند سطرے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت نقابدار فتورہ پوش جو اسے اسیر کرکے لیگیا تھا ایک مقام پر آکے مقیم ہوا خورشید کو خیمے مین اتارا اور آپ کہین چلا گیا خورشید نے دیکھا کہ خیمہ بہت پر تکلف ہے فرش نہایت متکلف کیا ہوا ہے جھاڑ کنول لگے ہوئے مین مسند بچھی ہوئی ہے کنیزین خدمت مین موجود ہین خورشید نہایت پریشان ہوا کہ تجھکو دعوی صاحبقرانی کا تھا ایک نقابدار کے ہاتھون گرفتار ہو گیا پھر اپنے دل مین کہا کہ ای خورشید یہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہے کہ بزور سحر تجھے پکڑ لایا کسواسطے کہ تو دو دو دن ایرج اور نور الدہر سے لڑا کیا انہین سے تجھپر کوئی غالب نہ ہوا یہ بیشک ساحر ہے جو تجھکو اتنا جلد زیر کر لیا ہے یا مین دل سے کر رہا تھا کہ پردہ اٹھا اور ایک نازنین مہر تمکین باہر آئی شعر بر س پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + عیان شباب حسن و خوبی مین لاجواب اشعار

بھون دست ... جلاد حسن
اجل کا مکان گوشہ چشم مین
تبسم سے اڑجاتے بجلی کے ہوش

مژہ یا کہ جور و جفا کا خدنگ
بلاے جہان نرگس شوخ و شنگ
وہ غبغب مین اک موج آب زلال

نگہ برق شمشیر الماس رنگ
قیامت کی آمد کے چتون مین ڈھنگ
دکھاتی تھی اک جا پہ بدر و ہلال

جبین مطلع صبح ایجاد حسن
قیامت نہان گوشہ چشم مین
ہنسنے رعد پر قہقہے کا خروش

بس یہ دیکھتے ہی شتعسہ ... صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق + خورشید ہزار جان عاشق و شیدا مائل و مبتلا ہو گیا اور وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھ گئی مگر خورشید چہرے کو اسکے دیکھ رہا ہے حیران ہے کہ یہ کون ہے نہین معلوم اس نقابدار فتورہ پوش کا ناموس ہے یا کوئی اور نازنین ہے پھر اپنے دل مین سوچا کہ ای خورشید کوئی اپنا ناموس غیر کے سامنے نہین کر دیتا ہے یہ خدا جانے کیا ماجرا ہے کہ اس عرصے مین اس نازنین نے خورشید سے پوچھا کہ تم حیران و پریشان کیون ہو خورشید نے کہا کہ مجھے دعوی صاحبقرانی کا تھا اب ساری صاحبقرانی میری خاک مین ملگئی کہ نقابدار نے مجھے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا اسقدر ذلیل ہوا کہ موت مانگتا ہون اس سے مرجاتا تو اچھا تھا یہ ذلت تو مجھے نہ ہوتی اس نازنین نے کہا ای خورشید تم آزردہ نہ ہو کہ ہم نقابدارون پر حمزۂ صاحبقران کبھی غالب نہ ہوئے ہمیشہ عاجز رہے اور وہ نقابدار مین ہون اور نقابدار میرے ساتھ ہین ایک نقابدار شجر فی پوش کہ اسے نقابدار قہقہہ فیل سوار کہتے ہین کہ جہان اسکی صورت کسی نے دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا ہے دوسرا نقابدار سیہ پوش گریان کہ اسکی صورت دیکھکر آدمی روتے روتے مدہوش ہو جاتا ہے تیسرا نقابدار زرد پوش مژہ زن کہ جہان اسنے حریف کو کوڑا مارا حریف غش کھا کر گر پڑا چوتھا نقابدار زریان فیل سوار ہے کہ اثنا سے جنگ مین اسکا یہ خاصہ ہے کہ ہردم قد بڑھتا جاتا ہے حریف کسی طرح اسپر غالب نہین ہوتا مین ان سبکی افسر ہون وہ میرے فرمانبردار ہین نہ مجھپر کوئی غالب آیا نہ ان چارون نقابدارون پر

کسی کو آج تک غلبہ ہوا حمزہ صاحبقران ابھی ہمیشہ ہم پانچون نقابدارون سے عاجز رہے اور میرے دہ منقور سے
اور باعتاب سحر کے بنے ہوئے ہین اور وہ طلسم بند ہین کہ مجھپر کوئی غالب نہین ہو سکتا اور چار دن نقابدارون کا
اسباب درست کیا ہوا ساحر مشمش کا ہی کہ تمام زمانے کے جادوگر جسکو بخدائی مانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین اور ایک
شخص فرعون شاہ مردود رد سیاہ کہ وہ اُسی ساحر مشمش کے بھروسے پر دعوی خدائی کا کرتا ہی اور اُسکا ڈر منور ہی
مین اُسی کی بیٹی ہون اور بیٹا ہی فرعون شاہ کا روشن تاجدار مین اُسکی بگیر ہون بلکہ فرعون خود مجھپر عاشق ہی
اسی سبب سے آج تک شادی میری نہین ہوئی نام میرا ملکہ ناہید فر طلعت ہی عمرو نے مجھکو مسلمان کیا ہی اور مین نے
اُسکو اپنا بھائی بنایا ہی تجھکو عاشق ہوکر اُٹھا لائی ہون اگر تو دین اسلام قبول کر تو مین تجھے چھوڑ دون اور ایسی شی دون
کہ تو بہت خوش ہو خورشید بولا کہ اے ملکہ مین خود تمپر عاشق ہوا ہون جو کچھ تم کہو بسر و چشم منظور ہی مگر دین اسلام تو
جبتک حمزہ صاحبقران سے زور آزمائی نہ کرلونگا قبول نہ کرونگا ملکہ ناہید بولی کہ خیر اگر ابھی اسلام نہین لاتے ہو
نہ سہی مگر ایرج کے طرفدار ہوکر خدا پرستون سے نہ لڑو اور دوسری شرط یہ کہ سواے میرے دوسری عورت نہ کرنا
خورشید نے کہا مجھکو یہ سب شرطین قبول ہین اور مین تو ہمیشہ سے خدا پرستون کا عاشق تھا اسد نے میرے ساتھ ایک
ایسا امر نالائق کیا کہ مین اُس سے بیزار ہو گیا ملکہ نے کہا خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوۃ اب تم اُس سے عداوت نہ کرو
کہ عمرو کے باعث سے اسد میرا بھائی ہوتا ہی خورشید نے کہا کہ اب مین کبھی دشمنی نہ کرونگا اور سوا تمھارے کسی عورت کی طرف
نگاہ نہ ڈالونگا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور انگوٹھی اپنی اُنگلی سے اُتار کر خورشید کو دی خورشید نے دیکھا کہ اُس انگوٹھی مین
دو نگ ہین ایک مین آفتاب کی چمک دوسری مین مہتاب کی چمک ہی پوچھا کہ اس انگوٹھی مین وصف کیا ہی
ناہید بولی کہ نام اِسکا انگشتر مہر و ماہ ہی وصف اسمین یہ ہی کہ جب کوئی ساحر سحر کرے اس انگوٹھی کو اُسکے سامنے
کرنا سحر اُسکا دور ہو جائیگا مطلق تاثیر نہ کریگا بعد اُسکے ایک تیغہ دیا کہ نام اُسکا تیغہ روئین شگاف ہی کہ اگر روئین
آہنی بدن پر پڑے تو اُسکے دو ٹکڑے ہو جائین اور ایک مرکب دے کر کہا کہ نام اِسکا اسپ باد خور ہی یہ کبھی
نہ بیٹھتا ہی بغیر پرواز کے اُڑتا ہی خورشید یہ تینون چیزین لیکر بہت خوش ہوا تین دن ملکہ ناہید پاس صحبت آرا
رہا اور یہ عہد ہوا کہ بعد استیصال فرعون شاہ ہمارے تمھارے بالمشافہ ملاقات ہوگی القصہ چوتھے روز
خورشید ستارہ پرست ملکہ ناہید سے رخصت ہوکر شہر اخشخشیہ کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب غضنفر اسد سے رخصت ہوکر قید ایرج سے چھوٹ کر آیا ایک دامنہ کوہ مین اسکے رفقا سے ملاقات ہوئی
اُنھین ساتھ لیکر ملک سجان مین گیا سعد و سعید پر کر نشین سے ملاقات ہوئی اُن دونون نے ملازمت اسکی
حاصل کی چند روز اسی جگہ گذرے تھے کہ خبر پہونچی ایرج نے سر نور الدہر کا عالم خواب مین کٹوا ڈالا اور ایرج
کو چھپا اُٹھا کے لیگیا اب بالفعل تمھارا باپ سبز پوش اسد کا شریک ہی اور اسد نے آفتاب پرستون کو مار کر تین سو
کلمہ پڑھا کے ہین اور سب آفتاب پرست شہر عظلی آباد مین قلعہ بند ہین غضنفر نے سعد و سعید سے کہا کہ
غضب ہوا شاہزادہ نور الدہر مارا گیا غم مین نور الدہر کے باوا جان کی خدا جانے کیا حالت ہوگی مین بابا کے
پاس جاؤنگا سعد و سعید نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے چلیے اسی وقت غضنفر آذر کوہ کو روانہ ہوا
کوچ کرکے برابر لیسہ سر لکے پہونچا کہ دیکھا گرد و غبار کا ایک بلند ہوا اور ایک مرد پیر بہت ضعیف چار ہزار آدمی مسلح و
نکل اُسکے ساتھ زنانی سواری کا بیچ مین ایک طرف کو چلا جاتا ہی غضنفر گھوڑے کو اُڑا کر قریب آیا اور اُس مرد ضعیف سے

پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ ناموس کسکا ہی جو تم لیے جاتے ہو اور یہ لوگ زرہ پوش کسکے ہیں اُس سپہسالار نے ایک جوان
ماہ طلعت مہر صورت کو جو دیکھا کہ آثار سروری و سالاری چہرے پر ہویدا ہیں جھککر غضنفر کو سلام کیا اور کہا اے شہسوار
امیدوار ہوں کہ پہلے آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہوں بعد اُسکے اپنا حال گذارش کروں غضنفر کے ساتھ جو لوگ
تھے اُنھوں نے کہا کہ اے عزیز یہ حمزہ صاحبقران کے نواسے کا بیٹا ہی غضنفر بن اسد اسکا نام ہی وہ مرد یہ سنتے ہی
قدموں پر غضنفر کے گر پڑا کہا کہ ہزار جانیں میری فدا ہوں آپ پر میرا نام سلیم دختر شمار ہی میں وزیر ہوں عناد دل شاہ کا
عناد دل شاہ بادشاہ ہی لیسہ سرا کا وہ بھی مرد مسلمان ہی اور میں بھی دین اسلام رکھتا ہوں جسوقت لاہوت شاہ
ایرج پاس چلا ہی اُسنے نام شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لکھا تھا کہ تو جا کر عناد دل شاہ کو اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آ
اور اگر وہ نہ آسے اور سرکشی کرے تو اُسسے لڑکر لیسہ سرا کو اپنے قبضے میں لا شہاب بن فولاد اژدر گیر جب لیسہ سرا
میں پہونچا عناد دل شاہ نے مجھسے کہا کہ اے سلیم میں مرد مسلمان ہوں مجھسے دین لقا پرستی قبول کیا جائیگا میں لڑونگا
جب دیکھونگا میدان لڑائی میں اُسپر غالب نہ ہوا تو قلعہ بند ہو کر لڑونگا اور اگر قلعہ بھی اُسنے لے لیا تو اپنی جان دونگا تو
ناموس میرا لیکر قلعہ مینار حصار میں چلا جا اسلیے کہ اگر مارا جاؤں تو ناموس میرا برباد نہ ہو میں نے عناد دل شاہ سے
کہا کہ آپ ایک عرضی حمزہ صاحبقران کو لکھیے اُسنے کہا کہ وہ ظلمات کو لقا کے تعاقب میں گئے ہوے ہیں یہاں لندھور
کو چھوڑ گئے ہیں وہ ایرج کے عشق میں دیوانہ ہی نورالدہر جو ظلمات سے آیا تھا اُسے ایرج نے قتل کروا ڈالا میں
کسے عرضی لکھوں خیر اگر زندگی ہی تو لڑونگا نہیں مارا جاؤنگا تو ناموس کو لیجا اے سپہ دار یہ ناموس عناد دل شاہ کا ہی میں
قلعہ مینار حصار کو لیے جاتا ہوں غضنفر نے یہ حال سنکر سعد و سعید سے کہا کہ مدد کرنا عناد دل شاہ کی ایسے وقت
میں ضرور ہی سعد و سعید نے عرض کیا کہ ہم آپکے ساتھ ہیں غضنفر نے سلیم سے خطاب کیا کہ تم میرے ساتھ چلو
ناموس کو یہیں چھوڑ دو وہ بولا کہ بہت خوب میں ہمراہ رکاب ہوں پس غضنفر دوانہ لیسہ سرا کو روانہ ہوا اُسوقت
پہونچا کہ عناد دل شاہ شہاب بن فولاد اژدر گیر سے لڑکر زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا ہی اور شہاب بن فولاد یورش کرکے
گولوں کو رد کرتا ہوا لب خندق آپہونچا ہی عناد دل شاہ دعا میں مانگ رہا ہی کہ اے دادرس واے فریاد رس اس وقت
بیکسی میں سوا تیرے کون حامی ہی تیغ کسی ایسے زبردست بندے کو بھیج کہ اس ظالم کو قتل کرے اور مجھے اسکی شر سے
بچا ہنوز دعا ختم ہوئی تھی کہ دامن صحرا سے گرد اُڑی اور غضنفر بن اسد پہونچا شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لب خندق
دیکھکر نعرہ کیا او نالائق آیا میں قلعہ پر کہاں جاتا ہی شہاب نے جو نعرے کی آواز سنی قلعہ کی طرف سے پھرا پکارا کہ او
اجل رسیدہ کہاں تو آیا کہ جب میں لب خندق پہونچ چکا تھا غضنفر نے میری آ کے یہ بازی کی خیر پہلے تجھی کو قتل کروں تو پھر
قلعہ والوں کا کام تمام کروں اُدھر سے غضنفر اندیشہ خشمناک سے آیا اِدھر سے شہاب نے گرز کھینچکر بڑھایا باہم مقابلہ ہوا
بعد از جنگ و زرنی ایک کی دوسرے پر نظر پڑی غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد جوان خوبصورت ہی اُسکی عمر بائیس
برس کا سن ہی نقشہ درست ہاتھ پاؤں سڈول دل میں اپنے کہا کہ اگر یہ دین اسلام قبول کرے تو قابل اسکے ہی کہ رفاقت
میں رکھیے اُدھر شہاب بن فولاد نے غضنفر کو دیکھا کہ ایک جوان بانکا ترچھا چودہ برس کا سن تاج کج سر پر رکھے ہوے
خوبصورت بالا نارنج سے بازو کھلے ہوے گریبان مانند غنچہ وا ہو رہا ہی ایک زرہ آہنی سینے پر کسی ہوئی جرأت
و شجاعت چہرے پر برستی ہوئی بس دیکھتے ہی ایک محبت پیدا ہوئی غضنفر سے کہا کہ اے شہسوار آپ کون ہیں کہا کہ میں
بیٹا ہوں اسد کا غضنفر میرا نام ہی شہاب بن فولاد اژدر گیر نے کہا کہ آپ دین لقا کا اختیار کیجیے تو باہم
صلح ہو جائے غضنفر بولا اے شہاب بن فولاد لقا قابل خدائی کے نہیں ہی اور پرستش لقا کی شروع کی بعد اُسکے جنگ کے

وہدایت الٰہی مین بیان ہے کہ زنگ کفر دل آئینہ مثال سے شہاب بن فولاد کے دور ہو گیا شہاب پکارا ای [illegible]
معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہے اور اُتر کر گھوڑے سے غضنفر کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لعنت کی مین نے لقا پر اور دین
آپ کا مین نے بدل وجان قبول کیا بس یہ تماشا جو عناد دل شاہ نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور باہر آیا ملازمت
شاہزادے کی حاصل کی شہاب بن فولاد سے بغلگیر ہوا غضنفر قلعہ مین داخل ہوا عناد دل شاہ نے سامان دعوت
مہیا کیا شہاب بن فولاد نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا عناد دل شاہ نے اپنے ناموس کو بلوالیا ایک روز غضنفر شکار کو
نکلا شہاب بن فولاد بھی ہمراہ تھا پہلے تو پرندون کا شکار کیا پھر چرندون کی جانب مخاطب ہوا ایک ہرن کے پیچھے
گھوڑا ڈالا چلا اُسکے تعاقب مین وہ ہرن جاتے جاتے ایک دشت پُر فضا مین پہونچا اور درختون کی آڑ مین ہو کر غائب ہو گیا
غضنفر ہرن کو تلاش کرتا ہوا چلا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد چلی آتی ہے خوشبو سے پھولون کی دماغ
معطر ہوا جاتا ہے غضنفر ہرن کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی زرو سارنگی کا کھینچ رہی ہے بائین کی
فلک آسمان کو پہونچ رہی ہے مجیرے کی جھنکار بلند ہے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر فرش نور کا ہے نازنینان
مہ جبین حسینان مہر تمکین وہان موجود ہین ناچ ہو رہا ہے غضنفر نے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون ہین چاہتا تھا کہ
اُدھر سے پھر کر اور طرف کو جاے کہ آواز پیدا ہوئی آئیے ہرن آپ کا یہان موجود ہے غضنفر اُس صحبت مین جو آیا دیکھا کہ
ایک نازنین نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہے مگر سیکا سیندور کا ٹیکہ پر دیا ہوا ہے سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے بس پھرا وہان سے
کہ اِسکے پاس نہ جانا چاہیے وہ پکاری کہ ای عزیز مین تجھکو ہرن بنکر لگا لائی ہون میرا دل تجھپر آگیا ہے تو جاتا کہان ہے
غضنفر بولا او مردار ہمارے یہان جادوگر سے مصاحبت نہین ہوتے یہ کہکر چلا تھا کہ وہ نازنین قریب آئی بولی ای عزیز
مین ساحران غنطلی آباد مین سے ہون حمزہ نے تمام ساحران غنطلی آباد کو مارا مین بھاگ کر یہان آرہی ہون جو
خدا پرست ادھر سے گذرا مین نے اُسے قتل کیا نام میرا مرجانہ جادو ہے لیکن ازبسکہ تجھپر دل میرا آگیا ہے اس سبب
سے تجھکو کچھ نہ کہا اب تو آ میرے گلے مین ہاتھ ڈالدے یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر غضنفر کی طرف دوڑی جب قریب
آئی غضنفر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا یہ لکا نہ ۔ وہ مین تن آہنی بدن تھی تلوار اسپر سے اُچٹ گئی بس اسنے سحر کرکے
غضنفر کو پکڑ لیا اور اسیر سحر کرکے سامنے بٹھایا منت سماجت کرنے لگی کہ مجھے قبول کر مطلب دلی میرا بر لا مین تجھے بادشاہ
ہفت اقلیم کردونگی غضنفر نے کہا کہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین اسنے کہا کہ مین تجھے مار ڈالونگی غضنفر بولا تیرا جو جی چاہے
وہ کر مین تیرے اختیار مین ہون اُسنے کہا خیر ابھی تو نہین تجھے قتل کرتی ہون شاید دو ایک دن مین تو سمجھ جاے یہ کہکر غضنفر
کو اُسی چبوترے پر بٹھایا اور کچھ رائی سرسون کے دانے پڑھ کر گرد اُس چبوترے کے مارے کہ ایک سد سحر قائم ہو گئی
کہ جو کوئی اُسکے قریب آے وہ بھی گرفتار سحر ہو جاے اور ظاہر اکچھ نہ معلوم ہوتا تھا بس وہ ساحرہ انتظام کرکے
وہان سے چلی آئی مگر غضنفر نے اب اپنے ہاتھ پاؤن مین حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ پائی اُسی چبوترے پر بیٹھا رہگیا
قضاے کار شہاب بن فولاد غضنفر کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا غضنفر کو بیٹھے ہوئے دیکھا دوڑا کہ آقا مین
آپکو چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپ یہان کہان بیٹھے ہین غضنفر نے ہر چند اشارے سے منع کیا کہ
یہان نہ آ گرفتار ہو جائیگا وہ مطلق نہ سمجھا بس اُس حد کے اندر جو پہونچا اُلٹا لٹک گیا غضنفر پکارا کمبخت مین
تجھے منع کرتا رہا تو نہ سمجھا چلا آیا آخر گرفتار ہوا ارے مجھکو ایک جادوگرنی نے اسیر کیا ہے تو بھی میرے ساتھ
مبتلاے بلا ہوا خیر ناچاری ہے یہی باتین تھین کہ وہی جادوگرنی آئی شہاب بن فولاد کو دیکھا کہ جوان وضعدار
ہے کہا کہ تو اسکے پاس کیون آیا اُسنے کہا کہ مین اسکا غلام ہون تیرے سحر مین قید ہو گیا کہا کہ مین تجھے چھوڑ دونگی

تو رنج نہ کرنا اور یہ کہکر شہاب کو اپنے پاس بُلا کر بٹھایا اسباب عیش و عشرت مہیا کیا جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر اُسے
دیا بات کرنے مین بو بے بد جو اُسکے مُنھ سے نکلی شہاب بن فولاد کا دماغ پریشان ہو گیا کہا ادلکا تہ مُنھ تیرا کاہے کو ہی کہ
سنڈاس ہی اور ہٹ کر پیچھے بیٹھا وہ دوڑ کر لپٹی اسنے اُلٹا طمانچہ مارا کہ وہ دور جا کر گری اور کھسیانی ہو کر اُٹھی شہاب کو
پکڑ کر غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا کہ موذن تم سب ایک ہی پڑھے ہوئے ہو دیکھو تو تمھارا کیا حال کرتی ہون اور بھی
تمھارے ساتھی آئین تو ایک مرتبہ سب کو قتل کرونگی یہ کہکر چلی گئی القصہ قضارا جانسوز بن قران جو صحرا نوردی کرتا ہوا
اُس دشت پرخطر مین گذرا غضنفر بن اسد کو دیکھا کہ ایک چبوترے پر بلور کے بیٹھا ہی اور ایک شخص اور اُسکے پاس ہی
باقی نہ کوئی ملازم نہ خدمتگار نہ مرکب نہ جلودار حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی چلا کہ حال دریافت کرے جب قریب آیا غضنفر
نے پہچانا کہ یہ جانسوز بن قران ہی پکار کر کہا ای جانسوز میرے پاس نہ آنا چبوترے پر نہ چڑھنا ورنہ گرفتار سحر ہو جائیگا
مجھکو ایک جادوگرنی نے یہان قید کیا ہی اور گرد میرے ایک حصار باندھا ہی کہ جو میرے پاس آوے وہ بھی گرفتار سحر
ہو جاوے دیکھ کہ یہ فولاد اژدر گیر کا بیٹا میرے پاس آیا تھا گرفتار ہو گیا جانسوز رکا اور پوچھا ای شہریار وہ جادوگرنی
کہان ہی مین اُسے مارونگا ہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو آئی جانسوز پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ
نقشا درست چست و چالاک کھڑا ہوا ہی باتین کر رہا ہی عاشق ہو گئی پکاری کہ ارے تو میرے قیدیون سے کیون باتین
کر رہا ہی تو ہی کون جانسوز نے گوپھن مین پتھر دے کر مارا کہ ادلکا تہ لے اسیہ مرجانہ جادو کے سینے پر پڑا اگر اُچٹ گیا کچھ
اُسکو اثر نہ ہوا مرجانہ نے گھیر کہکر ہاتھ زمین پر مارا جانسوز ناکمر زمین مین سما گیا مرجانہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ ارے موے
تو نے مجھے مارا تھا مگر خیر جو تو نے کیا اچھا کیا مین تجھپر مائل ہون تو مجھے قبول کر جانسوز کا یہ عالم ہی کہ باتین کرنے مین
جو اُس مردار کے مُنھ سے بو بے بد آتی ہی دماغ سڑا جاتا ہی نہایت پریشان ہی جانسوز نے کہا ادلکا تہ تو بے مجھے مار ڈال
مین تجھے قبول کرونگا تیرے مُنھ مین تمام زمانے کا گوبر بھرا ہوا ہی مجھے تیرے پاس نہین بیٹھا جاتا تیرے پہلو مین بیٹھنے سے
تو جہنم پر لیٹنا بہتر ہی مرجانہ نے ہر چند خوشامد کی مگر جواب سخت پایا اُس وقت مرجانہ نے جانسوز کو بھی غضنفر کے پاس
لا کر بٹھایا اور کہا ارے موؤ ابھی دیکھون تمھارے حمایتی کتنے آتے ہین تم سب کے کباب کر کے کھاؤنگی یہ کہکر پھر چلی گئی
مگر خورشید ستارہ پرست جو نقابدار فغفور ہ لوش سے رخصت ہو کر شہر اختر یہ کو چلا تھا اسی راہ سے گذر لشکر تو
پیچھے تھا یہ شکار کھیلتا ہوا آگے آگے چلا آتا تھا نگاہ اسکی غضنفر پر پڑی دیکھا کہ ایک لڑکا ٹھیک صورت اسد کی ہی
بس قریب آیا اور پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی صورت اسد بن کرب غازی کی تجھ مین بہت ملتی ہی غضنفر نے خورشید
کو دیکھا کہ نہایت حسین و خوبصورت ہی آثار سروری و سالاری چہرے پر ظاہر ہین پکارا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین
صاحبقران لشکر ستارہ پرستان ہون نام میرا خورشید ہی وہ بولا کہ مین بیٹا ہون اسد بن کرب دلاور کا نام میرا
غضنفر بن اسد ہی مرجانہ جادو کی قید مین یہان گرفتار ہون یہ دونون رفیق بھی میرے ساتھ قید ہوئے مین
خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ ای غضنفر مجھے اور تیرے باپ سے بھائی چارہ تھا ایسی محبت میرے اُسکے
تھی کہ ایک جان و دو قالب مشہور تھے لیکن اُسنے میرے ساتھ ایسی حرکت نالائق کی کہ مجھے اور اُس سے عداوت قلبی
ہو گئی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مجھے تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی جو تو میری بیعت قبول کرے تو ساحرہ کی قید سے تجھے نجات دون
غضنفر نے کہا ای خورشید اس ساحرہ کا مارنا بہت مشکل ہی کوئی اسپر غالب نہ ہوگا کسواسطے کہ روئین تن آہنی بدن
ہی خورشید نے کہا کہ اس ایسے ہزار جادوگر ہون تو مین مار ڈالون اسکی حقیقت کیا ہی غضنفر بولا جب مین قید سے چھوٹونگا
تو بیعت کرونگا ابھی تو مجھے یقین نہین کہ وہ جادوگرنی کسی کے ہاتھ سے قتل ہوگی خورشید نے کہا اچھا پہلے مین اُسے مار لون پھر تجھے

کھنا گردن بناوہ کہان ہی غضنفر بولا کہین گئی ہوئی ہی آتی ہوگی یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو ایک طرف سے نمودار ہوئی
غضنفر پکارا کہ وہ آتی ہی مرجانہ جادو خورشید نے ایک بلاے بد کو آتے دیکھا کہ کوئی سوا ریچھ کا اُسکا قد ہی رنگ
سیاہ دونون چھاتیان مانند دو بیگنون کے لٹکی ہوئین آنکھین لال لال سر کے بال کھلے ہوئے جٹ کہنی سے شانے تک
بندھے ہوئے جھولی کھاروے کی لگی ہوئی ہاتھ مین ناریل سب اسباب سحر درست اجی مین کہتا ہی ای خورشید حقیقت
مین اسکا مارا جانا بہت مشکل ہی مگر تجھکو جو ملکہ ناہید نے انگوٹھی اور تیغہ اور مرکب دیا ہی اُسکی آزمائش ضرور چاہیے اور
مرجانہ جادو کو تو دھیان تھا کہ اب کوئی اور آیا ہوگا یہ جو آئی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ نہایت خوبصورت ابھی پندرہ
یا سولہ برس کا سن عین شباب و جوانی بس دیکھتے ہی عاشق ہوگئی پکار کر کہا ای عزیز تو ان قیدیون سے بات نہ کر میرے
پاس آکہ مین تیری مہمانداری کرونگی مجھکو تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی خورشید پکارا او مردار تو اپنی شکل تو دیکھ کسی دیو بچے
پر عاشق ہو جس سے خوب تیری مطلب براری ہو مین تیرے قابل نہین ہون اور بہتر یہ ہی کہ ان قیدیون کو چھوڑ دے
نہین میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مرجانہ جادو بولی ای عزیز یہ شکل تو مین نے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی اصلی صورت جو تو
میری دیکھیگا تو کسی عورت کے دیکھنے کی آرزو نہ کریگا اور تیری جان کی قسم مجھے بھی اٹھارہوان سال ہی زیادہ سن میرا
نہین ہی اور تیری خاطر سے مین انھین چھوڑ بھی دونگی تو میرے پاس تو آکر بیٹھ مجھے خوش تو کر پھر جو تو کہیگا وہی کرونگی خورشید
پکارا او لکاتہ تیری قضا آئی ہی تجھکو بے مارے نہ چھوڑونگا مرجانہ بولی کہ زیادہ ناز نہ کرو نہین تو انھین کی طرح سے تمھین بھی
قید کرونگی خورشید تلوار کھینچکر جھپٹا کہ او لکاتہ کھڑی تو رہ آیا مین مرجانہ نے کہا کیا کرےگی تلوار تیری اور ناریل جو ہاتھ مین
تھا سحر کرکے خورشید پر مارا خورشید نے انگوٹھی کا عکس ڈالا ناریل سامنے آکر گر پڑا اُس ساحرہ نے پھر سحر کرکے اپنے بالون
کی رسّی بناکر پھینکی وہ افعی بنکر چلی خورشید نے انگوٹھی سامنے کی وہ وہین رہگئی آگے نہ بڑھ سکی دیکھا مرجانہ نے کہ سحر تیرا
اسپر کام نہین کرتا خود ایک شیر کی صورت بنکر دوڑی انگوٹھی کا عکس جو پڑا وہ صورت اُسکی مٹگئی کتے کی طرح زمین پر
ہاتھ پانون مارنے لگی خورشید پکارا او مردار دیکھ اپنی ہیئت کو اُسنے دیکھا کہ یہ بھی سحر تیرا رد ہوا گھبرا کر پرواز پیدا کرکے
آسمان پر اُڑ چلی اور پکاری کہ خیر سمجھ لونگی تو جائیگا کہان جیسے ہی اُڑکر چلی خورشید نے مرکب باد خوار کو جو اشارہ کیا وہ
بھی آسمان پر اُڑکر چلا پہونچا برابر مرجانہ جادو کے خورشید نے تیغہ زردمین شگاف کھینچکر جو مارا دو ٹکڑے ہوگئے بس مانند
تیرہ و تار ہوگیا آواز گیرودار کی بلند ہوئی آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من مرجانہ جادو
بود اور روشنی ہوئی دیکھا خورشید نے غضنفر اور وہ دونون شخص جو اُسکے ساتھ اسیر تھے قید سے رہا ہوگئے جانثور بن
قران تو غضنفر سے رخصت ہوکر راہی ہوا اب خورشید نے غضنفر سے کہا میری بیعت کرنے مین کیا تامل ہی غضنفر
نے کہا ای خورشید مین تیرے بیعت کرنے کو موجود ہون مگر یہ مجھسے نہ ہوگا کہ تم خدا پرستون سے لڑو اور مین کھڑا
تماشا دیکھون خورشید بولا ای غضنفر مجھے خدا پرستون سے عداوت نہین ہی مین اُنکی مدد کرونگا نہ اُنسے لڑونگا لیکن
تم بھی یہ شرط کرلو کہ اپنے باپ سے نہ ملنا غضنفر نے کہا کہ مین اُنسے نہ ملونگا بلکہ اُنسے مجھکو تنفر ہی مگر تم بھی ایرج سے
نہ ملاقات کرنا خورشید ستارہ پرست بولا کہ مجھے اُس سے کیا سروکار غضنفر خورشید سے دست بیع ہوا ہاتھ پر ہاتھ
مارا اور پکارا کہ مین تمھارے دوست کا دوست دشمن کا دشمن ہون القصہ دونون آپسمین بغلگیر ہوئے خورشید ستارہ پرست
اپنے خیمے مین غضنفر کو لایا اور دعوت کی غضنفر بن اسد نے بھی اپنے رفقا کو وہین بلوایا دوسرے روز غضنفر
بن اسد نے خورشید ستارہ پرست کی دعوت کی بعد فراغ دعوت دونون شریک ہوکر لشکر ایرج
پر بقصد گرد وپیر روانہ ہوئے انکو تو اثنا سے راہ مین چھوڑ ہے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ایرج کو بارگاہ لقا بدبار سبز پوش سے پنجہ اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو ایرج کی کھلی اپنے کو ایک مکان نفیس مین پایا اور
ایک دیو سامنے استادہ نظر آیا ایرج نے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی وہ بولا کہ ہان ایرج نے کہا کہ تو نے بڑا احسان کیا جان میری
بچائی ورنہ اسد دیوانہ مجھے مار ڈالتا اب اپنا حال کہہ کیون مجھے لایا ہی کیا مطلب ہی تیرا وہ دیو رونے لگا کہ ہاے مین گشتہ
قسمت اپنا حال کیا کہون درد عشق سے مرتا ہون ایرج کے دل پر نام عشق آتے ہی ایک چوٹ لگی اور ملکہ گیتی افروز کو
یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر لایا دیو اپنا رونا بھول گیا حیران ہو کر پوچھا آپ کیون آبدیدہ ہوئے کہا کہ مین بھی عاشق ہون تیرے
منھ سے نام عشق سنکر دل میرا بےچین ہو گیا اپنی معشوقہ کو یاد کرکے رونے لگا کہ کوئی صورت اُسکے وصل کی ممکن نہین ہوتی
وہ دیو یہ سنکر اور زیادہ مضطر ہوا بولا کہ جب تو اپنی معشوقہ کو نہین ملے سکتا تو میری محبوبہ کو کیونکر مجھسے ملائیگا مین ناحق تجھے
لایا مثل مشہور ہی کہ پیر آپ ہی درماندہ ہی شفاعت کسکی کریگا ایرج نوجوان نے کہا تو اپنا حال تو بیان کر مین تیری
معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا وہ بولا ای شہریار سنیے حال میرا پردۂ سوم قاف مین ایک دیو ہی ملک الصبار اُسکا
نام ہی وہ وہان کا بادشاہ ہی اور میرا نام دیو سہاب ہی مین اُسکا سپہ سالار ہون بیٹی ہی دیو الصبار کی کہ نام اُسکا
مہر آرا ہی مین اُسپر عاشق ہون دیو الصبار کو مین نے پیغام اُسکی خواستگاری کا دیا تھا اُسنے کہا کہ تو اگر آئینہ سکندری
میرے واسطے لاوے تیرے ساتھ شادی اپنی دختر کی کر دون مین نے پوچھا کہ آئینہ سکندری کہان ہی اُسنے بیان کیا
کہ یہان سے کئی منزل پر ایک صحرا ہی وہان ایک طاق بلند بنا ہوا ہی اُسمین وہ آئینہ رکھا ہی اور ایک دیو ہی کہ دیو افرغم
اُسکا نام ہی وہ آئینہ اُسکے قبضے مین ہی مین وہان گیا دیو افرغم سے لڑا اُس سے مغلوب ہوا منت سماجت کرکے اُسکے
ہاتھ سے رہا ہوا چلتے وقت اُسنے کہدیا تھا کہ اب بار دگر جو آئیگا تو زندہ نہ چھوڑونگا پھر میری جرأت نہ پڑی کہ
اُدھر جاتا [illegible] ہی ملک الصبار کا سلیم اختر شمار اُس سے مین نے کہا کہ علم نجوم مین تو دیکھ کہ کوئی بھی اس زمانے مین
دیو افرغم پر غالب آسکتا ہی اُسنے علم نجوم مین دیکھ بتایا کہ پردۂ دنیا مین ایک آدمزاد ہی کہ نام اُسکا ایرج نوجوان
صاحبقران آفتاب پرستان ہی وہ آسے تو دیو افرغم زیر ہو مین نے کہا کہ ای سلیم اختر شمار مین اُسے کیونکر پہچانون
اُسنے اپنے علم کے زور سے تصویر کھینچکر مجھکو دی کہ وہ اس صورت کا آدمی ہی مین آپکو ڈھونڈھتے یہان اُٹھا لایا
آپ اپنے ہی حال مین گرفتار رہین ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھکو میرے حال سے کیا مطلب تو مجھے جہان دیو افرغم ہی
وہان لے چل اُسنے کہا کہ دیو افرغم مجھے مار ڈالیگا ایرج بولا تجھے دور سے بتا کر ہٹ آنا سامنے اُسکے نہ جانا کہا بہت خوب
اور اُسی وقت ایرج نوجوان کو اپنی گردن پر سوار کرکے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک بیابان پر فضا مین پہنچا
دور سے وہ طاق بتایا دیو افرغم کا نشان بتایا اور کہا کہ مین اب آگے نہین جا سکتا ایرج نوجوان دیو کے کاندھے سے
اُتر کر آگے روانہ ہوا سیر بیابان پر فضا کی کرتا ہوا چلا جاتا تھا پہر بھر مین قریب اُس طاق کے پہونچا دیکھا کہ وہ طاق جواہر نگار
ہی اور کوئی ہزار گز اونچا ہی اور ایک آئینہ گز بھر سے گز بھر تک مدور اُسمین نصب ہی مثل آفتاب کے چمک رہا ہی ایک دیو
دراز قامت ہزار گز سے قد اُسکا کم نہ ہوگا دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی اژدہے کے کباب بھنے
ہوئے ہین نشے مین سرشار نگاہ دیو کی ایرج نوجوان پر جو پڑی دیکھا کہ ایک آدمزاد نہایت فربہ سامنے سے چلا آتا ہی
خوش ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمہ چرب بھیجا ہی پکارا کہ او آدمزاد آ میرے حلق مین کود پڑ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ
لگاؤنگا پلپلا کر کھا جاؤنگا ایرج پکارا آیا مین حلق اپنا کھول اُسنے آنکھین تو بند کر لین اور منھ اپنا کھول دیا ایرج نے
قریب جا کر ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالدیا اور ایک ہاتھ مین تھوڑی سی خاک لیکر اُسکے منھ مین ڈالدی دیو نہایت برہم ہوا کہ تو

تو مرادل کی بازی ہی کہ موت قریب ہی لیکن شرارت سے نہین باز آتا کہا ادھر اُدھر مین جھاڑ پیر کرنے اور آئینہ لینے آیا ہون مین بغیر
سخت ہون تو مجھے کہا نہ سکیگا دیوافرغہ نے دیکھا کہ واقعی ہاتھ آدمزاد کا نہایت زبردست ہی ایرج سے لپٹا آمادہ کشتی ہوا دونو
پیچ ہونے لگے کس واسطے کہ یہ دیو پردۂ قاف مین کشتی گیر مشہور ہی کوئی دیو اس سے کشتی لڑ نہین سکتا ایرج سے دن بھر کشتی رہی
شام کو دیو نے کہا کہ اے آدمزاد تو بڑا زبردست ہی کہ مجھ ایسے دیو سے دن بھر لڑا اب شام ہوئی کچھ کھالے تو پھر لڑنا ایرج نے
کہا کہ مین بغیر تیری مشکین باندھے کچھ نہ کھاؤنگا نہ پیونگا دیو نہایت غصے مین آیا اور پھر لڑنے لگا رات بھر کشتی رہی صبح ہوئی
دیوسنجاب دور سے دیکھ رہا ہی کہ اُسی طرح کشتی ہو رہی ہی سارا دن گذرا شام ہو گئی دیوافرغہ نے کہا اے آدمزاد دو دن
گذرے ہین مین بھوک سے ہلاک ہون ایرج نوجوان نے کہا مین بھی تو بھوکا ہون مگر بھوکون دم نکلا جاتا ہی آئینہ مجھے دیدے
مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا آئینہ تو ہرگز نہ دونگا اور پھر ایرج سے لڑنے لگا اب تیسرے دن دیوافرغہ کی یہ کیفیت ہی کہ دم
اسمین نہین ہی اپنے کو بچا بچا کر لڑتا ہی اور کہتا ہی کہ اے آدمزاد تو عجب بلا ہی کہ نہ تجھکو بھوک لگتی ہی نہ پیاس اب بھی مجھکو چھوڑ دے
کہ مین کچھ کھا پی لون کہ میرا برا حال ہی ایرج نے کہا تجھے بے پچھاڑے ہوئے کبھی نہ چھوڑونگا دیو نے غصے مین آکر کہا اچھا مین
تجھی کو کھائے لیتا ہون یہ کہکر منھ کھول کر چاہا کہ ایرج کو منھ مین لے یا کاٹ کھائے ایرج نے گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آگیا
ایرج نے اُسے اُٹھا کر دے مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نہین تو مار ڈالونگا دیوافرغہ
از سر صدق آفتاب پرست ہوا اور وہ آئینہ طاق سے اُتار کر ایرج کو نذر دی دیکھا ایرج نے کہ مانند آفتاب کے آئینہ
روشن ہی اسمائے الٰہی اُسپر کندہ ہین چوکھٹا اُسکا الماس کا ہی ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا دیوسنجاب کو آواز دی
کہ آکر وہ دوڑکر ایرج کے قدمون پر گرا بدل الصدق ہوا ایرج نے افرغہ سے بغلگیر کرایا افرغہ نے کہا اے سنجاب تو ہی
اس بہادر کو لیکر آیا تھا کہا کہ ہان میری تو جان پر بنی ہوئی تھی عشق مین دختر ملک الصبار کے بیقرار جان سے بیزار تھا
غرض اُس روز دیوافرغہ نے ایرج نوجوان کی دعوت کی دوسرے دن ایرج آئینہ سکندری کو لیکر دیوسنجاب
کی گردن پر سوار ہو کر دیوافرغہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پردۂ سوم قاف مین ملک الصبار کو خبر ہوئی کہ دیوسنجاب
ایک آدمزاد کی مدد سے آئینہ سکندری لایا اور دیوآئینہ دار بھی ہمراہ ہی ملک الصبار یہ سُنکر نہایت مسرور ہوا
کہا کہ لاؤ دیوسنجاب کو لوگون نے دیوسنجاب سے کہا کہ بادشاہ بُلاتا ہی دیوسنجاب سامنے آیا سلام کیا وہ آئینہ نذر دیا
ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے شہریار میری قدرت نہ تھی کہ آئینہ لا سکتا مگر ایک آدمزاد کہ وہ صاحبقران ہی اُسنے میرے حال پر
رحم کیا کر دیوافرغہ کو زیر کیا جب یہ آئینہ اُس سے لیا ملک الصبار نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہی عرض کیا کہ آپ چلیے
استقبال کرکے لائیے اُسی وقت دیوالصبار مع اہل دربار سوار ہو کر خدمت مین ایرج نوجوان کی آیا قدم چومے
سلام کیا بہ توقیر تمام ساتھ لایا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا ایرج نوجوان نے کہا اے ملک الصبار اب تم اپنی بیٹی
کی شادی دیوسنجاب کے ساتھ کردو اُسنے کہا بہت خوب مجھے انکار نہین ہی اور سامان شادی مین مصروف ہوا
ایرج نوجوان نے پوچھا کہ دین تمہارا کیا ہی اُسنے کہا کہ ابلیس پرست ایرج نوجوان نے مذمت ابلیس بہت کی دین
آفتاب پرستی کی مدح کی ملک الصبار از روے صدق وصفا آفتاب پرست ہوا اور تمام فوج اور رعایا کو بھی
آفتاب پرست کیا اور شادی ملکہ مہر آرا کی دیوسنجاب کے ساتھ بہت دھوم سے کر دی بعد اُسکے ایرج نوجوان
نے ملک الصبار سے پوچھا کہ یہ آئینہ جو تمنے اس کدوکوشش سے منگوایا سوا آرسی مصحف دیکھنے کے اور کسی کام
کا بھی ہی اُسنے کہا اے شہریار حضور اسکی صفت سے آگاہ نہین ہوئے یہ عجیب وغریب شی ہی آرسی مصحف کا تو فقط حیلہ ہی
تھا اوصاف اسکے سُنیے یہ آئینہ ایسا ہی کہ جس مقام کا یا جس شخص کا حال دریافت کرنا منظور ہوا مین دیکھ لیجیے جہان کی کیفیت

چاہیے دریافت کر لیجیے جو شی غائب ہی بخوبی تمام نظر آے جسوقت سکندر نے جام جمشید کو جہان نما دیکھا یعنی تمام عالم کا حال
اُسمین معلوم ہوتا ہی حکیم ارسطو سے کہا کہ مقابل مین اس جام جہان نما کے کوئی شی ایسی بنا کہ تا قیامت میرا بھی نام رہے
ارسطو نے یہ آئینۂ اسکندری بنایا ایرج نوجوان نے جو یہ صفتین سُنین نہایت اشتیاق ہوا کہا کہ لاؤ آئینہ مین دیکھون
ملک الصبار نے آئینہ منگوایا سامنے رکھا عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہلے یہ کام کیجیے کہ کچھ خوشبو اس آئینہ کے سامنے
جلا لیے اور کہیے کہ ای آئینۂ سکندری تجھے قسم ہی سکندر ذو القرنین کی کہ مجھے حال فلان شہریار یا فلان شخص کا معلوم ہو جا
ایرج نے جو کچھ ملک الصبار نے کہا تھا وہی کیا کہا کہ مجھے حال حمزۂ صاحبقران اور فرزندان حمزۂ صاحبقران کا
معلوم ہو جاے کہ شہر زبرجد نگار مین کیونکر ہین بس بمجرد اس کہنے کے اب جو آئینہ مین دیکھا تو لشکر امیر کشور کا سامنے
شہر زبرجد نگار کے نظر آیا اور فرزندان ذیوقار و سرداران نامدار بارگاہ زبرجد شاہ مین بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے
تھا اور بختیارک بھی وہین موجود تھے اور صاحبقران کو دیکھا کہ کرب غازی مقبل وفادار عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہین
ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین چلے جاتے ہین ایرج نوجوان حیران و پریشان ہوا کہ یہ کہان جاتے ہین بعد اُسکے
حال داراب کشور کشا کا دیکھا کہ مالک اژدر ہمراہ ہی اور ملک سنجان کو چلا جاتا ہی بعد اُسکے حال خورشید ستارہ پرست
کا دیکھا کہ ایک ساحرہ کو مار کر غضنفر کو چھڑا یا ہی اور اُس سے بیعت کر رہا ہی یہ دیکھکر کمال رنج ہوا اور ایسا محو ہوا کہ پکارا تھا
ای خورشید ستارہ پرست ہمسے ترک محبت اور اس دیوانے سے ملاپ پھر تو دغا پائیگا یہ میل جول اس سے اچھا نہین ہی
ملک الصبار نے کہا ای شہریار آپ کس سے باتین کر رہے ہین یہ ممکن نہین کہ آپ جس شخص کو دیکھین اُس تک آواز بھی
آپ کی پہونچے اس آئینہ مین طلسم ہی ایرج نوجوان خاموش ہو رہا اور پھر حال ملکۂ گیتی افروز کا دیکھا کہ وہ نازنین مہ جبین
مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین گرد ہجوم پریزادان ماہ طلعت اور نازنینان
پری صورت کا ہی بس ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے آنسو گر پڑے رونے لگا پھر بیخود ہو کر پکار اُٹھا کہ آہ تو نے یہ
کیسے غم مین اپنی حالت کی پھر ملک الصبار نے سمجھایا کہ ای شہریار مین عرض کرتا ہون کہ آپ کی کیفیت سے طرف ثانی
نہین واقف ہو سکتا آپ عبث روتے ہین ناحق اپنا جی کھوتے ہین کہا کہ ای ملک الصبار کیا اپنا حال بیان کرون مدت
سے جس شخص پر عاشق ہون اُسکو اس وقت روتے دیکھا نہین معلوم اُسپر کیا صدمہ ہی ہین اس واسطے روتا تھا تو نے
پکار کر غضب کیا مین اپنی معشوقہ کو دیکھ رہا تھا تو نے جدا کر دیا اُسنے کہا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ ہوگی پھر ایرج نوجوان
ملکۂ گیتی افروز کا تصور کر کے رونے لگا شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا کہ او ظالم کچھ تیرے ستم کی حد بھی ہی اب تو بر سر رحم آ
مجھکو میری محبوبہ سے ملا بعد تھوڑی دیر کے خیال آیا کہ اب اپنے لشکر کا تو حال دیکھ کہ دیوانے نے کیا سلوک کیا اب جو
آئینہ کو دیکھا مالک بن ملکوت شاہ کو شہر عنطلی آباد مین قلعہ بند پایا طرماسپ اور دیلم شاطر زنگی وغیرہ زخمی نظر آئے
گرد قلعہ کے نقابدار ببر پوش اور اسد غازی کو دیکھا کہ محاصرہ کیے ہوئے مع لشکر پڑے ہین بیقرار ہو گیا اور کہا کہ
ای دیو سنجاب جلد مجھے پردۂ دنیا مین جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور ملک الصبار سے کہا کہ یہ آئینہ چند روز
کے واسطے مجھے دید و میرا ایک دشمن ہی کہ وہ مجھے پریشان کرتا ہی اور نہایت گریزپا ہی کہ مین اُسے نہین پاتا جب یہ آئینہ ہوگا
تو وہ بھاگ کر جہان جائیگا معلوم ہو جائیگا اُسے قتل کر کے بھیجدونگا دیو الصبار نے عرض کیا ای شہریار میری جو آرزو تھی
وہ پوری ہو گئی آپ آئینہ لیجائیے مین اب اسے کیا کرونگا میرے کس کام کا ہی غرض دیو ملک الصبار سے رخصت ہوا
دیو سنجاب کی گردن پر سوار ہو کے چلا اب حال یہان کا سُنیے کہ جتنے دنون کی مہلت اسد غازی نے مالک بن ملکوت شاہ
کو دی تھی وہ دن تمام ہو گئے اسد غازی نے کہلا بھیجا کہ اب طرماسپ دیدار ہو رہا اور بہزاد مرتد کو باندھ کر میرے

پاس بھیجدو نہیں تو کل سب کو قتل کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہلا بھیجا کہ آج کا دن تمام ہو جانے دیجیے کل جو
چاہیے گا وہ کیجیے گا یہ جواب تو بھیجدیا مگر جان پر صدمہ ہے قارن قمر بین سے کہا کہ تیرا کلام کبھی بیجا نہ نکلا کل ہم سب
مارے جاوینگے اور ایرج ابتک نہیں آیا اسنے پھر علم نجوم میں دیکھا اور کہا کہ اگر آج ایرج نہ آئے تو مجھکو قتل کیجیے گا کہا اچھا یہ
دیکھتے ہیں اب سب انتظار میں ہیں آنکھیں آسمان کو لگی ہوئی ہیں شیر اعظم کو پکار رہے ہیں کہ ای آفتاب تابان تیرے
بندے اس تاریکی غم والم میں کور ہو رہے ہیں کرم کیجیے کیونکہ شکل رہائی کی نکلتی ہے اب کوئی پہر دن باقی ہے کہ ناگاہ
ایک لکہ ابر فلک پر نمایان ہوا اور دیکھا کہ اسی طرف چلا آتا ہے اور ہوا تند ہوتی جاتی ہے جب وہ ابر قریب آیا اور
چہرہ ایرج نوجوان کا مانند آفتاب تابان کے چمکا قارن قمر بین پکارا کہ وہ زبدۂ آفتاب پرستان آپہونچا پھر تو سبنے
دیکھا کہ ایرج نوجوان ایک دیو سیاہ کی گردن پر سوار چلا آتا ہے بس نقارۂ شادمانی قلعہ پر بجنے لگا ہر ایک کو ایک عید ہوئی
یہانتک کہ اوپر قلعہ کے آکر اترا سبھوں سے ملاقات کی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا کھلوا دو
اُسی وقت دروازہ شہر کا کھلگیا ایک غلغلۂ شادی قلعہ میں برپا تھا ایرج نے اپنا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے
بیان کیا اور پوچھا کہ میں نے آسمان پر سے دیکھا تھا کہ صحرا میں بہت سے کلہ منار ہیں یہ کسکے سروں کے منار ہیں اور کسنے
بنوائے ہیں مالک بن ملکوت شاہ رو دیا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان جب سے ہم آذرکوہ سے بھاگے دیوانے نے
اتنے روز خون اور شبخون مارے کہ تین لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کیا دو ہی تین سو کلہ منار آذرکوہ سے تا شہر غنطلی آباد
اسد غازی نے اُنکے سروں کے بنوائے ہیں لشکر کا خاتمہ ہو گیا ایرج نوجوان نے کہا کہ اسکا عوض اس دیوانے
سے نہ لیا ہو تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہو گا دیو سنجاب کو تو پردۂ قاف کی جانب رخصت کیا اور آپ خیمہ شہر سے نکلوا کر داخل
بارگاہ ہوا ادھر سرکار سے لشکر نقابدار و اسد کے جو لگے ہوئے تھے اُنھوں نے آکر نقابدار اور اسد غازی سے
عرض کیا کہ ایرج آگیا اور بڑی خوشی آفتاب پرستوں میں ایرج کے آنے کی ہے یہانتک کہ دروازہ شہر کا کھلگیا ہے
لشکر آفتاب پرستان بیرون شہر نکلا ہے بارگاہ ایرج نوجوان کے لیے استادہ ہو رہی ہے اسد غازی نے کہا
ماموں جان سنا آپ نے میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ مہلت اسی واسطے مانگی ہے کہ اس عرصے میں شاید وہ آفتاب پرست
آجاوے اور وہی ہوا میں انکو مکار سمجھے ہوئے تھا کبھی فرصت نہ دیتا آپ کے فرمانے سے اور سعی کرنے سے جیت
ہو رہا وہ بزار بچہ آگیا اب کوئی کیا کر سکتا ہے وہ زوروں پر چڑھا ہوا ہے نہایت زبردست ہے نقابدار بولا ای اسد دلاور
خوب ہوا ایرج آگیا سر میدان اُسکی مشکیں باندھ کر تجھیں دیدونگا اسد بولا ماموں جان زرا بہت مشکل ہے اُس پر غالب ہونا
یہی باتیں تھیں کہ اور جوڑی ہرکاروں کی آئی دعا و ثنا بجا لا کر عرض کیا کہ لشکر ایرج میں طبل جنگ بجا ہے نقابدار نے کہا
کچھ پروا نہیں بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی ہمارے یہاں بھی بجے نقارۂ رزمی غرض دونوں طرف نقارے گڑگڑائے
لشکروں میں تیاری جنگ کی ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا شب اسی بند و بست میں گذر گئی
صبح کو دونوں لشکر میدان جدال و قتال میں آمادۂ پیکار صف آرا ہوئے نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج نوجوان
نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آکر اجازت میدان طلب کی اُسنے کہا کہ سپرد کیا ہے شیر اعظم
کو جاؤ اور بدلہ اپنے لشکر کے قتل کا لو ایرج سلام کر کے مرکب کو جولان دیکر میدان میں آیا سراپا دکھلایا جب خوب
عرق عرق ہو گیا اور گھوڑے کو بھی پسینا آگیا تھم کر نیزہ زمین پر گاڑا اور مبارز طلب کیا نقابدار سبز پوش نے بھی مرکب
اپنا صف سے نکالا ادھر سے ایرج نوجوان نے مرکب دوڑایا اور تنگاورزن ہوا دونوں مرکب برابر سے ہٹ گئے مسلکہ
رانوں میں بھیر کر مرکبوں کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نقاب کے باہر ریش سفید لٹکا ہوا

نکلی ہوئی ہی مگر عجب دبدبہ ہی کہ بڈھا شیر ہی کہا کہ ای نقابدار تو کون ہی نام اپنا ظاہر کر نقابدار بولا ملک الموت قابض
ارواح کا فرمان جواب دیا کہ خیر معلوم ہوگیا کہ تو اُس دیوانے کا بھیجا ہوا ہی لا حرجہ اپنا نقابدار نے کہا کہ اہل اسلام
کا یہ طریقہ نہین کہ پیشدستی کرین تو اپنا حملہ کرلے اُس وقت ایرج نوجوان نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر نقابدار
پر مارا نقابدار سبز پوش نے نیزہ ایرج کا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کار
مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا سنانین بنانین بیکار ہوگئین نیزے ہاتھ سے پھینک دیے تلوارون کے قبضون کو تولا ایسا
تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان ہین کہ کوند رہی ہین تین پہر کامل تلوار چلی مآل کار یہ ہوا کہ گھوڑے نے نقابدار کے
سکندری کھائی کہ تلوار ایرج نوجوان کی سر پر بیٹھی اور تا دو ابرو اُتر رہی تھی کہ نقابدار نے دستانہ مارا کہ تلوار جھنا کر
نکل گئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی مگر نقابدار نے زخم کو نہ مانا اور اُسی حالت مین تلوار ایرج نوجوان پر
ماری کہ سپر کو کاٹ گئی مگر ایرج پیچھے ہٹ رہا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب مارا گیا مرکب اور ایرج دونون
تہ و بالا ہوکر گرے فوج آفتاب پرستون کی دوڑ پڑی کہ شاید ایرج زخمی ہوا مگر ایرج بھی جلدی سے اُٹھا اور مرکب
دوسرا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اُدھر سے فوج نقابدار کی بھی آگئی اسد غازی بھی اپنے رفیقون سمیت دوڑ پڑا تلوار
چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی عین گرمی جنگ مین اسد بن کرب دلاور سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا کئی تلوارین
اسد غازی نے ایرج پر مارین ایرج نے تمام حملے اُسکے رد کیے اور خود جو تلوار ماری سپر کو قلم کرکے سر پر اسد
کے پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی اسد غازی نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی باہر آئی
غش طاری ہوا لوگ اسد غازی کے جانون پر کھیلکر بیچ مین آگئے اسد کو سامنے سے ہٹا لیگئے شام تک تلوار چلی اب نقابدار
مین بھی حالت [illegible] ہی زخمی لڑ رہا ہی کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے نقابدار راستے مین
بیہوش ہوکر مرکب سے گرا لوگ دوڑ پڑے اور اُٹھا کر سکھپال پر ڈالا اور کوچ کرکے چلے گئے اسد بن کرب دلاور
نے بھی اپنے لشکر کو ساتھ لیکر صحرا کا راستہ لیا ادھر ایرج جو پھر کر آیا جو لوگ اُسکے لشکر کے زخمی ہوئے تھے جراحون
کو بلوا کر اُنکے زخمون مین ٹانکے لگوائے پٹیان بندھوائین اور کھانا کھا کر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا کہا کہ آج ان سب
خدا پرستون کو قتل کرونگا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ رات کو تمام خدا پرست بھاگ کر چلے گئے ایرج نوجوان
نے کہا کہ کچھ پروا نہین بھاگ کر بچے کہان جائینگے جلد لشکر تیار ہو کہ دیوانہ جہان جائیگا وہین پہونچکر اسکو قتل کرونگا
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ دیوانہ فلان مقام پر ہی کہا کہ مین آئینہ سکندری
لایا ہون اُسمین تمام جہان کا حال معلوم ہوجاتا ہی اور یہ کہکر آئینہ صندوق مین سے نکلوایا مشک و عنبر و اگر
وغیرہ مجمر مین جلوا کر دھونی دی اور قسم دی کہ آئینے تجھے قسم ہی روح سکندر ذوالقرنین کی اسد غازی کا حال
مجھے معلوم ہوجاے کہ وہ دیوانہ کہان ہی یہ کہکر جو آئینے مین نظر کی دیکھا اسد بن کرب غازی کو کہ ایک پہاڑ پر
بیٹھا ہوا ہی اپنے زخم کے علاج مین مصروف ہی رفیق اُسکے گرد و اطراف جمع ہین یہ کیفیت اور مخصوص سردارون
کو بھی دکھائی اور اُسی وقت سوار ہوکر چلا قضاے کار ضرغام شیر دل لشکر ایرج مین موجود تھا ایرج نوجوان
کو [illegible] اسد غازی کے تعاقب مین چلا ہی بھاگا وہان سے اور قبل از ایرج خدمت اسد دلاور مین پہونچا
عرض [illegible] ہوشیار ہو جیسے ایرج قریب آپہونچا اسد غازی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور برق بھالی کر تیار ہوکر
[illegible] گئے دوسری لوقا مین گھوڑون پر کاٹھیان پڑگئین تیسری لوقا مین سوار ہو بیٹھے ضرغام شیر دل
[illegible] یہ باجی آتا ہی ضرغام شیر دل نے بتایا اُس طرف کا بیان کیا اسد دوسرے راستے سے

روانہ ہوا اور پشت لشکر پر آ کے شبخون کیا تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا توپین بج رہی ہین غل ہو رہا ہے کہ لینا مالک بن ملکوت شاہ
کو اور دہ ہزار پر دو ون مین چھپتا پھرتا ہے اسد غازی ڈھونڈھ رہا ہے خیمون مین آگ لگا رہا ہے آفتاب پرست بھاگے جاتے
چلے جاتے ہین اور ادھر ایرج نوجوان کچھ سردارون کو لیکر لشکر سے آگے نکل آیا ہے درہ کوہ کو گھیر کر اندر درے کے گھس پڑا
کہ لینا دیو اسکو جانے نہ پاوے اور سب لینا لینا کرکے دوڑے اندر درے کے آکر جو دیکھا تو بھیرون ناچتا ہے سناٹا ہے ایک
متنفس کا بھی نام و نشان نہین ہے گھوڑون کی لید رکابون کے شکستہ شیشے پرانی رسیان میخین ٹوٹی ہوئی ہانڈیان چولھے
ہو رہین چولھے بنے ہوئے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ دیوانہ میرے آنے کی خبر سنکر ابھی کہین بھاگ گیا ہے کدھر جاویگا کہان
مین بغیر اسکو قتل کیے چین نہ لونگا وہ مجھسے کہین چھپ سکتا ہے یہ کہکر آئینہ نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسد میرے
لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہے سر پیٹ لیا کہ ارے یہ دیوانہ بلا کی چیز ہے اور چلا اپنے لشکر کی طرف ادھر شبرنگ عیار نے
اسد غازی کو خبر دی کہ ایرج آتا ہے بھاگ چلو بھائی کہ ای یاران بدر رویدا ور نکلکر لشکر ایرج سے صحرا کو روانہ ہوا چلتے وقت
بقال مٹھائی کے اٹھا لیے ہین گھوڑون پر سوار کھاتے چلے جاتے ہین نانبائی کی دکان سے شیرمالین کباب باقرخانیان
لے لی ہین نوش جان کرتے ہوے چلے جاتے ہین اسد بن کرب ولاد رکہتا جاتا ہے کہ میان مالک بن ملکوت شاہ
حرامزادہ ہاتھ نہ لگا یہ تو کہین کا کہین پہونچ گیا بعد گھڑی بھر کے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین پہونچا دیکھا کہ لشکر مین واویلا
وا مصیبتا کی آواز بلند ہے سیکڑون آفتاب پرست مرے ہوے پڑے ہین خیمے جل رہے ہین دیو اسکا پتا بھی نہین
ہے حیران ہوا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا کہ آپ مجھکو کشتہ کرائیگا اقبال شاہ کے پاس پہونچائیے گا دیکھیے منہ اس
شخص کا کالا ہو رہا ہے تنور مین جاکر چھپا تھا تو زندہ رہا ایرج بولا اے مالک بن ملکوت شاہ مین تو اس دیوانے کو
بغیر قتل کیے نہ بیٹھونگا اسمین جو کچھ ہو اور آئینہ نکالکر دریافت کیا کہ اب اسد غازی کہان ہے دیکھا کہ ایک صحرا مین
بیٹھا ہوا وہ چیزین جو یہان سے لوٹ لیگیا ہے کھا رہا ہے بس گھوڑے کو اڑا کر اسی طرف چلا یہان ضرغام شیر دل ایک
درخت بلند پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک گرد جو بلند ہوئی اسنے پکار کر کہا ای شہریار ایرج آ پہونچا اسد غازی تو
مسلح و مکمل بیٹھا تھا اسی وقت اور راستے سے جاکر روز خون لشکر ایرج پر مارا لگا قتل کرنے اور لوٹنے مالک بن ملکوت
خیمے سے نکلکر بلا ان غور کی جاے ضرور کی قنات مین لیٹ رہا اسد غازی چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہے مگر کہین پتا نہین
لگتا ایک ایک کو پکڑتا ہے مارتا ہے کہ بتا مالک بن ملکوت شاہ حرامزادہ کہان ہے جہان ہو بتا آ سینے کہا کہ نہین معلوم
تلوارون سے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ادھر ایرج نوجوان جو یہان صحرا مین پہونچا اسد غازی کو نہ پایا کہا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ ابھی لوگ یہان بیٹھے تھے کیونکہ دونے پتون کے مٹھائی کا چورا روٹیون کے ٹکڑے حلوائی کے تھال ہر طرف پڑے
ہوے ہین زانو پر ہاتھ مار انگشت دست کو کاٹا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا آئینے مین جو دیکھا تو پھر اپنے لشکر مین پایا چلا وہان سے
یہان جو آیا اسد غازی جا چکا تھا لشکر کو تباہ کر چکا تھا کوئی پکارا کہ ہمکو دیوانے نے لوٹ لیا کوئی پکارا کہ ہمارے
کتنے بھر کو قتل کیا ایرج نے سر اپنا دھنا کہ ہاے کیا کرون اس دیوانے نے مجھکو دیوانہ کر دیا مین تو آئینہ سکندری
سے اسکا حال دریافت کرتا ہون معلوم نہین وہ میرے آنے سے کیونکر آگاہ ہو جاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار
عیار اسکے چہار طرف لگے رہتے ہین اسکو خبر پہونچا دیتے ہین ایرج نے پھر آئینے مین نظر کی دیکھا کہ اسد غازی
پاے چشمہ کوہ بیٹھا ہوا ہے ایرج اسی طرف کو روانہ ہوا خبر دار جو اسد غازی کے لگے ہوئے تھے انھون نے اسد کو
خبر دی کہ ایرج آتا ہے اسد نے ضرغام شیر دل سے پوچھا کہ ای ضرغام مین جہان جاتا ہون اسکو کیونکر خبر ہو جاتی ہے
کہ مین فلان مقام پر بیٹھا ہون کیا خبر دار اسکے پیچھے پیچھے میرے رہتے ہین جو اسکو خبر دیتے ہین ضرغام شیر دل نے عرض کیا

کہ ای شہریار ایرج بردہ قاف سے آئینۂ سکندری لایا ہی وہ جہان نما ہی اُسمین آپ کا حال معلوم کرتا ہی وہی آئینہ
اُسے خبر دیتا ہی اسد یہ سنکر بہت حیران ہوا آخرش جو مرضی خدا کی اور وہان سے بھاگ کر بیشۂ مرفوع مین آیا راوی کہتا ہی کہ
تین شبانہ روز ایرج نوجوان نے اسد غازی کا تعاقب کیا کہ کھانا اور پانی حرام تھا القصہ جسوقت بیشۂ مرفوع مین
پہونچا اور وہان بھی اسد غازی کو نہ پایا اسلیے کہ اسد پہلے ہی آمد ایرج کی خبر سُنکر وہان سے بھی چلا گیا تھا بہت پریشان
ہوا طرماسپ نے کہا کہ پیر و مرشد دور پیچھے جانے دیجیے اب اُسکے تعاقب سے کیا فائدہ وہ دیوانہ ہاتھ نہ آئیگا اُسکے
ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہی مفت مین آپ ہلاک ہوتے ہین ایرج نے کہا ای طرماسپ مین نے قسم کھائی ہی کہ
مین اُس دیوانے کو بغیر مارے صبر نہ کرونگا اسمین یا تو مین نے اُسکو مارا یا اپنی جان دی یہ کہکر پھر آئینے کو دیکھا معلوم ہوا
کہ اسد کنارے دریا اپنے رفیقون سمیت موجود ہی طرماسپ سے کہا کہ اسد دریا کنارے بیٹھا ہی ایک طرف سے
تم جاؤ ایک سمت سے دیلم شاطر زنگی جاے ادھر سے مین جاتا ہون تینون طرف سے چلکر گھیر و چوتھی طرف دریا ہی یا تو
وہ دیوانہ ڈوب مریگا یا ہم اُسے مار لینگے یہ صلاح باہم ٹھہرا کر چلے شبرنگ اور صرصر غائم یہ خبر لیکر بدحواس اسد غازی
کے پاس آے اور عرض کیا کہ پیر و مرشد غضب ہوا کہ ایک طرف سے ایرج اور دوسری سمت سے طرماسپ اور تیسری
جانب سے دیلم شاطر زنگی آتا ہی اب کدھر جائیے گا کسی طرف مفر نہین اور ادھر یہ دریاے قہار ہی خدا ہی بچاے تو بچیگا
ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی اسد غازی یہ سُنکر نہایت مضطر ہوا اور دریا کنارے آیا دیکھا تو دریاے زخار
و مواج تلاطم پیچ آفت زا کہ ایک ایک موج اُسکی کوہ کوہ اُٹھ رہی ہی نہایت تیزی سے دریا بہ رہا ہی کہ بڑے بڑے پتھر بہتے
چلے جاتے ہین تنکا ڈالیے تو تین ٹکڑے ہو جائین دوسرا کنارہ ہم کنارۂ عدم ہی آسمان اُسکی وسعت کے سامنے ایک
حباب ہی بس یہ صورت جو دریا کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا لیکن اپنے رفیقون سے کہا کہ اگر ایرج آگیا تو آؤ دریا مین
ڈوب کر مر جائینگے زندہ تو اُسکے ہاتھ نہ آئینگے سب نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ہر ایک آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دریا کو
دیکھ رہا ہی کہ کہین کوئی جہاز یا کشتی معلوم ہو مگر کچھ نظر نہین آتا ہر ایک طرف عالم آب ہی اس اثنا مین دیکھا کہ گرد و غبار کا اُٹھا
بس یقین ہوا کہ ایرج آیا بلبلا کر اسد غازی نے دعا مانگی کہ ای پروردگار عالم اگر حیات میری باقی ہی تو مجھ کو
اس آفتاب پرست سے بچا اور سب رفقا آمین کہ رہے ہین کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور کچھ جہاز دریا مین نظر آے
اسد غازی نے آواز دی ای جہاز والو تمھین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ اس ظالم کے پنجے سے مجھے بچاؤ اتفاقاً وہ کنگا
یہ جہاز ہین خواجہ جہان گرد فضل بن آشوب کے وہ فضل بن آشوب جسنے بدیع الزمان کی جان بخشی کی تھی شاہزادہ
بدیع الزمان جب زخمی ہوکر باغ مین آیا ہی اور اسنے شاہزادے کو چھپایا ہی اور گردھر دھیا نے آکر دیکھا ہی اور جاکر
گنجاب کو خبر دی ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون کہ باغ مین فضل بن آشوب
کے پلنگ پر پڑا سو رہا ہی گنجاب نے ارباب باخرزی کو بھیجا تھا کہ تو جا کر پکڑ لا اور فضل بن آشوب نے یہ خبر سُنکر
بدیع الزمان کو تو تہخانے مین چھپا دیا تھا اور آپ اپنے ہاتھ سے تلوار سر پر مار کر زخمی ہوکر پلنگ پر لیٹ رہا تھا اور
ارباب باخرزی فضل بن آشوب کو زخمی دیکھکر چلا گیا تھا بس لوگون نے خواجہ فضل بن آشوب سے کہا کہ کچھ لوگ
کنارے دریا کے کھڑے ہوے پکار رہے ہین اور واسطہ خدا کا دلا رہے ہین کہا کہ دریافت کرو کون لوگ ہین جہاز اندر
نزدیک آے اور پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ یہ نواسا امیر حمزۂ صاحبقران کا اسد بن کرب دلاور ہی اور وہ گرد
اُٹھتی چلی آتی ہی ایرج قتل کو اسکے چلا آتا ہی فضل بن آشوب نے جو سُنا کہ یہ نواسا ہی حمزۂ صاحبقران کا
جہازون کو جلد بڑھا کر اسد غازی کو مع رفقا جلدی سے سوار کر لیا اور کہا کہ مین غلام ہون آپکے گھر کا باپ میرا

پر وہ قاف مین حمزۂ صاحبقران کے ساتھ رہا ہی اب ایرج آپ کو نہ پاسکیگا اور جلد جہازون کو آگے بڑھایا
اِدھر ایرج خوشی خوشی آیا کہ اب مار اس دیوانے کو یا دریا مین ڈبوایا جس وقت کنارۂ دریا پر پہونچا دیکھا کہ
اسد جہاز پر سوار چلا جاتا ہی اسد ایرج کو دیکھکر وہان سے بوق بجاکر پکارا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو نے
میرا کیا کیا آئینۂ سکندری مین دیکھ دیکھکر بہت دوڑا کیا اب تعاقب مین میرے آ تو مین جانون کہ تو حلال زادہ ہی
یہ کہتا ہوا اسد غازی چلا جاتا ہی اور ایرج مایوس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی باتین سُن رہا ہی دم بخود ہی کیا کرے طرماسیب
اور دیلم بھی آئے ایرج نے کہا دیکھو دیوانہ وہ جاتا ہی ہماری محنت و مشقت مفت برباد ہوئی کچھ نہ کرسکے اُس
دیوانے کا اور یہ آنکھون کے سامنے سے چلا گیا اور دعا مانگی کہ ای نیر اعظم کوئی جہاز کشتی سمک عزاب ناجنبو تو اڑا
کچھ تو بھیج کہ مین اُس پر چڑھکر اس دیوانے کا تعاقب کرون کہ اُسنے بہت سے تیرے بندون کو مار ڈالا ہی کہ دیکھا جہاز کچھ
دریا مین آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اس طرف چلے آتے ہین یہان سے پکارنا شروع کیا کہ ای جہاز والو زود کہ
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کھڑا ہوا ہی تمھین بلاتا ہی اور اب اسد غازی کے جہاز بہت دور نکلگئے کچھ نہین
سی سیاہی معلوم ہوتی ہی اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد غلام فرخ بازرگان کے ہین وہ خواجہ فولاد کہ جو
ایرج کو قصر البحرین سلیمانی سے لیکر قلعۂ ذوالامان مین آیا تھا اور ملکہ گیتی افروز کو دکھایا تھا اُسنے جو نام ایرج کا
سُنا جلدی جہازون کو دوڑا کر کنارے پر لایا ایرج کو سلام کیا حال پوچھا کہا کہ وہ دیوانہ بھاگا جاتا ہی مجھے تو اُس تک
پہونچا نیر اعظم نے تجھے بروقت پہونچایا خواجہ فولاد نے کہا کہ چلیے سوار ہوجیے مین تو آپ کا غلام ہون ایرج نوجوان
مع طرماسیب اور دیلم شاطر زنگی سوار ہوا اور تعاقب مین اسد غازی کے چلا یہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے
آیا مین کہان جاتا ہی ایرج کی آواز جو کان مین اسد غازی کے پہونچی پھر کر جو دیکھا کچھ جہازون کے آنے کی
کیفیت معلوم ہوئی اسد نے کہا کہ یار غضب ہوا کہ اُس پاجی کو بھی جہاز ملگئے آتا ہی تعاقب مین سب رفیقون نے
عرض کیا پیر و مرشد کچھ اندیشہ نہین ایک مرتبہ لڑکر مر جائینگے اسد غازی نے کہا مرتا کیا نہ کرتا پھر اور کیا ہوگا سوا
اسکے مثل مشہور ہی کہ دبے پر چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہی گر وقت دعا کا ہی اگر زندگی باقی ہی تو خدا مدد کریگا سبھون نے
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اپنے مولا علیؑ ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکارا کہ آقا باپ
میرا آپ کا نظر کردہ ہی مجھپر بھی نگاہ شفقت فرمایے آپ حلال مشکلات واقع مہات ہین مین اس دریاے ذخار
گرداب بلا مین پھنسا ہوا ہون مجھکو آکر نکالیے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے بچایے بس دعا مانگنا تھا اور
سب رفیق آمین یا رب العالمین کہتے ہین کہ یکایک سامنے سے ایک قلعہ دریا مین دکھائی دیا کہ چہار طرف
اُسکے دریا حائل ہی اور بیچ مین وہ قلعہ مانند حباب کے ہی اور قلعہ کی طرف سے ایک کشتی نمایان ہوئی اور کچھ
لوگ اُس کشتی کے پکار رہے تھے کہ اسد بن کرب غازی کس جہاز پر ہی اسد پکارا کہ مین ہون اسد بن کرب دلاور
بس وہ کشتی قریب آئی اور ایک تاجدار اُس کشتی پر سے جہاز پر آیا قدمون کو اسد غازی کے بوسہ دیا اور
کہا کہ جلد چلیے قلعہ کے اندر یہ قلعہ حضور ہی کا ہی اسد غازی نے پوچھا کہ تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی اُسنے
عرض کیا کہ مجھے سُہراب دریا نشین کہتے ہین شب کو خواب مین حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ علیہ السلام تشریف فرما
ہوئے تھے مجھکو مسلمان کیا اور آپ کے آنے کی خبر دی کہ ایرج تعاقب مین آتا ہی اور فرمایا کہ اسد میرا فرزند ہی اپنے
قلعہ مین اُسے لے آؤ اور ایرج کے ہاتھ سے بچاؤ اور یہ مژدہ اسد غازی کو دو کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ
ہی اور وہ عنقریب جام جہان نما یعنی جام جم تیرے واسطے بھیجا چاہتا ہی اسد یہ مژدہ سُنکر بہت خوش ہوا اور

ہمراہ سہراب دریانشین کے قلعہ مین داخل ہوا فضل بن آشوب وغیرہ کو بھی اپنے قلعہ مین لے آیا اور کہا کہ ابھی نہ جاؤ ایسا نہو کہ وہ آفتاب پرست کچھ تمکو ایذا دے اور پوشاک فقیرانہ اُتاری گولنداز ون کو حکم دیا کہ جہاز ایرج کے اگر سامنے سے نمودار ہون تو مار کر گولے اُڑا دینا قلعہ مین سب انتظام درست ہوگیا گولنداز توپون پر بیٹھ گئے دوربینین لگائے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ یکایک سامنے سے جہاز خواجہ فولاد کے نمایان ہوئے ایرج نوجوان نے اسد غازی کو دیکھا کہ فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا ہی رفیق گرد وپیش جمع ہین اور پکار رہا ہی کہ او آفتاب پرست اب یہان آ تو معلوم ہو ایرج نے للکارا کہ او دیوانے آیا مین کہ اِدھر سے گولہ پڑنے لگا ایک آدھ جہاز تو ٹکڑے اُڑ گیا اب تو جہاز پیچھے بھگائے اسد نے بوق بجائی بس ساتھ ہی اسد غازی کے بارہ ہزار بوقون کی آواز فلک بلند ہوئی گویا صور اسرافیل پھنکا جہاز ایرج کے گولون کی زد سے ہٹکر دور کھڑے ہوئے ایرج بڑی دیر تک دیکھا کیا کہ یہ دیوانہ مکان امن مین جا بیٹھا اب یہ ہاتھ نہ آئیگا طرماسپ نے کہا پیر و مرشد دور رہیے چلیے جب یہان نکلکر آئیگا اُسوقت سمجھ لیا جائیگا بس ایرج وہان سے پھر کر شہر عظلی آباد مین آیا اور لشکر کو آراستہ کرکے ملک سبائل کو راہی ہوا کوچ بکوچ منزل بمنزل چلا جاتا ہی ایک دن صبح کا وقت ہی بہزاد ہمرتبہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور دو چار سردار ہمراہ دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان ایک طرف چلا آتا ہی فوج و سپاہی دور دور ہین کہ ایک طرف سے سیاہی ایرج کو معلوم ہوئی لندھور سے پوچھا کہ یہ سیاہی کاہے کی ہی لندھور نے کہا کہ کوئی پہاڑ ہوگا ایرج خاموش ہوا تھا کہ بہزاد نے کہا ای شہریار لندھور آپ سے چھپاتے ہین ظاہر نہین کرتے یہ قلعہ اُندوس حصار ہی عمرو کا بنوایا ہوا اسمین تمام خزانہ عمرو کا بھرا ہوا ہی جو عمرو نے تمام عمر مین پیدا کیا ہی وہ سب اسمین ہی لوگ یہان ہین ایرج نوجوان نے کہا تم کیون چھپاتے تھے ای دارا سے ہند مجھے تم سے یہ امید نہ تھی لندھور نے کہا کہ تم طمع کو کام فرماؤگے اور یہ مال بلاے سبلے درمان آفت جہان کا ہی جو ایک کوڑی پر اپنی جان دیتا ہی ایرج بولا خوب مجھکو تو مال و خزانہ درکار ہی مین اس قلعہ کو ضرور لونگا مال و اسباب اپنے تحت و تصرف مین لاؤنگا لندھور بن سعدان نے کہا اول تو یہ قلعہ عیارون کے قبضہ مین ہی دروازہ قلعہ کا ظاہر مین کسی طرف نہین ہی ہاتھ آنا قلعہ کا بہت دشوار ہی مقابلہ عیارون سے ہوگا دانتون پسینہ آجائیگا اور بعد دقت ہاتھ بھی آیا تو عمرو سے بغض بے شد مول لیا اس قلعہ کی طرف رُخ کرنا اچھا نہین ایرج نے کہا کہ مین جہانگیر ہون بغیر اس قلعہ کے لیے آگے نہ بڑھونگا اور خواجہ عمرو نے تو میرے پیر قطب دوران کو مارا ہی مین اُسکا دشمن جانی ہون مال اسکا لونگا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا اسی طرف چلے لندھور نے کہا ایرج میرا کہنا مانو ادھر کا رُخ نہ کرو ورنہ بہت پچھتاؤ گے ایرج پکارا ہرچہ بادا باد اُسوقت لندھور بن سعدان نے کہا ہمارے تمھارے وعدہ ہی کہ جو مال ملک گیری مین ہاتھ لگے اسے ہم تم نصف نصف بانٹ لین تمھین یہ قول یاد ہی اقرار پر اپنے قائم ہو یا نہین ایرج بولا قول مردان جان دارد جو منہ سے کہا وہ کیا مین کیا اپنے اقرار سے پھرا جاتا ہون لندھور نے کہا خیر مین نے یاد دلا دیا تم صاحب اقبال ہو قلعہ ضرور لوگے اسمین کچھ شک نہین القصہ ایرج کوچ کرکے قریب قلعہ کے آیا چہار طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا فوج گرد قلعہ کے اُتر پڑی اوپر سے ایک آدھ گولہ پڑنا شروع ہوا دس بیس آدمی کام آئے گولے کی زد سے ہٹ کر اُترے سرہنگ تکی غلام خاص خواجہ عمرو کا قلعہ پر سے پکارا کہ او آفتاب پرست تو نے احسان ولی اللہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے فراموش کر دیے بھول گیا اسنے کو یا تو بزاز کی دُکان پر بیٹھکر کپڑا بیچا کرتا تھا خواجہ عمرو نے تجھے اس مرتبے کو پہونچا دیا پہلے تو نے وہ بیوفائی کی کہ ملک عظلی آباد اُنکی زد سے چھینا اب تو یہان مال اُنکا

لینے آیا ہی تو واقعی حلال زادہ ہی سب نشانیان تجھ مین حلال زادگی کی موجود ہین ایرج نے کہا کہدو اس سے کیون
شامت آئی ہی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو خزانہ خواجہ عمرو کا چپکے سے میرے حوالے کر اور میری بیعت مین آکر موجود ہو
اور اگر اسکے خلاف کیا تو دم بھر مین قلعہ لے لونگا اور پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب عیارون کو قتل کرونگا سرہنگ
نے کہا خیر اب تو یہان آیا ہی معلوم ہوجائیگا ایرج نے سامنے سے قلعہ کے پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر باہم مشورہ کرنا شروع کیا
کردو ایک روز اور دیکھتا ہون اگر یہ عیار میرے پاس آکر موجود ہوا تو خیر نہین تو سمجھ لیا جائیگا یہان تو یہ صلاح و مشورے
ہین ادھر دو پہر رات گئے عیارون نے قلعہ سے باہر نکلکر لشکر ایرج کے قریب جاکر حقہاے آتشبازی جو داغ کر مارے
ہزارہا آدمی جلگئے خیمون مین آگ لگگئی بہت سا اسباب جلگیا صبح کو وہ آگ بجھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ بڑا غضب ہی
ارے دریافت کرو یہ کدھر سے آے لوگ تو کہتے ہین اس قلعہ کا راستہ نہین ہرچند ہرکارون نے تفحص کیا کہین
سُراغ نہ لگا ناچار ایرج سے آکر عرض کیا کہ ہمین نہین معلوم ہوتا کہ عیار کدھر سے آے دوسری شب کو پھر اُن عیارون
نے آکر حقے آتشبازی کے مارے کہ تمام آفتاب پرست الامان پکارے ایرج نے کہا کہ لوگ کمینگاہ مین لگے رہین
دیکھین کہ کدھر سے وہ آتے ہین اور پھر کدھر جاتے ہین لوگ کمینگاہ مین بیٹھے لیکن وہان سرہنگ تکی کو جو خبر ہوئی
کہ عیار جاتے ہین اور حقے آتشبازی کے مار کر جلاتے ہین عیارون پر بہت درہم و برہم ہوا کہ تم کیون قلعہ سے نکلکر
باہر جاتے ہو جو کوئی تمھین آتے جاتے دیکھ لیگا اور راستہ قلعہ کا اُسے معلوم ہوجائیگا تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا
تم لوگ عمداً قلعہ ہاتھ سے گنواتے ہو خبردار اب قلعہ سے باہر قدم نہ رکھنا سبھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ہم اس ارادے
سے باز رہینگے مگر سرہنگ تکی رات کو قلعہ سے باہر نکلا صورت بدلکر داخل لشکر ایرج ہوا آیا دروازۂ بارگاہ پر
دیکھا تو دربار لگا ہوا ہی اور ذکر ہو رہا ہی کہ یہ عیار نہین معلوم کدھر سے آتے ہین اور جلا پھونک کر چلے جاتے ہین
شاپور شیردل کہہ رہا ہی کہ آج رات کو آئین تو معلوم ہوجائیگا جس وقت آئینگے سب کو گرفتار کرونگا یا اگر چالاکی
سے وہ نکلجائینگے تو راستہ ہی آمد و رفت کا معلوم ہوجائیگا ایرج کہہ رہا ہی کہ اے شاپور شیردل ایک عیار کو بھی اگر
پکڑلا تو اُس سے راستہ قلعہ کا معلوم ہوجاے شاپور بولا کہ پیر و مرشد مین فکر مین لگا ہوا ہون سرہنگ تکی سب گفتگو
سُنا کیا اور اپنے دل مین کہا کہ یہ آفتاب پرست تو سرہنگ ہی مگر تو بھی اپنی سرہنگی اسے دکھادے کہ یہ آفتاب پرست
بھی جانے کہ کسی عیار سے پالا پڑا تھا یہان تک اسنے صبر کیا کہ دربار برخاست ہوا اور سب سردار اُٹھ اُٹھ کر اپنی
اپنی خوابگاہون کو روانہ ہوئے اور سرہنگ ایک خدمتگار کی صورت بنکر طرماسپ کے ساتھ ہوا طرماسپ
اپنے خیمے مین آیا لباس درباری اُتارا اور کپڑے پہنے کھانا طلب کیا خادمون نے لاکر حاضر کیا اسنے کھانا کھایا اور
بستر خواب پر جاکر سو رہا سرہنگ تکی نے کھانا جو بچا تھا بیہوشی ملاکر سب کو تقسیم کردیا اندر باہر والے سب کھاکر
بیہوش ہوگئے اُس وقت سرہنگ روشنی گل کرکے پاس پلنگ کے آیا طرماسپ کو بیہوش کیا حلقہاے کمند مین
گرفتار کرکے صاف لیے ہوے چلا گیا صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور شیردل سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہی رات
کو کوئی عیار نہین آیا شاپور بولا آتا تو گرفتار ہوجاتا مارے ڈر کے کوئی نہین آیا یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہین تھین
کہ ایک غلغلہ بلند ہوا کہ طرماسپ بستر خواب پر سے غائب ہوگیا یہ سُنتے ہی ایرج دوڑا آکر دیکھا کہ ایک کہرام مچا
ہوا ہی ماتم برپا ہی سب لوگ طرماسپ کے رو رہے ہین ایرج نے شاپور کو طلب کیا اور تمام سرگذشت بیان کی
شاپور شیردل نے کہا کہ عجب نہین سرہنگ تکی طرماسپ کو لیگیا ہو ایرج نے کہا کہ بڑا غضب ہی کہ عیار اپنا کام
کر جاتے ہین اور ہم نشانہ بنے بیٹھے ہین اے شاپور تم غفلت نہ کرو اور راستہ انکی آمد و رفت کا بہت جلد دریافت کرو

شاپور نے عرض کیا کہ مین کسی وقت غافل نہین ہون تمام رات آنکھون مین کاٹتا ہون اُس روز شاپور شیر دل نے
سر شام سے لوگ بٹھا دیے دبے کی چوکیان قایم کین اور آپ طلایہ کی گشت پر موجود ہوا اُس رات کو سر ہنگ نکی
نقب دیکر ولیم شاطر زنگی کو پکڑ لیگیا صبح کو ایرج نے جو سنا بہت شاپور پر خفا ہوا شاپور نے عرض کیا کہ میری کیا
خطا ہے مین کسی طرح قصور نہین کرتا تیسری شب کو سر ہنگ نکی بہزاد مرتد کو اسیر کر لیگیا اب ایرج حیران ہو کر کیا کرے
شاپور شیر دل سے کہا کہ تمسے کچھ نہین ہو سکتا اُسنے کہا کہ مین مجبور ہون کسی اور کو میرا کام دیدیجیے مین اپنی جان کھپاتا ہون
اور پھر میری قسمت مین ذلت و رسوائی ہے ایرج چپ ہو رہا مگر سر ہنگ نکی تو نہین دس بارہ سردارون کو لشکر ایرج
سے لیگیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا اب خیال مین گذرا کہ آج چلکر ایرج کو پکڑ لاییے اور اُس سے توبہ
کروا لیے کہ پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرے بس یہ تہیہ کر کے لشکر ایرج مین آیا جب دربار برخاست ہوا اور سردار اپنے
اپنے خیمون کو گئے ایرج اپنی آرامگاہ مین آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا شاپور شیر دل نے چہار طرف چوکی پہرا قائم کیا
آپ گرد خیمے کے پہر اگشت دے کر چلا گیا دو پہر رات گئی تھی کہ سر ہنگ نکی نے خیمے کے گرد چکر مارنا شروع کیا پشت پر
جو خیمے کی آیا تو دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے ہین کوئی سلیپی کھیل رہا ہے کوئی چوپڑ مین مصروف ہے کوئی گنجفہ کھیل رہے ہین
شراب چل رہی ہے بس سر ہنگ نکی شاپور کے ایک شاگرد کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ صاحبو غافل نہ ہونا اکثر تمھاری
طرف سے کھٹکا ہوتا ہے اور مین بھی تمھارے پاس بیٹھا ہون انہون نے کہا آپ بیٹھیے شراب پیجیے حاضر ہے اُسنے ذرا سی
شراب خود پی باقی شراب مین بیہوشی ملا دی تمام فراش پی پی کر بیہوش ہو گئے اُسنے قنات چاک کر کے جو جھانکا دیکھا تو جگہ
بہت تکلف کا کھنچا ہوا ہے پلنگ اُسکے نیچے بچھا ہے اور شہ مانند برق کے تڑپ رہا ہے گرد شمعہاے موم و کافوری روشن
ہین عطر کے شیشون کے تختے کھلے ہوئے ہین خوشبو چلی آتی ہے خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین خدمتگار چپکے بیٹھے ہین
نکالکر پروا بیہوشی کے تفنگ مین رکھکر مارے وہ جو شمع کی لو پر پڑے دھوین سے اُسکے خاصبردار خدمتگار سب
بیہوش ہو گئے سر ہنگ نکال سر ہنگی سے اندر آیا روشنی کو چادر عیاری سے گل کیا اب پلنگ کی طرف چلا
اتفاقات روزگار ایرج کو تو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا کہ جوان اور سردار اسیر ہو گئے ہین کہین کوئی مجھے بھی نہ پکڑ لیجائے
بس آنکھ اسکی کھل گئی ایک سیاہ پوش کو سامنے آتے دیکھا دیدہ و دانستہ آنکھ اسنے بند کر لی مردم چشم چلمن مژگان
ڈالدی ہاتھ کو تیار کر کے چپکا لیٹا رہا کہ یہ شخص قریب آئے تو پکڑ لیجیے سر ہنگ نکی جب پلنگ کے پاس آیا ہاتھ
بڑھایا کہ دو شالہ منہ پر سے لے ایرج نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ منہ کے بل آ رہا ایرج اُسکے دو پر چڑھ بیٹھا
کہا تو کون ہے سچ بتا سر ہنگ نے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالیے تو کشاکش رنج و الم سے نجات پاؤن ایرج نے کہا کہ
تو حال اپنا کہہ اُسنے کہا کہ اے شہریار مین غلام ہون سر ہنگ نکی کا نام میرا فرخ ہے بیٹی پر سر ہنگ کی عاشق ہوا
تھا اُسنے خبر سنکر مجھے قید کیا تھا کل مجھے بلا کر کہا کہ جو تو ایرج کو جا کر پکڑ لاوے اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کر دونگا
نہین مار ڈالونگا مین نے کہا اچھا مین ایرج کے اسیر کرنے کو جاتا ہون اے شہریار یہان مین آیا تو گرفتار ہو گیا اسکے بعد
اس عشق کا نتیجہ جو چاہے سو کرے یہ کہکر رونے لگا ایرج بھی از بسکہ عاشق ہے اُسکے درد سے واقف ہے کہا کہ اگر
تو آفتاب پرست ہو اور مجھے قلعہ کا راستہ بتا دے تو وعدہ کرتا ہون کہ سر ہنگ نکی کی بیٹی تجھے دلوا دونگا اُسنے کہا
کہ آپ مجھے چھوڑ دین تو کل مین آپ کو قلعہ مین لیچلونگا ایرج نے اُسے چھوڑ دیا کہا کہ جا اُسنے کہا کہ خالی ہاتھ جاؤنگا تو
سر ہنگ مجھے مار ڈالیگا ایک سردار کو پکڑ کر مجھے دیدیجیے کہ مین لیے جاؤن ایرج نے اُسی وقت طیفور
صحرا نشین کو بلا کر جبراً و قہراً مثل سگین مانند مکر ہوا لے کیا سر ہنگ کی طیفور صحرا نشین کو پشتارے مین باندھکر لیگیا

صبح کو برج پر قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو کہدو اُس کے پاس فروش بچہ بازاری سے کہ مین رات کو تیرے
ہاتھوں گرفتار ہوا تھا یون فریب دے کر چھوٹا ہون اور ایک سردار کو بھی لے آیا لوگون نے ایرج نوجوان سے جا کر تمام حال
بیان کیا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ سُنا لو نے عیار ایسے ہوتے ہین کہ کیا فریب دے کر چھوٹ گیا ہی ایک تم ہو
کہ آج تک کچھ سُراغ نہین لگایا کہ دروازہ قلعہ کا کہان ہی اور یہ عیار کدھر سے آتے جاتے ہین تم تو نام عیاری کا
نہ لو شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ زیادہ نہ فرمائین اب مین جب دروازہ قلعہ کا پتا لگا لونگا اُسی وقت آپ کو صورت
دکھاؤنگا ورنہ لشکر مین نہ آؤنگا ایرج نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم آزردہ نہ ہو مین جانتا ہون کہ تم قصور
نہین کرتے مگر مجھکو کمال رنج ہی کہ مین نے سرہنگ کو گرفتار کیا اور وہ اس فریب سے چھوٹ گیا القصہ شاپور
عیارون کو ساتھ لیکر سر شام سے ایک سمت کو زیر قلعہ کمینگاہ مین بیٹھا رہا رات بھر گذر گئی کوئی آتے جاتے نہ معلوم ہوا
دوسری شب کو دوسری طرف قلعہ کے گھات لگا کر بیٹھا ادھر بھی کسی آئندہ و روندہ کو نہ دیکھا ان دو شبون مین جو گذر رہی
انہین فیروز دریا باری و مرجان دریا باری کو عیار گرفتار کر لیگئے تیسری شب کو تیسری جانب قلعہ کے پہونچا
اور ایک گوشے مین بیٹھ رہا کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک سیاہ پوش نظر آیا یہ سرہنگ کی تھا اسنے بھی دیکھا کہ
کوئی کمینگاہ مین بیٹھا ہی بس پکارا کہ افسوس مین پڑا دارو بیہوشی کی بھول آیا یہ کہکر اُسی طرف پھر گیا اور بعد گھڑی بھر
کے بہت سے عیار ساتھ لیکر آیا یہان شاپور شیر دل اپنے شاگردون سے کہہ رہا ہی کہ سرہنگ ٹکی آیا تھا مگر پھر گیا
بیٹھے رہو شاید پھر آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سرہنگ نے نعرہ کیا کہ او ناعیارو تم میری فکر مین بیٹھے ہو جاؤگے کہان
میرے ہاتھ سے اور پیچھے پھینکے گرنے لگی تلوار چلنے تمام عیار شاپور کے مارے گئے شاپور خود بیجان واحد ہزار
خرابی سے بچکر نکل گیا سرہنگ نے سب عیارون کی لاشین دور پھنکوا دین ادھر شاپور نے آکر تمام احوال
ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا ای شاپور آج شب کو ہم تمہارے ساتھ چلین اور وہان بیٹھکر دیکھین شاید
راستہ قلعہ کے چلنے کا ملجاے کہا بہت اچھا چلئے گا القصہ رات کو شاپور اور ایرج دونون آکر گھات کے مقام
پر بیٹھے دو پہر رات گئی ہوگی کہ دیکھا ان دونون نے ایک عیار پیدا ہوا اور مانند باد صرصر کے نکل گیا ایرج نے
شاپور سے کہا کہ دیکھا یہ کس چالاکی سے نکل گیا آؤ دیکھو تو شاید کہین نشان معلوم ہو یہ کہکر دونون ڈھونڈتے
ہوئے روانہ ہوئے آتے آتے ایک غار معلوم ہوا شاپور نے فتیلہ عیاری روشن کیا غار مین چلا دور تک تاریکی
معلوم ہوئی بعد اسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک برج بلند قائم ہی اور ایک کھٹولا اُسمین لٹکا ہوا ہی ایرج نے شاپور
سے کہا کہ سبحان اللہ عجب کیا عاقل ہی دیکھو راستہ کیا چھپا ہوا بنایا ہی کہ کوئی لاکھ تلاش کرے مگر نہ ملے شاپور نے
کہا کہ آپ یہین چھپ کر کھڑے ہو رہین سرہنگ بھی آتا ہوگا دیکھیے کس طرح قلعہ پر جاتا ہی یہ دونون پوشیدہ
کھڑے ہین کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ سرہنگ کی پشتارہ بدوش پیدا ہوا ایرج نے شاپور شیر دل
سے کہا کہ اسے پکڑ لے شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو مقدمہ ابتر ہو جائیگا پھر کچھ نہ ہو سکیگا
دیکھیے تو جاتا کیونکر ہی اتنے مین دیکھتے تھے کہ سرہنگ نے آواز دی کہ ارے مین آیا ہون کھٹولا نیچے اُتارو یہ
پھر دم بھر کے بعد آواز گھنٹے کی بلند ہوئی اور کھٹولا زنجیرون مین بندھا ہوا نیچے آیا سرہنگ اُسپر سوار ہوا
کھٹولا اوپر کھنچ گیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نہین معلوم آج سرہنگ کسکو یہان سے پکڑ لیگیا اور یہی باتین
کرتے ہوئے وہان سے اپنے لشکر مین آئے سُنا کہ رات کو مالک بن ملکوت شاہ کو کوئی لیگیا ایرج نے کہا کہ آخر
سمجھا جائیگا اب سوا اسد سلطان شاہ کے کوئی لشکر مین باقی نہین رہا سرہنگ نے سب کو اسیر کر لیا

جستجو کیا مگر یہان بہزاد اور ایرج کو دیر ہو گئی طرماسپ نے کہا یارو چلکر دیکھو تو یہ کیا ماجرا ہی کہ ابتک ایرج
نوجوان اندر سے نہین نکلے یہ کہکر طرماسپ اور دیلم شاہ و زنگی اور مالک بن ملکوت یہ سب اندر آئے دیکھا
تو مال و خزانہ تو لٹا ہوا ہی اور بہزاد بیہوش پڑا ہوا ہی ایرج کا نام و نشان نہین حیران ہوے کہ ایرج کو کیا ہو گیا
دیکھا تو بہزاد کے گلے مین ایک کاغذ لکھا ہوا پڑا ہی اُسے جو کھولکر پڑھا سر پیٹا کہ افسوس فتح کی شکست ہو گئی ہائے
یہ کیا ہو گیا وہان سے باہر نکلے تہخانہ اُسی طرح بند کرا دیا چوکی پہرا قائم کیا عیار جو مارے گئے تھے اُنھین دفن کیا
شاپور شیر دل خبر کے واسطے روانہ ہوا یہ سب حال لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ مین نے پہلے ہی ایرج
کو منع کیا تھا کہ اس قلعہ پر نہ جاؤ اُسنے نہ مانا اب اسقدر غلام عمرو کے مارے گئے ہین بڑی خرابیان لاحق ہونگی مگر
خاطر جمع رکھو ایرج کی جان کا اندیشہ نہین ہی انکو یہین چھوڑیے حال سُنیے سر ہنگ کی کا کہ یہ شاہ راہ تو گیا نہین کہ
ایسا نہ ہو کر اُن تیرے تعاقب مین آ سکے کوہ و صحرا کی راہ سے چلا ہی اُڑا ہوا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کنوان
کہا مین گرا سب اُسکے سامنے برابر ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہی شعر جہان سید و پید از نشیب و فراز + کہ گردش
ندید یہ شاہ پر و باز + جاتے جاتے ایک صحرا سبز و خرم مین پہنچا دیکھا تو ایک جگہ کچھ درخت گنجان ہین اور ایک
فقیر زیر درخت وہان بیٹھا ہوا ہی سر ہنگ اُسے دیکھتا ہوا اُدھر سے گزرا کہ اُس فقیر نے آواز دی کہ بابا کچھ طرہ
بھیتر بی چپ ہی یہ کیا اندا ہی سر ہنگ پکارا او خورد سال سے سُنکے کیا میری پیٹھ پر کچھ ہی اُسنے کہا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو تُجھے
[illegible] یا مرنگا یہ کہکر گھیر لیا [illegible] زمین پر مارا کہ پاؤن سر ہنگ کے زمین نے پکڑ لیے تمام سر ہنگی بھول گیا اور وہ
فقیر اُٹھکر پاس سر ہنگ کا پکڑ کر کچھ لیکیا اور خطاب کیا ایرج بتا کہ یہ پشتارہ کسکا ہی تو کون ہی سر ہنگ نے کہا کہ آپ
کون ہین اُسنے کہا کہ مین ساحران عنظلی آباد سے ہون نام میرا عنقا ے جادو ہی جب سے شہر عنظلی آباد برباد ہوا
مین یہان آکر رہا ہون سر ہنگ نے سمجھا کہ ایرج کے ہاتھ سے جو شہر عنظلی آباد لٹا ہی اور ملکہ جادو بھاگی ہی جب
شاید یہ یہان آ رہا ہی یہ ایرج کا بیشک دشمن ہوگا سر ہنگ نے کہا کہ ای عنقا ے جادو اس پشتارے مین ایرج
آفتاب پرست ہی کہ اسنے بارہ ہزار غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے مارے ہین اور مال و خزانہ اُنکا اسنے
قبضہ مین لایا ہی مین اُسے لیے جاتا ہون ملک سبا آل مین سلیمان شاہ فارسی کے پاس عنقا ے جادو پکارا باش
او نا عیار اگر عمرو مارا جاتا تو مین بہت خوش ہوتا اب یہ بتا کہ کب چھوڑتا ہون مین تو خدا پرستون کے نام کا دشمن ہون
یہ کہکر پشتارہ پیٹھ پر سے سر ہنگ کی لے لیا اور اُسے درخت سے باندھ دیا پھر ایرج کو پشتارے سے نکالکر
ہوش مین لایا ایرج نوجوان نے جو آنکھ کھولی اپنے کو بندھا ہوا کمند مین اسیر پایا اور دیکھا کہ ایک جادوگر سر پر
کھڑا ہی ایرج نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیون باندھا ہی اُسنے کہا کہ یہ عیار تجھے پکڑ لایا ہی مین نے اُس سے تجھے
چھڑایا ہی ایرج نے زور کیا حلقہا ے کمند ٹوٹ گئے ایرج اٹھکر عنقا ے جادو سے بغلگیر ہوا کہا کہ آپ نے مجھ پر
بڑا احسان کیا نہین تو یہ عیار نہین معلوم میرے ساتھ کیا کرتا اب آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ اس صحرا مین آپ نے کیون
رہنا اختیار کیا ہی اُسنے بیان کیا کہ کیا پوچھتے ہو مین کوتوال شہر عنظلی آباد تھا امیر حمزہ صاحبقران نے سب ساحران
عنظلی آباد کو قتل کیا مالک بن نور وحشت مارا گیا مین وہان سے بھاگ کر یہان آیا ایرج نوجوان نے کہا ای
عنقا ے جادو اب حمزہ کا عمل شہر عنظلی آباد پر نہین ہی اب وہان کا مالک مین ہون تمکو وہان کا بادشاہ کرونگا
اگر ای عنقا ے جادو مین عجب مرض مین گرفتار ہون کہ اسکا علاج کسی سے نہین ہو سکتا یہ کہکر رونے لگا یہانتک
رویا کہ آنکھین لال ہو گئین ہچکی لگ گئی عنقا ے جادو نے استفسار حال کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان شاید مجھے

پھر آپ کے مرض کی دوا ہو سکے ایرج نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا سے مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + عنقا سے جادو بولا کہ مرض آپ کا معلوم ہوا آپ کہیں کسی کے عاشق ہیں اور معشوق آپ کا آپ کو نہیں ملتا اُسکی جدائی میں بیقرار ہیں فرمایئے کہاں ہے معشوق آپ کا آپ کہ جو عاشق ہیں ایرج نے کہا اے عنقا سے جادو تمنے خوب پہچانا واقعی میں مبتلائے درد محبت ہوں اور جدائی یار میں بیقرار ہوں عنقا سے جادو نے پوچھا فرمایئے کہاں ہے معشوق آپ کا اگر آسمان پر ہوگا تو وہاں سے بھی لا سکتا ہوں ایرج نے کہا نہ آسمان پر نہ زمین کے اندر ہے خدا پرستوں کے قبضے میں ہے اُسنے کہا کہ نام و نشان بتایئے میں ابھی جا کر لاتا ہوں ایرج نے بیان کیا کہ ای عنقا سے جادو تمنے سنا ہوگا کہ نور خالص چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز بیٹی لقا خداے باختر کی جسکو قاسم یعنے پوتا امیر حمزہ کا بجبر لقا سے چھین کر لیگیا تھا اب قاسم مر چکا مدت ہوئی کہ اژدہا اُسے نگل گیا لقا نے اُسے بخش دیا اور وہ بھی مجھے چاہتی ہے میری جدائی میں تڑپتی ہے قلعہ ذوالامان میں ہے عنقا سے جادو نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اُسے اُٹھا لاتا ہوں ایرج نوجوان کو کھانا کھلایا سرہنگ کی ساتھ بندھا ہوا کھڑا تھا اُسے بھی دیا ایرج نے کہا میں اسے مارے ڈالتا ہوں عنقا سے جادو بولا ابھی اسکو نہ قتل کرو میں ملکہ گیتی افروز کو لے آؤں پھر تمہیں اختیار ہے جو چاہنا کرنا یہ کہکے اسم سحر کا پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا زمین پر گر کر لوٹا ایک عقاب کی صورت بن گیا ہوا اُڑ کر جانب آسمان روانہ ہوا آتے آتے قلعہ ذوالامان پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ آکر دیوار سر البستان پر بیٹھا اور چہار طرف دیکھنے لگا کہ ملکہ گیتی افروز کونسی ہے قضائے کار ملکہ گیتی افروز اُسوقت چمن کی سیر کو مصروف تھی انیسیں جلیسیں ہمراہ باتیں شاہزادہ خاور سیاہ کی کرتی چلی آتی تھی کہ صاحبو ایسی ساعت سے وہ ہمسے جدا ہوے کہ پھر صورت اُنکی نہ دکھائی دی بس معلوم ہوا کہ اب قیامت کو ملاقات ہوگی ساتھ والیاں کہہ رہی تھیں کہ واری یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں خواجہ زادوں نے جو مدت بتائی ہے اُسمیں تھوڑے ہی دن باقی ہیں خدا فضل کرے تو اب بہت جلد اُس شہریار سے ملاقات ہوتی ہے اس اثنا میں نگاہ ملکہ گیتی افروز کی اُس عقاب پر پڑی کہ دیوار پر بیٹھا ہوا ہے اور چہار طرف دیکھ رہا ہے کہا کہ ای دل آرام میرا تیر و کمان تو اٹھا لا وہ جلدی سے تیر و کمان لائی ملکہ گیتی افروز نے تیر کمان میں جوڑا ساتھ والیوں سے کہا کہ صاحبو میں فال دیکھتی ہوں کہ اگر اس عقاب کو میں نے مارا تو قاسم سے ملاقات ہوگی اور جانونگی کہ قاسم زندہ ہے جو تیر میرا خالی گیا اور عقاب نہ ہدف ہوا تو امید ملاقات قطع جانیگی ساتھ والیاں سوچیں کہ اگر ملکہ گیتی افروز نے تیر مارا اور عقاب پر نہ پڑا تو طرح طرح کے خیالات ملکہ کے دل میں آئینگے اور عجب نہیں کہ ملکہ غم میں شاہزادہ خاور سیاہ کے روتے روتے اپنی جان دیدے یہ سمجھکر کہا کہ بالوں یہ فال تو اچھی نہیں ہے اسکو دور کیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہنا اُنکا نہ سنا تیر عقاب پر مارا عقاب کا خیال تو اور طرف تھا ملکہ کو مہر ملک وغیرہ کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا سر و پا کا بالکل ہوش نہ تھا کہ تیر آکر سینے پر جو پڑا پار گذر گیا اور عقاب نے ایک نعرہ کیا کہ افسوس مردم و بمطلب خود نہ رسیدم ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا اپنی جان نہ دینے آیا تھا یہ صدا دیتا ہوا اُڑتا چلا گیا محل میں ایک غل ہوا کہ یہ کوئی جادوگر تھا کہ ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا خدا نے خیر کی یہ تو بڑی بلا دفع ہوئی اُسی وقت ملکہ پر تصدق اُترنے لگے مظفر بن حنیفہ خوان آشام نے خوان تصدق کے بھجوائے اور عرض کرا بھیجا کہ حضور ذرا دیکھ بھال کر باہر نکلا کریں اور جتنے اس فال کا حال سنا کہا کہ بی بی فال تمہاری راست آئی تمہاری کلفت کے دن بھی کٹ گئے اور قاسم بھی سلامتی سے زندہ ہیں یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں مگر عنقا سے جادو حرامزادہ تیر کھائے ہوئے خون جاری برا حال آکر ایرج نوجوان کے پاس گر پڑا

اور کہا تیرے واسطے جان میری گئی ایک سیاہ پوش عورت نے مجھپر تیر مارا کہ کلیجے کو میرے ہدف کیا اور جینا دشوار کر دیا
ایرج نے کہا وہی ملکہ گیتی افروز تھی جس روز سے قاسم کو اژدہا نگلگیا ہی وہ سیاہ پوش رہتی ہی یہی باتین تھین کہ
عنقاے جادو تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا ایرج نے دیکھا کہ عنقاے جادو بصورت اصلی ہو گیا جان اُسمین
نہین ہی ایرج خوب اُسکے غم مین رویا حالت شاہ کی ہر دم کہتا تھا کہ ای عنقاے جادو مین بھی اپنی جان تیرے
ساتھ دونگا بعد تیرے زندہ نہ رہونگا آخر کار اُسے آگ مین جلوا دیا لوگ جو اُسکے پاس تھے اُنھین مال و اسباب
اُسکا دیکر رخصت کر دیا ایک گھوڑا فقط اپنے واسطے رکھ لیا بعد اُسکے تلوار کھینچکر سرہنگ کی کو قتل کرنے اٹھا سرہنگ
نے کہا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو اسی صحرا مین سر پٹک پٹک کر مر جائیگا اور راہ اپنے لشکر کی نہ پائیگا اور جو مجھے نہ قتل کریگا
تو مین تجھے تیرے لشکر مین پہونچا دونگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہی کہا ای سرہنگ کی مین تجھے یہان
نہ چھوڑونگا لشکر مین پہونچکر چھوڑ دونگا اور ابھی تجھے چھوڑ دون تو تو مجھے صحرا مین آوارہ و سرگردان کرکے اپنی
راہ لیگا آگے بھی تو مجھے دغا کر چکا ہی مجھے تیری بات کا اعتقاد نہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور سرہنگ کی مشکین
باندھکر ساتھ لے لیا کہ چل آگے آگے جہان دن تمام ہوتا ہی اور رات ہو جاتی ہی سرہنگ کی کو درخت سے باندھ دیتا ہی
گھوڑے کو آب و غذا سے سیر کرکے سو رہتا ہی ایک دن کا ذکر سنیے کہ دوپہر کے وقت ایرج تو وہان درخت کے
نیچے پڑا سو رہا ہی اور سرہنگ درخت سے بندھا ہوا ہی گھوڑا چر رہا ہی سرہنگ اپنی گرفتاری سے پریشان
ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ ای سرہنگ کی عمرو تجھے اپنا مال سپرد کر گیا تھا اُسکی حفاظت تو نہ کر سکا کیون
تو قلعہ سے باہر گیا کہ راستہ اُسکا اور دن کو معلوم ہوا اور حریف اُسمین آ گئے تیری ہی نادانی سے قلعہ بھی گیا غلام بھی عمرو
کے مارے گئے اب تجھے بھی یہ آفتاب پرست زندہ نہ چھوڑیگا ضرور قتل کریگا مال تو گیا جان بھی گئی بس اسی خیال مین ہو رو کر
دعا مانگ رہا تھا کہ زنگولون کی صدا بلند ہوئی اور سامنے سے ایک عیار کو آتے دیکھا اُدھر اُس عیار نے دیکھا کہ ایک شخص
درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی اور ایک نوجوان ماہ طلعت درخت کے نیچے سو رہا ہی گھوڑا الگ لش لگاتا پھرتا ہی قریب آکر
جو دیکھا سرہنگ کی کو پہچانا ایرج نوجوان کو دیکھا سرہنگ کی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی مین تو سنون اُسنے
تمام حال بیان کیا جالسوز بن قران نے کہا خوب اب مین اسے باندھکر تیرے حوالے کرتا ہون تو جہان جی چاہے
اسے لیجا اور نکالکر داروے بیہوشی دماغ مین ایرج نوجوان کے پھونکدی کہ وہ اور بیخبر ہو گیا حلقہاے کمند سے
باندھا سرہنگ کی کو درخت سے کھولا اور کہا کہ اب تجھین اختیار ہی جہان چاہو لیجاؤ سرہنگ کی نے بہت سی
دعائین دین جالسوز بن قران تو چلا گیا سرہنگ کی ایرج کو پشتارے مین باندھکر پیٹھ پہ پشتارہ لگاکر ملک سبائل
کو روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ چرخ دوار کو تیرہ و تار
کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی دیکھا تو خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ کی جمعیت سے نظر آیا سرہنگ کی نے چاہا کہ راستہ
کاٹکر اور طرف سے جاے کہ اُدھر ستارہ پرستون نے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش ادھر آتا تھا اب اور طرف
کو پھرا جاتا ہی خورشید سے حال بیان کیا خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ خبردار وہ جانے نہ پاے سوارون نے
گھوڑے دوڑا کے چار طرف سے گھیر لیا کہا کہ چل ہمارے ساتھ ہمارے صاحبقران نے تجھے بلایا ہی ناچار سرہنگ
سامنے آیا پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ پشتارہ کیسا ہی اُس وقت سرہنگ کی نے تمام حال بیان کیا خورشید پکارا
کہ تو اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو پشتارہ میرے حوالے کر اور جہان تیرا جی چاہے چلا جا ناچار ہو کر سرہنگ
نے پشتارہ دیدیا اور سبکبار ہوکر چلا دل مین اپنے کہا کہ ای سرہنگ کی اقبال اس آفتاب پرست کا یاور ہی

طالع مددگار ہین تو اسکا کچھ نہین کرسکتا اب تو چل خدمت مین عمرو بن امیہ ضمری کی بس یہ اپنے دل مین ٹھان کر کچھ غلام عمرو
کے جو ارمنوس حصار کے علاقے مین پوشیدہ تھے انکو ڈھونڈھ کر اپنے ہمراہ لیکر سیاہ لباس پہنا جہازدن پر سوار ہو کر ظلمات
کا راستہ لیا ادھر خورشید ستارہ پرست نے ایرج کو اسیر غل وزنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا اور کوچ کر کے روانہ ہوا
اُدھر شاپور شیردل کئی منزل تک ایرج کو ڈھونڈھ کر پھر گیا اور اَلک بن ملکوت شاہ سے آکر کہا کہ مجھے تو کہین
پتا ایرج کا نہین معلوم ہوا خدا جانے سمہنک کدھر لیگیا اَلک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ مال عمرو کا قلعہ مین سے
نکلوا کر جمع کرو اور چوکی پہرا اُسپر رہے کہ تلف نہونے پاوے بموجب حکم کے قلعہ کو کھدوایا مال اُسمین سے نکلوا کر ایک جگہہ
ڈھیر کیا چہار طرف پہرے مقرر کیے مگر اب حال سُنیے اسد بن کرب غازی کا کہ یہ قلعہ مین سہراب دریا نشین کے
بیٹھا ہی ضرغام کو خبر کے واسطے بھیجا ہی کہ دیکھو یہ آفتاب پرست کہان ہی ضرغام نے جا کر تمام حال دریافت کر کے آکر
عرض کیا کہ قلعۂ ارمنوس حصار کھد گیا سب مال عمرو کا قلعہ سے نکلکر ایک مقام پر ڈھیر ہی اور ایرج کو سمہنک کہین
پکڑ لیگیا ہی اسد غازی نے کہا کہ غضب ہوا دادا جان کا مال تلف ہوا مین جاکر جبتک لا یا جائیگا لاؤنگا بس اپنے
رفقا سمیت قلعہ سے باہر آیا اور رات کے وقت لشکر ایرج پر شبخون آکر گرا بہت سے لوگون کو قتل کر کے بارہ ہزار
صندوق مال و جواہر کے لیگیا اور قلعۂ سمنان مین لاکر رکھا اور سہراب سے کہا کہ اسے بحفاظت رکھو اور دوسری
شب کو پھر شبخون مار کر بارہ ہزار صندوق لیگیا تیسری شب کو اور بارہ ہزار صندوق لیگیا چوتھی شب کو طرماسپ
بن طہماس خود مستعد ہو کر بیٹھا کہ اس دیوانے نے غضب کیا کہ چھتیس ہزار صندوق تین شبخون مار کر لیگیا آج جسطرح
ہو اسے لیا چاہیے کوئی دو پہر رات گئی ہوگی اسد نے برابر لشکر پہونچکر بوق بجائی بارہ ہزار بوق بجی گویا صور اسرافیل
پھونکا اور تلوار کھینچکر جو گرا لگا قتل کرنے کھاتے کو اور پیتے کو اور سوتے کو اور جاگتے کو جو ذیحیات نظر آیا اُسے قتل کرنا شروع کیا
طرماسپ نے جو بوق کی آواز سُنی گینڈے پر سوار ہو کر دوڑا برابر اسد غازی کے پہونچکر نعرہ کیا کہ او دیوانے آیا بہت
کب تجھے چھوڑتا ہون کہ زندہ میرے ہاتھ سے نکلجاوے اسد پکارا مجھے کیا غرض ہی کہ مین ہر کس و ناکس سے سامنا کرون
اور تجھ ایسے حرامزادے سے تو اگر حلالی ہوتا یعنے اپنے باپ کے طریقے پہ ہوتا تو مین مقابلہ کرتا یہ کہکر سپر کو جھکا یا ابرش گلگلی اندام
اسکے زیر ران تھا ایک طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کسی کی یہ جرأت نہ پڑی کہ اسد غازی کو روکتا
طرماسپ نے تعاقب کیا یہانتک کہ اسد لشکر ایرج سے نکل آیا اور جانب صحرا چلا طرماسپ بھی تعاقب
مین اسد غازی کے راہی ہوا کوئی تین چار کوس اسد لشکر ایرج سے آیا ہوگا کہ دور سے روشنی معلوم ہوئی اسد
نے ضرغام شیردل سے کہا کہ دیکھو تو یہ روشنی کیسی ہی وہ گیا اور آکر عرض کیا کہ یہ لشکر خورشید ستارہ پرست کا اُترا
ہوا ہی بس یہ سنکر خوش ہوا اور ابراہیم سے کہا کہ دیکھو طرماسپ کو لشکر خورشید سے لڑوا دیتا ہون اور یہ کہکر
لشکر خورشید پر آکر گرا اور تلوارین مارتا ہوا ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف سے نکلگیا طرماسپ جو یہان
پہونچا اپنے ہمراہیون سمیت وہ بھی لشکر خورشید پر گرا ادھر ستارہ پرست بھی تیار ہو گئے لگی تلوار چلنے تلوار چلتے چلتے
صبح ہو گئی طرماسپ نے جو دیکھا کہ یہ لشکر اسد غازی کا نہین ہی خورشید کا ہی اپنے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہ خورشید دیوانے کا شریک ہو کر شبخون ہمارے لشکر پر جا گرتا تھا اُدھر سے خورشید سوار ہو چکا تھا آفتاب پرستون
کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ طرماسپ سے مقابلہ ہوا طرماسپ للکارا کہ اے ستارہ پرست آج مجھے معلوم ہوا کہ تو دیوانے کا
شریک ہو کر شبخون آکر گرتا تھا خورشید نے کہا کہ میرا کام یہ نہین کہ شبخون کسی پر جا کر گرون البتہ تو نے میرے لشکر پر آکر تہ و بالا
کر دیا ہی مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون قصہ مختصر طرماسپ نے سا اور مارا خورشید نے سا طہ کو سپر پر روکا کہ دستہ

ساطور کا سپر پر پڑا بس مرکب خورشید کا زمین میں غرق ہوگیا مگر بالک مرکب کی جولی اور اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب خورشید نے تلوار ماری کہ سپر کو قائم کرکے سر پر ظرماسپ کے پڑی تلوار تا دو ابرو اتر گئی ظرماسپ نے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی کہ دو ہو گیا گینڈا اور ظرماسپ دونوں گرے ستارہ پرستوں نے ظرماسپ کو پکڑ لیا باقی آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے خورشید نے حکم دیا کہ ظرماسپ کو قید کرو اسی وقت آہنگر دن کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں ہاتھ پاؤں میں ڈلوا دیں جہاں ایرج قید تھا وہیں اسنے بھی لاکر اسیر کیا ظرماسپ نے جو ایرج کو دیکھا بہت خوش ہوا سلام کیا حال پوچھا کہ اُس عیار کے ہاتھ سے کیونکر آپ نے رہائی پائی خورشید کے ہاتھ کیونکر لگے ایرج نے تمام سرگذشت اپنی کہی کہ غنقا سے جادو کے باعث سے اُس عیار کے ہاتھ سے چھوٹا اور مارا جاتا غنقا سے جادو کا مالک گیتی افروز کے ہاتھ سے اور سرہنگ کی کوششیں باندھ کر ہمراہ لیکر جاتا اور اثنائے راہ میں پھر سرہنگ کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور خورشید ستارہ پرست کا سرہنگ سے اشارہ چھین لینا بیان کیا ظرماسپ نے کہا کہ آپ سے اور خورشید سے کمال دوستی تھی پھر آپ کو خورشید نے قید کیوں رکھا چھوڑ کیوں نہ دیا ایرج نے کہا اے ظرماسپ مجھکو خورشید نے ابھی تک سامنے نہیں بلایا اور میں نے سنا ہے کہ اب خورشید اور غضنفر بن اسد سے کمال محبت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خورشید پھر طرفدار خدا پرستوں کا ہوگیا ظرماسپ بولا خیر جو مرضی شہنشاہ اعظم کی لیکن یہاں خورشید جو سپہر کو آرام کرکے اُٹھا منہ ہاتھ دھو کر بارگاہ میں آکر بیٹھا تمام رفقا اسکے جمع ہوئے غضنفر بن اسد مع شہاب بن فولاد اژدر گیر اور عادل شاہ کے آیا داہنی جانب خورشید کے دنگل پر آکر متمکن ہوا خورشید نے تعظیم کی خیر و عافیت پوچھی اور کہا اے غضنفر یہ آفتاب پرست نہایت بیمروت ہے کہ عمرو ایسا شخص جسنے اسکو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچایا اُسکے ساتھ ایسی حرکت ناسزا اسنے کی کہ اُسکے ناموس ملکہ جادو کو عوجان دریاباری کے حوالے کیے دیتا تھا وہ عورت شیر زن تھی کہ اُسنے عزت اپنی بچائی عوجان کو مار کر چلی گئی اور اب ایرج نے قلعہ ارمنوس حصار کو کہ انہیں تمام مال عمرو کا تھا لوٹا اور بارہ ہزار غلام عمرو کے قتل کیے ایسے نالائق بیمروت کو قتل کرنا لازم ہے غضنفر بولا آپ کو اختیار ہے حقیقت میں اسکی بیمروتیاں مشہور ہیں شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ ہفت نفر سلیمانی پر کیا حرکت بیہودہ کی تھی کہ اُسکے جسم اقدس پر کوڑا مار رہا تھا بیٹا یہ پاجی ہے خورشید نے کہا میں اُسے بلا کر تلقین بدین ستارہ پرستی کرتا ہوں اگر اُسنے میرا دین قبول کیا فبہا نہیں تو قتل کرونگا غضنفر بولا کہ ایرج دین آپ کا نہیں قبول کریگا خورشید بولا کہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور چوبدار سے کہا کہ جا کر لاؤ ایرج کو وہ زندانخانے کو روانہ ہوا اتفاقات روزگار اسد بن کرب غازی غضنفر کی بیعت کرنے کا حال سنکر وضع اپنی بدلے ہوئے سامنے کھڑا تھا گفتگو سُن رہا تھا یہ جو دیکھا کہ چوبدار ایرج کے لینے کو جاتا ہے اپنے دل میں کہا کہ اے اسد تو جا کر عذر و معذرت کرکے خورشید سے ملجا اور ایرج کو قتل کرا بس اسد اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ داروغہ زندانخانہ ایرج اور ظرماسپ کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا کہ اسد بیتاب ہوکر بصورت اصلی بنکر رومال سے ہاتھ باندھکر خورشید کے سامنے آیا پاس آکر قدموں پر سر رکھدیا اور کہا اے خورشید میں تمہارا گنہگار ہوں یہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرو مجھکو جدائی تمہاری کسی طرح گوارا نہیں جس قدر محبت مجھے شاہزادہ نور الدہر سے ہے اُسی قدر تمسے ہے غضنفر نے شہاب بن فولاد اژدر گیر سے کہا کہ دیکھو بابا جان آئے اور اچھا رنگ لائے مگر خورشید نے جو اسد غازی کو قدموں پر گرے ہوئے پایا سر کو اٹھا کر گلے سے لگایا اور بولا اے اسد بن کرب دلاور میں نے بالکل خطا تمہاری معاف کی مجھکو تمسے کینہ کچھ نہیں ہے لیکر

کرسی جواہر نگار منگوا کر اسد غازی کو بٹھایا مگر ایرج نے جو یہ کیفیت دیکھی جلکر خاک ہوگیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا خورشید نے کہا ای ایرج بہتر یہ ہی کہ دین ستارہ پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج نے کہا ای خورشید مجھکو تمنے نہین گرفتار کیا ہی ایک عیار نکرو دغا سے مجھے اسیر کیے ہوئے لیے جاتا تھا اُس سے تمنے مجھے چھینا ہی اگر تمکو دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھکو سر میدان زیر کرو مین تمھارا دین قبول کرون ورنہ تمھارے اختیار مین ہون جو چاہو کرو خورشید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم تمھین چھوڑے دیتے ہین جب سر میدان زیر کرینگے تو ستارہ پرست کر لینگے بعد اُسکے طرماسپ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دین ستارہ پرستی کے قبول کرنے مین اُسنے کہا کہ آپ نے مجھے زخمداری مین اسیر کیا ہی مجھکو بقوت بازو زیر کیجیے تو مین بھی ستارہ پرست ہو جاؤن خورشید نے کہا بہتر ہی اور اسد غازی سے خطاب کیا کہ بھئی انکو چھوڑے دیتے ہین یہ حجت لاے ہین چاہا خداوند یہ دین نے تو انکو سر میدان پکڑ کر تمھارے حوالے کرینگے اسد نے کچھ جواب نہ دیا چپ بیٹھا رہا خورشید نے کہا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید انکی دور کرین ایرج نے کہا کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہی قید کا ٹوٹنا وقت پر منحصر ہی یہ کہکر پکڑ کر ہاتھکی ہتھکڑی پانون کی بیڑی گلے کا طوق جھٹکا دیا کہ قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور اُٹھ کھڑا ہوا طرماسپ نے بھی قید توڑ ڈالی خورشید نے تعظیم کی اپنے برابر بٹھا لیا صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا ساغر مے گردش مین آیا ایرج نے جو کئی جام متواتر پیے دماغ اسکا گرم ہوا خورشید سے کہا کہ ای خورشید مجھکو درد عشق نے مار ڈالا ہے عجب طرح کا بد قسمت ہون عنقا سے جادو کیا تھا کہ قلعہ ذو الامان مین سے ملکہ گیتی افروز کو اُٹھا لا وہ خود ہاتھ سے اُسکے مارا گیا ہاے جسوقت عنقا سے جادو تیر کھا کر میرے سامنے آکر گرا کیا تڑپ تڑپ کر اُسنے اپنی جان دی اور مین بے نیل مقصود رہا اسد غازی نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سُنا آگ ہوگیا نعرہ کیا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری نادر بچہ تو میرے سامنے نام ملکہ گیتی افروز کا لیتا ہی دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون اور تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے مسند کے تکیے پر روکی کہ تکیہ کٹ گیا ایرج سنبھلکر اُٹھا کہ اسد دور پہونچا اور خورشید ستارہ پرست سے کہا کہ تونے اسی سے اس پاجی کو چھوڑ دیا تھا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوکر چلا یہان ایرج نے خورشید سے کہا کہ یہ دیوانہ نکلگیا مگر کہان جائیگا مار ڈالونگا اسے اور خورشید سے رخصت ہوکر مع طرماسپ اپنے لشکر کو روانہ ہوا غضنفر نے اپنے رفیقون سے کہا کہ دیکھا بابا جہان خفا ہوکر چلے گئے خورشید بولا ای غضنفر مجھسے اور اسد غازی سے ایسا ربط و ضبط تھا کہ ہم اور اسد یک جان دو قالب تھے مگر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوا دیا اور اسوقت وہ ناحق مجھسے خفا ہو گئے غضنفر نے کہا وہ آپ سے نہین خفا ہوئے ایرج کے کلام بیہودہ سے برافروختہ ہو کر چلے گئے اور مجھے اُنکی خفگی سے کچھ مطلب نہین آپ نے دیکھا کہ مین نے اُنھین سلام تک نہین کیا آپنے مجھے منع کیا تھا کہ اپنے باپ سے نہ ملنا اس سبب سے نہ ملا خورشید نے کہا کہ بھئی صادق القول ایسے ہی ہوتے ہین اور دیکھو مین نے بھی ایرج سے کچھ ارتباط نہین کیا اور اب چلکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون یہ آفتاب پرست جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور بھئی مین تمھین تمھارے باپ سے ملنے کو اب منع نہین کرتا شوق سے ملو اور بھئی باپ تمھارا اس کمزوری پر ایسا بہادر ہی کہ رستم بھی اگر ہوگا تو ایسا ہی ہوگا او عجب لیے کلیجے نڈر آدمی ہی کہ مرنے سے تو ڈرتا ہی نہین اور اب تو وہ مجھسے بھی عذر خواہی کر چکا مجھکو اب اُس سے کینہ نہین رہا اور حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو انکو تو اثنا سے راہ مین چھوڑیے حال ایرج اور طرماسپ کا سنیے کہ یہ دوسرے روز اپنے لشکر مین آے مال جو جھونکا قلعہ [illegible] نکلا تھا آدمی [illegible] آپ لیا اور آدمی

لنہ دھور کو دیا لنہ دھور نے اپنا نصف حصہ احتیاط سے رکھوا دیا کہ بھٹی یہ مال بہت برے تحفوں کا ہر دیکھیے اسکے واسطے
کیا آفت آتی ہی قصہ مختصر ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادی اور کشیدہ رو آپہونچے
ایرج بولا کچھ پروا نہین ہی جو بیر اعظم چاہینگے وہ کرینگے اسنے مین لشکر عادیون کا مقابل لشکر ایرج اُترا ثمود عاد
خیمے مین داخل ہوا بیٹھا مسند پر غم مین شاہزادہ نورالدہر کے راگ رنگ سب کچھ ترک کر دیا ہی اور کشیدہ رویون کی
طرف دیکھکر کہا کہ بجا یو طبل جنگ بجوا دو کل یا تو ہمنے اس آفتاب پرست کو مارا یا اپنی جان دی بعد اُس شہریار کے
زندگی کو جی نہین چاہتا غضب کیا اس بے بخت نے کہ ایسے شاہزادے کو قتل کرا ڈالا کشیدہ رویون نے کہا کہ کیا
ہم اپنے کو مردون مین شمار کرکے آئے ہین یا اپنے آقا کے قاتل کو مارا یا ہم بھی آقا پاس پہونچے طبل جنگ بجنے کو حکم دیا
اُسیوقت نقارہ رزمی پر ڈنکا پڑا یہ خبر ایرج کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آرا ہے نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نہیب دےکر چلے گئے ثمود عاد چوبدست گران
کاندھے پر رکھے ہوے میدان مین آیا مبارز طلب کیا طہماسپ نے چاہا کہ مقابلے کو جاے ایرج نے نہ جانے دیا
کہا کہ مین اس دیو سے تجھے مقابلہ نہ کرنے دونگا اگر تو مارا گیا تو پھر مین تجھے کہان پاونگا اور مین نے تو سیکڑون دیون
کو مارا ہی مین جاکر اسکا کام تمام کرونگا یہ کہکر آپ مرکب کو چمکا کر ثمود عاد کے مقابل ہوا دیکھا ایرج کو ثمود عاد نے
آنکھون مین خون اُترا کہا کہ او آفتاب پرست بےمروت تیرے دل نے کیونکر گوارا کیا کہ ایسے شاہزادے کو تو نے
مار ڈالا ایرج نے کہا ای ثمود عاد قسم ہی بیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین اس امر سے نہین آگاہ ناحق اسد نے
مجھے بدنام کیا ہی محض غلط ہی اگر مین نورالدہر کو قتل کراتا اُسکے غم مین سیہ پوش کیون ہوتا آٹھ روز تک اپنے لشکر سمیت
سیہ پوش رہا اور پھر مجھکو قاتل نورالدہر مشہور کیا ثمود عاد بولا کہ تو نے قتل نہین کرایا تو بارگاہ سلیمانی کیون طلب کی
بعد اُسکے اسباب بھی شاہزادے کا منگوا لیا تھا اس سے ثابت ہوا کہ تو ہی باعث قتل شاہزادہ نورالدہر ہی دوسرے
یہ کہ تجھکو خیال تھا کہ نورالدہر کے سامنے شوکت و شان میری خاک مین ملی ہوئی ہی یہ زندہ ہی تو مین سر نہ اُٹھا سکونگا
اس باعث سے تو نے اُسکو قتل کرا دیا اور اب مکر کرتا ہی ہم تو بے آقا ہو گئے بغیر مارے تجھے نہ چھوڑینگے ایرج نے کہا
خیر اگر مین نے اُسے نہین مارا تھا تو مارا دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہی لا جو حربہ تیرے پاس ہو ثمود عاد پکارا تیرے حربے سے
خدا بچایگا تو مین بھی حربہ کرونگا بس ایرج نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر ثمود عاد پر مارا ثمود نے نیزہ ایرج نوجوان کا
نیزے پر روکا لگی طعن پر طعن چلنے دو گھڑی مین ایرج نے نیزہ ثمود عاد کا ہوائی کیا ثمود نے غیظ و غضب مین
آکر چوبدست گران سنگ سر پر چرخ دےکر ایرج پر ماری ایرج نے گرز پر روکی تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلنے لگے
زمین خوف سے شق ہو گیا مرکب تنگ تک غرق ہو گیا ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا پلک سے پلک بند ہو گئی ایرج بیہوش ہو گیا
ایک تتق گرد کا بلند ہوا ثمود عاد پکارا کہ آکر ایرج کی خبر لو دیکھو اسیر کیا گزری شاپور دوڑا گرد کے اندر گھُسا پانی کا
چھینٹا دیا گرد پھٹی دیکھا ایرج کو کہ بیہوش کھڑا ہوا ہی پکارا کہ شہریار ہوشیار ہو جیسے دیکھیے حریف لاف و گزاف کرتا ہی
ایرج کی آنکھ کھلگئی کہا ای شاپور اس عادی نے بلا کی ضرب لگائی روکی تو مین نے مگر ہاتھون مین درد ہو رہا ہی
یہ کہکر گھوڑے کو چاہا کہ زمین سے نکالے وہ اسپ گلی ہو چکا تھا پشت زین سے کود کر خشمناک ہو کر ثمود عاد پر دوڑا
اُدھر سے وہ بھی لپکا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی رات بھر کشتی رہی تماش بینون کی یہ کیفیت ہی کہ گھر سے مین
یاروو پوا اور آدمی کی لڑائی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی جب تک ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا ہمین تو کھانا پینا
حرام ہی غرض کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی مگر اب ثمود عاد کی یہ کیفیت ہی کہ دم آچکا ہی فقط اپنے جسم کے لنگر پر

لڑ رہا ہے کہ ایک مقام پر ایرج نے ہتہ مارا کہ لنگر ثمود عاد کا ٹوٹا اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کے زمین پر مارا ثمود کی چھاتی پر
چڑھ کر مشکیں ثمود عادی کی ایرج نے باندھ لیں طبل بازگشت بجوا کر پھرا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے ایرج بارگاہ
میں آکر بیٹھا ثمود عاد کو سامنے بلایا اور کہا کہ دین میرا قبول کر ثمود عاد نے انکار کیا ایرج نے کہا بیعت میری اختیار
وہ بولا یہ کبھی نہ ہوگا مجھکو بعد شاہزادہ نور الدہر کے زندگی منظور نہیں ہے جہان اُسے تو نے قتل کرایا مجھے بھی قتل کرا ایرج
نے ثمود عاد کو زندانخانے میں بھیجدیا اسی اثنا میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عادیوں نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے
ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے دونوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو
معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے نقیب نشیب و فراز کہ کر چلے گئے عاد بن ثمود میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایرج
مقابلے کو نکلا بعد از تگادو زنی و سخن نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ عاد بن ثمود کا ہوائی کیا عاد بن ثمود
نے تلوار ماری ایرج نے وار اُسکا رد کرکے جو اپنا وار کیا تلوار سپر کو کاٹ کر خود کو دو کرکے سر پر پہنچی کہ تا دوا برو
اُتر گئی عاد بن ثمود نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اقلیانش کشیدہ رو
یہ حال دیکھ کر گینڈا بڑھا کر مقابل ہوا خوب نیزہ بازی و تیغزنی کی لیکن ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوا اقلیانش
کشیدہ رو میدان میں آیا لیکن وقت جنگ زخم کھایا افراں کشیدہ رو نکلا وہ بھی زخمی ہوا آج ایرج تلوار کی
لڑائی لڑ رہا ہے اسلیے کہ سردار بہت ہیں کس کس کو زیر کرکے لیجائے گا آخر کار جتنے سردار تھے سب زخمی ہوئے اب
کشیدہ رو غصے میں آکر ایرج پر دوڑ پڑے یہ حال دیکھ کر طہماسپ و دیلم شباط نے بھی اپنے گینڈوں کو
دوڑایا لگی تلوار چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی کشیدہ رو آفتاب پرستوں کو پکڑ پکڑ کھانے لگے ایک غل آفتاب پرستوں
میں ہوا کوئی منھ پر کشیدہ رویوں کے نہیں چڑھتا بھاگے جاتے ہیں مگر ایرج نوجوان اور طہماسپ و دیلم شباط
نے بہت سے عادیوں کشیدہ رویوں کو قتل کیا آخر کار تاب جنگ نہ لاسکے کہ تمام عادی کشیدہ رو اپنا اپنا
مال و اسباب لیکر بھاگے ایرج نے کہا شمار کرو کہ عادی اور کشیدہ رو کتنے مارے گئے اور آفتاب پرست
کتنے کام آئے غرض حساب جو کیا اور لاشیں گنیں تو قریب چار ہزار کے عادی اور کشیدہ رو کام آئے تھے
اور آفتاب پرست چالیس ہزار سے زیادہ اُنھوں نے کھا لیے تھے اور دس بیس ہزار لاشیں پڑی تھیں ایرج
نے کہا یہ لوگ بلا ہیں انسے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا یہ سیر اعظم آفتاب تابان کی مدد تھی کہ فتح پائی غرض
یہی باتیں کرتا ہوا الفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوا سبھوں نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ بڑی بلا لشکر پر سے دفع ہوئی
ایرج نے جواب دیا واقعی سچ ہے القصہ دوسرے دن ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے
طہماسپ بن طہماس و دیلم شباط زنگی اور سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام شراب گردش میں
ہے ایرج کا دم گھبرایا حکم دیا کہ سراچہ سامنے سے ہٹا دو اسی وقت خدمتگاروں نے سراچے اُٹھوا دیے جو پایہ
طلا و نقرہ پر قائم کیے گئے منقش کی ڈوریاں تکمہائے لعل و یاقوت سے باندھ دی گئیں ایرج سیر سبزہ صحرا کی
دیکھنے لگا کہ جانوران خوش الحان مصروف ثنائے رب دو جہان ہیں گلہائے بوقلمون نیرنگ عالم دکھا رہے ہیں
ہوا سرد چلی آتی ہے عجب کیفیت ہے مگر کوئی دو پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایک طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے
خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جس وقت گرد شق ہوئی علمہائے ستارہ پیکر نمودار ہوئے ابھرے اُسکے اور جلوس گذر
اور خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے دکھائی دیا اور مقابل لشکر ایرج کے آکر اُترا ہرکاروں
نے آکر ایرج کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسعد دونوں آئے ہیں ایرج نے کہا کچھ اندیشہ

نہیں ہی مگر خورشید ستارہ پرست جو داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت دبیر کو بُلا کر کہا کہ نامہ لکھو ایرج کو کہ مال و اسباب
جو عمرو بن امیہ ضمری کا تونے لیا ہی وہ سب بجنسہ اُسی قلعہ ارمنوس حصار مین رکھوا دو جب حمزہ صاحبقران
ظلمات سے پھر کر آوینگے تو اُنسے فیصلہ کر کے لے لینا اور ملک صاحبقران عالیشان کے جو تمنے لیے ہین انھین چھوڑ دو
اور مجھسے آکر بیعت کرو ورنہ مجھسے اور تمسے جنگ و جدل ہوگی دبیر نے یہ سُنتے ہی نامہ تیار کیا خورشید ستارہ پرست
دوسرے دن صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھا چکی مخمل منگوا کر بچھوائی اُسپر نامہ سپر شمشیر جام شربت بیڑا پان کا رکھوا کر پکارا
کہ ایہا الناس کوئی ایسا ہی ہماری بارگاہ مین کہ یہ نامہ لیکر ایرج کے پاس جاوے اور ہمارے نامے کا جواب باصواب
لیکر آوے ہنوز کلام ختم نہ ہوا تھا کہ غضنفر بن اسد اپنے دنگل شوکت سے اُٹھا اور پکارا کہ ای خورشید مصرع
کار ما نیست دیا انیکار ایم + مین جاؤنگا اور جواب نامے کا لیکر آؤنگا خورشید بولا ای غضنفر تمسے اور ایرج سے
عداوت قدیم ہی تمھارے باپ کے خون کا وہ پیاسا ہی تم ہرگز نہ جاؤ تمھارا جانا مناسب نہ ہوگا غضنفر بولا کہ وہ
بد از بچہ اگر دشمن ہی تو ہو میرا کیا کریگا اور مین کچھ لڑنے جاتا ہون نامہ لیکر جاتا ہون اور مثل مشہور ہی کہ ایلچی راز وال نیست
خورشید ناچار و مجبور ہو کر بولا خیر جاؤ خداوند پر دہن تمھارا نگہبان ہی مگر کلام سخت نہ کرنا غضنفر بولا تم تو ایلچی سے اُس سے
دبے جاتے ہو پر دسکے کیا خورشید نے کہا اچھا تم گالیان دینا دیکھون وہ کیا کرتا ہی غضنفر تو چند رفقا کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا
مگر خورشید کو غضنفر کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا ہی ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی ہی کہ ہمین ایک ایک دم کی خبر پہونچے
القصہ غضنفر آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا اب علم نشان اُکھڑوا تا چلا آتا ہی خبر ایرج کو ہوئی کہ غضنفر خورشید کی
طرف سے برسم ایلچی گری آتا ہی اور لشکر پر بدعت کر رہا ہی کہا کہ کوئی اُس سے خبر نہ ہو آنے دو یہانتک کہ غضنفر بن اسد
تمام لشکر کو طی کر کے دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا تو چوبدار بیساول کھڑے ہین ہاتھی گھوڑا پالکی موجود ہی دو چار
کوڑے مار کر سب کو ہٹا دیا گھوڑے پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور بن سعدان اور
رفقا نے لندھور بن سعدان نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا کہ کرسی غضنفر کے واسطے لاؤ جب تک لوگ
کرسی لائین یہ سیدھا دنگل طرماسپ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک لحظہ بھر کے واسطے دنگل اپنا مجھے دیدو مین بیٹھکر
جواب و سوال کر کے چلا جاؤنگا پھر تم اپنے دنگل پر آ بیٹھنا طرماسپ چاہتا ہی کہ کچھ کہے کہ بہزاد مرتد دوڑا کہ
او دیوانہ مین دیوانہ کیسے سودائی پن کی گفتگو کرتا ہی تیرے واسطے کرسی آتی ہی اُسپر بیٹھ جانا بس یہ سُنکر غضنفر پکارا کہ
او حرامزادے مرتد کیون تیری شامت آئی ہی بہزاد مرتد نے یہ کلمہ سخت جو سُنا تلوار غضنفر پر ماری غضنفر نے تلوار
اُسکی روک کر جو وار اپنا کیا سپر کٹی اور تلوار سر پر بیٹھی کہ تا دو ابرو اُتر گئی طرماسپ اُٹھا کہ او دیوانے تو نے بہزاد کو
زخمی کیا کہان جائیگا غضنفر نے وہی تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا
غضنفر نے بائین ہاتھ سے خنجر پشت دست طرماسپ پر مارا کہ ہاتھ کے پار گذر گیا قبضہ تلوار کا ہاتھ سے طرماسپ
کے چھوٹ گیا غضنفر نے پھر وہی تلوار ماری کہ کلہ طرماسپ کا زخمی ہوا زخم کاری لگا طرماسپ نے منہ پھیرا غضنفر
نے اور ایک ہاتھ مارا کہ وہ شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا اتنے مین ایرج دوڑ پڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ
دو سردارون کو زخمی کیا اب کیا طرماسپ کو مار ڈالیگا جیسے ہی ایرج قریب آیا غضنفر نے اسپر بھی وہی تلوار
ماری ایرج نے جھٹکی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور ڈال کر زنجیر مین ہاتھ پیر اعظم آفتاب تاباک کہکر
اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ دو کر چھاتی پر مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او دیوانے دین آفتاب پرستی
اختیار کر غضنفر نے کہا مین لاکھ لاکھ لعنت دین آفتاب پرستی پر کرتا ہون ایرج نے کہا خیر دین آفتاب پرستی اختیار نہ کر

ہو بیعت مجھسے کر غضنفر پکارا کہ مین خورشید سے دست بیعت ہو چکا ہون اب کیا مین ہر جائی ہون کہ ہر ایک سے بیعت
کرون ایرج نے کہا کہ مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کے بلانے کو
روانہ ہوا الله صور بن سعدان نے غضنفر سے خطاب کیا کہ صاحبزادے کیون اپنی جان دیتے ہو بیعت کرنے مین کچھ
تمہارا نقصان نہین ہی جوانی پر اپنی رحم کرو غضنفر بولا کہ بہت آپ کا دل میرے واسطے دکھا آپ اپنا دل نہ دکھایے
مجھپر رحم نہ کھایے سبحان الله کیا نمکحلالی آپ نے کی ہی خوب امیر حمزہ صاحبقران کے ملک آپ نے آباد کرا لیے
عمرو کے مال کی خوب حفاظت کی عاشق کسی پر ہو تو ایسا ہی ہو جس طرح آپ ہوئے ہین بس اب میری پاسی و سفارش
نہ کیجیے گا اور ایرج سے کہا کہ تو مجھے قتل کر کہ اس اثنا مین جلاد کہ موجود ہوا پکارا کہ کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا کسکا سر رشتہ
حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی ایرج پکارا کہ جلد اس دیوانے کو قتل کر جلاد نے اسی وقت
ریگ کا چبوترہ بنا کر نطع اسپر ڈال دیا ہاتھ پکڑ کر غضنفر کا نطع پر بٹھایا تلوار کھینچکر سر پر آ کھڑا ہوا ایرج نے کہا منتظر کسکا ہی
لگا ایک ہاتھ جلاد نے خط سیاہ گردن پر کھینچا اور تیغہ ہاتھ مین تولا اور پکارا کہ ہاتھ پر قوت رکھتا ہون تلوار بارہ دار
ہی ایک ہاتھ مین کام تمام کرونگا ذرا سمجھکر حکم دیجیے کس واسطے کہ مار ڈالنا میرا کام ہی زندہ کرنا میرا کام نہین ہی اور
غضنفر نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی آنکھون مین آنسو بھر لایا دل کو رجوع کیا پروردگار عالم کی طرف
دعا مانگنے لگا ابھی ایرج نے تیسرا حکم قتل کا نہین دیا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور خورشید ستارہ پرست
سامنے سے نظر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا ایرج تعظیم کے واسطے اٹھا خورشید کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر لا کر
بٹھالا ساقی کو اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا اور عطر دان پاندان چنگیر چوگھڑے منگوا کر سامنے خورشید کے رکھے
مزاج پرسی کی پوچھا کہ آپ کیون تشریف لائے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین نے غضنفر بن اسد کو برسم
ایلچی تمہارے پاس بھیجا تھا تم سے بعید امر ہوا کہ تم نے ایلچی کے قتل کا ارادہ کیا کسی نے بھی آج تک ایلچی کو قتل کیا ہی
اور ہی کہ ایلچی را زوالے نیست ایرج نے کہا کہ ای خورشید یہ ایلچی گری کو آیا تھا یا ہر ایک کو قتل کرنے آیا تھا
ہمارا ادھر ماسپ کو کہ انکا کیا حال بنایا ہی مار ہی ڈالا تھا خورشید بولا یہ تو دیوانہ تھا طرماسپ کیون سو
دائی بنا اور عبث تکرار کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب غضنفر کو رہا کر دو قتل سے باز رہو ایرج نے کہا بہت بہتر مجھے
تمہارا خاطر عزیز ہی اور بلا کر آہنگرون کو کہا کہ قید غضنفر کی دور کرو اسی وقت آہنگرون نے آکر قید کاٹ دی غضنفر
اٹھکر کرسی پر آ کر بیٹھا صحبت عیش گرم ہوئی الله صور سجدۂ شکر درگاہ جناب ایزدی مین بجا لایا کہ غضنفر بن اسد
غضنفر چپکا سوچ مین بیٹھا ہوا ہی کہ ایک گھڑی بھر کے بعد سر اٹھایا اور کہا کہ ای ایرج صاحبقران
ت خورشید کی ترک کی مین جانتا تھا کہ خورشید کچھ بہادر ہی مگر یہ شجاعت و بہادری کیا بابا نے مجکو تمہاری
چھڑایا یہ بعید از جرأت و تہور ہی مین ایسے چاپلوسی اور خوشامدی کی بیعت نہین کرتا اب تمہاری بیعت
نی ہون اور اٹھا کہ لاؤ ہاتھ مین تمہاری بیعت کرون ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ آپ بیعت کیجیے خورشید
بیٹھا ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ یہ عجب طرح کا دیوانہ ہی ایسا سودائی دیکھا نہ سنا بس ایرج نے
پھیلایا غضنفر نے ہاتھ پکڑ کر منہ کی طرف کھینچا ایرج یہ سمجھا کہ شاید میرا ہاتھ آنکھون سے لگائیگا مگر
ہاتھ پر ایرج کے تھوک دیا اور ایک طمانچہ مارا کہ او بزاز بچے ہم تیری بیعت کرینگے اور ہاتھ غضنفر
کہ تمام بارگاہ آواز سے گونج گئی ایرج تیورا گیا اور ایک انگلی اسکی آنکھ پر پڑی اس وجہ سے
اٹھنے مین دیر ہوئی غضنفر کو دکھیا گا ایک اور سردار اٹھا کہ غضنفر کو پکڑ لے مگر جو اٹھا اسے غضنفر نے

ایک ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوا انیلم زنگی اور فیلم زنگی وغیرہ زخمی ہوئے غضنفر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہوکر
بوق بجا کر مع اپنے رفقا چل نکلا بعد ایک لمحہ کے ایرج بھی اُٹھکر دوڑا کہ کب چھوڑتا ہوں اس دیوانے کو غضب کیا اسنے
جیسے ہی بارگاہ سے نکلا دیکھا دور ایک غل ہے کہ غضنفر مارے ڈالتا ہے ایرج مرکب پر سوار ہوکر چلا کہ لینا اس دیوانے
کو غضب کیا اسنے اب یہ کیفیت ہے کہ آگے آگے تو غضنفر پیچھے پیچھے ایرج نوجوان چلے جاتے ہیں یہاں خورشید نے
اپنے دل میں کہا کہ ایرج غصے میں ہے ایسا نہ ہو کہ غضنفر کو مار ڈالے پس یہ خیال دل میں کرکے اُٹھا بارگاہ سے باہر آیا
مرکب پر سوار ہوا اور تعاقب میں ایرج اور غضنفر کے روانہ ہوا لیکن غضنفر اُسی طرح بھاگا ہوا چلا جاتا ہے ایک
صحرا میں پہونچا تھا کہ ایرج بھی ساتھ ہی پہونچا اور للکارا کہ او دیوانے آپہونچا میں غضنفر نے ہر چند گھوڑے کو کوڑا کیا
مگر آگے نہ بڑھا اتنے میں ایرج آپہونچا اور تازیانہ غضنفر پر مارا غضنفر نے اپنے کو بچایا لیکن مرکب کے پچھلے دھڑ پر پڑی
کہ بیٹھا اور دونوں پاؤں کٹ گئے غضنفر کود پڑا اور تیر کمان میں جوڑکر جو مارا مرکب پر ایرج کے پڑا کہ گھوڑا مارا گیا ایرج
بھی مرکب سے کودا غضنفر نے ایک تیر اور مارا کہ وہ اُلٹنے پر پڑا تیر مار کے بھاگا ایرج بھی دوڑا اب دونوں پیادہ پا
ہوئے غضنفر دبلا پتلا ایرج جسیم و ضخیم کیونکر اُس تک پہونچے آتے آتے غضنفر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج زیر کوہ آکے
پہونچا پکارا کہ او دیوانے آیا میں وہیں آکر تجھے مارونگا مگر عجب عالم ہے ایرج کا کہ تلووں میں آبلے پڑ گئے ہیں پاؤں تھک
گئے ہیں چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ اُدھر سے خورشید پہونچا ادھر شہاب بن فولاد اژدر گیر اور عادل شاہ سب
مرتقا غضنفر کے پہونچے خورشید نے ایرج سے کہا کہ بس پھر جاؤ یہ شدنی نہیں کہ میرے ہوتے غضنفر پر ہاتھ ڈالو
اور غضنفر کے لوگ بھی آگئے تمھارے رفیق بھی آپہونچے ناحق کشت و خون ہوگا ارادہ فاسد سے باز آؤ کل ہمارے
تمھارے سامنا ہے ایرج بولا اے خورشید تم ان لوگوں سے ناحق ملتے ہو باپ نے اس دیوانے کے تمھارے ساتھ کیا
سلوک کیا جو اس سے تم فیض کو پہونچے گے بہت پچھتاؤ گے یہ نہایت فیلے ہیں اور میں تو تمھارے کہنے سے پھرا جاتا ہوں
مگر یہ خدا پرست اسیر زیر کاہ ہیں تمہیں معلوم کیا ہے کہ اس دیوانے نے تجھے سبتینا کی ہے پھر تمھیں دغا دیگا خورشید
چپکا سنا کیا جواب نہ دیا کہ اتنے میں ایرج کے سردار سامنے سے دکھائی دیے ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا اور خورشید
غضنفر کو ساتھ لیکر باتیں کرتا ہوا اپنے لشکر میں آیا داخل بارگاہ ہوا ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی گردش میں آیا دو
تین جام شراب کے پیکر حکم دیا کہ نقیب طبل جنگ خبردار ایرج کے روانہ ہوئے اور بیان کیا کہ خورشید نے طبل جنگ
بجوایا ہے ایرج نے کہا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بیدرنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کی گرجی لشکر دونوں میں تیاری ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا اسی طرح صبح ہوئی دونوں لشکر
میدان جدال و قتال میں صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے خورشید اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کر نکلا
میدان میں آیا سراپا جنگ کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہوگیا گھوڑا بھی پسینے میں تر ہوگیا ٹھہر کر نیزہ گاڑا اور مبارز
طلب کیا ادھر ایرج اپنے لشکر سے نکلا گھوڑا اڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سپرد کیا خدا اعظم کو وہی تمھارا نگہبان ہے ایرج نوجوان مالک بن
ملکوت شاہ سے رخصت ہوکر مقابل خورشید ہوا خورشید بہت لگا ورزلی دوڑ پڑا دونوں مرکب برابر سے جھکے
مسل مسلکر الوں میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا بعد ازاں نیزہ بازی ہوئی دونوں نے بھالے سنبھالے نیزہ بازی
ہونے لگی یہاں تک کہ سنانیں بنانیں بیکار ہوگئیں اور مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا پھینک پھینک کر نیزے ہاتھوں سے
تلواریں کھینچ لیں لگی تلوار چلنے دونوں کیسے زبردست ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو بجلیاں ہیں کہ کوند رہی ہیں یہاں تک کہ

دو پہر تلوار چلی ایک بار گھوڑے نے خورشید کے سکندری کھائی اور تلوار سر پر پہنچی کہ تا دوابرو اتر گئی اور دریا در خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ دوڑ پڑے اور خورشید کو اٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا غضنفر بن اسد نکلا آتے ہی برس پڑا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا شہاب بن فولاد اژدر گیر نے سامنا کیا یہ بھی تا دیر لڑا لیکن مجروح ہوا سعد و سعید مقابلے کو نکلے گرفتار ہوئے اب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے رات کو خورشید و غضنفر کوچ کر کے مع لشکر چلے گئے یہاں صبح کو ایرج آکر بارگاہ میں بیٹھا حکم دیا کہ لاؤ سعد و سعید کو میرے سامنے اسی وقت لوگ سعد و سعید کو زندانخانے سے لائے انھوں نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ہندیوں نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسیاں انکے واسطے بچھوائیں پوچھا کہ میں نے کیونکر تمھیں زیر کیا انھوں نے جواب دیا کہ تو زبردست تھا ہم تیرے ہاتھوں گرفتار ہوئے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو میری رفاقت میں رہو انھوں نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے آفتاب پرستی پر ایرج بولا خیر دین میرا نہیں قبول کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو دونوں نے کہا کہ ہمیں جان دینا قبول ہے اور بیعت تیری کرنا قبول نہیں ہے ایرج یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور لندھور کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ بھی انکو جہاں تک سمجھانا ہو اسی وقت سمجھا لیجیے اور اگر آپ کہینگے کہ انکو تین روز قید رکھیے بعد تین روز کے قتل کیجیے گا تو میں نہ مانونگا کسواسطے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ میں نے قید کیا ہے رات کو اسد آکر چھڑا لیگیا ہے اور سب مجھپر ہنستے ہیں اب میں اپنے کو ہنسوانے کا نہیں لندھور نے سعد و سعید کو بہت سا سمجھایا کہ تم بیعت کرلو آج ایرج صاحبقران بادشاہ اولوالعزم ہے میں نے بھی مصلحت وقت جانکر بیعت کی ہے تم بھی دست بیعت ہو سعد و سعید بولے ای ہندی ہم ایرج پر عاشق نہیں ہوئے ہیں جو بیعت کریں اور سامنے بیٹھکر نظارہ کیا کریں تو عاشق ہوا ہے بیعت کیجیے بیٹھا رہ لندھور یہ سنکر خاموش ہوا ایرج نے حکم دیا کہ بلاؤ جلادوں کو اسی وقت جلاد آکر موجود ہوئے ایرج نے کہا جلد انہیں چرخی پر کھینچکر تیرباران کرو میرے سامنے سے کہیں نہ لیجاؤ کسواسطے کہ وہ دلاور اکثر آپڑا ہے اور چھڑا لیگیا ہے غرض اسی وقت ان دونوں کو تیرباران کیا وہ مرد مسلمان درجہ شہادت پر فائز ہوئے لندھور تو کمال متاسف اٹھکر چلا آیا یہاں لاشے ان مسلمانوں کے لشکر سے باہر پھینکوا دیے گئے تھے قضا کار اتفاقات روزگار سے ضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا لاشیں انکی دیکھکر روتا ہوا اسد غازی کی خدمت میں آیا تمام حال بیان کیا کہ خورشید و غضنفر تو زخمی ہوکر چلے گئے سعد و سعید کو ایرج نے شہید کیا امیر یہ سنتے ہی پہلے تو انکے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اسکے کہا کہ آج چلکر لاشیں انکی لائینگے دفن کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو انکے خون کا عوض بھی لینگے اور فرمایا کہ سب قزاق تیار رہیں القصہ رات کو کشتیوں پر سوار ہوکر قلعہ سرخان سے باہر آیا اور کنارے دریا اتر کر اپنے تمام لشکر کو آراستہ کیا دو پہر رات گئے روانہ ہوا اور لشکر ایرج پر آکر شبخون کرا قتل کرنے لگا سیقل سپہر گردان سپہر گردان طلایہ کی گشت پر تھے دونوں دوڑے کہ او دیوانے مدت کے بعد تو آیا ہے کہاں چھپا بیٹھا تھا آج ہم تجھے زندہ کب چھوڑتے ہیں اور برابر اسد کے ہو پہلے سیقل سپہر گردان نے تلوار اسد غازی پر ماری اسد نے اسکا وار روک کر سر بتا کر جگر گاہ پر ہاتھ مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے سپہر گردان دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مار ڈالا آیا ہیں تجھے عوض لینے کو یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر پہنچی کہ مرکب کے نیچے جا کر ٹھری مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ سپہر گردان بھی مارا گیا اسد نے بہت سے زنگیوں کو قتل کیا اس اثنا میں خبر ایرج [illegible] مرکب پر سوار ہوکر دوڑا اسد غازی نے سنا کہ ایرج آتا ہے اسنے

لاشین سعد و سعید کی اُٹھوالین اور بھاگا وہان سے ایرج للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے
اسد پکارا کہ او برا زبیچ سعد و سعید کی لاشین لینے آیا تھا اور اُنکے خون کی عوض مین سیقل سپر گردان اور سپہر
سپر گردان کو مار کر چلا اب تو بھی کیا پائیگا یہ کہکر اور گھوڑے کو تیز کیا طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور
کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ کا راستہ لیا صبح ہو چکی تھی کہ ایرج لب دریا پہونچا دیکھا کہ دیوانہ جہازون
پر سوار چلا جاتا ہی یہ کھڑا ہوا دیکھا کیا اسد بوق بجاتا ہوا یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ او آفتاب پرست آئینہ سکندری نکالکر
دیکھ حیران کیون کھڑا ہوا ہی اور داخل قلعہ ہوا ایرج پکارا کہ او دیوانے ناک مین دم تو نے کر دیا اور مجبور ہوکر
وہان سے پھر آیا سیقل سپر گردان اور سپہر سپر گردان کی لاشین اُٹھوائین اور اُنکو جلا یا پھونکا اور ادھر
اسد نے سعد و سعید کی لاشون کو کفن دیا اور دفن کیا اور نور الدہر کو یاد کرکے رونے لگا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو طبل جنگ بجوا کر سویا تھا کہ صبح کو ایرج سے سامنا کرونگا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین استادہ دیکھا حیران
ہوا کہ اس باغ مین مجھے کون لایا ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور آیا تھا کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی اُسی طرف
کو چلا تھوڑی دور آیا تھا کہ ایک بارہ دری عالیشان چھت اور پردے آراستہ سائبان زربفتی آگے کھنچا ہوا نازنینان
مہ جبین کا ہجوم نور الدہر کو جو دیکھا غل ہوا کہ یہ نامحرم کہان سے آیا ہی کہ اتنے مین وہ نازنین جو صاحب مسند تھی اُسنے
کہا کہ ارے بُلا لو اسے راہ بھولکر ادھر چلا آیا ہوگا سب نے آواز دی کہ آیئے ہماری خاتون آپ کو بُلاتی ہین نور الدہر
جب قریب آیا تو وہ نازنین مسند سے اُٹھی اور کہا آیئے خانۂ ما خانۂ شماست آپ مہمان ہین ہمارے شاہزادے نے
جو صورت اُسکی دیکھی مائل ہوا اندر بارہ دری کے آیا وہ نازنین دوڑکر آئی ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا اسباب
عیش و عشرت سامنے مہیا کیا پوچھا کہ مہر کیون چلے تھے معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ بھولکر ادھر آنکلے شاہزادے نے
کہا کہ مین حیران ہون کہ اپنے لشکر مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو اس باغ مین پایا خدا جانے مجھے کون یہان
اُٹھا لایا وہ نازنین یہ سنکر ہنسی اور اُسکی ساتھ والیون نے قہقہہ مارا کہ میان تم ایسے دودھ پیتے بچے ہو کہ کوئی تمہین
سوتے مین اُٹھا لایا واہ واہ میان وہ بات کہو کہ کوئی یقین لاے ایسی بات نہ کہو کہ سُنکر ہنسی آے اور اُس نازنین
مسند نشین نے ایک جام شراب کا بھرکر دیا کہ اسے پیو اور نام اپنا بتاؤ نور الدہر بولا کہ مین پوتا ہون صاحبقران
کا نور الدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہی ایرج سے مجھسے مقابلہ تھا شب کو طبل جنگ بجوا کر سویا تھا صبح کو آنکھ جو
کھلی اپنے کو یہان پایا اُسنے کہا کہ ہان صاحب ایسا ہی ہوگا اگر تمہین کوئی اُٹھا لایا ہی تو جہان کہوگے وہان پہونچا دیگی
تم کچھ اندیشہ اپنے دل مین نہ کرو اور یہ کہکر شراب پلانی لگی نور الدہر بھی نشے مین اختلاط کرنے لگا گلے مین ہاتھ ڈالکر
چاہا کہ بوسے لے مُنھ کے برابر جو مُنھ پہونچا ایک بوسے بد مُنھ سے نکلی کہ دماغ شاہزادۂ نور الدہر کا پریشان ہو گیا
بس دور ہٹ بیٹھا وہ بولی کیون صاحب یا یہ شور اشوری یا یہ جلے تکی تم دور کیون ہٹ بیٹھے نور الدہر نے کہا کہ
معلوم ہوا تو جادوگرنی ہی منھ مین سے تیرے بوسے بد آتی ہی اُسنے جواب دیا کہ ہان سچ ہی مین ساحرہ ہون نام میرا
بدرہ جادو ہی بھانجی ہون دمامہ جادو کی مین ایک روز آذر کوہ کی طرف سے اُڑی ہوئی چلی جاتی تھی وقت
شب تھا روشنی چراغان تھی کسی کی برات دھوم سے جاتی تھی نہین معلوم کسکی شادی تھی بس مین نے تجھکو دیکھا
عاشق ہو گئی اور اُس وقت تو اپنے مکان کو چلی آئی ضبط کیا لیکن خیال جو تیرا آکر بندھا دل نے بیقراری کی اور
آنکھون نے زاری کی ہر چند دل بیتاب کو سمجھایا اُسنے نہ مانا آخرکار مین نے تیری صورت کا ایک مرد بنا کر اُسکا

سر کاٹ کر تیرے پلنگ پر ڈالدیا اور تجھے لے آئی اب سب تیرے لشکر والون کو یقین ہی کہ تو مارا گیا تجھکو لازم ہی کہ
سب کی ملاقات سے امید قطع کر مجھے اپنا عاشق و شیدا جان مین تجھپر میری جان فریفتہ ہون اور میرا ابھی چودہ برس
کا سن ہی سب باتین مجھ مین اچھی ہین صورت سیرت مین میرا مثل نہین ہی سوا اسکے کہ بو سے بد میرے منھ سے
آتی ہی تو بے عیب ذات خدا کی ہی ایک زمانہ میری آرزو رکھتا ہی مین کسی سے التفات نہین کرتی تجھپر البتہ میری
طبیعت آگئی ہی اگر تو مجھسے موافقت رکھیگا تو جو کچھ تو کہیگا وہی کرونگی نورالدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ لکاتہ
غضب کر آئی افسوس اسد و طہماس کی کیا حالت تیرے غم مین ہوئی ہوگی بس بدرہ جادو کو جواب دیا کہ اے
مردار تو نے تو جیتے جی مجھے مار ڈالا اور اسیر طالب وصل ہی کبھی مجھسے امید وصل نہ رکھنا مین تیری طرف
تھوکنے کا بھی نہین بدرہ جادو نے کہا کہ اگر تو مجھے رنج دیگا تو مین بھی تجھے ایذا پہونچاؤنگی نورالدہر بولا کہ
جو تو چاہے سو کر بس بدرہ جادو نے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا اور نورالدہر کے پاس آیا اور ہاتھ
پکڑکر کہا کہ چل مین تجھے قید کرون نورالدہر نے چاہا کہ ایک طمانچہ اُسے مارے جسم مین طاقت نہ پائی وہ زنگی
کھینچتا ہوا لیگیا اور مکان تاریک مین لیجاکر بند کیا بے آب و دانہ رکھا صبح کو بدرہ جادو نے پھر اپنے سامنے بلایا
صحبت مین بٹھایا کھانا کھلایا اسباب عیش و عشرت مہیا کیا کہا دیکھ اے عزیز کیون اذیت اُٹھاتا ہی جو مین کہتی ہون قبول کر
ارے دیکھ اپنا چاہنے والا نہین ملتا ہی نورالدہر نے پھر انکار کیا کہ اے مردار مین ہرگز تجھے قبول نہ کرونگا تجھکو شیر
کے پہلو مین بیٹھنا سانپ کے ساتھ سونا گوارا ہی اور تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی بدرہ جادو نے برہم ہوکر پھر
پکارا کہ اے شعلہ زنگی لیجا اسے میرے سامنے سے اور چاہ تاریک مین بند کر وہ زنگی تیرہ درون شاہزادے
کو لیگیا اور ایک چاہ تاریک مین لیجاکر بند کیا دو روز وہ رشک یوسف اُس چاہ مین رہا تیسرے روز پھر بدرہ جادو
نے پھر بلایا اور کہا کہ کیون مردے اب بھی تیرا نشہ کچھ اُترا یا نہین آ مجھے قبول کر شاہزادے نے پھر انکار کیا
اُس وقت اُس ساحرہ نے کہا اے شعلہ زنگی ابھی تو اسے قتل کر اُسنے زیر تیغ بٹھایا اور چاہا کہ نورالدہر کو
قتل کرے بدرہ جادو نے منع کیا اور نورالدہر سے کہا ارے میرا جی گوارا نہین کرتا کہ تو مارا جائے مین تجھے
بہت چاہتی ہون مجھے قبول کر نورالدہر بولا کہ مین ہزار بار مرکر جیونگا مگر تجھسے نہ بات کرونگا بس بدرہ جادو
خفا ہوکر سحر سے ایک عقاب کی صورت بنکر نورالدہر کو پنجون مین دبوچ کر لی اُڑی اور آسمان پر سے پھینکا کہ
نورالدہر آدھا زمین مین گڑ گیا دن کی دھوپ رات کی اوس جسم نازنین پر پڑنے لگی عجب ایذا مین تھا دو مہینے
ہوا نورالدہر دعا مانگ رہا ہی کہ سواری قمرزاد کی اُدھر سے گذری نورالدہر پر نظر جو پڑی زمین مین گڑا
ہوئے دیکھا قریب نورالدہر کے آیا پوچھا کہ اے فرزند یہ کیا حال ہی شاہزادے نے تمام سرگذشت اپنی
بیان کی قمرزاد نے کہا کہ مین اُس لکاتہ کو مارونگا اور تمکو رہا کرونگا نورالدہر نے کہا آپ میرے ساتھ اپنے کو
نہ گرفتار کرائیے وہ ساحرہ زبردست ہی آپ اُسکا کچھ نہ کرسکینگے ناحق آپ بھی پھنس جائینگے قمرزاد نے کہا اے فرزند یہ
بھی تو گوارا نہین کہ تم گرفتار بلا رہو یہی باتین تھین کہ آندھی چلی نورالدہر بولا کہ بھاگیے وہ ساحرہ آئی ہی قمرزاد ایک
درخت کی آڑ مین تیر کو کمان مین جوڑ کر کھڑا ہو رہا اتنے مین بدرہ جادو آئی نورالدہر سے کہا کہ کیون اب تو تیرا مزاج
معقول ہوا یا نہ اب بھی جو مین کہتی ہون اُسے منظور کر ایسے مین خیر ہی یہ تو باتون مین مصروف تھی ادھر قمرزاد
نے نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ پشت پر اسکی بیٹھا مگر یہ ساحرہ روئین تن آہنی بدن ہی تیر ٹکرا کر اُچٹ گیا بدرہ جادو نے
پھر کر جو قمرزاد کو دیکھا کہا کیون موئے یہ تو نے تیر مارا تھا اور سحر کیا کہ قمرزاد وہین جم کر رہگیا اور بدرہ جادو نے

آکر ہاتھ پکڑ لیا اور نور الدہر کے پاس لائی اور دوسرے ہاتھ سے نور الدہر کو پکڑ کر کھینچتی ہوئی دونوں کو باغ کی طرف
لیکر چلی تھی کہ قمرزاد کے ساتھ جو دیو و پری تھے وہ حملہ آور ہوئے بدرہ جادو نے اسم سحر کا پڑھ کر کہا کہ جو جہان
تھا وہین جم کر رہ گیا بدرہ جادو اپنے باغ مین آئی قمرزاد کو لا کر سامنے بٹھایا پوچھا کہ تو اسکا کون ہے قمرزاد نے جواب دیا
کہ یہ میرا بھتیجا ہے بدرہ جادو بولی تو اسکی رہائی کو آیا تھا کہا کہ ہان بدرہ جادو بولی مین اسپر عاشق ہو کر اسے اٹھا
لائی ہون لیکن یہ میری صحبت سے انکار کرتا ہے تو ہی سمجھا جو بہتر ہو قمرزاد بولا او مردار کیا بکتی ہے ہم اہل اسلام ہین
ہمسے یہ امید نہ رکھنا تو کسی کافر کو ڈھونڈھ جو تیری حاجت بر لائے اسنے کہا ایسے ہوئے تو بھی اسی کا ساتھی ہے مین تم
دونوں کو قتل کرونگی قمرزاد نے کہا جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہمکو مرنا گوارا ہے لیکن تجھسے صحبت ہونا گوارا نہین بدرہ جادو
یہ سنکر نہایت برہم ہوئی اور دونوں کو ستون سے بندھوا دیا گرد انکے ایک حصار آتش قائم کیا اور آپ مبتلاے
خواب مرگ ہوئی دوپہر رات گئی تھی کہ اولوس جنی ایک طرف سے پیدا ہوا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ مین آپ
لکانے کو آتا ہون آپ نہ گھبرائیے اور تلوار کھینچکر چلا تھا کہ آنکھ بدرہ جادو کی کھلی اولوس کو دیکھکر پکاری کہ ارے
تو کون ہے اولوس اڑ کر چلا گیا مگر اسنے پہچان لیا کہ یہ اولوس جنی تھا رات بھر جاگی کہ پھر اولوس آئے تو اسے بھی
گرفتار کرون جب وہ نہ آیا تو شعلہ زنگی سے کہا کہ تو ان دونوں کو لیجا کر اسی چاہ تاریک مین بند کر شعلہ زنگی کھینچتا
لیگیا اور دونوں کو اسی چاہ تاریک مین بند کیا اور چہار جانب چوکی پہرا قائم کیا بدرہ جادو ہر روز ایک بار
نور الدہر اور قمرزاد کو اپنے سامنے بلاتی تھی اور کہتی تھی کہ میرا کام دل حاصل کرو نہین تو اسی طرح قید خانے مین
گھلا گھلا کر مار ڈالونگی مگر یہ جواب صاف دیتے ہین کہ ہمسے تو توقع کسی طرح کی نہ رکھ یہ پھر قید خانے مین بھیجدیتی ہے
چند دن اسی طور پر گذرے تھے کہ ایک روز ملکہ عظیمہ جادو تخت پر سوار آئی بدرہ جادو سے ملاقات کی اسنے
کہا کہ ای عظیمہ جادو تم خدا پرستون سے جلی ہوئی ہو اور ہمسے بھی جلتی ہو اسنے کہا کہ ای بدرہ جادو مین تو خدا پرستون
کے خون کی پیاسی ہون انھون نے تو میرا گھر برباد کرا دیا تمام طلسم کو برباد کیے جادوگرون کو مار ڈالا مین طلسم سے
بھاگی ہوئی ہون جب خدا پرست طلسم کو برباد کر چکے ہین اس وقت پھر وہان گئی بدرہ جادو بولی ای عظیمہ جادو
کیون جھوٹھ بولتی ہو ابھی کل بیٹا تمہارا آیا تھا کہ مجھے قتل کرے اور نور الدہر کو چھڑا لے میری آنکھ کھلگئی تو وہ
بھاگ گیا عظیمہ جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو وہ ایسا ہی خراب ہے بلکہ اسنے خدا پرستون سے ملکر مجھے بھی تباہ کرایا
بدرہ جادو نے کہا کہ اسے تم پکڑ لاؤ تو مین جانون کہ تم خدا پرست نہین ہو عظیمہ جادو بولی بلا لون جسوقت وہ ہاتھ لگا اسکو
اسیر کر کے لے آؤنگی مگر آپ نور الدہر کو تو میرے حوالے کیجیے کہ مین اسے ذبح کرون یہی تو قاتل ہے تمام ساحران طلسم
کو ہر بار کا بدرہ جادو بولی دو چار روز تامل کرو پھر تم جو چاہنا وہ کرنا عظیمہ جادو نے کہا ای بدرہ جادو جیسا کہ مین ان
خدا پرستون سے جلی ہون کوئی ایسا کم جلا ہوگا انکے پاؤن تو میرے پر رکھکے پریشان اڑا اون بدرہ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو
مین تو بہت خائف ہون خدا پرستون سے کہ انھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے ہین عظیمہ جادو
نے کہا بلا لون کچھ اقبال ہے انکا کہ ہمین لوگون مین سے انکے شریک ہوے اور ساحرون کو قتل کرایا چنانچہ عنظلی آباد مین
مین ملکہ جادو نے تمام جادوگرون کو قتل کرایا اسی طرح اور مقامون پر بھی ایسا ہی کچھ ہوا نہین تو خدا پرست کیا جان
رکھتے تھے کہ ہم لوگون سے سامنا کر سکتے ایک منتر ایک اجھر مین تو انکا کام تمام ہوتا اور ای بدرہ جادو یہ خدا پرست
نحس قدم بھی ایسے ہین کہ جہان یہ پہونچے وہ ملک تباہ و برباد ہوا اسکے پاس رہے اسے ادبار اتارا اسی واسطے مین اور
زیادہ مضطر ہون کہ اس موے نے خدا پرست کو مجھے دیدیا کہ مین اسکے کباب لگاؤن بدرہ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو

تم اُسے برا نہ کہو مین بدل اُسپر مائل و مبتلا ہون میری جان اُسپر جاتی ہے ایسا حسین تو مین نے آج تک نہین دیکھا وہ مجھے
انکار کرتا ہے مجھکو جلاتا ہے مین اُسے ایذا دیتی ہون مگر یہ نہین چاہتی کہ مار ڈالون تم اُسے کوستی ہو مجھے برا معلوم ہوتا ہے عظیمہ جادو
بولی بلالون جو وہ آپ کا پیارا ہے تو ہم اُسے آنکھون پر بٹھا لینگے اور بہت عزیز رکھینگے اور اے ملکہ بدرہ جادو حقیقت
مین وہ ایسا ہی صاحب جمال ہے اور آپ فرمائینگی تو مین بھی اُسے سمجھاؤنگی القصہ عظیمہ جادو نے بہت خوشامد اور
چاپلوسی کی اور دل بدرہ جادو کا ہاتھ مین لیا نورالدہر کو صحبت مین بلوایا بدرہ جادو نہایت حسین بنکر بیٹھی نورالدہر
کو سامنے بٹھایا حرکتین معشوقانہ کرنے لگی نورالدہر اُدھر سے منہ پھیرے بیٹھا ہے بالکل اعتنا نہین کرتا آخر کو بدرہ جادو
نے کہا کہ لیجا اسے شعلہ رنگی آیا شاہزادہ نورالدہر کو لیکر چلا گیا بدرہ جادو نے آہ سرد کھینچی رونے لگی کہا اے
عظیمہ جادو دیکھا تم نے ہاے کیا بیدرد ہے کہ میری طرف دیکھتا بھی نہین مین اپنا درد کیونکر سناؤن اس محبت کا ستیاناس
جاے کیا بُری چیز ہے عظیمہ جادو نے اُٹھکر بلائین لین کہا کہ مین صدقے مین قربان لاکھ جانین میری تجھپر نثار بلالون
سامنے آپ کے تو مین اُس سے بات نہ کرسکی اگر حکم ہو تو اب تنہائی مین جا کر اُسے سمجھاؤن کہا اے عظیمہ جادو تمھین اختیار
ہے جاؤ سمجھاؤ مین منع نہین کرتی مگر خبردار بزور جبر اُسکے دل کو میری طرف رجوع نہ کرنا یہ مجھ مین بھی طاقت ہے کہ بجبر اُسکی
طبیعت کو اپنی طرف رجوع کرسکون مگر اے عظیمہ جادو اسمین مزا نہین عظیمہ جادو بولی کہ واری نہین بجبر سے رجوع کیا
تو پھر کیا تکلف ہے مین اُسے افسون تقریر سے تسخیر کرونگی بدرہ جادو نے کہا اچھا تم سمجھاؤ اور شعلہ رنگی سے کہا کہ ملکہ
عظیمہ جادو کو ان قیدیون کے پاس جانے دینا منع نہ کرنا اور یہ نورالدہر کے پاس جائین تم وہان سے سرک آنا
اُسنے کہا بہت خوب غرض بدرہ جادو جب سو رہی تو عظیمہ جادو اُٹھکر نورالدہر پاس آئی سلام کیا بیٹھی نورالدہر
سے کہا کہ اے شہریار یہ بدرہ جادو بلاے بے درمان آفت جہان ہے تمام جہان مین اسکا عدیل و نظیر نہین ہے مین باوجودیکہ
خود ساحرہ زبردست ہون لیکن سرنگون ہوکر اسکا سامنا نہین کرسکتی آپ مفت اپنی جان دیتے ہین اس سے ہنسیے
بولیے لگاوٹ کیجیے پھر مین سمجھ لونگی ذرا اعتبار اپنا اسپر جمالون تو پھر اس لکاٹ کو مار ڈالون نورالدہر بولا اے عظیمہ جادو
مین کیونکر اُس سے ہنسون بولون اُسکی گندہ دہنی سے تو دماغ پریشان ہوا جاتا ہے عظیمہ جادو بولی بلالون جس طرح
ہو سکے آپ اُس سے التفات کرین نورالدہر نے کہا اچھا جیسا تم کہوگی ویسا ہی کرونگا لیکن اس سے صحبت
نہ ہوگی عظیمہ جادو تو چلی گئی جاکر سو رہی بدرہ جادو جو سحر کو اُٹھی منہ ہاتھ دھوکر مسند پر بیٹھی اتنے مین عظیمہ جادو
بھی اُٹھی منہ ہاتھ دھوکر آئی بدرہ جادو کو سلام کیا بدرہ جادو نے اپنے پاس بلا کر بٹھایا پوچھا کہ کیون عظیمہ جادو تم گئی
تھین کیا کیا عظیمہ جادو نے کہا ایسا کچھ کیا ہے کہ تم اُسے بلاؤگی تو معلوم ہو جائیگا بدرہ جادو بولی سچ بتاؤ اُسے تمنے
راضی کیا عظیمہ جادو نے کہا آپ بلا لیجیے اس سے جو کچھ میرا ثابت ہو جائیگا بدرہ جادو نے صحبت عیش آراستہ کی
حکم کیا کہ لاؤ نورالدہر کو عظیمہ جادو بولی کہ بلالون رفتہ رفتہ رام کیجیے کچھ مین نے اُسے آپ کی طرف راغب کیا ہے
کہ اس اثنا مین نورالدہر کو لوگ لیکر آئے بدرہ جادو نے اپنے سامنے بٹھا لیا جام شراب پیش کیا نورالدہر نے نا
اُسکے ہاتھ سے جام نہ لیتا تھا آج لیکر پی گیا اسنے گزک دی وہ بھی کھا گیا اور کہا اے بدرہ کہ

ہوتے ہین جیسی تم ہو ہمین پیار بھی کرتی ہو اور ایذا بھی پہنچاتی ہو کیا کیا تمنے ہمین ایذا نہ دی
رات کی اوس ہمارے اوپر گذر گئی چاہ تاریک مین ہمکو بند کیا بھوک و خواب بے دانہ
اور پھر عشق و عاشقی کا دم بھرتی ہو عاشق ہم ہین کہ جو تمنے جفائین کین ہمنے اُٹھا لین
جان چھکے ان بکھیڑون اُسنے لائی اگر اتفاقات نصیب ہوگی بس یہ کہکے جو شاہزادہ نے

دعائین دینے لگی ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھایا شاہزادے نے کہا کہ بس زیادہ چاہت نہ دکھایئے الغرض شراب کا جام
چلنے لگا گزک اڑنے لگی بدرہ جادو نے عظیمہ جادو سے کہا کہ ملکہ سبحان اللہ کیا کارنمایان کیا ہی اور کیا مجھکو ممنون احسان
کیا ہی اُس روز دو پہر رات گئے تک یہی صحبت رہی بعد اُسکے شاہزادہ الگ سو رہا بدرہ جادو الگ سو رہی دوسرے روز
اسی طور پر گذرے تیسرے روز بدرہ جادو نے ملکہ عظیمہ جادو سے کہا کہ یہ مجھے بے نیل مقصود چھوڑ دیتا ہی کچھ ایسا
کر کہ مطلب دلی میرا حاصل ہو عظیمہ جادو بولی بلا دون آج ایسا ہی ہوگا خوب اُسے شراب پلا کر مست کیجیے گا ادھر عظیمہ جادو
نے نور الدہر سے آکر کہا کہ آج اس لکاتہ کو مین مارتی ہون آپ بھی آج ذرا اُس سے بیٹھیے گا ادھر عظیمہ جادو نے اولوس
سے دارو بیہوشی لی کیونکہ اولوس حبشی عظیمہ جادو کے پاس پوشیدہ آیا کرتا تھا القصہ اُس روز جو صحبت ہوئی عظیمہ جادو
نے تمام شراب کو آغشتہ بہ دارو بیہوشی کیا کھانا کھانے کے بعد لگی شراب چلنے نور الدہر آپ تو پیتا نہین بدرہ جادو
کو پلاے جاتا ہی اور یہ نشے مین شاہزادے سے لپٹی جاتی ہی جب لوگون نے یہ نقشہ دیکھا سرک سرک گئے نور الدہر
نے بدرہ جادو کو گود مین اُٹھایا وہ تڑپنے لگی شتر غمزے بوڑھے چوچلے جتانے لگی کہ صاحب مین اس امر کی خواہان نہین ہون
تم کیا کرتے ہو نور الدہر نے بدرہ جادو کو پلنگ پر جو ڈالا تو بیہوش پایا اب نور الدہر نے عظیمہ جادو کو آواز دی
جب وہ آئی نور الدہر پکارا کہ لو صاحب اب یہ بیہوش پڑی ہی جو چاہو سو کرو عظیمہ جادو نے اولوس حبشی کو آواز دی
جب وہ آیا کہا کہ بیٹا مار اس لکاتہ کو مگر یہ روئین تن آہنی بدن ہی اولوس ہنسکر گیا اور دو سلین بڑی بڑی اُٹھا لایا ایک
بدرہ جادو کے سر کے نیچے رکھی اور دوسری سل کو چرخ دے کر جو اُسکے سر پر مارا ہزار ٹکڑے ہوگئے بدرہ جادو
واصل جہنم ہوئی ایک شور وغوغا بلند ہوا تاریکی چھا گئی مکان سحر کے تمام کرچیان ہو کر اُڑ گئے آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من بدرہ جادو بود نور الدہر او قمرزاد او تمام لوگ اسکے جو گرفتار سحر تھے رہا ہوے تمام مال و اسباب
بدرہ جادو کا نور الدہر نے ملکہ عظیمہ جادو کو دیا اور بہت سی تعریفین کین کہ تمنے بڑا سلوک کیا کہ میری جان بخشی
کی قمرزاد شاہزادے کو اپنے ساتھ لیگیا دعوت وضیافت کی بعد اُسکے شاہزادے نے کہا کہ اب مجھے آذر کوہ میں
پہونچا دیجیے قمرزاد نے تخت پر سوار کر کے دیوون کو ہمراہ کر کے روانہ کیا دیوون نے ایک صحرا مین لا کر اُتار دیا اور
بتا دیا کہ وہ سامنے آذر کوہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکر چلی گئی نور الدہر حیران اور پریشان وہان سے چل نکلا کوئی
دو کوس آیا ہوگا کہ ایک مرتبہ بجلی کڑکی اور ایک پنجہ نمودار ہوا کہ نور الدہر کو اُٹھا لیے چلا گیا بعد کچھ دیر کے
آنکھ جو کھلی ایک دیو کو سامنے بیٹھے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی بولا کہ ہان پوچھا کس واسطے لایا ہی اُسنے کہا مین نے
ایک مدت سے آدمی کا گوشت نہین کھایا تھا تجھے فربہ دیکھکر اُٹھا لایا کہ تیرا گوشت عمدہ ہوگا خوب مزے سے لیکر
کھاؤنگا نور الدہر بولا او حرامخوار تو میرا گوشت کیا کھائیگا مین تیرا گوشت کتون کو کھلاؤنگا تیری قضا میرے
ہاتھ سے آئی ہی اُسنے برہم ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھا کر نگل جاے نور الدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر اس زور سے دبایا کہ
تلملاکر دیو بلبلا گیا اور کہا کہ آدمزاد مجھے چھوڑ دے شاہزادے نے جھٹکا دیا کہ منہ کے
بل ... سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین اُسے ٹانگ پر باندھ کر جو مارا پاروں
اکڑ کر چھاتی پر ... پوچھا او حرامزادے تو نے مجھے کھایا مین نے تجھے مارا بس بہتر
... کر نہین تو جان سے مارا جائیگا وہ رونے لگا کہ مین تو خود آمادہ مرگ ہون
مگر رحم آگیا چھاتی پر سے دیو کی اُترا استفسار حال کیا کہ آخر کیون تو
... ون سے دونا ... خون کے ہے نور الدہر نے کہا حال تو اپنا بیان کر

اُسنے ضبط کرکے کہا کہ مین درد عاشقی مین گرفتار ہون کچھ نہ پوچھیے کہ میری کیا حالت ہی نام میرا دیو مرآت ہی مین قبر
جمشید کا مجاور ہون جام جہان نما وہان رکھا ہی اُسکی نگہبانی کیا کرتا ہون اور ایک پریزاد کہ آئینہ پری اُسکا نام ہی مین
اُسپر دلدادہ تھا وہ مجھپر فریفتہ تھی ایک دیو میرا مصاحب تھا کہ نام اُسکا دیو کلواس تھا چند روز کے بعد وہ آئینہ پری
کو لیکر بھاگا مین نے اُسکا تعاقب کیا وہ اُس پریزاد کو لیکر طلسم انارستان سلیمانی مین چلا گیا مین بھی کنارے تک طلسم کے
پہونچا تھا کہ میرے ساتھیون نے مجھے پکڑ لیا اور نہ جانے دیا اور سمجھایا کہ طلسم مین جاؤگے تو مفت مین پھنس جاؤگے
اور اُسکا کچھ نہ کرسکوگے ناچار ہوکر مین وہان سے پھر آیا شب و روز یاد معشوق مین رویا کرتا تھا ایک دن ایک دیو
نے مجھے سمجھایا کہ تو اب یونہین رو رو کر اپنی جان دیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ زلزلہ قاف کو چیپ سلیمان حمزہ صاحبقران
یا اُسکی اولاد مین سے کسی کو اُٹھا لا کہ اُن لوگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہی اس طلسم کو بھی فتح کرینگے اور تیری معشوقہ
کو تجھسے ملا دینگے سو مین کمال تلاش مین تھا ڈھونڈھتا پھرتا تھا آپ کو اس صحرا مین دیکھا زلفین خلیلی خال ابراہیمی
پہچانا کہ آپ بھی اولاد صاحبقران ہین اُٹھا لایا اور یہ لڑنا اور دھمکانا فقط آزمائش کے واسطے تھا کہ آپ اگر اولاد
زلزلہ قاف ہین تو مجھپر غالب آئینگے واقعی آپ زبردست ہین اب اپنے حسب و نسب سے مجھے آگاہ کیجیے نور الدہر
نے فرمایا کہ مین نبیرہ زلزلہ قاف ہون نور الدہر میرا نام ہی دیو قہقہہ سے حبشی کو کئی مرتبہ شکست دے چکا ہون لیکن مجھے
طلسم انارستان سلیمانی پر لے چل خدا چاہیگا تو اُسے فتح کرکے تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا مگر جام جہان نما تجھسے لونگا اُسنے
عرض کیا یہ ہی جان تک حاضر ہی جام آپ ہی کا ہی جب چاہین لے لین القصہ اُس روز تو دیو مرآت نے دعوت شاہزادہ
نور الدہر کی دوسرے روز اپنے کاندھے پر سوار کرکے لے اُڑا اور سامنے طلسم انارستان سلیمانی کے لا کر
اُتار دیا دیکھا شاہزادے نے کہ دور ایک قلعہ یاقوت سرخ کا معلوم ہوتا ہی اور گرد قلعے کے خندق ہی اُسمین
بجاے آب خون جوش مار رہا ہی اور آگے قلعے کے کوسون تک درخت انار لگے ہوئے ہین شاخون مین بڑے
بڑے انار لٹکے ہوئے ہین بعضے بہت پھٹ گئے ہین کہ دانے اُنکے سرخ سرخ معلوم ہوتے ہین گلہاے سرخ
پھولے ہوئے ہین پتون کی سبزی پھولون کی سرخی عجب کیفیت دکھاتی ہی ہواے خوشگوار چلی آتی ہی برجون مین
سے قلعے کے شعلہ ہاے آتش نمایان ہین نور الدہر نے دیو مرآت سے کہا کوئی گنہگار ہو تو لاؤ کہ ہم اُسے قلعہ
کی طرف بھیجین اُسنے کہا بہت اچھا یہ کہکر گیا اور ایک آدمزاد اُسکے یہان بہت دنون سے قید تھا اُسکو لایا نور الدہر
نے اُسے قید سے اس شرط پر رہا کیا کہ تو دروازہ قلعہ تک ہو پھر جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جانا وہ شخص
قلعہ کی طرف روانہ ہوا جب حد طلسم مین پہونچا یعنے اُس سرزمین پر قدم رکھا کہ جہان سے درختان انار شروع
ہوئے تھے ہواے تند چلی اور وہ انار ٹوٹ ٹوٹ کر اُس شخص پر پڑنے لگے کہ وہ آدمزاد انارون مین دبگیا
اور ایسا گرد و غبار بلند ہوا کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا تو اُس شخص
کا نام و نشان بھی نہ تھا شاہزادہ نور الدہر وہان سے پھر آیا اور دیو مرآت سے کہا کہ میرے واسطے ایک
راؤٹی سفید کپڑے کی استادہ کراؤ کہ مین الحاح و زاری بدرگاہ جناب باری کرونگا اگر میری قسمت مین طلسم کشائی
ہی تو طلسم کو فتح کرونگا اُسنے اُسی وقت لاکر راؤٹی استادہ کی نور الدہر شام سے کھانا کھا کر وضو کرکے راؤٹی مین
داخل ہوا الغرض نماز مغرب مین سجادے سے نہ اُٹھا اور لگا دعا مانگنے دو شبانہ روز گریہ و زاری مین بسر ہوگئی تیسری
شب ہی اب عجب عالم ہی کہ بھوک کا جدا غلبہ ہی پیاس کی الگ شدت ہی نیند کا جدا خمار ہی بلبلا کر کہا الٰہی پروردگار
واسطے اپنے بندگان خاص کا مجھے حال اُس طلسم کا معلوم ہو جاے اور لوح مجھے ملے کہ طلسم کو فتح کرون اُسکو

مجروح عشق کو مرہم وصل سے صحت بخشون روتے روتے تین پہر رات گذری تھی کہ آنکھ شاہزادے کی لگ گئی عالم رویا
مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرما رہے ہین اے نور الدہر تو نہ گھبرا کیونکہ فاتح طلسم تو ہی ہی اور یہ دعا ہم تجھے دیتے ہین
اسے اپنے پاس رکھ اور صبح کو تو شمال کی جانب روانہ ہو ایک حوض پر پہونچیگا وہان دیکھنا کہ ایک ہرن برابر گھوڑے
کے آئیگا اور لوح اُسکے گلے مین پڑی ہوگی وہ جس وقت حوض مین پانی پی کر چلنے پر آمادہ ہو تو یہ دعا پیکان پر دم
کرکے اُسے مارنا کہ وہ گریگا لوح اُسکے گلے سے لے لینا اور اگر تیر نے تیرے خطا کی اُسے نہ پڑا تو پھر وہ ہرن بارہ برس
تک اُس حوض پر نہ آئیگا کام تیرا ابتر ہوجائیگا بس یہ خواب دیکھکر آنکھ شاہزادے کی کھل گئی اور ایک پرچہ دیکھا کہ
اُسپر دعا لکھی ہوئی ہے پاس رکھا ہے تمام مکان نورانی ہے خوشبو آتی ہے بہت خوش ہوا کہ خواب میرا سچا ہے وضو کیا
نماز صبح پڑھی وظیفہ شروع کیا تھا کہ دیو مرآت نے آواز دی کہ آقا آپ باہر آئیے مجھکو تاب آپ کی مفارقت کی
نہین تین روز آپکو بیخود خواب بے دانہ و آب ہو چکے ہین شاہزادے نے جلد وظیفہ ختم کیا اور سجدۂ شکر بجا لاکر باہر نکل آیا
دیو مرآت قدمون سے لپٹ گیا نور الدہر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی اب ہمنے طلسم فتح کیا اور ہمارا
معشوق ہمسے ملا کیونکہ ہمارے بزرگون نے ہماری مدد کی یہ دعا ہمین عنایت کی دیو مرآت شاہزادے کو اپنے
مقام پر لایا کھانا کھلایا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا تین روز کی زحمت اُٹھائے ہوئے تھا سو رہا جب سے پہر کو
بیدار ہوا نماز پڑھی بعد اُسکے سامنے طلسم کے آیا اور شمال کی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے اُسی حوض پر پہونچا
تماشا دیکھنے لگا کہ عجب بیابان پر فضا ہے کہ گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہین جانوران مختلف الالوان نئی نئی آوازون
سے خوش الحانیان کر رہے ہین نور الدہر محو سیر تھا کہ ایک آہوے سفید رنگ مثل برف چہندہ سامنے سے پیدا ہوا
کہ تمام بال اُسکے منقش کی چمک دکھا رہے تھے اور دونون سینگ مثل زلف محبوبان پیچ و تاب کھائے ہوئے تھے
اور لوح مدور مانند قرص قمر گلے مین اُسکے پڑی ہوئی ہے اور عکس آفتاب جو لوح پر پڑ رہا ہے تو لوح کی تڑپ پر نگاہ
نہین ٹھہرتی ہے بلکہ خیرگی کرتی ہے نور الدہر نے اپنے دل مین کہا بھئی آہو لوحدار ہے اگر خدا فضل کرے تو اسکو شکار
کرکے لوح لیجئے طلسم کو فتح کیجئے کہ اسی اثنا مین وہ ہرن اُس چشمے پر آیا پانی اُسمین سے پیا اور رقاصی کرنے لگا خوب ناچا
کہ شاہزادہ نور الدہر محو ہو گیا مگر نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر پھر کمان مین پیوستہ کیا وہ ہرن اب چاہتا تھا
کہ چوکڑی بھرے اور گریزان ہو نور الدہر نے اسم پیکان تیر پر دم کرکے جو مارا ہرن کے شانے پر پڑا کہ نشانہ ہو گیا
ایک شانے پر پڑا تھا دوسرے شانے کو توڑ کر نکل گیا ہرن زمین پر گرا بس دوڑ کر شاہزادے نے لوح اُسکے گلے
سے لی اور وہ ہرن تڑپ تڑپ کر مر گیا بس پھر دم اُسکے مرنے کے آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غل و شور کی
صدا بلند ہوئی آوازہ گیر و دار برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوے جادو حافظ
لوح طلسم انارستان سلیمانی بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو شاہزادے نے لوح کو دیکھا بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہوا تھا کہ اے کشایندۂ طلسم و بسیار ابن عجائبات اگر فضل الٰہی سے لوح تیرے ہاتھ لگی تو دیکھ
گرد قلعہ طلسم کے دریا بجاے خندق معلوم ہوگا کنارے اُسکے جانب شمال کو چل کھڑا ہو تا سو قدم کے بعد ایک
تختہ سنگ سفید کا دیکھیگا کہ زمین مین نصب ہے اور قلابہ اُسمین جڑا ہے یہ اسم پڑھکر تو اُسے اُکھیڑ کر الگ ہٹا جانا
اُس تختہ سنگ کے نیچے سے ایک کنوان نمایان ہوگا تمام پانی اُس دریا کا اُس چاہ مین چلا جائیگا دریا خشک
ہو جائیگا اُس زمین خشک مین سے ایک اسپ سفید رنگ پیدا ہوگا مگر نہایت تیز و تند مانند برق لامع
س سے پکارکے کہنا کہ اے مرکب طلسمی تو مجھے سوار کرکے اندر طلسم کے لیچل وہ بہ نگاہ غضب تجھے دیکھیگا

تو یہ اسم جو جانب شمال لوح پر لکھا ہی پڑھکر اُسپر دم کرنا کہ تیزی اور تندی اُسکی موقوف ہو جائیگی اور پاس تیرے سر جھکا کر
کھڑا ہو جائیگا تو اُسپر سوار ہونا وہ تجھے لیے ہوئے ایک مینار پاس پہونچیگا وہ مینار فولاد ناب کا تین سو گز
بلند ہی اور اُس مینار پر سے ایک زنجیر تا بہ زمین لٹکی ہوئی ہی وہ گھوڑا تجھے مینار پاس لیجا کر گرد اُسکے کاوا لگانے
لگیگا تو اُسی حالت گردش مین اُسپر تلوار مارنا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو دھڑ سے کچھ کام نہ رکھ سر اُس گھوڑے کا
اُٹھا کر اپنے دامن مین لے لینا اور زنجیر پکڑ کر اوپر مینار کے چڑھ جانا جب اوپر مینار کے پہونچنا تو یہ اسم جو بائین جانب
لوح کے لکھا ہی پڑھ کر جانب آسمان دم کرنا بعد تھوڑی دیر کے ایک مرغ عظیم الشان پیدا ہوگا اور سامنے تیرے
آکر بیٹھیگا تو سر اُس گھوڑے کا سامنے اُس مرغ کے ڈالدینا اور کہنا کہ سر اپنے دشمن کا لے تو مدت سے
خواہان تھا کہ سر کینہ جادو کا میرے ہاتھ لگے جب تو وہ سر اُسکے سامنے پھینک دیگا وہ اُسے خوش ہوکر کھا جائیگا
بعد اُسکے وہ مرغ بزبان انسان گویا ہوگا اور تجھسے پوچھیگا کہ مطلب تیرا کیا ہی بیان کر تو کہنا کہ مجھے طلسم شارستان
سلیمانی مین پہونچا دے وہ کہیگا کہ آ میرے اوپر سوار ہو لیں تو بیتامل اُسپر سوار ہونا وہ مرغ تجھے لیکر پرواز
کریگا پھر جہان تو پہونچیگا لوح سے غافل نہ ہونا جو عجائبات تجھے دکھائی دین بغیر لوح کے دیکھے کام نہ کرنا تب
نور الدہر یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور بموجب حکم لوح عمل کیا بعد اُسکے اُسی جانور پر سوار ہوکر راہی ہوا وہ
مرغ سیمرغ سے کچھ کم نہ تھا شاہزادہ جو اُسپر سوار ہوا یہ معلوم ہوا کہ گویا ہودے مین بیٹھا ہی اور وہ جانور
اسقدر بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا فراٹا ہوا کا کان کے برابر سے جو لگا آنکھین شاہزادے
کی بند ہو گئین بیہوش ہو گیا اسکو کچھ خبر نہ تھی کہ اُس مرغ نے کتنی دیر تک پرواز کی ایک مرتبہ جو آنکھ اسکی
کھلی اپنے کو ایک درۂ کوہ کے سامنے دیکھا شاہزادے نے اُترتے وقت کھینچکر خنجر اُس مرغ کی پشت پر مارا کہ
سینے کے پار گذر گیا وہ مرغ تڑپنے لگا ایک غلغلہ حشر برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من طائر جادو پیک طلسم بود جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہی
نور الدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہی مرغ بنکر مجھکو لایا تھا شاہزادہ اُسکے پاس سے چند قدم بڑھا تھا کہ ایک
بگولا خاک کا پیدا ہوا اور اُس لاش کو اُڑا کر آسمان پر لیگیا آواز گریہ و زاری کی بلند ہوئی نور الدہر سمجھا
کہ وارث اُسکے روتے ہوئے لاش کو اُسکی لیے جاتے ہین یہ دیکھتا ہوا آگے روانہ ہوا جب درۂ کوہ کے
اندر آیا دیکھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی ہی درخت انار کے لگے ہوئے ہین مگر پھل نہین ہین فقط پھول ہر درخت
مین پھولے ہوئے ہین اور جانوران سرخ رنگ ہر شاخ درخت پر بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی کر رہے ہین آواز
اُنکی ایسی سریلی ہین کہ کبھی ایسی صدائین نہ سُنی تھین نور الدہر تماشا دیکھتا ہوا زمزمے اُنکے سُنتا ہوا چلا آتا ہی
کہ ایک بارہ دری کے پاس پہونچا دیکھا کہ تمام بارہ دری یاقوت سُرخ کی ہی اور بانواع اقسام کے ساز وہان
رکھے ہین اور آوازین اُنہین سے چلی آتی ہین مگر کوئی بجانے والا نہین معلوم ہوتا آپ سے آپ گتین نکل رہی ہین گویا
وہ ساز بارہ دری کی نوا سنجی کر رہے ہین اور کچھ طائران خوش الحان گرد اُڑتے پھرتے ہین کچھ نازنینان پری تمثال
ایسی مصروف رقص ہین کہ کسی آئندہ و روندہ سے اُنھین سروکار نہین شاہزادہ اس کیفیت کو دیکھکر مست ہو گیا
ایک دو گھڑی کا عرصہ وہان کھڑے کھڑے اُسے گذرا تھا قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے اتنے مین ایک آواز آئی کہ
اے عزیز آیا ہی طلسم کشائی کو اور ایسی غفلت ہوش مین آ لوح کو دیکھ نہین تو گرفتار ہو جائیگا لوح چھوٹ جائیگی کہین کا
نہ رہیگا یہ آواز جو کان مین پہونچی پردہ ہائے غفلت اُٹھ گئے ہوش مین آیا لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے عزیز با تمیز

تو اندر بارہ دری کے چلا جا جب تیسرے درجے مین پہونچیگا دیکھیگا کہ ایک جادوگر لباس سُرخ پہنے ہوئے بیٹھا ہی
اور آگے اُسکے ایک گلدستہ انار کے پھولونکا رکھا ہی اور ایک جانور سرخ رنگ اُس گلدستے پر بیٹھا ہوا ہی
اور ایک نازنین سُرخ پوش آگے اُس ساحر کے رقاصی کر رہی ہی اور وہ جادوگر اسم سحر کا پڑھکر اُس نازنین اور
گلدستے پر دم کر رہا ہی اور ایک سانپ بھی رکھا ہی جو خود بخود پیچ و تاب کھا رہا ہی تو اُسے للکارکہ او حرامزادے تو کیا شعبدہ بازیا
یہان بیٹھا ہوا کر رہا ہی مین ملک الموت تیری جان کا آپہونچا وہ ساحر تیری آواز سُنکر گلدستہ اُٹھا لیگا کہ تجھپر مارے
تو لوح اُسکے سامنے کرنا عکس لوح کا جو اُس گلدستے پر پڑیگا اُسمین سے شعلہ ہاے آتش چمک کر جادوگر پر گرینگے
کہ اُسکے بدن مین آگ لگ جائیگی وہ جلنے لگیگا اور تیری طرف دوڑیگا تو جھپٹ کر ایک خم شیشہ سُرخ کا سامنے
رکھا ہی اُسمین کود پڑنا پھر جہان پہونچیگا اور جو عجائبات دیکھیگا لوح کو دیکھ لینا نورالدہر نے جو کچھ حکم لوح کا
ہوا تھا وہی کیا خوف سے آتش سوزان کے خم مین کودا غل شور کی صدا کان مین اُسکے پہونچی کہ کشتی مرا نام من گلنار جادو
بود نورالدہر خم مین کودکر بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا ایک میدان مین اپنے کو دیکھا کہ کھڑا ہو ناایک سمت
کو چل نکلا جاتے جاتے ایک جگہ پر پہونچا کہ سبزہ زار تھا نہر جاری تھی تختہ لالے کا پھولا ہوا تھا ہوا سے خوش حالی آتی تھی
اُس سے جو آگے بڑھا دیکھا کہ ایک باغ ہی اُسمین درخت انار کے لگے ہین اور ہر شاخ مین انار بڑے بڑے
لگے ہین بعضے انار شق ہو گئے ہین اُنکے دانے مانند یاقوت سُرخ کے معلوم ہوتے ہین بعض انارون کے
دانے سفید مانند گوہر آبدار کے چمک رہے ہین گویا اُس لالہ زار اور سبزہ زار کی کیفیت دیکھا کیے وہ انار ہین
رہے ہین اور شاخین ہوا کے جھونکون سے مستانہ وار جھومتی ہین اور ایک ایک گلاب کا درخت ہر درخت
انار کے پاس لگا ہوا ہی جسکی خوشبو سے تمام باغ مہک رہا ہی اور دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک درخت انار پاس آیا توڑنے کو ہاتھ بڑھایا تھا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ لینا اس مفسد کو کہ یہ انار توڑنے آیا ہی
ساتھ ہی اس صدا کے چارون طرف سے شاہزادے پر انار برسنے لگے عجب حالت تھی نورالدہر کی کہ جان بچانا
مشکل پڑ گیا تھا کوئی کمر سے پیٹھ پر پڑا کوئی سینے پر لگا کوئی سر پر اس زور سے پڑا کہ ہوش قرار واقعی اُڑ گئے ٹھہر کر لوح
کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر تو گلنار جادو کو مار کر پیشتر انارستان مین پہونچے خبردار کسی انار کو توڑنا نہین اگر توڑ لیا تو بارش
انارون کی تجھپر ہوگی تو لوح کو سیر کر کے اندر انار کے درختون کے چلا جانا کچھ خوف دل مین نہ لانا جب باغ کو سیر کر کے
طے کر چکیگا تو ایک درخت تجھے نظر آئیگا کہ سب درختون سے بلند ہی اور اُسپر ایک ساحر کہ تمام جسم سے اُسکے
شعلہ آتش نکل رہے ہونگے اسباب سحر اُسکے پاس ہوگا اور ایک انار آتشین اُچھال رہا ہوگا اور سحر کر رہا ہوگا
اُسکے سینے پر ایک داغ سفید ہی تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے اُسپر مارنا کہ اُسی داغ سفید پر پڑے کام اُسکا
تمام ہوگا بعد اُسکے قلعہ طلسمی سامنے دکھائی دیگا پھر سامنا بادشاہ طلسم انارستان جادو سے ہوگا قصہ مختصر
شاہزادہ نورالدہر نے لوح دیکھکر موافق حکم لوح انارستان جادو کو مارا ایک دھوان اُٹھا جہان
تیرہ و تار ہو گیا ایک چار گھڑی تک یہی صورت رہی وہ لالہ زار اور انارستان آتش زار ہو گیا بعد
اُسکے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من انارستان جادو بود اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ باغ انار
ہی نہ وہ جادوگر ہی اپنے کو ایک میدان مین کھڑے ہوئے پایا بحکم لوح ایک سمت کو قدم بڑھایا تھوڑی دور
پہونچا ہوگا کہ دور سے ایک قلعہ نظر آیا ابھی قلعے کے پاس نہ پہونچا تھا کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور لشکر ساحران
غدار کا دکھائی دیا ہزار ہا ساحرون کو دیکھا کہ بصورت اصلی چلے آتے ہین اور وہ جو سپہ سالار ہی اُسکے آگے

ناقوس پھنکتا ہوا گھنٹے بجتے ہوئے کوئی ساحر فیل و کرگدن آتشین پہ سوار کوئی شیر و اژدر آتش فشان پہ سوار بیچ میں سب کے انارستان جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا گرد و اطراف میں اور ساحران غدار چلے آتے ہیں یا شاہری یا جمشید کا غل ہے آگے تخت کے بیرقیں زرق طلائی اُسپر ہنومان کی تصویر بنی ہوئی پس ایک مرتبہ اُن ساحرون کی نگاہ جو شاہزادہ نورالدہر پہ پڑی غل ہوا کہ طلسم کشا یہی ہے اسی نے تمام طلسم انارستان کو فتح کیا ہے سب جادوگر دربندون کے اسی نے قتل کیے ہین تمام ساحرون کا خون اسکی گردن پر ہے اب یہ بچ کر نہ جانے پاے پس تمام ساحر چہار طرف سے دوڑے شاہزادے پر یورش کی کسی نے سحر سے آگ کا دریا بہایا کسی نے پانی برسایا کسی نے تیرباران کیے کسی نے سانپ بناکر پھینکے کسی نے عقرب بھیجے کسی نے گیند طلائی مارا کہ وہ مانند گولے کے چلا شاہزادے نے مضطر ہوکر لوح کو دیکھا اور جلدی سے اسم پڑھ کر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچکر بیٹھ گیا وہ سب آفتین دفع ہونے لگین سحر سے جو بلا پیدا ہوکر آتی تھی شاہزادے کے دائرے پاس پہونچ کر پھر جاتی تھی جسنے تیر برساے تھے وہ تیر جو پھرے اُسی ساحر پہ آکر گرے کہ وہ ہدف تیر قضا ہوگیا اور لنکے ہمراہیون کا بھی کام تمام کیا جسنے سمندر آگ کا بہایا تھا وہ اپنی آگ مین آپ ہی جل گیا جسنے دریاے آب جاری کیا تھا وہ خود اُسمین ڈوب مرا اور غریق دریاے لعنت ہوا جسکے جادو سے عقرب پیدا ہوئے تھے وہ نیش عقرب خود ہلاک ہوا جسکے سحر سے سانپ پیدا ہوکر دوڑے تھے وہ موذی آپ مارا گیا غرض تمام ساحر سحر کرنے کے اسم اعظم الٰہی کی برکت سے عاجز ہوئے انارستان بدبخت تخت پر سے اُترا اور شیر کی صورت بنکر شاہزادے پر دوڑا قریب دائرے کے جو آیا اور عکس لوح اُسپر پڑا وہ صورت مشگئی شاہزادہ نورالدہر سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا تو مکان امن مین بیٹھا ہے اس سے باہر آ تو تجھے حال معلوم ہو جاے شاہزادہ بے تامل اسم پڑھتا ہوا آگے بڑھا انارستان جادو اژدہا بنکر دوڑا نورالدہر نے اسم پڑھکر جو دم کیا ایک دم مین ہئیت اُسکی مشگئی ہاتھ پانون زمین پہ مارنے لگا شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او نابکار دیکھ شکل اپنی انارستان جادو ذلیل ہوکر سامنے سے ہٹا ساحرون سے کہا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ہے بلوہ کرکے اسے پکڑ لو سب ساحر چہار طرف سے دوڑے اب نورالدہر نے تلوار میان سے لی اڑنے لگا دو چار گھڑی مین کشتون کے پشتے باندھ دیے لاش پر لاش گرا دی کوئی ٹھہر پشاہزادے کے نہین چھپتا دور سے غل کر رہے ہین شاہزادہ خود برابر تخت انارستان جادو کے پہونچا انارستان جادو نے دیکھا کہ تو اگر مقابلہ کرتا ہے تو ہاتھ سے اسکے مارا جائیگا سحر سے پر پرواز پیدا کرکے اُڑ چلا اور کہا کہ اے طلسم کشا اور کسی وقت تجھے سمجھونگا شاہزادے نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہے نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر جوڑکر کمان مین جو مارا درمیان سرین پہ پڑا سر کو توڑکر پار گذر گیا چرخ کھاتا ہوا زمین پہ گرا فی النار و السقر ہوا غل و شور برپا ہوا جہان تاریک ہوگیا بیر اُسکے خاک اُڑانے لگے جتنے ساحر تھے بھاگ گئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام انارستان جادو نابود جب روشنی ہوئی ایک گنبد سبز دکھائی دیا نورالدہر اُسکے برابر آیا دیکھا کہ ایک دیو ایک پریزاد لیے ہوئے بیٹھا ہے اور اُسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہ مین تجھپر دلدادہ ہون تو مجھے قبول کر وہ کہتی ہے کہ تو مجھے مار ڈال مگر مین تجھے قبول نہ کرونگی تو نے مجھے میرے تمام عزیزون سے چھڑایا یہان لیکر آیا پھر مار کیون نہین ڈالتا دیو کہہ رہا ہے کہ تو عاشق ہے وہ جسپر آسکت ہے اُسکی صورت دیکھنا تجھے نصیب نہ ہوگی تجھے یہین قید رکھونگا بس یہ کلمات سنکر شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست ذرا آئینہ پہ ہی کو لیکر یہان

بیٹھا ہی جائیگا کہان مین آپہونچا اُسنے دیکھا کہ ایک آدمزاد نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی پکارا کہ او آدمزاد سر سیاہ
وندان سفید شاید تو طلسم کشا ہی طلسم کے اندر آیا ہین بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور مردہ بھی تیرا کھا جاؤنگا
یہ کہکر دار شمشاد پکڑ کر دوڑا اور شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے حربہ اُسکا خالی دیا کہ وہ زمین پر پڑا اتنی گرد
وغبار بلند ہوا کہ شاہزادہ اُسمین چھپ گیا دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہ ہوا بعد
تھوڑی دیر کے نور الدہر تیغ گردن سے باہر نکلکر پکارا کہ اسکو تو نے مارا کہ کا کام تمام کیا حریف تیرا یہان موجود ہون
دیو نے اپنی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ اُسے اُٹھا کر حلق مین ڈال لے نور الدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منھ
کے بھل آرہا ایک گھونسا جو شقیقے پر مارا تو کہنی تک ہاتھ سر مین آ دھنس گیا دیو چرخ کھا کر گرا تڑپنے لگا آخر دم توڑ
توڑ کر تمام ہوا سامنے قلعہ طلسمی نظر آیا وہ نازنین یعنی آئینہ پری دوڑ کر شاہزادے کے قدمون پر گری شاہزادے
نے اُسے گلے سے لگایا ساحران طلسم آکر قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوئے دیو مرآت دور سے کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہی جب اُسنے دیکھا کہ درخت انار کے غائب ہو گئے اور طلسم ٹوٹا وہ بھی دوڑ کر آیا شاہزادہ نور الدہر
کے قدمون کو بوسہ دیا شاہزادے نے کہا لو بھئی اپنی معشوقہ کو اُسنے شاہزادے کو بہت سی دعائین دین
نور الدہر نے مال و اسباب طلسم کا نکلوایا چنانچہ تیغہ زر افشان سلیمانی اور زرہ بکتر چار آئینہ اور ایک
گنج زر نکلا شاہزادے نے دیو مرآت کو وہان کا حاکم کیا تمام طلسم کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوا کے مسجدین
کی بنا ڈالی سکہ نام پر شہر خاندار کے جاری ہوا بعد اُسکے دیو مرآت شاہزادے کو قبر جمشید پر لایا جام جمشید
نذر دیا کہ یہ حاضر ہی دیکھا شاہزادہ نور الدہر نے کہ گرد قبر جمشید کے گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین
ہوا سے خوشبو چلی آتی ہی شاہزادہ وہان بیٹھ گیا نیند آنے لگی سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر
تخت پر سوار لوگ اُسکے ہمراہ سامنے سے نمودار ہوا اور نور الدہر سے خطاب کیا کہ ای عزیز دیکھ مین کتنا بڑا
بادشاہ جلیل القدر تھا اور سات سو برس سلطنت کی ایک ذرا سا غرور اپنی شان و شوکت پہ مجھے آیا تھا اور کلمہ
تکبر لب پر لایا تھا سرکشی کی سزا پائی آرے سے چیرا گیا لاش بھی خراب رہی ای عزیز تکبر اچھا نہین ہی یہ اُسی کو زیبندہ
ہی اور اُسی کو سزاوار ہی کہ جو حاکم ارض و سما مالک ہر دوسرا ہی شعر مر اورا رسد کبریا و منی کہ ملکش قدیم است و ذاتش
غنی + آدمی جبتک زندہ ہی اُسے اپنے نیک و بد کا اختیار ہی چاہیے کہ خدا کو راضی رکھے اور خلق کو آباد و
شاد رکھے تاکہ بعد مرگ پھر ایک اُسے نیکی یاد کرے دنیا سراے فانی ہی اسکو ثبات نہین ہی نور الدہر یہ سنکر بہت
رویا یہانتک کہ آنکھ کھلگئی دیو مرآت نے کہا کہ آپ سو گئے تھے کہا کہ ہان کچھ نیند آگئی تھی ابھی جمشید کو خواب
مین دیکھا بہت سی اُسنے نصیحت کی مین کلمات پند سنکر رو رہا تھا کہ آنکھ کھلگئی القصہ شاہزادے نے منھ دھویا
کہ ایکبار دیو مرآت نے جام جہان نما آگے رکھا پوچھا کہ جام مین کیونکر کسی شی کو دیکھین اُسنے عرض کیا
کہ آپ جام کو پانی سے لبریز کرکے اپنے سامنے رکھیے اور خطاب کیجیے کہ ای جام جہان نما تجھے قسم ہی
روح جمشید کی سے مجھے فلان شخص کا حال معلوم ہو یا فلان شہر کا حال مجھپر منکشف ہو سب کیفیت آپ کو نظر
آجائیگی شاہزادہ نور الدہر نے اُسی وقت جام مین پانی بھروا کر سامنے رکھا قسم روح جمشید کی دے کر کہا
کہ مجھے حمزہ صاحبقران کا حال معلوم ہو جاے یہ کہکر جام مین دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ امیر کشور گیر مع عمرو
کرب و مقبل وفادار ایک صحرا مین چلے جاتے ہین اور لشکر سامنے شہر زبرجد نگار کے پڑا ہی اور بہت سے
سردار مع شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین زبرجد شاہ کی بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی بعد اُسکے

پھر جام کو قسم دی کہ میرے لشکر کا حال مجھ پر روشن ہو جائے بس لشکر اپنا سامنے شہر مشتری حصار کے دیکھا کہ بارگاہ
مین گھراسے اختر شناس و جملہ سرداران نامدار بیٹھے ہین مگر اسد و طہماس کو نہ دیکھا سخت پریشان ہوا کہ ان
دونون پر کیا گذری پھر جام کو قسم دے کر حال اسد غازی کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک قلعہ وسط دریا مین
ہی اُسمین اسد مع رفقا بیٹھا ہی پھر حال طہماس بن عنقویل دیو پرور کا دریافت کیا دیکھا کہ ایک ریگستان
مین مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی قریب الموت ہی بس یہ حال اپنے رفیق صادق کا دیکھکر بیقرار ہو گیا دیو ہر آتش
کو دکھایا کہ یہ رفیق ہی میرا میری جدائی مین جان اپنی دے رہا ہی جلد مجھے یہان سے لیچل اسی صحرا مین پہونچا دے
اگر یہ مر گیا اور پھر مین پہونچا تو کس کام کا دیو ہر آتش نے یہ سنکر تمام کاروبار مال و اسباب اپنا اور مقبرۂ جمشید کا
آئینہ پری کے سپرد کیا اور بہایک اوسے کہا کہ تم آئینہ پری کی اطاعت سے باہر نہ ہونا مین اس شہریار کو پہونچا کر
بہت جلد آتا ہون اور شاہزادہ نور الدہر کو مع جام اپنی پشت پر سوار کر کے پردۂ دنیا کی طرف روانہ ہوا
راوی بیان کرتا ہی کہ مقبرۂ جمشید کا مابین پردۂ قاف و پردۂ دنیا ہی بلکہ دنیا نزدیک ہی القصہ دیو ہر آتش
شاہزادہ نور الدہر کو طرفۃ العین مین اُسی صحرا مین لایا کہ جہان طہماس مانند ماہی بے آب تڑپتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ای پروردگار مجھے دیدار اُس شہریار عالی مقدار کا دکھا یا قبض روح کا میری ملک الموت کو
حکم دے کہ بعد ایسے تاجدار کے زندگی بیکار ہی نور الدہر یہ حال طہماس کا دیکھکر بے اختیار رو دیا پکار کر کہا
کہ ای طہماس مین زندہ و سلامت موجود ہون آنکھ کھولکر دیکھ مگر طہماس کا یہ حال تھا کہ غشی طاری تھا زندگی سے
عاری تھا آنکھین بند تھین کسواسطے کہ سات روز اسپر سے بے آب و دانہ گذر رہے تھے آنکھون مین دم تھا
فقط نفس شمار کا باقی تھی نور الدہر ہر چند پکارا چلایا جب طہماس نے جواب نہ دیا تو اُسی فرش خاک پر خود
بھی بیٹھ گیا سر اپنے یار وفادار کا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد منھ کی رومال سے پاک کی اپنے ہاتھ سے پانی منھ مین ٹپکایا
ایک آدھ چھینٹا منھ پر دیا طہماس نے گھبرا کر آنکھ کھولدی ہوش آگیا تو صورت امید کو مہر مقصود سے مالا مال
دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر سرہانے بیٹھا ہوا ہی لیکن یقین نہ آیا عرض کیا کہ ای شہریار یہ خواب ہی یا بیداری شاہزادہ
نور الدہر نے کہا عین بیداری ہی مین زندہ ہون تم غم مین میرے کیون ہلاک ہوتے ہو مجھے ایک ساحرہ
اُٹھا لیگئی تھی اور میری صورت کا ایک آدمی کا بنا کر سر اُسکا کاٹ کر میرے بستر خواب پر لٹا گئی تھی جسے تم دیکھکر
سمجھے کہ نور الدہر قتل ہو گیا طہماس نے کہا ای شہریار مجھ مین طاقت گویائی نہین ہی جو کچھ عرض کرون نور الدہر
نے بغلون مین ہاتھ دے کر اُسے اُٹھا لیا طہماس قدمون پر سر رکھ کے پھر بیہوش ہو گیا آخر کار شاہزادے نے
دیو ہر آتش سے کہا کہ اب تو مجھے اور اسے دونون کو میرے لشکر مین پہونچا دے دیو ہر آتش نے ایک کاندھے
پر نور الدہر اور دوسرے کاندھے پر طہماس کو بٹھایا اور لے اُڑا یہان مہر زر تاجدار کہ رہا ہی گھراسے
اختر شناس سے کہ تم کہتے تھے کہ مین نے علم نجوم مین دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر زندہ ہی اور
بہت جلد ملاقات ہوگی ابھی تک تو کچھ ظاہر نہ ہوا نہ خبر اُس شہریار کی آئی نہ ملاقات ہوئی اب پھر نجوم مین دیکھو کہ کب
اُس شہریار کو ہم دیکھینگے گھراسے اختر شناس نے پھر نجوم مین دیکھا اور کہا کہ بہت جلد ملاقات ہوا چاہتی ہی
مہر زر تاجدار نے کہا کہ حکم لگاؤ کب تک ملاقات ہوگی گھراسے اختر شناس نے پھر نجوم مین نظر دوڑایا اور دوسرا
زائچہ کھینچا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار اگر آج سہ پہر تک ملاقات نہ ہو تو مین بھی جھوٹا اور میرا علم بھی غلط اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ وہ شہریار جانب آسمان سے آئیگا دیو اُسکو لائیگا القصہ سہ پہر دن رہے مہر زر تاجدار اور

تمام سرداران نامدار باہر بارگاہ کے آکر کھڑے ہوئے اور جانب آسمان دیکھنے لگے ہر شخص کی نگاہ لڑی ہوئی ہے
کہ بعد ایک لمحہ کے دیکھا کہ آفتاب چھپ گیا روز روشن شب تاریک ہو گیا اور اُسی اندھیرے میں ایک ستارہ چمکتا ہوا
آسمان پہ نظر آیا اور دیکھا کہ وہ ستارہ زمین کی طرف نیچا ہوتا چلا آتا ہے گھبرا کے اختر شناس نے کہا کہ یہ ابر سیاہ
نہی دیو ہے اور اُسکی پشت پر وہ ستارہ باوقار نور الدہر نامدار ہے کہ اس اثنا میں وہ ابر قریب آیا کہ نور الدہر
سب کو نظر آنے لگا غل ہوا کہ وہ شاہزادہ عالیوقار آپہونچا تمام سردار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے اب دیو
زمین پر آیا نور الدہر پشت دیو سے کودا سب سردار دوڑ دوڑ کر قدموں سے لپٹے نور الدہر نے ہر ایک کو گلے
لگایا اور آپ ہرمز تاجدار سے قدمبوس ہوا دنگل پہ آکر بیٹھا طہماس کو گھبرا کے اختر شناس کے سپرد کیا کہ اسکا
علاج کرو طہماس کو اور کوئی مرض نہ تھا فقط درد جدائی شاہزادہ نور الدہر تھا شربت دیدار اُسکی دوا ہو گئی
دو ایک روز میں قوت و توانائی آئی طبیعت بحال ہو گئی اچھا ہو گیا بعد صحت تمام شاہزادے کی خدمت میں آیا گرد پھر التصدق ہوا
تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ بغیر حضور کے یہ حالت میری بہم پہونچی تھی بارے خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام نے
حضور کو دیکھا نور الدہر نے اُسے خلعت عنایت کیا گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا بعد اُسکے اسد غازی کا
حال پوچھا ہرمز تاجدار نے کہا کہ ایک قلعہ ہے وسط دریا میں کہ اُسے قلعہ سرخان کہتے ہیں اسد بھی ایرج
کے ہاتھ سے وہان چھپ کر بیٹھا ہے گر وہ کارنمایان اُسنے کیے کہ رستم سے بھی نہ ہو سکینگے شاہزادہ نور الدہر
نے کہا کہ وہ تو کبھی ایک جگہ چھپ کر نہ بیٹھا تھا اب کیون پوشیدہ ہو کر بیٹھا ہرمز تاجدار نے بیان کیا کہ اسد جب
کوہ یا صحرا میں قیام کرتا تھا ایرج پاس آئینۂ سکندری ہے اُسمیں دیکھکر حال دریافت کرتا تھا اب اسد بھاگتے
بھاگتے مجبور ہو کر قلعۂ سرخان میں جا بیٹھا نور الدہر نے کہا میں اُسکے واسطے جام جم لایا ہون یہ جام آئینے سے
بھی زیادہ ہے میں اُسے ابھی بھیجتا ہون اور شاہزادہ نور الدہر کے پاس تین تلوارین طلسمی ہیں ایک
طلسم قہقہ کی دیو سے نکالی ہے کہ نام اُسکا تیغ جہان ہے دوسری طلسم خیال میں سے ہاتھ آئی ہے کہ اُسے
بلاسان کہتے ہیں تیسری طلسم انارستان سے پائی ہے کہ اُسکا لقب تیغ زر افشان ہے چنانچہ جام جم
مع تیغ زر افشان سلیمانی دیو ہر آت کو دے کر فرمایا کہ مژدہ سلامتی ہمارا مع ان تحفون کے اسد بن
کرب دلاور کو دینا دیو ہر آت نے عرض کیا کہ میں اسد غازی کو نہیں پہچانتا نور الدہر نے کہا اچھا
میں تجھے اسد غازی کو دکھائے دیتا ہون یہ کہکر جام جہان نما میں پانی بھروا کر رکھا اور کہا کہ اے
جام جہان نما تجھے قسم ہے روح جمشید کی کہ حال اسد بن کرب غازی کا معلوم ہو جاے اور صورت
اُسکی نظر آجاے بعد ایک لمحہ کے اُسی قلعۂ سرخان کے اندر مع رفقا اسد دلاور نظر آیا نور الدہر نے
دیو ہر آت سے کہا کہ لے دیکھ اور پہچان لے دیو ہر آت نے اسد غازی کو مع رفقا دیکھا عرض کیا کہ
اب میں نے پہچان لیا ابھی جا کر یہ دونون تحفے پہونچاتا ہون بس یہ کہکر جام جہان نما اور تیغ زر افشان
لیکر روانہ ہوا یہان اسد بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت قلعۂ سرخان میں بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ
افسوس کچھ حال بھائی صاحب کا معلوم نہ ہوا گھبرا کے اختر شناس کہ نجومی بے بدل ہے اکثر احکام اُسکے
سچے ہوئے ہیں مگر شاہزادے کے حق میں جو کچھ کہا وہ ابتک ظہور میں نہ آیا اور اس آفتاب پرست کے
واسطے دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے یہ کہکر نور الدہر کی یاد میں رونے لگا اور تمام رفقا بھی آبدیدہ ہوئے
کہ یکایک تیز ہوا لگی چلنے اور رخ آفتاب پر سیاہی آگئی غور سے جو دیکھا تو ایک دیو چلا آتا ہے اور اسی طرف

مین تمھاری ملاقات کو آیا ہون ذرا باہر آؤ مسلسل جادو کے کان مین جو آواز آئی حیران ہوئی کہ کون بہر الاقاتی آیا ہی
دیکھ تو سہی بس کوٹھے پر آئی دریچے سے سر باہر نکالا ادھر ایرج تو دیکھ ہی رہا تھا کہ نظر آئے اور نشانہ کرون تیر جو
مارتا ہی گلے پر پڑا کہ توڑ کر نکلگیا وہ تڑپ کر گری شور گیر و دار بلند ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پیر اُسکے ناک اڑا رہے تھے
کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی آخر کار وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مسلسل جادو بود
جب روشنی ہوئی ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ اب چلکر اُس دیوانے کو ڈھونڈیے مگر اسد غازی نے جو قید سحر سے
نجات پائی بھاگا ایک پہاڑ کی طرف چلا ایرج جو اسد کو ڈھونڈھتا ہوا آیا جہان اسد مقید سحر تھا وہان نہ پایا
بلکہ دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا جاتا ہی ایرج دوڑا کہ او دیوانے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچ کر آیا ہین اور تعاقب
مین اسد کے چلا لیکن اسد دبلا پتلا ہی بھاگا ہوا چلا جاتا تھا اور ایرج لحیم شحیم اس سے دوڑا نہ جاتا تھا
یہانتک کہ اسد جاتے جاتے ایک غار کے پاس پہونچا بے تکلف اُس غار مین کود پڑا ایرج جو وہان پہونچا پکارا
کہ او دیوانے تو اپنے پاؤن سے گور مین گیا یہ کہکر ایرج بھی اُس غار مین کودا اسد غار مین چلا جاتا تھا کہ
ایک مرتبہ روشنی معلوم ہوئی بس بھاگا ایرج بھی تاریکی سے نکلکر للکارا کہ او دیوانے آیا ہین اسد پکارا کہ آؤ
تو معلوم ہو ایرج جھنجھلا کر دوڑا اسد غازی کو ایک بڑا سا پتھر دکھائی دیا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد تو
اسکی آڑ مین ہوکر کھڑا رہ جب ایرج تیرے پاس آنے لگے تو ٹھوکر کر اسی پتھر کی آڑ سے نکلجانا یہ خیال اپنے
دل مین کرکے کھڑا ہو رہا جب ایرج قریب آیا دوسری طرف سے چلا کہ اسد کو گرفتار کرلے اسد بائین طرف
سے نکلکر غار کی طرف چلا جیت تھڑی کی ایرج بھی غار کی جانب روانہ ہوا اسد تو راہ طی کرکے غار پر پہونچگیا
اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرستا اب تو یہان سرگردان رہ مین تیرے مرکب پر سوار ہوکر جاتا ہون ایرج پکارا
کہ ارے برائے خدا میرا گھوڑا نہ لیجانا اسد غازی پکارا ارے بزا کیسا اسب ذرا تو حیران و سرگردان رہ
پھر یہ کہتا ہوا غار سے باہر آیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایرج کے مرکب کو مار ڈالا اور مرکب کو ہنکاتا ہوا
راہی ہوگیا ایرج جو غار سے نکلا دیکھا اسد کو جاتے ہوئے نہایت غمناک ہوا کہ افسوس یہ دیوانہ ہاتھ
نہ لگا اور خیال مین گذرا کہ ای ایرج پیادہ روی سنجیے مار ڈالیگی دیوانے نے غضب کیا کہ تیرے گھوڑے کو
مار کر چلا گیا اسد تو ایک طرفۃ العین مین غائب ہو گیا ایرج حیران و پریشان پہاڑ سے اترا اور
مسلسل جادو کے مکان مین آیا وہان جو تلاش کی تو کچھ لوگون کو قید پایا بہت سا مال و اسباب اور کچھ
مرکب بھی نکلے لوگون کو قید سے رہا کیا اور مال و اسباب بھی اُنکو دیا اور کہا کہ جہان تمھارا جی چاہے
چلے جاؤ کچھ لوگ تو دعائین دیتے ہوئے چلے گئے کچھ لوگون نے کہا کہ ہم آپکے قدمون سے جدا نہ ہونگے
اور وہ ایرج کے ساتھ رہے القصہ ایرج مال و اسباب ساحرہ کا اپنے قبضہ مین کرکے روانہ ہوا تھوڑی
دور آیا ہوگا کہ اسکے رفیق اور لشکر والے ملے کہ ڈھونڈتے ہوئے چلے آتے تھے اُن سبھون نے حال پوچھا کہ
دیوانہ ہاتھ نہ لگا کہا کہ وہ ایک مکار ہی بھلا کب ہاتھ لگتا ہی اور تمام اپنی نقل گزشتہ بیان کی طرماس اور
بہزاد حیران ہوئے کہ دیکھیے کس گھات سے جادوگرنی کو قتل کر اسکے نکلگیا ایرج جب آکر داخل لشکر ہوا کہا
صاحبو سنا ہی کہ نور الدہر پیدا ہوا اور ادھر آتا ہی اگر اس سے مقابلہ ہو گیا تو بیانا میرا قافیہ ذوالالات
پر رہجائیگا مین چاہتا ہون کہ کوچہ دلدار مین پہونچون کہ مجھکو جدائی ملکہ گیتی افروز کی مارے ڈالتی ہی
بہزاد مرتد بولا ای شہریار آپ وہان پہونچے اور ملکہ آپ سے آملی وہ تو دشمنون مین گرفتار ہی نہین تو

آپ پاس اینک چلی آئی ہوتی ایرج کی نگاہون کے نیچے تصویر ملکہ گیتی افروز کی پھر گئی بے اختیار چیخ مارکر رونے لگا بعد گریہ و زاری کے کہا کہ ہمارا کوچ ہو ملک سبائل کی طرف اُسی وقت بموجب حکم کوچ کی تیاری ہوئی دوسرے دن ایرج مع لشکر روانہ ہوا بعد کئی دن کے پیش خیمہ ایک چورا ہے پر پہونچا لوگون نے آکر ایرج سے عرض کیا کہ یہان سے چار راہین چار طرف گئی ہین ایک راہ نوشاباد اور بیشہ کلنگان کو گئی ہی اور ایک ارمنو حصار کو اور ایک سبائل کو اور ایک قلعۂ ذوالامان کو اب جس طرف ارشاد ہو اُس طرف چلین ایرج نے کہا اب مین پہلے ان دونون ملکون سے فراغت کرلون تو قلعۂ ذوالامان کی طرف چلون اور طرماسپ سے کہا کہ تم باشندے ہو نوشاباد کے جاکر وہان سے خراج لاؤ اور ہماری بیعت پر سب کو راضی کرو طرماسپ بولا بہت خوب مین جاتا ہون ایرج نے کہا ای طرماسپ خبردار جو بیعت کرنے پر راضی ہو پھر اُسے ایذا نہ دینا طرماسپ نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا اور رخصت ہوکر مع لشکر نوشاباد کو روانہ ہوا بعد چند روز کے قریب نوشاباد کے پہونچا مقام کیا خیمہ استادہ ہوا طرماسپ داخل خیمہ ہوا اور ایک نامہ لکھکر شیر دہن بن کوہ لخت کو روانہ کیا لیکن عنقوبیل دیوپرور چند روز سے واسطے شکار کے بیشۂ کلنگان کو گیا ہوا ہی شیر دہن بن کوہ لخت عنقوبیل کی بہن کا بیٹا ہی نہایت مرد فہمیدہ و سنجیدہ مسلمان با اعتقاد ہمارا دوست خود بھی نہایت جری ہی سب رعایا نوشاباد کی اُس سے راضی ہی اسنے کبھی کسی کو ایذا نہین پہونچائی اسنے جو خبر سُنی کہ طرماسپ نوشاباد پر آتا ہی کہا کہ صاحبو تیاری کرو کہ مین طرماسپ کی دعوت کرونگا کہ میرے بھائی کا بیٹا ہی کہ اتنے مین دوسرا چوبدار آیا اور اُسنے عرض کیا کہ طرماسپ نے نامہ بھیجا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو جب ایلچی سامنے آیا شیر دہن نے اُسے بہت تعظیم و تکریم سے بٹھایا بکمال خاطر و مدارات سے پیش آیا بعد اُسکے نامہ اُس سے لیکر دبیر کو واسطے پڑھنے کے دیا اُسنے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریفین ہیر اعظم آفتاب تابان کی بعد اُسکے مدح پیر قطب دوران کی تھی بعد اُسکے لکھا تھا کہ ای شیر دہن آگاہ ہو کہ مین فرستادۂ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا ہون اور مجھے جو اُسنے یہان بھیجا ہی فقط اسلیے کہ مین یہان کا باشندہ ہون اور تم میرے عزیز ہو مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ تمام نوشاباد کو آفتاب پرست کرکے لاؤنگا بہتر یہ ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی میرے پاس حاضر ہو دین آفتاب پرستی اختیار کرو اور اگر یہ منظور نہین ہی تو آمادۂ جنگ ہو شیر دہن جب مضمون سے آگاہ ہوا ایلچی سے کہا کہ مین ابھی جواب لکھے دیتا ہون مجکو اطاعت مین پیر آفتاب پرستان کی کچھ انکار نہین ہی اور بیعت کرنے کو خراج دینے کو موجود ہون مگر دین اپنا ترک نہ کرونگا مسلمان سے کافر نہونگا ایلچی یہ جواب لیکر طرماسپ کے پاس پہونچا وہ حرامزادہ یہ سُنکر نہایت برہم ہوا پھر کہلا بھیجا کہ اگر دین آفتاب پرستی تو قبول نہ کریگا تو مین بغیر تیرے قتل کیے چین نہ لونگا اور مین بیعت کو کچھ نہین جانتا کہ بیعت کسے کہتے ہین یہ پیغام شیر دہن کو جو آیا بولا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دین اسلام ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرون ہان لشکر میرا تیار ہو غرض حکم سنتے ہی تیاری ہوئی شیر دہن لشکر کو لیکر شہر سے باہر نکلا طرماسپ نے یہ خبر سُنکر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر مین شیر دہن کے بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے طرماسپ گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے شیر دہن آکر مقابل ہوا بعد ازنگا و رزلی شیر دہن نے کہا کہ ای طرماسپ مین نے سُنا ہی کہ جنھے ایرج سے بیعت کی وہ امان مین رہا پھر کچھ ایرج نے اُسکے دین و آئین سے تعرض نہ کیا مین باوجود دیکہ اقرار بیعت کا کرتا ہون خراج دینے پر راضی ہون مگر تم نہین مانتے آمادۂ رزم و پیکار ہو اچھا نہین سہی طرماسپ نے

ہین نوشاباد پر کو بغیر قتل کیے یا آفتاب پرست کیے نہ رہونگا بیعت سے کوئی مطلب نہین نکلتا اور طہماس و جندبیل
یہ دونون پہلے آفتاب پرست تھے خدا پرستون نے ان دونون کو مسلمان کر لیا نہین معلوم اسپر کیا جادو کیا غرض یہ کہ
کہا ای شیر دہن اگر تجھے آفتاب پرست ہونا منظور ہے تو تیری جان بخشی کرتا ہون نہین تو سر تیرا کاٹ کر خدمت
مین زبدۂ آفتاب پرستان کی بھیجا دونگا شیر دہن نے کہا کہ مین ہرگز دین آفتاب پرستی قبول نہین
کرونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر طرماسپ حرامزادے نے نیزہ اُٹھا کر مارا شیر دہن نے نیزے پر نیزہ لیا لگی نیزہ بازی
ہونے لیکن مطلب کسی کا نہ نکلا نیزے ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچ کر آمادۂ پیکار ہوئے شیر دہن
نے تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے ساطور پر روک کے جو ساطور مارا سپر کو قلم کر کے پھل ساطور کا نادوا ہو
اُترا شیر دہن نے دستانہ مارا ساطور تو جھنجھنا کر نکل گیا سر سے خون جاری ہوا اگر شیر دہن ڈلا دیتے اس عالم
زخمداری مین بھی تلوار طرماسپ پر ماری کہ اوچھا سا زخم لگا اُسنے پھر جو ساطور مارا تو شیر دہن کے شانے
پر زخم لگا شیر دہن نے بائین ہاتھ سے خنجر مارا کہ طرماسپ کی بھون پر زخم لگا اب طرماسپ نے جو ساطور پر مارا
تو زخم سر شیر دہن کا چارہ ہوگیا غش کھا کے گرا تھا کہ اس نامرد بد ذات طرماسپ نے سر اُس مرد پیکار کا
کاٹ لیا اور لشکر پر شیر دہن کے دوڑ پڑا یہ دیکھکر فوج بھی اسکی فوج شیر دہن پر دوڑی تلوار چلنے لگی خوب ہنگامہ
مشغول ہوئی آخرکار بسبب نہ ہونے سردار کے دل فوج کا ٹوٹا اور لشکر شیر دہن نے شکست کھائی لاش اپنے
سردار کی اُٹھا کر بشتہ کا شکان کو روانہ ہوئے طرماسپ حرامزادہ فوج شکست خوردہ کے تعاقب میں نوشا
نوشاباد مین چلا آیا تمام لوگون کو وہان کے قتل کیا بچون تک کو نیزون پر اُچھال اُچھال کے مارا ہر چند لوگ
وہان کے چلایا کیے کہ ہم رعایا ہین ہمارا کیا قصور ہے ہمکو قتل نہ کیجیے اس ظالم نے کچھ نہ سنا انجام کار ایک اپنی
جانین بچا کر شہر سے نکلگئے اس بدذات نے شہر کو ویران کیا مال و اسباب لوٹ لیا بعد کئی روز کے خدمت میں
ایرج نوجوان کی آیا تمام مال و اسباب پیشکش کیا اور کہا کہ کسی طرح اُن لوگون نے اطاعت آپکی منظور نہ کی
مین نے تمام شہر کو قتل کیا ایرج چپ ہو رہا اگر لندھور کو پرچہ اخبار گذرا کہ شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا
طرماسپ نے اُسے ناحق قتل کیا اور شہر کو برباد کیا لندھور ایرج کے پاس آیا اور کہا ای ایرج کیا خوب
تمنے عہد کو ہمسے نباہا شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا اُسکو ناحق طرماسپ نے قتل کیا اور تم خبر نہ ہوئے
یہی ہمسے تمنے عہد و پیمان کیا تھا واہ سبحان اللہ ایرج نے طرماسپ کی طرف دیکھا کہا کہ دار اسے یہ کیا
کہتے ہین طرماسپ بولا میرا شہر تھا وہ سب میرے عزیز تھے مجھکو گوارا نہ ہوا کہ وہ لوگ اور دین مین رہین اُنھون
دین آفتاب پرستی قبول نہ کیا مین نے اُنھین قتل کیا لندھور بولا کہ سُنا آپ نے مین نے اس واسطے آپ سے
بیعت کی تھی کہ اہل اسلام قتل ہون ایرج نہایت طرماسپ پر برہم ہوا اور کہا دور ہو میرے سامنے سے
تو نے پیمان شکن مجھے کہوایا اب خبردار میرے سامنے نہ آنا طرماسپ کو اپنے سامنے سے اُٹھوا دیا لندھور کو
کہا آپ میرے قبلہ و کعبہ ہین مین نے آپکو باپ کہا ہے قسم ہے بشیر اعظم کی کہ مین نے یہ جان کر طرماسپ کو
نوشاباد پر نہین بھیجا تھا کہ یہ جا کر سب کو ناحق قتل کریگا مین یہ سمجھا تھا کہ یہ وہان کا رہنے والا ہے وہین پیدا ہوا ہے
اسکو وہان کے لوگون کا بہت پاس ہوگا اور ہر ایک کو اپنے وطن کا پاس و لحاظ ہوتا ہے برخلاف اس بدذات
کے اسنے غضب کیا کہ نہ میرے کہنے کا پاس و لحاظ کیا نہ وطنی کا اسے خیال رہا سچ ہے کہ طرماسپ بڑا بد ذات
ہے ای رستم ہند اس نالائق نے مجھے آپ کے سامنے ذلیل کرایا اب آپ معاف کریں پھر ایسا نہ ہوگا لندھور

عذر خواہی سے ایرج کی جیب ہو رہا اور اپنے دل میں کہا کہ اب تو شیر دہن مر چکا کسی طرح زندہ نہ ہوگا کیا فائدہ کہ ایرج
سے بگاڑ لیے اور اپنے لوگوں کو سمجھایا کہ کچھ خطا ہمیں ایرج کی نہ تھی ناحق میرے سامنے عذر خواہی میں جیب ہو رہا
کروں تو کیا کروں اب تو شیر دہن مارا جا چکا مانند شہر فرنگوشیہ اور اخشم کے نوشابا دبھی برباد ہوا سب رفیقوں
نے کہا کہ ہمیں کیا مطلب جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھر آئینگے آپ جواب دہی کر لیجیے گا لندھور بولا میں
سمجھ لونگا مگر ایرج جب قریب شہر ارمنوس حصار کے پہونچا بہزاد مرتد نے ایرج سے عرض کیا کہ اگر مجھکو حکم ہو
تو میں ارمنوس حصار میں جاؤں باپ کو اپنے آفتاب پرست کر کے لاؤں ایرج نے کہا ابھی ظاہر سب جا کر
فتنہ برپا کر چکا ہی اب تو چاہتا ہی کہ کچھ فساد کرے اسنے کہا کیا مجال غلام کی کبھی خلاف نہ ہوگا ایرج نے کہا ارے
بہزاد جو تیرے دل میں ہی وہ میرے ناخون میں ہی میں تجھکو خوب جانتا ہوں تیرا نمبر حرمزدگی اول ہی یہی باتیں
تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ مظفر ارمنوس حصاری تحفے لیے ہوئے آتا ہی ایرج یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا
لندھور سے کہا ای ایرج نوجوان مظفر نہایت ذی عزت شخص ہی دہقان اسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہیں
ایرج نے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ استقبال کر کے لاؤ سب سردار ایرج کے گئے مظفر کو باعزاز و اکرام پیشوائی
کر کے لائے مظفر نے آکر ایرج کو سلام کیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے عرض کیا کہ مجھے آپ سے بیعت کرتے میں
انکار نہیں ہی میں موجود ہوں ایرج بولا مجھے بھی یہی منظور ہی مظفر نے اسی وقت ایرج سے بیعت کی ایرج
نے اسے خلعت دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی شام تک عجب جلسہ رہا اب مظفر رخصت ہو کر جانے لگا تھا کہ
بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ آج میں اپنے باپ کی دعوت کرونگا ایرج بولا تجھے اختیار ہی بہزاد مرتد نے
مظفر سے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار آج غلام کو سرفراز فرمائیے مظفر نے کہا اچھا بہزاد مرتد اس مومن کو اپنے
خیمہ میں لایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت عیش گرم رہی یہاں تک کہ جب نصف شب گذری صحبت برخاست ہوئی
اب مظفر اور بہزاد تنہا رہ گئے بہزاد نے مظفر سے کہا ای پدر بزرگوار دیکھیے کہ ایرج نے میرے پاس دلجا سے
کیا آپ کی خدمت کی ہیں آپ کو لازم ہی کہ اب دین آفتاب پرستی اختیار کیجیے ایرج آپ سے اور زیادہ
خوش ہوگا اور میں بھی آپ سے نہایت مسرور ہونگا اور غور کیجیے کہ دین شہر ظلم کا عجب روشن دین ہی اگر ظہور
اسکا نہ ہو تو تمام زمانہ تاریک رہے کوئی شی زمانے کی پختہ نہ ہو آفاق انھیں سے روشن ہی اور ای پدر بزرگوار مجھے
آپ کے باعث سے بدنامی ہوتی ہی کہ بہزاد کا باپ مسلمان ہی اگر آپ آفتاب پرست ہو جائیں تو میری بدنامی مٹ جائے
مظفر نے یہ سنکر کہا کہ ای بہزاد ایک تو تونے دین اسلام ترک کیا ایسے پروردگار عالم کو بھولا کہ جسنے آفتاب
و مہتاب آسمان و زمین سب پیدا کیے ہیں تونے ایک مخلوق کی پرستش کی خدا کو بھول گیا اور اب مجھے کہتا ہی کہ
میں حق پرستی چھوڑ کر باطل پرستی اختیار کروں یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا الا کہ لاکھ لعنت ہی ادیان باطلہ پر بس لعنت کا
کرنا تھا کہ بہزاد مرتد نے تلوار کھینچکر مظفر پر ماری وہ مومن شہید ہوا لاش اسکی تڑپنے لگی اس حرامزادے
نے لاش بے سر وہیں چھوڑا اور صبح کو سر لیکر خدمت ایرج نوجوان میں حاضر ہوا اور سر مظفر کا سامنے ڈال دیا
اور کہا کہ یہ سر مظفر کا حاضر ہی کہ زبردستی مجھسے کہتا تھا کہ دین آفتاب پرستی ترک کر مجھکو برا معلوم ہوا میں نے
اسے قتل کیا ایرج نے سر جو اس مرد مومن کا دیکھا بے اختیار آنکھوں سے آنسو گر پڑے اور کہا کہ او نالائق
یہ تونے کیا کیا ارے بدذات یہ تو مجھسے بیعت کر چکا تھا اور حکم دیا کہ گرفتار کرو بہزاد کو باندھ لو ملازمین اسکی
اسی وقت لوگوں نے مشکیں بہزاد مرتد کی باندھیں ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اس نالائق کو جو چاہیے

وہ سزا دیجیے لندھور مظفر کے واسطے رو رہا تھا اور جتنے ہندی تھے دست بہ قبضہ شمشیر بیٹھے ہوئے تھے مگر بہزاد
کو جو باندھ کر ایرج نے لندھور کے سامنے کیا اب غصہ ہندیون کا فرو ہوا ادھر لندھور نے اپنے دل مین
کہا کہ ایرج اس بہزاد مرتد ملعون کو عزیز بہت رکھتا ہی اگر تو نے اسے مار ڈالا تو ایرج بہت آزردہ ہوگا اس سے
بہتر یہ ہی کہ اسکو ایرج ہی کے حوالے کردے وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ اپنے دل مین خیال کرکے
ایرج سے خطاب کیا کہ اب مظفر تو کسی طرح زندہ ہو نہین سکتا بہزاد کو مین نے مارا تو کیا حاصل ہوگا اسکا
اختیار آپ ہی کو ہی آپ جو چاہیے کیجیے مجکو صرف لاشہ مظفر کا دیجیے کہ مین تجہیز و تکفین کرون ایرج نے حکم دیا
کہ لاشہ مظفر کا لندھور کو دو اور اس نالائق بہزاد کو قید شدید مین گرفتار رکھو لندھور نے لاشہ مظفر کا
قلعہ ارندوس حصار مین دفن کرایا اور وہان حاکم اپنی طرف سے اس مصلحت سے مقرر کیا کہ اگر کوئی آفتاب پرست
ایرج کی جانب سے حاکم ہوا تو وہ خدا پرستون پر ظلم کریگا مگر ایرج ازبسکہ طرباسپ اور بہزاد مرتد سے
آزردہ تھا اور یہی اسکے رفیق خاص اور رازدان تھے اسی بد دماغی مین حکم دیا کہ صبح کو ہم شکار کے واسطے
چلینگے جانوران صید گیر تیار ہوکر آئین رات کو تیاری ہوئی صبح کو ایرج برائے صید افگنی روانہ ہوا جب صحرا
مین پہونچا شکار کھیلنے لگا باز شاہین بحریان چھوٹین قراولون نے جھنڈلون جھاڑیون کو ہلایا تیتر لوے بٹیر اڑنے لگے
شکار ہونے لگا پرندون کا شکار خوب کھیلا اب چرندون کی جانب رخ کیا دو ایک نیلگاؤ صید ہوئے اب ہرنون
کی تلاش ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے مغرب کی طرف ایک آدھ کوس پر ہرن چرتے ہین ایرج
گھوڑا اٹھا کر اس طرف روانہ ہوا دیکھا کہ واقعی دس بیس ہرن مصروف چرا ہین بس اسنے ایک ہرن کو تاکا
اور نیت کی کہ اگر اسکو مین نے صید کیا تو وصل سے ملکہ گیتی افروز کے کامیاب ہونگا نیت کرکے گھوڑا اسکے پیچھے
ڈالا اب آگے تو وہ ہرن ہی پیچھے اسکے ایرج ہی ہرچند چاہتا ہی کہ اسے صید کرے مگر وہ زد پر نہین آتا حتے
کہ یہ ہرن کے تعاقب مین تنہا رہگیا سب رفیق و ہمراہی چھوٹ گئے یہان تک کہ ہرن ایک درہ کوہ مین جاکر
غائب ہوگیا ایرج جو اسکی تلاش مین آیا ہرن کو نہ پایا بہت پریشان ہوا جب کہین پتا نہ لگا حیران ہوکر ایک
طرف کو نکلا متردد و متفکر چلا آتا ہی کہ ایک جانب سے کچھ لوگ دکھائی دیے جب وہ قریب آئے دیکھا کہ کوئی
ہزار بارہ سو خاصبردار عصا ہاے زرین ہاتھون مین لیے ہوئے کچھ چوبدار لباس پر تکلف پہنے ہوئے کچھ
خدمتگار پگڑیان باندھے ہوئے ایک مرد پیر ریش سفید تاج سر پر رکھے ہوئے چار قب شاہی زیب بدن
کیے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہی ایک نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کہان کا بادشاہ ہی اور یہ کونسی سرزمین
ہی اسنے بیان کیا کہ یہ سرحد غروب یہ باختر ہی یہ بادشاہ ہی یہان کا غروب شاہ اسکا نام ہی درہ سہیل کی طرف
شکار کھیلنے گیا تھا اب اپنے شہر کو جاتا ہی کہ غروب شاہ کی نگاہ جو ایرج پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت
کو دیکھا کہ چہرے سے فر فریدونی و دبدبہ اسکندری پیدا نور سرداری و سالاری ہویدا ہی دنگ ہوگیا قریب
ایرج کے آیا اور سلام کرکے پوچھا آپ کون ہین کہ مین آپ مین نشان امداد صاحبقرانی کے پاتا ہون نام نامی
واسم گرامی سے آگاہ کیجیے ایرج نے کہا ای غروب شاہ نام ہی میرا زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردہ
پیر قطب دوران ایرج عالیشان لندھور جو جانشین حمزہ صاحبقران ہی اسنے میری بیعت کی اور
میرے ہمراہ ہی باقی تمام ملک جو حمزہ نے اسلام آباد کیے ہین وہان کے سردارون سے خراج لیتا ہوا بیعت
لیتا چلا آتا ہون اب ارادہ میرا ملک سبائل اور قلعہ ذوالامان پر جانے کا ہی شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کے

تعاقب مین یہان تک چلا آیا اپنے لوگون سے جدا ہو گیا اب ہرن بھی غائب ہو گا اُسکا ٹھکانا نہ لگا راہ بھی گم کی تھی
کہ تمھین دیکھا کہو تمھارا دین و مذہب کیا ہی لقا پرست ہو یا خدا پرست اُسنے کہا کہ مین مسلمان ہون امیر کشورگیر نے
مجھے مسلمان کیا ہی ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرو میرے ہمراہ رہو اُسنے کہا کہ یہ جو آپ فرماتے ہین ہرگز
مجھسے نہ ہو گا بلکہ کوئی مسلمان اپنا مذہب نہ چھوڑیگا مگر مین بیعت کرنے کو آپکی موجود ہون اس شرط سے کہ ایک
مشکل میری آپ حل کرین ایرج نے کہا وہ مشکل بیان کرو اُسنے کہا آپ مجھے سرفراز فرمایئے شہر مین تشریف لیچلین
بعد خدمتگذاری اور مہمانداری کے مشکل اپنی گذارش کرونگا ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہی چلو مین تمھارے
ساتھ ہون غروب شاہ نے عرض کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلین ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون مجھے
تخت نشینی زیبا نہین تم تخت پر سوار ہو کر چلو مین تمھارے ہمراہ ہون القصہ غروب شاہ تخت سے نیچے اُترا اور گھوڑے
پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب ایرج نوجوان ہوا گوئی دو گھڑی دن رہے داخل شہر بلند ہمہ با خضر ہوا دیکھا ایرج
نے کہ شہر بہت آباد ہی خلقت شادی ہر طرف مسجد مدرسے بنے ہوئے ہین کارفرما لشکرکین پاکیزہ لوگ متبرک
ہر خانقاہ اور مدرسے مین بیٹھے ہین بازار مین عجب مجمع ہی کٹورہ کھنکتا ہی چیزین عمدہ ہر دکان پر مہیا ہین
جس وقت چوک مین آیا اور یہی سمان پایا کسی کوٹھے مین سے رقص و غنا کی صدا آتی ہی کہین خالی ساز بج رہا ہی
سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہی رنڈیان بصد کرشمہ و ناز مثل طاؤس جلوہ آراستہ
و پیراستہ کوٹھون پہ کرسیان بچھاے ہوئے بیٹھی ہین دھڑی مسی کی لاکھا پان کا شام و شفق کا جلوہ دکھاتا ہی چار طرف
ایک گلزار پھولا ہوا ہی ایرج سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا آتا تھا یہان تک کہ ایوان بادشاہی مین آکر پہونچا کرسی زرنگار
پر متمکن ہوا اُسی وقت چند منتخب طائفے آکر حاضر ہوئے ساقیان سیمین ساق طاق و مشتاق جام مرصع کار ہاتھ مین
لیے ہوئے موجود ہوئے صحبت عیش آب آتش رنگ سے اور گرم ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا
تمام ایوان مین جھاڑ کنول روشن تھے شمعدان کافوری جل رہی تھین عطر کے شیشون کے منھ کھلے ہوئے تھے خوشبو
سے تمام صحبت مہک رہی تھی ایرج مست و مدہوش بیٹھا ہوا تھا روپیہ اشرفی کشتیون مین بھرا ہوا پاس ایرج
کے رکھا تھا ہر ایک کو حسب لیاقت انعام و اکرام دیا جاتا تھا پہر رات گئے غروب شاہ نے کمال عجز و انکسار
سے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمایئے پھر ناچ دیکھیے گا ایرج اُٹھ کھڑا ہوا نعمت خانے مین آیا انواع اقسام کی
نعمت موجود تھی بعد الفراغ طعام پھر صحبت مین آکر بیٹھا دو پہر رات گئے تک ناچ دیکھا کیا طائفون مین جسکی طرف طبیعت
کو میلان تھا اُسے طلب کیا آکر پلنگ پر لیٹا مشغول عیش و عشرت ہوا القصہ تین شبانہ روز تک یہی صحبت رہی بعد تین
روز کے ایرج نے غروب شاہ سے خطاب کیا کہ اب تم وہ مشکل اپنی بیان کرو تاکہ ہم اُسے حل کرین اُسنے
عرض کیا کہ ابھی آپ چند روز تو اور سرفراز فرمایئے پھر مین عرض کرونگا ایرج نے کہا کہ مجھکو زیادہ رہنے کی
فرصت نہین ہی مین جاؤنگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ میرا جی نہین چاہتا کہ مین آپ کو بلا مین پھنساؤن مین
بیعت آپکی کرتا ہون خراج آپ کو دیتا ہون آپ کو غرض خراج لینے سے اور بیعت کرنے سے ہی ایرج نے
کہا کہ مین صاحبقران ہون جب تک تمھاری مشکل نہ حل کرونگا مجھکو قرار نہ آئیگا تم جلد بیان کرو کہ کیا مشکل ہی
اور مجھ صاحبقران نے تو بہت لوگون کی مشکلین آسان کی ہین مین ایک تمھاری مشکل بھی آسان نہ کر سکونگا
تو مین صاحبقران کیونکر ٹھہرونگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار جس وقت لقا خدا لے باختر بامر
سے امیر کشورگیر کے بھاگ کر ملک سیاحل سے شہر زرابل مین آیا تھا اور تشبیہہ کلنگان سے

طہماس بن عنقویل دیو پرورلقا کی مدد کو آیا تھا اور لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا تو حمزہ بھی طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا
اور اُسے گھوڑا لیکر میرے شہر کی طرف چلا آیا تھا مین حمزہ کو ایک صحرا مین بیہوش پڑا دیکھکر اُٹھا لایا تھا مگر
گھوڑا حمزہ کا اشقر دیوزاد صحرا مین چرا کرتا ہوا رہ گیا یہان دریا مین ایک گھوڑی رہتی تھی کہ مادیان بحری
اُسکا نام تھا وہ گھوڑی ایسی زبردست تھی کہ اکثر آدمی اور گھوڑے بلکہ گینڈے اور ہاتھی تک اُسنے مار ڈالے
تھے جب وہ دریا سے نکلتی اور کسی بستی مین جا پڑتی تھی تو اُسے نیست و نابود کر دیتی تھی اُسنے گاؤن قصبے بستی
ویران کر دیے اتفاق سے وہ گھوڑی چرا کو نکلی اشقر اُسپر دوڑا اور اُس سے جفت ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اشقر
نہایت زبردست گھوڑا ہی کہ مادیان بحری اُس سے دب گئی اور حاملہ ہوئی بعد چند روز کے بچہ سیاہ رنگ
سفید پیشانی سیہ چشم ابلق سرین پیدا ہوا بچہ اسپ کا ہے کو تھا بچہ دیو معلوم ہوتا تھا جب وہ بڑا ہوا تو مادیان
نے یہ مقام اپنے بچے کو دیا اور آپ اور طرف کو چلی گئی لوگون نے گرہ بن اشقر اُسکا نام رکھا ہی اُسنے تمام
بستی دریا کنارے کی ویران کر دی ہی کوئی اُس سے سامنا نہین کر سکتا یہ اپنی مان سے بھی زیادہ زبردست
ہی کہ اکثر شیر تک اسنے مارے ہین اور اگر کبھی شہر کی طرف آ جاتا ہی تو لوگ دروازے گھرون کے بند کر لیتے ہین
بعضے گھر چھوڑ کے بھاگ جاتے ہین خلائق کا ناک مین دم ہی حمزہ صاحبقران یہان ہوتے تو اُنسے جا کر
عرض کرتا وہ مقرر کچھ تدارک فرماتے شاہزادہ بدیع الزمان نے گاگون باختری کو دریاے باختر سے
پکڑا تھا اُسنے بھی بستیان ویران کر دی تھین مگر یہ گھوڑا مانند مرکب حمزہ صاحبقران کے ہی ایرج نے
جو یہ سُنا کہ یہ گھوڑا بچہ ہی اشقر دیوزاد کا اپنے دل مین کہا کہ اگر تو صاحبقران ہی تو اس گھوڑے کو گرفتار کریگا
اور اقبال یاور ہی تو اپنی پشت پہ یہ تجھے سوار کریگا اور نبیر اعظم نے مدد کی تو اسی گھوڑے پر چڑھکر حمزہ
صاحبقران سے مقابلہ کرونگا پس غروب شاہ سے کہا ہم اس گھوڑے کا تدارک کرینگے بتاؤ کس جگہ سے
وہ گھوڑا نکلتا ہی اور کون سا وقت ہی اُسکے نکلنے کا غروب شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار یہان سے کئی فرسنگ
دریا کے کنارے پر ایک بہت بڑا درخت برگد کا لگا ہوا ہی اور وہان سے کئی کوس تک بستی آبادی نہین ہی
اُس مقام پر سے وہ نکلتا ہی مگر آپ وہان جانے کا ارادہ نہ کرین کیونکہ وہ گھوڑا آدمخوار ہی ایرج نے کہا ای
غروب شاہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ایسے ایسے کام بہت سے کیے ہین اگر مین نے اس گھوڑے کو بھی نہ پکڑا
تو پھر دعویٰ صاحبقرانی کا عبث ہی اب تم مجھے وہان لیچلو یا کسی واقف کار کو ساتھ کر دو کہ مجھے وہان پہونچا کے
وہ مقام دور سے دکھا آئے غروب شاہ بولا کہ مین ہمراہ ہون چلیے مجھے آپ سے اپنی جان زیادہ عزیز نہین ہی
اُسی وقت ایرج کو ساتھ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن مقام مذکور پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ
ایرج نے دیکھا کہ ایک دریاے زخار موجین مار رہا ہی کمال تیزی سے بہ رہا ہی دوسرا کنارہ اُسکا ہمکنار عدم
ہی اِدھر کنارے کنارے کوسون تک سبزہ زار ہی دور دور قصبے قریے ویران معلوم ہوتے ہین غروب شاہ
نے دور خیمہ استادہ کرایا رات کو وہین رہا صبح کو جو ایرج بیدار ہوا اُٹھکر ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہو کر دریا کے
کنارے آ کھڑا ہوا غروب شاہ ایرج کے پاس ہی اور لوگ دور دور کھڑے ہوئے ہین ابھی آفتاب طلوع
نہ ہوا تھا کہ دریا مین ایک تلاطم پیدا ہوا غروب شاہ نے کہا کہ وہ گھوڑا نکلتا ہی یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نوجوان
نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ دیکھا دریا کا پانی پھٹا اور ایک مرکب سیہ چشم نادرہ رنگ سرنگ کے نکلا عجب
ہیبت تھی کہ رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے مگر ایرج مردانہ وار آگے بڑھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ

پچھم دی کا جگر تھا کہ اشقر ایسے گھوڑے کو اپنا مطیع کیا لیکن کرہ بن اشقر نے جو دیکھا کہ آج کچھ آدمی کھڑے ہیں
اور ایک انسان بڑھا ہوا چلا آتا ہے بس کانوں کو بچھا کر دم سے چنور کرتا ہوا اور ہنہناتا ہوا دوڑا جتنے
آدمی تھے مع غروب شاہ وہاں سے بھاگے درختوں کی آڑ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے اور ایرج کا گھوڑا اس مرکب
کو دیکھ کے پیچھے ہٹا ہر چند ایرج نے کوڑے مارے آگے نہ بڑھا چکر مارنے لگا انجام کار ایرج نے گھوڑا چھوڑ دیا
وہ تو بھاگ گیا ایرج دامن گردان کر آستینیں چڑھا کر کرہ بن اشقر کی جانب چلا جب کرہ بن اشقر قریب آیا آنکھیں
غصے سے سرخ تھیں دونوں ٹاپیں اگلی اٹھا کر ایرج پر ماریں ایرج شاگرد ہی آقا کا تھا ایک جست قلماق کا پیترا لیکر
خالی دیا گھوڑے کی ٹاپیں زمین پر پڑیں کہ گز گز بھر زمین میں دھنس گئیں خاک وہاں سے اڑی غروب شاہ وغیرہ سمجھے کہ
ایرج مارا گیا لیکن ایرج نے پیترا آگے بڑھایا تھا کہ یال اسکی پکڑ لے گھوڑے نے پھر منہ مارا ایرج نے
گھونسا مارا کہ منہ اسکا پھر گیا ایرج نے کاکل اسکی پکڑ کر جست کی کہ روئے زمین سے پشت مرکب پر آیا اور خوب
جما کرہ بن اشقر ایرج کو لیکر اندھا دھند ہوا گیا ایرج بھی ایسا شہسوار تھا کہ اسکی پیٹھ پر قائم رہا دیکھا
ایرج نے کہ دریا کی طرف گھوڑے نے رخ کیا ہے بس ایک طمانچہ منہ پر مارا کہ منہ گھوڑے کا دریا کی
طرف سے پھر گیا اب اسنے صحرا کی راہ لی یہ عالم ہے کہ کبھی درختوں سے ایرج کو رگڑتا ہے کبھی زمین پر گر کر
لوٹتا ہے کبھی سیخ پا ہو جاتا ہے ایرج اپنے کو ہر جگہ بچاتا ہے کسی طرح گھوڑے سے جدا نہیں ہوتا مگر جب کرہ بن
اشقر دریا میں جانے کا ارادہ کرتا ہے ایرج اسقدر گھونسے اسکے منہ پر مارتا ہے کہ وہ منہ ادھر سے پھیر لیتا ہے
قصہ مختصر ایک شبانہ روز ایرج دلاور اور کرہ بن اشقر سے جنگ رہی آخر ایرج نے لگام منہ میں دی اور
لگا دوڑانے جہاں یہ تندی کرتا ہے ایرج گھونسا اٹھاتا ہے گھوڑا سر ڈال دیتا ہے ڈر جاتا ہے غرض خوب ایرج
نے اسے دوڑایا اور داہنی بائیں طرف پھیرا خوب کاوے پر لگایا دو پہر میں گھوڑا عرق عرق ہو گیا اب ایرج
نے گھوڑے کو روکا گردن پر ہاتھ مارا چمکارا نیچے اتر پڑا ٹہلانا شروع کیا کہ عرق اسکا خشک ہوا دانہ گھاس
منگا کر کھلایا پھر ایرج نے زین اسپر کسا وہ تندی کرنے لگا پھر ایرج نے اسے مارا اور چڑھ کر خوب دوڑایا
بعد تھوڑی دیر کے ٹھہرایا چمکارا پھر دوڑایا غرض تین دن کے عرصے میں گھوڑا شائستہ ہوا اور کہنا ماننے لگا
اب ایرج گھوڑے کو لیکر غروب شاہ کے پاس چلا اسنے دل میں نہایت خوش ہو کہا اے ایرج ایسا گھوڑا سوا
حمزہ صاحبقران کے اور کسی کے پاس نہیں ہے کہا بنیر آنحضرت نے مدد کی ہے غروب شاہ گرد پھر الصدق ہوا
پکارا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان آپ ہی کا کام تھا کہ اس وحشی کو آپ نے رام کیا سبحان اللہ عجب کام کیا
بیشک آپ صاحبقران ثانی ہیں غرض ایرج کو شہر میں لایا پھر دعوت وضیافت کی بعد اسکے ہیبت کی مال و
خزانہ جواہر ایرج کے دینے کو جمع کیا تھا وہ اسکی ایرج کے سامنے رکھدی ایرج نے اٹھا کر پڑھی اور کہا اے
غروب شاہ ہم کو تمہارے باعث سے ایسا تحفہ مرکب ہاتھ لگا کہ اسکے عوض میں ہم نے یہ مال تمہیں بخشا اور تم
ہمارے ساتھ چلو غروب شاہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجائیں آپ ملک زرائیل تک نہ پہونچینگے کہ غلام
اپنے ملک کا بندوبست کرکے حاضر ہوگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر ایرج نے کچھ لوگوں کو اپنے
ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کو روانہ ہوا جب قریب پہونچا ہرکاروں نے خبر مالک بن ملکوت شاہ کو دی
وہ یا منتظر بیٹھا تھا یا خوشی خوشی مع سرداران نامدار استقبال کرکے ایرج نوجوان کو لیگیا مگر جسنے وہ
مرکب دیکھا خوش ہوا ایرج نے تمام حال اس مرکب کا بیان کیا لندھور بولا اے ایرج یہ مرکب

صاحبقران کے مرکب سے بھی اچھا ہی مگر سائیس اسکے واسطے چاہیے ہی ایرج نے کہا ای دارلے مین کل سائیس
اسکے واسطے تلاش کرکے رکھونگا اور نام اس گھوڑے کا مین نے شبدیز بن اشقر رکھا اور حکم دیا کہ لشکر مین جاکر
چارچی جار دے کہ صبح کو جتنے سائیس اچھے ہین وہ حاضر ہون اور شامیانہ استادہ کراکے اپنے سامنے گھوڑے
کو بندھوایا اُدھر تمام لشکر بھر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ صبح کو جتنے سائیس اپنے فن مین کامل ہین آکر موجود ہون کہ
ایرج نوجوان جس سائیس کو پسند کریگا یہ گھوڑا اُسکے سپرد کریگا تمام سائیس رات سے تیاری کرنے لگے
قضاے کار ضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے یہ گھوڑا ابھی دیکھا سائیس کے رکھنے کی بھی خبر سُنی
اسد غازی سے جاکر تمام حال بیان کیا اور عرض کیا کہ عجب مرکب ایرج لایا ہی کہ مین نے آج تک ایسا
گھوڑا نہین دیکھا سُنتے ہین کہ حمزۂ صاحبقران کے مرکب کا لطفہ ہی اسد غازی نے پوچھا کہ ایرج کہان
اُس مرکب کو لایا ہی ضرغام نے عرض کیا کہ دریاے عزوبیہ با خضر سے بہم پہونچایا ہی تین دن اس گھوڑے
سے لڑا جب اسے زیر کیا اب سائیس کی تلاش ہی اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا ایسا گھوڑا اس
بزازبچے کو زیبا نہین مین جاکر اُس سے چھینے لاتا ہون فتاح نے کہا کہ بھئی در بھی کرو جانے دو کیا فایدہ
تمھین مرکب کی کچھ کمی ہی کبھی ایسا بھی موقع ہوگا تو خیر سمجھ لینا اسد غازی نے کہا کہ چچا اس سے زیادہ قابو کا وقت
نہ ہوگا مین جاکر لاتا ہون اور اُسی وقت لباس عیاری منگواکر کپڑے سائیسون کے پہن کر پہر رات باقی
رہے سے روانہ ہوا یہان ایرج صبح کو آکر دروازۂ بارگاہ پہ کھڑا ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع تھے
مثل سائیسون کے سامنے آے مانند مہتر قباس و مہتر قباد و مہتر حسبت مہتر عنان مہتر فریدون مہتر دمان قلمی
مہتر یزدان قلمی مہتر دودس مہتر حبیب مہتر تلبیس وغیرہ سب آکر موجود ہوے ایرج نے دو ایک کو گھوڑے
کے پاس بھیجا جو گھوڑے کے پاس آیا گھوڑے نے قریب اپنے نہ آنے دیا دانت چمکا کر ٹاپین زمین پہ مارنے لگا
آنکھین بدلنے لگا سائیس بھاگے ایرج حیران و پریشان ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اور اب کوئی سائیس گھوڑے
کی جانب اس خوف سے رُخ نہین کرتا کہ گھوڑا کھا جائیگا بلکہ دو چار سائیس ہری ہری گھاس دانہ لیے ہوئے
قریب جو اُسکے گئے کسی کو ٹاپ سے کچل ڈالا کسی پہ دانت مارکر کام اُسکا تمام کیا ایرج متردد ہی کہ اس گھوڑے
پر کیسے مقرر کیجیے کہ اس اثنا مین ایک سائیس نہایت معقول وضع نیچی سر پہ لپیٹے ہوئے مرزائی گلے مین کمر
بندھی ہوئی پائجامہ تنگ پائچون کا پاؤن مین کوڑا ہاتھ مین سامنے سے آیا اور ایرج کو سلام کیا اور
دعا دی کہ خیر اعظم آپ کو سلامت رکھے غلام اس گھوڑے کی خدمت کریگا ایرج سوچا کہ سائیس جوان
ہی اور بہت چست و چالاک ہی کہا ای عزیز یہ گھوڑا کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا جواب دیا کہ پیر و مرشد
جو کھنسلے ہین انکو گھوڑا اپنے پاس نہین آنے دیتا یہ گھسیارے گھوڑے کے مزاج سے واقف
کیا ہونگے فرمایے تو مین ابھی گھوڑے کے پاس جاؤن اور خدمت اسکی کرون ایرج نے کہا اچھا اس سے
بہتر کیا ہی اسد سلام کرکے گھوڑے کی طرف چلا جب قریب اُسکے پہونچا گھوڑے نے دانت چمکاے کان
کھڑے کیے اسد نے پاس اُسکے جاکر چپکے سے کہا کہ بیٹا باپ تیرا اشقر دیوزاد میرے نانا حمزۂ صاحبقران
کی سواری مین ہی مین تجھپر سوار ہونے آیا ہون تو مجھے جانتا نہین شبدیز نے جو بو اپنے سوار کی پائی
سر ڈالدیا اسد آکر اُس سے لپٹ گیا لگا گردن پہ ہاتھ پھیرنے ایرج نے دیکھا کہ یہ شخص خوب ہی گھوڑا اسکے
رام ہوا ایرج نے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میان تم کہان سے آے ہو کیا نام ہی عرض کیا کہ غلام نوشاباد

رہنے والا ہی نام میرا اہتر مہر ہے بادشاہ شہر دہی میں کوہ بخشت کا مرکب میرے پاس رہتا تھا تمام اصطبل جسکے
حوالے تھا وہ ہاتھ سے میرے بیگناہ مارا گیا میں اوس روز سے بے آقا ہو گیا نہایت پریشان تھا کہ
اب کہاں جاؤنگا اور ایسا آقا کہاں پاؤنگا اندنون سنا مین نے کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان
مرکب دریائی لائے ہیں اور اونہیں سائیس کی تلاش ہی یہ سنکر خدمت عالی میں حاضر ہوا ہون جو حضور پرورش
فرمائینگے تو اسکو اپنا سمجھکر خدمت عالی میں حاضر رہونگا ایرج نے دیکھا کہ سائیس بہت شائستہ ہی زبان
درست گفتگو بھی اچھی کہا کہ تم ہو تو بتاؤ کہ گھوڑے کو تم یقین اپنے پاس کیونکر [illegible] آپنے دیا عرض کیا ای شہریار
مزاج پہچاننا بہت مشکل ہی ہر ایک [illegible] نہیں معلوم کہ گھوڑے کو کس وقت ملتے ہیں اور کب پانی پلاتے ہیں
اور کیونکر دانہ دیتے ہیں [illegible] کھلانے کی کیا ترکیب ہی اور گھوڑا جو دوڑکر آتا ہی تو عرق اوسکا کیونکر خشک
کرتے ہیں اور باندھتے کیونکر ہیں [illegible] ایک وقت مقرر ہی اور ہر فعل کے لیے ترکیب مقدم ہی ایرج
اسکی باتون سے بہت خوش ہوا کہا اچھا تم گھوڑے کے پاس رہو ہم درماہا معقول تمھارے واسطے مقرر کرینگے
کہا بہت اچھا اور [illegible] تسلیمین کین اور کہا کہ مین بھی حضور کو خوب راضی کرونگا یہ کہکر گھوڑے کے پاس آیا اور
پھیرا ہاتھ [illegible] کرنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ گھوڑا اس سے کان تک نہین ہلاتا نہایت خوش و خرم
باطمینان تمام بارگاہ میں داخل ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین نے تمام عمر مین ایسا سائیس
نہین دیکھا جیسا سائیس حمزہ کو [illegible] ویسا ہی شیر اعظم نے مجکو بھی دیا یہان اسد غازی نے
کرہ میں [illegible] پانی پلایا اور اوسکو [illegible] لا کر باندھ دیا ہر روز
ایرج آتا ہی اور گھوڑے کو دیکھا کرتا ہی اسد گھوڑے کی خدمت کیا کرتا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی
ایرج اور رفیق اسکے [illegible] اسد نے آگے بڑھکر کہا کہ ای صاحبقران آفتاب پرستان گھوڑا
آپکا بیمثل ہی اور [illegible] غلام نے کیا اسکو سکھایا ہی کہ اب اشارے پر پھرتا ہی اگر حکم ہو تو چکر
پھیردون ایرج نے کہا کہ اچھا [illegible] اوسی وقت اسد نے زین اوسپر کسا اور سوار ہوا لگادینی
بائین طرف پھیرنے کبھی [illegible] اپنے دل مین سوچا کہ اب ایرج تجھے کہان پائیگا
چلا ابھی [illegible] خیال کیا کہ جلدی کا کام اچھا نہین ہوتا ابھی زین اسکے موافق نہین ہی زین بھی لے لے اور ایرج
کو آگاہ کرکے چل کہ وہ بھی جانے [illegible] غرض پھر وہان سے باگ پھیری اور گھوڑے
کو چکر دیتا ہوا [illegible] زمین سے [illegible] سلام کیا ایرج نے بہت تعریفین کین کہ ای [illegible] سبحان الله
تمنے خوب اس گھوڑے کو آراستہ کیا اور خلعت منگا کر دیا اسد نے عرض کیا کہ پیر و مرشد گھوڑا تو حضور کا نایاب
ہی مگر زین اسکے موافق نہین ایرج نے کہا کہ زین ہمارے پاس بہت اچھا ہی کہا کہ [illegible] اوسی وقت
ایرج نے توشک دار سے کہا کہ وہ زین جو مالک بن ملکوت نے تین برس کا خراج شہر فرنگ [illegible] کا خرچ کرکے
بنوایا ہی اوسے نکال کر [illegible] القصہ دوسرے دن وہ زین تیار ہو کر آیا
اسد غازی نے دیکھا کہ [illegible] جواہر اوسمین نصب ہی اسد نے جلدی جلدی گھوڑے پر اوس
زین کو کسا [illegible] الماس کے نگینون کی گلے مین ڈالی تمام اسباب اوسپر آراستہ کیا اب تو گھوڑے کی
اور ہی چمک دمک ہو گئی کہ جیسے [illegible] خلعت عروسی پہنے ہوئے کھڑی ہی [illegible] نے کہا ای ایرج یہ
گھوڑا مقابل مرکب حمزہ صاحبقران کے ہی ایسا گھوڑا اولاد حمزہ میں کسی کو نہین ملا ہی باتین کین کہ اسد

خوشی خوشی مرکب پر سوار ہوا اور وضع اصلی اپنی بنائی اور گھوڑے کا رخ میدان کی طرف کیا اب ایرج نے
وضع بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ هرزبان کیا یہ تو اسد معلوم ہوتا ہے جان نکلگئی کہ ہائے گھوڑا لیچلا اور ہرگز
نہ چھوڑیگا لیکن پکار کر کہا کہ ہے هرزبان اسکا زین پوش بھی آتا ہے وہ بھی اسپر ڈال لو تو گھوڑا پہچانا اسد غازی نے
نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو هرزبان کسے کہتا ہے میں تجھے بہت ہوں شیر اسد بن کرب دلاور تو کہاں
اور یہ مرکب جنتی کہاں تیرے موافق جو گھوڑا ہو تو اسپر سوار ہوا سکو تو میں لینے آیا تھا لیچلا اگر تجھ میں طاقت
ہے تو لے لے بہت دیکہ بہادر یوں چھین لیجاتے ہیں یہ کہکر گھوڑے کو کوڑا کیا گردہ ہو اشقر ناشنہ بادصرصر
روانہ ہوا ایرج ہر چند پکارا کہ ارے لینا ارے گرکون اسے پاسکتا ہے گھوڑا ایسا منہ زور وہ سوار دلیار سرد
طرفۃ العین میں کہیں سے کہیں پہونچگیا ایرج نے کہا میں اسے چھوڑتا کب ہوں ہر چند سبھوں نے سمجھایا کہ
دور پیچھے جب موقع پایگا سمجھ لیگا ایرج بولا قسم ہے شیر اعظم کی میں اس دیوانے سے گھوڑا لاؤنگا یہ کہکر
پشت مرکب پر بیٹھکر کوڑا کیا اور تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا اودھر اسد گھوڑے کو بھگائے ہوے
چلا آتا ہے کوئی دس فرسخ آیا ہوگا کہ ایک ندی نظر آئی اسد غازی نے بے تکلف اسمیں گھوڑا ڈالدیا
گھوڑا ایک دم میں کلائیاں مارکر پار اترگیا اور ایک درخت چنار کے پاس پہونچا دوپہر کا وقت تھا
سبزہ کوسوں تک دریا کی تری سے شاداب تھا خیال میں گذرا ای اسد اب وہ آفتاب پرست کہاں
تو دو گھڑی آسایش کرلے یہ سوچ کر گھوڑے سے اترا اسے چھوڑ دیا وہ تو مصروف چرا ہوا اسد زین پوش
بچھا کر بیٹھا کچھ میوہ کیسہ سے نکال کر کھایا پانی پیا لیٹ رہا ہوا سے خوشگوار چلی آتی تھی اسد کی آنکھ لگگئی اودھر
ایرج سم مرکب کے نشان پر چلا آتا تھا جیسے ہی دریا سے پار اترا چند قدم آگے بڑھا ہوگا کیا دیکھا کہ اسد
پڑا ہوا سوتا ہے اور شبدیز میرا اشقر چر رہا ہے بہت خوش ہوا کہ ای ایرج گھوڑا ابھی تجھے ملا اور دیوانے کو بھی
قتل کیا یہ خیال دل میں لا کر گھوڑے سے اترا اسد کی طرف دبے پاؤں چلا پھر دل میں خیال کیا ایسا نہ ہو
کہ تو دیوانے تک نہ پہونچنے پاے اور آنکھ دیوانے کی کھلجاے دو گھوڑے ہیں ایک پر چڑھ کر بھاگ جاے
یہ خیال کرکے پہلے اشقر گھوڑے کو مار ڈالا اور گردہ کو پشت کی طرف کرکے اسد پر چلا پاس آکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا
اسد کا سینہ جو دبا چونک پڑا اگر آنکھ جو کھلی ملک الموت کو چھاتی پر سوار دیکھا یقین مرگ ہوا مگر اپنے دل میں
کہا کہ مکاری کیجے شاید جان بچ جاے ایرج پکارا کہ ای دیوانے تو نے غضب کیا تھا کہ ایسا گھوڑا کہ جسے
تین دن کی مشقت سے زیر کرکے میں لایا تھا تو یوں لیچلا تھا اب بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اسد نے کہا کہ
ای ایرج ہر چند میں نے تجھسے دشمنی و عداوت کی مگر عجب صاحب اقبال ہے کہ میں تیرا کچھ نہ کرسکا میں نے
تجھسا اقبالمند زمانے میں نہیں دیکھا تیرا اختر اوج اقبال پر نہایت بلند ہے تو بیشک صاحبقران ہے اب میں
تجھسے بیعت کرتا ہوں اسلیے کہ تیرہ تو ظلمات کو گیا ہے نور الدہر کی ملاقات سے بھی امید قطع ہو چکی اب
ہاتھ میرا ہے اور دامن تیرا ہے دشمنی تو تو نے میری دیکھی اب دوستی بھی دیکھنا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں
کہ تو بھی یاد کرے اگرچہ میں قابل بخشنے کے نہیں ہوں مگر تیری مروت سے بعید نہیں ہے جو خطا میری معاف
کردے ایرج نے یہ کلمات اسد سے سنتے نہایت خوش ہوا اور چھاتی پر سے اسد کی اترا اسے گلے سے
لگایا کہا کہ ای اسد تو میرا بھائی ہے میں تو یہی چاہتا تھا اسد نے کہا کہ ای ایرج میں تیرا غلام ہوں تو نے
میری جان بخشی کی اب ایرج نے اسد غازی سے کہا میں نے اپنا گھوڑا تو مار ڈالا اس حرکت سے

کہ ایسا نہ ہو کہ تم سوار ہو کر چلے جاؤ اور میں تمھیں نہ پاؤں اور اگر تمنے ایسا ہی کیا ہی کہ مجھے بیابان میں حیران
چھوڑ گئے ہو اسد بولا ای ایرج تم مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو میں آپ نادم ہوں کون سی حرکت بدی کی مینے
تمھارے ساتھ نہیں کی مگر تمنے کبھی یہ خیال نہیں کیا اور مجلہ بخش دیا اب میں تمھارے ساتھ پیادہ چلونگا ایرج
گرہ بن اشقر پر سوار ہوا اور اسد سے کہا کہ بھئی آؤ میرے پیچھے بیٹھ جاؤ اسد بولا کہ آپ تشریف لے چلیں میں آپکے
ہمراہ رکاب ہوں میرا یہی باعث فخر ہی ایرج بولا ای اسد تمھارا پیادہ چلنا گوارا نہیں ہی تم بھی سوار ہو
اسد بولا مجھے پیادہ روی کی عادت ہی اسی طرح باتیں کرتا ہوا دریا کنارے تک آیا اور کئی مرتبہ ایرج
نے کہا کہ سوار ہو لو اسد نے نہ مانا جب دریا پر پہونچا تو ایرج کو بڑا اسد سے کہا کہ اگر تم سوار نہ ہوگے
تو میں بھی گھوڑے پر نہ چڑھونگا تمنے غضب کیا کہ اتنی دور میرے ساتھ پیادہ آئے اب ہم تم دونوں سوار ہو کے
دریا سے پار اتریں پھر اور کوئی صورت نکل آئیگی یہاں سے لوگ آجا نکلینگے کوئی اور سواری ہو جائیگی الگ سوار
ہو لینا اسد بولا ای ایرج حقا کہ تم بہت با مروت ہو میں تمکو ایسا خلیق نہ جانتا تھا نہیں تو ایسی حرکتیں تمھارے
ساتھ نہ کرتا اور ای زہرہ آفتاب پرستان مجھکو شناوری میں خوب دخل ہی میں پیرتا ہوا تمھارے ساتھ ساتھ
آپ پر چلونگا میری آبرو اسی میں ہی ایرج پکارا اچھا چلو ہم تم دونوں شناوری کریں اسد بولا آپ گھوڑے
پر سوار ہوں کہا بغیر تمھارے سوار نہ ہونگا شتے کہ زبردستی اسد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سوار کر لیا
ہر چند اسد نے انکار کیا نہ مانا گھوڑا دریا میں ڈالدیا وہ مرکب اس طرح پانی پر جاتا تھا جیسے کوئی زمین
پر چلتا ہی ایرج نہایت خوش ہوا اسد سے کہتا ہی کہ ای اسد واللہ یہ تو صاحبقران کا گھوڑا ایسا ہی یہ بھی
پانی پر جاتا ہی اسد بولا کہ ای شہریار وہ بڑے بڑے دریا جو قاف میں ہیں انکو اتر گیا ہی وہ گھوڑا دیوزاد
ہی ماں اسکی پری باپ اسکا دیوزاد ہی اور وہ تو صاحبقران سے باتیں کرتا ہی اور کسی کی تاب و طاقت
ہی کہ اس سے لڑکر عہدہ برآ ہو جب صاحبقران قاف گئے دیووں کو مارکر آئے تو قلعہ مغرب پر لشکر
نوشیروان کا پڑا ہوا تھا صاحبقران قلعہ میں تشریف لیگئے اشقر کو باہر چھوڑ گئے تھے اشقر نے جس وقت
صاحبقران کو نہ پایا تو کرور سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا وہ گھوڑا اندر لشکر کے در آیا لشکریوں نے چاہا کہ اُسے
پکڑ لیں اُسنے ایک ایک پر دانت مارنا شروع کیا ہزارہا آدمی رات بھر میں مار ڈالے اور کسی کے ہاتھ نہ لگا
نوشیروان حیران تھا کہ کیا کیجیے کہ اتنے میں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے اور نوشیروان سے بہت زر نقد
لیا اور اشقر کو اپنے ساتھ لیگئے ای ایرج نوجوان وہ گھوڑا تو قدرت خدا ہی مگر یہ بھی اس سے کم نہیں ہی اور
بھی یہ تمھاری قسمت کا تھا جو تمکو ملا ایسے گھوڑے کاہے کو نصیب ہوتے ہیں اسد ایرج کو باتوں میں
لگائے ہوئے ہی اور اس فکر میں ہی کہ کیونکر اسے دریا میں ڈھکیل دوں اور گھوڑا لیکر چلا جاؤں یہاں تک
کہ بیچ دریا میں پہونچا اسد نے کہا کہ ای ایرج نوجوان آپنے مردم آبی دیکھا ہی ایرج نے کہا کہ بھئی
مردم آبی کیسا اور کہاں ہی اسد نے جواب دیا کہ وہ پانی میں معلوم ہوتا ہی جھانک کر دیکھیے ایرج ایک طرف
کو جھکا پوچھا کہ بھئی کہاں ہی کہیں تو نہیں معلوم ہوتا اسد بولا کہ وہ ایک جگہ قائم نہیں رہتا آپ دیکھیے ابھی
وہ نکل گیا اور ایک ذرا غور سے نگاہ جمائے رہیے تو یقین ہی کہ معلوم ہو ایرج اتنا جھکا کہ ایک پاؤں
رکاب سے نکل کر پشت زین پر آگیا اسد نے ایرج کو بیچ دریا میں اُلٹ دیا آپ چل کھڑا ہوا بجلدی
تمام اُتنا دریا طے کر گئے مع شبدیز بن اشقر راہی ہوا ایرج نے یہاں کئی غوطے کھائے مگر دریا تھا چھوٹا

ڈوبتا اُچھلتا دریا کنارے آ گیا تمام لباس تر ہو گیا تھا کھڑا ہوا ہانپ رہا تھا کہ ایرج افسوس تو اس دلیر کے
قریب میں آ گیا اُسے پیچھے ڈالیں تھوڑا گیا اور گھوڑا بھی لیگیا اگر آپ نہ گیا ہوتا یہ مثل مشہور ہے کہ سانپ نکل گیا لکیر کو
پیٹا کرو شعر پاسے ہوئے پشیمان نہ دارد سود گرگ از گلہ گوسفند برد کبھی اپنے دل میں کہتا ہے کہ ای ایرج
یہ دیو ایسا تھا ہی تجھکو دیوانہ بنا گیا اس اثنا میں لوگ ایرج کے پہونچے اپنے آقا کو اس بحالت حیرت
دیکھا شاپور نے کہا کہ پیر و مرشد آپ نے یہ حالت کرکے اپنا یہ حال کیا ایرج نے کہا ہاں بھی جو چاہو سو کہو
قصہ مختصر ایرج وہاں سے سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے
کہا کہ صد ہا مرتبہ دیوانہ تمہیں بچشم دیکھا ہے مکاری پیش آیا ہے پھر تم اُسکے فریب میں آ گئے خیر یہی غنیمت ہے
کہ تمہاری جان بچگئی یہی باتیں تھیں کہ شہزادہ ہمدار و یطروما سب تصدق ہوکر آئے گرد پھرے اور کہا کہ خیر اعظم
نے آپ کو دوبارہ زندگی کی کہا کہ ہاں بچی اُس دیوانے کلیجا پکا دیا کہ اسی اثنا میں لندھور بھی مع اسد کے آیا
ایرج نے تعظیم کی اور تمام حال اسد کا بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ مکر کیا میں جو اُسے پاؤنگا تو ہرگز زندہ
نہ چھوڑونگا لندھور نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو خوب معلوم ہے کہ وہ مجھے کیا کیا ہوا اور ہمکو بتنے کیسی شکست
اُسکا جنبہ کرتے پایا تم جانو وہ جانے بلکہ اگر وہ تمہیں قتل کرنے کا ارادہ کریگا تو میں اپنے مقدور بھر تمہیں بچاؤنگا
اور اُسکی طرفداری نہ کرونگا ایک شخص سخن ناشنو ہے اسکو میں کیا کروں ایرج چپ ہو رہا لیکن اسد گھوڑا
لیے ہوئے نہایت خوش کمال بشاش اپنے رفیقوں میں آیا فتاح پلنگینہ پوش کو سلام کیا گھوڑا دکھایا
اور کہا کہ چچا دیکھا آپ نے ایسا گھوڑا اور اُس پاجی کے پاس چھوڑتا میں سائیس بنکر لایا اور تمام حال
بیان کیا فتاح اُٹھ کر لپٹ گیا اور کہا کہ ای اسد حقا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے میں تیرے باپ
کے پاس بھی رہا مگر یہ جرأت اُسکی بھی نہیں دیکھی سپاہ گری کے چھپیس فن سُنے تھے لیکن تجھ میں دیکھے یہ
کہ ایسے زبردست سے اس طرح پیش آنا اور کچھ خوف نہ کھانا اور بہت سی تعریفیں کیں اسد غازی نے
کہا کہ عمو جان یہ سب آپ ہی کا فیضان صحبت ہے میں کیا ہوں بعد اُسکے ضرغام شیر دل سے خطاب کیا کہ
تم شاہزادہ نور الدہر کی خدمت میں جاؤ میری طرف سے آداب تسلیمات بجا لا کر عرض کرنا کہ ای شہریار ایرج
قریب ملک زرائل کے آ پہونچا ہے اور ارادہ اُسکا قلعہ ذوالامان پر جانے کا ہے تعجب ہے کہ آپ غفلت کیے ہوئے بیٹھے ہیں
جلد تشریف لاکر روکیے اس پاجی کو کہ زرائل تک نہ پہونچ سکے اور اگر وہ زرائل پر پہونچ گیا تو وہاں سے جہازوں پر
سوار ہوکر قلعہ ذوالامان پر جائیگا اور وہاں خدا جانے کیا قیامت برپا کریگا پھر کون ایسا ہے جو اُسے روکیگا اور ملکہ
صاحبقرانی کی عزت و حرمت بچائیگا آپکو آگاہ کر دیا آگے آپ کو اختیار ہے ضرغام شیر دل اُسی وقت راہی ہوا پاسے
شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے قضا سے کار اتفاقات روزگار خالد بن ولید اسد کی خبر کے واسطے چلا ہے دور سے
دیکھا کہ ضرغام شیر دل ایک طرف کو چلا جاتا ہے اپنے دل میں کہا کہ اسکو پکڑ کر ایرج کے پاس لیچلیے ایرج مجھسے
بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور سر راہ ایک سفید رومال میں کچھ نقل اور میوہ باندھ کر ڈالدیا اور آپ
پوشیدہ ہو گیا ضرغام جو وہاں پہونچا دیکھا رومال سفید کسی شخص معقول کا پڑا ہے اُسے اُٹھا لیا گرہ جو کھولی اور
نقل اور میوہ پایا دل میں کہا خدا جانے کس شخص کا گرا ہے دو چار آوازیں دیں کہ یہ رومال کسکا ہے آسکے اور
لیجائے ادھر اُدھر پکار کر چل نکلا اور کہا کہ خدا نے تجکو دیا ہے خوب نقل اور میوہ نقل کرتا ہوا چلا چند قدم آیا ہوگا
کہ ایک چکر آیا اور بیہوشی نے ارا چھینک مار کر دھم سے گرا خالد کمینگاہ سے نکلا اور حلقہ سے کمند سے ضرغام کو

باندھا چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹ کر پیٹھ پر لگا کر راہی ہوا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہی کہ مین نے
خبر اسد کی منگوائی ہی ذرا معلوم ہو جائے کہ فلان مقام پر ہی ابھی جاتا ہون اور اُس سے مرکب اپنا لاتا ہون
وہ تو غضب کر گیا کہ ایسا مرکب کہ جسکا مثل سوائے مرکب صاحبقران کے نہین ہی مجھسے دغا کرکے لیگیا کہ اسی اثنا
مین خالد بن دیو چہر پشتارہ بدوش پہونچا سلام کیا ایرج نے پوچھا ای خالد یہ پشتارہ کیسا ہی کہا تو اُس دیوانے کو
پکڑ لایا خالد نے کہا ای شہریار اسد تو نہین ہی مگر اُسکے عیار صبار فتار یعنے ضرغام شیردل کو لایا ہون ایرج
نے کہا ای خالد یہ کیا اسد سے کچھ کم ہی اور سات پارچے کا خلعت دیا اور پوچھا کہ ای خالد یہ تو بلا سے بیدرمان
ہی کیونکر تیرے ہاتھ لگا اُسنے سب حقیقت بیان کی ایرج بیحد خوش ہوا کہا کہ اسے ہوش مین تو لاؤ عرض کیا
کہ پہلے قید آہنی مین گرفتار کر لیجے نہین تو یہ زبردست [illegible] مین توڑ کر بھاگ جائیگا ایرج نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون
کو اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے ضرغام کو اسیر غل و زنجیر کیا ایسا فتیلہ رفع بیہوشی دیا ضرغام چھینک مار کر ہوش مین آیا
دیکھا کہ سامنے ایرج مع سرداران نامدار بیٹھا ہی اور تو بندھا ہوا ہی بس صاف خیال اسکے دل مین گذرا کہ وہ نقل ہوئی
جو تو نے کیا پایا تھا اُسی سے بیہوش ہوا اور کوئی عیار تجھے پکڑ لایا خیر پھر چہ بادا باد بس ایک اکڑ مروڑ سے اُٹھا کہ تمام
زنجیر مین فغان ہوئی غل سے زنجیر کے قریب تھا کہ لوگ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید اسنے توڑی سب دست
بہ قبضہ ہو گئے تھے ضرغام نے بطریق اہل اسلام سلام کیا چونکہ اہل اسلام تھے اُنھون نے جواب سلام کا دیا ایرج نے
کہا کہ ای مکار تو نے کیا کیا مکاریان کین ہین کہ دل پر میرے داغ ہین اب کہہ کہ تو آپ کو کس طرح پاتا ہی ضرغام
پکارا کہ جس طرح شیر زر و باہ حیلہ گر کے دام مین گرفتار ہو جاتا ہی ایرج پکارا کہ تو نے دغابازیان نہین کین
ضرغام نے کہا کہ مین نے آج تک دغا سے کوئی کام نہین کیا مجھے تو پہلوانی کا دعوی ہی جو شخص مجھے بہ جرأت
و بہادری زیر کرے پھر جو کچھ وہ کہیگا مین قبول کرونگا اسنے کہ مجھے زیر نہین کیا مین فقط از راہ دوستانہ
اُسکے ساتھ ہو گیا ہان البتہ نور الدہر سے مجھے دعوی ہمسری نہین اگر تجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھے
چھوڑ دے اور مجھسے مقابلہ کر اگر فن سپاہگری مین تو مجھپر غالب آئیگا تو مین تیرا حلقہ بگوش ہونگا ایرج نے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہی اسی وقت حکم دیا کہ قید اسکی کٹوا دو پس چند عیارون نے اور لوگون نے عرض کیا کہ یہ مکاری کرتا ہی
آپ اسکے فریب مین نہ آئین ایرج نے ایک کی نہ سنی اور قید ضرغام کی کٹوا دی اور کہا کہ لاؤ گھوڑا اور
بارگاہ سے باہر نکلا تمام اسلحہ جنگ ضرغام کو دیئے آپ مرکب پر سوار ہوا اور ضرغام سے کہا کہ آؤ مجھسے سامنا کرو
ضرغام شیردل ایرج کے پاس سے دور جا کر پکارا کہ ای آفتاب پرست مین عیار ہون مجھسے سرگرم ہو کر لڑنے
سے کیا غرض بفریب دام سے چھوٹا ایرج للکارا کہ لینا اس مکار کو نہ جانے پاوے آفتاب پرست ضرغام پر
دوڑے ضرغام نے خنجر کھینچکر دو چار کو مار کر میدان پکڑا چل نکلا اب ایرج نے تعاقب مین اُسکے گھوڑا ڈالا
اور پکارتا جاتا ہی کہ ارے لینا اس مکار کو جہان پر لوگ ضرغام کو گھیرتے تھے ضرغام دو چار دس پانچ کو
مار کر صاف نکلجاتا تھا یہان تک کہ تمام لشکر کو طی کر کے باہر نکلا اور ایرج بھی تعاقب مین چلا ضرغام نے نعرہ کیا
کہ او بزار بچے دیکھون کہان تک میرے تعاقب مین آتا ہی اگر بیابان مرگ تجھے نہ کیا ہو تو نام اپنا ضرغام شیردل
نہ رکھا ہو لوگون نے ایرج سے کہا کہ پیر و مرشد جانے دیجیے اس مکار کا پیچھا نہ کیجیے ایرج نے نہ مانا چلا اُسکے
تعاقب مین اور ضرغام کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف پھرتا جاتا ہی ایرج بھی مرکب کو پھیرتا جاتا ہی کوئی دو کوس
ایرج آیا ہوگا کہ بیابان کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ایرج نے مرکب کو روکا ہرکارون سے کہا

خبر لاؤ کون آتا ہی ہرکارے مثل پیک نظر جاکر پھر آئے عرض کیا کہ باپ طہماس کا عنقویل دیو پرور آتا ہی کہا کیا ارادہ ہی
اسکا عرض کیا کہ قصد رزم و پیکار رکھتا ہی ایرج بولا کچھ اندیشہ نہین ہی اور سپہر گرد داخل لشکر ہوا ادھر عنقویل دیو پرور
کا خیمہ استادہ ہوا عنقویل خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا مصروف شراب خواری ہوا جب نشہ خوب ہو چکا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم کوس حرب و ضرب بجا ہرکارون نے خبر ایرج کو دی ایرج نے کہا کچھ پروا نہین
ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارۂ رزمی نوازش مین آیا غرض چار پہر رات دونون لشکرونکو
مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دسے کر چلے گئے
اُس وقت عنقویل دیو پرور نے کرگدن کو نکالا لشکر مین اسکے علم جلوہ گری پر آئے آواز باجون کی بلند ہوئی
لگی سلامی اُترنے مگر عنقویل جو میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارز طلبی کی کہ ہان ہی وہ نالائق
کہ جسنے شیر دہن کو ناحق مارا یہ کہنا تھا کہ طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے ایرج کے آیا اجازت میدان
چاہی ایرج نے کہا ای طرماسپ عنقویل تیرے خون کا پیاسا ہی تو اُسکے مقابلے کو نہ جا مین جاکر اُس سے
مقابلہ کرونگا طرماسپ نے عرض کیا ای شہریار اگر مین اُسکے مقابلے کو نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ طرماسپ ڈر گیا
آپکے اقبال سے سر اسکا کاٹ کے لاؤنگا ایسا حلوہ نہین کہ عنقویل مجھے نگل جائیگا اور اگر آپ نہ جانے دینگے
تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا خنجر مار کر مر جاؤنگا ایرج ناچار ہو گیا کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہی طرماسپ
سلام کرکے گینڈا چمکا کے میدان مین آیا عنقویل نے جو اُسے دیکھا لگا ورزن ہوا برابر سے گینڈے پیدا ہو گئے
مار مار کر گینڈون کو بڑھایا ایک دوسرے سے مقابل ہو عنقویل پکارا کہ او نالائق تونے شیر دہن کو ناحق
قتل کیا اور تمام نوشاباد پر کیسا ظلم کیا ارے او ناہنجار کوئی بھی اپنے عزیزون اور ہم وطن والون سے
ایسا سلوک کرتا ہی جو تونے کیا کہ زرا زرا سے بچون کو چھید چھید کر مارا حالانکہ شیر دہن تجھے خراج بھی دیتا تھا
بیعت بھی کرتا تھا تونے جیسیر بھی نہ مانا طرماسپ بولا بس زبان سنبھالکر بات کر مجھکو غیرت آئی کہ مین ایرج کی
خدمت مین ایسا معزز ہون اور میرا عزیز آفتاب پرست ہو مین نے ہر چند کہا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اُسنے نہ مانا میرے
ہاتھ سے مارا گیا اور رعایا پر الگا لنس پھولنس کی طرح کٹا آئی ہی ہین کس حساب مین عنقویل پکارا او نالائق یہ
سب بندگان خدا نہ تھے تو انکو گھالنس پھولنس کہتا ہی اگر عوض اُنکا تجھسے نہ لیا ہوگا تو عنقویل نام اپنا نہ رکھا ہوگا
طرماسپ بولا کیون خفا آئی ہی اپنے دین قدیم پر قائم ہو چلکر ملازمت ایرج صاحبقران کی اختیار کرو تو تیغ
شیر دہن سے بدتر تیرا حال کرونگا عنقویل برہم ہوا کہا او بدتمیز جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ پکارا کہ
تم حربہ اپنا مجھ پر کرو عنقویل بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے اُس وقت طرماسپ نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار
کہکے مارا عنقویل نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کسی کا مطلب
حاصل نہ ہوا نیزے ٹکرا کے ٹکڑے ہو گئے طرماسپ نے دوڑ کر ساطور از اسپ پر سے لیا اور عنقویل پر مارا
عنقویل نے رد کیا اور چوبدست اُٹھا کر ماری طرماسپ نے ساطور پر رد کی اور پھر ساطور مارا عنقویل نے
پھر رد کیا اور پھر چوبدست ماری اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی ایک مقام پر طرماسپ نے کر بتا کر سر پر
ساطور مارا کہ اوچھا سا زخم عنقویل کے لگا عنقویل نے بھی چوبدست ماری تو دستے پر سے ساطور کے اُچٹ کر
شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا اور وہاں سے کرتے پر آئی کہ وہ بھی زخمی ہوا وہان سے گینڈے کے پہلو پر پڑی
کہ گینڈا اور طرماسپ دونون تہ و بالا ہو گرے عنقویل نے چاہا کہ ایک چوبدست اور مارے کہ کام

اُس کافر کا تمام کرے مگر ابھی تو قضا اسکی نہین ہی ایرج دوڑ پڑا الغرہ کہا کہ ای عنقوبیل یہ کیا حرکت نامردانہ ہی بس بس
آپہونچا یہ تو بیہوش پڑا ہی اسکا مارنا نامردی ہی اور گھوڑا بڑھا کر قریب آیا عنقوبیل نے ہاتھ اپنا روکا اور کہا
کہ ای ایرج اس نامرد کا مار ڈالنا ہی بہتر ہی مگر خیر تمھارے آجانے سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون ایرج نے
اُسی وقت پالکی منگوا کر طرماسپ کو سوار کرایا اور عنقوبیل سے کہا کہ آج دن کم رہگیا ہی کل میرے تمھارے مقابلہ
ہیجو وہ بولا کیا مضائقہ ہی تم بھی کل سامنا کرلینا یہ کہکے پھر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم
پہن کر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا جب خوب نشہ تیز ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُدھر ایرج طرماسپ کو چولایا جراحون کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے کولا ملوایا شانہ بندھوایا کہ اس اثنا مین
خبر ہوئی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال عنقوبیل دیوپرو نے
گھوڑا اپنا صف سے نکالا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے ایرج نکلا بعد ازنگا ورزی ایرج نے کہا ای عنقوبیل
تو دین آفتاب پرستی اختیار کر مین تیری بہت سفارش کرونگا اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی دین آفتاب پرستی
پر اور تو میری عزت کیا کریگا تو خود بے عزت ہی ایرج آگ ہو گیا کہا کہ معلوم ہوا حال تیرا خراب ہی سر جنگ
مقبول تجھے دونگا لا حربہ اپنا عنقوبیل دیوپرو پکارا کہ ہم اہل اسلام مین سبقت نہین کرتے جو خدا تیرے
حربے سے بچائیگا تو اپنا وار کرینگے ایرج نے کہا خیر اور نیزہ مارا عنقوبیل نے نیزے پہ نیزہ لیا خوب نیزہ بازی
ہوئی آخرکار ایرج نے نیزہ اُسکا ہوا لی کیا عنقوبیل نے برہم ہو کر چوبدست ماری ایرج نے اُٹھا لیے وقتے
چوبدست کو خیال مین کرکے پٹی لی زور کشاکش سے گھوڑے لنگڑ ہوئے ان کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے تلکار
دونون پیادہ ہوگئے اور سرگرم تلاش ہوئے لگی کشتی ہونے چار پہر دن کشتی رہی شب کو بھی جدا نہ ہوئے تمام
میدان مین روشنی ہوگئی افسران فوج اپنے ہمراہیون سمیت جابجا بیٹھکر کھانے منگوا کر کھانے لگے کشتی کا تماشا
دیکھ رہے ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا تین شبانہ روز کشتی رہی اب چوتھے دن یہ حال
ہی کہ عنقوبیل کا دم آچکا ہی اور زور بچا بچا کر لڑ رہا ہی مگر کہان تک بجے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے
لنگ عنقوبیل کا توڑا سر پہ چرخ دے کر زمین پہ مارا سینے پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا اُدھر
لوگ عنقوبیل کے اُداس پریشان پھر گئے عنقوبیل کو اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھجوایا آپ کھانا
کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آیا دنگل شوکت پہ متمکن ہوا طرماسپ کا زخم بھی قریب بصحت تھا وہ بھی آیا سلام
کرکے اپنے دنگل پر بیٹھا اُدھر لندھور بھی اس خیال سے آیا کہ دیکھون عنقوبیل گرفتار ہوا ہی اُس سے کیا گفتگو
آتی ہی جب تمام دربار معمور ہو چکا ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ عنقوبیل کو چوبدار گیا اور لیکر آیا عنقوبیل نے بطریق
اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی سے اشارہ کیا کہ
دے جام شراب کا ساقی جام مے ارغوانی لبریز کرکے پاس عنقوبیل کے لایا اُسنے جام پھینکدیا ایرج کو غصہ آیا
مگر ضبط کیا کہا کہ ای عنقوبیل مین نے تجھے کس طرح زیر کیا جواب دیا کہ تو زبردست تھا مین تجھسے مغلوب ہوا ایرج
نے کہا اب تو دین آفتاب پرستی قبول کر اُسنے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون آفتاب پرستی پہ جان دینا قبول ہی مگر
آفتاب پرست ہونا قبول نہین ایرج نے کہا اچھا آفتاب پرست نہ ہو تو میری بیعت کرو مین تمھین چھوڑ دونگا
جہان چاہنا میرے پاس رہنا چاہنا چلے جانا عنقوبیل پکارا کہ او تاجزادے مین کبھی تیری بیعت قبول نہ کرونگا اگر

شاہزادہ نورالدہر کا دشمن ہون تو تیری بیعت کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ پاجی سے آشتی کرون طرماسپ
نے جو یہ کلمہ سنا کمر سے زہر کا بی ساطور نکالکر دوڑا کہ ارے او زبان دراز ایرج صاحبقران کو پاجی کہتا ہی
قضا تیری آئی ہی ایرج جب تک منع کرے کہ او طرماسپ یہ تو کیا کرتا ہی طرماسپ نے عشقویل پر
ساطور مارا عشقویل اسیر غل و زنجیر تھا کیا کرتا ہاتھ اُٹھا دیے ایک طرف جھکا تھا کہ ساطور سے ہاتھ قلم ہوئے
گردن پر ساطور بیٹھا کہ صاف گلا اُس مرد مومن کا کٹگیا اور زمین پر تڑپنے لگا درجۂ شہادت پر فائز ہوا
لندھور نے جو یہ دیکھا غضبناک ہوکر اُٹھا اور پکارا کہ او نالائق یہ تو نے کیا کیا اُسنے کہا کہ عشقویل نے
نہ دین قبول کیا نہ بیعت اختیار کی اتمام حجت ہوچکی تھی مین نے اسے مارا لندھور نے ایرج سے کہا کہ
کیا بیعت شکنی پر کمر باندھی ہی ابھی مجھسے آپ سے اقرار تھا ایرج طرماسپ کی حرکت دیکھکر دم بخود
بیٹھا تھا ہاتھ باندھکر کہا کہ اے دار اے ہند قسم ہی مہر اعظم کی مین نے اس بد ذات سے نہین کہا تھا
کہ تو عشقویل کو مار بلکہ مین اسے منع کرتا رہا سنتے نہ سنا لندھور نے کہا کہ اے ایرج ہمنے بیعت فقط
اہل اسلام کے بچاؤ کے واسطے کی ہی نہ کہ اہل اسلام قتل ہون اور مین دیکھتا ہون جب تک یہ دو چار
بانی فساد نہ مارے جائینگے جب تک کچھ نہ ہوگا بہزاد نے اپنے باپ کا سر کاٹ کر لاکے تمھارے سامنے
رکھدیا اور تمنے کچھ نہ کہا آج سامنے میرے اس ملعون نے عشقویل کو مارا مین صبر کر جاتا ہون اسی
لوگ مجھے بدنام کرتے ہین ایرج نے کہا اے رستم زبان طرماسپ حاضر ہی جو چاہیے سو کیجیے لندھور بولا
فقط تمھاری محبت سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون اگر تمھارا درمیان نہ ہوتا تو ابھی اسکے ٹکڑے ٹکڑے
کرتا ایرج نے طرماسپ سے کہا کہ اگر تو نے اب ایسی حرکت کی اُسی وقت تجھے مار ڈالونگا معلوم ہوا
کم بخت الموت سفید ہی کہ اپنے دادا کو تو نے مارا اُسکی محبت تجھے نہ آئی ہزار ہزار لعنت ہی تجھپر طرماسپ
نے کچھ جواب نہ دیا لندھور نے لاش عشقویل کی وہان سے اٹھوائی فوج والون کو اسکے بلوا کر سبھون کو
تشفی دلاسا دیا اور کہا کہ صاحبو قضا سے سب ناچار ہین اسکو یون نہین مارا جانا بدا تھا تم صبر کرو لاش لیجا کر
بیشۂ کلنگان مین دفن کردو وہ سب لاش کو لیکر گریان و نالان بیشۂ کلنگان کو روانہ ہوئے مگر طرماسپ
نالائق نے دوسرے روز ایرج سے کہا کہ ثمود عاد مدت سے آپکی قید مین گرفتار ہی آپ نے
کیون اُسے گرفتار کر رکھا ہی اُسے بلوائیے بیعت کرے فبہا نہین تو قتل کیجیے ایرج نے لندھور سے
کہا کہ آپ اب ثمود عاد کے مقدمے مین کیا کہتے ہین اُسے قید مین گرفتار ہوئے عرصہ ہوا آپ نے بھی
اُسے سمجھانے مین کمی نہ کی ہوگی لندھور نے کہا کہ مجھی کچھ اختیار ہی مین اُسکے مقدمے مین کچھ دخل نہ
دونگا ایرج نے کہلا کر ثمود عاد کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا یہان ثمود عاد نے جس وقت سے سنا تھا
کہ طرماسپ نے عشقویل کو مار ڈالا عجب صدمہ ہی دل مین اپنے کہ رہا ہی اے ثمود عاد دیکھ اس کافر کو
قتل کیجیے عوض خون عشقویل کا لیجیے افسوس مفت مین ظالم اس کا باپ مارا گیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا
کہ چوبدار نے آکر داروغۂ زندان سے کہا کہ لیچلو ثمود عاد کو زیدۂ آفتاب پرستان نے یاد کیا ہی داروغہ
اُسی وقت ثمود عاد کو لیکر سامنے آیا ثمود عاد نے آکر سلام کیا ایرج نے اُسے کرسی پر بٹھایا اور کہا
کہ اے ثمود عاد مدت سے تو میرے یہان قید ہی یا تو بیعت میری کر نہین تو آمادۂ مرگ ہو ثمود عاد نے کہا
مین نورالدہر کی امید پر تھا کہ شاید وہ آکر مجھے رہا کرے اب مجکو امید قطع ہوچکی مین بیعت کیا چاہون

دین آفتاب پرستی اختیار کرتا ہون مگر اس شرط سے کہ طرماسپ کی رفاقت مین رہا کرون ایرج یہ کلمہ
سنکر بہت خوش ہوا کہا ای ثمود عاد تم ہمیشہ طرماسپ کے پاس رہا کرو مجھے اسمین کیا عذر ہی اور حکم دیا
بلاؤ آہنگرون کو کہ قید ثمود عاد کی دور کرین اُسی وقت قید ثمود عاد نے توڑ ڈالی اُٹھکر ایرج کے قدمون
کو بوسہ دیا طرماسپ کے ہاتھ چومے ازروے حکمت دین آفتاب پرستی اختیار کیا ایرج نے حکم دیا
کہ ثمود عاد کی فوج کو ڈھونڈھ کر لاؤ اور خیمہ و اسباب ضروری سب اُسکے واسطے مہیا کرو القصہ ثمود عاد
رہنے لگا ایک روز طرماسپ بارگاہ سے ایرج کی اُٹھا ثمود عاد باتین کرتا ہوا چلا طرماسپ بولا کہ بھئی
ثمود عاد رات زیادہ جا چکی ہی آج ہمارے ہی خیمے مین کھانا کھاؤ اور یہین سو رہو اُسنے کہا کہ اچھا
وہان کسکا ہی اور یہان کسکا ہی سب ایک ہی غرض کھانا کھایا شراب پی ناچ خوب دیکھا دو پہر رات گئے
طرماسپ سویا ثمود عاد بھی پلنگ پر لیٹا جب دیکھا کہ طرماسپ بالکل غافل ہوگیا اُس وقت ثمود عاد
اُٹھا ساطور طرماسپ کا ہاتھ مین لیا پہرے والے نے پوچھا کہ ساطور آپ نے کیون اُٹھایا ہی بس یہ سُنکر
وہی ساطور جو اُسپر مارا پہرے والے کے دو ٹکڑے ہوے ادھر سے پھر کر خدمتگار کو مارا اب طرماسپ
کی طرف چلا مگر دل کے مارے عجب حال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ طرماسپ بیدار ہو جاے اسی خوف مین
ساطور جو طرماسپ پر مارا ساطور ہاتھ سے نکل گیا اور پیٹھ پر طرماسپ کی پڑا دو ٹکڑے تو ہو سکے
مگر زخم کاری لگا طرماسپ بیدار ہوا پکارا کہ لینا اس عادی کو جانے نہ پاے ثمود عاد اگر دوسرا
ہاتھ مارے تو اسکا کام تمام ہو مگر رشتۂ حیات اس موذی کا قطع نہ ہوا بسبب خوف کے ثمود عاد بھاگا
غل جو ہوا کہ ثمود عاد نے طرماسپ کو مارا لوگ چار طرف سے دوڑے ثمود عاد دو چار کو مار کر
طرماسپ کے کرگدن پر سوار ہو کر بھاگا قضاے کار ایرج غل و شور سُنکر بیدار ہوا کہا کہ ارے خبر تو لاؤ
یہ غل کیسا ہی ہرکارے گئے اور بعد گھڑی بھر کے آے عرض کیا کہ ثمود عاد طرماسپ کو مار کر بھاگا ہی
ایرج یہ سُنتے ہی آگ ہوگیا کہا کہ قسم ہی سبز اعظم کی جہان یہ عادی جائیگا وہین پہونچ کر اسے مارونگا
جب تک اسے نہ مار لونگا آب و دانہ مجھپر حرام ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہو کر باہر آیا دیکھا کہ قارن بن بلوط
ٹہل رہا ہی اُسنے سلام کیا ایرج نے کہا ای قارن تم جا کر طرماسپ کو دیکھو اگر طرماسپ زندہ ہی تو اُسکے
علاج زخم مین مصروف ہو مین ثمود عاد کے پیچھے جاتا ہون القصہ قارن تو طرماسپ کی طرف راہی ہوا اور
ایرج مرکب پر سوار ہو کر تعاقب مین ثمود عاد کے چلا فوج ثمود عاد کی چلی جاتی تھی اثناے راہ مین ملی
ایرج نے نعرہ کیا کہ ثمود عاد کہان ہی سبھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم ہمسے ملاقات تک نہین ہوئی ایرج
نے اُنسے کچھ نہ کہا پھر گھوڑے کو آگے بڑھایا مگر ثمود عاد پہر ڈیڑھ پہر رات سے چلا تھا اُتنی رات برابر چلا آیا
اور دو پہر دن بھی برابر چلا گیا ایک سبزہ زار مین پہونچا وہان چشمہ آب بھی تھا ہواے سرد بھی چلی آتی تھی گینڈے
پر سے اُترا اُسے چھوڑ دیا کہ وہ تو چرنے لگا آپ ایک درخت چنار کے سایے تلے لیٹا لو ہی دو گھڑی
گذری ہونگی کہ ایرج پہونچا ثمود عاد کو دیکھا نعرہ کیا کہ باش ای عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
اسی واسطے تو نے رفاقت طرماسپ کی اختیار کی تھی کہ قابو پاکر اُسے مار لیے اُسکا خون تیری گردن
پر سوار ہی بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور تلوار میان سے کھینچکر دوڑا ثمود عاد وہین درخت چنار
اُکھیڑ کر دوڑا کہ او آفتاب پرست تو آیا تو کیا کریگا قضا تیری یہان تجھے لائی ہی یہ کہکر درخت چنار

ایرج پر مارا ایرج نے اُسے خالی دیا ثمود عاد اُسکے جھونک مین گیا تھا کہ ایرج نے تلوار ماری کہ کمر پر
پڑی مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گئے لاشہ اُسکا تڑپتا ہوا چھوڑکر نہایت خوشنود کمال مسرور وہان سے
پھرا جدھر سے فوج ثمود عاد کی آتی تھی وہ راستہ چھوڑکر دوسرے راستے سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
مگر فوج ثمود عاد کی جو چلی آتی تھی اور اُس مقام پر پہونچی کہ جہان لاش ثمود عاد کی پڑی تھی بس لاشہ جدا اپنے
سردار کا دیکھا خون اُسکا لیکر منھ پر ملا گریبان چاک کئے خوب روئے پیٹے ارادہ کیا کہ چلکر ایرج سے لڑین
اپنی بھی جان دین وہ جو عادی عاقل تھے اُنھون نے کہا کہ ہم چاہیے ایرج پر غالب ہون یہ ممکن نہین مگر اپنی
جانا ضرور ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ لاش کو شاہزادہ نورالدہر کے پاس لیچلیے وہ خود خون کا عوض لینے آئیگا اُسکے
ساتھ ہو کر لیجیے تو بہتر ہی یہ صلاح کرکے لاشہ ثمود عاد کا لیکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی روانہ ہوئے
یہان نورالدہر جام جم اسد غازی کو بھیجکر عازم ہی کہ اب ایرج پر روانہ ہوا اسباب سفر تیار ہو رہا تھا
دامنہ کوہ مشتری حصار مین لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا ہوا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی شاہزادہ بیٹھا ہوا
سیر صحرا کی کر رہا ہی اور رفیق گرد و اطراف مین جمع ہین طہماس سامنے بیٹھا ہی شاہزادہ اخبار نویس سے
پوچھ رہا ہی کہ ایرج کہان تک پہونچا وہ عرض کر رہا ہی کہ نوشاباد اور بیشہ کلنگان مین ہی یہی باتین تھین
کہ دور سے کچھ لوگ سیاہ پوش معلوم ہوئے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا
اُسپر سیاہ گھیرا تنا ہوا لوگ کاندھا بدلتے ہوئے آگے تابوت کے نکلنے کے لوٹے روشن بخورات ہوتا ہوا
حافظ صحیفے پڑھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی آوازین بلند چلے آتے ہین نورالدہر نے کہا خیر تو ہو یہ کس مرد مومن
کا تابوت ہی طہماس نے عرض کیا کہ لوگون کی وضع سے ثابت ہوتا ہی کہ نوشاباد سے ہین ہرکارون نے
دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ یہ لاش طہماس کے بھائی شیر دہمن بن گوہ لخت کی ہی طہماس بہت آبدیدہ
ہوا عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بہت مرد فہمیدہ و سنجیدہ تھا نہین معلوم کیونکر مارا گیا کہ اس اثنا مین وہ لاشہ
لاکر سامنے نورالدہر کے رکھا گیا اور اُن سب نے عرض کیا کہ ای شہریار طرماسپ نے اسے ناحق مارا یہ
نوشاباد کا خراج بھی ایرج کے دینے کو راضی تھا اور بیعت بھی کرتا تھا اُسنے نہ مانا یہی کہا کہ دین آفتاب پرستی
اختیار کر اس مرد مومن نے دین اسلام ترک نہ کیا آخر لاکر مارا گیا درجہ شہادت پر فائز ہوا طہماس بولا
صاحبو وہ نالائق میرا نطفہ نہین ہی وہ نطفہ شیطان ہی جیسا جیتا ہون تو عوض اسکا لونگا شاہزادہ نورالدہر
نے فاتحہ اُسکے تابوت پر پڑھا لوگون کو تشفی دلاسا دیا لاش کو سمت خانہ کعبہ روانہ کیا دو دن گذرے تھے کہ لاشہ
مظفر ارمنوس حصاری کا آیا لوگون نے رو رو کر بیان کیا کہ یہ خود ایرج کی بیعت کو گیا تھا کہ بہزاد مرتد نے
اپنے خیمے مین لیجا کر اسے شہید کیا نورالدہر اسکے واسطے بہت رویا اور کہا کہ ایہا الناس یہ وہ مرد بزرگ
ہی کہ صاحبقران نے اسکو اپنا باپ کہا تھا بہت معزز تھا افسوس نالائق بہزاد مرتد نے اسے شہید کیا
الغرض اُسکی لاش پر بھی فاتحہ پڑھا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا اُسکے تیسرے دن لاش عنقوبیل دیوپیر کی آئی
لوگون نے خاک اُڑا کر نورالدہر سے عرض کیا کہ ای شہریار اسکو طرماسپ نے مار ڈالا ایرج نوجوان اسے
زیر کر لیگیا تھا گفتگو ہو رہی تھی عنقوبیل اسیر غل و زنجیر تھا کہ طرماسپ نے ساطور مارا یہ شہید ہوا اسپہ
سنتا تھا کہ آتش غضب سینے مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا روز روشن نظر مین تاریک
ہو گیا طہماس سے کہا کہ جاؤ اُس نالائق کا سر لیکر آنا تو اپنی صورت ہمین دکھانا ورنہ ہمارے سامنے نہ آنا

طہماس نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کیا کہ غلام ابھی جاتا ہی اور باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہوکر لشکر اپنا ہمراہ لیکر
چل کھڑا ہوا اثناے راہ مین لاش تمود عاد کی ملی معلوم ہوا کہ یہ بھی طرماسپ کی بابت ایرج کے ہاتھ سے
مارا گیا اور غصہ دونا ہوا اسپ اسکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے نکر حال سنیے لاش تمود عاد کا کہ جب لوگ
اسکے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آے بعد فاتحہ خوانی میت اسکی اسکے وطن کو بھجوائی اور آپ دو تین روز
کوچ کیے ہمراہ ایرج روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج تمود عاد کو مار کر اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ طرماسپ بیہوش
ہی اور قارن بہ طرح کی گردن مصروف تیمارداری ہی جراح کو بلوایا زخم اسکا دکھلایا زخم مین ٹانکے دلوائے
علاج ہونے لگا قارن نے ایرج سے عرض کیا کہ مین زخم مین ٹانکے دلوا چکا ہون آپ کے اقبال سے طرماسپ
جلد اچھا ہو جائیگا ایرج نے قارن کو خلعت دیا خود آکر بارگاہ مین بیٹھا تمود عاد کے مارنے کا حال سبھون سے
بیان کیا سبھون نے تعریفین کین لندھور بھی بیٹھا ہوا ہی کہ ایک عیار نے آکر نامہ ہاتھ مین لندھور کے دیا
لندھور اسکے لفافے کو پڑھ رہا ہی ابھی اُسے کھولا نہین ہی کہ ایرج نے ہاتھ سے لندھور کے وہ نامہ لے لیا
کہ مین دیکھون لندھور نے کہا ای ایرج تجھے جلدی کس واسطے کی مین خود تمھین دے دیتا ایرج شرمندہ ہوا
کہا کہ بچپنے کی نادانی ہوئی آپ مجھے معاف فرمائین لندھور بولا خیریت ہی مگر نامہ جو کھولا دیکھا تو جمشید و
خورشید ظلمانی نے لکھا ہی کہ ای جانشین حمزہ صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان آگاہ ہوجیے کہ ہمارے
ملک ظلمات کے قریب ایک ملک ہی کہ نام اسکا شہر صفدریہ ہی اور صفدرشاہ وہان کا بادشاہ ہی
بیٹا اسکا خنجر خان نہایت ظالم ہی اور سپہ سالار اسکا زبردست روزگار قارن فیل زور بددین بت پرستی
رکھتا ہی وہ لشکر بے پایان لیکر ہم پر چڑھ آیا ہی ہم اُس سے لڑ نہین سکتے اُسکے خوف سے قلعہ بند ہین اور آقا ہمارا
علی بیگ الزمان یہان نہین ہی امیدوار ہین کہ کفالت اور معاونت ہماری کیجیے کہ شر سے اسکی ہم محفوظ رہین
نہین تو ہم سب مارے جاوینگے اور دین زہرہ پرستی اختیار کرینگے ایسے وقت مین دستگیری ہماری کرنا
ضرور ہی ایرج جو اس مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ مین جاؤنگا مدد اُنکی کرونگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ تم کہین
تنہا مت جائیو ایرج نے کہا کہ ای رستم زمان تمنے مجھسے محبت کی ہی تم جیسے دوست کے دست ہوا اور دشمن کے
مقابلے مین کچھ بھی لازم ہی کہ مین تمھاری کفالت کرون دوسرے یہ کہ مین جہانگیر ہون ہر ملک کو اپنے زیر
حکم کرتا چلا آتا ہون اس ملک کو بھی جاکر اپنے قبضے مین لاؤنگا دشمن کو وہان سے دفع کرونگا لندھور
نے کہا اگر آپکی خوشی اسی مین ہی تو بسم اللہ مین منع نہین کرتا تشریف لیجایے کہیے مین بھی آپکے ساتھ چلون
ایرج بولا آپ یہین تشریف رکھیے مین جلد وہان سے فراغت حاصل کرکے آتا ہون اور مرجان دریا بار کو
کو بیالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا وہان جمشید و خورشید ظلمانی بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا کہ
ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ لشکر صفدرشاہ کا قریب آگیا ہی ایسا نہ ہو کہ شہر کو گھیر لے جمشید
و خورشید نے باہم مشورہ کیا کہ نامہ دارالسلطنت کو لکھ چکے ہین وہ مدد کے لیے ضرور آئینگے جب تک
ایک آدھ میدان داری کو چاہیے اسی اثنا مین یقین ہی کہ رستم زمان لندھور بن سعدان آجاینگے
حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہوکر شہر سے باہر نکلکر خیمہ آراستہ ہوا دونون داخل خیمہ ہوے اتنے مین خبر سنی کہ
لشکر مین صفدرشاہ کے طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات
دونون لشکرون مین تیاری رہی جنگ و جدال کی صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین آے جمشید اور خورشید

نماز صبح پڑھ کر مرکبون پر سوار ہو کر میدان مین آئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین لشکر سے صفدر رشاہ
کے قارن فیلزور اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمشید ظلماتی نے مرکب اپنا صف سے
نکالا بعد ازان نگاورزنی نیزہ بازی ہوئی نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دن بھر تلوار چلی قریب شام جمشید ظلماتی
ہاتھ سے قارن کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خورشید نے جراح کو بلا کر
زخم مین جمشید کے ٹانکے دلوا کے پٹی بندھوا رہا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی عرض کیا کہ لشکر حریف مین پھر
طبل جنگ بجا ہے کہا کچھ پروا نہین پروردگار مالک و مختار ہے ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے عوض طبل جنگ کے
نقارے کا گرا ۔ صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے
آج خنجر خان بن صفدر رشاہ باپ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ
نکالے جب خوب گھوڑا عرق عرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا آواز دی کہ کسے تمنا ہے مرگ ہے کہ میرے
مقابلے کو نکلے خورشید نے مرکب اپنا بڑھایا خنجر خان بڑھ کر نگاورزن ہوا مرکب پیچھے ہٹے ہٹ گئے پھر
مسلکرانون مین پھیر کر باگ ان کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا خنجر خان نے نیزہ مارا خورشید نے نیزہ پھیر
روکا تا دیر نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین کھینچکین دو بجلیان کوندنے لگین آخر کار گھوڑے
خورشید کے سکتہ رہ گئی کھائی تیغ خنجر خان کا سر بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر گیا چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہو
لوگ جھپٹ کر آئے اور خورشید کو لیگئے کچھ دن باقی تھا اسنے اور مبارز طلب کیا جمشید نے طبل بازگشت بجوا دیا
اور خنجر خان سے کہا کہ کل ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا آج دن کم ہے گو مین زخمی ہون مگر لڑونگا القصہ دونون
لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے خنجر خان جو پھر کر آیا بارگاہ مین بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے جب نشہ ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مگر جمشید و خورشید جو مجروح تھے بارگاہ مین آئے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا
کرنا چاہیے کل سب خدا پرست ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہونگے اتنے مین خبر طبل جنگ کی پہونچی جمشید
نے کہا کہ رات کو قلعہ مین بھاگ چلین خورشید نے کہا کہ بہتر ہے مگر اس طرح کہ آپ بھی طبل جنگ بجوا دیجئے
جس مین حریف کو گمان رہے کہ طبل جنگ بجا ہے صبح کو مقابلہ ہوگا طبل جنگ یہان بجا کرے آپ مع لشکر
قلعہ بند ہو جائیے صبح کر دیکھا جائیگا جمشید نے یہ صلاح بہت پسند کی اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
کوس حربی بجے اور خود مع لشکر قلعہ کی طرف چلا اور ڈیرے اسی طرح استادہ چھوڑ دیے جس مین یہ معلوم ہو کہ
فوج پڑی ہے پانچ چار نقارچی رات بھر نقارہ پیٹا کیے خورشید و جمشید نے قلعہ بند ہو کر انتظام اپنا راتون رات
درست کر لیا صبح کو لشکر کفار میدان مین آیا مگر حیران کہ فوج کا ٹھاٹھ معلوم ہوتا ہے اور اب تک کوئی صف میدان مین
آراستہ نہ ہوئی حالانکہ رات بھر طبل جنگ بجا ہے اور اب تک نقارہ برابر پٹ رہا ہے قارن فیلزور نے کہا کہ کیا
ساری فوج کو سانپ سونگھ گیا کہ سوتے رہ گئے صفدر رشاہ سے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے وہ شب کو دغا دیکر
بھاگ گئے اتنے مین جوڑی ہرکارون کی سامنے سے آئی اور عرض کیا کہ جمشید و خورشید رات کو بھاگ کر
قلعہ بند ہو گئے ہین اور پیچھے راوٹیان فقط دھوکے کی ٹٹیان ہین صرف اسلیے چھوڑ گئے کہ یہ گمان ہو فوج
پڑی ہے کوئی نہ سمجھے کہ یہ جاتے ہین اس فریب سے نکل گئے صفدر رشاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ اس قلعہ کا محاصرہ کرو
کہ کہین اور نہ بھاگ جائین غرض قارن فیلزور اور خنجر خان قلعہ پر آئے محاصرہ کر کے اترے اور طبل جنگ
بجوا دیا دوسرے دن صبح کو یورش کی ادھر سے گولے پڑنے لگے بہت سے لوگ صفدر رشاہ کے مارے گئے

فوج پیچھے ہٹ آئی قارن فیلزور یکہ و تنہا گرز گران سر ہاتھ مین لیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا تمام گولون کو رد کر کے
لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای خدا پرستو تم میرے ہاتھ سے بچکر اب کہان جاؤ گے سب کو نہ قتل کیا ہوگا
تو اپنا نام قارن نہ رکھا ہوگا قلعہ پر سے ماتا متوالا تیل کا کڑھاو کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے پتھر
مارنا شروع کیے اور جمشید و خورشید طلائی تاج سرون پر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات
ہوے کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اس وقت بدین سوا تیرے ہمارا کون ہی ای کس بیکسان و ای
یاور غریبان ہماری مدد کر ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دے بس انکا بلبلا کر از تہ دل دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا
ہدف اجابت پر بیٹھا ابھی قارن خندق کو نہ پھاندا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک گرد اُٹھی اور جب وقت
وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر
فوج جرار لیے چلا آتا ہی بس وہ جوان جو پہونچا نعرہ کیا کہ ای قارن خبردار قلعہ کی طرف نہ جانا پہلے مجھسے سامنا
کر لے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا قارن نے جو اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا قلعے والون سے کہا کہ پہلے اُسے مار لون
تو بعد اُسکے تمسے سمجھونگا خورشید و جمشید پکارے او ملعون اب اگر تو زندہ پھریگا تو سمجھ لینا قارن غضبناک
ہو کر اُس جوان سے مقابلہ کیا بعد از نگاورزی پوچھا تو کون ہی کیون انکا حمایتی بنکر آیا ہی اُسنے کہا کہ تو مجھے
نہین جانتا منم زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران جہان ایرج نوجوان قارن
نے کہا کہ یہ خدا پرست ہین تجھکو انکی طرفداری سے کیا مطلب ہی ایرج بولا کہ اسکا قصہ طویل ہی بعد فیصلے کے
بیان کرونگا قارن نے کہا مین چاہتا تھا کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جاے ایرج نے کہا کہ مین
تجھے بغیر جنگ کیے نہ رہونگا اُس وقت قارن خشمناک ہوا کہا معلوم ہوا حال تیرا تو بر سر پرخاش ہی
جائیگا کہان یہی گرز ہی جس سے قلعہ کا دروازہ توڑنے چلا تھا اب اس سے تیرا سر نہ توڑا ہو تو اپنا نام
قارن فیلزور نہ رکھا ہوگا یہ کہکر وہی گرز ایرج پر مارا ایرج نے ضرب کو خیال مین کر کے کلۂ عمود پر ہاتھ
ڈالکر جھٹکا دیا کہ اگر قارن گرز نہ چھوڑ دے تو ہاتھ اُکھڑ جاے گرز ہاتھ سے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تھا کہ ایرج لپٹ پڑا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا منیر اعظم کہکر اُٹھا لیا سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا مرکب سے اُتر کر چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین عیار کے حوالے کیا خنجر خان نے
جو یہ حال دیکھا دوڑ پڑا للکارتا ہوا کہ باش ای تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ قارن ایسے زبردست کو
باندھ لیا دیکھ تجھے کیونکر مارتا ہون اور برابر ایرج کے آکر تلوار ماری ایرج نے فن سپہ گری سے خالی دیکر
تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُسے بھی اُٹھا لیا صفدر شاہ نے جو یہ نقشہ دیکھا فوج کو یہ حکم دیا
کہ مار لو اسے چہار طرف سے لوگ صفدر شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے ایرج نے خنجر خان کو تو
باندھ کر عیار کے حوالے کیا آپ تلوار کھینچکر گرا لگا قتل کرنے مرجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے
صفدر شاہ کے لوگون پر گرا ادھر سے جمشید و خورشید طلائی اپنی فوج ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے صفدر شاہ
کے لوگون پر گرے جنگ مغلوبہ ہوئی بہت کشت و خون ہوا ہزار ہا آدمی طرفین کے مارے گئے ایرج
لڑتا ہوا صفدر شاہ کے تخت پاس پہونچا دو چار رفیق اُسکے جو سنبھلے اور مقابل تھے ہاتھ سے ایرج
کے مارے گئے صفدر شاہ نے دیکھا کہ ایرج قریب آگیا اُس وقت اُسنے تلوار ماری ایرج نے
تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اُٹھا لیا اور بجاے سپر ہاتھ مین لے لیا قصہ مختصر فوج

بے سردار شکست کھا کر بھاگی ایرج مظفر و منصور وہان سے پھرا خورشید و جمشید نے قدمبوسی حاصل کی
عرض کیا کہ حضور قلعہ مین تشریف لیچلین کہ کچھ خدمت حضور کی ہم بجا لائین کیونکہ آپ نے ہماری جان بخشی
کی ہم آپکے ممنون احسان ہین ایرج اُنکے ساتھ داخل قلعہ ہوا ایرج نے حکم دیا کہ صفدر شاہ کو
مع دونون سردارون کے قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اُسکو زندانخانے مین بھیجدیا آپ آکر ایوان بادشاہی
مین بیٹھا صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی خوب ناچ دیکھا کھانا کھا کر آرام کیا بعد گذرنے کے صبح کو جو بیدار ہوا
خورشید و جمشید سے کہا کہ تمھاری عرضی لندھور بن سعدان کے پاس پہونچی تھی لندھور نے مجھسے
بیعت کی ہی تمام اثاثہ صاحبقرانی مجھکو دیا ہی اور مین تمام ممالک حمزہ سے خراج لیتا ہون بیعت کراتا ہوا
چلا آتا ہون تمھاری عرضی کو پڑھکر مین نے لندھور سے کہا کہ مین جاکر خورشید و جمشید کی مدد کرونگا وہ
راضی نہ تھا مین نے اُسے اپنے لشکر کی حفاظت کو چھوڑا خود تمھاری مدد کے واسطے آیا بارے وقت پر
پہونچا کہ دشمنون کو تمھارے گرفتار کیا اُن دونون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہم آپکے مطیع و فرمانبردار
ہین کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ جب حضور نہ ارشاد فرمائین کیا غلامون سے
عدول حکمی ہوگی مگر بیعت کرنے کو بدل و جان حاضر ہین کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی تمنے بیعت تمھاری قبول کی
خورشید و جمشید نے اُسی وقت بیعت کی بعد اُسکے ایرج نے صفدر شاہ اور خنجر خان اور قارن
فیلزور کو بلایا اُنھون نے آکر بطریق لقا پرستان سلام کیا ایرج نے اُنھین کرسیون پر بٹھایا تعظیم و توقیر کی
جام شراب تواضع کیا جب وہ نشے مین آے ایرج نے خطاب کیا کہ ای صفدر شاہ تمنے لقا مین کیا
خوبی دیکھی کہ تم اُسے خدائی مانتے ہو لقا وہی ہی کہ حمزہ نے اُسے ملک سبائل سے بھگایا تیطول خانے
چھین لیے مدتون لقا میرے پاس شہر فرنگوشیہ سے ہفت منظر سلیمانی تک رہا جب مین قید مین
افتضروت جادو کی گرفتار ہو گیا اور وہ جادو گری میری صورت کا اور ایک شخص بنا کر مار کے ڈال آئی تھی
اُس وقت لقا مایوس ہو کر بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور مین ہوتا تو لقا کبھی ظلمات کو نہ جاتا قابل خدائی
نیر اعظم آفتاب تابان ہی دیکھو کیا نور کیا ظہور ہی جہان دیکھو وہین موجود ہی اگر ظہور نیر اعظم کا نہ ہوتا تو
زمانہ تیرہ و تار رہتا اور کوئی شی پیدا نہ ہوتی ایسا ایسا صفدر شاہ کو سمجھایا کہ اُسنے کہا ای صاحبقران جہان
ایرج نوجوان مین نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا بعد اُسکے خنجر خان اور قارن فیلزور بھی آفتاب پرست
ہوے ایرج نے قید اُنکی دور کرائی وہ قدمون پر گرے ایرج نے سب کو خلعت دیے بعد اُسکے
اُنھون نے جاکر اپنی فوج کو بھی آفتاب پرست کیا اور ایرج سے عرض کیا کہ ہم امیدوار ہین کہ ہمارے
شہر مین تشریف لیچلیے ایرج اُنکے ساتھ شہر صفدریہ مین آیا دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہی ایرج
سیر و تماشا دیکھتا ہوا داخل ایوان بادشاہی ہوا صفدر شاہ نے دعوت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا
جہان جہان بتخانون مین لقا کی تصویرین تھین آفتاب کی تصویرین بنوائین چہار طرف یا نیر اعظم کا غل تھا
نوبتین رکھی گئین دوسرے دن صفدر شاہ نے عرض کیا کہ شہر سے قریب ایک باغ ہی کہ وہ بنوایا ہوا
سکندر ذوالقرنین کا ہی اور اُسمین ایک گنبد ہی مگر مدت سے بند ہی کسی نے اُسے کھلوایا نہین معلوم نہین
کہ اُسمین کیا ہی اور دروازے پر اُسکے لکھا ہی کہ جو صاحبقران ہو وہ اس گنبد کو کھلواے اور اندر آے
ایرج نے کہا کہ ہم وہان چلینگے اور اُسی وقت سوار ہو کر اُس باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہت سرسبز و شاداب ہی

اور گنبد سنگ سبز کا ہی نہایت صاف وشفاف اور دروازے پر سنگ سرخ نصب ہی اُسپر لکھا ہی کہ جو
صاحبقران یا اولاد صاحبقران ہو وہ اسکے اندر آسے ایرج نے دروازہ اُسکا کھلوایا اندر جاکر جو دیکھا تو
چہار طرف گلدستے رکھے ہین اور بیچ مین ایک چبوترہ نہایت بلند ہی اور چہار طرف گنبد سنگین مین ہواے سرد
چلی آتی ہی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ایرج اُس چبوترے پر بیٹھا ہواے سرد کے سبب سے لیٹ گیا مگر اپنے
دل مین کہتا ہی کہ ای ایرج تو جانتا تھا کہ کچھ تحفہ اسمین رکھا ہی اس باعث سے یہ بندی یہان کوئی شئی معلوم نہوئی
پھر خیال مین گذرا کہ ای ایرج کوئی چیز ضرور یہان ہوگی مگر نہین معلوم کہان پوشیدہ ہی یا یہ کہ حمزہ صاحبقران اور
اولاد حمزہ صاحبقران کے لیے کوئی تحفہ یہان پوشیدہ ہوگا تیرے واسطے نہین ہی خیر تھوڑی دیر آرام
کرلے پھر اُٹھکر ڈھونڈھیو اسی خیال مین خواب طاری ہوا ابھی آنکھ لگا چاہتا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا کہ ایک
بادشاہ جلیل القدر تخت پر سوار ہی اور بہت سا جلوس اُسکے گرد و اطراف مین ہی ایرج اُسے دیکھتے ہی
اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا اگر قدمون سے لپٹا عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون
کہا کہ ای ایرج نام میرا سکندر ذو القرنین ہی یہ باغ میرا بنوایا ہوا ہی اور جہان پر تو سوتا ہی یہان پر زمین
کھدوا ایک دروازہ معلوم ہوگا اُسے کھولنا اُسکے اندر ایک صندوقچہ ہی قفل دیا ہوا کنجی اُسکے اوپر رکھی ہی
صندوق کھولنا اُسمین تیغ دودمہ سکندری اور مہرہ ہشت پہل یاقوت کا نکلیگا اُسمین اسماے الٰہی
کندہ ہین تیغہ تو تم لے لینا اور مہرہ طلسم بنوا کر اُسمین رکھوا دینا کیونکہ اولاد حمزہ نے طلسم فتح کیے ہین مگر طلسم
بنائے نہین تم طلسم بنوا کر ایرج نے کہا کہ مین طلسم کس سے بنواؤن فرمایا کہ ایک حکیم قریب شہر صفدریہ کے
رہتا ہی وہ پوتا ہی حکیم ارسطاطالیس کا نام اُسکا حکیم بقراط ثانی ہی تم جاکر منت اور خوشامد اُسکی کرنا اُسسے یہ مہرہ
ہشت پہل دینا وہ طلسم کو درست کردیگا پھر طلسم زمانے مین تمھارا یادگار رہیگا اور ای ایرج تیرے
ہاتھ سے مسلمان کشی بہت ہوئی ہی تجھین مناسب نہین ہی چاہیے تجھین اہل اسلام سے محبت پیش آؤ مگر
اُنکے ساتھ کوئی حرکت عداوت کی نہ کرنا اور اگر اُنسے یہ عداوت پیش آئیگا آخر کو پشیمان ہوگے علی الخصوص اولاد
حمزہ سے کبھی دشمنی نہ کرنا کیونکہ تم وہ ایک ہو چند روز کے بعد حال کھلجائیگا ایرج نے چاہا پوچھے کہ مین
اور اولاد حمزہ کیونکر ایک ہون پھر ارشاد فرماے کہ آنکھ کھلگئی کسی کو وہان نہ پایا مگر خوشبو سے تمام گنبد معطر
تھا ایرج حیران تھا کہ افسوس یہ معما نکھلا کہ تو اور اولاد صاحبقران کیونکر ایک ہین پھر آنکھین بند کرلین کہ شاید
بارِ دگر سکندر کو دیکھے مگر اب کہان آخر پھر اُٹھ بیٹھا صفدر شاہ کو آواز دی کہ یہان آؤ جب وہ آیا اُس سے
پوچھا کہ یہان کوئی حکیم بقراط ثانی رہتا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ اُسے کیا جانین وہ ایک مرد عابد و زاہد ہی
اپنے مکان مین بیٹھا رہتا ہی مین بادشاہ ہون اُسنے کبھی مجھسے رجوع نہین کی نہ میرے پاس آیا اور مین کبھی
کبھی اُسکے پاس نہین گیا ایرج نے کہا ای صفدر شاہ مجھکو عالم خواب مین سکندر ذو القرنین نے اُسکو
بتایا اور اپنا تیغہ اور مہرہ ہشت پہل عنایت کیا ہی بلاؤ بیلدارون کو کہ یہان کی زمین کھودین صفدر شاہ
نے اُسی وقت بیلدار بلواے زمین کو کھدوایا تہخانے مین سے صندوق نکلوایا اُس صندوق کو کھولا
تیغہ جو نکالکے دیکھا تو قبضہ اُسکا الماس کا اور نیام پر زمرد و یاقوت اور مروارید اعلے بہت بیش قیمت
نصب تھے تیغے مین بہت بڑے بڑے جوہر مانند تخم خشخاش کے تھے تلوار کیا سانپ کی کینچلی معلوم ہوتی تھی
ایرج اُس تلوار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اُس تہخانے کو بند کروا دیا آپ وہان سے شہر مین آیا اور صفدر شاہ

کو ساتھ لیکر حکیم بقراط ثانی کے مکان پر گیا دیکھا کہ خانہ باغ نہایت پر تکلف بنا ہی اور اُسمین ایک گنبد عالی
ہی ایرج اندر آنکے جو آیا دیکھا کہ حکیم بقراط ثانی عجب شکل نورانی باریش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا بساط
گلے مین تخت پر بیٹھے ہین اور کچھ شاگرد جامے نیچے پہنے ہوے کتابین کھولے ہوے درس ہو رہا ہی کہ ایرج
اور صفدر شاہ نے سلام کیا حکیم مذکور تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے ای صفدر شاہ و ای ایرج
نوجوان ان دونون نے دوڑ کر ہاتھون کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے دونون کو دہنی بائین طرف بٹھا لیا اسباب
دعوت منگوا کر سامنے رکھا پوچھا کہ ای ایرج نوجوان کہو تیغہ دودمہ سکندری اور مہرہ ہشت پہل یاقوت
تمہارے ہاتھ لگا ایرج بولا کہ ہان اور دونون چیزین دکھائین اور عرض کیا کہ آپ اگر ایک طلسم تکلیف کرکے
بنا لیجے اور اُسمین یہ دونون تحفے اور مال رکھ دیجیے تو آپ کا بھی نام اور میرا بھی نشان تا قیامت رہیگا
حکیم صاحب نے کہا کہ مجھکو تمہارے آنے سے پیشتر سکندر نے خبر دی تھی مین طلسم بنانے کو موجود ہون مگر آج
آپ کی دعوت ہی ایرج نے قبول کیا اُسی دم محفل عیش آراستہ ہوئی درس موقوف رہا پریزادان ماہ طلعت
آکر مصروف رقص و غنا ہوئین بھوک کے وقت کھانا انواع اقسام کا مہیا ہوا ایرج نے کھایا مگر حکیم صاحب
کو دیکھا کہ سوا عبادت کے کسی بات سے سروکار نہین ہی ایرج نے خیال کیا کہ یہ مرد خوش نہاد پاکیزہ دین
و پاکیزہ اعتقاد ہی اور اس اثنا مین اکثر حکیم صاحب نے ایرج کو نصیحت کی کہ ای ایرج اہل اسلام سے
ہمیشہ محبت پیش آنا اور کبھی اُنکے قتل اور ایذا رسانی کا ارادہ نہ کرنا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی ایرج نے
پوچھا کہ حکیم صاحب مجھمین اور خدا پرستون سے واسطہ کیا ہی سکندر نے بھی عالم خواب مین یہی وصیت
کی تھی کہ اہل اسلام سے عداوت نہ کرنا اور آپ بھی یہی فرماتے ہین اگر یہ حال آپ کو معلوم ہی تو بیان کیجیے
حکیم صاحب بولے کہ ای ایرج یہ اسرار الٰہی ہین ہمین اسمین دخل نہین ہی مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ تم اولاد
صاحبقران مین سے ہو اور خود بھی صاحبقران ہو بعد چند روز کے تمہین کھلجائیگا ایرج نے کہا کہ حکیم صاحب
اتنا ارشاد کر دیجیے کہ مجھکو جسکے ساتھ محبت ہی اُسکا وصل بھی مجھے نصیب ہوگا یا نہین حکیم صاحب
بولے کہ بیشک اُسکا وصل تمہین میسر ہوگا بلکہ حمزہ صاحبقران خود تمہین اُس سے ملا دینگے ایرج یہ سنکر
بہت خوش ہوا بعد اُسکے کہا کہ حکیم صاحب اب آپ طلسم بنائیے جواب دیا بہتر ایک ہفتے مین طلسم
تیار ہو جائیگا آپ یہان سے تشریف لیجائین اور جو کچھ طلسم مین رکھنا منظور ہو وہ لا کر مجھے دیجیے ایرج
نے وہ مہرہ اور تلوار تو اُسی وقت حوالے کیا بعد اُسکے اور چند اشیا خورشید اور جمشید طلائی سے منگائین
اور صفدر شاہ سے ایک گنج زر لیا اور خیمہ اور نقارخانہ اور سلح سنجک چالیس ہزار جوان کا مرتب کیا
اور جس مقام پر حکیم صاحب نے کہا تھا وہان رکھدیا اب حکیم صاحب نے ایک جانب شہر صفدریہ کے
دروازے کے سامنے ایک مینار فولاد کا بزور اسمائے الٰہی موکلون سے بنوایا اور اُس مینار پر ایک طاؤس
زمردین بنا کر بٹھایا اور وہ مہرہ یاقوت اُس طاؤس کے منھ مین دیا اور وہ تیغہ دودمہ سکندری اُس مینار پر
لٹکایا اور علامت طلسم کی یہ تھی کہ جس وقت شہر صفدریہ پر کوئی غنیم آئے اور شہر سے تیس کوس پر لشکر
اُسکا رہے اُس وقت وہ طاؤس مینار پر سے بلند ہو کر کہے کہ ای یاران جادو غنیم آتا ہی بس بمجرد اس صدا
کے لنگر اپنے کے پانی پر پہنچنے لگے اہل شہر آگاہ ہو جائین کہ دشمن آتا ہی اپنی اپنی فکر مین سب مصروف ہون اور
جب دشمن سامنے شہر کے آئے ایک دیوار آہنی بہت بلند پیدا ہو شہر بالکل غائب ہو جائے حریف ناچار

اور کھنچ[وا] لا جاے الحاصل جب وہ طلسم تیار ہو چکا نام اسکا طلسم بقراطی رکھا اور اس مینار پر کندہ کر دیا
صاحبقرا[ن] طلسم ہین ایرج نے تیغہ دو دمہ سکندری اور تحفہاے طلسم رکھے ہین جو کوئی زور و طاقت
جہاندار ہین میرے برابر ہو وہ اس طلسم کو فتح کرنے کا قصد کرے اور مال و اسباب طلسمی پر قابض ہو بس ایرج وہان
دو روز اور رہا بعد اسکے کوچ کرکے لشکر کو اپنے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان سرداران ایرج انتظار مین ایرج کے ہین کہ دیکھین کب وہ بہادر آتا ہی کہ ایک دن جانب صحرا سے
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ایک نقابدار سفید پوش تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور مقابل لشکر ایرج
اتر کر خیمہ بپا کر لیا دوسرے روز نقابدار نے لشکر ایرج مین ایلچی بھیجا کہ بہتر یہ ہی کہ طرماسپ کو باندھ کر ہمارے
پاس بھیجدو نہین تو آمادہ جنگ ہو مالک بن ملکوت شاہ نے اسکا جواب دیا کہ طرماسپ زخمی تھا
اسے ملک عروبیہ باختر مین بھیجدیا ہی اور ایرج ملک ظلمات مین جمشید و خورشید ظلماتی کی مدد کو
گیا ہوا ہی ابھی تک وہان سے نہین پھرا ایرج کو آلینے دیجیے پھر جو کچھ آپ کہیے گا وہ کیا جائیگا نقابدار
یہ سنکر برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ
کو پہونچی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح
کو میدان کارزار مین صف آرا ہوے نقیب نہیب دے کر چلے گئے نقابدار سفید پوش میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر لشکر مین سے ایرج کے دیلمان زنگی گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن
ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہی وہ سلام کرکے گینڈا
اپنا بمقابل نقابدار سفید پوش لایا نقابدار تگادر زن ہوا گینڈا اسکا تگاور مین پست ہو گیا تھا سلک
رانون مین تحریک مار کر گینڈے کو پھیرا مقابل نقابدار ہوا اور کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو کون
ہی نقاب کو منھ پر سے اٹھا کہ حال تیرا معلوم ہو یہ کیا برقع منھ پر ڈالکر مردان عالم کو للکارتا ہی تو کون ہی
اور نام تیرا کیا ہی نقابدار بولا کہ او زنگی روسیاہ گندہ چشم مجھے نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب کاہے کو منھ پر
ڈالتا اور او کافر ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا اور اگر نام کا تفحص ہی تو مجھے قابض روح
کفار کہتے ہین بس یہ سنکر دیلمان آگ ہو گیا پکارا کہ او نقابدار معلوم ہوا حال تیرا کہ موت تیری
دامنگیر ہی لا اپنا حربہ کہ حسرت دل مین نہ رہجاے نقابدار بولا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جب
تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا حربہ کرونگا اسنے کہا خبردار رہنا اور نیزہ اٹھا کر نقابدار پر
مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا دیلمان زنگی نہایت غضبناک ہوا اور کھینچکر ارہ پشت نہنگ
نقابدار پر مارا نقابدار نے سپر پر روکا اور تلوار ماری دیلمان نے بھی بڑھ کر تلوار نقابدار کی روکی
اور پھر ارہ پشت نہنگ مارا نقابدار نے پھر ضرب اسکی روکی تین پہر تک برابر یہی رد و بدل رہی آخرکار
ایک مقام پر نقابدار نے سر تا کمر ایسا ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو گئے غل ہوا کہ دیلمان زنگی مارا گیا
دیلم شاطر زنگی نے گریبان اپنا چاک کیا اور لاشہ اٹھا لایا نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ بھائی
کو میرے مار ڈالا اسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا دیلم شاطر نہ رکھا ہوگا کل میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جائیگا نقابدار للکارا کہ اے روسیاہ مین آج ہی موجود ہون تجھکو تیرے بھائی پاس بھیجدونگا اگر تیرا

ارادہ کل کا ہے کل سہی یہ کہکر میدان سے پھرا اور دیلم شباط زنگی لاش اپنے بھائی کی لیے ہوئے روتا پیٹتا ہوا
آیا لاش کو جلایا پھونکا اُس جہنمی کو دارالسقر میں پہونچا دیا ادھر نقابدار داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتار کے
لباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل دیلم شباط
زنگی سے سامنا ہے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہاں دیلم شباط بھائی کے
کریا کرم کرکے گریان و نالان مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آیا سلام کیا دنگل پہ اپنے بیٹھا
مالک بن ملکوت شاہ نے اُسے خلعت ماتم پرسے کا دیا اور سمجھانا شروع کیا کہ اس اثنا میں
ہرکاروں نے خبر طبل جنگ بجنے کی دی دیلم شباط زنگی نے عرض کیا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے کل
میں ہوں اور نقابدار یا میں نہیں یا نقابدار نہیں مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ بھئی تم ابھی رنج
میں اپنے بھائی کے ہو اور لوگ سامنا کرینگے تم نہ ارادہ کرو دیلم شباط زنگی بولا پیر و مرشد نقابدار
زبردستان روزگار میں سے ہے سوا میرے اور کوئی اُس سے عہدہ برآ نہیں ہوسکیگا دوسرے یہ کہ
میرا بھائی مارا گیا ہے زمانہ میری آنکھوں میں تیرہ و تار ہے میں اس نقابدار سے جب تک عوض نہیں
لیتا ہوں مجھے چین نہیں ہے مالک بن ملکوت شاہ بولا اے دیلم اگر تم بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو میں
ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم بولا کچھ ہو کل میں سامنا ضرور کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے
طبل جنگ بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں
آراستہ ہوئیں نقیب آکر میدان میں للکارے کہ کون سا بہادر ہے جو میدان کارزار میں آئے اور
کار نمایاں کرے بس نقابدار نے مرکب کو چمکایا تمام لشکر میں عالم جلوہ گری پر آیا سرداران فوج پیادہ ہو کر
سامنے ہوئے نقابدار اُن سب کو رخصت کرکے عرصۂ کارزار میں آیا مبارز طلب کیا دیلم تو مستعد ہی
کھڑا ہوا تھا پوری بات منہ سے نقابدار کے نہ نکلی تھی کہ دیلم شباط زنگی مالک بن ملکوت شاہ سے
اجازت لیکر گینڈے پر سوار ہو کر مقابل نقابدار ہوا نقابدار بڑھکر لڑنگا درزان ہوا کہ گینڈا دیلم شباط
کا پانچ قدم اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا جھکے مار کر دیلم نے گینڈا اپنا بڑھایا اور نقابدار کا بانا
کیا یہاں تو کچھ گفتگو ہونے لگی لیکن مالک بن ملکوت شاہ نے لوگوں سے کہا کہ دیلم نقابدار پہ غالب نہ ہوگا
نقابدار بہت زبردست معلوم ہوتا ہے یہی باتیں تھیں کہ از پردۂ بیابان گردے بخاست تیرہ و تیرہ
و خیرہ خیرہ سر گردہ آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ یکایک قریب آکر گرد شق ہوئی دکھائی دیا ایرج
نوجوان مع مرجان دریا باری و خنجر خان و قارن فیلزور بیالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا سرداران
پیشوائی کو گئے ایرج کو استقبال کرکے لائے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا قدمبوس ہوا
اور ابتدائے ظہور سے سب نقل گذشتہ مع سکندر ذوالقرنین کے خواب میں آنے کی اور طلسم کشا ہونے کی بیان کی
بعد اسکے مالک بن ملکوت شاہ سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُسنے بیان کیا کہ
اسے آئے ہوئے آج تیسرا روز ہے اور کل دیلمان زنگی اسکے ہاتھ سے مارا گیا اب دیلم شباط زنگی سے
سامنا ہے اور تمہاری اور ظہیر صاحب کی تلاش میں ہے ایرج بولا خیر سمجھا جائیگا اب تو میں آیا ہوں لیکن دیلم شباط
نے جو ایرج کو دیکھا خیال گذرا کہ ای دیلم اب نقابدار کو باندھ کر ایرج کے پاس لیچل [illegible]
نقابدار اب آقا میرا آپہونچا اُسکے سامنے تیری مشکیں باندھونگا خبردار رہ یہ کہکر نیزہ اُٹھا کر سینہ پر

نقابدار کے مارا نقابدار نے نیزہ نگاہ میں رکھا جب اُنکی قریب سینے کے پہونچی پکڑ کر گلوگاہ جھٹکا دیا کہ دیلم اگر
نیزہ ہاتھ سے چھوڑ نہ دے تو یقین تھا کہ ہاتھ اُکھڑ جاوے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور غضبناک ہوکر دیلم نے ایک
نقابدار پر مارا نقابدار نے تلوار جو ارے پر ماری ارے کے دو ٹکڑے ہوے دیلم شاطر زنگی نے ٹکڑا ارے کا
پھر اکر نقابدار کے منھ پر مارا نقابدار نے خالی دیا اور تلوار دیلم پر ماری اُسنے سپر پر روکی سپر قلم ہوئی
دیلم شاطر زنگی ہٹکر گینڈے کے پٹھے پر جا رہا تلوار سے گردن گینڈے کی قلم ہوئی دیلم شاطر زنگی کود پڑا اور
تلوار کھینچکر مرکب نقابدار پر دوڑا کہ پی کر ڈالے نقابدار نے مرکب ترچھا کرکے تلوار خالی دی آپ بھی بچا مرکب
کو بھی بچایا کود پڑا گھوڑے سے دیلم شاطر زنگی نے دیکھا کہ اسنے مرکب اپنا بچالیا اور آپ مرکب پر سے کود پڑا
پیادہ ہو کشتی لڑکر اسکی مشکیں باندھے یہ خیال اپنے دل میں کرکے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر نقابدار پر دوڑا نقابدار
نے دیکھا کہ یہ زنگی بارادہ کشتی آتا ہے خود بھی ہتھیار رکھکے دوڑا کشتی ہوئی چار پہر دن کشتی رہی شام کے وقت نقابدار
نے لنگر دیلم شاطر زنگی کا توڑا اسپر پیچ دے کر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا چڑھکر چھاتی پر مشکیں
باندھیں اور طبل بازگشت بجا کر پھر گیا اپنے لشکر میں آیا بلاکر آہنگروں کو حکم دیا کہ دیلم شاطر زنگی کو غل و زنجیر
میں گرفتار کرو اُسی وقت دیلم شاطر کو قید آہن میں گرفتار کیا سامنے نقابدار کے لائے دیلم شاطر زنگی نے
بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا کہ ای دیلم شاطر زنگی لعنت کر دین آفتاب پرستی پر مسلمان ہو
دیلم شاطر زنگی پکارا یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں اسلام اختیار کروں جان دینا مجھے قبول ہے اور آفتاب پرستی ترک کرنا
قبول نہیں ہے نقابدار نہایت برہم ہوا کہا اسے زندانخانے میں لیجاؤ اور میدان خونی تیار ہو کہ وقت صبح اسے
دار پر چڑھائینگے بموجب حکم نقابدار دیلم شاطر زنگی کو زندانخانے میں لیگئے اور تیاری میدان خونی کی شروع
ہوئی لیکن ادھر ایرج دیلم شاطر کے گرفتار ہو جانے سے کمال غمناک پھر کر داخل لشکر ہوا اپنے کاردانوں سے فرمایا
کہ جا کر خبر لاؤ نقابدار دیلم شاطر سے کیونکر پیش آتا ہے ہرکارے گئے کوئی پہر بات گئے آکر عرض کیا کہ نقابدار
نے دیلم کو ہر چند چاہا کہ مسلمان ہو دیلم مسلمان نہ ہوا نقابدار نے اُسے زندانخانے میں بھیجدیا میدان خونی کی تیاری
ہے صبح کو اُسے دار پر چڑھائیگا بس یہ سنتے ہی ایرج نے کہا کہ دیلم شاطر زنگی میرے سر کے سلامت ہے یا تو میں صبح کو
اُسے چھڑا لایا یا اپنی جان بھی دی یہ کہکر نہایت غضبناک اپنی خوابگاہ میں آیا کھانا کھایا اور حکم دیا کہ مجھے چار گھڑی
رات رہے سے بیدار کر دینا یہ حکم دے کر سو رہا مگر مالک بن ملکوت شاہ نے دیکھا کہ صبح کو ایرج مقرر
دیلم شاطر زنگی کو چھڑانے جائیگا بہت کشت و خون ہوگا خدا جانے کیا افتاد پڑے بس اسنے خالد بن دلوچہر
کو بلاکر کہا کہ ای خالد باپ نے تیرے کیا کیا کار نمایاں کیے ہیں یہانتک کہ اُسنے ہمارے واسطے اپنی جان دی
صبح کو عجب ہنگامے کا سامنا ہے کہ ایرج دیلم شاطر زنگی کو چھڑانے جائیگا خوب تلوار چلیگی اگر ایرج مارا گیا
تو آفتاب پرست شاد و برباد ہونگے اگر تجھسے ہو سکے تو جا کر دیلم شاطر کو چھڑا لا خالد نے عرض کیا کہ میں
موجود ہوں مجھے آج شب کو دیلم شاطر کو لیجیے مالک بن ملکوت شاہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور اسے
خلعت دیا خالد عیار وہاں سے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے بھائی ہے دلوچہر عیار کا خروس سبز پوش
اُسکا نام ہے اُسنے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ مجھے فرمایے تو میں جاکر نقابدار کو پکڑ کر لے آؤں مالک بن
ملکوت شاہ نے اُسے بھی خلعت دے کر رخصت کیا مگر اب پہلے حال خالد بن دلوچہر کا بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ صورت اپنی بتبدیل کرکے ایک ڈال مٹھو والے کی شکل بنا کر نقابدار کے لشکر میں آیا سیر تماشا دیکھتا ہوا

برابر زندانخانہ دیلم کے پہونچا ادھر اُدھر آوازین لگایا کیا ایک آدھ پیسے کی دال موٹھ بیچی جب رات زیادہ گئی
سامنے زندانخانے کے آکر آواز لگائی کہ دال موٹھ گرما گرم وہ جو نگہبان و پاسبان بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے
دائرہ چکارا بجا بجا کر گا رہے تھے آواز جو دال موٹھ والے کی سُنی آپس مین کہا کہ میان خدا نے اس وقت گزک
خوب بھجوائی ارے بھائیو اس سے سب خوانچہ چُکا لو آپس مین بانٹ لینا اُسی وقت بلا کر کہا کہ جو کچھ ہم پیسے
خوانچے کا دین کہا کہ پیر و مرشد خوانچہ بہت بھاری ہے دال موٹھ کے علاوہ مٹھائی چڑوے ریوڑیان بھی ہین سہال
بھی بہت خستہ ہی وہ بولے کہ میان کیا سیکڑون روپیہ کا مال ہے اُسنے کہا کہ خداوند آپ ہی لوگ کھانیوالے ہین
جو چاہیے سو دیجیے بلکہ تنخواہ پر دیجیے گا شوق سے لیجیے غرض پانچ روپیہ کو سب خوانچہ چُکا سب نے ملا کر پانچ روپیہ
اُسے دیے اور حصہ کر کے کھانا شروع کیا دو پہر رات گئے بیہوشی نے اثر دکھایا واہی تباہی بکنے لگے یہانتک
کہ گالیون پر نوبت آگئی آستینین چڑھا چڑھا کر ایک دوسرے سے لڑنے کو اُٹھا بس جو اُٹھا لڑکھڑاتا ہوا
بیہوش ہو کر گرا اب خالد نے جو میدان خالی پایا جا کر دروازہ زندان کا کھولا دیلم شاطر زنگی اس سوچ مین
بیٹھا ہوا تھا کہ صبح کو تو مارا جائیگا اور کبھی یہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ اگر دیلم شاطر امیر ایرج تیرے چھڑانے کو
آئیگا یا کسی عیار کو تیری رہائی کے واسطے بھیجیگا قتل ہونے نہ دیگا اسی خیال مین تھا کہ دروازہ زندان کا
کھلا اور ایک عیار سامنے سے نظر آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہے خالد نے پاس آکر سلام کیا کہا کہ چلیے مین آپ کو
چھڑانے آیا ہون سب نگہبان بیہوش پڑے ہین اور قید دیلم کی کاٹی دیلم شاطر زنگی ساتھ خالد عیار کے
روانہ ہوا خالد تمام لشکر سے نقابدار کے نکالکر باہر لایا اب وہان سے لشکر ایرج کو روانہ ہوا مگر اب
حال خروس سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شامت زدہ صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا
نقابدار کے خیمہ پاس پہونچکر دھرا کیا جب دیکھا کہ نقابدار کھانا کھا کر سو رہا اور نگہبان پاسبان جا بجا قائم ہین
اور سناٹا پایا یہ برگشتہ بخت اس فکر مین ہوا کہ نقابدار کو گرفتار کیجیے ہر چند چار طرف خیمے کے پھرا لیکن
راہ اندر جانے کی نہ پائی ناچار ایک مقام پر بیٹھ کر خنجر سے نقب کنی شروع کی ایک پہر مین دوسرا سرا
نقب کا خیمے مین نکلا فرش کو چاک کر کے دیکھا کہ خیمہ مخمل سبز کا بہت پر تکلف ہے شکیرہ کھنچا ہوا ہے اُسکے
نیچے پلنگ الماس نگار بچھا ہوا ہے اور قبہ مانند برق کے چمک رہا ہے گرد شمعدان کافوری و موی روشن ہین عطر
کے شیشون کے منہ کھلے ہین خوشبو سے خیمہ معطر ہو رہا ہے اور دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین دو خدمتگار
چپی پر بیٹھے ہین بس اُسنے نکالکر بیہوشی دوا ایک ٹونٹی مین رکھکر شمع کی لو پر مارے کہ دھوان اور غبار بیہوشی اُڑا
دماغ مین خاصبردارون کے گیا کہ وہ چکر کھا کر چھینکے بیہوشی طاری ہوئی دین و دنیا کی خبر نہ رہی اُدھر دونون خدمتگار
پٹی پر سر رکھکے سو رہے اب خروس نقب سے نکلا پہلے چادر عیاری ہلا کے روشنی گل کی بعد اُسکے بیلہ عیاری کا
ہاتھ مین پہنا ہاتھ کو چپ کیا برابر نقابدار کے آیا مقراض سے بند نقاب کا کاٹا اور نقاب منہ پر سے اُسکے
ہٹائی بس ایک آفتاب چمکا کہ نگاہ اسکی خیرگی کرنے لگی آنکھ جھپک گئی ایک نازنین مہ جبین مہر لقا کو دیکھا
کہ کبھی اسنے یہ حسن و جمال نہ دیکھا تھا ہر چند چاہا ضبط کرے لیکن ضبط نہ ہو سکا تاب جمال نہ لا سکا بیہوش
ہو کر گر پڑا اب صورت یہ ہے کہ ادھر تو نقابدار پڑا سوتا ہے اور اُدھر خروس عیار بیہوش پڑا ہے ایک طرف
خدمتگار بیہوش ہین کہ اسی قریب صبح نقابدار کی آنکھ کھلی دیکھا تو نقاب اُلٹی ہوئی ہے حیران ہو کر ادھر
اُدھر دیکھنے لگا سامنے ایک عیار کو بیہوش پڑے دیکھا یقین ہوا کہ اسنے نقاب میرے منہ پر سے اٹھائی ہے

بس جلدی سے نقاب تو منہ پر ڈالی اور اُٹھا کہ گرفتار کرے خروس بھی بیدار ہوا دیکھا کہ اُس نازنین نے
نقاب مُنہ پر ڈالی ہی اور میرے گرفتار کرنے کو آتی ہی بس جست کر کے قنات پاس پہونچا وہ نازنین بھی جست کر کے
اُسکے قریب آنے کو ہی کہ وہ اجل رسیدہ قنات پھاند کر بھاگا وہ نقابدار بھی باہر آیا اور بجلدی تمام مرکب پر
بیٹھکر تعاقب مین اُسکے للکارتا ہوا چلا کہ او نالائق جائیگا کہان میرے ہاتھ سے تو نے غضب کیا کہ بے پردہ
مجھے دیکھ لیا اب اگر تو زندہ رہا تو بیشک افشاے راز کریگا اور نعرۂ نقابدار کی صدا سنکر کہ اپنا اسے یہ جانتے
نہ پاے لوگ اُس عیار کو گھیرتے ہین مگر خنجر برہنہ اسکے ہاتھ مین ہی جو قریب آتا ہی اُسے یہ مارتا ہی اور بھاگا
جاتا ہی کہین جمکر نہین لڑتا کسی مقام پر نہین رُکتا اپنی جان بچاے ہوے چلا جاتا ہی اسی طرح تمام لشکر
نقابدار سے لڑتا بھڑتا نکلا اب میدان صاف مین پہونچا لشکر ایرج کا رُخ کیا مگر یہان مالک بن
ملکوت شاہ سویرے سے بیدار ہوا کہ خالد عیار دیلم شباط زنگی کو لیکر پہونچا مالک بن ملکوت شاہ
نے اُسے گلے سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آیا سردار آسکے آگے بڑھکر کے پوچھنے لگے مالک بن ملکوت شاہ
نے کہا کہ صاحبو خالد بن دیو چہر نے وہ کار نمایان کیا کہ دیلم شباط زنگی کو چھڑا لایا اسے تم سب اپنے اپنے
حسب مقدور جو کچھ ہوسکے دو سبھون نے کہا بہت خوب الغرض ہر شخص نے حسب لیاقت منگوا کر روپیہ اشرفیان
جواہر دینا شروع کیا مگر ایرج جو بیدار ہوا شاپور سے کہا کہ کہو دیلم شباط زنگی کی کیا خبر ہی اسنے عرض کیا کہ
آپکے آنے کے بعد مالک بن ملکوت شاہ نے خالد عیار کو بھیجا تھا کہ تو جا کر دیلم شباط زنگی کو چھڑا لا
وہ اُسی وقت کا گیا ہوا ہی زر اُسکا راستہ دیکھ رہے ہین ایرج یہ سُنکر بارگاہ کی طرف چلا جب وہان پہونچا
دیلم شباط زنگی کو بیٹھے ہوے دیکھا اُسنے ایرج کو سلام کیا قدمون سے لپٹا ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا
اور خالد بن دیو چہر کو خلعت دیا دو توڑے اشرفیون کے عطا کیے اور احوال پوچھنے لگا خالد نے تمام واقعہ
دیلم شباط کے چھڑانے کا بیان کیا کہ اتنے مین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ خروس عیار مجھسے نقابدار
کے پکڑنے کا وعدہ کر کے گیا تھا پھر اُسکا حال نہ معلوم ہوا خالد نے کہا کہ مجھسے اُس سے ملاقات نہین ہوئی یہی
باتین تھین کہ خروس سراسیمہ بدحواس اندر بارگاہ کے آیا مگر صید خائف کے مانند پیچھے پھر پھر کر دیکھتا آتا ہی
ایرج نے پکارا ای خروس تو اتنا بدحواس کیون ہی کچھ حال تو بیان کر اُسنے کہا ای شہریار مین نقابدار کے اسیر کرنے کو
گیا تھا نقب کنی کر کے اُسکے خیمے مین گیا سب کو بیہوش کیا بعد اُسکے چاہا نقابدار کو بیہوش کر دون منہ جو نقاب
کا اُسکے منہ سے اُٹھایا ایسا حسن و جمال نظر آیا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین نے کہ نقابدار مجھے پکڑنے
آتا ہی بس مین بھاگا ایرج نے کہا کہ ای خروس تو نے نقاب تو اُٹھائی اور اُسکی صورت بھی دیکھی کچھ پہچانا کہ
یہ کون ہی خروس چاہتا ہی کہ کچھ کہے یکایک دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور نقابدار مانند شعلۂ جوالہ اندر
بارگاہ کے آیا خروس ایرج کی طرف دوڑا کہ ای شہریار مجھے بچایے مگر اُس بدحواسی مین ٹھوکر کھا کے گرا
نقابدار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ خروس کی کمر پر پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو سے لاش اُسکی تڑپنے لگی
غل ہوا کہ نقابدار نے خروس عیار کو مارا چہار طرف سے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ اُٹھے ہی تھے ایرج نے سب کو
منع کیا کہ خبردار کوئی نقابدار سے متعرض نہ ہونا اور نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ میرے عیار کو میرے
سامنے مارا اگر مین تجھسے عوض لینے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہی لوگ کہینگے کہ نقابدار
کیلا تھا ایرج نے اپنی بارگاہ مین تنہا پا کر اُسے مارا اس بدنامی کے سبب سے مین کچھ نہین کہتا اگر تو میری

بارگاہ مین نہ ہوتا اور میرے عیار کو میرے سامنے قتل کرتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی نقابدار بولا کہ ای ایرج
اس نالائق نے میرا پردہ فاش کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ وجہ تھی کہ مین نے اُسے مارا اور مین موجود ہون
جسکا جی چاہے مجھسے سمجھ لے ایرج نے کہا کہ بس اپنے لشکر مین جاؤ تمنے جو کچھ کیا خوب کیا طبل جنگ بجواؤ
کل سر میدان میرے تمھارے مقابلہ ہے نقابدار وہان سے باہر آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اپنے لشکر مین پہونچا اہل لشکر نے جو نقابدار کو آتے دیکھا دوڑ دوڑ کر قریب آئے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا
احوال پوچھا نقابدار نے کہا عنایت الٰہی سے سامنے ایرج کے اُس مفسد کو مارا سبھون نے تعریفین کین
کہ آپ بہادر بے نظیر ہین نقابدار بولا کہ صاحبو اسمین شک نہین کہ ایرج مرد میدان ہے کہ اُسنے
بڑی مروت میرے ساتھ کی نہین تو خوب تلوار چلتی اور مین تو واقعی مر جانے کو گیا تھا اپنے کو زندون
مین شمار کرکے نہین گیا تھا اور اب مجھسے اور ایرج سے وعدہ میدانداری کا ہوا ہے کل سامنا ہے
دیکھون پروردگار عالم کیا دکھاتا ہے یہی باتین کرتا ہوا خیمے مین داخل ہوا ملبوس رزم اُتار لباس بزم پہنکر
بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا نقابدار نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت
طبل جنگ بجا ادھر ایرج نے لاش خردوش کی اُٹھوائی بارگاہ کو پاک کرایا اُسکے وارثون کو خلعت ماتمی دیا اور
سب سے کہہ رہا ہے کہ مجھکو یہ نقابدار عورت معلوم ہوتا ہے کیونکہ آواز اسکی بہت نرم ہے دیلم شاطر بولا ای شہریار
بھلا عورت ایسی زبردست کہان کہ مجھکو ایک دن مین باندھ کر لیجائے اور اس طرح تعاقب کرکے حریف کو
مار جائے جان کا خوف نہ کرے مجھکو کبھی یقین نہ آئیگا کہ یہ عورت ہے ایرج بولا ضرور یہ عورت ہے عیار کو تعاقب
کرکے اس واسطے مار ڈالا کہ یہ افشائے راز کریگا اور لوگ بھی بولے کہ ایرج صاحبقران آپ بجا فرماتے ہین
عیار کا مار ڈالنا اُسکے عورت ہونے پر دلیل ہے ایرج بولا یہ معما کل کھل جائیگا کہ اتنے مین سامنے سے جوڑی
ہرکارون کی نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنا عرض کیا کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے کہا خوب ہوا
ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے غرض یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری
ہونے لگی رات بھر غلغلہ رہا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر
چلے گئے کہ کون بہادر ہے جو معرکہ آرائے نبرد ہو کہ نقابدار نے مرکب کو چھیڑا تمام افسران فوج پیادہ ہو گئے اور
گرد نقابدار کے آکر کھڑے ہوئے علم جلوہ گری پر آئے نقابدار نے سب کو رخصت کیا آپ برچھا ہاتھ مین
ہلاتا ہوا مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے یہانتک کہ پسینے پسینے ہو گیا اُسوقت
مرکب کو روک لیا اور دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ایرج بھی مرکب کو جھپکا کر سامنے تخت مالک بن
ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمھارا
نگہبان ہے ایرج بمقابلہ نقابدار چلا جس وقت برابر پہونچا نقابدار تگاور زن ہوا ایرج کا مرکب کئی قدم
پیچھے ہٹا اور نقابدار کا گھوڑا پانچ قدم پسپا ہوا دونون مرکبون کو رانون مین مسلکر مقابل ہوئے ایرج نے
کہا ای نقابدار کل تو نے غضب کیا کہ میرے سامنے میرے عیار کو مارا آج اُسکا عوض تجھسے لونگا نقابدار
بولا مین کل ہی موجود تھا آج بھی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج بولا کہ تو پہلے اپنے دل کا حوصلہ نکال لے
نقابدار نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین پیشدستی نہ کرینگے ایرج نے جواب دیا مین صاحبقران ہون پہلے
پیشدستی نہ کرونگا اُس وقت نقابدار نے نیزہ اُٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا

نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے برہم ہو کر گرز گران سرسات سو من کا
اٹھا کر دو دستی ایرج پر مارا ایرج نے سر گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلنے لگے بعد اسکے ایرج نے گرز
الہستی نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز کو گرز پر روکا مگر دونوں ہاتھ تھرا گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پھٹ پڑا
مرکب تا بنگ تک زمین میں غرق ہو گیا دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے مرکب کی ٹوٹی نقابدار تو نشق گردیدہ
ہی اور ایرج پکار رہا ہی کہ آکر خبر لو نقابدار کی دیکھو کیا گذری عیار نقابدار کا دوڑا گرد کے گرد چرخ مار کر
اندر گرد کے آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہی پانی کے چھینٹے منہ پر دیے آنکھ کھلگئی عیار نے پوچھا فرمایئے
کیا حال ہی کہا کہ بچایا پروردگار عالم نے کربلا کی ضرب ہی اس آفتاب پرست کی یہ کہکر گھوڑے کو اٹھکی کہ زمین
سے نکلے اسکی جان پر بنی ہوئی تھی قریب المرگ تھا مرکب گر پڑا گیا تھا انجام کار نقابدار گھوڑے پر سے کود پڑا
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر مرکب کو نکالا قائم کیا وہ گر پڑا اور تڑپنے لگا نقابدار یہ حال مرکب کا دیکھکر آگ ہو گیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو ایرج سے کیا کر سے ایرج نے اسکے بار دفعا سے چوآتے دیکھا کود پڑا گھوڑے
کے اوپر سے نقابدار نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے جھکی دی کہ تلوار سینہ پر تھی قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا
اور لپٹ پڑا نقابدار تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ کر ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو
بھی جدا نہ ہوئے دونوں لشکروں سے روشنی آئی کہا لوگوں نے ایک کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی
ان دونوں نے کھایا نہ پیا اسی طرح لڑا کیے رات بھر کشتی رہی صبح کو وہی عالم تھا کوئی غالب مغلوب نہ
معلوم ہوتا تھا وہ دن بھی یونہیں گذرا پھر شب ہوئی القصہ اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی شام کو
ایرج نے لنگ نقابدار کا توڑا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں شاپور
شیر دل کے حوالے کیا طبل بازگشت بجا کر مراجعت کی ادھر لشکر نقابدار کا ناامید ہو واسطے آرام کے پریشان
پھرا ادھر شاپور نے نقابدار کو لاکر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اسکے نہ نہایا نہ کچھ پیا ایرج سو رہا نہ کیا
کچھ کھانا کھاکر سو رہا صبح کو مالک ملکوت شاہ آکر تخت پر بیٹھا سردار جمع ہونے لگے لندھور بھی اپنے
رفقا سمیت آکر دہنی طرف بیٹھا ایرج سلام کرکے بہ تجمل شوکت متمکن ہوا جب تمام دربار جمع ہو چکا
ایرج نے شاپور سے کہا کہ لاؤ نقابدار کو شاپور نے زنداں خانے سے نقابدار کو بلوایا نقابدار نے
آکر بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسی پر نقابدار کو بٹھایا اور کہا
اے نقابدار میں نے تجھکو بقوت بازو زیر کیا ہی تجھے لازم ہی کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نقابدار پکارا
کہ میں لعنت کرتا ہوں آفتاب پرستی پر ایرج نے کہا خیر اگر دین میرا نہیں قبول کرتا تو بیعت میری اختیار کر
نقابدار بولا کہ جان دینا قبول ہی مگر بیعت تیری کرنا قبول نہیں ہی ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب اسکے
منہ پر سے اٹھاؤ شاپور نے اسی وقت نقاب منہ پر سے نقابدار کے اٹھا لی اس نقاب کا اٹھنا تھا کہ
ایک آفتاب چمکا ایک نازنین مہر تمکین مہ جبین کو دیکھا کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی آنکھیں جھپک گئیں ایرج نے
نگاہ اپنی قائم کرکے کہا کہ اے نازنین سچ بتا تو کسکی دختر ہی یا پیر اکرتا ہی اسنے کہا کہ کیا نام اپنے باپ کا
بدنام کروں فلک نے مجھکو ذلیل کرا دیا لندھور بیٹھا ہی جو ہونا تھا ہوا اب نام چھپانے سے کیا حاصل
جس وقت اسنے کہا کہ میں بیٹی ہوں شہنشاہ [illegible] صاحبقراں [illegible] مقبول دیو پری کی
ملکہ [illegible] نوشابہ سے میں پیدا ہوئی ہوں اسکا نام نوشابہ ہی میرا نام [illegible] عرض [illegible] مقبول دیو پروندگا

سے بنے آئی تھی کچھ نہ ہوسکا فلک نے گرفتار کرا دیا مگر لاہوت بن لقا کہ جب سے نگاہ اسکی پڑی ہی عاشق ہوا آہ سرد
دل پر درد سے کھینچی یہانتک کہ صبر نہ ہوسکا پکارا ای محبوب جانی وای یار جادو انی آپ کیون جان دینے پر آمادہ ہین
آپکے دشمنون کی جان جاے مین نے جس وقت سے کہ چہرۂ زیبا آپ کا دیکھا ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا ہون اگر آپ مجھے
قبول کیجیے اور اپنا خادم تصور کیجیے تو مین ایرج سے عرض کر کے قید سے چھڑوا دون ملکہ نے جو یہ کلمہ اُس
کافر نابکار کے منھہ سے سنا نہایت برہم ہو کر پکاری کہ او اجل رسیدہ مین قید مین گرفتار نہ ہوتی تو اس عاشقی کا
مزہ تجھے چکھا دیتی ارے نالائق تو اور مجھپر عاشق ہوا ہی بڑے بڑے پہلوان اور گردن کشون کی نسبتین میرے
واسطے آئین مین نے قبول نہ کیا بھلا تیری کیا حقیقت ہی لاہوت شاہ اُس حالت بیقراری مین پکارا کہ ای
معشوق جفاکار مین بیٹا ہون زمرد شاہ کا خداوندزادہ ہون مجھسا شوہر کہان ہے کہ پائیگا اور چند کلمات ناشائستہ
زبان پر لایا بس ملکہ عرق شرم مین غرق ہو گئی غصہ دونا ہو گیا پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی جھٹکا مارا اور رقیب کو توڑا اور جھپٹی
لاہوت شاہ کی طرف کہ او نالائق آتی ہون بیچ مین غراب گرہ میثالی بیٹھا تھا کہ اسکی بھی نسبت کا پیام ایک
ملکہ کے واسطے گیا تھا وہ للکارا کہ او زن زبان دراز کہان جاتی ہی خداوندزادے پہ اور تلوار ملکہ پر ماری ملکہ
نے تلوار آتے خیال مین کر کے جھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی مڑوڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار اُسپر ماری کہ
کہ غراب کے دو ٹکڑے ہوے لاش اسکی تڑپنے لگی اور مار کر اسکو باتیغہ خون آلود چلی لاہوت شاہ کی طرف
وہ جبتک اُٹھے اُٹھے ایک تلوار سر پر ماری کہ او نالائق لے یہ پھل ہی عاشقی کا سپر کا ہاتھ بلند ہو گیا تھا تیغ نے
سپر کو کاٹا سر پر پہنچی کہ تین انگل سر مین اُتر گئی لاہوت نے گھبرا کر سر کھینچا تلوار نکل گئی یہ ملعون بیہوش ہو کر گرا چاہا
اتنے کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا لاہوت پر مارے ایرج نے نعرہ کیا کہ خبردار اب وہ زخمی ہی تلوار اُسپر نہ مارنا اور
آیا مین ملکہ اب باتیغ برہنہ چلی دروازے کی طرف جو سامنے آیا وہ مارا گیا ملکہ باہر آئی گھوڑا ایرج کا موجود تھا
جلودار کو مار کر اُس گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئی ایرج جو باہر آیا کئی لاشین پڑی دیکھین گھوڑے کو اپنے نہ پایا
دیکھا کہ ملکہ اُسپر سوار چلی جاتی ہی بیتاب ہو کر کہا کہ مین اسے چھوڑتا کب ہون کہ میرے ہاتھ سے یہ زندہ جاے اور
دوسرا گھوڑا منگوا کر سوار ہو کر چلا تعاقب مین ملکہ لشکر ایرج سے باہر نکل کر چلی تھی کہ ایرج قریب پہونچ گیا اور
نعرہ کیا کہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے ملکہ نے دیکھا کہ ایرج آ پہونچا پھر کر وہی تلوار ایرج پر ماری کہ تو آیا تو
کیا کریگا لے اسے ایرج نے سپر پر روکی کہ وار اُسکا رد ہوا اور خود تلوار ملکہ پر ماری کہ ملکہ کی سپر قلم ہوئی اور
سر پر پڑی کہ تا دوابرو اُتر گئی ملکہ نے دستانہ مارا تلوار اُڑ چھٹنا کر نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی
غش کھا کر گری کہ اتنے مین ملکہ کے لوگ پہونچ گئے ایرج پر آ پڑے ملکہ کو سامنے سے ایرج کے لیگئے ایرج نے پھر
تعاقب نہ کیا پھر آیا جب خیمے مین پہونچا دیکھا کہ جراح زخم مین لاہوت شاہ کے ٹانکے لگا رہا ہی مگر لاہوت شاہ
نے جو ایرج کو دیکھا پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ کہان گئی ایرج نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئی
لشکر والے اُسکے اُسکو لیگئے پھر مین نے اُسکا تعاقب نہ کیا یہ سنتے ہی لاہوت شاہ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور کہا افسوس یہ اُسکو آپ نے زخمی نہین کیا گویا مجھے مجروح کیا اور غضب کیا آپ نے کہ اُسے
جانے دیا مین اب اُسے کہان ڈھونڈھنے جاؤن میری جان اُسکی فرقت مین جائیگی یہ کہکے چیخین مار مار کر رونے لگا
ایرج نے دیکھا کہ اس نالائق کو خبط ہوا ہی ظاہرا تسلی دینا شروع کیا کہ ای لاہوت شاہ تم گھبراؤ نہین مین
ہرکارے خبر کے واسطے بھیجتا ہون جہان وہ ہوگی مین جا کر پکڑ لاؤنگا تم اپنا حال تباہ نہ کرو ہمکو دیکھو

کہ ہم اپنے معشوق کی جدائی مین کیسے بیقرار ہین مگر ناچار ہو کر صبر اختیار کیا ہی تم بھی ضبط کرو اس خط سے کچھ حاصل نہ ہوگا
یہی باتین ہو رہی ہین کہ چوبدار نے عرض کیا کہ ایلچی کیسر نگ بن هرزبان زرائیل کا دروازے پر حاضر ہی حکم دیا
کہ جلد اُسے لاؤ اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ پہلے اُسنے نامہ لکھا تھا کہ زرائیل مین آتے ہین اور وہان سے
جلد ملک سبائیل کو جائینگے تم ہمارے واسطے بہت سی کشتیان جہاز تیار کر رکھو یقین ہی کہ اُسنے جہاز تیار کرائے ہونگے
مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ ضرور اُسنے تعمیل حکم کی ہوگی کہ اتنے مین وہ نامہ بر سامنے آیا ایرج کو سلام کیا
نامہ پیش کیا ایرج نے دبیر سے کہا کہ پڑھو اس نامے کو دبیر نے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف لقا کی تھی بعد اُسکے
لکھا تھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان بموجب حکم عالی مین نے جہاز اور کشتیان بہت سی تیار کرائی تھین مگر نقابدار سرپوش
نے آکر سب کو جلا دیا جو دریا مین تھین اُنھین غرق کرا دیا ملاحون کو قتل کیا مجھے زخمی کر کے چلا بس یہ مضمون سنتے ہی
ایرج نہایت رنجیدہ خاطر ہوا سر پکڑے دیر تک چپ بیٹھا رہا بعد ایک ساعت کے سر اُٹھایا دبیر سے کہا کہ
ہماری طرف سے جواب لکھو کہ ہم روپیہ بھیجتے ہین اور بھیجتے ہین تم سات ہزار کشتی اور جہاز اور تیار کرو کہ لشکر
ہمارے ساتھ بہت ہی اور تمھاری کمک کے واسطے مرجان دریا باری کہ پہلوان زبردست ہی اور ہمارا رفیق
قدیم ہی اُسے بھیجتے ہین وہ ہر حال مین تمھارا شریک رہیگا ہمارے آتے آتے جہاز اور کشتیان تیار ہو رہین دبیر نے
یہی مضمون نامے مین لکھا ایرج نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا کر چھکڑون پر لدوا کر مرجان دریا باری کو سات ہزار
سوار کی جمعیت سے ہمراہ اُسکے کر کے روانہ کیا وہ نامہ بر مع مرجان دریا باری وارابہ ہاے زر ملک زرائیل
کو راہی ہوا دوسرے روز ایرج نہایت حیران و پریشان آزردہ خاطر پژمردہ دل چپ اور شمگین بیٹھا ہوا تھا تمام
دربار سمور تھا اور بسبب افسردہ خاطری ایرج نوجوان کے سب راگ رنگ موقوف تھا صحبت مین سناٹا تھا
کہ بہزاد دھر تند اور قارن قہرمن نے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان چلکر کنارے دریا کے سیر کیجیے دل بہلائیے
ادھر لندھور نے بھی کہا کہ ای ایرج بہتر ہی چلو دل بہلاؤ ایرج اُٹھ کھڑا ہوا اور لندھور سے کہا کہ آپ بھی
چلیے رستم زمان ساتھ ہو لیا ایرج کنارے دریا کے پہونچا سیر کرتا چلا جاتا ہی آتے آتے ایک جگہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک ٹیلہ بہت اونچا ہی اور سامنے اُس ٹیکرے کے سبزہ زار ہی گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوے ہین
ایرج اُس ٹیلے پر چڑھ آیا اُس جگہ فرش کرایا آکر بیٹھا بہزاد دھر تند نے کہا کہ حکم ہو تو طائفے بلاے جائین شراب
منگوائی جاے ایرج بولا بہتر ہی اور لندھور سے کہا کہ ای دارا ے ہند ہر چند چاہتا ہون کہ دل اپنا بہلاؤن
مگر نہین معلوم کیا باعث ہی اسقدر طبیعت گھبراتی ہی کہ قابل بیان کے نہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صدمہ عظیم
مجھے پہونچیگا لندھور بولا خدا نہ کرے یہ تم کیا کہتے ہو جی ہی تو ہی کبھی خوش ہی کبھی ناخوش ہی یہی باتین تھین کہ جانب
مشتری حصار سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا ایرج نے ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہی کون
آتا ہی ہرکارے روانہ ہوے لیکن گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گرد
زور آور یعنی طہماس بن عنقود پیل دلیر دو اسی ہزار کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور ادھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی
کہ لشکر ایرج کا تو یہان سے دور ہی مگر ایرج چند آدمیون سے کنارے نہر بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی طہماس نے کہا
کب چھوڑتا ہون اس آفتاب پرست کو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے بس فوج سے خطاب کیا کہ تم یہین ٹھہرو
مین جا کر اسکو مارتا ہون کسواسطے کہ اگر تم لوگ ساتھ ہوگے تو میرے واسطے موجب بدنامی ہو یہ کہینگے کہ
ایرج تنہا تھا اور طہماس کے ساتھ فوج تھی یہ کہکر گھوڑا اُڑا کر تنہا ایرج کی طرف چلا ادھر ایرج نوجوان نے جو

طہماس کی آمد سنی اور دیکھا کہ طہماس یکہ و تنہا سامنے سے چلا آتا ہی جلدی سے گھوڑے پہ سوار ہوا لندھور بھی
ساتھ اسکے اُٹھا کہ اسی اثنا مین طہماس قریب آگیا اور نعرہ کیا کہ باش او کرپاس فروش بچہ ارار ی جایگا کہان
میرے ہاتھ سے آیا مین ایرج نے کہا ای طہماس مین جانتا ہون کہ تو عنقو یل کے خون کا عوض لینے آیا ہی مگر
میرے ہاتھ سے وہ نہین مارا گیا لندھور بن سعدان اسکا گواہ ہی طہماس پکارا مجکو معلوم ہی کہ اُس نالائق
طرماسپ نے مارا ہی مگر باعث قتل کا تو ہی تو ہوا پہلے تجھے مار لون بعد اُسکے اُس نابکار کا کام تمام کرون ایرج
نے کہا ای طہماس آج تم منزل کے تھکے ماندے آئے ہو آسائش کرو کل میرے تمہارے مقابلہ ہوگا طہماس للکارا کہ
او آفتاب پرست کئی لاکھین متواتر خدمت مین شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان کی گئی ہین اُنکے صدمۂ
الم مین شاہزادے نے مجھسے فرمایا کہ ای طہماس جا کر انکے قاتل کا سر لیکر آ تو مجھے صورت اپنی دکھانا ورنہ میرے پاس
نہ آنا بنا برین اب جب تک مین تیرا اور طرماسپ کا سر لیکر نہین جاتا ہون مجھے صورت شاہزادے کی دیکھنا
نصیب نہ ہوگی اور سبے مجھے ایک دم مفارقت شاہزادہ نور الدہر کی گوارا نہین ایرج نے کہا تو سمجھتا ہی کہ
مین تجھسے دبکر یہ کلام نرم کرتا ہون خیر اگر تجھے صبر نہین ہو سکتا ہی تو جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا بس یہ کہنا تھا کہ
طہماس تو آگ بھولا ہو ہی رہا تھا اُٹھا کر ساڑھے نو سو من کا ساطور جو ایرج پر مارا ایرج نے سپر پر روکا تھا مگر
ساطور نے سپر کے دو ٹکڑے کیے سر پر آیا کہ خود و دبلغۂ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر گیا ایرج نے
دستانہ مارا کہ ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا مگر ایرج مین تاب سنبھلنے کی باقی نہ رہی غش کھا کر گرا طہماس نے جوش غیظ و غضب
مین دوسرا ساطور اُٹھایا کہ ایرج پہ مارے کہ لندھور نے للکارا ای طہماس خبردار اب ساطور اسپر نہ مارنا تو نے
ایک ہی ضرب ایسی لگائی کہ ایرج جانبر ہوتا نہین معلوم ہوتا طہماس پکارا ای ہندی تو ہرگز سعی نہ کر مین کبھی
نہ مانونگا کیونکہ باپ اور بھائی میرا دونون اسکے باعث سے مارے گئے ہین لندھور بولا ای طہماس ایرج
اولاد حمزۂ صاحبقران مین سے ہی تجھے یاد نہین کہ صاحبقران نے مکرر ارشاد فرمایا ہی کہ ایرج میری اولاد
مین سے ہی جو کوئی اسے مارےگا مین اُسکی ذریات مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طہماس نے کہا کہ جہان
اسوقت آنکھون مین میری اندھیر ہی مجھے کچھ اسوقت نہین سوجھتا مین اسے ضرور مارونگا لندھور بولا ای
طہماس اگر تجکو صاحبقران کے کہنے پر خیال نہین ہی اور تو میرا کہنا نہین سنتا تو خیر مجکو امیر کشورگیر محض اسکی
حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور یہی فرمایا تھا کہ مین ایرج کو تمہارے سپرد کرتا ہون سو مین اسے قتل نہ ہونے
دونگا پہلے مجھے مار لے تو اسپر ہاتھ ڈالنا طہماس آگ ہو گیا کہا اسنے سچ کہتا ہی کہ تو اسپر عاشق ہی اچھا کیون تو
اپنے کو بدنام کرتا ہی لندھور بولا یہ نہو گا کہ مین ایرج کو اپنے سامنے قتل ہونے دون طہماس پکارا کہ میرے تو
باپ اور بھائی دونون اسکے سبب سے مارے گئے ہین خیر اگر تو حمایت کرتا ہی [illegible] اسے قتل کرونگا [illegible]
بولا جو تیرا جی چاہتے سو کر مگر مین اپنی زندگی مین اسپر آنچ نہ آنے دونگا طہماس نے کہا ای ہندی [illegible]
تیر کیا اور نہین مانتا تو لے اسنے یہ کہکر ایک ہی ساطور لندھور پہ مارا لندھور نے خالی دیا ساطور زمین پہ
گرا لندھور نے پاؤن اپنا ساطور پر رکھ دیا پاؤن کے نیچے دبا لیا اور کہا ای طہماس دیکھ اتنا اس [illegible]
نور الدہر کو بھی ایرج کا قتل گوارا نہ ہوگا جہالت اچھی نہین قاتل تیرے باپ اور بھائی کا طرماسپ ہی ایرج کا
اسمین کچھ قصور نہین طہماس نے کہا کہ تو جو ایرج پہ پروانہ ہی وہ محبت تجھے نہین چھوڑتی مین تیرے قتل [illegible]
اور ساطور لگا کھینچنے مگر لندھور کا پاؤن ساطور پر جما ہوا ہی کیونکر ساطور چھوٹے قضا سے کار ضرغام شیر دل

خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا کہ طہماس ایرج کو زخمی کر چکا ہی اب چاہتا ہی کہ اُسے قتل کرے لندھور
حارج ہی بس یہان سے بھاگا خدمت مین اسد بن کرب غازی کی آیا تمام حال بیان کیا اسد مرکب باد پا
سوار ہو کر روانہ ہوا اُس وقت پہونچا کہ لندھور ساطور پائون سے دبائے ہوئے ہی چھوڑتا نہین اور طہماس
خشمناک ساطور کو کھینچ رہا ہی اور ایرج ایک طرف بیہوش پڑا ہوا ہی کہ اسد کو لندھور نے جو آتے دیکھا
گھبرایا کہ اب خدا ہی جان ایرج کی بچاے اسد نے نعرہ کیا کہ او ہندی تو طہماس کو نہین چھوڑتا کہ ایرج
کو مارے مین آکر ایرج کو مارتا ہون اور تلوار کھینچکر چلا لندھور نے دیکھا کہ اگر تو اسد کو روکتا ہی تو طہماس
ایرج کو مار ڈالیگا اور اگر طہماس کو روکے رہیگا تو اسد اسکا کام تمام کریگا اب ایرج کا بچنا بہت مشکل ہی
ناچار ہو کر پکارا ای پروردگار عالم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی ایرج کو بچانے والا ہی از تہ دل دعا مانگتا تھا
کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اسد قریب ایرج کے تیغ برہنہ کیے ہوئے پہونچا ہی اور لندھور پکار رہا ہی
کہ ای اسد بن کرب غازی کیا صاحبقران کا فرمانا تمھین یاد نہین ہی ایرج کو قتل نہ کرنا اسد جواب
نہین دیتا ہاتھ تلوار کا بلند کیا ہی کہ تلوار ایرج پر مارے کہ ایک بجلی لڑکی آنکھ اسد کی جھپکگئی ایک پنجہ پیدا ہوا
اور ایرج کو اُٹھا کر طرف آسمان کے لیگیا لندھور نہایت خوش ہوا ساطور طہماس کا چھوڑ دیا طہماس
نے کہا کہ بچا دیا تو نے میرے ہاتھ سے نہ چھوڑا ساطور کو کہ مین مارتا اُسے لندھور بولا مین موجود ہون
مجھے مار پیا اسد پکارا ای لندھور ابھی تک محبت تمھاری ایرج کے ساتھ اُسی طرح چلی جاتی ہی انتو اُسکے ڈاڑھی
مونچھین نکل آئی ہین اب زمانہ عشق و عاشقی کا گذر گیا کسی اور کو دیکھو اس سے باز آؤ تمھین نے عاشق ہو کے
ایرج کے ہاتھ سے ملک حمزہ صاحبقران کے برباد کرائے اور اب وہ ناموس صاحبقرانی کی بربادی
پر آمادہ ہی افسوس کہان گئی غیرت تمھاری بہت کچھ اسد نے کہا لندھور نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ
صاحبزادے حال اسکا حمزہ صاحبقران کے سامنے کھلجائیگا یہ بلا اُنکی مجھپر ڈالی ہوئی ہی اور پھر کر لشکر کی طرف
روانہ ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ بھئی اب چلکر لشکر ایرج کا کام تمام کرو طہماس بولا اچھا چلیے اور آکر
مقابل لشکر ایرج خیمہ برپا کیا مگر حال ایرج کا سُنیے کہ وہ جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک دیو تھا لیے ہوئے سامنے
نقابدار سفید پوش کے آیا کہا کہ آقا یہ موجود ہی نقابدار نے کہا کہ لاؤ دیو نے ایرج کو سامنے رکھدیا
دیکھا نقابدار نے کہ زخم کاری اسکے سر پر لگا ہی بیہوش و بدہوش ہی اُسی وقت جراحون کو بلایا زخم ایرج کا
دکھایا اُنھون نے عرض کیا کہ زخم بہت کاری ہی کہا کہ اچھا تم ٹانکے تو لگاؤ جراحون نے زخم کو بخیہ کیا نقابدار
نے ڈبا مرہم سلیمانی کا منگوا کر سامنے رکھدیا کہ اسکی پٹی زخم پر چڑھاؤ اُنھون نے اُسی وقت پٹی مرہم سلیمانی کی
چڑھا دی ایک دوپہر کے بعد ایرج کو ہوش آیا دیکھا کہ وہان نہ طہماس ہی نہ لندھور ہی سامنے نقابدار
سفید پوش بیٹھا ہی اور کچھ دیو پری موجود ہین نقابدار سے پوچھا کہ کیا آپنے مجھے اُٹھوا منگایا ہی نقابدار
بولا کہ ہان مین نے اُٹھا منگایا ہی سواری میری اُدھر سے آتی تھی تمکو مین نے بیہوش پڑے ہوے دیکھا اور
دو شخصون کو مستعد قتل پایا بس ایک دیو سے مین نے کہا کہ اس جوان بیہوش کو اُٹھا کر لے آ یہ اولاد صاحبقران
مین سے معلوم ہوتا ہی یہ دیو تمھین اُٹھا لایا اب تم بیان کرو کہ کون ہو ایرج نے کہا زخم میرا اچھا ہو لے
تو بیان کرون کہا کہ تمھارے زخم کا تو آج ہی نام و نشان بھی نہ باقی رہیگا مین نے مرہم سلیمانی کا پھاہا
چڑھوا دیا ہی مگر طاقت البتہ دو چار روز مین آئیگی القصہ تین پہر سے متواتر مرہم سلیمانی لگنے زخم پر چڑھوا کے لیے

دوسرا دن تھا کہ زخم بالکل اچھا ہو گیا ایرج نے غسل صحت کیا آکر صحبت مین بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نقابدار بولا کہ ای جوان اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور دین و مذہب تیرا کیا ہی ایرج نے کہا ای نقابدار ہی دنیا نام میرا اظہر مین الشمس ہی وہ جو تو نے سنا ہو زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران ہو طہمس کا بیٹا ایرج نوجوان وہ مہین ہون جانشین حمزہ لندھور بن سعدان میرا مطیع ہی اُسنے مجھسے بیعت کی ہی اور میرا جو کچھ کہ ساتھ ہی تمام ممالک حمزہ پر قبضہ کر چکا ہون فقط ملک سبا کل باقی ہی نقابدار نے کہا ای ایرج وہ دونون شخص اطہماس کون تھے جو تیرے پاس کھڑے ہوے بحث رہے تھے کہا کہ ایک تو لندھور تھا اور دوسرا طہماس تھا کہ جسکے طہماس کے ہاتھ سے مین زخمی ہوا تھا نقابدار بولا کہ طہماس تو شاہزادہ نورالدہر کا ایک ملازم ہی جب اُسکے ہاتھ سے تو زخمی ہو گیا تو دعوی صاحبقرانی کیا کرتا ہی ایرج بولا ای نقابدار طہماس کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران بھی زخمی ہو گئے تھے زخمی ہونے سے صاحبقرانی نہین جاتی رہتی اول تو حربہ اُسکا بیڈھنگا دوسرے یہ کہ تلوار کے آگے پانچ برس لڑکا اور سو برس کا بوڑھا برابر ہی جسکا ہاتھ پہلے پڑ گیا وہی غالب رہا طہماس کو جو نورالدہر نے مطیع اپنا کیا ہی مجھے حیرت ہی کہ کیونکر اس عادی کو مطیع کیا اور خیر آج مین زخمی ہوا بار دگر تو ایسا نہو گا نقابدار نے کہا ای ایرج سب باتین تمھاری اچھی ہین مگر خدا کو تم نہین پہچانتے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو دین آفتاب پرستی کو چھوڑو جیسا کہ آفتاب ہی ویسا ہی ماہتاب ہی دیکھو کیا حکم پروردگار عالم ہی کہ جہان رات ہوی آفتاب غائب ہو جاتا ہی ماہتاب نکل آتا ہی یہ سب مخلوقات مین سے ہین خدا وہی ہی جسنے سب کو پیدا کیا ہی ایرج بولا ای نقابدار تو میرا محسن ہی کہ مجکو اُٹھوا منگایا زخم سر میرا اچھا کرایا اس سبب سے مین کچھ نہین کہتا اب زیادہ نہ فرمایے یہ دین کا مقدمہ ہی ہر ایک اپنے دین کو اچھا جانتا ہی اور مین تو دین تمھارا قبول کرنے کو موجود ہون بشرطیکہ فن سپہگری مین مجھپر غالب آؤ نقابدار نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی ایرج نے کہا مین موجود ہون ذرا مجھ مین طاقت آسے قصہ مختصر تیسرا دن ہوا ایرج کو یہان آے ہوے کہ ایک ہاے تیز چلی لکۂ ابر نمایان ہوے اور فوج دیوون کی دکھائی دی خبر نقابدار کو پہونچی کہ دیو عفیف بن خفیف بن عفوان راہدار چالیس ہزار دیوون سے آپ پر آیا ہی اس ارادے پر کہ آپ اولاد زلزلۂ قاف کو جو کہ سلیمان ہین آپسے عوض اپنے باپ اور دادا کا لے نقابدار نے کہا کچھ پروا نہین ہی جو خالق عالم بہتر جانیگا وہ کریگا بار دگر خبر پہونچی کہ اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ساری رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے دیو عفیف میدان مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج نے نقابدار سے کہا کہ مین اُسکے مقابلے کو جاؤنگا نقابدار مانع ہوا کہ تم مین طاقت ابھی اچھی طرح نہین آئی ہی تم تماشا دیکھو مین جاکر اُسے مارتا ہون اور آپ ایک مرکب پر بیٹھ سوار ہوکر مقابلے کو اُس دیو کے نکلا دیکھا دیو نے نقابدار کو کہا کہ سن ای نقابدار اگرچہ باپ نے تیرے میرے باپ اور دادا کو مارا ہی مگر جو تو دین ابلیس پرستی اختیار کرے لعین تجھے کچھ نہ کہون نقابدار پکارا کہ تیرا ابلیس نالائق کیا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سُنکر وہ برہم ہوا کہا کہ شاید قضا تیری آئی ہی خبردار رہنا اور اُٹھا کر تبرزین سر پر چرخ دیکر نقابدار پر مارا نقابدار نے خالی دیا لیکن دیو کے شانے پر ہوا دونو دوسرے شانے کی طرف ہو گیا اور اُس دیو نے بھی اپنے کو بچایا مگر اُسپر بھی ایک کونا تبرزین کا اُس دیو کے سر پر لگا سر اُسکا زخمی ہوا

حالت شانہ کشا دیو چرخ کھاکر زمین پر گرا لقا بدار پر بھی تبرزین کی نوک لگی کہ وہ بھی زخمی ہوا اور گرا دیو عفیف نے چاہا
سوار لقا بدار کو پکڑ لے کہ ایرج کو تاب باقی نہ رہی پیادہ دوڑا للکارتا ہوا کہ خبردار لقا بدار پر ہاتھ نہ ڈالنا آیا ہین
خشمناک ہی خدمتگذاری کو دیو نے نعرے کی آواز جو سنی ٹھہر کر دیکھنے لگا ایک جوان ماہ طلعت مہر شوکت سامنے سے
گھبرایا آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہے جب ایرج قریب آیا دیو عفیف پکارا کہ تو کون ہے ایرج نے کہا کہ تو مجھے نہین
کو نہین جانتا منم زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان سپہر اعظم نے مجھے ایسی قوت و
طاقت جرأت بخشی ہے کہ کوئی مجھسے عہدہ برآ نہین ہو سکتا دیو عفیف نے کہا کہ کیا تو آفتاب پرست ہے ایرج نے کہا
کہ ہان دیو عفیف بولا آفتاب بھی ایک بندہ خداوند ابلیس کا ہے بہتر یہ ہے کہ دین ابلیس پرستی اختیار کر ایرج
پکارا کہ او شیطان پرست مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون تو بھی لعنت کر اور سپہر اعظم کو سجدہ کر دیو عفیف یہ سنکر
نہایت خشمناک ہو کر پکارا کہ کیا قضا تیری بھی آئی ہے لا حربہ اپنے جی کا حوصلہ نکال لے دیکھون کہ صاحبقرانی تیری
کیسی ہے ایرج نے کہا تو اپنا حربہ پہلے کر لے مین بعد اسکے اپنا حربہ کرونگا دیو نے کہا کہ تجکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت
و مردی پر لے حربہ میرا او سنبھل کہ یہ غضب ہے خداوند ابلیس کا یہ کہکر وہی تبرزین ایرج پر مارا ایرج نے
پیترا بدلکر خالی دیا تبرزین زمین پر پڑا کہ در آیا زمین مین خاک اڑی دیو پکارا کہ ای آدمزاد مفت مین تو نے
اپنی جان دی میرا کہنا نہ مانا ابلیس کو سجدہ نہ کیا ایرج نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کسکو تو نے مارا مین تو ابھی
روح قبض کرنیوالا موجود ہون اور دوڑ کر ہاتھ سے دیو کے لپکا تبرزین بزور صاحبقرانی چھین لیا اور روکھا
تبرزین جو دیو عفیف کے سر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ دیو عفیف مارا گیا سب
دیو جو اسکے ساتھ تھے بگڑ بگڑ کر جیسے بگڑ بگڑ کر دوڑ پڑے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پاوے ایرج بھی
اُنپر دوڑا ادھر سے فوج لقا بدار کی کمک کو آئی لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی ایرج کی یہ کیفیت ہے کہ بہت
دیو اسنے مارے ہین ہزار دو ہزار زخمی کیے ہین آخرکار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا تمام مال و اسباب اُسکا لقا بدار
کے دیوون نے لوٹ لیا ایرج کو پھیر کر خیمے مین لائے لقا بدار کے زخم مین ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم
پر چڑھائی دوسرے دن ایرج نے کہا کہ ای لقا بدار تمنے جو مجھپر احسان کیا تھا مین نے اُسکی تلافی کی اب تجھین
لازم ہے کہ مجکو میرے لشکر مین بھجوا دو لقا بدار نے کہا کہ زخم میرا اچھا ہو جاے تو میرے تمھارے کشتی ہو بعد
اُسکے کہین تمھین پردۂ دنیا مین بھجوا دونگا ایرج نے کہا ای لقا بدار جب تک تمھارا زخم اچھا ہو اور طاقت
تم مین آوے اُس وقت تک لشکر میرا تباہ ہو جائیگا ہاتھ سے طہماس کے سب مارے جاوینگے بہتر ہے تمھارے
لڑائی پھر ہو رہیگی اب تم مجھے پردۂ دنیا پر پہنچوا دو لقا بدار نے کہا اچھا اُسی وقت ایرج کو تخت پر سوار کیا
دیوون کو حکم دیا کہ جہان شاہ کے لشکر مین اسکو پہنچا آؤ اور اُس دیو کو بھی ساتھ کیا جو ایرج کو اٹھا لایا تھا
الحاصل دیو ایرج کو لیکر پردۂ دنیا کی جانب روانہ ہوے لیکن ادھر کا حال سنیے کہ اسعد نے طہماس سے کہا
کہ جب تک ایرج پیدا ہو تم لشکر کا اُسکے کام تمام کر دو لا کہ بہت خوب اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ خبر
مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہے مالک بن ملکوت شاہ نہایت پریشان ہوا
سردارون سے کہا آپ اندیشہ نہ کیجیے ہم لڑنے کو اس عادی سے موجود ہین غرضکہ یہان بھی طبل جنگ بجا
رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو ایک ایک مسلح و مکمل ہو کر میدان جنگ مین
دونون لشکر صف باندھکر کھڑے ہوے طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے

طوفان بن سماک اژدر گیر مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا او طہماس تو اپنے کو
بڑا بہادر جانتا ہی یہ کون سی بہادری ہی کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرتا ہی طہماس بولا کہ جیسا ظلم ایرج نے کیا ہی ویسا
کوئی نہ کریگا مین تو ایک متنفس کو بھی اس لشکر مین سے زندہ نہ چھوڑونگا طوفان نے کہا کہ کیون تجھکو بڑا گھمنڈ ہی اپنی
شجاعت کا باپ میرا پہلوان خداوند لقا کا تھا مین بھی اُسی کا بیٹا ہون کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون لا جو کچھ کسر
حربہ رکھتا ہو طہماس بولا کہ مین پیشدستی نہ کرونگا پہلے تو اپنا حربہ کر لے یہ سنکر طوفان نے نیزہ طہماس پر مارا طہماس
نے ایک دو گھڑی کی نیزہ بازی مین نیزہ طوفان کا ہوائی کیا طوفان نہایت خشمناک ہوا کھینچکر تیغۂ آبدار طہماس پر
مارا طہماس نے سپر پہ روکا وار اُسکا رد کرکے ساطور مارا کہ سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اُتر آیا طہماس نے
دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکلگیا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بیہوش ہو کر گرا طہماس پکارا کہ بیچارہ
اسے یہ اب بیکار ہوچکا لوگ طوفان کو بیہوش پاکر اُٹھا لیگئے طہماس نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ دیلم شباط
زنگی سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ
بولا دیلم شباط یہ عادی بہت بے ڈھب ہی حربہ اسکا کوئی رد نہین کرسکتا اگر تو ہاتھ سے اسکے ضایع ہوا تو عذر ایرج
کو کیا جواب دونگا دیلم شباط نے جواب دیا کہ مین ایسا حلوا نہین ہون کہ کوئی مجھے کھا جائیگا مالک بن ملکوت شاہ
بولا خیر نیر اعظم تیرا نگہبان ہی جا دیلم شباط زنگی سلام کرکے گینڈے پر سوار ہوا اور سامنے طہماس کے آیا للکارا
کہ او عادی آیا مین تیرے مقابلہ کو تو نے غضب کیا کہ ایرج کی غیبت مین اُسکے لشکر کے قتل کا ارادہ کیا یہان
ایک ایک ملازم اُسکا تیری خدمتگزاری کو موجود ہی طہماس پکارا او روسیاہ بکتا کیون ہی مین تو کھڑا ہوا ہون
تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر دیلم نے کہا نیزہ بازی تم لوگون سے کرنا ناحق ہی یہ ارکہ لپیٹ نہنگ ہی خبردار رہنا
یہ کہکر ارکہ لپیٹ نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور ساطور دیلم پر مارا دیلم نے بھی خالی دیا
کئی مرتبہ رد و بدل ہوئی انجام کار طہماس نے ایک ساطور جو مارا ارکے کے دو ٹکڑے ہوگئے اور پھر جو ساطور مارا
دیلم شباط نے خالی دینے کا ارادہ کیا تھا مگر گینڈا اُس طرف کو نہ پھرا ساطور جو سپر پر آیا سپر کا ہاتھ پایندہ کیا تھا
مگر سپر بھی کٹی دیلم شباط نے چاہا کہ سر و گردن بچاسے مگر نہ بچا سکا ساطور خود کو کاٹکر کرکی چار انگل سر مین در آیا تھا
کہ دیلم نے سر کھینچا ساطور گینڈے کے پڑا کہ سر گینڈے کا قلم ہوا دیلم شباط مع گینڈے گرا شام قریب تھی
طہماس طبل بازگشت بجوا کر یہ کہتا ہوا پھرا کہ او آفتاب یہ تو کل تیرے سبب کا استیصال نہ کیا ہو تو نام اپنا
طہماس نہ رکھا ہوا ادھر دیلم شباط زنگی بیہوش پڑا تھا اُسے اٹھا لائے مالک بن ملکوت شاہ نہایت اداس
کمال پریشان پھرا داخل بارگاہ ہوا جراحون کو بلوا کر زخمون مین ٹانکے لگوائے پھر اسی وسوسہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہی ناچار مجبور ہوکر مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ
بجوایا صبح کو پھر میدان مین صف آرائی ہوئی طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا شیلم زنگی مالک بن ملکوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد از تگاورزنی و نیزہ بازی شیلم زنگی نے تلوار طہماس پر ماری طہماس نے
پشت ساطور پر روک کر جو ساطور مارا شیلم نے سر جھکا سپر کی آڑ کی لیکن نہ بچ سکا سپر کٹی اور ساطور سر پر بیٹھا
کہ تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکلگیا مگر شیلم زنگی غش کھا کر گرا قیلم زنگی نے مقابلہ کیا وہ بھی
زخمی ہوا آخر کار شام تک آٹھ نو سردار زخمی ہوئے دو ایک جان سے مارے گئے شام کو دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے غرض چار میدان لڑائیون مین جتنے سردار ایرج کے تھے سب ہاتھ سے طہماس کے مجروح و مقتول ہوئے

بدستور روز طہماس یہ کہکر پھرا کہ کل تم سب کا خاتمہ ہی اور آکر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا
تاراج شروع ہوگیا جام شراب گردش مین آیا اسد نے کہا ای طہماس صبح کو ان سب آفتاب پرستون کو قتل کرنا
ایک کو زندہ نہ چھوڑنا عرض کیا ای شہریار ایسا ہی ہوگا آپ کے کہنے کی حاجت نہین ہی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آئے سلام کیا طبل جنگ
بجنیکی خبر دی مالک بن ملکوت شاہ مردہ تھا طبل جنگ تو بجوایا مگر عجب حالت ہی سب رسالہ دار عرض کرتے ہین
کہ آپ نہ گھبرائیے اگر طہماس آپڑا تو ہم بھی اپنی جانین لڑا دینگے اور قطع نظر اسکے طہماس کے ساتھ فوج قلیل ہم ہم
اُسے باوہ کرکے مار لینگے مالک بن ملکوت شاہ کہ رہا ہی کہ صاحبو طہماس بلاے بے درمان آفت جہان ہی شیر اعظم
اُسکے ہاتھ سے بچائیگا تو بچینگے نہین تو جان بچنا دشوار ہی موت کا سامنا ہی القصہ چار پہر رات آفتاب پرست
سوئے نہین آلات حرب و ضرب درست کیا کیسے ہزار ہا آدمی دہشت کے مارے بھاگ گئے عجب بدحواسی تھی
جو باقی ماندہ تھے صبح کو مستعد مرگ ہوکر میدان مین آئے طہماس پہلے ہی میدان مین آچکا تھا جب لشکر آفتاب پرستونکا
آیا صفین آراستہ ہوکین میدان تیار ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ اب تم انتظار کسکا کر رہے ہو جاؤ ان نالائقون کو
طہماس نے گھوڑا اپنا بڑھایا جب نصف میدان مین پہونچا اور آفتاب پرستون کی نگاہ پڑی ملک الموت کو دیکھا
کہ میدان مین کھڑا ہی ایک ایک مثل قالب بیجان تھا جان باقی نہ تھی مالک بن ملکوت شاہ مثل تصویر گلی تخت
پر بیٹھا ہوا تھا کہ طہماس نے نعرہ کیا ای آفتاب پرستو نکلو میرے مقابلے کو یہان کون ہی جو مقابلے کو جاے سب
دم بخود کھڑے ہوے ہین کوئی ارادہ میدان کا نہین کرتا سر جھکا لیئے ہین کہ طہماس نے پھر نعرہ کیا کہ ارے ایک ایک
میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو چار چار ملکر سامنا کرو پھر کسی نے جواب نہ دیا گویا منھ مین کسی کے زبان نہ تھی ایک
بعد انتظار کرکے پھر طہماس نے نعرہ کیا کہ ای کافرو اگر نہین آتے ہو تو مین پھر آتا ہون اب مالک بن ملکوت شاہ نے
دعائین مانگنا شروع کین اور سب آفتاب پرست بھی رونے لگے ایک غلغلہ یا شیر اعظم آفتاب تابان کا بلند تھا
پروردگار عالم تو کافر و مومن سب کو بچاتا ہی اور ابھی انکی قضا بھی نہ تھی طہماس چاہتا ہی کہ گھوڑے کو بڑھا کر
آفتاب پرستون پر جاے کہ ایک ہواے تند چلی اور لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا اور نیچے لگا اُترنے اب قریب جو آیا
تو دیکھا کہ ایرج نوجوان تخت پر سوار چلا آتا ہی آفتاب پرستون مین تو جان آگئی غل ہوا کہ وہ زبدہ آفتاب پرستان
آیا وہ ایرج نوجوان آپہونچا اسد غازی طہماس کے پاس آکر پکارا کہ اتنی دیر تمنے کی کہ یہ پاجی آپہونچا طہماس
بولا کہ صاحبزادے آپنے دو اسکو خوب ہوا اسکا آنا پہلے اسے مارلون بعد اُسکے اُن سب کو قتل کرون مگر ایرج
جو آیا مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور اپنی سرگذشت بیان کی اُسنے کہا ای ایرج اگر تم گھڑی بھر اور
نہ آتے تو یہان سب کا خاتمہ ہوچکا تھا سب سردار تمھارے زخمی ہوے اور مارے گئے ہم سب مستعد مرگ
کھڑے ہوے تھے کہ شیر اعظم نے آپکو پہونچایا ایرج نے اُن دیوون کو رخصت کیا اور آپ مرکب پر سوار ہوکر
مقابلے کو طہماس کے آیا پہلے تو نگاہ و برزن ہوئی پھر مرکبون کو رانون مین ملاکر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اور
ایرج نے کہا ای طہماس اگر مین نہ آجاؤن تو تونے لشکر کا میرے خاتمہ کیا تھا طہماس نے کہا ای ایرج تیری تو
ذریات مین سے ایک کو باقی نہ رکھونگا تو نے باپ کو میرے قتل کرایا ہی ایرج نے کہا اسکو شیر اعظم خوب
جانتے ہین کہ مین نے تیرے باپ کو نہین قتل کرایا بلکہ مین منع کرتا رہا اور طرماسپ اُسپر ساطور مار بیٹھا
طہماس بولا کچھ ضرور نہین ہی اس عذر سے کیا حاصل ہوگا اب دیکھ تو کہ تیرے ساتھ کیا کرتا ہون اُس روز

لند هور نے تجھے میرے ہاتھ سے بچا دیا تھا آج کون بچائیگا کہا کہ اُس روز میں زخمی ہو گیا تھا آج اُسکا عوض لونگا
بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بعد چار گھڑی کے ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے خشمناک ہو کر ہاتھ
مارا ایرج نے پھرتی کر کے فیتے پر ہاتھ ڈالدیا لپٹ پڑا اور قصد کیا کہ طہماس کو باندھے نورالدہر کے اُٹھا لیے ہیں کمر
میں ہاتھ ڈالکر یا شیر اعظم کہکر جو بکہ مارا زمین سے اُٹھا لیا چاہتا تھا کہ سر سے بلند کرے لیکن نہ ہوا طہماس نے لنگر مارا کہ
زمین پر آگیا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ ای ایرج نورالدہر پہلوان یگانہ ہے یہ رتبہ اُسی کے واسطے ہے کہ
طہماس کو طرفۃ العین میں اٹھا لیا دوسرے کی یہ قوت نہیں قصہ مختصر طہماس بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی
کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت لڑائی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے طرفین سے روشنی آئی تمام
میدان روشن ہو گیا لوگ گھر میں کھول کھول کر بیٹھ گئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا
غالب و مغلوب کوئی معلوم نہ ہوتا تھا دو شبانہ روز اسی طرح گذرے تیسرا دن تھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر
نمایاں ہوا اور جب وہ قریب آکر شق ہوا تو نقابدار سفید پوش دکھائی دیا آکر ایک طرف کو قائم ہوا اور دیو پری
جو نقابدار کے ساتھ تھے وہ بھی کشتی دیکھنے لگے اُدھر طہماس کی فوج تماشائی ہے اِدھر ایرج کی فوج نگران ہے
قضا کار اسد بن کرب غازی جو کھڑا تھا اسکے خیال میں گذرا کہ ای اسد سب تو تماشا دیکھ رہے ہیں اور
ایرج بھی سرگرم تلاش ہے تو چلکر ایک تلوار ایرج پر مار کہ اُسکا کام تمام ہو یہ اپنے دل میں ٹھان کر گھوڑے پر سے
اُترکر دبے پاؤں ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب ایرج کے پہونچا کھینچکر تلوار ایرج پر ماری قضا سے کا
پھٹک لا اسکی جو ایرج نے دیکھی طہماس کو چھوڑ کر علٰحدہ ہوا طہماس جو قد میں بہت بڑا ہے ایرج پر جھکا ہوا تھا
ایرج کے ہٹنے سے زمین پر جھکا تلوار اسد کی طہماس پر پڑی کہ پشت و شانہ طہماس کا زخمی ہوا طہماس
بیہوش ہو کر زمین پر گرا ایرج اسد پر دوڑا کہ او دیوانے تو تو مجھے قتل کرنے آیا تھا لیکن تقدیر سے طہماس کی
برگشتہ تھی کہ وہ زخمی ہوا دوسرے یہ کہ شکار میرا کھویا اب زخمی سے کیا لڑوں اگر یہ زخمی نہ ہوتا تو میں اسکے
زیر کر لیتا کب چھوڑتا ہوں تجھے یہ کہکر اسد پر دوڑا اگر اسد کب پاتا ہے اسد دوڑکر اپنے مرکب پر سوار ہوا
لیکن ندامت زدہ کہ ای اسد افسوس تقدیر پلٹ گئی تدبیر اُلٹی ہو گئی کیا کیا تھا اور کیا ہو گیا یہ اب جی تو سمجھیگا
طہماس زخمی ہوا اب تو کیا صورت طہماس کو دکھائیگا یہ خیال کر کے گھوڑا اُٹھا کر ایک طرف کو روانہ ہوا اُدھر
سے لوگ طہماس کے دوڑے اُدھر سے نقابدار سفید پوش آیا مرہم سلیمانی منگوا کر طہماس کے لوگوں کو دیا کہ اسکے
لگا ناتین پہر میں زخم اچھا ہو گا ایرج نے طہماس کو پالکی پر سوار کر کے لشکر باد کو روانہ کر دیا بعد اُسکے نقابدار
سفید پوش کو ایرج اپنے خیمے میں لایا دعوت کی کہا ای نقابدار دیکھا تم نے میں یہاں ایک دن اور رہتا تو
تمام لشکر میرا اس عادی کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا اور ابھی یہ دیوانہ کہ جسکے ہاتھ سے طہماس زخمی ہو چکا ہے ایک
میرے لشکر سے زندہ نہ چھوڑتا اور اس دیوانے نے تو مجھکو مارا تھا مگر یہ قدرت ربِّ اکبر کی تھی کہ میں بچ گیا مہری
طہماس پر ٹلی نقابدار بولا کہ سچ ہے دیکھا میں نے حال اس دیوانے کا مگر کچھ نہ کیا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا غرض رات کو
نقابدار ایرج کے خیمے میں رہا صحبت عیش گرم رہی صبح کو ایرج سے کہا کہ میں نے جو کچھ اُسکا وعدہ کیا تھا
سوا اگر ٹھہر نہیں سکتا ایک کار ضروری در پیش ہے اب تو جاتا ہوں پھر میں آؤنگا میرے لائق جو کام ہو آخر کا
ہو جائیگی ایرج نے کہا بہتر ہے جائیے اور دل میں کہا کہ ای ایرج خوب ہوا جو اس سے نجات ہوئی تو خود چاہتا ہے کہ
قلعہ ذوالامان پر جلد پہونچے حاصل کلام نقابدار سفید پوش تو رخصت ہوا اور ایرج نے لشکر کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار باوقار ہاتھ سے دامنہ جادو کے پریشان ہو کر بحالت اضطراب ہین چاہ الماس کو ڈھونڈھنے روانہ ہوا
ہین عمرو بن امیہ ضمری مقبل وفادار کرب ولادر ساتھ ہین کوہ و بیابان طی کرتے چلے جاتے ہین شام کو جہان مقام
اُترنے کا پاتے ہین وہان ٹھہر جاتے ہین شب بسر کرتے ہین دن کو شکار لگاکر رفع اشتہا کرتے ہین اور جو کوئی بستی
آباد ملجاتی ہی پتا چاہ الماس کا پوچھتے ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی چاہ الماس کا نہین سُنا مایوس
ہوتے ہین یہانتک کہ سات شبانہ روز متواتر چلے گئے آٹھوین روز ایک صحراے ہول خیز و دہشت انگیز مین
پہونچے کہ عجب طرح کا بیابان تھا ہوا ایسے گرم چل رہی تھی کہ مُنھ جلا جاتا تھا دھوپ اسقدر تیز کہ سر کا بھیجا پکنے لگا تھا
ہتھیار تمام جلنے لگے تھے قبضہ تلوار کا جو ہاتھ مین لگجاتا تھا پھپولا پڑجاتا تھا زبان تالو سے لگکر چھوٹنا مشکل پڑگئی تھی
دھوپ آنکھون کے سامنے ناچتی معلوم ہوتی تھی ہوا ایسی تند ایسی کہ سنگریزے اُڑکر مُنھ مین لگتے تھے تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ بندوق سے نکلکر چھرے پڑتے ہین ہوا کی تیزی سے ادھر کا تل ریگ کا اُدھر جا رہتا تھا اُدھر کا ادھر
آرہتا تھا کوسون نشان آب نہ تھا چشمہ سواے چشمہ آفتاب نہ تھا یا ایک آدھ چشمہ معلوم ہوا تو وہ مانند چشم کور تھا
کہ اُسمین پانی کا پتا نہ تھا اور اگر کوئی چھتر پر آب پایا تو کفت مار دار اژدر اُسمین نظر آیا اور جو کوئی چیل بھولکر بیابان مین
آنکلی ہی تو گر پڑی ہی پھڑک رہی ہی پر مار رہی ہی درخت سایہ دار منزلون نہ معلوم ہوتا تھا اور جو کوئی نظر بھی آیا تو
جیسے جلی ہوئی لکڑی کہ پتے کا اُسمین پتا نہین ایک آدھ چغد اُسپر بیٹھا ہوا پر پھیلاے ہوے لمبی سانس لے رہا ہی آواز
کٹ پھوڑے کی چلی آتی تھی سواے صداے چغد اور فغان بوم اور کچھ نہین سُنائی دیتا تھا عجب بیابان تھا

قطعہ

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان + نا انسان وہان نہ کوئی حیوان + رکھتی تھی ہوا قدم نہ وان پر + ہر ذرہ تھا
آفتاب محشر + گرمی سینہ ہر ایک کون کا جھونکا + اک شعلۂ آلتہب ہر قطرہ تھا آسمان پر بھی سواے آفتاب کے کچھ نہین نظر آتا وہ تو
البتہ پامردی سے بیچ میدان مین کھڑا ہی اُسکا بھی یہ حال ہی کہ اپنی آگ مین آپ ہی پھنک رہا ہی اور دم بھر ایک جگہ
قرار نہین اُفتان و خیزان باحال پریشان حمزہ صاحبقران چلے جاتے تھے ہر مرتبہ معلوم ہوتا تھا کہ ابکی گرے تو نہ اُٹھینگے
اسی حالت مین پہر بھر چلے گئے قریب ہلاکت پہونچے دعا مانگنا شروع کی کہ ای قاضی الحاجات ای مجیب الدعوات
اپنے بندگان گنہگار پر رحم فرما اب تو یہ مارے پیاس کے قریب ہلاکت پہونچ گئے ہین یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ناگاہ
دور سے کچھ درخت معلوم ہوے سمجھے کہ پانی یہان ہوگا جب قریب پہونچے تو وہان بھی پانی کا پتا نہ ملا مگر
دیکھا کہ ہوا سرد چل رہی ہی بیٹھ گئے کچھ تسکین ہوئی وہان سے آگے بڑھے تھے کہ باغبان کی آواز کان مین آئی
امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہان کہین باغ معلوم ہوتا ہی تم جاکر پانی میرے واسطے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ مین اس بیابان مین
تجھسے جدا نہ ہونگا کرب نے عرض کیا کہ ای شہریار مین جاتا ہون پانی بھر کر لاتا ہون یہ کہکر گھوڑا اُٹھاکر روانہ ہوا
سامنے چار دیواری باغ کی معلوم ہوئی کرب قریب آیا دروازہ ڈھونڈھنے لگا کہ ایک آواز آئی کہ صاحب
کیا ڈھونڈھتے ہو ادھر دیکھو کرب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حوروش مشکین سبز لباس پہنے ہوے
نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہوئی ہی کرب دیکھتے ہی مائل ہوگیا اور اُسنے آنکھ ملاکر کہا کہ صاحب کسکی تلاش ہی
کرب نے کہا کہ سوا تمھارے اور کسکو ڈھونڈھونگا اُسنے کہا کہ آؤ میرے پاس کرب بولا کہ آقا میرا پیاسا ہی
پہلے اُسے پانی پلا آؤن تو پھر تمھارے پاس آؤن وہ بولی کہ آؤ پانی لیجاؤ کرب نے کہا کہ کدھر سے آؤن اُسنے راہ
بتائی کرب اودھر گیا پھر وہان سے نہ نکلا یہان صاحبقران آہستہ آہستہ چلے آتے ہین کرب کو جو دیر لگی مقبل سے کہا

کہ تم جاکر دیکھو کہ کرب کیا ہوا مقبل بھی اُسی باغ کے پاس آیا اُسی نازنین کو دیکھا یہ بھی مائل ہوا پوچھا کہ یہاں ایک شخص
اس وضع کا آیا تھا پانی کی تلاش میں اُسنے جواب دیا کہ تم آکر باغ کے اندر ڈھونڈھ لو مقبل بھی اُسی راستے سے اندر گیا
پھر اُسکا حال بھی نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری یہاں صاحبقران عمرو سے کہتے چلے آتے ہیں کہ خواجہ مقبل کو بھی دیر لگی
اب تک پھر کر نہیں آیا کیا کرب کے ساتھ یہ بھی گم ہو گیا عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ مقام سحر معلوم ہوتا ہے میں
اسی واسطے قدموں سے جدا نہ ہوا تھا اور اب کرب و مقبل کو خدا ملائیگا تو ملینگے امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجکو بھی
اُنکی طرف سے ہراس ہے یہی باتیں تھیں کہ سر کرب غازی اور مقبل وفادار کا کٹا ہوا آگرا یہ معلوم ہوا کہ باغ میں
سے کسی نے پھینکدیا ہے زلفیں رخساروں پر لپٹی ہوئی چشم حسرت کھلی ہوئی شہرگ سے خون جاری بس کرب کے
سر پر جو نگاہ اُس افسر عالم کی پڑی اُٹھا کر منھ سے منھ ملنا شروع کیا پکارے کہ ای کرب تم ہمکو کرب و بیقراری
میں چھوڑ گئے ہم پانی کو تمہیں بھیجکر تم سے ہاتھ دھو بیٹھے ای کرب تمنے کچھ وصیت بھی نہیں کی ہم زبیدہ شیردل کو
کیا جواب دینگے وہ جو مجسے پوچھیگی کہ میرے وارث کو کیا کیا تو شرمندہ ہونگا ای کرب بعد تمہارے زندگی نہیں
منظور نہیں اور یہ کہکر خنجر کھینچا اُدھر دیکھا تو عمرو اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہے سر زمین پہ دے دے مارتا ہے روتے روتے
آنکھیں لال ہو گئی ہیں پکار رہا ہے کہ ای حمزہ تو تو داماد کو پیار کر میرا اب مجکو بھی سر اُسکا دے میں صورت اُسکی لوں
پھر یہ شکل کہاں دکھائی دیگی امیر نے فرمایا کہ بھئی لو تم نے تو اسے بیٹا کیا تھا تم تو حقدار ہو عمرو نے وہ سر لیکر پیشانی کو
بوسہ دیا آنکھیں چومیں پکارا کچھ بات نہیں کرتے کس ظالم نے تمہارا سر کاٹا کچھ بیان تو کرو حمزہ صاحبقران نے
جواب دیا کہ بس اب یہ قیامت کو بات کرینگے ہمکو دو ہم سر کو کلیجے سے لگاتے ہیں عمرو بولا حاضر ہے غرض کبھی امیر
سر کو لے بیٹھتے ہیں اور کبھی عمرو اور امیر چیخیں مار مار کر روتے ہیں یہانتک کہ اسی حالت بیقراری میں دونوں نے
چاہا کہ خنجر مار کر مر جائیں کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیوں حرام موت مرتے ہو یہ دونوں زندہ ہیں
چاہ الماس میں اُنسے ملاقات ہوگی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش پشت پر ہاتھ پکڑے کھڑے ہوئے
سمجھا رہے ہیں پوچھا کہ نام نامی آپ کا کیا ہے آگاہ کیجیے اُس بزرگ نے فرمایا مجھے خضر کہتے ہیں بارے حضرت کے
فرمانے سے دونوں کو تسکین ہوئی استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیونکر مارے گئے فرمایا کہ کشتۂ سحر ہیں اور قاتل انکی
نرگس جادو ہے میں دمامہ جادو کی چاہ الماس میں یقین ہے زندہ ملینگے اور قاسم سے بھی ملاقات ہوگی بارہ برس
اُسے قید میں ہو چکے ہیں امیر نہایت خوش ہوئے غم کرب کا بھول گیا قدموں پر حضرت کے سر اپنا رکھدیا تھا پھر
جو سر اُٹھایا حضرت کو نہ پایا عمرو سے کہا کہ خواجہ سر گروہ نبی کا فرمانا جھوٹھ نہ جانو عمرو کو تسکین ہوئی اُن دونوں سروں کو
وہیں دفن کر دیا اب وہاں سے روانہ ہوئے مگر یہ کہتے ہوئے کہ افسوس چار رہے تھے اب دو ہی ساتھ رہ گئے چارہ ہی کیا تھا
چار و ناچار چلے جاتے تھے کہ زنجیر کی جھنکار کی صدا کان میں پہنچی سامنے سے ایک دیوانے کو دیکھا کہ چلا آتا ہے
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے ہیں زنجیر کمر میں لپٹی ہوئی ہے چوب دست گران کاندھے پر رکھے ہوئے ہے مگر چہرہ مانند
آفتاب کے روشن ہے اُس دیوانہ نے آواز دی کہ ای اجل رسیدہ گان کہاں آتے ہو خبردار ادھر نہ آنا جدھر سے
آئے ہو اُسی طرف پھر جاؤ یہ مقام شیروں کا ہے ادھر آؤگے تو مارے جاؤگے عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر جانا سڑی سودائی
سے سامنا کرنا کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میں اسکا سبب دریافت کروں نکالدو تمہارے بڑے بڑے جوان
تم نے درست کیا تم کیوں گھبراتے ہو یہ کہکر دوڑے اُسکی طرف کہ کیا بکتا ہے ہم شیر کش ہیں اسی واسطے یہاں
آئے ہیں کہ دیوانے کو سیدھا بنائیں مگر یہ سننا تھا کہ دیوانہ آگ ہو گیا پکارا کہ امیر اسطرح میں تجھے اُتار دونگا دیکھیں

کیونکہ میرے ہاتھ سے زندہ بچتا ہے اور چوبدست اسکے سر پر چرخ دیکر صاحبقران کے ماری امیر نے آتے چوبدست کو
خیال میں کرکے تھپکی دی کہ چوبدست زمین ہوئی دستے کو چوبدست کے زبردستی پکڑ لیا دیوانہ چوبدست چھوڑ کر صاحبقران
سے لپٹا کشتی ہونے لگی ایک دو گھڑی کشتی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ نعرۂ اللہ اکبر کھینچکر زور کیا کہ
زمین سے دیوانے کو اُٹھا لیا پھر اکر زمین پہ مارا کہ چاروں شانے چت گرا چھاتی پر چڑھ کر صاحبقران نے فرمایا لعنت
زبرجد شاہ پر مسلمان ہو اُسنے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام بیان کریں کہ آپ حمزہ صاحبقران ہیں یا کوئی اور ہیں
فرمایا کہ ہاں میں حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہوں اُسنے کہا کہ میں کتنے برس سے زبرجد شاہ
پہ لعنت کر چکا ہوں مسلمان ہوں رات کو حضرت خضرؑ نے مجھے بشارت دی کہ حمزۂ صاحبقران آتے ہیں
وہی سمجھے زیر کرینگے اُنکی غلامی اختیار کرنا ہو جب ارشاد حضرت میں آپ سے لڑا اب آپ چلیے جو کچھ آش اس
ذرہ کا بیمقدار کو میسر ہے اُسے تناول فرمایے صاحبقران سینے پر سے اُسکے اُترے وہ قدموں سے صاحبقران
کے لپٹا امیر نے گلے سے لگایا فرمایا کہ حال اپنا بیان کر تو کون ہے یہیں کا رہنے والا ہے یا کسی اور جگہ کا باشندہ ہے
اور روز ازل سے یہ تیری وضع ہے یا کسی سبب سے یہ سودا ہے اُسنے کہا کہ حضور تشریف لے چلیں میں از ابتدا تا انتہا
اپنا حال گذارش کرونگا صاحبقران نے پوچھا کہ مکان تمھارا کتنی دور ہے اُسنے کہا کہ بہت قریب ہے امیر اُسکے ساتھ
روانہ ہوے کوئی ایک میل آے ہونگے کہ ایک بیشہ سبز و خرم معلوم ہوا اندر جو اُسکے آے دیکھا کہ ایک بنگلہ فرش کا
پڑا ہوا ہے منقش سے گندھا ہوا ہے اور وہ مردود ار رسکا نات بنے ہوے ہیں کہ اس دیوانے نے ایک آواز
زور سے دی دیکھا صاحبقران نے کہ ایک دیوانہ اور نمودار ہوا کہ بہت سی کنجیاں اُسکے پاس تھیں اور غول
دیوانوں کا اُسکے پیچھے چلا آتا تھا امیر نے پوچھا کہ یہ دیوانہ کون ہے عرض کیا کہ یہ خزانہ دار ہے میرا اور غلہ بھی اسی کے
پاس رہتا ہے مشتاق دیوانہ اسکا نام ہے یہ اسی صحرا میں رہتا تھا اور کسی کو ادھر سے راہ نہ چلنے دیتا تھا میں نے اکر
اسکو زیر کیا یہ میرا رفیق ہوا امیر نے فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو کب سے یہاں رہتے ہو اور کیا نام ہے تمھارا اُسنے
عرض کیا کہ میں بھائی ہوں زبرجد شاہ کا نام میرا ابوالہول ہے مجکو عالم خواب میں ایک مرد بزرگ نے مسلمان کیا
جب سے میں نے شہر میں رہنا موقوف کیا اپنے کو دیوانہ بنایا یہاں مسکن اپنا مقرر کیا یہ جتنے دیوانے ہیں سب
میرے زیر کیے ہوے ہیں زبرجد شاہ نے میرے واسطے جاگیر مقرر کر دی ہے میں یہاں رہا کرتا ہوں جو کافر ادھر
سے گذرتا ہے اُسے مارتا ہوں مار کر کنوئیں میں جو دالان ہے اُسمیں ڈالدیتا ہوں اب آپ فرمایے کہ اس صحرا
لق و دق میں کیونکر تشریف فرما ہوے امیر نے اپنے سرداروں کا گرفتار سحر ہوکر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دامہ جادو
کی تلاش میں چاہ الماس کو جانا تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ اے ابوالہول دس روز ہو گئے کہ چاہ الماس کا نام
جس سے پوچھتا ہوں کوئی نہیں بتاتا کہتے ہیں کہ ہم نے نام بھی نہیں سنا ابوالہول نے عرض کیا کہ اے شہریار میں
آپ کو لیچلونگا میں جانتا ہوں کہ جہاں چاہ الماس ہے مگر آپ نے بڑے کار دشوار پر کمر ہمت باندھی ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ اے ابوالہول لشکر میرا تمام تباہ ہے کل سردار گرفتار سحر ہیں اور علاوہ اسکے حضرت خضر علیہ السلام نے
بھی یہ بشارت دی ہے کہ اگر اندنوں میں تمنے ارادہ استیصال دامہ جادو کا نہ کیا تو پھر اُسکا مارا جانا دشوار ہے
اور وہ ایک زمانے کو تباہ کریگی ناچار و مجبور میں وہاں سے روانہ ہوا ہوں پریشانی لشکر کی مجھسے نہ دیکھی گئی جل کھڑا ہوا یا تو
میں نے دامہ جادو کو مارا یا اپنی جان دی اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار سنیے حال چاہ الماس کا کہ زمانہ سابق میں
سکندر ذوالقرنین یہاں آیا دیکھا اُسنے کہ بغیر ابر کے بجلی چمکی وہ نہایت متحیر ہوا کئی روز اسی فکر میں غلطاں پیچاں

آخرکار دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہان کان الماس کی ہی بس سکندر نے زمین کو کھدوایا دیکھا تو واقعی معدن الماس
ہی جب الماس تمام نکال لیا گیا تو ایک کنوان سا وہان بنگیا اسی سبب سے نام اسکا چاہ الماس ہوگیا اب اُسکے
اندر دوامنہ جادو نے مسکن اختیار کیا ہی اُس کنوین مین کودیگا تو دوامنہ جادو تک رسائی ہوگی امیر نے فرمایا کہ
ای ابو الہول ہرچہ بادا باد مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین ضرور جاؤنگا اور بغیر جاے چارہ ہی کیا ہی القصہ
ابو الہول نے اُس روز تو دعوت کی امیر نے دعوت اُسکی قبول فرمائی مگر خواجہ نے کہا کہ مین کسی کی دعوت نہین
قبول کرتا ہون سفر مین ہون اور زمانہ بہت نازک ہی البتہ اگر کچھ نقد سے دعوت ہو تو کیا مضائقہ ہی امیر نے فرمایا کہ
خواجہ تم کہین نہین چوکتے ابو الہول نے عرض کیا کہ مجھے بدل منظور ہی اور ایک ہزار دینار خواجہ کی نذر کیے اور
امیر کے واسطے جملہ سامان دعوت مہیا کیا کھانے قسم قسم کے تیار کراے کوئی چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ ابو الہول
خدمت امیر مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور خاصہ تیار ہی سویرے سے نوش فرمالیجیے تو پھر استراحت فرمایے
کیونکہ آپ تھکے ہوے ہین اور پھر چاہ الماس کا بھی عزم رکھتے ہین خواجہ نے کہا ہان حمزہ سچ ہی سویرے سے
کھاپی کے سو رہو صبح تڑکے اُٹھکر چاہ الماس جانا ہی امیر نے فرمایا کہ تمکو کیا ہی تم تو اپنی دعوت کا نقد لیچکے عمرو نے
عرض کی حمزہ مین تو تمھارے ہی واسطے کہتا ہون مجھے کیا ہی القصہ امیر خاصے پر تشریف لاے اور عمرو کی صلاح
کی کہ آؤ خواجہ کھانا کھاؤ عمرو نے کہا نہین حمزہ مین نہ کھاؤنگا اگر مین نے دعوت کا نقد نہ لے لیا ہوتا تو خیر کیا مضائقہ
تھا ابو الہول نے کہا کہ آپ کچھ اسکا خیال نہ کیجیے ادھر امیر نے فرمایا کہ تمبھی تم ہمارے کھانے مین سے کھا لو جب بہت
اصرار کیا تو یہ بھی آ کر بیٹھے سب نے کھانا کھایا اور جاکر فرش خواب پر سو رہے کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ آنکھ امیر
کی کھلی دم گھبرانے لگا عمرو کو آواز دی کہ خواجہ خواجہ کیا سوتے ہو عمرو نے چونک کر جواب دیا کہ یا امیر آپ تو
نہ سوتے ہین نہ سونے دیتے ہین فرمایے کیا ارشاد ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسوقت کچھ دم گھبراتا ہی جب
آنکھ کھلی ہی کسی طرح نیند نہین آئی عمرو نے کہا کہ کسی کی یاد آگئی ہوگی الغرض باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی امیر نے ابو الہول
کو بلا کر فرمایا کہ اب مجھے وہان پہنچاؤ مستعد ہوا کہ چلیے خواجہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حمزہ خدا حافظ تمکو یہ دیوانہ کنوین مین
گرانے کو لیچلا ہی مین دیدہ و دانستہ نہ گرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم ہمین اُس چاہ تک پہنچاکر چلے جانا ہم تمھین آپ
رخصت کردینگے عمرو بولا اچھا چلیے چاہ الماس کو دیکھکر چلا جاؤنگا القصہ یہ تینون وہان سے روانہ ہوے کہ دیوانہ
دو چار کوس چلکر تھک گیا اور وہین مقام کیا گوشت شکار کی سیخ کباب کھاے اشتہا کو رفع کیا پھر وہان سے صبح کو چل
نکلے چلتے پھرتے رہا تھا کہ ایک کوہ زرد زبرجد کا دکھائی دیا اور فرسنگ در فرسنگ سبزہ زار نظر آیا نہرین جاری تھین
درخت میوہ دار لگے ہوے تھے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے تھے ہواے خوش عیسی دم صبح نفس چلی آتی تھی طائران
خوش الحان زمزمہ پیرائی مین مصروف تھے عجب مقام با فضا اور دلچسپ دیکھا حمزہ صاحبقران عمرو سے تعریفین
کرتے ہوے چلے آتے ہین عمرو کہتا آتا ہی کہ حمزہ یہ فضا سے روح افزا ہی الحاصل رات کو وہین مقام کیا صبح کو پھر
چل نکلے دوپہر تھی کہ ایک چمک مانند آفتاب کے زمین پر معلوم ہوئی امیر نے فرمایا کہ بھی ایک آفتاب تو آسمان
پر ہی یہ دوسرا آفتاب زمین پر کیسا نکلا ہی ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار یہی چاہ الماس ہی آفتاب کے
عکس سے جگمگاہٹ اُسکی چمک رہی ہی صاحبقران اور قریب اُسکے پہونچے دیکھا کہ واقعی آفتاب کے عکس سے
جگمگاہٹ چاہ الماس کی مانند آفتاب کے تابندہ ہی اور جواہر بیش قیمت اُسپر نصب ہین چار زمرد کے ستون بنا رکھے
کہ ہر ایک پر فانوس کی جگہ شعلہ آتش مانند شمع روشن تھے اور وہان چاہ سو قدم سے سو قدم تک بلور کا تھا جب قریب

چاہ کے پہونچے عمرو نے کہا حمزہ خدا حافظ اب غلام رخصت ہوتا ہی اور رو کر پکارا کہ ای ماہ تابان سپہر صاحبقرانی
وای مہر درخشان بارگاہ سلیمانی عمرو کہ غلام قدیم تیرا ہی برای خدا اسکے کہنے پر عمل کر اور چاہ بلا مین نہ جا
کسی طرح جی نہین چاہتا کہ تجھے تنہا چھوڑ دون اور اکیلا چاہ مین گرنے دون عالم مجبوری ہی فرمایا کہ ای یار وفادار
وای مونس غمخوار تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فرزندون اور رفیقون پر میرے کیا حادثہ گذرا ہی لشکر کس آفت مین
گرفتار ہوا ہی اس زندگی سے تو مرگ ہی بہتر ہی کہ نہ کوئی رفیق و یار نہ کوئی فرزند و سردار باقی ہی سب بلا
سیہ و دامہ جادو مین گرفتار ہین اور رو کر پکارے اشعار افسوس کہ زرفیق ماندہ نہ ندیم + یک یک رفتند
زین گلستان چو نسیم + اکنون چکنم چرا نہ نالم بیدل + منقار بدہ دل یک گردید دو نیم + ای عمرو ایک تو باقی رہ گیا
ہی تو ساحر تیرے بھی دشمن جان تشنہ خون ہین اگر کوئی ساحر تجھکو پا جائیگا تو مار ڈالیگا اور بہت بری طرح
پیش آئیگا اور عمرو کو گلے سے لگا کر خوب روے فرمایا کہ خواجہ مین خود نہین چاہتا کہ تم بلا مین گرفتار ہو تم جاؤ
لشکر مین اور حقیقت ہماری بیان کرو ہان اگر خدا نے فضل کیا اور سیہ و دامہ جادو پر فتحیاب ہوئے تو کسے اور
جو ہمارا فاتحہ ہو گیا تو تم وہ جو دست و پاشکستہ یعنی پردہ داران سرادق عصمت ہین انکو خانہ کعبہ مین پہونچا دینا
اور بعد ہمارے بجز تمھارے انکا اور کوئی دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو قدمون پر گر پڑا کہ ای حمزہ یہ مجکو کسی طرح
گوارا نہین ہی کہ تنہا تمکو چھوڑ دون فرمایا کہ بھی پھر ہمارے ساتھ چلو ہم تم ایک حال مین رہین عرض کیا کہ یہ بھی نہین
جی چاہتا کہ اس بلا مین دیدہ و دانستہ گرفتار ہون کوئی بھی آج تک ایسے کنوین مین گرا ہی ابو الہول پکارا کہ
یا صاحبقران عمرو کا ساتھ چلنا چاہیے واجبات سے ہی اگر یہ ساتھ نہ ہوگا تو کچھ نہ ہو سکیگا یہ شخص قاتل ساحران عالم ہی
عمرو نے یہ سنکر کہا کہ تو دشمن ہی معلوم ہوا کہ حمزہ کے لگانے کے واسطے زرجد شاہ نے تجھے یہان مقرر کیا تھا
تو چاہتا ہی کہ حمزہ کو چاہ بلا مین گراے اور ورطہ ہلاکت مین گرفتار کراے امیر یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ خواجہ جو کچھ
کہ تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا عمرو بولا کہ مین ایسے مقدمہ سے درگذرا ایسے کنوین مین گرنا منظور نہین آپ اس
دیوانے کے فریب مین گرفتار ہو کر جایے مجھے جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمایے مین بادشاہ اسلام سے جا کر عرض کر دونگا
خدا حافظ جاتا ہون مگر اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر تیری سنی کہ تیرے دشمنون کا
کام تمام ہوا تو مین بھی اپنے کو زندہ نہ رکھونگا اور مین جس وقت مین خود اپنی جان دینے پر آمادہ ہوا تو پہلے
زرجد شاہ کو واصل جہنم کرونگا پھر اپنی جان دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم ایسا ہی کروگے مین
خوب جانتا ہون اور ابو الہول سے کہا کہ بھی تم کہتے تھے چاہ الماس مین کان الماس ہی تمنے خود بھی دیکھی تھی یا
فقط کانون سے سنا تھا اسنے عرض کیا کہ ایک شی موجود ہی دیکھ لیجیے جھوٹ سچ میرا معلوم ہو جائیگا عمرو بولا
حمزہ کچھ تجھے خبر ہی کان الماس کہان ابو الہول دیوانہ دوڑ کر جگت پر کنوین کی چڑھ گیا جھانک کر دیکھنے لگا اور سر
اٹھا کر کہا کہ ای شہریار یہان تشریف لایے دیکھیے کہ تمام چاہ الماس سے بھرا ہوا ہی عمرو پکارا کہ ای ابو الہول ہان
کچھ خطرہ تو نہین ہی مین بھی آکر دیکھون وہ بولا آئیے مین تو کھڑا ہون اندیشہ کیا ہی عمرو نے جو نام معدن الماس کا
سنا منہ مین پانی بھر آیا صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل دیکھ تو سہی کہ حقیقت مین معدن الماس ہی یا نہین فرمایا
کہ بھی چلو عمرو دوڑا کہ ای دیوانے کہان ہی الماس اور جگت پر چڑھ آیا ابو الہول نے کہا کہ جھانک کر دیکھیے عمرو دونون
ہاتھ جگت پر رکھکر جھکا صاحبقران نے ابو الہول کو اشارہ کیا کہ ڈالدے عمرو کو کنوین مین یہان ہمارے
ساتھ نہ جائیگا ابو الہول نے جلدی سے عمرو کو ڈھکیل دیا عمرو غلغلان پچان کرتا ہوا چلا کہ او دیوانے بڑی دغا کی

تونے بعد اُسکے ابوالہول کو دا اور کہا کہ خواجہ مین بھی تو آپ کے ساتھ آیا بعد اُسکے حمزۂ صاحبقران بھی یاد کرکے
پروردگار عالم کو کودپڑے غلطک کھاتے چلے جاتے تھے کہ پاؤن زمین پر آشنا ہوئے دیکھا تو ایک میدان وسیع ہے
عمرو اور ابوالہول دونون کھڑے ہوئے ہین عمرو کہہ رہا ہے کہ او دیوانے یہ کیا سلوک تو نے میرے ساتھ کیا
اُسنے کہا کہ خواجہ مین بیقصور ہون باشارۂ صاحبقران مین نے تمہین گرایا تھا کہ اتنے مین آواز آئی خواجہ
ہم بھی تو آئے تم ہمین تنہا چھوڑے جاتے تھے خواجہ تم تو ہمارے ہر جگہ شریک رہے ہو کہین ہمین تمنے تنہا
نہین چھوڑا عمرو پکارا مین تو جانتا تھا کہ آپ ہی کے اشارے سے مجھکو گرایا ہے نہین تو دیوانے کی یہ قدرت
نہ تھی کہ مجھکو وہ ڈھکیل دیتا فرمایا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا اب چلو کوئی ملے تو اس سے راستہ دامنہ جادو کے مکان کا
پوچھون یہ کہکر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک مرد پیر مشائخ وضع دکھائی دیا کہ بادامی عمامہ
سر پر بندھا ہوا پیراہن سفید پہنے ہوئے پائجامہ قلندرے کا پاؤن مین کفش پہنے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہے
آتے آتے جب قریب امیر کے پہونچا پکارا کہ سلام علیک یا حمزۂ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا وہ
بولا کہ تمنے بڑا قصد کیا خدا تمہین فتحیاب کرے صاحبقران نے کہا کہ امیدوار ہون کہ آپ میرے واسطے
دعا کیجیے کہا کہ بابا ہم کیا اور دعا ہماری کیا یہ کہتا ہوا برابر سے صاحبقران کے گذرا عمرو تو ڈر کے پیچھے امیر کے
ہوگیا بس وہ مرد پیر جو حرس بادیۂ ضلالت تھا اُسنے عمرو کو دوڑ کر پکڑا اور شیر کی صورت بنکر عمرو کو پیٹھ پر ڈالکر لیچلا
عمرو چلایا کہ اے حمزہ مجھکو تو یہ نالائق پکڑے لیچلا جلد میری خبر لیجیے مین تو اسی واسطے یہان نہ آتا تھا کہ میرا زمانہ
دشمن ہے صاحبقران نے پھر کر دیکھا کہ وہ مرد پیر کیا ایک شیر عمرو کو پکڑے لیے جاتا ہے یقین ہوا کہ یہ ساحر
ہے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار میرے یار وفادار کو کہان لیے جاتا ہے آیا مین اور دوڑکر اسم اعظم تلوار پر دم کرکے
جو شیر پر ماری اُسکی کمر پر پڑی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے شیر لگا تڑپنے صورت شیر کی [illegible] اُسکے
خاک اُڑانے لگے زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا گیر و دار کی صدا بلند تھی آگ اور پانی برس رہا تھا آندھی چل رہی تھی
بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذوفنون جادو دربان چاہ الماس بود اب جو روشنی ہوئی عمرو
دوڑکر قدمون پر صاحبقران کے گرا اور کہا کہ اے شہریار آپنے کار نمایان کیا نہین تو مجھے یہ ساحر لیچلا تھا
اور اے حمزہ مین نے تو پہلے ہی جانا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے خبر صحیح رسیدہ بود و بلا سے وے بخیر گذشت + امیر نے
فرمایا کہ الحمد للہ کہ پہنچتے پہنچتے تک تو توڑا ایک ساحر کو تو مارا اب وہان سے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے
ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ عجب دشت ہولناک ہے کوسون کا میدان ہے درخت کوئی نام کو نہین آندھی
چل رہی ہے بگولے اُٹھ رہے ہین گرمی اسقدر ہے کہ پناہ بذات خدا جو جھونکا ہوا کا آتا ہے تمام جسم مین
آگ لگا دیتا ہے پانی کا کوسون نام و نشان نہین دل ہین کہ مارے پیاس کے پھٹے جاتے ہین امیر نے
عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تمنے کبھی اور کہی تمنے ایسا میدان دیکھا تھا عمرو عرض کرتا ہے یا امیر کیا عرض کرون بڑے
بڑے جنگلون مین گذر میرا ہوا بڑے بڑے میدان دیکھے لیکن آج تک ایسا ہولناک میدان نظر سے نہین گذرا
نہ یہ گرمی کہین دیکھی بالکل میدان قیامت کا گمان ہوتا ہے آفتاب ہے کہ سر پر چلا آتا ہے زمین ہے کہ تانبہ آہن ہے پاؤن
رکھا اور چھالے پڑ گئے پھر امیر ابوالہول کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کیون تمنے بھی کبھی ایسا دشت
ہولناک دیکھا اُسنے بھی جواب دیا کہ یا صاحبقران اس غلام کو ایک زمانہ گذرا ہے کہ شہر مین رہنا چھوڑکر جنگلون
مین بود و باش اختیار کی ہے مگر ایسا جنگل اور ایسا ہولناک مقام [illegible] یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب جاری

کہ ترقا جاتا ہے زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑے جاتے ہین ای شہریار اگر یہی حال رہا تو زندگی بھی نہ ہوگی یہ
غلام تو کوئی دم مین مارے پیاس کے ہلاک ہو جائیگا امیر فرماتے ہین بھئی ہمارا بھی تو یہی حال ہے کہین پانی کی تلاش
کرنا چاہیے یہ سب یونہین تلاش آب مین چلے جاتے ہین مگر نہ کہین کوئی چاہ نظر آتا ہے نہ کوئی دریا دکھائی دیتا ہے
القصہ جاتے جاتے دور سے ایک دریا نظر آیا عمرو نے کہا کہ یا امیر سامنے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دریا ہے امیر نے
فرمایا کہ ہان خواجہ انداز تو ایسے ہی پاے جاتے ہین مگر کہین دریاے ریگ تو نہین ہے لیکن خیر جو کچھ ہو چلنا چاہیے
شاید پانی ملجاے بغیر پانی کے اب تو دم پہونچی ہوئی ہے یہ سب چلے جاتے ہین مگر کسی طرح قریب اُس دریا کے
نہین پہونچتے اب دن بھی بہت کم رہگیا ہے عمرو کہتا ہے یا امیر یہ دریا نہین ہے اسکی طرف جانا بیکار ہے اور اگر ہے بھی تو
دریا سے سحر ہے کہ دوپہر ہو گئے کسی طرح قریب اُسکے پہونچتے ہی نہین الغرض کوئی دو چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب
اُس دریا کے پہونچے ابوالہول سب سے زیادہ مارے پیاس کے بیتاب تھا سب سے پہلے وہی ایک ڈولچی
لیکر دریا کی طرف دوڑا قریب پہونچا جلدی سے ڈولچی دریا مین ڈالدی اور نکالکر جلدی سے پانی پیکر پڑا خود پانی
پی کر چاہتا تھا کہ دوسری ڈولچی بھر کر امیر کے واسطے لیچلے کہ ایک نہنگ پیدا ہوا اور جلدی سے ابوالہول کو
اپنی پیٹھ پر لیکر روانہ ہوا اب ابوالہول لگا چیخنے کہ یا امیر دوڑیے جلد آیے مجکو یہ نہنگ لیے جاتا ہے امیر نے
کہا کہ غضب ہوا اور یہ کہکر دوڑے جا کر کود کر دریا مین اور تلوار پر اسم اعظم دم کرکے ایک ضرب جو ماری دو ٹکڑے کیے
اور ایک تلاطم برپا ہوا آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ جادو
بود اب جو دیکھا تو نہ دریا ہے نہ کہین پانی ہے لاش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے پھر وہان سے روانہ ہوئے
جاتے جاتے قریب شام ایک صحراے سبز و خرم نظر آیا کہ جا بجا چشمہ آب مصفا جاری تھا گھانس وہ سبز سبز
ہو رہی ہے کہ زمرد اُسکے سامنے شرماتا ہے نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین اشعار

ہر برگ گلے چو طبقچہ اے در پیش چشم مینا	در دامن ہر شگوفہ باغے مینو کدہ برنگ مینا	گلہاے شگفتہ جام بر دست سیرابی سبزہ ہاے نوخیز	بر خاستہ بانگ بلبل مست از لولوے تر زمرد انگیز

اور سامنے ایک کوہ زمردین دیکھا کہ گرد اُسکے لالہ کمر تک پھولا ہوا ہے اور ایک طرف کوہ طلا نظر آیا کہ مثل خورشید
چمک رہا ہے اب دن کوئی دو ہی ایک گھڑی باقی ہے ہوا سرد چلنے لگی ہے شفق پھول رہی ہے ٹکڑے ابر کے
رنگارنگ آسمان پر پھیلے ہین جانور درختون پر آ آ کر بسیرا لیتے جاتے ہین صاحبقران قریب کوہ طلا کے
پہونچے دامن کوہ مین دیکھا کہ گھاس مینا کاری لگی ہوئی ہے یعنے ہر برگ گیاہ پہ تحریرین طلائی ہین سبزی اور زردی
رنگ دکھا رہی ہے نہرین نہایت پاک اور لطیف جاری ہین چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہے رنگ
رنگ کی [illegible] اُسمین لوٹتی ہوئی چلی آتی ہین اور اُس سبزہ مینا کار مین ایک چبوترہ بلورین ہے کہ
اُسپر [illegible] گرد اُسکے سبزہ زار نہایت خوشنما گویا زمرد کی تحریر ہے اور اُس
سبزہ زار مین درخت [illegible] ہین کہ پتے اُنکے زمردین ہین اور شاخین [illegible] ہین پتے
زمرد کے ہین عجب کیفیت کی جگہ ہے [illegible] ہی تمام ہو چکا ہے آفتاب سمت مغرب کو تیزی کے ساتھ
چلا جاتا ہے امیر یا تو صنعت کو صانع عالم کی حیران وار دیکھ رہے ہین عمرو سے فرماتے ہین کہ خواجہ
قسم ہے پروردگار عالم کی کہ کبھی ایسا مقام دلچسپ نظر سے نہین گذرا شب باشی کے واسطے اس سے بہتر
سا نظر نہ جائیگا ابوالہول نے جلدی سے عمرو لیجیے صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ [illegible] پیاس ہے

عمرو بولا یا امیر میرا تو مارے بھوک پیاس کے عجب حال ہے امیر فرماتے ہیں کہ خواجہ میں تمکو منع تھوڑی ہی کرتا ہوں غرض
عمرو گیا اور طرح طرح کے میوے توڑ کر لایا امیر نے بھی کچھ کھائے عمرو نے بھی کچھ کھایا باقی داخل زنبیل کر لیا کہ وقت
بیوقت کام آئیگا جب کھا چکے تو امیر نے فرمایا کہ خواجہ افسوس ہے کہ مکان ایسا تکلف کا لیکن نہ فرش ہے نہ پلنگ
ہے نہ اسباب عیش ہے عمرو بولا حمزہ بڑے آدمی کے لیے سب جگہ سب چیزیں موجود ہو جاتی ہیں بقول شاعر
شعر منعم بدشت وکوہ و بیابان غریب نیست ٭ ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت ٭ اگر کچھ روپیہ صرف کرے سب کچھ
مہیا ہو جائے صاحبقران نے ہنسکر کہا کہ خواجہ اگر یہاں مال عالم ہو تو اسباب عیش کہاں میسر ہو سکتا ہے
عمرو بولا کہ حمزہ اگر روپیہ ہو تو میں اپنا ذمہ کرتا ہوں کہ جملہ اسباب عیش مہیا ہو جائے فرمایا کہ خواجہ اگر تم سب اسباب
مہیا کر دینے کو کہتے ہو تو کچھ روپیہ بھی ہمیں تمہیں قرض دینگے عمرو نے عرض کیا کہ کچھ حاجت قرض کی نہیں ہے آپ خط
تمسک لکھدیں فرمایا قلم دوات کاغذ لاؤ عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے رکھدیا امیر نے
پانچہزار روپیہ کا تمسک لکھکر مہر کر کے عمرو کو دیدیا عمرو نے اُسے زنبیل میں رکھ لیا اور اسباب زنبیل سے
نکالنا شروع کیا پہلے چاندنی زردوزی کی نکالکر بچھائی اُسپر تکیہ تمامی کا استادہ کیا بعد اسکے پلنگ جواہر نگار بچھا دیا اور ایک
چادر محمودی کی بچھائی اور تکیہ سادی مخمل کے رکھدیے چاروں گوشے پلنگ کے موتیوں کے گچھے سے باندھکر
پلنگپوش اوپر ڈالدیا سامنے مسند بہت تکلف کی بچھائی تکیہ لگا دیے صاحبقران والاشان کو اُسپر بٹھایا کشتیاں
شراب کی مہیا کیں بوتلیں شراب کی چن دیں اور جام جواہر نگار سامنے رکھدیے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا
کہ ایسے مقام میں اس طرح کا سامان بعنایت الٰہی موجود ہو گیا اور اُسوقت رنگ برنگ قدرت نے ٹکڑے ابر کے
رنگ رنگ کے آسمان پر پھیلا دیے ہیں اُسکا عکس جو آکر پڑتا ہے تو چبوترہ بلور کا شفقی رنگ کا معلوم ہوتا ہے
امیر با توقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جہاں سب سامان تمنے درست کر دیا ہے مناسب ہے کہ اب نَے نوازی بھی
کرو کہ مدت سے تمہیں نہیں سُنا اور خواجہ سامنا ایسی نالائق جادوگرنی سے پڑا ہے خدا جانے اب زندہ تمہیں پاؤنگا یا نہیں
خیر تمہیں سُن تو لیں عمرو نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں اور جھٹ نَے ہفت بندی کی کمر سے نکالکر قفلیاں اُسکی
درست کر کے بجانا شروع کیا ایک گھڑی بھر میں سماں بندھ گیا امیر کا یہ عالم ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری
ہو گئے اور بیخود ہو کے جھومنے لگے یہ عالم تھا کہ جانوران ہوائی گرد اُس چبوترے کے آکر کھڑے ہو گئے تھے پرند آشیانے
اپنے اپنے چھوڑ چھوڑ کر سر پر عمرو کے سایہ فگن تھے عجب کیفیت کا عالم تھا یہی کیفیت تھی کہ دفعتاً صحرا سے
ایک غبار بلند ہوا اور ایک سناٹا سا ہو گیا آوازیں ہیبتناک آنے لگیں کرگس و زغن ساتھ ساتھ اُس غبار کے
چلے آتے ہیں آتے آتے وہ غبار اوپر اُس چبوترے کے قائم ہوا اور ایک آواز آئی کہ اے اجل رسیدگان
قیامت کی تم کیونکر یہاں چلے آئے ارے کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ چاہ الماس ہے خاص مقام رہنے کا
ملکہ دمامہ جادو کا اب میں کب چھوڑتا ہوں کہ تم زندہ بچکر میرے ہاتھ سے نکلجاؤ سنتے ہی اس آواز کے
سب تھر تھر کانپنے لگے عمرو نے نَے نوازی موقوف کر دی الولا الولا مارے خوف کے دونوں ہاتھ اپنے
آنکھوں پر رکھ لیے امیر بھی جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنے لگے کہ غبار کسی قدر برطرف ہوا اور ایک بہت بڑا
طائر مثل کرگس کے پیدا ہوا اور آکر بیچ چبوترے کے آتشہ ہیبت ہائل الشان کی صورت ہو کر قریب
آنے کو چلا عمرو نے جو دیکھا کہ یہ امیر کی طرف جاتا ہے اپنے دل کو بہت سخت کر کے ایک حقہ آتشبازی کا
کھینچ کر مارا وہ چلا عمرو کی طرف جھپٹا امیر نے تلوار پر اسم اعظم دم کر کے یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب جاری

دو گھڑی سے کچھ پھر ایک آندھی چلنے لگی آواز آنے لگی کہ کشتی مرا نام من غبار جادو فرستادہ برق جادو بود دیکایک
ایک تیز و تند جھونکا ہوا کا آیا اور لاش اُسکی اُٹھا کر لیئے چلا گیا اب غبار بالکل برطرف ہو گیا ہی آسمان صاف ہی
عمرو امیر سے عرض کرتا ہی یا امیر آپ نے کیا کام کیا ہی امیر کہتے ہین کہ خواجہ مین نے کیا کیا بڑا کام تو تمنے کیا کہ
حقہ آتشبازی کا مار آؤ بھئی خوب گلے سے مل تو لو زندگی کا کیا اعتبار ہی ابھی مر گئے ہوتے اور خواجہ تمنے نے کی جوڑی کا
کہان پھینک دی آؤ بجاؤ اور گاؤ ذرا دل بہلے اب عمرو کے دل سے بھی خوف کم ہو گیا ہی جوڑی اُٹھائی ہی اور کسی قدر
درست کر کے پھر بجانا شروع کیا اور گانے لگا پھر وہی حال صاحبقران کا ہو گیا ابوالہول بھی لگا جھومنے پھر
طایران وحشی آ آ کر جمع ہو گئے اور سُننے لگے یہی عالم تھا کہ چبوترے کو ایک گونہ حرکت سی ہوئی عمرو چارون طرف
دیکھنے لگا امیر نے کہا کہ خواجہ بھئی کیا ہی عمرو نے کہا کہ یا امیر کچھ زلزلے کے ایسے آثار پائے جاتے ہین امیر نے
فرمایا کہ بھئی تمکو کچھ وہم ہو گیا ہی کہ اتنے مین پھر زمین کو حرکت ہوئی اور اب جو ہوئی تو پہلے سے کچھ زیادہ حرکت
پائی گئی عمرو نے کہا کہ دیکھیے امیر مین جُھوٹھ تھوڑی کہتا تھا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگر ادھر آتا ہی امیر نے کہا
آتا ہی تو آنے دو جو منظور خدا ہو گا وہی ہو گا شعر سر مرا بیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + عمرو
نے کہا کہ یا امیر مجھے خوف معلوم ہوتا ہی آپ اسم اعظم پڑھ کر گرد چبوترے کے حصار کر دیجیے کہ خاطر جمع ہو جائے
ضرور کسی ساحر کی آمد ہی امیر اُٹھے اور اسم اعظم پڑھ کر دستک دیدی اور کہا کہ خواجہ تم خوش ہوے اب کچھ
خوف نہین ہی اب تو زُنوازی کرو اب عمرو پھر زُنوازی کر رہا ہی کہ یکایک اب جو دیکھتے ہین تو چبوترے کو بالکل حرکت
نہین ہی لیکن سارے جنگل کو ایک تزلزل ہو رہا ہی مع کوہ طلا اور کوہ زمرد اور اشجار میوہ دار سب متزلزل
معلوم ہوتے ہین اور تمام زمین گرد چبوترے کے گھومتی معلوم ہوتی ہی کہ یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک
گنبد نمایان ہوا وہ گنبد نکلکر برابر سے ہوا قائم ہوا اُس گنبد مین ایک کلس تھا اور اُسپر ایک شعلہ قائم تھا کہ جسکے دیکھنے
سے نگاہ خیرگی کرتی تھی اور جب وہ شعلہ ہوا سے بھڑکتا تھا زلزلہ زیادہ ہوتا تھا یکایک وہ شعلہ زیادہ بھڑکنے لگا
حتے کہ مثل ایک گنبد کے ہو گیا اور معلوم ہونے لگا کہ گنبد خاکی پر ایک گنبد آتشین قائم ہی گنبد کی شکل یہ تھی کہ
چارون طرف سے بند تھا کوئی راستہ نہ تھا اور چرخ مار رہا تھا اب زلزلہ اس انتہا کو پہونچ گیا ہی کہ العظمت للہ
ساری زمین مثل چاک کے گھوم رہی ہی اور عمرو کا تو یہ حال ہی کہ مارے خوف کے آنکھین بند کر لین ہین جوڑی
نَے کی ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور سارا جسم مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی لیکن صاحبقران بغور اُس گنبد کو
دیکھ رہے ہین اور دل مین خیال کرتے ہین کہ دامہ جادو تو کہین نہین آگئی کہ یکایک گنبد مین بارہ دریچیان
نمودار ہوئین اور اُن دریچون مین سے بارہ ساحر پیدا ہوے سامان سحر سے آراستہ لیے ہوے بد آفت کے
پرکالے جھولیان سحر کی کاندھون پر ڈالے کوئی اژدر سوار کوئی شیر سوار کوئی نہنگ سوار کوئی طاؤس سوار
سبھون نے آکر چارون طرف سے چبوترے کو گھیر لیا لیکن جو آگے بڑھتا ہی اندھا ہو جاتا ہی اور کچھ نظر نہین آتا
مجبوراً پلٹ جاتا ہی آپسمین اُن سب نے صلاح کی کہ شاید یہ تینون شخص جو بیٹھے ہین یہ بھی جادوگر ہین اور اُنھون نے
یہ حد سحر قائم کی ہی کہ جو ہم لوگون کو آگے بڑھنے سے مانع ہی یہ خیال کر کے دور سے ترنج و نارنج سحر کے
مارنا شروع کر دیے لیکن جو حربہ آتا تھا قریب چبوترے کے آکر گر پڑتا تھا کیسا کیسا سحر کرتے تھے مگر کچھ کارگر نہ ہوتا تھا
آخرکار سبھون نے اپنا مُنھ پیٹ پیٹ لیا اور یہ کہکر پلٹے کہ معلوم ہوتا ہی کہ تو بڑا ساحر زبردست ہی یہ سب برنج
کی طرف چلے تھے کہ امیر نے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر اور تیر کمان مین پیوستہ کر کے اسم اعظم پیکان تیر پر

دم کرکے جو مارا پشت پر جو ایک ساحر کی پڑا تو سینے کو توڑ کر نکل گیا وہ قلعہ کرتا ہوا گرا اور تڑپ تڑپ کر تمام ہو گیا
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مسالخ جادو غلام تنزلزل جادو بود وہ گیارہ جادوگر قریب اُس برج کے پہونچے
دیکھا تو اب گنبد میں دربچیاں نہیں ہیں فریاد کی یا خداوند تنزلزل جادو ہم اُن تینوں شخصوں کا کچھ نہ کر سکے سحر
ہمارا کارگر نہ ہوا بلکہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں شخص بھی ساحران زبردست سے ہیں
بغیر آپ کے اُنکا مارا جانا مشکل ہے یہ غلامان وفادار جان نثاری کو حاضر ہیں اگر حکم ہو تو گردنیں کٹوا دیں کہ
یکایک اس آواز کے سنتے ہی ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ برج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اُڑ گیا اور ہر ٹکڑے سے
ایک جانور مہیب پیدا ہوا کسی سے نہنگ کسی سے شیر کسی سے اژدر اور اندر سے اُس برج کے ایک
جادوگر پیدا ہوا تخت ہوا پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے تاج میں بجائے پر ہما کے ایک مار سر پیچ دم اوپچی
کیے ہوئے استادہ تھا لنگ گھاروے کا بندھا ہوا تھا کرتا چیتے کی کھال کا گلے میں جھولی سحر کی کاندھے پر
اب وہ شعلہ جو برج پر قائم تھا اگر اسکے سر پر قائم ہوا ہے اور اسنے رُخ طرف امیر پایا تو قہر کیا اور اسم
سحر پڑھتا ہوا چلا ہے طرف صاحبقران کے وہ گیارہ جادوگر اُسکی پشت پر ہیں اور وہ جانور جو برج کے
ٹکڑوں سے بنے ہیں وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ ہیں قریب آکر اسنے ایک اشارہ سا طرف نہنگ کے
کیا وہ جھپٹ کر چبوترے کی طرف چلا اور قریب چبوترے کے آکر غائب ہو گیا بعد اسکے اسنے
شیر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ہوکتا اور غراتا ہوا دوڑا جب قریب پہونچا نظروں سے نہان ہو گیا اور پتا
نہ لگا الغرض اسی طرح جانور تو سب قریب چبوترے کے جا جا کر غائب ہو گئے اب اسنے عاجز ہو کر ایک
چیخ ماری کہ جس سے جا بجا طبقے زمین کے شق ہو گئے اور درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گر پڑے لیکن چبوترے کو
بالکل حرکت نہ ہوئی یہ بھی سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا زبردست ساحر ہے کہ میرا سحر اسپر اثر نہیں کرتا لیکن
امیر نے دیکھتے دیکھتے پھر تیر کمان میں پیوستہ کیا اور اسم اعظم پیکان پر دم کرکے اُس شعلے پر مارا لیکن
تیر قریب اُس شعلۂ آتش کے پہونچکر ٹکرا کر گر پڑا کیونکہ یہ شعلہ حفاظت تنزلزل جادو کا ہے دمامہ جادو نے
اُسے بنا دیا ہے اسلیے کہ تنزلزل شاگرد ہے دمامہ جادو کا جب تک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی طلسم اس
شعلے کا نہ ٹوٹیگا اور کام اس شعلے کا یہ ہے کہ جو حربہ تنزلزل جادو پر آتا ہے یہ اُسے رد کر دیتا ہے امیر اپنے
تیر کے خالی جانے پر متحیر ہوئے اور ایک تیر اور خاص تنزلزل جادو پر مارا دیکھا تو وہ شعلہ بڑھ کر سپر ہو گیا
اور وہ تیر ٹکرا کر گر پڑا ابھی رد و بدل ہو رہی ہے کہ امیر کا وار اُسپر اثر نہیں کرتا اور اُسکا حربہ امیر تک نہیں
پہونچتا کہ یکایک تنزلزل جادو مکار نے پکار کر کہا کہ اے شخص اگر تو مرد میدان ہے تو میدان میں آ کیا ایک
چبوترے پر بیٹھا ہوا تیر اندازی کر رہا ہے تو کس گرو کا چیلا ہے کہ جسنے تجھے یہ دو ایک چھر بتا دیے ہیں ایک
چوکی اپنے حفاظت کی دوسری چوٹ حریف پر مارنے کی ذرا میدان میں آ کچھ کرشمہ دکھا بس یہ سننا تھا کہ
امیر غیظ و غضب میں آکر تیغہ عقرب سلیمانی پکڑ کر اُٹھے کہ آیا میں او کافر تجھے جادوگر بناتا ہے یہ کہکر چلے تھے
عمرو نے دیکھا کہ اس وقت کہنا میرا امیر نہ مانینگے حباب بیہوشی مارا کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہو کے گر پڑے
دوسرا حباب ابو الہول پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوا جال الیاسی مار کر دونوں کو داخل زنبیل کیا اور آپ بھی
گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے تنزلزل جادو حیران کھڑا ہے کہ یہ سب کہاں گئے کہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
بھاگا کا سامنے چبوترے کے ایک درخت بہت بڑا تھا اُسکے نیچے صورت ایک جادوگر کی بنکر بیٹھ رہا ہے

الغیاری روشن کی اور بوتلین شراب کی نکالکر رکھین کہ اُن سب مین زہر تھا اور کچھ جام مینا کار پر تکلف نکالکر قریب
اُسکے رکھے اور کچھ کباب مار و عقرب کے لگانا شروع کیے اور نعرے یا ساحری یا جمشید کے بلند کیے ادھر
تنزلزل جادو نے دیکھا کہ ایک آواز درخت کے نیچے سے آتی ہے چھپکر قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک جادوگر
کباب لگا رہا ہے سمجھا کہ کوئی بھائی بند ہمارا ہے اُدھر اُس فقیر نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ آئیے اے تنزلزل جادو
آپ تشریف لائیے اگر کچھ تکلف نہ ہو تو شراب و کباب حاضر ہین تنزلزل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے مگر
مین سخت حیران و پریشان ہون کہ مجھے تین شخصون سے مقابلہ ہوا آخر نے میرے اُستاد شرشر کی نہ وہ مجھ پر غالب
آسکے لیکن بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئے درویش ہنسا اور کہا کہ بابا تم پریشان نہ ہو مین اسکا حال تمھین بتا دونگا
مجھے بھی معلوم ہے کہ تم بہت عرصے سے اُنکے پیچھے پریشان ہو کہ تمھین کھانے تک کا ہوش نہین ہے شراب و کباب
سے سیر ہو تو مین بیان کرونگا یہ سُنکر تنزلزل نے ساغر ہاتھ مین لیا اور شیشے سے شراب انڈیلی درویش
نے آواز دی کہ بابا ذرا سمجھکر پینا کہ یہ تیز و تند بہت ہے کہ سوا میرے دوسرا اسے پی نہین سکتا تنزلزل یہ
سُنکر غصے مین آکر سارا جام غٹ غٹ چڑھا گیا شراب کے پیتے ہی آنکھون کا رنگ بدل گیا اب جو دیکھتا ہے تو فقیر
غائب ادھر زہر نے کلیجا کاٹا تنزلزل جادو تڑپنے لگا اور چیخ چیخ کر تمام ہو گیا خاک اُڑی آندھی آئی زلزلہ
پیدا ہوا جب گرد و غبار برطرف ہوا پھر صدا سے آواز آئی کشتی مرا نامم بود تنزلزل جادو بود اب وہ گیارہ جادوگر
لاش اُسکی لیکے چلے اور وہی پرکالہ آتش گرد اُسکے چرخ مارتا ہوا جانب فلک روانہ ہوا اب عمرو آکر پھر اُسی
چبوترے پر بیٹھا اور امیر اور ابوالہول کو نکالکر زنبیل سے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا امیر نے پوچھا
کہ خواجہ وہ جادوگر کہان ہے عمرو نے کہا کہ یا امیر مین نے کبکا اُسے مار ڈالا اور تمام حال اُسکے مارنے کا
بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ عمرو نے کہا یا امیر آپ
ان تعریفون کو رہنے دیجیے اس سے کسی کا پیٹ نہین بھرتا امیر نے کہا کہ خواجہ یہان میرے پاس کیا ہے
جو تمھین دون عمرو بولا کہ فقط آپ اقرار کیجیے اور ایک پرچے پر اپنے دستخط فرما دیجیے امیر نے قبول فرمایا اور
امیر نے ہزار روپیہ کا تمسک لکھکر دستخط کرکے عمرو کو دیدیا اب یہ سب بیٹھے ہوئے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین
کہ امیر نے فرمایا کہ خواجہ محفل سونی ہو رہی ہے کچھ گاؤ سنی بجاؤ عمرو نے کہا کہ غلام کو عذر ہی کیا ہے اب یہ کیفیت
نے نوازی شروع ہوئی گانا ہونے لگا ایک تھوڑی سی دیر مین سمان بندھ گیا ذی روح کا کیا ذکر ہے شجر تا
جھومنے لگے یہی عالم تھا کہ ایک ابر سیاہ ایک جانب سے دکھائی دیا خواجہ عمرو بغور اُس طرف دیکھنے لگے
امیر نے فرمایا خواجہ خیر تو ہے عمرو ابھی کچھ جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ ہوا تیز چلنے لگی صدا رعد آسمانی کی
ہزارہا بجلیان چمکنے لگین اور دیکھا کہ اُس ابر سیاہ نے اسی طرف کو رُخ کیا اور آتے آتے اُس چبوترے
پر قائم ہوا اور گرجنے کی صدا بلند ہوئی اور ایک بجلی گڑگڑا کر چبوترے کے پھرنے لگی عمرو تو خوف جان سے
مثل بید کانپنے لگا اور امیر باوجودیکہ وہ جرأت شجاعت رکھتے تھے دیوون کو مارا تھا مگر یہ عالم تھا کہ
زہرہ آب ہوا جاتا تھا جتنے کہ وہ بجلی گرد پھرتے پھرتے قائم ہوئی اور شق ہوئی یہ معلوم ہوا کہ لاکھون
تارے ٹوٹے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نازنین مہر جبین نمایان ہوئی کہ قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا ٹیکا سیندور کا
دونون بھوون کے بیچ مین رخسارے مانند ماہ کامل کے جلوہ گر بالا مروارید کا گلے مین دونون ہاتھون مین
[illegible]تون کی سمرنین کانون مین بالے الماس نگار آویزے زمرد کے پڑے ہوئے کہ جھوٹ جنکی رخسارون پر

پڑجاتی ہی کشت حسن سرسبز نظر آتی ہی ابروے خمدار خنجر خونخوار یا کعبہ حاجت رواے عاشقان اور محراب دعاے
مشتاقان بقول شاعر شعر خوشا چشمیکہ با آن طاق ابرو آشنا گردد ÷ ازین محراب ہر حاجت کہ میخواہی روا گردد ÷ اور
وہ چشم سحر کار کہ سامری جہکا پہ ستارلب رنگین رشک لعل بدخشان دانت ہیرے کی کنیان چشمہ آبحیات دہن
چاہ بابل ذقن صراحی گلو بادہ حسن سے مملو سینے کا ابھار آفت جان محرم کرتی کی وضع دلستان پشواز گلے مین دوپٹہ
کارچوبی اوڑہے ہوے پائجامہ اطلس سبز کا پانون مین موتیون کی پازیب پہنے ہوے بس یہ طلعت زیبا اور
جمال ہوشربا دیکہتے ہی عمرو فریفتہ ہوگیا دونون ہاتہون سے کلیجا پکڑ لیا بے اختیار پکارا کہ ای سرو گلستان رعنائی
وای نہال بوستان زیبائی آپ بیٹھے قدم رنجہ فرمایے مگر وہ سامنے آئی پکار کر کہا کہ ای اجل رسیدگان تم کیا اپنی
زندگی سے سیر ہوے ہو کہ یہان چلے آئے یہ چاہ الماس ہی مقام خاص ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران کے رہنے کا اور مین خوب تمہین پہچانتی ہون کہ ایک تم مین سے حمزہ اور دوسرا ابو الہول اور
تیسرا عمرو ہی غضب کیا تمنے کہ ذوفنون جادو اور غبار جادو اور نہنگ جادو اور تزلزل جادو کو مارا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہم تو آمادہ مرگ ہین مہیاے قضا ہین جو چاہو سو کرو وہ نازنین بولی ہو تو جتاؤ کہ اسوقت
تم مین سے گاتا کون تہا اُسی کے باعث سے تم سب بچگئے ورنہ قتل کرتی عمرو پکارا کہ ای جان مشتاقان مین
گنہگار بانسری بجارہا تہا اور گارہا تہا اُسنے تیوری چڑہا کر کہا کہ نام تیرا کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ
عمرو بن امیہ ضمری یہی ہی عمرو نے نہایت آزردہ ہو کر کہا کہ تو ناحق مجہے بدنام کرتا ہی اور اُس نازنین سے
خطاب کیا کہ ای ملکہ مین ایک ادنے عیار حمزہ کا ہون ملکہ نے عمرو سے کہا کہ ای عزیز مین اسوقت اس ارادے
سے آئی تہی کہ تم سب کو قتل کرون مگر آواز بانسری کی جو کان مین پہونچی بیچین ہوگئی طبیعت قابو مین نہ رہی اُس
آواز نے دل مین راہ پیدا کی ہان جس طرح تو گاتا تہا گاے جا چپ کیون ہو رہا مین تو اسی کی مشتاق ہو کر
آئی ہون اور امیر سے خطاب کیا کہ آپ مجہے جانتے ہین کہ مین کون ہون دمامہ جادو کی بہن کی بیٹی ہون
ملکہ برق جادو مجہے کہتے ہین مین تمام گہربار کی دمامہ جادو کے مختار ہون سب کاروبار میرے حوالے ہین
شہر زمرد مین بغیر میرے پتا نہین ہلسکتا مجکو خبر پہونچی کہ حمزہ چاہ الماس مین داخل ہوا اور کئی جادوگرون کو
مارا اور آتا ہی شہر زمرد کی طرف میرے خیال مین گذرا کہ مین دمامہ جادو کو اطلاع کاہیکو کرون چلکر ان
سب کے سر کاٹ لاؤن اور دمامہ جادو کے آگے رکہدون مگر مین تو آواز بانسری کی سنکر خود قتل ہوگئی
یہ کہکر سامنے صاحبقران کے بیٹہ گئی اور عمرو سے مخاطب ہوئی کہ ای شخص کیا میرا آنا تجہے ناگوار ہوا کہ گاتے
گاتے خاموش ہوگیا بانسری بجانا موقوف کیا گران خاطر ہو تو گاے جا عمرو بولا کہ صاحب آپ کی آمد مین
روح تو خشک ہو رہی تہی گاتا کون اب خاطر جمع ہوئی ہی گاتا ہون بانسری بجاتا ہون اور آپ کے
سامنے نہ گاؤنگا تو پہر کسکو سناؤنگا جو برا بہلا مجہے آتا ہی سنیے مگر بیوفائی نہ کیجیے گا مجکو غلام اپنا جانیے گا
یہ کہکر بانسری بجا کر گانے لگا پہر ملکہ سننے لگی ایکگہڑی بہر مین بیخود ہوگئی ہوش باقی نہ رہے آنکہون سے
آنسو جاری ہوے منہہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہوئی عمرو خوب خوب بجاتا رہا اور گاتا رہا یہانتک کہ
برق جادو کا یہ حال ہوا کہ اُٹہکر عمرو کے پہیرے لینے لگی جس وقت عمرو نے بانسری ہاتہ سے رکہدی برق جادو
ہزار زبان تعریفین کرنے لگی اور صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار مین دوستانہ آپ سے کہتی ہون کہ
یہان سے چلے جایے دمامہ جادو سے لڑنے کا قصد نہ کیجیے دمامہ جادو بلاے دہر آفت روزگار ہی

اُسپر غالب ہونا ممکن نہین پشہنشاہ ساحران ہی بڑے بڑے جادوگر اُس سے کانپتے ہین اگر آپ کو اپنے
اسم اعظم پر بھروسا ہی تو سُن لیجیے کچھ اسم اعظم سے نہ ہوگا دنے او نے ساحرون نے اسم اعظم آپ کا بند کرلیا ہی
محو کردیا ہی اُسکے سامنے اسم اعظم آپ کا بند کرنا کچھ بڑی بات نہین دیدہ و دانستہ گرفتار بلا نہ ہو جیسے چلے جایے
صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو مین اپنی زندگی سے خود بیزار ہون مجکو دمامہ جادو سے بے لڑے
چارہ نہین یا مین نے اُسے مارا یا مین خود مارا گیا اور تمام حال اپنے لشکر کی پریشانی کا اور سردارون کا
گرفتار سحر ہوکر زمہ جدشاہ کو سجدہ کرنا اور اپنا تلاش مین دمامہ جادو کی نکلنا بیان فرمایا برق جادو نے کہا
خیر آپ کو اختیار ہی مگر میری طرف سے آپ اطمینان رکھین مین آپکی مددگاری سے دستبردار نہ ہونگی
اب مین جاتی ہون ایسا نہ ہو کوئی مجکو دیکھ لے بدنام کرے اور آگاہ کیے جاتی ہون کہ آگے مکان ہی
نرگس جادو کا وہ علامہ دہر بہن ہی ملکہ دمامہ جادو کی اُس سے بہت ہوشیار رہیے گا اور کرب و
مقبل دونون نرگس کی قید مین ہین اگر آپ یہان سے سلامت گذرے تو زندگی کو غنیمت جانیے گا دمامہ جادو
کی تین بہنین تھین چنانچہ ایک میری نانی خوشحال جادو وہ تو مرگئی دوسری پونہسال جادو تیسری یہ نرگس جادو
ہی مگر بڑی آفت روزگار ہی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ ہم جانتے ہین ایک مرتبہ اور بانسری بجاؤ گا تو تمھین
عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا کہ یہ تجھے پھر سُنے صورت شکل تو تیری جیسی ہی ویسی ہی شاید تیری سیرت ہی پر
مائل ہوجاے پکارا کہ ای جان جہان و ای روح عاشقان مین موجود ہون سنیے اور بانسری بجا کر گانا شروع کیا
رباعی بمن نالہ آتشین ببید الستم + من سوز دل حزین ببید الستم + نگذاشتی از ہستی من نام و نشان + ای
عشق ترا چنین ببید الستم + اس رباعی کو ایسا بجایا اور گایا کہ اُس بحر خوبی کی صدف چشم سے گوہر اشک
علی الاتصال دامن رخسار پر گرنے لگے عمرو نے جو برق جادو کو اشکبار پایا بانسری کو ہاتھ سے رکھ دیا ملکہ
بیقرار ہوکر پکاری کہ ای خواجہ تجھین قسم ہی سر صاحبقران کی کہ ابھی سیری نہین ہوئی پھر بجاؤ عمرو نے کہا کہ
ای ملکہ مین تیرا دلدادہ ہون مجھسے عہد کرلو کہ بیوفائی نہ کرونگی برق جادو نے کہا کہ یہ کیا کلام ہین ذرا اپنی
صورت تو دیکھ اگر تجکو آئینہ نصیب نہین تو کسی ظرف چینی مین مونھ کر اپنی صورت دیکھ لے یہ باتین اچھی
نہین کیا کرون کہ عاشق ہون علم موسیقی کی دل میرا مجھے سنوا تا ای ورنہ کاہیکو سنتی امیر سے کہا کہ شیخ جیسے
یہ اتنا بڑا عاقل ہوکر ایسے کلام زبان پر لاتا ہی امیر چاہتے ہین کہ عمرو کو منع کرین کہ خواجہ ایسی باتین نہ کرو
کہ عمرو دوڑ کر برق جادو کے قدمون پر گر پڑا کہ مجھسے قصور ہوا عفو جرائم کیجیے حالت اضطراب مین یہ باتین
مجھسے نکلین تھین برق جادو نے سر اُٹھا لیا اور چپکے سے کہا کہ کیا مجھسے عہد لیتے ہو مین تو تم سے زیادہ بیقرار ہون
جب تک میرے تن مین جان ہی رفاقت سے تمھاری باہر نہ ہونگی کوئی صدمہ اپنے مقدور بھر نہ ہونے دونگی
اور پکار کر صاحبقران سے کہا کہ اسے سمجھا لیے اور غصے کا منھ بنا کر کہا بس خواجہ الگ ہو قصہ مختصر دو پہر رات تک
یہی صحبت رہی عمرو اپنی بیقراری جتاتا رہا اور برق جادو برا بھلا کہتی رہی آدھی رات گئے برق جادو نے
کہا کہ اب مین جاتی ہون تا امکان اپنے یہ خبر دمامہ جادو کو نہ ہونے دونگی یہ کہکر اُٹھی عمرو بولا کہ ای ملکہ
بغیر تمھارے زندگی کیونکر ہوگی تم مجکو قتل کرتی جاؤ برق پکاری بس دور ہو بات نہ بک اور صاحبقران سے
کہا کہ خدا حافظ نرگس کے گھر سے ہوشیار رہیے گا اور ہنس پر سوار ہوکے روانہ ہوئی عمرو پکارا شعر مرا کشتی و
تکبیر سے نگفتی ہہ عجب بالکین دمے اللہ اکبر + جسوقت تک برق جادو نظر آتی رہی عمرو دیکھتا رہا جب نظر سے غائب

غائب ہوگئی ہائے کہکر غش کھا کر زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑ کر عمرو کو اُٹھایا مُنہہ کی گرد دامن سے جھاڑی
پانی کے چھینٹے دیے عمرو کی آنکھ کھلی ہوش آیا حیران وار چہار طرف دیکھنے لگا کہ وہ غارتگر صبر و ہوش کہاں ہے
جب اُسے نہ دیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا شعر بس اپنا اب نہیں کچھ آہ چلتا + کہ دل کو لیگیا اک
راہ چلتا + امیر نے اُسے گلے لگایا فرمایا کہ خواجہ کیوں اتنی بیقراری کرتے ہو جان اپنی کھوتے ہو اس سے
حاصل کیا ہوگا یہ ہم جانتے ہیں کہ تمہیں جدائی اُسکی شاق ہے مگر عالم مجبوری ہے خدا کو یاد کرو ہم دعا مہ جادو کی
سر ہوئے تو معشوق تمہارا تمہیں ملجائیگا اور یہ بھی افضال الٰہی سمجھو کہ برق جادو تمہاری دوست ہوگئی اور ابھی
اُسکی دوستی کا کیا اعتبار جب ہم اُسکا امتحان کرلینگے تو سمجھینگے کہ ہاں وہ ہماری دوست ہے اور یوں منھ سے
ہزار کہے تو کیا اعتبار ہے عمرو بولا حمزہ تو سچ کہتا ہے مگر میرے تو دل کو قرار نہیں آتا ای حمزہ بچشم انصاف
کہو کہ ایسی صورتیں بھی دیکھیں ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا کہنا اُسکا زبان نہیں کہ اُسکے حسن کی تعریف
کیجیے مگر اختیار کیا ہے سوائے صبر کے چارہ نہیں بارے عمرو کو سمجھا کر اُس بیقراری سے باز رکھا شب کو تو
سو رہے صبح کو عمرو نے تمام اسباب جمع اور زنبیل کیا اور اُس مقام سے مع ابو الہول آگے بڑھے
تمام دن رہروی کی شام کو وہی کوہ طلا وہی سبزہ وہی چبوترہ بادر کا معلوم ہوا صاحبقران نے عمرو سے
فرمایا کہ خواجہ کیا خوب منزلیں بنائی ہیں کہ ایک ہی صورت کی ہیں اُس مقام سے اور اس سے ایک فرق ذرا
فرق نہیں ہے عمرو بولا آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں مگر مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم دن بھر پھرے اور جہاں سے
چلے تھے اُسی جگہ آگئے امیر نے فرمایا کہ نہیں بھی وہ مقام یہ نہیں ہے کیا ایک صورت کے مکان ہوتے
نہیں ہیں اچھا ہم اب صبح کو نشان کرکے چلینگے عمرو بولا بہت اچھا شب کو وہاں آرام کیا مگر اس طرح
سوتے تھے کہ امیر سوئے تو عمرو جاگتا رہا اور عمرو سویا تو امیر بیدار رہے علی الصباح فریضہ سحری
ادا کرکے ایک درخت پر تیر لگا کر روانہ ہوئے دن بھر چلے شام کو وہی مقام دکھائی دیا امیر نے تیر اپنا
پہچانا معلوم ہوا کہ دن بھر پھرتے ہیں اور شام کو پھر اُسی مقام پر آجاتے ہیں فرمایا کہ خواجہ دیکھو برق جادو
ظاہر تو دوستی کا دم بھرتی تھی اور باطن میں یہاں ہمکو قید کرگئی عمرو بولا اگر میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا
کہ یہ وہی مقام ہے آپکو یقین نہ تھا اب صبح کو جو چلیے تو اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلیے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا
تم سچ کہتے تھے ہمارے کہنے میں صرف فرق نہیں ہوتا عمرو نے کہا کہ آپکو یاد نہیں اکثر سرحد میں جو طلسم
ہوتے ہیں سے دیکھے ہیں یہ کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے القصہ ساری رات وہاں جاگکے بسر کی اور علی الصباح
بعد نماز صبح اسم اعظم پڑھ کر بائیں طرف کا راستہ چھوڑ دیا داہنی طرف کو روانہ ہوئے کوئی پہر بھر چلے ہونگے کہ
وہی صحرائے ہول خیز و خلقت انگیز جو باہر چاہ الماس کے ملا تھا جسمیں مقبل وفادار و کرب غازی غائب
ہوئے تھے پھر ملا اس صحرا میں نہ کوئی چشمہ ہے نہ چاہ ہے سبزہ لوٹن فقط سوکھی ہوئی گیاہ ہے شدت کی دھوپ
پڑ رہی ہے آگ برس رہی ہے درختوں سے زرد زرد پتے زمین پر گر رہے ہیں شاخیں سوکھ سوکھ کے کانٹا
ہوگئے ہیں گل پژمردہ پڑے ہیں شاخیں بصورت اژدہا سے مسلول نظر آتی ہیں کسی میں برگ و بار کا
نام نہیں فقط سوکھے ہوئے ڈنٹھل رہے ہیں کہیں سایہ کی چھاؤں تک نہیں بادسموم کے جھونکے دل کو بریاں
کیے دیتے ہیں جگر کلیجے ہوا جاتا ہے مصرعہ

وہ صحرائے دہ پہر وہ بیابان پر شرار	کالا تشنہ زبان چمن چمکی پیرہن انگار	ہر قطرہ شبنم دو حرفہ تمام در ساہن تاربانہ	الغرض یہاں سے ...

	اکثر پرند خاک پہ گر گر کے مر گئے	دریا تمام ریگ بیاباں سے بھر گئے	
گو سون گیاہ زرد ہی مانند زعفران	چنگاریوں کا ریگ بیاباں ہی گمان	سنسان چار سمت ہی بیابان کہ الامان	مارا پڑا ہی جو ادھر آیا ہی کاروان
	گرمی سے جان کے چاہ میں تشنہ بالی ہی	آگ اس دشت میں ہوا ہی [illegible]	

تمازت و حرارت آفتاب سے امیر کی یہ حالت ہوئی کہ از سر تا پا پسینے میں غرق ہو گئے دل ڈوبنے لگا راستہ چلنا دشوار ہوا ہونٹھ آپس میں مل گئے زبان تالو سے لگ گئی بات کرنا مشکل ہوا بیتاب ہو کے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ پیاس کے مارے عجب حال ہی زندگی محال ہی دم ہونٹھوں پر آگیا ہی پانی کی تلاش کے واسطے جستجو کرو کوئی سبیل نکالو کہیں سے تھوڑا سا پانی تلاش کر کے لاؤ ادھر ابو الہول دیوانہ بھی بلبلایا کہ میرا تو کام تمام ہوا جاتا ہی حلق خشک ہو رہا ہی زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار میں جاتا ہوں اگر کہیں کوئی چشمہ یا چاہ نظر آتا ہی تو میں ابھی پانی لاتا ہوں آپ آہستہ آہستہ پیچھے دل کو ٹھنڈا کیجیے یہ کہکے بسرعت تمام روانہ ہوا اور طرفۃ العین میں امیر کی نظروں سے غائب ہو گیا اب حال امیر کا سنیے کہ یہ با حال پریشان چلے جاتے ہیں جاتے جاتے کچھ درخت ایک جگہ پر معلوم ہوئے ابو الہول سے کہا کہ مقرر یہاں پانی ہوگا آؤ بھی جلدی جلدی چلو بزودی قدم اٹھاؤ یہ کہکے اُن درختوں کے پاس پہنچے دیکھا تو پتے اُنکے پانی نہ ہونے کے سبب سے مرجھا گئے ہیں جب ہوا چلتی ہی تو وہ پتے سوکھ سوکھ کے گرے پڑتے ہیں پانی کا کہیں نام بھی نہیں امیر مایوس ہوئے اور ابو الہول سے کہا خدا جانے عمرو کہاں گیا نہیں معلوم کہیں پانی ملا بھی یا نہیں ملا اُسنے عرض کیا ای شہریار آپنے مقبل و کریب کی طرح عمرو کو بھی اپنے ہاتھ سے کھویا یہ وہی صحرا ہے چاہ الماس ہی جہاں اُن دونوں کو آپنے پانی کے واسطے بھیجا تھا اور وہ زندہ پھر کر نہ آئے بلکہ اُنکے سر نظر آئے پیر و مرشد اس صحرا کا ایک ایک مقام سحر بند اور طلسم بستہ ہی جو آپ سے جدا ہوا پھر اُسکا ملنا دشوار ہی خدا جانے خواجہ عمرو کہاں گئے کہاں نہیں پایا خدا ہی اُنکو جیسے زندہ ملایگا تو ملینگے صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول تو سچ کہتا ہی عمرو کو میں نے بیہودہ اپنے ہاتھ سے کھویا افسوس صد ہزار افسوس غرض امیر عالیشان اور ابو الہول ایسے ہی کلمات حسرت و افسوس کہتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت اور خوش قطع دوڑتا چلا آتا ہے سیاہ رنگ اُسکے زلف مہوشان عنبرین مو کی طرح بل کھائے ہوئے چہرہ مانند چہرۂ مہرویان روشن گردن مثل ہلال کے سر نو فگن جوڑ بند نور کے سانچے میں ڈھلے ہوئے پیٹھ اُسکی مانند شب تار کے پیٹ اُسکا مثل صبح منیر رنگ و روپ سے شوخی و بالائی پیدا مگر انداز سے کچھ حسرت و یاس ہویدا اُس ہرن نے جو نہیں دیکھا امیر حمزہ کے پاس آگیا اور قدموں میں بمنت الزوم سے اپنی آنکھیں ملنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول تم بھی دیکھتے ہو کیا اچھا پیارا ہرن ہی ذرا تم اسکی محبت و الفت تو دیکھو کہ میرے قدموں سے لپٹا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کسی کا پالا ہی شاید اپنے مالک کے شبہ میں میرے پاس آیا ہی نہیں تو یہ بڑی وحشی قوم ہوتی ہی آدمی کی پرچھائیں سے ہزاروں کوس رم کر جاتے ہیں پھر کسی کو انکے نقش قدم بھی نہیں نظر آتے ہیں ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار سچ ہی نہایت خوبصورت اور عجیب ہرن ہی مجھے بھی اسکی اس حرکت پر تعجب ہوتا ہی کہ بھلا یہ جانور صحرائی غیر آدمی سے اس طرح لپٹا کیا جانے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی شعر
بغیر چارہ گرفتار دام ہو جائے + ہمیشہ رم جو کرے یوں وہ رام ہو جائے +
اتنے میں نظر ابو الہول کی اُس ہرن کی آنکھوں پہ جو پڑی تو دیکھا ہرن امیر حمزہ صاحبقران کے قدموں پر منہ ملتا جاتا ہی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں ابو الہول نے

عرض کی ای شہریار ادھر دیکھا گنا کیسا ذرا ملاحظہ تو فرمایے یہ کیا ماجرا ہی کہ ہرن رو رہا ہی اب امیر نے جو دیکھا تو فی الحقیقت
اسکی آنکھون سے دو سیلاب اشک جاری ہین امیر کو اسکے حال پر رحم آیا اپنا دست شفقت اسکی پیٹھ پر
پھیرنے لگے وہ ہرن یہ عنایت و شفقت امیر کی دیکھکر اور زیادہ رونے لگا اور سر ہلانے لگا گویا کہ کچھ اشارے
سے کہنے لگا اسکی اس غربت اور حالت پر قریب تھا کہ امیر بھی رونے لگین ابوالہول نے پھر عرض کیا کہ ای
امیر ملاحظہ تو کیجیے کہ ہرن روتا بھی جاتا ہی اور کچھ اشارہ بھی کر رہا ہی گویا مانند انسان کے بولا چاہتا ہی مجھے
عقلیہ معلوم ہوتا ہی کہ کہین یہ ستم رسیدہ بلا کشیدہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہین آپ نے انھین پانی لانے
کے واسطے بھیجا تھا وہان آفت مین پھنسگئے کسی ساحر کافر نے انھین ہرن بنا دیا ذرا کسی تدبیر سے دریافت
تو فرمایے اور نہین تو ہرن کیسا ہی پالو ہو مگر اس طرح کبھی نہ لپٹیگا ابوالہول کا یہ کہنا تھا کہ ہرن نے سر ہلایا
گویا اقرار کیا ہان مین عمرو ہی ہون تو سچ کہتا ہی امیر نے جب یہ حال دیکھا تو خود بہ نفس نفیس اسکی طرف مخاطب
ہوکے فرمایا کہ ای ہرن تجکو قسم ہی حضرت سلیمان کی سچ بتا کہ تو کوئی آہوے صحرائی ہی یا جیسا ابوالہول نے
بیان کیا تو عمرو بن امیہ ضمری ہی ہرن نے پھر سر ہلایا کہ ہان مین عمرو ہون جب صاحبقران کو معلوم ہوا کہ
درحقیقت ابوالہول دیوانہ سچ کہتا تھا یہ جنگلی ہرن نہین ہی بلکہ ہمارا آہوے حرم عمرو بن امیہ ضمری ہی تو
اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکے اسم اعظم پڑھکے دم کیا ببرکت اسم اعظم وہ ہرن فوراً زمین پر گرکے لوٹا اور لوٹ
پوٹ کے اپنی ہیئت اصلی یعنے انسان کی صورت بنگیا اب جو دیکھا تو وہ ہرن نہین ہی خواجہ عمرو ہین
امیر نہایت خوش ہوے اپنے گلے سے لگا لیا ہنس کے پوچھنے لگے کہ ای خواجہ یہ تمھین کسنے انسان سے
حیوان بنا دیا تھا تم تو خود ماشاءاللہ بڑے طرار و فرار ہوشیار شاہ عیاران عیار ہو سیکڑون کو تم خود انسان
سے حیوان بنا دیتے ہو تم پر یہ کیا مصیبت پڑی کس دام بلا مین پھنسے کہ اچھے بھلے آدمی سے ہرن بنگئے
خواجہ نے عرض کی کہ ای امیر با توقیر کیا گذارش کرون عجب آفت کا سامنا ہو گیا تھا بڑی مصیبت مین پھنسا تھا
مگر بفضل ایزدی و تائید سرمدی سے بچگیا جب مین پانی لینے کے واسطے چلا تھا تو بہت جگہ مین نے پانی کی
جستجو اور تلاش کی مگر کوئی سبیل نہ ہوئی اسی طرح غریق بحر تفکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک ایسی نازنین مہ جبین
کو دیکھا جسکے دیکھنے سے انسان کی بھوک پیاس جاتی رہے وہ بصد ناز و انداز پانی لیے چلی جاتی ہی کہ دیکھتے ہی
سینے مین پانی بھر آیا مین نے اُس سے پانی طلب کیا اُسنے کچھ جواب نہ دیا مین سمجھا کہ شاید اسنے نہین سُنا
اور آگے بڑھکے مین نے پانی مانگا اُسنے بار دگر بھی کچھ جواب نہ دیا مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ اپنے غرور
حسن کے سبب سے اتنی دور سے جواب نہین دیتی اُسکے پاس جاکے کہا کہ ای گل باغ محبوبی و ای سرو روان
گلستان دلبری بقول شخصے شعر اک بوسہ ہمنے مانگا راہ مولا دادجی + پھر تو شوخی سے یہ نہ نکلا لیجیے جاؤ شاہ جی + ہمنے دو تین
تم سے پانی مانگا تھا پانی دینا تو درکنار جواب بھی نہ دیا اسوقت ہماری زبان مین مارے پیاس کے کانٹے
پڑگئے ہین برائے خدا تھوڑا سا پانی ہمین دو شعر مائیم تشنہ لبیم آہ تو ای آب حیات + لطف فرما کہ زحد میگذرد
تشنہ لبی + یہ سنتے ہی اُسنے ایک چھینٹا پانی کا ایسا میرے منہ پر دیا کہ مین بیہوش ہوکے گر پڑا بعد تھوڑی دیر
کے جو ہوش آیا تو اپنے تئین آدمی سے جانور بنا ہوا پایا دل گھبرایا مگر کیا چارہ تھا ادھر نکل آیا آپکو آتے دیکھا
جان مین جان آئی آپکے پاس آیا خدا نے پھر مجھے حیوان سے انسان بنایا قید سے چھڑایا اگر مین یہ
جانتا کہ وہ کمبخت بدیدہ ساحرہ ہی تو چاہے مارے پیاس کے میرا دم بھی نکلجاتا مگر مین کبھی اُس لکاتہ سے پانی

باہر نکلنے نہ پاتا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر جو ہوا سو ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت ہ گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب کبھی کہین ہمسے الگ نہ ہو جانا عمرو نے کہا کہ ای شہریار
کیا مجھے خبط ہی کہ مین آپ سے جدا ہو جاؤنگا آپ کو پیاس سے بیقرار دیکھکر میرے جی مین آیا کہ جہان سے
ممکن ہو آپ کے لیے پانی لاؤن اب انشاء اللہ تعالے کبھی ایسا نہ ہوگا مجھے تو یہ دیوانہ بہتر ہی کہ آپ سے
ایک دم جدا نہین ہوتا ہی الغرض امیر و خواجہ اور ابو الہول تینون باتین کرتے ہوے چلے جاتے ہین اب
یہ حال ہی کہ راستہ نہین چلا جاتا دھوپ کی حدت پیاس کی شدت ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہی جاتے
جاتے سامنے ایک باغ دکھائی دیا ذہن مین آیا کہ اس باغ مین چلکر درختون کے سایہ مین تھوڑی دیر دم لیجیے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے چمنون کی سیر کیجیے اگر ممکن ہو تو پانی بھی پی لیجیے راہ کا کسل دور ہو دل کو سرور ہو غرض
دل مین یہ تصور کرکے اس طرف کو بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ اب ایک باغبان کے بولنے کی آواز معلوم ہوئی
اسکی آواز سُنکے دل کو اور بھی سہارا ہوا اب جلدی جلدی قدم اُٹھاتے دوڑتے ہوے دروازۂ باغ پر پہونچے
دیکھا کہ یاقوت سرخ کا ترشا ہوا پھاٹک لگا ہوا ہی چار دیواری بلور کی ہی پھاٹک کے دونون طرف
تھمبیان بہت معقول بنی ہوئی ہین وہان کی ہوا سے روح افزا سے دل کو فرحت ہوئی تھوڑی دیر ٹھہر کے
اندر گئے دیکھا کہ چمن آراستہ و پیراستہ ہین ہر طرف سبزہ خوابیدہ ہی گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہوا ہی دو رویہ
روشون پر مہندی کی ٹٹیان لگی ہوئی ہین ہر جگہ سرو و شمشاد ایک پاؤن سے کھڑے ہین گویا چمن کا پہرا
دے رہے ہین کہین سنبل اپنے بال کھولے کھڑا ہی کسی جگہ نرگس شہلا چار طرف با چشم حیران نگران ہی کہین
لالے کا داغ دل دھڑکی حنا کو مات کرتا ہی کہین گل شبو جلوہ افگن ہی کہین گل مہندی اور گل دوپہریا کا جوبن ہی
کسی جگہ سدا سہاگن گل خورشید پر چشمک زن ہی کہین گلاب کا تختہ کھلا ہوا ہی قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہی
کسی مقام پر گل داؤدی اور گل جعفری اور گل عباس کا جدا جدا جلوہ ہی کسی جگہ گل صد برگ اپنا رنگ و بو
دکھاتا ہی کہین بیلا چنبیلی موتیا جوہی کے تختے لگے ہوے ہین کوسون تک مہک جا رہی ہی کسی چمن
مین گل ہفت رنگ بصد جلوہ گری اپنا رنگ دکھا رہے ہین کہین غنچے مسکراتے ہین کسی جگہ گل شگفتہ اپنا
جوبن دکھاتے ہین بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان مہک رہی ہین کہین شمشاد پر قمری کوکو کر رہی ہی
عشق شمشاد کے دم بھر رہی ہی کسی جگہ فاختہ کا نعرۂ حق سرہ بلند ہی کہین پپیہے کا شور ہی کہین تہہو کا ذکر ہو رہا ہی
مرغان چمن کی نواسنجی سے کان پڑے آواز نہین سنائی دیتی کہین زمرد و یاقوت و الماس تراش نادر دن
مین چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے اپنا لطف دکھا رہے ہین سیر کرنے والے کے دل کو ہر روش
بہار ہے ہین غرضکہ امیر حمزۂ کشور گیر ہر چمن کی سیر کرتے ہوے لطف نسیم تازہ اُٹھاتے ہوے چلے جاتے تھے
ناگاہ ایک طرف کچھ مالنین دکھائی دین کہ لہنگے باولے کے پہنے ہوے سُرخ دوپٹے اوڑھے ہوے
الفت چھوٹے پاؤن مین پڑے ہوے جڑاؤ پتے کانون مین پاکیزہ صورتین پیچھے ہاتھون مین
لیے کرگھے اُنکے طلائی اور دستے نقرئی تھے روشین بنا رہی ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک قصر زمردنگار
بنا ہوا ہی کہین اسمین یاقوت احمر جڑا ہوا ہی کسی جگہ لعل شبچراغ نصب ہی ستون اُسکے الماس کے ترا شے
ہوے ہین جوا مین مثل محراب ابروے نازنینان خوش تماش ہین رفعت مین آٹھوان آسمان ہی
عجب قصر عالیشان ہی آگے اُسکے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی منقش کی جھالر لگی ہوئی ہی کہ تھمے نقرئی طلائی

چار طرف لنگ رہے ہین آویزہ مروارید آویزان ہین مطلا کار چوبین استادہ ہین اندر دن قصر عالیشان زیر سائبان فرش مخمل زر دوزی کا نہایت نفیس و پر تکلف بچھا ہوا ہی ایک طرف قصر مین ایک چھپر کھٹ نہایت عمدہ جڑاؤ لگا ہوا ہی طرح طرح کا شیشہ آلات نصب ہی جھاڑ کنول مردنگین بیچ وڈالے جوڑا سلے قرینے سے اپنے اپنے مقام پر لگے ہوے ہین میزون پر کنٹر شیشے قرابے عطر کے رکھے ہوے ہین کہین عطر و گلاب کی خوشبو اڑ رہی ہی کہین کیوڑا مہک رہا ہی کسی جگہ موتیے اور سہاگ کی خوشبو فتنہ برپا کر رہی ہی کسی مقام پر عطر حنا اور عنبر مشام جان کو تازگی بخش رہا ہی زیر سائبان دستر خوان بچھا ہوا ہی ہر طرح کا کھانا مہیا ہی دنیا کی نعمتین موجود ہین اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا بیٹھی کھانا کھا رہی ہی گرد اسکے بہت سی انیسین جلیسین بھی اسکے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہین امیر دیکھکر حیران ہوے خیال مین گذرا کہ شاید یہ کسی بادشاہ کا ناموس ہی ناحق یہان چلے آے واپس چلنے کا قصد کیا ادھر سے پلٹے ہی تھے کہ کسی کی نظر پڑ گئی اسنے دوسری سے کہا دوسری نے تیسری سے کہا ایک مرتبہ غل ہوا کہ ارے دیکھنا یہ کون لوگ نامحرم بے پوچھے گچھے بیجا شاہ حرم محترم بادشاہی مین گھس آے صاحبقران نے جواب دیا کہ صاحبو معاف کرو ہمین معلوم نہ تھا نادانستہ ادھر چلے آے دروازے پر کوئی حاجب دربان بھی منع کرنے والا نہ تھا کہ ہمکو معلوم ہوتا کہ یہان زنانہ ہی اتنے مین وہ نازنین مسند نشین کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ ای شہریار آپ شوق سے تشریف لایے اسے اپنا گھر خانہ تصور فرمایے تکلیف کو راہ نہ دیجیے یہان تھوڑی دیر توقف کیجیے اگر آپ تشریف لاے تو کیا قباحت ہوئی بسر و چشم تشریف رکھیے مصرع ای آمدنت باعث آبادی ما + ای شہریار ہمارے یہان اسقدر پردہ نہین کرتے ہین اسی وجہ سے کسی کو دروازے پر نہین بٹھلاتے یہ کہکر اٹھی اور تا لب فرش لینے کو آئی صاحبقران نے جو یہ صورت زیبا اور محبت اس پریچہرہ کی دیکھی دلدادہ و فریفتہ ہو گئے ہر چند عمرو نے منع کیا کہ ای حمزہ تمہین خدا جانے یہ کون بلا ہی مگر چونکہ امیر حمزہ صاحبقران دلدادہ ہو چکے تھے خواجہ عمرو کا کہنا نہ سنا اور اسکی طرف بڑھے جب پاس اسکے پہونچے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اسنے بھی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور ناز و کرشمہ کے ساتھ باتین کرتی ہوئی دستر خوان پر لیجا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ ای شہریار جب سے آپ چاہ الماس مین رونق افروز ہوے ہین مین ہزار جان سے آپ پر شیدا ہون جب سے آپ کا جمال باکمال نظر آیا ہی دلدادہ و مبتلا ہون جہان تک میرا بس چل سکیگا مین آپ کی کفالت و رہبری کرونگی ہمیشہ آپ کی اطاعت گزار و فرمانبردار رہونگی ای شہریار یہان کے جتنے باشندے ہین سب مکار و دغا باز فیلیے حیلساز ہین اُنکے فریب سے جانبری مشکل ہی یہان کے لوگون سے ذرا خوب ہوشیار رہیےگا اور ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی صحرائے وحشت خیز اور دشت بلا انگیز سے تشریف لاے ہین کیونکہ چہرہ آپ کا تمتمایا ہوا ہی عرق آیا ہوا ہی یہان کی باد صرصر سے گل رخسار پژمردہ ہو رہے ہین یقین ہی کہ کھانا پانی بھی کہین نہ میسر آیا ہوگا خیر یہ جو کچھ ماحضر ہی اسکو تناول فرمایے پھر تھوڑی دیر استراحت کیجیے گو کہ یہ کھانا آپ کے قابل تو نہین مگر بقول شاعر مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف + آپکا ایک نوالہ اور ایک دانہ بھی چکھ لینا باعث میرے عز و افتخار کا ہوگا امیر یہ محبت و مروت اُس مہر طلعت کی دیکھکے اور بھی خوش ہوے اور اُسکے اصرار سے چاہا کہ ہاتھ قاب مین ڈالین اور کچھ نوش فرمائین ناگاہ پس پشت سے ایک صدا آئی صاحبقران خبردار کھانا نہ کھانا امیر نے جو یہ آواز سنی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا

ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کہان سے آئی یہ کون شخص ہی اور یہ کیا راز ہی مگر کوئی صدا دینے والا دکھائی
نہ دیا اُس نازنین عشوہ ساز دغا باز نے جو یہ دیکھا تجاہل عارفانہ کرکے پوچھا کہ اے شہریار آپ نے ہاتھ کیون کھینچا
امیر نے فرمایا کیا تمنے یہ صدا نہین سُنی کہ کوئی منع کرتا ہی خبردار کھانا نہ کھانا اُسنے کہا کہ مین نے پہلے ہی عرض کیا ہی
کہ یہان کے لوگ بڑے جلساز و مکار و بخیل ہین نہین چاہتے کہ آپ کو راحت ملے آپ کچھ دل مین ایسی
ایسی آوازون کا خیال و وسواس نہ کیجیے خاصہ نوش فرمایئے صاحبقران نے اُسکے سمجھانے سے پھر
ہاتھ بڑھایا کہ نوالہ بناکے مُنھ مین رکھین پھر صدا آئی کہ اے عزیز تو عجب طرح کا نادان ہی دوست دشمن کو
نہین پہچانتا خیرخواہ و بدخواہ کو نہین جانتا ارے کیون تجھے کیے دیتے ہین کہ اسمین دغا ہی خبردار خبردار اور
زنہار زنہار کھانا نہ کھانا صاحبقران نے پھر نوالہ ہاتھ سے ڈالدیا اُس ماہ پیکر نے کہا کہ اے شہریار آپ کو
بڑا وہم ہی مین نے دو مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ یہان کے لوگ آپکی راحت نہین چاہتے آپ کو میرے
کہنے کا کچھ اعتبار نہ ہوا اور صدائے نامعلوم کا خیال ہوا اگر آپ جانتے ہین کہ یہان پر کوئی میرا دوست و
خیرخواہ ہی تو بھلا اُسے بلایئے تو دیکھین وہ کون ہمسے زیادہ آپ کا خیرخواہ ہی صاحبقران نے اُسکے
کہنے سے ہرچند آواز دی کہ اے شخص تو کون ہی سامنے آ مجھے اپنی صورت تو دکھا مگر کوئی نہ دکھائی دیا نہ کچھ
جواب ہی ملا جب اُس دلربا نے یہ دیکھا تو عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار یہان ہزار طرح کی بلائین ہین
آپ مطلق ایسی صداؤن پر کان نہ رکھیے اپنا کام کیجیے کھانا نوش فرمایئے صاحبقران نے اپنے دل مین
کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ کیا کارخانے سحر کے ہوتے ہین کوئی صدا تو دیتا ہی مگر معلوم نہین ہوتا واقعی یہ
آواز مجھے بہکاتی ہی یہ خیال کرکے مستعد ہوے کہ اب کیسی ہی آواز آئیگی مگر مین دھیان نہ لاؤنگا بے تکلف
کھانا کھاؤنگا اور نوالہ بناکر مُنھ کی طرف لیگئے چاہتے ہین کہ نوالہ مُنھ مین رکھین کہ ایک مرتبہ ایک آواز غضبناک
آئی کہ اے امیر ہمنے دو دفعہ منع کیا اور تجھکو کچھ اثر نہ ہوا یہ نہ جانا کہ کوئی دوست ہمارا ہمین سمجھاتا ہی دھوکا کھانے
اور دام فریب مین پھنسنے سے بچاتا ہی کوئی سبب تو ایسا ہی کہ ہم تجھے بار بار منع کرتے ہین ہر مرتبہ تیری
جان بچاتے ہین کھانا کھانے سے باز رکھتے ہین اور تو اسکے عوض مین گویا زخم پر نمک چھڑکتا ہی کہ ہمکو بار بار
مین رسوا کرنے کے لیے سامنے بلاتا ہی واہ کیا عقل ہی اور کیا فہم ہی اسی عقل کے بھروسے پر جادو کے اس
مین آیا ہی اور ایسی منزل دشوار گزار مین قدم رکھا ہی سچ ہی بے عقل و دانش جادوگرستان ... اے
غافل عقل سے جاہل اس کھانے مین بعوض نمک کے زہر ملا ہوا ہی اگر ایک نوالہ بھی کھا لیگا تو فوراً مرجائیگا
دیکھ اے حیران و پریشان اور یہان یہی نرگس جادو ہی اسنے دام تزویر بچھایا ہی کھانے مین زہر ملایا ہی اسی
یہان کا ہر ایک جادوگر پست ہی سب تیرے مار ڈالنے کا بندوبست ہی اور اگر تجھکو میرے کہنے کا اب بھی
یقین نہ ہو تو اسم اعظم پڑھ و طرفۃ العین مین حال معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے یہ باتین سُنکے فوراً ہاتھ سے
نوالہ پھینکدیا اور بسم اللہ کرکے اسم اعظم پڑھنے لگے امیر کا اسم اعظم پڑھنا تھا کہ دفعتہً اُسکی وہ صورت زیبا
بگڑ گئی اور ایک عجیب کریہ منظر صورت نظر آئی کہ امیر کو کلیۃً نفرت ہو گئی چاہا کہ گرفتار کرین لیکن وہ ہاتھ نہ لگی
کود کر الگ جا کھڑی ہوئی اور پکاری کہ اے حمزہ معلوم ہوا کوئی ہم مین سے تیرا شریک ہی مگر وہ میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا امیر تلوار کھینچکر دوڑے کہ او لکاٹھ کھڑی تو رہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے نرگس جادو
نے کہا کہ اے حمزہ مین تجھے مار چکی تھی مگر تیرے دوست نے تجھکو بچا دیا اور مجھکو تو بھلا تو کیا پائیگا سوا افسوس ملنے ہاتھ کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا یہ کہکر تھوڑی سی خاک اُٹھا کر اپنے دونوں بازوؤں پر ملی خاک کے ملتے ہی دونوں طرف دو پر
پیدا ہوے شعر اُسکے پروں کو دیکھکے غل مچا ہوا + تعجب کیا یہ پر جنھیں نرگس نے واکیا اور یہ کہتی ہوئی بالائے
ہوا پرواز کر گئی کہ پہلے تیرے دوست و خیر خواہ کو تلاش کرکے گرفتار کرلوں پھر تجھے سمجھ لونگی تو میرے ہاتھ سے
زندہ و سالم بچکر کہاں جائیگا قیامت تک تجھے یہاں سے نجات نہ ہوگی اور طرفۃ العین میں نظروں سے غائب
ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ یہ لکاتہ بلاے بے درماں آفت جہاں ہی یہی غنیمت سمجھیے کہ اسوقت
جان بچگئی مگر ای حمزہ کیا جلدی آپ بھی ہر ایک پر عاشق و فریفتہ ہوجاتے ہیں جسکی کچھ انتہا نہیں اور
اپنے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ بس اب اس سے زیادہ کوئی میرا دوست نہیں اُسکو دعا دیجیے جسنے ایسے
وقت میں آپکی جان بچائی آپکو آپ کے دشمن جانی اور عدوے روحانی کے ہاتھ سے نجات دلوائی
امیر نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ تو سچ ہی مگر خیال تو کرو کچھ ذہن تو دوڑاؤ کہ یہ جو آواز کسی دمساز کی آتی تھی کون
تھا عمرو نے کہا کہ ای امیر یہ کوئی فرشتۂ جان بخش تھا اور کون تھا اب سنیے کہ نرگس جادو تو اُدھر پرواز کرگئی
اِدھر امیر شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے کھڑے تھے دل میں خیال آیا کہ اگر ایک شکار خالی گیا تو اور شکاروں کو
کیوں جانے دیجیے اُسکی اسمیں جلیسیں جتنی تھیں وہ سب ابھی وہیں تھیں امیر اُنپر تلوار لیکر دوڑے
جو جادوگرنیاں تھیں وہ تو اُڑ گئیں جنکو سحر میں کچھ دخل نہ تھا وہ اپنی اپنی جان بچاکے بھاگ گئیں اور امیر حمزہ
مع خواجہ عمرو اور ابو الہول دیوانہ کے اُس قصر سے نکل کے دروازے کی طرف راہی ہوے ایک مقام پر
پہونچے وہاں ایک صداے دردناک کان میں آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم و ای خالق
ذوالکرم صدقہ اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے ہمکو نجات دے اور ایک مرتبہ صورت ہمارے
آقاے ولی نعمت اور خداوند سکندر صولت امیر حمزہ صاحبقران کی دکھادے پھر تجھے اختیار ہی چاہے
زندہ رکھ چاہے ہمارا دم نکال لے یہ صداے دردناک سنتے ہی حمزۂ صاحبقران بیچین ہوگئے عمرو سے
کہا کہ خواجہ یہ آواز تو گوش آشنا معلوم ہوتی ہی خدا جانے کون دوست ہمارا ہمپر جان فدا کرنیوالا اِس بلاے
آفت ہی نہیں معلوم کیا مصیبت ہی جو اُسکی یہ حالت ہی آؤ چلو دیکھیں کیا ماجرا ہی یہ کہکے اُس آواز کی طرف
چلے اتنے میں پھر آواز آئی کہ ای قاضی الحاجات و ای حلال مہمات تو سب کے دل کی آرزو برلاتا ہی ہماری
بھی مراد دلی برلا کہ ہمیں ہمارے آقا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حضرت امیر حمزۂ صاحبقران کی صورت
دکھا یہ سنکے امیر کے دل کی بیچینی اور زیادہ ہوگئی اُسی طرف جلدی جلدی قدم اُٹھائے دیکھا کہ ایک حجرہ
بنا ہوا ہی اُسی میں سے یہ صداے حسرت خیز اور آواز دردآمیز آتی ہی دوڑکے دروازے پر حجرے کے پہونچے
دیکھا کہ قفل دیا ہوا ہی چاہا کہ کھولیں مگر کسی طرح وہ قفل نہ کھلا چاہا کہ توڑ ڈالیں کسی طرح نہ ٹوٹا آخرکار اسم اعظم
پڑھکے قفل پر جو دم کیا تو فورًا قفل کھلکر گر پڑا امیر نے دروازہ وا کیا اندر جاکے جو دیکھا کہ دو شخص [illegible]
زمین پر چت پڑے ہیں اور سینوں پر اُنکے دو پتھر مثل کوہ گراں کے رکھے ہوے ہیں وہ بآہ و زاری جناب باری
سے یہ دعا مانگ رہے ہیں قریب جاکے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ وہ دونوں مقبل وفادار اور کرب غازی ہیں [illegible]
تھا کہ جلدی سے اُنکے ہاتھ پاؤں کھولے مگر اُن میں اسقدر سکت اور قوت نہ تھی کہ اُٹھ سکیں ہاتھ پاؤں کھولنے پر
بھی وہ اُسی طرح پڑے رہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے اُنپر دم کیا اُسکی برکت اسم اعظم سے اُنمیں قوت آئی
اور وہ دونوں اُٹھکے امیر کے قدموں سے لپٹ گئے امیر نے اُنھیں قدموں پر سے اُٹھا کے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ

ہم تو تمہارے سر کٹے ہوئے دیکھکے بہت پریشان ہوئے تھے پایا تھا کہ خنجر مار کے مرجائین مگر قضا نہ تھی حضرت خضر
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے تمہارے زندہ رہنے کی خبر دی تھی ہمین حرام موت سے محفوظ رکھا دونون نے
اپنی سرگذشت عرض کی کہ ہم جو اُس باغ مین پانی لینے کو گئے نرگس جادو نے ہمین گرفتار کیا ہمسے طالب وصل ہوئی
ہمنے انکار کیا اُسنے آزردہ ہوکے اس حجرے مین قید کیا دوسرے دن بلاتی تھی اور بہ نہایت دلجوئی و مدارات
سے کھانا کھلاتی تھی آرام دیتی تھی آنکھین بچھاتی تھی پھر غمزہ و کرشمہ ناز و ادا سے ادھر اُدھر کی باتین عشق عاشقی
کی گھاتین حسن و عشق کے افسانے محبت و الفت کے قصے بیان کرکے طالب وصل ہوتی تھی جب ہم کسی طرح
اُسکے داو پر نہ چڑھتے تھے اُسکی باتون کا جواب صاف دیتے تھے تو پھر ہمین اسی حیثیت سے جس طرح
آپ نے ملاحظہ کیا قید کرتی تھی ہمین نہین معلوم اُسنے کسکے سر کاٹ کے بیرون باغ ڈلوا دیئے تھے امیر نے کہا
معلوم ہوتا ہی اُسنے تمہاری صورتون کے لوگ سحر سے بنا لیے ہونگے خبر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
اب تم ہمارے ساتھ چلو القصہ امیر حمزہ صاحبقران مقبل وفادار اور کرب غازی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
ہر چند چاہتے تھے کہ اُس باغ سے نکلین مگر دروازہ نہین معلوم ہوتا تھا چار جانب دیوارین اُس باغ کی
آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھین غرض چہار طرف بہت سر ٹکرایا مگر کہین راستہ نکلنے کا نہ پایا عمرو نے
کہا کہ اے حمزہ نرگس جادو آپ کو قید کر گئی ہی آپ کس خیال مین ہین اسم اعظم پڑھیے گا تو راستہ یہان سے
نکلنے کا پیدا ہوگا ورنہ یہین پھڑک پھڑک کے دم نکلجائیگا قیامت تک راستہ نظر نہ آئیگا امیر حمزہ نے
ایک جانب دیوار پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا فوراً آواز تڑاقے کی آئی اور دروازہ باغ کا دکھائی دیا امیر مع
ہمراہیون کے باہر آئے ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم آئے ہونگے اب جو پیچھے پھر کے دیکھا تو اُس باغ کا
کہین نام و نشان بھی نہ پایا جہان ہزارون طرح کے گل بوٹے تھے وہان ایک کا نٹا تک نہین دکھائی دیتا
جہان قمری و بلبل کا شور تھا وہان زاغ و زغن کا شور تک نہین سُنائی دیتا بلکہ ایک صحرا سے مہیب اور
دشت عجیب نظر آتا ہی عمرو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران دیکھیے ابھی یہان کیا تھا کیا ہوگیا فرمایا ہان اے
خواجہ سحر کے کارخانے ایسے ہی ہوتے ہین جہان سوائے خس و خاشاک کے اور کچھ نظر نہین آتا وہان ایک
دم مین گلشن پر فضا کھلجاتا ہی جہان باغ پر فضا ہوتا ہی وہان ساعت بھر مین سوائے خس و خاشاک
کے اور کچھ نہین دکھائی دیتا ہی جس جنگل مین ایک قطرہ پانی کا کہین نہین ملتا وہان طرفۃ العین مین دریائے
زخار اور بحر مواج موجین مارتا ہی جس مقام پر پانی کے سوا کچھ اور نہین ہوتا چشم زدن مین کف دست میدان
ہوجاتا ہی غرض آپس مین یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک فیل کوہ عدیل دکھائی دیا
کہ ایک ایک دانت اُسکا نو نو گز کا تھا اور کان اُسکے مثل فراشی پنکھون کے تھے پھسونڈا ابھی بیس گز سے کم نہ تھا
مستک بھی دس بارہ گز کی چوڑی تھی دونون کنپٹیون سے مستی بہ رہی تھی امیر کو دیکھتے ہی وہ فیل مست دوڑا
سب لوگ اُسکو اپنی طرف حالت غیظ و غضب مین آتے دیکھکر پیچھے ہٹ ہٹ گئے مگر شاہ شاہان سلطان السلاطین
زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر کشورستان حمزہ صاحبقران اُسی فیل کی طرف بڑھے قریب آکے اُسنے پھسونڈا
دوڑایا کہ امیر کو لپیٹ لے امیر پیشتر اُسکے اس زور سے ایک وار شمشیر آبدار کا کیا کہ پھسونڈا اُسکا دانتون تک
کٹ گیا وہ ہاتھی پیچھے ہٹا اور دوڑ کر دونون دانت امیر پر مارے امیر نے حملہ اُسکا خالی دیا اور جھپٹ کر ایک
تلوار جو ماری تو وہ جو باقی ماندہ اُسکے دانت تھے مثل بیخ مولی کے کٹکے گر پڑے وہ ہاتھی سامنے سے بھاگا

اور تھوڑی دور جا کے پھر پلٹ پڑا اب جو امیر نے دیکھا تو دونوں دانت اُسکے سلامت درست پائے پھر وہ مثل
حملۂ اول کے صاحبقران پر جھپٹا امیر نے اُسی طرح سے پھر حملہ اُسکا خالی دیکر چاہا کہ تلوار ماریں عمرو و کلیم عیار نے
ادہر سے سامنے کھڑا یہ کل کیفیت دیکھ رہا تھا آواز دی کہ حمزہ اس ہاتھی کو یوں نہ ماریے گا بلکہ اسم اعظم پڑھ کے
تلوار ماریے امیر حمزہ صاحبقران نے موافق کہنے عمرو کے اسم اعظم پڑھ کے ایک تلوار جو اُسکی کمر پر جھپٹ کر
بہزار چستی و چالاکی ماری سگا وہ ہاتھی دو ٹکڑے ہوا اور غلغلہ دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرزوق جادو
دربان نرگس جادو بود صاحبقران بعد اس مرحلۂ عظیم کے آگے روانہ ہوئے یکایک آواز مہیب پیدا ہوئی
کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار کہاں جائیگا اگر ہزار جانیں لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت نہ لیجائیگا صاحبقران نے
دیکھا کہ ایک دیو مہیب صورت دارشمشاد ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے جب قریب امیر ہاتو قریب کے آیا امیر اُس سے
بھی مقابل ہوئے اُسنے ایک دارشمشاد ماری امیر نے حربہ اُسکا خالی دیا دارشمشاد اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے
گز بھری زمین میں در آئی خاک اُڑی دیو اُس حالت غیظ و غضب میں چونکہ از خود رفتہ تھا سمجھا کہ اسکی جھپٹ سے
امیر کا کام تمام ہو گیا پکارا کہ افسوس اے حمزہ گوشت تیرا کرکرا ہو گیا کھانا بھی نصیب نہ ہوا امیر زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان نے فرمایا کہ او کافر الکفر ہوش میں آ جو اس کی باتیں کر ایسا خود رفتہ اور مختل الحواس ہو کے نہیں
لڑتے ہیں تو نے کسکو مارا کسکا کام تمام کیا کسکا گوشت کرکرا ہو گیا تجھکو کھانا نہ نصیب ہوا دیکھ کہ میں تیرا
حریف موجود ہوں اُسکو اور بھی غصہ آیا چاہتا تھا کہ ابکی مرتبہ ایک ایسا وار کرے کہ اگر کوہ گران بھی ہو تو ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائے امیر حمزہ صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور بچستی تمام ایک ہاتھ جو اُسکی
کمر پر مارا وہ ملعون ایک ہی وار میں دو ٹکڑے ہو گیا غلغلۂ قیامت برپا ہوا بعد دو گھڑی کے آواز آئی کشتی مرا
نام من عفریت جادو باغبان نرگس جادو بود صاحبقران چاہتے تھے کہ آگے روانہ ہوں دفعۃً ایک ابر تیرہ و
تار آسمان پر نمایاں ہوا بجلی چمکنے لگی دیکھا کہ برق جادو چلی آتی ہے جسوقت کہ وہ قریب آئی صاحبقران کو تسلیم
بجالائی اور عرض کیا کہ کنیز نے آپ کو اسقدر سمجھا دیا تھا کہ نرگس جادو بہت مکارہ ہے اُسکے فریب میں نہ
آئیے گا مگر آپ نے بالکل میری گذارش کو دل سے بھلا دیا اور اُسکے کہنے سے کھانا کھانے پر آمادہ ہو گئے
اگر اُس کھانے کا ایک نوالہ بھی آپ خدا نخواستہ نوش فرما لیتے تو نصیب اعدا اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے
فوراً پانی ہو کے بہجاتے جب میں نے دیکھا کہ آپ اُسکی باتوں میں مصروف ہو کر کھانا کھایا چاہتے ہیں مجھسے کسی طرح
ضبط نہ ہو سکا مجبور ہو کے آپ کو آواز دی کہ ہرگز یہ کھانا نہ کھائیے گا ورنہ پچھتائیے گا آپ نے تامل کیا پھر
اُسکے دام فریب میں گرفتار ہو کر نوالہ اُٹھا کے کھانے کا قصد کیا پھر میں نے آواز دی کہ زنہار یہ کھانا
نہ کھائیے گا اسمیں فریب ہے آپ نے پھر تامل کیا جب اُسنے مکاری کی باتیں کیں پھر آپ کھانے پر راضی ہو گئے
جب تیسری مرتبہ آپ کھانے کی طرف متوجہ ہوئے میں بے اختیار ہو کے پکاری کہ اسمیں زہر ملا ہوا ہے اس
کھانے کو تناول نہ فرمائیے اور دیکھیے یہی نرگس جادو ہے اُسوقت آپ خبردار ہوئے اور کھانے سے ہاتھ اُٹھایا
وہ آپ کے پاس سے بھاگ گئی اور اے شہریار اُسوقت جو کلمات گستاخانہ بحالت اضطراب و بیقراری میری
زبان سے آپ کی شان میں نکلے ہیں برائے خدا معاف فرمائیے گا صاحبقران نے فرمایا اے برق جادو تم
کیا کہتی ہو سچ پوچھو تو ہمپر تمہارا بڑا احسان ہے کہ تمنے ہماری جان بچائی ورنہ اب تک تو بدن کا خاتمہ ہو گیا تھا
ہمیں تمسے کچھ ملال اور جائے شکایت نہیں ہے پھر برق جادو نے عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے خواجہ میں

تجھے تو بڑا عقلمند جانتی تھی تو نے بھی صاحبقران کو کچھ نہ سمجھایا اور کھانا کھانے کو منع نہ کیا شاید تیرے بھی
ذہن میں آیا کہ دسترخوان پر دنیا کی نعمتیں اور طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے ہیں اگر حمزہ عالیشان کھانے لگے
تو میں بھی خوب بڑھ بڑھ کے ہاتھ لگاؤنگا میں کیوں منع کروں اگر انہیں منع کرونگا تو میں بھی بھوکا رہونگا
پھر نہیں نہ کھانے میں آتیلگی ارے اسی عقل و دانش پر سربرآوردہ جادوگران نام رکھا ہی بھلا تونے جادوگرون
کو کیونکر مارا ہوگا عمرو نے کہا ای ملکہ برق جادو میں نے تو ایک چیونٹی کو بھی کبھی نہیں مارا ناحق مجھے
لوگون نے بدنام کیا ہی اور حمزہ ستمگر کسکی ہیں اس سن میں بھی جہان کوئی اچھی صورت دیکھی وہیں لٹو ہوگئے
ہمیشہ سے انکی یہی عادت ہی شہر بہ شہر پالی ہی حسینوں میں رہے ہی مزہ عشق کا لوٹتے ہیں سے واقعی اگر تم نہ خبردار
ہوشیار کردو تو بیشک سب کا کام ہی تمام ہوچکا تھا پھر برق جادو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار
میں تو اب زیادہ ٹھہر نہیں سکتی جاتی ہوں مگر آپ اب نرگس جادو کے فریب میں نہ آئیےگا ہر وقت خوب
خبردار و ہوشیار رہیےگا اور اگر آپ نے اسے مار لیا تو کمر دمامہ جادو کی ٹوٹ جائیگی بڑا دشمن آپ کا دفع ہوگا یہ کہکر
وہ سوی آسمان روانہ ہوئی صاحبقران آگے چل نکلے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہمیں یقین کلی ہوا کہ برق جادو
ہماری دوستدار ہی عمرو نے عرض کیا یہ میری آواز پر عاشق ہی مانند بلکہ جادو کے یہ بھی جانفشانی کریگی
[illegible] ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ پھر وہی صحرا لالہ جہان مقبل و کرب گم ہوگئے تھے پیاس کے مارے عجیب
[illegible] بیقراری میں عمرو سے کہا کہ خواجہ کہیں سے پانی لاؤ اب پیاس کے مارے حلق خشک ہو رہا ہے
عمرو نے عرض کیا کہ ای حمزہ اب میں بار دگر آفت میں گرفتار ہونے نہ جاؤنگا ایک مرتبہ جو پانی لینے گیا تو
آدمی سے جانور بنگیا خیر خدا نے آپ تک پہونچا دیا کہ ببرکت اسم اعظم میں اپنی ہیئت اصلی پر آیا اگر اب کی مرتبہ
میں پھر پانی کی جستجو میں گیا تو یقین ہی کہ زندہ و سالم بچکر نہ آؤنگا میری بلا سی جان جائیگی آپ کا کچھ نہ جائیگا
اپنی زندگی سے ہاتھ دھو دون تو پانی پینے کو جاؤن امیر چپ ہو رہے مگر پیاس سے زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں
بات نہیں کیجاتی بدن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں ناگاہ دور سے کچھ جانور اڑتے ہوئے دیکھے کچھ درخت
دکھائی دیے اسی طرف جلدی جلدی دوڑے جب وہاں پہونچے دیکھا پانی تو نہیں ہی مگر ادہر ادہر دو گاؤن بسے
ہوئے ہیں اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پیرزال کورے گھڑے میں پانی بھرے ہوئے ایک گاؤن سے دوسرے
گاؤن میں لیے جاتی ہی صاحبقران نے کہا کہ خواجہ اس سے پانی لیا چاہیے عمرو بھی سوچا کہ اب کیا
اندیشہ ہی میدان میں کچھ تنہا تو نہیں ہوں جو کچھ خوف ہو چلکے اس سے پانی لانا چاہیے یہ اپنے دل میں سوچ کے
پکارتا ہوا دوڑا کہ اری بڑھیا تھوڑا سا پانی دیتی جا جب یہ کہتا ہوا اسکے قریب پہونچا وہ بولی کچھ دیوانہ ہوا ہی
کہ النس کھا گیا ہی ہرگز اس میں سے ایک قطرہ پانی کا نہ دونگی میں بڑی محنت سے بھر کے لائی ہوں اگر تجکو
ایسی ہی پانی کی خواہش ہی تو اس قصبے سے جا کے لے آ پھر بڑھیا سے کیوں مانگتا ہی عمرو نے کہا ارے
مادر مہربان آقا میرا حمزہ صاحبقران اسوقت پیاس سے بیقرار ہی ایک تھوڑا سا پانی دیدے آخر
تیرے بھی بال بچے ہیں یا نہیں تجکو رحم نہیں آتا وہ دیکھ حمزہ صاحبقران آپہونچے ترس کھا کے یہ پانی اسے
پلا دے میں اسکے عوض میں بہت سا پانی تجھے بھر لا دونگا اتنے میں صاحبقران بھی قریب آگئے اس بڑھیا کو
سلام کیا اور بے اختیار ہو کر اس سے پانی مانگا اسنے جو صورت امیر با توقیر کی دیکھی بیساختہ کہا کہ لو بیٹا پانی حاضر ہی
پیو اور بڑا سا آبخورہ ہاتھ میں تھا وہ بھر کر امیر با توقیر کو دیا اور کہا کہ لو پیو امیر پیاس کے مارے بیتاب تو ہو ہی رہے تھے

جلدی سے آبخورہ اُسکے ہاتھ سے لیا چاہتے ہیں کہ یکایک آواز آئی کیوں ای حمزہ تو پھر اپنے ہاتھ سے اپنی
جان دیا چاہتا ہی فریب میں آسکے جام زہر ہلاہل پیا چاہتا ہی ہوشیار ہو یہ پیرزال نرگس جادو ہی اور یہ پانی
زہر ہلاہل ہی صاحبقران زمان نے یہ صدا سُنتے ہی آبخورہ زمین پر دے مارا فوراً دھوان اُٹھا زمین
پکنے لگی اُتنی جگہ سیاہ ہو گئی امیر کو یقین ہوا کہ بیشک یہ پانی زہر آلود تھا اگر ایک قطرہ بھی اسکا حلق سے
اُتر جاتا فوراً دم نکل جاتا خدا نے خوب بچایا شعر آیا تھا پینے حضرت دل آپ کو وہ ترک + یہ سکیے آج خوب سنبھلے
خبر ہو گئی + یہ آواز سُنکے نرگس جادو یعنے اُس بنی ہوئی بڑھیا ستم کی پڑیا نے جو ادھر اُدھر خیال کیا تو دیکھا کہ
ایک درخت کی ٹہنی پر ایک لال بیٹھا ہوا بول رہا ہی اُسی نے امیر حمزہ صاحبقران زمان کو ہوشیار کیا پانی
پینے سے روکا میرے دام فریب سے بچایا بدکاری کراو گیسو بریدہ میں نے تجھے پہچانا او برق جادو اب مجھے
معلوم ہوا تو اس سے ملی ہوئی ہی میں بھی حیران تھی کہ کون ہمارے یہاں سے اسکا شریک ہوا ہی اب معلوم ہوا
کہ تو ہی خیر سمجھا جائیگا کیوں ای برق جادو دامہ جادو نے تجھے اسی واسطے پالا تھا اور اپنے سارے گھر کا
مالک و مختار کر دیا تھا کہ تو اُسکے سارے گھر کو برباد کر دے میں پہلے تجھی کو گرفتار کرکے سزا دونگی بعد اُسکے
حمزہ سے سمجھ لونگی صاحبقران دوڑے کہ اُدلگا تو میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جاتی ہی اور چاہتے تھے کہ
عقرب سلیمانی کا وار کریں فوراً وہ ساحرہ بزور سحر اژدہا سے آتش فشان کی صورت بنکے امیر حمزہ صاحبقران
پر دوڑی منہ سے قلاب آتشین چھوڑے کہ تمام خس و خاشاک جھلسکے جلنے لگے صاحبقران زمان نے اسم اعظم
پڑھکے دم کیا فوراً وہ اژدہے کی صورت شکی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پاؤں مارنے لگی صاحبقران نے
فرمایا او مردار ذرا اپنی ہیئت کذائی تو دیکھ نرگس جادو نے جو دیکھا کہ صورت میری اصلی ہو گئی دل میں
نہایت شرمندہ ہوئی حیران ہوکے سامنے سے بھاگی امیر اُٹھ قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھ دوڑے نرگس جادو نے
دیکھا کہ اب امیر کے ہاتھ سے میری جان بچتے نہیں معلوم ہوتی اسم [illegible] کا پڑھ کے اپنے دونوں شانوں پر
دم کیا دونوں طرف دو پر پیدا ہوئے پرواز کرکے آسمان کی طرف چلی حمزہ نے پکارا کہ حمزہ اگر نرگس جادو آج
ہاتھ سے اسوقت بچکے صحیح و سالم نکل گئی تو برق جادو رسوا ہوگی قتل ہوگی حمزہ یہ زندہ بچکے نہ جانے پائے
صاحبقران نے جلدی سے ایک تیر کمان میں پیوستہ کرکے مارا جیسے ہی نرگس جب وہ اڑکے چلی تھی
کہ تیر چھوٹا تو اسفل سے اعلیٰ تک گذر کر مغز کو توڑکے باہر نکلا گیا چرخ کھا کر زمین پر گری شور و غل کی آواز
بلند ہوئی گرد اُڑی اندھیرا چھا گیا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تلاطم عیان ہوا آواز آئی کشتی میرا نام میں نرگس جادو
ہو [illegible] تھوڑی دیر کے گرد و غبار بیٹھا اندھیرا دور ہوا تلاطم برطرف ہوا روشنی ہوئی تالی بجی برق جادو سامنے آئی
سلام کیا ایک سو ایک تختی الماس کی نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار عالمیند ار شاہ و شاہان سلطان
سلطانان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپنے بڑا کارنمایان کیا کہ میں لکا نہ
شوخ و شنگ گیسو بریدہ نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اگر کہیں یہ آج بچکر چلی جاتی تو مجکو دامہ کے سامنے خوب
رسوا کرتی مجکو تو یقین ہو گیا تھا کہ آج کسی طرح یہ بھید چھپ نہیں سکتا ضرور راز فتنا سے راز ہو گیا مگر خداوند کریم
آپ کو سلامت باکرامت رکھے کیا ہی تیر مارا ہی کہ یہ لکا نہ ہدف تیر قضا ہو گئی تمام کھٹکا اور خوف و اندیشہ نکل گیا
سارا قصہ پاک ہو گیا مگر ای شہریار دیکھیے پھر آپ اُسکے دام فریب میں آ گئے تھے پانی پیا ہی چاہتے تھے
اگر میں نہ ہوتی تو اُسنے آپکے دشمنوں کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا اور میں تو کہیں گئی نہ تھی پوشیدہ آپکے ہمراہ تھی

صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ برق جادو تمنے خوب وقت پر آگاہ کیا نہین تو ہمارا کام تمام ہو چکا تھا یہ احسان
بالاے احسان ہے شعر تا حشر نہ بھولیگی یہ امداد تمھاری + ہوگی نہ فراموش کبھی یاد تمھاری + اُسنے عرض کیا اے
شہریار مین کنیز ہون ہر وقت راہ اسلام مین سر دینے اور جان نثار کرنے کو موجود ہون خدا آپ کو فتحیاب کرے
اور اے شہریار اب آگے سراسمہ جادو کا مکان ہے وہ دمامہ جادو کی بیٹی ہے مین وہ ایک جگہ کھیلکر بڑی
ہوئی ہون مجھے اُس سے کمال محبت و اتحاد ہے وہ علم سحر مین بلاے روزگار ہے دنیا مین اپنا عدیل و نظیر نہین
رکھتی بڑے بڑے ساحر اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین خبردار اُسکے چار طرف پھرتے ہین سب جگہ جاسوس
آتے ہین اگر اُسکو آپنے مار لیا تو گویا دمامہ جادو کو مار لیا مگر مارنا اُسکا کچھ آسان نہین نہایت دشوار ہے آپکو
ہر وقت اور ہر ساعت اُسکے مکر و فریب سے نہایت ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے اُسے سوا خواجہ عمرو کے
اور جو ہے کوئی مار سکے تو یہ امر بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے صاحبقران نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ سُنا
خواجہ تمنے برق جادو کیا کہتی ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ صاحبقران عورت کے کہنے پر اعتماد
نکرنا چاہیے اسے سودا ہو گیا ہے بھلا مین اُسے کیونکر قتل کرسکونگا اول تو مجھے اُسکا ٹھکانا نہین معلوم دوسرے
راہ نہین کدھر سے اُس تک پہونچون برق جادو نے کہا کہ خواجہ پتا اُسکے مکان کا تم مجھسے سُن لو یہان سے
سامنے سیدھے چلے جانا ایک دو کوس پر جاکے تمھین دریاے سیماب ملیگا اُس دریا کو طی کرکے تھوڑی دور
اور آگے بڑھنا وہان ایک پہاڑ زمرد کوہ نامے ہے مشہور ہین سراسمہ جادو کا مکان ہے اور وہان سے شہر زمرد
بہت ہی قریب ہے عمرو نے کہا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہے کہ مین تین چیزون سے بہت ڈرتا ہون
ایک تو دریا سے کہ جہان اُسمین غرپ سے غرپ ہوا پھر کچھ نہین ہوسکتا کیسا ہی کوئی بیباک و چالاک
ہو مگر جہان سر سے ذرا بھی پانی اونچا ہوا اور اُسکے حواس باختہ ہوے غوطے کھانے لگا ادھر غوطے کھاے
اُدھر زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا کشتی عمر ڈوبنے لگی جہان کا کہین قتل بیڑا نہ لگا چت پٹ کرٹی ملاحی یا لنگی سب
بھول گیا آخر اُسی گرداب بلا مین تڑپ تڑپ کے غرق چاہ فنا ہو گیا دوسرے لقا بدار سے کہ جہان اُسنے
چشم حیا پر برقع بیحیائی کا ڈال لیا شرم و حجاب اُسمے باقی نہین رہتا تیسرے ساحر سے کہ جہان اُسنے کچھ پڑھکر
پھونکا کیسا ہی مرد میدان و شیر نیستان ہو مگر کچھ بہادری اور دلاوری اُسکی پیش رفت نہین جاتی مثل ایک
گوشت کے لوتھڑے کے محض بیکار ہو جاتا ہے یا کیسا ہی عیار طرار فرار ہو لیکن ساحر کے آگے نہ کچھ اُسکی عیاری
چل سکتی ہے نہ کوئی طراری کام آتی ہے حمزہ مین دیوانہ نہین ہون کہ مفت مین اپنی جان دون بھلا جسکا اچھا
خاصہ خود شہر کے منھ مین اُسکا نوالہ ہے اُسکو گھس جاؤن توبہ استغفار مجھسے یہ کبھی نہ ہوسکیگا سکندر رضوان
ارسطو فطرت سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو خدا نے برق جادو کو کیسی توفیق و ہمت دی
کہ اُسنے ہمپر رحم کھایا اور یہ کبھی ہماری شکل سے بھی واقف نہ تھی دوستی اور ملاقات تو شے دیگر ہے چشم انصاف
سے دیکھو یہ ہمارے ساتھ کیسی جانبازی و جان نثاری کرتی ہے تمھین تو چاہیے کہ اور اُسکی تعریف و توصیف
اور شکرگزاری کرو اور اُسکا دل بڑھانے کو ہزار ہزار تحسین و آفرین کہو لیکن بقول مصرع آفرین باد برین ہمت
مردانۂ تو ہے کہ بخلاف اُسکے اور اُلٹے طعنہ زنی کرتے ہو یہ امر تمھاری فہم و فراست و عقل و کیاست سے
نہایت بعید معلوم ہوتا ہے خواجہ نے امیر کا توقیر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر برق جادو کی طرف مخاطب ہو کے کہا
کہ مین تو جانتا تھا تم میری دوست ہو مگر واہ واہ واہ کیسا خوب حق دوستی ادا کیا سبحان اللہ

برق جل کے کہنے لگی مجکو کیا کام ہی جو تیرے جی مین آئے سو کر معلوم ہوا کہ تجھے کچھ نہ ہوا ہی نہ ہوگا بعد اسکے
صاحبقران زمان سے گذارش کیا کہ اب مین نے آپ کو خدا کریم کے سپرد کیا بس مین زیادہ نہین ٹھہر سکتی
اب مین سرامہ جادو کے پاس جاتی ہون یہ کہکے اڑ کر چلی گئی بعد اُسکے جانے کے امیر با توقیر نے عمرو سے ارشاد کیا
کہ خواجہ برق جادو تو جا چکی اب کہو سرامہ جادو کو کیونکر مارو گے عمرو بولا کہ حمزہ کیا آپ مجھے چاہ الماس مین
اسی واسطے لائے تھے کہ ہر جگہ پر اول دیجیے اور ہر ایک بلا مین مجھے ڈالیے واہ آپ کیا حق شناسی اور قدردانی
فرماتے ہین اپنے رفیق قدیمی اور خیرخواہ صمیمی کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے اور اُسکی جان کو جان سمجھنا چاہیے
اس بیچارے کی رفاقت اور جان نثاری کا یہی صلہ ہی جو آپ سے حاصل ہو رہا ہی گو کہ مین یہ جانتا ہون کہ اب
یہان سے نکلکر نہ جا سکونگا مگر اپنی جان تو بچا سکونگا مین آپ کی رفاقت سے درگذرا بقول شخصے بھیج کی لعنت
نکالی اگر جان ہی تو جہان ہی مثل مشہور ہی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر اپنی ہی جان نہ ہوگی
تو کسی کی رفاقت کیا کام آئیگی بقول شاعر شعر آہین کیا جو ترتیب پہ میلے رہے + یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے +
امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر تم سرامہ جادو کو مارو گے تو مین وعدہ کرتا ہون
کہ دو لاکھ روپیہ نقد تمکو دونگا عمرو بولا امیر شہریار مین روپیہ سے درگذرا مجھے روپیہ نہین چاہیے اگر میری
جان صحیح و سلامت ہی تو ایسا ایسا دو لاکھ روپیہ بہت سا ہو رہیگا اور اگر خدانخواستہ مین ہی نہ ہوا تو یہ لاکھ
روپیہ میرے کس کام آئیگا میرے بعد لوگ اُسکا حصہ بخرا کر لینگے کسی سے یہ بھی تو نہ ہوگا کہ میری قبر مین وہ
روپیہ گور رکھدے اور مین نہین جانتا کہ مین نے کیا دشمنی آپ کے ساتھ کی ہی کہ آپ ہر وقت میرے در پے
قتل ہین اسطرح کے تو امور اپنے دشمن قوی اور حریف زبردست کے ساتھ کرتے ہین کہ یہ کسی طرح
مارا جائے معلوم ہوا کہ آپ میرے دشمن جانی ہین چاہتے ہین کہ کسی طرح یہ دفع ہو آپ ایسا میرا دشمن جہان
مین پیدا نہ ہوگا امیر عالیشان نے ارشاد کیا خواجہ تم جو چاہو میری نسبت اسوقت گمان فاسد کرو مگر واقعی امر
تو یہ ہی کہ سوا تمہارے اور کسی کا یہ کام نہین اور اسپر کیا موقوف ہی جب امیر کوئی آفت دیکھینگے مقر ہمارے
شریک ہو گے عمرو نے جواب دیا کہ اچھا اگر یہی منظور ہی تو بھلا دو لاکھ روپیہ مین میرا کیا ہوگا مین خود کیسا
کھاؤنگا کیا ہونگا بال بچون کو کیا دونگا قرضہ کسکا ادا کرونگا کم سے کم چار لاکھ روپیہ تو دیجیے کہ کچھ میرا بھلا تو ہو
حاتم دوران امیر عالیشان نے منظور فرمایا کہ اچھا ہم چار ہی لاکھ روپیہ دینگے تم منزل مقصود کا ارادہ کرو جب
امیر نے چار لاکھ روپیہ دینا منظور کر لیا تو عمرو نے ایک فرد چار لاکھ کی لکھی ہوئی نکالی امیر کے ہاتھ مین دی کہ اسپر
مہر کر دیجیے امیر نے جو فرد کو ملاحظہ فرمایا تو اُسمین لکھا ہوا تھا منکہ امیر حمزہ صاحبقران ابن عبد المطلب ساکن
شہر مکہ کا ہون جو کہ مبلغ چار لاکھ روپیہ سکہ رائج الوقت کہ نصف اُسکے مبلغ دو لاکھ روپیہ ہوتے ہین خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری سے بمقام چاہ الماس بطور قرض کے لیکے اپنے تحت تصرف مین لایا لہذا اقرار کرتا ہون اور لکھے
دیتا ہون کہ خواجہ کی دیکھتے ہی فرد ہذا کو زر مذکور مع اصل و سود وغیرہ کو دیدیے اور اگر احیانا خلاف اسکے ظہور مین
آئے تو خواجہ موصوف کو اختیار ہی کہ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے وصول کر لین مجھکو کوئی عذر و حیلہ
نہ ہوگا لہذا یہ چند کلمے بطریق تمسک کے لکھدیے کہ سند ہو اور عند الحاجت کام آئے فقط امیر فرد کو دیکھتے ہی
متبسم ہوئے اور چاہتے تھے کہ کچھ کہین مقبل نے التماس کیا جلدی مہر کر دیجیے امیر نے مقبل کے کہنے سے اُس
کاغذ پر مہر فرما کے عمرو کے حوالے کیا خواجہ نے اُسے بحفاظت تمام زنبیل مین رکھ لیا اور صاحبقران کو مع

مقبل وفادار و کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ کے ساتھ لیکر روانہ ہوا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا ان سب کو تو وہان ایک مقام پر پوشیدہ کر دیا اور اپنی صورت ایک کلاونت کی بنائی کہ جامہ جکن کا گلے مین اسپر سبز و سرخ ریشم کی بوٹیان پڑی ہین گول پگڑی سر پر اسپر گوشوارہ ایک انگشتی شال کے حاشیہ کا بندھا ہوا دوپٹہ ممو سر کا ہوا دونون کاندھون پر پائجامہ قلندرے کا دھویا ہوا پاؤن مین عصا ہاتھ مین ایک پیر ضعیف منحنی اندام پست قامت بنکر درہ کوہ سے نکلے سامنے دریاے سیماب کے آباد دیکھا کہ پر امواج و دریاے زخار بہہ رہا ہے نہین معلوم کہان سے کہان تک تھا مگر عرض اسکا عرض کیا جاتا ہے کہ کوئی تین کوس کا ہوگا اس دریا کو دیکھکر ہاتھ پاؤن مین لرزہ ہوا اور دل ڈوبنے لگا اس پار دریا کے ایک طرف زمرد کوہ ہے اور ایک جانب مکان سراسر جادو کا معلوم ہوتا ہے لب دریا اسکا پائین باغ ہے دیوار باغ کی کنگا جمنی ایک اینٹ چاندی کی ایک اینٹ سونے کی زیر دیوار باغ تیس چالیس مورپنکھیان کہ سرون پر انکے طاؤس بنے ہوے سینے انکے زمرد کے مالے مروارید سفید کے منہ مین لیے دونون بازو کھولے ہوے نظر آتی ہین کہ ہر مورپنکھی پر گنبدہ تمامی کا کھنچا ہوا جھالر مقیش کی گرد ہوے تھے اسمین آدمیزاد کچھ ملاحیان لہنگے زربفت کے پہنے ہوے دوپٹون کی گاتیان بندھی ہوئی جوڑون مین پھول لگا ہوا الوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے ہوے ڈانڈین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوے چپکے سفید ورک ہاتھون پر دیے ہوے کشتیون پر سامنے استادہ ہاین عمرو اس پار ایک مقام پر چادر بچھا کر بیٹھ گیا اور کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نَے کی نکالے لکے نقلہان اسکی درست کرکے بجانے لگا اور باواز بلند یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

کیون نہ جاوے کو وہان چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین انکی ستم سے خالی
کوچہ اس حور شمائل کا ہے جنت میری
ذکر تو میرا بہر طور کیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے لوٹی گئی دولت میری
وہ میان تو میرا بہر حال انھین رہتا ہے
پھر جہنم ہے نہ میراث ہے جنت میری
آپ شرماتے ہین کیون میرے یہان آنے سے
میری عزت کا سبب ہوگئی ذلت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجکو قرار
او جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

خاک سے کوچہ جانان کی ہے طینت میری
اے مسیحا یہ نقاہت سے ہے صورت میری
کرتے ہین خانہ اغیار مین دعوت میری
پاس جز داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین دیکھتے ہین کیا گل و بلبل کو حضور
انکے دل مین ہے محبت کہ عداوت میری
بیٹھا آرزو مین کشتہ ہوا ہین لاکھون
کون ہے پاس اگر ہے بھی تو حسرت میری
وہ نہ آئے تو گیا مین بھی نہ انکے گھر پر
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

مجھسے فرماتے ہین وہ سنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرہ باغ جنان کون سنے
لیکے چہرہ جسکو وہ ہے دولت میری
دل کو وہ لیگئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اسمین جو آپ کی ہے اسمین ہے خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہے تو
روز عاشور جو ہے شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھون سے بخشا
بڑھگئی انکی نزاکت سے نقاہت میری
گر انھین بھی کوئی کہا یگا انسا ہے ہم

آواز بانسری کی جو انکے کان مین پہونچی ایک نے دوسری سے کہا

کیا اچھی صدا ہے آؤ نزدیک چلکر سنین غرض اپنی اپنی مورپنکھیان کھے کر اس پار لائین ادھر خواجہ عمرو نے گوشہ چشم سے دیکھا کہ میرے گانے کا اثر پیدا ہوا سبکی سب سننے کو چلی آتی ہین اور بھی جی کھولکے اور جان توڑ کے گانے بجانے لگا وہ سب کی سب بیتاب ہوکر کشتیون سے اتر اتر کے نیچے آئین چار طرف سے عمرو کو گھیر کر بیٹھ گئین اور سنتے سنتے یہ عالم محویت بہم پہونچا کہ روپیہ اشرفی چھلا انگوٹھی عمرو کی چادر پر پھینک رہی ہین

اور جب عمرو چپکا ہوتا ہی یہ پھر منتین کرتی ہین اور گڑگڑاتی ہین چار چھ گھڑی تک عمرو نے خوب گا بجا کے بانسری ہاتھ سے
رکھی اُن سبھون نے پوچھا اے عزیز تو کہان کا رہنے والا ہی اور یہان کیونکر آیا یہان تو گوسفند اور منتر لون
آدمی کا کام نہین اشعار کہان تھی راہ ہوا کس طرح سے آنا + مگر ہی سرحد ملک صدمہ یہ ویرانا + اُداس دھوپ
ڈُھندھی چاندنی نکلتی ہی + ہوا ہمیشہ یہان ڈر سے تیز چلتی ہی + عمرو نے جواب دیا صاحبو مین زبرجد شاہ کا
کلاونت ہون شہر زبرجد نگار مین رہتا تھا وہان خداپرست آگئے ہوے ہین ایک ہنگامہ ہو رہا ہی گانے
بجانے کو کون پوچھتا ہی اب کوئی قدردان اور جوہر شناس نہ رہا ناچار ہو کر اُس شہر سے نکلا سفر اختیار کیا
شہر بہ شہر پھرنے لگا اتفاق کار اب مین نے سُنا کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو علم موسیقی سے نہایت
ذوق رکھتی ہین اور چاہ الماس مین رہتی ہین راہ پوچھتے پوچھتے ادھر آیا پہنچے کو چاہ الماس مین گر آیا یہان
تو خوبی طالع سے پہونچا ہون مگر حیران ہون کہ اس دریا سے کیونکر گذرون اور کس طرح ملکہ کی حضوری
حاصل کرون اُن سبھون نے جواب دیا اے عزیز قسمت تیری بہت اچھی ہی اب تو ایسی جگہ پہونچا ہی کہ
دولت دنیا سے نہال اور زر و جواہر سے مالا مال ہو جائیگا دمامہ جادو سے بہتر ہماری ملکہ ہی وہ اسقدر
دیگی کہ پھر تجھے یہان سے وہان جانے کی حاجت نہ رہیگی عمرو نے پوچھا تمہاری ملکہ کا کیا نام ہی یہ کس خاندان
سے ہی سب نے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ ملکہ سرامہ جادو کا مکان ہی یہ شہر زمرد کی رونق اور چشم و چراغ
ملکہ دمامہ جادو کی ہی بلکہ دمامہ جادو تو بیہوش ہو گئی اُسکو اب ان چیزون کا کہان مزہ ہی مگر یہان ملکہ سرامہ جادو
صاحب ہمت و سخاوت ہی جسکو چاہے ایک دم مین نہال کر دے لاکھ دو لاکھ دیدینا اُسکے سامنے کچھ بات نہین
اور علم موسیقی کی تو عاشق ہی اور خود بھی اس فن مین نہایت دخل رکھتی ہی شدہ اگر تیرا ذکر سُنیگی اور تو اُسکے سامنے
گائیگا تو تجھے طرفۃ العین مین مالا مال کر دیگی اور پھر عمر بھر ایک دم اپنے سے جدا نہ کریگی عمرو نے کہا شعر
کب لگاتا ہی کوئی اس دل بیمار کا مول + سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول + صاحبو بھلا مجھ
وطن آوارہ غریب بدنصیب کا کون اُسکے آگے ذکر کریگا جو وہان تک میری رسائی ہوگی مجھے تو تم اسی سے بہت کچھ
سُننے والے قدردان سمجھتے ہین وہ جو مجھے سُنکے اپنا دل خوش کر لیتے ہین مجھے اُسکے عوض مین کچھ دیدیتے ہین
کہ اپنا پیٹ پالتا ہون اور بال بچون کی پرورش کرتا ہون ان سبھون نے ایک زبان ہو کر کہا لو اور سُنو
واہ میان جی واہ یہ خوب کہی کہ ہم ایسے لوگ تمھین سُنکے دل خوش کر لیتے ہین وہی کچھ ایسا تمھین دیتے ہین کہ
تمہاری بسر ہو جاتی ہی بھلا ہماری اوقات ہی کیا ہی جو ہم تمکو کچھ دینگے اور تم تو بادشاہ وزیرون کی صحبت
کے آدمی ہو اور ہم جیسون سے تمہارا کیا کام نکلسکتا ہی اور بالفرض کہ یہ بھی سہی تو ہمنے کہین ایک دن تمھین
سُنا لیا پھر اس سے کیا ہوتا ہی صاف صاف تو یہ ہی کہ ہم اپنے فرض کے واسطے آپ ہی تمہارا ذکر اپنی
ملکہ سے کرینگے وہان تم گئے اور روزگار ناشنتے مین آیا تم خاطر جمع رکھو یہین بیٹھے رہو کہین جانا نہین ہم ابھی
ملکہ سے جاکے کہتے ہین اور تمھین یہان سے لیے جاتے ہین عمرو نے کہا سامری تمہارا بھلا کرے کہ مجھ
غریب پر تمنے ترس کھایا القصہ وہ یہ کہہ کے عمرو کو وہین بٹھا کے خدمت مین سرامہ جادو کی گئین وہ وقت
ہی کہ سرامہ جادو اپنے محل مین بیٹھی ہوئی ہی گرد و پیش اُسکے نازنینان جلیس مین بہ از پری چہرہ مین ہمہ جا مین
جمع ہین گانے والیان موجود ہین ساز بج رہے ہین گانا ہو رہا ہی سرامہ جادو کہہ رہی ہی اے صاحبو مین نے
زر کثیر اُٹھایا بڑی بڑی دور سے نامی گوئیون کو بلوایا مگر کسی کو اچھا نہ پایا آج تک کوئی ایسا نہین پایا جسکے سُننے

محویت ہو جاے بیہوشی و خود فراموشی کا عالم دل پر چھا ئے معلوم ہوا اب کوئی اچھا گانے والا نہ رہا فقط نام ہی
نام باقی رہگیا اور یہ جو لوگ میرے پاس ہیں انسے اچھا تو میں خود گا لیتی ہوں سب نے کہا بلائیں لین آپ کا تو
مثل نہیں ہی ہمنے یہ گلا کسی کا دیکھا ہی نہیں اسطرحکا آج تک کوئی سُنا ہی نہیں آپ کے سامنے کیا کوئی گائیگا
کیا کوئی بجائیگا اس زمانے میں حضرت آپ کے دم سے یہ فن زندہ ہی ورنہ سوا آپ کے اور کوئی نظر بھی نہیں آتا ہم
چہار طرف سے لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ملکہ نشہ پندار و کبر و نخوت سے جھوم رہی ہی اُسمین اُن ملاحنیوں نے آکے
سلام کیا اور ہاتھ باندھ کے کھڑی ہوگئیں سر اسمہ جادو نے جو انکو خلاف وقت حاضر دیکھا پوچھا خیر باشد آج
تم سب کی سب کیوں کھڑی ہو کیا کچھ کام ہی سب نے دست ادب باندھ باندھ کے عرض کیا فرمائیے
سنو ہم یہاں اسوقت ہم لونڈیوں نے جو گانے بجانے کی صحبت دیکھی ہم بھی آکھڑے ہوے کہ حضور کو سنلین
اور آج ہمنے بھی ایک گویے کو سُنا ہی کہ تمام عمر نہ سنا تھا اس معلومات کا شخص کبھی نہ دیکھا تھا کیا خوب گاتا اور
کیا بجاتا ہی اگر حضور سُنیں تو اُسے بہت پسند کریں یقین ہی کہ اپنے پاس سے عمر بھر جدا نہ کریں سر اسمہ جادو انکے
کلام سے بہت قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنی لگی دور ہو حرامزادیو تو یہ بھی ایسی ہوگئیں کہ گانے کا اچھا بُرا جاننے لگیں
شعر عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل + چھچھوندر لگاسے چنبیلی کا تیل ۔ اری مردار یو تم ناؤ کھینا جانو یا علم موسیقی
کے راگ مالوں کو سمجھو تو بس زیادہ نہ جھک مارو اتنا جھوٹھ نہ بولو ان سبھوں نے عرض کیا بلائیں لیں حضور یہ
تو سچ فرماتی ہیں کہ ہم بھلا اسکے بیہودے کی باتوں کو کیا جانیں اچھا بُرا کیا سمجھیں لیکن ہم بھی تو حضور ہی کا نمک
کھاتے ہیں آپکی صحبت ہر وقت دیکھتے بھالتے ہیں اس فن کو گو کہ نہیں جانتے مگر کان رس تو ضرور ہیں حضور
کے فیضان صحبت سے کچھ تو ہم بھی ضرور سمجھ لیتے ہیں اگر حضور کو ہمارے عرض کرنے کا یقین نہیں تو آپ اُسے
بلوالیں اور ایک آدھ تان سُنیں پھر حضور کو لونڈیوں کا جاننا نہ جاننا آپ ہی معلوم ہو جائیگا ہمارا جھوٹھ سچ
کھلجائیگا اگر اچھا ہو گا سُننے گا برا ہوگا کچھ دیکے رخصت کیجیگا اور کنیزیں اُس سے وعدہ کر کے آئی ہیں کہ ہم
اپنے مالک کو تیرا گانا سُنوا ئینگے حضور اُسے بلا کے سُن لیں پسند آ لے نہ آ لے ۔ اُسے کچھ مطلب نہیں سر اسمہ جادو
نے اسقدر اصرار ملاحنیوں کا سُنکے حکم دیا کہ اچھا تمھاری خوشی ہی تو اُسے جا کے بلا لاؤ بس یہ سُنتے ہی سب دعائیں
دیتی ہوئیں خوشی خوشی روانہ ہوئیں یہاں عمرو بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی اب دن بھی تھوڑا سا باقی ہی کہ سامنے سے
وہ ملاحنیاں آئیں اور کہا چلو صاحب ہم تمھارا ذکر کرا کے بڑی مشکل سے ملکہ کو راضی ہوئی ہیں انکو ہمارے کہنے کا
ہرگز اعتبار نہ تھا مگر اب آبرو ہماری تمھارے ہاتھ ہی ذرا ملکہ کے سامنے خوب گانا بجانا لیکن ایسا نہ ہو کہ ناک ہی
لگا کے نہ گاؤ تو مفت میں ہم بھی ذلت ہو کہ واہ اسی گانے بجانے کی تعریفیں کرتی تھیں اور تمھیں بھی کچھ قدر
قلیل ہی فائدہ ہو عمرو نے کہا کہ میں اپنے فائدے کے لیے آپ ہی جان توڑ کے گاؤنگا تمھارے کہنے کی
کیا ضرورت ہی ایسا تھوڑی کرونگا کہ میں بھی بے نیل مقصود پھر آؤں اور تمھیں بھی ذلت دلواؤں غرض وہ سب کی
سب عمرو کو ساتھ اپنے کشتی پر سوار کر کے اُس پار لائیں داخل باغ کیا عمرو نے دیکھا کہ باغ نہایت خرم و شاداب
پھولا پھلا جواب درخت عجیب میوہ ہاے غریب روشیں آراستہ چمن پیراستہ کیاریاں پیاری پیاری ہر طرف
نہریں جاری طائران خوش الحان شاخوں پر چہچہہ زن کبک دری روشوں پر قہقہہ زن ہواے روح افزا
چل رہی ہی نکہت گل سے دماغ جان معطر ہو جاتا ہی نسیم جھونکے میں نسیم عنبر شمیم کے دل کو فرحت تازہ سرور
بے اندازہ حاصل ہوتا ہی عمرو سب طرف کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ سامنے ایک بارہ دری عالیشان دکھائی دی

در اسکے زمرد سبز کے ترشے ہوے چھت یاقوت سُرخ کی بنی ہوئی آگے سائبان مخمل سُرخ کا کھنچا ہوا جھالر بیلیش
کی اُسمین لگی ہوئی اُسمین موتی ٹنکے ہوے چوبین اُسکی جواہر نگار مرصع کار تمام بارہ دری مثل فردوس کے بھی ہوئی
قریب آٹھ نو سو عورتون کے وہان موجود دہر ایک از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق لباس رنگ رنگ کا
پہنے ہوے کھڑی ہین اور ایک مسند جواہر نگار پر ایک جادوگرنی کو بیٹھے دیکھا کہ رنگ مانند آبنوس کے سیاہ
بڑے بڑے گومڑے ماتھے پر اور گالون پر کمال بدصورت نہایت کریہ منظر لباس شاہانہ پہنے ہوے عمرو نے
سامنے جا کر سلام کیا ہاتھ اُٹھا کے دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ ملکہ دما مہ جادو شہنشاہ ساحران کا
ہمیشہ روشن رہے اُسنے ایک کبر و نخوت سے عمرو کو دیکھا کہا اچھا بیٹھ جا احوال پوچھا تو کون ہی کہان سے آیا ہی
عمرو نے جو اُن ملاحنیون کے سامنے کہا تھا وہی اُسکے بھی بیان کیا وہ بولی کہ یہ ملاحنیان بہت تیری تعریف
کرتی ہین عمرو پکارا بلبیان لون تمام عمر یہی کرتے گذری ہی حضور سے زیادہ دالتستدار کون ہی غلام بھی
آپ کا نام سُنکے آیا ہی حضور کی پسند آؤن تو جانون کہ مجھے بھی کچھ آتا ہی کہا خیر ہم سُنینگے اور حکم دیا کہ کوئی
جا کر ہمشیرہ برق جادو کو بلا لاے جب تک وہ نہ آئیگی ہم اسکا گانا نہین سُنینگے ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ آسمان پر
بجلی چمکی اور برق جادو ہنس پر سوار نمایان ہوئی سامنے آ کر سلام کیا سرامہ اُٹھ کھڑی ہوئی برق جادو سے
لپٹ گئی اور کہا ہمشیرہ مین انتظار مین تھی ابھی تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا بہن اب تو چار چار چھ چھ دن گذر جاتے ہین
کہ تمھاری صورت بھی نہین دیکھنے مین آتی خیر تو ہی ملاقات نہونے کا کیا سبب ہی برق بولی کہ ہمشیرہ تمھین کیا
معلوم تم اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہو ساری بلا تو ہمارے سر ہی تمھاری والدہ صاحبہ نے تمام کاروبار
ہمارے سپرد کیا ہی ہمین فرصت عیش و عشرت کی کہان ایک دم لینے کی تو مہلت نہین تمھارے پاس تک
کیونکر آسکین تمام چاہ الماس کا بندوبست میرے حوالے ہی اور آجکل حمزہ چاہ الماس مین آیا ہوا ہی
تمھاری خالہ نرگس جادو کو مار چکا ہی چاہ الماس مین قیامت برپا ہی خدا پرستون کا زور ہو رہا ہی عجب طرح کے
تلاطم کا شور ہی مین اس فکر مین ہون کہ کسی طرح اُسے گرفتار کر کے ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کے
پاس لیجاؤن تاکہ سرخرو ہون نہین تو دیکھیے کیا ہوتا ہی سرامہ نے پوچھا ہمشیرہ حمزہ نے خالہ امان کو کیونکر
مارا وہ تو علامۂ دہر آفت روزگار تھین برق بولی بہن یہ مین نہین جانتی کہ حمزہ نے ایسی زبردست
ساحرہ کو کیونکر مارا اسی سبب سے میرے ہوش و حواس اور بھی بجا نہین ہین کہ جب اُن ایسی مین رسیدہ
جہان دیدہ کو مار اُتارا تو بھلا اور کسی کی کیا حقیقت ہی سرامہ جادو بولی کہ ہمشیرہ تم اپنے دل مین کچھ
تردد اور اندیشہ نکرو ایک طرفۃ العین مین مین اُسکو مار لونگی وہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہی نہین معلوم کہ
خالہ نرگس جادو کس سبب سے ماری گئین اور یہ ہنگامہ اُٹھ کیونکر ہوا ہینگے اسکا غم و اندیشہ کیا ہی کوئی اپنے کو
کہان تک غم مین گھلا دے آخر کوئی دم آسائش و آرام بھی کرے یا نہ کرے بہن آج اب گویا آیا ہی لوگ اُنکی
بہت تعریفین کرتے ہین ہمنے بغیر تمھارے اُسے سُنا نہین خوب ہوا کہ تم عین وقت پر آگئین آؤ بیٹھو اُسکا گانا
سُنو برق جادو بولی کہ ملکہ اس وقت گرمی بہت ہی آؤ کوٹھے پر چلکے بیٹھو سرامہ جادو اُٹھ کھڑی ہوئی اور
برق جادو کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر آ کے ٹہلنے لگی اب دن کوئی ایک گھڑی بھر باقی ہی عجب سہانا وقت ہی
آسمان پر شفق پھولا چاہتی ہی طائر اپنے اپنے نشیمنون کی راہ لے رہے ہین آفتاب غروب ہونے کو ہی
چاندنی نکلنے کو ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی سامنے دریا لہرین مار رہا ہی تختۂ گلاب کا کھلا ہوا

معلوم ہوتا ہی نگینہ تمامی کا کھنچا ہوا ہی فرش بادلے کا بچھا ہوا ہی سرامہ جادو مسند پر آکے بیٹھی کہا لاؤ اُس کلاونت
کو مصنوعی کلاونت یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے آکر سلام کیا برق جادو حیران حیران دیکھنے لگی مگر پہچانا نہین اپنے
دل مین خیال کر رہی ہی کہ گویا چاہ الماس مین کدھر سے آیا کچھ سمجھ مین نہین آتا سوچتے سوچتے دل مین آیا کہ کہین
یہ وہی دزد باریک گردن لک لک پا مکار عیار عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہی پھر غور سے دیکھا جب بھی نہ پہچانا
عمرو نے ملکہ برق جادو کو دیکھا کہ عجب عالم ہی چہرہ مانند ماہ تابان اور مہر درخشان کے روشن ہی ٹیکا سیندور کا پیشانی پر
گویا ہاتھ مین ماہ تابان کے چراغ دیدیا ہی شاخ گل سے دست و بازو پنجہ پنجۂ مرجان چاند سا سینہ پیشتر از
آب روان کی پیشے ہوسے چھاتیان مانند کاسۂ حباب کے اُسمین سے معلوم ہوتی ہین دوپٹہ چاند تارے کا
گردن سے ڈھلکا ہوا کاندھے پر پڑا ہوا غرض سرامہ جادو نے عمرو سے خطاب کیا کہ اے کلاونت ہمشیرہ بھی آنکلین
اب تو کچھ گاؤ عمرو نے عرض کیا بالفعل ابھی مین حاضر ہون اور سازندون سے جو وہان تھے کہا کہ ہان بھیا تم ذرا
ساز ملاؤ کہ سانگت میرا دو شایہ مین کچھ کہہ سکون سبھون نے کہا بہت اچھا ہم موجود ہین اور سب ساز آپسمین
ملانے لگے عمرو نے جوڑی ہفت سیوندی نی کی نکالی لگے قفلیان ملانے جب ساز ٹھیکا اسنے بانسری بجانا
شروع کی اور یہ غزل گانا لگا غزل

مرتے ہین ہم آپکے کوچے مین آنے کے لیے
خضر دل موجود ہی رستہ بتانے کے لیے
سہتے ہین کیا کیا ستم گردون کے ہم اہل وفا
سب سے رخصت ہو کے ہین عرش پر جانے کے لیے
آپکے نقش قدم کی ہی تلاش اسواسطے
لوگ ایذا سہتے ہین بستی بسانے کے لیے
خون کا ارمان لگے دم مین لاکھون قتل ہون
منتظر بیٹھے ہین سب تیرے آنے کے لیے
دیدہ و دل دونون تیری راہ مین ہین بار ہا
آنکھ روئی کو بنی دل غم اٹھانے کے لیے
ان کی چشم و لب کے فتنے مین ہی سب نابود بود
دوست آمادہ ہین آفت مین پھنسنے کے لیے

دل وہ دل ہی جو ہو تیر کا ناز اٹھانے کے لیے
آرزو کرتے ہین سب جنت مین جانے کے لیے
دل سے باتین ہم کرین تیری نہین ملتی کبھی
مشق کرتے ہین تمہارے ناز اٹھانے کے لیے
دل مین جا دیتے ہین یاد عارض پر نور کو
چاہیے تھوڑی سی جا تربت بنانے کے لیے
لاش اپنے دلربا کی دفن کر کے آئے ہین
آپ بیٹھیں تو ذرا مہندی لگانے کے لیے
ہی جو اہل حشر مین برپا قیامت ایک غدر
ہی وہ تیری یاد کو یہ ناز اٹھانے کے لیے
سرو آہین کرتے کیا عجب مرجاؤن ہنسا
قتل کرنے کے لیے وہ یہ جلانے کے لیے
کیون نہ دیوانون مین شور حشر برپا ہو جنون

سر وہ سر ہی جو ہو تیرے آستانے کے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہی ہمکو راہ عشق مین
بیدل لازم ہی تیرے ناز اٹھانے کے لیے
قبر کا ہی دھیان مٹتے جاتے ہین سارے خیال
اٹھتے لیتے ہین ہم گھر مین لگانے کے لیے
اپنے در سے تم اٹھا کے دیتے ہو عشاق کو
جستجو ہی ڈھونڈھ ہی پانی کی بہانے کے لیے
اب لبون پر دم ہی جلدی آئیں روز وصال
گفتنی تیرے لبون کے شاید ہین آنے کے لیے
ہمکو تقسیم ازل سے بس یہ دو تحفے ملے
ہوتی ہین ڈھونڈھی ہوائین نیند آنے کے لیے
میرے عصیان کی گواہی کر رہے ہین کفن پوشون
جاتے ہین رگ گاہ وہ بیڑی کا پڑھانے کے لیے

ایسا گایا ایسا بجایا کہ سب محو ہوگئے مع سرامہ جادو کے سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور برق جادو کہ
اسکی نے نوازی پر عاشق تھی اسے دریافت ہوا کہ یہ اور کوئی نہین عمرو ہی بے اختیار رو رہی تھی اُس رخسارہ زیبا پر
جو آنسو جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الماس کی تختی پر گوہر بے بہا غلطان ہین یا صدف کے منہ سے گوہر آبدار نکل رہے
ہین یا مشاطۂ قدرت نے عروس بنانے کے لیے موتیون کا سہرا منہ پر ڈالا ہی واہ واہ کی آواز بلند ہی اور سرامہ جادو
ہزار ہزار تحسین و آفرین کر رہی ہی عمرو نے جب بانسری کو بجا کے ہاتھ سے رکھدیا سرامہ جادو نے کہا اے عزیز مین
ملکہ دامہ جادو کے سر کی قسم کھا کے کہتی ہون کہ تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ مجھے بھی علم موسیقی کا شوق ہی اور
ہمیشہ اسی کا ذوق ہی مین نے بڑی بڑی دور سے بڑے بڑے نامی گویون کو بلوا کے سنا مگر کسی کو صاحب کمال ایسا

صاحب تاثیر نہ پایا ای شخص فی الحقیقت تو صاحب کمال اور یگانۂ آفاق ہی آج تیرا ثانی دنیا مین کوئی نہین یہ کہکے
ایک بالا مروارید سفید کا نہایت بیش قیمت تھا موتی اُسکے گول سڈول قد مین بیضۂ کبوتر شیرازی کے برابر تھے
اپنے گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا خلعت عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو توڑے اشرفیون کے اسے دو پھر کہا کہ
ابھی مین نے تجکو کچھ نہین دیا ہی تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک کرونگی تو نے ایک عمر مین آج میرے دل کو
محظوظ و مسرور کیا ہی عمرو بولا قربانت شوم تمام عمر مین مین نے ایک قدردان پایا ہی مین ابھی اچھی طرح
سے نہین گایا ہون کسی روز گاؤنگا اور تنہا بھلا کیا گاتا مثل مشہور ہی اکیلا نہ روتا بھلا نہ ہنستا بھلا سنگتی کوئی
میرے ساتھ نہین ہی اگر سنگت میری درست ہو اور ہمراہی میرے میرے ساتھ ہون پھر سنیے کیسا گاتا ہون
اور دیکھیے کہ مین کیا کرتا ہون سراسمہ جادو نے کہا کہ ساتھی تیرے کہان ہین اسنے عرض کیا بلیان لون مین
ہین اُسنے پوچھا یہان کہان اسنے عرض کیا کہ دریا پار حاضر ہین مین اُنکو ایک جگہ بٹھا کر یہان آیا تھا اگر حضور کا
حکم ہو تو اُنکو جاکے بلا لاؤن سراسمہ بولی ایسا نہ ہو کہ تو وعدہ و حیلہ کرکے چلا جاے اور پھر نہ آے تو ہمین جیسے
اچھی طرح سننے کا اشتیاق ہی رہجاے عمرو نے گذارش کیا ای ملکۂ آفاق آپ سا قدردان کہان پاؤنگا مدتون
خاک چھانتے چھانتے آپ تک پہونچا ہون میری آرزو تو یہ ہی کہ تمام عمر اب ان قدمون سے جدا نہ ہون سراسمہ
نے کہا تو پتا بتا دے ہمارے آدمی جاکے بلا لائینگے عمرو نے کہا ای ملکہ دوزان وہ کسی کے بلانے سے نہ آئینگے وہ
تو سپاہی وضع ہین مجکو اپنا بزرگ نہین جانتے بڑے بانکے ٹھرے ہین مین ہی جاؤنگا تو وہ آئینگے اور مین
ابھی جاکے اُنھین لیے آتا ہون کیا کچھ دیر تھوڑی ہوگی شہر یہان سے ہین پیک صبا کی طرح سے + گیا اور دم
مین اُنھین لیکے آیا + سراسمہ جادو نے اور دو توڑے دیے اور کہا میرے سر کی قسم کھا کہ دغا تو نہ کریگا پھر
آئیگا عمرو نے دوڑکے سراسمہ کے قدمون پہ ہاتھ رکھدیا کہ مین ضرور اُنھین لیکے حاضر ہونگا اس امر مین کبھی
دغا نہ کرونگا اور پھر بکمال ادب ملتمس ہوا کہ ای ملکۂ گیتی ستان دریا مین ہزارون بلائین صدہا آفتین ہوتی ہین
مجکو آتے جاتے اندیشہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی گھڑیال وغیرہ غلام کو نہ کھا جاے سراسمہ جادو نے ایک انگوٹھی
اپنے ہاتھ سے اتار کے دی کہ اسے پہن لے اسکے باعث سے کوئی جانور موذی تیری طرف رخ بھی نہ کریگا
اب جاکر جلدی اپنے ساتھیون کو لا میرے سر کی قسم دیر نہ کرنا دیکھون کتنا جلدی آتا ہی اور ملاحون
سے کہا کہ جلد اسے اُس پار پہونچا دو اور فورًا اسکو اسکے ساتھیون سمیت لے آؤ مین تمھین انعام دونگی
ملاحیان عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوئین باتین کرتی ہوئین کہ کہو میان کلاونت تمنے ہماری سراسمہ جادو کی
داد دہش دیکھی ہمارے کہنے کی تصدیق ہوئی ملکہ تمسے بہت محظوظ ہوئین خواجہ عمرو نے کہا ابھی کیا ہی دیکھیو
تو کیسا اُنکو راضی کرتا ہون بھلا وہ بھی کیا یاد کرتی ہین زندگی بہر تو انکو کسی نے ایسا خوش کیا ہوگا جیسا
مین کرونگا غرض یہی باتین چیتین کرتا ہوا کشتی پر سوار ہوکر پار اترا کہا تم کشتی یہین لگاے رہو مین ابھی اپنے
ہمراہیون کو لیکے آتا ہون وہ سامنے درۂ کوہ مین میرے منتظر بیٹھے ہوے ہین عمرو اُن سب سے یہ کہکر ادھر
روانہ ہوا یہان دامن کوہ مین طبل وفادار کرب غازی ابو الھول دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ خدا جانے عمرو کو کیا ہوا صبح سے ابھی تک نہین آیا نہین معلوم
اُسنے کیا کیا کہان گیا ابو الھول بولا کہ وہ اپنے داؤن گھات مین لگا ہوگا اسمین ابھی یہی باتین تھین کہ ایک
کلاونت کو دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہی قریب آکر سلام کیا دعا دی کہا عالی اعلیٰ مراتب رہین قربانت شوم

حضور یہاں کوہستان میں کہاں بیٹھے ہیں غلام کا مکان یہاں سے بہت قریب ہے وہاں تشریف لیچلیے آرام سے
استراحت فرمائیے جو کچھ ماحضر ہو اُسے نوش فرمائیے غلام کی عزت کو بڑھائیے امیر حیرت زدہ اُسکی
طرف دیکھ رہے ہیں ہرگز نہیں پہچانتے آخرکار پوچھا اے شخص تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ ملکہ دماسہ جادو شہنشاہ
ساحران کا کارانوبت ہوں شہر بشہر دھوم پڑی ہوئی ہے کہ حمزہ بیابان الماس میں آیا ہے ذوفنون جادو
اور نرگس جادو کو مار چکا ہے اب ملکہ دماسہ جادو نے ساحروں کو حکم دیا ہے کہ حمزہ کو مع اُسکے ہمراہیوں کے
پکڑ لاؤ ساحر چار طرف ڈھونڈھتے پھرتے ہیں میں بھی تلاش میں حمزہ کی نکلا ہوں کہ اگر کہیں کسی مقام پر کسی صحرا
کسی درہ کوہ میں ملجاوے تو اُسے گرفتار کرکے بحضور ملکہ لیجاؤں اور انعام میں بہت سا روپیہ پاؤں امیر حمزہ
صاحبقران پکارے دور ہو مردک میرے سامنے سے تو بھلا حمزہ کو کیا گرفتار کریگا تو نے کبھی حمزہ کو دیکھا بھی ہے
کچھ پہچانتا بھی ہے اُسنے کہا معلوم ہوا حمزہ تو ہی ہے بیٹھا تو رہ میں جاکر جادوگروں کو لاتا ہوں تجھے گرفتار کراتا ہوں
یہ کہکر چلا تھا کہ صاحبقران عالیشان نے فرمایا لینا اسے جانے نہ پاوے مقبل دوڑا قریب پہونچکر کمر میں ہاتھ ڈالدیا
اور کہا چلا آ وہ بولا کہ مجھے اسوقت اکیلا جانکر گھیرا ہے جانتے ہو کہ یہاں میرا کوئی حامی نہیں ہے یاد رکھو کہ اگر میں نے
یہیں کھڑے کھڑے ایک آواز دی تو ابھی سیکڑوں دل کے دل جادوگروں کے مثل ٹڈی دل کے اسی کوہ و
صحرا سے نکل آوینگے اور تمکو فوراً گرفتار کرلیجاوینگے کہ تمہارا کہیں پتا بھی نہ معلوم ہوگا امیر باتوقیر یہ باتیں سنکے چین بچین
ہوگئے کہنے لگے مقبل مار دو تو اسے مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران ہاتھ اُٹھایا کہ
طمانچہ مارے عمرو نے کہا ارے کافر کیوں شامت آئی ہے مجھے نہیں پہچانتا یہ کہکے اپنی بائیں آنکھ کا تل دکھایا مقبل
نے جلدی سے ہاتھ عمرو کا چھوڑ دیا امیر پکارے مقبل تو نے چھوڑ کیوں دیا اسے کیوں نہ مارا کیا یہ جادوگر ہے
عمرو پکارا حمزہ یہ تو مجھے کیا ماریگا تو اٹھکر آ تو معلوم ہو جاوے امیر باتوقیر خشمناک ہوکر چاہتے ہیں اُٹھیں کہ
مقبل پکارا شہریار یہ خواجہ سلامت ہیں امیر نے جو سُنا تو دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہ خواجہ تمہیں میں نے نہیں
پہچانا تھا کہو آج صبح سے جو غائب تھے تو کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ حضرت بڑی مشقت سے سر اسمہ جادو تک
پہونچا ہوں فرمایا الحمد پھر عمرو بولا چلو اُسنے تمہیں بلایا ہے میں اُسکو تمہارا مشتاق کرکے تمہیں لینے کو آیا ہوں امیر
باتوقیر نے ارشاد کیا اے خواجہ کیا واہیات بکتے ہو وہ لڑکا ہے میری کس چیز کی مشتاق ہوگی عمرو نے گذارش کیا
اس سے کیا غرض ہے آپ کو جانا ہوگا بغیر آپکے جاے ہوئے سر اسمہ جادو قتل نہ ہوگی اگر چلنا ہے تو چلیے
نہیں تو میں اپنی جان کیوں بلا میں گرفتار کروں امیر نے کہا اچھا چلو میں چلنے کو موجود ہوں مگر اسی صورت سے
چلونگا کہا نہیں صورت تبدیل کیجائیگی پوچھا کہ اچھا کون سی صورت میری بناؤ گے کہا گویا بناؤنگا اور مجھکو
اپنا باپ کہنا فرمایا مردک کیا جھک مارتا ہے دور ہو میرے سامنے سے میں تیرے باپ کا بھی باپ ہوں عمرو نے
کہا اچھا باپ نہ بتانا تو اُستاد کہنا امیر نے فرمایا میں تجھے اُستاد بھی نہیں کہونگا خواجہ نے کہا کہ اچھا کچھ نہ کہنا
مگر جو میں کہوں اُسکی تعمیل میں تو فرق نہ لانا امیر نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے بس خواجہ عمرو نے تین چار دستے
زنبیل سے نکالے امیر نے پوچھا یہ کیا سانگ ہے عمرو نے کہا دیکھیے تو سہی اور ایک ایک دستہ مقبل و کرب
والوالہول کو دیا اور ایک صاحبقران کے سامنے رکھدیا اور ایک جوڑی طنبورے کی نکال کے رکھدی
امیر نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ لباس پہنیے اور طنبورہ اُٹھا لیجیے امیر نہایت برہم ہوے کہا میں صاحبقران زمان
ہوں مجکو سزاوار نہیں ہے کہ میں طنبورہ ہاتھ میں لوں عمرو نے کہا حمزہ اگر دریاے سحاب سے پار اُترنا ہے اور

سرامہ جادو کو مار کر شہر زمرد میں پہونچتا ہی تو یہ اختیار کرو نہیں تو تمھیں اختیار ہی مجھسے شکایت نہ کرنا مجھسے کچھ
نہ ہوسکیگا اور حمزہ ملکہ گردیہ بانو پر عاشق ہوکر کیوں گویئے بنکر گئے تھے اب اسقدر انکار کرتے ہو فرمایا کیا
تو نے یہ قول حکیموں کا نہیں سُنا کہ عشق از قسم جنون است جب انسان مرض عشق میں مبتلا ہوکر خود رفتہ اور
دیوانہ ہوجاتا ہی تو حالت خود رفتگی و دیوانگی میں سب فعل اُس سے ظہور میں آتے ہیں جو افعال و کردار باعث
اُنکی ننگ و ذلت کے ہوتے ہیں اُنھیں وہ اپنی عزت و حرمت کا سبب سمجھتا ہی نصیحت کو دشنام سمجھتا ہی بدنامی
اپنا نام جانتا ہی ہر دشت بیہ تک وہ ہوتی ہی کہ جس طرح ہو خواہ رسوائی ہو خواہ کچھ خطرہ ہو مگر معشوق تک
گذر ہو کسی کے روکے سے نہیں رکتا منع کیے سے نہیں مانتا شعر لاکھ روکیں رہ الفت سے کہیں تھمتا نہیں اسلیے +
جانے ہیں کوچہ محبوب میں جانیوالے + اُس زمانے میں جو کچھ ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوۃ آیندہ را احتیاط اب تو
بہر سبب کبھی میں کبھی گویا نہ بنونگا اور جو شکل چاہیے تو بنا عمرو نے کہا مجھیں اختیار ہی ساحر تمھاری تلاش میں پھر
رہتے ہیں تمھیں اور تمھارے ساتھ والوں کو پکڑ لیجائینگے اور میں تو سرامہ جادو کا کلانوت بنا ہوا ہوں یا اگر
کوئی صورت بنکر بچ جاؤنگا لیکن تم کسی طرح نہیں بچینگے صاحبقران نے فرمایا او بد ذات دزد باریک گرد
الک لک پاساربان زادے کیا اور کوئی عیاری تجھے یاد نہ تھی جو گویا بنکے گیا عمرو نے کہا آپ کا اجارہ نہیں ہی
جو موقع میں نے دیکھا وہ کیا اور اب کچھ نہیں ہوسکتا امیر نے مکرر قسم کھائی کہ میں کبھی ہرگز گویا نہ بنونگا طنبورہ
ہاتھ میں نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر یہ شکل نہ بنوگے کام خراب ہوگا بہت ذلیل ہوگے فرمایا کچھ ہو مگر میں گویئے
کی صورت نہ بنونگا اور جسکی شکل تیرا جی چاہے مجھے بنا دے عمرو نے کہا اچھا اگر گویئے کی صورت بننے سے
انکار ہی تو غلام کی صورت تمھیں بناؤنگا کہ غلاف طنبورے کے تمھارے پاس رہینگے سب کی جوتیاں لیکے تمھیں
بیٹھنا ہوگا کپڑے پھٹے پرانے نہایت بوسیدہ پہناؤنگا فرمایا یہ سب مجھے گوارا ہی مگر گویا بننا طنبورہ اُٹھانا ناگوار
ہی کہا بہت اچھا اور کرب سے خطاب کیا کہ تو لباس اپنا پہن کرب نے کہا آپ نے مجھکو آپ دے دی ہی میں نے
کبھی ایسا لباس نہیں پہنا عمرو بولا کہ او ناشدنی تو بھی حمزہ کی طرح عذر کرتا ہی میں جلدی کیوں شامت آئی ہی
کرب غازی ناچار ہوا عمرو نے دستچہ کھولکر ایک بتی پشمینہ کا نکالکر کرب کو پہنایا پگڑی باندھ سو کی ہیر
باندھی اُسپر طرہ مقیش کا لگایا کمر بند طلائی کمر سے باندھا پائجامہ کمخواب کا پہنایا مقبل وفادار اور ابو الہول
کو بھی ایسا ہی بنایا کرب سے کہا کہ طنبورہ ہاتھ میں لے کرب بولا میں طنبورہ بجانا کیا جانوں ایسا نہ ہو تار اسکے
میرے ہاتھ سے ٹوٹ جائیں کہا کہ جو تار تو نے توڑے تو تجھسے برا کوئی نہیں اور بجانے کا طریقہ یہ ہی کہ تار پر آہستہ
سے اُنگلی مارنا کہ اُنمیں سے آواز پیدا ہو ایک دو تین ایک دو تین اور جو خلاف اسکے کیا اور کوئی
تار توڑا تو گردن تیری توڑ ڈالونگا کرب نے ناچار طنبورہ اُٹھا کر دامن میں چھپایا اور تونبا اُسکا چھاتی پر رکھا
طنبورہ زرد کمر پلکے رنگ کا تھا تار اُسپے پیازی رنگ پوری چڑھے ہوئے تھے مقبل سے کہا کہ تو بھی طنبورہ اُٹھالے
مقبل نے کہا مجھسے طنبورہ اُٹھوا کر شامت اپنی لائے ہیں بھلا طنبورے کی قدر کیا جانوں مثل مشہور ہی کہ
بیچ کیا جانے صابون کا بھاؤ عمرو نے آنکھیں نکالکے کہا او کالا تو بھی صاحبقران کی طرح تکرار کرتا ہی مقبل بولا
میں سچ کہتا ہوں میں کیا جانوں طنبورہ کیا شی ہو اُٹھا کے تیرے سر پر مار دونگا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا عمرو نے
پکارا کہ اُٹھا طنبورے کو نہیں تیرا سر توڑ دونگا مقبل بیچارہ مجبور ہوکر طنبورہ اُٹھا لیا مانند گرتسکے کاندھے پر رکھا
ڈھولک ابو الہول کو دی ہر چند اُسنے بھی تکرار کی کہ میں ڈھولک بجانا کیا جانوں ایک ہاتھ اچھا مارونگا

ڈھولک چھٹ جائیگی عمرو نے کہا کہ اچھا جو تو ڈھولک نہیں لیتا تو یہیں پڑا رہ ہمارے ساتھ نہ چل جادوگر تجھے
پکڑ لیجائینگے تو اُسنے سمجھ لیا نہ حمزہ یہاں ہوگا نہ میں ہونگا الہوا الہول ندا ناچار ہوکر اُسنے بھی ڈھولک کا
تسمہ گلے میں لپیٹ کر سپر کی طرح اُٹھا لیا عمرو نے امیر سے کہا اے امیر یہی وضع آپ بھی بن لیجیے یہ وضع بہت
اچھی ہے صاحبقران نے کہا کہ میں قسم کھا چکا ہوں یہ وضع کبھی نہ ہونگا طنبورہ سارنگی کچھ ہاتھ میں نہ لونگا
عمرو بولا خیر آپ کو ذلیل ہی ہونا منظور ہے میں ناچار ہوں یہ کہکر ایک پائجامہ سکیے کا اُسکے گھٹنوں پر
لال سوسی کے پیوند لگے ہوے انگرکھا موٹی دھوتر کا کہ اُسکے بھی دونوں شانوں پر گاڑھے کے پیوند
تھے پہننے کو دیا چادر گاڑھے کی اُوڑھنے کو دی اس ہیئت سے صاحبقران کو لیچلا چلتے وقت آئینہ ہاتھ میں
دیا کہ ذرا صورت اپنی دیکھیے امیر نے فرمایا کہ یہ وضع مجھے پسند ہے مگر وہ طرح ناگوار ہے القصہ عمرو بن امیہ ضمری
سب کو اپنے ساتھ لیکر دریا کنارے آیا ملاحوں نے کہا خوب جلدی آئے عمرو نے کہا اب چلو ملکہ راہ دیکھتی
ہوگی اُنھوں نے سب کو سوار کرکے لاکر پار اُتار دیا کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ سرامہ جادو کا مصنوعی کلاہ
پہنے عمرو بن امیہ ضمری اپنے ساتھیوں سمیت داخل باغ ہوا اُس وقت فراش ماہ نے چاندنی کا فرش صحن باغ میں بچھا
رکھا تھا اور درختوں کے ثمر تمامی سے منڈھے ہوے تھے اور ہر شاخ درخت میں گیند مقیشی آویزاں تھے کنارے
دریا کے چراغاں تھا ہر جگہ اور ہر مقام پر عجب طرح کا سامان تھا عمرو سیر کرتا ہوا خدمت سرامہ جادو میں چلا
یہاں سرامہ بیٹھی ہوئی برق جادو سے باتیں کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ کیوں بہن اس گویے کی کیا اچھی
آواز ہے برق کہہ رہی ہے کہ اے ہمشیرہ میں نے تمام زمانے کے گانے والوں کو سُنا مگر ایسا کسی کو نہ پایا یہ تو دنیا میں
اپنا ثانی نہیں رکھتا گانا کاہے کو ہے سحر ہے اور سچ پوچھو تو سحر سے بھی زیادہ ہے کہ ہم لوگ جادوگر مشہور ہیں اور جادو
کی ہمارے سامنے کوئی اصل و حقیقت نہیں دن رات اسی شغل میں ہماری بسر ہوتی ہے ہمیں کسی دوسرے جادوگر کا
جادو چلنا دشوار ہے مگر یہ ایسا جادوگر ہے کہ اپنے گانے کے سحر سے ہمارے دل کو چھین کر رکھا ہے بلا کا شخص ہے اور طرہ
یہ کہ نہ اُسکا بیان کوئی سنگتی نہ ساتھی اکیلے اس طرح گانا بجانا اُسی کا کام ہے سرامہ جادو بولی سچ ہے مگر دیکھیے اپنے
ساتھ سنگت والوں کو لیے کیا آتا ہے یا نہیں برق جادو بولی کہ بہن میں نے اُسے ایسا مالا مال کیا ہے کہ وہ
ضرور ہی آئیگا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ عمرو سامنے سے دکھائی دیا برق نے سرامہ سے کہا لو بہن وہ آگیا
دیکھو وہ چلا آتا ہے برق نے کہا ساحری اسے لایا میں سمجھ چکی تھی کہ یہ گیا ہے اب نہ آئیگا عمرو نے قریب پہنچکے
سلام کیا دعا دی کہ چراغ خاندان ساحری و جمشید کا روشن رہے اعلی اعلی مراتب ہوں یہ جوڑی زہرہ
و مشتری کی تا دور فلک برقرار رہے کبھی کوئی آسیب نہ آئے برق نے مقبل و کرب کو پہچانا مگر امیر با توقیر
کو نہیں جانا ہر طرف دیکھنا شروع کیا کہ حمزہ صاحبقران کہاں ہیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ امیر با توقیر لباس
کہنہ پہنے ہوے برابر گفش کن کے کھڑے ہوے ہیں برق نہایت شرمندہ ہوئی دل میں کہنے لگی کہ لعنت
ہے اس دزد باریک گردن لک لک پا ساربان زادے عمرو بن امیہ ضمری عیار پر کیا بری طرح امیر کو
لایا ہے سرامہ جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا دیکھتی ہو برق نے جواب دیا بہن میں دیکھتی ہوں کہ لڑکے اس
گویے کے بہت خوبصورت ہیں لباس بھی اچھے اچھے پہنے ہوے ہیں سرامہ جادو نے کہا یہ صاحب کمال ہے
روپیہ اسنے بہت پیدا کیا ہے اگر لڑکے اسکے عمدہ لباس پہنے ہوے ہیں تو کیا تعجب ہے قاعدے کی بات ہے اچھی غذا
کھانے سے اچھی صورت ہو جاتی ہے غرض سرامہ جادو نے عمرو کو بلاکر بٹھایا مقبل و کرب وغیرہ بھی پاس آکر

بیٹھ گئے سرامہ بولی کہ میاں گویے بڑی دیر مین تم آئے خیر ہم مشتاق ہین اب تو تمہارے ساتھ والے بھی آگئے
جلدی کچھ گاؤ عمرو نے مقبل وفادار و کرب غازی کی طرف دیکھا اُنھون نے گردنین نیچی کرکے سب کی آنکھ بچا کر
عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمہارا افشائے راز ہوگا خوب چرستان پڑینگی ہمکو ناحق یہ صورت بنا کے لائے اگر سرامہ
نے کوئی فرمائش کی تو ہم تو کچھ جانتے نہین کیا ہوگا عمرو نے چپکے سے کہا مین جس طرح تعلیم کرون وہ تم کرو
انھون نے کہا ہمسے کچھ نہ ہوگا کیونکہ ان لوگون نے سب کی آنکھین بچا کے چپکے چپکے یہ باتین کین مگر
اتفاقات روزگار انکی سرگوشیون پر سرامہ جادو کی نظر پڑ گئی بیساختہ پوچھنے لگی کیون کیا ہے اب کس بات کا
تردد ہے آپس مین کیا قیل و قال ہے کس امر کی تکرار ہے عمرو نے عرض کیا قربانت شوم یہ لوگ مجکو خاطر مین نہین لاتے ہین
جسوقت انکا جی چاہتا ہے گاتے بجاتے ہین جب نہین جی چاہتا کوئی ہزار کہے یہ صم بکم کی طرح بیٹھے رہتے ہین
اسوقت سے مین کہتا ہون کہ تم ساز بجاؤ مین گاؤن یہ میرا کہنا نہین مانتے میری آبائی طرح نغمہ کو انھون نے
چھوڑ دیا ہے سپاہ گری پر کمر باندھی ہے بانکپن اختیار کیا ہے بزرگون کے طریقہ کو ہاتھ سے دیا ہے سرامہ جادو نے
جواب دیا اچھا اگر یہ اسوقت نہین گاتے بجاتے تو نہ سہی بیٹھے رہنے دو کچھ سرکار نہین ہے تمہاری مشتاق ہون فقط تم
گاؤ جسوقت انکا جی چاہیگا یہ بھی شریک ہو جاینگے عمرو یہ سنکے بطور سابق اور سازندون کو شریک کرکے
گانے لگا دورہ جام گردش مین آیا عمرو نے کہا قربانت شوم یہ کیا انصاف ہے کہ شراب بھی عنایت نہین ہوئی
شعر خم کے خم ساقی مہوش نے دیے غیرون کو۔ وا رے قسمت ہمین محروم رہے محفل مین سرامہ جادو
بولی کیا تجھے بھی اس سے شوق ہے اسنے عرض کیا بلبلیان لون یہ تو ہماری جنم گھٹی ہے کہا ارے اسے بھی وہ
عرض کیا قربانت شوم اگر مجھکو دیجیے تو اس طرح دیکھیے کہ مین جیسے چاہون اُسسے دو دن اور شراب
کو آراستہ کرکے آپکے واسطے لاؤن کہ آپ بھی پیین تو کہین کہ ہان شراب ایسی ہوتی ہے اس ذائقہ
کی شراب آپنے پی نہین ہے عمر بھر نہ پی ہو سرامہ جادو نے کہا اس نئی ہوئی شراب کو تو کیا بتاتا ہے اسنے کہا
بلبلیان لون اسکا ثانی میل کوئی نہین جانتا اسمین ملا جلا کر آپکے واسطے نکال لونگا سرامہ نے کہا
ارے سب شرابخانہ اسکے حوالے کر دو ہم بھی دیکھین کیسی شراب بناتا ہے سب شرابخانہ عمرو کے حوالے
کر دیا گیا اُسنے سب مین دارو بیہوشی ملا کے پہلے غلامون کو تقسیم کی بعد اُسکے کچھ شراب مین خوشبو
ملا کے گلابیان بھرین منہ اسکے تمامی سے باندھے اوپر سے آسپر لگا کے کشتیون مین رکھوا کر سامنے لایا
سرامہ جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی پھڑک گئی برق جادو سے کہا بہن دیکھتی ہو اسکے سلیقہ کو بہت بڑا عقلمند
معلوم ہوتا ہے اُسنے کہا کہ اسنے صحبتین اچھی اچھی دیکھی ہین جہان دیدہ بوڑھا آدمی ہے سرامہ جادو نے
کہا کہ مین اسکو اب عمر بھر اپنے پاس سے جانے نہ دونگی تعویذ گلو بنا کر رکھونگی ایک دم اپنے پاس سے
جدا نہ کرونگی برق جادو نے جواب دیا کہ یہ لوگ کسی کے پاس نہین رہتے بیوفائی کرکے چلے جاتے ہین
سرامہ جادو نے کہا یہ سب کہنے کی باتین ہین جب نوکر کو راحت سے رکھونگی اُسکی قدر و منزلت کرونگی
تو ہرگز نہ جائیگا غرض عمرو نے گانا شروع کیا جام شراب گردش مین آیا خواجہ نے ایک سادی گلابی ملکہ
برق جادو کے آگے رکھدی اور ایک اپنے واسطے رکھی باقی سب مین بیہوشی ملا کے صحبت بھر کو قسم دی کہ اس
شراب کو پیو دیکھو مین نے اسمین کیا کاریگری کی ہے سب نے اُسکی خوب تعریف کی بھر بھر کے پیا ایک دو گھڑی کے
بعد سب کے دماغون مین بیہوشی نے اثر کیا عجب عالم ہوا نشہ دارو سے بیہوشی سے خود رفتہ و مدہوش ہو کر

اول قول اور دواہیات بکنے لگے عمرو اور بھی زور و کیے گانے لگا سرامہ جادو ایسی بیخود ہوئی کہ ناچتی ٹھمکری بھولی
دو قدم چلی تھی کہ پاؤن لڑکھڑایا بیہوش ہوکر گر پڑی چار طرف سے لوگ اُٹھے کہ ملکہ کو اُٹھا لیں جو اُٹھکر چلا وہ خود
بیہوش ہوکر گر پڑا ایک طرفۃ العین میں ساری صحبت کی صحبت بیہوش ہوگئی برق جادو تو ہوش میں تھی جب
اسنے دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہی اسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ارے سُن تو سہی تو صاحبقران عالیشان
کو کسکی صورت بناکے لایا ہی اور دوڑکر قدموں پر امیر کے گر پڑی کہ خدا کے واسطے یہ کیا رسوائی ہوتی ہو دا
آپ کو کس ذلت سے لایا ہی عمرو بولا ای ملکہ میں نے ہرچند چاہا کہ اچھی طرح سے بیچلون مگر انھون نے میرا کہنا
نمانا یہ غلاموں کی وضع قبول کی ملبوسہ ہاتھ میں نہ لیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان سے
عرض کیا کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہی اسلیے کہ سرامہ جادو کا مارا جانا مجھسے نہ دیکھا جائیگا مجھسے اور اس سے
کمال درجہ محبت تھی مگر از بسکہ میں نے راہ اسلام میں قدم مارا ہی اگر میری جان بھی کام آسے تو آپ پر نثار
کرنے کو موجود ہوں پھر کسی اپنے بیگانے کی کیا حقیقت ہی اور اب سرامہ جادو کے مارے جانے سے شہر
زمرد میں ہلچل پڑ جائیگی قیامت برپا ہوگی دمامہ جادو اپنی حالت نہایت تباہ کریگی آپ کا پوشیدہ ہونا
مشکل ہو جائیگا یہ کہکے برق جادو تو وہ سے ہوا ہوگئی ادھر عمرو نے جھٹ پٹ کمر سے خنجر نکالکے سرامہ جادو
کو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے اُسی خنجر خونچکان سے اور سب اُسکی ساتھ والی جادوگرنیوں کا بھی کام تمام کیا سرامہ جادو
اور اُن جادوگرنیوں کا مارا جانا تھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سنگ باران ہونے لگا آندھی سیاہ چلنے لگی
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سب مکانات جو سحر کے بنے ہوے تھے کہ چھپن ہوکے اُڑ گئے بڑی دیر تک یہ تلاطم
بپا رہا جب بعد گھڑی ساعت کے یہ سب کیفیتیں برطرف ہوئیں روشنی ہوئی تو اب نہ وہ باغ ہی نہ وہ مکان ہی
نہ دریا کا کہیں نام و نشان ہی صاف میدان معلوم ہوتا ہی یا جو کچھ اصلی اسباب تھا وہ باقی ہی عمرو نے وہ
سب اسباب سمیٹ سمیٹ کر زنبیل کیا اور امیر حمزہ صاحبقران سے التماس کیا کہ اب جلد کہیں چلکے
پوشیدہ ہو جیے ایسا نہ ہو ملکہ دمامہ جادو آجاے تو کچھ بناے نہ بن پڑے امیر با توقیر مع عمرو بن امیہ ضمری
او مقبل وفادار و کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ کے جانب صحرا روانہ ہوے ابھی تو صحرا میں جانے دیجیے

جب تک وہ نکلے داستان مصیبت بیان شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں ملاحظہ فرمایئے

راوی کہتا ہی کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو شہر زمرد میں تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی ہی اور صورت دمامہ کی پہلے ہی بیان ہو چکی ہی مگر

زلف سیاہ تھی شب غم صیان بارہ تھا
تھیں پتلیاں خیر دست سنانی کی انگلیاں
رنگ اُسکا تھا آگ کی سیاہی کی بہار

ابرو مثال خنجر جلاد آشکار
ایسی تھی تیرگی کہی خال سیاہ کی
جنبش پلک پلک کی ہی پلیون کا تھا گمان
آنکھوں میں چڑی ہی پتلیاں نہ پیچ ہو
تھی آنکھیں ہی کہ خدا کی پناہ
ایسی نیون پیرک یہ ہامت کا حال تھا

پلکیں تمام وادی ظلمت تھیں خار
العظمہ تھی سمت کے سیاہی گناہ کی
تھی دشمنی ادا دیکھتا کے دشمنان
اپنے تیز بار و رعودی سے پیچ ہو
تھی عرق سمت تھی متعفن وہ بارگاہ
پہلے دوسرے سفر میں سمانا محال تھا

ایمان کی تھی ان رخ گلرنگ کی بہار
قاصدان حق کے بغض کی آل گیت نہا
جمشید ساحری کی جب دشمن اللہ

ہتھیاروں پر داغ چیچک کے گڑھے پڑے ہوے اور پہر گڑھے میں ایک ایک مہاسہ اُٹھا ہوا گویا بہار ٹیکے اندر
اپنے اپنے عشرون میں سوار کھڑے ہوے ہیں اس شکل وشمائل پر لباس شاہانہ نہایت تکلف سے پہنے ہوے

قمقمہ سیاہ کا تاج سات کنگروں کا سر پہ رکھا ہوا کہ ہر کنگرے سے اُسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں اور وہ شعلے
صورتیں عجیب و غریب پیدا کرکے آواز دیتے ہیں کہ یا خداوند سامری یا خداوند جمشید اور یہ دیکھے آپ ہی آپ
غائب ہو جاتے ہیں اور گرد تخت دمامہ جادو کے نو سو جادوگر سردار لولا کھ جادوگر دان کے شان و شوکت
سے دنگلوں پہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ کسی کے دنگل میں چار شیر آتشیں لگے ہوئے ہیں اور اُن شیروں کے
منھ سے شعلۂ آتشیں نکل رہے ہیں کسی کے دنگل میں اژدہے بیٹھے ہوئے ہیں کہ جب وہ اژدہے سانس
لیتے ہیں کوسوں تک صحرا کے درخت جل جاتے ہیں جب دم کشی کرتے ہیں منزلوں سے پہاڑ کھنچکے اُنکے منھ میں
سما جاتے ہیں کسی کی کرسی میں فیل آتشیں لگے ہیں کسی کی دسوں انگلیاں مانند پنجۂ آفتاب کے روشن ہیں
کسی کے منھ سے شرارے نکل رہے ہیں کسی کی ناک میں سے دھواں اُٹھ رہا ہے کسی کے کان سے شرارات
نکل رہے ہیں کسی کے موئے سر کے عوض میں مار سیاہ لپٹے ہوئے بل کھا رہے ہیں کسی کی پیشانی پر بڑے
بڑے بچھو بجائے ابرو بیٹھے ہوئے نیش زنی کر رہے ہیں گلے سے شانوں تک بت بندھے ہوئے ہیں جنیو گلے میں
پڑے ہوئے ہیں دھوتیاں سرخ تافتوں کی باندھے ہوئے ہیں بنارسی دوپٹے اوڑھے ہوئے آنچل دونوں کاندھوں
پر پڑے ہوئے وہ ہیبتناک شکلیں اُنکی کہ اگر رستم بھی ایک نظر دیکھے زہرہ آب ہو جائے سب گرد تخت ملکہ
دمامہ جادو کے بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں باہم ذکر ہو رہا ہے کہ سنا ہے حمزہ شہر زبرجد نگار سے چاہ الماس
کو چلا ہے اور عمرو عیار بھی اُسکے ساتھ ہے کسی نے کہا میں نے سنا ہے کہ ابو الہول دیوانہ بھی اُس خدا پرست کے ساتھ ہے
اور وہ ہادی ہوا ہے اور اقرار کیا ہے کہ میں چاہ الماس میں لیجاونگا ایک بولا کہ حمزہ کیا اپنی جان سے بیزار ہے
جو ادھر کا ارادہ کیا ہے اور اگر بالفرض کہ یہاں آئیگا بھی تو فوراً مارا جائیگا ایک نے جواب دیا کہ حمزہ نے شہر
کے شہر ساحروں کے غارت کر دیے وہ اپنے زعم میں سمجھتا ہے کہ میں سب کو غارت کر دونگا لوگ تو یہ باتیں
کر رہے ہیں مگر دمامہ جادو نام سے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری کے بیقرار ہے جو اور
کہہ رہی ہے کہ صاحبو یہ دونوں بلا سے بے درمان آفت جان ہیں خداوند سامری و خداوند جمشید اپنی صفات
میں رکھے اور میرے تو چند ایام نحوست فرجام کے وہ سب نکلنے فقط ایک ہفتہ اور باقی ہے یہ بھی اگر طفیل خداوند
سامری و کرم جمشید کے گذر گیا تو پھر میں ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی ایک ایک کو میں چنکے قتل کرونگی
پھر ابد الآباد تک دین اسلام کا کہیں نام و نشان نظر نہ آئیگا کوئی خداے آسمانی کا نام بھی نہ جانیگا یہاں ابھی
آپس میں یہ باتیں ہو رہی ہیں یکایک ایک شور و غل واویلا کا ایک طرف سے بلند ہوا دمامہ جادو نے متحیر ہو کے
پکارا ارے کوئی دیکھیو کہ یہ غل کیسا ہے خیر تو ہے کچھ ماجرا عجیب ہے ملکہ دمامہ جادو کے دیکھنے کو اپنے اپنے
دنگلوں کو سب یوں پہنچے تعجیل تمام اُٹھ کھڑے ہوئے دریافت حال کو چھت کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پلنگ پہ
لاش ملکہ سمرا مہ جادو کی ڈالے ہوئے اُسکی ساتھ والیاں چلاتی ہوئی چلی آتی ہیں کہ آج شہر زمرد ویران ہو گیا
آج چراغ آپکے گھر کا بجھ گیا آج ہمارے سروں کا تاج اُٹھ گیا ملکہ دمامہ جادو نے جو لاش پہ نظر پارۂ جگر
اپنی بیٹی ملکہ سمرا مہ جادو کی دیکھی بے اختیار مضطر و بیتاب ہوکر لپٹ گئی اور چلانے لگی کہ بیٹا تم کسکے ہاتھ سے
قتل کر گئیں ہائے انجمن میری بے چراغ ہو گئی ہائے افسوس یہ میری جاگتی سوتی ہائے اے چشم و چراغ میرے
گھر کو اندھیرا کر گئیں ہائے اے سمرا مہ تمنے میری پریشانی و تنہائی پر نظر نہ کی مجھکو اکیلا چھوڑ گئیں آج گھر میرا ویران
ہو گیا ہائے یہ کیا سامان ہو گیا باغ میرا شمشان ہو گیا ہائے اے لال تیرے مرنے سے شہر زمرد میں خاک اُڑنے لگی

پاس وحشت بڑھنے لگی ہائے ای لاڈلی بیٹی تمنے اپنے مرنے کی ہمیں خبر بھی نہ کی چپکے سے عدم کی راہ لی ہائے ہین گود جلی
اب کسکو بیٹی کہکے پکارونگی ہائے اب کسکے سر پر اپنا سر وارونگی ہائے سرامہ تم میری گود خالی کر گئین اس بڑھیا ماں
کو چھوڑ کر ہین کھانے کے لیے چھوڑ گئین ہائے ای بیٹا آج کل ہمارا ماتم بخش آسکے تھے ہم سمجھے تھے کہ ہم مرجائینگے تم
ہماری مٹی عزیز کروگی ہم یہ نہ جانتے تھے بیشتر تم چل بسوگی ہمسے پہلے تمہین مرینگی غرض اسی طرح سے بین کرکے رونے لگی
جب زیادہ محبت مادری نے زور کیا منھ سے منھ ملنا شروع کیا کبھی انگلیان کھانے لگی پیٹتے پیٹتے منھ سوج گیا
اسی حالت مین ملکہ برق جادو بھی پہونچی گو کہ اسی نے عمرو کو سرامہ کے مکان کا رستہ بتایا تھا اور یہ بذات خود
امیر حمزہ عالیہ قاسکی طرفدار رہی مگر چونکہ یہ اور سرامہ جادو ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی تھین اور ساتھ کھیلنے کی بڑی
محبت ہوتی ہے یہ دونون آپسمین یکجان دو قالب تھین گھڑی بھر اسکو بغیر اسکے چین نہین آتا تھا اسکو بغیر اسکے
کوئی سیر کوئی تماشا نہ بھاتا تھا مصرع یہ اسیر لقمہ ق وہ اسکی فدائی + بچپنے کی محبت نے جو زور کیا خون نے جوش مارا
دل قابو سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی بیساختہ ہائے ہمشیرہ کہکے لاش سے لپٹگئی اور بصد گریہ و زاری
و ہزار نالہ و بیقراری یہ بین کرنے لگی کہ ہائے ای بہن تمکو کیا ہوگیا تمنے کچھ ہماری محبت و الفت کا بھی خیال نہ کیا
ہمسے منھ موڑ لیا ساتھ چھوڑ دیا ہائے ای بہن تمہین تو بغیر میرے کہین چین نہ آتا تھا آج کیا ہوگیا کہ ہمسے بے کہے
سنے اور ہمین بغیر ساتھ لیے راہی ملک عدم ہوگئین ہائے بہن اب ہمین بھی اپنے پاس بلالو اکیلی سفر نہ کرو اب
ہمین ایک لحظہ بھر زندگی دشوار ہے تمھارے بلانے کا انتظار ہے ہان بہن خوب سو چکین اب بیدار ہو نیند سے
ہشیار ہو کچھ منھ سے جواب دو کہ تسلی دل خانہ خراب ہو ہائے وہ کون ظالم تھا جسے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا
ہائے میری تقدیر آج سوگئی بین بن بہن کی ہوگئی اور اسی حالت بیقراری و نوحہ و زاری مین پکاری کہ ار
لوگو اتنا ثواب لینا کہ مجھے بھی انکے ساتھ دفن کردینا ہم اور یہ یکجان و دو قالب تھے آپسمین معاہدے طالب
تھے مجھسے اور انسے عہد تھا کہ جہان جائینگے ہم تم ساتھ جائینگے اب یہ کیا بدعہدی انھون نے کی کہ خود
چلی گئین ہمکو چھوڑ گئین ادہر چاہا کہ سر زمین پر دے مارے لوگ لپٹ گئے غرض ایسا روئی کہ حالت غیر ہوگئی دامہ
اپنا رونا بھی بھول گئی لوگون نے دامہ سے کہا کہ یہ دونون آفتاب و مہتاب شہر زہر دری تھین سرامہ جا
تو مرچکی اب برق جادو کو غنیمت جانیے انکو پھولی آنکھ کا دیدہ سمجھیے اپنا رونا موقوف کیجیے برق جادو
کو تسلی دیجیے کہ حالت انکی تباہ ہے اور اگر آپ بھی اپنا حال تباہ کرینگی تو انکو کون روکیگا انکی زندگی غنیمت
جانیے ہمارا کہنا مانیے بس دامہ جادو نے اپنا رونا موقوف کرکے برق جادو کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور
کہا بیٹی تو کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہے اس پیٹنے سے کیا فائدہ ہے تیرے رونے سے سرامہ زندہ نہ ہوجائیگی
اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا صبر کرو ہمارا جگر دیکھو کہ یہ تو جیتے ہمارے پیٹ مین رہی اپنا لہو چھپا چھپا کر ہمنے
اسکو پالا تھا ہمارے دل کی کیا حالت ہوگی مگر ناچار صبر کیا تو بھی اب صبر و شکر کر برق جادو نے کہا کہ
خالہ امان آپ جو فرماتی ہین بجا فرماتی ہین آپکا حق بطرف ہے مگر مین تو سوا ملکہ سرامہ جادو کے اور کسی کے
پاس بیٹھتی اٹھتی بھی نہ تھی میری تو آنکھون کے نیچے انکی صورت پھر رہی ہے اور یہ کہکے پھر پکاری کہ ہائے ای
بہن ملکہ سرامہ جادو تم جہان سے اٹھ گئین ہم رہگئے ایسی جگہ تم جا بسین کہ وہان سے کوئی جاکے پھر نہین آسکتا
نہ کسی کا کچھ حال معلوم ہوسکتا ہے مصرع نہ قاصد نہ صبا نے نہ مرغ نامہ بر ہے + وہ تمھاری صحبتین یاد آتی ہین
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے ہائے ای بہن کیا تمنے اسی واسطے ہمسے محبت بڑھائی تھی کہ آپ چلی جاؤگی ہمسے

جنھین تنہا نہ رہا کرتا تھا اکثر سامان
گر رہتے ہین فاعتبروا دیکھے سب پیر و جوان
چین پڑتا تھا اکیلے مین نہ جنکو دم بھر
پھر گیا زیر فلک حلق پہ اُنکے خنجر
گنج گوہر جو دیے فقیرون کو دیے تلخ دوا
ظلمت قبر سے حیران ہین اب وہ کیا کیا
جام جم ہے نہ وہ آئینہ اسکندر ہے
ہین سلیمان کہان اور کدھر لشکر ہے
تخت کسری پہ ہر وقت جو بیٹھے تھے شتاب
آج تابوت اُٹھاتے ہین اُسی کا احباب
اب کدھر یوسف کنعان ہین کہان ہین وہ جمیل
باغ جنت ہوا اب باد خزان سے پامال
جنکا سر رکھتے تھے زانو پہ حسینان جہان
اس گل باغ تمنا ہین اُنھین پہ خندان
ہو گیا ملک عدم پھر نہ پھرا کیا دیکھیں
پھر لا اس آنے کی سیر کچھ ایسا دیکھا

خانۂ گور کی صورت وہ مکان ہین ویران
سینے عبرت سے نہ کیون چاک ہون لوگون کے
گوشۂ قبر مین تنہا ہین وہی رشک قمر
ناز اُٹھاتے تھے سدا جنکے پرستارون نے
شاہ جو تھے انھین کشکول گدائی بخشا
ہیکلین سب گلو کی رہین نہ سینے کے لیے
ساغر چشم ہے بے نشہ نگہ مست سدا رہی
جن مطبخ اُسکے گئے کیا حال کہون شوکت کا
منہ چھپائے ہین کفن سے وہ کچھ ایسا ہی حجاب
پوچھے اتنا تو کوئی کس لیے منہ موڑ آئے
ایسا ہی ہے عشق کا کچھ اُسکے زلیخا کو خیال
نہ کبھی گاہی بتا اور نہ مکان باقی ہے
ڈھیلا اس سر کے تلے رکھتے ہین ایسا پیر و جوان
فرش سنجاب کا ہر وقت جہان دیکھا ہے
شیشۂ عمر سکندر پہ شکست دیکھا
آب دنیا سے کبھی سیر تونگر نہ ہوے

طاق کسری کا اسی واسطے باقی ہے نشان
ڈھیر مٹی کے ہین یا قصر تھے سردارون کے
تنگ ہوتے تھے گریبان کی جو تنگی سے بشر
ظلم قاتل کے سہے اب اُنھین بیچارون نے
اسنے اپنے گھر دل مین جو لگا تھے تھے سدا
آج ہین قبر کے تعویذ حفاظت کے لیے
کل جو تھا صاحب زر آج ہے مٹی زر بھی
اب نشان تک نہین ملتا ہے کہین تربت کا
کل جدائی کی نہ جس شخص کی لا سکتے تھے تاب
جا کے کیون گور غریبان مین اُسے چھوڑ آئے
کیا ہوئی سرو زلیخا کے وہ شادی کا حال
نام کو مصر مین تربت کا نشان باقی ہے
جنکے گھر مین تھین ہمیشہ سے مرادین جوان
خس و خاشاک کا اب ڈھیر وہان دیکھا ہے
عقل حیران ہے کیا جاکے تماشا دیکھا
ایک دن بھی تو لب ساغر جم تر نہ ہوے

بیٹا اب قبر کو چھوڑ دو سے گھر مین چلیے ہمیشہ ایسا ہی ہو تو گھر مین چلے غرض بہت سا دل اُسکا دبکر دیکھو برق جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ رہی ہے تو مادر امان آپ کیا کہتی ہین کسکا گھر کسکا در اب میرا گھر یہی ہے جہان بیٹھی ہون مین انھین اس اکیلے گھر مین تنہا چھوڑ سکے نہ جاؤنگی آپ ناحق اسقدر اصرار کرتی ہین ہان اسکے قاتلون کو ڈھونڈھوا دیجے اگر وہ ہاتھ لگیا تو مین بھی یا اپنے کا برق جادو نے وہ حال بنایا کہ دمامہ جادو کو یقین کلی ہو گیا کہ اگر مین اسے یہان چھوڑ کے چلی گئی تو بیشک یہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگی غرض سمجھا بجھا کے اُسے قبر سے پھر اسکے اپنے گھر لیگئی لیکن ہر وقت اسے خوف لگا ہی رہتا ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے کو ملکہ سراسمہ جادو کے غم مین ہلاک کرے اس خیال سے اسے چھوڑ کر گھر سے کہین نہین جاتی ایک دن اس مکارہ دمامہ نے کہا کہ ای برق جادو کہین سیر کو جاکے دل کو بہلا کہ کچھ تو غم غلط ہو رنج و الم بھولے اور جادوگرون سے اشارہ کیا کہ اسے کہین لیجاؤ کسی مقام کی سیر کرا لاؤ بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے جادوگر ملکہ برق جادو کو اپنے ہمراہ لیکے ایک طرف روانہ ہوے اور برق جادو اُنسے جدا ہو کے امیر حمزۂ صاحبقران کی ملاقات کو روانہ ہوئی اب وہان کا حال سنیے کہ جب ملکہ دمامہ جادو سراسمہ جادو کو گاڑ دب کے اپنے مکان پر آکے بیٹھی تو لوگون نے عرض کیا کہ حمزہ نے چاہ الماس مین داخل ہو کر پہلے ذو فنون جادو کو مارا بعد اسکے نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اب جب سراسمہ جادو کو مارا ہے تو آپ کو خبر ہوئی مگر نہین معلوم حمزہ نے ان تینون کو کیونکر مارا کہتے ہین کہ وہ سحر بالکل نہین جانتا پھر کس طرح نرگس جادو اور سراسمہ جادو پہ غالب ہوا دمامہ جادو نے جواب دیا کہ تم لوگ نہین جانتے حمزہ مالک باطل السحر ہے اُسنے لاکھون جادوگرون کو اسی طرح قتل کیا ہے تم توقف کرو

کہ اُس سے راہ پوچھین نہ کوئی پگڈنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اُسی لکیر پر فقیر ہو کے چلین اس سے بہتر یہی ہی کہ آج رات
کی رات یہین بسر کرین جس طرح ہو سکے گذر کرین جب سفیدۂ صبح نمودار ہو مسافر مغرب اپنی منزل مشرق سے
برآمد ہو کے رہرو مغرب ہو تو ہم بھی بیابان سے روانہ ہو جائین ابھی امیر با اقبال اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے
یکایک بجلی چمکی اور بلکہ برق جادو سامنے سے نمایان ہوئی آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا نذر دی عرض کیا ای
شہریار مبارک ہو کہ آپ نے کمر دمامہ جادو کی توڑ ڈالی شہر زمرد مین قیامت برپا ہی عجب طرح کا تہلکہ ہی دمامہ
کے ہوش و حواس بجا نہین ہین سارا زور اور گھمنڈ اُسکا مٹ گیا ہی مگر ای شہریار اُس علامہ نے آج بزور سحر
اسم اعظم آپ کا بند کر دیا ہی اب بہت خبردار و ہوشیار رہیے گا کہین نرگس جادو والے معاملے کی طرح غفلت
نہ کیجیے گا نہین نصیب دشمنان جانبری مشکل ہوگی اُسکی مرتبہ تو مین آپ کے ساتھ رہتی تھی ہر جگہ پہ آپ اُسکے
دام مکر و فریب مین گرفتار ہوا چاہتے تھے مگر مین خبردار و ہوشیار کر دیتی تھی لیکن یہ ایسا نازک اور مشکل مقدمہ ہی کہ مین
دمامہ جادو کے مقابلے مین ظاہر بظاہر آپ کے ساتھ نہین رہ سکتی اور میری رائے ناقص مین تو یہ آتا ہی
کہ ابھی آپ اپنے کو جہان تک ہو سکے پوشیدہ رکھیے دمامہ کے دل کو سرامہ جادو کا ابھی تازہ غم ہی ہر وقت اُسی کا
رنج و الم ہی غصے مین بھری ہوئی آگ بگولہ بنی ہوئی ہی خدا جانے ابکی وہ کیا آفتین برپا کریگی کیسی کیسی قیامتین ڈھائیگی
آپ کا کچھ زور نہ چل سکیگا نصیب دشمنان پریشان ہو جیے گا صاحبقران عالیشان نے یہ کلام وحشت انجام
برق جادو کی زبان سے سُنکے اسم اعظم کو جو یاد کیا تو بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آتا تھا کوئی شکل نام کی
ذہن مین آتی تھی ہر لفظ لوح دل سے محو تھا نہایت مضطرب ہوئے برق جادو نے عرض کیا ای شہریار آپ اسقدر
ہراسان و پریشان نہ ہوجیے کریم کارساز کو یاد کیجیے مین نے سُنا ہی کہ اکثر اسم اعظم بند ہو گیا ہی مگر آپ پر خدا نے
اپنا فضل کیا ہی دشمن پر آپ فتحیاب ہوے ہین اسم اعظم کا بند ہو جانا گویا آپ کے مظفر و منصور ہونے کی علامت
ہی امیر با توقیر نے فرمایا ای برق جادو سچ ہی پھر ایسا ہی کرم الٰہی ہوا کیا ہی اور عمرو کے باعث سے تو ایسے ایسے
کارہاے مشکل رو براہ ہوے ہین اور ایسی ایسی مہمین سر ہوئی ہین کہ مین بیان نہین کر سکتا اُسنے بعض بعض مقامات
پر ایسی ایسی عیاریان اور چالاکیان کی ہین کہ بشر کی عقل دنگ ہی برق نے کہا کہ پھر خواجہ صاحب تو آپ کے
ساتھ موجود ہی ہین اور کنیز بھی حاضر ہی مجھسے جو کچھ خدمتگاری آپ کی ہو سکیگی مین باہر نہین ہون کبھی کسی
امر مین کمی نہ کرونگی مگر بالفعل دمامہ جادو دیوانی ہو رہی ہی چڑیل بنی ہوئی ہی اور آپ کو ڈھونڈھتی پھرتی ہی
آپ اپنے کو ایسا چھپایئے کہ کوئی آپ کو نہ پاسکے چندے چپ کر بیٹھیے پھر دیکھیے گا ذرا یہ جو آگ بھڑک
رہی ہی اسے ٹھنڈا ہو جانے دیجیے پھر دیکھیے خدا کیا کرتا ہی آپ کا تو ہر کام محول بخدا ہی پھر آپ کو کیا
اندیشہ ہی اور کنیز اب جاتی ہی دو چار روز حاضر نہ ہوگی امیر عالیمقام نے کہا خدا حافظ برق جادو نے سلام کیا
اور پردے ہوا روانہ ہوئی اب امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای یار وفادار و ای دوست غمگسار افسوس ہی
سوا خدا کی ذات کے کوئی ہمارا یار و مددگار نہین ہی اسم اعظم بھی بند ہو چکا برق جادو نے دمامہ کے خوف
سے آمد و رفت موقوف کی اب دیکھیے خدا کیا کرتا ہی ظاہرا تو کوئی صورت ہمارے زندہ رہنے کی نہین معلوم ہوتی
اور دو چار روز ہم بھلا کہان پوشیدہ ہون کہ کوئی ہمکو نہ جانے نہ کوئی پہچانے عمرو نے جواب دیا حمزہ تمنے بھلی
بہت سی صورتین ہین فرمایا بیان کرو اُستاد نے عرض کیا ایک تو یہ کہ مین منزل ہی حضرت دانیال پیغمبر کی استادہ کرون
آپ اُسمین دو چار دن کیا مہینون برسون بیٹھے رہیے زمانہ بھر چاہے تو کچھ نہ بنا سکے سحر تاثیر نہ کرے جن و پری کا

سا ہے کہین ایسا پوشیدہ بھی نہ آسکے دوسری صورت یہ ہی کہ گلیم ابراہیمی مین چھپا رکھون تیسری صورت یہ ہی کلاہ چہرہ
دون اُسے پہن لیجیے آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے چوتھی شکل یہ ہی کہ مین آپ کو مع مقبل و ابوالہول کے زنبیل
مین ڈال لون اور خود پوشیدہ پھرا کرون پانچوین صورت یہ ہی کہ مین گلیم عیاری اوڑھ کر پوشیدہ جا کے وہان
جادو کو مار ڈالون صاحبقران نے عمرو کو اپنے گلے سے لگا کے کہا کہ خواجہ مرحبا صد مرحبا کیون نہو تمکو
ایسا ہی جانتا ہون بلکہ شعر گل باغ مہر و وفا جانتا ہون + کچھ اس سے بھی تمکو سوا جانتا ہون + مگر ای خواجہ
تم خوب واقف ہو کہ مین نے کبھی ان چیزون سے کام نہین لیا بلکہ تمنے بھی اکثر یہی کہا کیا کہ خواجہ ان اشیا
اپنی جان تو بچانا مگر کسی کو مارتا نہین ہین یہ ننگ اپنے واسطے کبھی گوارا نکرونگا کہ وقت مصیبت تحفہ ذریات
اور تمہاری پناہ مین چھپ کے بیٹھون ہمیشہ میری نظر خدا ئے لایزال و ایزد متعال پر ہی اُسنے ہر مشکل مین میری
مدد کی اسیوقت بھی اگر اُسے میرا بچانا منظور ہی تو میری حفاظت کیا دور ہی اور جو اسی جا سے قضا میری آگئی ہو تو
بسم اللہ راضی بہ رضا ہون اور خواجہ یہ جو اسباب تمہارے پاس موجود ہین مین نے کبھی ان سے کام نہین
لیا اور ہزارون ساحرون کو قتل کیا بہت سے شہر جادوگرون کے تسخیر کیے مگر کبھی کہین چھپ کر نہین بیٹھا جہان
خدا نے سب آفتون اور مصیبتون سے مجھے بچایا ہی اب بھی اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھیگا اور مین تمکو
منع نہین کرتا تم شوق سے جاؤ اور ماہر جادو کے قتل کی تدبیر کرو مگر اسی طرح عیاری کرکے قتل کرنا جو
گلیم مین غائب ہو کے یا اسی شکل بنا کر و بوالخیر جائیگا اب تو یہان سے کچلیں کہین محفوظ مقام پہ پوشیدہ ہو کر
بیٹھیں غرض امیر یہ باتین کرکے آگے بڑھتے جاتے تھے ایک اور صحرا ئے وحشت انگیز اور راہ دشوار گذار
مین پہونچے یہ ویسا ہی صحرا تھا جیسا کہ نرگس جادو کے باغ مین جانے کے وقت انکو ملا تھا امیر حمزہ
صاحبقران باحال پریشان اُس صحرائے ہولناک کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین یکایک ایک طرف سے
آواز گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری کی کان مین آئی امیر متحیر ہوئے کہ اس جنگل مین نہ کوئی مکان ہی نہ کہین
کوئی بستی نظر آتی ہی پھر یہ آواز رونے کی کہان سے کان مین آتی ہی عمرو و مقبل و کرب وغیرہ بھی دیکھنے لگے
کہ یہ آواز کس ستم رسیدہ مصیبت کشیدہ کی ہی دریافت حال کے لیے اُسی آواز کی طرف بڑھے ابھی تھوڑی دور
آگے گئے ہین ناگاہ دیکھا کہ ملکہ سرو سیمتن باحال پریشان گریان و نالان سر کے بال کھلے ہوئے کپڑے
پھٹے ہوئے چلاتی چلی آتی ہی کہ یا امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ تو ساحرون کے استیصال کے لیے
یہان تشریف لائے ہین مگر کچھ اپنے ناموس کی بھی خبر ہی امیر با توقیر چونکہ نہایت غیور ہین ناموس کا نام
سنتے ہی نہایت حیران و پریشان ہوکے وہین سے پوچھتے ہوئے بڑھے کہ ای ملکہ سرو سیمتن خیر تو ہی کچھ مفصل
حال تو بیان کر آخر کیا ماجرا ہی جو تو اس طرح بے حواس سراسیمہ یہان چلی آئی ہی برائے خدا جلد ہی
بیان کر دل ٹھکانے ہو فکر و تردد دور ہو ملکہ سیمتن نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار
آپ تو اس طرف تشریف لائے اور وہان ماہر جادو قلعہ ذوالامان سے جا کے تمام ناموس صاحبقران
کو پکڑ لائی ہی اب شہر زہر مین قتل کرنیکو لیگئی ہی مین گستاخانہ عرض کرتی ہون کہ حضور کی وہ غیرت و حمیت
کہان گئی کیا ساحرون کا قتل کرنا ناموس کی حفاظت و نگہداشت حرمت سے زیادہ ہو گیا جو آپ نے اُسے فوقیت دیا
آدمی جو کچھ کرتا ہی عزت ناموس کے واسطے کرتا ہی تمام ناموس آپ کے برباد ہو گئے اور آپ کو اصلا خبر
نہین صاحبقران زمان نے فرمایا ای سرو سیمتن تو یہ کیا کہہ رہی ہی کسکی مجال ہی کہ میرے ناموس کو قید کرے

اُسنے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر مین سچ عرض کرتی ہون بھلا میری مجال ہی کہ آپ کے حضور مین کوئی کلمہ خلاف
دروغ عرض کرون اور کلمہ دروغ بھی کون کہ ناموس صاحبقران کی نسبت مین ایسے کلمات نازیبا و ناسزا
اپنی زبان پر لاؤن اور کسی سے بھی نہین بلکہ خود آپ ہی کے سامنے ایسی گستاخی کرون بقول شخصے دروغ گویم
بر روے تو اور مین بھی تو انھین کے ساتھ گرفتار ہو گئے آئی تھی بھاگ کے ادھر نکل آئی ہون اور عمرو کی طرف
مخاطب ہو کے کہا واہ سبحان اللہ خوب سرپرندہ جادوگران نام رکھا یا ہم اس حال کو پہونچین اور تمکو خبر نہین
شعر ہم آہین کر رہے ہین وہان کچھ اثر نہین + کیا بیخبر ہی یار ہماری خبر نہین + عمرو تو اسکا عاشق ہی یہ کہتا ہوا
دوڑا کہ ای ملکہ بخداے عزوجل مجکو بالکل حال نہین معلوم تھا اور آکر لپٹ گیا اور صاحبقران سے کہا کہ حمزہ اس
بیدلی سے مرجانا بہتر ہی امیر بھی پاس آے اوسنے کہا کہ ای سرو سیمتن بتا تو سہی دمامہ جادو کس کس کو گرفتار
کر لائی ہی پس صاحبقران کا پاس آنا تھا کہ اُسنے ایک ہاتھ کمر مین عمرو عیار کی اور دوسرا ہاتھ حمزہ صاحبقران
کی کمر مین ڈال کے اسم سحر پڑھ کے دم کیا کہ دونون شانون مین سے دو پر پیدا ہوے پس امیر و عمرو کو اُٹھا کے
ہوا پر روبسوے آسمان روانہ ہوئی اور پکاری یا حمزہ صاحبقران آگاہ باشید منم ملکہ دمامہ جادو امیر و
عمرو اسکے دونون ہاتھون مین دمامہ جادو کے لٹکے ہوے تھے مقبل وفادار و کرب غازی اور
ابوالہول دیوانہ نے جو دیکھا کہ دمامہ جادو حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر لیے چلی ہے کہ او لکاتہ اگر ہمارے
آقاے ولی النعمت کو تو نے گرفتار کیا ہی تو ہمین کس واسطے چھوڑے جاتی ہی اُسنے آواز دی کہ انھین دونون کا گرفتار کرنا
ضرور تھا بانی شر و فساد اور باعث ظلم و بیداد یہی دونون تھے اب تو انھین کو لیے جاتی ہون آپ ڈھونڈنے بھی
سمجھ لونگی تم بھلا میرے ہاتھ سے کہان چلے جاتے ہو بس یہ آواز دیکر نظرون سے غائب ہو گئی ان سبنے
گریبان اپنے چاک کیے خاک اُڑانے لگے پچھاڑین کھانے لگے چلانے لگے کہ ہاے ای سوداے
قدر نشناس اور ہاے ای آقاے خجستہ اساس ہماری آنکھون کے سامنے دمامہ جادو آپکو گرفتار کر لیگئی
اور ہم کچھ نہ کر سکے ہاے ای صاحبقران زمان اگر ہم جانتے کہ یہ سرو سیمتن کی صورت دمامہ جادو ہی آپکے
پاس بھی نہ آنے دیتے پہلے ہی کام اس لکاتہ کا تمام کرتے ہاے ای امیر با توقیر اس بیحیائی کی زندگی سے تو ناش
ہم مرجاتے تو خوب تھا ہاے ای حمزۂ عالیشان اگر لوگ ہمسے پوچھینگے کہ امیر کو کس جنگل مین چھوڑا کس مقام سے
تمنے منھ موڑا تو ہم اُنھین کیا جواب دینگے اور کس منھ سے بیان کرینگے کہ ہمارے سامنے صاحبقران کو
دمامہ اُٹھا لیگئی غرض یہ تو بیان گریہ و زاری نوحہ و بیقراری کر رہے ہین اُدھر کا حال سنیے کہ دمامہ جادو
عمرو و امیر کو لیے ہوے چلی جاتی ہی دل مین اپنے کہتی جاتی ہی کہ ای دمامہ ان دونون نے بڑا غضب کیا کہ
تیری پارۂ جگر نور بصر خوش اندام و خوشخو ملکہ سرامہ جادو کو مار ڈالا تو بھی انکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے
پرزے کر کے اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کر پھر خیال مین گذرا کہ ای دمامہ یون مار ڈالنے مین لطف نہین جیسا
انھون نے تیرا دل جلایا ہی اُسی طرح تو بھی انکو تڑپا تڑپا کر مار پہلے انکو حمزہ کا استعمال کر لے بعد اُسکے
زرجمہر شاہ اور زرمہر شاہ لقا فدائے [illegible] ہزار ملک باختر وغیرہ کو یہان بلا کے انکی دعوت کر
اور انکے گوشت کے کباب تیار کر کے سب کو کھلا اس طرح سے کہ ایک بوٹی کاٹی اور نمک مرچ
اُسپر چھڑکا کے پھر دوسری بوٹی کاٹی اُسپر نمک مرچ چھڑکا دفعہ دفعہ باری باری سب کو انکے گوشت کا
مزہ چکھاؤن تو یہ بھی جانین کہ کسی کا کلیجا جلانے مین یہ مزہ ہی اور ناحق کسی کا دل دکھانے کی یہ سزا ہی

اور بالفعل انکو لیجا کر قید کرنا چاہیے چونکہ حافظ حقیقی کو ابھی انکا زندہ رکھنا منظور ہی اسلیے اُس لکا تہ دشمن جان
عدوے ایمان کے دل مین یہ آئی دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ سکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو جگ
بیری ہوئے شعر جو قاتل ہو وہی ہو حافظ جان تو اگر یار ہے + سوا زہر ہلاہل مین ہو لذت شہد یا درست بس
یہ سوچ کے دمامہ جادو امیر و عمرو کو لیے ہوئے جزیرہ چار موجہ مین آئی کہ وہ جزیرہ اخضر و محیط و
عمان و بحرین کے درمیان مین ہی اور وہان ایک گنبد بلورین اسنے بنایا ہی اکثر یہ مردار جب گھبراتی
آتی ہی تو اسی گنبد بلورین مین بیٹھتی ہی اُسمین دونون کو قید کیا اور اسم سحر پڑھ کے ایک حصار آتشین گرد
اُس گنبد بلورین کے کھینچا آپ بتعجیل تمام شہر زہرد کو روانہ ہوئی جس وقت شہر زہرد مین اپنے مکان پہ
پہونچی اپنے بیگانے دوست و دشمن ساحر غیر ساحر سردار غیر سردار سب مین اسنے مشہور کیا کہ مین نے
جاکر حمزہ صاحبقران اور اُسکے عیار عمرو بن امیہ ضمری کو عوض مین خون سرامہ جادو کے قتل کر ڈالا
اور جاریون کو بلا کے حکم دیا کہ اسی وقت جا کے چارسوق بازار اور شہر کے محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ اور گلی گلی جاکر
کہ بالفضل ساحری و تائید جمشیدی امیر و عمرو نادیدہ خداے آسمانی کے بندون کو بلکہ دمامہ جادو نے
بعوض خون سرامہ جادو کے قتل کیا اور حکم دیا کہ چار طرف شہر مین بلکہ ہر دوراہے اور ترا ہے اور چورا ہے
پہ نوبتین خوشی کی رکھی جائین اور نقارے شادمانی کے بجین ہر امیر رئیس کے دروازے پہ نوبتین ناچ رنگ
کی آراستہ ہون دکانین شہر کی آئینہ بندی سے پیراستہ ہون بس بموجب حکم دمامہ جادو کے ڈھنڈورے والے
نے تمام شہر مین ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا گلی گلی نوبتین رکھی گئین ہر جگہ قتل عمرو و امیر کا چرچا ہونے لگا
قضاے کار اور اتفاق روزگار یہ خبر وحشت اثر برق جادو کو جو معلوم ہوئی کہ دمامہ نے امیر حمزہ کو مع
اور عمرو عیار کو قتل کر ڈالا ایک گھونسا اسکی چھاتی پر لگا اپنے دل مین کہا کہ ای برق جادو افسوس
تجھسے کچھ نہ ہوسکا اور وہ جنت آرامگاہ دار دنیا سے سفر کر گیا حیف ہی تیری اس زندگی پہ وہ تو نے
تو یہ نیت کیا تھا کہ مین تا زندگی امیر با توقیر کی فرمانبرداری و کار برآری مین مصروف رہونگی افسوس
ہی کہ اُس برگزیدۂ روزگار خاصۂ کردگار کی کچھ خدمت و اطاعت نہ ہو سکی اور چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے
پھر خیال گذرا کہ ای برق ایسا نہ ہو کہ عمرو و امیر صحیح و سلامت ہون دمامہ نے قتل نہ کیا ہو بلکہ کہین
پوشیدہ قید کر دیا ہو اور محض براے خوشنودی و سرخروئی یہ امر مشہور کر دیا ہو پہلے چلکے دمامہ سے
مفصل حال تو دریافت کرلے بعد اُسکے جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اپنے دل مین یہ خیال راسخ کر کے
روتی ہوئی سر کے بال کھولے ہوئے حیران و پریشان دمامہ جادو کے پاس آئی وہ وقت ایسا تھا
کہ دمامہ کو ساحر نذرین دے رہے ہین شادیانے فتح کے بج رہے ہین نوبتین خوشی کی رکھی ہوئی ہین
ایک غلغلہ ہی کہ حمزہ اور عمرو مارے گئے برق جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی تاب ضبط باقی نہ رہی [illegible]
رونے لگی سر پیٹنے لگی زمین پہ پچھاڑین کھانے لگی باطن مین تو امیر و عمرو کے واسطے حال پریشان [illegible]
اور ظاہر مین نام سرامہ جادو کا زبان پہ جاری تھا کہہ رہی تھی کہ ہاے ای ہمشیرہ سرامہ جادو [illegible]
[illegible] ہی بار ہونی تھی نہین ہوئی اور یہان نقارے شادمانی کے بج رہے ہین فلک [illegible]
نے یہ رنگ دکھایا یہ روز سیاہ پیش آیا اور یہانتک روئی پیٹی کہ روتے روتے بیحال ہو [illegible]
پیٹتے غش کھا کے زمین پر گر پڑی دمامہ جادو نے جو یہ حالت دیکھی اُٹھ کے پاس آئی [illegible]

بیہوش پڑی ہوئی تھی چند ہتون باریدارنیون سے پنکھا جھلوانا شروع کیا منھ دھلوایا کیوڑے گلاب کے چھینٹے دیے
عطر سنگھایا تلوے سہلوائے جب بعد تھوڑی دیر کے ملکہ برق جادو کو ہوش آیا دمامہ جادو نے اپنی چھاتی سے
لگایا سمجھانے لگی کہ میری جان حق بطرف ہی تیرا اگر تجھے رنج نہ ہوگا تو کیا کسی غیر کو تھوڑی ہوگا کہ وہ تیرے
ساتھ کی کھیلی ہوئی تھی تجھے اُس سے محبت تھی اُسے تجھسے الفت تھی تو اُسپر نثار تھی وہ تجھپر فدا تھی ہر وقت کی
صحبت رہتی تھی کوئی کام بغیر تیری صلاح اور مشورے کے نہ ہوتا تھا کہین سیر اور تماشے کو دونون مین سے
کوئی اکیلا نہ جاتی تھی یکجان دو قالب کی کیفیت تھی مگر بیٹا اب حال تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہین مثل مشہور ہی
کہ مرنیوالے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا ہی سمجھا بجھا کے پھر کہنے لگی کہ ای بیٹا برق جادو تجھے ایک خوشخبری
سناتی ہون کہ دل تیرا خوش ہو جاسے سارا رنج والم صدمہ وغم بھول جاسے برق جادو نے کہا خالہ امان
اب مجھے کسی خوشخبری سننے کی ضرورت نہین ساری مبارکبادیان اور خوشخبریان اور جتنی بھی مسرتین اور
شادیان تھین سب ہمشیرہ سراسمہ جادو کے ساتھ گئین اب اگر آپ مجھے میرے مرنے کی خوشخبری
سنائیے تو بیشک مین بہت خوش و مسرور ہون دمامہ نے کہا بیٹا سُن تو سہی اُسنے کہا اچھا آپکو اختیار ہی
بیان کیجیے دمامہ نے کہا کہ مین نے تیری بہن سراسمہ جادو کے دونون قاتلون کو قتل کر ڈالا اور یہ اُسی کی
خوشی کی ہی برق تڑپ کے بولی کہ خالہ امان آپنے اُن خونیون کو تو قتل کیا مگر کیا ہم ایسے دشمن تھے
کہ بہن کے قاتلون کو آپ نے ہمین دکھا بھی نہ دیا ہمارے دل مین تو یہ حسرت تھی کہ ہم بہن کے قاتلون
کو ڈھونڈھ لا ینگے اور جس طرح چاہینگے اُنکو قتل کرینگے اور بسرا پہونچا ینگے سو ہم اُنکو بھی نہ دیکھنے
پایے افسوس ہزار افسوس دل کی دل ہی مین رہی امید نہ بر آئی ہماری آرزو پوری نہ ہوئی ہاے ای فلک
بیوفا یہ تو نے کیا کیا یہ کہکے پھر زمین پر تڑپنے لگی سر دے دے مارنے لگی جب دمامہ نے دیکھا کہ حال اسکا
بہت ہی تباہ ہی اور یہ کسی طرح نہین مانتی اُسوقت چپکے سے کان مین کہا کہ بیٹا مین نے اُنکو ابھی جان سے
نہین مارا ہی فقط فلان جزیرے مین لیجا کے قید کر دیا ہی اگر تیری ہی خوشی ہی تو تو اپنے ہاتھ سے اُنکو قتل کرکے اپنا
کلیجا ٹھنڈا کرنا اور دل کی حسرت نکالنا برق نے کہا خالہ امان مین ایسی باتین خوب جانتی ہون آپ میری
تسکین کے لیے کہتی ہین یہ ہین رونا دھونا موقوف کر دون خاموش ہو کے بیٹھ رہون دمامہ بولی بیٹا تیرے
سر کی قسم مین جھوٹھ نہین کہتی اور کنارے لیجا کے تمام سرگذشت امیر و عمرو کے گرفتار کرکے لانے اور
جزیرہ چارموج مین قید کرنے کی بیان کی اور کہا بیٹا جس طرح تیرا جی چاہے تو اُنکو قتل کر تجھے اختیار ہی
مگر مین نے تو یہ ارادہ کیا ہی کہ پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کرلین بعد اسکے زبرجد شاہ اور زمرد شاہ
اقاخدا سے باخنجر کو یہان بلا کے اُنکی دعوت کرین اور اُس دعوت مین اُن دونون خونیون کے کباب کرکے
ہم تم کھائین اور سب اپنے بیگانے کو کھلائین اور یہ حال مین نے سوا تیرے اور کسی سے نہین کہا ہی
اب تک سب سے پوشیدہ رکھا ہی تو بھی کسی سے بیان نہ کرنا کہین ایسا نہ ہو کہ سارا کھیل بگڑ جاسے کیا کرایا
گرمٹ جاسے لاؤ بھی آفت آسے یہ سنکر پھر برق جادو رونے لگی کہا ہاے اب تک قاتل سراسمہ جادو کے
زندہ ہین خالہ امان اب تاب ضبط کی نہین ہی آپ مجھے حکم دیجیے کہ مین ابھی جاکر اُنکو قتل کرون دمامہ بولی بیٹا
ابھی دو چار روز صبر کرنا چاہیے برق جادو کو یہ خیال بندھا ہوا ہی کہ افسوس حمزہ صاحبقران اور عمرو
بیہ یار و مددگار اُس مقام تیرہ و تار مین قید ہین جہان آدمی کا نام نہین کھانے پانی کا کچھ سر انجام نہین

نہین معلوم بھوک پیاس سے کیا حالت ہوگی بسبب اعدا جانکنی کی نوبت ہوگی افسوس صد ہزار افسوس مجھسے کچھ
امداد انکی نہین ہوسکتی یہ تصور کرکے اسقدر روئی کہ دونون آنکھین خون کبوتر ہوگئین دمامہ نے اور ساحرون
سے کہا کہ اسے سرامہ جادو کے ہوش محبت نے مدہوش و خود فراموش کر رکھا ہی اسے جاکر سمجھا لاؤ اور
برق جادو سے بولی کہ ای نور دیدہ دوکو تو ہم پکڑ لاے ہین باقی مفسدون کو تم ڈھونڈھ کر گرفتار کر لاؤ
برق نے کہا بہت اچھا تو ..ن میرے دل کی مراد ہی اسی بات کی تو مجھے حسرت تھی کہ مین ملکہ کے
قاتلون کو چن چنکے گرفتار کرون اور طرح طرح کی ایذائین اور مصیبتین پہونچا کے انکو لہو مین بھرون کر خالی ایمان
جہان مین انکو پاؤنگی پھر مجھسے ضبط نہ ہوسکیگا فوراً ہی قتل کردونگی اس بارے مین آپ کچھ تعرض نہ فرمائیے گا کہ
ابھی انکو کیون قتل کیا ہین کیون نہ دکھایا دمامہ نے کہا نہین بیٹا تجھے اختیار ہی جسوقت اور جہان جسطرح جی چاہے
اور تیرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے دل کی آگ بجھے تو انھین قتل کر مجھے کبھی کسی طرح کا کوئی تعرض نہ ہوگا مجھے
تو بسبب قتل ہونے اپنی بیٹی کے ان مفسدون کا برباد کردینا منظور ہی کہ جس طرح انھون نے سرامہ کو مار کے مجھے
تباہ و برباد کیا ہی یہ بھی اُسی طرح خانہ خراب ہوکر بسنا اوجڑین تیرے دل مین بھی یہی کد و کاوش ہی کہ جس طرح میری
بہن کو انھون نے مار کے مجھے اکیلا بن بہن کا کر دیا ہی اُسی طرح مین انکو قتل کرکے انکی اولاد کو بن باپ کا اور
انکے بھائیون کو بن بھائی کا کرکے اپنے دل کے داغ بجھاؤن پھر وہ خواہ میرے ہاتھ سے قتل ہوے تو خواہ تیرے
ہاتھ سے مارے گئے دونون باتین ایک ہی ہین غرض برق جادو دمامہ سے سب کہہ سُنکے اُسکے سامنے سے
باہر آئی اور اپنے دل مین کہا کہ ای برق جس طرح بنے جلد صاحبقران وعمرو کو قید سے چھڑا سوا تیرے
اور کسی کی یہ طاقت نہین ہی کہ رد سحر دمامہ کا کرکے حمزہ کو قید سے چھڑا سے یہ دل مین سوچ سمجھ کے ہفت تخت
سوار ہوئی ساتھ والیون سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہری رہو مین جاتی ہون اور اگر کہین وہ مفسد ہاتھ لگے مین
تو پکڑے لاتی ہون ہرچند سب نے کہا کہ بلا ہین ہم آپ کے ساتھ نہ چلینگے راہ مین پیچھے پیچھے سب ہینگے کہا نہین
کیا ضرورت ہی کیون تکلیف اُٹھاؤ یہین ٹھہری رہو مین بہت جلد آؤنگی اُن سب سے یہ کہکے خود تن تنہا
جزیرہ چار موجہ کی طرف روانہ ہوئی سیلاب کی طرح جلدی جلدی راہ طی کرتی چلی جاتی تھی آخرالامر جاتے جاتے
جب اُس جزیرے مین پہونچی دیکھا کہ گنبد آتشین سر بفلک روشن ہی اور گنبد بلورین کا کہین نام و نشان بھی
نہین معلوم ہوتا بعد خوض و فکر کے معلوم ہوا کہ گنبد بلورین مین حمزہ و عمرو کو بند کرکے مقفل کردیا ہی اور گرد
اُسکے گنبد آتش سحر کا قائم کیا ہی مگر اُسوقت برق کا یہ احوال ہی کہ دمامہ کے خوف سے حال دگرگون ہی ہاتھ پانو
مین رعشہ حد سے فزون ہی دل تھرا رہا ہی کلیجا کانپ رہا ہی رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہی مگر چونکہ صاحبقران
عالیشان کی محبت غالب ہی اُسنے اپنے دل کو خوب مضبوط کرکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور
اسم سحر پڑھ کے اُسے بروے ہوا اُڑا یا پھر کچھ دانہ ماش کے پڑھ کر اُس روئی کے پہل پر مارے کہ وہ
ایک بادل کا ٹکڑا بنکے محیط ہوگیا اور اُس گنبد آتشین پر اُسمین سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی مثل تیل اور
رال کے اُس آگ پر پڑتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگ گنبد آتشین کی اور زیادہ بھڑکتی تھی اور جسقدر بارش آتا
ہوتی تھی آگ اور بھی مشتعل ہوتی جاتی تھی برق جادو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سحر دمامہ جادو کا ہی کیا مقدور
کسی کا کہ اسے رد کرسکے گر ای برق تو بھی تو اُسی کی تعلیم یافتہ و ساختہ و پرداختہ ہی بلکہ آزمایش کا مقام بھی یہی ہی اگر
تونے اُسکا سحر رد نکیا تو پھر کچھ بھی نکیا تجکو لازم ہی کہ جان پر کھیل کے جس طرح ہوسکے اس سحر کو برطرف کرکے

صاحبقران کو رہا کر یہ خیال اپنے دل مین کرکے ایک گانون مین گئی اور وہان سے دو خوک صحرائی لائی
اور قریب اُس گنبد کے بیٹھ کر پہلے لونگ باندھا بعد اسکے اوپر سے دوپٹے کی گاتی باندھ کر دونون خوکون
کو جھٹکا کیا خون اُنکا لیکر تھوڑے سے خون سے نہائی اور باقی ماندہ سے چوکا دیا اور اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا پھر پانی
مین دریائے مواج چہار موجہ کا جلو مین لیکر اُسمین خون خوک ملا کر پھر اُسی دریا مین پھینکدیا بمجرد اسکے دریا کے
پانی نے جوش مارا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا اور چہار طرف سے دریا نے اُس گنبد پر نرغہ کیا اونچا ہوتے ہوتے
گنبد کو چھپا لیا آواز آگ کے بجھنے کی آنے لگی چار گھڑی کے بعد طغیانی کم ہوئی اب صاف گنبد بلورین معلوم
ہونے لگا مگر حال صاحبقران کا یہ ہے کہ اُس گنبد بلورین مین بیحس و حرکت بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری سے کہ رہے ہین کہ فلک ناہنجار نے ہمین گرفتار کروا دیا اب سوا جان جانے کے کوئی صورت
رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر تم ہمارے ساتھ گرفتار نہ ہوئے ہوتے تو خیر کچھ امید بھی تھی کہ تم کوئی
نہ کوئی صورت رہائی کی نکالتے فلک کجرفتار نے تمکو بھی ہمارے ساتھ پھنسوا دیا عمرو نے جواب دیا کہ میں تو
اسی واسطے آپ کے ساتھ چاہ الماس مین نہ آتا تھا آپ نے زبردستی ابو الہول سے اشارہ کرکے چاہ مین
گروا دیا آپ کے سبب سے مین بھی گرفتار ہوا نہین تو مجھے کون پاتا اگر آپ اکیلے یہان گرفتار ہو جاتے
تو دامہ جادو زن جہانشاہ پاس ضرور جاتی مین کسی نہ کسی تدبیر سے اُسکو مار ڈالتا اور آپ کو بھی قید سے
چھڑاتا اب مین بھی آپ کے ساتھ پھنسا ہوا ہون مجبور ہون کچھ نہین ہو سکتا اور کیسے بھی ایسی خراب جگہ
ہین جہان کوسون اور منزلون آدمی کا نام و نشان تک نہین ہے کسی کو کیا خبر ہم کہان قید ہین کہان
نہین ہین صاحبقران عالیشان نے فرمایا خواجہ تم سچ کہتے ہو تمہارے لانے کا باعث مین ہی ہوا ہون
خیر کبھی ہمارے تمہارے از عہد طفولیت تا این عہد ایک جگہ گذری آپسمین خوب نبھی خدا کا شکر ہے
کہ اب مرنے کے وقت بھی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا عمرو نے جواب دیا حمزہ یہ کیا کلمہ کہا کہ مرنے کے وقت بھی ہمارا
تمہارا ساتھ ہوا اب بار دیگر ایسا کلمہ نہ کہیے گا مرنیوالے اور لوگ ہوتے ہین مجھے مرنے کی عادت نہین مجھسے
پروردگار عالم نے کوہ سراندیپ پر وعدہ کیا ہے کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگیگا
موت تیرے نزدیک نہ آئیگی مین نے ابھی اُس کے ہی چھینکا خیال بھی نہین کیا مین کیونکر مر جاؤنگا ملک الموت
میرے پاس کاہے کو آئینگے صاحبقران نے کہا خواجہ جب یہان بے آب و دانہ رہو گے آپ ہی مر جاؤ گے
اپنے منھ سے موت مانگو گے عمرو نے کہا حمزہ میرے پاس مشکیزہ اور کلچہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے
مین بھوکا پیاسا کیون رہنے لگا میرے دشمن بھوکے پیاسے مرین صاحبقران نے فرمایا خیر ای
خواجہ ہمکو بھی بھوک پیاس کی طرف سے اطمینان ہوا مگر بقول شخصے تاکے جیئے تو کیا اگر اس طرح سے دو ایک
دن زندہ رہینگے پھر آخر موت کا سامنا ہے اور ای خواجہ ہماری تو آرزو یہ تھی کہ جب وارد دنیا سے اُٹھ جائین
تو اپنی شجاعت و مردانگی کا صفحہ روزگار پر افسانہ باقی رہجائے اور ابد الآباد بہادرون اور دلاورون
مین یہ چرچے ہون کہ حمزہ نے وہ تلوار اور وہ رزم و پیکار کی کہ آخر الامر لڑتے لڑتے خاک و خون مین آغشتہ
ہوکر راہی ملک عدم ہوا لیکن گردون دوار و فلک ناہنجار نے بیکس و بے بس کر کے اسیر پنجہ قضا کروا دیا
آرزو دل کی دل ہی مین رہ گئی شعر دل مین کے دل ہی مین رہ گئے ارمان + ہم چلے نامراد دنیا سے + ابھی حمزہ
صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری مین یہی باتین ہو رہی تھین یکایک قہقہہ کی آواز آئی

صاحبقران نے پھر کے دیکھا معلوم ہوا کہ گنبد شق ہوگیا امیر با توقیر نے فرمایا خواجہ شاید کوئی دوست ہمارا آیا کہ سحر دامہ جادو کا برطرف ہوا نہیں معلوم خدا نے کسکو یہ توفیق دی کہ ہماری رہائی کی اُسکو فکر ہوئی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر سوا برق جادو کے یہان اور کون ہمارا دوست ہی جو ایسے مقام ہولناک مین آئیگا اور ہمین اس قید شدید سے چھڑائیگا اگر مقبل وفادار یا کرب غازی کا خیال کیا جائے تو بھلا وہ بیچارے یہان کہان آسکتے ہین اور ہمکو چھڑا سکتے ہین اور اگر وہ اسنے کا ارادہ بھی کرین نہ راستہ سے واقف نہ مقام سے آگاہ کہان آئین کہان نہ آئین ای امیر ہو نہو یہ ملکہ برق جاجھ ہی ابھی یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ سامنے سے برق جادو کو آتے دیکھا دونون رخسارے آفتاب و ماہتاب کی طرح درخشان و تابان دونون ہاتھ شانون سے پہونچون تک مانند مشعل نور کے فروزان چاند سا پیٹ بال سی کمر ٹانگین دونون مثل ساعد حور جلوہ کنان گاتی جوبن سی ہوئی ہی سینے کا اُبھار آفت ڈھاتا ہی نہائی جو ہی تو بالون سے پانی ٹپک رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ افعی سیاہ من اُگل رہا ہی ایک آدھ بوند جو کان مین اٹک رہگئی ہی وہ آویزہ گوش معلوم ہوتی ہی اور پیشانی نورانی پہ جو کچھ بوندین پانی کی رہگئی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ تقدیر نے ماتھے پہ موتیون کی افشان چنی ہی عمرو یہ عالم دیکھتے ہی بسمل ہوگیا بھوک پیاس کی شدت قید کی اذیت بالکل بھول گیا بیساختہ یہ غزل پڑھنے لگا غزل

حیا تیری مگر ای گلبدن کچھ اور کہتی ہی
لگا لم اللہ کی کہنے تپھاری بارہا او بت
نگہ الفت تیری ای برہمن کچھ اور کہتی ہی
نکاہت کی ہوا جاتی نہین ہم مر گئے بھی پر
مگر شرم اُنکی ہر لحظہ سخن کچھ اور کہتی ہی
ابھی تو کہہ دیتا ہی قبر تو عزیزون کی دنیا مین
کہ ہر دم تیری تنگی دہن کچھ اور کہتی ہی
لگا کے دو اداؤن سا چلا ہی کس طرح ظالم
نزاکت تیری ای سیمین بدن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر گو نہین یہ دالون کے مٹنے کا غم تجکو
مگر اب یاد یاران وطن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر لیکے دل کرتا تو ہی تو وصل کا وعدہ
مگر ہان دوستی پنجتن کچھ اور کہتی ہی

زمانہ کی شان اپنے اپنے بت کو لوگ کہتے ہین
خدا شاہد تری طرز سخن کچھ اور کہتی ہی
تمنا دل کا لہو تو باغ مین ہر سال ہوتا تھا
ہوس دنیا کی ای گورو کفن کچھ اور کہتی ہی
پڑی مشکل سے تو نے کوہ توڑا ہی تیشے سے
قضا تیری پیچھے ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
قیامت کا ہی جوبن تیری چھاتیون پر تری اوتوہ
دل بسمل کی حسرت تیغ زن کچھ اور کہتی ہی
مسلمانون کا ایمان لے لیا تو بات تیری کیا ہی
اُداسی پہ تیری شمع لگن کچھ اور کہتی ہی
مداوا چارہ گر سے اسکا ہوگا عقل کہتی ہی
مگر حیتون تری بیمار شکن کچھ اور کہتی ہی

ہمارے دل کی حسرت تو سخن کچھ اور کہتی ہی
تجھے تو انجمن کی انجمن کچھ اور کہتی ہی
بتون کو گر خدا تو نے کہا تو کیا کہا کافر
مگر ایکی تو شوخی چمن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا جذب دل تو لانے پر انکے ہی آمادہ
مگر شیرین کی چاہ ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
طلب ہم تیغون کا بوسہ کس طرح تجسے وہ دلی گل
طبیعت تھکے یہ بانکپن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا شوق تو کہتا ہی شیر سا ساقی کو
تیری شوخی تو طفل برہمن کچھ اور کہتی ہی
قیامت تک نہ ای وحشت آتو ملنا ہم تجھو نہ تجکو
اگر ای زخم دل تیری جلن کچھ اور کہتی ہی
جنون وزخم مین لیجانے کو کہتے ہین غالب

بھلا اسنے پکارا کہ ای جان جہان وای روح عاشقان کیا کرون کہ ہاتھ پانون مین سکت نہین بدن مین قوت نہین ورنہ تمہارے گرد پھرتا تصدق ہوتا اسوقت قاضی الحاجات دافع البلیات میرا اللہ کے دل اور آرزوے قلبی بر لایا تمہارا جمال جہان آرا مجھے دکھایا! شعر حمد ہے اُس حبیب عدیم المثال کے + جسنے مجھے دکھادیے جلوے جمال کے + ای ملکہ قسم ہی اُسی مالک بے نیاز اور خالق چارہ ساز کی جسنے اس وقت مایوسی اور عالم تنہائی مین مجھے تمہاری صورت دکھائی کہ مین ابھی یہی دعا مانگ رہا تھا کہ وہ آخر آیا نظر تمہاری صورت دیکھوں خدا نے اپنے فضل وکرم سے دعا میری مستجاب فرمائی اور تمہاری صورت

نکالی برق جادو نے جو صاحبقران اور عمرو کو بیٹھے دیکھا سامنے سے شرما کے لنگی چادری سے آڑ مین لباس
پہنا بالون کا جوڑا باندھا پھر سامنے امیر کے حاضر ہوئی سلام کیا امیر نے بعد جواب سلام کے فرمایا کہ ای دوست
وفادار و ای ہمدم و غمخوار ای مددگار بیکسان و ای یاور غریبان ای رہا کنندہ تازہ گرفتاران خدا تو نے عجب کارنمایان
کیا ہی عمر بھر یاد رہیگا کبھی یہ تیرا احسان فراموش نہ ہوگا برق جادو نے عرض کیا کہ ای شہریار باوقار جو کلمات
آپ ارشاد فرما رہے ہین یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہی ورنہ کنیز ناچیز کس لائق ہی سب آپ کا صدقہ ہی مگر
ہان مین نے اپنے سر کو ہاتھ پر رکھکے اور موت کو پیش نظر سمجھکر سحر دامہ جادو کا دور کیا ہی ورنہ ممکن نہ تھا کہ یہ سحر
آسانی سے برطرف ہوتا اور یقین ہی کہ اگر دامہ کو اس حال سے آگاہی ہوگئی تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیر نے
فرمایا خدا نکرے جو وہ آگاہ ہو برق جادو نے گذارش کیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا مثل مشہور ہی کہ اوکھلی مین
سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا اگر آپ کی محبت مین قتل بھی ہون تو پروا نہین ہی ؏ شمع ساں کٹتا ہے سر میرا تو کچھ
پروا نہین + نام روشن عشق کی محفل مین ہو تو خوب ہی + یہ کہکے آمد سحر کا پانی پڑھکے دم کیا اور وہی پانی
امیر و عمرو پر چھڑکا کہ قید انکے بدنون سے دور ہوگئی اور برق جادو صورت عقاب کی بنکے امیر و عمرو کو دونو
پنجون مین اٹھا کے اڑکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوئی جہان مقبل وفادار اور کرب غازی اور ابو الہول
دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے واسطے سرگردان مضطر و پریشان چار طرف پھر رہے تھے اور
درگاہ مجیب الدعوات مین دعائین مانگ رہے تھے کہ پروردگار عالم تجھے واسطہ اپنی خدائی کا اور صدقہ
اپنی کبریائی کا ہمارے آقا کو ہمین دکھا دے کہ پردہ دنیا سے ہمکو اٹھا لے جب برق جادو بسرعت تمام امیر و
عمرو کو لیے ہوے وہان پہونچی اور نظر ان سب کی صاحبقران عالیشان پر پڑی بیساختہ سب کے سب دوڑکے
لپٹ گئے اور چیخین مار مار کے رونے لگے صاحبقران نے انکو گلے سے لگایا تسلی دی حال اپنا بیان فرمایا
کہ دامہ جادو نے مجکو اور خواجہ کو یہان سے لیجا کے بمقام چار موجہ ایک گنبد بلورین مین قید کیا اور
گرد اسکے بزور سحر ایک گنبد آتشین قائم کر کے چلی گئی جب اس بیچاری برق جادو کو خبر ہوئی اسنے بکوشش
تمام وسعی مالا کلام اس سحر کو برطرف کر کے ہمکو قید سے چھڑایا اور یہان تک پہونچایا خدا اسکو جزاے خیر دے
سبھون نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے برق جادو کو نہایت دعائین دین اور بہت شکرگزار ہوے
پھر برق جادو نے امیر باتوقیر سے التماس کیا کہ مین نے پیشتر بھی خدمت عالی مین گذارش کیا تھا کہ آپ
کہین پوشیدہ ہو کر بیٹھیے آپ نے میری التماس پر کچھ توجہ نہ فرمائی آخرکار اُس لقاتہ کے ہاتھ گرفتار ہوگئے
اگر میرے عرض کرنے پر حضور عمل فرماتے ہرگز اسکے دام فریب مین نہ آتے صاحبقران نے فرمایا کہ
دامہ جادو نے تو غضب کا مکر کر کے ہمکو پاس اپنے بلا کے گرفتار کیا تھا برق نے عرض کیا کہ اگر وہ
اپنی صورت اصلی مین آپ سے مقابلہ کرتی تو ظاہر ہی کہ آپ کی تیغ آبدار سے بچکے کہان جا سکتی اور
آپ کو کیونکر گرفتار کرتی اسنے صورت سرو سیمتن کی بنا کے آپ کو فریب دیا جب آپ اسکے دام مکر و
فریب مین آگئے اسنے آپ کو گرفتار کر لیا آپ یہ نہ سمجھے کہ بھلا سرو سیمتن یہان کہان امیر باتوقیر نے
جواب دیا الانسان مرکب من الخطاء والنسیان سہو اور نسیان کا تو انسان پتلا ہی پھر کہان اس سے بچ سکتا ہی
برق جادو نے عرض کیا خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب ایسا فریب کسی کا نہ کھایے گا اور کسی کے
دام مکر مین نہ آیئے گا نہین تو خدا نخواستہ بہت پچتایئے گا بلکہ مین خود آپ کو پوشیدہ کیے دیتی ہون یہ کہکر

صاحبقران کو مع اُنکے ہمراہیون کے ایک عظیم الشان سر بآسمان پہاڑ کے پاس لائی اُس عظیم الشان
پہاڑ کے نیچے ایک بہت بڑا غار تھا کہ اگر لاکھون آدمی اُسمین چھپ جائین تو کوئی شخص پتا نہ پاسکے اول تو
اُس پہاڑ تک ہر کس و ناکس کی رسائی غیر ممکن تھی اور اگر بالفرض والمحال کوئی وہان تک اپنی جان
بیچ کے پہونچ بھی گیا تو وہ پہاڑ اُس غار پر اسطرح واقع تھا کہ اگر برسون انسان ڈھونڈھا کرے تو بھی غار کا
سراغ نہ پاسکے وہان ان سب کو پہنچا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ اب مین اس فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر
کا لاؤن خبردار خبردار جب تک مین واپس نہ آؤن آپ ایک ساعت اور ایک قدم یہان سے جنبش نہ کیجیے گا
اور کہین تشریف نہ لیجائیے گا یہ کہکے قدمون سے امیر کے لپٹگئی اور دست بستہ عرض کرنے لگی کہ اے افسر صاحبقرانی
وای گوہر تاج کشورستانی سر پر آرائے مملکت وحشمت و بزم پیرائے شوکت و صولت مرگ و زیست سب کے
ساتھ ہی ہر وقت گویا ملک الموت کے ہاتھ مین ہاتھ ہی ہر ذی روح کو اپنی موت نہ بھولنا چاہیے اس
دو دن کی حیات مستعار اور زندگی ناپائدار پر نہ پھولنا چاہیے پس ملتمس ہون کہ اگر کنیز پر کوئی افتاد پڑے
اور آپ کے قدمون پر تصدق ہو جائے تو عواطف شاہانہ و مراحم خسروانہ سے یہ امیدوار ہون کہ جو
کچھ خطا یا گناہ اس کنیز بے تمیز سے خدمت فیضدرجت مین ہوا ہو اُسپر قلم عفو کھینچ دیجیے کہ پھر کنیز کو حاضر ہو
معاف کرانے کی مہلت نہ ملیگی اور عمرو کی جانب مخاطب ہو کے کہا کہ خواجہ مین نے تمکو اگر برا بھلا کہا ہی
تم بھی میرا عفو جرائم کر دو اور خواجہ افسوس ہی کہ میرے دل مین ایک حسرت باقی رہ گئی کہ مین صاحبقران
والا شان کی کوئی شرط خدمت نہ بجا لاسکی یہ کہکے برق جادو اس طرح چھینین مار مار کے روئی کہ عمرو بھی
بے اختیار رونے لگا اور کہا اے ملکہ یہ باتین تمھاری دل کو ٹکڑے ٹکڑے اور جگر کو پاش پاش کیے دیتی ہین
خدا تمھین روز بد نہ لائے ہمکو ایسی خبر وحشت اثر نہ سنائیے ایسے کلمے تم زبان سے نہ نکالو دل پر برچھیان
نہ مارو کلیجا منھ کو چلا آتا ہی ضبط نہین کیا جاتا ہی اور امیر کشورگیر نے فرمایا کہ اے برق جادو تم تو ہماری جان بخش ہو
خطا و گناہ کیسا ہوتا ہی تمھارا تو خود ہمین پر احسان ہی اور تمھاری باتون پر بے اختیار رونا چلا آتا ہی پروردگار
تمھاری عزت و حرمت کا حافظ و نگہبان ہی ہر آفت سے تمکو خدا بچائے رکھے برق جادو تڑپتی روتی اُٹھی
اور خواجہ سے کہا اب ہم جاتے ہین اگر موت نے ہمین چھوڑا تو پھر آکے تمھین دیکھینگے اور جو مر گئے تو
فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا شعر کسی صورت سے دل کو شاد کرنا + ہمین دشمن سمجھکے یاد کرنا + سپاہی
دکھانا بعد مردن + جو جی چاہے تو کچھ ارشاد کرنا + عمرو نے رو کر کہا کہ اے مہر سپہر محبوبی و اے قمر برج خوبی
اگر تجھے یقین مرگ ہی تو ہمارا کہنا مان اب ہرگز یہان سے نہ جا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد
جو ہم سب پر گذریگی وہ تجھپر بھی گذریگی پہلے ہمپر آفت آلیگی تو تجھپر آئیگی برق جادو نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچکر کہا تم جو کچھ کہتی ہو محبت سے کہتی ہو مگر جب تک اسم اعظم صاحبقران کا نہ کھلیگا امیر دام جادو
کے ہاتھ سے ہرگز نہ چھوٹینگے اور مین اسی فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن پروردگار میرا
حامی و مددگار ہی اگر ابھی میرا رشتہ حیات مضبوط و استوار ہی تو میرا کوئی کچھ نہین بنا سکتا دشمن جانی اور
عدو روحانی مجکو ایذا نہین پہونچا سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا + نبرد رگے تا نخواہد خدا + لیکن
جس طرح ممکن ہوگا اور جس صورت سے بن پڑیگا مین شیشہ باطل السحر کا لاؤنگی اور اگر اسی بہانے موت
میری بدی ہی تو کیا اختیار ہی اُسکی مصلحت مین کیا دخل ہی مین راضی برضا ہون ابھی سے [illegible]

پر کہکے ہنس پر اپنے سوار ہوکر شہر زمرد کی طرف روانہ ہوئی ہو اگلی طرح ہنس کو اُڑاتے ہوئے چلی جاتی ہی
مگر دمامہ جادو کے خوف سے عجب حال ہی ہر قدم پر یہی خیال ہی کہ اگر دمامہ جادو جزیرہ چار موجہ مین گئی اور
وہان عمرو امیر کو نہ پایا تو مقرر وہ سمجھ جائیگی کہ یہ کام برق جادو کا ہی تو ہر چند مکر یگی مگر کچھ نہ ہوگا دیکھیے خدا کیا کرتا ہی
اسی فکر مین چلی جاتی ہی ناگاہ اُدھر سے دمامہ جادو اژدر آتش فشان پر سوار کرسپ و مقبل و ابوالہول
کے گرفتار کرنے کے لیے چار طرف نگاہ دوڑاتی ہوئی ڈھونڈھتی ہوئی چلی آتی ہی اُدھر سے برق کو جاتے
دیکھا مثل مشہور ہی کہ اپنے چور کے کنو ڈے بھینٹ برق جادو کی نگاہ جو دمامہ جادو پر پڑی دیکھتے ہی بجواس
ہو گئی ہاتھ پاؤن پھول گئے سارے خیالات ہو گئے چاہا کہ آنکھ بچاکر کنائی دیکے جلدی سے نکل جاے ہنس کو
تیز کیا ہی تھا کہ دمامہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی اسنے اپنے دل مین کہا کہ اسوقت خلاف معمول برق مجھے دیکھکر بھاگی
کیون جاتی ہی ای دمامہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہی کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہی کہین ایسا تو نہ ہو کہ گیسو بریدہ شوخ دیدہ
خدا پرستون کی شریک ہوگئی ہو وہین سے ہنیپ دی کہ ای برق تو مجھے دیکھکے کیون بھاگی جاتی ہی کہان
گئی تھی کدھر سے آتی ہی برق جادو کے رخ کا رنگ اُڑا ہوا ہی زبان سے بات نکل نہین سکتی بے اختیار
گھبرا کے بولی کہ مین تو کہین نہین گئی تھی اتنے مین دمامہ جادو قریب آگئی پکاری کہ مسرتیا تو کہین سے
چلی آتی ہی اور کہتی ہی کہین نہین گئی تھی اسکے کیا معنی برق جادو نے جواب دیا کہ شہر زمرد جادو نگار کی سیر کو
گئی تھی دمامہ جادو نے جواب دیا اری کمبخت غارت گئی ادھر زمرد جادو نگار ہی کہان تو کہتی کیا ہی برق گھبرا کر جواب دینے سے دمامہ جادو کا اتھا ٹھنکا دل کو یقین ہوگیا کہ کہین ایسا نہ ہوا ہو کہ اسنے جا کے
امیر اور عمرو کو چھڑا دیا ہو اسکے حواس جاتے رہنے سے ثابت ہوتا ہی کہتی کچھ ہی منھ سے نکلتا کچھ ہی نعرہ کیا کہ
او شوخ دیدہ گیسو بریدہ معلوم ہوا کہ تو خدا پرستون کی شریک ہی باعث بربادی شہر زمرد کا تو ہی ہی شاید
تو نے جا کے حمزہ کو میری قید سے رہا کر دیا ارے خاک مین ملی یہ کیا غضب کیا برق جادو نے جواب دیا
خالہ امان مجھے اُنسے کیا علاقہ کیا سروکار کچھ خیر ہی آپ کو آپ فرماتی کیا ہین آپ کو سرامہ جادو کے غم مین
جنون ہوگیا ہی جو جی چاہتی ہین وہ فرماتی ہین دمامہ جادو چلائی او برق تو مجھسے اُڑتی ہی مجھ ایسی سن رسیدہ
جہان دیدہ سے اُڑن گھائیان کرتی ہی مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتی ہون صاف تیری نگاہ اور بات چیت
سے پایا جاتا ہی کہ جیسے کوئی چوری کرکے آتا ہی اور چھپاتا ہی میرے ساتھ جزیرہ چار موجہ مین چل تو برق بولی
خالہ جان اس وقت طبیعت میری بہت پریشان ہی اور ابھی تک کچھ مین نے کھایا بھی نہین ہی مجھکو اتنی
دور نہ لیجایئے اور وہان ہمشیرہ سرامہ جادو کے قاتل ہین مین اُنکی صورت دیکھنے نہ جاؤنگی اسنے کہا کہ
او مکارہ مین نے تجھے خوب پہچانا ہی تجھے لیے چلتی ہون ادھر آ وہان سرامہ کے قاتل نہین ہین اور ہاتھ
بڑھا کے برق کو پکڑ کر اپنے اژدر پر ڈال لیا اور روانہ ہوگئی جب جزیرہ چار موجہ مین پہونچی تو دیکھا گنبد آتشین
بالکل معدوم ہوگیا ہی برق سے پوچھا کہ بتا یہ دختر ہیر اُسنے کیا سوا تیرے کسکی طاقت تھی کہ میرے سحر کو رد کرے
اور بجز میرے اور تیرے اور کون اس راز سے واقف تھا کہ حمزہ اور عمرو یہان قید ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے سینہ پر مارے کہ او بد ذات معلوم ہوا کہ تو ہی نے ذوفنون جادو اور نرگس جادو اور سرامہ جادو
کو قتل کروایا ہی یہ شرارت سارا تیرا ہی کیا ہوا ہی لعنت ہی اس زمانہ ناہنجار پر ارے مین نے تجھکو پالا پرورش
کیا کس طرح سکھایا پڑھایا اپنے مقابل مین کر دیا اور تو آستین کا سانپ اور بغلی دشمن میری بنی تعقر

کس نہا موخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + دیکھئے بگڑ جاتے ہین اب تو وہ ذرا سی بات پہ ہمیشہ
سلیم الطبع سمجھے تھے نہین وہ تند خو نکلے + برق نے کہا کہ خالہ جان آپ مالک ہین جو چاہین سو فرمائیں جیسا
جی چاہے الزام لگائین کہ مجھے دوستی اہل اسلام سے کچھ سروکار نہین ہی اس واقعہ سے مطلق خبردار نہین
ہین ہرگز نہین جانتی کہ کسنے آپ کا سحر رد کیا کسنے آپکے دشمنون کو قید سے رہا کر دیا یہ کہکے سر پر دمامہ
کے ہاتھ رکھدیا کہ آپ کے سر کی قسم ہی مین نہین جانتی کہ یہ اسکا قائل کون ہی اور کہان ہی دمامہ بولی او
برق تو ہزار جھوٹھی قسمین کھاے مگر مجھے یقین نہ آئیگا اور مین ابھی تیرا جھوٹ سچ تجھپر ثابت کیے دیتی ہون اور
ہاتھ برق کا پکڑے ہوے اندر گنبد بلور کے آئی دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان سب ٹوٹی پڑی ہین عمرو و امیر کا
نام و نشان بھی وہان نہین بولی کہ او کمبخت یہ عمرو و امیر یہان کہان ہین غضب کیا تو نے کہ اُنکو چھوڑا کر لیگئی
برق نے پھر قسمین کھانا شروع کین کہ مین واقف بھی نہین آپ ناحق مجھپر تہمت لگاتی ہین خالہ جان آج مین
اُنھین کیا جانون دمامہ نے کہا خیر تو نہ بتا مجھے چور پکڑنے کا نہین ہی ابھی دریافت کیے لیتی ہون تو میری
تعلیم کردہ ہی مین تیری شاگرد نہین ہون بازی بازی باریش بابا ہم بازی یہ کہکے اودھر اُدھر نظر کی دیکھا دریا
کنارے دو خوک مردہ پڑے ہوے ہین چونکہ تیار ہی دمامہ نے ہاتھ اُس چونکے کی مٹی اُٹھا کر ایک پتلا بنایا
اور سرسون کے دانے اسم سحر پڑھکے اُسپر مارے کہ اُنھین جان پڑگئی ہاتھ پاؤن متحرک ہوے پھر اُسپر
دو چار کالے ماش کچھ پڑھکے مارے کہ اُس پتلے نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ کیا حکم ہی دمامہ نے کہا جلد
بتا کہ میرے سحر کو رد کرکے میرے قیدیون کو کون چھوڑا لیگیا اُس پتلے نے معًا جواب دیا کہ ملکہ برق جادو نے
رد سحر کرکے اُنکو رہا کیا برق جادو کا یہ حال ہی کہ مارے خوف کے تھرا رہی ہی دمامہ نے کہا او دشمن جیبان
شریک خدا پرستان شنا تو نے تو مجھسے مکر تی تھی مین وہ نہین ہون کہ مجھسے کوئی پیشرفت لیجاے یہ
کہکے دمامہ جادو نے برق جادو کی مشکین باندھ لین اور اپنے اژدہے پر ڈالکے شہر زمرد مین لائی
ایوان بادشاہی مین آئی ساحر جمع ہوے دیکھا کہ برق جادو کی مشکین بندھی ہوئی ہین اپنے اپنے دل مین کہا
کہ شاید برق جادو کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہوگیا ہی جو اس طرح کسنے باندھ دیا ہی ایک آدھ جو [illegible]
تھا اُسنے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگر ملکہ برق جادو کو جنون کی شدت ہی تو یہ خوب حکمت ہی کہ آپ اُنکی فصد
کھلوا دیجیے اسطرح ہر وقت کیون قید کیجیے اور کیونکر سودا نہ ہو جاے کہ بیچاری بہن آنکھون کے سامنے سے
اُٹھ گئی زندگی کا لطف جاتا رہا ہر وقت کا عیش و سرور رنج و غم سے مبدل ہوگیا دمامہ جادو نے بلکے
جواب دیا تو کیا کہتا ہی ارے غافل تجھے کیا خبر ہی اسنے میرا گھر برباد کروایا ہی نرگس جادو اور سرامہ جادو
کے قتل کا باعث ہوئی امیر و عمرو دونون خدا پرستون مفسدون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے رہا کر دیا ہی خیر یہ
پوچھتی ہون کہ کدھر لیگئی کہان چھپا دیا یہ ہرگز نہین بتاتی اُس ساحر نے عرض کیا کہ آپنے تو مشہور کیا تھا کہ
مین نے امیر و عمرو کو مار ڈالا اور اسکا بڑا جشن کیا تھا گلی گلی نوبت خانے رکھوا کے خوشی کے شادیانے
بجوائے تھے ہم سب نے نذرین دی تھین خوشیان کی تھین اور آج آپ فرماتی ہین کہ مین نے اُنھین قید
کر دیا تھا قتل نہین کیا تھا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + کہان گرفتار کرنا کہان قتل کا اظہار کرنا
ای ملکہ یہ کیا بات ہی دمامہ نے جواب دیا کہ مین نے انکی قید کا اسلیے کسی سے اظہار نہین کیا تھا کہ مبادا
ایسا نہ ہو کہ کسی کو اُن مفسدون کے حال پر رحم آجاے اور وہ اُنھین رہا کر دے اور قید اسواسطے کیا تھا

کہ فوراً قتل کرنا منظور نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جس طرح انھون نے میرے دل کو سراسر جادو کے غم مین جلایا ہے
اسی طرح مین بھی انھین جلا جلا کے مارونگی اپنا کلیجا ٹھنڈا کرونگی اور یہ راز مین نے سوا اسکے کسی سے نہین
بیان کیا پھر اگر اسنے انھین نہین رہا کیا تو کیا کسی اور نے یا کوئی فرشتہ آسمان سے آکے انھین چھڑا لیگیا ایک نے عرض کیا
کہ ہمین دوستی اہل اسلام کا کبھی اسپر گمان نہین یہ بدگمانی ہرگز انکی نسبت شایان نہین دمامہ جادو نے جواب دیا
کہ مین اس بات کو ثابت کر چکی ہون جب تو اسی پر زور دیکے پوچھتی ہون یہ کہکے پھر برق کی طرف مخاطب ہوکے
پوچھا کہ ارے اب بھی بتادے کہ امیر و عمرو کہان ہین نہین تو مارتے مارتے بند بند تیرا توڑ ڈالونگی برق نے
کہا آپ کو اختیار ہے جو چاہیے سو کیجیے مگر مین عمرو و امیر کو نہین جانتی دمامہ جادو نے کہا کہ او اجل رسیدہ تو
یون نہ بتائیگی بس سامنے ایک درخت کھرکھر کا تھا اسمین برق جادو کو باندھا اور بال سر کے بائین ہاتھ مین
پکڑے اور داہنے ہاتھ مین کوڑا لیکر کہا کہ دیکھ او برق اب بھی سچ سچ بتادے کہ حمزہ اور عمرو کو کہان
لیجاکے تو نے چھپایا ہے وہ بیچاری یہ محض مجھ پر بہتان ہے مین نہین جانتی کہ انھین قید سے کسنے رہا کیا اور کہان
چھپا دیا دمامہ نے کوڑا برق پر مارا کہ جابجا سے وہ جسم نازنین پھٹ کے خون جاری ہوا برق جسکا دم
ٹوٹ گئی اور پکاری کہ صاحبو مین نے لعنت کی دین سامری و جمشیدی پر اور آج سے دین اسلام قبول کیا
مین اگر حمزہ کی طرفدار نہ بھی تھی تو اب ہوئی دیکھون تو کوئی میرا کیا کرتا ہے عزت تو گئی جان بھی جاے تو اچھا ہے
ہزار جانین میری حمزہ صاحبقران کے ایک ناخن پا پر نثار اور صاحبو اگر تم مین سے کسی کو امیر حمزہ
صاحبقران کشورستان مقبول درگاہ یزدان ملجائین تو کہدینا کہ آپ کی کنیز برق جادو آپ پر نثار ہوئی
اور آپ کی حسرت زیارت مین تڑپ تڑپ کے مرگئی اور کہ گئی ہے کہ یا صاحبقران زمان فاتحہ خیر سے
مجکو نہ فراموش فرمائیگا برق جادو پکار کے یہ کہ رہی ہے اور دمامہ کوڑے مار رہی ہے کہ ہان او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ اب تیرا حال ثابت ہوا بھید کھلا ارے مین تجھے جیتا کاہے کو چھوڑونگی کہ تو اپنے دھگڑون کی
طرفداری کرے اور اوپر ہی اوپر مزے لوٹے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام بدن برق جادو کا شق ہوگیا
فوارے خون کے ہر زخم سے چھوٹنے لگے اور برق جادو پکار پکار کے کہ رہی ہے کہ اے پروردگار عالم
مین نے تو اپنی جان راہ اسلام مین نثار و قربان کی مگر صدقہ اپنی خدائی کا گروہ اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران
عالیشان کو سلامت رکھ جنھون نے مجھے چاہ کفر و ضلالت سے نکالکے بسر چشمہ ہدایت پہونچایا آتش جہنم سے
بچایا اور دمامہ سے کہا کہ تو چاہے مار ڈال مین تو حمزہ کی طرفداری سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی جب چھوٹونگی اسی کا
جنبہ کرونگی اور دمامہ کہ رہی ہے کہ او علامہ جب تو زندہ رہیگی تو طرفداری کریگی اور پھر مارنا شروع کیا
یہانتک مارا کہ برق جادو بیدم ہوگئی غش پر غش آنے لگے تیور بجھنے لگے جتنے ساحر ہین سب دمامہ جادو
کی بیدردی اور سنگدلی پر نفرین کر رہے ہین اور جسقدر دمامہ جادو کو سمجھاتے ہین اسی قدر وہ اور برافروختہ
ہوتی ہے شعر جسقدر صبر کو ہم دخل دیے جاتے ہین + اتنے ہی وہ ستم و جور کیے جاتے ہین + دمامہ جادو کی
خالہ ریحانہ جادو نامے وہان سے قریب رہتی تھی آخر کچھ لوگون نے ناچار و مجبور ہوکے اس سے جا ماجرا
بیان کیا کہ تمھاری بھانجی دمامہ جادو اس وقت بیخطا و قصور برق جادو کو مارے ڈالتی ہے اور اسقدر مارا ہے
کہ بدن سے لہو کی دھارین چھوٹ رہی ہین ہان پسلیان اس بیچاری کی لوٹ رہی ہین جلدی جاکے
بچاؤ اور اگر ذرا بھی دیر کی تو پھر زندہ نہ پاؤگی مفت کام اسکا تمام ہوجائیگا سوا حسرت و افسوس کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا ریحانہ نے پوچھا خیر تو ہی کیا ہوا دامہ نے تو اسے اپنی اولاد کی طرح پرورش کی اور اب تو نہین
ناز و نعم سے پالا ہی بلکہ اگر سچ پوچھو تو جو بات اسکے ساتھ اُسنے کی وہ اپنی پیٹ کی اولاد کے ساتھ بھی نہین
سرامہ جادو اُسکی بیٹی تھی اُسے اسنے اپنے پاس نہین رکھا اور اسے ایک دم بھی اپنے سے جدا نہین کیا وہ تو سب
سے زیادہ اسے چاہتی ہی آج یہ کیا ہوا جو اسکا یہ حال کیا سب نے جواب دیا کہ ای ملکہ ہماری سمجھ مین تو کچھ نہین
کہ کیا ماجرا ہی کاہے کا قصہ جھگڑا ہی تم وہان جاؤگی تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا پھر سارا حال کھلجائیگا ریحانہ جادو
کو انکی اس طرح کی گفتگو سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے فوراً
مضطرب و بیتاب وہان سے دوڑی بجلدی تمام آئی دیکھا کہ برق جادو درخت مین بندھی کھڑی ہی اور
دامہ جادو ایک ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے سٹاک سٹاک مار رہی ہی اور
برق جادو کا یہ حال ہی کہ اب آواز بھی نہین نکلتی آنکھین بند کیے ہوئے خاموش و بیہوش بے حس و حرکت
درخت مین بندھی کھڑی ہی ریحانہ جادو کو تاب نہ رہی جاتے ہی دامہ جادو کی پیٹھ پر ایک دوہتڑ مار کے
کہا کہ ادکھو جڑے بیٹی غارت گئی تیرا ستیاناس جاے خدا او نہ سامری تجھے اُٹھا لے ایک کو تو ہاتھ سے
کھو بیٹھی اسکو بھی مارے ڈالتی ہی کمبخت جل موہی کالا منھ تیرا اسلیے ہاتھ پاؤن چھوڑا سے ارے سرامہ جادو
اور برق جادو دونون شہر زمرد کی آفتاب و مہتاب تھین ایک کو تو خدا پرستون نے مارا ہے تو قتل
کرتی ہی ارے نگوڑی ماری تو نے ڈائن کا خواص کب سے پیدا کیا اور کوڑا ہاتھ سے دامہ کے چھین لیا کہ
بس بہتر دیکھی آخر تقصیر کی بھی کچھ حد ہی اب کیا بچی کی جان لیگی ارے بیدرد سنگدل اولاد کو یون نہین پیٹتے اور
فہمایش کرتے ہین دامہ نے کوڑا ہاتھ سے چھوڑ دیا مگر کہا واہ واہ خالہ امان آپ نے خوب انصاف
کیا ہی اور کیا اچھا صلہ میری محنتون کا دیا ہی آپ سے تعجب ہی کہ آپ بھی اُسی شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی طرفداری
کرتی ہوئی آئی ہین آپ نے پہلے یہ تو دریافت نہ کیا کہ کیا ماجرا ہی اصل قصہ کیا ہی مجھی کو الہنا دینا شروع کیا
آپ خوب واقف ہین مین نے اسے پالا پرورش کیا دن کو دن رات کو رات نہ سمجھی ہمیشہ صدقے قربان ہی
ماں اسکی اسے دو برس کا چھوڑ کے مر گئی اُسکا مرنا جینا سب مین ہی نے کیا اسکو علم سحر سکھایا پڑھایا
یہان تک کہ اپنے برابر کر دیا مین کہتی تھی کہ سوا اسکے اور کون میری جان و مال کا مالک و مختار ہی اسے
میری ہوست زندگی کا سب اختیار ہی تمام گھر بار اسکے حوالے کر دیا تھا چاہ الماس کا سارا بند و بست
اسکے سپرد کیا تھا ہاے مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ لونڈون کے واسطے میری جان کی دشمن ہو جائیگی اور میرے
گھر کو برباد کر دیگی ریحانہ نے کہا آخر کیا ہوا کیا کچھ کہو تو کوئی یار اسکی بغل مین سے پکڑ لیا یا کسی نامحرم
سے جا لپٹتے دیکھا کو ننا لونڈا اسکا تو نے تصور کیا ہی دامہ جادو نے کہا کہ خالہ امان مین کیا کہون اسنے
کیا کیا ہی سینے کو میرے چیر کر دیکھو تو دل پر کئی داغ ہین ریحانہ جادو بولی ارے کچھ کہو تو سہی دامہ جادو نے کہا
کہ اسنے پہلے ذوفنون جادو کو قتل کروایا مجھکو خبر نہ ہوئی پھر نرگس جادو کو تہ تیغ کروایا مجھے معلوم نہ ہوا اب
میرا کلیجا نکال لیا کہ سرامہ جادو کو مروا ڈالا مجھے حال نہ کھلا اُن سب پر طرہ یہ ہوا کہ حمزہ اور [illegible] و سرامہ کے
قاتلون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے اُنھین قید سے چھڑا کے نہین معلوم کہان چھپا دیا مجھکو سب طرح اسنے
خاک مین ملا دیا کہین کا نہ رکھا اب مین اسے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی ریحانہ جادو بولی دامہ تجھے
کیونکر یقین ہوا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی اپنی آنکھ سے تو نے دیکھا یا کسی خبر دار نے تجھے کہا دامہ نے کہا

کہ فوراً قتل کرنا منا[سب] ... ب سے کیا کہوں کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا اول تو مین نے اُسکے چہرے پر ایسے آثار دیکھے
[ثاب]ت ہو گیا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی دوسرے میرے بیرون نے مجھسے کہا کہ امیر و عمرو کو
ی چھڑا لی ... کیسی ریحانہ نے کہا چہرے کے آثار کا کیا اعتبار ہی اکثر ناکردہ گناہ کے چہرے پر اپنی عزت و حرمت
بیان ... کے خوف سے ہوائیان چھوٹنے لگتی ہین رنگ چہرے کا پرواز کر جاتا ہی جن سے صاف یہی ثابت ہوتا ہی
کہ یہی شخص مجرم ہی اور بعض مجرم دیدے کے نڈر ایسی رو کی صورت بنا لیتے ہین جس سے کبھی اُنکی طرف سان
گمان بھی نہین ہوتا اور بیرون کے کہنے کو جو کہو تو انکو اپنے بھوگ سے مطلب ہی بقول شخصے مردہ چاہے
دوزخ مین جاوے چاہے بہشت مین انکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہی اُنکے کہنے کا بھلا کیا اعتماد
اور اولاد تو بہت بہت بدفعلیان کرتی ہی مگر کوئی اولاد کو مار نہین ڈالتا فقط تنبیہ کر دیتے ہین تیری طرح
جور و جفا نہین کرتے ستم نہین ڈھاتے کہ دیکھیے اب یہ جانبر ہوتی بھی ہی یا نہین اتنے مین برق جادو کو کچھ
ہوش آیا اُسنے کہا نانی اماں تم اس مقدمے مین دخل نہ دو میرے بارے مین کچھ نہ کہو مجکو اب خود اپنی زندگی
منظور نہین ہی یا تو مین سب کے سامنے سرفراز و ممتاز تھی ہر شخص میری عزت کرتا تھا ہر کس و ناکس میری
اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتا تھا یا اب مین ذلیل ہوئی سب کی آنکھ مین حقیر ہو گئی اب زندگی میری
ہیچ ہی مثل مشہور ہی نکٹا جیا برے احوال مین اُنہین تو ہون نہین کہ کان کٹے مبارک ناک کٹی سلامت
عزت جاکے پھر عزت نہین ملتی میرا مر جانا ہی اچھا ہی ریحانہ جادو نے کہا میری جان مین قربان تو اس
بات کا اپنے دل مین کچھ نہ خیال کر دامہ اندلون سودائن ہو رہی ہی حواس باختہ ہین ایک تو اسے
علم نجوم سے ثابت ہوا ہی کہ یہ دن نہیں سخت اور ناقص ہین دوسرے برابر کی بیٹی ماری گئی بہن قتل ہوئی
تیسرے سامنا اُن لوگون سے ہی جنھون نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے پھر اسکے حواس
کیونکر بجا ہون دیوانی نہ ہو تو کیا ہو اور یہ کہکر برق جادو کو درخت سے کھولکر پیار کیا گلے سے لگایا لیجا کے
پلنگ پہ لٹایا بدن پر آنبہ ہلدی وغیرہ لگا کے آگ سے سینکنا شروع کیا برق جادو بیہوش ہو گئی تھی
یہ تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای دامہ خوب کیا تمنے جو کچھ کیا اور جو میرے مقدر مین تھا وہ ہوا اگر جیتی بچی
تو خون اسکا لونگی اور اب حمزہ صاحبقران کی دوستی و خیر خواہی سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی اُنکی محبت مین اپنی
جان نثار کرونگی ریحانہ جادو نے کہا ای برق کیا تجکو سودا ہو گیا ہی تو یہ کیا اول فول باتین منھ سے
نکالتی ہی اری ناسمجھ دامہ تیری بزرگ ہی آجکل اُسپر فلک ٹوٹ پڑا ہی خود رفتہ ہو رہی ہی اسنے تیرے
پیچھے اپنی جان کو جان نہ سمجھا تجھے بچپنے سے پالا پرورش کیا آپ تکلیف اُٹھائی تجھے راحت پہونچائی شہر
بچپن مین جو کچھ ہی سنبھالا ہی اُسی نے حقدار ہی بیٹا تجھے پالا ہی اُسی نے نہ اُسکی دشمنی نہ اور کسی کی دوستی
پھر بہتر اور دہوگا تو اُسی کو ہوگا ماں باپ پڑھانے لکھانے ہنر سکھانے کے لیے اکثر بیٹا بیٹی کو مارتے ہین سزا
دیتے ہین تو کیا اُنسے بالکل رخ پھیر لیتے ہین اپنی بزرگ اور بڑی خصوصاً ماں یا خالہ کے مارنے سے عزت
نہین جاتی عزت تو تیری شان شوکت مین چھوٹون کی بات نہین آتی اگر اُسنے تجھے مارا تو کچھ عزت نہین گھٹ گئی
بلکہ اگر چشم غور و انصاف سے دیکھو تو تیرے خاموش ہو رہنے پر اُسکے دل مین تیری طرف سے اور زیادہ جگہ
ہو جائیگی اگر آج نہین تو کل تو اُسکو غیرت اور بردباری کا مزا اُٹھائیگی برق جادو نے عرض کیا نانی اماں یہ
سب آپ بجا فرماتی ہین مگر مجھے تو اس بات کا ملال ہی سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ مین نے کبھی بچپن مین

مار نہین کھائی اور آج اس بھری محفل مین اپنے بیگانے کے سامنے اس طرح بے عزت ہوئی اور اب تو مین
کچھ نہین کہتی اُنہون نے خوب کیا جو مجھے مارا اور چاہیے اس سے زیادہ مارین مجھے کچھ پروا نہین اب جان
میری حمزہ کے قدمون پر نثار ہوگی ریحانہ جادو نے کہا ارے کمبخت بدنصیب تو تو حمزہ کی
صورت سے بھی واقف نہین ہے کیا کہہ رہی ہے بیٹا اب غصے کو جانے دے برق جادو نے جواب دیا نانی اماں
مجھے اب اپنی زندگی منظور نہین ہے اسواسطے یہ کلمے کہتی ہون کہ دمامہ اور غصے مین آکر مجھے مار ڈالے
چلو پھر سارا قصہ پاک ہوجائے جب ہم سرامہ کے قاتل ٹھہرے تو اب جینا بیکار ہے یا تو ہم اور سرامہ
یک جان و دو قالب تھے یا اب ہم اُسکے قاتل مشہور ہوئے خیر اب جہان وہ ہے کہین ہمین بھی وہین جانا چاہیے
دشمن و قاتل بنکے زندگی نہ کرنا چاہیے یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی کہ ہاے فلک یہ تو نے کیا سنوایا
یہان ریحانہ جادو برق جادو کو سمجھا رہی ہے تشفی اور دلاسا دے رہی ہے اُدھر کا حال سُنیے کہ جب دمامہ
کا غصہ موقوف ہوا برق جادو کو اُسنے پرورش کیا ہے سرامہ جادو سے زیادہ عزیز رکھتی ہے کمال محبت ہے
اب خیال آیا کہ اے دمامہ یہ تو نے کیا کیا جوان جہان کو تو نے سب کے سامنے مارا یہ کیا کیا ارے غضب کیا
وہ بڑی غیرت دار ہے کہین ایسا نہ ہو کہ اپنی جان پر کھیل جاے بیٹی تو تیری مر چکی ہے اب فقط اسی کا دم باقی ہے
اگر یہ بھی مر گئی تو بڑا غضب ہوا گھر تیرا بالکل برباد ہو جائیگا سارا شہر بے چراغ ہو جائیگا خداوند سامری جمشید
اسے زندہ رکھے اب چھوٹی آنکھ کا دیدہ جو کچھ ہے یہی ہے یہ خیال جو آیا بیتابانہ دوڑی ہوئی آکے برق جادو
سے لپٹ گئی اور کہنے لگی بیٹا میری تقصیر معاف کر یہ شیطانی حرکت تھی غصے مین مجھے یہ سوجھا کہ تو ہی میری عمر
ہے تو ہی نے میرا رو سیاہ کیا کا اُس سمت تا پانی پی پی کے ہاتھ سے تجھے چوٹیان مارے قصور میرا عفو کر دے
اور بیٹا مین تو دو چار روز کی مہمان ہون آشنا نے کہا ہے مجھے ایسا سخت ہے کہ مین بچنے کی نہین برق جادو نے
جواب دیا خالہ امان آپ نے ناحق کیون مجھے بے عزت کیا آپ میری بڑی ہین مالک ہین جو آپ نے
میرے حق مین بہتر جانا وہ کیا میرے ماں ہے نہ باپ ہے جو کچھ ہین سو آپ ہی ہین مگر رنج اس بات کا ہے کہ
آپ نے اتنی بڑی تہمت مجھ پر لگائی پھر گوارا کی خیر یہ میرے طالع کی خوبی ہے میری تقدیر مین یہی لکھا تھا آپ تو سمجھین
کہ مین خدا پرستون کو کیا جانون مین اور سرامہ ساتھ کھیلکے بڑی ہوئی تھی یک جان و دو قالب تھے کیونکر
میرا دل گوارا کرتا کہ وہ قتل ہو دمامہ نے کہا اے برق بس ان باتون کو منہ سے نہ نکال جا جسطرح بند و بست
شہر کا تیرے ہاتھون تھا اُسی طرح کر برق بولی کہ خالہ امان مین آپ کی کنیز ہون مگر ابھی تو تمام بدن میرا
زخمی ہے مجھ مین پھرنے چلنے کی طاقت کہان ہے دو چار دن مین اچھی ہونگی تو آپ کی تعمیل حکم کرونگی اور جب تک
دشمن بھی آپ کے دفع ہو جائینگے اور قطع نظر اسکے آجکل میرے دن بھی برے ہین اگر اچھا کام بھی کرونگی
تو وہ برا ہوگا دمامہ نے کہا بیٹا میرا دل تو تجھ سے صاف ہے مگر تیرا دل میری طرف سے صاف نہین ہوا تجھکو
آزردہ کرتی ہے رنج دیتی ہے ہماری کم فہمی سے برابر کوئی تجکو بیمار نہ کریگا برق بولی کہ مین بھی تو آپ کی لونڈی
ہون مین نے کبھی کسی کام مین عذر نہین کیا مگر تمام بدن میرا مجروح ہے اس سے ناچار ہون ریحانہ نے
کہا او دمامہ تو نے مارتے مارتے اسمین جان بھی باقی رکھی ہے کہ وہ کوئی کام کرے اسکو اچھا ہو لینے دے
پھر سب ہی کام یہ کریگی تو جا اور اپنے دشمنون کی تلاش کر القصہ دمامہ وہان سے اُٹھکے ایوان بادشاہی
مین آکر بیٹھی اور ساحرون سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مین سے جو کوئی خبر حمزہ کی مجھے لا دے یا اُسے

زندہ پکڑ لاسے ہین اُسے دولت دنیا سے نہال کردنگی قسم ہی سامری و زرد ہشت کی مالا مال کر دونگی یہ سن کے
ساحر تلاش امیر حمزہ صاحبقران مین چہار طرف روانہ ہوے اب یہان امیر با توقیر کا سنیے یہ دو درد زنگ
تو اس غار مین چھپے بیٹھے رہے تیسرے دن عمرو سے فرمایا کہ خواجہ آج تیسرا دن ہی کہ برق جادو نہین آئی
خدا جانے اُسپر کیا گذری شب و روز یہی خیال رہتا ہی کہ مبادا دمامہ جادو اسکے حال سے مطلع ہوگئی ہو گی
تو نہین معلوم کیا حال کیا ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ خدا نہ کرے جو وہ قطامہ اسکے حال سے آگاہ ہو
ای صاحبقران آپکو یاد ہی کہ مالک بن زرد ہشت جادو نے ملکہ جادو کا کیا حال کیا تھا
با وصفیکہ ملکہ جادو اُسکی بیٹی تھی مگر ایسا مارا تھا کہ وہ بیدم ہوگئی تھی اور برق جادو تو دمامہ جادو کی کچھ بیٹی
نہین ہی بھانجی ہی فقط دمامہ نے اُسکی مان کے مرنے کے بعد اُسکو پرورش کیا ہی پالا ہی اگر خدانخواستہ یہ حال
دمامہ پر کھلگیا کہ برق جادو ہماری دوست ہی تو وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگی ای امیر آپکو یاد ہی کہ برق جادو
نے رخصت ہوتے وقت کیا کیا کلمے یاس کے کہتے تھے مجکو بھی اُسکے کلام یاس اور گفتگو سے ہراس سے
اندیشہ ہی خدا دمامہ کی شر سے اُسکو محفوظ رکھے امیر نے فرمایا خواجہ اب ہم کہانتک انتظار برق جادو
کا کرین کب تک چھپے بیٹھے رہین خدا جانے اُسکو کیا ہوا اور مین اب یہان ٹھہرنے کا نہین مین کچھ برق کے
بھروسے پر یہان نہین آیا تھا جو اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون مجھے بھروسا پروردگار عالم کا ہی جو میرے حق
مین بہتر جانیگا وہ کریگا اس مین کہان تک چھپے بیٹھے رہینگے خواجہ عمرو نے گذارش کیا ای صاحبقران
آپکا اسم اعظم بھی بند ہو چکا ہی اور ساحر چہار طرف تلاش مین پھر رہے ہین کوئی سوا پروردگار عالم کے ہمارا
آپکا دشت غربت و صحرای مصیبت مین یار و مددگار دوسرا نہین مجبور ہو رہے ہین مناسب یہی ہی
کہ ابھی یہین بیٹھے رہیے اور کہین یہان سے نہ جائیے نہین تو کہ فوراً گرفتار ہو جائیےگا جب تو
برق جادو نے چھوڑ آیا تھا اب کون رہا کرنیوالا ہی امیر کشورگیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ تمہارا خیال خام ہی کہ
اگر یہان بیٹھے رہینگے تو محفوظ رہینگے بھی قضا سے کوئی چارہ نہین خداوند جل و علا خود ارشاد فرماتا ہی کہ اذا جاء
اجلہم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون جو قضا آتی ہی تو ایک ساعت بھی نہین ٹل سکتی ہی اگر لوہے کے کوٹ
مین بھی ہوسکے تو وہان بھی قضا نہ چھوڑیگی ای خواجہ کیا تمھین حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام
کا قصہ یاد نہین ہی کہ وہ جناب بادشاہ ہفت کشور فرمانروا سے بحر و بر تھے فوج بیشمار رکھتے تھے ایک دن
لشکر کی تعداد ملاحظہ کرنے کو ایک میدان وسیع مین سب کو آراستہ و پیراستہ کرکے کھڑا کیا اور آپ نفس نفیس
ایک تنہا مکان کے کوٹھے پر گئے کہ اپنی فوج و سپاہ کو دیکھین کسقدر ہی اور حاجب و دربان پیادل مردہی
سے حکم دیا کہ خبردار خبردار اس مکان مین کوئی آنے نہ پائے حضرت ابھی اپنے لشکر کے معاینہ مین
مصروف تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص صحن خانہ سے بالاخانے پر چلا آتا ہی متعجب ہوکے اُس سے پوچھا کہ ای شخص
تو کون ہی اور یہان کیونکر آیا ہی مین نے تو قدغن کر دیا تھا کہ خبردار یہان کوئی آنے نہ پائے تو کیونکر چلا آیا کیا
کسی حاجب و دربان نے بھی تجکو منع نہ کیا اُسنے جواب دیا کہ ای سلیمان پیغمبر مین اُسکا فرستادہ آیا ہون جسکے حکم
کو کوئی روک نہین سکتا بھلا مجھے کوئی پہرے والا کیا روکتا اور منع کرتا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا
کہ آخر وہ کون شخص ہی جسکا تو فرستادہ ہی صاف بیان کر اُسنے جواب دیا مین عزرائیل فرستادہ رب جلیل ہون
اسوقت آپکی قبض روح کے واسطے آیا ہون جب حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہی اُسوقت

میری قبض روح کے لیے آیا ہی رضینا بالقضا فرماکے آمادۂ مرگ ومہیاے قضا ہوگئے ملک الموت نے وہین
کھڑے کھڑے قبض روح کر لیا اور جب عصا حضرت سلیمان علیہ السلام کا دیمک خوردہ ہوکے گرا تو سب کو
معلوم ہوا کہ حضرت نے رحلت فرمائی ای خواجہ جب ایسے ایسے پیغمبر مرسل موت سے نہ بچے اور انھین ایک
دم کی مہلت دنیا مین ٹھہرنے کی نہ ملی تو ہماری کیا حقیقت ہی جس وقت وہان سے طلب ہوگی فورًا رخصت
ہو جائینگے اور اگر تمکو یہی خیال ہی تو تم سب یہین بیٹھے رہو مین تن تنہا باہر نکلتا ہون ہرچند خواجہ عمرو نے
سمجھایا مگر حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا اُس غار سے نکلکر روانہ ہوے عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار اور
کرب غازی اور ابو الھول دیوانہ بھی ساتھ چلے ایک صحراے لق و دق معلوم ہوا تھوڑی دور آے ہونگے
کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی کان مین آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے ایک دیو کو دیکھا کہ تمام بدن اسکا زنجیرون
سے جکڑا ہوا گلے مین بڑا بھاری طوق پڑا ہوا ایک زنجیر طلائی کی سومن کی ہاتھ مین قوی ہیکل قوی بازو بہت
زبردست اُسکو دیکھتے ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ جلدی سے دوڑکر امیر بانوقیر کے پیچھے چھپ گیا جب وہ
قریب آیا تو چلایا السلام علیک یا امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان امیر شیر گیر نے جواب سلام کا دیا اور پوچھا
کہ ای عزیز تو کون ہی اور مجکو تو نے کیونکر پہچانا یہان تو سوا جادوگرون کے مسلمان کا کہین نام و نشان تک
نہین ہی تیرا کیا نام ہی اور مجھسے کیا کام ہی اُسنے عرض کیا ای شہریار میرا نام بہود ہی زنگی ہی مین بیٹا ہون
ملک دودۂ زنگی کا کہ وہ بادشاہ ہی عزوبیہ باختر کا ایک دن مین بارگاہ مین اپنے باپ کی بیٹھا تھا
اتفاقًا ذکر آیا کہ اگر کوئی آب حیات کو پی لے تو قیامت تک نہ مرے میرے دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ کسیطرح
مین اُس چشمہ تک پہونچون اور وہان کا پانی پی کے حیات ابدی حاصل کرون قیامت تک نہ مرون ہرچند
باپ بھائی بیگانے دوست آشنا نے سمجھایا کہ کوئی شخص وہان نہین جا سکتا آب حیات نہین لا سکتا وہان
نہ جاؤ مگر مین نے نہ مانا اور یہی کہا کہ مین جاؤنگا جسطرح ہوگا آب حیات لاؤنگا سب کو پلاؤنگا القصہ
سامان سفر کا درست کرکے چشمۂ حیات کی جستجو مین روانہ ہوا جب قریب چاہ الماس کے پہونچا سرامہ جادو
دمامہ جادو کی بیٹی مجکو گرفتار کرکے اپنے مکان پر لیگئی اور خلوت مین مجھسے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہوکے
تجکو لے آئی ہون میرا مطلب دلی پورا کر مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کردونگی ای شہریار صورت تو اُس
پریسیرت کی جیسی تھی خیر تھی ہی مگر اُسکے دہن سے ایسی بو بد آتی تھی کہ دماغ اُڑا جاتا تھا اُسکی بو
سے مجکو اُس سے نفرت کلی ہوگئی مین نے انکار کیا وہ منتین کرنے لگی جب منتون پر بھی مین کسی طرح
راضی نہ ہوا تو اُسنے مجھے ایک قیدخانے مین قید کیا جہان کسی اپنے ہمجنس کا کیا ذکر ہی پرچھائین تک
نظر نہ آتی تھی وہ زندان ایسا تیرہ و تار خشمناک تھا کہ جان نکلی جاتی تھی مین رات دن رویا کرتا تھا آٹھ پہر
جان کھویا کرتا تھا خواب و خور حرام تھا ہر وقت گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے کام تھا دمبدم افزونی آزار
تھی زندگی سے یاس تھی جب رات دن پڑا جاگتے ہوے عرصہ گزرا اتفاقًا ایک دن روتے روتے اور
صدمہ و رنج سے جان کھوتے کھوتے کچھ غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگگئی عالم خواب مین ایک بزرگوار مقبول
کردگار فرشتہ خصلت نورانی صورت تشریف لاے اُنکے جمال باکمال سے چارون طرف نور ہی نور نظر آیا
گویا ظلمات مین آفتاب اُتر آیا تمام مکان روشن ہوگیا وہ مقام تیرہ و تار وادی ایمن ہوگیا اُنھون نے
مجھے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا کفر و ضلالت کے قید خانے سے چھڑایا مین نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا بعد اُسکے

اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ ای یہودا سے زنگی تو زیادہ دلتنگ نہ ہو تیری مصیبت و کافری کا زمانہ نکل گیا
روز سخت و صعب ٹلگیا کہ امیر حمزۂ صاحبقران و مامہ جادو کے استیصال کو عنقریب یہان آیا چاہتے ہین
تو اُنکا رفیق ہوجیو وہ سرامہ اور زرد مامہ وغیرہ جادوگرنیون کو مارینگے تو قید سے چھوٹیگا بس اتنا فرماکے
وہ بزرگوار نظرون سے غائب ہوگئے میری آنکھ کھلگئی دل مین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ واقعی خواب تھا یا خیال تھا
ہر وقت دعا کرتا تھا کہ ای رب الارباب وای مسبب الاسباب اگر تو نے اُن بزرگ کے ذریعہ سے میرے
دل مین چراغ ہدایت روشن کیا ہی اور کفر و ضلالت کی سیاہی کو برطرف کرکے نور ایمان ڈال دیا ہی تو اب
اپنے فضل و کرم سے جلد امیر حمزۂ صاحبقران کی زیارت سے مشرف فرما اور بندودی تمام اُسکے
قدم مبارک مجھے دکھا ہر روز گھڑیان گن گن کے بسر کرتا تھا شعر آمد نُنی جو اُس صنم گلعذار کی گھڑیان گنا کیا مین
شب انتظار کی + یہان تک کہ آج رات کو پھر وہی بزرگوار تشریف فرما ہوے ارشاد کیا ای یہودہ خاطر جمع رکھ
صبح کو تیری آرزوے دلی اور تمناے قلبی بر آئیگی کہ تجھسے حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوگی بس ای شہریار
آج صبح سے آپ کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی مراد دلی بر آئی اور وہ لکانہ بھی
ماری گئی یہ کہکے صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا امیر با توقیر نے سر اُسکا اُٹھا کے سینے سے لگایا دست
حق پرست اُسکی پیٹھ پر رکھا پوچھا کہ ای یہودا تو کتنے دن سے یہان قید تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور مجھے اس
قید مین تین برس کا عرصہ گذرا اور پوچھا کہ ای صاحبقران والاشان کیا آپ کو بھی بشارت ہوئی تھی جو
حضور میری رہائی کے واسطے رونق افروز ہوے امیر نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا بعد اُسکے
پوچھا کہ ای یہودا تجھے معلوم ہی شہر زمردنگار یہان سے کتنی دور ہی یہودا نے عرض کیا کہ غلام کبھی
وہان نہین گیا مگر سُنا ہی کہ یہان سے آٹھ نو منزل ہی فرمایا کہ راہ مین قصبہ قریہ دیہہ پُروہ گانو گرانو شہر
رباط کچھ ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر جواب دیا کہ یہان سے تین فرسخ پر ایک باغ ہی کہ تمام چاردیواری اُسکی
زمردین ہی عجیب کیفیت کی جگہہ ہی بوتیسال جادو کا باغ مشہور ہی امیر یہ سُنکے اُس طرف کو روانہ ہوے جب
وہان پہونچے دیکھا کہ واقعی چاردیواری اُسکی زمرد ریحانی کی ہی اور دروازے کا چوکٹھا طلاے احمر کا پٹ
یاقوت سُرخ کے کل میخین الماس کی ایک پٹ بند ہی دوسرا کھلا ہی صاحبقران نے بسم اللہ کہکے اندر باغ
کے قدم رکھا عجب کیفیت کا باغ دیکھا کہ داربست انگور بہار دکھا رہا ہی خوشہ ہاے انگور پر تھیلیان کمخواب
اور بادلے کی چڑھی ہوئی ہین چمن بندی کی ہوئی گرد گردال اور مہندی کی ٹٹیان کیلون کی باڑھ حوض لبریز نہرین
جاری جا بجا چبوترے بلور کے بنے ہوے ہیکلے ہشت پہل شش پہل چوپہل اُن پر طرفہ گلکاری کی ہوئی
درخت میوہ دار لا انتہا جانوران خوش الحان شاخون پر بیٹھے ہوے زمزمہ پیرا امیر اُس باغ کو دیکھکر بہت
خوش ہوے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک آواز حزین و دردناک کان مین آئی کہ کوئی رو رو کے
کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم بارہ برس مجھے قید مین گرفتار ہوے ہو چکے اور اب تک کوئی میرا خبر لینے والا
پیدا نہین ہوا اب کہان تک مصیبت جھیلون عذاب کھینچون یا تو مجھے اس قید شدید سے نجات دے
یا ملک الموت کو حکم ہو کہ آکے میری قبض روح کرے کہ اب روز کے صدمے اور ہر وقت کے ملال اُٹھانے
کی طاقت نہین رہی اور افسوس ہی کہ قریب مرگ پہونچا مگر عزیزون کے دیکھنے کی حسرت ہی دل مین لیے لیے ہون
پروردگار عالم سُنا ہی کہ آجکل شاہ شاہان امیر حمزۂ صاحبقران گیتی ستان چاہ الماس مین رونق افروز

ہوتے ہیں ہمیں آنکھیں کی صورت دکھا دے کہ آرزوئے دل کی پوری ہو جائے اور ای خالق عالم جب تک
اُس شہریار کی قدمبوسی نہ حاصل ہوئے دم نہ نکلے بس یہ آواز جو صاحبقران کے کان میں آئی بے اختیار
آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے فرمایا کہ ای خواجہ یہ آواز تو ہمارے کسی عزیز و آشنا کی معلوم ہوتی ہے عمرو نے
عرض کیا جی ہاں مجھے بھی کچھ گوش آشنا معلوم ہوتی ہے غرض امیر اُسکے تجسس میں اُسی طرف کو بڑھے چند قدم
آئے ہونگے کہ پھر آواز آئی کہ ای پروردگار میں ایسا گنہگار ہوں کہ مجھے دعا کرتے ہوئے بارہ برس گذر گئے
اور اب تک دعا میری مستجاب نہیں ہوئی یا الٰہی اب جلد میری مشکل آسان کر اب امیر بیتابانہ دوڑے
کہ پھر صدا آئی کہ ای خالق جزو و کل یہ آرزو ہے کہ اپنے آقائے نامدار اور مولائے ذوالفقار کی صورت ایک نظر
دیکھ لوں یہاں تک کہ سامنے آئے دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہے اُسپر طرح طرح کے پھول جواہر کے
نصب ہیں اور بیچ میں اُس چبوترے کے ایک درخت ہے کہ تنہ اُسکا سونے کا شاخیں چاندی کی پتے
زمرد کے ہیں اور اُسکے تنہ میں ایک جوان خوش نما مانند سرو آزاد کے لپٹا ہوا ہے چہرہ مانند
آفتاب کے درخشان مگر نہایت نزار و ناتوان کہ ہڈیاں دکھائی دیتی ہیں تمام رگیں مثل تار مسطر کے نمایاں ہیں
بال سر کے سنبل کے مانند پریشان ہیں لنگ تمامی کا بندھا ہوا ہے ضعف سے آنکھیں بند ہیں غش کی حالت ہے
عجیب کیفیت ہے امیر حیران ہوئے کہ یہ کون ہے کیسبب و مقبل سے پوچھا تم پہچانتے ہو عمرو سے فرمایا خواجہ تم
جانتے ہو یہ کون ہے کہیں اسے دیکھا ہے سب نے التماس کیا شاید کہیں دیکھا ہو ہم خیال کر رہے ہیں مگر یاد نہیں
آتا امیر نے فرمایا ای خواجہ اسوقت میرا عجب حال ہے اس جوان کے دیکھنے سے دل بیقرار ہے بال تمام جسم کے
کھڑے ہو گئے ہیں خون عزیزی جوش مار رہا ہے اس اثنا میں اُس جوان نے جو آنکھ کھولی تو سامنے صاحبقران
وغیرہ کو کھڑے دیکھا پکارا کہ ای شہریار شکر ہے کہ قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے دعا مجھ گنہگار کی قبول کی
جو آرزو تھی وہ بر آئی کہ بعد بارہ برس کے آپکی صورت دکھائی امیر نے فرمایا کہ ای جوان نام و نشان سے
اپنے آگاہ کر کہ دل متفکر و متردد و مطمئن ہوا اسلیے کہ آواز تیری شناسا معلوم ہوتی ہے ہمیں شبہ گذرتا ہے کہ تجھے
کہیں دیکھا ہے یہ سنکے وہ جوان چیخ مار کر رو دیا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہریار عالیمقدار غلام کو حضور پرنور سے
یہ توقع کبھی نہ تھی کہ مجکو آپ ایسا فراموش کر دینگے غلام تو آپکا غلام غلامان ہے پیر و مرشد خاکسار کو خوب
یاد ہے کہ جمہور جہانسوز شہر صنعاکیہ میں گرفتار طلسم ہوا تھا اور ملکہ ستجان سے اُسکو عیار پکڑ لیگیا تھا اور
حضور لقاپر تشریف لیگئے تھے جب اُسکو لیکر قلعہ بند کیا تھا اُسوقت حضور کو خبر جمہور کے گرفتار ہو جانے کی
معلوم ہوئی تھی اور حضور نے تمام لشکر کو چھوڑ کر جا کے طلسم فتح کیا تھا اور بکمال کد و کوشش سے جمہور کو رہا کر
لائے تھے اور غلام کو ایسا دل سے فراموش کر دیا کہ پہچانتے تک نہیں یہ کہکے پھر رونے لگا صاحبقران
بھی اپنے ہمراہیوں سمیت رونے لگے اور فرمایا کہ ای عزیز تو خود کہتا ہے کہ مفارقت کو بارہ برس کا عرصہ
گذرا ہے پھر چار دن میں تو شکل بدل جاتی ہے چہ جائیکہ بارہ برس اگر ہم نے نہ پہچانا تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے سبب
خدا نام اپنا بیان کر کہ اندیشہ موقوف ہو اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار آپکے کسی غلام کو اژدہا نگلگیا تھا
یا نہیں صاحبقران نے سر ہلا کے فرمایا کہ کسی غلام کو تو نہیں مگر ہاں امیر کے پوتے قاسم کو نگلگیا تھا اُسکا آج تک
پتا نہیں معلوم ہوا کہ وہ اژدہا کون بلا تھا کہاں گیا کہاں نہیں اُسنے عرض کیا ای شہریار میں وہی ہوں بیٹا
آپکے فرزند ارجمند علمشاہ رومی کا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری

بونتیال جادو اژدہا بنکے مجھے نگلگئی تھی جب سے مین اُسکی قید مین ہون وہ مجھپر عاشق ہی ہمیشہ مجھسے خواہان
وصل رہتی ہی مین قبول نہین کرتا وہ انواع انواع طرح کی ایذا مجکو پہونچاتی ہی اب جو خفا ہو گئی ہی تو دو ہفتے سے
نہین آئی اکثر تین تین دن بے آب و دانہ گذر جاتے ہین صاحبقران یہ سُنتے ہی بیقرار ہوئے اب یہ کہکر
دوڑے کہ ای نور نظر پارہ جگر واللہ مین نے بالکل تجھے نہین پہچانا کہ تو قاسم ہی بیٹا یہ صورت تیری
مین نے کاہے کو دیکھی تھی تو اسقدر لاغر ہو گیا ہی کہ فقط پوست و استخوان باقی رہا ہے ای راحت جان و دل
یہ کیا حالت ہو گئی کہ مین نے مطلق نہ پہچانا قاسم نے عرض کیا کہ دادا جان میری زندگی تھی اس سبب سے اب تک
زندہ ہون نہین تو بارہ برس کی قید مین کوئی جانبر نہین ہوتا اور خصوصاً وہ شخص جسپر ہر روز کی مصیبت و کلفت
ہو مین ہی ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا مر نہ گیا امیر صاحبقران قاسم سے لپٹ کے خوب روے
کرب و مقبل و عمرو بھی آنسو بھر لاے پھر صاحبقران نے فرمایا کہ ای قاسم کیا کہون جو تیری مان کا حال
ہی اور باپ تیرا جس طرح تیرے واسطے روتا ہی اور بدیع الزمان پر تو بغیر تیرے زندگی تلخ ہی اور بیٹا
فی الحال تو مین ایسی ایک بلا مین گرفتار ہون کہ خدا دشمن کو بھی ایسی بلا مین نہ ڈالے شعر کہتے ہین سے مجھے
ڈبوکے سب اپنے بیگانے ولے + الٰہی بُرا وقت کسی پر بھی نہ ڈالے + جتنے فرزندان جمشید اور سرداران دیو بند تھے
سب نے جا کے زیر جد شاہ کو سجدہ کیا ہی دین اسلام کو ہاتھ سے دیا ہی ایک مین اور بادشاہ اسلام
اور کرب غازی اور مقبل وفادار فقط باقی رہ گئے ہین بس مین اپنی جان پر کھیلکر اور موت کو برضا و رغبت
گوارا کر کے جادو المیاس مین آیا ہون کہ یا تو دامہ جادو کا استیصال کرون یا اپنی جان دون مین جادوگرنیون
کو واصل جہنم کر چکا تھا کہ دامہ قطامہ نے مجھے اور عمرو کو گرفتار کر لیا ہی کے ایک جزیرے مین قید کیا
برق جادو کا خدا بھلا کرے اُسنے آکر چھڑایا اور اب وہ اسم اعظم میرا کھو لینے کی تدبیر مین گئی ہی قاسم نے کہا
ای شہریار مین نے بونتیال جادو کے مُنھ سے سُنا ہی کہ برق جادو کو دامہ جادو نے اسقدر مارا ہی کہ
اُسکا بند بند چھوٹ گیا ہی اگر ریحانہ جادو آکے نہ بچاتی تو یقین تھا کہ وہ اُسی وقت مر جاتی صاحبقران نے
قاسم سے یہ خبر سُنکے آبدیدہ ہو کے فرمایا کہ جبھی آج کئی دن سے وہ ہمارے پاس نہین آئی اور عمرو
تو اسقدر رویا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی ہر ہر بار کہتا تھا کہ ای دوست جانی و محبوب جاودانی مجھے
اختیار نہین کہ مین آکے تیری خبر لون ای برق جادو میرا کچھ بس نہین چلتا کہ مین تجھ تک پہونچون تو اپنے دل
مین یہ نہ سمجھنا کہ عمرو میری یاد سے غافل ہی بخدا مجھے ہر وقت تیرا خیال ہی شعر رہتا ہی مجکو اُسکا تصور فراق مین
ظاہر مین ہون مین یار سے نزدیک اور دور + ہر وقت تیری تصویر میرے پیش نظر ہی تیرا دھیان مجھے آٹھو پہر
ہی ای جان جہان اگرچہ اسوقت مین تجھسے اتنی دور ہون مگر دل سے اپنے مجھے نزدیک سمجھنا اور جسوقت خدا
نے ہمارے دن پھیرے اور امید دل بر آئی ای کسان ابرو دیکھ ہی لینا ہم تیرے پاس پہونچ جائینگے
غرض صاحبقران نے چاہا کہ شکنجہ قاسم کی کھولدین اُسے بھی اپنے ساتھ لین قاسم ملتمس ہوا ای دادا جان
میری شکنین نہ کھولیے اور یہ ضرور خیال فرمایے گا مین بغیر بونتیال کے قتل ہوے قید سے نہ چھوٹونگا آپکو
اسم اعظم یاد نہین ہی کہین جلد انکو دو آپ کے دشمن بھی آفت مین نہ پہنچائین تو اور لینے کے دینے پڑ جائین
یہ باتین تھین کہ ہوا تیز تند چلنا شروع ہوئی یہ معلوم ہوا بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ جاینگے اور تاریکی چھائی قاسم نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالی مقدار اب آپ جلد یہان سے تشریف لیجائیے اور کہین پوشیدہ ہو بیٹھیے

نشان بوتیسال جادو کی آمد کے ہین اور بوتیسال علامۂ دہر آفت روزگار ہی دمامہ جادو سے کچھ کم نہین
ہی بلکہ اُس سے بڑھی ہوئی ہی آپ کے دشمنون کو بھی گرفتار کریگی مجکو اور زیادہ رنج ہوگا جیتے ہی جی مین
مرجاؤنگا فرمایا کہ ای نور چشم بارہ برس بعد تو تجھے دیکھا ابھی دیکھنے سے طبیعت سیر بھی نہین ہوئی کہ چرخ
شعبدہ باز تفرقہ انداز پھر تجھے ہمکو جدا کرنے لگا شعر فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکے عوض یون
رُلانے لگا + دیگر کیون غم سے مجکو روز رُلاتا ہی ای فلک + مین تو کبھی ہنسا بھی نہین شب کو خواب مین +
بیٹا اب مین تجھے چھوڑ کے کہان جاؤنگا جو کچھ ہوگا سب پر ہوگا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد قاسم نے
کہا کہ یہ بدنامی غلام کو گوارا نہین ہی کہ خود تو گرفتار رہون آپ کو بھی مبتلاے آفت کرواؤن آپ میرے
ساتھ گرفتار ہون خدا کے واسطے آپ اپنے کو بچائیے یہان سے جلد چلے جائیے کوشش کریکے دمامہ
کو مار ڈالیے اہل اسلام کو گرداب بلا سے نکالیے عمرو نے بھی عرض کیا کہ صاحبقران زیادہ جہالت اچھی
نہین دمامہ جادو خون کی پیاسی ہو رہی ہی بھلا جادوگر سے آپ کس بھروسے پر مقابلہ کیجیے گا اسم اعظم
بھی تو یاد نہین مفت اپنی جان دینے سے کیا حاصل اور قاسم کو تو بوتیسال جادو خدا نکرے مار نہین
ڈالیگی پھر آکر دیکھ لیجیے گا اب یہان سے جلد بھاگیے صاحبقران نامدار مع کرب غازی و مقبل وفادار
وغیرہ کے چار ناچار باغ سے نکلکر بھاگے کہ دور سے دو چار مٹھ ستیون کے دکھائی دیے کہ بت پرستون
مین اکثر عورتین جنکا خاوند مرجاتا ہی وہ بھی اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ جیتے جی جلجاتی ہین اُنھین کو
ستی کہتے ہین بس صاحبقران عالیشان خوف جان سے مع عمرو عیار و مقبل وفادار اور کرب غازی و
ابوالہول دیوانہ اور بہوداے زنگی کے اُن ستیون کے مٹھ مین جاکے چھپ رہے اور اُنھین چار طرف
سنگ مرمر کی کٹہری ہوئی جالیان جو لگی ہوئی تھین اُنھین سے جھانکنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر
کے ہوا کی تیزی موقوف ہوئی شعلۂ آتش آسمان پر چمکا ایک اژدر آتش فشان نمایان ہوا قد اُسکا تخمیناً پچاس
یا ساٹھ گز کا تھا قلاب آتشین اُسکے مُنہ سے نکلتے ہوے اُسپر ایک بلاے سیاہ کو سوار دیکھا کہ نہایت
بدہیئت کریہ منظر سیاہ فام زشت رو سر تھا کہ منہ پہاڑ چلی آتی ہی بال اُسکے برگد کی ڈاڑھی کیطرح اُڑ رہے
سینے بھی نیچے لٹک رہے ہین اور ہر بال سے شعلۂ آتشین جھڑ رہے ہین ناک مین سیندور بھرا ہوا ہی ایک
سیندور کا ٹیکا ماتھے پر بھوون کے بیچ مین دیا ہوا مردے کی کھوپری کا پرا ہوا کاجل اس طرح آنکھون مین دیے ہوے
کہ دنبالے اُسکے کانون تک کھینچے ہوے گلے مین ہار مردون کی ہڈیون کا پڑا ہوا جھولی کھاروے کی
لگی ہوئی اُسمین اسباب سحر بھرا ہوا آ کے باغ مین اُتری شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس گئی کہا
کہ آج اسکے چہرے پر ایک خوشی سی پائی جاتی ہی رنگ بھی سرخ ہی ہر روز زرد و ضعیف و پژمردہ دیکھتی تھی
آج جو اسے بحال پایا فوراً دل مین خیال کیا کہ ضرور کوئی دوست اسکا آج یہان آیا تھا پکار رہی کہ ای خاور
آج تو نہایت بشاش ہی شاید کسی گھر کے دوست یا عزیز قریب سے ملاقات ہوئی جسکی یہ خوشی ہی بتا کون
آیا تھا خاور سیاہ نے جواب دیا او لکاتہ خدا تجھے غارت کرے ایک مدت سے مین تیری قید مین گرفتار ہون
کبھی کوئی میرے پاس نہ آیا آج میرے پاس کون آگیا اگر تجھے میرا قتل ہی کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال تہمت لگا کے
مارنا کیا ضرور ہی ارے کمبخت مین خود اپنی زیست سے تنگ ہون ہر وقت موت کی دعا مانگا کرتا ہون
کیا کرون مجبور ہون دم نہین نکلتا سخت جانی کی شکایت ہی ادرا دلکاتہ تجھے مجکو دھمکانے سے کیا حاصل

بوتیسال جادو نے کہا ارے موئے تو مجھسے چھپاتا ہی یہ نہین جانتا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو مین خود دریافت کر لونگی
پھر تجھے کیسی ذلت ہوگی نہین تو سچ بتا دے کون آیا تھا شہزادہ قاسم بولا تو کہتی کیا ہی میرے پاس کوئی
بھی نہین آیا تھا بوتیسال جادو بولی خیر کیا مضائقہ تو اگر نہ بتائیگا تو اچھا نہ بتا دیکھ مین خود دریافت کیے
لیتی ہون یہ کہکے چہار طرف چبوترے کے دیکھنا شروع کیا جابجا پاؤن کے نشان بنے ہوے دیکھے
کہا دیکھ یہ کیسے قدم کے نشان ہین تو تو کہتا تھا کہ یہان کوئی نہین آیا پھر کیا یہ نشان خود بخود بنگئے اور
ابھی کوئی یہین آمد دیکھکر بھاگا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا شعر ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی
کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی + سچ بتا یہ کون لوگ تھے شہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا مین کیا جانون
کون تھے کون نہ تھے یہ نشان باغبانون کے قدم کے ہونگے وہ ادھر سے اُدھر آئے گئے ہونگے بوتیسال
نے جواب دیا اے گل دیگر شگفت ارے بتا میرے باغ مین تو نے کبھی اور بھی باغبان دیکھے ہین ارے یہ
میرا باغ سحر کا بنا ہوا ہی سحر کے زور سے تروتازہ رہتا ہی اسکا ایک ایک پتا اور ایک ایک گل بوٹا
سحر کا بنا ہوا ہی اسمین باغبان کا کیا کام ہی یہ کہکے اُن نشانون کو جو گنا تو بارہ نشان تھے کہا کیون دو
چھ آدمی یہان آئے تھے اب دل مین کچھ کشش و پیچ نہ کر جلد بتا یہ چھون آدمی کون تھے شہزادہ قاسم
نے کہا تو تو خود غیب دان ہی پھر مجھسے بار بار کیا پوچھتی ہی جہان اسقدر تجھکو دریافت ہوا ہی وہان نام ذلتا
بھی معلوم ہو جائیگا گھڑی گھڑی مجھکو کیون ستاتی ہی ایک مرتبہ کیون نہین مار ڈالتی بوتیسال جادو نے کہا
ارے کمبخت تجھے ایک مرتبہ قتل نہ کرونگی یونہین گھلاؤنگی جس طرح تو مجھے اندر ہی اندر جلاتا ہی اسیطرح
مین بھی تجھے خاک مین ملاؤنگی یہ کہکے اُن نشانون کی خاک سونگھنا شروع کی جب سب نشانون کی
خاک سونگھ چکی تو کہنے لگی کہ او قاسم مجھے معلوم ہوگیا کہ حمزہ اور عمرو اور مقبل اور کرب اور رابو الہول
اور بہودا یہ چھون آدمی یہان آئے تھے اور قہقہہ مارکے کہا کہ بعد مدت تمھارے دادا جان تمھارے
دیکھنے کو یہان آئے تھے آج اسی سبب سے چہرہ بشاش ہی تو خاطر جمع رکھ مین اُنکو بھی تیرے ہی پاس لاکے
بٹھاتی ہون خوب جی بھر کے اُنھین دیکھنا بلکہ تمام گھر کا اور اپنی امان بی بی کا احوال اُنسے پوچھنا دل کھول کے
ملاقات کرنا مین ابھی اُنھین ڈھونڈھے لاتی ہون یہ کہکے نشان قدم دیکھتی ہوئی ڈھونڈھتی چلی ہر چند قاسم
پکارا کیا کہ ارے کہان جاتی ہی مجھپر تیرا افاقہ ہوگیا مجھے کیون نہ مار ڈالیگی ادھر آ بات تو سن مگر اُس لکا
نے کچھ نہ سُنا اور نقش پا کو دیکھتی ہوئی چلی جاتی ہی ہر مرتبہ خاک اُٹھاتی ہی سونگھتی ہی اور پھینک دیتی ہی جب تک
باغ مین رہی شہزادہ ملک قاسم نے منتین و کیر کیا را گالیان بھی دیکر کہا کہان جاتی ہی ادھر آ اور اگر جاتی ہی
تو مجھے قتل کیے جا بوتیسال جادو نے کچھ جواب نہ دیا گویا سُنا ہی نہین اسم سحر کا پڑھتی ہوئی چلی گئی باغ سے
باہر نکلی نقش پا کو دیکھتی ہوئی اُن ستونون کے کھنڈون کی جانب چلی جب قریب پہونچی تو دیکھا یہان سے نشان
غائب ہین چارون طرف دیکھا کہین نشان نقش قدم نہ پایا اپنے دل مین کہا ای بوتیسال معلوم ہوتا ہی کہ
چھون خدا پرست اسی کھنڈ مین چھپے ہین آواز دی ای خدا پرستو جلدی نکلو اسمین سے نہین تو مین سب کو
نکالونگی یہان کا حال سُنیے کہ صاحبقران دوران و عمرو عیار وغیرہ شگافون مین سے دیکھ رہے تھے کہ
بوتیسال جادو باغ مین سے نکلکر ہماری تلاش مین ادھر آتی ہی بس سب کو یقین مرگ ہوگیا آپس مین
کہنے لگے کہ اب ناحق سب ہوا مارے گئے قریب تھا کہ مارے صدمے کے جان نکلجاے اور اُس بدحواسی مین

عمرو کو کلیم عیاری اوڑھنا بھی یاد نہ رہا یا چاہتا تو سب کو زنبیل مین ڈالکر آپ غائب ہو جاتا یا حضرت دنیال
کی منڈھی مین خود بھی چھپ رہتا اُن سب کو بھی پوشیدہ کر لیتا مگر ہوش بجا نہ رہے پیچھے کون اور چھپائے
کیسے جب وہ بلاے ناگہانی مٹھ کے پاس پہونچے پکاری کہ ای خدا پرستو نکل آؤ اور پھر پکاری کہ ای حمزہ دراز
گھولدے تو تو پوتے کی ملاقات کو آیا تھا اور یہان چھپکے بیٹھا ہی چل مین تیرے پوتے کو سب اچھی طرح
دکھادون اُسسے خوب گلے لگا پیار کر امیر شیر گیر نے فرمایا کہ ای عمرو کیا ارادہ ہی مین تو تلوار کھینچکر
اس سے سامنا کرتا ہون عمرو بولا یا صاحبقران ہرگز ایسا نہ کرنا شاید یہ فریب سے پکارتی ہو اپنے کسی کو
دیکھا نہ ہو چپکے بیٹھے رہیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہی امیر بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہی چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب
نہ دیا بوتیسال جادو نے دو تین آوازین دین جب کچھ جواب نہ پایا ہنسکر کہا ارے سودئیو تم کیا اندر
چپکے بیٹھے رہنے سے بچ جاؤ گے تم مجکو بھی اور کوئی سمجھے ہو مین وہ ہون کہ اگر تم سات طبق زمین کے
نیچے بھی چھپکے بیٹھو تو وہان سے نکال لاؤن تم جانتے ہو کہ مین نے تمھین نہین جانا جب اسپر بھی بالکل
جواب نہ پایا کہا اچھا موذیو ہو تمھاری تدبیر کرتی ہون مثل مشہور ہی کہ سیدھی انگلیون گھی نہین نکلتا یہ کہکے
جھولی مین ہاتھ ڈالکے چند دانے ماش کے نکالکے اُنپر اسم سحر پڑھکے اُس مٹھ پر مارے اور سب کے
نقش قدم کی خاک لیکر اُسپر بھی اسم سحر دم کرکے آسمان کی طرف پھینکی فوراً اس زور شور کی آندھی چلی کہ
خاک اُڑی کہ العظمۃ للہ وہ مٹھ جڑ سے اُکھڑکے ہوا سے آسمان ہو گیا لمحہ بھر کے بعد روشنی جو ہوئی تو
صاحبقران اور عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ہم سب میدان مین کھڑے ہوے ہین اُس مٹھ کا کہین نام و
نشان بھی نہین اور سامنے بوتیسال جادو کھڑی ہوئی ہی اُسنے قہقہہ مارکے نعرہ کہا کہ کیون حمزہ تو تو
مجھسے چھپکے بیٹھا تھا چھپ نہ سکا اب تمھارے اور لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتی ہی اور تلوار کھینچکر
چلے تھے کہ اُس لکاتہ کا فیصلہ کرین اُسنے قہقہہ مارکے کہا واہ واہ واہ کیا خوب یہ چلتی ہوئی تلوار مجھپر
آزماتے ہو ای موذ[?] عقل کے ناخن لو حواس کی باتین کرو اور بگیر لکھے ہاتھ زمین پہ مارا زمین نے پاؤن
پکڑ لیے جہان تھے وہین کھڑے رہگئے بوتیسال جادو نے اپنے سر کا ایک بال توڑکے اُسکی رسی بنائی
اور سب کو اُس رسی مین باندھا سرا رسی کا ہاتھ مین پکڑکر کشان کشان باغ مین لائی اور پکار کر کہا
قاسم تمھارے دادا جان امیر حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین انکی زیارت کرلو دیکھو تو کس
شان و شوکت اور صولت و حشمت سے آئے ہین اور صاحبقران سے کہا کہ پوتے سے ملو ذرا
اچھی طرح ملاقات کرلو اور ان سب کو بھی قاسم کے برابر اُسی درخت سے باندھ دیا اور وہان سے
پھر کر نہر پر آئی ہاتھ منہ دھویا نہائی یہان قاسم صاحبقران عالیشان سے عرض پرداز ہوا کہ جد بزرگوار
میری شامت اعمال سے آپ بھی گرفتار ہوے مجھے ایک تو اپنا رنج تھا ہی مگر اب حضور کے ملال
نے میرے اُس رنج کو بھی بھلا دیا مجھپر زندگی کو دشوار کیا اُس شیر بیشۂ شجاعت و ہمت اور ضیغم نیستان جلالت
و شوکت نے فرمایا کہ ای فرزند مین اس بات کو غنیمت جانتا ہون کہ تیرے شریک ہوکر مارا جاؤن تب مدت
اور عرصۂ بعید کے بعد آرزوے دل کی بر آئی خدا نے تیری صورت مجھے دکھائی شاہزادہ تھا و سیاہ
ملک قاسم نے عرض کیا کہ پیر و مرشد غلام کی بھی یہی تمنا تھی کہ حضور کی زیارت کرلون تو اسکے
دار دنیا سے سفر کرون مگر یہ نہین چاہتا تھا کہ اپنی طرح اسیر و دستگیر دیکھون فلک نے حضور پر تو کیا

جمال مبارک تو دکھایا مگر ساتھ ہی اسکے مجھے خاک مین بھی ملا یا کہ پیر و مرشد بھی میری طرح اسیر دام بلا ہوئے
ہاے یہ کیا ظلم و ستم بر ملا ہوے ہاے اگر مین یہ جانتا کہ حضور جو یہان میرے پاس تشریف لا وینگے تو
اس مصیبت مین گرفتار ہو جاوینگے تو مین پہلے ہی اپنی جان دیدیتا آج آپکی اسیری کا رنج و ملال کیون
دل پر لیتا ہان اس روز سخت و صعب کی مجھے خبر نہ تھی کیا میری تقدیر نے بگڑ گئی شہزادہ قاسم
ابھی یہ بیان کرکے رو رہا تھا کہ پوتیسال جادو نہا دھوکے آئی کہا کیون ای حمزہ تو اپنے پوتے قاسم کو دیکھکر
خوش ہوا یا نہین ابھی تو تونے اسے درخت مین بندھا ہوا دیکھا ہی اب دیکھ کہ کسطرح اسکو مین تجھے
دکھاتی ہون یہ کہکے خاور سپاہ کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور پر پرواز پیدا کرکے آسمان کی طرف
روانہ ہوئی ایکطرفۃ العین مین نظرون سے غائب ہو گئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ لکاتہ قاسم کو
کہان لیگئی دل میرا بیقرار ہی طبیعت کو انتشار ہی خدا خیر کرے مجھے اُسکا روز بد خدا نہ دکھاے خواجہ
نے عرض کیا ای صاحبقران آپکا یہ کیا گمان بد گذرا ہی بارہ برس سے تو وہ اُسکے پاس قید ہی اب تک
اُسے اُسنے نہ مارا آج مار ڈالیگی آپکو یہ ناحق کا اضطراب ہی فرمایا ای خواجہ یہ تم سچ کہتے ہو مین بھی جانتا ہون
مگر دل کو کیا کرون جی چاہتا ہی کہ چیخین مار مار کے روؤن عمرو نے عرض کیا کہ صاحبقران وہم کی دوا تو لقمان کے
پاس بھی نہین ہی ہم تو اب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین اور آپکو اور وہم ہوا ہی یہی باتین کہتے تھے کہ
پوتیسال جادو سر بریدہ شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز کا ایک طشت طلا مین لیکر
آئی اور لا کے سامنے امیر حمزہ صاحبقران کے رکھدیا اور کہا حمزہ صاحبقران امانت اپنی لیجیے امیر کی
نگاہ جو اُس سر بریدہ قاسم پر پڑی دیکھا کہ ابھی شہ رگ سے لہو جاری ہی زلفین خون آلود دونون رخسار روشن
بجھی ہوئی ہین چشم حسرت وا ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہاے ای نور نظر لخت جگر یہ کیا ہو گیا ہاے ای
قاسم ترک دہر کو کیا ہاے ای بیٹا ابھی تو تو اچھا بھلا تھا دم بھر مین یہ کیا ہو گیا پھر اُس افسر عالم نے سر
ملک قاسم کا طشت طلا سے اُٹھا لیا منہ سے منہ ملنا شروع کیا اور چلائے ای فرزند دلبند وای راحت
دل دردمند ای نور چشم ای آفتاب بارگاہ سلیمانی وای لواے شوکت صاحبقرانی بارہ برس بعد جمال
جہان آرا تیرا دیکھا مگر اس طرح دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی اپنے فرزند کا یہ حال نہ دکھاے افسوس صد افسوس
کہ تو پر حسرت و ارمان دنیا سے اُٹھ گیا وقت آخر کچھ وصیت بھی نہ کی اب تیری مان اور باپ سے
کیا کہونگا بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا اور گیتی افروز کہ آج تک تیری امید پر زندہ ہی وہ جو تیرا
ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کر جانا سنیگی تو کیا اپنا حال کریگی افسوس کہ تو نے مرکر سب کو مارا ای قاسم
ہمارا آنا تمکو ایسا نامبارک ہوا کہ جان تمہاری گئی بیٹا ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو اب تمہارے بعد زندگانی
دنیا کو جی نہین چاہتا صاحبقران یہ بین دلخراش کرکے رو رہے ہین اور عمرو عیار بھی سر سے لپٹا ہوا رو رہا ہی
مقبل و کرب بھی اپنی حالت تباہ کر رہے ہین الو الہول دیوانہ اور بھو جواے زنگی بھی انکی حالتین دیکھکر
کف افسوس مل رہے ہین پوتیسال جادو سر کو سامنے صاحبقران کے رکھکے چلی گئی تھی بعد ایک پہر کے
تمام ناموس صاحبقرانی کو اسیر کیے ہوے سر و پا برہنہ سامنے صاحبقران کے لائی اور کہا کہ حمزہ ذرا
اپنے ناموس کو دیکھ کہ اب مین انکو کس رسوائی سے قتل کرتی ہون ارے تو نے تو تمام زمانے کے
ساحرون کو مارا ہی اب اپنی زبردستی اور شیردلی دکھانے کو چاہ الماس مین گھس آیا ہی یہان بھی آکے

نرگس بیاد و اور سرامہ جادو کو مارا اب دیکھ کہ میں بھی تجھے اس طرح ایذا دیکر اور تکلیف پہونچا کے ماروں کہ تجکو
معلوم ہو کہ یوں کسی کا دل دکھاتے ہیں کسی کو اسطرح ستاتے ہیں یہ کہکے اُسی باغ میں سب ناموس کو چھوڑ کر
پھر چلی گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ گردیہ بانو ملکہ فیروزہ ملکہ مہر گہر تاجدار ملکہ گیتی افروز ملکہ مہر افروز
ملکہ گوہر ملک ملکہ قمر چہر ملکہ خورشید خاوری ملکہ رابعہ اطلس پوش ملکہ طلوریہ بانو ملکہ ظہوریہ بانو ملکہ سیمین بانو
وغیرہ سب خواتین صاحبقرانی پا برہنہ با سر عریان اشک ریزان کھڑی ہیں اپنے آقا و مولا وارث و والی
کو دیکھکر پکارتی ہیں کہ اے شہریار مرحبا صد مرحبا آدمی جو کچھ کرتا ہے اپنے ناموس کے واسطے کرتا ہے آپ نے اپنے
ناموس کی خوب خبر لی دیکھیے ہم اس حال کو پہونچے اور ہماری بے عزتی ہوئی امیر حمزہ صاحبقران اس بیان پر
ناموس کے رو دیے اور جواب دیا کہ صاحبو میں کیا کروں سیر اکیا اختیار رہا اور فرمایا کہ اے خورشید خاوری
اور اے گیتی افروز تم مدت سے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کے جمال جہان آرا کے دیکھنے کی مشتاق تھیں
لو ملک قاسم کو دیکھو پیار کرو گلے سے لگاؤ یہ اُس سیار باغ جنان کا موجود ہے یہ سن ملکہ خورشید
نے جو دیکھا تو دوڑ کر سر شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا اٹھا لیا سینے سے لگا لیا اور چلائی کہ اے نونہال
ریاض مادر و اے چشم و چراغ پدر بارہ برس بعد ماں کو خوب شاد کیا خوب ہمارے ویرانے کو آباد کیا اور اے
فرزند ارجمند یہ تو کہو مرتے وقت ماں کو بھی یاد کیا تھا کچھ وصیت بھی کی تھی یا ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کر گئے
بیٹا اب یہ مادر ناشاد بغیر تیرے کیونکر زندگانی بسر کریگی تیرے صدمہ و الم میں گھٹ گھٹ کے مریگی بیٹا یہ تو
بتا گیتی افروز کا رنڈاپا کیونکر کٹیگا یہ مصیبت و غم کا پہاڑ دل پر سے کسطرح ہٹیگا اتنے میں ملکہ گیتی افروز نے
دوڑ کر سر ہاتھ سے ملکہ خورشید خاوری کے لے لیا اور عرض کیا اماں جان آپ بہت پیار کر چکیں اب مجھے
عنایت کیجیے یہ سر میرے افسر کا ہے اور سر کو لیکر منہ سے منہ ملنا شروع کیا اور پکاری کہ اے شہریار فلک اقتدار
آپ دنیا سے سدھارے ہم خاک میں ملنے کو رہگئے اب ہم کسکے ہوکے رہیں آپ کچھ ہمارے باب میں
کہگئے اب فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہے گلیوں میں سر پہ خاک اڑاتی پھروں یا آپ کی قبر پہ بیٹھ کے زندگی بسر
کردوں اُدھر رابعہ اطلس پوش پکار رہی تھی کہ بیٹا ہمیں امید تھی کہ اس پیرانہ سالی میں تم ہماری مٹی عزیز
کروگے ہمکو قبر میں گاڑوگے مگر تقدیر نے اور ہی رنگ دکھایا کہ تمھارا کٹا ہوا سر ہمارے سامنے آیا ہاے کیا کریں
عجیب کشمکش جان میں کہ ان صدموں پر بھی نہ مریں الحاصل جتنی بیبیاں تھیں سب کی سب رو رہی تھیں
ناگاہ اُس لکاتہ بدتمثال جادو نے کہا کہ کیوں حمزہ اپنے کنبے کو دل بھر کے دیکھ چکا یا نہیں خیر اب انکا
جلنا مرنا بھی دیکھ لے تجکو بھی تو معلوم ہو کہ اپنے عزیزوں کے مرنے کا صدمہ ایسا ہوتا ہے سرامہ جادو کو مارکر
تو بہت خوش ہوا تھا خیر اب انکے قتل کرنے کا لطف دیکھ یہ کہکر ایک منقل آتشین لاکر اُسپر کچھ اسم سحر پڑھ کے پھونکا
کہ شعلہ آتشین اُسمیں سے نکلے بلند ہوے اور جو شعلہ جسپر پڑا اُسکو جلا کے خاکستر کر دیا وہ عورتیں چلاتی تھیں
کہ الامان الامان یا مستغیثاہ یارباہ کی آوازیں آسمان تک جاتی تھیں اور کبھی کہتی تھیں کہ یا صاحبقران زمانہ
خوب آپ جادو الماس سے کیجو فتح کرنیکو آئے آپ نے خوب خوب کارنمایاں کیے واہ واہ سبحان اللہ صاحبقران
ناچار و مجبور بیکسی و بے بسی کے عالم میں نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں چاہتے ہیں
کہ اپنے کو خنجر ماریں مگر ہاتھ پاؤں میں سکت نہیں یا نہ خنجر کھینچا نہیں جاتا عمرو سے کہا خواجہ کیا کروں اسوقت میں
اپنے میں تلوار کھینچنے کی بھی طاقت نہیں پاتا شدت ناتوانی سے جنون میرا یہ حال نہ ہو [illegible]

اور سر اٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ یا الٰہی جلد عزرائیل کو حکم کر کہ میری روح قبض کرے ای قادر مطلق
اب جلد مجھے موت دے کہ ان صدمات کا متحمل نہیں ہوں یا ان مصیبتوں اور بلاؤں کو برطرف کر اور کبھی فرشتے
کہ میں بھی عجب سخت جان ہوں کہ ایسی ایسی مصیبتیں اور ذلتیں اٹھاتا ہوں اور دم نہیں نکلتا یوتیسال جادو
سر کھولے ہوئے اسم سحر پڑھ پڑھ کے دم کر رہی ہے یہاں تک کہ سب عورتیں جل کر خاک ہو گئیں یوتیسال بولی کہ
حمزہ اب میں تجھے بھی جلاتی ہوں صاحبقران پکارے ای یوتیسال جادوگر اسطرا اپنے دین و مذہب کا جلد
خاک سیاہ کر دے کہ مجھ پر ایک ایک دم زیر دم شمشیر گذرتا ہے میں خود چاہتا ہوں کہ میرا خاتمہ ہو جائے
ای یوتیسال جادو نظم ایک دم بھی زیست اب یاں دشوار ہے + آمد و رفت نفس گویا چھری کی دھار ہے
سہل ہے دل سے بھلا دوں سارا عالم اگر + یاد اُسکی مجھکو بھلاؤں یہ بہت دشوار ہے + یوتیسال جب اُن سب عورتوں کو بزور
سحر جلا چکی تو دو ہی مشعل آتشین لیے ہوئے صاحبقران کے پاس آئی اور اُسی طرح سے اسم سحر پڑھ پڑھ کے پھونکنا
شروع کیا شعلے آگ کے بلند ہو کے گرنے لگے اُس لکاتہ نے ایک مرتبہ عمرو کی طرف اشارہ کیا کہ وہ شعلے آگ
کے عمرو کو لپٹ گئے ہر چند عمرو چیخا چلایا مگر اُس مردار نے کچھ نہ سُنا اور اسے جلا کے خاک سیاہ کر دیا پھر یونہیں کرب
و مقبل اور ابوالہول دلیانہ اور یہودا سے زنگی کو جلایا بعد اُسکے چاہا کہ صاحبقران عالیشان کو بھی جلا کے
خاک سیاہ کر دے کہ سامنے سے ایک شخص قوم اجنہ سے دکھائی دیا کہ اُسکی تین آنکھیں تھیں اور گردن ندارد تھی کہ
دونوں شانوں پر سر لگا ہوا اُسکا معلوم ہوتا تھا اُسنے آتے ہی یوتیسال جادو کو سلام کیا یہ دعا دی کہ آپکو
خداوند سامری و جمشید سلامت رکھے اب خاندان سحر و ساحری آپ ہی کے دم سے آباد ہے اور نادیدہ خداے
آسمانی کے بندوں کو خداوند سامری غارت کرے کہ انھوں نے بڑے بڑے شہر جادوگروں کے تباہ
و برباد کر دیے کوئی جگہ ساحروں کی باقی نہ رکھی یہ خدا پرست بھی عجب بلاے بے درمان اور آفت جان ہیں یوتیسال نے
کہا ای ادلوس جتنی لشکر ہے خداوند سامری و جمشید کا کہ سب خدا پرست غارت ہو گئے فقط اب ایک حمزہ باقی ہے
اُسے بھی جلائے دیتی ہوں اور ای ادلوس آج تو ادھر کہاں نکل آیا اُسنے جواب دیا میں نے سُنا ہے کہ اب خدا پرست
چاہ الماس پر گئے ہیں مجکو باد جان نے خبر کے لیے بھیجا تھا کہ جا کر دیکھ تو اب ایک ہی تو گھر رہ گیا ہے حمزہ وہاں بھی گیا
ہوا ہے خداوند سامری آپ کو سلامت رکھے کیا خوشخبری آپ نے سُنائی مگر یہ کہیے حمزہ کا عیار عمرو بن امیہ ضمری
بھی یہاں آگیا تھا یا نہیں بلکہ قاتل ساحران تو وہی ہے حمزہ کا تو فقط نام ہی نام ہے اگر وہ گرفتار ہو گیا تو بیشک خدا پرست غارت
و برباد ہو گئے اور اگر وہ دزد بایک گردن لک لک یا گرفتار نہیں ہوا اور حمزہ مع تمام اپنی فوج و لشکر کے گرفتار ہو گیا
تو کچھ نہیں ہوا پھر حمزہ کو گرفتار نہ سمجھنا چاہیے بارہا ایسا ہوا ہے کہ اگر حمزہ گرفتار ہو گیا ہے تو یہ فوراً اُسے چھڑا لایا ہے
ایک اُسکا گرفتار کرنا سارے خدا پرستوں کو شکست دینا ہے یوتیسال جادو نے جواب دیا کہ ای ادلوس میں کیا ایسی
بیوقوف تھی کہ حمزہ کو گرفتار کر لیتی اُس دزد بایک گردن لک لک یا ساربان زادے کو چھوڑ دیتی میں نے پہلے اسی کا
کام تمام کیا پیشتر اُسی کا تسمہ جھلسا دیکھو وہ جلا ہوا پڑا ہے وہ خاک کا ڈھیر اُسی کا ہے ادلوس بولا کہ اب کچھ اندیشہ نہیں
خداوند سامری و جمشید نے فضل کیا ساحروں کے خاندان کا نام رکھ لیا اب یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا پرستوں کی
شکست ہو گئی آپ کی فتح ہو گئی اب نادیدہ خداے آسمانی کے بندوں کا کہیں نام و نشان تک نہ رہیگا
ایک حمزہ کا دم باقی ہے اُسکا بھی استیصال ہو جائیگا یوتیسال بولی اُسکے استیصال میں کیا دیر ہے میں اُسے بھی
جلائے دیتی ہوں ادلوس نے جواب دیا ای ملکہ اگر آپ نے حمزہ کو یوں جلا دیا تو کیا لطف ہے اُسے جلا کے ماریے

تو البتہ کچھ مزہ ہی اُسنے کہا وہ کیونکر اسے کسطرح جلا جلا کے مارڈالیں اولوس نے بیان کیا کہ میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی
کہ اسے پہلے صحبت عیش ونشاط اور بزم رقص و سرور آراستہ کیجیے رات بھر شراب پیجیے ذرا ذرا اسپر سینکیے کباب کھائیے
ہڈیاں اسپر مارئیے پہلے یون جلائیے پھر اسکے گوشت کے کباب کرکے تناول فرمائیے اور کباب بھی اسطرح
کھائیے کہ ایک ایک بوٹی کاٹ کے کباب کرتی جائیے اور زخم پر اسکے نمک مرچ چھڑکتی جائیے تاکہ یہ تڑپے
اور مزہ جادوگردون کے قتل کرنے کا پائے بوتیسال جادو یہ سنکے بہت خوش ہوئی بولی ای اولوس معلوم ہوا
تو اس سے بہت جلا ہوا ہی اولوس نے جواب دیا کہ مین اس سے کیونکر نہ جلا ہوا ہون میرا تو طلسم اسکے
پوتے نے برباد کیا ہی مین تو اسکے خون کا پیاسا ہون مگر مجبور تھا کوئی بس نہ چلتا تھا اپنے دل ہی دل مین جلتا تھا
خداوند ساحری جمشید آپ کو سلامت رکھین آج آپ نے اسکی گرفتاری کی خبر مجکو سنائی تو آپ کی بدولت
میرے کلیجے کے بھی پھپھولے پھوٹینگے دل کی حسرت نکلیگی بوتیسال جادو نے کہا اچھا اُسے جاکر درخت سے
کھول لا اولوس نے آکر امیر کو کھولا اور کہا چل یہان سے دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور
تیرے یاد کرنے پر کیا موقوف ہی زمانے بھر مین شہرہ ہو جائیگا کہ اولوس نے حمزہ کو کسطرح مارا ہی صاحبقران
حیران اسکی صورت دیکھ دیکھ کے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ یا تو اولوس ہمارا بڑا دوست اور خیرخواہ
تھا یا آج ایسا دشمن جانی ہو گیا کیا باعث ہی پھر دل مین خیال گذرا کہ ای حمزہ اولوس نہایت عقلمند ہی کچھ نہ کچھ
مصلحت جان کے یہ اس سے ملگیا ہوگا آگے لعل جادو کو بھی اسنے اور مکلل خان نے ملکے مارا تھا اب بھی شاید ایسا ہی
کرے مگر ای صاحبقران اب کچھ مزہ زندگی کا نہین ہی جب سب ساتھی مارے جاچکے اور ایک تجھے تو کیا ایسی
بیمزگی کی زندگی سے تو مرجانا ہی بہتر ہی غرض اولوس صاحبقران عالیشان کو بوتیسال جادو کے سامنے کھینچتا ہوا
لایا وہ لکاتہ بصد کبر و غرور و نشۂ خودی مین چوبارہ دری مین آئی مسند پہ بیٹھی حکم کیا کہ صحبت ناچ رنگ کی آراستہ ہو
فوراً طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوے ناچ ہونے لگا حمزہ صاحبقران کو ایک ستون مین باندھ دیا اولوس
سے کہا وہ شراب دگر رکھی ہی اُٹھا لا اولوس نے جلدی جاکر شراب کی گلابیان گزک کی قابین لاکے
حاضر کین دور جام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا یہ قطامہ شراب پینے اور ناچ دیکھنے مین مصروف ہوئی جب
دو چار دور ہو چکے اولوس نے سب کی آنکھ بچاکے اُس شراب مین تھوڑی سی داروے بیہوشی ملادی اور
بوتیسال کو دی شراب بیہوشی آغشتہ پلانے لگا اور ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا تھا کہ کیون ای حمزہ تو نے
تو بڑا غضب کیا کہ تمام عالم کے ساحرون کو مٹا دیا کیا یہ دن تجھے یاد نہ تھا لیکن ای حمزہ یہان تو کیا سمجھکے آیا
یہ نہ جانا کہ یہان شہنشاہ جادوگران رہتی ہی یہان کچھ تیری دال نہ گلیگی کچھ بس نہ چلیگا اب تو اسطرح مارا جائیگا
کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا نوحہ کرینگے امیر یا تو قہر یا تین سن رہے تھے کچھ جواب نہین دیتے
اولوس صاحبقران کو برا بھلا کہتا جاتا ہی اور بوتیسال جادو کو شراب بیہوشی آغشتہ پلائے جاتا ہی یہان تک کے
اُس چڑیل کو خوب نشہ ہوا اور سر اسکا پھرنے لگا یہ تو ایک لکاتہ ہی پہچانا کہ اولوس نے مجھے بیہوشی دی پکاری
کہ او نمک حرام دغاباز اولوس معلوم ہوا کہ تو حمزہ کا دوست ہی یہ سب باتین تیری دکھانے کی تھین تو نے مجکو
شراب مین بیہوشی ملا کے پلائی مین نے پہچانا موے خیر تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا پہلے تجھی کو مارکے
پھر حمزہ کو قتل کرونگی یہ کہکے اسباب سحر کا اُٹھایا کہ سحر کرے اولوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا راز افشا ہوگیا
اب تو بھی مارا جائیگا حمزہ بھی قتل ہوگا اُسوقت اور کچھ تو بن نہ پڑا ایک سل کوئی سومن کی سامنے پڑی ہوئی تھی

بعجلت تمام اُسے اُٹھاکے چرخ دیکر جو مارتا ہی تو وہ سل پوتیسال کے سینے پر جاکے پڑی کہ وہ چت گر پڑی بس اولوس دوڑ کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور گلا گھونٹنا شروع کیا کہ دم اُس لکاتہ کا سبزی کی راہ سے نکلگیا پھر اُسکے خاک اُڑانے لگے شور وغل مچانے لگے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا پانی برسنے لگا آگ کے شعلے چمکنے لگے دھوان اُٹھا پھر پھر کامل قیامت بپا رہی درخت باغ کے اُڑ اُڑکے آسمان پر گئے تمام عمارت کرچیان ہوکے اُڑ گئی بعد اُسکے جب روشنی ہوئی صاف سیدان دکھائی دیا صاحبقران چھوٹ گئے بدن مین بھی طاقت آگئی اولوس دوڑکے صاحبقران گیتی ستان کے قدمون پر گر پڑا عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ اُسوقت جو کلمات لاطائل مین بمصلحت خدمت فیضدرجت مین آپکی عرض کیے تھے برائے خدا معاف فرمائیے گا اور کسیطرح کا خیال اپنے دل مین نہ لائیے گا ای امیر با توقیر سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر پیش نہ جاتی پوتیسال جادو علاسہ ایک حرافہ تھی کبھی میرے دام فریب مین نہ آتی اسپر بھی آپ نے دیکھا یہ لکاتہ پہچان گئی تھی آپ بھی مارے پڑے تھے میری بھی جان گئی تھی مگر کچھ فضل وکرم خدائے ذوالکرم کا تھا کہ آپکے اقبال سے مین نے اُسے مارا میرنے فرمایا سچ تو یہ ہی کہ تو نے عجب کارنمایان کیا کہ ایسی حرافہ کو مارا لیکن ای اولوس تمام گھر اور ناموس میرا مارا گیا تمام عزیز ورفیق کام آئے عمرو بن امیہ ضمری میرا بچپن کا دوست تھا ہر وقت سائے کی طرح میرے ساتھ رہتا میرے واسطے بڑی بڑی مصیبتین اُٹھاتا تھا سختیان سہتا تھا اُسنے بڑی بڑی عیاریان کین بعض مقامات پر نہایت طرار یان کین مین نے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسکی عیاری سے مارا بڑے بڑے سرکشون کو اُسکی چالاکی و بیباکی سے زیر کیا بہت سے دشوار گذار مقامات پر وہ پہونچا مجھے اپنے ساتھ لیجاکے مہمون کو سر کرایا اب ایسا عیار مجھے کہان ممکن ہوگا علاوہ اُسکے مقبل سا وفادار کرب سا غازی یہ کیسے میرے دوست تھے جان نثار کرنے والے تھے ہر جگہ میرے عوض مین لڑنے مرنے والے تھے جب ایسے ایسے احباب میرے سامنے پردہ دنیا سے اُٹھ گئے تو پھر اب ہم کسکے سہارے اور بھروسے پر اپنی زندگی مناتے ہین اب بعد ایسے ایسے احباب جان نثار ووفادار کے زندگی بیکار ہی مسدس

سب مر گئے فقط مین اگر اب جیا تو کیا	پیاسون کے بعد سرد جو پانی پیا تو کیا	وہ دھوپ مین ہون سائے مین گر دم لیا تو کیا
سب کچھ ہین مین نے تکلف کیا تو کیا	آئی ہین یاد وہ محفلین ویرانہ دیکھکے	رکھتا ہی دم یہ شوکت شاہانہ دیکھکے
گوشے مین بیٹھ کے کہین مر جائیگا امیر	جب دوست یاد آئینگے گھبرائیگا امیر	کیا اُنکے اقربا سے نہ شرمائیگا امیر
ہان دل کو طفل اشک سے بہلائیگا امیر	لطف حیات کثرت ایذا سے اُٹھگئے	جو پاس بیٹھتے تھے وہ دنیا سے اُٹھگئے
صحرا ہے اپنا تارک گلگشت باغ ہین	دست مراد مین یہ مئے غم کے ایاغ ہین	سینہ چمن ہی لالہ عذارون کے داغ ہین
روشن ہی قفس دل کہ بہشت چراغ ہین	ہم ایک دوست کا تو نہین جسکو روئیے	کس کسکو یاد کیجیے کس کسکو روئیے

اولوس نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار آپ اس بات سے خاطر جمع رکھیے ابھین سے کوئی عزیز اور کوئی رفیق آپکا جان بحق تسلیم نہین ہوا ہی سب بعنایت خدا سے زندہ وسلامت ہین آپ اپنے دل مین اس بات کا خیال بھی نہ لائین اسکا کیا ذکر ہی اب تک کسی کا رونگٹا تک نہین میلا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اولوس جی تو یہ کیا کہ رہا ہی مین نے ابھی سب خواتین اور عمرو وغیرہ کو اپنی آنکھ سے جلتے دیکھا ہی اور تو کہتا ہی آپ خاطر جمع رکھین سب زندہ وسلامت ہین بھلا ایسا بھی سحر ہوتا ہی کہ کسی کے سامنے اُسکے ناموس یا کسی عزیز کو جلاکے خاک سیاہ کر دے اور پھر وہ زندہ رہے اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران پہلے آپ یہ تو تصور فرمائین

کہ آپکے ناموس کجا یہ لکاشہ کجا یہان سے تا قلعۂ ذوالامان منزلون دور ہے مہینون کی راہ ہے یہ غلام کیونکر آتا جاتا
وہان تھی اور خواتین معظمہ کو اسیر کر لائی کہین قیاس مین بھی آتا ہے پیر و مرشد یہ ندبھی تو اتنا جلد نہ آسکے جاتا اس
لکاشہ نے آپکے رنج دینے کو یہ شعبدہ برپا کیا تھا کچھ لوگون کو بزور سحر مشکل بشکل خواتین کر دیا تھا صاحبقران نے
فرمایا کہ اچھا ای اولوس یہ تو مسلم ہے کہ وہ قلعۂ ذوالامان سے اتنا جلد ناموس کو کہان لا سکتی تھی بزور سحر کلمہ بنا
جلا دین مگر یہ تو کہو کہ عمرو و مقبل و ابوالہول و کرب دیہودا یہ تو سب کے سب میرے ہمراہ اور میرے ساتھ
گرفتار رہتے انھین جو اسنے جلا دیا تو اسمین تو کوئی شعبدہ نہین کیا اسنے عرض کیا پیر و مرشد یہ بھی سب شعبدہ تھا
سحر کا کارخانہ تھا اور میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے مصرع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے تھوڑی دیر مین انشاء اللہ
آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا امیر اچھو تھوڑی سچ نکلیگا ابھی صاحبقران اور اولوس مین یہ باتین ہو رہی تھین
کہ ایک طرف سے عمرو بن امیہ ضمری اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ اور یہودا زنگی
دکھائی دیئے اولوس نے صاحبقران سے عرض کیا پیر و مرشد جو مین عرض کر رہا تھا وہی ہوا دیکھیے وہ سب
صاحب صحیح و سلامت چلے آتے ہین عمرو عیار نے انھین مین نے چھپا دیا تھا آخر کو وہی سچ ہوا جو عرض کیا تھا امیر
نے ارشاد کیا ہان بھئی تم سچ کہتے تھے اس سحر کے بھی عجیب کارخانے ہین کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتے یہ کہکر خوشی
خوشی سب کو چھاتی سے لگایا پھر فرمایا اے بھئی اولوس نے یہ تہال کو جہنم واصل کیا معرکہ مار لیا عمرو نے عرض
کیا امیر صاحبقران یہ میرا شاگرد رشید ہے کیونکر نہ اسکا استیصال کرتا اس ہی مین شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بھی مثل دولہا کے شہر کی طرف سے نمودار ہوا اسلام کرکے امیر یا تو قدمون
قدمون سے لپٹ گیا امیر نے قاسم کو سینے سے لگایا نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ بیٹا اس لکاشہ نے تہال جادو نے
غضب کیا تھا کہ سر تمہارا لا کے میرے سامنے ڈال دیا تھا ای لخت جگر نور بصر قاسم کیا بیان کرون جو اسوقت
میری حالت ہوئی تھی اگر ہاتھ پاؤن قابو مین ہوتے تو بیتاملی مین اپنے کو ہلاک کر تا ملک قاسم نے عرض کیا
کہ ای شہریار مجھکو وہ قطامہ ستیون کے منڈھ کے پاس پہنچا کر اور ایک سر میرے سر سے مشابہ بنا کے طشت مین رکھکر
لیگئی تھی اولوس جنی نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو میرے گذارش کرنے کا اعتبار ہوا یا نہین سحر کے ایسے ہی شعبدے
ہوئے ہین سب خواتین بھی حضور کی فضل خدا سے صحیح و سلامت ہین آپ دل مین کچھ فکر و تردد نہ فرمایئے مگر لیاقت
ہی کہ حضور دمامہ جادو کے استیصال کے ارادے سے تشریف لے چلیے اور غلامون کو ذرا بھی اطلاع نہ کی دمامہ جادو
شہنشاہ ساحران افسر جادوگران فن سحر مین شہرۂ آفاق مگر فریب مین نہایت مشاق ہے اسکے مقابلے کو تن تنہا
آنا حضور کی فہم و فراست عقل و دانش سے نہایت بعید ہے چاہیے تھا کہ جتنے ساحر مطیع اسلام تھے اُن سب کو
اپنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب لاتے اکیلے ہرگز نہ آتے اگر غلام اسوقت نہ آتا تو دشمنون کا کام تمام ہو جاتا
کشتی اسلام ڈوب چلی تھی ہم لوگ تباہ ہوئے تھے غلام نے یونہین اڑتی ہوئی خبر سنی تھی کہ حضور یہ جہانگیر نکلے
لیگئے ہین خیال مین گذرا کہ مین بھی شرف ملازمت حاصل کرون لشکر ظفر اثر مین گیا وہان سنا کہ آپ چہار البرز
مین گئے ہین یہان جو آیا آپ کو اسیر بلا پایا دل کو عجیب صدمہ ہوا خیر خواجہ سلامت کے تصدق سے عیاری کر
وہ بنا تھی اُس لکاشہ کو جہنم واصل کیا مگر اب حضور اتنا توقف فرمائین کہ غلام جاکے تمام ساحران مطیع اسلام
کو جمع کرکے لے آئے پھر آپ دمامہ جادو کے مقابلے کو چلین صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا ای اولوس
مین اپنے پروردگار کے بھروسے پر یہان آیا ہون سوا اُسکی ذات پاک کے اور کسی سے میری مدد نہین چاہتا

یہ جو کلمے تم کہ رہے ہو تمھاری محبت وخیر خواہی پر دلالت کرتے ہین بیشک تم دوست صادق ہو اور جیسے کہ دوست
ہوتے ہین وہی اپنے دوست پر مرتے ہین خدا تمھارا بھلا کرے تم نے یہ کیا کم کار نمایان کیا کہ پوتیسال کو جہنم واصل
کرکے بجلاو برغاو رسیاہ کو قید سے چھڑایا جواب ہین اور زیادہ تکلیف دون کہ تمھین مع فوج وسپاہ استیصال
دماسہ جادو کے لیے بھیجون جب تک اقبال یاور ہی ستارہ اوج پر ہی قضا نہین آئی ہی تو ایک دماسہ جادو
کیا اگر تمام عالم کے ساحرون سے مقابلہ ہو تو کوئی میرا کچھ نہین بنا سکتا اور جس وقت موت دامنگیر ہوگی تو تمھارا
فوج کیا دنیا بھر نہین روک سکتی ہی جبکہ فتح وشکست اور زندگی و موت اُسی کے ہاتھ ہی تو پھر کسی کا ساتھ
محض اُسکی نصرت و اعانت پر بھروسا کرنا چاہیے اور کسی کو تکلیف دینا چاہیے اُسنے عرض کیا حضور سچ تو بجا
ارشاد فرماتے ہین مگر یہ تمام ساحر مطیع اسلام اسی دن کے منتظر تھے کہ جسوقت حضور سے اور ملکہ دماسہ جادو
شہنشاہ ساحران سے چاہ الماس مین مقابلہ ہوگا تو ہم جانین اپنی لڑا دینگے حضور کے قدوم میمنت لزوم پر
اپنے سرون کو قربان کرینگے اب جو حضور تنہا اُس لکاتہ بلا سے بے درمان اور آفت جان سے مقابلہ فرمائینگے
اور اسم اعظم بھی آپکا چھن چکا ہی تو مفت مین بنصیب دشمنان زحمت اُٹھائینگے اور علاوہ اسکے غلامون کے
دل کی حسرت نہ نکلیگی دل کی دل ہی مین رہیگی اور دماسہ جادو ایک علامہ دہر آفت روزگار ہی تنہا
اُس سے مقابلہ کرنا دشوار ہی اپنے خادمون کو آپ اپنے دیکھیے تو پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران گیتی ستان نے
ارشاد فرمایا اے اولوس مین سب کچھ جانتا ہون مگر خیال تو کرو تم کب گئے اور کب لشکر و فوج لیکے میری
مدد کو آسکے مثل مشہور ہی تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک تم جاؤگے اور انھین
جمع کرکے اپنے ساتھ لاؤگے یہان ہزارہا ساحر میری تلاش مین صحرا بصحرا اور کوہ بکوہ پھر رہے ہین
مین اُنسے چھپکر کیونکر بیٹھ سکونگا نامردی کا الزام مجھپر عائد ہوگا کہ حمزہ صاحبقران چھپکر بیٹھا اور بچا
قضا سے نہ چھوڑا اے اولوس مین کبھی کسی حریف سے چھپ کر نہین بیٹھا ہمیشہ کھلم کھلا لڑا کیا ہر مرتبہ خداوند کریم
نے میری امداد کی ہر بلا مجھپر سے رد کی اور ہر مقام پر مظفر و منصور فرمایا میری صاحبقرانی کی عزت کو بچایا اب بھی
وہی حامی و مددگار ہی تردد بیکار ہی مین خوف سے ساحرون کے ہرگز پوشیدہ ہوکے نہ بیٹھونگا اولوس نے
دست بستہ باندھ کے عرض کیا کہ اے صاحبقران گیتی ستان خداوند کریم ہمیشہ آپ کو مظفر و منصور کرے
اور دشمنون کو آپکے مقہور و مغلوب کرے مین یہ نہین عرض کرتا کہ حضور سب سے مخفی ہوکے بیٹھین آپکے
دشمن پوشیدہ ہون مگر مین یہ گذارش کرتا ہون کہ اپنے کو ساحرون کی نگاہ سے بچائے رکھیے غلام تین روز کا وعدہ
کرتا ہی کہ سب ساحران مطیع اسلام کو لیکے حاضر ہو جائیگا انشاء اللہ تعالے اسمین کسی طرح کا فرق نہ آئیگا صرف
تین روز تک آپ توقف فرمائیے ابھی براہ مقابلہ دماسہ جادو نہ تشریف لیجائیے اگر تین روز مین غلام نہ آئے تو
پھر حضور کو اختیار ہی جسطرح ارشاد ہو آپ جنگ و جدال کے لیے تشریف لیجائیے دشمنون کے لہو بہائیے
سلطان صاحبقران نے ارشاد کیا کہ بہتر اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی اور تم اسی بات پر مصر ہو کہ تمھارا کہنا ضرور
منظور کرون تو شاید یہ میرے حق مین نافع ہو خیر جو تمھاری مرضی ہو تم جاؤ جہان تک مجھسے انتظار ہو سکیگا کرونگا اولوس جنی
تو سلام کرکے اُدھر روانہ ہوا ادھر صاحبقران والاشان نے عمرو بن امیہ ضمری سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ
جب تک اولوس اپنی فوج وسپاہ لیکے آئے ذرا تم جاکے خبر تو لاؤ کہ شہر زمردنگار یہان سے کتنی دور ہی
عمرو نے التماس کیا کہ اے صاحبقران زمان مین آپ سے کتنی مرتبہ عرض کر چکا ہون کہ دنیا مین [illegible]

کرتا ہون اول تو دریا سے دوسرے ساحر سے تیسرے نقابدار سے پھر یہان تو ایک دو ساحرون کا بھلا کیا
ذکر ہی سارا ملک ساحرون کا ہی اور ساحر بھی کون سے جو آجکل ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہین چارطرف
ہماری تجسس و فکر مین پھر رہے ہین کہ جہان انھین پاسے فوراً گرفتار کر لیجاسے پس اگر مین گیا اور کوئی ساحر مجھے
راستے مین ملگیا اُسنے مجھے گرفتار کر لیا تو مین اُسکا کیا بناؤنگا قتل ہونگا یا قید مین پڑے پڑے سڑ جاؤنگا لہذا
مجھے معاف فرمایے مین اس خدمت سے باز رکھا جاؤن اور علاوہ ازین جو کچھ حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن یہ سنکر
بہودلے زنگی نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اگر حکم عالی پاؤن تو مین جا کے خبر لاؤن اسلیے کہ خواجہ صاحب
تو ساحرون سے خائف ہین اور یہان کی راہ سے بھی بالکل نابلد اور ناواقف ہین اور مین تو ہمیشہ سے
یہان حاضر ہون اکثر راستون سے بھی ماہر ہون مین جا کے دریافت کر آؤنگا جو کچھ ہوگا حاضر ہو کے عرض کرونگا
صاحبقران نے فرمایا اچھا بھئی تمھین جاؤ دریافت کرو بہودلے زنگی حکم پاتے ہی روانہ ہوا بعد دو گھڑی
کے پھر آیا عرض کیا پیر و مرشد شہر زمرد نگار تو اب یہان سے بہت قریب ہے مین تھوڑی دور گیا تھا
کہ سواد شہر زمرد نگار معلوم ہونے لگا فرمایا کہ اچھا ای بہودلے زنگی ہم ادلوس حبشی کا انتظار کر رہے تھے
تم جب تک چاہ الماس کے باہر جا کے مرکب ہمارا لے آؤ اشقر دیوزاد اُسکا نام ہی تم اُس سے کہنا کہ ای
اشقر تجھے تیرے آقا امیر حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی وہ فوراً میرا نام سنتے ہی تمھارے ساتھ چلا آئیگا
بہودلے نے عرض کیا بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور ہوا کی طرح اُس اسپ وفا شعار صبا رفتار کو آپ کے
پاس لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا صاحبقران نے عمرو عیار سے فرمایا کہ ای خواجہ مین تو سیدھا شہر زمرد کو
جاتا مگر ادلوس حبشی کے اصرار نے مجبور و ناچار کر دیا خیر دو دن اُسکا انتظار کر لون تو چلون عمرو نے عرض کیا کہ
صاحبقران زمان اب یہان میدان مین بیٹھے رہنا تو مناسب نہین ہی کسی گوشے مین چلکر پوشیدہ ہو بیٹھیے
فرمایا اچھا جہان تمھارا جی چاہے چلے چلو یہ کہکے اُٹھ کھڑے ہوے ایک سمت کو چلے وہان حال ملکہ دامہ جادو
کا سنیے کہ یہ شہر زمرد مین سریر جہانبانی پر بہزار نکبت و پریشانی متمکن ہی اور تمام ساحران خدا ساحری مشغول
ترد دہشت کردار گرد و اطراف مین اُسکے بیٹھے ہوے ہین ذکر خسرو خسروان شاہ شاہان تزلزل افگن
ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا ہو رہا ہی کہ یکایک ساحر روتے پیٹتے سر و پا برہنہ
مضطرب الحواس مبتلاے یاس و ہراس لاشہ بوتیسال جادو کا لیے ہوے سامنے دامہ جادو کے آئے اور عرض کیا
کہ سرگروہ خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران نے ملکہ بوتیسال جادو کو مار ڈالا ہم اُسکی لاش لیکے حاضر
ہوے ہین دامہ جادو نے جو لاش بوتیسال جادو کی دیکھی تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور ایک نعرہ کیا کہ
ہاے بہن بوتیسال جادو تم یہ کیا کر گئین ایک بازو تو نرگس جادو کے مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرے بازو کو
تمنے توڑا ہاے یہ کیا ہو گیا میرے گھر پر کیسی آفت آگئی کیا بلا چھا گئی کہ سب بیٹھی روتی پیٹتی ہی کہ سر اپنا دیوار پر
دے مارے کہ بیٹھا رے لوگون نے دوڑ کے تھام لیا اور عرض کرنے لگے آپ کیون ہلاک ہوتی ہین
ناحق روتی ہین جو ہونا تھا وہ ہوا اب اپنے کو ہلاک کرنے اور سر دیوار پر دینے سے کیا ہوتا ہی درحقیقت آپکے
خاندان پر دفعۃً ایسی آفت آگئی کہ بیان نہین ہو سکتی دو ہی چار دن کے عرصے مین گھر کا گھر مین موت کی جھاڑو
پھر گئی سب کی صفائی ہو گئی پہلے نرگس جادو نے اس سراے فانی کو چھوڑا آپ کے بازو کو توڑا پھر ملکہ
سرامہ جادو کے مرنے نے تو قیامت برپا کر دی چراغ خاندان کا بجھا دیا شہر زمرد سونا ہو گیا

عالم برپا یا سب کے دلوں کو غم دونا ہو گیا زندگی کا لطف جاتا رہا آفتاب شہر زمرد کا غروب ہو گیا زمانہ تیرہ و تار
نظر آنے لگا اب انکے مرنے نے اور بھی غضب کر دیا اگر آپ اپنے کو جو ہلاک کیے ڈالتی ہیں اس سے کیا فائدہ
ہی پہلے اُن دشمنوں کو جنکے ہاتھ سے یہ سب آفتیں آئی ہیں پھر جو چاہیے وہ کیجیے گا اگر آپ ہی ہلاک ہو گئیں
تو دشمن خوش ہونگے ہم سب آپ کے دم سے علاقہ رکھتے ہیں اگر آپ نہ ہوئیں تو ہم سب مثل مور و ملخ کے پیکر
مار ڈالے جائینگے دمامہ جادو نے کہا پوتیسال جادو تو مجھسے کسی طرح کم نہ تھی حمزہ نے اسکو کیونکر مار ڈالا نرگس جادو
اور سرامہ جادو پر تو گمان ہوتا ہی یہ سازش سے قتل کیگئیں لیکن پوتیسال جادو کے قتل ہو جانے کا بڑا تعجب ہی
اول تو وہ ایسی نہ تھی کہ کسی کے دم میں آجائے اور کسی کی عیاری و مکاری سے چوٹ کھا جائے دوسرے
اسم اعظم حمزہ کا بنسبہی پھر کیا ہوا کون سی اُفتاد پڑی مصرع کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا ہے اُسکی ساتھ والیوں
نے جواب دیا ای ملکہ عالم بلائیں ہماری ملکہ پوتیسال جادو نے تو حمزہ کے استیصال میں کچھ فرق نہ کیا تھا
اُس موئے عیار سمیت سب کو پکڑ لیا تھا اور چاہا کہ اچھی طرح سزا دے سب موؤں کو جلا دے مگر بیٹا مکلل خان
کا اولوس جنی آیا اُس موذی کاٹے لے پھر ایسی باتیں خوشامد کی کین کہ حمزہ کو قتل نہ ہونے دیا صحبت عیش و نشاط
کی آراستہ کرائی اُسمیں ملکہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی جب ملکہ کو معلوم ہو گیا کہ اُسنے مجھے بیہوشی دی پکاری
اولوس میں نے تجھے بچایا تاکہ تو دوستدار حمزہ کا ہی اور مجھے تو نے شراب بیہوشی آلود پلائی ہی خیر تو میرے ہاتھ
سے بچکے کہاں جائیگا اپنے کیے کی خوب سزا پائیگا پہلے تجھی کو مارونگی پھر حمزہ کا سر تن سے اُتارونگی بس اتنی بات منھ
سے ملکہ کے نکلی تھی کہ ایک بڑی سی سل اُس مردود نے اُٹھا کر ماری سر پہ ملکہ پوتیسال جادو کے پڑی سر کے
ہزار ٹکڑے ہو گئے دریا لہو کا بہنے لگا اُنکا تڑپنا جسنے دیکھا نہ گیا ہم سب دوڑے بیہوش ہو ہو کر گرے اُسنے
جتنی جادوگرنیاں تھیں ایک کو زندہ نہ چھوڑا سب کا رشتہ حیات توڑا ہماری قضا نہ تھی بچ گئے جب ہم ہوش میں آئے
تو ملکہ کو مردہ پایا لاش اُنکی آپکی خدمت میں لائے یہ سنکر دمامہ نے کہا یہ کو وہ منافق آیا اور اُسنے بہن کو میری
مار ڈالی تو سمجھی کہ اُس نابکار سے اپنی بہن کے خون کا عوض نہ لیا ہو اُسکے گھر بھر کو تہس نہس نہ کیا ہو ذرا
پہلے امیر حمزہ صاحبقران کو مار لوں تو قاتل خان سے سمجھوں اور حکم دیا کہ جلدی ارتھی بناؤ لاش بہن کی اُٹھاؤ اُسی وقت
چوب صندل کی ارتھی بنائی گئی تمامی سے تمام منڈھی گئی کپڑے کی ٹٹیاں اُسپر لگائی گئیں چاروں کونوں پر چھتر
چاندی کے لاکر نصب کیے گئے اسادری کی جھنڈیاں کھڑی کی گئیں اُس اکمانتہ کی لاش کو رکھکے پہلے ارتھی کے آگے
کچھ لوگ ناقوس پھونکتے ہوئے گھنٹیاں بجاتے ہوئے پیچھے تعریف ساحری و جمشید کی کرتے ہوئے بینڈ باجا بجاتا
پیچھے پیچھے دمامہ جادو سر و پا برہنہ روتی پیٹتی ہوئی چلاتی چلی جاتی تھی کہ ای بہن پوتیسال جادو اگر میں زندہ ہوں تو خون
تمہارا ان خدا پرستوں سے لونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اگر انمیں سے کوئی بھی زندہ رہگیا تو میں نے اپنا نام دمامہ جادو
نہ رکھا ہوگا نام لیوا اور پانی دیوا اُنکا باقی نہ رکھونگی جہاں جہاں یہ موئے ہونگے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے قتل کرونگی
اور میں ایک دن یہ سب کے واسطے ہی ہمیشہ کوئی زندہ نہ رہیگا غرض ایک مقام پر پہونچا کے اُسے جلایا پھونکا وہاں سے
پھر کے بارگاہ میں آکر بیٹھی اُسنے ملکہ برق جادو لاٹھی ٹیکتی ہوئی آئی دمامہ سے لپٹ گئی کہنے لگی کہ خالہ اماں جو
ہونا تھا وہ ہوا اب آپ زیادہ رنج و غم نہ کریں میں اب اچھی ہو چکی ہوں دو چار دن میں بناؤنگی پھر خدا پرستوں
کو جن جنکے گرفتار کرلونگی اور جھلاوا کو گون نے حضور سے برباں لگا کے مار کروا دیا اگر آپ نے سنا ہوگا کہ خالہ
پوتیسال جادو کیونکر ماری گئیں خالہ اماں ایک زمانہ حمزہ کے ساتھ ہی میں نے سنا ہی کہ لاکھوں جادوگر حمزہ کے

ارشاد فرماتے ہین استقلال کو ہاتھ سے نہ دیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ قادر توانا ہی دمامہ جادو کی کیا حقیقت ہی اگر اسکا قصد ہوگا دمامہ دم بھر مین غارت ہو جائیگی القصہ صاحبقران نے سبھون سے کہا کہ صاحبو گھوڑون پر سوار ہوا ور جدھر جی چاہے چلے جاؤ مین کسی طرح مزاحم نہین سب نے ہاتھ باندھ باندھ کے عرض کیا ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جہان آپ تشریف لیجائینگے ہم بھی آپ کے ہمراہ رکاب ہین سوا آپ کے ساتھ کے کہان جائینگے اور اگر لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہی تو ہوا کرے غلام کس دن کے لیے ہوتے ہین لڑائی سے کیا ڈرنا ہی اگر آج مرینگے تو کیا اور کل مرینگے تو کیا بہر طور ایک دن مرنا ہی نظم قہر ہین تو ہو نگے نہ کیون نام روشن + شجاعت کی دینگے گواہی دگر گھر سے ہونگے بیرون بے زرہ ہون سے روزن + کفن پر کفن ہونگے کرتون کے دامن + سرون پر اگر بجلیان بھی گرینگی پھر یگا نہ منھ جب تلک آنکھین پھر ینگی + امیر با توقیر نے سر جھکا لیا اور فرمایا اچھا تمھین اختیار ہی یہ کہکے بسم اللہ کہکے اُس اسپ صبا رفتار شبرنگ سوار پر سوار ہو ئے گھوڑا بھی دلھن بنا ہوا تھا گن گن کے قدم ناز سے اُٹھانے لگا مسدس

نکلی پال سے یہ صورت... اسپ سیاہ
ہتا زیر کوہ طور نگر نور کا ہین
دندان سا ہوا رہین صنوبق گہر گہر
گویا ہوا تھا تجسمر ضیا مین کمر کمر
چالاک تھا یہ اسپ امیر جہانستان
ہو شور گرد شعلۂ جوالہ ہی دھوان
کیون آہوے ختن سے کیا خطا کرین
اہل تتار نافہ اُسی فدا کرین
بیشک سم و سپید فہم جو اُسکو ہاتھ آسکے
ہی رتم دل شکار کرے آنکھ ان نہ کھا سکے
چوگان ہوا اُس سے تو سن بد خو سے آسمان
نقش قدم ہین آئینۂ رو سے آسمان
قربان پاسے رخش ہیں سا گام ہی سیا
روز ازل سے اُسکی ہوا خواہ ہی ہوا
اُس سے نہین ہی طائر سیماب کو مثال
خاک سم فرس کا اثر پاسے کیا مجال
ماؤس کا شرف یہ ہی پاون رکاب ہی
خدا غلامی فرس لا جو اسپ ہی

پھولوں جیسے بدھیان پہنے ہوے دلھن
والان زین اُڑے کہ وہ گھوڑا ہوا ہوا
سینے کو تنغین کہانے کی خواہش سپر کی
جب خوبصورتی سے وہ گھوڑا روان ہوا
طبع غبی ہو وسعت سے جس سبب کے روان
سوے فلک زمین سے جر کیا را اُڑ گیا
آہو نہ اُس سے آنکھ چرائین تو کیا کرین
ہے وہ ہرن ہی نر و منقش جسکے پاؤن مین
اشقر کو اُسکے اوج مراتب سے کیون گرا
پھر بکر کے گرد جانب چرخ کہن گیا
اسکے ہلال نعل ہین ابرو سے آسمان
نازان ہی مہر پہ فلک سے پیچا سب ہی
اسو جہ سے بیشتر اسے کہتے ہین باد پا
جب زین اُڑا ہوا سے بہشت برین لگی
ہو کیون نہ بیقرار کہ ہی عاشق جمال
اسکے غبار راہ سے اکسیر گرد ہو
خود اپنے پاؤن دیکھکے اُسکو حجاب ہی
آئینے داغ دیو زاد کی الفت مین کھائے ہین

کلگی نفیس زین مرصع بہار تن
کھاتے ہی پہ ہما نہین معلوم کیا ہوا
ہر بار پوچھتا تھا ہوا سے کدھر کدھر
گلگون بوے گل نہ کبھی ہمعنان ہوا
کاٹے کرے تو گرد مین ہو اسطرح نہان
عقل تھا فرشتہ بنکے وہ رہوار اُڑ گیا
ہو تحسین اُسکی رم کو طرارے بھرا کرین
آنکھین لڑائے شیر سے تیغون کی چھاؤن مین
کیونکر یہ راہوار ہما پہ شرف نہ پاسکے
سچ ہی ہما اُسی کے تصدق مین ہٹ گیا
ہی دیو زاد قوت بازو سے آسمان
اسکا سوار دین کا ایک آفتاب ہی
ہی ابلق امتحان مین یہ جھونکا نسیم کا
مضمون یہ وہ ہی جسکو ہوا تک نہین لگی
کرتا ہی جست دیکھکے اشقر کی چال ٹالا
زرین تمام دامن دشت سبز ہو
ہر ہر مین جو نقوش سے ایک آب و تاب ہی
پیر آشفتہ خدا اسکے پرون پہ لگائے ہین

غرض گھوڑی دور گئے ہونگے کہ سامنے سے شہر زمرد دکھائی دیا عمرو نے دوڑ کے باگ پکڑ لی کہ بس ای صاحبقران اپنا کہنا کر چکے وہ سامنے شہر زمرد معلوم ہوتا ہی اب آگے نہ بڑھیے یہین ٹھہریے کہ یہان درخت بھی سایہ دار ہی اور میدان بھی لڑائی کا خوب ہی شہر کے اندر جانے کا ارادہ نہ کیجیے جان بوجھ کے اپنی جان نہ دیجیے اگر آپ جان نثار کا کہنا نہین کرتے تو ساتھ والون پر ترس کھائیے اب آگے نہ جائیے غرض بزار جبر و کد صاحبقران

وہان ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ذرا جاکے اندرون شہر کی خبر لاؤ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر اگر میرا قتل ہی
کرانا منظور ہی تو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہان کاہے کو بھیجتے ہین صاحبقران یہ سنکے خاموش ہو رہے
لیکن دمامہ نے جن ساحرون کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہان آنکلے جہان صاحبقران
مع قاسم و عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار و کرب غازی و ابو الہول دیوانہ و بہودا سے زنگی کے
درختون کے سائے مین کھڑے تھے اُن ساحرون نے دیکھکے آپسمین کہا یہ کیا ماجرا ہی کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک
پیادے سے ملکہ دمامہ جادو سے لڑنے آیا ہی دوسرے نے کہا کہ حمزہ بڑا جبری اور بہادر ہی اُسے فوج و سپاہ کی
کیا ضرورت ہی تیسرے نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ حمزہ روز اول سے تن تنہا چاہ الماس مین آیا ہی چوتھا بولا کہ میان
اسے کچھ تو بھروسا ہوگا جب تو یہ اس طرح آیا ہی پانچوین نے جواب دیا ہمین ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم
جاکے ملکہ دمامہ جادو کو خبر پہونچا دینگے کہ حمزہ فلان مقام پر تین آدمیون سے کھڑا ہوا ہی بس وہ جانے یہ جانے
ہمکو نبرد اسے ہمین ان باتون سے کیا کام ہی غرضکہ آپسمین یہ صلاح کرکے خدمت دمامہ جادو مین آئے یہ ماجرا
عرض کیا کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے کی جمعیت سے دروازہ شہر پناہ ملک زمرد سے سات کوس پر
درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی دمامہ جادو نے کہا موئے دیوانے ہو گئے ہو حمزہ میرے ڈر کے مارے کہین چھپا ہوا
بیٹھا ہوگا یا یون ہیچ میدان مین کھڑا ہوگا اُنھون نے کہا پیر و مرشد اگر اسمین فرق نکلے آپ کو اختیار ہی جو چاہے کیجیے
جو چور کی سزا وہ ہماری سزا دمامہ جادو نے تمام ساحرون کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ گردش فلکی ہی کہ دو چار آدمی
مجھ ایسے بلا سے بیدرمان آفت جان شہنشاہ ساحران سے مقابلے کو آئے ہین مجھکو خیال تھا کہ اگر تمام عالم جمع ہو
تو زبان ہلا دینے مین سب کا کام تمام کرون خیر ایسا بھی ہوتا ہی اور مین تو حمزہ کو کب کا قتل کر چکی تھی مگر وہ میری
قید سے چھوٹ کے بچ گیا اور مین نے نادانی کی نہین تو جیسے اُسے گرفتار کیا تھا جب ہی مار ڈالتی ہمیون بخوف کیا
کہ خیر جب وہ چھوٹ گیا تو چھوٹ گیا مگر اب کہان بچ کے جائیگا جیسے حکم ہو وہ اسیر کر لائے یا سر کاٹ لائے
کہا اب تو وہ لڑنے آیا ہی ہمین کہ ہین میدان جو کچھ ہوگا سر میدان ہوگا بعد اُسکے دمامہ نے اپنے دونون سپہ سالارون
سے کہ ایک کا نام ماران فیل گوش شیر جدولست اور دوسرے کا نام تیز جادو ہی یہ دونون بلا سے بیدرمان و آفت جان
ہین ہنر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے ان دونون سے کہا کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکے چلو کل ہم بھی آئینگے ماران فیل گوش
نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران غلام کو اس بات کا بڑا تعجب ہی کہ حضور جیسا شخص ان پر
لشکر کشی کا ارادہ فرماتی ہین کسی کو بھیج دیجیے وہ جاکے سر کاٹ لائے دمامہ نے کہا ای ماران فیل گوش
مثل مشہور ہی کہ لومڑی کے شکار کو جائے تو شیر کا سامان کرے اور سیر نقصان اسمین کیا ہی دیکھو نہ حمزہ کیسا
قوت پر مجھسے لڑنے کو آیا ہی ماران نے عرض کیا کہ ای ملکہ ہم تابع حکم ہین جیسا ارشاد ہوا اُسی وقت بجا لائین
یہ کہکر حکم دیا کہ پیش خیمہ باہر شہر کے ایستادہ ہو اور لشکر بیرون شہر جاکے اُترے اُسی وقت تمام لشکر اسکا
مع خیمہ و خرگاہ بیرون شہر روانہ ہوا صاحبقران والا دودمان دیکھ رہے تھے کہ سات سوار درآتش فشان نمودار ہوئے
اُنپر سات سو علم نشان سات لاکھ کے نمودار ہوئے ہر ایک علم کا پھریرا سرخ رنگ شعلہ آتشین ہر علم پر سے
مین سے نکلتے ہوئے تعریف جمشید و سامری کی اُنپر لکھی ہوئی اژدہے منہ سے قلاب آتشین چھوڑتے ہوئے
آگے قائم ہوئے لیدا سکے خیمہ شتر قاز پر لدے ہوئے آئے اور جا بجا استادہ ہونے لگے اور اس طرح
ساحرون کی آمد شروع ہوئی کہ کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر نمودار کوئی فیل آتشین پر بیٹھا ہوا کوئی

خواجہ ہم فراشی کیا جانین ہمنے تو عمر بھر کبھی یہ کام نہین کیا ہاتھ سے ایک چوب بھی نہین چھوئی ہم بھلا خیمے کیا استادہ کرین
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحبو تحقیق خدا نے تمہین عقل کہان دی ہی کہ تم فراشی کرو یہ سب فن تو میرے پیٹ مین
بھرے ہوئے ہین تمہاری وہ مثل ہی لا دے لدا دے لادنے والا ساتھ دے سب اسباب خیمے ڈیرے بھی مین ہی
پیدا کرون اور مین ہی میخین گاڑون چوبین کھڑی کرون مین ہی کھینچون مین ہی قناتین لگاؤن مین ہی خیمے بپا کرون پھر جب
مین ہی یہ سب کام کرون تو لازم ہی کہ مین ہی اُسمین حفاظت سے بیٹھون اور تم سب کو یہین میدان مین گذار نے دون نا
تو یہ مجھسے کبھی ہونا نہین اور تم سچ کہتے ہو فراشی بہت مشکل ہی اسکا بھی ایک علم ہی جب برسون انسان سیکھتا ہی تو
کہین کچھ کام کرنے لگتا ہی خیر اگر اور کچھ تمسے نہ ہوگا تو اتنا تو ہوگا کہ جو مین کہون وہ کرو سب نے جواب دیا کہ ہان
اسکی قباحت کہین جو تم ہمین بتاتے جاؤ وہ ہم انجام دیتے جائین غرض صاحبقران دوران آسمان جناب جو ہر اگر دامن
گردان کر مستعد ہوے وہ بھی پانچون شخص آمادہ ہوے بارگاہ فلک اشتباہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ السلام
کی استادہ کرکے باقی خیمے ڈیرے اور بازار وغیرہ عمرو نے جنات سے استادہ کرائے تمام راوٹیان اور سائبان سفید
کپڑے کے تھے القصہ بہر رات گئے تک سب خیمے بپا ہو گئے دکانین آراستہ ہو گئین کٹورا کھنکنے لگا بازار گرم ہوا

چمکا اسباب بکنے لگین اب جو اس خیمۂ فلک رفعت کو دیکھا تو قدرت الٰہی نظر

بالائے عرش قبہ بنا تھا نور کا
ای دل جو اسکو برج تجلی کہا تو کیا
تشبیہ ہو یہ پائی طبیعت کے نور نے
سدرہ سے چہرہ اپنا نکالا ہی حور نے
تار شعاع مہر تھی بیشبہ سر طناب
تھے رشتہ ہاے نور طنابون مین بے حساب
بادِ صبا کا بھی نہ گذر نہ نہ رہتا تھا
چارون طرف کو حفظ خدا کا حصار تھا

تھا خیمۂ آسمان کلس تھا کہ چاند تھا
تھا زیب طور عکس گل قدرت خدا
تھا خیمۂ امیر کا قبہ کہ آفتاب
وہ وقت شب کا اور وہ خیمے کی آب و تاب
اسی طرح اور سب خیمے ڈیرے

بارگاہین بچھے راوٹیان اسمین اپنی اپنی جلوہ گری دکھا رہے تھے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ سبحان اللہ
خواجہ شب بسر کرنے کی کیا خوب تدبیر نکالی ہی بڑا ای خواجہ اگر آج زندہ بچے تو کل کسی طرح نہین بچتے شہر دنیا سے
تب ہجر مین اب ہم سفری ہین + جو دم ہی غنیمت ہی چراغ سحری ہین عمرو نے عرض کیا ای شہریار آپ یہ ارشاد کیجیے
خدا کو یاد کیجیے وہ خالق برحق اور قادر مطلق ہی ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی اُس سے ہر دم امید فضل و کرم کی رکھیے
شہر نہین فضل کرنے اُسنے کتنی بار ہمارے ہوا اُس سے مایوس امیدوار + کیسے کیسے رنج و مصائب پیش آئے ہین مگر خدا
دفع کر دیے ہین اب بھی وہ دفع کر دیگا ہمین اور آپ کو اس بلا سے نجات دیگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ای
خواجہ عمرو جو تم کہہ رہے ہو بیشک و لاریب یونہین ہی اُس سے امید فضل و کرم کی رکھنا چاہیے اور خیال تو کرو کہ اگر
مجکو امید اُسکے فضل و کرم کی نہ ہوتی تو مین چاہ الماس مین اس لکاتہ دامہ جادو کے مقابلے کو کیونکر آتا مجھے تو
ہر وقت اور ہر ساعت اُسی کے فضل و کرم پہ تکیہ ہی اور اُسی کی ذات پاک کا بھروسا ہی اور یہ کلمات مین نے
تمسے اسوقت حالت اضطراب اور کیفیت یاس و ہراس مین بیان کیے یہ فقط مقتضاے بشریت تھا اور کیا مین
نہین جانتا ہون کہ وہ معبود بے نیاز مسبب الاسباب اور کارساز ہی انہ انا ابتدا اگر وہ نہ میری مدد نہ کرے
تو کیا بھلا اور کسی کی بھی یہ قوت و طاقت اور مجال ہی کہ مدد کر سکے شعر ہرین بے حکم رب الاربا[illegible] سکتا
ہل نہین سکتا کہین + یہ باتین کرکے سرگروہ خدا پرستان امیر حمزہ صاحبقران نے وضو کیا نماز [illegible] ادا
وظائف کے دعا مانگنا شروع کی کہ ای رب الارباب و ای مسبب الاسباب تو ہی ان دشمنون [illegible] جان و
آبرو کا نگہبان ہی اور اگر تیری رضا یون ہی کام آئے تو سر بھی قربان ہی اللہ [illegible] ہر چند فتنۂ دنیا جمہور ان ہین

عروج خالق لیل و نہار دے مجکو
پئے وقار محمد وقار دے مجکو
سنبھال دونون جہان کے سنبھالنے والے
پناہ دے مجھے ای میرے پالنے والے
ہمیشہ رحم و کرم ذوالجلال فرمایا
ریاض دہر مین کیا کیا نہال فرمایا
قصور اور کسی کا اگر ذرا کرتا
کیا جو تونے یہ کوئی نہ ای خدا کرتا
غم خزان نہ سرور بہار باقی ہین
پر مرحلے ابھی پروردگار باقی ہین
نہ سائے ہین نہ یہ مجرم پناہ مین ہوگا
ہجوم عقرب و مار سیاہ مین ہوگا
زمین قبر کو چرخ کہن بنا دینا
مرا کو صحن جنان کا چمن بنا دینا
چشیدہ اشت ہی وسعت ہے تیری رحمت کی
ہونگا مین بھی معبود لے عدالت کی
اٹھاؤن سر کو خجالت سے غیر ممکن ہی
فرار تیری حکومت سے غیر ممکن ہی
کیے ہین جرم سراسر حجاب آتا ہی
دعا مین بھی مجھے داور حجاب آتا ہی
کریگا کوئی بھلا کیا برابری تیری
زبان نہین جو کہون بندہ پروری تیری
قریب سب سے ہی تو سب کا ہی ای مالک
کسی کو دخل تری مصلحت مین کیا مالک
عجب ذلیل ہون مین اور عجب محتاج
غنی ہی تیری فقط ذات سب ہین محتاج

کچھ اعتبار نہین اعتبار دے مجکو
گناہگار ہون محجوب و شرمسار ہون مین
مصیبتون کو مصیبت کے ٹالنے والے
رحیم کون ہی تجھسا بھلا جہان جاؤن
کیے قصور نہ تونے خیال فرمایا
دیا وہ نام کہ پروا نہین اسیری کی
تری قسم نہین معلوم حال کیا کرتا
رحیم و غافر و ستار نام تیرا ہی
ملال نزع نہ تعذیب مزار باقی ہین
نہ آشکار کسی عیب کو کیا تو نے
سفر ضرور ہی کیا حال راہ مین ہوگا
کوئی یہان نہ وہان آبرو بچائیگا
ستارے نقطۂ حرف کفن بنا دینا
رحیم و مونس وحشت جو تو رہیگا تو
کہ مجکو سیر دکھائیگا باغ جنت کی
بھرے گناہ سے گو ہر بشر کو سکتا ہی
ڈرون نہ تیری حکومت سے غیر ممکن ہی
گناہگار بھلا جائیگا کہان تیرا
تامل سوچ کے اکثر حجاب آتا ہی
جو جیتے موت کے ہین رنج کے بہانے ہین
کہ ذات پاک معایب سے ہی بری تیری
قریب و دور سبھون کی زبان پہ آتا ہی
گدا کو شاہ کرے شاہ کو گدا مالک
امیدوار ہین سب تجھسے کارسازی کے
کریگا کیا کسی محتاج سے طلب محتاج
کسی کے سامنے کب ہاتھ پھیلنے دیتا ہو

خزان مین رنگ بہ رنگ بہار دے مجکو
ترے سہی فضل و کرم کا امیدوار ہون مین
سفر نجات کی صورت نکالنے والے
بتا مجھے ترے در کے سوا کہان جاؤن
قبول خاطر جاہ و جلال فرمایا
کہان کہان تری رحمت نے دستگیری کی
خطا مین دیکھکے یہ آبرو عطا کرتا
گناہگار کو بخشے یہ کام تیرا ہی
کمال صدمۂ رد و شمار باقی ہین
اگر دعا کے دامن رحمت چھپا لیا تو نے
میان قبر سزا سے گناہ مین ہوگا
جہان بچائیگا اللہ تو بچائیگا
لحد کو جلوہ گہہ مہجبین بنا دینا
شعاع شمس فلک قبر کا اندھیرا ہو
گیا جو نار مین تو جا نہین شکایت کی
جو بخشدے تو کوئی تجکو روک سکتا ہی
امید قطع ہو رحمت سے غیر ممکن ہی
زمین تیری ہی معبود آسمان تیرا
مجال عرض ہو کیونکر حجاب آتا ہی
عجب عجب تری قدرت کے کارخانے ہین
جلا رہی ہی مجھے فیض گستری تیری
بگاڑتا ہی یہ بندہ خدا بناتا ہی
بنا دیا جسے چاہا مٹا دیا مالک
نثار ہون مین تری شان بے نیازی کے
نہ فقیر کسی کا ہی کیسا بھلا محتاج
تجھی سے مین تو سر دست مانگتا ہو

اور لوگ بھی نمازین پڑھ پڑھ کے گریہ و زاری کرنے لگے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کے مصروف ہوئے جن ساحرون کو یاران فیل گوش نے خبر کے واسطے بھیجا تھا انھون نے جو دیکھا کہ بارگاہ فلک جاہ استادہ ہی جیسے سو کلس مرصع مانند ستارون کے درخشان ہین دور تک خیمے برپا ہین بازار آراستہ ہین حیران ہو کے آپس مین کہا کہ یہ بارگاہ جاہ و الماس کے اندر کیونکر آئی اور یہ تمام اسباب خیمہ و خرگاہ کون لایا آخرکار یاران اور [illegible]

غلط تھا وہان تو ایک بارگاہ عرش جاہ آراستہ ہی گرد و پیش اُسکے اور بہت سے خیمے ڈیرے راوٹیان اسکین بچھونے استادہ ہین بازارین لگی ہوئی ہین سب چیز بستہ بکسر رہی ہی کٹورہ کھنک رہا ہی سامان شاہانہ اور کارخانہ خسروانہ معلوم ہوتا ہی انھین بھی سُنکے حیرت ہوئی کہ ابھی ہمنے بچشم خود دیکھا ہی کہ حمزہ صرف پانچ سوار ایک پیادے کو لیے ہوے اس میدان مین درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی یا اب یہ سامان سُننے مین آتا ہی کہا تم جھوٹھ کہتے ہو بھلا چاہ المالک کے اندر اسقدر خیمے ڈیرے بازار وغیرہ کیونکر آیا کون لایا کسنے آراستہ کیا تمیز جادو نے کہا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا کہ حمزہ تن تنہا اتنی بڑی مہم پہ کیونکر آیا ہوگا تمھین اس بات کا ناحق تعجب ہی عالم عالم اور دنیا دنیا مطیع حمزہ ہی جن و پری جادوگر سب پہ وہ حاکم ہی اور اُن ہرکارون نے عرض کیا کہ اگر غلامون کا عرض کرنا باور نہین آتا تو پیر و مرشد اور کسی کو بھیجکے دریافت فرمالین ہمارا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا تمیز جادو نے ماران سے کہا کہ انکی بیتاب و طاقت نہین ہی کہ ایسی خبر جھوٹھ بیان کردین ماران نے پوچھا کہ جب بارگاہ ایسی استادہ ہی تو فوج بھی بیشمار ہوگی ہرکارون نے ہاتھ باندھکے جواب دیا کہ پیر و مرشد یہ سب سامان تو ہمنے دیکھا مگر سوا اُن سات آدمیون کے آٹھوان آدمی ہمین کوئی نہین نظر آیا تمیز جادو نے کہا کہ ای ماران جادو فوج و لشکر کمینگاہ مین ہوگا اور اگر فوج و لشکر نہین ہی تو یہ سات آدمی کیونکر اتنا سامان و اسباب لائے کچھ عقل مین نہین آتا ضرور انکی فوج و سپاہ کہین نہ کہین پوشیدہ ہی ماران جادو نے کہا خیر صبح کو جیسا کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا غرض کہ رات بھر تو یہ خواب خرگوش مین گرفتار رہے اور یہی آپس مین گفت و شنید رہی مسدس

چمکا جو دشت جنگ مین تاج خروس صبح
تھا تخت آسمان کہن پہ جلوس صبح
مہر سپہر نے جو مٹایا شتاب شب
برسا جو نور صبح ہوا گم سحاب شب
آئے نظر تمام جہان مین نشان صبح
تھا نور آفتاب سے روشن جہان صبح

آغوش شام سے نکلی عروس صبح
بھاگا خدیو شب رخ سیارہ مڑ گئے
رہ پوش مارے ڈر کے ہوا ماہتاب شب
پردہ جبین چہرے سے شب کا اُلٹ گیا
مرغان صبح کہنے لگے داستان صبح
جب چرخ پہ نظر شفق صبح آ گئی

ویران تمام روم شب آباد طوس صبح
لیکے چراغ بزم سے پروانے اُڑ گئے
پہونچا فضائے ملک ختا مین عقاب شب
ڈر سے کلیجا ساحر گردون کا پھٹ گیا
عنقائے مغربی نے لیا آشیان صبح
رستم کی قبر ڈر کے سبب تھرتھرا گئی

ماران پیل گوش اور تمیز جادو جو بیدار ہوے سُنا کہ سواری شاہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی جھٹ پٹ اُٹھکے منھ دھو ہاتھ پیر سے پینے تنون پہ سلاح جنگ آراستہ کیے استقبال ملکہ کے واسطے دوڑے ادھر حمزہ صاحبقران نے نماز صبح پڑھکے عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا کہ خواجہ شب تو خدا نے بخیر و خوبی اور بے کھٹکے بسر کردی مگر اب کہو کیا ہوگا خواجہ نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ کسی طرح بخیریت تمام رات کٹجائے رات تو تدبیر سے گذر گئی اب مین کیا کرون موت کا سامنا ہی اب میرے کیے کچھ نہین ہوسکتا ہی فرمایا خیر کچھ اندیشہ نہین ہی جس خالق و مالک نے شب بعیش و آرام کاٹ دی وہ دن بھی کاٹ دیگا شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود * مرد باید کہ ہراسان نشود * اگر زندگی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہ کرسکیگا خیر اب خیمے سے باہر چلو میدان مین نکلو عمرو نے عرض کیا ابھی باہر نہ تشریف لیجائیے اور بہودا سے زنگی سے کہا کہ تم دور سے لشکر کفار کو دیکھو کہ کس خیال مین ہین کیا کر رہے ہین بہودا یہ سُنکے دوڑا ہوا باہر گیا دو گھڑی کے بعد پھر کے آیا ملتمس ہوا ای شہریار فلک اقتدار سواری ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی اُسکے استقبال ... [illegible] ... آ رہے ... کیکہ صاحبقران

اشقر دیوزاد پر بسم اللہ کہکے سوار ہوے شہزادہ خاور سیاہ اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول
ہمراہ رکاب ہوے عمرو کو بنز ینپوش کا پکڑے ہوے ساتھ تھا خیمے سے باہر نکلکے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ جوق جوق
گروہ گروہ انبوہ انبوہ تیپے تیپے غول کے غول ساحر چلے آتے ہین اور پرا باندھ باندھ کر کھڑے ہوتے جاتے ہین اور
سردار اُنکے بشکل مہیب وبہ ہیئت عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار آنکھون سے کانون سے ناک سے
منھ سے ہاتھون سے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوے چلے آتے ہین دن بھر ساحرون کی آمد رہی جب چار گھڑی دن
باقی رہا تخت دمامہ جادو کا نمایان ہوا تمام تخت الماس نگار اور اُسکے نیچے چار شیر بر آتشین لگے ہوے تھے شعلے
آگ کے اُنکے منھ سے نکل رہے تھے اور چار طاؤس زمردین کہ آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی تھین پایون الماس کے
تھے تخت کے چارون کونون پر ناچ رہے تھے اور دمامہ جادو کے سر پر ایک تاج سات کنگرون کا رکھا ہوا تھا
کہ ہر کنگرے سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا تھا اور متشکل بشکل انسان ہوکر صدا دیتا تھا کہ یا خداوند ساہری یا
جمشید یا خداوند زرد ہشت اور یہ صدا دیکے وہ شعلہ آتشین غائب ہوجاتا تھا آگے آگے تخت کے کچھ ساحر کانز
گھنٹے بجاتے ہوے ناقوس پھونکتے ہوے جھانجھ بجاتے ہوے تعریف ساہری وجمشید وزرد ہشت کی کرتے ہوے
چلے آتے ہین ماران فیل گوش اور نخبیر جادو نے دوڑ کے بصد ادب وبہزار تعظیم وتکریم پایۂ تخت کو بوسہ دیا نخبیر قدمون
کو ملکہ کے چوما غرض مع نو لاکھ جادوگران ہمراہی کے سواری ملکہ دمامہ جادو کی آئی بارگاہ جمشیدی مین
داخل ہوئی تخت شاہی پر بیٹھی تمام جادوگران نامی گرد اطراف مین جمع ہوے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر
سلام کرکے بیٹھے اُن دنگلون اور کرسیون کی یہ صورت ہے کہ کسی مین چار شیر آتشین لگے ہوے ہین اور شیرون
کے منھ سے شعلہ آتش نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہاے آتشین لگے ہوے ہین کسی مین فیل آتشین لگے ہوے ہین
کسی ساحر کی اُنگلیان مانند پچھتیا خے کے روشن ہین کسی کے منھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان
اُٹھ رہا ہے کسی کے کانون مین سے بخار نکل رہا ہے کسی کے سر پر بعوض بالون کے بڑے بڑے کالے سانپ لپٹے ہوے ہین کسی کی
پیشانی پر دو بچھو بجاے ابرو بیٹھے نیش زنی کر رہے ہین اور کسی ساحر کی آنکھین مثل شعلہ ہاے جہنم کے چمک رہی ہین
کسی کا منھ مثل قعر جہنم کے کھلا ہوا ہے اُسمین سے شعلہ آتشین نکلکے آسمان تک بلند ہوتے ہین ہاتھون مین تصویرین
ساہری وجمشید وزرد ہشت کی لیے ہوے گلے مین مردون کی ہڈیون کے مالے پہنے ہوے ہاتھون پر
کے ٹیکے دیے ہوے بازوون پر صندل اور سیندور لگا ہوا غرض جب وہ نو سو جادوگر سردار اور نو لاکھ جادوگر
اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے جام شراب گردش مین آیا ملکہ دمامہ جادو نے پوچھا کہ اے ماران تجھے کچھ حال بد دگالان
حمزہ کا معلوم ہوا کہ کون کون لوگ اُسکے شریک ہین کن کن لوگون نے زبردستی پر ایسے ایسے مرکہ عظیم کا ارادہ
کیا ہے ماران نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران خداوند ساہری وجمشید حضور کو سلامت
رکھے غلام نے تو کل ہی چاہا تھا کہ حمزہ کو گرفتار کرون مگر نخبیر جادو مانع ہوا کہ ہم حمزہ کو گرفتار نہ کرسکینگے وہ تنہا نہین
ہے اُسکے معین و مددگار پوشیدہ ہونگے حالانکہ ایک حمزہ اور پانچ رفیق اُسکے اور ایک عیار کے سوا آٹھواں کوئی
نہین معلوم ہوتا اور جو یہ فرمایئے کہ جن وپری حمزہ کے شریک ہین اگر وہ شریک اُسکے ہوتے تو بھی ہمین معلوم
ہوجاتا اگر کوئی ساحر ہوتا تو وہ بھی ہم پر ظاہر ہوتا مگر عمرو بن امیہ ضمری کہ لوگ اُسے کشندۂ کافران و سر بریدہ
ساحران کہتے ہین وہ بڑا عیار بے نظیر اور صاحب تدبیر ہے اُسنے کہین سے یہ اسباب لاکے مہیا کیا ہے شان وشکوہ
حمزہ کی بڑھائی ہے اور رات کو ہمارے سے بچالیا ہے لیکن اے ملکہ اگر آپ تامل کیجیے گا تو یہ خیال ہے کہ حمزہ شخص

جلیل القدر ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاے اور اُس سے لڑائی پڑ جاے بنا ہوا کام بگڑ جاے ابھی اسکا
گرفتار کر لینا آسان ہی قطعہ

دگر ہمچنان روزگارے ہلی	بگردونش از بیخ برنگسلی
درختے کہ اکنون گرفت است پاے	بہ نیروے شخصے بر آید ز جاے
سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل	

چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل + جلدی حمزہ کا کام تمام کیجیے تساہل و توقف کو نہ دخل دیجیے تمیز جادو
کہا کہ ای شہنشاہ جادوگران ماران جادو جو کچھ کہتے ہین بجا ہی مین نے بیشک انھین روکا تھا مگر اب تک کوئی
ممد و معاون حمزہ کا معلوم نہین ہوا اب جب چاہیے گرفتار کیجیے لیکن میری عقل مین یہ آتا ہی کہ حمزہ تنہا نہین
ہی ضرور اسکے مددگار پوشیدہ ہین ماران جادو نے کہا ای تمیز جادو تم اب تک وہی گمان کرتے ہو خیر ای شہنشاہ
جادوگران مین خود حمزہ کی خبر لینے کو جاتا ہون جو کچھ کیفیت ہی مفصل دریافت کرکے ابھی آتا ہون تمیز جادو نے
کہا چاہیے مگر ذرا سمجھ بوجھ کے جائیے گا کہین اُسکے عیار عمرو کے پھندے مین نہ آئیے گا ہرکارون نے گزارش کیا
کہ پیر و مرشد اندر بارگاہ کے نہ تشریف لیجائیے گا باہر ہی باہر سب کیفیت دریافت کرکے چلے آئیے گا نہین
معلوم بارگاہ مین کیا ہی کہ جو اندر جانے کا قصد کرتا ہی لوگ اُسپر گرز لیکے دوڑتے ہین اندر نہین آنے دیتے
تمیز جادو نے کہا ای ملکہ شنا حضور سے میرا گزارش کرنا جھوٹھ تو نہین ہی حمزہ ایسا بہ قوت خارج العقل نہین ہی
کہ آپ ایسی شہنشاہ ساحران سے تن تنہا سامنا کرنے کو آئیے ملکہ دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو جب
ہین تب حمزہ کو اسیر کیا تھا تو کوئی حمزہ کا شریک نہ تھا اب کہان سے لوگ آگئے ماران جادو نے کہا خیر تو
مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا دریافت کیے آتا ہون یہ کہکے کچھ اسم سحر پڑھ کے زمین پر لوٹا اور فوراً لوٹ پوٹکر ایک
کبوتر کی صورت بنگیا اُڑ کر روانہ ہوا اور آکے سامنے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علے نبینا وعلیہ السلام
کے قایم ہوا اور چاہا کہ اندرون بارگاہ جائے موکل گرز لیکر دوڑے یہ کچھ دور اُڑ کے بیٹھ گیا مگر اتنی دور
بیٹھا کہ باتین کرنے کی آواز اسکے کان مین آتی تھی یہان امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو وغیرہ سواری ملکہ دمامہ جادو
کی دیکھ بھال کے پھر کر بارگاہ مین آے تھے امیر یا تو فیر عمرو سے کہ رہے تھے کہ رات کو تو تمھارے حسن تدبیر سے
اور دن کو آمد دمامہ جادو کی رہی اس سبب سے کوئی ہماری طرف مخاطب نہین ہوا آنکھ بھر کے بھی ہمکو نہ دیکھا مگر
اب کہانتک بچے رہینگے عمرو عیار نے عرض کیا کہ ای صاحبقران اگر آپ تمام عمر اس بارگاہ کے اندر بیٹھے
رہیے کوئی آپ کا کچھ نہ کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ تو سچ ہی مگر یہ تو کہو کہ جس وقت اُدھر سے
کوئی طبل جنگ بجا کے میدان مین آیا اور مجھے للکارا تو مین کیونکر بارگاہ مین نامرد بنا بیٹھا رہونگا آخر اُسکے مقابلے
کو جاؤنگا گرفتار ہونگا مارا جاؤنگا آج کی شب تو البتہ اور محفوظ ہون کل کسی طرح نجات کی صورت نہین معلوم ہوتی
مثل مشہور ہی کاٹھ کی ہنڈکی آج نہ ڈوبی کل ڈوبی صبح کو پھر وہی میدان ہی ہم ہین انبوہ ساحران تم سرگروہ عیاران
ہو کوئی ایسی تدبیر نکالو کہ دمامہ جادو کے شر سے نجات پائین عمرو نے عرض کیا مین خود کل سے آمادہ مرگ تنہا
قضا بیٹھا ہوا ہون آپ نے مجھے لاکے خراب کیا یہان نہ کچھ میری عیاری کام آتی ہی نہ کوئی نصرت پیش جاتی ہی دمامہ
ایک بلاے دہر آفت روزگار ہی مین اُسکی شکل دیکھکے کانپنے لگتا ہون تمام جسم مین میرے لرزہ پڑجاتا ہی عیاری کرنا تو
شی دیگر ہی خدا مددگاری کرے تو اُسکے شر سے نجات ملے ورنہ کوئی صورت بچنے کی نظر نہین آتی ماران فیل گوش یہ گفتگو
یاس وہراس کی سنکے پکارا کہ حمزہ معلوم ہوا اب حال تیرا کھلگیا تو اسی بے سروسامانی کے بھروسے پہ ہماری ملکہ
سے چاہ الماس مین لڑنے آیا تھا اگر آج بچگیا کل ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا صبح ہونے دے دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہین

بس یہ صدا دیکے اُڑ گیا عمرو نے کہا صاحبقران غضب ہوا کوئی ساحر جاسوسی کو آیا تھا ساری کیفیت سُنکے چلا گیا اگر وہ
سُن گیا ہی تو کیا اندیشہ ہی جو خدا چاہیگا وہ کریگا تردد و تشویش بیکار ہی وہ مالک و مختار ہی اُسی کو اختیار ہی یہ باتین
کرکے خاصہ تناول فرمایا عمرو وغیرہ نے بھی کھانا کھایا جب کھانے پینے سے فرصت ہوئی سب کے سب نمازین پڑھنے لگے
گریہ وزاری و نالہ و بیقراری مین مصروف ہوے دعائین مانگنے لگے لیکن ادھر جو ماران جادو دمامہ جادو کی خدمت
مین آیا تمام حال بیان کیا اور کہا کوئی یار و مددگار حمزہ کا نہین ہی محض تن تنہا ہی گفتگو یاس و ناامیدی کی کر رہا ہی
اُسکے دل کو یقین کامل حاصل ہو گیا ہی کہ کل ہمارا ضرور خاتمہ ہو جائیگا تمیز جادو نے کہا کہ درحالیکہ وہ اکیلا ہی اور کوئی
یار و مددگار اُسکا نہین تو تم اُسے کیون نہ پکڑ لائے ماران نے جواب دیا کہ اندر بارگاہ کے کوئی ساحر نہین جا سکتا
مین نے ہر چند قصد کیا تھا کہ اندر بارگاہ کے جاؤن گر اوسکے گرز آتشین لیے ہوے دوڑے مین نے اُنپر سحر کیا سحر نے
کچھ نہ اثر کیا معلوم نہین وہ کون لوگ ہین جنپر سیر السحر چل نسکا تمیز جادو نے کہا وہ وہی لوگ ہین جنکو ہم سمجھے ہوے ہین
ماران نے جواب دیا کہ اے تمیز جادو وہ لوگ فقط بارگاہ کے اندر کی نگہبانی کرسکتے ہین حمزہ بارگاہ سے باہر آیا
اور ہمنے اُسے گرفتار کر لیا دمامہ جادو نے کہا کہ اگر یہی حال ہی کوئی اندرون بارگاہ سے اُسے گرفتار نہین کرسکتا تو وہ
باہر کیون آنے لگا ماران جادو بول اُٹھا کہ جی ہان مین نے یہ بھی سُنا تھا کہ عمرو عیار نے حمزہ سے کہا کہ جبتک
آپکے معین و مددگار نہ آئین آپ بارگاہ سے باہر نہ نکلیے گا اور اگر یہان تم بیٹھے رہیے گا تو کوئی آپکو ایذا
نہ پہنچا سکیگا امیر حمزہ نے جواب دیا کہ اے خواجہ مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا کہ مین بارگاہ مین چھپا بیٹھا رہون جب
حریف مجھے للکاریگا مین جا کے بے تامل اُس سے سامنا کرونگا کبھی چھپ کے نہ بیٹھونگا لہذا اے یاقوت آج آپ طبل جنگ
بجوائیے صبح کو چلاکے اُسے للکاریے جب وہ بارگاہ سے باہر آئے فوراً گرفتار کر لیجیے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ اے
ماران جادو جتنے ایام نحس و شوم میرے تھے سب … ساحری کے … منقضی ہوے فقط اسیقدر روز باقی
ہین مگر یہ تین دن بھی ایسے سخت و صعب ہین کہ اگر … انہین خیر سے گذر گئے تو پھر قیامت تک نہین مرنے کا اور دشمن …
… اپنی جان کا کھٹکا ہی علی الخصوص حمزہ اور عمرو سے مین ہراسان ہی تھا …
ماران جادو نے عرض کیا آپ اپنے خیالات فاسد دل مین نہ لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے صبح کو انکا
اجل رسیدہ دن کو ہم مارے لیتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے القصہ دمامہ جادو نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزم بجا … تمام ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف ہوے لیکن
آواز طبل جنگ کی جو گوش حق نیوش سرگروہ خدا پرستان ہادی و رہنماے مسلمانان شہرۂ گیتی ستان امیر حمزہ صاحبقران
مین پہونچی عمرو سے کہا کہ خواجہ دمامہ جادو بدحال ہماری تنہائی و پریشانی اور تہی دستی و بے سر و سامانی کو
شاید ظاہر ہو گیا اُسے معلوم ہو گیا کہ ہم بے یار و مددگار ہین کوئی شخص سوا ذات پاک جناب احدیت کے ہمارا
مددگار و معاون نہین ہی جب تو اُسنے طبل جنگ بجوا دیا ہی اے خواجہ اب مجھے یقین ہوتا ہی کہ رشتہ ہماری حیات
کا قطع ہوا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا یہ کہکے عمرو کو گلے سے لگا یا چیخ مار کر رو دیے اور کہا کہ اے خواجہ مین تمکو ہمراہ و ہمراز بنا کے
مین لایا تھا مجھے ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ اس مرز بوم شوم پر صاحبقرانی اور میری زندگانی کا خاتمہ ہو جائیگا خیر اب
تم یہان سے جاؤ اور خدمت پادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ عالی گہر والا نژاد سعد بن قباد مین میری طرف سے
بعد آداب بندگی کے عرض کرنا کہ اس کمترین نے ہر چند کوشش کی گر شومی بخت سے کوئی تدبیر نہ چلی شعر
… تقدیر کے ممکن نہین … تدبیر ساری عمر … لہذا اب … شعر …

دست بر داشتہ ہو کر ملک سہائل کو تشریف شریف لیجائین وہان نزول اجلال و ورود اقبال فرمائین اور ای خواجہ تم بھی ان
چیندوست و بانشکستہ کو کہ میری امید پر زندگانی کرتی ہین فقط میرے سہارے پر مرتی پھرتی ہین انکو قلعہ ذوالامان
سے اپنے ساتھ لیکے مکہ معظمہ کو چلے جانا کہ وہ گوشہ عزلت اور زادیہ عفت و عصمت مین اپنا رنڈاپا کاٹ دینگی اور ای
خواجہ سوا تمہارے اور کوئی ایسا نہین ہی جو دستگیری اُن بیچاریون کی کریگا عمرو یہ کلمات یاس و ہراس سنکے بیتاب
زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ ای شاہ شاہان ای حمزہ صاحبقران آپ یہ کیا ارشاد فرما رہے ہین خدا نہ کرے
کہ یہ جان نثار ایک لحظہ بھی بعد آپ کے زندہ رہے ای مہر سپہر عزت و وقار مین ایک ذرہ بیمقدار تھا آپ نے اپنے
مہر و کرم سے مجھے فلک ہفتم پر پہونچایا خاک سے پاک کیا جس جگہ حضور کے اشقر دیوزاد کا قدم پڑیگا اُسکے نقش قدم
پر سر عمرو بن امیہ ضمری کا لوٹتا ہوگا پہلے یہ جان نثار قدیم اپنی جان نثار اور سر اپنا حضور کے قدمون پر قربان
کریگا بعد اُسکے آپ کی نوبت آئیگی اسوقت آپ کو اس مقام خوف و خطر مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جاؤنگا مجکو اپنی
جان عزیز آپکی جان کے سامنے عزیز نہین ہی مین حضور کے ہمراہ رکاب ہون جب امیر با توقیر نے دیکھا کہ عمرو نے ہمارا
کہنا نہ مانا کرب غازی کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای قبہ دین ستون اسلام تم نظر کردۂ شاہ ولایت ہو یہان سے
شہر زیرجد نگار کو جاؤ بادشاہ اسلام کو قلعہ ذوالامان پر پہنچاؤ اور وہان سے ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر بخیریت
تمام خانۂ کعبہ کو پہونچاؤ سوا تمہارے کوئی ایسا نہین ہی کہ یہ خدمت اُس سے ادا ہو کرب امیر کے قدمون سے لپٹ گیا
اور عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان آپ اگر ایسا نامرد و بزدل مجکو جانتے تھے تو ناحق اپنے ہمراہ رکاب لانا تھا
وہین چھوڑ آنا تھا اس غلام سے یہ امید کبھی نہ کیجیے کہ اس بہانے سے چلا جائیگا جہان خدا نخواستہ حضور کا
پسینا گریگا وہان اپنا خون گرائیگا حیف ہی میری اس زندگی پر کہ اپنے آقا کو مبتلا ہے بلا چھوڑ کے چلا جاؤن اور حیلہ شرعی
کرکے اپنی جان بچاؤن اگر خدا نخواستہ چلا جاؤنگا تو زمانہ مجکو کیا کہیگا بھلا غلام وہ طعن و تشنیع خلائق سن سکیگا للہ یہ رسوائی
میری گوارا نہ کیجیے مجکو پھر جانیکی اجازت نہ دیجیے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من * آن منم کاندر میان
خاک و خون بینی سرے * بس جب کرب غازی نے جواب صاف دیا امیر کشورگیر نے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز کی طرف خطاب کیا کہ ای نور نظر لخت جگر تم بارہ برس کے بعد قید سے چھوٹے ہو یہان سے جا کے
بادشاہ اسلام کو ہمراہ لیکے قلعہ ذوالامان مین پہونچاؤ اپنی مادر مہربان کو صورت دکھاؤ کلیجا افروز کے دل کو شاد کرو
سب کو لیجاکے مکہ معظمہ کو آباد کرو شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عرض رسا ہوا کہ ای جد بزرگوار کیا مین ہی ایسا
نالائق ہون جو حضور مجھسے یہ ارشاد فرماتے ہین مین تو کب کا مر چکا ہوتا حضور نے رونق افروز ہو کے مجھے زندہ کیا
جان تازہ بخشی اور مین آج اس معرکۂ عظیم مین حضور کو یکہ و تنہا چھوڑ کے چلا جاؤن یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا آپ کے نقش قدم
مین میری تربت بنیگی ہان اگر خدا نے فضل کیا اور حضور فتحیاب ہوے تو انشاء اللہ آپ کے ہمراہ رکاب فیروزی انتساب
چلکے سب کو دیکھونگا امیر غیور ناچار و مجبور ہوے مقبل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ای وفادار تو ہی جا کر یادشاہ کو چھا
کو میرا پیغام پہونچا اور میرے ناموس کی حفاظت کے واسطے اُنکے ساتھ جا مقبل نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ ای
شہریار فلک اقتدار ایک تو غلام کی ذات یونہین بیوفا مشہور ہی دوسرے اگر آج اس معرکہ مین حضور کو تنہا چھوڑ کے

چلا جاؤنگا تو بالکل بیوفائی ظاہر ہو جائیگی نظم
نہ لینگے بھول کبھی نام بلبل شیدا ‏ ‏ نہ ہوگی شمع کو پروا بلا کی کبھی و[illegible]
کریگا خاطر پیر و کبھی نہ راہنما ‏ ‏ کسی کو ہوگی تمنا ارمیہ چشم وفا
کہینگے سب کہ امید اٹھگئی بھلائی کا ‏ ‏ اٹھی میرے مقبل نے بیوفائی کی

ای مالک الرقاب یہ سر حاضر ہی کاٹ ڈالیے گر بیوفا نہ بنائیے صاحبقران اسکی طرف سے بھی مایوس ہوے ابوالعلا الکول [illegible]

اور یہودا سے زنگی سے سخن تراش ہوسے کہ ای ابوالہول اور یہودا تم دونون تو مسلم ہو ہمارے ساتھ اپنی اپنی
جان شیرین کیون گنواؤ تم اس شب تاریک مین یہان سے چلے جاؤ اور لشکر اسلام مین پہونچکر حال پر ملال ہمارا
بادشاہ اسلام سے کہدو کہ حمزہ یون ہاتھ سے دوا مر جادو شہنشاہ ساحران سکے مارا گیا اب جیسا حضور بہتر جانین
وہ کرین ابوالہول اور یہودا نے قدمون پر گرکے عرض کیا کہ ای عارج معارج دین اسلام و ای سرگروہ اسلامیان
یہ تازہ غلام بدولت حضور کے حلقہ اسلام مین آئے آپکے باعث سے مسلمان ہوسے صاحب ایمان ہوسے قید کفر و
ضلالت سے چھوٹے مشرف باسلام ہوسے آپ نے ہمین طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمایا آتش دوزخ سے بچایا آپ ہمارے
ہادی و رہنما ہین اب ہم آپ کو چھوڑکے کہان جائینگے انھین قدمون پر جان اپنی نثار کرینگے حضور ہی کے زیر قدم
مرینگے ہمسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ ہم آپکے قدمون کو چھوڑکے کہین چلے جائینگے ہر وقت اور ہر حال مین آپکے
شریک ہین صاحبقران نے فرمایا بھئی مین تو اسواسطے تم سب سے چلے جانے کو کہتا تھا کہ میرا تو اب خاتمہ ہے تم لوگ
کیون میرے ساتھ اپنی جانین مفت گنواؤ یہان سے نکل جاؤ ہر ایک نے التماس کیا کہ ای شہریار گردون وقار ہمارا
آپ کے بعد کہین ٹھکانا نہین ہے خدا حضور کو سلامت رکھے اور ان لوگون پر آپ کو فتحیاب کرے ہم آپ سے
پہلے جان دینے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا خیر یہ شب اخیر ہے نمازین پڑھو دعائین مانگو خدا اپنا فضل کریگا
غرض سبھون نے وضو کرکے پہلے نماز مغرب و عشا کی ادا کی بعد اُسکے دو دو رکعت نماز حاجت کی پڑھکے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے لگے کہ ای حافظ حقیقی بصدقہ اپنے فضل و کرم کے ہمین اس لکا ثقہ کے شر و فساد
سے محفوظ رکھ اور اگر ہماری قضا آگئی ہے تو ایسے مقام پر آئے کہ جہان کفن و دفن تو نصیب ہو غرض چار پہر رات
رکوع و سجود و تشہد و قنوت خضوع و خشوع گریہ و زاری و تہاد بیقراری مین بسر کی صبح کی نماز پڑھکے مسلح و مکمل ہوکے
کفن سرون پر باندھے مشت خاک اُٹھا اُٹھاکے گریبانون مین ڈالے کہ ای خاک تو ہماری لحد ہوجیو اور بارگاہ سے
نکلکر کبون پر سوار ہوکر میدان مین کھڑے ہوے مسدس

قد وہ کہ جیسے گلشن خوش قامتی نہال
ابرو ہے حسن خنجر بران کمان ہلال
ہمسر شعاع نیر اعظم سے برچھیان
اُگلے ہوئے نیامون سے بران سرونیان
کوئی جری ہنسا کسی غازی نے دی صدا
اُسنے دیا جواب کہا آپ نے بجا

منہ دیکھکے کسی کا یہ بولا کوئی سعید
پرخون لباس چاہیے ہو آج روز عید
نور سحر سے گنبد خضرا کا تھا یہ ڈھنگ
گلچین مرگ منتظر بوستان جنگ
اللہ سے دعا تھی یہی ہر جوان کی
صاحبقران پہ سب کے نثار اپنی جان کی

طوبا سے جسم سرو و شمشاد نونہال
پیشانیون سے نور نزاکت سے چاند سا
ڈھالین ریاض فتح کے پھولون کی ڈالیان
کمرین پہ جہاد مسافر کسے ہوے
ہنسنے کا ہے مقام کہ رونے کی ہے یہ جا
صاحبقران پہ صدقے ہون ہم سب بلا

اچھا ہم آج پہلے شہ کم سب سے ہون شہید
تلوارون کے خلعت سے ہو زینت لباس عید
کافور صبح سے ملے کوئی سبزہ رنگ
بیٹھا غبار اُڑکے جو سر جا زمین کا
ای ذوالجلال ہے یہ سحر امتحان کی
ہے دامن امیر رفیقون کے ہاتھ مین

ابرو ہین نازنینون کے دلیرون کی ہمنا
سورج چراغ آئینہ قرآن پھول چاند
قبضے ... خوشرنگ ... کمان
کپڑے سہیلون کے عطر وفا مین بسے ہوے
دیکھو تو کس بلا مین ہین آقا و مقتدا
ہنسنے کا دن بھی اسکے سوا کوئی اور ہے

بولا لپٹ کے ایک سے یہ دوسرا وحید
ہون نقش ہائے حسین شہادت لباس مین
کیسا اُداس ہے پیر فلک زندگی سے تنگ
غل تھا وطن کے سہارے کا جیسا زمین کا
تا حشر گفتگو ہو یہ سارے جہان کی
ہم آج تیرے عاشق صادق ساتھ ہین

دہنی طرف صاحبقران دوران کے نذر کردہ شاہ روان شیر یزدان شہنشاہ حجازی کرب غازی کی بائین طرف

شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان خونریز تاوری مستعد جنگ ہتھیاروں پہ ہاتھ رکھے ہوئے مقبل وفادار
عمرو عیار امیر حمزہ صاحبقران نامدار انکے دامن گرد اپنے آستینیں چڑھائے زین پوش پکڑے ہوئے ہمراہ اور عمرو عیار
امیر حمزہ کی جہت دہالا کے بنا ہوا اشقر دیوزاد کے برابر ابوالہول دیوانہ اور بہوداسہ زنگی چوب ستی کاندھے پہ
رکھے ہوئے پشت پر سات آدمیوں کا پرا اس طور سے بندھا ہوا تھا امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک کا منہ تکا کی حسرت و
یاس سے دیکھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں کہ اس اثنا میں سواری ملکہ دماسہ جادو شہنشاہ ساحران کی نمایاں ہوئی کہ آگے
آگے سات سو اژدرہائے آتش فشان کہ انکی پشتوں پہ علم گڑے ہوئے تھے پھریروں پہ انکے تعریف و توصیف سامری و جمشید
زر دوزی ہشت کی جلی جلی لکھی ہوئی عقب میں انکے سات لاکھ ساحر کوئی ہنس پہ سوار کوئی قرقرے پہ کوئی سارس پہ کوئی
مرغابی پہ کوئی طاؤس پہ کوئی قاز پہ اور کوئی چیتے پہ کوئی ریچھ پہ کوئی نیلگاؤ پہ کوئی گینڈے پہ کوئی گرگدن پہ سوار چلے آتے ہیں
کسی کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں کسی کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلتی ہیں کسی کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہے
کسی کی ناک سے بخار نکلتا ہے ہاتھوں میں رنگ رنگ کے سانپ بجائے تازیانوں کے لیے ہوئے قشقے ماتھوں پہ بدن پر
راکھ ملے نشان بازوؤں پہ گلوں میں مردوں کی ہڈیوں کے مالے پہنے ہوئے گلوں میں ایک ایک تصویر سامری و جمشید
زر دوزی ہشت کی پڑی ہوئی بیچ میں تخت شہنشاہ ساحران ملکہ دماسہ جادو کا چار فیل آتشین پہ کسا ہوا چتر آتشین سر پہ
لگا ہوا چندر آتشین ہوتا ہوا لباس نہایت پرتکلف مکلل پر مغرق بجواہر پہنے ہوئے زرد قشقہ ماتھے پہ کھنچا ہوا انکا سینہ
کا دیا ہوا تاج سترہ کنگروں کا سر پہ رکھے ہوئے کہ اسکے ہر کنگرے سے ایک آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور بشکل انسانی
ہوکے آواز یا خداوند سامری و یا خداوند جمشید کی دیتا ہے بعد اسکے خود ہی غائب ہو جاتا ہے ڈھیر و بجتے ہوئے
ناقوس پھنکتے ہوئے ترہیاں اور جھانجھ بجتے ہوئے آگے اس ملکہ کے تخت پہ اسباب سحر رکھا ہوا چاروں طرف یا سامری
یا جمشید کا غل ہوتا ہوا غرض کمال ہیبت سے سواری ملکہ دماسہ جادو کی میدان میں آئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح
ساقہ و کمینگاہ آراستہ و پیراستہ ہوا چاروں طرف صف بندی ہوگئی دیکھا کہ سامنے سرگروہ خداپرستان افسر
اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان چار آدمیوں سے پرا باندھے ہوئے کھڑے ہیں یاران فیل گوش نے دست بستہ
ملکہ دماسہ جادو سے عرض کیا کہ اے ملکہ شہنشاہ ساحران آپنے ملاحظہ فرمایا کہ حمزہ اب تک تن تنہا کھڑا ہے نہ کوئی یار
ہے نہ مددگار ہے تمیز جادو نے ناحق کا وہم دلایا تھا عبث ششدر رایا تھا ہمیں تو کل بسہولت و آسانی گرفتار ہو جاتا
تمیز جادو نے اسے دیا کہ اے یاران جادو اگر کل حمزہ میرے کہنے سننے کے باعث سے بچ گیا تو آج کیا ہوا اب جا کے گرفتار کر لو دماسہ جادو
نے بھی کہا کہ اچھا بہتر ہے دو چار آدمیوں کے واسطے لشکر کشی کرنا کیا ضرور ہے یاران جادو تو جلد جا کے انہیں گرفتار کر لاؤ
بہت خوب کہکے سلام کیا اور اپنے اژدرہائے آتش فشان کو آگے بڑھایا اور اسم سحر کا پڑھ کے کچھ بال اپنے توڑے اور انکی رسی
بٹ کے سپید و زرد سپر ملکے چاہتا تھا کہ صاحبقران کی طرف پھینکے امیر ابو تیر اسوقت تہ دل سے دعا مانگ رہے تھے کہ اے پروردگار
سوا تیرے کوئی حامی و مددگار میرا نہیں ہے تو ہی اس بندہ گنہگار کو اس ملکہ کے شر سے بچائیگا ہنوز دعا امیر صاحبقران کی
تمام نہ ہوئی تھی کہ قدرت قادر برحق اور ارادہ مطلق سے آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سفید رنگ کا ایک طرف سے نمایاں ہوا و دیکھا ہی
دیکھتے برستے وہاں آکے محیط ہو گیا بجلی چمکنے لگی اور اس ابر سے گہر آبدار برسنے لگے دماسہ جادو نے کہا اے یاران جادو یہ کیسا
جادوگر کی آمد معلوم ہوتی ہے دیکھو تو کون سا جادوگر ہے یاران جادو حیران و پریشان ہوکے دیکھنے لگا تمیز جادو نے کہا کہ
یاران جادو ہم نہ کہتے تھے کہ حمزہ اکیلا نہیں ہے ضرور اسکے مددگار کہیں پوشیدہ ہیں دیکھو ہمارا کہنا سچ ہوا یا نہیں دیکھو وہ
مددگار حمزہ کے آ گئے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک وہ ابر پھٹ گیا اور اس میں سے چالیس ہزار اژدرہائے آتش فشان دکھائی دیے

لہ قلاب آتشیں انکے منھ سے نکل رہے تھے اور ہر اژدہے پر ایک ایک ساحر سوار تھا اور بیچ میں انکے چار اژدہوں پر ایک
تخت کسا ہوا اُسپر ایک شخص بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوئے چتر بادشاہی فرق پر پھرتا ہوا گرد اُسکے گوہر آبدار پریشاں
ہوئے دکھائی دیا امیر کشور گیر نے اُس مرد پیر کو دیکھتے پہچانا کہ یہ ککل خان جادو بادشاہ طلسم کوہر بار باپ
اولوس حبشی کا ہے اُسطرف ککل خان نے جو صاحبقران عالیشان کو دیکھا کہ با حال پریشان کھڑے ہوئے ہیں
تخت سے اتر کر دوڑ کے صاحبقران کے قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کرنے لگا کہ قبلہ عالم حضور نے یہ کیا غضب کیا
کہ تن تنہا ایسی بلا مردم زگار آفت زمانہ کے مقابلے کو تشریف لائے دمامہ جادو بلائے عظیم ہے اور اگر اس سے
مقابلے کا ارادہ تھا تو پہلے غلام کو یاد کر لیا ہوتا پھر تشریف لائے ہوتے مگر شکر ہے خدا کا اُسنے ٹھیک وقت پر پہونچا دیا
اور اولوس نے دست بستہ ہو کے عرض کیا کہ غلام حضور کو ڈھونڈھ رہا تھا اور عرض کر گیا تھا کہ جب تک غلام نہ حاضر ہولے آپ
ہرگز ہرگز دمامہ جادو کے مقابلے کو نہ جائیے گا مگر حضور نے جلدی کو کام فرمایا اور عرض کیا کہ اب حضور خاطر جمع رکھیں کچھ
تردد نہ فرمائیں اور جادوگر بھی حاضر ہوا چاہتے ہیں اُس طرف دمامہ جادو سے مازان جادو نے عرض کیا کہ ککل خان
جادو آکے حمزہ کا شریک ہوا ہے دمامہ جادو نے ہنس کے جواب دیا کہ اسکا حال تو میں پہلے ہی سن چکی تھی اسی کے بیٹے
اولوس حبشی نے تو میری بہن پوتیبال جادو کو مارا ہے خوب ہوا یہ آگیا میں تو اسکی تلاش میں تھی ابھی یہی باتیں تھیں
پھر ایک ابر آسمان پر چھایا اور اسی طرح اُسمیں سے ارزوق بن ہرزوق جادو بادشاہ کشمیر کا شغر کا مع
چالیس ہزار ساحران غدار کے نمودار ہوا صاحبقران زمان کی ملازمت حاصل کی پھر ابر اٹھا اور اُسمیں سے چالیس ہزار
سفید مرغابیاں نمایاں ہوئیں کہ ہر مرغابی پر ایک ایک ساحر سوار تھا ایک عورت حسینہ جمیلہ کوئی بیس بائیس برس کی
سن و سال لباس سفید پہنے ہوئے ایک شتر کی گاڑی میں بیٹھی ہوئی ہنس پر سوار دکھائی دی صاحبقران والا شان کی
خدمت میں حاضر ہو کے تسلیم بجالائی امیر کشور گیر نے پہچانا کہ یہ محروق جادو بیٹی ہرزبان جادو کی اور معشوقہ
ہے شیرویہ کی بس اسکو دیکھتے ہی صاحبقران رونے لگے تصور شیرویہ کی آنکھوں کے نیچے پھرنے لگی فرمایا کہ جسے
میں محروق جادو کو دیکھتا ہوں بیساختہ شیرویہ یاد آجاتا ہے محروق نے ہاتھ باندھ کر التماس کیا کہ یا صاحبقران
گیتی ستان قسم ہے مجھے اُس جنت آرامگاہ روح کی کہ جس روز سے میرے سر کا تاج کھو گیا یعنی وہ فردوس منزل سرائے فانی
سے راہی عالم جاودانی ہوا ہے یہ کنیز بیتمیز سوا حضور کے سایہ عاطفت کے اور کوئی وسیلہ نہیں رکھتی ہے خداوند کریم
حضور فیض گنجور کو تا صد ہزاری سال با جاہ و اقبال سلامت رکھے حضور نے ایسے وقت میں کنیز کو یاد نہ فرمایا امیر نے
اُسے گلے سے لگایا اور بصد شفقت فی الحال ارشاد فرمایا کہ سوا عمرو بن امیہ کے اور کون یہاں تھا جو جاتا اور تمہیں
بلاتا یہ خود میرے ساتھ تھا اس اثنا میں ساحر اندر کوہ اور مار و جاہ کے ہمراہ جادو وغیرہ تیس ہزار جادوگروں
کی جمعیت سے آپہنچا ابھی امیر بالو قیر کو ہجوم اکسیر کی گھڑی ہوئی تھی کہ اور ایک ابر طاؤسی رنگ کا اٹھا اور توسن جادو اور
جالوس جادو بادشاہ شہر ام الجبال کے لاکھ جادوگروں سے خدمت فیضدرجت صاحبقران دوران میں
حاضر ہوئے بعد اُسکے بادشاہ بنگالہ زعفران جادو چالیس ہزار ساحران تجربہ کار سے حاضر خدمت امیر ہوا
بعد اُسکے مقبل جادو برادر ملکہ جادو بادشاہ شہر عقلی آباد لاکھ جادوگروں کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا
غرض سب ساحر طلسم جمشید اور طلسم افراسیاب اور طلسم دقیانوس اور طلسم طہمورث دیو بند اور طلسم [illegible]
اور طلسم ہزار اسپ اور طلسم جان بن جان یعنی طلسم ششتری اور طلسم دوازدہ برج ہفت کوکب
اور طلسم انارستان اور طلسم بالا شان سلیمانی کے متصل یکے بعد دیگرے آ آ کے خدمت صاحبقران عالیشان میں

حاضر ہوئے قدمبوسی حاصل کی چار گھڑی دن رہے تک ساحرون کی آمد لگی رہی دمامہ جادو ان سب کو دیکھ
دیکھ کے حیران ہوتی تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ مین تو حمزہ کو تنہا سمجھی ہوئی تھی مجھے کبھی یہ گمان بھی نہ تھا کہ
لاکھون جادوگر اسکی مدد کو آجائینگے کبھی تمیز جادو کی طرف مخاطب ہوکے کہتی تھی کہ ای تمیز جادو تو ہی نے سچ کہا تھا
کہ حمزہ کے مددگار پوشیدہ مین پوشیدہ ہونا کیسا آج تو دل کے دل جوق کے جوق گروہ کے گروہ حمزہ کے مددگار
آرہے ہین یہ بڑا زبردست بادشاہ ہی کہ اتنے ساحر اسکے مطیع و فرمانبردار ہین مین نے تو اسکا اسم اعظم اسی
خیال سے بند کردیا تھا کہ یہ محض بیدست و پا ہوجائیگا مجھسے لڑ نہ سکیگا میری اطاعت و فرمانبرداری کریگا یہ تھوڑی
جانتی تھی کہ اتنے مددگار اسکے آجائینگے اگر مین یہ جانتی تو جیسے مین نے گرفتار کیا تھا جزیرہ حیرت مین قید نہ کرتی
فورًا قتل کرڈالتی تو آج کا ہے کو یہ دن اسے نصیب ہوتا پھر کبھی اپنے دل مین پیچ و تاب کھاکے آزردہ ہوکے کہتی تھی کہ
ای تمیز جادو یہ سب تیرے باعث سے ہوا تو نے مانع ہوکے حمزہ کو قوت دلوائی پہلے حمزہ تنہا تھا اُسکو ماران جا
طرفۃ العین مین گرفتار کرلیتا اور ابتک مار بھی ڈالتا نام و نشان بھی کہین اسکا باقی نہ رہا ہوتا اور بھلا اب لگایا ہے
کوئی اُسے کیونکر گرفتار کرسکتا ہی اب تو اُسکے پاس میرے لشکر سے بھی دوگنا چوگنا لشکر جمع ہوچکا ہی ای تمیز جادو
تیری صلاح پر جو چلی وہ خراب ہوا اگر تو میرا قدیم لازم نہ ہوتا تو اسوقت بہت بُری طرح مین تجھسے پیش آتی
تمیز جادو نے عرض کیا کہ ای ملکہ فرمانا آپ کا بجا ہی زمانے کا یہی دستور و قاعدہ ہی کہ اگر تدبیر بن پڑی جائز
واہ واہ ہوگئی اور اگر کام بگڑ گیا بس اُسکے گلے مین طوق لعنت کا پڑ گیا حمزہ کی زندگی تھی اور میری قسمت مین
بد و سیاہی بدی تھی اس سبب سے یہ بات میرے منھ سے نکلی دمامہ جادو یہ سُنکے چپ ہو رہی اور کہا کہ خیر اگر یہ جادو
آئے ہین تو میرا کیا کرینگے جس طرح پروانون کا ہجوم شمع انجمن کا کیا کرسکتا ہی آخر خود ہی سب جل جلکے ہلاک ہوتے ہین
اسی طرح یہ سب بلاے شمشیر آبدار ہین ایک سحر مین ان سب کو غارت کرونگی اور خوب ہوا کہ آج یہ سب کے سب
حمزہ کی مدد کو آگئے اس سے دوست و دشمن کا حال معلوم ہوگیا یہ سب شادی و غمی مین برابر شریک ہوتے
رہتے تھے ہم جانتے تھے یہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب ہین سب ہمارے دوست ہین آج مفصل معلوم ہوا
کہ یہ سب خدا پرست ہین حمزہ کے طرفدار ہین مین ان سب کو مارونگی ایک کا بھی نام و نشان باقی نہ رکھونگی کیا
یہ لوگ مجکو مانند ساحران ام الجبال اور شغلی آباد کے سمجھے ہین دیکھو تو مین بھی کیسا انھین تباہ و برباد کرتی ہون
کہ کوئی انکا نام بھی نہ جانیگا غرض یہ باتین کرکے کمال رنجیدہ خاطر کبیدہ میدان سے پھر کے اپنے خیمے مین گئی اُدھر جیسے
تمام ساحران مطیع اسلام کے استادہ ہوے صاحبقران عالیشان آکر بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا
و علیہ السلام مین داخل ہوے دنگل پر بیٹھے جادوگر دو اطراف مین دورہ باندھ کے جمع ہوے ادلوس جنی نے ہاتھ
باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار غلام جسوقت سے حضور سے رخصت ہوکے گیا چار طرف جا جا کے سب کو حضور کے
حال سے آگاہ کیا سب موجود ہین پوچھ لیجیے ہر ایک نے گواہی دی کہ جی ہان حضور یہ بجا کہتے ہین انھون نے اس معرکہ
عظیم کے حال سے مطلع کیا ورنہ ہمین تو معلوم بھی نہین تھا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای ادلوس جنی تم
ایسا یار وفادار سر فروش حق نیوش جانباز دوست دمساز کہان پیدا ہوتا ہی تمنے وہ کارنمایان کیا کہ کسی سے ایسا
نہ ہوگا ای ادلوس جب ہمکو فرامرز قارن مدنی نے عقابین پر چڑھایا ہی تو عمرو بھی ہر روز دن بھر دوڑتا تھا اور دو
کرکے سرداروں کو جا جا کر خبر کرتا تھا اور جب شام ہوتی تھی تو ہمین آکے کھانا کھلاتا تھا یہانتک کہ دوڑتے دوڑتے
اسکے پاؤن بیکار و ناقص ہوگئے تھے مگر وہ کام عمرو ہی کا تھا اور تمنے بھی بڑا کام کیا کہ دو ہی چار روز کے عرصے مین تمام عالم

ساحرون کو جمع کرکے سب آئے یہی باتین بقین کہ نظم

تلوار بی سپہر کے گرز گران بلند | اٹھے زمین سے سیاہ بھرے نشان بلند
آواز کوس سے ہوئی ناگہان بلند | دیکھا جو دور سے تو مسافر یہ کہہ گئے
گویا ہوئی سپاہ عدو سے فغان بلند | لشکر ہے اندھیری رات کو جنگل مین رہ گئے

جونہین آواز طبل جنگ کی سمع اقدس صاحبقران ذیشان مین پہونچی فرمایا خبر تو لو یہ کیسا نقارہ بجا جاسوس خبر کے واسطے گئے لیکن تھوڑی دیر کے پھر آکے عرض پرداز ہوے کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی صاحبقران ذیشان نے بھی حکم دیا کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اسطرف دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے خطاب کیا کہ تم سبھون نے دیکھا حمزہ کی طرف تمام عالم کے ساحر جمع ہین لشکر بیشمار آیا ہی کہو تمنے کیا تدبیر ٹھہرائی ہی سب نے عرض کیا کہ ای ملکہ شہنشاہ ساحران ہم آپ کے سامنے کیا تدبیر کرینگے ہمارا کیا مقدور ہی جو آپ کے آگے نام سحر کا لین اور کچھ تدبیر اسکی کرسکین جو کچھ تدبیر حضور نے ٹھہرائی ہوگی وہی بہتر اور انسب ہی دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے جو کچھ تجویز کیا ہی وہ کیا ہی تم اپنا حال کہو کہ کیا کروگے سب نے یکزبان ہوکے جواب دیا کہ ہم سب غلام جانبازی اور سرفروشی کیلیے موجود ہین دمامہ ہنسی اور کہکر کہا کہ مین غافل نہین تھی مین نے مدت سے اسکی تدبیر کر رکھی ہی مجھکو علم نجوم سے یہ وقت اور یہ امر شدنی معلوم تھا اور دیکھو وہ تدبیر یہ ہی اور یہ کہکے اپنا جوڑا کھولکے ایک ڈبا نکالا اسکو کھولا اسمین سے ایک بچہ میمون باہر آیا اور اچکے سر پر دمامہ جادو کے جا بیٹھا گویا اس لکاتہ ساحرہ کے سر کا تاج بنا آنکھین اسکی یاقوت سرخ کی معلوم ہوتی تھین اور گردن مین اسکی ایک کارچوبی پٹہ مرصع کا پڑا ہوا تھا اسمین سونے کی زنجیر بندھی ہوئی وہ بچہ میمون کبھی اچککے سر پر جاتا تھا اور اسکے سر کا تاج بنتا تھا کبھی شانے پر آکے اسکے اعمال بد کا فرشتہ ہوتا تھا کبھی اسکی گود مین آکے اسکا سر و سینہ ہوتا تھا یہی بچہ میمون پر جسکی نگاہ پڑی وہ منہہ کے بھل گرا اور بیہوش ہوگیا تمام ساحر دمامہ کی طرف کے بیہوش ہوگئے پھر دمامہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکے انپر دم کیا وہ سب ہوش مین آگئے اور بچہ میمون کو ڈبے مین بند کر پھر جوڑے مین رکھ لیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ زمانہ سابق مین خداوند سامری نے ایسا ہی ایک بچہ میمون تیار کیا تھا یا اب مین نے بنایا ہی کسی ساحر کا یہ مقدور نہین ہی کہ اس سحر کو رد کرسکے یا سامنے کسی کا کوئی اسکے سامنے ٹھہر بھی سکے اور یہ آخری حربہ مین نے رکھا ہی کہ کوئی اسکی تاب نہ لاسکیگا اسکے رد کرنے اور جواب دینے کا بھلا کیا ذکر ہی اور صاحبقران سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی وہ کیا چیز ہی کہ میرے سحر کے مقابل مین ٹھہر سکے بلکہ یہ جتنے ساحر مدد کو اسکی آگئے ہوے ہین یہ سب بیکار ہین ہان ایک مشکل خالت جادوگر وہ ساحر دبیہ ہی مگر بفضل خداوند سامری وتائید جمشیدی اسے بھی دیکھ لونگی تم سب مقابلہ کرو جتنے کچھ نہ ہوسکیگا اور تمہارے حربون سے یہ لوگ بچ جا ئینگے تو ایک طرفۃ العین مین مین سب کا کام تمام کردونگی القصہ تمام رات دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا کیا دونون طرف کے ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف رہے ہر جگہ ہر ایک نے بچہ خوک کو ذبح کرکے اسکے خون کا چھڑکا دیا تھا ہر طرف گوگل جل رہا تھا مرچون کی دھانس آرہی تھی تل پھپ رہے تھے دھوان اٹھ رہا تھا شعلہ ہاے آتش بلند تھے گلی گلی پر بڑے بڑے چراغ جل رہے تھے کہ صبح ہوگئی صبح کو شاہنشاہ سلطان السلطان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان اسباب صاحبقرانی بدن پر آراستہ کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفشان خونریز خاوری اور نظر کردہ شاہ ولایت شہنشاہ حجازی کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابو الہول دیوانہ اور بہودا سے زنگی دونون اپنے ہاتھون مین چوب سنی لیے ہوے ساتھ ہوئے عمرو بن امیہ ضمری دامن کو ٹانگتے ہوے آستینین کہنیون تک چڑھائے ہوے اسباب عیاری تمام جسم پر لگا ہوا چست و چالاک

بنا ہوا تھا آگے عرصہ کارزار میں آکر کھڑے ہوئے اُدھر مُحرق جادو اور طاؤس جادو دہنے بائین اُس سپہر اقتدار کے
استادہ مکلل خان جادو تخت مرصع پر سوار ایک طرف باقی جملہ ساحر اپنے اپنے پرے باندھے ہوئے صف بصف
کھڑے ہوئے کہ اتنے میں سواری شہنشاہ جادوگران بلکہ دمامہ جادو کی بھی نمایان ہوئی سات سو اژدہاے آتش فشان
برسات سو علمدار سوار علم اژدہون کی پشت میں گڑے ہوئے پھر پھرے علمون کے آتشین اُنہین سے پرکالے آتش کے
نکلتے ہوئے ساحر اُنکے پیچھے ناریل اُچھالتے ہوئے کھیلتے ہوئے چلے آتے ہین آگے آگے سب ساحرون کے تخت لاکھ دمامہ
جادو کا چار فیل آتشین پر کسا ہوا ہودج آتشین میں دمامہ بیٹھی ہوئی کہین ارنج کا قد دبلی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے چہرہ
کا رنگ مانند اُلٹے توے کے سیاہ لشکارا کہاروے کا پہنے ہوئے ساری سالو کی اوڑھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہوا ٹیکا
بڑا سا سیندور کا پیشانی پر دیا ہوا بالون کی لٹین چھوٹی ہوئین زمین تک لٹکتی ہوئین ہر بن مو سے آگ کے شعلے
نکلتے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ اس بلا کے سر پر تمام کالے سانپ لپٹے ہوئے من اُگل رہے ہین اور گرد و اطراف مین
ساحران غدار مانند یاران فیل گوش سحر سولت اور معتبر جادو اور معتبر جادو وغیرہ کے چلے آتے ہین ہر ایک
اژدہا آتش فشان پر سوار قشقے ماتھون پر کھینچے ہوئے میدان رزم میں آکے قائم ہوگئے پرکالہاے آتش سر بآسمان کشیدہ دھوا
گنبد گردون میں پیچیدہ صداے نالہاے رزمی سے گوش گردون تک کر نقارون کی صدا سے زمین متزلزل و متحرک
بس دمامہ جادو کا وہان پہونچنا تھا اور لشکر اسلام کی طرف بغیظ و غضب دیکھنا تھا کہ بمجرد دیکھنے کے جہان لشکر اسلام
کھڑا تھا وہان کی زمین شق ہوگئی اور مرکب زمین میں سمانے لگے جب امیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ لشکر دین
بھی زمین میں دھنسا جاتا ہے مُحرق جادو اور طاؤس جادو سے خطاب کیا کہ اے مُحرق جادو اور اے طاؤس جادو
یہ کیا آفت ہے کہ ابھی لڑائی نہین شروع ہوئی اور زمین میں زلزلہ پہلے ہی سے آگیا اُنھون نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ
اے شہریار یہ شہنشاہ ساحران ہے اپنی ہیبت ابھی سے دکھاتی ہے مگر حضور خاطر جمع رکھین کنیزین ابھی اسکا تدارک
کرتی ہین یہ کہکر مُحرق جادو دہنی طرف اور طاؤس جادو بائین طرف گئی کہ جھولی سے ناریل نکالکے کچھ ہم ہم دم کرکے
زمین پر اس زور سے مارے کہ تحت الثری تک پہونچے اور دو میل ملائے دہنی اور بائین جانب لشکر اسلام کے قائم
ہوگئے وہ زلزلہ موقوف ہوگیا زمین کا دھنسا جاتا رہا دمامہ جادو نے دیکھا کہ زلزلہ لشکر اسلام کی زمین کا موقوف ہوگیا
یاران فیل گوش سے پوچھا اے یاران جادو دیکھنا یہ کسنے میرے سحر کو رد کیا یاران جادو نے عرض کیا کہ مُحرق جادو اور
طاؤس جادو نے ہنسکے کہا کہ یہ قدرت خداوند سامری و جمشید کی ہے کل کی چھوکریان جنکے منہ سے ابھی تک دودھ
کی بو نہین گئی اور جو فن سحر کو مطلق نہین جانتین وہ ہمارے سحر کو رد کرین لو قدرت خداوند سامری و جمشید کی دیکھو انکی
بھی یہ مجال ہوئی خیر کیا مضائقہ ہے کچھ اندیشہ نہین ہے تو ایک لحظہ بھر مین ان سب کو خاک سیاہ کردونگی مگر مجھکو رحم آتا ہے
کہ یہ سب بندگان خداوند سامری و جمشید مین کیا انہین مٹاؤن یہ کہکے اپنے ہاتھی کو صف سے آگے بڑھایا اور پکار کے کہا
کہ اے ساحران غدار اے مددگاران حمزہ معلوم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی شامت لائے ہو تم سب کو لازم ہے کہ حمزہ کا ساتھ
چھوڑ دو اور یہان آکے میری قدمبوسی کرو اگر اپنی جانین بچانا چاہو نہین تو تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سب کو خاک سیاہ
کردونگی مجکو رحم آتا ہے کہ تم میرے بھائی برادر ہو ہم قوم ہو دیکھو میرا کہنا مانو کمبختی اپنی نہ لاؤ مجکو مثل ساحران ام الجبال اور
عنطلی آباد کے سمجھو یہان مکلل خان جادو سب سے آگے بڑھا ہوا اپنے تخت پر سوار تھا اُس سے دمامہ جادو نے
خطاب کیا کہ اے مکلل خان جادو تو تو ہمیشہ ہمارے یہان شادی و غمی مین شریک رہتا تھا اب تیرا حال کھلا کہ تو
خدا پرستون کا شریک ہے اور مجکو بالکل بھول گیا میرے رعب و خوف کو دل سے بھلا دیا کیا تو نہین جانتا تمام زمانے کو

اور میرا سحر رد کرنے کو موجود ہین اُنھون نے اسکا رد سحر کچھ نہ کیا اسکا رد سحر کرتین تو ہم بھی جانتے کہ ہان وہ بھی کچھ سحر کرنا جانتی ہین
ابھی تو تم سب لوگ اسکی آواز ہی سُنکے بیہوش اور خود فراموش ہوکے منھ کے بھل زمین پہ گر پڑے ہوا ور جسوقت مین نے اسکی دونو
ٹانگین پکڑکے چیرینا اور یہ چلایا تو کہو کیا ہوگا اُسوقت ادھر اسکی آواز نکلی تو بیہوش ہوکے زمین پر گرنا کیسا تم سب کے سب اندھے
ہوجاؤ گے آنکھین بیکار ہوجائینگی مین تم سب کو قتل کر ڈالونگی اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو میرے سحر سے ڈرو اپنے حال زار پر رحم
کہا و حمزہ کا ساتھ چھوڑو ادھر آؤ مفت اپنی اپنی جانین نہ دو آکے میرے شریک ہو قسم ہے مجھکو خداوند سامری و جمشید کی
مجھکو افسوس آتا ہے کہ تو لاکھو بندگان سامری و جمشید ناحق میرے ہاتھ سے غارت ہو جائینگے اور فی الحال تامل اور تساہل
اس سبب سے کرتی ہون کہ میرے سردار تم سب لوگون کا استیصال کرنے کو بہت ہین جب اُنسے کچھ نہ ہوگا اور وہ تمھارے
استیصال سے عاجز آئینگے تو مین ایک چشم زدن مین کام تم سب کا تمام کر دونگی ابھی دمامہ جادو یہ کہہ رہی ہے یہان کا حال سُنیے
کہ ساحران اہل اسلام جو ہوش مین آئے تو صاحبقران کے پیچھے آکے چپکے کھڑے ہوئے تھر تھر کانپ رہے تھے جیسے لرزہ
چڑھا ہوا تھا اور گویا منہ مین زبان نہ تھی جو دمامہ جادو کو کچھ جواب دیتے مکلل خان جادو کے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین
وہ بھی حیرت مین ہلنے کی سی صورت بنا ہوا کھڑا تھا صاحبقران عالیشان نے محروق جادو اور طاؤس جادو سے فرمایا کہ
صاحبو میمون سحر عجیب و غریب بنایا ہے کہ مین بھی اُسے دیکھکے خائف ہوا تھا اور آواز اسکی مثل آواز رعد کے تھی یہ بھیانک صدا
مین نے آج تک کہین کسی کی نہین سُنی تھی عجب ہولناک اُس لعین کی صدا تھی معاذ اللہ آفت تھی قہر خدا تھی دیوون کی
آوازین بھی اسکے سامنے مات تھین اور تم بھی سب دمامہ کے سامنے بیکار تھے وہ چاہتی تو طرفۃ العین مین تم سب کو مار ڈالتی اور کوئی
اُسکا کچھ نہ بنا سکتا خدا نے تم سب کو بچایا اب کہو تمنے کیا تدبیر تجویز کی ہے محروق نے عرض کیا پیر و مرشد ہم جانبازی اور سر فروشی
کو موجود ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہے ہم حاضر ہین ہم اپنی تدبیر سے غافل نہ ہونگے اُسوقت ہمین معلوم نہ تھا کہ اسنے
ایسا زبردست سحر کیا ہے نہین تو کبھی یہ حالت ہماری نہ ہوتی اب ہم بھی رد اُسکی تیار کرتے ہین دوسرے یہ کہ مکلل خان جادو
ہم سب مین سن رسیدہ اور بزرگ ہین بلکہ انھون نے صحبت جمشید و سامری کی دیکھی ہے یہ کیا کچھ کمی کرینگے مکلل خان نے
ہاتھ باندھکے عرض کی اے امیر گیتی ستان صاحبقران زمان مین نے جب سے یہ بچہ میمون دیکھا ہے میرے ہوش و حواس
بجا نہین ہین زمانے مین کوئی اس سحر کو رد نہین کر سکتا یہ کل کی چھوکریان ہین بھلا انھون نے کیا دیکھا ہے مجھ ایسے پیر ضعیف کا
یہ حال ہے کہ ابتک ہوش و حواس بجا نہین ہین تو انکی کیا حقیقت ہے اور اس بچہ میمون سے مین خوب واقف ہون اسی سے زیادہ
خائف ہون مین نے سامری کی آنکھین دیکھی ہین جسکے نام سے آج تک سحر ہوتا آیا ہے اور روے زمین کے ساحر اُسکے پیرو ہین ایک مرتبہ
سامری نے ایسا ہی بچہ میمون تیار کیا تھا تمام عالم کے ساحرون نے چاہا کہ اُسکی رد کرین کوئی کچھ نہ کر سکا یہانتک کہ خود سامری
نے ارادہ کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اسکی رد بنائے ہرگز نہ بن سکی ایک بچہ میمون تو مین نے جب دیکھا تھا اور دوسرا آج دمامہ جادو
کے پاس دیکھا پیر و مرشد اسکی رد سوا اسم اعظم کے اور کسی سے ممکن نہین امیر حمزہ صاحبقران نے مایوس ہوکے جواب دیا کہ اے مکلل خان
جادو اسم اعظم تو اس لکلتہ نے پہلے ہی بند کر دیا ہے مکلل خان پھر دست بستہ ہوکے التماس کیا کہ خیر حضور دیکھین تو کیا ہوتا ہے جو ہوگا
دیکھا جائیگا مصرع ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد مکلل خان کی اس گفتگو سے تمام ساحر مثل بید کے کانپنے لگے کہا حج
مرضی الٰہی اُدھر دمامہ جادو پھر کے اپنی صف مین آئی اور اپنے ساحرون سے کہا کہ تم سب میدان مین جاؤ مین بھی دیکھون کہ آج
کیا کرتے ہو ایک ساحر معطر جادو نامے بلا ہے بیدرمان آفت روزگار رہی اُسنے شہنشاہ ساحران دمامہ جادو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اگر غلام
کو اجازت ہو تو مین جاکے ان سب کا کام تمام کر دون دمامہ نے جواب دیا جا خداوند سامری و جمشید تیرے حافظ و نگہبان رہین معطر جادو
اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور ایک چھوٹی سی ایک چوشیدا نار بل نکالکے زمین پہ مارا کہ وہ شق ہو گیا اُسمین سے ایک شعلہ

لپکتا ہوا نکلا وہ شعلہ بڑھتے بڑھتے ایک آگ کا دریا ہوگیا اور موجیں مارتا ہوا لشکر اسلام کیطرف بڑھا ادھر طاؤس جادو طاؤس پر سوار تھی اسنے جو یہ ماجرا دیکھا کہ دریائے آتشین بڑھتا چلا آتا ہے فوراً اپنے طاؤس کو صف کے آگے بڑھایا اور میدان میں آکے ایک روئی کا پہل نکال کے ہاتھ پہ رکھا اور اسپر چند قطرے پانی کے اسم سحر پڑھ کے چھوڑ کہ وہ آسمان کیطرف اڑا جسقدر وہ روئی کا پہل بلند ہوتا جاتا تھا بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ ایک ابر محیط بنکر تیار ہوا اور اسمیں سے پانی برسنے لگا اور اس شدت سے برسا کہ دریائے ذخار موجیں مارنے لگا اور اسطرف بڑھنے لگا حتی کہ وہ دریائے آب اس دریائے آتش پر گرا دونوں دریا باہم صحرا کیطرف روان ہوگئے اور سبکی نظروں سے نہان ہوگئے معطر جادو غیظ میں یہ کہتا ہوا طاؤس جادو پر دوڑا کہ او طاؤس تو نے میرا سحر رد کیا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگی ادھر سے طاؤس جادو پکاری کہ او حرامزادے دیکھ تو آج تیرا کیا حال کرتی ہوں اور اسنے بھی اپنے طاؤس کو آگے بڑھایا دونوں مقابل ہوئے سحر ہونے لگے ادھر اس ساحر نے اژدر آتش فشان کو شعلہ بار کیا ادھر اس شعلہ جوالہ نے اپنا سحر دھوان دھار کیا دونوں اس آگ اور دھوئیں میں چھپ گئے مگر آواز دونوں کی چلی آتی ہے بعد دو گھڑی کے وہ آگ اور دھوان موقوف ہوا اور اسمیں سے طاؤس جادو پسینے میں غرق سر معطر جادو کا ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی غل ہوا کہ وہ معطر جادو مارا گیا طاؤس جادو نے سر اسکا پکار کا سامنے امیر کشور گیر کے ڈال دیا امیر نے طاؤس جادو کو گلے سے لگایا پیشانی کو اسکی بوسہ دیا بہت سی تعریفیں کین اس طرف عنبر جادو نے جو دیکھا کہ معطر جادو مارا گیا غیظ و غضب میں آکے دمامہ جادو سے رخصت طلب کی اسنے اسے اجازت دی یہ میدان میں آیا نعرہ کیا کہ اے [illegible] ان لشکر اسلام غضب کیا تمنے کہ رفیق کو شہنشاہ جادوان ملکہ دمامہ جادو کے مار ڈالا دیکھو تو اب کیا گل کھلتا ہے [illegible] سکے عوض میں کون کون خاک میں ملتا ہے کس کس کا سر قلم ہوتا ہے کون کون فرش موت پر سوتا ہے یہ کہکر ایک تسمہ [illegible] لا اور اسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک روئی کے پہل پہ ان ٹکڑوں کو رکھکے اوسپر اسم سحر پڑھکے اسے [illegible] اڑایا کہ وہ روئی کا پہل ایک ابر محیط بنگیا اور اسمیں سے سانپ بچھو مثل قطرات باران کے برسنے لگے جسکو ان سانپ اور بچھوؤں نے کاٹا وہ پانی ہوکر بہ گیا محروق جادو نے جو یہ کاٹ پھانس اس موذی کی دیکھی اسی وقت ایک لوہے کی چادر [illegible] لی اسپر اسم سحر دم کیا کہ وہ ایک آسمان آہنی بنکر اہل اسلام کے سروں پر چھا گئی اب جو مار و عقرب اوپر سے آتا ہے آہنی لوہے کے آسمان پر گرتا ہے طاؤس جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی ہزارہا طاؤس سحر بنا کے اڑائے وہ [illegible] آسمان آہنی پر جا بیٹھے اور جو مار و عقرب گرا انھوں نے نوش جان کیا سب ساحران اہل اسلام ان طاؤسوں [illegible] بچھوؤں کا تماشا دیکھنے لگے عنبر جادو نے جو دیکھا کہ سب اہل اسلام اس تماشے کیطرف مخاطب ہیں [illegible] دل میں خیال آیا یہ موقع خوب ہے تو چلکر جلدی سے حمزہ کو پکڑ لا ایسا وقت فرصت تقدیر سے ملتا ہے بس اپنے دل میں یہ خیال فاسد کر کے زمین پر گر کے لوٹا اور اسم سحر کا جو اسپے اوپر پڑھکر پھونکا فوراً وہ خانہ خراب بہ شکل عقاب ہوگیا اور آسمان کیطرف پرواز کی جب بروے ہوا کچھ بلند ہوا وہاں سے دونوں کندے جوڑ کے صاحبقران پر آ گرا اور اپنے دونوں پنجوں سے دونوں شانے امیر کے مضبوط پکڑ کے آسمان کیطرف لے اڑا اور بلندی پر جا کے لشکر دمامہ جادو کیجانب روانہ ہوا یہان لوگوں نے جو یہ ماجرا دیکھا لشکر اسلام میں ایسا غل پڑ گیا کہ صاحبقران کو عقاب لیے جاتا ہے محروق جادو نے جو یہ خبر پر اسکی دیکھی اسیوقت آپ ایک باز تیز پرواز کی صورت بنکر اڑی اب آگے آگے وہ عقاب مصنوعی صاحبقران عالیشان کو [illegible] اڑتا ہوا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے [illegible] سن کر تا چلا آتا ہے لوگ دونوں لشکروں

دامہ جادو کو نہایت خوشی ہے کہ حمزہ گرفتار ہو گیا لشکر اسلام بے سردار ہو گیا اب کوئی دم مین مین شادیانے
بجواتی ہون ان سبکو بھی کبھی سے گرفتار کروا منگاتی ہون لشکر اسلام مین لوگ دعائین کر رہے ہین کہ بار الٰہا صدقہ اپنی
وحدانیت کا ہم غریبون کی بیکسی و بیلبسی پر رحم فرما کر صاحبقران عالیشان کو اس عقاب کے پنجہ سے جلد رہا کر یہانتک
کہ وہ باز تیز پرواز اس عقاب خانہ خراب تک پہونچ گیا اور پنجے مار کے اسکو زخمی کیا اس عقاب کے جسم کو زخمون کی
ایذا جو پہونچی صاحبقران پنجون سے چھوٹ گئے زمین پر گرنے لگے طاؤس جادو نے جو دیکھا کہ صاحبقران زمان
زمین پر گرا چاہتے ہین بر وسے ہوا بلند ہو کے صاحبقران کو روک لیا اور وہانسے لا کے پھر اشقر پر سوار کیا ادھر محروق
یعنی باز مصنوعی نے عنبر جادو یعنی عقاب مصنوعی کو زمین پر گرا کے اسقدر منقارین مارین کہ پیٹ اس شکم سوختہ کا چاک ہو گیا
اور وہ واصل جہنم ہوا ایک غل اور شور برپا ہوا آکر قتل ہوا نام میرا عنبر جادو ولود اور وہ ابر کہ جسمین سے سانپ اور
بچھو برستے تھے برطرف ہو گیا اسکے مرتے ہی ماران فیل گوش سپہر صولت جادو کہ ملکہ دامہ جادو کا شاگرد خاص ہے
اسنے جو دیکھا عنبر جادو کہ جو برابر کا تھا وہ مارا گیا بہت غضبناک ہوا اور بھبکے دامہ جادو کے سامنے آیا ہاتھ باندھکے
عرض کیا کہ محروق جادو مطیع اسلام نے عنبر جادو کو مار ڈالا مجھکو اسکے مارے جانے کا نہایت ملال ہے اسکی تاب
مفارقت محال ہے غضب کیا ان اہل اسلام نے کہ اتنے بڑے جادوگر کو مار ڈالا مجھسے اب نہین دیکھا جاتا ہے بلکہ میری
آنکھون مین خون اتر رہا ہے اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن اور لشکر اسلام سے اسکے خون کا عوض لون کچھ رنج و الم اسکا
دور ہو دل مسرور ہو دامہ جادو نے جواب دیا کیا مضائقہ ہے تم بھی میدان مین اپنے دلکا حوصلہ نکال لو یہ سنکر
ماران فیل گوش دامہ جادو کو سلام کر کے مثل مار سر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا غیظ مین ہونٹھ
چباتا ہوا میدان کیطرف چلا اور دامہ جادو نے اپنے ساحرون سے کہا کہ اگر ان کو بھی لشکر اسلام نے مثل عطر جادو
اور عنبر جادو کیطرح مار ڈالا تو تم دیکھ لینا کہ پھر مین ان ساحرون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی سبکا رشتہ
حیات توڑونگی سب نے ہاتھ باندھ باندھکے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران بھلا دنیا مین کسکی مجال ہے کہ ماران
سے مقابلہ کر سکے جسے قضا منہ دکھاتی ہے وہ بیشک اسکے مقابلے کو آتے جسکو اپنی جان دینا گوارا ہو وہ اسنے معرکہ آرا ہو
ایک مکلل خان البتہ انہین ساحر زبردست لڑ سکتا ہے وہی اسنے عہدہ برآ ہوگا یہ حضور کی آنکھین دیکھے ہوئے ہین ہمیشہ
دنیا بھر کے سحر سیکھے ہوئے ہین کوئی کیا اسکے مقابلہ چیز کر سکتا ہے اسنے لڑائی مین کوئی کیا بڑھ سکتا ہے یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین
وہان ماران جادو میدان مین آ کے قایم ہوا اور نعرہ کیا کہ اے ساحران اسلام اور اے تابعان حمزہ خود کام تمنے
آج بازو میرا توڑ ڈالا عنبر جادو کو مارا ہے کہ جسکی کچھ مٹی سی خاک چٹکی مین اٹھا کے اسم سحر اسپر دم کر کے زمین پر
پھینکا کہ یہان طاؤس جادو اور محروق جادو جو کھڑی ہوئی تھین انکے پاس کی زمین شق ہوئی اسمین سے ایک
بگولہ خاک کا اٹھکر دونون سے لپٹ گیا محروق جادو اور طاؤس جادو بیہوش ہو کر زمین پر گرتے ہی تڑپنے لگین
لشکر اسلام مین غل ہوا کہ ارے دیکھو محروق جادو اور طاؤس جادو کا عجیب حال ہے دیکھیے جانبر بھی ہوتی
ہین یا نہین مکلل خان نے جو یہ حال محروق جادو اور طاؤس جادو کا دیکھا اسیوقت صراحی پانی کی منگوا کے اسپر
کچھ پڑھکے دم کیا بعد اسکے اسی پانی کو لا کے دونون پر چھڑکا کہ وہ تڑپن انکی موقوف ہوئی مگر ہوش نہین آیا
انکو تو خیمون مین بھجوا دیا اور مکلل خان نے وہ باقی ماندہ پانی زمین پر ڈال دیا کہ وہ سب پانی زمین مین جذب
ہو گیا پانی کا جذب ہونا تھا کہ ماران جادو کے پاس کی زمین شق ہوئی اسمین سے ایک تلوار جلتے پانی کا نکلکر
ماران جادو پہ پڑا ماران جادو نے جو اسم سحر کا پڑھکر پھونکا اور ایک گنبد طلائی اس تلوار کو زمین پہ مارا

زمین برابر ہوگئی اور پانی کا نکلنا موقوف ہوگیا ماران جادو پکارا کہ مکلل خان میدان میں آ اپ میرا سامنا
ہی تو ہمنشین ساحری کا ہی میں شاگرد شہنشاہ ساحران ناکارہ مامہ جادو کا ہون دیکھون آج تو مجھسے بازی
لیجاتا ہی یا میں تجھسے گوے سبقت لیجاتا ہون ساری عمر میں آج ہی تو تیرا سامنا ہوا ہی میں ہمیشہ تیری سحر ساحری کا
ذکر بد کو سنا کرتا تھا مجھے بھی اشتیاق تھا کہ تیری استادی دیکھون خیر آج اتفاقات روزگار سے سامنا ہوگیا میں دیکھون
کہ تجھ ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کا سحر مجھپر چلتا ہی یا میرا جادو تجھپر پیش جاتا ہی غرض یہ کلمات سخت و درشت
اُس نابکار آفت روزگار بدخلق و بدخو ماران جادو سے مکلل خان جادو نے سنکر اپنے تخت کو صف سے آگے بڑھایا
مقابلے پر ماران کے آیا ماران جادو نے جو دیکھا کہ مکلل خان میری زد پر آگیا جھٹ پٹ زمین پر لوٹا اور اپنے اوپر
کچھ اسم سحر کا پڑھکے پھونکا فوراً وہ سگ ناپاک شیر کی صورت بنگیا اور مکلل خان پر دوڑا مکلل خان نے جو دیکھا
یہ خرس بادیہ ضلالت شیر کی صورت بنکر مجھپر جھپٹتا ہی واسطے بھی اسنے اوپر اسم سحر کا پڑھکے دم کیا اور ایک ارنے کی شکل
بنکے اُسپر دوڑا دونون باہم لڑنے لگے وہ شیر لپکے ماران جادو ہر بار طمانچہ مارتا ہی مکلل خان جادو ارنے کی شکل
بنا ہوا اُسکے طمانچے کو اپنے سینگون پر روکتا ہی بڑی دیر تک دونون میں باہم مقابلہ رہا یہانتک کہ ماران جادو نے
پنجے سے ایک پارچہ گوشت مکلل خان کے جسم سے نوچ لیا مکلل خان کو غصہ آیا اسنے بھی پیچھے ہٹکے جو ایک سینگ
اُسکے مارا تو اُسکے ایک زخم کاری لگا مگر ماران جادو جستی تمام علیحدہ ہوکے فیل آتشین کی صورت بنکر مکلل خان
پر دوڑا اسنے بھی چاہا کہ میں کوئی اور صورت بناؤن مگر مہلت نہ ملی یہانتک کہ اُس فیل آتشین نے آکے اسکو دبا لیا
اور زمین پر گراکے پامال کرنے لگا صاحبقران ذیشان نے جو دیکھا کہ مکلل خان مغلوب ہوا اور اب کوئی دم میں
کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہی بے اختیار پروردگار کو پکارے کہ ای کس بیکسان والی و اور غریبان اس مرد ضعیف کو
ماران جادو کے ہاتھ سے بچاسے اور بدکاران ساحرون کی شر سے محفوظ رکھ اور کبھی اپنی طرف کے ساحرون سے
مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ صاحبو دیکھو مکلل خان ہاتھ سے ماران کے مارا جاتا ہی اسکا کام تمام ہوا چاہتا ہی
جلد اسکو اُسکے ہاتھ سے بچاؤ مدد کرو کوئی جواب بھی نہیں دیتا ہر شخص غرق دریاے حیرت سکتے کی صورت
بنا ہوا کھڑا ہی اور خاموش ماران جادو اور مکلل خان کو دیکھ رہا ہی اور اگر کوئی جواب بھی دیتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ
پیر و مرشد یہ ملعون شاگرد رشید مامہ جادو شہنشاہ ساحران کا ہی اور فن سحر میں ہمسر اور ہم پلہ مامہ جادو کا
ہی اس سے کون مقابلہ کرے کون میدان میں جاسے اور جو اسوقت اسکے پاس جاویگا وہ مارا جائیگا الہو میں تماشا
آئیگا خدا ہی مکلل خان کو بچانے والا ہی فقط اُسی کی ذات کا سہارا ہی اگر وہ مدد کریگا تو البتہ اسکا سر دکریگا ورنہ دشمنون کا ان بہر
کام تو اسکا تمام ہوچکا ہی اب باقی کیا ہی جتنے ساحر لشکر امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان میں ہیں سب کی رنگتیں زرد ہیں ہاتھ پاؤن بید
ہیں خون پر اداسی چھائی ہوئی ہی چہرون پر مردنی پھیری ہوئی ہی صاحبقران دوران نے جو دیکھا کہ کہنے سے بھی کسی ساحر کی جرأت
نہیں ہوتی کہ ماران جادو کے مقابلے کو جاسے اور مکلل خان کو اسکی شر سے بچاسے پھر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے
اور عرض کرنے لگے کہ ای خالق حقیقی اور مالک تحقیقی تو نے بڑے بڑے معرکون میں مدد کی ہی جو مصیبت مجھپر جو بلا آئی وہ تو نے اپنے فضل و کرم سے
رد کی تیری ہی مدد سے میں چاہ الماس میں آیا اور رفوقنون جادو اور نرگس جادو اور مہرامہ جادو ولو تیسال جادو کو
واصل جہنم کیا تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر میں آج اس لشکر مامہ جادو سے بھی منہ کہ آرہا ہوا ہون میں بھی
ابتک اُسپر کو ر رہا اُسکے جادوگران نامی کو لشکر اسلام نے راہی دار البوار کیا لیکن اب ایسی مشکل آپڑی ہی
کہ بنی بات بگڑا چاہتی ہی ساری عزت و آبرو اس بندۂ ذلیل و حقیر کی خاک میں ملا چاہتی ہی واسطے اپنے بندگان

شناخت کا کہ میری آبرو رکھے اور اس بندۂ بیکس و بےبس کو اس موذی کے چنگل سے نجات دے ابھی امیر حمزہ صاحبقران
بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری بدرگاہ خدا یہ دعا کر رہے تھے کہ تیر دعا ہدف اجابت پہ بیٹھا شعر زنشست ہمت کشو کشایش
برآمد بہ ہدف تیر دعا لیش ٭ یکایک دیکھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر نمایان ہوا اسمین سے آواز رعد کی آنے لگی ہزارون
بجلیان چمکنے لگین اس رعد کی آواز مہیب اور بجلیون کے چمکنے سے دونون لشکرون کے جادوگر خوف کے مارے
کانپنے لگے اور ہول کے سبب سے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی ہانپنے لگے ہاتھ پاؤن پھول گئے سارا سحر بھول گئے
چہرون کے رنگ زرد ہو گئے جسم سب کے سرد ہو گئے آنکھین خیرگی کرنے لگین دمامہ جادو نے اپنے ساحرون کیطرف
مخاطب ہو کر کہا معلوم ہوتا ہے ملکہ برق جادو آ پہونچی یہان دمامہ جادو یہی کہہ رہی تھی اور ماران فیل گوش
چاہتا تھا کہ دونون دانت اپنے مارے کہ مکلل خان کا پیٹ پھٹ جاے کہ آواز گڑ گڑاہٹ کی بلند ہوئی اور اس
لکۂ ابر مین سے بجلی تڑپ کے ماران جادو پر گری کہ وہ جہنمی جلکے خاک سیاہ ہو گیا اور مکلل خان سراسیمہ و پریشان
بھاگ کے خدمت فیضدرجت امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین آیا اور عرض کرنے لگا کہ ماران جادو کے
ہاتھ سے میرا کام تو تمام ہو چکا تھا مگر بفضل خداے لایزال اور حضور کے اقبال سے بچ گیا صاحبقران زمان نے
مکلل خان کو گلے سے لگایا اور بہت سا احسنت و مرحبا فرمایا اُدھر دمامہ جادو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو نے
میرے شاگرد اور سردار ماران فیل گوش سیہ بخت کو بجلی گراکے خاک سیاہ کر دیا مارے غصے کے مثل مار سر
دم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگی آنکھین سرخ مانند خون کبوتر کے ہو گئین ابرون مین بل پڑ گیا ہونٹھ چبانے
لگی اور بصد غیظ و غضب چلانے لگی کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ برق جادو علامۂ دہر آفت روزگار تو نے
ماران جادو میرے شاگرد اور سردار کو مار ڈالا او خام پارہ اچھال چھکا تجھے میرا ابھی خوف نہ آیا ہے شرط کہ پہلے
تجھی کو خاک سیاہ کرون ماران کے خون کا عوض تجھسے لون تو نے پہلے نرگس جادو اور سراسمہ جادو کو قتل کروایا
پھر انکے قاتلون کو میری قید سے رہا کر دیا مین نے جو پوچھا تو تجھسے جھوٹی قسمین کھاکے صاف انکار کیا آج تو تیرا سب
جھوٹھ سچ کھل گیا کہ تو نے میری آنکھون کے سامنے ماران کو مار ڈالا او لکاتہ یہ سارا تیرا ہی لیس بویا ہوا ہے
یہ بیڑا تیرا ہی ڈبویا ہوا ہے خیر تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جائیگی دیکھ تو کیسی اپنے کیے کی سزا پائیگی پہلے تیرے یارون
کو لون بعد اسکے تجھسے سمجھ لونگی یہ کہکر اپنے ہاتھی کو صف سے بڑھایا اور اسی بچۂ میمون کو جو ڑے مین سے نکال کے
دونون ٹانگین اسکی پکڑ کے چیرین اُسنے ایک چیخ اس زور سے ماری کہ گنبد گردون گردان تک آواز اسکی گونج
گئی سبکے کلیجے ہل گئے ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے حواس خمسہ جاتے رہے زبانین بند ہو گئین آنکھین چوندھیا گئین
اور ساحران لشکر اسلام تو بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑے بینائی آنکھون سے جاتی رہی سبکے سب مثل
کور مادرزاد کے نابینا ہو گئے امیر صاحبقران کی آنکھون مین تاریکی چھائی ہوئی تھی یقین مرگ کا ہو چکا
تھا مکلل خان پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ سامری کے زمانے مین اس بچۂ میمون کا رد سحر تمام عالم کے ساحرون مین سے
کوئی نہ کر سکا بھلا اب کون کر سکتا ہے جملہ ساحران اسلام نے جواب صاف دیا تھا امیر حمزہ صاحبقران
سرگروہ خداپرستان خاموش و خود فراموش اس فکر مین کھڑے ہوے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ اے پروردگار
عالم اب کیا ہوگا اسم اعظم بھی بند ہے کوئی تدبیر بن نہین پڑتی مفت آج میرے سبب سے اتنے تیرے بندون
کی جانین ضایع ہوتی ہین تو نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو ایک
آگ کے انگارے کے سبب سے ید بیضا عطا کیا حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا حضرت

عیسی روح اللہ کو دشمنون سے چھڑا کے آسمان پر پہونچایا اگر تو مدد فرمائیگا تو یہ بندۂ ذلیل اس بلاے عظیم سے نجات پائیگا ابھی صاحبقران یہ دل مین کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ برق جادو مثل برق جہندہ کے آسمان پر چمکی اور وہان سے طرفۃ العین مین صاحبقران کے سامنے آ کے شیشہ باطل السحر کا لوٹا اور آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم پڑھیے بس صاحبقران والا ہمم نے اسم اعظم جو پڑھا وہ تاریکی برطرف ہوگئی اور بار دیگر اسم اعظم پڑھکے اپنے ساحرون پر دم کیا کہ وہ سب ہوش مین آئے اب صاحبقران کے دل سے وہ تردد و تفکر دور ہوا اطمینان حاصل ہوئی سب ساحرون کی بھی جان مین جان آئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے دمامہ جادو کیطرف بڑھے اور دمامہ جادو اب ہرچند اس بچہ میمون کو چھیڑتی ہے مگر صداے نباشد اسکی آواز ہی نہین نکلتی جو جو اسمین سے آواز نکلنا موقوف ہوتی جاتی ہے اور دانت پیس پیس کے ہونٹھ چبا چبا کے اسکو چھیڑتی ہے مگر وہان کچھ اثر ہی نہین وہ بچہ میمون مثل روئی کے لنگور کے چرتا چلا جاتا ہے اور کچھ آواز نہین دیتا بہانتک دمامہ جادو اسکو کمر تک چیر چکی کہ امیر یا توقیر نے اسم اعظم جو پڑھکر اسپر پھونکا دمامہ جادو اندھی ہوگئی بچہ میمون اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ چارون طرف ٹٹولنے لگی امیر با توقیر نے فرمایا کیون اے دمامہ جادو کیا ڈھونڈھتی ہے اسنے غصے مین آ کے آواز کیطرف جواب دیا کہ اے حمزہ مین تجھی کو ڈھونڈھتی ہون گو کہ اب مین اندھی ہوچکی ہون اور کام میرا تمام ہوچکا ہے مگر جواب بھی تو میرے ہاتھ آجا تو تیری بوٹیان دانتون سے نوچ کے تجھے ہلاک کرون یہانسے مقبل خان نے آواز دی کہ او نکاٹہ دمامہ جادو تجھے تو بڑا ہی غرور تھا اپنے سحر پر نہایت غرا تھا اب وہ غرور کہان گیا اور وہ بچہ میمون کیون مٹی کے کھلونون کیطرح بیکار ہوگیا دمامہ جادو شرمندہ ہو کے چپ ہورہی مگر اس شوخ دیدہ کی اندھی آنکھون سے دو آگ کے شعلے نکلے اور وہ دونون آگ کے شعلون نے امیر کیطرف رخ کیا صاحبقران نے دوڑ کے ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا جو سر پر اس ملامہ کے مارا کہ پھل تیغۂ آبدار کا سر و سینہ پر کینہ اس ملعونہ کا کاٹ کے دونون ٹانگون سے نکل گیا فیصل ہوا دمامہ جادو ماری گئی واصل جہنم ہوئی ایک تلاطم عظیم برپا ہوا آندھی چلنے لگی خاک اڑنے لگی چارون طرف اندھیرا چھا گیا تمام جادوگر دمامہ جادو کی طرف کے اپنے اپنے حربے لیے ہوے دوڑے ادھر سے ساحران اسلام کمک کو آئے سحر چلنے لگے لڑائی ہونے لگی جو اسطرف کا ساحر سحر کرتا ہے اُسطرف کا ساحر اسکی رد کرتا ہے جو ادھر کا ساحر سحر کرتا ہے یہ اسکا جواب دیتا ہے غرض چار گھڑی تک گھمسان کی لڑائی رہی دونون طرف سے خوب خوب سحر بازی ہوئی حمزہ صاحبقران کی بھی تلوار چلا کی اس اثنا مین برق جادو نے پکار کے کہا کہ صاحبو دمامہ تو ماری گئی اب تمھاری اس برد و بدل اور کشت و خون سے کچھ وہ جی نہ اٹھیگی تم اپنی جانین کیون مفت دیے دیتے ہو قصے کو دھیرے تمام کرو لڑائی جھگڑے کو جانے دو دمامہ جادو کی پیروی چھوڑو اگر اطاعت و فرمانبرداری خاصۂ باری سحر گروہ اسلامیان افسر خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران کشورستان کی اختیار کرو تو تم سبکی جان بخشی ہوجاے ہر کس نا کس امان پاے یہ سنکے سب ساحر اپنے اپنے ہاتھ بلند کر کے چلانے لگے یا صاحبقران الامان شور چار جانب سے صداے آئی الغیاث و فغان الامان والامان والامان الامان صاحبقران دوران نے جو آواز الامان الامان کی چار طرف بلند پائی ہاتھ روک لیا قبضۂ تیغۂ عقرب سلیمانی کو چوم کے میان مین رکھا اور اپنی جانب کے ساحرون کو پکار کے ارشاد فرمایا کہ اے ساحران جانباز و اے مردان ہوشیار بس ہاتھ روکو لڑائی موقوف کرو ہم نے سبکو امان دی منادی چار طرف پکارنے لگے اے ساحران لشکر اسلام صاحبقران عالیشان نے سب کی جان بخشی کی اب کوئی کسی سے پرخاش نہ کرے سب طرف لڑائی موقوف ہوگئی دونون لشکرون مین امن و امان ہوگیا

ہوش و حواس بجا ہوئے دل دھڑکانے لگے طوفان بے تمیزی برطرف ہوا امن و عافیت کا غلغلہ ہر طرف ہوا تمام فوج لشکر دمامہ جادو کے رومالوں سے ہاتھ باندھا باندھ کے سامنے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کے حاضر ہو عذر تقصیرات کے کلمات عرض کرنے لگے برق جادو نے پہلے آپ نذر دی بعد اسکے ان سبھون کو صاحبقران کے قدمون پر گرایا صاحبقران نے ایک ایک کو تشفی و دلاسا دیا پھر برق جادو سے ارشاد کیا کہ ای ملکہ آج کا معرکہ بھی یادگار روزگار رہیگا ہمین زندگی سے یاس ہو چکی تھی آس ٹوٹ گئی تھی موت کا سامنا تھا خدا یاد آتا تھا ہر ساعت دار دنیا سے سفر تھا ملک عدم کا راستہ پیش نظر تھا اگر تم نہ آتین تو ہم سبکی جانین جاتین تمھاری بدولت یہ لڑائی فتح ہوئی نہین ہماو تو یقین مرگ ہو گیا تھا ای ملکہ کیا وقت پر شیشہ باطل السحر کا تمنے لا کر توڑا اور کیا خوب ماران جادو کو بجلی گرا کے جہنم واصل کیا شاباش و مرحبا آفرین صد آفرین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ سب حضور کا اقبال ہے ورنہ اس کنیز کی کیا مجال تھی کہ اس لکاتہ کا سحر میمون برطرف کر سکتی ای امیر صاحبقران سچ تو یہ ہے کہ اگر مین شیشہ باطل السحر کا لیکے نہ حاضر ہو جاتی تو ماران جادو نے مکلل خان کو مار ہی ڈالا تھا اور بالفرض کہ وہ اسکے ہاتھ سے بچ جاتا مگر اس سحر میمون کا رد تو سوا اس تدبیر کے کسی سے ممکن ہی نہ تھا آخر الامر حضور کے دشمن قتل ہوئے اور مجھے تمام عمر کی ندامت و خجالت حاصل ہوئی عرض ابھی یہی باتین تھین کہ سواری سیار انجم شمار جادو وزیر اعظم ملکہ دمامہ جادو کی آئی اسنے جو دیکھا کہ دمامہ جادو کا خاتمہ ہو چکا تمام لشکر اسکا مطیع صاحبقران ذیشان کا ہو گیا بس وہ بھی ملکہ جادو کے وسیلے سے قدمبوس ہوا شرف ملازمت حاصل کیا اب امیر کشور گیر نے حکم دیا کہ دمامہ جادو کی لاش کو گلیون مین تشہیر کروا و سر نحس اسکا دروازہ شہر زمرد پر لٹکا دو سیار انجم شمار جادو نے امیر صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور زر و جواہر سر امیر عالیوقار پر نثار ہوا شہر زمرد مین لایا تمام جادوگر ہمراہ رکاب حاضر ہوئے ایوان بادشاہی مین صاحبقران دوران بصد شوکت و شان رونق افروز ہوئے تمام عمائد و روسائے شہر اور ارکین سلطنت اور مشیران مملکت کی نذرین گذرنے لگین سبکو علی قدر مراتب خلعت و انعام و جاگیرین بٹنے لگین سیار انجم شمار جادو نے خزانے کی فرد لاکے حضور مین گذرانی فرد کو جو دیکھا تو عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا طمع دنیا غالب ہوئی کہا ای صاحبقران فیاض زمان یہ مال میرا ہے اسلیے کہ مین نے بہت محنت کی ہے بڑی زحمت اٹھائی ہے جسے مجھکو ابوالہول نے چاہ الماس مین گرایا ہے تو ایسی ضرب شدید مجھکو پہونچی تھی کہ میرا ہی دل خوب جانتا ہے آجتک میری کمر کا درد نہین گیا ہے خدا جانے اب اس درد سے مین جانبر بھی ہونگا یا نہین صاحبقران عادل زمان نے جواب دیا ای خواجہ جو دہ یکی ہمیشہ سے تمھارا معمول اور حق ہے وہ تمکو بلا حجت و تکرار ملیگا باقی ماندہ غازیان اسلام کا حصہ ہے عمرو نے جواب دیا ای صاحبقران کیا خوب آپ نے انصاف کیا ہے کہ کلیجے کو جلا کے کباب کر دیا ہے غازیان اسلام سرامہ جادو کے قتل کرنے کو نہ آئے آپ کو دمامہ جادو کی شر سے نہ بچایا کوئی بارگاہ کوئی خیمہ نہ استادہ کیا آج حصہ لینے کو آموجود ہوئے مین تو کبھی دہ یکی نہ لونگا دہ یکی لینے کے واسطے مین اپنی جان بیچ کے سرامہ جادو کے پاس گیا اور پھر وہان آپکو بھی لیا کے اس ملعونہ کو قتل کیا میدان مین خیمے استادہ کرائے لشکر دمامہ جادو کی شر سے بچایا واہ کیا آپ نے قدردانی کی سبحان اللہ سبحان اللہ آپ اپنی دہ یکی ہی رہنے دیجیے میرا خدا کہین اور سے مجھکو دیگا اور اگر مین یہ جانتا تو کاہیکو اپنے بال بچون کو چھوڑ کے ایسے بلا خیز آفت انگیز مقام پر آتا جہان پیاس کے مارے جبرادم نکلا آدمی سے جانور جدا بنا کچھ خدا نے اپنا فضل کیا جو اس پیاس کی ہلاکت سے بچا اور ہیئت حیوانی سے پھر شکل انسانی مین آیا ای

امیر یہ دولت بھی انھین لوگون کو دیجیے جو سب مال لینے کے مستحق ہین اور میرا تو کوئی استحقاق ہی نہین گویا خدا کی راہ پر
مفت مانگتا ہون مین اس قدر قلیل کے لینے سے درگذرا آپ مجھے معاف کیجیے جب صاحبقران نے لاحظہ فرمایا کہ
خواجہ بالکل ہی آزردہ ہوے جاتے ہین فرمایا کہ اچھا بھئی اگر وہ بھی لینا تم نہین منظور کرتے ہو تو خیر آٹھوان حصہ
تمکو ملیگا خواجہ نے جواب دیا کہ ای امیر بالتوقیر مین کچھ زن شوہر مردہ تو ہون نہین کہ آٹھوان حصہ مال مین سے
لون مین تو اچھا خاصہ مرد ہون آٹھوان حصہ تو حکم شرع کے موافق اُس عورت کو دیتے ہین جسکا خاوند مرجاے
مین کوئی رنڈ یا دکھیا عورت نہین ہون صاحبقران نے فرمایا کہ کل مال فقط تمھین اکیلے کو ملنا یہ تو محض خلاف
انصاف ہی مگر ہان جسقدر مین کہتا ہون اُسے قبول کرو اور راضی برضا رہو عمرو نے عرض کیا کہ یہ تو کبھی ممکن
نہین کہ آٹھوان حصہ مین لون چاہیے جسقدر آپ فرمائین اور چاہیے جتنی حق تلفیان ہون مگر مین کبھی اسقدر
کم نہ لونگا اور اتنی کثیر مقدار غازیان اسلام کو نہ دونگا غرض بعد بحث و تکرار بسیار کے چہارم حصے پر
تصفیہ ہوا امیر نے چہارم مال تو عمرو کو دیا اور ثلث حصہ غازیان اسلام کو تقسیم کر دیا عمرو بھی اسقدر مال
کثیر پاکے نہایت خوش ہوا بغلین بجانے لگا اور کہنے لگا کہ اب مین تا قیامت زندہ رہونگا اُس اثنا مین کبھی
نہ مرونگا بعد اسکے صاحبقران با ایمان نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے شہر زمرد کے ہین وہ سب مسمار کیے جائین
اور بجاے اُنکے مسجدون کی بنا ڈالی جاے سکہ بادشاہ دین اسلام سے مزین تھا وے کے نام پر جاری ہو اور
ملکہ برق جادو کو وہان کا بادشاہ اور فرمانروا مقرر کیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران کی دعوت
کا سامان کیا تمام شہر کو آراستہ و پیراستہ کیا کوچہ کالون مین آئینہ بندی کرائی راستون مین روشنی کے ٹھاٹھ کرواے
قصر زمرد کو مکان دعوت قرار دیا ایک تو وہ پہلے ہی سے از تحت تا فوق اور از عرض تا طول یکسر ڈال زمرد سبز کا بنا
تھا اور اسمین شیشہ آلات زمرد کا لگا ہوا تھا اب اُسنے یہ کیا کہ جہان ایک جھاڑ تھا وہان دس جھاڑ لگاے اور
جہان ایک چھاجہ تھا وہان بیس چھاجے لٹکاے اور جہان ایک ہانڈی تھی وہان بیس ہانڈیان آویزان کین
اور جہان ایک مردنگ تھی وہان چالیس مردنگین لگائین جہان ایک قمقمہ جلتا تھا وہان پچاس قمقمے جلاے
غرض ہر چیز کو دس گونا اور پچاس گونہ کرکے قصر کی آراستگی کی کہ دن دعوت کا آیا امیر با توقیر مع ہمراہیون کے
تشریف لیگئے وہان کی کیفیت جو دیکھی تو جنت کی یاد بھی فراموش ہوگئی دسترخوان پر وہ کھانے چنے ہوے تھے
کہ کھانا تو درکنار کسی نے اُنکا نام بھی نہین سنا تھا پہلے امیر کشور گیر نے خاصہ تناول فرمایا بعد اسکے صحبت
رقص و سرود کی آراستہ ہوئی دور جام گردش مین آیا ارباب نشاط حاضر ہوے پہلے طبلے پر تھاپ پڑی کھرا
سارنگی کا بلند ہوا ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا فلک پر تانون کی آواز جانے لگی اُس طائفے نے خوب خوب
گایا خوب خوب بتایا انعام مین بہت سا زر و جواہر پایا جب اُسکی بدلی ہوئی دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اپنا
کسب و کمال دکھایا بہت سا انعام پایا غرض اسیطرح جب کئی طائفے ناچ چکے اب وہ وقت ہے کہ رنگ محفل
خوب جما ہوا ہے شراب ارغوانی کا سرور گٹھا ہوا ہے برق جادو کی بھی یہ کیفیت ہے کہ آنکھون مین نشے کے گلابی ڈورے
پڑے ہوے ہین چپکی بیٹھی گانا سن رہی ہے یہ تو عمرو کی آواز کی عاشق ہی ایک مرتبہ اُسنے عمرو کیطرف مخاطب
ہوکر کہا کہ خواجہ صاحب اگر آپکے مزاج مین آے تو مجھے آپ بھی کہ اُٹھیے کچھ گائیے کچھ بجائیے دل مسرور ہو
کلفت دور ہو عمرو نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین گانا کیا جانون نہ تان سے واقف نہ سم کو پہچانون برق جادو
نے ہنس کے جواب دیا کہ جی ہان سچ ہی مین بھول گئی آپکے دشمن گانے بجانے سے واقف ہون میری گستاخی معاف کیجیے

دریاے سیماب کے ملاحون کو بین ہی سنے کا بجاے رجہا یا تہا بین ہی سر امہ جادو کے پاس گویا بنکے گئی تھی اپنے گویون کے پڑوس مین بھی نہین رہنے عمرو بولا کہ ہان ہیچ ہی بین گانا کیا جانون وہ وقت اور تھا صاحبقران کی خاطر منظور تھی اُس لکا تہ کو جہنم واصل کرنا تھا اس وجہ سے گا یا تھا ورنہ مین کچھ گویا تو ہون نہین کہ ہر جگہ اور ہر کس وناکس کی صحبت مین گاتا بجاتا پھرون یہ تو بہک منگون گویون کا کام ہی کہ ادہر صبح ہوئی اور گلے مین ڈھولک ڈال کے نکلے گلی گلی پھرنے لگے جہان کہین شادی اور خوشی کی صحبت دیکھی بس ہمیشہ دلبرے سجان مبارک باشد گانے لگے ملکہ برق جادو نے لبعد ناز و ادا سے معشوقانہ وغمزہ و کرشمہ محبوبانہ کہا کہ ارسے او وزد بارسے گردن لٹک گیا گاتا ہی یا نہین باجہا اسوقت میرے منھ سے سنیگا تو گائیگا اور آج کے دن سے زیادہ خوشی وشادی کا کون سا دن ہوگا کہ صاحبقران ذیشان نے اُس لکاتہ وما مہ جادو کو جہنم واصل کرکے شہر زمرد کو فتح کیا اگر آج ہی تجھے گانے مین انکار تھا تو پھر تو اس محفل عیش ونشاط مین کیون آیا اور یہی شرط کہ اب تجھے یہان سے گردن پکڑ کے نکال دون عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو بہت اصرار کر رہی اور ناز معشوقانہ دکھا رہی ہی تو کہا اچھا مین گانے کو تو موجود ہون مگر دنیا کا دستور ہی کہ جب کوئی گویا گاتا ہی تو صاحب خانہ اسے کچھ دیتا ہی بھلا مجھے بھی کچھ ملیگا برق جادو نے جواب دیا کہ جسطرح اور گانے والون کو انعام مین زر و جواہر ملا ہی تجھے بھی اپنا صدقہ بلا دے دینگے عمرو نے کہا خیریت ہی یہ بات اپنے دل سے دور رکھو کہ اپنا صدقہ بلا دے دینگے صدقے بلا کے لینے والے اور ہی لوگ ہین یہان تو جو منھ سے کہدینگے وہی لینگے برق جادو بولی یہ خیر صلاح منھ دھو رکھو دینے کی چیز ہوگی انکار نہ کرینگے نہ دینے کی تھی ہوگی صاف جواب دینگے اور اگر نہین گاتا تو بلا سے نہ گا یہان کوئی سر امہ جادو کیطرح تیرے گانے کا عاشق تو ہی نہین کہ بجد ہوسکے گو اسکے گاتا ہی گا نہین گاتا ہی نہ گا غرض عمرو نے جوڑی ہفت پوری کی کمر سے نکالی اور قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور بہ الحان داؤدی یہ غزل گانے لگا غزل

وہ لیون تو میرے گھر آنے کا وعدہ بھول جاتے ہین
تیرک جانکر میری لحد پر منہ چڑھا جاتے ہین
نزاکت ہی یہ پانون بر سون ہی تو آجاتے ہین
اشارہ تیری چشم مست کا جس سمت پاتے ہین
نہ کیونکر اشک گرم آنکھون سے نکلین عشق گیسو مین
بہت نازک جو شیشے ہین ذرا مین ٹوٹ جاتے ہین
سنا ہی کشتہ دیدار جانان جب لوگون سے
وہی تو دوست ہین جو وقت پڑنے کام آتے ہین
سنا ہی زندہ جاوید جو تیرے شہیدون کو
کہین بیمار کو بیمار کی صورت دکھاتے ہین
سر محفل دکھا تو رہی نہ انکی غیر ممکن ہی
وہ ذلت مین بھی عزت اپنے عاشق کی بڑھاتے ہین
الٰہی ہو رہا ہی ظالم اس ناشناسے کی دل پہ
جنھون اپنے ہم کبھی ارباب سخن ...

اگر یاد آتا ہی جب پانون مین مہندی لگاتے ہین
بدل سکے کروٹین کب سوز غم سے چین پاتے ہین
کبھی شب خواب مین میرے جو دیکھو سے وہ آتے ہین
نشان نا تو انی نام سے بھی پاے جاتے ہین
کب جو ہوسکے گرمی مین مسافر شمع جاتی ہین
نہ کیونکر میرے رونے سے ہوا نکلین ذرا حباب
ہماری قبر پر آکے سب آنکھین چرا جاتے ہین
سوا تیرے کسیکی یاد کیونکر ہو نہین او بت
تو زندے بھی تیرے کشتون مین ملکر دم چرا ہین
مجھے ای حور کیون آیا تیرے گھر مین خیال دل
تیرا لیتے ہین جو ولکو ہی انکہین چراتے ہین
طالب جیسے ستی ہی محبوبون کی تیری محفل مین
جو سار سے جاملا ان عرش عظیم کا نیتے جاتے ہین

وہ میکش تھا مین بعد مرگ جو میخوار آتے ہین
وہ پہلو چلنے لگتا ہی جو یہ پہلو بچاتے ہین
اُسکو ساغر ہی بزم مین ساقی پلاتے ہین
نہین اُٹھتی ہماری ٹھہر لا کہ اسکو اُٹھاتے ہین
کسیکی سخت باتین میرے دل سے اُٹھ سکین کیونکر
مکان برسات کے موسم مین اکثر بیٹھ جاتے ہین
نہ کیونکر ...
تیرے بندے خدائی کو تو ...
دل رنجور کیونکر انکی آنکھو ...
سنا ہی باغ جنت مین تو سب ...
اُٹھاتے ہین پکڑ کے ہاتھو ...
اُنکا بیروت ہین ... مگر سنہ ...
فقط عشق واد بے سے ...

عمرو اسطرح اس غزل کو گا یا کہ سب اہل محفل وجد کرنے لگے لوٹی

غرض حیرت سکتے کی سی صورت بت بنا ہوا عمرو کیطرف دیکھ رہا ہی کسیکا یہ حال ہوا ہی کہ وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین کوئی اپنا دل پکڑے بیٹھا ہوا ہی ملکہ برق جادو کا تو یہ حال ہی کہ دونون آنکھون سے سیلاب اشک جاری ہین چپکی بیٹھی ہوئی خواجہ کو دیکھ رہی ہی غرض عمرو نے گا بجا کے بانسری کو ہاتھ سے رکھنے کا قصد کیا بیساختہ برق جادو پکاری کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی اب بھی اپنی استادی کی لیتا ہی بھلا ایک غزل تو اور گا عمرو نے جواب دیا کہ اتنا بھی تمھاری خاطر سے مین گا دیا نہین مین کسی کے کہنے سننے سے تھوڑی گاتا بجاتا ہون جب میرے جی مین آتا ہی کچھ لیتا ہون اور حضار محفل سنے بھی اصرار کیا کہ ای خواجہ کچھ تو اور گاسیے ہمارا کہنا تو رد نہ کیجیے غرض پھر عمرو ان سب لوگون کے کہنے سننے سے بانسری بجانے لگا اور غزل گانے لگا

نہین بھولتی یاد جانی تمھاری
عزیز جہان ہو شکل یوسف ہو تم بھی
جلاتے ہو تم کیسے مردے ہزارون
نہین تم سے بچا الہی کسی شی کا عاشق
نہ ہو سے کبھی طالب دید ہوسکے
دل غیر سے بدہین ہم دل لگا کر
نہ دیکھو لگا کر کبھی ہین کسیکو
جنون کی مدد کیون نہین کیجئے شاہا

فقط یاس ہی یہ نشانی تمھاری
سنو جسکو ہی یہ کہانی تمھاری
غضب کی ہی سحر بیانی تمھاری
فقط چاہیے مہربانی تمھاری
جو سن لیتے وہ لن ترانی تمھاری
محبت ہی اس مین نہانی تمھاری
رہی گر تو نہین بدگمانی تمھاری
کیا کرتا ہی مدح خوانی تمھاری

رقیب ستم کو نہ کیون اندلون ہو
بناؤن اسے طوق گردن مین للہ
نہ ہون داغ فرقت کو سینے مین رکھو
چھپا ن ہوگا ای آنسو وہ راز الفت
بھلا غیر سے مین کہون راز الفت
بھلا حشر مین کون دیکھیگا تمکو
نہین تم سے تو ابتو کہنے لگے ہو

کہ پوشاک ہی آسمانی تمھاری
جو ملتا ہے جیلا نشانی تمھاری
کہ ای ماہ ہی یہ نشانی تمھاری
تو ہوسکی مجھکو روانی تمھاری
غضب کرتی ہی بدگمانی تمھاری
رہی گر تو نہین لن ترانی تمھاری
بہت بڑھ گئی بدزبانی تمھاری

عمرو نے جب یہ غزل بھی تمام کی جوڑی ہفت پیوندی کی کی ہاتھ سے رکھی گانا موقوف کیا ہر شخص کہ وہ ادنی اعلی لیگانہ بیگانہ ارکین سلطنت مشیران مملکت سردار غیر سردار جتنے حاضرین صحبت تھے سب کے سب یک زبان ہوکے تعریف کرنے لگے کہ واہ خواجہ صاحب کیا خوب بانسری بجائی ہی اور کیا گاتے ہو ہمنے تو کبھی ایسا گانا نہین سنا نہ اس معلومات کا شخص دیکھا کیون نہ ہو کسکی صحبت کے آدمی ہو کسکے رفیق ہو جو کمال نہو وہ تعجب ہی اب عمرو نے برق جادو کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ وہ جو مین نے پہلے کہا تھا کہ جو کچھ دوگی وہی لونگا اب مسلی وعدہ وفائی ہونا چاہیے برق جادو بولی کہ مین نے بھی اسیوقت کہدیا تھا کہ جو چیز دینے کی ہوگی دیجائیگی نہین تو صاف جواب دیا جائیگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اسی بارے تو مین گاتا نہ تھا کہ کچھ لینا ہی نہ دینا ہی مفت مین اپنا گلا پھاڑنا ہی برق جادو نے کہا کہ اچھا مین تو کہتی ہون جو مانگو دیجاؤ لوگے مین تجھکو دون عمرو نے کہا زر و جواہر مجھے لیکے کیا کرنا ہی تیرا جی چاہے تو خود تجھے لیلے ابھی تیرے صاحبقران نے مجھکو بہت کچھ عنایت کیا ہی اور امیر شیرو کیطرف مخاطب ہوکر ملتمس ہوا کہ یا صاحبقران ذیشان آپ ہی ملکہ برق جادو سے کچھ اس اپنے خیر خواہ قدیم کی سفارش نہین کرتے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم اپنے دل مین انصاف نہین کرتے اور اپنے گریبان مین منہ نہین ڈالتے کہ برق جادو نے کہان کہان تمھاری مدد کی کہان کہان آفتون سے تمھاری جان بچائی کہان یہ کام نہین آئین تمھین چاہیے کہ تم خود اسکی خدمتگذاری اور فرمانبرداری کرو نہ کہ الٹے اُس سے طلب کرتے ہو واہ سبحان اللہ یا الہ یا یہی شیوہ ہوتا ہی کہ جو اپنے کو قتل ہونے گردن مارے جانے سے بچاسے اُس سے اپنا خون بہا طلب ہو گئی اب خدا جانے اسی سے لوگ تمکو طامع اور بندہ زر کہتے ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ای صاحبقران برحق شاہا مین کچھ اس سے روپیہ پیسا نہین مانگتا ہون زر و جواہر تھوڑی طلب کرتا ہون اور جیسے سے کہ لیا اور

ایک مدت سے اسیر رہتا ہون اسکے دام الفت مین گرفتار ہون ہزار جان سے اسکا عاشق زار ہون
آپ ہی اتنا ثواب لیجیے کہ میرا عقد اسکے ساتھ کرا دیجیے امیر کشور گیر نے عمرو کی منت سماجت کرنے سے
برق جادو کو پیغام دیا کہ خواجہ تمپر فریفتہ ہی ایک مدت سے تمھارے حسن وجمال پر شیفتہ ہوا ہی بلکہ جہان
تلک سب خاطر و مدارات اسکی کی ہی تمکو لازم ہی کہ اب اپنی خدمت مین اسے قبول کرلو یہ میرا نہایت خیر خواہ اور
دوست ہی اور مجھکو بھی بہت عزیز ہی جیسے کہ اپنے بھائی کے برابر مین اسکو جانتا ہون یہ بڑا طرار فرار ہی بے مثل
عیار ہی اسکے تمھارے پاس رہنے سے تمپر بفضل خدا کوئی غنیم لعین آنکھ نہ اٹھا سکیگا کوئی اپنی عیاری تمھارے
آگے پیش نہ لیجا سکیگا برق جادو نے ہاتھ باندھ کے گذارش کیا کہ ای صاحبقران زمان کنیز حضور کی عدول حکمی
کسیطرح نہین کر سکتی مگر مجھے اپنی شادی کرنا منظور نہین ہی حضور اس باب مین کچھ نہ ارشاد فرمائین بعد اسکے
کہا کہ ای صاحبقران اگر مجھکو اپنی شادی کرنا منظور ہوتی تو اس دزد باریک گردن لک لک پا ساربان زادے
کے ساتھ نہ کرتی مین تو کبھی اس سے پائخانے مین لوٹا بھی نہ رکھوائی اس صورت کا کتا بھی نہ پالتی عمرو نے جلکے
جواب دیا کہ ارے تجھے ایسی صورت کبھی خواب مین بھی نہ میسر آتی تو اس شکل و شمائل کا آدمی کہان پاتی اور یہ تو
مین تیرا دل لینے کے لیے کہا تھا ورنہ مین خود ہمیشہ ایسی صورت سے بھاگتا ہون اس شکل کی عورت سے بات
بھی نہین کرتا یہ مین نے مذاقیہ تجھسے کہا تھا ورنہ کہان مین کہان تو زمین آسمان کا فرق ہی برق جادو
بولی چلو بس زیادہ باتین نہ بناؤ بہت شرمندگی نہ مٹاؤ تمھاری خجالت میرے سر آنکھون پر امیر نے عمرو سے
فرمایا کہ بھئی اسکو شادی کرنا منظور نہین ہی مین زیادہ زبردستی نہین کر سکتا دوسرے دن امیر کشور گیر نے
برق جادو سے فہمائش کی کہ اب تم اپنے ساحرون سمیت ترک سحر کرکے ظاہر بظاہر اسلام اختیار کرو اسنے
عرض کیا کہ مین حضور کی تابع فرمان ہون اور ہمیشہ سے دین اسلام کے نام پر قربان ہون اگر اس دین
برحق کیطرف میرا دل رجوع نہوتا تو ہر جگہ آسکے آپکی شریک کیون ہوتی نرگس جادو اور صراحہ جادو
کو کیونکر قتل کرواتی دمامہ جادو کی قید سے کیون چھڑاتی لڑائی مین آپکی جان کسلیے بچاتی شیشۂ باطل اثر
کیون لاتی مگر ای شہریار ابھی بھائی دمامہ جادو کا ساحر ششمش جادو موجود ہی اور وہ کسیطرح دمامہ
سے کم نہین ہی بلکہ کچھ اس سے زیادہ ہی ہی جب بفضل و تائید ربانی اور باقبال صاحبقرانی اس نافرجام کا خاتمہ
ہوجائیگا یہ کنیز مع اپنے ساحرون کے ترک سحر کرکے انشاء اللہ بے غل و غش ظاہر بظاہر اسلام قبول کریگی
صاحبقران نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی پھر صاحبقران زمان نے جو جو ساحر مدد کے واسطے آئے تھے
سبکو خلعت دیدے کے رخصت کیا اور آپ ایک دن اور رونق افروز رہے بعد اسکے وہان سے رخصت ہوکے
شہر زمرد نگار کو روانہ ہوے اب شہر زمرد نگار کا راستہ بے کھٹکے صاف کھلا ہوا ہی کچھ چاہ الماس مین سے
نکلنے کی ضرورت نہین کسواسطے کہ دمامہ جادو کے باعث سے طلسم بند ہوا تھا سوا چاہ الماس کے اور
کوئی راستہ نہ تھا القصہ صاحبقران بدوران شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری
مین پاکر کردہ شاہ مشرق و مغرب کو ہمراہ اور سہیل شفا وار اور سیوولے بانکی وغیرہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے
سر محفل تکل دیوانہ کے مکان پر تشریف لائے ابوالہول نے بڑی دھوم دھام اور نہایت تزک و احتشام سے
وہ ذات نیک مقام کی دعوت کی ایک شب صاحبقران نے وہان قیام فرمایا دوسرے روز شہر زمرد نگار کو روانہ ہوے
الٰہی عمرو بن امیہ ضمری کو پیشتر سے لشکر اسلام کی خبر کے واسطے روانہ کیا اب لشکر اسلام کا حال سنیے کہ یہان

جنوا

تمام سرداران نامی اور فرزندان گرامی اور سپہ سالار صاحبقران عالیشان کے زبرجد شاہ کے بندے بنے ہوئے
ہر وقت اُسکی بارگاہ میں بیٹھے رہتے ہیں لقا اور بختیارک اور سرداران لقا سب موجود ہیں اور گرد تمام شہر
زبرجد نگار سے دمامہ جادو بزور سحر حصار باندھ گئی ہے کہ جو کوئی لشکر اسلام سے زبرجد نگار کے جانے کا قصد
کرتا ہے وہاں ایک دیوار حصاری بنی ہوئی ہے وہ اُسمین پیچیدہ ہو جاتا ہے اور سامنے شہر کے لشکر اسلام اترا ہوا ہے
ایک دن کا ذکر ہے کہ زبرجد شاہ کو بیٹھے بیٹھے امیر حمزہ صاحبقران کا خیال آیا اپنے بارگاہ نشینوں کی طرف مخاطب
ہو کر پوچھا کہ تم میں سے کسی کو کچھ حال حمزہ کا بھی معلوم ہے کہ وہ آجکل کہاں ہے اور کس فکر میں ہے کیا کیا کرتا ہے سبنے عرض کیا
کہ اے خداوند ہمکو بالفعل حمزہ کے حال سے بالکل آگاہی نہیں ہے معلوم نہیں وہ کہاں ہے کہاں نہیں زبرجد شاہ نے
ہرکاروں کو حکم دیا کہ جاؤ اور جہاں اور جسطرح ہو سکے حمزہ کا مفصل حال دریافت کر کے مجھسے بیان کرو بموجب حکم
زبرجد شاہ کے ہرکارے واسطے دریافت حال امیر با اقبال کے روانہ ہوئے اور پہر چار گھڑی کے بعد بارگاہ میں پھر آ
ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگے کہ اے خداوند غلام حمزہ کا حال دریافت کر آئے زبرجد شاہ نے حکم دیا بیان
کرو انھوں نے عرض کیا کہ امیر حمزہ صاحبقران عمرو و کرب و مقبل کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بقصد قتل شہنشاہ
ساحران ملکہ دمامہ جادو چاہ الماس کو گیا اور اسکے تیسرے روز ابوالہول دیوانہ کے پاس پہونچا وہ اپنے ہمراہ
حمزہ کو چاہ الماس میں لیگیا اور اس بات کو مہینا بھر سے زیادہ ہو چکا ایک مہینا بعد ادھر کا یہ حال ہے جو حضور میں عرض
کیا گیا اب آجکل کا حال کچھ نہیں معلوم کہ حمزہ کس خاص مقام پر ہے اور کیا کر رہا ہے زبرجد شاہ نے جو ہرکاروں کی
زبانی سنا کہ حمزہ استیصال ملکہ دمامہ جادو کے واسطے چاہ الماس میں گیا ہوا ہے ہاتھ پاؤں کے طوطے اڑ گئے تمام
جسم کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا ہوائیاں منہ پر چھوٹنے لگیں مضطر و پریشان ہو کے بیساختہ کہنے لگا کہ دمامہ جیسے
کہگئی تھی کہ مجھے چالیس دن بہت سخت و صاعب ہیں پر اسے کوئی دیکھو تو کا ملتے ہیں ان چالیس روز میں کہ روز باقی ہیں
یا چلہ تمام ہو گیا اور جسے جو خدا پرستوں نے مہلت طلب کی تھی وہ وعدہ انکا منقضی ہوا یا ابھی نہیں وزیر صاحب فہم
نے کاغذ دیکھ کے عرض کیا کہ یا خداوند خدا پرستوں کے وعدے کے دن کل تمام ہو گئے اور شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو
کے ایام نحس کی مدت کا آج خاتمہ ہو جائیگا ملک بختیارک نے اپنے دل میں کہا کہ جسوقت دمامہ جادو ماری گئی فوراً سب کے
خدا پرست ہوش میں آجائینگے پھر ہم لوگ بھاگنے کا بھی کہیں رستہ نہ پائینگے بڑی مشکل ہو گی یہ یزدان پرست سب دست بدست
ہم لوگوں میں سے ایک ایک کو پیس پیس کے مار ڈالینگے خوب اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑینگے جو حوصلے نکال لینگے آجکل جو کچھ ہونا ہو گیا
وہ ہو گیا پھر کچھ نہ ہو سکیگا بس اپنے دل میں یہ سوچ کے زبرجد شاہ سے کہا کہ یا خداوند جلد ان خدا پرستوں کا
استیصال کیجیے زیادہ غفلت اور تساہل کو دخل نہ دیجیے اور انھیں کے سرداروں کو انسے لڑوا دیجیے آپ آگاہ رہیے
اور اگر کہیں اس اثنا میں شیطان کے کان بہرے حمزہ آگیا تو پھر استیصال انکا مشکل ہو جائیگا حمزہ ایک ایک کو
تاک تاک چنے چنوائیگا زبرجد شاہ گمراہ نے جواب دیا کہ اے بختیارک دمامہ جادو مجھکو منع کر گئی ہے کہ جبتک میں
نہ آؤں تو خدا پرستوں سے ہرگز ہرگز مقابلہ نہ کرنا بختیارک نے عرض کیا خیر آپ خود مقابلے کو نہ جائیے مگر ایلچی کو
بھیجیے زبرجد شاہ نے بختیارک کی اس راے ناقص کو پسند کیا اور اسی وقت دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک
نامہ بادشاہ سعد بن قباد کو ہماری طرف سے لکھو کہ جتنی مہلت تمنے ہم سے مانگی تھی وہ بالفعل تمام ہو گئی اب
یا تو ہمیں آکے سجدہ کرو یا آمادہ جنگ ہو اور اب ہم تمہارا کوئی عذر و حیلہ نہ مانینگے دبیر نے بموجب حکم زبرجد شاہ
بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ شہریار والا تبار سعد بن قباد کو ایک نامہ مشتمل بمضمون مندرجہ بالا تحریر کیا اور

اسے ملفوف کرکے سامنے زبرجد شاہ کے لاکے حاضر کیا زبرجد شاہ نے سرداران لشکر اسلام کیطرف دیکھکر کہا
کہ اے سرداران نامی و اے دلاوران گرامی ہے تم مین سے کوئی ایسا کہ اس نامے کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد کے پاس
لیجاسے اور جواب باصواب اسکا لیکے فوراً آوے ابھی پوری بات اسکے منھ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم
شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند رشید امیر حمزۂ صاحبقران والا دودمان اپنے ذنگل پر سے
اٹھا زبرجد شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے دربار بادشاہ اسلام سے کمال محبت ہے نہایت مہر و مروت ہے مین یہ نامہ لیجاؤنگا
اور انکو سمجھا بجھا کے یہان لاؤنگا زبرجد شاہ یہ جسارت اور سبقت شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن
بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی دیکھکے اسنے بہت خوش ہوا اور ایک خلعت پر زر نہایت پر تکلف دے کر انکو روانہ
کیا بدیع الزمان نامہ زبرجد شاہ کا سر سے باندھ کے روانہ لشکر اسلام ہوا بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد کو خبر
ہوئی کہ بدیع الزمان برسم ایلچی گری آتا ہے حکم کیا کہ خبردار کوئی اسکو نہ روکے جسطرح آتا ہے آنے دے اسی اثنا میں
بدیع الزمان ابن صاحبقران اندر بارگاہ شاہی کے آیا اور بطریق زبرجد پرستان سلام کیا کسی نے
جواب سلام نہ دیا بدیع الزمان نہایت خشمگین و غضبناک طور سرکین کے پاس آیا اور کہا اے طور سرکین اٹھ
اپنے ذنگل پر سے کہ مین تھوڑی دیر تیرے ذنگل پر بیٹھ کے کچھ سوال و جواب سعد بن قباد سے کرکے چلا جاؤنگا اسنے
جواب دیا کہ صاحبزادے ذنگل آپکا تو موجود ہے آپ اس ذنگل پر کیون نہین بیٹھتے جو مجھسے طلب کرتے ہین
اور مجھے میرے ذنگل پر سے اٹھاتے ہین بدیع الزمان نے اور زیادہ چین بہ جبین اور خشمگین ہوکر کہا کہ
جلد اٹھ نہین تو مین تجھے مار ڈالونگا طرفۃ العین مین کام تیرا تمام کر دونگا اور گھونسا مارنے کو اٹھایا طور سرکین
چاہتا تھا کہ بدیع الزمان سے کچھ گفتگو کرے بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے طور سرکین تو کسسے
گفتگو کرتا ہے یہ وہی بدیع الزمان ہے جسنے پانچ سو ملک کو جیکا باختر کو اسلام آباد کیا بڑے بڑے کافران
نامدار اور بڑے بڑے کفار اشرار سے جہنم کو بھر دیا آج وہی بدیع الزمان گلے مین بت پہنے پیشانی پر قشقہ
کھینچے یہ باتین کر رہا ہے اے طور سرکین یہ اپنے ہوش مین نہین ہے اگر اپنے ہوش مین ہوتا تو ایسے کلمہ و کلام نہ کرتا
طور سرکین نے یہ سنتے ہی ذنگل اپنا خالی کر دیا بدیع الزمان اس ذنگل کو اٹھا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
لایا اور وہان اسے بچھا کے بیٹھا بادشاہ سعد بن قباد نے شاہزادہ بدیع الزمان کی صورت دیکھی حیران ہوا
کہ خدا خیر کرے نہین معلوم کیا ماجرا ہے ساقی کو حکم دیا کہ شراب لاؤ شہزادہ بدیع الزمان کو پلاؤ ساقی بموجب
ارشاد بادشاہ جمجاہ کے ساغر شراب ارغوانی کا بھر کر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا بدیع الزمان
نے اس ساغر کو اسکے ہاتھ سے لیکر زمین پر پھینک دیا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ مین شراب پینے کے واسطے
نہین آیا ہون بلکہ ایک فرمان واجب الاذعان اپنے خداوند کا لایا ہون بادشاہ اسلام نے کہا لائیے وہ فرمان
مجھے دیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے اٹھکے آداب بجا لائیے تعظیم کیجیے زر و جواہر نثار کرنے کو منگوائیے پھر یہ
آپکو نامہ اپنے خداوند کا دون بادشاہ تقریر اس طلسم بستہ کی سنکے آبدیدہ ہوے فرمایا کہ اے شاہزادہ انجم گروہ
رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان لشکر شکن آپ فرزند رشید حمزۂ صاحبقران عالیشان کے ہین آپ نے
اپنی قوت و زور بازو سے برسون جہاد کیا کفرستان کو اسلام آباد کیا تعجب ہے کہ ایک کافر ازلی اور مرتد و شقی کے
نامے کی آپ مجھسے تعظیم و تکریم کرواتے ہین آپکو یہ کیا ہو گیا مگر ہان آپ میرے عم نامدار بجائے والد بزرگوار کے
ہین اگر کہیے مین آپکو تسلیم کرون آپکی تعظیم کرون اور زبرجد شاہ مردود درگاہ اللہ تو قابل لعنت ہے اسپر

لعنت کیجیے اس کلمہ و کلام کو چھوڑ دیجیے یہی کلام حقیقت النیام جو بادشاہ اسلام سے بدیع الزمان نے سنا بہت
خشمگین و غضبناک ہو کے دیوانہ وار نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو خداوندی جناب میں کلمات گستاخانہ اور کلام بیہودہ
کہتا ہے اور مجھکو نصیحت کرتا ہے یہ سزا کہ ایک وار میں تیغ آبدار کے کام تیرا تمام کرون اور اس بارگاہ میں تجھے
تیرا بہا دون اور ٹھہر تو جاتا اب میں تجھے کیا چھوڑتا ہون بغیر مارے اور یہ کہکے تلوار کھینچکر بادشاہ اسلام کیطرف
دوڑا تمام بارگاہ میں ایک غلغلہ ہوا ہنگامہ برپا ہو گیا سب سردار اٹھے تھے کہ بدیع الزمان کو پکڑ لین اور
بادشاہ اسلام کو اس طلسم لیستہ کی شر سے بچائیں بادشاہ سبکو منع کر رہے تھے کہ صاحبو تم نہ بولو تم اس راز سے
نہیں واقف ہو ناحق کا ملال نہ مول لو میں سمجھ لونگا کہ کیا یک شاہزادہ بدیع الزمان تھرتھر کانپنے لگا اور دفعتہ
زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا لوگون نے چاہا کہ شہزادے کو گرفتار کر لین بادشاہ اسلام نے منع کیا کہ خبردار اسکو
گرفتار نہ کرنا اسمین کچھ سر مخفی ہے تم لوگ نہ بولو اگر اسوقت یہ مجھے مار ڈالیگا تو مین اپنا خون اسے معاف کیا
یہ سنتے ہی لوگ اپنی اپنی جگہ رک رہے کہ اسی اثنا میں شاہزادہ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو دیکھا کہ شمشیر
برہنہ ہاتھ میں ہے تخت بادشاہی کے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور صاحبقران فلک فر اپنے دنگل یا عقب میں بھی
رونق افروز نہیں ہیں لوگون سے پوچھا کہ یون ہے صاحبو صاحبقران ذیشان کہان تشریف لیگئے ہیں اور
مین نے کس پر تلوار کھینچی ہے کیا معاملہ ہے طور سرکن نے کہا کہ اے صاحبزادے ابھی آپ بیہوش میں تھے ہیں ابھی
آپ نے مجھے گولستان کے دنگل پر سے ہم اٹھایا تھا میرا دنگل لیا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے بٹھایا تھا
زبرجد شاہ کا نامہ لیکر آپ یہ ہم ایلچی گری آئے تھے بادشاہ اسلام پر تلوار کھینچکے دوڑے تھے کہ آپ خود بخود
کانپ کے بیہوش ہو گئے اب ہوش آیا تو آپ یہ سب باتین پوچھنے لگے اور صاحبقران با اقبال تم لوگون کے
افعال سے تنگ ہو کے اسی خیال میں نکل گئے ہین کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان اپنی جان دین یا دعا جادو
کو جہنم واصل کرین شہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد شکر شکن بدیع الزمان ابن صاحبقران نے
کہا کہ اے طور سرکن ہم لوگون نے کیا کیا جو صاحبقران ہم لوگون کے افعال سے تنگ آکے اپنی ہلاکت پر آمادہ
و ماہ جادو کے قتل پر دل دادہ نکل گئے ہین طور سرکن نے کہا واہ صاحبزادے واہ کہتے ہو کہ ہم لوگون نے
کیا کیا ارے اس سے بڑھ کے اور کیا غضب کرو گے کہ تم لوگ یزدان پرستی ترک کر کے سب جا کے زبرجد پرست
ہو گئے ہو بالکل اپنے پروردگار مالک و مختار حاکم قضا و قدر خالق جن و بشر کو بھول گئے ہو یہ کلام حقیقت النیام
طور سرکن سے سنکے بدیع الزمان لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکر رو دیا اور ہاتھ باندھ کے بادشاہ اسلام سے
عرض کیا کہ حضور معاف فرمائیے گا میں خود رفتہ تھا مجھکو مطلق ہوش نہیں کہ میں نے حضور سے کیا گفتگو کی بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ تم اپنے ہوش میں نہیں ہو جب تو ایسی بیعقلی اور بیحواسی کی
باتین کرتے ہو اور کہین زمانے میں تمہارے برابر مرد فہمیدہ و سنجیدہ ہوتا بھی ہے تمنے لشکر کافری سر کر کے نیشان
اکھاڑ کے عالم میں خدا پرستی اور ایمانداری کے جھنڈے گاڑے کیسے کیسے کفرستانون کو اسلام آباد کیا تمنے
کیسا کیسا جہاد کیا بلکہ میں ہر روز لوگون سے کہتا تھا کہ بدیع الزمان جو یہان گرفتاری میں ہین تو ایسے کلام نامناسب کرتا
تم ہرگز میری طرف سے اپنے دل میں خیال رنجیدگی کا نہ لاؤ بلکہ مجھکو تمسے نہ کوئی ملال ہے نہ کسیطرح کا میرے دل میں
کچھ خیال ہے بعد اسکے بدیع الزمان نے طور سرکن کیطرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے طور سرکن تم بھی مجھے معاف
کرو کہ میں نے تمہاری خدمت میں بھی بڑی بے ادبی کی ہائے مردم سن ہو میں نے تمسے یہ کیا گستاخی کی طور سرکن نے

کہا آپ میرے مرشد زادے ہیں جو کچھ آپ نے میرے حق میں کیا بہت خوب کیا مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے کسی بات کا
ملال میرے دل میں ہے مگر ای شاہزادے آپ نے نامے کو جو اس کافر ازلی مرتد و شقی کے اپنے سر پر چڑھا رکھا ہے اُسے تو
اُتار لیجے بدیع الزمان نے یہ سنتے ہی گھبرا کے اُس نامے کو اپنے سر سے کھولا اور پھاڑ کے پھینک دیا اور لوگوں سے
پوچھا کہ کیا شہر زبرجد نگار سے ہمارے ساتھ بھی کوئی آیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ بارہ ہزار سوار آپکے ہمراہ آئے ہیں
بدیع الزمان والا شان نے حکم دیا سب حرامزادوں کو قتل کرو اُنکی صورتیں اُنکے خون سے بھرو بادشاہ اسلام
بدیع الزمان کا یہ کلام سنکے بہت خوش ہوئے فرمایا کہ صاحبو دیکھا تمنے جب یہ فی الحقیقت اپنے ہوش و حواس
میں نہ تھے جب تو ویسی باتیں کرتے تھے اب سحر سے چھوٹے ہیں تو ہوش و حواس کی باتیں کر رہے ہیں غرضکہ ان سب
زبرجد پرستوں کو قتل کیا اور بادشاہ اسلام نے بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا کہ اس اثنا
میں نعرۂ علم شاہ رومی کی آواز قیطول زبرجد شاہ پر سے بلند ہوئی بدیع الزمان نے عرض کیا کہ اے
شہریار معلوم ہوتا ہے کہ میری طرح سب سردار ہوش میں آگئے و نامہ جادو باری گئی اب قیطولوں پر تلوار چل رہی
ہے جلد تشریف لیچلیے اسی وقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو ہم زبرجد نگار پر جائینگے فوراً کمربندی
ہو گئی ہرکاروں نے خبر دی آئے کہ وہ حصار سحر جو شہر زبرجد نگار کے گرد تھا بالکل مٹ گیا اب بخوبی آتے
جاتے ہیں اور جو لوگ اہل اسلام سے سحر میں مبتلا ہو کے دیوار میں چسپیدہ ہو گئے تھے وہ بھی سب رہا ہوئے الغرض
بادشاہ تخت پر سوار ہوئے آگے آگے بدیع الزمان پیچھے پیچھے فوج شہر زبرجد نگار کو چلے لیکن وہاں کا حال
سنیے کہ جب زبرجد شاہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران
گیتی ستان کو بادشاہ جہاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد عالی مقام بادشاہ اسلام کے پاس برسم ایلچی گری روانہ
کر چکا تو پھر ہرکاروں کو بلا کے پوچھا کہ تمہیں خوب تحقیق معلوم ہوا ہے کہ حمزہ چاہ الماس میں گیا ہے ایک ہرکارے نے
عرض کیا کہ خداوند ہمیں تحقیق معلوم ہو گیا ہے کہ حمزہ کو چاہ الماس میں گئے ہوئے آج پندرہ دن ہوئے دوسرے نے
التماس کیا کہ پیر و مرشد حمزہ کو گئے ہوئے بائیسواں دن ہے بلکہ عمرو عیار اُسکا نہ جاتا تھا ابو الہول نے زبردستی
اُسے اُسمیں ڈھکیل دیا زبرجد شاہ نہایت برہم ہوا کہا واہیات بکتے ہو یہ کبھی سنا بھی نہیں کہ آدمی دیدہ و دانستہ
اندھوں کی طرح اپنے کو کنوئیں میں گرا دے جاؤ دور ہو میرے سامنے سے اب خبردار کبھی ایسی جھوٹی خبر میرے سامنے
نہ بیان کرنا پہلے جتنے بیان کیا کہ حمزہ کو چاہ الماس میں گئے ہوئے ایک مہینے کا عرصہ ہوا آج پندرہ دن اور بائیس
دن بتاتے ہو تمہاری بات کا کہیں بھی کچھ ٹھکانا ہے جو منھ میں آیا بکدیا دربار خداوندی نہوا ترکاری کی منڈی ہو گئی
یا کوئی افیونی کی صحبت ہوئی کہ جو جی میں آیا جھوٹ سچ گپ اُڑا دی اور گپ بھی وہ جو محض خلاف عقل ہو کیسے ذہن
میں آسکتا ہے اور کون اس بات کو یقین لا سکتا ہے کہ کوئی اپنے کو خود کنوئیں میں گرا دے اب کبھی اگر ایسی جھوٹی
خبر میرے سامنے بیان کروگے تو میں تمکو بہت سخت سزا دونگا اور اپنی خدائی سے نکال دونگا ابھی زبرجد شاہ
ہرکاروں سے یہ کہہ رہا تھا یکایک آندھی بڑے زور شور سے چلنے لگی زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا خاک اُڑنے لگی
و گنبد ہلنے لگا شور قیامت برپا ہوا جتنے مکانات مثل گنبد مینا اور قیطول خداوندی وغیرہ کے سحر سے بنے ہوئے
تھے سب کم چین ہو ہو کے ٹوٹ گئے قصر معلق بھی ہوا ہو گیا اور علم شاہ رومی اور جتنے سردار لشکر اسلام اور
فرزند امیر عالی مقام تھے کانپ کانپ کے دنگلوں اور کرسیوں پر سے گر کے بیہوش ہو گئے بختیارک ملعون نے
زبرجد شاہ روسیاہ سے کہا کہ ای خداوند جلد اُن سرداران لشکر اسلام کو قید کیجیے اور جھٹ پٹ ان سبکو

مسلسل اور مطوق کرکے قید خانے مین بھجوا دیجیے ورنہ یہ ہوش مین آ جائینگے تو غضب ڈھائینگے ایک کو زندہ نہ
چھوڑینگے سب کے رشتہ حیات توڑینگے یہ آپ تک سحر شہنشاہ جادوگران ملکہ دمامہ جادو مین گرفتار تھے جو خداوند
کے بندے بنے ہوے ہر وقت فرمانبردار تھے مگر اب غضب ہو گیا کہ حمزہ نے ملکہ دمامہ جادو کو مار ڈالا قید
سحر سے چھوٹ جائینگے پھر اگر ہزارون برس بھی کوئی خاک چھانیگا تو یہ ہاتھ نہ آئینگے زرجد شاہ یہ سنکے نہایت
برہم ہوا اور گھونسا اس زور سے بختیارک کے منھ پر مارا کہ قریب تھا اسکے سب دانت ٹوٹ کے پیٹ مین
جا رہین اور کہا او حرامزادے ایسی فال بد تو ابھی سے اپنے منھ سے نکالتا ہے دمامہ جادو کو تو کیا کوئی چھوکری
سمجھے ہوے ہے اگر حمزہ ایسے ہزار آدمی جائین تو اسکا بال بیکا نہ کرسکین اسکے ایک سحر مین تو تمام عالم کا کام تمام ہو
بھلا حمزہ کی تو کیا حقیقت تھا اور کیا ہستی ہے کہ اس سے سربر ہوسکے اگر حمزہ ہزار برس بھی کوشش کرے تو اسکے سحر
سے جانبر ہوسکے تو نہین دیکھتا کہ حمزہ کی تمام اولاد اور سردار اسوقت میری خدائی کے قائل ہوکے مجھکو سجدہ
کرتے ہین یہ دمامہ جادو کے سحر کا اثر نہین ہے تو اور کیا ہے پھر جو ایسی ساحرہ زبردست ہو وہ حمزہ ایسے
ضعیف انسان شخص سے پست ہو یہ بات کہین قیاس مین بھی آتی ہے یا زبردستی ہے تو نے دل سے گڑھ کے خیالی پلاو پکا
بے سمجھے بوجھے کہ دیا کہ دمامہ جادو کو حمزہ نے مار ڈالا خبردار اگر پھر ایسا کلمہ تو نے کبھی زبان سے نکالا تو تجھے جان سے
مار ڈالونگا بختیارک بولا یا خداوند آپ کو اختیار ہے چاہے غلام کو مار ڈالیے چاہے جان بخشی کیجیے مگر بلا خطر ذرا
کہ وہ گنبد بینا اور قصر معلق اور قسطول خدائی کہان گئے یہ سب مکانات سحر اور سامان خدائی کیا ہوے
مین یہی عرض کرتا ہون کہ انھین قید کر لیجیے نہین پھر کچھ نہو سکیگا آپ ہی پچھتائیگا زرجد شاہ بولا او دیوانے
کیا بکتا ہے بیچارہ اب یہ سب میرے بندگان خاص مین سے ہین یہ میری خدائی سے کہان جائینگے اور سحر
کیا بتائینگے ابھی یہی باتین تھین کہ علم شاہ رومی اور تمام سرداران لشکر اسلام ہوش مین آے اپنے کو
بارگاہ بہشم پایہ گاہ زرجد شاہ مین پایا متعجب ہوکے پوچھا کہ ہم کیونکر یہان آے کون ہمین لایا ہے
کیا ہے زرجد شاہ پکارا تم سب میرے بندگان خاص ہو مدت سے تمنے مجھکو سجدہ کیا ہے اور حمزہ تنگ
ہوکر عاجز آکے صحرا کو نکل گیا ہے اور بدیع الزمان کو مین نے برسم ایلچی گری بادشاہ اسلام سعد بن قباد
کے پاس بھیجا ہے اے بندگان من مجھ مین یہ قدرت ہے کہ چاہون تو زمین و آسمان کو درہم برہم کردون پھول آسمان پر جائین ستارے زمین
آئین دریا سے آگ نکلے آگ سے پانی بہے علم شاہ یہ گفتگو اسکی سنکر بادیہ ضلالت کی سنکے بولا او ملعون تو کیا جھک مار رہا ہے اور تلوار
میان سے نکالکے اسپر دوڑا اور سب سرداران لشکر اسلام بھی تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ کہتے ہوے جھپٹے کہ او مشرک سگ پلید اب تجھے ہم زندہ سلامت
کب چھوڑتے ہین لشکر کفار نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر سب دست بقبضہ ہین وہ بھی تلوارین لیکر دوڑے لڑائی ہونے لگی
تلوار چلنے لگی علم شاہ رومی نے بڑھکے زرجد شاہ پر تلوار ماری وہ ملعون تو تخت پر سے کود کے علیحدہ ہوگیا
اور علم شاہ کی تلوار نے تخت کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا ادھر لقا نے جو یہ نقشہ دیکھا یہ بھی تخت پر سے کودا
زرجد شاہ اور زمرد شاہ دونون سنگدلون کے رنگ زرد ہوگئے سرداران لشکر اسلام کا یہ ڈھنگ
دیکھکے مارے خوف کے ہاتھ پاؤن سرد ہوگئے جسم مین تھرتھری پڑ گئی دل کانپنے لگے ایوان بادشاہی سے باہر
نکل کر مرکبون پر سوار ہوے فوج کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا لاکھ کافرون نے مسلمانون کو گھیر لیا
ایک ہنگامہ قیامت برپا ہے چہار طرف دار و گیر کی صدا ہے تلوارون کی جھنکارین بلند ہین امن و امان سے رستے
بند ہین علم شاہ کے نعرے کی آواز آسمان تک جاتی ہے یہ چن چنکر کفار کو مار رہا ہے اور سرداران اسلام بھی

لاش پر لاش گر رہے ہیں یہ حال ہی کہ کہین دس پھڑک رہے ہین کہیجگہ بیس سسک رہے ہین کسی مقام پر بچاس دم توڑ رہے ہین کہین سو زندگی سے منھ موڑ رہے ہین چارون طرف تلوار برس رہی ہی خون اُڑ رہا ہی باپ بیٹا بیٹے سے باپ جدا ہی ایک معرکۂ عظیم برپا ہی مہراس دلو بند نامے ایک سردار زبردست زبرجد شاہ کا ہی اُسنے علمشاہ پر تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اُسکی تیغ کیپتان پر روک کے جو ایک ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے پیاش اژدر گیر نے تیغہ سکندر کے سر پر مارا سکندر نے اُسکے تیغے کو روک کے جو اُسکی کمر پر تلوار ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا آدھا گھوڑے سے ادھر آدھا اُدھر گرا ہاشم تیغزن نے فیلاب دراز گوش کو چور ناک کیا غرض ایک ایک سردار صاحبقران نے ایک ایک سردار نامی کو زبرجد شاہ کے مارا اور ایوان بادشاہی سے نکلے زبرجد شاہ بزدل در وسیاہ اپنی فوج وسپاہ کو پکارا کہ ای مردان دلاور وای بہادران لشکر خبردار یہ خدا پرست بندگان منحرف زندہ بچکر نہ جانے پائین انھین یہین چارون طرف سے گھیر کے مار لو اسوقت شاہزادہ انجم گروہ ہمہتن شکوہ تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران گیتی ستان اور بادشاہ جہاد سعد بن قباد والا نژاد مع سات سو زرہ پوشون کے وہان پہونچے اور نعرہ کیا کہ ای کافران غدار اور ای مردمان مکار خبردار رہو ہم آپہونچے غرض یہان تو علمشاہ رومی اور بندگان زبرجدی سے تلوار چل رہی تھی اب بدیع الزمان نامدار جو مع اپنے لشکر جرار کے آپہونچے انھون نے بھی وہین سے تلوارین کھینچین اور جو سامنے آیا اُسے دو ٹکڑے کیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تمام شہر زبرجد لگار مین ایک غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہوا ہر گلی کوچے مین کشت و خون ہو رہا ہی چارون طرف دریا خون کا بہہ رہا ہی شتابا شتاب قبران چپا چپا ق پشتہ ان بلند سیل خون رواں تیغ جان ازبران دلال اجل در کار ملک الموت بیکار رہے محنت و مشقت قبض روح ہوئی جاتی ہی کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہر طرف لگے ہوے ہین بدیع الزمان نامدار کی تلوار سے یا حشر برپا ہی تلوار ہی کہ غضب خدا ہی

پھیلی صفت صاعقہ جو تیغ شرربار
تصویر صفت تھے ستمگار نہ پڑا طور ار
گرتی تھی تیغ رنگ سے مرایک گھڑی تیغ
بجلی سی گری عکس کی جو اُسکے پڑی تیغ
ڈھالون مین چھپے بیٹھے تھے سب کافر بے پیر
بندا آنکھین تھین ناقوس کی باہم تھی تقدیر
آ سسد سر نہ چلا ایک ستمگار کا بس بس
چلا رہی تھی موت کہ ای صاعقہ بس بس
اکس لطف سے ہر بار گئی سیہ ہوا چور نا
شہباز نظر کا سر و سینہ ہوا چور نگ
کہتا تھا ہر دین فتح کے ہمرہ ہے یہ رو ہند
تھی رعد کی خبر یا ہو کہ ای برق نہیون کوند
نشلا ہوا گردون گل سوسن کی طرح سے
مارا کیا ایک کا لاکھون کیطرح سے

نازل ہوا سر پہ جو غضب ابرِ عفا ہے
ہر ضرب مین بھالون کی لعینون کو پڑی تھی
اُس تیغ سے کوئی جو دم جنگ لڑی تیغ
کچل پہ پھون سکے تن ہو تلوار کی ضو سے
بجلی کی چمک سے تھی فزون تیغ کی تنویر
ای تحفۂ تلوار کا کیا روپ ہی و یا جھکو
اسلام سے کہتی تھی یہ تلوار کہ ہا ہین ہنس
کچل ہر دو دشمن پر اگر جلوہ نما تھا
اُس تیغ سے دریا مین سفینہ ہوا چور نگ
باغی روش ڈال دو ستم پھول گئے تھے
تھی آب دم تیغ نہین جو ہر سے چکا چوند
مردم نے بہت خوف کے صدمے جو سہے تھے
منہ خون کا برسا گئی ساون کیطرح سے
چلا ئے جوان جب ہی پہ اُسکی چمک مین

میدان مین گو جمع تھے لاکھون ہی ستمگار
دامن کو قضا غیظ مین گردان رہی تھی
آب آب ہوئی لا کھی تھی گو منھ کی کڑی تیغ
تارون سے گلے کٹنے لگے تیغ ہر لو سے
ہر بار پہونچتا تھا وہان جلوۂ شمشیر
ڈھالون سے بھی سایہ نہین پہان وصوب ہو وہ
ہر ضرب مین بیدم ہوئے کفار جو دس بیس
بالا سے الف مد کیطرح کلک قضا تھا
تیغی ہوئی فارون کا خبر سینہ ہوا چور نگ
پھیلتی تھی شکست آپ قدم پھول گئے تھے
رہوار سے کہتی تھی ہین کانون تو اسے بند
چھپ جاتی تھی آنکھون مین جگہ ڈھونڈ کے
دشمن کے گلے پر تھی وہ دشمن کیطرح سے
ہی خوف سے رعشہ بدن پیر فلک مین

آیا جو کوئی پاس گری برق درخشان
غل سا مرلون مین کہ یہ ہی حشر فراوان
سر پر جو گری تیغ نے مغفر کو اڑایا
مرغ شب دیجور نے شہپر کو اڑایا
ڈھالون مین کبھی گر کے جو شن سے نکل آئی
نقشی ہولی آگ کہ خانۂ زین سے نکل آئی
یہ اسکو پکارا کہ سر کے موت نے گھیرا
یہ برق گری آگیا آنکھون مین اندھیرا
اسپر جو گری تیغ الٹ کے اسے مارا
لہرا کے وہان بڑھ گئی کھٹ کے اسے مارا
خیاط ظفر پیرہن مرگ لیے تھے
دم سیر تھے تہ جامۂ ہستی جو سیے تھے

نے الٹا رہا تن مین چلی روح برایان
بجلی تھی جو وہ مرگ صفت لشکر شہ مین
شہبا سنکی دہشت نے کبوتر کو اڑایا
ابرو کو جو کاٹا تو قزح سے نکل آئی
تلوار یہ تو تھی گہن سے نکل آئی
جوشن مین بھی عدو کو چمک اسکی نظر آئی
دو ٹکڑے ہوا وہ رخ ادھر تیغ نے کھینچا
تھا قصد کہ ہان پر ابھی ہان نہ کہا تھا
سیدھی گئی اسپر تو سمٹ کے اسے مارا
اللہ ری صفائی کہ لہو تک نہ بھر اٹھا
تلوار نے ترد استون کو بانٹ دیے تھے
تھی دعوی مقراض سر افگن سخن کی

تنور بنا خم لطمہ ہو گئی بریان
پوشیدہ تھے کہیں روبہ تن ملک الموت کے سرتیز
بند سیہ کا فر خود سر کو اڑایا
تھی برق فلک قوس قزح سے نکل آئی
در آئی جو جوشن مین تو دامن سے نکل آئی
سوا ہوا اسپر کہ چاندی نظر آئی
گرنے مین کہا اسنے ہوا فیصلہ تیرا
شعلہ سا تہ تیغ وہ دم لوٹ رہا تھا
ہٹ کے اسے مارا تو لپٹ کے اسے مارا
بیکاٹ کے نکلی تھی تو سر تو نہیں دھر اٹھا
جیبون کے جگر چاک تھے پر ٹھیک سیے تھے
کیا قطع برید آج ہوئی جامۂ تن کی

راوی بیان کرتا ہے کہ تین شبانہ روز اسی طرح برابر تلوار چلا کی تیسرے روز وقتیکہ مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار پہونچا اور حال دریافت کرکے بجلدی تمام خدمت صاحبقران عالی مقام مین آیا سب کیفیت بیان کی کہ اے صاحبقران عالیشان آپ تو یہان ہین اور وہان سب آپکے فرزندان نیک نام اور سرداران لشکر اسلام نے ہوش مین آکے زبرجد پرستی چھوڑدی اور اپنے خدا سے یکتا کی وحدانیت کے قائل و معترف ہوکے پھر اپنے دین اسلام پر قائم ہوے اور اس سگ روسیاہ زبرجد شاہ پلید نے کی شہر زبرجد نگار مین ایک طوفان عظیم برپا ہے ہر گلی کوچے مین شور قیامت رہا ہے بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد ادام اللہ ملکہ وضاعف قدرہ بھی وہان رونق افروز ہوے ہین علم شاہ رومی اور بدیع الزمان وغیرہ لڑ رہے ہین کافرون کے سر کٹ رہے ہین میدان کے میدان اُن ناپاکون کی لاشون سے پٹ رہے ہین آپ بھی جلد تشریف لے چلیے زبرجد شاہ گمراہ کو واصل جہنم کیجیے تمام مال و اسباب اسکا لوٹ لیجیے یہ سنکے امیر کشور گیر نے اشقر دیوزاد کو بڑھایا یہان زبرجد شاہ نے حکم دیا کہ ارے بدیع الزمان کو مار لو کہ شیر سرین اغراک رعد آواز سنتولیا بارگاہ قدرت نے آگے بڑھ کے بدیع الزمان کا سامنا کیا اور نعرہ کیا کہ ای بدیع الزمان بندۂ منحرف قدرت یہ تو نے کیا غضب کیا کہ خداوند زبرجد شاہ سے منحرف ہوکے پھر دین اسلام اختیار کرلیا ارے او جاہل گم گشتہ یہ تو نے کیا آفت برپا کی ہزارون بندگان زبرجد شاہ کا بیقصور خون بہایا تجھے کچھ خوف و خطر خداوند کا نہ آیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہے دیکھ تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہے بدیع الزمان نے جھنجھلا کے جواب دیا کہ او شریر بے پیر کیا بیہودہ بک رہا ہے دیکھ تجھے بھی واصل جہنم کرتا ہون شیر سرنے جھنجھلا کے سر بدیع الزمان نامدار پر تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کے اور بجستی تمام ذرا ہاتھ اپنا ترچھا کرکے جو ایک تلوار اس تیز دست پر ماری تو اسکے شانے پر پڑی کہ اس شانے اور سینے پر کینہ کو اسکے کاٹتی ہوئی دوسری طرف زیر بغل اتر گئی اس شقی کا منہ نے کا مسند الٹا کٹکے گر پڑا غل ہوا کہ شیر سر بڑا اشریر تھا آخر مارا گیا زبرجد شاہ نے نعرہ کیا کہ افسوس ستون میری بارگاہ

قدرت کا گر پڑا ناگاہ آواز نعرۂ صاحبقرانی کی کان مین آئی اور ساتھ ہی اسکے نعرۂ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز خاوری کی صدا بھی سنائی دی اور کرب وغیرہ بھی نعرہ کرکے فوج کفار پر آ پڑے لقاے مشرک
خدا نے جو آواز نعرۂ صاحبقرانی کی سنی بدحواس ہوگیا ہاتھ پاؤن پھول گئے بختیارک نے کہا اے خداوند حمزہ آپہونچا جلد
یہان سے بھاگ چلیے نہین تو مارے جائیگا لقا نے زبرجد شاہ سے کہا کہ اے زبرجد شاہ مین نے تقدیر کی ہی کہ
تو حمزہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہین تو میرے ساتھ بھاگ چل زبرجد شاہ پکارا او گیدی خر روباہ
خصلت بزدل تو کہان جاتا ہی دیکھ مین حمزہ کو دم بھر مین مارے لیتا ہون زہرو شاہ خداے باختر بولا تو کیا
بکتا ہی مین نے تو تقدیر کی ہی کہ یہان سے بھاگ جاؤنگی اور یہ کہکر اپنے رفقا اور لشکر سمیت شہر زبرجد نگار سے
نکل کر کشتیون پر سوار ہوکے بھاگ گیا الغرض فرعونیہ کا راستہ لیا یہان شہر زبرجد نگار پر خوب لڑائی ہوئی بادشاہ
اسلام نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو ریل دو عمارتین شہر کی گرا دو صاف میدان ہوجاے اچھی طرح جنگ کی جگہ نکل
آئے بموجب حکم جہان مطاع بادشاہ گیتی پناہ مکانات مسمار ہونے لگے میدان لڑائی کے واسطے صاف ہونے لگا
اب وہ وقت ہی کہ دونون لشکر ملے ہوے لڑ رہے ہین کہ پھر نعرۂ صاحبقرانی بلند ہوا کہ زمین و آسمان اور عمارات
عالیشان مین زلزلہ پڑ گیا جتنے کہ امیر کشورگیر تلوارین مارتے ہوے زبرجد شاہ تک پہونچے اور ایک تلوار زبرجد شاہ
پر ماری وہ تو خواصی مین چار ہاتھ تلوار سے ہوا اور زنجیر اور ہاتھی کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا زبرجد شاہ کود کر بھاگا
گھوڑے پر سوار ہوا چاہا کہ نکل جاے کہ امیر حمزۂ صاحبقران پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر خاسر میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاتا ہی زبرجد شاہ نے ناچار ہوکے جب کوئی راستہ بھاگ جانے اور جان بچانے کا نہ پایا تو امیر با توقیر پر تلوار ماری
امیر فلک وقار نے تلوار اس ناہنجار کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اٹھا لیا اور
دست حق پرست بلند کرکے بالاے سر چکر دینا شروع کیا زبرجد شاہ کی عقل چکر مین آئی گردش تقدیر نے
یہ صورت اسے دکھائی زمانے کا اور طور ہوا اہل اسلام کا دور ہوا صاحبقران عالیشان چاہتے ہین کہ اسے
زمین پر دے پٹکین کہ ملک قاسم نے آواز دی دادا جان اسے مجھے دیجیے امیر نے زبرجد شاہ کو قاسم کیطرف
پھینکا اسنے ہوا پر ہاتھون مین روکا پھر زمین پر دے مارا سینہ پر سوار ہوکے مشکین باندھ لین عمرو عیار کے حوالہ
کیا کہ الہوال ہول دیوانہ اور یہودا سے زنگی ساتھ ہزار دیوانون سے آے انھون بھی لڑنا شروع کیا تمام
شہر زبرجد نگار کو تہ و بالا کردیا بہت سے کفار اشرار مارے گئے بہت سے ناہنجار گرفتار ہوے اکثر بزدلے
بھاگ گئے الامان یا بدیع الزمان الامان یا امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی آواز چار طرف بلند
ہوئی امیر صاحبقران نے امان دی جملہ دلاوران اسلام کو منع کیا کہ اب نہ لڑو تلوار روک لو یہ امان
مانگ رہے ہین غرض بعد حکم امیر با توقیر سب نے اپنے ہاتھ روک لیے تلوارین میان مین رکھ لین نقارہ
فتح کے بجے شادیانے نصرت کے نوازش مین آے تمام غازیان دین اسلام بفتح و فیروزی پھرے قاسم
نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا نذر دی علم شاہ دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا پیار کیا گلے سے لگایا احوال پوچھا
شہزادۂ ملک قاسم نے سب حال لو تیسال جادو کا اژدہا بنکر نگل جانے اور اپنے باغ مین لیجاکے قید کرنے کا
بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر دادا جان صاحبقران دوران وہان نہ تشریف لیجاتے اور آس لگاتے کوئی الٹا
نہ فرماتے تو میری جان بری محال تھی اسی کے قید مین پڑے پڑے سڑ جاتا کسی کو میری قبر کا بھی نشان نظر آتا
مگر ابھی زندگی تھی اس سے بچ گیا جو آج حاضر خدمت ہون بدیع الزمان روتا ہوا آکر قاسم سے بغلگیر ہوا

مزاج کا حال پوچھا پھر تو جتنے سردار دست راست اور دست چپ کے تھے سب باری باری ملاقات سے ملے سب کو
بڑی خوشی حاصل ہوئی لیکن عمرو بن امیہ ضمری مال و اسباب کی فکر مین مضطر و حیران سرنگون بیٹھا ہوا ہی بہشت
دوزخ و بہشت زبرجد شاہ سے دیکھے وہان بھی خاک نہ پایا البتہ حور و غلمان ہاتھ لگے اُنکو فروختہ باشد کیا
خوب بردہ فروشی کی کل قیمت اُنکی نقد جمع کر لی مگر اسپر بھی نہایت غمگین و ملول ہی کہ نقد کچھ نہ ہاتھ آیا بیکار کی مشقت
ہوئی مفت کی زحمت ہوئی آخر کار یہ کام کیا کہ زبرجد شاہ کو ایک گوشے مین لا کے ناغرہ سے پکڑ لیا اور کہا
کہ او دغاباز جعلساز جلد بتا کہ مال تیرا کہان ہی مین نے اسقدر محنت و مشقت کی اور ایک حبہ تک تجھسے مجھکو نہ ملا
اور کوڑا پکڑ کے مستعد ہوا کہ بتاتا ہی تو بتا نہیں تو آج تجھے مارتے مارتے مار ڈالونگا مارے کوڑون کے تیری
کھال گرا دونگا اور یہ کہکے ایک آدھ کوڑا چکھایا اُس بزدل کو یقین ہو گیا کہ یہ بندۂ زبر ہی اگر مین اسے مال اپنا
نہ بتاؤنگا تو یہ بیشک آج مجھے مار ڈالیگا بس وہ کافر خاسر کانپ گیا اور کہنے لگا کہ خواجہ صاحب آپکو کیسنے
منع کیا ہی خزانہ تو میرا بہت سا ہی آپ اُسمین سے جاکے کیون نہیں لے لیتے ہین جو مجھے اسطرح بیٹھا کے بے قصور
کوڑون کی مار دیتے ہین خواجہ نے کہا او مکار اُس خزانے سے مجھے کیا کام ہی وہ مال بادشاہی ہی عمرو نے اُسپر
پہرے بٹھائے ہین اُسمین سے مجھے کیونکر ملیگا تو اپنا خفیہ خزانہ بتا نہیں تو آج تجھے مار ڈالونگا یہ کہکر ایک دو
کوڑا اُسے مارا کہ وہ بلبلا گیا اور کہنے لگا مجھے مارئے نہیں ہین بتائے دیتا ہون عمرو بولا جلد بتا اُسنے نشان دیا
کہ میری خوابگاہ مین جا کے پلنگ کے نیچے زمین کو کھودیے وہان بارہ ہزار صندوق اشرفیون سے بھرے ہوئے
دفن ہین آپ اُنکو لے لیجیے اور مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے جواب دیا کہ او مردود تو حمزہ کا قیدی ہی مین تجھے
چھوڑ نہیں سکتا ہون وہ چاہے تجھے قتل کرے چاہے تیری جان بخشے یہ کہکے زبرجد شاہ کو پھر زنبیل مین
ڈال لیا اور بسرعت تمام شہر زبرجد نگار مین آیا دیکھا کہ تمام خزانون اور جملہ مکانون پر چوکی پہرہ
کرب غازی کے لوگون کا ہی اور کرب خود ہوشیار بیٹھا ہوا ہی کرب نے عمرو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ
حضور کیون تشریف لائے ہین عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین آجکل قرضدار بہت ہون اور کچھ روپیہ زبرجد شاہ
کا پوشیدہ ہی اُسکا حال کسی کو معلوم نہین ہی اگر تم کہو تو مین اُسے تلاش کرکے لے لون کرب نے کہا کہ مین آپکا
تابع فرمان ہون مگر یون بظاہر اگر آپ جاکے اُسے لینگے تو یہ میرے واسطے بڑی بدنامی کی بات ہی
سب یہی کہینگے کہ دیدہ و دانستہ کرب نے مال و خزینہ بادشاہی عمرو کو اُٹھوا دیا عمرو بولا اے فرزند مین تجھکو
بدنام نہ کرونگا یہ کہکے چلا گیا اور رات کو گلیم عیاری اوڑھ کر خوابگاہ زبرجد شاہ پر آیا اور تلاش کرکے
اُس تہخانے کو نکالا اور وہ صندوق اشرفیون کے لیکے پھر اُسے اسی طرح بند کر دیا اور خوشی خوشی جاکے سو رہا
صبح کو خدمت امیر فلک سریر مین روانہ ہوا اُدھر صاحبقران نے شادی و خرمی مین شب بسر کی صبح کو دربار کیا
بادشاہ کو مجرا کرکے دنگل پر بیٹھے تمام سردار جمع ہوے اس اثنا مین عمرو نے آکے سلام کیا صاحبقران
ذیشان نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ کو لاؤ عمرو نے اُس کافر کو زنبیل سے نکالا کر سامنے حاضر کیا فتیلہ سے رفع
بیہوشی کا دیا زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے صاحبقران بیٹھے ہین اور مین گرفتار ہون پکارا
کہ ای حمزہ تو نے مجھے گرفتار کیا ہی میرے غضب خداوندی سے نہیں ڈرتا ہی بخدا ابھی تجھے خاک سیاہ کر دونگا
صاحبقران نے فرمایا او کافر دروغ گو کیا مزخرفات بکتا ہی اگر تجھ مین کچھ قدرت ہی تو قید سے چھوٹ کے چلا جا
ارے تو تو محض مجبور ہی ہر طرح معذور ہی لعنت کر اپنے اعمال و افعال بد پر اور دین اسلام قبول کر مین تیرا

ملک تجھے پھیر دونگا بلکہ اور جو ملک مجھسے مانگیگا وہ بھی تجھے حوالے کرونگا زبرجد شاہ سنگدل اور سیاہ قلب
تھا نصیحت نے صاحبقران کی کچھ اثر نکیا مثل مشہور ہی کوا دھو نے سے سفید نہین ہوتا شعر باب زمزم و کوثر
سفید نتوان کرد گلیم بخت کسیرا کہ بافتند سیاہ ٭ کلام صاحبقران کے سنکر بولا کہ حمزہ چونکہ مین نے تجھے
پیدا کیا ہی خلعت حیات دیا ہی اسوجہ سے شرم آتی ہی نہین تو ابھی تجھے غارت کر دیتا امیر نے فرمایا اس گمراہ
ضلالت آگاہ کو نصیحت ہرگز اثر نکریگی حکم دیا کہ ابھی میدان خونی تیار ہو اسی وقت اسباب سب آکے موجود ہوا
ارہ کش تسمہ کش قمچیان سولیان جلادان مریخ جبین زحل ہیئت حاضر ہوئے بارہ ہزار سولیان کھڑی ہوئین
امیر عالیجناب مالک الرقاب نے فرمایا کہ زبرجد شاہ کو اسکے ہمراہیون سمیت چرخی پر کھینچو جلادون نے بفور حکم
امیر اسکے پاؤن کی ہڈیون مین رسیان باندھ کے چرخی پر کھینچا زبرجد شاہ زمین سے بلند ہوا پھر صاحبقران
اکرم نے فرمایا کہ ای زبرجد شاہ کیون جہالت کر کے اپنی جان دیتا ہی اور بارہ ہزار بندگان خدا کا بھی تیرے
ساتھ خون ہوتا ہی کیون انکا بھی عذاب اپنے سر لیتا ہی ارے غافل ہوشیار ہو گمراہی سے باز آ لقا کو دیکھ کہ میرے
ہاتھ سے کیونکر بھاگتا پھرتا ہی اور دیکھ وہ میرا نہین کر سکتا مین تجھے بندہ خدا سمجھتا ہون چاہتا ہون کہ اگر اب بھی
تو راہ راست پر آجاوے اور دین اسلام قبول کرے تو کیون تیرے خون مین ہاتھ بھرے زبرجد شاہ نے
جواب دیا کہ حمزہ تو اپنے گمان مین مجھے مار ڈال مگر مین کسی طرح نہ مرونگا زمین کو چھوڑ کے آسمان پر جا کے
خدائی کرونگا یہ کلام حماقت انجام اس گبر پر غرور سے سنکے امیر نے فرمایا ہان اور اسے بلند کرو جلادون نے
رسی کھینچی جب یہ خوب بلند ہوا صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور سب سردارون نے تیرون کو
کمانون مین پیوستہ کیا امیر نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کے زبرجد شاہ پر مارا اور جتنے ہمراہیان زبرجد شاہ
کے تھے ان خطا شعارون پر سوارون کے تیر پڑنے لگے زبرجد شاہ اور سب تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوے
صاحبقران ذیشان شکر الہی بجا لائے نقارے شادمانی کے بجنے لگے اور بجائے زبرجد شاہ ابو الہول
دیوانہ کو شہر زبرجد نگار کا حاکم مقرر کیا خلعت دیا پھر صاحبقران نے عمر سے پوچھا کہ ای خواجہ لقا کدھر
بھاگ گیا ہی عرض کیا جانب ملک فرعونیہ گیا ہی امیر نے فرمایا کہ مین اسے بھی کب چھوڑتا ہون کہ وہ زندہ
میرے ہاتھ سے نکل جاوے اور پھر صاحبقران نے خواجہ زادون کو بلا کے ساعت سعید دریافت کی
اور جو ساعت سعید انھون نے بتائی اسیوقت مع فوج و سپاہ نصرت پناہ کشتیون اور جہازون پر
سوار ہو کے لقا کے تعاقب مین ملک فرعونیہ کو روانہ ہوے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد کے بیان سے لیے جاتے ہین

کہ یہ دونون بیٹے خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد ہاتھ سے ایرج نوجوان کا زخمی ہو کر دامن کوہ
مین اترے ہین اور اپنے زخمون کا علاج کر رہے ہین چند روز مین جب زخم انکے اچھے ہوے ایکدن کا ذکر ہی
کہ یہ دونون بیٹھے ہوے ہین صبح کا وقت ہی سر اپنے کھلوا دیے ہین جھونکے نسیم سحری کے آ رہے ہین
صحرا کی سیر کر رہے ہین شراب پی رہے ہین کہ ایک طرف سے بگولہ گرد کا اٹھا جیب و دامن گرد ہوا اسنے چاک کیا ایک
مرکب صبا رفتار نمودار ہوا اور دیکھا کہ اس مرکب پر ایک لقا بدار سفید پوش زخمی و بیہوش پڑا ہوا ہی وہ
گھوڑا آتے آتے ایک مقام پر چرا مین مصروف ہوا دو چار منہ گھانس پر مار کے اپنے کو چھڑایا کہ
لقابدار بیہوش زمین پر گرا گھوڑا پھر گھانس کھانے لگا خورشید و غضنفر نے جو یہ ماجرا دیکھا دونون

اٹھکر اُس گھوڑے کے پاس آئے اور لقا بدار کو وہان سے اُٹھا کے اپنے مقام پر لائے یہان لا کے اُسکا علاج
کروایا جب زخمون کی ایذا کم ہوئی غش برطرف ہوا لقا بدار کو ہوش آیا اُسنے جو آنکھیں کھولیں تو اپنے کو ایک
خیمے مین پایا اور خورشید اور غضنفر کو اپنے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا اُسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھپر بڑا احسان
کیا کہ میرے زخم کا علاج کروایا ان دونون نے اُس سے پوچھا کہ اے لقا بدار یہ زخم تو نے کہان کھایا لقا بدار
نے کہا کہ مین ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر اُسکے سامنے سے چلا آیا تھا مگر مین نے سنا تھا کہ گیر تنگ بن نہنگ شاہ
زرائیل نے ایرج کے واسطے بہت سے جہاز تیار کروائے ہین تا کہ ایرج اُنپر سوار ہوکے قلعۂ ذو الامان کو
جائے میرے خیال مین آیا کہ وہان ناموس حمزۂ صاحبقران کے ہین اور ان دنون وہان کوئی ایرج سے مقابلہ
کرنے والا نہین ہے ایسا نہو کہ ایرج وہان جائے اور ناموس صاحبقرانی کو تباہ و برباد کرے اس سے بہتر یہ ہے
کہ چلکے اُن جہازون کو جلا دیجیے اسلیے کہ نہ جہاز ہونگے نہ ایرج اُنپر سوار ہوکے وہان جائیگا اور اگر بار دگر
جہاز بنوانے کا قصد کریگا تو بنتے بنتے بہت عرصہ لگیگا جب تک کوئی نہ کوئی مددگار ناموس صاحبقرانی کا جا پہنچیگا
یہ سوچ سمجھکر مین نے جا کر اُن تمام جہازون مین آگ لگا دی سب جہاز جل گئے اُدھر سے گیر تنگ بن نہنگ آیا اُسنے
جو یہ ماجرا دیکھا مجھپر تلوار لیکے دوڑا مین نے بھی اپنی تلوار کھینچی میرے اُسکے رد و بدل ہونے لگی اُسی اثنا مین زخم
میرا عمیق ہو گیا غشی مجھپر طاری ہوئی گھوڑا مجھے جنگگاہ سے بھاگا پھر جو میری آنکھ کھلی تو مین نے آپ دونون صاحبون
کے پاس اپنے کو پایا آپ کا کمال احسان ہوا مین نہایت درجہ آپ کا ممنون ہون خورشید اور غضنفر نے کہا
کہ آپ ذرا اپنی نقاب تو اُٹھائیے اپنا جمال مبارک تو دکھائیے کہ آواز آپکی عورتون کی سی پائی جاتی ہے لقا بدار نے
جواب دیا کہ آپ نے خوب پہچانا فی الحقیقت مین عورت ہون اور جب آپ لوگون نے میری یہ دوا دوش کی کہ
مجھے وہان سے لائے اور یہان لا کے میرا علاج کیا تو اب مین بندۂ احسان ہون پھر آپ سے کیا پردہ کرون
یہ کہکے بند نقاب کو کھولا چہرے سے حجاب برطرف کیا نقاب کا اُسکے رخ روشن سے ہٹنا تھا معلوم ہوا کہ بدلی سے
چاند نکل آیا ؎ شعر ؎ اُسکا چہرہ نقاب سے نکلا ؎ آفتاب اک سحاب سے نکلا ؎ بس دیکھتے ہی خورشید و غضنفر
دونون اُس محبوب پری پیکر پر دل و جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوئے اور یہ نازنین بھی غضنفر پر عاشق ہوئی
ان دونون نے کہا کہ اے قمر برج خوبی و اے مہر سپہر محبوبی اگر آپ نے اپنے جمال باکمال کو دکھایا ہے تو اپنے حسب و نسب سے
بھی آگاہ کیجیے یہ فرمائیے ؎ شعر ؎ پھول کس بوستان کے ہین صاحب ؎ چاند کس آسمان کے ہین صاحب ؎ دیگر ؎ اگر ماہی ترا
منزل کدام است ؎ و گر شاہے ترا آخر چہ نام است ؎ اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحبو مجھ ننگ خاندان کا حال تم نے
کیا پوچھا ہے ؎ شعر ؎ پوچھو اے پری رو جو عبث نام و نشان میرا ؎ مجنون میرا تخلص ہے مجھے لیلا کہتے ہین ؎ با نوشابادی
اس بدنام کنندۂ خاندان کا نام ہے مین بیٹی ہون طہماس بن عقیل ولو بدر ورکی دادا کو میرے اُس
آفتاب پرست نے مار ڈالا مین اپنے جد بزرگوار کے خون کا عوض اُس سے لینے کو آئی تھی فلک کجرفتار نے
نہ چاہا اور مجھے اُسکے ہاتھ سے زخمی کروایا خیر یار زندہ و صحبت باقی اگر زندگی ہے تو پھر کبھی نہ کبھی دیکھا جائیگا
خورشید و غضنفر نے کہا کہ عورتون پر جہاد حرام ہے عورتون کا جہاد و مقابلہ کرنا خلاف شریعت اسلام ہے
مگر تم خاطر جمع رکھو کچھ دل مین اندیشہ نہ کرو ہم تمھارے عوض چلکے لڑینگے اور تمھارے جد بزرگوار کے خون کا
عوض اُس آفتاب پرست سے لینگے چونکہ ملکہ نوشابادی خود غضنفر پر مائل ہو چکی تھی جو اُس نے
وہ خورشید چلا جاتا ہے دل ہی دل مین گھٹ رہا ہے غضنفر بن اسد نے جو دیکھا کہ ملکہ تغیر پائی معلوم

ہوتی ہی اپنے دل مین بہت خوش ہوا جلدی سے ایک جام شراب ارغوانی کا بھر کے خورشید ستارہ پرست کو دیا
اُسنے جام تو پیا مگر دل مین ایک کانٹا لگا بعد مینوشی کے غضنفر سے پوچھا کہ ای غضنفر اسوقت مجھکو خود بخود جام شراب
دینے کا کیا باعث ہی شعر بھر بھر کے جام مجھکو جو دیتا ہی آج تو ای ساقی عنایتین یہ تیری بے سبب نہین ہین جلد اپنے دل کا
مطلب بیان کرو کہ تمھاری کیا مراد ہی غضنفر نے جواب دیا کہ ای خورشید مقصد میرا یہ ہی کہ تم اس نازنین مہ جبین
کو مجھے بخشدو تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ مین اسپر دل دادہ و فریفتہ ہون میرا یہ حال ہی شعر ہوش جاتا رہا نگاہ کے
ساتھ ہی صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ہی خورشید یہ سنتے ہی آگ ہو گیا کہنے لگا کہ او دیوانے ہو شخص مین
مین خود اس ماہ پیکر زہرہ جمال مشتری خصال پر عاشق ہون تو خود اسکی محبت و الفت سے ہاتھ اُٹھا نہین تو تجھکو
سزا دونگا اور جسطرح ہوگا ملکہ کو مین ہی لونگا غضنفر بولا ای خورشید اول تو ملکہ مسلمان ہی تم ستارہ پرست ہو
تمھارا اُسکا طالع ایک کیونکر ہو سکتا ہی کہان وہ نادیدہ خدا سے آسمان کی ماننے والی کہان تم ایک ستارے کو
اپنا خدا جاننے والے تمھارے اُسکے زمین آسمان کا فرق ہی تمھے اس سے کیا علاقہ دوسرے یہ کہ وہ مجھپر شیفتہ ہی
مین اسپر فریفتہ ہون جسطرح ہو سکے تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمھارا کمال ممنون ہونگا خورشید بولا کہ ای
غضنفر باپ نے تیرے وہ حرکت بد کی کہ میری بہن پیکر بانو کو لیگیا باوجودیکہ مجھسے پگڑی بدلی تھی بھائی چارہ
کرلیا تھا پگڑی بدلنے اور بھائی چارے کا پاس و لحاظ نہ کیا اب تجھسے دوستی ہوئی تو بھی بموجب اس قول کے
کہ الولد سر لابیہ ویسا ہی نکلا جیسا تیرا باپ تھا یعنے وہ میری بہن کو لیگیا اور تیرا یہ سلوک ہی کہ جسپر مین عاشق ہون
تو اُسی کا طالب ہی کہتا ہی کہ یہ مجھے دیدو ای غضنفر یاد رکھ کہ یہ تو کبھی نہوگا اور جو تو زیادہ اصرار کریگا تو مین ہی تجھے
جیتا نہ چھوڑونگا بس ہٹ جا میرے سامنے سے زیادہ دیوانگی کی باتین نہ کر مین ایسے دیوانے کو خوب ٹھیک بناتا ہون
یہ سنکر غضنفر نہایت برہم ہوا کہا او خورشید تو مجھے کیا ایسا کمزور سمجھا ہی مین ہرگز اس سے دست بردار
نہونگا یہ کہکے ایک خنجر خورشید پر مارا خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیون تیری شامت آئی ہی اور
جھپک کے ہاتھ سے غضنفر کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُسکو اُٹھا لیا پھر چرخ دے کر زمین پر مارا
سینے پر چڑھ کے مشکین اُسکی باندھ لین بعد اُسکے خورشید نے ملکہ نوشابادی کیطرف مخاطب ہوکے پوچھا
کہ ای ملکہ تم کیا کہتی ہو ہم دونون مین کسکو قبول کرتی ہو نوشابادی نے جواب دیا کہ ای خورشید مجھکو اپنے
عقدے مین بالکل اختیار نہین ہی مسلمانون مین دستور ہی کہ ناکتخدا عورت کو اپنے عقدے مین کچھ اختیار
نہین ہوتا ہی جسکے ساتھ اُسکے والدین شادی کردیتے ہین وہ اُسکو قبول کرتی ہی مالک و مختار میرا طہماس
ہی وہ جسکے ساتھ چاہے میرا عقد کردے خورشید سوچا کہ یہ تو غضنفر کیطرف مائل ہی گو کہ صاف صاف
مجھسے نہین کہتی اس سے بہتر یہ ہی کہ غضنفر کو قتل کرون جب وہ نہوگا تو یہ مجھسے ضرور راضی ہو جائیگی بس
یہ سوچ سمجھکر اپنے نوکرون سے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کو جاکے بلا لا
اُسنے اندر نابیت کا چبوترہ ڈال فلاکت کا بوریہ غضنفر کو اُسپر لیجاکے بٹھایا اور کہا صاحبو مین اپنا پیٹ پالنے کے لیے
یہ پیشۂ جلادی کرتا ہون اور ایک خطا کو لیکر اُسکی گردن پر کھینچکر تلوار سرہنے کی اُسکے قریب کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ای
شخص کھانے پانی جس چیز کو تیرا جی اسوقت چاہتا ہو بیان کر اور اگر کسی عزیز و آشنا سے ملنے یا کچھ اُسے پیام
دینے کا خواہان ہو تو اظہار کر اسلیے کہ پھر تجھے کوئی دم مین دنیا کا گرم کھانا ٹھنڈا پانی کسی عزیز دوست کی ملاقات
بیسر نہ آئیگی غضنفر نے جلاد سے تو نہ کچھ کہا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل مین دعا کرنے لگے کہ ہادیا کریما

تو مجھے اس شقی و لئیم کی شر سے بچا ابھی تیرا حکم غضنفر کے قتل کا خورشید نے نہیں دیا ہے کہ اختر اختران نے کہا ای
خورشید غضنفر کا قتل کرنا اچھا نہیں ہے ایرج سے تو تمسے عداوت ہو ہی چکی ہے اب خدا پرستوں سے بھی مفت
کی عداوت مول لیتے ہو اور جسکے واسطے یہ امر کرتے ہو کہ اپنے ایسے دوست کا خون ناحق اپنی گردن پر لیتے ہو وہ بھی
تمسے راضی نہیں پھر اگر تمنے اسے قتل بھی کروا ڈالا تو کیا نتیجہ ہوا خیر اگر اسنے تمہارے ساتھ کج ادائی کی ہے تو اسے قید
کر رکھو مگر قتل نہ کرو قتل کرنا اچھا نہیں خورشید بھی سمجھا کہ اختران شاہ سچ کہتا ہے کہا کہ اچھا اس دیوانے کو بھی
اسیر کروا اور حکم دیا کہ خبردار ہرگز کوئی خدا پرست ہمارے لشکر میں نہ رہے جسکو جس خدا پرست کو اپنے لشکر میں
دیکھونگا فوراً اُسکے قتل کرونگا اور جسے مجھسے محبت ہو وہ دین ستارہ پرستی اختیار کرے اور ڈھنڈورے کو
بلاکے حکم دیا کہ تو چار جانب ڈھنڈورا پیٹ آ کہ جسکو ہماری محبت ہو اور ہمارے لشکر میں رہنا منظور ہو وہ دین
ستارہ پرستی اختیار کرے نہیں تو فوراً ہمارے لشکر سے نکل جاے جارچی بموجب حکم خورشید ستارہ پرست کے
چار جانب ڈھنڈورا پیٹ آیا تمام لشکر غضنفر لشکر خورشید ستارہ پرست سے علحدہ ہو کر چلا گیا مگر شہاب
بن فولاد اژدر گیر خدمت خورشید ستارہ پرست میں حاضر ہوا اور مصلحتاً بظاہر دین ستارہ پرستی اختیار کیا
اور منتظر کسی وقت کا رہا جب رات کا وقت ہوا اور لشکر خورشید ستارہ پرست میں سب سو گئے تو شہاب
بن فولاد اژدر گیر چپکے سے اُٹھکر اُس قیدخانہ میں آیا جہاں غضنفر قید تھا اور میان سے تلوار کھینچکر پاسبانوں
اور دربانوں کو وہاں کے قتل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب کو قتل کیا اور چاہتا ہے کہ اندر قیدخانے کے جاکر غضنفر
کو قید سے رہا کرے کہ یکایک خورشید ستارہ پرست کی آنکھ اُس غل شور سے کھل گئی اور پوچھا کہ ارے یہ غل کیسا
ہے سبنے عرض کیا کہ حضور شہاب بن فولاد اژدر گیر قیدخانے میں غضنفر کو چھڑانے کے واسطے گیا ہوا
وہاں کے دربانوں اور پاسبانوں کو قتل کیا یہ اُسی کا غلغلہ ہے بس خورشید یہ سنتے ہی کمال غیظ و غضب میں
وہی لباس شب روی پہنے ہوے وہاں آیا نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار مکار اسی واسطے تو ستارہ پرست ہوا تھا
کہ غضنفر کو قید سے چھڑا لیجاے ارے او شہاب ستارہ تیرا گردش میں ہے اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ
تو میرے ہاتھ سے نکل جاے جب شہاب بن فولاد اژدر گیر نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا اور راز ظاہر ہو گیا سارا
حال کھل گیا خورشید ستارہ پرست آگیا شہاب اسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای خورشید پہلے مجھے مار تو
بعد اسکے اپنے آقا کو چھڑاؤں یہ کہکے وہی تیغ خون آلود خورشید پر مارا خورشید نے سپر کو سر کی پناہ کیا
مگر تیغ شہاب سپر کو کاٹ کے سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ تا دو ابرو تک آگیا خورشید نے پہلو وستانہ مارا کہ تلوار سر
نکل گئی بعد اسکے خورشید قبضہ تیغ سے لپٹ گیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار شہاب کی چھین لی پھر کمر میں ہاتھ ڈالکے
اُٹھا لیا اور سر پر چکر دیکے زمین پر دے مارا کہ شہاب بیہوش ہو گیا خورشید نے مشکیں اُسکی باندھ کے
غل و زنجیر میں مسلسل کرکے غضنفر کے پاس قید کیا مگر خورشید کے زخم سر سے خون جو بہت سا بہہ گیا تھا
اُسکو ضعف سے غش آگیا تھا اور خورشید آفتاب لب بام ہو گیا تھا اختر اختران نے جو یہ حال
اسکا دیکھا فوراً جراح کو بلوایا زخم میں ٹانکے دلوا کے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھوائی علاج ہونے لگا تیسرے دن
اسکو ہوش آیا مگر ضعف سے یہ حال تھا کہ بولا نہیں جاتا تھا اختر اختران نے جلدی سے شوربہ مرغ کا پکوا کے
پلوایا کچھ قوت آئی مگر ابھی زخم بالکل نہیں اچھا ہوا ہے خورشید بیٹھا ہوا ہے کہ دیکھا آسمان پر ایک کالا ابر کھڑا ہوا
اور وہ ابر بڑھنے لگا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بڑھتے بڑھتے تیرہ عالم ہو گیا زور شور سے پانی

پانی برسنے لگا رعد گرجنے لگا ہوا مین ایسی تیزی ہوئی کہ سردی کے مارے لوگ کانپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بڑے بڑے
اولے پڑنے لگے برف برسنے لگی اب اس شدت کی سردی ہوئی کہ وہ جو جانور اور آدمی ضعیف الجثہ اور لاغر اندام
تھے مرنے لگے ہر چند آنگیٹھیون مین تنورون مین الاؤ مین آگ جلاتے ہین تاپتے ہین مگر کچھ سردی مین کمی نہین ہوتی
آگ بجھی جاتی ہی جان نکلی جاتی ہی ہوا کی وہ تیزی ہی کہ خیمے ڈیرے راوٹیان اسپکین چھولداریان سائبان بچوبے
گرے پڑتے ہین ہر چند دوہرے چوہرے موٹے موٹے رسون سے لوگ باندھتے ہین لیکن وہ سبکے سب ایک
جھونکے مین ٹوٹے جاتے ہین عجب حالت ہی کہ ہر شخص اپنی زندگی سے مایوس ہی سب کے دل کو یقین مرگ ہو گیا خورشید
نے یہ کیفیت دیکھکے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ ابر سحر کا معلوم ہوتا ہی مین نے اسعد کی زبانی لشکر اسلام پر برف برسنے کا
حال سنا ہی یہ بیشک بارش ابر سحر کی ہی پھر حکم دیا کہ ہمارے عیار جائین ڈھونڈھین اور تلاش کرین کہ کوئی
ساحر کہین بیٹھا ہوا میرے لشکر پر سحر تو نہین کر رہا ہی عیار طرار فوراً بحکم خورشید ستارہ پرست چارون طرف تلاش
کرنے لگے دیکھتے دیکھتے ایک طرف جو نظر گئی تو دیکھا کہ ایک جانب قلۂ کوہ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی منقل آتشین
اسکے آگے رکھی ہوئی ہی اور وہ کالے تل کچھ پڑھ پڑھ کے اُس منقل آتشین پر ڈالتی ہی کہ وہ تل جلتے ہین
اور اُسمین سے ایک گھٹا ٹوپ دھوان اُٹھتا ہی اور اُسی ابر مین جاکے ملجاتا ہی کہ وہ ابر اور زیادہ غلیظ ہوتا
جاتا ہی اور ساعت بساعت بارش زیادہ ہوتی جاتی ہی معلوم ہوا کہ یہ کوئی ساحرہ ہی اور یہ ابر غلیظ و ہوا
تند اور بارش باران اسی کے سحر کے سبب سے ہی غرض اُن عیارون نے وہان سے آکے تمام حقیقت خورشید
ستارہ پرست سے بیان کی اور عرض کیا کہ حضور جلد اسکی فکر کیجیے نہین تو صبح تک بھور ہو جائیگا لشکر حضور
مین ایک کا بھی نام و نشان نظر نہ آئیگا خورشید بولا کہ صاحبو مین تو زخم کی سبب سے چلنے کی طاقت
نہین ورنہ مین خود جاتا اور اسکا استیصال کر آتا مگر تم مین ایسا کوئی شخص ہی کہ جسکے پاس انگوٹھی دفع سحر کی لیجا
اور وہان جاکے اُس ساحر کو مارے ہر ایک نے انکار کیا کہ شہریارا ہم سے ساحر کا سامنا نہو سکیگا اختر خاوران
نے عرض کیا کہ یہ سوا غضنفر کے اور کسی کا کام نہین ہی آپ اُسے قید سے رہا کیجیے اور اُس سے یہ کیفیت بیان
کر کے اُسے وہان بھیجیے خورشید نے جواب دیا کہ وہ مجھسے آزردہ ہی بھلا میرا کہنا کاہیکو مانیگا اختر خاوران
نے کہا کہ اے شہریار آخر وہ بھی تو اسی حال مین گرفتار ہی کیونکر نہ مانیگا خورشید نے اُسی وقت غضنفر کو
زندان خانہ سے طلب کیا قید اُسکی کٹوا دی جب غضنفر قید سے رہا ہوکے خورشید کے پاس آیا خورشید نے
نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا کہا بھائی مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے ملکہ کے بارے مین تمھارا کہنا
نہین مانا میری خطا معاف کرو اور ملکہ کو تمھین لے لو مین نے اُس سے ہاتھ اُٹھایا مگر یہ ساحرہ جو برف برسا رہی ہی
میرا لشکر تمام ہوا جاتا ہی اُس بلا کو تو دفع کرو معلوم ہوتا ہی یہ اُسی ساحرہ کی بیٹی ہی جسنے تمکو گرفتار کیا تھا اور مین نے
اُسے مار کر تمھین قید سے چھڑایا تھا اور مین تو زخمی ہون مجھ مین طاقت کھڑے ہونے کی نہین ہی ورنہ مین جا کے
اُسے مار آتا تمھین براہ عنایت و محبت اتنی تکلیف گوارا کرو غضنفر نے جواب دیا کہ مین جانے کو موجود ہون
کسی طرح کا مجھے انکار نہین ہی مگر میرے پاس کیا ایسی شی ہی جس سے رد سحر اُس لکاتہ کا کرون خورشید نے
جواب دیا کہ بھائی انگوٹھی رد سحر کی مین تمکو دیتا ہون تم اُسے لیجا کے اُسکا رد سحر کرو مگر اس شرط سے انگوٹھی
دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مار کے پھر انگوٹھی لاکے مجھے دے دینا غضنفر نے کہا مجھے قبول ہی بھلا انگوٹھی مین
اپنے پاس رکھکر کیا کرونگا بعد فراغت اس معاملہ کے فوراً پھیر دونگا لیکن اے خورشید اگر وہ ساحرہ

روئین تن ہو تو مین اسکو کیونکر مارون خورشید بولا کہ مین تمھین تیغہ روئین شگاف دیتا ہون وہ مجھسے لو غضنفر نے
کہا کہ جو وہ سحر کرکے آسمان پر اڑ جائے تو مین کیونکر اُسے پاؤن کہا کہ اسپ باد خور بھی لو وہ بھی تمھین دیتا ہون مگر
اسی شرط پہ تینون چیزین دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مارکے پھر مجھکو لاکے دے دینا غضنفر نے کہا اچھا مین تو پہلے
کہہ چکا کہ مجھے کیا کرنا ہی غرض غضنفر نے انگشتری مہر و ماہ لیکر انگلی مین پہنی تیغہ روئین شگاف کمر مین لگایا اسپ
باد خور پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور بسرعت تمام اُسی کوہ پر پہونچا جہان خلدانہ جادو بیٹھی ہوئی سحر خوانی مین مصروف
تھی غضنفر نے نعرہ کیا او لکاتہ تو نے لاکھون بندگان خدا کو بے قصور مار ڈالنے کا ارادہ کیا ہی اب دیکھ مین تجھے
کب چھوڑتا ہون خلدانہ جادو نے جو ایک جوان حسین کو آتے ہوئے دیکھا بس دیکھتے ہی اُسکی رال ٹپک پڑی اُسکے
حسن و جمال بے مثال پر مائل ہوئی غضنفر سے کہنے لگی کہ اے عزیز تجھکو ستارہ پرستون سے کیا مطلب ہی تو میرے پاس آ
مین تجھکو پیار کرتی ہون جو تو کہیگا مین کرونگی ہمیشہ تیری تابع فرمان رہونگی غضنفر نے کہا تو گھبرا نہین مین تیرے پاس
آتا ہون اور قریب پہونچکے تلوار کھینچکر اُسپر ماری وہ ساحرہ روئین تن تھی تلوار نے اُسپر مطلق اثر نہ کیا اور اُسنے
اسم سحر کا پڑھکر جو اُس نقل آتشین پر پھونکا آسمان سے ایک دریا آگ کا جاری ہوا اور غضنفر کیطرف دوڑا غضنفر
نے فوراً وہ انگشتری مہر و ماہ اُس آگ کو دکھائی کہ وہ دریائے آتشین پھٹ گیا اور غضنفر تلوار کھینچکر دوڑا خلدانہ جادو
نے دیکھا کہ سحر میرا اسپر کارگر نہین ہوا ایک چٹکی خاک کی اٹھاکر اپنے دونون بازوون پر ملی گرد دونون طرف دو پر
پیدا ہوئے خلدانہ جادو آسمان کیطرف اڑنے چلی غضنفر نے اسپ باد خور کو اشارہ کیا وہ بھی ہوا سے آسمان
ہوا اور طرفۃ العین مین برابر اُسکے پہونچکے ایک ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا جو مارا تو اُس لکاتہ کے دو ٹکڑے ہوئے
ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ کشتی مرا نام مین خلدانہ جادو ہو لہوا ورد وہ ابر و باد سب کی گرما گرمی موقوف ہوگئی برف باری
بھی ٹھنڈی ہوگئی اب وہ وقت ہی کہ صبح ہوگئی تھی ابر سحر کے سبب سے آفتاب نہین معلوم ہوتا تھا جب خلدانہ جادو
جہنم واصل ہوگئی تو وہ علامات سحر برطرف ہوگئین آفتاب نکلا خورشید ستارہ پرست نے اختر اختران سے
کہا کہ ای اختر اختران غضنفر نے اُس جادوگرنی کو مار ڈالا دیکھو وہ آفتاب نکل آیا اور وہ ابر و باد سحر موقوف ہوگیا
یہان ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے غضنفر آیا کہا مین نے تیرے کہنے کے موافق اُس ساحرہ کا کام تمام کردیا اور
بعوض اپنی محنت و مشقت کے انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ روئین تن اور اسپ باد خور مین نے لیا یہ کہکے روانہ ہوا
خورشید چلایا کہ اے دیوانے تو دغابازی اور جعلسازی سے یہ سب اسباب میرا لیے جاتا ہی خیر اچھا جو اگر زندہ بچے
سمجھ لونگا غضنفر نے جواب دیا کہ مین نے دغابازی و جعلسازی نہین کی اپنا حق محنت لیا ہی اور جو مجھے گھمنڈ
اور غرور ہی تو مین کہان بھاگا نہین جاتا ہون اچھا ہوکے مجھسے سمجھ لینا یہ کہکے چلا گیا اور ملکہ نوشابادی کو کہ
خورشید نے قید کیا تھا وہ اُسی بارش برف مین قید توڑکے نکل گئی تھی اب غضنفر جو قید سے چھوٹ کے اور
خلدانہ جادو کو مار کے آیا تو وہ اُسکے پاس ملاقات کو آئی باہم دونون عاشق و معشوق ملے دل کو کمال خوشی
حاصل ہوئی مزے اڑانے لگے عیش و سرور مین بسر ہونے لگی اُدھر کا حال سنئے کہ جب دو چار دن مین زخم سے
خورشید ستارہ پرست کا اچھا ہوا اپنے ہرکارون کو بھیجا کہ غضنفر کی خبر لاؤ کہ وہ آجکل کہان ہی مین اُس مکار
دغاباز سے اپنے تینون تحفے چھین لاؤنگا ہرکارون نے بموجب حکم خورشید غضنفر کی جستجو و تلاش کی آکے
خبر دی کہ خداوند غضنفر اور ماہ نوشابادی دونون فلان مقام پر مصروف عیش و عشرت ہین خورشید
نے یہ سنتے ہی کوچ کیا اور آکے مقابل مین لشکر غضنفر کے اترا اور غضنفر سے کہلا بھیجا کہ اے غضنفر تمھارے

حق مین ملی بہتر ہی کہ لغور ہو پہنچنے اس پیام کے انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دو نہین تو آمادہ جنگ ہو جسکی
فتح ہو وہی یہ چیزین لے چوبدارون نے غضنفر کے پاس آکے بیان کیا کہ ہمارے مالک و آقا نے آپسے کہلا بھیجا ہی
کہ وہ انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دیجیے اور اگر نہ بھیجیے گا تو سامان جنگ کا کیجیے غضنفر نے پیام
خورشید کا سنتے ہی جواب دیا کہ تم میری طرف سے خورشید سے کہدینا کہ مین تینون چیزین ہرگز نہ دونگا جو تجھسے
ہوسکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدائے ما بزرگ است ہرچند ملکہ ماہ نوشابادی نے سمجھایا کہ دیکھو صاحب کسی سے
بگاڑنے سے کیا فائدہ ہی وہ اگر مانگتا ہی تو یہ تینون چیزین اُسکو بھیج دو ہمارا کہا مانو مگر غضنفر نے کہا مین ہرگز
نہ دونگا اور تم میرے لشکر سے علیحدہ ہو جاؤ کہ تمہارا یہان قیام کرنا مناسب وقت نہین ہی اور علاوہ
اسکے عورت کا جہاد کرنا حرام بھی ہی ملکہ ماہ نوشابادی لشکر غضنفر سے علیحدہ ہو کر دامن کوہ مین جا اُتری
ادھر خورشید نے یہ جواب غضنفر کا سنکے طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر غضنفر مین طبل جنگ کی آواز سنکے کوس
حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان ہوا کیا صبح کو لشکر میدان مین آکر مبارز طلب ہوا شہاب
بن فولاد اژدر گیر غضنفر سے اجازت میدان لیکے مقابل ہوا بعد رد و بدل زبانی کے نیزہ بازی ہونے لگی دو دو
چار چار طعنین چلی ہونگی کہ خورشید نے نیزہ شہاب کا ہوائی کیا شہاب نے خورشید پر تلوار ماری خورشید
نے تلوار اُسکی سپر پر روکی شہاب نے دستانہ مارا خورشید نے جھک کے ایک تلوار جو شہاب کے سر پر ماری
سپر کو قلم کرکے تا دوابرو اُتر گئی ایک چادر خون کی جاری ہوئی غش کھا کے گرا خورشید نے پکارا کہ یہ زخمی ہو چکا
ہی اسے بیجاؤ اور میرے مقابلے کو آؤ غضنفر خود میدان مین مقابلے کو آیا شہاب کو پھیر دیا اب مقابلہ ہوا خورشید
نے کہا اے غضنفر تیرے خاندان مین دغابازی و جعلسازی ہوتی آئی ہی باپ نے تیرے پہلے محبت کرکے اُس طرح دغا
کی تو نے یون جفا کی غضنفر بولا اے ستارہ پرست باپ نے میرے کیا برائی کی بہن تیری خود اُسپر عاشق ہو کے سلام
لائی اُسکو وہ لے گیا تجھکو صبر نہوا کہ تو تامل کرتا تو نے آپ اُس سے بگاڑی عبث میرے باپ کو بدنام کرتا ہی اور تجھسے
عداوت کا سبب زیادہ تر یہی ہی کہ طہماس کی بیٹی ملکہ ماہ نوشابادی پر تو عاشق ہوا اُسکو مجھسے محبت ہوئی وہ
میری طالب ہوئی تجھکو رشک آیا خورشید جل کے بولا مین یہ کچھ نہین جانتا تو مجھکو میری انگوٹھی اور تیغہ اور گھوڑا
دیدے پھر مین تجھسے کچھ سروکار نہ رکھون غضنفر نے جواب دیا وہ تینون چیزین تو مین نے بڑی جانکاہی کرکے
پائی ہین وہ میری جان کے ساتھ ہین مین تجھے کبھی وہ چیزین نہ دونگا خورشید جھنجھلا کے بولا اے غضنفر مین
تجھسے بزور شمشیر وہ چیزین لونگا غرض بعد گفتگوے بسیار و حجت و تکرار کے نیزہ بازی ہونے لگی دونون طرف سے
طعنین چلنے لگین دو گھڑی تک یہی رد و بدل رہی بعد دو گھڑی کے غضنفر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کردیا
خورشید نے تلوار کھینچی غضنفر نے بھی تلوار لی وار ہونے لگے اسنے طمانچہ مارا اُسنے خالی دی اُسنے سر پر وار کیا
اسنے سپر پر روکا اُسنے کلائی پر لگائی اسنے کمر پر ضرب کی اسنے خالی دی اُسنے پالٹ کا ہاتھ دیا اسنے ہتھوٹی کی
غرض اسی رد و بدل مین پہر بھر کامل کے بعد ایک جگہ ہاتھ غضنفر کا ذرا رک گیا کہ سر پر تلوار پڑی تا دوابرو اُتر آئی
چادر خون کی غضنفر کے سر سے جاری ہوئی شام تک اور دو ایک سردار زخمی ہوے رات کو طبل بازگشت بجا
دونون لشکر میدان سے پھر کے اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین داخل ہوے لوگ غضنفر کو لیکے پہاڑ پر چڑھ گئے
زخم مین ٹانکے دلوائے صبح کو خورشید نے سنا کہ غضنفر پہاڑ پر جاکے چھپا ہی کہا مین اس لواے کو کب زندہ
چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچکر صحیح و سالم نکل جائے اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پہاڑ پر نرغہ کردو لشکر

خورشید نے چہار طرف سے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا خورشید نے طبل جنگ بجوایا ملکہ ماہ لو شاہزادی کو خبر ہوئی کہ
غضنفر نے زخمی ہو کے پہاڑ پر پناہ لی ہی اور خورشید کل یورش کریگا کہا خیر صبح کو سمجھا جائیگا دوسرے روز صبح کو خورشید
زیر کوہ آیا نعرہ کیا کہ اے غضنفر بزدل میرا اسباب میرے پاس بھیج دے نہیں تو اس سے لیکر چلا جاؤنگا نہیں تو نیزہ
لیکر سے اترا اونگا اپنا اسباب لونگا یہاں سے سب نے للکارا کہ او ستارہ پرست کیا واہیات بکتا ہی بہادر وہ ہیں لیتے
جو اسباب لیا وہ لیا کہیں پھیر دیتے ہیں جو چیز لی وہ لی تو زبردست ہی تو لے لے اور اگر پہاڑ پر آئیگا تو ساری قدر و طاقت
معلوم ہو جائیگی خورشید یہ کلمات سنکے نہایت غضبناک ہوا اور نعرہ کیا کہ اچھا آیا ہیں اور چاہا کہ گھوڑے سے اترے
پہاڑ پر جائے یکایک ایک جانب سے آواز نعرے کی پیدا ہوئی کہ او ستارہ پرست منحوس طالع خبردار پہاڑ پر نہ جانا پہلے
مجھ سے مقابلہ کر لے پھر تجھے اختیار ہی خورشید نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی اور کچھ لوگ اسکے
پیچھے پیچھے آتے ہیں بس خورشید پھر کے نقابدار کیطرف متوجہ ہوا جب دونوں مقابل ہوئے خورشید نے کہا اے
نقابدار میں اس دیوانے پر ناحق یورش نہیں کرتا ہوں یہ دیوانہ دغا بازی سے میری انگوٹھی تلوار گھوڑا لے آیا ہی
تو اگر یہ نرمی و آشتی اس سے میری چیزیں مجھے دلوا دے میں چلا جاؤں لڑنے مرنے سے مجھے کچھ کام نہیں نقابدار
نے جواب دیا اے خورشید میں سب حال سن چکا ہوں کہ اس نے بڑی محنت و مشقت کر کے جادوگرنی کو مارا ہی اور
اپنے حق المحنت میں یہ اسباب لیا ہی تجھے لازم ہی کہ تو ان چیزوں سے دست بردار ہو یہ سنکے اس نقابدار سے
خورشید آگ ہو گیا کہا یہ وہی مثل ہی چور کا بھائی گرہ کٹ شکر اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف گلچین بھی
بولتا ہی تو صیاد کی طرف ہی تو بھی اسی دغا باز جعلساز کا شریک ہی اسی مکار کی ایسی کہتا ہی خیر اے نقابدار جو سر پہ
رکھتا ہو لا اس نے کہا ہم اہل اسلام میں سے ہیں ہمارے مذہب و ملت میں پیشدستی روا نہیں میں کبھی تجھ پر سبقت نہ کرونگا
خورشید اہل اسلام کا نام سنکے اور بھی جل گیا کہا معلوم ہوا اچھا لے یہ کہکے نیزہ نقابدار سبز پوش پر مارا اس نے نیزہ
اسکا اپنی سنان نیزہ پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخرکار خورشید نے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا نقابدار نہایت
برہم ہوا جلدی سے تلوار کھینچکر خورشید پر ماری خورشید نے سپر کو رخ کی پناہ قرار دیا بعد اسکے اسپاہ و اور کیا
نقابدار نے تلوار خورشید کی پشت شمشیر پر روکی پانچ پانچ چار چار ہاتھ چلے تھے کہ نقابدار نے جوکر بتا کے سر پر
خورشید کے ایک ہاتھ مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی تا دو ابرو اتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو
جھنا کے نکل گئی سر سے خون کی چادر جاری ہوئی نقابدار نے چاہا کہ اور تلوار مارے کہ ستارہ پرست دوڑ پڑے
ادھر سے نقابدار کے ساتھ کے لوگ دوڑے غضنفر کے لوگ پہاڑ سے اتر آئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی میں گرما گرمی
جنگ میں نقابدار اختر اختر ان کے پاس پہونچا اختر اختران نے جو نقابدار کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھا
بجستی تمام تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے جو وار اس تیز دست کا رد کر کے ایک ہاتھ اپنی تلوار کا مارا فوراً اسکے
دو ٹکڑے ہو گئے ادھر خورشید تو زخمی تھا اب بادشاہ لشکر جو مارا گیا تو ستارہ پرستوں کے پانوں اکھڑ گئے شکست فاش
کھا کے بھاگے سب مال و اسباب ستارہ پرستوں کا خدا پرستوں نے لوٹ لیا نقابدار غضنفر کے پاس آیا غضنفر نے نقابدار
سے کہا کہ اے نقابدار سبز پوش تم نے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا تم حسب نسب اور نام و نشان تو اپنا ظاہر کرو کہ تم کس خاندان
سے ہو کہاں مکان ہی کیا نام ہی کیا نشان ہی نقابدار نے کہا مجھے نقابدار سبز پوش کہتے ہیں غضنفر نے کہا یہ تو
میں بھی جانتا ہوں کہ تم اپنے چہرہ نورانی پر نقاب سبز ڈالے ہوئے ہو جو تمہارا نام و نشان نہ جانتا ہوگا تمہیں نقابدار
سبز پوش کہیگا مگر یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہی اس نے کہا کہ صاحب تمہیں اپنے مطلب سے مطلب ہو نام سے کیا کام ہی

مثل مشہور ہی آب کھانے سے مطلب یا درخت گننے سے غرض تھین خورشید ستارہ پرست پریشان کر رہا تھا اور تم
زخمی پڑے ہوے تھے مین نے آکے اُسے لبنرا پہونچایا سارے لشکر کو اُسکے بھگا دیا اب تم آرام سے بیٹھو میرا نام و نشان
پوچھنے سے کیا فائدہ ہی غضنفر نے جواب دیا کہ تمنے آج وہ احسان مجھپر کیا کہ تمام عمر تمھارا ممنون رہونگا کہ جان بچا
میرے تمھارے نہ ملاقات نہ شناسائی تمنے محض عنداللہ آکے میری مدد کی ستارہ پرستون کو شکست دی تو مجھے بھی تو یہ
معلوم ہو کہ میرے محسن کا یہ نام ہی لقا بیدار نے کہا کہ واہ صاحب تم تو کیا جلدی بھول جاتے ہو بیت آگے جو ہین وہ
آج ہمین جانتے نہین چو روز دیکھتے تھے وہ پہچانتے نہین ع تمسے آیندہ کوئی کیا امید رکھے یہ کہکے لقا بیدار نے مسکرا کر
اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دی صورت زیبا اپنی غضنفر کو دکھا دی غضنفر کو گو کہ آواز سے پہلے ہی شبہ ہو چکا تھا
مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا اب جو لقا بیدار نے چہرے سے نقاب اٹھائی اور صورت اپنی غضنفر بن اسعد کو دکھا دی تو اُسنے
دیکھا کہ یہ تو ملکہ ماہ لو شتابادی اُسکی معشوقہ ہی بیساختہ یہ اُٹھکر اُس سے لپٹ گیا بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ
کار ستکردی مصرع جو کام کیا تمنے وہ رستم سے نہو گا مگر اے ملکہ اسوقت تو تمنے جگہ پاکے ایسی جسارت کی اور
میری مدد کی مگر عورتون کو جہاد منع ہی خبردار اور زنہار اب بارہ دگر کبھی ایسا غضب نہ کرنا غرض بعد اسکے سب
اپنے اپنے حوائج ضروری مین مصروف ہوے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کی گئی شب کو حسب
معمول لوگ اپنی اپنی خوابگاہ اور اپنے اپنے بستر پر جہان جسکی جگہ تھی سو رہے جب رات گذر گئی صبح ہوئی آفتاب
جہانتاب افق مشرق سے برآمد ہوا روشنی چہار طرف پھیلی سویرا ہوا لشکر مین غل ہوا کہ رات کو کوئی بیس پچیس دیوون کے
سر کاٹ لے گیا غضنفر نے جو سنا بڑی حیرت ہوئی پاسبانون کو بلا کے اُنسے حال پوچھا کہ بتاؤ شب کو کیا واقعہ ہوا
کون شخص ان لوگون کے سر کاٹ لیگیا اُنھون نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا خداوند ہمکو نہین معلوم کسی شخص کو ہمنے
رات کو آتے جاتے نہین دیکھا اور اگر دیکھتے تو کیا ہم اُسے نہ روکتے جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ کوئی انکے سر کاٹ
گیا ہی غضنفر نے کہا اچھا خبردار آج رات کو نہ سونا تمام شب جاگتے رہنا دیکھتے رہنا کہ یہ کیا واقعہ ہی کون شخص
انکے سر کاٹ گیا ہی جو کل انکے سر کاٹ گیا ہی اُسکے منھ کو تو خون لگ چکا ہی آج بھی ضرور آئیگا دیکھنا وہ کون دشمن جلاد
ہی صبح کو ہمسے آکے بیان کرنا غرض پاسبان یہ حکم غضنفر کا سنکے اپنے اپنے مقام پر گئے اور شام کو تاک مین اُس دشمن
بلا کے بیٹھے جب آدھی رات کا عمل ہوا اُنھون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے چند غول بیابانی آے آنکھون سے اُنکی
آگ کے شعلے نکلتے تھے جب سانس لیتے تھے تو دونون نتھنون سے ناک کے دو شعلے آتشین نکلتے تھے اُنھون نے
آسکے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا اور بعد قتل و قمع کے پھر اُسی صحرا کیطرف چلے گئے پاسبان اُنکے خوف سے اپنی جان
بچانے کے لیے ایک گوشے مین پوشیدہ ہو گئے تھے جب وہ کشت و خون کر کے چلے گئے اور صبح ہوئی تو پاسبانون نے
آکے سارا حال غضنفر سے بیان کیا غضنفر نے سنکر کہا کہ انشاء اللہ تعالے بفضل ایزدی و تائید ربانی آج مین
اُن غولون کو مارونگا اور شام سے مسلح و مکمل ہو کے ایک مین آنکے بیٹھا دو پہر رات گئے وہی غول بیابانی ایک سمت
صحرا سے نمودار ہوے غضنفر نے نعرہ کیا کہ اے تیرہ روزگارو مین آپہونچا اب تمھین مین کب چھوڑتا ہون جہان
جاؤگے تمھین جا کے مارونگا اور یہ کہکے تعاقب مین اُنکے چلا رات بھر اُنکے پیچھے دوڑا کیا مگر اُنکو کہین نہ پایا جب صبح
ہوئی تو وہ غول تو غائب ہو گئے اور یہ تن تنہا رہ گیا ایک صحرا ہولناک خیز و حشت انگیز معلوم ہوا کہ مانند صحراے
محشر کے وسیع تھا زمین وہان کی زرد تھی چارطرف درخت مثل شمع کے جل رہے تھے اور گرمی کی وہ شدت تھی کہ
اگر کوئی جانور اُس صحرا کیطرف سے اُڑ کر جاتا تھا تو پر و بال اُسکے جل جاتے تھے گر کے کباب ہو جاتا تھا نظم

آنکھیں بلیں جو دھوپ سے تارِ نظر جلے
سینے تمام جلنے لگے سارے سر جلے
گرمی کا تھا وفور کہ اللہ کی پناہ
آتی تھی ہر مقام سے آواز آہ آہ
تھا گرم جو شرار وہ میدان اس قدر
دوزخ کا تھا نمونہ وہ صحرائے پر خطر

آیا جو کوئی طیر بگولوں میں پر جلے
تھا رنگ لال آگ سے دریا سراب تھے
وہ دھوپ تھی کہ جس میں جلے طائر نگاہ
مجمر زمین تھی ہر ایک کے ذرے سپند تھے
دانہ زمین پہ جو گرے جلکے ہو شرر
اخگر نمط ہر ایک خزف لال لال تھا

آیا جدھر سموم کا جھونکا شجر جلے
جھلسیں بنی تھیں ڈالیاں غنچے کباب تھے
گرمی کے مارے رنگ تھا ہر چیز کا سیاہ
ہر سنگ آبشار سے شعلے بلند تھے
ممکن نہ تھا ٹھہر جو سکے ایک دم بشر
شعلے تھے آگ کے یہ بگولوں کا حال تھا

غضنفر اس صحرائے ہول خیز اور دشت وحشت انگیز میں ابھی تھوڑی دور آیا ہوگا کہ چند غول قوی ہیکل قوی بازو زبردست
متکبر و نخوت سے مست بلند و بالا اور ایک غول کہ ان سب کا سردار تھا قد اسکا سب کے قد سے بڑا تھا آنکھیں سرخ مانند
دو طاس خون کے دونوں بازو مانند منار کے سینگ سفید رنگ سر پر تنومند قد جہنم کیصورت الحاصل وہ سب غول
غضنفر پر دوڑے اس شیر بیشۂ شجاعت نے ایسا تیر چلہ کمان میں جوڑ کے جو پیشانی پر اس غول ہیولی کی مارا کاسہ
سر کو اس خیرہ سر کے توڑ کے نکل گیا وہ ایک چیخ مار کے گر پڑا اب غضنفر تلوار کھینچکر ان غولوں پر دوڑا بجلدی تمام
چند غولوں کو واصل جہنم کیا کچھ بھاگ گئے جا کے اپنے بادشاہ سے بیان کرا آج ایک آدم زاد آیا ہو اُسنے ہمارے
سردار غول سرخ چشم کو بھی مارا اور غولوں کو بھی قتل کیا بادشاہ غولان یہ سنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا تمام
غولوں کو جمع کیا اور کہا کہ تم جا کے اس آدم زاد کو جو زندہ ہاتھ آسکے تو گرفتار کر لاؤ کہ میں اسکے گوشت کے کباب
پکوا کے کھاؤنگا اور اگر زندہ نہ ہاتھ آسکے تو سر اسکا کاٹ لاؤ کہ میں اسکے سر کو بھنوا کے چباؤنگا یہ سنکے سب غول
لخت کوہ پکڑ پکڑ کے میدان میں آئے غضنفر نے ہزارہا غولوں کو دیکھا کہ غل مچاتے شور کرتے چلے آتے ہیں اور وہ
غول جو اسوقت غضنفر کے سامنے سے بھاگ گئے تھے وہ آگے آگے ان سب کو بتاتے آتے ہیں کہ دیکھو وہ فلاں
مقام پر آدم زاد کھڑا ہوا ہی اسی نے غول سرخ چشم ہمارے سردار اور چند اور غولوں کو مار ڈالا ہی آخر کار وہ
سب غول لخت کوہ لیے ہوئے غضنفر پر دوڑے ادھر سے غضنفر بھی خدا کو دل میں یاد کر کے شمشیر برہنہ لیے
ہوئے اُنپر جھپٹا شپا شپ ہاتھ تلوار کے مارنے لگا ادھر وہ غول جو لخت کوہ اسپر مارتے تھے یہ انکے وار رد کرتا ہوا اپنے وار
کرتا جاتا تھا جس غول کی کمر پر ایک کے ہاتھ مارتا تھا اسکے دو ٹکڑے ہوتے تھے غضنفر کار رستمانہ کر رہا تھا اور جرأت
شیرانہ دکھا رہا تھا جب بہت سے غول ہاتھ سے غضنفر کے مارے گئے تو اب کوئی مارے ڈر کے پاس نہیں آتا دور کے
سب چوب دستی دکھاتے ہیں ڈھیلے پھینکتے ہیں پتھر مارتے ہیں اور جو کہیں اس تلاطم میں پاس آجاتا ہو مارا جاتا ہی
القصہ تین شبانہ روز تک لڑائی رہی مگر وہ غولوں کا غول کسی طرح کم نہیں ہوتا بلکہ ساعت بساعت اور وقتاً
فوقتاً انکا گروہ زیادہ ہوتا جاتا ہی اور چونکہ غضنفر نے تین شبانہ روز سے نہ کچھ کھایا ہو نہ پیا ہی نہ کوئی دم سویا ہی
اب اسپر بھوک پیاس کی شدت ہی نیند کا غلبہ آنکھیں ضعف اور نیند کے سبب سے بند ہوئی جاتی ہیں ہاتھ رکا جاتا ہی
اب یہ حال ہی کہ کوئی دم میں گرا چاہتا ہی دعا مانگنا شروع کیا کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اے رب جلیل اس
اپنے بندۂ ذلیل کو اس بلا سے جلد نجات دے غضنفر نے بتہ دل سے جو دعا مانگی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا
کہ ایک سمت سے ایک تتق گرد و غبار کا اٹھا جب دامن گرد چاک ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر
اور ملکہ ماہ لقا نوشابادی مع فوج و لشکر کے چلے آتے ہیں یہاں غضنفر تو ان غولوں کو فی النار کر ہی رہا تھا آتے
ان دونوں نے بھی جہنم واصل کرنا شروع کیا تو کوئی چار گھڑی کے عرصے میں سب کا خاتمہ کر دیا دس پانچ بزدل کے

بھاگ گئے غضنفر نے شہاب بن فولاد سے کہا بھائی ابھی تلاش کرو ڈھونڈھو انمین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑو
شہاب نے ہر چند چارون طرف تلاش کیا مگر کہین بھی کسیکا پتا نہ ملا مال و اسباب اُنکا بہت سا ہاتھ آیا اُسنے اپنے
قبضے مین کیا غضنفر بن اسد اور ملکہ ماہ نوشابادی اور شہاب بن فولاد اُتر کر بکمال شاد و مسرور وہان سے
پھر سے صحراے سبز و خرم مین آکے صحبت عیش و سرور برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا غضنفر نے جام شراب
اپنے ہاتھ سے بھر کے ملکہ کو دیا اُسنے ہاتھ سے جام لیکے پی لیا غضنفر نے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکے بوسہ لے ملکہ نے اُسکا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین تمھاری لونڈی ہون مین سواے تمھارے اور کسی سے اپنا عقد نہ کرونگی مگر بغیر اپنے
باپ کی اجازت کے مجبور ہون ابھی مجھے معاف فرمایئے چند روز اور نہ ہاتھ نہ لگایئے بالفعل صبر کیجیے اضطراب سے کام نہ لیجیے
ابھی زیادہ اختلاط مین خرابی ہے اور قطع نظر اسکے حرام کاری اہل اسلام مین منع ہے جب ہمین فعل حلال ہی منظور ہے
تو حرام کرنا کیا ضرور ہے غرض اسکے سمجھانے سے غضنفر دست درازی و بوسہ بازی سے باز رہا دوسرے دن
ملکہ رخصت ہوکے نوشاباد کو روانہ ہوئی غضنفر لشکر ایرج پر چلا انھین تو ادھر جانے دیجیے

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان سے کیے جاتے ہین

کہ خورشید ستارہ پرست ملکہ ماہ نوشابادی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے لاش اختر اختران کی لیے شکست کھاے
ہوے شہر اختریہ کو روانہ ہوا ہے چند منزلین پے در پے طے کرکے ایک دامن کوہ کے قریب صحراے سبز و خرم مین آکے اُترا اب
کچھ زخم خورشید کے سر کا اچھا ہو چکا ہے سیر سبزہ صحرائی اور لالہ کوہی کی کر رہا ہے قضاے کار یہان ایک زنگی
رہتا ہے کہ رنگ اُسکا نہایت سیاہ ہے گویا چہرۂ شب دیجور کا خال ہے نہایت طویل القامت ہے جثہ اُسکا استخوان نہنگ کے
ایسا بد ہیئت اور کریہ منظر ہے کہ ہیبت سے اُسکی غول اور دیو بھاگتے ہین اور تمام زنگی اُس دیار اور قرب و جوار کے
اُسکے فرمانبردار ہین بہت عمدہ عمدہ کھانے پکا پکاکے اُسکے واسطے لاتے ہین اور اُسکو مہر بار کرواتے اور ایک
نازنین پری چہرہ بہار گلزار لطافت اُسکے پاس ہے کہ وہ تیرہ درون ہر وقت اُسکی صورت دیکھا کرتا ہے کبھی اُسکے ہاتھ سے جام
شراب لیکے پیتا ہے گاہے کباب کھاتا ہے دن رات عیش و عشرت مین بسر کرتا ہے اور کچھ زنگی اُسکی طرف سے آمد و رفت کی
خبر کو درۂ کوہ مین بیٹھے رہتے ہین کہ جہان کوئی قافلہ مسافروں کا وہان ٹھہرا اُنھون نے جاکے اُس زنگی سیاہ رنگ آدم خور کو
خبر کی وہ وہان سے آکے سب کو کھا گیا اور مال و اسباب اُنکا لیگیا اُن لوگون نے جو قریب دامن کوہ کے لشکر خورشید کو
اُترے ہوے دیکھا لپکارکے کہا کہ خبردار زنہار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا یہان ایک بلا رہتی ہے یہ خبر خورشید کو ہوئی
کہ کچھ زنگی درۂ کوہ مین بیٹھے ہوے ہین اُنھون کہا کہ خبردار ادھر کوئی نہ آئے نہین تو بلا کا سامنا ہوگا خورشید بولا
کہ اگر یہان کوئی بلا ہے تو مین بھی ایک ہی سیانا ہون مین ابھی اُس بلا کو دفع کرونگا یہ کہکے اُس جانب چلا اور وہان ایک
گھڑیال لٹکا رہتا تھا کہ جب کچھ اُن لوگون کو اُس سے کہنا ہوتا تھا یا کسی شخص کے آنے کی اطلاع کرنی ہوتی تھی تو یہ لوگ
اُس گھڑیال کو بجا دیتے تھے اُس زنگی مردم خوار کو معلوم ہو جاتا تھا آج بھی جو پاسبانون نے درۂ کوہ سے ایک شخص
حسین کو اسطرف آتے دیکھا اُس گھڑیال پر زور سے ایک موگری ماری اور آواز دی کہ اے بادشاہ
زنگیان جلد آیئے خداوند ابلیس نے ایک لقمۂ چرب و شیرین آپکے واسطے غیب سے بھیجا ہے اُسے
نوش کر جایئے اُس زنگی نے جو آواز گھڑیال کے بجنے کی سنی استخوان نہنگ ہاتھ مین اُٹھاکے درۂ کوہ سے باہر آیا
اور ایک نعرہ ایسا زور سے کیا کہ تمام صحرا ہل گیا بعد اسکے خورشید پر جھپٹا خورشید ستارہ پرست نے جو اُس دیو
ہیبتناک کو آتے دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوکے اپنے خدا کو یاد کرنے لگا اُس زنگی دیو صورت نے قریب

خورشید کے ہو نچا ایک پتھر تیس من کا اٹھا کے اسطرح اسپر مارا جیسے کوئی ایک چھوٹی سی کنکری چٹکی مین لیکر اٹھا کے
پھینک دیتا ہی خورشید نے اُسے خالی دیا وہ پتھر اس زور سے زمین پر گرا کہ زمین دھنس گئی اور وہ سنگ گران
اسمین سما گیا جب اس زنگی دیو اندام نے دیکھا کہ اس آدم زاد پر وہ پتھر نہ پڑا غصے مین ہونٹھ چبانے لگا پھر پیچھے
ہٹکے سر ہلایا اور دوڑ کے استخوان نہنگ خورشید پر مارا خورشید نے جھپٹ تمام ایک تلوار استخوان نہنگ پر ماری
کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو زمین پر گر پڑا اور ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے وہ آدھا ٹکڑا
بھی خورشید پر مارا اور دوڑ کے لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی دو گھڑی تک کشمکش سے زور ہوا کیے ادھر خورشید
سر سے پانون تک پسینے مین ڈوب گیا اُدھر اسکے ماتھے پر بھی کچھ نمی پسینے کی ظاہر ہوئی بعد ازان کامل دو گھڑی زور کرنے کے
بعد خورشید نے اُسکو اٹھا کے زمین پر مارا اور سینے پر چڑھ کے اس زنگی گردن کش کی گردن کو پیچ دے کے
دھڑ سے کھینچ لیا اور وہ جو زنگی نگہبان تھے اُنکے سامنے وہ گردن پھینک دی وہ سب دوڑ کے
خورشید کے قدمون پر گر پڑے کو چومنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ ای شہریار خدا اسکی جزائے خیر آپکو دے کہ
آپ نے اس شیطان کی شر سے یہان کی خلق اللہ کو بچایا اور ای شہریار مال و متاع اسکا حد سے زیادہ ہو آپ ٹھہر
کہ ہم جا کے اور لوگون کو خبر کرین یہ کہکے سب کے سب اس سر کو لیے ہوے اندر درہ کوہ کے گئے اور جو لوگ وہان تھے
اُنسے جا کے یہ سب حال بیان کیا کہ اسطرح سے ایک شخص قبول صورت آیا اور اُسنے اس زنگی آدم خوار کو جہنم واصل
کیا اور یہ کہکے سر اس روسیاہ کا اُنکے سامنے ڈالدیا وہ سب نہایت خوش ہوے اور جوق جوق گروہ گروہ
جمع ہو کر خوشیان کرتے ہوے خورشید کے پاس آئے اور اُسے ساتھ اپنے درہ کوہ مین لائے زر و جواہر لا کے
پیشکش کیا مشک و عنبر بہت سا دیا اور وہ دختر خوبچہرہ کہ حسن و جمال مین مانند ماہ شب چہاردہ کے تھی خورشید
اُسے دیکھکے نہایت خوش ہوا پوچھا یہ کون ہی اُنہون نے جواب دیا کہ یہ نازنین ماہ جبین اس نواح کے بادشاہ کی بیٹی ہی
زنگلہ بانو اسکا نام ہی اور بادشاہ یہان کا زنگار شاہ زنگی ہی بھائی ہی ملک دود زنگی کا خورشید نے پوچھا
یہ یہان کیونکر آئے اُن سب نے عرض کیا کہ یہ ایک دن سوار ہوکے بہ سیر صحرا اور لالہ کوہی کی کرنے کو یہان آئی تھی اتفاق
روزگار کہ مین نظر اس بلا سے بدبین کی اس ماہ جبین کی صورت پہ پڑ گئی وہ اسے گرفتار کرکے یہان لایا اور بہت دنون سے
یہ اس عفریت کی قید مین تھی اب خدا آپکا بھلا کرے خیر آپکے سبب سے یہ اس قید شدید سے رہا ہوئی اور زنگار شاہ
اسکے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا خورشید نے کہا کسی کو زنگار شاہ کے پاس بھیجو کہ وہ جا کے اس سے کہے کہ بیٹی تمہاری
زندہ و سلامت ہی اور وہ بلا دفع ہوئی بموجب ارشاد خورشید کے کچھ زنگی یہان سے گئے اور تمام حال زنگار شاہ
زنگی سے بیان کیا کہ صاحبقران ستارہ پرستان نے اس بلائے اژدر سیرت کو مارا تمہاری بیٹی کو قید سے چھڑایا
زنگار شاہ یہ سنکے نہایت خوش ہوا خورشید ستارہ پرست کی شجاعت و ہمت پر تحسین و آفرین کی اور اس خبر رسان
پر نہایت نوازش و مکرمت کی خلعت دیا اور خود دو ہزار شتر بعد ادی بہا از مال و متاع اور دو ہزار شتر دن بہا تاشہا بارگاہ
لدا ہوا اور سو شتر دن پر خلعت گران بہا اور دو ہزار گھوڑے عراقی و تازی صبا رفتار آہو شکار اور دو ہزار ریوڑ
بیش قیمتی جواہر نگار مرصع کار خورشید ستارہ پرست کے لیے اپنے ہمراہ لیکے خدمت مین خورشید کی آیا اور
اسکی حاصل کی خورشید نے کمال عزت و توقیر کی سب تحفے لیے اُسکو خلعت دیا خیمے کے اندر لیگیا اُسکی بیٹی زنگلہ بانو
نے اُسکو بلایا زنگلہ بانو نے باپ کو سلام کیا دوڑ کے قدمون سے لپٹ گئی زنگار شاہ بیٹی کو دیکھکے خوش ہوا
خورشید سے کہا کہ مین کمال ممنون و مشکور آپ کا ہون اب چاہتا ہون کہ ملکہ کو آپ کی کنیزی مین دون خورشید ستارہ پرست

کہا کہ اگر تم ستارہ پرست ہو جاؤ تو خیر کیا مضائقہ والا نہ میں اپنے خلاف طریقہ و مذہب کو قبول نہیں کر سکتا زنگار شاہ نے خورشید کے کہنے سے زمرۂ بے ایمان پر لعن وطعن بیحد کی اور دین ستارہ پرستی اختیار کر کے ملکہ کو خورشید کے ساتھ منسوب کر دیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک والوں اور تمام اپنی رعیت کو دین ستارہ پرستی میں لایا خورشید نے تابوت اختر اختران کا تو شہر اختریہ کو بھجوا دیا اور خود نہ لگلہ بانو کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہوا اب اسکو تو عیش و عشرت میں چھوڑ دیجئے

اب چند سطر داستان ایرج صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

مرحلہ پیمایان وادی داستان و راہ طے کنندگان افسانہاے نادرست بیان منازل تحریر اور مراحل تقریر کو یون طے کرتے ہیں کہ ایرج نوجوان کوچ کر کے ملک زرائل کو روانہ ہوا ہی بعد قطع مراحل و طی منازل کے قریب ملک زرائل کے ہوسرکاروں نے گیرنگ شاہ زرائلی کی خدمت میں جا کے عرض کیا کہ حضور ایرج صاحبقران ورود اجلال و نزول اقبال قریب شہر پناہ کے فرمایا ہی گیرنگ بن گیرنگ شاہ نے حکم دیا کہ تمام شہر میں آئینہ بندی کی جائے راستے صاف ہوں مکانات آراستہ ہوں باغات پیراستہ ہوں یہ حکم دیکے آپ استقبال ایرج کے واسطے بیرون شہر آیا ایرج کی ملازمت حاصل کی بعد تعظیم و ہزار تکریم ایرج کو اپنے ساتھ لیے ہوئے شہر میں آیا اپنی بارگاہ میں لا کے اُتار البتہ اسکے بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا ہزاروں طرح کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کے ایرج کو کھلائے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج آ کے وہاں بیٹھا گیرنگ بن گیرنگ شاہ زرائلی بھی حاضر ہوا اور جملہ سردار بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ارباب نشاط طلب ہوئے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی لہرا سارنگی کا بلند ہونے لگا ساز ملنے لگا ایک مہ جبین نازنین مشتری خصال زہرہ جمال ناچنے کو کھڑی ہوئی بڑی دیر تک ناچا کی توڑے لیا کی اسکے ناچنے سے سب حاضرین محفل نہایت خوش ہوئے اب یہ حال ہو گیا کہ ہر سردار غیر سردار سکوت کے عالم میں محو حیرت ہو کے تصویر بت بنا ہوا بیٹھا ہی بگڑ آنکھیں اسیطرف لڑی ہوئی ہیں جب اس مایۂ ناز و انداز نے یہ حال اہل محفل کا دیکھا کہ اب خوب میرا رنگ بندھ چکا ہی ہر شخص سکتے کے عالم میں بیٹھا ہوا میری طرف دیکھ رہا ہی اور جان توڑ توڑ کے توڑے لینا شروع کیے بعد اسکے بصد ناز و انداز یہ غزل گانے لگی غزل

ذبح کرنے کو ہے تو او ستم ایجاد مجھے
خوش رہے وہ بھی تو نہیں جیسے کیا شاد مجھے
کیا صیاد نے بیفائدہ آزاد مجھے
ذبح کر ڈال جو کرتا نہیں آزاد مجھے
اتنے دن ہو گئے ہیں قید میں صیاد مجھے
حلقۂ دام ہوئے دیدۂ صیاد مجھے
او ستمگار نہیں شکوۂ بیداد مجھے
بے چھری قتل کیا او ستم ایجاد مجھے
عشق کیا ایسے کیا خلق کی نظروں سے گرا
غیر کی یاد ہے تجھے اور تیری یاد مجھے
باغ فردوس کو دوزخ سے میں بدتر سمجھا
دیر تک رہ گیا کیا دیکھ کے جلاد مجھے

اب تو دل کھو کے لگے لینے دیے فریاد مجھے
عمر بھر بھولے گی ہرگز نہ یہ بیداد مجھے
طرز پرواز تو اب خاک نہیں یاد مجھے
آئے کیا اپنے نشیمن کی بھلا یاد مجھے
کہ ذرا طرز فغان تک بھی نہیں یاد مجھے
میرے نالے جو سنے چھوڑ دے صیاد مجھے
دہن زخم ہوں آتی نہیں فریاد مجھے
تھم ذرا حوصلہ ظالم اٹھانے کا ملا
اس سے پہلے سے نہ ظاہر تھی یہ افتاد مجھے
میں وہ ہوں یاد تمہارا کبھی دم بھولا
گو چہ او دور ترا آج گیا یاد مجھے
عشق کے روز تری دید سے محروم رہوں

فصل گل میں کیا صیاد نے آزاد مجھے
کیا پر کاٹ کے صیاد نے آزاد مجھے
دن بہت گزرے قفس میں ستم ایجاد مجھے
بند آنکھیں نہیں کرتے آیا تھا صیاد مجھے
اسکی لفظوں نے نہ سونے دیا آزاد مجھے
پر ستم یہ ہے نہیں عادت فریاد مجھے
بزم میں غیر سے ابرو کا اشارہ جو کیا
یاد کرتے ہیں بہت وہ دم بیداد مجھے
ہے تسلسل یہ عجب دیکھیے کیا ہوتا ہے
تم وہ ہو بھولے سے تم نے نہ کیا یاد مجھے
کہاں میں وہ کشتۂ حسرت کہ عوض شیون کے
بھولتی ہو جو کوئی دم بھی تری یاد مجھے

فخر کیونکر نہ شرف بین ہو بتا ہو حاصل
مال کھویا ہوا ہاتھ آیا خداداد مجھے
ہاتھون ہاتھ اندنون رکھتا ہی جو مجھو لاغر
کوچۂ یار ہوا گلشن شداد مجھے
حسن بندش مین جنون کیون نہون ہون

اپنے صد سے قفس مین رہا کرتا ہی صیاد مجھے
اپنے کوچے سے نہ اٹھوا ایسے بیری ہی
طائر رنگ حنا سمجھا ہی صیاد مجھے
قطع امید رہائی کی ہوئی جاتی ہی
عشق مرحوم سا ہاتھ آیا تھا استاد مجھے

بعد مدت کے ملا کوسے صنم مین دل زار
آپ بے فائدہ اپنا کرتے ہین برباد مجھے
شوق مین جان گئی جانے نہ پایا اس تک
دیکھتا ہی نظر شوق سے صیاد مجھے
جب اس دلربا نے یہ غزل گا تا با کے گائی

ہر شخص کی یہ حالت تھی کہ ہر شعر پر بسمل ہوا جاتا تھا جو مصرع اُسکے منہ سے نکلتا تھا خنجر کیطرح دل کو ٹکڑے کیے دیتا تھا بعد اُسکے دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اسیطرح سے ناچ گا کے محفل مین اپنا رنگ باندھا اُسکے ناچ گانے سے بھی حاضرین بہت محظوظ ہوے قصہ مختصر یہ کہ اسیطرح بہت سے طائفے آے اور ناچ گا گئے جب وقت صبح کا قریب ہوا پھر دین کا سب طائفے رخصت ہوے صحبت برخاست ہوئی ایرج نے کہا کہ اے گیر نگ بن گیرنگ ہم تم سے نہایت خوش ہین ہمارے نزدیک تو اب یہ مناسب ہی کہ تم بھی دین آفتاب پرستی اختیار کرو اور اگر ابھی یہ دین بالکل نہین اختیار کر سکتے ہو تو ہماری بیعت ہی کر لو گیرنگ بن گیرنگ نے جواب دیا کہ اے شہریار مین نے حمزہ کے خوف سے دین اسلام اختیار کر لیا تھا ورنہ مین تو آفتاب پرست ہونے کو موجود ہون بیعت کیسی مین ہر طور آپکا غلام ہون جو فرمایئے وہ بجا لاؤن یہ کہکے دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے اسے گلے سے لگا یا خلعت ذلت پہنایا اللہ صمد اسکے تبدیل مذہب سے نہایت ہی ناراض و آزردہ ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ پہلے بہزاد مرتد ہو گیا بعد اسکے یہ مرتد ہوا انہیں سمجھا جائیگا گیرنگ نے ایرج سے کہا کہ اے شہریار مین نے بہت سی کشتیان اور جہاز تیار کروائے تھے مگر لقا بیدار سفید پوش نے آکے اُنکو جلا دیا ایرج نے کہا خیر اگر وہ جل گئے تو جل جانے دو اب بار دگر ہمارے سامنے تیار کراؤ دیکھین تو وہ لقا بدار کیونکر آکے جلا دیتا ہی گیرنگ نے اسی وقت آہنگرون نجارون وغیرہ کو بلوایا سب حسب الطلب حاضر ہوے جہاز بننے لگے اور ایرج نے جشن کیا صحبت عیش برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا ایرج نے جام پر جام پینا شروع کیا جب خوب نشۂ شراب سے بدمست ہوا تمام ملک امیر حمزہ صاحبقران کے اپنے سردارون کو تقسیم کرنے لگا لاہوت سے پوچھا کیون بھئی تم کونسا ملک لوگے اُسنے عرض کیا کہ مین ان ملکون مین سے کوئی نہ لونگا اگر آپ شہنشاہ مہربانی فرمایئے اور ملک سبائل آپکے قبضہ مین آے تو وہ مجھے عنایت فرمایئے گا مجھکو آرزو ہو کہ بار دیگر قبضہ لوہا سے لقا کو ... اچھا ہم ملک سبائل تمکو دینگے اسیطرح اپنے تمام سردارون کو ... تا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک تمہارین ملکہ ہو گیا ... شاہ نہایت خوش ہوا سردارون کو اسکی پیشوائی کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو ایرج کی ملازمت حاصل کروائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا مگر اب حال سنیے کہ ... جو سنا کہ ایرج نے تمام ملک اپنے سردارون کو بانٹے ہین ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ اے فلک یہ تو نے کیا ستم کیا شیوا کی لڑنا جارنا مجھکون یہ آفتاب پرست قابض ہوا اور اپنے سردارون کو بخشنے اور ہاے یہ ہندی بتیاد یکھا کہ افسوس بھائی حمزہ اس اسقدر ... بھیجا مگر وہ نہ آے خدا جانے کس فکر مین ہین اور اے اسد اب تیری زندگی نا حق ہی یہ کہکر خوب رویا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے سب رفیق لپٹ گئے کہ اے شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین ... ہلاکت تو تم سکو عین خوشی ہی اس بزدلی کی اگر ایسا ہی مرنا اور جان دینا ہی تو دشمن کو مار کے ... جان دیجیے یون اپنے ہاتھ سے اپنی جان دینے سے کیا فائدہ ہوا ... ... اسکے ... گا ...

ان لوگون کے سمجھانے بجھانے سے خنجر میان مین کیا اور فتاح سے کہا چچا یہی صلاح خوب ہی کہ اس نراز بچے
پاجی سے لڑکر جان دیجیے گو کہ وہ حرام خور کنگرا موٹا مشٹنڈا ہی مگر خیر ہر چہ بادا باد اور ای چچا جان اگر مین مارا جاؤن
تو آپ میرے رفیقون سمیت بھائی صاحب پاس جاکے میرا حال بیان کر دیجیے گا اور کہیے گا کہ میرے خون کا عوض
اس فتاپ پرست سے لین اور مجھکو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین فتاح نے کہا کہ بیٹا مین مدت سے تیرے
باپ کے ساتھ ہون اور وہ مجھکو تیری حفاظت کے واسطے چھوڑ گیا ہی تیرے دشمن مارے جائین اور مین زندہ
بچکے چلا جاؤن بیٹا مین بغیر جان دیے نہ جاؤنگا اسد ابراہیم کیطرف مخاطب ہوا اس سے بھی ایسے ہی کلمات یاس و
ہراس کہے ابراہیم نے کہا ای شہریار آپ مجھکو ایسا نامرد جانتے ہین کہ مین بعد آپ کے زندگی کرونگا بلکہ آپ سے
پہلے مین اپنی جان دونگا اسد نے کہا ای ابراہیم اکثر ایسا ہوا ہی کہ مین گرفتار ہو گیا ہون اور تم سبکو اپنے ہمراہ لیکے
نکل گئے ہو اور مین پھر چھوٹ گیا ہون اسیطرح اب بھی مین تمکو اپنا نائب کرتا ہون کہ شاید مین گرفتار ہو جاؤن
تو تم خبردار خبردار یہان نہ ٹھہرنا سب کو اپنے ساتھ لیکے نکل جانا ابراہیم نے عرض کیا بہت اچھا اور علقمہ سے کہا
کہ بھئی اگر مین بھی مارا جاؤن یا گرفتار ہو جاؤن تو تم میرے نائب ہو سب کو ساتھ لیکے نکل جانا علقمہ نے کہا بہت اچھا
اور اسیطرح علقمہ نے هرزنگ بن مرزبان کو اپنا نائب کیا اسیطرح چالیس امرازادے اسد کے ساتھ تھے ان مین
یہی سلسلہ بندی ہوئی ایک نے دوسرے کو اپنا نائب کیا اور وصیتین کین اور کفن اپنے سرون پر باندھے مشت خاک
اٹھا کے اپنے گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد ہو جیو اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور سب مسلح و مکمل
ہو کے لشکر ایرج کیطرف روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو بوقین بجا کر لشکر ایرج پر جا گرے تلوارین مارنے لگے
غل ہوا کہ دیوانون کا روز خون گرا چارطرف لوگ مسلح و مکمل ہو کے نکلے تلوار چلنے لگی ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
کہ اسنے اسد کے آنے کی خبر سنی اپنے سردارون سے کہا کہ آج یہ دیوانہ دل کو آ گیا ہی دیکھو بچکے نہ جانے پائے یہ سنتے ہی
سب سردار اٹھکے بارگاہ سے باہر آئے اور اسد پر روانہ ہوئے ادھر سے اسد شیردل مع اپنے رفقا کے تلوارین
مارتا چلا آتا ہی کہ ملکوب بن الجحوب سے اور طرماسپ سے سامنا ہوا ملکوت نے سپر تلوار ماری طرماسپ نے تلوار
اسکی سپر پر روک کے جو ایک ساطور مارا تو ملکوب کی سپر کو کاٹ کے سر پر پڑا کہ ملکوب مع مرکب چار ٹکڑے ہوا
الکوب بن الجحوب نے ایرج کا سامنا ہوا الکوب نے تلوار ماری کہ گوشہ سپر کو کاٹ کے بھون پر ایرج کے
زخم لگا مگر ایرج نے جو تلوار ماری الکوب کی سپر قلم ہو کے سر پہ پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی الکوب نے دستانہ
مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوئی عدیل بن عادی اور ویلم سے مقابلہ ہوا اسنے تلوار
ماری ویلم نے خالی دیکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ عدیل کے سر پر پڑا تلوار تا دو ابرو اتر گئی عدیل نے دستانہ مارا
تلوار جھنا کے نکل گئی پھر عدیل نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ ویلم کی سپر کو کاٹ کے اسکے سر پہ تلوار پڑی اور اسد شیردل
لڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ طوفان بن سماک اندور گیر سے سامنا ہوا طوفان نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا کہ اسد پر مارے
اسد نے زیر بغل جو تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوئے ادھر سے بہزاد نے پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے
جھپٹ تلوار کی دیکھکر خالی دی بہزاد جھکا تھا کہ اسد نے کمر پر اسکی تلوار ماری بہزاد کے دو ٹکڑے ہوئے قہار بن
ہوکیاسے طوفانی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے
بچکے کہان جائیگا اور پاس آ کے ایک سپر تلوار ماری اسد نے اسکی تلوار کو پشت شمشیر پر روکا اور خود تلوار ماری کہ
قہار کی سپر کو کاٹ کے ڈیڑھ تنگ جا کے زمین کو بوسہ دیا ابر فیل خونخوار دوڑا کہ او دیوانے مین تجھے کب چھوڑتا ہون

اور ارہ پشت نہنگ اسد پر مارا اسد نے ارہ اسکا تلوار سے کاٹا اور سر بتا کر شانے پر جو ہاتھ مارا تلوار زیر بغل
اتر گئی وہ بھی ملک الموت سے بغلگیر ہوا ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد کے ہاتھ سے کئی سردار نامی قتل ہوئے ایرج دوڑا
مگر طرماسپ اسد کے قریب پہونچ گیا تھا اسنے اسد پر ساطور مارا اسد نے مرکب ترچھا کر کے ساطور اسکا خالی
دیا وہ جھوک مین ساطور کی جھکا تھا کہ اسد نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کے طرماسپ کے سر پر زخم لگا دوسری تلوار
اور اسد نے ماری کہ شانہ بھی طرماسپ کا زخمی ہوا تیسری تلوار اسد نے اور ماری کہ پہلو بھی کھل گیا نکل ہوا طرماسپ
چلایا کہ دیوانہ مجھے مارے ڈالتا ہی ایرج قریب اسد کے آپہونچا تھا نعرہ کر کے دوڑا کہ او دیوانے ہوشیار ہو مین
آگیا او برگشتہ بخت تیرے ہاتھ سے جگر خون ہوگیا ہی اب میرے ہاتھ سے تو بچکے کہان جائیگا اسد لکارا کہ او زار نیچے
مین فرخ بازارگان کی جورو کے پاس جاؤنگا اور تیرا سر کاٹ کے اسکے کسی [illegible] پہنچتی رکھ آؤنگا ایرج لکارا
او دریدہ دہن بیہودہ گو شہد سے لڑتا ہی یا گالیان دیتا ہی شہر کے شہدے بھی جو دیوانے دیتے ویسی گالیان [illegible]
زبان بگڑی تو بگڑی اپنی خیر لیجیے دہن بگڑا پر تو لڑنے آتا ہی یا گالیان دینے آیا ہی اسد للکارا او پاجی مین تو تمھین
ایسا ہی کرونگا تو بکتا کیا ہی یہ کہکے ایرج پر بس پڑا جھپٹ کر تلوارین مارنے لگا کہ ایرج کو روکنا مشکل ہو گیا
مگر ایک جگہ جو اسد کا ہاتھ سست ہوا ایرج نے جھپٹ کے دیکے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار اسد کی
چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سے اٹھا لیا اسد لکارا ای یاران بدر روید [illegible] سنتے ہی تمام
رفقاے اسد تلوارین مارتے ہوئے باہر نکل گئے ایرج نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اور اسے قید کرین اسی وقت
اسد کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا ایرج نے حکم دیا کہ جو جو لوگ ہماری طرف کے قتل ہوئے ہین سب کی لاشین
اٹھواؤ اور خدا پرستون کی لاشون کو ٹیلے پر پھنکواؤ لوگون نے ایرج سے عرض کیا کہ حضور کوئی لاش
خدا پرست کی نہین ہی سب آفتاب پرست مرے پڑے ہین ایرج حیران ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کوئی پہر چار گھڑی
دن باقی تھا کہ مالک بن ملکوت تخت پر بیٹھا ایرج دنگل پر بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف مین جمع ہوئے لندھور
اپنے مقام پر قائم ہوا ایرج نے کہا اس دیوانے کو لاؤ اسی وقت لوگ اسد کو سامنے لائے اسد نے بطریق
اہل اسلام سلام کیا کہ سلام من بر آن کسے باد کہ داند خدا یکے ست و رسول او برحق ست ہندیون نے جواب سلام
دیا ایرج نے کہا ای اسد دیکھو مین تیرے اچھے کے لیے سمجھاتا ہون کہ جہالت سے باز آ میری بیعت اختیار کر
[illegible] میرے ساتھ رہ اسد بولا او نرار نیچے شہر بیعت خدا سے ہی تجھے ہوا [illegible]
[illegible] او نرار نیچے مین کبھی تجھ سے پاجی کی بیعت نہ کرونگا ایرج نے کہا ای دیوانے تو نے
[illegible] مار ڈالونگا اسد نے کہا ارے تو مجھے مار ڈالیگا تو جورو فرخ بازارگان کی جو مجھپر
عاشق ہی وہ بہت روئیگی ایرج نے کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے لندھور بول اٹھا ای ایرج ہمارے
تمھارے جو وعدہ ہی اسپر قائم ہو تین دن بعد اسے قتل کرنا ایرج نے کہا ای رستم زمان یہ دیوانہ تمھارا کہنا نا[illegible]
تم ناحق اسکی سعی کرتے ہو لندھور نے جواب دیا ای ایرج مین بدنامی سے کب بچونگا ایرج نے شالور سے
کہا کہ اس دیوانے کو لیجا اور بحفاظت تمام قید رکھو سوا لندھور کے کوئی اسکے پاس نہ جانے پائے شالور نے
اسد کو لا کے قید کیا لندھور آیا اور اسد کو ہر چند سمجھایا کہ بیعت ایرج کی اختیار کرو چھوٹ کے چلے جاؤ
صاحبزادے جہالت کر کے اپنی جان نہ دو مجھکو امیر حمزہ صاحبقران کشورستان کے سامنے رسوا نہ کرو
اسد نے کہا او ہندی تو تو عشق مین اسکے دیوانہ ہی تمام ملک نانا جان کا اسکے قبضہ مین کر دیا ہے اور اسکے

اپنے سرداروں کو تقسیم کر دیے تجھکو ذرا غیرت نہ آئی اسی واسطے نانا جان حمزہ صاحبقران اپنا نائب کر گئے
تھے کہ تو انکے ملکوں کو برباد کرا دے اور تو تجھکو بیٹا اس بزانچیکی مائل کرتا ہے میں کبھی اس پاجی کی اطاعت
و فرمانبرداری نہ کرونگا لندھور نے کہا جسوقت صاحبقران خدا پرستان ظلمات سے مراجعت فرمائینگے
جو جو کچھ میں نے ایرج کو دیا ہے وہ سب لے لونگا اب مصلحت وقت یہی ہے کہ تم اسکی بیعت کرکے چھوٹ جاؤ اسد
بولا کہ میں اُسکے ساتھ رہوں اور یہ کلمے سنوں کہ وہ گیتی افروز کی عاشقی کا دم بھرے اور میں کچھ نہ بولوں میں
ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ یہ کلمے ایرج سے سنوں عاشق بھی ہوتے ہیں مگر یہ بیغیرتیاں کسی نے نہیں کیں
جیسا کچھ تجھسے وقوع میں آرہا ہے اور اپنے آقا کے ناموس کو ذلیل کروا رہا ہے اور تو کیا کرے تیرا دل تجھکو خراب
کر رہا ہے میں ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا لندھور نے کہا صاحبزادے میں تمھارے نانا کا نمکخوار ہوں تم جو چاہو
وہ کہو لیکن میں نے ایرج سے مصلحت سمجھکے نہیں بگاڑی ہے اور وقت پر دیکھنا کیونکر یہ ناموس صاحبقرانی
جاتا ہے ورنہ اس ناموس پر لندھور کا خون بہتے دیکھنا اسد نے کہا میں معلوم ہوا مجھکو آپ نہ سمجھائیے میں کسی طرح
کہنا آپکا نہ مانونگا آخرکار لندھور ناچار ہوکر چلا شاپور رات بھر نگہبانی میں مصروف رہا دو گھڑی رات رہے
خضر عاصم شیر دل نے نقب کنی کرکے عمدہ نقب کا زندانخانے میں لگایا اور اسد کو نقب کے راستے سے لیگیا یہاں
صبح کو ایرج بارگاہ میں آکے بیٹھا دربار معمور ہوا لندھور پھر آیا ایرج نے پوچھا ای دارائے ہند آپ نے
اسد کو سمجھایا اسکو میری بیعت پر راضی کیا لندھور بولا ای ایرج وہ دیوانہ راہ راست پر نہ آئیگا تمھیں اختیار ہے
جو چاہو وہ کرو کہ اسمیں شاپور نے آکے سلام کیا ایرج نے پوچھا کہو شاپور اُس دیوانے کی کیا خبر ہے شاپور نے
عرض کیا کہ دو گھڑی رات رہے تک تو میں زندانخانہ میں اسے چھوڑ آیا ہوں ایرج نے کہا جلد جاکے اُسے لاؤ شاپور
اٹھا تھا کہ جاکر اُسے لائے کہ بوق کی آواز بلند ہوئی ایرج نے کہا ای شاپور معلوم ہوتا ہے کہ اُس دیوانے کو
کوئی صبح ہوتے چھڑا لیگیا وہ بوق کی آواز آتی ہے شاپور نے کہا پیر مرشد اسد تو کیا چھوٹیگا مگر اُسکے رفقا
آسکے گرد ہونگے انھیں بھی تو ایک ایک اسد بن کرب غازی ہے ایرج نے کہا بہر تقدیر انکو پکڑنا چاہیے اور
اُسی وقت اپنے سرداروں سمیت سوار ہوا اور کہا آج اس دیوانے کو زندہ نہ چھوڑونگا اور یہاں اسد جو
آتا ہے تو پہلوانوں پر گرا ہے تو اسنے آتے ہی اندھیر برپا کر دیا ہے ایک ایک کو قتل کر رہا ہے غصے جلا رہا ہے کہ ایرج کا اُدھر
ہوا کہ اہ دیوانے میں آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا آج تو جہاں جائیگا وہیں تجھکو مارونگا اسد پکارا او بزانچیے
دیکھوں تو کیا کندہ کرتا ہے اور باگ گھوڑے کی پھیرتے ہوا اگا شمشیر برہنہ ہاتھ میں ہے کوئی آگے سے ایسے روک
نہیں سکتا ہے ایک طرح دیتا ہے کہ میاں اسد ... مگر ایرج تعاقب میں آتا ہے اسد لشکر ایرج
باہر نکلا دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہے اسد نے اپنی فوج ... غول ... اور ... سمت کو نہ جاگے ایرج جس غول میں
کہ اسد تھا اسی کے پیچھے چلا اسد نے دلمیں کہا کہ یہ ... آتا ہے ... آٹھ سو کے چار غول کیے مگر
ایرج نے گھوڑا اسد کا پہچان لیا ہے کہ اسد ... سوار ہے اور زرد قبا پہنے ہوئے ہے جس غول کے
بیچ میں اسد ہوتا ہے ایرج اسی کا تعاقب کرتا ہے ... ایرج کو ... دے مگر ایرج نے
تعاقب اسد کا نہ چھوڑا یہانتک کہ اسد تنہا رہ گیا اور ایرج للکارتا ہوا چلا آتا ہے اور کنارے دریا کے
... پہونچتا ہے وہ دریا ... اور پُرخار ہے جہاں آٹھ جہاز لشکر امیر حمزہ صاحبقران کے ملک
... کو آتے ہوئے تباہ ہوگئے تھے لب ... ایرج نے ... دیوانے اب کہاں جائیگا اسد نے دیکھا کہ

آفتاب پرست آ پہونچا دل میں کہا کہ دریا میں ڈوب کے مرنا اس سے بہتر ہو کہ اس ہزار نجے کے ہاتھ سے گرفتار ہو
قتل ہو جیسے بس خالق اکبر یا لک خشک و تر کو یاد کر کے کرہ بن اشقر کو دریا میں ڈال دیا وہ مرکب دریائی ہی اسطرح
دریا پر چلا جاتا ہی جیسے کوئی زمین پر چلتا ہی ایرج نے بھی کنارہ دریا پر پہونچکر چاہا کہ دریا میں گھوڑا ڈال دے شاہ پور شیر دل
ساتھ تھا اسنے باگ پر ہاتھ ڈال دیا کہ پیرو مرشد آپ نہ جائیے کا دیوانہ آپ ہی دریا میں ہلاک ہو جائیگا اتنی دیر میں دیکھا کہ
اسد نظروں سے غائب ہو گیا ایرج ناچار و پریشان وہاں سے پھرا راستے میں اور رفیق ملے اُنسے حال بیان کیا کہ اسد
دریا میں جاکے غائب ہو گیا غرض ایرج باتیں کرتا ہوا اپنے لشکر کو چلا اسے تو اُسکی فکر میں جانے دیجیے

چند کلمے داستان فتح کرنا اسد کا طلسم فیروزہ جمشیدی کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد شیر دل اُس دریا سے اُترا اور بحر زخار سے دو روز کے بعد باہر ایک بیشہ سبز و شاداب میں پہونچا
گھوڑے سے اُتر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل میں خیال کیا کہ اس ذلت و رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہی تو
اولاد صاحبقران ہو کے اُس ہزار نجے بازاری کے سامنے سے بھاگتا پھرتا ہی ہر روز ایسی ذلت و خواری
کا سامنا ہی یہ خیال کر کے اپنے حال پر خوب رویا شکوہ پرداز جور فلکی ہوا کہ ای فلک کج رفتار و ای چرخ ناہنجار کیا
گردش زمانہ ہی کہ آفتاب پرست ہو کے ایسی باتیں کرے اور ہم باوصفیکہ خدا پرست اور اولاد صاحبقرانی
میں ہیں کچھ اُسکا نہ بنا سکیں یہ خیال اپنے دل میں کر کے کمر سے خنجر کھینچا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر خیال گذرا کہ ای
اسد اگر تو خنجر مار کے مریگا تو لاش کو تیری کتے کوے کھا جائینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ تو اپنے گلے میں پھانسی لگا
کوئی آیند روند جو تیری لاش کو پڑا ہوا دیکھیگا ترس خدا کر کے وہ گاڑ تو دیگا دفن و کفن تو نصیب ہوگا یہ بات
اپنے دل میں قرار دے کر باگڈور گھوڑے کی لیکر ایک سرا درخت میں باندھا اور دوسرے سرے میں پھندا بنا کے لٹکا دیا
اور کئی پتھر لا کے تلے اوپر رکھے اُنپر کھڑا ہوا اور وہ پھندا باگڈور کا اپنے گلے میں ڈالکے پاؤں سے پتھر کو ہٹا دیا
بس معلق لٹک گیا رسی کو گردش ہوئی اسد کی آنکھیں نکل آئیں قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے جانب
صحرای عدم پرواز کر جاوے لیکا یک اسد نے دیکھا کہ وہ تمام صحرا از زمین تا چرخ بریں منور ہو گیا ہر مقام
اُس صحرا کا خوشبو سے معطر ہو گیا اور ایک شہسوار عالیوقار کو دیکھا کہ اُسکے دونوں شانوں سے نور حضرت
محمد مصطفی خاتم الانبیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہویدا تھا بس وہ شہسوار عرش وقار دفعتہً الحال
میں اسد کے پاس آیا حلقہ کمند کا کاٹ کر کمر میں ہاتھ ڈالکے اسد کو زمین پر کھڑا کر دیا اسد کو یہ شوکت و شان اور
رعب و جلال جو اُس شیر حق کے چہرہ انور پر دیکھا قدموں پر سر رکھکے اپنی پیشانی کو پاے مبارک پر خوب رگڑا
اور گرد پھرا تصدق ہوا ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہیں کہ حضور نے میری جان بخشی
فرمائی گویا مجھکو دوبارہ زندہ کیا قطعہ کی عرض ہاتھ باندھ کے ای شہسوار نامی* گرتا ہی پھر حضور کے قدموں پہ یہ غلام
فرمائیے تو آپ پیمبر ہیں یا امام* ہی کیا ملازمان فلک آستان کا نام* یہ خانہ زاد کیا کہے کچھ جانتا نہیں*
بندہ خدا گواہ ہی پہچانتا نہیں* امیدوار ہوں کہ حضور کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہوں حضرت نے
زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ای اسد شیر دل مصرع میں وہ ہوں جسنے شیر سے سلمان کو دی نجات*
سلمان فارسی کو دشت ارژن میں شیر سے چھڑایا اسود کے کٹے ہوے ہاتھوں کو ملایا نوح کو طوفان سے
بچایا ابراہیم خلیل اللہ پہ آگ کو گلزار کر دیا تیرے باپ کو بستہ اندلس میں نظر کرده کیا نظم آں حلیم کہ اگر
خیل گنہگاران را* بدعا باز رہانم کہ خدا امید اند* آں علیم کہ اگر تیغ کشم عالم را* لقبا باز رسانم کہ خدا امید اند*

آن حلیم کہ دراز دمن شیر نرہ پہ بیچکے حملہ رہا غم کہ خدا سپاہ اندہ منم شہسوار بل اتے بکہ تازیسیدان لا کشتے
شکنندہ باب خیبر کشندہ عمرو انتر ابی الشر و البشر امیر المومنین یعسوب الدین حیدر صفدر وصی پیغمبر حامی دین مبین
وارث شرع متین بادشاہ الثقلین امام المشرقین مظہر العجائب مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
اسد کو جو معلوم ہوا کہ شاہ مردان شیر یزدان یہی ہیں دوڑ کے قدموں پر گر پڑا حضرت نے سر اسکا اٹھا کے
فرمایا کہ ای اسد تو کیون اپنی جان دیتا تھا کیون اپنے تئین ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا ابھی قضا تیری نہیں ہی میں نے
بحکم خلاق عالم تجھے نجات دی اسد نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا شاہ نجف امیر عرب میں آپکے تاجزادے کے
ہاتھ سے عاجز آیا ہوں میرا باپ بھی حضور کا نظر کردہ ہی وہ غلام ہی تو میں بھی غلام ابن غلام ہوں امیدوار ہوں کہ
حضور اپنے غلام کو اسقدر قوت و طاقت بخشیے کہ اس بزار نجیب سے انتقام لے اور اسکو قتل کرے حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ ای اسد خبردار ایرج کو برا نہ کہنا ایرج کافروں میں سے نہیں ہی اولاد حمزہ صاحبقران
سے ہی اور نہ ہار نہار اسکے قتل کا ارادہ نہ کرنا اور تو کمزوری سے رنجیدہ خاطر نہو ناچار دیر کمر مضبوط باندھ
میں حکم خدا سے تجھے اسقدر زور دونگا کہ سوا حمزہ صاحبقران کے کوئی تجھپر غالب نہوگا کوئی پہلوان
قوی ہیکل پیٹھ تیری زمین سے نہ لگا سکیگا اور طلسم فیروزہ جمشیدی کو تو فتح کریگا مال جمشید کا تیرے
ہاتھ لگیگا یہ فرماکے اپنا دست حق پرست پشت پر اسد کی پھیرا اور دلاسا دیا کہ تجھکو میں نے اپنا نظر کردہ کیا اسد
پھر قدم مبارک پر حضرت کے گرا اور پھر جو سر اٹھایا تو حضرت کو نہ پایا فقط صحرا خوشبو سے جسم شریف سے
مہکا ہوا تھا اسد نے اپنے میں زور خوب پایا اور اپنے زور کی آزمائش کے لیے ایک بڑا سا درخت چنار تھا
اسکو لپیٹ کے اکھیڑ لیا اسیطرح دوسرا درخت تیسرا درخت غرض سات درخت اسی جوش میں جڑ سے اکھیڑ کے
مارے خوشی کے ایسی بالیدگی ہوئی کہ پیرہن بدن میں پھنس گیا اپنے دل میں کہا کہ اب یہ ایرج بچہ تیرے ہاتھ سے
کہاں جائیگا اسکو گوشمالی معقول دینا چاہیے اور خیال میں گذرا کہ ای اسد مولا اور آقا فرماتے تھے کہ ایرج
اولاد حمزہ سے ہی ہر چند کہ ایرج کا باپ فرخ بازرگان موجود ہی مگر ارشاد حضرت کا معاذ اللہ خلاف نہیں
ہوسکتا کوئی بھید اسمیں اسرار ہی خیر تجھے تو فقط اسکی تنبیہ سے کام ہی کچھ جان سے مارنا تو منظور نہیں ابھی یہ باتیں
دل میں کر رہا تھا ناگاہ خیال گذرا کہ مولا فرماگئے ہیں کہ تو طلسم فیروزہ جمشیدی فتح کریگا ای اسد اب کوہ بلور
کیطرف چل یہ سوچ کے گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا سواری نہ دے سکا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اسد ناچار
ہوکے اس پر سے اتر پڑا دامن گردانے آستینیں چڑھا لیں تسموں کی صورت باگ گھوڑے کی ہاتھ میں لیکے چل نکلا اب
دھیان آیا کہ ای اسد تیرے رفیقوں کا کیا حال ہوا ہوگا اور ضرغام شیردل تو ہلاک ہوگیا ہوگا یہی خیال
کرکے اسد رونے لگا اور پکارا کہ ای خالق اکبر اور ای مالک خشک و تر ای قادر مطلق ای معبود برحق اگر ضرغام
زندہ ہو تو مجھے اسکی صورت دکھا دے اسکو مجھسے ملا دے یہ دعا کرتا ہوا کبھی کوس دو کوس گھوڑے پر سوار ہو لیتا ہے
کبھی جب دیکھتا ہی کہ گھوڑے کی حالت غیر ہی تو اتر پڑتا ہی اسیطرح کوئی دو فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ سامنے سے
ایک بگولہ گرد کا اٹھا جب وہ بگولہ پھٹا تو اسمیں سے ایک شخص پیادہ پا دکھائی دیا قریب جو آیا دیکھا کہ ضرغام
ہی اور ضرغام نے جو اسد کو دیکھا دوڑ کے قدموں پر گر پڑا اسد نے اسے قدموں پر سے اٹھا کے گلے سے لگایا
اور کہا ای ضرغام میں نظر کردہ شاہ ولایت ہوا میرے گرد پھر میرے ہاتھوں کو چوم ضرغام نے عرض کیا کہ شہریار یہی خود
آپ سے عرض کرنے کو تھا کہ میں نظر کردہ ہوا ہوں میرے ہاتھوں کو چومیے اسد نے کہا کہ اچھا تو اپنا حال بیان کر

کہ کیا کیفیت ہوئی تیری کیا حالت ہوئی حضر غلام نے عرض کیا کہ جب غلام نے دیکھا کہ آپکو کرد من اشقر
لیکے دریا مین غائب ہو گیا مین بھی دریا مین کود پڑا جان تو مشکل سے نکلتی ہی شناوری کرنے لگا یہان تک کہ قریب
تھا تھک کے غرق بحر فنا ہو جاؤن دیکھا مین نے کہ ایک درخت بہتا ہوا چلا جاتا ہی مثل مشہور ہی کہ ڈوبتے کو تنکے کا
سہارا بہت ہوتا ہی میرے سامنے اتنا بڑا درخت آگیا مین جلدی اوسکے ایک ٹہنے پر بیٹھ گیا وہ بہتے بہتے ایک
جگہ کنارے لگا مین اوسپر سے اوتر کے آگے بڑھا ایک دشت سبز و خرم نظر پڑا ہزارون طرح کے پھول ہزارون
طرح کے ثمردار درخت وہان لگے ہوے تھے وہان کی بہار رشک بہار جنت پر خندہ زن تھی مگر مجھے حضور کی جدائی میں
کچھ نہ بھلا معلوم ہوتا تھا ہر وقت آپکا خیال دل مین لگا رہتا تھا جب بہت شدت سے بھوک لگتی تھی کہ تاب ضبط
کی نہوتی تھی تو وہ میوہ صحرائی کھا کے کچھ پیٹ بھر لیتا تھا اور روز و رات آپ کے فراق مین رویا کرتا تھا آتے آتے
ایک دامن کوہ مین پہونچا وہان اسقدر آپکو یاد کرکے رویا کہ بیہوش ہو گیا عالم رویا مین جمال باکمال حضرت
امیر المومنین سید الوصیین مظہر العجائب مظہر الغرائب طالب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
علیہ الصلوۃ والسلام کا نظر آیا اور دیکھا مین نے کہ ان جناب نے میرے پاس آکے اپنا دست حق پرست میری
پشت پر پھیرا اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے حضر غلام ہمنے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور آقا تیرا اسد بن کرب غازی
بھی ہمارا نظر کردہ ہو چکا ہی وہ آتا ہی تو اوسکے استقبال کو جا مین جو نیند سے چونکا اوسی وقت اوٹھکے وضو کیا
نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے آپکی خدمت مین روانہ ہوا الحمد للہ کہ اسوقت آپکی زیارت سے مشرف ہوا اے
شہریار اب اپنے زور و طاقت کا حال ارشاد فرمائیے اسد شیر دل نظر کردہ شاہ ولایت نے جواب دیا کہ اے
حضر غلام جب حضرت کے تشریف لیجانے کے بعد آزمائش کے واسطے سات درخت چنار کے بڑے بڑے متواتر
جڑ سے اوکھاڑ کے پھینکے اگر تمھین یقین نہو تو دیکھو یہ کھڑے ہین پانچ درخت بڑے بڑے جڑ سے اوکھاڑ کے پھینک دیے
حضر غلام نے عرض کیا اے شہریار بس مجھکو معلوم ہوا کہ شہسوار دلدل سوار رسول حبیب خدا ذوالفقار فاتح خیبر قاتل
انتر ساقی کوثر قاسم جنت و سقر جناب حیدر کرار نے [illegible] آپکو طاقت و قوت بخشی اسد نے پوچھا کہ اے
حضر غلام اب جو آفتاب پرست میری اس طاقت و قوت خداداد کو دیکھیگا تو کیا کہیگا حضر غلام نے عرض کیا
اے شہریار اوسکو بڑی حیرت ہوگی اور [illegible] آپکو اسطرح کا زور آور [illegible]
دیکھیگا وہ ششدر و حیران ہوگا اسد نے پوچھا کہ اے حضر غلام [illegible] رفیق میرے کہان ہین اس نے عرض
کیا پیر و مرشد آپکے دھیان مین مجھے اپنا تو ہوش نہ تھا مین آپکے رفیقون کا حال کیا جانون کہ
کہان ہین کہان نہین اسد نے کہا اے حضر غلام ہم کوہ بلور کیطرف طلسم فیروزہ جمشیدی کے فتح کرنے کو
جاتے ہین تم فوراً اسکے ہمارے رفقا اور لشکر کو [illegible] اور سب کو ہمراہ اپنے
لیکے کوہ بلور پر آؤ حضر غلام نے عرض کیا بہت خوب غلام جاتا ہی اور اسد کے قدمون پر بوسہ دیکر روانہ ہوا
اور اسد بعد اوسکے رخصت کرنے کے طلسم فیروزہ کیطرف چلا کئی دن منزل مقصود پر پہونچا دیکھا
کہ پہاڑ بلور کا فرسخ در فرسخ معلوم ہوتا ہی گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین جا بجا آبشار پہاڑون پر سے گر رہے ہین
جگہ جگہ چشمے لبریز ہین درخت میوہ دار جا بجا لگے ہین جانوران خوش الحان [illegible] شاخون پر بیٹھے
زمزمہ پردازی کر رہے ہین پھولون کی خوشبو [illegible]
بالاے کوہ ایک قلعہ فولادی بنا ہوا ہی [illegible] گرد ان [illegible] ہوے ہین اور اس

برج میں ایک زنجیر طلائی تا پائیں قلعہ آویزان ہے اور ہر برج پر زنگیان سیہ رو تیرہ درون نفیریں ہاتھوں میں
لیے ہوئے کھڑے ہیں اور گرد قلعہ کے ایک خندق خون کی بھری ہوئی ہے کہ خون تازہ اسمیں جوش مار رہا ہے اسد
نوجوان آتے آتے کنارے خندق کے پہونچا تھا کہ ان زنگیوں نے جو برجیوں پر کھڑے ہوئے تھے نفیریں بجانا
شروع کیں اور ایک غلغلہ بپا ہوا کہ طلسم کشا آیا اے ساکنان طلسم آگاہ ہو اور جلد خبردار ہو اور اسکا غل کی
صدا زمین سے آسمان تک پہونچی تھی پہاڑ جنبش میں آگیا تھا اسد بن کرب غازی نے جو یہ کیفیت اور غل
شور دیکھا خندق کے پاس سے دور ہٹ گیا کہ وہ غل اور شور اور آواز نفیروں کی موقوف ہوگئی اسد نے
اپنے دل میں کہا کہ طلسم تو یہی ہے مگر دیکھیے یہ کیونکر فتح ہوتا ہے غرض شب کو یہیں رہا جب صبح ہوئی اسنے
وضو کیا نماز پڑھی سامنے قلعے کے آکے دیکھنا شروع کیا چار طرف کی سیر کرنے لگا کہ سامنے سے ایک تتق گرد کا
اٹھا جب نزدیک آگئے ہیں گرد چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے ضرغام اور پیچھے پیچھے اسکے ابراہیم بن مالک
و قلمش بن جمہور وغیرہ اور تمام قزاق چلے آتے ہیں جب سب لوگ اسد کے پاس آئے سلام کیا ہر ایک گرد پھرا
تصدق ہوا حال پوچھا اسد نے اپنی ساری حقیقت اور سب کیفیت بیان کی خیمہ ایستادہ کیا گیا اسمیں اسد
مع رفقا کے داخل ہوا خاصہ تیار ہوا اسد اور اسکے رفقا نے کھانا کھایا اسد نے خاصہ تناول کرکے آرام
کیا وقت معمول پر خواب سے بیدار ہوا اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ صاحبو میں یہاں حکم سے اپنے آقا و مولا امیرالمومنین
یعسوب الدین حیدر کرار غیر فرار قاتل عنتر فاتح خیبر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے آیا اور جیسا
انھوں نے ارشاد فرمایا تھا طلسم کو بھی پایا مگر حیران ہوں کہ آقا نے میرے مجھے طلسم کو تو بتایا لیکن اسکے فتح کرنیکی
تدبیر کچھ نہیں ارشاد فرمایا اب میں سوچتا ہوں کہ کس طرح اس طلسم کو فتح کروں کبھی اپنے اوپر نفرین کرتا ہوں کہ تونے
ان حضرت سے اسکے فتح کرنے کی تدبیر نہ پوچھی یہ کیا بیوقوفی و نادانی کی سب نے دست ادب جوڑ کے عرض کیا کہ
پیر و مرشد جسنے طلسم فتح کیا ہے بغیر مدد غیبی نہیں فتح کیا ہے آپ بھی عبادت خانہ ایستادہ کیجیے اسمیں بیٹھے نماز
پڑھیے دعا کیجیے اگر قسمت میں آپکی طلسم کشائی ہے تو فضل ایزدی شریک ہوگا طلسم کو فتح کر لیجیے گا اسد نے کہا
صاحبو میں طلسم کشائی تو ضرور کرونگا کیونکہ میرے آقا و مولا نے مجھے خبر دی ہے اور کسی کی خبر کبھی ہوئی نہیں ہے
کہ صدق و کذب پر محتمل ہو یہ ارشاد وصی مخبر صادق کا ہے اسمیں معاذ اللہ کیا شک و شبہ ہے القصہ اسد
عبادت خانہ ایستادہ کرکے اسمیں داخل ہوا اور بخشوع و خضوع نماز حاجت ادا کرکے منہ اپنا خاک پر ملا اور
بہ رجوع قلب و نیت خالص گریہ و زاری کرکے بدرگاہ جناب باری دعا کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے چارہ ساز
بیچارگان تیرے فضل و کرم سے امیدوار ہوں کہ میں تیری مدد سے طلسم کو فتح کروں اسد کو یہ دعا مانگتے
مانگتے تین پہر رات گذر گئی تھی ایکبارگی اسے غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی چشم ظاہری بند ہوگئی دیدۂ باطنی کھل گئی
ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں جانوران خوش الحان ہر شاخ پر بیٹھے ہوئے
زمزمہ سنجی کر رہے ہیں اس بہار اور کیفیت کا کوئی باغ پردۂ دنیا پر نظر سے نہیں گذرا اسد نے جو یہ کیفیت
اور نزہت اس باغ بہشت آئین کی دیکھی یہ محو حیرت سکتے کی صورت ہوگیا دل میں سوچنے لگا کہ بار الٰہا میں
بیدار ہوں یا عالم خواب میں سرشار ہوں میں نے ایسا باغ کبھی پردۂ دنیا پر نہیں دیکھا یہ کونسا باغ ہے کون
اسکا مالک ہے یہ سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ ایک پیر مرد خوش شکل نورانی چہرہ مانند آفتاب کے منور تاج شاہی سر پر
رکھا ہوا سامنے سے نمود ہوا اور پکارا کہ سلام علیک اے اسد بن کرب غازی نظر کردہ شاہ حجازی اسد نے

جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا مین تو مدت العمر کبھی اس باغ مین نہین آیا اُسنے جواب دیا کہ ہان
سچ ہی آپ کبھی اس باغ مین نہین آئے مگر پہلے آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ یہان آنے کا کیا سبب ہی اسد نے کہا کہ ای
پیر روشن ضمیر مین حکم سے اپنے آقا و مولا شاہ ولایت شیر یزدان شاہ مردان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کے یہان اسواسطے آیا ہون کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کرون مگر حیران ہون کیا کرون اسواسطے کہ
طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور میرے پاس لوح موجود نہین ہی نہ مجھکو معلوم ہی کہ لوح کہان ہی مین عنایت خدا
سے مال و زر نہین رکھتا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ لوح طلسم ہاتھ آئے کہ یہ طلسم فتح ہو جائے اب آپ ارشاد
فرمائیے کہ آپ کون بزرگ ہین اُس مرد پیر نے کہا ای اسد نوجوان نام میرا جمشید خورشید چہر ہی یہ طلسم میرا ہی بنایا ہوا
ہی اسوقت مین فرستادہ شیر خدا وصی بلا فصل مصطفی مظہر العجائب مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کا ہون کہ آپ کو راہ و رسم طلسم سے آگاہ کرون اسد یہ مژدہ روح افزا سنکے نہایت خوش ہوا اُس مرد پیر سے مصافحہ کیا
ہاتھون کو بوسہ دیا استفسار حال طلسم کیا اور لوح طلسم کے ہاتھ آنے کی راہ پوچھی جمشید خورشید چہر نے کہا کہ صبح
جو تم سو کے اُٹھو تو وہ جو قلعہ طلسمی ہی اور اُسکے گرد خندق کھدی ہوئی ہی اُس خندق کے کنارے پر جاؤ وہ خندق
چالیس گز کی چوڑی ہی پس کنارے پر جاکے ایسی ایک جست کرو کہ خندق کے پار پہونچو اور جو خندق مین گر پڑے تو
طعمۂ نہنگ ہو جاؤ گے جیسا ایک ہی جست مین تم اُس پار پہونچوگے تو دیکھوگے کہ خندق سے دروازۂ قلعہ تک سینتیس
زینے ہین تم اُن زینون سے گذر کے جلد اپنے کو دروازۂ قلعہ پر پہونچانا اور اگر کہین ایکدم بھی ٹھہرے تو زینے سے ایک شعلۂ
آتش نکلیگا فوراً وہ تمھین جلا کے خاک سیاہ کر دیگا خبردار خبردار وہان نہ ٹھہرنا جب دروازۂ قلعہ پر پہونچنا تو دیکھنا
کہ ایک تختہ سنگ مرمر کا سفید و شفاف چمکتا ہوا خانہ دار اُسمین نصب ہی اور اُس تختہ سنگ کے دونون طرف دو سونے کی
اینٹین جڑی ہوئی ہین وہ اینٹین اسقدر چوڑی ہین کہ دونون پانون اُسپر بخوبی قائم ہو سکتے ہین پس تمھین لازم
ہی کہ دونون پانون اپنے اُن دونون اینٹون پر قائم کرکے دونون حلقون مین ہاتھ ڈال کے زور کرو کہ وہ تختہ
سنگ اُکھڑے مگر وہ تختہ سنگ پانچسو من کا ہی پانچسو آدمیون کی طاقت سے اُکھڑیگا ورنہ اپنے جگہ سے جنبش بھی
نہ کریگا جب تم اُس تختہ سنگ کو اُکھیڑ لوگے تو ایک غل شور اُٹھیگا خبردار ڈرنا نہین اور ایک غبار پیدا ہوگا کہ اُس
آگ سے شعلے نکلتے ہونگے جسوقت وہ غبار گرم نکل جائیگا تو منہ نقب کا نمودار ہوگا اُسمین بے خوف و خطر چلے جانا
اسی زینے کے طے کرنے کے بعد ایک دروازہ سنگ مرمر کا دکھائی دیگا اُس دروازے مین قفل یاقوت احمر کا لگا ہوا ہوگا
کنجی اُسکی طاق مین رکھی ہوئی ہوگی تم وہ کنجی اُٹھا کے قفل کھولنا اُسکے اندر جانا ای اسد جب تم ایک مکان وسیع مین
پہونچوگے بیچ مین اُس مکان کے ایک تالاب ہی اور وسط تالاب مین سو گز کا بلند ایک میل فولادی ہی اُس میل پر
ایک جانور سرخ رنگ بیٹھا ہوگا لوح مرصع نقرۂ مصقول کی اُسکے گلے مین پڑی ہوگی اور سینے پر اُس جانور
سرخ کے ایک خال سفید ہوگا بس تمھین چاہیے کہ اُس خال سفید پر تیر مارو کہ وہ جانور تیر کھا کے کنارۂ تالاب پر
آ کے گر پڑیگا تم لوح اُسکے گلے مین سے لے لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہی تمھاری اُستاد ہی اسد
چاہتا تھا کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ اسکی کھل گئی تمام عبادت خانے کو معطر پایا وضو کیا نماز پڑھی عبادت خانے سے
باہر آیا سب رفیق دوڑ کے قدمبوس ہوئے اسد نوجوان نے سب کو گلے سے لگایا سب کا حال پوچھا اسد نے
خواب اپنا سب سے بیان کیا اور کہا مین حسب ارشاد شہنشاہ مشرق و مغرب حضرت علی ابن ابیطالب غالب کل غالب علیہ
السلام کے توکلت علی اللہ جاتا ہون یقین ہی کہ فتحیاب ہون اس طلسم فیروزہ جمشیدی کو توڑون اور

جو کچھ پڑ کے نہ آؤن وہین مر جاؤن تو میری تسلیم میرے پدر بزرگوار اور نور الدہر نامدار اور صاحبقران عالیوقار
کو پہونچا دینا سب نے دعائین دینا شروع کین کہ ای شہریار باوقار حق تعالے آپ کو فتحیاب کرے اور زندہ و سلامت
پھیرے اسد سب سے رخصت ہو مسلح و مکمل ہو کر شادان و خندان اسطرح چلا جیسے کوئی شیر نر شکار پر جاتا ہی آتے
آتے کنارے پر خندق کے آیا عرض اس خندق کا جتنا عرض کر گیا ہون اُتنا ہی پایا جناب باری سے مدد طلب کر کے
بسم اللہ کہکر جست کی خدا کے فضل و کرم سے اُسی جست مین خندق کے پار پہونچا شور غلغل برپا ہوا وہ جو زنگی برجون
پر نفیرین لیے کھڑے ہوے تھے سب کے سب نفیرین بجانے لگے گیر و دار کی آواز بلند ہوئی اسد نے کسی طرف مطلق خیال
بھی نہ کیا دوڑ کے اُن بتیسون زینون سے جلد جلد گذر کے سنگ مرمر پاس اپنے کو پہونچا دیا اور جسطرح جمشید خورشید چہر
بانی طلسم نے اسکو تعلیم کر دیا تھا دونون طلائی اینٹون پر کھڑے ہو کے پیٹھ قلعے کیطرف کر کے دونون قلابون مین ہاتھ
ڈالکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ اُس تختہ سنگ کو اُکھیڑ کے پھینک دیا بمجرد اُس تختہ سنگ کے اُکھڑنے کے
غلغلۂ محشر انگیز اور شور وحشت خیز برپا ہوا زلزلۂ شدید آیا کہ ایک زمانہ گردش مین آگیا اسد نے دونون قلابے
جو اُس پتھر مین تھے اُکھین اُکھیڑ کے اپنے پاس رکھ لیا اور مہرہ نقب کا جو نمودار ہوا تھا اُسمین سے ہو کر دروازے
قلعے کے پہونچا بسم اللہ کہکے قفل کھولکے اندر گیا دیکھا کہ وسط مین اُس مکان وسیع کے ایک بہت بڑا تالاب ہی اور
بیچ مین اُس تالاب کے ایک میل فولادی نصب ہی اور اُسپر ایک جانور سرخ رنگ بیٹھا ہوا ہی لوح مرصع نقشہ
مصقول کی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی اور سینے پر اُس طائر سرخ کے ایک خال سفید نمایان ہی اسد نے تیر چلۂ
کمان مین جوڑ کے اُس خال کو تاک کے مارا بفضل خدا وہ تیر نشانے کے پار ہوا طائر زمین پر گر پڑا شہزادے نے
دوڑ کے لوح اُسکے گلے مین سے اُتار کے پڑھی اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای طلسم کشا اس اسم کو پڑھ کے تالاب پر دم کر
کہ پانی اسکا خشک ہو جائیگا تو تالاب کے اندر جا کے میل کو اُکھیڑ ایک کنوان دکھائی دیگا اسمین تو کود پڑنا اور
جہان پہونچنا اور جو عجائبات دیکھنا بغیر لوح کے کچھ کام نہ کرنا اسد نوجوان موافق حکم لوح کے اُس چاہ مین کود پڑا
اب جو پانو زمین آشنا ہوے ایک صحراے ہولناک نظر آیا اس صحرا مین جو پہونچا دیکھا ابر تیرہ و تار گھرا ہوا ہی شدت
سے ہواے تند و تیز چل رہی ہی چارطرف تاریکی چھائی ہوئی ہی زمین مین تزلزل ہی پتھر جیسے ہر جانب پھر رہے ہین
زمین سے شعلہ ہاے آتشین بلند ہین گرمی کا یہ عالم ہی کہ بدن سے چنگاریان اُٹھ رہی ہین پسینا بہہ رہا ہی پیاس سے
زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین تالو سے چپکی جاتی ہی دل سے شعلے اُٹھ رہے ہین اسد اُس گرمی کی تاب نہ لایا آخرکار
بیہوش ہو گیا رفقاے اسد جو طلسم کے باہر کھڑے ہوے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا آندھی سیاہ
چلنے لگی قلعہ ہلنے لگا آپس مین کہا اس آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان آقا ہمارا مارا گیا یا یہ
طلسم شکست ہوا عمر ایک برہنہ سر ہو کر دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای چارہ ساز بیچارگان ای حافظ حقیقی
ای مالک تحقیقی اسد بن کرب غازی کو صحیح و سالم دکھا دیجیو ای جامع المتفرقین پھر اُسے ہمسے زندہ ملا دیو مگر یہان
بعد تھوڑی دیر کے اسد جو ہوش مین آیا ایک سمت کو چل نکلا ابھی تھوڑی دور وہان سے آیا تھا کہ دور سے ایک
چمک مانند آفتاب درخشان کے زمین پر معلوم ہوئی یہ متعجب ہوا اے پروردگارا یہ کیا چیز چمکتی ہی جب قریب آیا دیکھا
کہ ایک بڑا سا حوض ہی سیماب جوش مار رہا ہی اور اُس حوض پر ایک بہت بڑی چرخی لگی ہوئی ہی کہ وہ خود بخود پھر رہی
ہی اور اُسمین سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آ رہی ہی اور ایک طرف اُس حوض کے کنارے پر ایک گرز گیارہ سو من کا
رکھا ہوا ہی اسد نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تو نسل حمزہ سے ہی تو تو اس گرز کو اُٹھا کے اُس

چرخ پر مارکر وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے اور جو گرز تجھسے نہ اُٹھا تو اس حوض مین سے ایک شعلۂ آتش نکلکے تجھپر گریگا
اور تیری کیا حقیقت ہی اگر تجھو ایسے ہزار ہا ہونگے تو وہ شعلۂ آتش جلا کے خاک سیاہ کر دیگا اور پھر تیرے ہی سبب
قلعہ مین شعلۂ آتش اُٹھکے بارہ بارہ فرسخ تک جنس حیوان و انسان و وحوش و طیور و جمادات دنیا تا شہ کو جلا کے
خاک سیاہ کر دیگے اور جو تونے گرز اُٹھا کے چرخ پر مارا اور وہ ٹوٹ کے گر پڑا تو پھر گرز اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیو مع
گرز اُس حوض مین کود پڑنا اسد نے یہ سب کیفیت لوح سے دریافت کر کے جبین نیاز کو بدرگاہ کریم کارساز رکھا
اور عرض کیا کہ اے خالق ہر دو سرا اے قادر و توانا تو ہی اپنے بندے کو قوت دینے والا ہی تیری مدد کی قوت و امید پر
گرز اُٹھاتا ہون یہ دعا کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس گرز کو سرپہ ہاتھ ڈالا اور بسہلی اُسے اسطرح اُٹھا لیا
جیسے کوئی شخص کسی پھول کو ایک چٹکی کے اشارے سے اُٹھا لیتا ہی سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری ادا کیا کہ اے
کس بیکسان و اے قوت دہندۂ ناتوانان تو چاہے تو مور ضعیف کو سلیمان کی قوت عطا کرے یہ تیرا ہی کام ہی سوا تیرے
اور کسی کی کیا مجال و قدرت تھی جو یہ قوت عطا کر سکے اور وہ گرز اُٹھا کے اُس چرخ ہمسر چرخ گردون پر مارا کہ وہ ٹوٹ کے
گر پڑا اسکے ساتھ ہی اسد بھی حوض مین بچستی تمام کود پڑا اگر یہ حال ہی کہ آنکھین دونون اسکی بند ہین بیہوش و مدہوش
و خود فراموش ہی آواز غول اور شیر اور چیتے اور ہاتھی گھوڑے اور نہنگ و اژدہون کے بولنے کی کان مین چلی
آتی ہی ایک شور وحشت خیز اور غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہی بیرون طلسم تمام رفقائے اسد یہ ہیبتناک آواز سنکے
دعائین مانگ رہے ہین کہ اے حافظ حقیقی و اے مالک تحقیقی تو ہی ہمارے آقا کی جان کو ان بلاؤن سے بچائیگا اور
پھر ہمسے اُسے زندہ ملائیگا یہان سنیے کہ جب اسد کی وہ کیفیت برطرف ہوئی اور اسے ہوش آیا اُسنے آنکھین
کھولین تو دیکھا کہ مین نقب کے اندر چلا جاتا ہون اور گرز ہاتھ مین ہی نہ وہ حوض سیماب ہی نہ وہ چاہ ہی دل مین کہا
کہ سحر کے یہی کارخانے ہوتے ہین غرضکہ یہ اُس نقب سے باہر آیا اب ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ چہار دیواری اُسکی
گنگا جمنی تھی اور زمین اُس باغ کی پیتل کے رنگ کی تھی درخت چاندی کے تھے پھل اُنکے زرین تھے پھول طلائے احمر کے
کھلے ہوئے تھے ہر طرف نہرین سلسبیل آبشار جاری تھے یہ اُس باغ عجیب و غریب مین گیا سب طرف کی سیر کرنے لگا ہر جانب
صدا مرغان خوش الحان و بلبل ہزار داستان کی چلی آتی ہی کبک و دراج و طاؤس روشون پہ پھر رہے ہین اسکے دل کو
فرحت تازہ اور سرور بے اندازہ حاصل ہی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ ایک عمارت عالیشان دکھائی دی جب پاس
اُسکے پہونچا تو دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ ذیجاہ بیٹھا ہوا ہی اور گرد تخت کے چار سو بت طلائی رکھے ہوئے ہین
اور چار سو آدمی کہ ہر ایک کا قد پچاس گز کا گرز گاو سر مانند کوہ البرز کے ہاتھون مین لیے ہوئے تاج مرصع سرون
پر رکھے ہوئے حلقہ باندھے ہوئے ہاتھون مین ہاتھ پکڑے ہوئے ناچ رہے ہین اور استادان نادر فن چنگ و عود
و بربط و رباب بجا رہے ہین اسد نے غور سے جو اس تخت نشین کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تخت نشین جمشید خورشید چہر
ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا للکار کے کہا سلام علیک اے جمشید خورشید چہر کوئی نہ بولا کسی نے
جواب سلام نہ دیا پھر اسنے نزدیک آکے سلام کیا پھر اُسنے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ اسد نے غصہ مین آکے کہا کہ خدا نے
کیا تم بہرے ہو کہ جواب سلام نہین دیتے ہو اور بادشاہ کو تو غرور ہی جو جواب سلام سے معذور ہی پھر بھی کچھ
صدا نہ آئی ناچار ہو کے اسد بارہ دری کے اندر گیا اور وہان جا کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے شخص تو کیا
گونگا ہی یا بہرا ہی جو میرے سلام کا جواب نہین دیتا اب جو اسد نے دیکھا تو وہ بادشاہ پتھر کا بنا ہوا ہی اور دیکھا
اہل صحبت بھی پتھر کے ہین اسنے اپنے دل مین کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ پتھر کے پتلے ہین یہ کیا خاک جواب دینگے

مگر کیا خوب صحبت آراستہ کی ہی کیا اچھی تصویرین بنائی ہین یہ دیکھکے اب اُس بارہ دری سے باہر آیا کہ آواز نعرے کی
بلند ہوئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ نقل صحبت بادشاہ مین آیا اگر تو لاکھو جانین یہان
لایا ہوگا تو ایک صحیح و سلامت لیکے نہ جائیگا اسد نے اُس آواز کیطرف خیال کیا دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو
تیرہ درون جو تخوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے چیخ مارتا ہوا چلا آتا ہی اسد کو اُسکی صورت ہیبتناک سے خوف معلوم ہوا
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز شکنندہ طلسم اگر تو ایسی جگہ پہونچے کہ زنگی مہیب صورت تجھپر حملہ آور ہو
تو حملہ اُسکا رد کرکے وہی گرز کہ وہ سر جو تیرے پاس ہی اُس زنگی پر مار اسد نے لوح تو بغل مین رکھی اور اُس
زنگی سے مقابل ہوا زنگی نے اسپر دوڑکے اپنا حربہ کیا اسنے اُسکے حربے کو رد کرکے ایک گرز جو اُسکے سر پر مارا تو وہ
زنگی پیوند زمین ہوگیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین زنگبار جادو لیو دیو اسنے چاہا کہ وہان سے آگے بڑھے لیکن
اُسکے بائین طرف سے آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ زنگبار جادو کو مارا اب
میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اسد نے جو پھر کے دیکھا ایک شخص کو دیکھا کہ منہ اسکا اژدہے کا دھڑ دیو کا سر پر
دو سینگ گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی اسد حیران ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ہی جلدی سے لوح کو دیکھا اُسمین
تحریر تھا کہ ای شکنندہ طلسم اگر تجھے شخص اژدہا صورت نظر آئے تو ذرا دل مین خوف نہ کرنا اور حملہ اُسکا رد کرکے
کشتی مین اسے زیر کرنا اور بجلدی تمام خنجر سے سینہ اُسکا چاک کرکے دونون شاخین اُسکی اُکھیڑ لینا ایک شاخ مین
خنجر فیروزہ نگار نکلیگا اور دوسری شاخ مین سے نصیحت نامہ پس تم اُس نصیحت نامے پر عمل کیجیو اور وہ خنجر کمر مین
رکھ لیجیو اسد نے اُس تحریر لوح پر عمل کیا کہ جب وہ اژدہا صورت حملہ آور ہوا یہ اُسکے حملہ کو رد کرکے اُس سے
لپٹ گیا اور کشتی لڑنے لگا بعد چار گھڑی کے اسد نے اُسے پشت بزمین کیا اور جھٹ پٹ کمر سے خنجر نکال کے سینہ اُسکا
چاک کیا بعد اُسکے دونون سینگ اُسکے پکڑ اُسکے جوڑ دیا تو وہ کاسہ سر سے باہر آئے ایک مین سے خنجر فیروزہ نگار
نکال کے اپنی کمر سے باندھا اور دوسرے سینگ مین سے نصیحت نامہ کو کھولکر پڑھنے لگا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز
اگر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک تیرا عمل ہو جاوے اور بادشاہ ہفت اقلیم مطیع و تابع فرمان تیرے
ہون تجھے چاہیے کہ عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور منصوبہ ہر کام مین رکھ اور ہر ایک کے حال سے غافل نہ رہ دادو دہش کر
ابیات فریدون فرخ فرشتہ نبود ٭ بمشک و عنبر سرشتہ نبود ٭ بداد و دہش کرد او نیکوئی ٭ تو داد و دہش کن فریدون توئی
اس نصیحت نامے کو دیکھکے اسد خوش ہوا پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ جس جگہ لاش اُس بلا یک اژدہا صورت
و شاخ کی پڑی ہی اُس مقام کو کھود مہرہ نقب کا پیدا ہوگا اُسمین چلا جا ایک دروازے پر پہونچیگا کہ اُسمین قفل
دیا ہوا ہی اُسکو توڑکے دروازہ کھولکر اندر جا ایک چاردیواری لوہے کی زمین آہنی پر دیکھیگا درمیان مین اُسکے
ایک حوض ہی کہ اُسمین بجاے آب آگ جوش مار رہی ہی اُسکی گرمی سے زمین اور دیوارین مانند انگارے کے سرخ
ہو رہی ہین اور حوض پر دو ستون کھڑے ہوے ہین اُنپر ایک چرخ گردش مین ہی تو اُس چرخ کے پاس جاکے
ایک گرز مارنا کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے لیبرای طلسم کشا طلسم تو نے فتح کیا اسد بموجب حکم لوح کے اُسی طریقے سے
اُس چاردیوار آہنی مین گیا دیکھا کہ سو زنجیرین ڈیڑھ ڈیڑھ سو گز کی لمبی اُس چرخ پر نصب ہین اور اُس حوض سے
شرارے ہاے آتشین بلند ہین اور چرخ کی گردش مین اُن زنجیرون سے عجیب و غریب صدائین نکلتی ہین اسد نے
چاہا کہ حوض کے پاس جاے مگر گرمی کی شدت سے ہوا کو نہ بڑھا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد حوض تک جاتے جاتے
تو جل جائیگا ڈر کے پیچھے ہٹا اور خدا کو یاد کیا پھر لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ای شکنندہ طلسم اگر حرارت آتش سے

اس حوض تک تو نہ جا سکے تو ایک کام کر کہ وہ دونوں قلابے جو تو نے تختۂ سنگ مرمر سے لیکر اپنے پاس رکھے ہیں وہ اسی کام کے ہیں کہ حرارت آتش کو مٹا سکینگے تو ان قلابوں کو نکال کر ایک کو زمین پر ڈال دے اور دوسرا حوض میں پھینک دے اور ساتھ ہی اسکے تو حوض پر چلا جا کہ پھر گرمی تجھے نہ معلوم ہوگی زمین مانند برف کے ٹھنڈی ہو جائیگی اسد کے خدا کو یہ بزرگی یاد کیا اور دونوں قلابے کمر سے نکالے ایک زمین پر پھینکا کہ ساتھ ہی اسکے ایک غل ہوا کہ ارے دوڑو اس مفسد کو پکڑو کہ یہ طلسم کو خاک سیاہ کیے دیتا ہے اسد شیر دل مطلق اس آواز سے خائف نہوا دوسرا قلابہ حوض میں ڈالا ایک شور قیامت خیز اٹھا کہ ارے تم سب مارے گئے قیامت آگئی طلسم کشا کا کچھ نہ کر سکے اسد جلد قدم بڑھا کے چلا اب زمین بالکل سرد ہو گئی تھی گرمی آگ کی مطلق نہ محسوس ہوتی تھی لب کنارے حوض کے جا کے ایک پاؤں آگے بڑھا کے جو گرز اٹھا کے اس چرخ پر مارا وہ اڑ گئے گر پڑا صدائے مہیب پیدا ہوئی آندھی چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور بارش سنگ ہونے لگی پہر بھر تک وہ حشر بپا رہا بعد اسکے وہ آندھی کچھ کم ہوئی بارش سنگ موقوف ہوئی تاریکی برطرف ہوئی روشنی ہوئی اب اسد نے دیکھا کہ اس باغ میں کھڑا ہوا ہے جہاں جمشید خورشید چہر بیٹھا ہوا تھا مگر اب فقط تخت خالی پڑا ہوا ہے سنگی تصویر جمشید کی تخت پر نہیں ہے اور وہ چار سو بت جو رقاصی کر رہے تھے وہ جانور بنے ہوئے صدا مبارکباد دے رہے ہیں اور وہ ساز بجانے والے کہ سینوں پر انکے ساز جڑے ہوئے تھے زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور وہ ساز غائب ہیں اور پیچھے اس تخت کے ایک صندوق رکھا ہوا تھا اسکے پاس آیا چاہا کہ قفل صندوق کا کھول دیکھے کہ اسمیں کیا ہے کہ ایک آواز اسکے کان میں آئی کہ اے بہادر خبردار صندوق کو نہ کھولنا نہیں تو بہت پچھتائیگا اسد یہ آواز سنکے خاموش کھڑا ہو رہا اپنے دل میں سوچا کہ خدا جانے کیا بلا اسمیں ہے اور نہیں معلوم یہ آواز کسکی ہے سامنے آئے تو حال اس سے پوچھا جائے پکارا کہ اے شخص تو کہاں ہے اور کون ہے سامنے آ حال صندوق کا بیان کر کہ اسمیں کیا بلا ہے آواز آئی کہ اچھا آتا ہوں بعد اسکے اسنے دیکھا کہ ایک دیو دراز قد سر اسکا مانند برج حصار کے دونوں ہاتھ مانند شاخہائے چنار کے صورت نہایت بد ہیبت عجیب و غریب تلوار کمر میں گرز ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا ہے اسد اسکو بھی دیکھ کے ذرا نہ ڈرا بلکہ اسکی طرف بڑھا اسنے کہا کہ او آدمزاد سیاہ سر دندان سفید تو تمام طلسم کو تباہ و برباد کر کے یہاں تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جائیگا دیکھ تو اپنی اس چالاکی اور تیز دستی کی اب کیسی سزا پائیگا یہ کہکے اسنے ایک گرز اسد پر مارا اسد نے گرز اسکا اپنے گرز پر روکا مگر تا بنرا تو غرق ہو گیا لیکن دونوں ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے انمیں خلل نہ واقع ہوا عالم بیہوشی طاری تھا جب ہوش آیا تیغ گرد سے باہر نکالا اس دیو نے دوسرا گرز نہایت غیظ و غضب میں آ کے مارا اسد نے خالی دیا اور دوڑ کے اسکے ہاتھ سے لپٹ گیا گرز چھین لیا اور گردن میں اسکی ہاتھ ڈال دیا دیو بھی اس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چار گھڑی کامل کی کشتی میں اسد نے اٹھا کے چڑھا کے دیو کو دے مارا کہ چار دن شانے چت گرا یہ اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اسے ذبح کرے وہ دیو پکارا کہ اے بہادر مجھکو کیوں قتل کرتا ہے جو تیرا جی چاہے مجھسے پوچھ اور جو تو کہیگا میں بسر و چشم قبول کرونگا کبھی مجھکو تیری فرمانبرداری سے انکار نہوگا احوال صندوق کا بھی بتا دونگا اور تمام مال و اسباب خزانہ اور زر و جواہر طلسمی کا پتا دونگا اور میں جو آپ سے لڑا تو فقط آزمائش کے واسطے لڑا تھا کہ آپکی طاقت و قوت دیکھوں جو طلسم شکنندہ طلسم میں ہونا چاہیے وہ آپ میں ہے یا نہیں اب معلوم ہوا کہ بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہیں میں آپکا غلام حلقہ بگوش اور بندۂ بے دام و درم ہوں چاہیے قتل کیجیے چاہے بخشیے لیکن اگر مار ڈالیے گا تو بہت پشیمان ہوجیےگا اسد اس سے یہ کلمات سنکر نہایت حیران ہوا کہ اسے قتل کروں یا چھوڑ دوں

لوح طلسمی کو دیکھا اسمین تحریر یہ تھا کہ ای فاتح طلسم جو تو اطراق بن طارق کو زیر کرے خبردار ہرگز زنہار اُسے
قتل نہ کرنا اور اگر مار ڈالیگا تو بہت پچھتائیگا اُس سے کسی طرح اپنے دل مین نہ ڈر جو کچھ وہ کہے اُسکے کہنے پر عمل کر اسد نے
لوح کو تو بغل مین رکھ لیا اور اُس سے استفسار نام کیا اُسنے کہا کہ نام میرا اطراق بن طارق ہے اسد اُسکے
سینے پر سے اُتر پڑا اور کہا ای اطراق بن طارق تو میرا بھائی ہے مگر دین اسلام قبول کر اُسنے اُٹھکے اسد کے قدمونکو
بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ طریقہ دین اسلام کا ارشاد فرمائیے مجھے زمرۂ خدا پرستان مین لائیے
اسد نے اُسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہوا اسد نے اُس سے پوچھا کہ ای اطراق اب طلسم
کچھ باقی ہے یا بالکل فتح ہو چکا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ سب طلسم آپ نے فتح کر لیا اب کچھ باقی نہین ہے دیکھیے
وہ سامنے قلعۂ طلسمی معلوم ہوتا ہے اسد نے کہا ای برادر مجھکو میرے لشکر مین لے چل کہ سب رفیق میرے میرے واسطے بہت
پریشان ہونگے اُسنے عرض کیا بسم اللہ تشریف لے چلیے آپ میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے اسد شیردل دیو اطراق کے
کاندھے پر سوار ہو لیا وہ لیکے روانہ ہوا یہان تمام رفقاے اسد سامنے قلعے کے بیٹھے ہوے اپنے آقا کے فتحیاب
ہونے کی دعا مانگا کرتے ہین اُس روز انھون نے دیکھا کہ ایک دود تاریک قلعہ مین سے اُٹھا کہ تمام کوہ و دشت مین تاریکی
چھا گئی بالکل اندھیرا ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا ایسا کہ جبتک وہ آثار قیامت ظاہر رہے کہ سب کو یقین مرگ ہو گیا تھا
ہاتھ زندگی سے دھو چکے تھے بعد پہر بھر کے وہ زلزلہ موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی روشنی پھیلی وہ صورتین جو برجون
قلعے کے شیر اور چیتے اور نہنگ اور اژدہے وغیرہ کی معلوم ہوتی تھین وہ برطرف ہو گئین ان سب کی جان مین جان آئی
حواس ٹھکانے ہوے نہایت خوش ہو کے سب نے کہا کہ اب ہمارے آقاے ولینعمت نے طلسم فتح کیا پھر دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اب ہمارے آقا اور خداوند کو ہمین دکھا دے ہنوز دعا تمام
ہونے پائی تھی کہ آسمان کیطرف بروے ہوا چہرۂ نورانی اسد غازی کا چمکا دیکھا کہ دیو کے کاندھے پر سوار چلا آتا ہے
دیو اطراق نے اسد کو وہان پہونچکر اپنے کاندھے پر سے اُتارا سب رفقاے اسد قدمبوسی کو دوڑے شرف
ملازمت حاصل کرنے لگے اسد شیردل نے ہر ایک کو گلے سے لگایا سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے خیمے مین آیا فلک شوکت
پر بیٹھا گرد و اطراف مین رفقاے جان نثار جمع ہوے احوال طلسم کا پوچھا شہزادۂ اسد نے تمام و کمال حال بیان
کیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیا دیو اطراق ہاتھ باندھے کھڑا تھا اسد نے فرمایا کہ ای اطراق تم جاکے اب مال و اسباب
زر و جواہر خزانۂ طلسمی کا لاؤ اُسنے عرض کیا بہت خوب جاتا ہون اور جو کچھ مال و خزانہ موجود ہے سب لیے آتا ہون
یہ کہکے رخصت ہو کے روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین زر و جواہر لیے ہوے آیا پھر گیا پھر آیا غرض اسقدر زر و جواہر تھا
کہ کئی روز تک متواتر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک لایا کیا اور اُس شہریار با اقتدار کی نظر سے گذرانا کیا
بعد اُسکے چار سو مرغ سرخ رنگ پکڑ کے سامنے اسد کے لایا اسد نے کہا کہ ای دیو اطراق ان مرغون کو کیون لایا
ہے انکو چھوڑ دے دیو اطراق نے عرض کیا ای شہریار در اصل یہ جانور نہین ہین بلکہ ہر مرغ ایک خروار زر سرخ
ہے اسد نے کہا کہ یہ جانور کیونکر زر سرخ ہو جائینگے اطراق نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ جسوقت
جس مرغ کے سینے پر تیر مارینگے اور وہ تیر اُسکی پشت کو توڑ کے پار گذر جائیگا وہ مرغ زمین پر گر کے مرغ زرین
ہو جائیگا یعنی سونے کا ٹکڑا بن جائیگا اسد یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ہر ایک مرغ پہ تیر مارنا شروع کیا واقعی جس مرغ
پر تیر پڑا اور اُسکی پشت سے گذر گیا وہ گر کے زمین پر تڑپا اور اُسی وقت طلاے احمر بنگیا اسد صبح سے شام تک
تیر اندازی اور یہ طلا سازی کیا کیا جتنے مرغ سرخ رنگ تھے سب ہدف تیر ہوے کئی من طلاے احمر جمع ہوا

جب اسد کو ان طائران مصنوعی یعنے مرغان طلائی کے شکار سے فراغت حاصل ہوئی دیو اطراق بن طارق
نے وہ چار سو بت طلائی لا کے خدمت شاہزادۂ اسد نوجوان مین حاضر کیے کہ سینون پر اُنکے قفل دیے ہوے تھے
جب ان قفلون کو کھولا دیکھا تمام جسم اُنکا مجوف ہی اور بجاے استخوان و اعصاب زر و جواہر اُنکے جسمون مین بھرا
ہوا ہی شہزادۂ اسد نوجوان یہ مال و اسباب زر و جواہر دیکھکے نہایت شاد و مسرور ہوا پھر تھوڑی دیر مین دیو
اطراق جو آیا تو اب چالیس آہنی صندوق شترون پر بار کیے ہوے لایا اسد شیردل نے پوچھا ای دیو اطراق اسمین
کیا چیز ہی دیو اطراق نے عرض کیا حضور انکے قفلون کو کھولین ملاحظہ فرمائین کہ انمین کیا شی ہی اسد نے اُن
صندوقون کو کھولنا شروع کیا انمین سے چالیس ہزار جوانون کا اسباب فیروزی اور چالیس ہزار اسلحہ برآمد
ہوے اور اُنھین مین سے تیغ فیروزۂ جمشیدی بھی نکلا اور بارگاہ فیروزہ نگار اور چار سو جوڑی نقارون کی
نکلی اب اسد نے دیو اطراق سے حال اُس صندوق کا پوچھا جو تخت جمشید خورشید چہر کے عقب مین رکھا
ہوا تھا دیو اطراق نے وہ صندوق بھی لا کے حاضر کیا اور گذارش کیا کہ ای شہریار عالیوقار اگر کوئی قفل
اس صندوق کو کھولتا تو معاً ایک دھوان اسمین سے نکلتا کہ اُسکی آنکھون مین تاریکی چھا جاتی سوجھنا موقوف
ہو جاتا پھر ہرچند وہ علاج اور تدارک اسکا کرتا مگر کوئی علاج کارگر نہوتا اور عالم مین کوئی اسکا تدارک
نہ کر سکتا مگر اس صندوق مین ایک تحفۂ نادر و عجیب ہی کہ جہان بھر مین کسی کو بھی وہ تحفہ نصیب نہین ہی اسد نے
پوچھا کہ بھئی جلد بیان کر وہ کیا تحفہ عجیب و غریب ہی کہ جہان مین کسی کو بھی نصیب نہین ہی دیو اطراق نے
التماس کیا کہ حضور وہ تحفہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی بیان نہین ہو سکتا اسد نوجوان نے پوچھا کہ پھر اُس
تحفے کو ہم کیونکر دیکھین دیو اطراق نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرماتے مین آپ کو وہ تحفہ دکھاتا ہون یہ کہکے
اس صندوق کو صحبت سے الگ دور لیجا کے رکھا اور اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار اب آپ اسپر ایک تیر چلہ
کمان مین جوڑ کے نشانہ تاک کے اس زور سے لگائیے کہ صندوق کو توڑ کے پار نکل جاے اسد نے موافق
دیو اطراق کے کہنے کے ایک تیر چلۂ کمان مین جوڑ کے گوشۂ کمان تا بناگوش لا کے نشانہ خوب تاک کر جو مارا
تو وہ تیر صندوق کو توڑ کے پار نکل گیا بس ایک دود سیاہ رنگ اُسمین سے نکلکر ہواے آسمان گیا دیو اطراق
نے اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی دھوان تھا جسکو مین نے عرض کیا تھا جسکی آنکھ مین لگتا اسے طرفۃ العین
مین اندھا کر دیتا جب وہ دھوان صندوق مین سے نکل گیا دیو اطراق نے اُسے کھولا اور اُسمین سے ایک
ڈبا نکالکے شہزادہ اسد کو دیا وہ ڈبا بلور کا تھا اُسپر جمشید خورشید چہر کی مہر کی ہوئی تھی اسد شیردل نے مہر اُسکی
توڑ کے ڈبا کو کھولا اُسکے اندر سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکلا اُسے جو کھولا تو تصویر جمشید خورشید چہر کی نکلی کہ مانند
آفتاب کے چمک رہی تھی ہیبت و جلال اور رفعت و اقبال اس تصویر کے بشرے سے ایسا ساطع و لامع تھا کہ دیکھنے
سے آنکھین خیرہ ہوئی جاتی تھین مصور رشک بہزاد و مانی کی صناعی کو اسد دیکھ کے نہایت شاد ہوا اور ابراہیم
کو وہ تصویر جمشید خورشید چہر کی سپرد کی اور فرمایا کہ ای ابراہیم اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ مین یہ تحفہ
صاحبقران گیتی ستان کو دونگا ابراہیم نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین اسکو اپنی جان کے برابر رکھونگا
بعد اسکے اسد نے اپنی فوج کو شمار کیا تو بارہ ہزار قزاق اسکے تھے اور اسد نے پھر اپنے دل مین لشکر کو سب غازی
کو شمار کیا تو اسمین بارہ ہزار آدمی نکلے اسنے سولہ ہزار آدمی اور رکھے اب سب چالیس ہزار آدمی ہوے اُن سبکو
وہ اسباب فیروزی تقسیم کیا چالیس ہزار فیروزہ پوش اسکے ہمراہ ہوے ان سب کو چالیس [illegible]

تنخواہ تقسیم کر دی جتنے اہل لشکر تھے از کہ تا مہ سب کو اسنے مالا مال کر دیا سب دعائیں دینے لگے کہ الٰہی روز بروز
ماہ و سال ترقی جاہ و جلال ازدیاد ملک شہزادۂ بلند اقبال ہو دشمن پامال ہو بعد اسکے اسد شیر دل نے لوح طلسم
دیو اطراق کو دی اور فرمایا کہ اے اطراق اب ہمنے اپنی طرف سے فرمانروا اس قلعۂ طلسمی کا تجھکو کیا اور خلعت بیش بہا
اُسکو دیا اور جتنا خزانہ اور جواہر طلسمی تھا سب اُسی کے سپرد کیا کہ تم اسے یہیں رہنے دو ہم جب چاہینگے تم سے
منگا لینگے دیو اطراق نے سلام کیا نذر دی بعد اسکے شاہزادۂ اسد شیر دل چالیس ہزار جوانوں سے اپنے
رفیقوں سمیت کوچ کر کے ملک زرائل کو روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پہاڑ کیطرف سے ایک تتق گرد و غبار کا
اُٹھا اسد نے ہرکاروں سے فرمایا کہ ذرا جا کے خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہے ناگاہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ
ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا نمودار ہوا اتنے میں ادھر ان ہرکاروں نے جو خبر کے واسطے گئے تھے حاضر ہو کے عرض
کیا کہ اے شہریار فلک وقار عفر ماسپ بن ظفر ماسپ کہ بیٹی سے برجیس اختر شمار کی پیدا ہوا ہے آتا ہے اور اُسکا
سپہ سالار ہے اور برجیس وزیر تھا خورشید جمشید اختمی کا اسد نے جواب دیا خیر آنے دو اودھر عفر ماسپ
نے جو لشکر اسد کو جاتے ہوئے دیکھا اپنے ہرکاروں سے کہا کہ جلد جا کے خبر لاؤ یہ کسکا لشکر جا رہا ہے کونسا بادشاہ
یہاں آیا ہوا تھا ہرکارے بموجب حکم اپنے مالک اور آقا عفر ماسپ کے دریافت حال کے واسطے روانہ ہوئے
یہاں سے واپس جا کے بیان کیا کہ حضور شاہزادۂ اسد شیر دل طلسم فیروزۂ جمشیدی کو فتح کیے ہوئے اور
تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوئے ایرج پر جاتا ہے عفر ماسپ کو جو یہ معلوم ہوا کہ اسد دیوانہ طلسم
فیروزۂ جمشیدی کو فتح کیے ہوئے تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوئے مع چالیس ہزار جوانوں اور اپنے
رفیقوں کے ملک زرائل میں ایرج نوجوان پر جاتا ہے اپنے دل میں سوچا کہ بس یہی موقع خوب ہے اسے
اسی مقام پر روک لیجیے یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیجیے یہیں روک لیجیے اسنے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ اب
آگے نہ بڑھو اسد دیوانہ یہاں موجود ہے اسے آگے جانے کی مہلت نہ دو یہیں اسکا فیصلہ کرو سرداروں نے بھی
ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور ہاں یہ خوب موقع ہے اس دیوانے کو اسی صحرا میں اسیر زنجیر کرنا چاہیے
غرض عفر ماسپ بن ظفر ماسپ کا سب لشکر اور فوج اُسی مقام پر اتر پڑی خیمے ڈیرے چھولداریاں اسکین
راوٹیاں بیچھ لیے استادہ ہوئے سردار اپنے اپنے گھوڑوں سے اُتر کے اپنے اپنے خیمے ڈیرے وغیرہ میں آئے
عفر ماسپ کے واسطے بھی جو ایک خیمہ عالیشان ایستادہ ہوا تھا وہ بھی اپنے مرکب سے اُتر کے اس خیمہ میں داخل
ہوا ادھر اسد شیر دل نے جو دیکھا کہ عفر ماسپ بھی بارادۂ جنگ یہاں مقیم ہوا ہے اسنے بھی اپنے لشکر کو
حکم دیا کہ آج یہیں قیام کرو اب آگے نہ جاؤ عفر ماسپ بارادۂ جنگ یہاں ٹھہر گیا ہے تم بھی آج یہیں رہو شب بھر
تو بسر کرو کل جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اگر فی الحقیقت عفر ماسپ مجھسے لڑنے کے واسطے قائم ہوا ہے تو بسم اللہ
ہمیں کو ہمیں میدان اور اگر اُسے لڑنا منظور نہیں بلکہ اپنے اور کسی سبب سے قیام پذیر ہوا ہے تو ہمیں اُس سے
کوئی تعرض نہیں ہے ہم شب بھر یہاں رہینگے اور صبح کو روانہ ہو جائینگے یہ حکم شاہزادۂ اسد نوجوان سے سبکے
سبکے رفیق اور سردار بھی وہاں اُتر پڑے بارگاہ فیروزہ اسد شیر دل کے واسطے استادہ ہوئی اور خیمے ڈیرے
چھوٹے چھولداریاں اسکین راوٹیاں اور چھوٹے چھوٹے اسکے رفیقوں اور سرداروں اور لشکریوں
کے لیے استادہ ہوئے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ میں آکے رونق افروز ہوا رفیق گرد و اطراف میں جمع ہوئے باتیں
ہونے لگیں سردار غیر سردار اپنے اپنے خیموں ڈیروں میں گئے اب رات کا وقت ہے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ میں

بیٹھا ہوا ہے سب رفیق اسکے حاضر ہین باتین ہو رہی ہین کہ ایک آواز نقارے کے بجنے کی کان مین آئی اسد نے کہا
یہ آواز نقارے کی آواز کیسی آئی ہے کسی کو بھیجو ذرا جاکے خبر تو لاے ہرکارون کو طلب کرکے اُنسے کہا کہ دیکھو نقارے
کی آواز آتی ہے ذرا جاکے دریافت تو کرو کہ یہ نقارے کی آواز کیسی ہے ہرکارے حکم پاتے ہی دریافت خبر کے واسطے
روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہوکے عرض کیا کہ حضور غفر ماسپ ابن ططر ماسپ نے نقارہ رزمی بجوایا ہے
آپ سے جنگ کا ارادہ ہے اسد نے حکم دیا کہ اچھا بالفضل ایزدی و تائید سرمدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے
ادھر بھی طبل جنگی بجنے لگا رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو لشکر غفر ماسپ میدان مین آیا ادھر بھی دلاوران میدان
کارزار و بہادران انجمن روزگار کمرین باندھ باندھ کے مسلح و مکمل ہوکے ترکی و تازی عراقی و کچھی پر سوار ہوے اسد
بھی خود و مغفر چار آئینہ و زرہ و بکتر زیب بدن کرکے اسپ صبا رفتار شیر شکار پر سوار ہوا مع لشکر مقابلہ مین آیا تبردار
جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے کرکیتون نے کڑکا کہا نقارے پر چوب پڑی
دونون صفین آراستہ ہوئین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر پیراستہ ہوا ادھر سے عفریت کوہ پیکر نامی
بہت بڑا نامی و نامور سردار فوج غفر ماسپ مین تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اتنون مین ہے کوئی
ایسا دلیر اپنی جان سے سیر کہ میرے مقابلے کو آے یہ آواز لشکر اسد مین جو گوش زد ہوئی ادھر سے ہرزنگ ابن
ہرزبان رفیق شاہزادہ اسد نوجوان اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان مین بمقابلہ عفریت کوہ پیکر کے آیا نعرہ کیا کہ او
گبر مغرور کیا بکتا ہے دیکھ تو آج کون اپنی جان سے سیر تلوار کے پھل کا بھوکھا ہے اُسنے کہا کہ اے ہرزنگ دیکھ تو آج
میدان کارزار کا کیا رنگ ہوتا ہے کس کس کے گلے کٹتے ہین کس کس کا لہو بہتا ہے تو اسد کے لشکر سے کہدے کہ یا تو اسد
کی فرمانبرداری و خدمتگزاری ترک کرکے سب غفر ماسپ کی اطاعت قبول کرین یا اپنے اپنے ہاتھ سے اپنا سر کاٹ
ڈالین اسلیے کہ مین جس معرکہ مین گیا ہون کبھی بغیر فتح کیے وہان سے نہین پھرا ہون اور آج تک مین کبھی شخص واحد
سے نہین لڑا جب لڑا دس بیس آدمیون سے لڑا تو تن تنہا میرے مقابلہ کو ناحق آیا جا اپنے لشکر مین جا اور میرا بھی پیام
اپنے آقا اسد سے بھی کہو کہ اگر اپنی جانون کی خیر منانا منظور ہے تو غفر ماسپ کی اطاعت قبول کرو اور اگر خود تم اپنے
خون کے پیاسے ہو تو مجھے کیون تکلیف دو خود ہی اپنے اپنے سر کاٹ ڈالو ہرزنگ نے جواب دیا کہ او خود فراموش
بدمست و بیہوش یہ تو بکتا کیا ہے پہلے میری تلوار کے پھل کا تو مزا چکھ لے اور میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچ جا تو یہ
پیام دینا اسقدر کیون لاف و گزاف کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے تجھے کچھ جنگ سے بہرہ نہین ہے جو یہ باتین بیہودہ
بکتا ہے کہ شاید کوئی تیرے اس لاف سے ڈر جاے تو نے شاید یہ مثل نہین سنی کہ جو گرجتے ہین وہ برستے نہین اے
غافل تو پہلے مجھ تن تنہا سے مقابلہ کرلے پھر سارے لشکر کے مقابلہ کا ارادہ کرنا اور ایسی لاف و گزاف بہت سنی ہے
مقابلہ مین عفریت کوہ پیکر یہ کلام ہرزنگ کے سنکر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا پکارا کہ او ہرزنگ معلوم ہوا
مجھے کہ اجل تیری آگئی خیر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہے یہ کہکے لگا ورزن ہوا ہرزنگ کا مرکب کوئی چار
قدم پیچھے ہٹا تھا اور عفریت کوہ پیکر کا گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اُسنے جھنجھلاکے ہرزنگ پر نیزہ مارا
ادھر سے ہرزنگ نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک اُسکے رسید کیا رد و بدل ہونے لگی پانچ پانچ چھ چھ [illegible] مین
نیزے کی چلی ہونگی کہ ہرزنگ نے نیزہ عفریت کوہ پیکر کا انی سنان نیزہ پر کانٹھ کے ہوائی کر دیا عفریت
نے جھپٹ کے ہرزنگ پر تلوار ماری ہرزنگ آزمودہ جنگ نے تلوار اُسکی پشت تیغ پر روک کے رد کی
عفریت کوہ پیکر نے جھنجھلا کے اور ایک تلوار ماری ہرزنگ نے سپر کو پناہ کیا پھر عفریت نے تیسری تلوار

تو میرے ساتھ اسطرح ایرج کے پاس نہ چلیگا تو تجھکو ایک ضرب ساطور مین دو ٹکڑے کرکے تیرے رفیقون اور
سردارون کو پابند ہوکے سب مال و اسباب تیرا لیکے ایرج کے پاس جاؤنگا اور وہان جاکے سب اسکے حوالے
کردونگا اسد نے نعرہ کیا کہ او خیرہ روزگار ضلالت شعار معلوم ہوا کہ جیسا تیرا باپ ظرماسپ آشفتہ روزگار
شریر و مفسدہ پرداز ہے ویسا ہی تو بدذات ناہنجار دغاباز و حیلہ ساز ہے تو بھلا میرا مال اسباب کیا لیگا ناحق ناحق
ساری خدائی مین ذلیل و رسوا ہوگا اور میرے مال مین سے ایک حبہ تجھکو نہ ملیگا باپ تیرا ہمیشہ مجھسے بھاگا
کیا کبھی اس سے میرا بال بیکا نہو سکا اسکا بیٹا تو بھی ہے میرے مقابلے مین کیا آئیگا انجام یہ ہوگا کہ تھوڑی دیر مین
یا تو بھاگ جائیگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایرج جسپر تجھکو بڑا گھمنڈ اور بھروسا ہے وہ بھی میرے سامنے
کیا ہے ادنا سا ایک بزاز بچہ ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی بدولت اسکو یہ دن نصیب ہوا نہین وہی گٹری گاڑا ڈھوتا
بیچا کرتا تھا ظرماسپ جو بیٹے کی سنین پیچ و تاب کھاکے کہا کہ او دیوانے بس زیادہ زبان درازی اور فضول گوئی
نہ کر اب جو تیرے دست و بازو سے ہو سکے وہ کر جنگ کے ہنر دکھا تلوار کھینچ نیزہ ہلا اسد نے جواب دیا کہ او کافر ہمارے
مذہب مین کبھی دشمن پر سبقت نہین کرتے ہین کبھی تجھپر پیشدستی نہ کرونگا اسلیے تو اپنا وار مجھپر کرلے تو جیسا ہوگا اللہ
جو کچھ مجھسے ہو سکیگا مین بھی جواب دیدونگا ظرماسپ نے کہا اچھا پہلے مین ہی تجھپر وار کرتا ہون مین نے تو اسلیے تجھسے
کہا تھا کہ میرے ایک ہی وار مین مہ و آفتاب تابان قطب دوران تیرا کام تمام ہو جائیگا تو تیرے دل مین آرزو
رہجائیگی اسد نے جواب دیا خیر دیکھا جائیگا تو وار تو کر القصہ ظرماسپ نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اپنے ہاتھ مین اٹھایا
اور اپنے گھوڑے کو پیچھے ہٹا کے سینہ بے کینہ اسد پر مارا اس شیر بیشۂ شجاعت نہنگ بحر شہامت نے نیزہ اسکا
اپنے نیزے پر لیا اور اسکے اسد نے اسپر نیزہ مارا اس نے بھی نیزہ اسد کا اپنے نیزے پر روک لیا اسیطرح دونون
مین چند طعنین ہوئین بعد چند طعنون کے اسد شیردل نے نیزہ ظرماسپ کا اپنی سنان نیزہ پر گھوکے ہوائی کردیا ظرماسپ
آگ ہو گیا دوڑ کے اپنے اراپے پر سے سات سو من کا ساطور کہ ان سنگ سے اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر اسد پر مارا
اسد نے بڑھ کے سر پر روکا کہ قبضہ ساطور کا سپر پر آ تھا ہوا اسد نے دہرا ف ساطور کو رد کیا اور ساتھ ہی اسکے
تیغہ فیروزی کھینچکر ظرماسپ پر مارا کہ سپر کو اس سیاہ دل تیرہ درون کی کاٹ کے سر پر اس خیرہ سر کے پڑا کہ خود
دو بلغہ غرق چین زرہ کو ٹوپ کو کاٹ کے ٹوپ کو کاٹ کے سر کے بھیجے کو کاٹتا تمام گردن کو تیر اثنا و سینہ سے
مانند سیماب کے گذر کے تمام جسم کو کاٹ کے گھوڑے کے دو ٹکڑے کرکے زمین تک اسکی کمری گز زمین تک کے بوسہ دیا
چار طرف ظرماسپ کے مارے جانے کا غل ہوا کہ آج ظرماسپ کا چراغ گل ہوا ظرماسپ کے لشکر نے جو دیکھا
کہ آقا و سردار ہمارا ہاتھ سے اسد شیردل کے مارا گیا سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچ دوڑ پڑے اسد نوجوان
بھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے انپر جا پڑا لشکر اسد نے جو دیکھا کہ آپ ہمارے آقا اور
مولا سے اور ظرماسپ کی فوج کے لوگون سے تلوار چلا چاہتی ہے یہان سے ان چالیس ہزار سوارون نے بھی
گھوڑون کی باگین اٹھادین تلوارین کھینچ لین ایسا کہ بہادر اسطرح سے ان بد نہاد ظالمون پر جا پڑے جیسے شیر
گرسنہ گلۂ گوسفند پر جا پڑتا ہے تلوار چلنے لگی پھر تو یہ جنگ معلوم ہوئی کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہو گئی ایک دو
لاکھ تلوارین چلنے لگین ہر طرف شپا شپ کی آواز آرہی ہے سوا شمشیرون کی جھنکار کے کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی تلوار چل رہی ہے کہ الحفیظ الامان لہو کی چھینٹین آسمان تک پہنچتی ہین کشتون کے پشتے اور سرون کے ڈھیر
انبار لگے ہوئے ہین کوسون تک خون کا دریا جوش مار رہا ہے یہ بکر کا عمل اس قیامت کی تلوار چلا کی کمان کی

لڑائی ہوا کی آخر کار تا بہ کے پیہ سر کی فوج کب تک ٹھہر سکتی ہے لشکر غرماسپ تاب مقاومت نہ لا سکا لاش اس جہنمی
بدقماش کی اٹھا کے بھاگا ایرج کی خدمت میں روانہ ہوا اسد کی فتح تک عرصہ میں ہوگا تا چلا آیا شکست فاش
ہوئی مال و اسباب انکا سب لوٹ لیا بعد اسکے شاہزادہ اسد نوجوان مع اپنے رفیقان جان نثار کے اپنی بارگاہ زری
میں آیا سرداران لشکر اور سب دلاور اپنے اپنے خیموں میں گئے کمر کھولیں غسل کیے سجدہ شکر بدرگاہ جناب باری ادا
کیا کہ اے پروردگار عالم تو نے آج ہمیں ان آفتاب پرستوں کافروں پر فتحیاب فرمایا شہزادہ اسد غازی نے اس روز
وہیں مقام کیا دوسرے روز کوچ کر کے بہ سراپا ایرج روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پھر ایک طرف سے تق گرد کا اٹھا بعد
تھوڑی دیر کے جیب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا ہر علم پر تعریف
نیر اعظم آفتاب تاباں کی لکھی ہوئی ہے اور پھریرے علموں کے سنہرے رنگ کے تھے بعد اسکے ہتھنالیں شترنالیں
قبیبان بانوں کی خاصبرداروں سے مشغول ہیں آگے پیچھے مرکب تازی ترکی یمنی عراقی باساز مرصع سائیس جلوداران
ہاتھوں میں لیے ساتھ ہیں پھر کاوا کرتے ہوئے چلے آتے ہیں پیچھے اسکے ایک جوان حسین چاند کی صورت مرکب پر سوار
علم آفتاب پیکر کے سایہ میں چلا آتا ہے اور تین لاکھ سوار اسکی پشت پر ہیں اسد نے ہرکاروں کی جوڑیوں کو خبر
کے واسطے بھیجا بعد تھوڑی دیر کے انھوں نے اسد سے آکے عرض کیا کہ حضور یہ بیٹا ایرج کا ہے نوریج بدرگ حرامی
اسکا نام ہے ملک فرنگوشیہ میں مظفر بازارگان کی زوجہ ایرج کی چچی تھی اس سے یہ پیدا ہوا ہے ایرج کی ملاقات کے
جاتا ہے اور راہ میں نوریج نے اپنے ہرکاروں کو بھیجکے خبر منگائی کہ یہ لشکر اسد دیوانے کا ہے کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح
کر کے مال و اسباب بہت سا لوٹ کے لیے جاتا ہے اسکے خیال میں آیا کہ او نوریج باپ تیرا ایرج صاحبقران ہے اسنے
کیسا نام پیدا کیا ہے کہ حمزہ اسکے نہیب شمشیر سے بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور یہ دیوانہ ایرج کا دشمن اسنے تیرے باپ کو
سخت حیران کیا ہے اور تو کوئی تحفہ کوئی سوغات اپنے باپ کے لیے نہیں لیجاتا ہے بس اس سے بہتر اور تحفہ کوئی تحفہ
نہیں ہے کہ اسے گرفتار کر کے لیچل اور یہ دیوانہ تو نہایت ہی کمزور و نزار ہے اسکا گرفتار کر لینا کیا دشوار ہے
اور قطع نظر اسکے ابھی تک تجھسے کوئی کام بھی جرات و بہادری کا نہیں ہوا ہے کہ زمانہ تیرا لوہا مانے اور تجھے جانے
بس اس سے زیادہ بالفعل کوئی کام جرات و دلاوری کا نہیں ہے بس یہ اپنے دل میں خیال کر کے نقارہ رزمی بجوایا
اسد نے جو دیکھا تو آج بدرگ حرامی نے نقارہ رزمی بجوایا ہے اسنے بھی اپنے لشکر میں حکم دیا کہ بفضل ایزدی و تائید
ربانی ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے غرض دونوں طرف طبل جنگی کی صدا بلند ہوئی نوریج اپنے لشکر کو
آراستہ کر کے مقابل لشکر اسد غازی کے لایا صف بندی کی صفوں کے آگے آپ آیا زرہ و پیکار کھڑا ہوا ادھر
اسد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا صفوف جدال و قتال کو پیراستہ کیا دونوں لشکر باہمدیگر صفیں باندھ باندھ کے
مقابل ہوئے تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کر گئے کڑکیت کڑکا کہہ کے چلے گئے ادھر
نوریج بدرگ حرامی گھوڑا چمکا کے میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا مبارز طلب کیا ادھر اسد شیر دل اپنے
لشکر والوں سے رخصت ہو کے نوریج کے مقابل ہوا پہلے لگا وزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد اسکے
مرکبوں کو پھیر پھیر کے ایک دوسرے کے مقابل ہوا اسد نے دیکھا کہ چہرہ تو اسکا ایرج کے چہرے سے مشابہ ہے
مگر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی یہی نشانی ہے کہا کہ او حرامی باپ تیرا ایرج کہ اپنے کو صاحبقران جانتا
ہے وہ تو بفضل ایزدی و تائید غیبی کبھی تجھسے عہدہ برآ نہیں ہوا اسنے کیا کیا کوششیں نہیں کیں کہاں کہاں کی
خاک نہیں چھانی مگر مجھسے پیش رفت نہیں لیگیا تو کیا سمجھ کے میرے مقابلے کو آیا ہے آخر اپنے دل میں کیا سوچا ہے

نورج پکارا کہ مین تو کچھ اپنے دل مین سوچا یا نہین مگر او دیوانے تو اپنے دلمین کیا سوچ کے میرا مقابل ہوا حالانکہ
تو ہمیشہ میرے باپ سے بھاگا کیا کبھی پر ملہ ہو کے تو نے سامنا نہین کیا اور اگر کہین اتفاق روزگار قضا سے کار
مقابلہ بھی ہوگا تو تجھکو بیہ رہزرگوار نے گرفتار کرلیا تو اپنی بچیا زندگی سے بچ گیا خیر اگر اسکے ہاتھ سے بچ کے نکل بھاگا
تو نکل بھاگا مگر بفضل نیر اعظم آفتاب تابان مین آج تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ پھر تو نکل بھاگے ارے دیوانے
بیوقوف مجھکو تو کمسن سمجھکر میرے مقابلے کو آیا ہے اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو تمام مال و خزانہ طلسم فیروزہ جمشیدی
کا چپکے سے میرے حوالے کر اور جدھر تیرا جی چاہے چلا جا مین تجھسے مزاحم نہونگا اور نہین تو آج مین ہون اور تو ہے
بغیر قتل کیے تجھکو نہ چھوڑونگا اسد نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تو کیا مال ہے کہ میرا مال لیگا مگر البتہ مین تیرا مال و اسباب
لونگا نورج یہ سنکے نہایت خشمناک ہوا نیزہ اٹھا کے اسد پر مارا اسد نے نیزہ اسکا نیزے کی سنان پر روکا
نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار اسد نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری اسد نے تھپکی دی کہ قبضہ پر ہاتھ ڈال
دیا زور کشمکش کا ہونے لگا گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے تاب انکے لنگرون کی نہ لاسکے یہانتک کہ دونون پشت زین سے
بروے زمین آے دامن گردانے آستینین چڑھا کے سرگرم کشتی ہوے صبح سے دوپہر تک کشتی رہی اسد کو
معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہے ایرج سے کم نہین ہے اور ادھر نورج اسد کے زور و طاقت سے حیران تھا اپنے
دل مین کہتا تھا کہ اس دیوانے کو جو کمزور کہتا ہے وہ خود دیوانہ ہے یہ تو بلا کا زبردست ہے نہین معلوم اسکو میرے
باپ نے کیونکر گرفتار کیا ہوگا کسی پیچ سے یہ دیوانہ اسکا ہاتھ لگ گیا ہوگا یہ خیال کر رہا ہے کہ ایکبار کڑکے بجلی
گری کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور نورج کو اٹھا کے لے گیا اسد دیکھکر رہگیا بعد اسکے سوچا
کہ اب اسکا لشکر تباہ کرنا چاہیے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو تلوار کھینچ کر لشکر نورج پر گرا مارنا شروع کیا تمام قزا
بوقین بچا جا کر آپڑے ہزارہا آفتاب پرستون کو قتل کیا سیکڑون کو گرفتار کر لیا لاکھون جانین بچا بچا کر بھاگ
بھاگ کر نکل گئے کوئی سامنے اسد دلاور کے نہ ٹھہر سکا تاب جنگ نہ لا سکا تمام لشکر شکست خوردہ اسطرح بھاگا
کہ سب مال و اسباب چھوٹ گیا اسد نے باطمینان تمام خزانہ و مال انکا اپنے قبضہ مین کیا اور وہان سے آکر ایک دامن کوہ
مین اترا تمام لوگ اسد کے مالامال تھے ایک تو اسد نے طلسم فتح کر کے تین تین برس کی تنخواہ سبکو بانٹ دی
تھی دوسرے یہ کہ دولت جو ہاتھ لگین ایسا ایک ایک شخص متمول ہو گیا اسد کے پاس ایک تو خزانہ طلسم جمشیدی
کا تھا دوسرے مال و اسباب و خزانہ شہر باسپ بن طرماسپ اور نورج کا جو قبضہ مین آیا مال بیحد ہوا اسد نے
اپنے دلمین کہا کہ اسکو کہین پوشیدہ کر کے رکھنا چاہیے کیونکہ وقت بے وقت کسیکے ہاتھ نہ آسکے اپنے رفیقون سے
صلاح کی کہ یہ مال و خزانہ لیے پھرنا اچھا نہین کوئی مکان محفوظ ہو تو وہان رکھنا چاہیے سب نے عرض کیا کہ
شہریار جیسا مناسب ہو اسد نے ہرکارون سے کہا کہ جاکر گرد و اطراف مین تلاش کرو کہ کوئی قلعہ ایسا ہے جہان
مین اس مال کو رکھون ہرکارے یہ حکم سنکر کمر ہمت باندھ کر اسیوقت روانہ ہوے اور ہر چہار جانب تلاش
کرنے لگے تیسرے دن اسد سے آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت یہان سے سات منزل پر ایک قلعہ برسر کوہ ہے اور نام اسکا
حصن حصین ہے احمر زرین تاج شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے وہان کا حاکم ہے جب گلستان بلاک
زرابلق کو آپنے سیوستے تباہ ہوئی تھین تو بدیع الزمان پہلے یہین آیا تھا اس قلعہ کو اسلام آباد کیا تھا بعد اسکے
شہر حکمیا سیر کیا تھا اسد یہ سنکر نہایت خوش ہوا کہ اب محنت ہی نہ کرنا پڑیگی اسلیے کہ اگر کسی کافر کا قلعہ ہوتا
تو اسسے لڑکر لینا پڑتا غرض اسیوقت کوچ کر کے طرف قلعہ حصن حصین کے روانہ ہوا اب سنیے خبر احمر زرین تاج

کو پہونچی کہ اسد بن کرب دلاور آتا ہے وہ دروازہ قلعہ کا کھول کر باہر نکلا اور استقبال کرکے اندر قلعہ کے لایا سامان
دعوت مہیا کیا بعد اسکے دست بستہ عرض کیا کہ اسطرف کس ارادے سے آنا ہوا اسد نے جواب دیا مین چاہتا ہون
کہ اپنا مال و خزانہ یہان رکھون تاکہ دشمنون سے محفوظ رہے احمر زرین نے عرض کیا کہ مین اسکی نگہبانی کو
بسر و چشم حاضر ہون اسد نے کہا بہتر و کل ہم اسکا انتظام کرینگے غرض رات کو تخلیہ کیا اور مال و اسباب صندوقون
نکالکر ایک قصبہ قریب شہر تھا اسمین تہخانہ بنوا کر دفن کرا دیا اور ایک میل خشتی نشان کے واسطے وہان بنا دیا
اور صندوقون مین کنکر پتھر کوڑا پرانے جوتے چھیچھڑون کے کام سے بھی فضول سمجھے جاتے تھے وہ بھروا کر قفل چڑھا کر
قلعے مین رکھوا دیے مگر اس بھید سے سوا اسد اور خضر غلام شیر دل اور چالیسون رفیقون سے کسیکو آگاہی
نہ تھی اور احتیاطاً قلعہ کے اندر سے کوہستان کی جانب ایک نقب لشکر کے نکل جانے کے واسطے کھدوائی اور منہ
نقب کا دونون طرف سے بند کرا دیا کہ شاید ایرج کو خبر ملے اور وہ آئے تو پائیگا کیا مگر مسلمانون کا خون بھی نہو
نقب سے نکلکر چلے جائین لہذا اسنے حکم دیا کہ سامان سفر تیار کرو کہ ہم ملک زرائل پر جائینگے اور اس آفتاب پرست
کو بسزا پہونچائینگے یہ تو یہان سامان سفر مین مصروف ہین مگر اب حال سنیے گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا کہ یہ
ملک زرائل پر جہاز اور کشتیان تیار کرا رہا ہے ارادہ یہ ہے کہ اب جلد قلعہ ذو الامان پر چلیے اور اپنے سردارون سے
باتین کر رہا ہے کہ اتنے چند روز سے وہ دیوانہ غائب ہے کچھ حال اسکا معلوم نہین ہوا کہ کہان گیا اسپر کیا گذری کہ
میرا تعاقب ترک کیا یا رحم اسکے دل مین آگیا کہ میری ایذا رسانی سے باز رہا سردار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد
وہ دیوانہ دریا مین ڈوب کے مر گیا اب وہ کہان ہے شیر اعظم نے اسے غارت کر دیا ایرج نے کہا کبھی ایسا نہو کیونکہ مین
اسکی جان کا دشمن نہین وہ بہادر ہے شیر اعظم اسے میری اطاعت پر راغب کرے اور کبھی اگر اسپر
کوئی وقت پڑ جائے اور کوئی دشمن اسکا اسے قتل کرتا ہو تو مین ضرور بچا لون یہی باتین تھین کہ آواز شور و غل
نالہ و بکا کی بلند ہوئی ایرج نے کہا ارے خبر لو یہ شور و غوغہ کیسا ہے ہرکارے روانہ ہوئے بعد گھڑی بھر کے
آکر عرض کیا کہ لاش عمر ماسپ بن طرماسپ کی آتی ہے ایرج پکارا ارے یہ کس نے اسے مارا لوگون نے عرض کیا
کہ اسد دیوانے نے سر میدان مقابلہ کرکے مارا ایرج بیٹھا تھا کہ اسی اثنا مین لاش عمر ماسپ کی آئی سامنے
ایرج کے رکھی گئی ایرج نے دیکھا کہ سر پر عمر ماسپ کے جو تلوار پڑی ہے تو ساغری تک دو ٹکڑے ہو گئے ہین
اپنے سردارون سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو اس دیوانے نے یہ طاقت کہان پائی کہ ایسے جوان زبردست کو
یون مارا لوگون نے کہا کہ پیر و مرشد اب اسے طلسم توڑنے کے زور شکن بھی ہو گیا ہے القصہ ایرج نے اسکی
لاش کو لوشتاباد کیطرف روانہ کیا آپ غمگین ہوکر بیٹھا تیسرے دن خبر وحشت اثر لورنج کی پہونچی کہ اسکے لشکر
کو اسد نے لوٹ لیا اور لورنج کو بھیجے گیا نہین تو دیوانہ قتل کر ڈالتا بس یہ سنتے ہی ایرج نہایت غضبناک
ہوا کہا کہ یارو چند سے اس دیوانہ کے ہاتھ سے محفوظ رہا تھا اب جو اسنے سر اٹھایا تو یہ آزار پہونچا اب مین قسم
کھاتا ہون شیر اعظم آفتاب تابان کی جبتک اس دیوانے کو نہ مار لونگا آرام سے نہ بیٹھونگا یہ کہکر حکم دیا کہ
لاؤ اسباب جنگ ہمارا اسی پل صندوقچہ اسلحہ کا سامنے رکھا ایرج پانچون ہتھیارون سے آراستہ ہو کر گھوڑا
اور پیلہ شادیانہ زنگی کو ساتھ ہزار سوار سے ساتھ لیا اور بسمت اسد دلاور روانہ ہوا قضا کے اتفاقات
روزنہ کا محرر خضر غلام شیردل یہان خبر کیواسطے آیا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ ایرج قسم کھا کر چلا ہے کہ اسد کو قتل
کرونگا سوچا کہ قبل از ایرج پاس اسد دلاور کے پہونچنا چاہیے بس اسوقت پاپ شاطری مارتا ہوا چلا

یہانتک کہ ایرج سے قبل خدمت اسد مین آکر تمام حال بیان کیا کہ ایرج آپ پر نہایت خشمناک ہوکر آتا ہی اسد
نے کہا کچھ پروا نہین ہی بلکہ بہتر ہوا کیونکہ مین خود اسپر چڑھکر جانیوالا تھا اب اجل اسکی خود کھینچے لیے آتی ہی
غرض اسیوقت اسد دلاور بھی مسلح و مکمل ہوکر اپنے رفیقون کو ہمراہ لیکر بمقابلہ ایرج روانہ ہوا اب یہ کیفیت ہی
کہ ادہر سے تو اسد جاتا ہی اور ادہر سے ایرج آتا ہی راہ ایک ہی ہی ایرج نے ایک منزل چلکر مقام کیا تھا سائیس
گھوڑون کو مل رہے تھے نہلا رہے تھے سپاہی لشکر کے کارہاے ضروری سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ اگلی
کوچ مین پہونچ جائنگے اور مقابلہ ہوجائیگا ایرج ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا ہوا دامن سے ہوا دے رہا ہی
پسینا اپنا خشک کر رہا ہی کہ دیکھا یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردبر آسمان رسیدہ و پاے
گرد در زمین پیچیدہ یہانتک کہ جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی ایک لشکر نمایان ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی بس
ایرج سمجھ گیا کہ شاید وہ دیوانہ آپہونچا کہین لشکر پر شبخون مارکر نہ نکل جاے جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر آگے بڑھا کہ
اسے روک لون ادہر لشکر مین ہلچل ہوگئی کہ دیوانہ آپہونچا ہر شخص اپنے اپنے کام کو چھوڑکر مرکب پر سوار ہوا لشکر
کی صفین آراستہ ہوگئین ادہر اسد دلاور نے قریب آکر دیکھا کہ لشکر ایرج کا اترا ہوا ہی وہین ٹھہرکر صفین آراستہ
کین اور مرکب کو جھکاکر پکارا کہ او آفتاب پرست آمیرے سامنے کہ تجھے سزاے معقول دینے آیا ہون ایرج نے دیکھا
کہ آج تو دیوانہ منہ پر چڑھا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ دیوانہ اور کبھی میرے سامنے اسطرح نہ آتا تھا آج یہ کیون بے دھڑک
چلا آتا ہی نہین معلوم اسکا باعث کیا ہی کونسی فکر میرے قتل کی کرکے آیا ہی کہ اسطرح باطمینان تمام چلا آتا ہی بعد
ایک لمحہ کے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور مبارز طلب ہوا اسد مرکب جھکاکر مقابل ایرج ہوا اور نعرہ کیا کہ
او آفتاب پرست شعر منم آن شہسوار رستم کہ در روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ۔ نظر کردہ شاہ خیبر ستان
اسد شیر دل رستم این زمان ۔ ایرج بڑھکر لگا ورزن ہوا دونون مرکب برابر سے پسپا ہوے حملہ کرنا نون مین
ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے چہرہ کو جو اسد کے دیکھا کچھ اور ہی نور پایا عجب شان و شوکت عجب
دبدبہ نظر آیا حیران ہوا کہ یہ قزاق ایسی شان و شوکت کہان سے لایا پکارا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ
خرماسپ کو قتل کیا تو ریج کا مال و اسباب لوٹ لیا اب بہتر یہ ہی کہ دونون تو مین میرے حوالے کر دے اسد نے
کہا او کرپاس فروش بچہ بازاری یہ آرزو اپنے دل سے دور رکھ ایک حبہ بھی تیرے ہاتھ نہ لگیگا ایرج نے کہا خیر تجھے
مار لونگا تو مال و اسباب لونگا لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو تاکہ ہوس دل مین نہ رہجاے اسد بولا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام
کبھی پیشدستی نہین کرتے ایرج ہنسا اور کہا کہ یہ کیسے تو پیشدستی نہین کرتا اسد بولا جیسے مین زور آور ہوا
ایرج نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے دونون برچھون کی زبانین
اسطرح چمکتی تھین جیسے شعلہ ہوا مضطرب ہوتا ہی غرض تا دیر نیزہ بازی رہی مگر مطلب دلی کسیکا حاصل نہوا
سنانین بیکار ہوگئین نیزے مثل شاخ درخت کے ہوگئے ہاتھون سے پھینک دیے ایرج نے عمود گران
اٹھاکر کہا کہ او اسد یہ ضرب طمانچہ ہی قضا کا بچ اس سے یہ کہکر گرز مارا اسد نے سر گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا
شرارے آسمان کو نکل گئے مرکب تا تنگ زمین مین غرق ہوگیا تا گرد بلند ہوا مگر اسد تنورہ گرد سے
باہر آیا اور خبردار و ہوشیار کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز اسکا سر گرز پر روکا مگر اس ضرب سے طبق زمین کے
ہل گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ طویل بیٹھ پڑا مرکب ایرج کی کمر ٹوٹی مگر دونون ہاتھ مثل ستون فولادی قائم رہے
ایرج حیران ہوا کہ اللہ رے تیری ضرب کہ مرکب کو میرے مار ڈالا بس گھوڑے سے علیحدہ ہوا تلوار کھینچکر مرکب

اسد پہ دوڑا اسد بھی دوڑ پڑا ایرج تلوار میان میں کرکے اسد سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی یا تو ایرج اسد کو
گھڑی دو گھڑی میں پکڑ لیتا تھا اب ایک کوہ وقار اسے پایا کہ کسیطرح لنگر نہیں اکھڑ سکتا حیران ہوکر پوچھا کہ او
دیوانے کیا زور بھی تو کہیں سے لوٹ لایا اسد نے جواب دیا کہ مجھکو میرے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب نے
زور عطا فرمایا ہے ایرج حیران ہوا کہ یہ کہتا کیا ہے ہر مرتبہ ریل کو بچلتا ہے کہ اٹھا لون مگر ممکن نہیں ہوتا لنگر نہیں
ٹوٹتا یہانتک کہ دوپہر کشتی رہی تھی کہ یکایک بجلی کڑکی کہ آنکھیں ہر ایک کی جھپک گئیں اور ایک پنجہ آسمان پر سے
پیدا ہوا اسد کو اٹھا کے لیے چلا گیا ایرج نے کہا کہ آج اسکے لشکر سے شبخون مارنے کا عوض لینا چاہیے پس جلد
اژدھا پیکر مرکب پر سوار ہوکر لشکر پر اسد کے گرا فوج بھی یہ دیکھکر آ پڑی لگی تلوار چلنے ایرج پکار رہا ہے کہ ارے لوگ
اسد کے بچانے پائیں بس تمام آفتاب پرستوں نے آکر نرغہ کر لیا فوج اسد کی تھوڑی اور بے سردار کہاں لڑسکتی
تھی ایرج قتل کرتا چلا جاتا تلوار چل رہی تھی ایک ہنگامہ برپا تھا خدا پرست جانوں پر کھیلے ہوئے تھے آئین گرمی
جنگ میں ادھر سے ایرج جاتا تھا ادھر سے ابراہیم بن مالک تلوار سے مارتا چلا آتا تھا دونوں کا سامنا ہوا
ابراہیم نے تلوار مارنے میں تامل کیا ایرج پکارا کیوں تو نے وار اپنا نہ کیا ابراہیم بولا اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے
ایرج بولا میں بھی پیشدستی نہ کرونگا کیونکہ میں صاحبقران ہوں القصہ بعد از گفتگو تلوار چلی کہ ابراہیم بن
مالک زخمی ہوئے غش طاری تھا کہ شاپور شیردل نے کمند مار کر پکڑ لیا ایرج پھر لڑتا ہوا آگے بڑھا حارث بن
سعد سے سامنا ہوا حارث پکارا او ایرج شرم نہیں آتی کہ فوج بے سردار سے لڑتے ہو ایرج بولا میرے کلیجے میں
اس دیوانے کی طرف سے داغ پڑے ہیں اُسنے کئی شبخون میرے لشکر پر مارے ہیں تو ایک کو بھی اسکے طرفداروں
میں سے نہ چھوڑونگا حارث بولا اگر تجھکو عداوت ہے تو اسد سے ہے لشکر کا کیا قصور ہے کیونکہ نوکر تو مالک کے حکم کا
تابع ہے جو وہ کہیگا وہی کریگا اور یہ کونسی مردانگی اور کونسا انصاف ہے کہ چند آدمیوں پر لاکھ فوج کا نرغہ ہے اگر تو
صاحبقران ہے اور تجھے دعوی مردی ہے تو جتنے لوگ اسد کے ہیں اُتنے ہی فوج لیکر سامنا کر ایرج نے شاپور
سے کہا کہ بارہ نشان ہمارے لشکر کے علامت بارہ ہزار سوار کی تو جلوہ گر رہے اور سب نشان گرا دے کہ فوج
پلٹ آئے شاپور نے بارہ نشان چھوڑ کر سب گرا دیے فوج پلٹی ادھر لشکر اسد غازی کا صف آرا ہوا حارث
بن سعد سے ایرج سے سامنا ہوا حارث نے تلوار ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا تا دو
پنج اُتر گئی حارث نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر نکل گئی چادر خون کی زخم سر سے باہر آئی غش طاری ہوا شاپور نے
کمند مار کر اسے بھی پکڑ لیا غرض اسیطرح نو سردار اسد کے زخمی ہوکر گرفتار ہوگئے باقی فوج نے راہ فرار لی ایرج
بھی میدان سے پھرا اور وہیں خیمہ استادہ کرایا اتر پڑا کچھ کھانا کھاکر آرام کیا صبح کو بارگاہ میں آکر ڈنکا شوکت بجکر
ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا ہے سردار آ آکر مجرا کرکے ڈنگل پر بیٹھتے جاتے ہیں مگر ضرغام شیردل
جو اسوقت سردار گرفتار ہوگئے تھے اور فوج شکست کھا کر بھاگی تھی یہ بھی صورت ایک سپاہی کی بنکر رات بھر لشکر
میں رہا صبح کو ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ایرج ہوا کہ دیکھو ایرج کیونکر سرداروں سے پیش آتا ہے
اتنے میں ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ سرداران اسد کو میرے سامنے یہاں حکم ایرج سے سرداروں کے زخموں میں
ٹانکے لگے ہیں پٹیاں چڑھائی گئی ہیں کہ خبر پہونچی کہ زبدہ آفتاب پرستان سرداروں کو طلب فرماتے ہیں داروغہ
زندان خانہ کا سبھوں کو لیکر حاضر ہوا سب نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ایرج نے کرسیاں بیٹھنے کو دیں بعد
اسکے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرتے ہیں کیا کہتے ہو وہ بولے ہم لعنت کرتے ہیں آفتاب پرستی پر ایرج

نے کہا اچھا اگر دین میرا اختیار نہیں کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو جواب دیا کہ یہ بھی بہت مشکل ہے ہمارے دادا
نے تیری بیعت کب کی جو ہم کرینگے جو تجھ سے ہو سکے وہ ہمارے ساتھ کر ایرج نے کہا اچھا اگر بیعت بھی نہیں کرتے ہو
تو یہ بتاؤ کہ اسد نے خزانہ جمشیدی کہاں رکھا ہے اگر اس سے بھی انکار کروگے تو ایک ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو
ابھی قتل کر ڈالونگا ابراہیم بن مالک نے کہا اے ایرج تجھے اختیار ہے چاہے قتل کر چاہے بخشدے ہم
خزانہ نہیں جانتے مگر ہاں ضرغام شیردل کہ نائب ہے اسد دلاور کا سوا اسکے کوئی خزانہ جمشیدی سے آگاہ نہیں
رکھتا ایرج نے کہا ضرغام کو میں کہاں ڈھونڈھتا پھروں میں کیا جانوں ضرغام کہاں ہے اور وہ مارے خوف کے
میرے پاس کاہیکو آئیگا ایرج یہ کہکے جیسے ہی چپ ہوا ایک آواز پیدا ہوئی کہ اگر تم یہ جاری نہ رکھو تو میں تمہارے
سامنے آؤں ایرج متحیر ہوا کہ یہ آواز کیسی آئی مگر جدھر سے وہ صدا آئی تھی اُسطرف متوجہ ہو کے پکارا کہ اے ضرغام
تو شوق سے میرے سامنے آ قسم ہے اسم اعظم آفتاب تابان کی کہ میں تجھسے دغا نکرونگا ضرغام پکارا آ رہا حاضر ہوا اور
ایک خدمتگار آگے بڑھ کر آیا ایرج نے کہا اے شخص اگر تو ضرغام ہے تو صورت اصلی اپنی بنا ضرغام نے پانی منگوا کر
منھ اپنا دھویا بصورت اصلی ہو گیا ایرج نے تعظیم کرکے کرسی بیٹھنے کو دی بہت خاطر داری کی بعد اسکے ایرج
نے کہا اے ضرغام شیردل تجھے معلوم ہے کہ خزانہ طلسم جمشیدی کا اسد نے کہاں پوشیدہ کیا ہے ضرغام بولا البتہ
جانتا ہوں ایرج نے کہا بتا ضرغام بولا کہ اگر سرداران اسد کو میرے حوالے کیجیے تو بتا دوں ایرج نے کہا کہ اے
ضرغام مجھکو تیری بات کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اگر تو نے میرے ساتھ دغا کی ہو تو پہلے خزانہ مجھے بتا دے اگر
سرداران اسد کو تجھے دیدوں مجھسے عہد و پیمان لے لے ضرغام نے کہا بہت اچھا میں پہلے خزانہ ہی بتائے
دیتا ہوں بعد اسکے سردار دیجیے گا صبح کو میرے ساتھ چلیے میں خزانہ بتا دوں ایرج نے کہا اچھا غرض دربار اسی
وقت برخاست ہوا ضرغام نے کہا میں جاتا ہوں کل آ جاؤنگا آپ چلنے کی تیاری کریں ایرج نے کہا تم جاتے
کیوں ہو یہیں رہو بلکہ ہمارے خیمے میں رہو غرض ایرج ضرغام کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خیمے میں لایا اتنے میں
ایک خدمتگار نے ایرج کے کان میں کہا کہ آپ ضرغام کو قید کر کے اپنے پاس رکھیے اگر یوں رکھیے گا تو یہ آپکو بیہوش
کر کے لیجائیگا اور سرداران اسد کو بھی چھڑا لیجائیگا اور میں ہوں شاپور یہ کہکر چلا گیا بعد اسکے دو خدمتگار
نے آ کر عرض کیا کہ حکم ہو تو کھانا حاضر کیا جائے ایرج نے کہا لاؤ دسترخوان بچھا ایرج نے ضرغام شیردل سے کہا
آؤ ضرغام تم بھی ہاتھ دھو کر آ بیٹھا لیکن کھٹکا ہوا ہے کہ یہ خدمتگار کان میں کیا کہہ گیا ہے لیکن اس کھانے میں بیہوشی
نہ ہو پھر یہ سوچتا ہے کہ ایرج سے یہ شیوہ نہیں کہ کسی کو بیہوش کر کے پکڑے اور دوسرا چاہتا تو یوں نہیں مجھے گرفتار
کر لیتا یہ سوچ کر بے تکلف ہاتھ دھو کر آ بیٹھا کھانا شروع کیا جب کھانے سے فراغت پائی ہاتھ دھو کے ضرغام کا
پلنگ برابر ایرج کی مسہری کے بچھا دونوں لیٹے لیکن نیند نہیں آتی ایرج سوچتا ہے کہ ایسا نہو یہ رات کو مجھے
بیہوش کر کے لیجائے ضرغام شیردل کبھی سوچتا ہے کہ ایرج کو بیہوش کیجیے اور لیجائیے کبھی خیال کرتا ہے کہ سرداروں
کو چھڑا لیجیے غرض یہ دونوں تو اسی سوچ بچ میں ہیں مگر شاپور شیردل کہ ایرج کو چتا ہی چکا ہے اور خود بھی ایک
چوبدار کی صورت بنا ہوا کھڑا ہے کہ شاید ضرغام کوئی تیاری کرے کہ ایرج نے کہا اے ضرغام کیا جاگتے ہو ضرغام
نے جواب نہ دیا ایرج کو گمان ہوا کہ یہ تو سو گیا یہ خیال کر کے سو رہا اور خراٹے لینے لگا مگر ضرغام دم بخود سے
سونے والوں کی صورت بنائے پڑا ہوا تھا خراٹے کی آواز سنکر اٹھا کہ ایرج سو گیا پھر دل میں آئی کہ اسے بیہوش کر کے
اور سرداران اسد کو چھڑا کر لیچلیے پھر خیال آیا کہ ایسا نہو یہ راز کھلجائے تو غضب ہو جائیگا کل جیسا ہوگا ویسا

ہوگا مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد؛ یہ خیال کرکے یہ بھی سو رہا مگر شاپور نے صدائے نفس سے پہچانا کہ دونوں
سو گئے ہیں قریب ضرغام شیر دل کے آیا اور کچھ عیاری میں بیہوشی رکھکر قریب ضرغام کے لیگیا بس جیسے ہی اوپر کی
سانس لی بیہوشی اسقدر پھونک دی کہ بغیر صبح ہوئے ہوش نہ آسکے اور آپ شاپور بھی خیمے سے نکلکر اپنی خوابگاہ میں
آکے سو رہا غرض صبح ہوگئی ایرج اٹھا اور تمام سردار رئیس اپنے اپنے خیموں سے نکلنے لگے مگر ضرغام شیر دل کو ابھی تک
ہوش نہیں آیا ایرج نے شانہ ہلایا اور پکارا اے ضرغام اٹھو صبح ہوئی لیکن وہ اسی طرح پڑا ہوا ہے جواب نہیں دیتا اتنے میں
شاپور اپنی خوابگاہ سے اٹھکر ایرج کے خیمے میں آیا دیکھا کہ ایرج ضرغام کو جگا رہا ہے کہا اے شہریار میں نے اسے بیہوش
کر دیا تھا کہ آپ سے دغا نہ کرے ایرج نے کہا اچھا اب اسے ہوشیار کر دو شاپور نے کہا اسے خود گھڑی دو گھڑی میں ہوش
آجائیگا اگر میں ہوشیار کرونگا وہ سمجھ جائیگا کہ کسی نے مجھے بیہوش کیا تھا ایرج نے کہا تجھے دیر ہوتی ہے مجھے اس سے وعدہ
خزانہ جمشیدی بتانے کا ہے جلد ہوشیار کر دو شاپور ہر چند مانع ہوا ایرج نے نہ مانا شاپور مجبور ہوکر فتیلہ رفع بیہوشی لیکر
جیسے ہاتھ قریب ناک کے لیجانے لگا ضرغام کو اتفاق سے ہوش آگیا دیکھا کہ شاپور ایک فتیلہ لیے ہوئے ہے پکارا کیوں
اے بہتر جی یہ کونسی مردانگی ہے کہ اپنے مہمان کو بیہوش کرکے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا شاپور نے کہا میں تمھیں ہوشیار کر رہا
ہوں اے ضرغام تو کیا میں سوتا تھا یا بیہوش تھا تجھے مکر کرتے ہو شاپور نے کہا میں نے تمھیں رات کو بیہوش کیا کہ تم
مال لیکر نہ جاؤ اسوقت ہوشیار کرنے کو تھا کہ تمھیں خود ہوش آگیا ضرغام چپ ہو رہا لیکن کہا کہ یہ عیار بلا ہے بدلہ
[illegible] بھی پہلے سے انتقام کر لیا ہے باتیں تو اسمیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملتی ہیں وہ بھی اسیطرح حفظ ما تقدم کر لیتے ہیں
آخر میں ایرج نے کہا اے ضرغام چلو خزانہ بتاؤ ضرغام بولا بسم اللہ چلیے غرض ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ آہن حصار
کی طرف روانہ ہوا جب قریب اس قلعہ کے پہونچا وہ لوگ جو اسعد کی طرف سے اس قلعے میں تھے انکو خبر ہوئی کہ
ایرج آتا ہے انہوں نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا آمادۂ جنگ ہو بیٹھے ضرغام نے ایرج سے کہا آپ
یہاں اتریے میں دروازہ قلعے کا کھلوا دیتا ہوں ایرج سامنے قلعے کے اترا ضرغام شیر دل سامنے قلعے کے آکر
پکارا کہ صاحبو اگر مجھے تم جانتے ہو کہ میں عیار ہوں اسعد بن کرب [illegible] کا اور اسکی جانب سے تم سب پر حاکم ہوں
تو دروازہ قلعے کا کھولدو اور جو کچھ میں کہوں وہ تم کرو سبھوں نے آپس میں کہا کہ بیشک ضرغام کو ہم جانتے ہیں اسعد
جانتے ہیں اور اسکے کہنے سے باہر بھی نہ ہونگے مگر عقل یہ کہتی ہے کہ پہلے دریافت تو کرلو کہ یہ ضرغام اصلی ہے یا نقلی ہے یہ مشورہ
باہم کرکے پکارے کہ اے ضرغام شیر دل ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ تو ضرغام اصلی ہے ضرغام بولا [illegible] اسعد نے دیا اور وہ جا
بتائے ایسے دیے کہ جو نشان راز کے تھے جنسے کوئی واقف نہ تھا وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حقیقت میں ضرغام ہے بس دروازہ
قلعے کا کھولدیا ضرغام شیر دل اندر قلعے کے آیا سبھوں سے ملاقات کی اور کہا کہ صاحبو میں چاہتا ہوں کہ ابھی میں حارث
بن سعد وغیرہ سرداران اسعد سے جو ایرج پاس قید ہیں انکو رہا کراؤں اور مال تو ایرج پائیگا نہیں ایسا اسعد نادان
نہیں ہے کہ مال اسکا ایرج پاسکے میں تم سب کو ایرج پاس لیے چلتا ہوں اس سے تمھیں خلعت دلواؤں گا قلعے میں
اتاروں گا مال و خزانہ دکھاؤں گا اور کہونگا کہ صبح کو سب مال و خزانہ اپنے قبضے میں کیجیے گا وہ سرداروں کو رہا کرکے
بھیجے جو اسکے کر دیگا بس ہم تم سب رات کو قلعے سے نکلکر چلے جائینگے ایرج صبح کو اپنا سر پیٹتا رہ جائیگا سبھوں نے کہا
جیسی تمھاری رائے ہو ہم ہر وقت میں تمھارے مطیع ہیں غرض ضرغام شیر دل سبکو ہمراہ لیے ہوئے قلعے سے نکلکر
پاس ایرج نوجوان کے آیا نذریں گذرانیں ایرج بہت خوش ہوا نذریں لیں کرسیاں بیٹھنے کو دیں خلعت بیش بہا
عنایت کیے ضرغام نے ایرج سے کہا کہ آپ چلیے خزانہ دیکھیے ایرج ساتھ ہوا ضرغام قلعے کے اندر لایا

احمر زرین تاج سے نذر دلوائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا حال پوچھا ضرغام نے کہا کہ مالک قلعہ بھی یہیں ہے اسکے
ضرغام ایرج کو وہین کنج پر لایا اور منہ خزانے کا کھولکر دو تین صندوق نکالے اور سامنے ایرج کے قفل اُنکے
کھولے جواہر بیش قیمت اُنمین سے نکلا ایرج بہت خوش ہوا تحسین و آفرین ضرغام پر کی ضرغام نے اور ایک
چاہ کا منہ کھولا اُسمین سے بھی کئی صندوق نکالکر کھولے اُسمین اشرفیان بھری تھین ایرج کا یہ عالم ہوا کہ خوشی
کے مارے اُچھلنے لگا ضرغام کو گلے سے لگا لیا اور بہت بھاری خلعت دیا اور اُسیوقت وہ سرداران اسد جو یہاں
قیدی تھے خلاص کرکے ضرغام کے سپرد کیے ضرغام نے کہا اب آپ اپنے پہرے قائم کیجیے صبح کو آکر نکلوا لیجیےگا
خیر آپ تو مجھے دغا باز جانتے تھے اب تو مین آپ سے سرخرو ہوا ایرج نے کہا کہ بھی مرد ایسے ہی ہوتے ہین جو منہ سے
کہتے ہین وہی کرتے ہین تمھاری کیا بات ہے اور اُسیوقت اپنے پہرے بلوا کر خزانے پر قائم کیے اور ضرغام سے
کہا کہ ابھی تم اسد کی تلاش کو نہ جانا کل جسوقت ہم خزانہ لیکر چلے جائین اُسوقت تم بھی تلاش اسد کو جانا
ضرغام بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ایرج تو قلعے مین سے چلا گیا ضرغام نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شب کو
کوئی دو گھڑی رات گئے لوگ جو ایرج کے خزانے پر تھے اُن سبکو کھانا بھجوایا وہ کھانا کھا کر بیہوش ہوے
ضرغام نے اُن سبکے سر کاٹے اور تمام مال و اسباب لیکر مع احمر زرین تاج اور سرداران اسد وغیرہ نقب کے
راستے سے نکل گیا جاتے جاتے قریب صبح کے قلعے سے کوئی دس بارہ فرسخ پر آکر ٹھہرا سب سردارون سے کہا کہ تم
مع لشکر کوہستان مین ٹھہرو مین اسد کی تلاش مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو ڈھونڈھ کے لاتا ہون یہ کہکر
ایک سمت روانہ ہوا یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوا مع فوج خوشی خوشی قلعے پر آیا دل مین کہتا ہے کہ آج بڑے بخت
کا مال ہاتھ لگا مگر دروازہ قلعے پر جو پہونچا بند پایا کہا کہ دیکھیے کیا سبب ہے دروازہ کیون بند ہے دو چار آوازین
دین جب کوئی نہ بولا حکم دیا کہ کھود ڈالو دروازہ اُسیوقت بیلدار آگئے بڑھ کر آسکے دروازہ اکھیڑا اندر قلعے کے
آسکے تو کیا دیکھا کہ جو لوگ پہرے پر قائم کیے تھے وہ مرے پڑے ہین اور کسی کا پتا نہین ایرج حیران ہوا
کہ یہ کیا معرکہ ہے دیو یا شاطر زنگی سے کہا کہ قلعے کے لوگ کہان چلے گئے ضرغام کیا ہوا اگر یہ گمان ہو کہ سب
مال و اسباب لیکر نکل گئے تو خلاف عقل ہے کسواسطے کہ رات بھر مین اتنا بڑا خزانہ کیونکر لیجاتے دیو یا شاطر بولا
کہ شہریار کچھ نہ پوچھو تو ضرور یہ خزانہ ہاتھ لگنا بہت مشکل ہے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خزانہ یہان نہین ہے اگر یہان
ہوتا تو ضرغام یہان سے بھاگ نہ جاتا ایرج نے کہا اے دیو مجھکو بھی کھٹکا معلوم ہوتا ہے جلدی چلکر خزانہ دیکھو
غرض خزانے پر آسکے دیکھا تو چوکی پہرے والے مرے پڑے ہین یقین ہوا کہ خزانہ مین ضرور کچھ نہ کچھ خلل ہے اور
صندوقون کو جو کھلوا کر دیکھا تو اُسمین کنکر پتھر بھرے ہین بعض صندوقون مین پرانے جوتے نکلے یہ دیکھ ایرج
نے ہاتھ پر ہاتھ مارا انگشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ لہو بہنے لگا کہا کہ افسوس یہ عیار مجھکو بڑا فریب دے گیا
اور سردارون کو لیگیا لوگون نے عرض کیا پیر و مرشد رات بھر تو ہم سب قلعے کے گرد پہرا دیتے رہے
غرض قلعے بھر مین ڈھونڈھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ راہ نقب سے نکل گئے ایرج ناچار افسوس کرتا ہوا قلعے
باہر نکلا ہرکارون کو خبر کیا اسطرح چاہا کہ کہین دیو انسے لوگ چھپے ہون تو خبر لاؤ ہرکارون نے ہر چند تجسس کیا
مگر کہین سراغ نہ لگا ایرج مجبور ہو کے پھر داخل لشکر ہوا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے
کہا کہ یہ بڑا اچھا ہے پرستان پہ اسد و ضرغام دونون بلا سے بے درمان ہین مال نکالا تو آیا اب بڑا دشوار ہے یہی غنیمت جانیے کہ آپ
بخیر و خوبی چلے آئے ایرج نے کہا اب مین یہان نہ ٹھہرونگا قلعہ ذوالامان پر جاؤنگا یہ کہکر تو اس تیاری مین مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہیں

کر اسد کو کشتی میں خیمہ میں اٹھا کر لیگیا تھا آنکھ جو اسد کی کھلی ایک باغ میں اپنے کو پایا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف
ہے نہریں دو طرفہ جاری ہیں بیچ بیچ میں چمن ہیں کہ جنمیں چھوٹے چھوٹے درخت ہیں انواع اقسام کے پھول کھلے ہوئے
ہیں جانوران مختلف اللون خوش الحانیاں کر رہے ہیں ایک قصر پر تکلف پر جو نظر پڑی عجب نظر دیکھا کہ دیواروں
میں جواہر کی نقش کاری بیلیں گلبوٹے بنے ہوئے کہ جیسے سامنے فضا باغ کی گرد ہو گئی بیچ میں فرش بچھا ہے مسند
لگی ہوئی ہے نازنینان مہ جبین گرد و اطراف میں مسند کے بیٹھی ہیں ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین قدر در گوش مرصع پوش
دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے بیٹھی ہے نظر جو اسد کی اس پر پڑی بس شتر وار منہ پھیر لیا کہ نہیں معلوم
یہ کسکا ناموس ہے نامحرم عورت کو نہ دیکھنا چاہیے بس جیسے ہی پلٹ کر چلا تھا آواز اسکے کان میں آئی کہ اے جوان
تو عجب مرد ہے کہ عورت سے بھاگتا ہے اسد نے جواب دیا کہ ہم خدا پرست ہیں کسی کے ناموس کو نہیں دیکھتے اتنے
میں وہ نازنین مسند نشین اٹھی اور پکاری میں کسی کا ناموس نہیں ہوں میرا یہ باغ ہے آپ تشریف لائیے اور
قریب اسد کے آکر ہاتھ اسد کا پکڑ کر لیے چلی گئی اور مسند پر لاکر بٹھایا اسد نے کہا اے ملکہ میں حیران ہوں یہاں
مجھے کون لایا اسنے کہا اے شہریار آپ اندیشہ نہ کریں میں آپ کو اٹھا لائی ہوں اسد نے کہا کیوں کہا کہ میں آپکو
طلسم جمشیدی میں دیکھکر عاشق ہوئی تھی اب آپ میرا مدعا دل پورا کیجیے یہ کہکر ناز سے گردن میں ڈال دیں بانہیں
اس بیباکی پر اسکی سمجھ گیا کہ یہ لکاتہ جادوگرنی ہے پوچھا صاحب ٹھہرو ذرا سمجھا دو میں کیا کہیں بھاگا جاتا ہوں
آخر تمھارا نام کیا ہے اتنی بیتابی عورت کو زیبا نہیں اسنے کہا میرے دلکو تیری مفارقت کی تاب نہیں نام نشان پوچھ
کیا مطلب کام سے کام ہے اسد نے کہا جبتک نام نہ بتاؤگی میں تجھسے بات بھی نہ کرونگا اسنے کہا کہ نام میرا
سنگلاخ جادو ہے اگر تو میرا کہنا مانیگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی تمام زمانے کا حاکم کر دونگی مگر
اسد پر ہے خواجہ عمرو نے اپنے ضمیر کا اپنے دل میں سوچا کہ جادوگرنی کو ملکر مارنا چاہیے اگر انکار کیا تو خرابی ہوگی
یہ سوچ کر بولا اے سنگلاخ جادو میں بھی تمکو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا ہوں معلوم ہوتا ہے تمنے مہر کے
دلکو بند سحر اپنی طرف رجوع کر لیا ہے وہ بولی اے شہریار قسم ہے سامری و جمشید کی کہ میں نے اس وقت تک
آپ پر سحر نہیں کیا اسد نے کہا اے ملکہ تمھارا حسن دلفریب ساحر ہے سنگلاخ جادو نے ہنسکر سر جھکا لیا
اپنے دل میں سمجھی کہ یہ حقیقت میں فریفتہ ہے اسد بولا اے ملکہ تمنے بڑا احسان مجھپر کیا کہ لڑائی سے بچا کر لے آئیں لگا
چاپلوسی کرنے ساحرہ سمجھی کہ شاید یہ تیرے دام میں گرفتار ہوا حکم کیا کہ لاؤ اسباب عیش موجود کرو اسیوقت
کشتیاں شراب و کباب کی سامنے لاکر رکھی گئیں طبلے پر تھاپ پڑی گانا شروع ہوا ناچنے لگیں ساقیان سیمیں ساق
جام بھر کر سامنے لاے اسد نے اپنے پاس نکالی شراب کی پیالی اور سنگلاخ جادو کو پلانے لگا مگر موقع
بیہوشی ملانے کا نہیں پایا جب خوب شراب پلا چکا سنگلاخ جادو مست ہوئی لپٹنے لگی بوسہ بازی ہونے
لگی لوگ یہ رنگ محفل کا دیکھکر ہٹ گئے اسد نے سنگلاخ جادو کو گود میں اٹھایا اور مسہری
کی طرف چلا وہ تڑپنے لگی بولی کہ صاحب یہ کیا کرتے ہو میں کبھی اور امیر کی قسمت خدا یہاں نہیں ہو
اسد نے مسہری پر لٹایا اور دست درازی کرنا شروع کی ایک مرتبہ کہا کہ ملکہ یہ بالا تم گلے میں پہنے ہو کیا اچھا ہے
اسنے کہا تمھیں پسند ہو تو لو میں اتار دیتی ہوں اسد نے کہا اچھا میں خود اتارے لیتا ہوں یہ کہکر
ہاتھ دونوں گلے پاس لیگیا بھلا اب اسد کہاں چوکتا ہے دونوں ہاتھوں سے ایسا گلا اسکا گھونٹا کہ ہمراہ باد مخالف کے

آکر عرض کیا کہ سردار لشکر چوبین بن اسفندیار خان زریج آبادی خزانہ لیے ہوئے ایرج پاس جاتا ہے اسد
نے کہا کہ چھوڑتا اسے کب ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جاے اور آکر سد راہ صف باندھکر کھڑا ہوا اُدھر
چوبین نے سنا کہ اسد دیوانہ سد راہ ہوا ہے کہا کہ قضا اسکی دامنگیر ہوئی ہے اور اسنے بھی صف آراستہ کرائی مرکب
چمکا کر میدان میں آیا ادھر سے اسد شیر دل گھوڑا اُڑا کر ہمو بچا مقابل ہوا اسنے کہا کہ او دیوانے یہ مال و خزانہ
میں ایرج صاحبقران کیواسطے لیے جاتا ہون تو کیون سد راہ ہوا ہے اسد بولا او حرامزادے یہ مال صاحبقران
دوران ثانی سلیمان امیر گیتی ستان کا ہے کب تجھے لیجانے دیتا ہون اسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر نیزہ مارا اسد
نے نیزے پہ روکا لگی نیزہ بازی ہونے اسد نے چند طعن میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا لیکن سستی کی چوبین آگ ہو گیا رکھا
نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راستبازی سے اسنے یہ کہکر تلوار ماری اسد نے تلوار اسکی رد کرکے جو ہاتھ مارا
سپر کو کاٹا سر تک پہنچی کہ خود و بلغہ مغرق چار آئینہ زرہ ٹوپ کو کاٹ کر ما سر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرہ آب کے
گذر گئی صندوق سینہ سے مثل سیماب کے گذر کر تمام جسم کو کاٹ کر زین کو کاٹا اندر زین کو کاٹا خوگیر کو تراشا گھوڑے
کو قلم کرکے زیر تنگ بوسہ دیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُسکے ہمراہیون نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا
اسد پر دوڑ پڑے اسد بھی مانند شیر غضبناک کے حملہ آور ہوا سپر بدست چپ تیغ بدست راست جا پڑا ادھر سے
رفیق اسد کے اور چالیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر فوج کفار پر آ پڑے لگی تلوار چلنے ہنگامہ محشر برپا ہوا کشتون کے
پشتے بند ہو گئے لاش پہ لاش گری ہوئی تھی دریاے خون رواں تھا تلوارین جو کشتہ سپاہیون کی گری پڑی تھین قبضہ
اُسکے مانند نہنگ خون آشام کے معلوم ہوتے تھے اور بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان
جال میں پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین لاشین جو زرہ پوشون کی گری ہوئی پڑی تھین تو معلوم ہوتا تھا کہ زمین خوف سے
بہادرون کے زرہ پوش ہوئی ہے تیر جو تا بستہ میدان میں گڑے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زمین کے رونگٹے کھڑے ہوے
ہین دریاے خون میں سپرین مانند بچھوون کے تیرتی پھرتی ہین غرض اُس سرزمین پر ایسی خونریزی ہوئی کہ یقین ہے
کہ اسمین کبھی سبزہ وہان نہ اُگیگا بلکہ بجاے سبزہ لالہ اُگیگا وہ بھی داغ بدل یا دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا
ہے غرض دو پہر کامل لڑائی رہی آخرکار فوج بے سردار شکست خوردہ بھاگی لاشہ اُس کافر کا اُٹھا لیا لیکن خزانہ
اسد کب لیجانے دیتا ہے سب مال و اسباب چھین لیا اور وہ امنہ کوہ میں آکر خیمہ برپا کیا مگر وہ لوگ لاش چوبین بن
اسفندیار خان زریج آبادی کی لیے ہوے سامنے ایرج نوجوان کے پہونچے اور تمام حال اُسکے مارے جانے کا بیان
کیا ایرج متاسف ہوا اور اُسکی تسکین کو کہدیا کہ وہ دیوانہ بھی ادھر آتا ہوگا دیکھو اس سے کیسا عوض لیتا ہون
اور لاہوت شاہ سے حکم کیا کہ تم لشکر لیکر قلعہ ذو الامان پر چلو میں بھی آتا ہون لاہوت شاہ فوج بے پایان لیکر
جہازون پر سوار ہو کر روانہ ہوا ادھر ایرج نے کہا دیوانہ آتا ہوگا سامان جنگ تیار رہے اگر وہ تو ہمین چھوڑیگے

اب چند کلمے داستان حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر عالمگیر زبرجد نگار کو فتح کرکے تعاقب میں لقا کے روانہ فرعونیہ ہوئے ہین دو تین رات جہاز چلے جاتے
ہین ایک روز دوپہر ڈھلی چلی ہے کہ وہ جہاز جو آگے تھے اُن میں شور و غل پیدا ہوا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی
دریافت کرو یہ غل کیسا ہے غرض ملاحون کو بلا کر پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ یہان سے دو تین میل راہ
طے کیجائیگی تو ساحل پر پہونچینگے وہان ایک شہر ہے مانند کشمیر کے آب و ہوا بہت عمدہ ہے کہ اگر مرد پیر چند دن رہے
تو جوان ہو جاے شہر تو ایسا اچھا ہے مگر لوگ وہان کے بد سرشت ہین سب بلند بالا قوی ہیکل ہین سر اُنکے مانند

فیل کے چنگال مانند شیر کے لڑائی مین ایسے ہین کہ شیر اُنسے بھاگتا ہے وہان کے ایک آدمی سے دس آدمی عہدہ برآ
نہونگے امیر کشور گیر نے یہ سنکر فرمایا کہ بے کھیے مین بغیر اس شہر کو لیے آگے نہ بڑھونگا مین مرد نہین جو اس شہر کو
نہ لون جہاز جلد اسیطرف چلین سبھون نے دیکھا کہ صاحبقران قسم کھا بیٹھے ہین اب کسیطرح نہ باز رہینگے
رات بھر جہاز چلے گئے سبھون کو اندیشہ لڑائی کا تھا کہ دیکھیے کیا ہوگا آن بدنہادون سے کیونکر سامنا ہوگا جب صبح ہوئی دور
سے وہ شہر نظر آنے لگا صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب دلاور کیطرف دیکھا اور فرمایا تم دونون
اپنے لشکر کو لیکر پار اترو اور نگہبانی لشکر کی کرو کہ کوئی کسی پر ظلم و تعدی نکرے و بھولی مین سبکی معروف رہو بعد ان کے
سے کام لو بدیع الزمان اور کرب یہ حکم سنکر رخصت ہوئے دریا سے پار اتر کر دامنۂ کوہ مین خیمہ اپنا بر پا کیا امیر بھی
بعد کو روانہ ہوئے مگر حال اسطرف کا سنیے کہ بادشاہ اس شہر کا ارفیل بے بہرہ ہے ہر کارون نے جاکر اسے خبر دی
کہ لشکر حمزہ کا تعاقب مین لقا خدا سے باختر کے جو نیمرچ لنگار سے ملک فرعونیہ کو گیا تھا آیا ہے اور قبل حمزہ کے
آنے سے دو فرزندون نے اُسکے اس پار آکر خیمہ بر پا کیا ہے ارفیل نے کہا قضا اُنکی لائی ہے اور یہ حکم دیا فوج کو تیاری جنگ
کی کرے شہر سے باہر نکل کر خیمہ برپا کرو غرض فوج اُسکی مقابل لشکر اسلام آکر اتری ارفیل خیمے مین داخل ہوا اور حکم
دیا کہ بجے طبل جنگ صبح کو ان لوگون کو مار کر بھگا دونگا اسیوقت طبل جنگ بجا ادہر شاہزادہ بدیع الزمان و کرب
دلاور کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوا یا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین
صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کرکے چلے گئے چہ خیل فیل سر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو
کیا غرہ تمھین اپنی شجاعت کا ہے کہ ہم گھر بیٹھون پر سر چڑھ کر آئے ہو کیون شامت تمھاری آئی ہے جلد یہان سے
پھر جاؤ نہین تو ذلیل ہوکے مارے جاؤگے یہان سے بہادرون نے جواب دیا کہ ای کافر اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مسلمان
ہو ورنہ مال ستھا تو بانڈ کر چلے آؤ اسمین بہتری نہین تو واصل جہنم ہوگے چہ خیل فیل سر حریص طبیعت یہ آواز سنکر نہایت غضبناک
ہوا کہا کہ اگر دعوی مردانگی ہے تو نکلو مقابلہ کرو بس یہ سنتے ہی قبادین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ امیر ہر بیرکرب
کا کرم اُسکے مقابل ہوا چہ خیل فیل سر لگا رزن ہوا کئی قدم گنبد اُس فیل سر کا پیچھے ہٹ گیا اسکا رانون میں
کر مقابل کرب دلاور ہوا بعد از گفتگوئے بسیار رہ پشت نہنگ کرب دلاور پر یارا کرب نے پشت شمشیر پر روکی
وہی تیغ کر بجوش اُسپر مارا کہ گردن چار ٹکڑے ہوئے لاش تڑپنے لگی یہ حال دیکھکر بھائی اُسکا کیل فیل سر
بھائی کا خون دیکھکر تاب ضبط باقی نرہی بیتابانہ للکارتا ہوا دوڑا کہ ارے عضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مار ڈالا عدل
نظیر تھا جانیگا کہان میرے ہاتھ سے اور یہ کہکر کرب کے پہونچکر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی اور نعرہ کیا کہ او کافر
ایک ضرب میری بھی روک یہ کہکر تیغ مارا کہ سپر کو کاٹ کر یا تو سر پر چمکا تھا یا زیر تنگ ہوکر پوسد یا مع مرکب چار ٹکڑے
ہوئے اسیطرح کرب نے اُس روز چھتیس فیل سرون کو مارا جنگ مغلوبہ ہوئی بہت سے فیل سر مارے گئے قریب تھا
کہ شکست کھائین کہ از یکدہ بیابان گرد سے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسید و دیا سے گرد و
زمین پیچیدہ دل گرد سے فوج گلیم گوشون کی پیدا ہوئی آکر فیل سرون کی شریک ہوئی اتو وہ بھاگا چاہتے تھے آگے
تقویت سے ٹھہر گئے اور تلوار چلنے لگی لیکن گلیم گوشون کی جنگ سے فوج اہل سلام کی پسپا ہونے لگی قریب تھا
کہ شکست ہو جائے کرب و بدیع الزمان دو نون جیداری کے ہو کے لڑ رہے تھے کیونکہ بازو شل ہوگئے تھے
مگر دل سے دعا کر رہے تھے کہ ایکایک تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا ایک غبار بلند ہوا آواز طبل سکندری کی آئی اور
حمزۂ صاحبقران بالشکر بے پایان نمودار ہوئے وہ شہر یکہ احوال لشکر کرب و بدیع الزمان کا دگرگون ک

کہ عالم تیرہ و تار ہو گیا وہ جو لوگ یورش کرکے گئے تھے بہت سے مارے گئے باقی پھر آئے لیکن بدیع الزمان نامور گرز گران
ہاتھ میں لیے ہوئے گولے رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا اسکا غرو آ پہونچا میں قلعے پر سے ماتا متوالا ہاتھی کا گرز
بارہ وکی تھیلیاں پڑنے لگیں سب کو اس شہریار نے رد کیا خندق پھاند کر پار گیا گرز کو چرخ دے کر دروازے پر مارا کر دروازہ
ٹوٹ کر گرا بدیع الزمان اندر قلعے کے داخل ہوا فوج اسلام بھی آگئی اور بہادر بھی عقب میں چلے آتے تھے سب قلعے میں در آئے
تلوار چلنے لگی غل غلغلہ گیر و دار برپا ہوا قتل عام ہونے لگا عین گرمی جنگ میں ارقبیل سے بھروسے اور بدیع الزمان سے سامنا
ہوا ارقبیل نے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر جو کمرگاہ پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو کے قتل ہوا جب بادشاہ
مارا گیا فوج نے طبل امان بجا دیا اور چہار طرف سے غل ہوا کہ دہائی ہے حمزہ صاحبقران کی بدیع الزمان نے ہاتھ روک لیا
تمام روسائے شہر مجتمع ہو کر خدمت میں امیر کشورگیر کی حاضر ہوئے اور عرض کیا جو حکم ہو وہ ہم بجا لائیں خطا ہماری
معاف کیجیے بادشاہ ہمارا حرامزادہ تھا وہ مارا گیا ہم آپ سے لڑنے کو راضی نہ تھے امیر نے خطائیں انکی معاف کیں اور سب کو تلقین
دین اسلام کیا تمام قبیل سر اور کلیم گوش کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے فرعون ولقا پر لعنت کی امیر کشورگیر نے بیٹے کو
ارقبیل کے کہ نام اسکا عمر قبیل ہے بادشاہ کیا اور تمام بتخانے تڑوا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈلوائی سکہ و خطبہ بادشاہ
اسلام کے نام پر جاری ہوا ایک ہفتہ وہاں صید و شکار میں مصروف رہے بعد اسکے جہازوں پر سوار ہو کر تعاقب
میں لقائے ملعون کے روانہ ہوئے بعد چند روز کے کشتیاں قریب ساحل پہونچیں دور سے کنارہ دریا پر چند آدمی
عجیب شکل کے دکھائی دیے کہ سر انکے مانند شیر کے تھے اور جسم انکے مثل انسانوں کے تھے انھوں نے جو کشتیوں کو اپنی طرف
آتے دیکھا غل مچایا کہ خبردار ہوشیار دشمن آتا لشکر اسلام والوں نے جو یہ صورتیں دیکھیں متعجب ہوئے خبر صاحبقران کو
پہونچی ملاحوں کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انھوں نے عرض کیا الشہریار یہ جزیرہ شیر سروں کا ہے اور بادشاہ انکا
آدمی ہے نہایت شجاع اور بہادر کہ اپنی قوت بازو سے ان سب کو زیر کیا ہے نہایت خوبصورت شخص ہے کہ چہرہ مثل
آفتاب کے رنگ مانند گلاب کے آنکھیں نرگس شہلا پر چشمک زن ہونٹھ نازکی میں برگ گل سوسن ہیں ہمیشہ آثار
تبسم چہرے پر عیاں سرو قد غنچہ دہان نام اسکا سعدان شاہ اولاد میں حضرت شیث پیغمبر کی ہے جب کہ حضرت نے
دنیا سے رحلت فرمائی ان لوگوں نے تصویر حضرت شیث علیہ السلام کی بنوا کر بہت عزت و تکریم سے رکھی ہے دن میں
چار مرتبہ ہر ایک اسے سجدہ کرتا ہے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا خبردار اور طرف کشتیاں نہ لیجانا اسی جزیرے میں چلو
حکم صاحبقران سے کشتیاں کنارے پر آکر لگیں جتنے استادہ ہوگئے کچھ شیر سر جو وہاں کھڑے تھے پکارے کہ اگر اپنی
جان کی سلامتی چاہتے ہو تو خبردار یہاں نہ ٹھہرو جلد چلے جاؤ ادھر سے لڑکے پکارے کہ او جانور دیکھتے کیا ہو یہ
لشکر ہے صاحبقران گیتی ستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا جسنے تمام دیوان قاف کو مار کر زیر کیا ہے
ملکوں میں سرخ جنگ معقول ہو کے آیا ہے اگر سود میں اطاعت کی قبول نہیں تو مارے جاؤ گے لاؤ اپنے مالک کو آگاہ
کرو کہ دونوں شہنشاہ رستم قاف صیغم روز مصاف امیر کشورگیر یہاں آیا ہے یہ سنکر وہ شیر سر دوڑتے ہوئے اپنے
بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ پیر و مرشد مردمان سیاہ سر مثل چیل و مان کے چلے آتے ہیں تمام دریا سیاہ معلوم
ہوتا ہے [illegible] جہاز ہی جہاز نظر آتے ہیں سعدان شاہ یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا پوچھا کہ وہ ابھی دریا میں ہیں
یا کنارے [illegible] کیا کہ اے شہریار [illegible] کنارے پر آ پہونچے ہیں لشکر [illegible] ہوا
ہو کر حکم [illegible] کر [illegible] اور بالغ آئے [illegible] شہر میں چلے آئیں خبردار دشمن آنے نہ پائیں اور
ان [illegible] جہاز آتے [illegible]

انھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد جبتک ہمنے کسیکو جزیرے کیطرف آتے نہین دیکھا تھا ہم جانتے تھے کہ ادھر کا ہیکو آئینگے جب
وہ اُترنے لگے ہمنے ڈرایا دھمکایا مگر اُنہین سے کسی نے نہ مانا بلکہ جواب دیا کہ جاکر اپنے بادشاہ سے کہو کہ خدمت صاحبقران
مین آکر حاضر ہوے ہم آپکے پاس خبر لیکر آے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اچھا جانیگا غرض فوج شیر سرون کی مسلح و مکمل ہوکر
روانہ ہوئی اور سامنے لشکر صاحبقران کے آکر پکارے کہ حکم ہے ہمارے بادشاہ کا کہ تم یہانسے چلے جاؤ ادھر سے بہادر
للکارے کہ مرد جگہ نہین چھوڑتے ہین اور جاکر صاحبقران سے حال فوج کے آنے کا بیان کیا کہ شیر سر مانند مور و ملخ کے
چلے آتے ہین اور سر ایک دریا سے آہن مین غوطہ مارے ہوے ہے فرمایا کچھ پروا نہین انشاء اللہ تعالے انکو بھی گوشمالی
دونگا اور تاکید کی کہ کشتیون کو کنارے پر لگاؤ اور شیر کش جاکر ان شیر سرون کو مارین یہ سنکر بہادران شیر شکار
تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے لگی تلوار چلنے یہانتک اہل اسلام نے انھین قتل کیا کہ ہزار ہا شیر سر مارے گئے باقی بھاگ کر
بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوے سعدان شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ بہت برہم ہوا اور اسیوقت باقی فوج
اپنے ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا سامنے لشکر صاحبقران کے خیمہ استادہ کرا کر اترا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت
نقارہ نرمی پر چوب لگی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر صاحبقران سے
عرض کیا کہ سعدان شاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل یزدی و بہ تائید ربانی نہ بجے
طبل جنگی غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو میدان جدال و قتال مین دونون لشکر مقابل
یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے نقیب نہیب دیکر چلے گئے فرہاد شیر سر سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارزطلبی کی اور پکارا کہ اے بادشاہ عرب تو نہین جانتا ہمین کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ جسکے خوف سے رستم جاکر قبر مین ہو بیٹھا
افراسیاب غار مین چھپا تم لوگ سوسمار خوار ریگ بیابان شمار کیون اپنی قضا اپنے سر پر لاتے ہو بہتر ہے کہ اب بھی اپنے
اوپر رحم کھاؤ اور یہانسے چلے جاؤ نہین تو تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم لوگ کھا جائینگے اور ایسے قہر تباہ و برباد ہو جا
جاوینگے کہ تمھارے حال پر مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے یہ آوازہ بہادران اسلام نے جو سنا مانند فیل خونخوار بل کھایا
اور پکارے کہ او شیر سر کیا لاف و گزاف کر رہا ہے اپنی تعریف آپ کرنا دلیل ہے ذلیل ہونیکی تو نہین جانتا کہ ہم لوگ
شیر کش ضیغم شکار ہین ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑینگے پہلے بھی تو تم سب جمع ہو کر آے تھے نہین دیکھا کہ کسطرح ہمنے
مار کر بھگا دیا تھا اب بھی وہی حال کرینگے کبھی تمھاری ان گیدڑ بھبکیون سے نہ ڈرینگے یہ سنکر فرہاد شیر سر نہایت
غضبناک ہوکر پکارا کہ اچھا اگر بڑا دعوی شجاعت ہے تم لوگون کو تو جسکا جی چاہے میرے مقابلے کو نکلے نہ جنگ دیکھا سے
ابھی دونون کا حال کھلجاے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کو چمکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ
اسلام کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خدا تمھارا نگہبان ہے اور ایک جام عنایت ہوا علمشاہ وہ جام پی کر
بادشاہ کو سلام کرکے بارہ گیر مرکب پر سوار ہو کر مقابل فرہاد شیر سر آیا اور پوچھا او شیر سر کیا نام ہے تیرا اُسنے جواب دیا کہ
مجھے فرہاد شیر سر کہتے ہین اور سپہ سالار ہون شیر سرون کا یہ کہکر وہ شیر سر علمشاہ سے مستفسر حال ہوا کہ تو کیا علاقہ
عرب سے رکھتا ہے فرمایا کہ مین بیٹا ہون امیر کشور گیر کا رستم پیلتن و پیل کن کشندہ فیل ہندی و دو پیل ہندی و سرنگون
کنندہ کیتان فرنگی یعنی علمشاہ رومی میرا نام ہے یہ کہکر نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ہون کہ تخت مرزوق افگندہ شود
یہ سننا تھا کہ اس شیر سر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے بعد چند طعن کے شاہزادہ علمشاہ
نے نیزہ فرہاد شیر سر کا ہوائی کا [illegible] سینہ مین آگیا [illegible] کر علمشاہ نے [illegible] بارا شاہزادے نے
آخر [illegible] تلوار کی

اور شاہزادہ علمشاہ پر ماری شاہزادے نے پھر کر سپر پر روکی کہ قبضہ و دنبالہ سپر پر آشنا ہوا تلوار رہ ہوئی بعد اسکے
خبردار خبردار کہکر جو تلوار ماری یا تو سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ اتر کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے علمشاہ نے
اور مبارز طلب کیا سرمست شیر سر نے اپنا مرکب نکالا سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا نگاورزن ہوا لیکن
مرکب اسی کا لپیلا ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی شاہزادے نے چند طعن میں انی اسکے نیزے کی نکالدی خالی لکڑی ہاتھ میں
رہگئی سرمست نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک دیا اور تبرزین اٹھا کر مارا شاہزادے نے آتی ضرب خیال میں کر کے تھپکی
دی کہ حربہ حریف کا چٹ پڑا جھٹکا دے کر تبرزین چھین لیا اور وہی تبرزین کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر بھائی
اسکا غرمست شیر سر مقابلے کو آیا اور پشت نہنگ مارا شاہزادے نے تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اسنے وہی
ٹکڑا جو ہاتھ میں رہگیا تھا منہ پر کھینچ مارا شاہزادے نے سپر پر روکا جب اسنے دیکھا کہ حربہ میرا کٹ کر بیکار ہوگیا کود کر
گھوڑے سے خفیف چلکر تلوار دوڑا کہ مرکب کو علمشاہ کے کچھ کرے شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود پڑا غرمست تلوار
پھینک کر لپٹ پڑا شاہزادے نے بھی تلوار ہاتھ سے رکھدی اور مصروف تلاش ہوا بعد گھڑی بھر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
اٹھالیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ استخوان شکستہ ہوگئے اور روح پرواز کر گئی غرض اس روز شاہزادہ علمشاہ
نے دس سردار مارے کوئی زخمی ہوکر زمین پر جا سعدان شاہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر کشورگیر
شاہزادہ علمشاہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے لیکن ادھر سعدان شاہ لاشیں شیر سروں کی میدان سے
اٹھوا کر جو بچا دفن کفن کرایا بعد اسکے آکر بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش میں آیا شیر سروں سے
خطاب کیا کہ صاحبو یہ لوگ مجھے نہایت زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے سبکا کام تمام
کرونگا اور نشہ شراب میں حکم دیا کہ نئے طبل جنگ نقارۂ غرمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گونجی وہاں امیر
کشورگیر بارگاہ میں جلوہ افروز تھے دربار آراستہ تھا شاہزادہ علمشاہ کی تعریفیں ہو رہی تھیں کہ جو [illegible]
ہرکاروں کی سامنے سے نمایاں ہوئی دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا کہ شیر سروں نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے
فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے القصہ حسب دستور جابجا تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو ادھر سے فوج شیر سروں کی نمودار ہوئی ادھر سے لشکر اسلام میدان میں آیا صفوف جدال و قتال
آراستہ ہوکر نقیب [illegible] کہ شیرزاد شیر سر کہ بھائی فرہاد شیر سر کا نہایت زبردست روزگار ہی سامنے
تخت سعدان شاہ کے آیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو کہ عوض خون برادر کا لوں فرمایا جاؤ [illegible]
ہی شیرزاد نے سلام کیا اور شیر پر سوار ہو میدان میں آیا پکارا کہ جسنے کل میرے بھائی کو مارا ہو وہی آئے میرے مقابلے کو یہ
آواز سنتے ہی شاہزادہ علمشاہ نے مرکب اپنا نکالا علم فوج [illegible] جلوہ گری پر آ سکے سامنے تخت بادشاہ
گیتی پناہ کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہو شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار
ہوکر مقابل شیرزاد ہوا اسنے پوچھا کہ تمہی نے کل فرہاد کو مارا تھا کہا ہاں اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مار ڈالا
شیرزاد بولا خیر آج تیری قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہکر نیزہ مارا علمشاہ نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے برہم
ہوکر تلوار کھینچی اور پکارا غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال [illegible]
[illegible] یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے تھپکی دی کہ تلوار چٹ پڑی ڈالکر قبضے پر ہاتھ مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی
[illegible] اتفاقاً اسپ جگہ سے کھینچکر زور کیا کہ قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر
[illegible] اسنے چاہا کہ [illegible] کی لگا کر سنبھلے کود کر گھوڑے سے [illegible] کر ماری کہ چاروں شانے چت ہو گیا چڑھکر چھاتی پر

کھولکر توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھکر اپنے کسی سردار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا سہیم چلہ کش نکلا
اور تیر کے پلے پہ جا کر کھڑا ہوا اور لکارا کہ ای پسر حمزہ اگر تو کچھ فن سپاہگری میں کمال رکھتا ہے تو ناوک میرے
تیر دوز کو کہ ناوک میرا خدنگ قضا ہے اور دیکھ تو میرے تیر کا یہ کہکر دوش سے کمان لیکر کھینچ کر تیر ترکش سے تیر بالا سے
ہوا مارا کہ نظر سے غائب ہو گیا بعد چند ساعت کے خود پر شاہزادہ علمشاہ کے گرا کہ آنکل پھر خود میں در آیا شاہزادہ
نے وہی تیر خود سے نکالکر کمان رستم میں جوڑکر فرمایا کہ اب میرے تیر کا پلہ دیکھ یہ کہکر بالا سے آسمان لگایا یہ تیر بھی
نظر سے غائب ہو گیا جسوقت تیر نظر سے غائب ہوا سہیم سمجھا کہ یہ مجھسے کم نہیں معلوم ہوتا شاید اسکا تیر بھی میرے
سر پر پڑے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیر شاہزادے کا بعد چند ساعت کے سر پر پڑا اور مانند برق کے خود کو کاٹتا
سر میں سوراخ کیا سر میں سے ہوتا ہوا جسم کو کاٹتا ہوا زمین پر پڑا کہ ایک سوراخ تو زمین میں نظر آیا لیکن تیر نہ پایا
سہیم بھی تڑپ کر مر گیا گو سفرا ماں نہ ملا آخرکار اس ہیبت اندازی میں بھی شام تک پندرہ سردار شیر سردوں کے مارے
گئے کچھ گرفتار ہوئے شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سعدان شاہ نہایت
اداس کمال پریشان جاکر محل میں سو رہا ادھر صاحبقران نے بھی دربار نہیں فرمایا صبح کو بارگاہ میں آکے
شیرزاد کو بلا کر تلقین دین اسلام کیا فرمایا ای شیرزاد لعنت کر تو فرعون پر کہ وہ قابل خدائی نہیں ہے مسلمان ہو
اور چند کلمے مذمت کفر میں بیان کیے کچھ تقریر وحدانیت الٰہی میں فرمائی کہ زنگ کفر دل سے شیرزاد کے برطرف ہو گیا
آئینہ قلب مصفا ہو گیا عرض کیا کہ طریقہ بھی دین کا تعلیم فرمائیے امیر نے کلمہ طیب ارشاد فرمایا شیرزاد از سر صدق
مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ میں خدمت میں شاہزادہ علمشاہ کی رہونگا فرمایا بہت مناسب ہے مگر ہرکارے سعدان شاہ
کے جو خبر کیواسطے لگے ہوئے تھے انھوں نے یہ خبر سعدان شاہ کو پہونچائی کہ شیرزاد مسلمان ہو گیا سعدان شاہ
یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اسی غصے میں حکم دیا کہ نیچے طبل جنگ نقارۂ رزمی اسیوقت گڑگڑایا ادھر لشکر اسلام
میں بھی کوس حربی نوازش میں آیا بہادران جنگی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہونے لگے القصہ رات ہو چکی
رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدیگر آکر قائم ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقیب و چنینے لگے کہ کون ایسا بہادر
دلاور ہے کہ اس معرکہ کارزار میں نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے اور نشان رستم کا لوح دل سے مٹا دے
یہیں نوشاد بن سعدان شاہ سامنے اپنے باپ کے آیا اجازت میدان چاہی سعدان شاہ نے کہا ای فرزند تو
نہ جا میں جاکر سامنا کرونگا اسنے کہا میں اپنے ہوتے کبھی آپ کو نہ جانے دونگا سعدان شاہ نے کہا ہرگز میں
نہ جانے دونگا کہ وہ لوگ بہت زبردست ہیں اگر تو مارا گیا تو چراغ میری سلطنت کا گل ہو جائیگا اسنے جواب
دیا کہ قضا سے چارہ نہیں ہے اگر میری زندگی ختم ہو چکی ہے تو آپ بچا نہیں سکتے اور موت نہیں ہے تو کوئی مار نہیں
سکتا اور اگر اجازت نہ دیجیگا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا سعدان شاہ نے مجبور ہوکر رخصت کیا نوشاد
میدان میں آیا مبارز طلب ہوا چاہتا تھا بہادران اسلام سے کوئی اسکے مقابلے کو جاے کہ شیرزاد خود مسلمان
پر سبقت کر کے بیٹھا مرکب سے پیادہ ہوکر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کر کے عرض کیا کہ اس حقیر نے ابھی
کوئی کوشش واسطے دین اسلام میں نہیں کی امیدوار ہوں کہ مجھے رخصت میدان ملے کہ جاکر حریف سے سامنا
کروں اگر مارا اسکو تو غازی ہوا اگر مارا گیا تو شہید ہوا فرمایا جاؤ جو خدا تمہارے حق میں بہتر چاہیگا وہ کریگا
شیرزاد سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابل نوشاد ہوا اور کہا کہ ای نوشاد میں حمزہ صاحبقران کے
ہاتھ سے اس مرتبہ کو پہونچا کہ انجام میرا بخیر ہوا یعنے مسلمان ہوا دین حق کو پہچانا اپنے خدا ے حقیقی کو جانا

اے نوشاہ تو بھی مسلمان ہو جا کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہو امیر تیری بہت عزت کرینگے نوشاہ کو یہ سنکر
غیظ آیا پکارا او نمک حرام ایک تو تو نے اپنے دین کو چھوڑ کر ملت غیر اختیار کی ہمسے الگ ہو گیا دوسرے ہمیں نصیحت
کرنے آیا ہے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ ہمیں نصیحت کرے بس اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو دین قدیم پہ قائم ہو چل میرے ساتھ
خطا تیری معاف کرا دوں نہیں تو سر کاٹ کر تیرا لیجاؤنگا اُسنے کہا مسلمان کبھی کافر نہوگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر بس
نوشاہ نہایت برہم ہوا پکارا کہ پھر حربہ کیوں نہیں کرتا ہوس دل نکال لے کہ دل کی دل میں نہ رہجائے شہزادہ بولا ایمان
پیشدستی نہیں کرتے اگر خدا تجھے حربے سے بچا لیگا تو وار اپنا بھی کرینگے نوشاہ نے کہا کہ تو مسلمان ہونے سے متکبر ہو گیا
ہے یہ سر اُٹھانے کی سزا ہے یہ کہکر تلوار ماری شہزادہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ جوان زبردست ہے تیغہ جو سپر پر پڑا صاف
پگڑی کٹی سر پر پہنچا کہ تا دو ابرو اتر آیا شہزادہ نے دستانہ مارا تلوار تو جھنکار نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے جاری
ہوئی بیہوش ہو کر گرا نوشاہ نے چاہا کہ دوسری تلوار مار کر کام اسکا تمام کرے کہ یعقوب میمون للکارتا ہوا دوڑا کہ
او نامرد کیا کرتا ہے آیا میں تیرے مقابلے کو کوئی زخمی کو مارتا ہے پس نوشاہ نے ہاتھ روکا تھا کہ یعقوب قریب آ گیا بس
وہی تلوار خون آلودہ جو نوشاہ نے یعقوب پر ماری سر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی یہ بھی زخمی ہوا عنتر سیاہ روی
نکلا وہ بھی مجروح ہوا بس یہ دیکھنا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ کو تاب نہ رہی مرکب کو چمکایا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان میں آیا نوشاہ نے جو دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے لاشوں سے شیر مردوں کے جنگل کو پاٹ دیا اسکے ہاتھ سے بچنا مشکل
ہے پکارا اے جوان کہاں تھا تو میں تیرا ہی جویا تھا شہزادہ پکارا آیا میں کہا کہ تمہارے یہاں تو پیشدستی نہیں کرتے ہیں
یہی تلوار قسم خدا پہ بتوں کے خون سے آشنا ہے خبردار رہنا یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے سپر پہ روک کر رد کی اور پکارا
کہ اب وار میرا روک یہ کہکر تیغہ کپتان فرنگی مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا
اُس کافر نے کہ تیغہ ہی لنگر دار مجھے بھی قلم کریگا خود سے بھی نہ رکیگا اُچک کر پیچھے پر گنبد زین کے جا رہا تیغہ گردن پر
پڑا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی نوشاہ کود پڑا اور دوسرا گھوڑا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اور تلوار کھینچے ہوئے چلا
اور پکارا کہ اے جوان تیرے گھوڑے کے داہنے پیر کیطرف ہوش تھا نہ ہو دیکھو کہیں سکندری نہ کھا سکے علمشاہ دیکھنے
لگا بس اُسنے دوڑ کر جو تلوار ماری بچھلا سا زخم شانے پر شاہزادے کے پڑا بس غیظ و غضب میں آکر فرمایا کہ او دغاباز
لعنت ہے تیری سپاہگری پر اور تیغہ کپتان مارا کہ بچ اُس سے کہ یہ ضرب ہے قضا کی نوشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تلوار کو ضامن دیا مگر تیغ علمشاہ نے غصے میں ماری ہے کب رک سکتی ہے کوہ گران بھی ہو تو قلم ہو جائے یا تو سپر پہ
چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ نوشاہ مارا گیا سعدان شاہ نے جو دیکھا
کہ بیٹا مارا گیا حکم دیا کہ ہاں لینا ان نابکاروں کو اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کھینچ کھینچ کر جا پڑے لگی تلوار چلنے [illegible]
مغلوب ہوئی اہل اسلام نے پامال کر دیا لشکر میں عجب ہنگامہ برپا تھا کہ دشت بلاخیز میں ہر طرف یہ معلوم ہوتا تھا
کہ بجلیاں کوندتی ہیں الغرض میں گرمی جنگ میں سعدان شاہ سے اور علمشاہ سے سامنا ہوا سعدان شاہ
پکارا کہ او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ سیکڑوں سردار میرے مار ڈالے یہانتک کہ بیٹے کو میرے قتل کیا کہاں جاتا ہے میرے
ہاتھ سے زخمی ہو جائیگا کہاں یہ کہکر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر زور تلوار کی دھار سے لڑی
ہوئی تھی جب تلوار نزدیک سپر کے پہونچی علی بند سپر کا چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا جھولی جیسے خورشید تھا دراز کرکے جھپٹی
کہ تلوار چھپٹ پڑی قبضہ سپر اسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چیت گرا سینہ پر چڑھ بیٹھا

مشکلین باندھو لین راوی کہتا ہے کہ اُسی لڑائی مین چالیس ہزار شیر سردار اصل جہنم ہوئے باقی بھاگ بھاگ کر کوہ و صحرا
مین پوشیدہ ہو رہے لشکر اسلام با فتح و فیروزی پھرا ہر ایک اپنی آرامگاہ مین گیا امیر کشورگیر نے اُس روز دربار نہین
کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو امیر کشورگیر بارگاہ ہشتاہی مین بتکلف شوکت پر جلوہ افروز ہوئے بادشاہ اسلام نے
تخت شاہی پر جلوس فرمایا سردار آ آ کر مجرا کر کے کرسی بیٹھنے لگے جسوقت دربار مملو ہو گیا حکم دیا صاحبقران نے کہ لاؤ
سعدان شاہ کو چوبدار گئے وارو غۂ زندانخانہ سعدان شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیے ہوئے حاضر ہوا سعدان شاہ
نے سلام کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی جسوقت سعدان شاہ کرسی پر بیٹھا عجب جلالت اسکے چہرے سے
ظاہر تھی امیر نے اہل دربار سے خطاب کیا کہ ایہاالناس یہ شخص سزاوار سلطنت ہے اور فرمایا کہ ای سعدان شاہ مین
یہان نہ طمع مال و زر سے آیا تھا نہ ملک گیری کو آیا تھا فقط سیر و شکار کو نکل آیا تھا تو نے مجھسے ناحق لڑنے کو آیا آخر نتیجہ اسکا
دیکھا تو نے اسنے جو یہ کلام سنے پشیمان ہوا اور عرض کیا کہ ای شاہ جہانگیر آپ ایک عالم پر غالب آپکے ہین دیو پری جن
انس سب آپ کے مطیع و منقاد ہین مین برگشتہ بخت تھا کہ آپ سے لڑکر ذلیل و خوار ہوا اب آنکھ میری حضور سے چار
نہین ہوتی فرمایا کہ ای سعدان شاہ تو مسلمان ہو کہ ہم تجھے اپنا برادر ایمانی سمجھین عرض کیا کہ مین نے تمام ادیان
باطلہ پر لعنت کی مجھے طریقۂ دین اسلام تعلیم فرمائیے امیر نے کلمہ طیب زبان پر جاری کیا سعدان شاہ از صدق
مسلمان ہوا امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو تا کہ قید سعدان شاہ کی دور کرین اسیوقت آہنگرون نے آ کر
قید کاٹی سعدان شاہ اُٹھکر امیر کشورگیر کے قدمون پر گرا امیر نے اُسے گلے سے لگایا خلعت دیا غرض بعد تھوڑی دیر
سعدان شاہ نے کہا ای شہریار اگر اجازت ہو تو مین اپنے شہر مین جا کر سبکو مسلمان کرون فرمایا بہت مناسب ہے
القصہ سعدان شاہ خلعت فاخرہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر راہی ہوا جسوقت اپنے شہر مین آیا جو لوگ بھاگ کر
ہوے تھے یا پیچھے ہو رہے تھے آئے سردار اسکے آنے کی خبر سنکر آئے اور استقبال کر کے لیگئے سعدان شاہ بارگاہ مین آیا
تخت پر بیٹھا سبھون نے پوچھا کہ آپکی رہائی کیونکر ہوئی سعدان شاہ نے کہا کہ مین تو مسلمان ہو گیا اگر تم سبکو بھی
میرا ساتھ دینا منظور ہو تو مسلمان ہو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران کی اختیار کرو کہ وہ شہریار عجب عالی مرتبت ہے
اور نہایت زبردست ہے کہ جسنے دیوون کو قاف مین جا کر مارا اور زیر کیا زلزلۂ قاف لقب پایا اور مذہب بھی اُس شہریار کا
ایسا ہے کہ جسے مذہب حق دین برحق کہنا چاہیے اور بہت سی تعریف پروردگار عالم کی بیان کی کہ زنگ کفر دلسے ان لوگون
کے برطرف ہوا اور دین حق آئینہ ہو گیا سبھون نے عرض کیا کہ جو آپ کی رائے وہ ہماری رائے کیونکہ ہم آپ سے
علم و عقل مین بہتر نہین ہین کہ اپنی رائے ظاہر کرین ہمین بھی مسلمان کیجیے سعدان شاہ نے کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان
کیا بعد اسکے تحائف لیکر مع لشکر خدمت امیر کشورگیر مین آیا امیر نے سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا سعدان شاہ
سامنے امیر کے آیا مجرا کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت کی سعدان شاہ سلام کر کے بیٹھا اور عرض کیا
کہ ای شہریار مین نے تمام شہر کو مسلمان کیا امیر نے فرمایا مرحبا صد مرحبا بعد اسکے خلعت عنایت کیا سعدان شاہ
نے تحائف پیش کیے اسقدر کہ بعد بادشاہ اسلام اور صاحبقران کے تمام سردارون کو دیے بعد اسکے دست ادب بستہ امیر سے
عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ حضور شہر مین رونق افروز ہون اور جو کچھ نان خشک و آب گرم اس ذرۂ بیمقدار کو
میسر ہو اُسے قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہے غرض سعدان شاہ اُسیوقت رخصت ہو کر شہر مین آیا اور تیاری
دعوت مین مصروف ہوا دوسرے روز امیر کشورگیر مع لشکر کثیر چلے ادہر سے سعدان شاہ سامان دعوت درست
کر کے مع لشکر واسطے استقبال امیر کے شہر سے باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیے ہوئے اہتمام کرتا ہوا شہر مین لایا تمام

خلقت شہر کی اہل اسلام کو دیکھکر نہایت محظوظ و مسرور ہوئی چار جانب سے روپیہ و اشرفیان نثار ہو رہا تھا
غرض سعدان شاہ اسیطرح امیر کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی مین آیا بادشاہ اسلام کے سامنے دست بستہ
عرض کیا کہ جبتک حضور یہان فروکش ہین تخت پر بیٹھنا مجھے زیبا نہین یہ آپ ہی کیواسطے ہی بادشاہ نے عرض
اسکی قبول کی اور سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اسکی دعوت کے امیر سعدان شاہ سے بہت
خوش ہوئے بات بات پر اُسے خلعت سے سرفراز فرماتے تھے دوسرے روز سعدان شاہ نے صاحبقران سے
عرض کیا کہ ای شہریار یہان عجب عجب طرح کے عجائبات ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین اُس بیشہ کیطرف لیچلون
فرمایا ضرور ہم چلینگے اور دوسرے روز مع فرزندان عالیمقدار و سرداران نامدار سوار ہوکر ہمراہ سعدان شاہ
کے روانہ ہوئے آتے آتے ایک مقام نظر آیا کہ زمین وہان کی مروارید کی تھی تمام موتی بچھے ہوئے ہین اور چمک ایسی ہو کی
ہی کہ نگاہ نہین قائم ہوتی اور ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا نہایت صاف و شفاف ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آب مروارید سمٹ کر
ایک جگہ ہوگیا ہی سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار یہ پانی جو کوئی پیتا ہی مانند میخوار کے بدمست و بیہوش ہو جاتا ہی
اور بعد ایک لحظہ کے ہوش مین آتا ہی امیر نے یہ سنکر آزمائش کے لیے ایک دو آدمی کو پانی اُس چشمہ کا پلوایا جیسا
سعدان شاہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ جسنے پیا بدمست و بیہوش ہو کر بہکنے لگا بعد تھوڑی دیر کے حالت اصلی پر
آگیا امیر نے فرمایا واہ سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی سعدان شاہ نے عرض کیا کہ حضور اور تماشا دیکھیے آگے
تشریف لے چلیے صاحبقران آگے بڑھے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ درخت دیکھے چھوٹے چھوٹے کہ رنگ اُنکا سفید
تھا پھول سرخ و سیاہ تھے پتے مانند سرخ بید کے میوہ مانند انار کے صاحبقران نے فرمایا واللہ ایسا درخت انار کا
آجتک نہین دیکھا سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار اس انار کو جو کوئی کھاتا ہی روتے روتے بیہوش ہو جاتا
ہی مگر جان کا خطر نہین ہی ساعت بھر بعد پھر ہوش مین آجاتا ہی امیر نے کئی آدمیون کو وہ انار کھلوائے وہی صورت
ہوئی جیسا کچھ سعدان شاہ سے سنا تھا فرمایا کیا شان ایزدی ہی کیا کیا چیزین خلق کی ہین وہان سے اور آگے
بڑھے ایک گھانس دیکھی کہ پتی اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی صاحبقران نے بہت سی تعریفین کین فرمایا
کہ مین نے تمام عمر ایسی گھانس نہین دیکھی سعدان شاہ نے کہا ای شہریار رات کو یہ گھانس مانند چراغ کے روشن
ہوتی ہی اور اگر شمع یا چراغ روشن کرو تو روشنی اُسکی بالکل پھیکی معلوم ہوتی ہی جسطرح دن کو چراغ کی روشنی
بیرونق ہوتی ہی اور جو کوئی اس گھانس کو سونگھتا ہی قہقہے مار مار کر بیہوش ہو جاتا ہی لیکن جان کا خطرہ نہین ہی
بعد ایک ساعت کے ہوش آجاتا ہی صاحبقران رات کو وہین رہے دیکھا کہ شام ہوتے ہی تمام صحرا عالم نور ہو گیا
اور جسکو وہ گھانس سنگھائی وہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا اور پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش آگیا امیر نے فرمایا کیسا
صنعت صانع عالم دکھا رہا ہی صبح کو وہان سے آگے بڑھے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک پہاڑ نظر آیا قریب
اُسکے گئے دیکھا کہ درمیان کوہ مین ایک سوراخ ہی اور اس سوراخ مین سے پانی مانند فوارہ کے اُچھلکر آسمان
کیطرف جاتا ہی اور وہان ابر بنکر برستا ہی اور پھر اُسی سوراخ تنگ مین چلا جاتا ہی ایک قطرہ وہ ادھر اُدھر نہین
جاتا امیر نے اور سرداران امیر نے ہر چند تفحص کیا مگر معلوم نہوا کہ پانی کہان سے آتا ہی اور کہان غائب ہو جاتا ہی
فرمایا یہ طلسم قدرت کا ہی غرض تین روز وہین رہے عجائبات دیکھا کیے سعدان شاہ کو خلعت [illegible]
مرحمت فرمائی پھر شہر مین آئے مسجدون کی بنیاد ڈالی اب لشکر تیار کروا کر جہازون کی آراستگی [illegible] قصد
سفر ہی کہ [illegible] بیابان سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا سب اسیطرف متوجہ ہوئے جب گرد شق ہوئی [illegible] بادشاہ

ہم جیاہ نظر آیا کہ مال و اسباب لاانتہا اسکے ساتھ ہے دیکھا کہ اسیطرف چلا آتا ہے امیر نے خیال کیا کہ یہ اگر لڑنے کو آتا تو
اسقدر اسباب کیون ساتھ لاتا اسے آنے دینا چاہیے اس اثنا مین وہ بادشاہ سامنے آیا امیر اور بادشاہ اسلام
کو مجرا کیا نذر گذرانی قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ ارشاد فرمایا اور شرع
دین محمدی سے آگاہ کیا وہ از سر صدق و صفا مسلمان ہوا اور بہت سے تحفے اپنے دیار کے پیشکش کیے اور تمام
سردارون اور سپاہ امیر کو اسقدر لعل و جواہر تقسیم کیا کہ بیان سے باہر ہے کوئی ادنی اعلی باقی نہ رہا تھا کہ جسکو اسنے
نہ دیا ہو امیر نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ اپنے نام سے ہمین آگاہ کر اسنے عرض کیا کہ نام غلام کا مہرنج شاہ ہے
مدت سے مشتاق قدمبوسی تھا الحمد للہ کہ آج آرزوے دل پوری ہوئی حضور کی زیارت سے آنکھین روشن ہوئین
امیر نے جو فصاحت و بلاغت اسکی سنی اور زیادہ مسرور ہوئے اور اسکی رنگین بیانی کی تعریف کی اور فرمایا
اے مہرنج شاہ ہم اور تمام لشکر میرا تیرا ممنون و مشکور ہے تو نے سب پر احسان کیا ہے مگر تو بھی ہمسے اپنی حاجت
بیان کر کہ مشکل تیری ہو جلد اسے آسان کرین عرض کیا اے شہریار اسیواسطے غلام حاضر ہوا ہے مین عجب عذاب
الیم مین گرفتار ہون نہ مجھسے کچھ ہو سکتا ہے نہ سپاہ سے کام نکلتا ہے مجھے بہت مشکل ہے فرمایا کہ جلد بیان کر اسنے
عرض کیا اے شہریار یہ دریا سے ایک دیو نکلتا ہے کوئی ہزار نو سو گز کا اسکا قد ہے دو سینگ سر پر مثل دو مینار کے
ہین آنکھین مثل طاس خون سے سرخ ہین چنگال مانند شیر کے ہین مگر اتنا بڑا چنگل ہے کہ کئی ہاتھی اسمین اسکے آتے ہین
منھ سے اسکے مانند اژدہا کے وہان شعلۂ آتشین نکلتے ہین جسوقت وہ دیو دریا سے نکلتا ہے اور یہ شہر مین آتا ہے آدمی
جانور جو ذی حیات سامنے اسکے آجاتا ہے لقمہ ہو جاتا ہے وہ دیو جہانتک آدمی کھائے جاتے ہین کھا جاتا ہے باقی
دونون چنگلون مین سو سو آدمی دبا لیجاتا ہے لوگ اسکے ڈر سے تہخانون مین رہنے لگے ہین نقب کے راستے سے باہر نکلتے
ہین اگر دروازہ قلعہ کا بند کر لیتے ہین تو وہ اڑ کر آسمان پر سے آتا ہے جب گولے مارتے ہین وہ اور اونچا ہو جاتا ہے
غرض گردم اگر اسے آ وہ گولہ اسپر پڑ بھی جاتا ہے تو اثر نہین کرتا غرض اسکے ہاتھ سے خلقت تباہ و برباد ہے اگر کوئی
کشتی پر سوار ہوتا ہے تو وہ کشتی کو غرق کر دیتا ہے آدمیون کو کھا جاتا ہے اے شہریار شہر اپنا چھوڑا نہین جاتا اسکے
ہاتھ سے سخت عاجز و پریشان ہین ہزارہا بندگان خدا کا روز خون ہوتا ہے جو سنا کہ حضور اسطرف تشریف
لائے ہین اور دیوکش ہین اور فریادرس ہین لہذا حاضر ہوا ہون کہ مشکل میری حل کیجیے فرمایا اے مہرنج شاہ
پہلے ہم اس دیو کو مار کر شہر تمہارا پاک کر دینگے تو آگے بڑھینگے چلو ہم تمہارے ساتھ ہین یہ کہکر چند سردار اور خواجہ
عمرو کو ساتھ لیا سب لشکر کو مع بادشاہ اسلام وہین چھوڑا اور ساتھ مہرنج شاہ کے روانہ ہوئے وہ [illegible]
کو شہر مین پہنچ کر لایا پہلے ضیافت کی دوسرے دن امیر نے فرمایا اے مہرنج شاہ اب مجھے اس ساحل کا پتا بتا دے
جہان وہ بحر ضلالت رہتا ہے مہرنج شاہ ہمراہ امیر گیتی ستان کے لب ساحل آیا اور کشتیان طلب کین جب وہ کشتیان
آئین امیر اور مہرنج شاہ دونون سوار ہوئے مہرنج شاہ کو امیر نے منع کیا لیکن مہرنج شاہ نے نہ مانا عرض کیا اے شہریار
میری جان آپکے دم کے ساتھ ہے اگر خدانخواستہ کوئی آفت درپیش ہے تو پہلے مجھپر پڑے یہ نہو کہ میری وجہ سے آپ
گرفتار بلا ہون اور مین بچ جاؤن تو آپکے لشکر کو اور بادشاہ اسلام کو کیا منھ دکھاؤن امیر نے فرمایا انشاءاللہ
اس دیو کو مارونگا تم کیون ہراسان ہو غرض کشتیان ملاح کھیتے چلے جاتے ہین امیر دریا کی سیر دیکھنے مین مصروف
ہین مہرنج شاہ سے وقتاً فوقتاً استفسار کرتے جاتے ہین کہ وہ دیو کس مقام سے نکلتا ہے [illegible]
وہ مقام کہ جب ہے کہ ایک مرتبہ دریا مین تلاطم ہوا اور آواز نعرہ کی بلند ہوئی کہ گوش گردون [illegible]

اور ایک دیو مانند کوہ کے نکلا اور منہ کھول کر کشتی کی طرف چلا کہ کشتی کو نگل جاوے بس یہ دیکھتے ہی صاحبقران اور سرداران صاحبقران نے تیر کمان میں پیوستہ کیے چاہتے تھے کہ ماریں دیو سیاہ ناپاک غوطہ مار گیا مگر اُس تلاطم میں کشتیاں منتشر ہو گئیں لہذا ایک ساعت کے اُس دیو نے قریب ایک کشتی کے سر نکالا مگر وہ کشتی نہ مریخ شاہ کی تھی نہ امیر کشور گیر کی تھی بیرونی آدمی اسپر بیٹھے ہوئے تھے کہ جنکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا دیو نے کشتی کو الٹ دیا تمام آدمی غرق ہو گئے مگر ایک تھا پیدا ہوئی دیو پھر دریا میں غوطہ مار گیا امیر نے نعرہ کیا آؤ اے نامرد کہاں جاتا ہے دیو پھر نکلا لوگ چلائے خداوندا بچا ابھی ایک کشتی ہاتھ سے اُس موذی کے ڈوب چکی ہے دیو قریب کشتی امیر کے آیا ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہے کہ کشتی اٹھائے امیر نے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا دیو نے چاہا پہلے اس آدم زاد کو کھینچ منہ میں رکھ لوں ادھر دیو نے کھینچا ادھر امیر نے زور کیا اور کشتی بیٹھنے لگی امیر نے دیکھا کہ کشتی مفت ڈوب جائیگی اپنا لنگر لٹکا کر کے جست کی کر دیو کے شانے پر جا بیٹھے دیو نے چاہا امیر کو لیکر بیٹھ جاوے امیر نے لنگر مارا کہ دیو بمعیت غرق دریا ہووے دیو گھبرا گیا کہ یہ آدم زاد بلا کا ہے یوں اس سے جان نہ بچیگی اسے لیکر اڑنا چاہیے اور آسمان پر سے پھینکنا چاہیے کہ ہڈیاں اسکی چور چور ہو جاویں یہ خیال کر کے دریا سے نکلا اور اڑا امیر نے لنگر لٹکا کر دیا دیو امیر کو لیکر بہت اونچا ہو گیا مریخ شاہ دیکھ رہا ہے تمام سرداران امیر کی یہ حالت ہے کہ نگاہ آسمان سے لگی ہوئی ہے اور تعجب کر رہے ہیں کہ امیر کا لنگر یہ دیو اسطرح توڑ لیگیا آخر کار جب اُس دیو نے چاہا کہ امیر کو پھینکے صاحبقران نے بغلوں میں سے ہاتھ نکالکر ہنسنے کا ٹھ لیے اور پشت پر قائم ہو کر لنگر مارا کہ دیو بمعیت زمین پر آرہے دیو غصے میں عاجز آکر کشتی لڑنے لگا امیر نے گھڑی بھر میں لنگر اسکا توڑا اور جست کیا چڑھ کر چھاتی پر گلا اسکا گھونٹ کر مار ڈالا اور پھر دھڑ سے کھینچ کر سامنے مریخ شاہ کے ڈالدیا جسم ناپاک اسکا دریا میں پھینک دیا مریخ شاہ قدموں سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ یہ حضور ہی کیواسطے بات ہے کہ ایسے دیو کو یوں مارا اب غلام امیدوار ہے کہ حضور دو چار روز غلام کے شہر میں رونق افروز ہوں دربند صرخیمہ کو چلکر اپنے قدم سے منور و ممتاز فرمائیں امیر عالی شان نے پہلے تو تامل فرمایا بعد اسکے کہا اچھا کیا مضائقہ جب تک لشکر ہمارا آوے ہم تمھارے جزیرے میں مقیم ہیں اور ہرکاروں کو روانہ کیا کہ جا کر بادشاہ اسلام اور سعدان شاہ سے کہو کہ ہم مریخ شاہ کے یہاں مہمان ہیں آپ بھی یہیں تشریف لائیے کہ اسی طرف ملک فتح ہونے کو روانہ ہونگے ہرکارے تو حکم سنکر اودھر روانہ ہوئے امیر کشور گیر مریخ شاہ کے ساتھ دربند صرخیمہ میں داخل ہوئے سیر کرتے ہوئے ایوان شاہی میں آئے مریخ شاہ نے نہایت دھوم سے دعوت کی سب اہل شہر آکر تصدق ہوئے اور از سر صدق مسلمان ہوئے صاحبقران نے مریخ شاہ سے کہا کہ بتخانے تڑوا ڈالو اور مسجدیں بنواؤ اسی وقت سے بتخانے ٹوٹنے جانے لگے اور مسجدوں کی بنا پڑنے لگی مسجد جامع چھٹے روز تیار ہو گئی اسمیں صاحبقران نے نماز جماعت پڑھائی ساتویں دن امیر اور مریخ شاہ شہر سے نکلکر واسطے شکار کے چلے تھے کہ سامنے سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کے لیے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کیا کہ لشکر اسلام آتا ہے جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو لشکر چلا آتا ہے امیر کشور گیر مع مریخ شاہ آگے بڑھے بادشاہ اسلام کا استقبال کر کے شہر میں لائے مریخ شاہ نے بادشاہ اسلام کی مع لشکر دعوت کی بادشاہ نے ایسی پارچہ کا ایسا بھاری خلعت عطا کیا کہ اُس سے اٹھ نہ سکتا تھا بعد اسکے امیر نے سامان سفر مہیا کیا غلہ اور میوہ بہت سا بھروالیا مریخ شاہ کو چلتے وقت امیر نے ایک اور خلعت عنایت کیا سعدان شاہ کو اسکے شہر کی طرف رخصت کیا آپ مع لشکر اور سرداروں کے جہازوں پر سوار ہو کر بقصد تباہی زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوئے

جاسوسون کو واسطے خبر کے آگے روانہ کیا کہ جلد خبر لاؤ وہ ملعون اس عرصے مین کہان پوشیدہ ہوا اور آپ ایک
پر تکلف کشتی پر بیٹھکر سیر کرتے ہوئے روانہ ہوئے ایک روز امیر نے ملاحون کو دیکھا کہ نہایت مضطرب ہین پوچھا
کہ باعث تمھارے اضطراب کا کیا ہی ملاحون نے عرض کیا ای شہریار اس نواح مین کنارے دریا کے ایک مقام
ہی کہ لوگ وہان کے نہایت زبردست و خونخوار ہین سر انکے مانند چیتے کے منہ مثل فیل بدمست کے پنجے مثل شیر کے
ناخن خرس کے سے ہین غذا انکی فقط درختون کے پھل ہین اور کوئی چیز نہین کھاتے دریا کے کنارے کھڑے رہتے
ہین جب کوئی کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی سب ملکر دریا مین کود پڑتے ہین اور لوگون کو پکڑ لیجاتے ہین اور چیر
پھاڑکر خشک کرکے رکھ چھوڑتے ہین اور تحفہ جان کر تھوڑا تھوڑا کھاتے ہین انکے خوف سے کوئی اس راہ سے
نہین گذرتا ہم رات کو غافل ہوکر ادھر نکل آئے امیر نے ملاحون سے ارشاد کیا تم ہرگز اضطراب نہ کرو اگر چاہا
پروردگار عالم نے تو مین روے زمین پر دد و دام حرامی دیو شیاطین جتنی بلائین ہین سب کو دفع کرونگا اور جبتک
جسم مین جان ہی راہ خدا مین جہاد کرونگا اور حکم کیا کہ جلد کشتیان اسیطرف لیچلو غرض چھٹے روز سواد شہر معلوم
ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم اور بلند سر بفلک کشیدہ ہی اور دروازے پر ان لوگون کا ہجوم ہی قضاے کار
دو شخص اس قوم کے قلعے سے سیر کیواسطے آئے تھے گذر انکا دریا کیطرف ہوا جبھی اس لشکر کو دیکھا شور و غل
مچاتے ہوئے اپنے شہر کیجانب روانہ ہوئے سب کو جاکر اطلاع کی بس یہ سنتے ہی وہ سب جوش ہوکر مسلح و مکمل
شہر سے باہر آئے اور حلقہ باندھکر کھڑے ہوئے لشکر کو دیکھنے لگے کہ فرسخ در فرسخ فوج اتری ہوئی ہی حوصلہ نہ پڑا
کہ لشکر پر آئین یا کسیکو ایذا پہونچائین مگر حمزہ صاحبقران نے جو انکو دیکھا کہ حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہین
فرمایا کہ ایک کو ان لوگون مین سے بلا لو کچھ آدمی لشکر امیر سے بڑھکر پکارے کہ تم مین سے ایک شخص کو ہمارا آقا
بلاتا ہی کچھ کہنا ہی انمین سے ایک پلنگ سر کہ نہایت زبردست و جری تھا سامنے امیر باتوقیر کے آیا سلام کیا
امیر نے استفسار کیا کہ حاکم تمھارا کہان ہی اسنے جواب دیا کہ بادشاہ ہمارا ابھی تک قلعے سے باہر نہین آیا ہو جسوقت
قلعے سے نکلیگا اسوقت دیکھنا کہ کیسا ہی اور کسقدر لشکر اسکے ساتھ ہی امیر نے فرمایا کہ تم جاکر اپنے بادشاہ سے
کہو کہ ایک پہلوان نامور کہ ہاتھ سے اسکے بہت سے شاہان شہ زور اور کفار جہنمی واصل ہوئے ہین اب آپکا
گذر ادھر ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمکو بھی دیکھے اسنے عرض کیا کہ مین اسیطرح جاکر کہونگا اور وہان سے روانہ ہوا سب
ساتھ والون سے آکر بیان کیا پھر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا دوسرے روز بادشاہ پاس پہونچا نام بادشاہ
کا خسرو پلنگ سر ہی اس سے تمام حال بیان کیا خسرو نے جو حال امیر باتوقیر کا سنا مانند مار سر دم بریدہ اسنے بل
کھایا اور حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو اور شغلناکی کو سردار لشکر کرکے آگے بھیجا دوسرے روز آپ بھی کوچ کرکے
روانہ ہوا القصہ مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کرکے اترا خسرو پلنگ سر تخت پر آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ نقارے طبل جنگ کل ان سبکو نہ مارکر کھایا ہوگا تو نام اپنا خسرو پلنگ سر
نہ رکھا ہوگا قدرت غرعون شاہ کی یہ لوگ کہ جنکو ہم پکڑ کر کھاتے ہین وہ ہمارے مقابلے کو آئے ہین دیکھین قدر اپنی
دکھائین کچھ لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ لوگ زبردست روزگار ہین آپ نہین جانتے القصہ
نقارہ رزمی گڑگڑایا گویا ابر جوش مین آکر گرجنے لگا ہرکارے خبر لیکر لشکر امیر مین آئے اور عرض کیا کہ
پلنگ سرون نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے
طبل جنگی القصہ دونون طرف رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح ہوتے ستارے مانند چراغ صبح کے

ہاتھ تلوار چھین لی ڈالکر زنجیر مین ہاتھ نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اٹھا لیا سر پر پیچ دے کر طرف آسمان کے
اچھال دیا گرتے وقت چور چور ہوا ہوائی کا تماشا غرض اسیطرح شام تک سترہ پلنگ سرون کو مار کر واصل جہنم کیا
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خسرو پلنگ سر نہایت متردد داخل بارگاہ ہوا دربار جمع ہوا
اسنے خطاب کیا اہل دربار سے کہ یہ لوگ نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین انپر فتحیاب ہونا مشکل ہی یہ سنکر
آہو نہنگ بازگیر اسنے دنگل سے اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ خسرو شاہ سے کہا کہ کل مین سامنا کرونگا
آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خسرو شاہ نے حکم دیا کہ طبل نقارہ زرین پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گزری یہ خبر امیر کشور گیر کو پہنچی کہ پلنگ سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہی ہمارے یہان
بھی کوس حربی بجے القصہ چار پہر رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکے صفین آراستہ
ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا مرد بہادر ہی کہ نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے اور افسانہ رستم
و سہراب کا مٹا دے یہ سنا تھا کہ آہو نہنگ بازگیر نے ہودا ہاتھی کا لیا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی اسنے کہا کہ جاؤ سپرد کیا ہی خداوند فرعون کو آہو نہنگ سلام کر کے بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر
میدان مین آیا لیکن صورت اسکی یہ ہی کہ سر تو پلنگ کا ہی اور منھ اور کان مثل فیل کے ہین آکر غرایا اور مبارز
طلب ہوا سلطان سعد بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا آہو نہنگ بولا کہ ای خدا پرست کیا نام
تیرا جواب دیا کہ نام میرا سلطان سعد ہی [illegible] کا اسنے کہا کہ کل تو نے شرکنی کی ہی جوان کو
کیونکر مار ڈالا فرمایا کہ بزور شمشیر بس یہ سنکر [illegible] تجھے بزور شمشیر [illegible]
ہنسا اور فرمایا کہ مین نے تجھ ایسے کا [illegible]
اور نام تیرا کیا ہی اسنے جواب دیا کہ مجھے آہو نہنگ بازگیر کہتے ہین قوم [illegible] صورت چیتے کی ہی
اور خصلت شیر کی رکھتا ہون سلطان سعد نے کہا بس لاف و گزاف کرنے سے کیا حاصل شعر زبان بکش
تیغ را کش غلاف ٭ کہ حاجت سخن نیست دشت مصاف ٭ جو کچھ جوہر رکھتا ہو ا شعر بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭
کمان کیانی و گرز گران ٭ بس یہ سنتے ہی اسنے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کھینچکر تلوار سر پر بلند کر یا تھ بہرے کا مارا اور پکارا
کہ یہ طمانچہ ہی دفعا کا سلطان سعد نے سپر سر کی طرف بلند کی تھی جیسے ہی دیکھا کہ حریف نے دھوکا دیا ہی پس
جلدی سے دہنے ہاتھ مین تلوار رکھی پشت شمشیر پیوا ابر سکار دکا اور ہاتھ تلوار کا مار کر کہا کہ وہ تو تھا دیکھو دلمانہ
ہی دفعا کا تلوار جو پڑی ہی اسطرف سے گوش مع سر قلم کر کے دوسرے کان اور عارض اور پیٹھ کو کاٹ کر
صاف نکل گئی آہو نہنگ بازگیر مارا گیا بھائی نے اسکے جو یہ حال دیکھا گریبان پھاڑ ڈالا اور باشمشیر برہنہ دوڑا
برابر سعد کے آکر تلوار ماری شاہزادے نے تلوار اسکی رد کر کے اب جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے
ہوئے شاہزادے نے مبارز طلب کیا ارژنگ پلنگ سر اجازت لیکر میدان مین آیا لگا وزن ہوا بعد از
گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی سعد نے نیزہ ارژنگ کا ہوائی کیا اسنے غصے مین آکر گرز مارا شاہزادے نے
کلہ مونڈ یہ ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون جوان گھوڑون سے کود کر
مصروف کشتی ہوئے سلطان سعد نے گھڑی بھر مین ارژنگ کو دے مارا اور چیر کر پھینک دیا گیر پلنگ سر
آیا وہ بھی مارا گیا القصہ تین پہر مین تینتیس پلنگ سر واصل جہنم ہوئے خسرو پلنگ سر نے جو یہ حال دیکھا حکم
دیا فوج کو کہ مار ڈالو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ کل سے آج تک ایسے ایسے سردار مارے گئے

تمام پلنگ سر پٹی پکڑ کر جیسے دوڑ پڑے ادھر سے سلطان سعد نے بھی قتل پر اُن کفار کے کمر باندھی تلوار چلنے لگی
امیر کشور گیر نے یہ حال جو دیکھا کہ تمام پلنگ سر شاہزادے پر آ پڑے ہیں لبوں اشارہ کیا غازیان دیندار کو وہ سب
تیغ بکف آ پڑے لگی تلوار چلنے خون کی ندیاں بہنے لگیں جسمیں سر مانند حباب معلوم ہوتے تھے اور دست و پا کٹ کٹ کے
جو گرتے تھے مانند ماہی بے آب دریائے خون میں تڑپ رہے تھے طوفان آب تیغ برپا تھا غرض عین گرمی جنگ میں
سلطان سعد سے اور قاہر شیرگیر سے سامنا ہوا قاہر نے تلوار ماری سعد نے تلوار اسکی چھین لی اور کمربند
پکڑ کر تا خش زین سے اٹھا لیا سر پہ چرخ دے کر زمین پر مار گھوڑے سے کود کر مشکیں باندہ عیاروں کے سپرد کیا اور
اب پھر عازم قتال ہوا اُدھر علمشاہ رومی لڑتا ہوا خسرو پلنگ سر پاس پہنچا اُسنے تلوار ماری علمشاہ نے
تھپکی دی کہ تیغ پٹ پڑی ہاتھ قبضے پر ڈالکر مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ اٹھا لیا غرض شام تک
لڑائی رہی آخر فوج بے سردار شکست کھا کر بھاگی امیر با فتح و فیروزی میدان سے پھرے قاہر اور خسرو شاہ کو
زندان خانے میں بھجوا دیا آپ خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو بارگاہ میں تشریف لائے اور حکم کیا کہ لاؤ خسرو پلنگ سر
اور قاہر شیرگیر کو داروغۂ زندانخانہ اُسیوقت دونوں قیدیوں کو لیکر حاضر ہوا خسرو اور قاہر نے بطریق
فرعون بیتان سلام کیا جواب سلام کسی نے نہ دیا مگر امیر با توقیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی اور فرمایا کہ اے خسرو شاہ
اگر تو مسلمان ہو جاوے تو میں تیری بادشاہی پھر تجھکو دیدوں نہیں تو مارا جائیگا اور چند کلمے مذمت کفر میں بیان
کیے اور بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بس خسرو شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا و زردست بستہ عرض کیا کہ جبتک
جیتا ہوں غلام ہوں امیر نہایت خوش ہوے اور تاج و تخت اُسے بخشا اور ایک خلعت بہت بھاری عنایت
کیا خسرو شاہ امیر سے رخصت ہو کر اپنے شہر میں گیا سبکو مسلمان کیا بعد اُسکے امیر کو شہر میں لیگیا دعوت و
ضیافت کی امیر نے سکہ و خطبہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری کروایا بتخانے تڑوا کے مسجدیں بنوائیں
بعد آٹھ روز کے سامان سفر مہیا کر کے خسرو شاہ سے رخصت ہو کر جہازوں پر مع لشکر کثیر سوار ہو کر دریا
میں زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوے کوچ بہ کوچ چلے آتے ہیں کہ ایک جزیرۂ سبز و خرم میں پہنچ کشتیاں
کنارے پر قائم ہوئیں لب ساحل خیمے میں برپا ہوے اُسدن تو استراحت کی دوسرے روز [illegible] سیر و تماشا
سیر و شکار رہے ساتویں روز چاہا کہ کشتیوں پر سوار ہوں کہ ایک شور و غل کشتیوں کیطرف [illegible] پیدا ہوا
صاحبقران نے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ غلغلہ کیسا ہے ملاحوں نے آکر سلام کیا اور دست ادب بستہ عرض کیا کہ
شہریار ہم راہ راست گم کر کے اسطرف آ گئے تھے یہاں سے قریب جزیرہ ہے شترسروں کا کہ [illegible] اُنکی
انسان کی تو کیا حقیقت جانوران درندہ تک رات کو نہیں رہتے اُنھیں کے خوف سے یاجوج و ماجوج کے [illegible]
ہے اور بادشاہ اُن سبھوں کا سپہدار شترسر نام ہے اگر ارشاد ہو تو اس راہ سے جلد پھیر چلیں ابھی اُنھیں خبر
نہیں ہوئی ہے کہیں ایسا نہو کہ لشکر کو آسیب پہونچے اور وہ آجائیں اور تعاقب کریں یہ جو صاحبقران نے
سنا فرمایا کہ اے ناخدا تو مرد عاقل ہے تجھکو زیبا نہیں ہے کہ یہ کلمہ کہے جب تمام شیرسروں اور فیل سروں اور پلنگ سروں
کو زیر کیا تو انکی کیا حقیقت کہ میرے لشکر کو آزار پہونچا سکیں اگر چاہا خالق عالم نے تو سب شترسروں کو مار ڈالونگا یا
مسلمان کرونگا یہی گفتگو تھی کہ غل اٹھا اور خاک اڑی دیکھا کہ شترسر دریا سے آ رہے ہیں [illegible]
دی ہیکل مانند دیووں کے آ پہونچے لشکر اسلام نے جو انکو اس ہیئت سے دیکھا [illegible]
[illegible] انکو دیکھ دیکھ کہتے ہیں کہ کیا قدرت ہے پروردگار عالم کی کہ اسنے کیا کیا شکلیں پیدا کی ہیں [illegible] شترسر قریب پہونچکر

صف باندھکر کھڑے ہوئے لیکن لشکر اسقدر کثیر تھا کہ انکی ہمت نہ پڑی آپس میں صلاح کی کہ سو سو دو دو سو کو
مار لیجائینگے اور بھون بھون کر کھائینگے اور اگر جا پڑینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ خیال کرکے ایک شتر سر پیل مست
پر سوار گرز آہنی لیے ہوئے نہایت زبردست کہ نام اسکا جمال شتر سر گرز زن تھا بادشاہ سے اپنے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان ہے تم میں سے کوئی ایسا مرد زبردست و بہادر کہ میرے مقابلہ
کو آئے اور ضرب گرز سے سلامت بچکر جائے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاوری مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اتر کر سلام کیا اجازت میدان کی چاہی فرمایا
کہ سپرد کیا پروردگار عالم کو وہی تمہارا حافظ و معین ہے اور جام کلاہ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر بارہ گر
کب پر سوار ہوکر گھوڑے کو جھپکا کر سامنے اُس شتر سر کے آیا نگاہ اُس شتر سر کی پڑی عجب ہیئت دیکھی یہ سر تو
شتر کا اور جسم فیل کا دانت مانند گرز کے نکلے ہوئے گردن دراز منہ سیاہ دل میں کہا کہ یہ آدمی تو کاہیکو ہے قسم
دیو سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ قوت انھیں میں خدا نے دی ہے جیسی چاہیں شکل بنا لیں ادھر اس شتر سر نے جو
قاسم کو دیکھا کہ مانند آفتاب کے چہرہ روشن ہے پوچھا کہ تو کون ہے اور سردار لشکر سے کیا علاقہ رکھتا ہے فرمایا
کہ میں پوتا ہوں حمزہ صاحبقران کا بیٹا ہوں شاہزادہ علمشاہ رومی کا کہ جسنے ابھی شیر سرون کو تباہ و برباد
کر دیا تھا ایک ایک میدان داری میں بیس بیس کو مارا اُسنے کہا کہ کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہے سجدہ کر خداوند
فرعون شاہ کو اطاعت میری اختیار کر تا کہ جان تیری بچ جائے فرمایا کیا بکتا ہے او مسخرے فرعون کیا کتا ہے
اُسنے غضبناک ہوکر گرز گران سر چرخ دے کر قاسم پر مارا قاسم نے آتے گرز کو خیال میں رکھا جب گرز قریب
سر پہونچا کلہ عمود پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دیا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس خبردار ہوشیار کہکر وہی گرز مارا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو پڑتا ہے لنگر نہ رک سکا ہیہات ہاتھ سے چھوٹی سر پہ گرز پہونچا کہ سر سینے میں
اور سینہ گردن میں گردن سینے میں سینہ پیٹ میں پیٹ کمر میں کمر کولون میں کولے ہاتھی میں ہاتھی پیوند زمین ہوکر
ایک ستون گرد بلند ہوا قاسم نے نعرہ کیا کہ خبر لو اس حرامزادے کی آکر بھائی اسکا جمال شتر سر تبرزن دوڑ کر آیا
پانی کا چھینٹا دیا گرد بیٹھ گئی کر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا نہ فیل کا پتا تھا نہ جمال کا نشان تھا بس
دیکھتے ہی کلیجہ اسکا خون ہوگیا پکارا ارے غضب کیا تونے کہ بھائی کو میرے مار ڈالا کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
یہ کہتا ہوا دوڑ پڑا اور آتے ہی تبرزین قاسم پر مارا قاسم نے آتی ضرب پر تیغہ بلارک افراسیابی جو مارا سر
تبرزین کا کٹکر گرا اور خالی دستہ ہاتھ میں رہگیا اُسنے دستے کو پھینکا کہ تیغہ کمر سے کھینچکر قاسم پر مارا قاسم نے
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے قاسم نے پھر مبارز طلب کیا چوپان شتر سر میدان میں
آیا بعد از گفتگوے بسیار اُسنے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تلوار روکی اور آپ اتنا میں کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے
ہوئے الغرض اُس روز قاسم نے پچاس شتر سرون کو مارا شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے پھر شام سے طبل جنگ بجا کیا صبح کو صفین آراستہ ہوئیں گردان گرد شتر سر کہ سپہ سالار لشکر
زبردست روزگار تھا کہ اسی پر سلطنت کا شتر سرون کی بھروسا تھا میدان میں آیا اور نعرہ مارا کہ وہ
اجل رسیدہ کہاں ہے جسنے کل پچاس بہادرون کو مارا کہ آج اسکی قضا میرے ہاتھ ہے بدیع الزمان نے قصد
کیا کہ میں جاؤن مگر قاسم ایسے کلمے سنکر کب رکتا ہے اڑا کر مرکب سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت لیکر
میدان میں آیا نگاہ روبرو ہوا کہ گردان گرد کو گرد برد کردیا اسنے کہا کہ اے جوان تو اس کوتاہ قد و قامت

زبردست ہی کہ ایسے بہادرون کو تو نے بزور شمشیر مارا تجھکو لازم ہی کہ اطاعت میری کرین ترا بہت مرتبہ کرونگا
اور نہین تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے کہا او شترسر کیا مجال ہی تیری کہ تو مجھے قتل کرسکے اگر حیات ہی
پروردگار عالم نے تو سنین سب تیرے ہمچشمون کیطرح تجھے بھی مارونگا یہ سنکر وہ بہت برہم ہوا اور ارادہ لپٹنیکا
قاسم پر مارا قاسم نے آتے ارسے پر تلوار ماری کہ ارسے کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے وہی ٹکڑا ارسے کا کھینچ قاسم
کھینچ مارا قاسم نے خالی دیا گردان گرد شترسر مرکب سے کودکر تلوار کھینچکر دوڑا گھوڑے کو قاسم کے پی کرے
قاسم زادہ اُسکا سمجھ گیا کودکر مرکب سے تیغ بکف دوڑا اُسنے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور کہا کہ اگر قوت رکھتا ہی
تو مجھسے کشتی لڑ قاسم نے بھی تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور جھپٹا مگر وہ مکار اب اپنے مقام سے آگے نہ بڑھا جب
قاسم قریب پہونچا تنہا پاکر اُسنے اپنی تلوار اُٹھاکر قاسم پر ماری قاسم کو بھی چھتیس فن سپہ گری کے یاد ہین
پیترا بدلکر خالی دیدی وہ اپنے زور مین اوندھے منھ زمین پر جا رہا قاسم نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور دوڑکر
پنجہ تلوار چھین کر پھینک دی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی قاسم نے گھڑی بھر کے عرصہ مین لنگر اُسکا توڑا اور
سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کودکر چھاتی پر دھڑ سے سر اُسکا کھینچ لیا بس یہ جو دیکھا شترسرون نے کہ سپہ سالار
مارا گیا سمجھ گئے کہ یہ بڑا زبردست ہی یون نہ مارا جائیگا بلوا کرکے اسے قتل کرو سبکے سب دوڑ پڑے ادھر سے قاسم
باردگر مرکب پر سوار ہوکر پیکار کسا فرسیائی جا پڑا قتل کرنا شروع کیا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی اشارہ کیا
غازیان دیندار کو وہ سب تیغ بکف دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی عین گرمی جنگ مین قاسم تلوارین مارتا ہوا
قریب تخت سپہدار شترسر کے پہونچا اُسنے تلوار ماری قاسم نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
سردار کے اسیر ہوتے ہی تمام شترسر شکست کھاکر بھاگے چھ ہزار شترسر مارے گئے امیر بفتح و فیروزی ہاتن
پھرے قاسم تا بارگاہ سپہدار کو ہاتھ پیر بند کیے ہوئے لایا سامنے امیر کے مشکین باندھ کر ڈالدیا فرمایا کہ اسے
زندان خانے مین بھیجو صبح کو دیوان کیا جائیگا اُسیوقت آہنگرون کو بلاکر اسیر غل و زنجیر کیا کر قیدخانے مین
بھیجدیا دوسرے روز جب دربار معمور ہوا امیر نے فرمایا کہ لاؤ سپہدار کو اُسیوقت لاکر موجود کیا اُسنے آکر سلام
کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ مین نے غلامی حضور کی اختیار کی فرمایا لعنت کر فرعون پر اور کلمہ بتایا اُسنے
ہزارہا لعنتین فرعون پر کین اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کرا کے خلعت عنایت کیا سپہدار
امیر سے رخصت لیکر اپنے شہر مین آیا سبکو بھی مسلمان کیا اور تحفے لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ اب حضور شہر کو میرے قدوم میمنت لزوم سے منور و ممتاز فرمائین ارشاد کیا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی
اُسنے جاکر دعوت کی تیاری کی بادشاہ اسلام اور امیرزادہ والا احترام کو مع سرداران عالیمقام کے لیگیا انواع اقسام کے
طعام لذیذ کھلاے بعد اُسکے معشوقان پریجمال حورتمثال کو طلب کیا وہ مصروف رقص و غنا ہوئین صحبت
عیش و عشرت آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس قوم مین خدا نے ایسے حسین پیدا کیے ہین کہ مقابل
حوران بہشت کے ہین یہ صحبت رقص ہین سپہدار شاہ نے عرض کیا کہ حضور اگر سنین تو بندہ ذو چنگ
و رباب و موسیقار بجاے فرمایا کہ ضرور ہمکو اشتیاق پیدا ہوا سپہدار شترسر نے جو ساز بجاے سبکو محو کردیا
کبھی رلادیا کبھی ہنسادیا کبھی سلادیا کبھی جگادیا امیر نے بہت تعریفین کین سب سردارون کی یہ کیفیت تھی
کہ سواے واہ کے دوسری صدا منھ سے نہ نکلتی تھی عمرو نے بھی بہت سی تعریف کی اُسنے سلام کیا اور کہا کہ خواجہ صاحب
یہ مجال میری نہین کہ آپکے سامنے بجا سکون مین نے آپکی بہت تعریف سنی ہی اب امیدوار ہون کہ کچھ حضور بھی گائین

اگر خلاف نہ ہو اور بعد امیر نے بھی اصرار کیا عمرو نے نے بجانا شروع کی پھر بھلا انکا کیا پوچھنا ہی جس راگ راگنی کو بجایا تصویر کھینچکر دکھادی ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ سرد آہین بھر رہا تھا عجب اثر ہی عمرو کے گانے مین کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا ہی الغرض صبح کو صحبت برخاست ہوئی سب رات بھر کے جاگے تھے سو رہے سہ پہر کو اُٹھے امیر نے نماز پڑھی اگر بارگاہ مین بیٹھے پھر وہی صحبت آراستہ ہوئی غرض سات دن تک یہی رنگ رہا آٹھوین روز امیر نے قصد سفر کیا تھا سپہدار شتر سر نے عرض کیا کہ پیر و مرشدا اس نواح مین ایک چشمہ ہی کہ پانی مین سے اُسکے آگ نکلتی ہی اور جو کچھ اُسمین کپڑے کی قسم سے ڈال دیتے ہین جلجاتا ہی اور قریب اُسکے ایک بیشہ اور ہی اُسمین ایک جانور ہی کہ نام اُسکا ققنس ہی اور موسیقار بھی اُسے کہتے ہین علم موسیقی کا عالم باعمل کہ بارہ سو ساعتون مین بارہ جگہ سے راگ نکلتے ہین منقار مین اُسکی بہت سے سوراخ ہین جنمین بارہ سوراخ بڑے ہین انھین بارہ سوراخون مین سے بارہ آوازین بعد ایک ایک ساعت کے نکلتی ہین امیر نے فرمایا ای سپہدار مین مشتاق ہون چشمۂ آتش خیز کا عمرو بولا کہ مجھے موسیقار کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی اُسنے عرض کیا کہ چلیے امیر مع عمرو اور چند سردارون کے اُسکے ہمراہ ہوے سپہدار شتر سر نے بھی کچھ منتخب شتر سرون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا ساتوین روز ایک جزیرے مین پہونچے دیکھا کہ گلستان جنت نظیر ہی اور اُسمین ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا مانند گلاب کے خوشبودار ہی سپہدار نے عرض کیا کہ یہی چشمۂ آتش خیز ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جلد ایک چادر منقش عنبرین لیکر لاؤ اور اس چشمے پر ڈالو ملازمون نے بموجب حکم چادر حاضر کی بس بمجرد چادر ڈالنے کے چشمۂ آب جوش مین آیا اور شعلۂ آتش بھڑکا کہ وہ چادر جلکر خاک ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ طلسم ہی سپہدار نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ طلسم نہین ہی بلکہ طلسم قدرت اسے کہنا چاہیے امیر نے فرمایا اچھا دیکھیو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اور کئی آدمی جو واجب القتل تھے انھین اُس چشمے مین ڈلوا دیا وہ اُسمین خوب نہائے شناوری کی مگر کچھ اثر آتش نہ دکھائی دیے امیر نے فرمایا سچ ہی یہ آتش قدرتی ہی کہ کپڑے کی قسم کو جلا دیتی ہی اور آدمی کو ضرر نہین پہونچاتی اور اُسکا تماشا دیکھکر بیشۂ جانوران کی طرف روانہ ہوے راہ مین سنگ خارا واقع تھا اور کژدم و خرچنگ و عقرب دریا بے انتہا تھے اور پانی وہ شور و تلخ تھا کہ مُنہ پر ڈالنے سے پلکین بھوین مونچھین ڈاڑھی سب گر جائین مگر باغ مانند گلستان ارم کے شاداب و سرسبز بے خزان دیکھا کہ انواع اقسام کے گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوے ہین خوشبو سے دامن گلشن بسا ہوا ہی جانوران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے چہک رہے ہین پانی چشمے کا وہ صاف و شفاف کہ آئینہ اُسکے آگے خجل ہو کر گرد کدورت پیدا کرے بو سے خوش اُسمین سے چلی آتی ہی عجب طرح کی خوشبو ہی کہ محسوس نہین ہوتا نہ مشک سے ملتی ہوتی ہی نہ عود سے مناسبت رکھتی ہی کل خوشبوؤن سے علیحدہ خوشبو ہی ہوا ایسی خوشگوار ہی کہ روح تازہ ہوتی ہی جب کوئی جھونکا آگیا معلوم ہوا کہ قوت روحانی کچھ بڑھ گئی غرض امیر کشورگیر مع سرداران باتوقیر و سپہدار شتر سر و عمرو بن امیہ نامور سیر کرتے ہوے چلے آتے ہین جہان شام ہو جاتی ہی قیام پذیر ہوتے ہین صبح کو پھر چلتے ہین کچھ میوہ تر و تازہ توڑ کر کھا لیتے ہین اشتہا دفع ہو جاتی ہی اسیطرح تیسرے روز وہان پہونچے کہ جہان وہ مرغ موسیقار تھا دیکھا کہ منقار مین اُسکی ہزارون سوراخ ہین اور ہر سوراخ مین سے آواز راگ کی نکلتی ہی کہ جسکے اثر سے بعضے بیہوش ہو جاتے ہین بعضے رونے لگتے ہین بعضے ہنسنے لگتے ہین اور ہزارہا جانور اُسکے گرد و جوار مین جمع ہین مگر خاموش بیٹھے ہوے اُسی کی صدا سُن رہے ہین جب دوپہر ہوئی تو وہ جانور اُٹھا اور لکڑیان جنگل سے لا لا کر جمع کین اور جانور

بھی لکڑیان لالا کر جمع کرنے لگے جب بہت بڑا ڈھیر ہوگیا موسیقار اُسپر جا کر بیٹھا ایلے تو اور راگ گانے کے ریسان
خوب روئے بعد اُسکے دیپک راگ جو گایا دفعتہً آگ لگ گئی اور اُسکی منقار سے بلکہ تن بدن سے شعلے پیدا ہونے
لگے کہ وہ جانور جلکر خاک ہوگیا صاحبقران تو اُسکے گانے کے عاشق ہوگئے تھے یہ جو دیکھا کہ جانور جلگیا
نہایت صدمہ ہوا خوب روئے سپہدار شتر سر نے عرض کیا کہ شہریارا آپ روتے کیون ہین فرمایا کہ یہ جانور
مثل پیمانہ رکھتا تھا جلگیا اب ایسا جانور کہان سے آئیگا اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کچھ فکر نکرین قدرت
خدا کا تماشا دیکھین یہ جانور نہ مثل اپنا رکھتا تھا نہ اسکا جوڑا ہی اور سال بھر بعد اسیطرح جل جاتا ہی اور اُسکی
خاک مین سے انڈا نکلتا ہی اور وہ شق ہوتا ہی اور بچہ موسیقار کا پیدا ہوتا ہی اور پیر پر زمین سے لگا لکڑ رہتا ہو اور
جسقدر بلند ہوتا ہی بڑھتا جاتا ہی یہانتک کہ ثابت ہو جاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہوا سے تند چلی اور وہ راکھ اپنی
جگہ سے ہٹی اور انڈا دکھائی دیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی انڈا پھٹا اور بچہ موسیقار کا اُسمین سے نکلکر
اڑا اور آسمان کیطرف چلا صاحبقران یہ دیکھکر متحیر ہوئے فرمایا ای سپہدار شتر سر پھر یہان
کب آئیگا اُسنے کہا کہ بیسوین روز پوچھا کہ سال بھر کہان رہتا ہی عرض کیا کہ سنا ہی کہ روم مین رہتا ہو وہی اسکا
مسکن ہی یہان جلنے کو آتا ہی امیر یہ تماشا دیکھکر بہت مسرور ہوئے وہان سے سیر کرتے ہوئے اور بیشہ مین پہونچے
دیکھا کہ کچھ چوپائے پرند ہین اور عجیب عجیب شکلین انکی ہین کہ گاؤ کے چنگال شیر کے پانون اور ایک جانور کو دیکھا
کہ اُسکے ہزار ہا تھ ہین اور خرطوم فیل کی سی ہی رنگ کبود مانند آسمان کے صاف و شفاف اور جو اُسکے بیٹھے اور
قسم کے بہت سے جانور دیکھے شکر پروردگار بجالائے کہ تو نے کیا کیا تماشے اپنی قدرت کے مجھے دکھائے جب تماشے
عجائبات وہان کے دیکھ چکے تو سپہدار کے ساتھ پھر اُسکے شہر مین آئے اُسنے خلعت دیا تخت و تاج بخشا اور جہاز
پر سوار ہوکر مع لشکر لقا قتین لقائے بہ لقا کے روانہ ہوئے سیر دریا کرتے ہوئے ساتوین روز ایک پہاڑ پاس
پہونچے دیکھا تو عجیب پہاڑ ہی کہ پتھرون سے درخت پیدا ہوئے ہین اور گلہائے رنگا رنگ ان مین پھولے ہوئے
ہین مقام فضا کا ہی حکم دیا کہ خیمے یہین برپا ہون کہ ہم سیر کرینگے پہاڑ کی آب و ہوا عمدہ ہوگی کیونکہ مقام دلچسپ ہی
غرض خیمہ استادہ ہوا داخل بارگاہ ہوئے بعد دو روز کے شکار کھیلنے کو جانب صحرا روانہ ہوئے چند ہرن شکار
کیے تھے کہ ایک گورخر نظر آیا ایسا گورخر کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا کہ قدم اسکا برابر گھوڑے کے تھا نقش و نگار
مانند طاؤس کے سم پر سینے ہوئے تھے امیر بہت خوش ہوئے دل مین کہا کہ اسکو زندہ پکڑیے اور ملک یا قمر لیجیے
کہ لوگ وہان کے دیکھکر خوش ہون اور پروردگار کو یاد کرین یہ خیال کرکے گھوڑا اسکے پیچھے ڈالا وہ بھی مانند
باد صرصر کے چلا امیر کو وہ اشتیاق ہوگیا تھا کہ تعاقب اسکا کسیطرح نہین چھوڑتے تین روز بے آب و دانہ گذر گئے
ہین مگر برابر اُسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین چوتھے روز گورخر نظر سے غائب ہوگیا امیر اب حیران و پریشان
اُس دشت ویران مین کھڑے ہوئے ہین نہ یار ہے نہ مددگار ہے کیا کرین کہان جائین گھوڑے سے اُترکر
اُسے تو چھوڑ دیا کہ وہ مصروف چرا ہوا ایک جانب کچھ درخت میوے کے معلوم ہوئے آپ وہان گئے دیکھا کہ میوہ
نہایت تر و تازہ ہی شکر کا سجدہ بجالائے اور میوہ توڑ کر کھایا کہ ذرا تسکین ہوئی اور قوت آئی قریب ایک چشمہ
تھا اُسمین سے پانی پیا پھر گھوڑے پاس آئے باگ اُسکی پکڑکر اُسے ٹہلاتے ہوئے ایک کوہ کیطرف نکل گئے بالا
کوہ آکر دیکھا کہ ایک چشمہ ہی کہ سپر ایک درخت بلند ہی اُسکے سایہ مین جاکر بیٹھے اشقر کو چھوڑ دیا وہ کچھ چرنے لگا
صاحبقران ادھر اُدھر دیکھتے ہین کہ ایک غار عمیق نظر آیا کہ نہایت تنگ و تاریک تھا اُسے دیکھکر

خوف زدہ ہوئے کہ یہ کیا آفت ہے لیکن ملاحون سے سنا تھا کہ اس سرزمین مین غار جمشیدی ہے کہ ایسا کوئی
غار دنیا مین نہین ہے کہ ایک سو ساٹھ فرسخ کا اسکا طول ہے اور پچاس فرسخ کا عرض ہے جس وقت بسبب برگشتگی بخت
جمشید کو غرور ہوا کہ مجھ سا دیگرے نیست لوگ سمجھے کہ اسپر ادبار آیا اس سے متنفر ہو کر بھاگ گئے جمشید اس
غار مین آکر رہا اور نام اسکا گلستان ارم رکھا اور تین شہر اور دس باغ اسمین بنوائے آب و ہوا وہان کی بہت
خوش تھی اور گرد و اطراف مین چشمہائے آب مصفا تھے امیر کو عقل سے معلوم ہوا کہ یہی غار جمشید ہوگا اشتیاق
ہوا کہ اسے دیکھیے اور باغون کی سیر کیجیے توکلت علی اللہ اس غار مین کود پڑے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے
یہانتک کہ تاریکی سے گذر گئے اور ایک عمارت پاس پہونچے اشقر کو تو واسطے چرائی کے چھوڑ دیا آپ اسی عمارت
کیطرف چلے کہ اسمین چلکر بیٹھے اور سیر کیجیے کہ یکایک ایک آواز مانند رعد کے پیدا ہوئی خیال مین گذرا کہ شاید
باغبان کی یہ صدا ہے اسطرف دیکھ رہے تھے کہ ایک دیو مہیب سامنے سے پیدا ہوا کہ شکم اسکا گنبد کے
کیطرح کا سر مانند ایک گنبد کے دہانہ مثل غار کے ہیبت سے قدم اسکا ہر رنگ کا از سرتا پا سفید رنگ سامنے صاحبقران
کے آیا اور نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو کون ہے جو اتنی بڑی جرأت کی کہ یہان چلا آیا فرمایا امیر نے کہ تو مجھے واقف نہین
مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جفت آسمان پری ہون حمزۂ صاحبقران میرا نام ہے اسنے کہا ای آدم زاد تو مجھکو
باتین کیون بناتا ہے مین تجھسے ڈرنے کا نہین تجھے ضرور کھا جاؤنگا امیر نے فرمایا اچھا جب تو مجھے جانبر ہوگا تو جو چاہنا
وہ کرنا اسنے کہا کیا تو مجھے مار ڈالیگا فرمایا اگر تو مسلمان ہوگا تو چھوڑ دونگا نہین تو بے تامل مار ڈالونگا دیو نے کہا تو اگر
زلزلۂ قاف ہے تو باپ سے میرے واقف ہوگا کہ سیاہ ملک سیاہ کلاہ اسکا نام ہے جبسے وہ مسلمان ہو کر شریک
آسمان پری سے ملا ہے مین نے ملنا اس سے چھوڑ دیا بلکہ پردۂ قاف کا رہنا چھوڑ دیا غار جمشیدی مین چلا آیا نام میرا دیو
سیماب ہے مین نہایت زبردست ہون اکثر دیو آرزو اس غار جمشیدی مین رہنے کی کر کے ہاتھ سے میرے شکست
کھا کر بھاگ گئے تجھکو لازم ہے کہ اطاعت میری اختیار کرے مین تجھے اچھی طرح رکھونگا فرمایا کیا گو وہ کھاتا ہے لا جو کچھ
مزہ رکھتا ہو مین کھاتی تیرا اندر دہ کیون اسنے برہم ہو کر کہا کہ قضا تیری آئی ہے اسوقت امیر کشور گیر برہم ہو کر نعرہ
صاحبقرانی کیا کہ دیو لرز گیا بولا کہ قد تو تیرا اتنا سا ہے مگر آواز بہت بڑی ہے لیکن مین تجھسے ڈرنے کا نہین اور
معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہے یہ کہکر ارتشاد امیر پر ماری امیر نے پھیرا بدلکر اسے خالی دیا دیو
زمین کیطرف جھکا تا شق گرد و غبار بلند ہوا دیو نے کہا افسوس ہے کہ گوشت تیرا اکر کرا ہو گیا مین نے لطف سے نہ کھایا
جبکہ گرد برطرف ہوئی امیر نے نعرہ کیا کہ کیا بکتا ہے کیسے مارا تو نے مین تو زندہ ہون یہ کہکر دوڑے اور اس سے
لپٹ گئے دیو بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ امیر نے اڑنگا لگا کر اسے گرایا کہ وہ چارون شانے
چت گرا امیر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور زانوون سے دبایا فرمایا کہ مسلمان ہو نہین ابھی مار ڈالونگا اسنے کہا
بیشک آپ زلزلۂ قاف ہین مین نے اطاعت تیری اختیار کی بصدق دل مسلمان ہوا لعنت کی ابلیس پر امیر نے
اسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا اگر وہ پھر التصدق ہوا دعوت امیر کی کی صاحبقران نے شبکو وہین آرام فرمایا
صبح کو بیدار ہوئے نماز پڑھی دیو سیماب ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا صاحبقران نے وظیفہ سے فراغت کر کے
فرمایا کہ بھائی ہم اس غار کی سیر کو آئے تھے اسنے کہا کہ چلیے مین سیر کراؤن اور اپنے کاندھے پر بٹھا کر لے اڑا
تمام شہر اور باغ غار کے دکھائے کہ سب مکانات پتھر کے بنے ہوئے تھے اور دکانین آراستہ تھین مگر آدمی کا نام
ونشان کہین نہ تھا باغ سبز و شاداب تھے لیکن باغبان کا کہین پتا نہ معلوم ہوتا تھا فرمایا ای دیو سیماب

یہ باغ بغیر باغبان سرسبز و شاداب کیونکر رہتے ہین عرض کیا کہ شہریار نہرین پانی کی پہاڑ سے کاٹ کے لائے ہین کہ پانی
آپسے آپ اعتدال کے ساتھ ہمیشہ چلا آتا ہے اور درختون پھولون کے جواہر لگا رہین فرمایا سبحان اللہ خالق اکبر نے
ایک بندے کو ایسی طاقت دی تھی کہ وقت اخیر مین اُسنے اسطرح کی عمارت اور باغ تعمیر کرائے اور عمارتون کا یہ
عالم تھا کہ ہر ایک مکان مین جواہر اعلی بنصب تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کاریگر بنا کے گئے ہین نگاہ قائم نہین ہوتی
فرش اسیطرح آراستہ ہی کیا مجال جو کہین پر شکن ہو امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ کبھی یہ فرش کیونکر ہمیشہ آراستہ
رہتا ہی عرض کیا کہ شہریار خاک یہان کسی جانب سے نہین آتی کیونکہ مکانات پتھر کے ہین فرش یونہین تیار رہتا ہی
اور جب کوئی دن کو یہان بیٹھتا ہی چہار طرف ساز لگے ہوے ہین وہ بجنے لگتے ہین عالم محویت کا عالم ہو جاتا ہی اور
رات کو گوہر شبچراغ روشن ہو جاتے ہین کچھ مشعل و چراغ کی حاجت نہین ہوتی صاحبقران بہت محظوظ ہوے
بعد اسکے دیو سپاہ امیر کو قبر جمشید پہ لایا دیکھا صاحبقران نے کہ گنبد ہفت جواہر بنا ہوا ہی چمک سے اسکی
نگاہ قائم نہین ہوتی اندر گنبد کے داخل ہوے دیکھا کہ طلائی لوبے روشن ہین خوشبو چلی آتی ہی گلدستے جواہر
پھولون کے اسمین رکھے ہوے ہین جس پھول کا گلدستہ ہی اسی گل کا عطر اسمین داخل کیا ہی کہ تمام گنبد مہک رہا ہی
چار طرف سے ہوا سرد چلی آتی ہی بیچ مین تعویذ قبر کا ہی اور ہر قسم کا جواہر اسپر جڑا ہوا ہی امیر بیٹھ کے فاتحہ پڑھا
ہوا سرد چل رہی تھی امیر کی آنکھ لگ گئی دیدہ ظاہری بند ہوگئے چشم باطنی وا ہوگئی عالم خواب مین ایک بادشاہ
جلیل القدر کو کمال عظم و شان سے دیکھا کہ لوگ اسکے فرسخ در فرسخ معلوم ہوتے تھے تخت شاہی پر سوار
تھا قریب امیر کے آکر پکارا کہ السلام علیک یا صاحبقران با اقبال امیر نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ
کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے کہا کہ مین وہی بندہ گنہگار جمشید ہون یا حمزہ صاحبقران
مین وہ ہون کہ سات سو برس تک مین نے بادشاہت کی اور کیا کیا چیزین مین نے بنائین اور کیسا عدل و انصاف
کیا مگر غرور جو مجھے آیا کہ میرے برابر کوئی زمانے مین نہین خلق ہوا اسلیے پروردگار عالم کو ناپسند ہوا کہ غرور اسیکو
زیبندہ ہی شعر مرو را رسد کبریا و منی ٭ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ٭ بس اسی غرور پر مین ارے مین
پکڑا گیا آدمیکو لازم ہی کہ غرور نہ کرے بلکہ نیک کام جو اس سے ہو جاوے تو شکر پروردگار بجا لاوے اور جو ہم
اُٹھاتا ہی وہ خراب ہوتا ہی جبتک انسان زندہ ہی اختیار ہی جو نیکی چاہے کرے کہ یادگار اسکی رہے خلق اسکو
بہ نیکی یاد کرے غرض کچھ کلمات نصیحت آمیز کہے کہ امیر خوب بیدار و بے بعد اسکے جمشید نے کہا کہ یا امیر آپ موید
من اللہ ہین پیغمبر آخر الزمان ہین میری قبر پر چار گوہر شبچراغ نصب ہین وہی آپکی نذر کیے بس آنکھ امیر
کی کھل گئی کسی کو نہ دیکھا وہ گوہر شبچراغ اکھڑے ہوے پڑے تھے امیر نے انکو اُٹھا لیا اور دیو سپاہ
سے کہا کہ مجھکو جمشید نے یہ دیے ہین ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تھی تو جمشید مجھے خواب مین آکر دے گیا ہی غرض
دو روز وہان رہے تیسرے روز اس غار سے باہر آئے اشقر پر سوار ہوے دیو سپاہ سے کہا کہ وہ گور خر نہ معلوم ہوا
کہ جسکے پیچھے مین یہان آیا تھا اُسنے کہا کہ وہ گور خر نہین تھا آپ کو لگا لایا تھا الغرض امیر نے دیو سپاہ کو رخصت
کیا اور وہان سے اپنے لشکر مین آئے لوگ متفکر تھے کہ گرد اُڑی اور امیر کشور گیر پیدا ہوے سردار دوڑ کے
اور استقبال کرکے امیر کو لیگئے حال استفسار کیا امیر نے تمام حال غار جمشیدی کا بیان کیا اور پھر وہان سے
آگے روانہ ہوے بعد چند روز کے ایک پہاڑ پاس پہونچے کہ بہت بلند تھا اُسپر جو پہونچے تو ایک درخت ہوتا
دیکھا کہ نہایت بلند ہی اور شاخین اسکی بہت سی ہین اور ایسا گمان ہی کہ آسمان اُسکے نیچے ہے نہین معلوم ہوتا

اور تنہ اسکا پانچ سو ایچ کا چوڑا ہی کہ درخت عود و صندل کے اسپر لگے ہوئے ہین امیر نے کبھی ایسا درخت
نہ دیکھا تھا حیران ہوئے ملاحون سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انہون نے عرض کیا کہ یہان مسکن سیمرغ کا ہی دیو
پری بھی یہان نہین رہ سکتے سیمرغ بادشاہ ہی تمام جانورون کا سب جانور اسکے مطیع ہین اور ایسا بڑا جانور
ہی کہ نہنگ و اژدہے کو جنگل مین پکڑ لاتا ہی شکار کرتا ہی اور سیمرغ نہایت رحم دل ہی کہ اگر کسیکو بے توشہ دیکھتا ہی
اور بے زاد راہ پاتا ہی تو اسکو میوہ اور رد یہ پہونچاتا ہی اور جو کوئی راہ بھول جاتا ہی تو راہ پر لگادیتا ہی اور
کسیکو ایذا نہین پہونچاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہوا سے تیز چلی پانی موج مارنے لگا تمام درخت جنبش مین
آگئے اور ایک سناٹا پیدا ہوا کہ شیر و پلنگ دہلنے بھاگے ملاحون نے عرض کیا کہ سیمرغ آ پہونچا کہا کچھ پروا
نہین کچھ دیر کے دیکھا ایک بارگی روے آفتاب پر سیاہی آگئی عجیب جانور تھا قطع جسم پر و بالش خوشنما سے درخت شاہ
پایہ مالش مثال پایۂ تخت و چو ستون کشیدہ منقار سے چوبیہ ستون کے درمیان غار ہی اور ایک پنجہ مین نہنگ
دوسرے مین اژدہا تھا اور پر دونون اسقدر جوڑے تھے کہ آسمان چھپا ہوا تھا وہ سیمرغ آکر اس درخت پر ہو
پر بیٹھا امیر اسکو دیکھکر حیران ہوئے اور خدا کو بزرگی یاد کیا کہ اے پروردگار تو قادر و توانا ہی اور سجدہ کرنے
سر جھکایا مگر سیمرغ کی نگاہ جو حمزہ صاحبقران پر پڑی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہی اور سیمرغ ممنون صاحبقران
ہی کیونکہ پردۂ قاف مین سیمرغ کے بچون کو اژدہون سے بچایا تھا اژدہے کو مارا تھا سیمرغ نے پکارا السلام علیک
یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا سیمرغ درخت سے اتر کر قدمبوس ہوا اور کہا کہ اے شہریار آپ یہان
کہان فرمایا کہ مین ظلمات مین آیا تھا وہان کی مہم سر انجام دی سرکی اب ملک فرعونیہ پر جاتا ہون اور پوچھا
کہ اے سیمرغ مین نے تجھے پردۂ قاف مین دیکھا تھا مکان تیرا وہین تھا اب یہان کیون چلا آیا اسنے عرض کیا
کہ اے شہریار مین چھ مہینے پردۂ قاف مین رہتا ہون اور چھ مہینے پردۂ دنیا مین جاڑے پردۂ قاف مین بسر
کرتا ہون اور گرمی پردۂ دنیا مین لب دریا کے امیر نے چاہا کہ سیمرغ سے رخصت ہوکر روانہ ہون اسنے دعوت کی
امیر جانے سے مجبور ہوگئے کیونکہ رد دعوت جائز نہین ہی غرض سیمرغ نے امیر کی تواضع کیا انواع اقسام کے
میوے کھلائے اور بعد دو روز کے رخصت کیا اور چلتے وقت بہشت سے ... القصہ امیر اسسے
رخصت ہوکر ملاحون سمیت کشتیون کیطرف روانہ ہوئے راہ مین امیر نے دیکھا کہ ... فلک قدم اٹھاکر
چلے جاتے کوئی ڈر کر بھاگتا ہی صاحبقران نے آواز دی کہ ارے تم کیون بھاگے جاتے ہو عرض کیا کہ اس
نواح مین گنبد ... رہتے ہین اور ایک ایک گنبد مانند پہاڑ کے ہی معلوم ہوتا ہی کہ گویا لوہے کے
بنے ہوئے ہین ہاتھ پاؤن انکے مانند فیل کے ہین فرمایا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ کوئی بلا راہ مین نہ چھوڑونگا
مین ان سبکو مارونگا بعنایت الٰہی کبھی نہ ڈرونگا اور مین نے جب دیوون سے خوف نہ کیا تو انسے کیا ڈرونگا
پروردگار میرا حامی و مددگار ہی جو مشکل سخت در پیش ہوئی اسکے فضل سے دفع ہوئی اور ملاحون سے پوچھا
کہ کسطرف کو گنبد رہتے ہین ملاحون نے عرض کیا کہ حضور چلے چلیے جو کوئی سامنے آئیگا اس سے لڑنا پڑیگا
صاحبقران نے برہم ہوکر کہا کہ او نمک حرامو تم مجھے نصیحت کرتے ہو جلد راستہ بیابان گرگ دین کا بتاؤ اور تم یہان
چلے جاؤ ان چیون نے راستہ بتادیا امیر اسطرف روانہ ہوئے تھوڑی دور آگے گئے کہ آواز سم ... اسکی معلوم
ہوئی اور چند گرگ دین مانند فیل مست کے نمودار ہوئے اور صاحبقران پر دوڑے امیر نے ...
کہان ... [illegible]

صاحبقران اندر گنبد کے آئے اور صبح تک وہان رہے جو جو کچھ کہ شاہدشاہ سے سنا تھا وہ سب معائنہ
کیا فرمایا کہ بیشک طلسم ہی اُسنے عرض کیا کہ پیرومرشد یہ طلسم قدرتی ہی فرمایا اچھا معلوم ہوجائیگا اور اندر سے
قصر کے نکلکر کہا کہ اسی پہاڑ پر چڑھیا و بتخانہ واسطے ہمارے برپا کرو بموجب حکم سفید پہاڑ کی راوٹی استادہ ہوگئی
صاحبقران سر شام سے وضو کرکے اسکے اندر داخل ہوئے پہلے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اسکے دو رکعت
نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنے لگے کہ ای پروردگار عالم امیدوار ہون کہ حال اس بت کا مجھپر منکشف ہوجائے کہ
یہ کیا ہی غرض اسیطرح دعا مانگتے مانگتے روتے روتے صبح ہوگئی کہ ایکایک دیدۂ ظاہری بند ہوگئے اور چشم باطنی
وا ہوئی ایسے مین حضرت خضر علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کا نمایان ہوا آواز تسبیح بلند ہوئی جسوقت قریب پہونچے
آواز دی کہ السلام علیک یا حمزہ صاحبقران اسنے جواب سلام دیا دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے حضرت نے
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ یا صاحبقران یہ بت قدرت پروردگار سے بنا ہی اسمین آپ کچھ اصرار نہ فرمائین
حضرت موسیٰ یہان آئے تھے کہ مین اس بت کو توڑونگا ایسا کچھ انکو دکھائی دیا کہ سجدہ کرکے پھر گئے آپ
یہان سے چلے جائیے یہ فرماکر حضرت غائب ہوگئے امیر نے نماز صبح پڑھی راوٹی سے باہر تشریف لاکر سبھون سے
حال بیان کیا اور وہان سے پھرکر جزیرہ عدن مین آئے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے دوسرے دن خبر آئی کہ
کشتیان جہاز آپہونچے فرمایا یہان سے زاد راہ میوہ اور پانی اچھا بھرلین ملازمون نے بموجب حکم عالی زاد راہ
سب بھرلیا دوسرے روز امیر شاہدشاہ سے رخصت ہوکر کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے بعد چند روز کے
ساحل پر پہونچے ایک بیشہ دکھائی دیا فرمایا کہ اس بیشہ کی سیر کرتے ہوئے چلینگے ملاحون نے عرض کیا کہ ای شہریار
اس بیشہ کی سیر سے درگذرئیے یہان جانے سے کچھ فائدہ نہین نہ دین حاصل ہی نہ دنیا فرمایا کہ مجھکو کیفیت یہان
یہان کی آگاہ کرو کہ مین خبردار ہوون ملاحون نے عرض کیا کہ اس بیشہ مین تین اژدہے بہت بڑے رہتے ہین
...ین یا گھوڑون کو ایک سانس مین نگل جاتے ہین اور انکے منہ سے شعلۂ آتش جو نکلتا ہی تمام کوہ و بیابان و وحشیون کو
جلاتے ہین اور زہر سے انکے دریا شور ہوگیا ہی ایک اژدہا مقابل پہاڑ کے ہی دوسرے اژدہے کی یہ قطع ہی کہ
بال اسکے سر پر ہین مانند زلفون کے کہ منہ پر اسکے پڑے ہوے ہین وہ منہ مین اپنے پہاڑ کو کھینچ لیتا ہی تیسرے
اژدہے کے سر پر دو شاخین ہین مانند گاؤمیش کے اگر رستم و اسفندیار اسکو دیکھین تو زہرہ آب ہوجائے اگر
بچہ پیدا ہو اس بیشہ کی آدمی کو لگے ہاتھیان بلکہ چونا ہوجائین وحشی طیور جنگل کے خوف سے ان اژدہون کے کانپتے
ہین صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا کہ بقوت پروردگار عالم زمانے کی بلائین مین نے دفع کی ہین حیف ہی کہ انکو دفع
نہ کرون اور مین نے ایک اژدہا بیشۂ قبرستان مین مارا تھا جسکا علم اژدہا پیکر بنا ہی دوسرے اژدہے کو شہر روم مین
ہلاک کیا اسفل کو پہونچایا ہی انشاءاللہ انکو بھی جہنم واصل کرونگا ملاحون نے عرض کیا ای شہریار آپ کے طفیل سے
خلق اللہ راہ راست پر آئی ہی خدا کو پہچانا ہی آپ اس کام سے ہاتھ اٹھائین اپنی جان کو تصدیع نہ دین فرمایا
کہ بیشک جاکر انکو نہ مارونگا آرام نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ آگے تونے روم مین اژدہا مارا تھا تو کیا ملا تھا اب
کیا حاصل ہوگا ناحق کو کوئی آسیب تجھے پہونچا تو ہم سب برباد ہوے دور کر اس ارادے سے باز آ ارے آدمی
لوٹتے ہین یا ہوا سے لڑتے ہین فرمایا یہ سبب کہ بغیر اژدہون کے مارے یہان سے قدم آگے نہ بڑھاؤنگا کہا
عمرو نے کہ حمزہ نے قسم کھائی ہی اسیطرح سے نہ مانیگا خاموش ہورہا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ مجھے ایسا شخص
خود رائے نہین دیکھا کہ جس بات کا ارادہ کیا پھر جان جانے کی پروا نہ کی شیر و اژدر کو بھی کچھ نہ سمجھا زخم تیغ پر مرہم جانتا ہی

ایسا شخص جہان مین نہ دیکھا نہ سنا سرداروں نے سمجھانے کا قصد کیا تھا مگر جب دیکھا کہ عمرو کا کہنا نہ مانا چپ ہو رہے
بلکہ سب نے متفق اللفظ ہو کر ایک زبان ہو کر کہا کہ شہریار خدا آپ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور خوش رکھے سب مرادین
آپکی حاصل ہون خداوند آپ کو نہ دکھاوے اور ہمیشہ کامگار و کامیاب رہیے یہ اژدہے آپکے سامنے کیا جان رکھتے ہین
چاہیے انکو مار لیجے امیر نے جو یہ کلمہ سنا خوش ہوئے ہنسکر کہا کہ مین بندہ عاجز ہون اسکا یہ سب تائید یزدانی ہی کہ مجھ ایسے
مور ضعیف کو اسطرح کی جرأت دی ہی اور جو کہ پہلوان ہی اسکو جرأت ضرور ہی غرض امیر آکر اس بیشہ مین اترے
اور پانچوین روز مسلح و مکمل ہو کر تمام پہلوانون اور فرزندون کو ساتھ لیکر ان اژدہون پر روانہ ہوئے یہانتک کہ قریب
اس بیشہ کے پہونچے اب امیر ہاتھ قبضہ پر ڈالے ہوئے ہین اور اژدہون کو ڈھونڈھتے چلے جاتے ہین دیکھا
کہ درختون کے پوست اترے ہوئے ہین درخت جلے ہوئے ہین گھانس تک جلکر خاکستر ہو گئی ہی جابجا گڑھے
زمین مین پڑے ہوئے ہین اور ان گڑھون مین سے بو سے بد چلی آتی ہی کہ اژدہون نے کھا کھا کر جو کھڈے اگلے
ہین وہ آلائش پیٹ کی نکلکر سڑی ہی اسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا ہی ایک صحرا سے مہیب ہولناک
نظر آتا ہی بونڈلے خاک کے اڑ رہے ہین عجب دشت وحشتناک ہی کہ آتے آتے دور سے ایک غار معلوم ہوا
اور تاریکی نظر آئی غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دھوان اٹھ رہا ہی سرداروں سے فرمایا کہ مقرر اژدہا اسمین ہی
دیکھو مین اسے نکالتا ہون یہ کہکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا کہ کوہ و دشت ہلنے لگے شعر یکے نعرہ زد خیر دشت
مصاف ٭ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭ بیکے نعرہ زد دھمہ نامور ٭ کہ آہن دلے را درید جگر ٭ پس بعد نعرہ کرنے کے
ایک سیاہی اس غار سے نمایان ہوئی کہ سر اسکا نکلا اور سینہ اسکا بلند ہوا جب سب باہر آیا مانند پہاڑ کے تھا
رنگت سیاہ آنکھین ازرق مانند دو مشعلون کے روشن تھین سر مانند گنبد کے کہ دیو دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے
ہول کے مارے بھاگ جاے جب قریب آیا دیکھا کہ منہ پر اسکے کہین کہین خال ہین اور سینے سے پسینا ٹپک رہا ہی
پس اسنے جو امیر کو دیکھا قلاب آتشین چھوڑے اور کوشش کی کہ کھینچ لے اسکے منہ مین جانے لگے صاحبقران
مع سرداران عالیشان دور ہٹ کر تنگ مارے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پاؤن کے تلے سے نکلی جاتی
تھی مگر صاحبقران نے نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر کمان مین پیوستہ کر کے اور نشانہ باندھکر
اسکی آنکھ مین مارا اور سب سردار ساتھ امیر کے دور کھڑے تھے اور تیر اژدہے پر مار رہے تھے مگر تیر امیر کا جو اسکی
آنکھ مین لگا سوفار تک پیوستہ ہو گیا خون اسکی آنکھ سے جاری ہوا اور سردارون کے بھی تیر اسکے بدن پر
پڑتے تھے مگر کارگر نہوتے تھے کہ کام اسکا تمام کرتے کہ اسمین دوسرا تیر امیر نے اسکی دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی تا
سوفار در آیا اور اژدہے نے سر زمین پر دے مارا اور دم بلند کی چاہا کہ امیر پر مارے صاحبقران نے تیغ
عقرب سلیمانی سے اسے قلم کیا اژدہا تڑپ کر مر گیا خون جاری تھا صاحبقران دوسرے اژدہے کیطرف روانہ
ہوئے تھوڑی دور آگے تھے کہ سیاہی نمودار ہوئی امیر بجلدی تمام گرز سام بن نریمان لیکر اژدہے کیطرف
چلے دیکھا کہ یہ اژدہا اس سے بھی بڑا ہی اور بال اسکے منہ پر پڑے ہین مانند زلف محبوبان کے مگر سفید چھوٹا ہی وہ اژدہا
قلاب آتشین نہ چھوڑنے پایا تھا کہ امیر قریب اسکے پہونچ گئے گرز اسکے سر پر مارا کہ سر اسکا زمین مین غرق ہو گیا
سر پھٹکر خون جاری ہوا اور تڑپنے لگا چارطرف کو دم جو اسکا پھیلا لوگ ڈر سے بھاگے دریا مین کود کود کر
بیشہ بیشہ مین بھاگے مگر سردار جو تلوارین پکڑ کر اژدہے پر گرے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اب امیر تیسرے
اژدہے کی فکر مین روانہ ہوئے مگر وہ جنگل ایسا ہیبتناک ہی کہ لوگ ہراسان و پریشان ہین مگر امیر تھوڑی دور آگے تھے

کہ خاک اڑی اور اژدہا نمودار ہوا کہ قد اُسکا کئی سو گز کا تھا اور دو شاخین سر پر اُسکے تخمیناً گوئی بیس بیس گز کی
تھین اور وہ اژدہا آدمیون کو دیکھکر دوڑا امیر نے ذرا اندیشہ نہ کیا اُسطرف کو چلے اژدہے نے قلاب آنکھین
چھوڑا امیر نے اُسے خالی دیا اور برابر پہونچکے تیغ عقرب سلیمانی مارا آدھوا اور سرداران نامی جو ہمراہ تھے اُنکی
بھی تلوارین پڑین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مثل خون جاری ہوا لشکر جو امیر کا دور سے تماشا دیکھ رہا تھا اب جو دیکھا
کہ تیسرا اژدہا بھی مارا گیا مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے ہر ایک آکر گرد پھر تصدق ہوا علی الخصوص عمرو بن امیہ ضمری
ہزار زبان تعریفین صاحبقران کی کر رہا تھا اور مارے خوشی کے ناچ رہا تھا پادشاہ اسلام صفت وثنا فرما رہے
تھے حمزہ صاحبقران نے دو رکعت نماز شکر ادا کی تھی اور رو کر عرض کر رہے تھے کہ ای پروردگار تو نے مجھ ایسے
ناچیز کو ایسی قوت عطا کی کہ مین نے ایسی بلاؤن کو یون دفع کیا شکر ہی تیری درگاہ مین اور سجدۂ شکر بجا لاکر وہان سے
اپنے لشکر مین آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ تینون اژدہون کی پوست کشی کروا کر تیار کرو ہم اپنے ہمراہ لیجاینگے عمرو
لاکھ روپیے لیکر اُنھین تیار کروایا جہازون پر لاد لیا کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوے بعد چند روز کے ایک پہاڑ
کے پاس پہونچے فرمایا کہ جہاز یہان ٹھہر جائین تو ہم یہانکی سیر کرینگے ملاحون نے عرض کیا کہ شہریار پہاڑ پر کان جواہر
ہی یہان انسان و دیوزاد رہتے ہین اور قریب چار لاکھ کے ہین کہ اُنکے خوف سے جانور درندہ تک وہان نہین جاتا
اور طائر اُدھر سے اُڑکر نہین آتا اور زبان اُنکی ایسی ہی کہ کوئی سمجھتا نہین شناوری مین مشاق ہین غوطہ زنی مین
طاق ہین موتی دریا سے خوب نکال لیتے ہین نہنگان دریا کو پکڑ کر چیر ڈالتے ہین جسوقت جہاز سوداگرون کے آتے ہین
وہ شناوری کر کے جہازون کے قریب اپنے کو پہونچاتے ہین موتی سوداگرون کو دیتے ہین اور لوہا اُسکے برابر
لے لیتے ہین اور سر ایک تیغہ الماس گون باندھتا ہی لباس صدف پہنتا ہی اور سوا لوہے کے کسی چیز سے جواہر کو نہین
بدلتے اور کوئی آجتک اس راز سے اُنکے واقف نہین ہوا کہ لوہا کیون خریدتے ہین اور کیا کرتے ہین فرمایا امیر نے
کہ ہم ضرور چلکر سیر کرینگے القصہ جہاز وہان ٹھہر گئے لنگر پڑ گئے امیر مع سرداران با توقیر اُترکر پہاڑ پر گئے دیکھا
کہ حقیقت مین وہ کوہ کان جواہر ہی موتیون کے ڈھیر ہین زمرد یاقوت الماس وغیرہ کے انبار لگے ہوے ہین
عمارتین جواہر نگار بنی ہوئی ہین عجب کیفیت دکھا رہی ہین کہ اسی اثنا مین دیکھا کہ آدمزاد و دیوزاد جواہر
لیکر آئے لشکر والون نے صاحبقران کے لوہا دے دیکر لاانتہا جواہر خرید کیا کہ اُٹھانا اُسکا دشوار ہو گیا
عمرو نے بھی بہت سا جواہر مول لیا اور اپنے دلمین افسوس کیا کہ معلوم ہوتا کہ لوہے سے جواہر بدلتے ہین تو اپنے
جہازون پر لوہا بھر لاتا مگر افسوس اب کیا ہوتا ہی لیکن امیر کو وہ کواچ پسند آیا چند روز وہان رہے مگر وہانکے
لوگ کبھی بے بولے نہ تک نہین اور اگر کچھ آپس مین بات کی تو کسی کی سمجھ مین نہ آئی امیر نے ہر چند اُنسے کہا کہ مسلمان
ہو وہ کچھ نہ سمجھے جواب نہ دیا کئی روز کے بعد امیر نے قصد کیا کہ وہان سے کوچ کرین ایک ملاح نے امیر کو آکر سلام
کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا فرمایا امیر نے جو کچھ کہنا ہو بیان کر اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین تمام دریاؤن کی سیر کر کے
آیا ہون اور زبان سب جزیرون کی جانتا ہون اور ایک طشت میرے پاس ہی اُسکا یہ خواص ہی کہ جسوقت دریا مین
تھوڑا تھما ہی اُس طشت مین پانی بھر لیتا ہون اور اُس مین دیکھتا ہون جو ماہیت دریا کی ہوتی ہی معلوم ہو جاتی
ہی اُسکو بیان کر دیتا ہون اور ایک مٹی میرے پاس ہی کہ مین اُسکو سونگھکر جو آگے دریا مین واقع ہوگا وہ بیان
کر دیتا ہون فرمایا کہ لا دکھا اور مٹی وہ گیا جا کر لایا جیسا کہ بیان کیا تھا ویسا ہی پایا بعد اُسکے عرض کیا کہ یا امیر
کشور گیر نزدیک اس جزیرے کے ایک اور جزیرہ ہی کہ نام اُسکا [illegible] ہی تمام سال وہ سبز و خرم رہتا ہی اُسمین

کمند کا گلے مین اُس گاو کے پڑا وہ زور کر کے چلی تھی کہ امیر نے جھٹکا مارا کہ ز
کمند کا امیر کے ہاتھ مین ہی اور گاے اُچھل کود رہی ہی ہر چند تڑپتی ہی چا ہ
نہین امیر نے سرداروں کیطرف اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرو یہ کمند مین پھنسی ہ
پکڑ کر زنجیر مین جکڑ کر کھینچتے ہوے اپنے مقام پر لاے امیر پر سے زر نثار ہونے لگا
کہ حضور نے کار نمایان کیا کہ اس گاے کو پکڑ لیا ورنہ ہمسے یہ کام نہین ہو سکتا امیر نے دوگانہ شکر
اور بلا کردار وعذر داب کو وہ گاے سپرد کی کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا پینا اب چند روز بعد
ہوکر عجائبات کی تعریفین کرتے ہوے روانہ ہوے شب و روز کشتیان چلی جاتی ہین بعد چند
مین پہونچے کہ وہ بیشہ نہایت سبز و خرم تھا اور ایک گنبد دور سے دکھائی دیا جب وہان اُتر کے
لوگون کو دیکھا کہ سب خوبصورت شیر صورت ہین درخت میوہ دار لگے ہوے ہین گلہاے رنگ
ہین کسی باغ کو اس سے نسبت نہین ہی اور انواع اقسام کے جانوران شکاری وہان موجود
مین مشغول ہوے مگر وہان کے لوگون نے جو تعریف صاحبقران کی سنی کہ زلزلہ قاف ثانی
ناسپہ آیا ہی یہ سنکر ہول و ہراس اُنپر طاری ہوا ہاتھ باندھ باندھ کے سامنے صاحبقران کے
کہ ہم آپکے مطیع و فرمانبردار ہین فرمایا کہ دین اسلام اختیار کرو وہ سب برضا و رغبت مسلمان
ادب بستہ عرض کیا کہ دعوت غلامون کی حضور قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہی تم جاکر تیاری کرو
امیر دوسرے روز انکے ساتھ شہر مین گئے حاکم وہان کوئی نہ تھا سب اپنے گھر کے مالک تھے مگر خدا
قائل تھے اور آپس مین موافقت بہت تھی شر و فساد کبھی نہ ہوتا تھا امیر سات روز انکے یہان مہمان رہے
تے تھے رات کو صحبت عیش برپا رہتی تھی ایک روز شکار ماہی مین مصروف تھے کہ ایک مچھلی دکھائی دی کہ
مچھلی امیر نے کبھی نہ دیکھی تھی اسواسطے کہ درازی اُسکی پانچ سو گز کی تھی اور عرض اُسکا سو گز کا تھا نہایت
ہوے امیر نے اس جزیرے مین ایک مرد پیر کو بلایا اس سے پوچھا کہ اس مچھلی کا حال بیان کرو اُسنے عرض
اے شہریار اس مچھلی کی کیا حقیقت ہی غلام نے اس سے دونی مچھلی دیکھی ہی ایک مدت ہوئی کہ میرے اسی
مچھلی لگا کنارے پہ ڈالی تھی طول اُسکا ہزار گز کا تھا اور عرض اُسکا دو سو گز کا تھا دس ہزار آدمیون
کمند مین باندھ کر اسپر پھینکین اور اسکو کھینچ کر لاے ایک درخت سے باندھا وہ زور کر کے جیسے اُس
اُکھڑ کر لیگئی آخر لوگ جزیرے کے جمع ہوکر اسے پانی سے خشکی مین کھینچ لاے پہلے دانت اس مچھلی کے گرز
توڑے پھر اُسکی چربی پچاس گھڑے روغن اور پچاس گھڑے چربی کے اُسمین سے نکلے اور پیٹ جو اُسکا
کیا گیا تو بہت سے درشاہوار نکلے اور ہزار من عنبر سارا نکلا اور اس مچھلی کی دریا مین یہ صورت تھی کہ
جہاز آیا اُسنے سر اُٹھایا اور جہاز کو توڑ ڈالا الٹ دیا دی غرق ہوگئے آخر کار اہل جہاز یہ کرتے تھے کہ خوف
اُس مچھلی کے بوق و طبل و دمامے بجاتے تھے اور غل کرتے تھے اور جلدی جہازون کو نکالتے تھے جب جہاز
نکل جاتے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا کہ شہریار مین نے ایک مچھلی دیکھی ہی کہ ایک روز دریا سے خشکی مین آ
پڑی تھی طول اُسکا سو گز کا تھا جب وہ خشکی مین تڑپ کر مرگئی اور پیٹ کو اُسکے چیرا ایک مچھلی جیتی اُسکے
نکلی کہ بیس گز طول تھا اور دس گز کا عرض امیر نے فرمایا پروردگار عالم نے اس سے بڑھکر عجیب و غ
پیدا کیے ہین اور انکو رزق پہونچاتا ہی یہ کہکر اس پہاڑ کیطرف روانہ ہوے نیچے اُس کوہ کے ایک دشت

خاک اُس دشت کی مانند توتیا کے نرم تھی اور گھانس پر وہ بانگی دیکھا ہوتا تھا کہ آدمی کھڑا ہے منھ ہاتھ پاؤن آنکھ ناک
سب اعضا معلوم ہوتے تھے خاصہ اُس گھانس کا یہ تھا کہ جو کوئی اُسے توڑے بیہوش ہو کر گر پڑے اور پھر بعد
تھوڑی دیر کے اُس کے مانند ایستادہ ہو جاوے اسی سبب سے کوئی اُسکو اُکھیڑتا نہ تھا اور ایک شخص نے اُن میں سے
کہا کہ یہاں ایک جگہ بہت سرسبز و شگفتہ ہیں درخت میوہ کے پھل اُسمین سرخ لگے ہوئے ہیں کچھ شاخوں میں برگ و بار
لگے ہوئے ہیں کچھ شاخوں میں جدا جدا ہیں کچھ شاخوں میں برگ و بار کا نشان بھی نہیں اور ایک طرفہ تر شے وہاں کہ
وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اُسکا بیان نہیں ہو سکتا فرمایا کہ چلو ہم بھی دیکھینگے اور اُسیطرف روانہ ہوئے جب اُس
مقام خاص پر پہونچے عجب دشت روشن نظر آیا انواع انواع طرح کے درخت آگے دیکھے عجیب و غریب پھول کھلے
نظر آئے رات بسر ہوئی صبح کو جسوقت آفتاب برآمد ہوا زمین و آسمان شعاع سے روشن ہوگئے درختوں سے آواز
شور و فغان بلند ہوئی اور تمام برگ اُن درختوں کے گر پڑے دن بھر صدائے گریہ و زاری آیا کی پتّے گرا کیے اور
جانور رویا کیے خوف کے مارے بھاگا کیے جب رات ہوئی وہ آواز نالے کی نکلنا درختوں سے موقوف ہوئی اور پھر برگ
اُن درختوں پر نظر آئے اور برگ درختوں میں پھر نکل آئے صاحبقران تماشائے بوقلمونی صنائع پروردگار عالم
دیکھکر وہاں سے چلے اثنائے راہ میں ایک ملاح دانا نے عرض کیا کہ شہریار اس نواح میں ایک پہاڑ ہے کہ اُسے کوہ قالون
کہتے ہیں وہاں بھی عجائبات بیشمار ہیں امیر نے فرمایا کہ کشتیاں دریا کی راہ سے لیچلو اور ہم خشکی کی راہ سے سیر کرتے ہوئے
آتے ہیں غرض بعد چندروز کے کوہ قالون میں پہونچے اور اُس ملاح سے پوچھا کہ یہاں عجائبات کس قسم کے ہیں
اُسنے عرض کیا کہ نواح میں اس پہاڑ کے عجیب الخلقت لوگ رہتے ہیں قد ہاتھی کے رنگ سیاہ چہرہ گھوڑوں کے جسم گینڈے کے
بال بکری کے دانت مانند دندان گراز کے کان مانند گوش فیل کے وہ سب سگ تن غول رو فیل گوش مشہور ہیں
فرش خواب [illegible] پھرا ہی رہا ہر ایک کے پاس زر و جواہر بیشمار ہے سوداگر اسباب
ہر قسم [illegible] ہیں گوہر و مرجان دیتے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک گھوڑا ایسا ہے کہ
اُسپر [illegible] چالاک ایسے ہیں کہ ہوا سے تیز جاتے ہیں اور جو لڑائی اُنکو پیش آوے تو
سب متفق ہو کر حریف سے لڑتے ہیں آدمی کو کھا جاتے ہیں جانوران درندہ کو پھاڑ کھاتے ہیں دریا میں غوطہ لگا کر مچھلی
کو پکڑ لاتے ہیں شیروں پر شمشیر آزماتے ہیں کوہ کو مثل کاہ جانتے ہیں دیو کو نہیں مانتے ہیں صاحبقران نے یہ حال سنکر
فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ مردم آزار ہیں اُنکو سزا دینا چاہیے کہ واجبات سے ہے جلد خیمہ اُسیطرف لیچلو میں بعنایت پروردگار
سبکو تنبیہ کرونگا غرض کوچ کر کے بعد طی مراحل و قطع منازل نواح میں فیل گوشوں غول سروں سگ تنوں کے
پہونچکر خیمہ برپا کیا تمام لشکر امیر بتوقف کا وہیں اُتر پڑا شب بسر ہوئی صبح کو ایک گروہ فیل گوشوں کا پیدا ہوا اور سامنے
لشکر ظفر پیکر کے آکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا کہ تم لوگ سوداگر ہو اگر کچھ اسباب بیچنے کو لائے ہو تو اپنی قوم کو ہم جاکر
خبر کریں وہ اسباب تم سے خریدیں یہاں کے لوگوں نے آواز دی کہ تم نہیں جانتے یہ لشکر صاحبقران جہان کا ہے
جسکے سامنے دیو پری کی کچھ حقیقت نہیں ہے جاکر کہو اپنے مالک سے کہ آکر غلامی میں اس شہریار کی موجود ہو اطاعت
کرے نہیں تو سزا اپنی معقول پائیگا جب لوگ آنے سے امیر اور لشکر امیر کے آگاہ ہوئے کہا کہ معلوم ہوا کہ ہم سے
لڑنے آئے ہو خیر حال اُنکو معلوم ہو جائیگا اور سامنے سے چلا اپنی قوم سے تھا آکر کہا کہ آج ایک لشکر بارادہ جنگ کے
آیا ہے یہ سنتے ہی سب مسلح و مکمل ہو کر قبضوں پر ہاتھ ڈالکر مثل رعد جوش و خروش کرتے ہوئے لشکر امیر کیطرف
راہی ہوئے اور مقابلہ میں آکر بیپرے جا کر کھڑے ہوئے غصہ کی شدت سے زرد منھ اُنکا سرخ ہو گئے تھے

اہل چھانے لگے مرکبون کو حمہ کا سا لگا مرکب ایسے چست و چالاک کہ جنکے سامنے برق شرمندہ ہے لشکر اسلام دار
جو انکو دیکھا بعضے تو خائف ہوئے بعضے شادان و فرحان آپسمین کہنے لگے ایک مرتبہ مرکر پھر کوئی نہین مرتا انکو بار بار
مرنا آتا ہے لشکر کی یہ حالت تھی کہ بسبب خوف جان کے قریب تھا کہ بھاگ جائین لیکن پیچھے صف کے جا کر کھڑے ہوئے
کہ اگر بھاگ گئے تو پہلے آگے ہون اور امیر بھی انکی تیزیان دیکھکر حیران تھے القصہ جب دونون طرف کی صفین آراستہ
ہو چکین اور نقیب نہیب دے کر چلا گئے ایک پہلوان انمین سے جو نہایت قوی ہیکل تھا میدان مین آیا مبارز طلب
کیا لیکن لشکر امیر سے کوئی نہ نکلا ہر ایک کو تامل ہوا کہ یہ نیزہ و شمشیر تیر تبر کچھ کام نہ کرینگے کیونکہ نہایت چالاک ہین [illegible]
جنگ و جدل بیکار ہے مرکب انکے عجب مرکب ہین کہ اشارہ دن پر چلتے ہین کسی جا انکو قرار نہین امیر حیران و پریشان
ہوئے اور سامنے کئی آواز ین بہین جب دیکھا کوئی مقابلہ کو نہین نکلتا تو گھوڑا اٹھا کر تلوار زور سے قتیل کو تیس بھاگ
لشکر اسلام پر آ کر گرا شمشیر زنی شروع کی بہتون کو قتل کیا بہتون کو پکڑ لے گیا اور پکڑ کر کھا گئے دن بھر لڑا سے
شام کو پھرے پھر بھر رات گئے شبخون مارا صبح تک قتل کیا ہے بہتون کو پکڑ کر کھا گئے صبح کو چلے گئے اب ہر روز لڑتے
ہین اور یہی صورت ہوتی ہے کہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کرکے چلے جاتے ہین سرداران لشکر اسلام ہر چند چاہتے
ہین کہ کسیکو انمین گرفتار کرین یا قتل کرین یا زخمی کرین ممکن نہین ہوتا کسو واسطے کہ مانند باد صرصر آئے اور چلے
گئے اور جسکو چاہا پکڑ لیگئے اور دور جا کر بند بند جدا کیا دست و پا و اعضا و جوارح آپسمین تقسیم کرکے کھا گئے
چند روز مین اسقدر لشکر اسلام کو کھا لیا اور قتل کیا کہ حساب اسکا نہ تھا ایک تلاطم لشکر اسلام مین برپا تھا
بھاگ بھی نہ سکتے تھے کہ چارون طرف وہی بلائین تھین امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران ذوالاکرام نے صلاح
کی کہ کیا کرنا چاہیے کیونکہ یہ بلا دفع ہو کیا کرین کسیکے ذہن مین [illegible] آیا [illegible] رہکر امیر نے فرمایا کہ میرے
واسطے عبادتخانہ کھڑا کرو کہ مین رجوع کرونگا درگاہ جناب [illegible] بوقت رات کی سفید کپڑے کی
استادہ ہوئی دعا حضرت صاحبقران غسل کرکے آپ [illegible] اہل [illegible] پہنکر دوگانہ حاجت کا ادا کیا
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور ورد کر دعائین مانگنا شروع کیا کہ اے جان بخش عالم و اے
کس بیکسان یا ورغریبان واسطے پیغمبران خاص و خاصان خاص کا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے ابھی شب
مین تین پہر رات گذر گئی کہ ایک آواز غیب سے آئی کہ یا حمزہ صاحبقران تم ہراسان نہو صبح کو اپنے لشکر سے کہو
کہ سب غسل کرکے نمازین پڑھکر مسلح و مکمل ہو کر تیار رہین جب وہ لوگ آئین پہلے سب تیر اندازی اپنا کرین جو
پڑا وہ اور ولون [illegible] فتحیاب کرینگا یہ آواز غیبی سنکر امیر عبادتخانے سے باہر آئے اور جو کچھ کہ اس مرد غیبی سے سنا تھا
سب سے بیان کیا تمام اہل اسلام نہا کر نمازین پڑھکر ہتیار لگائے اور جوشن پہنکر پیوستہ کرکے مسلح و کامل دلکو حافظ حقیقی
کیطرف رجوع کرکے کھڑے ہوئے کہ یکایک گرد سے وہ ظالم پیدا ہوئے اور نعرہ کرکے اہل اسلام پر چلے
جس وقت قریب آئے ادھر سے بارش تیر ہونے لگی اسقدر تیر انپر پڑے کہ زرہون کو انکی توڑ کر بدنون مین
سوراخ کر دیے جسطرح ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے طائر روح نے اڑنے کے
واسطے پر و بال پیدا کیے ہین یہانتک کہ سب ہم کر گرے قصہ مختصر قریب دو لاکھ کے پیل گوش مارے گئے
باقی بھاگ کر بیشہ مین جا کر چھپے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا اس بیشہ پاس آئے عمرو نے کہا کہ خواجہ اس
بیشہ مین آگ لگا دو ایک انمین کا زندہ نہ رہے عمرو نے تمام عیارون کو جمع کرکے حقہاے آتشبازی مارنا
شروع کیا کہ تمام بیشہ جلنے لگا اور جو کوئی فیل گوش باہر نکلا اسے تیر مار کر گرا دیا تھے کہ وہ سب جہنم واصل ہو

ایک زندہ بچکر نہ جا سکا تیسری روز مین وہ بیشہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا عمرو نے جستجو کرکے بہت سامال و جواہر نکالا اور سب نذر زنبیل کیا صاحبقران نے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی جشن کیا اور وہان سے جہازون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین ایک مرغزار ملا کہ متصل اسکے ایک پہاڑ تھا اس پہاڑ پر ایک قلعہ فولاد تاب کا تھا امیر نے ایک ملاح پیر سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے اسنے عرض کیا کہ یہ حصار بہت اچھی جگہ ہے یہ تمام قلعہ فولاد جوہر دار کا ہے دیوارین ہفت جوش کی ہین کرسی اور شہ نشین بھی اسکی ہفت جوش کی ہین اندر اسکے کرسیان [illegible] ہفت جوش سے بچھے ہوئے ہین اور [illegible] ہے مگر حصار کا دروازہ نہین معلوم ہوتا کسی نے آجتک نشان دروازہ کا نہین پایا غرضکہ آجتک اسکے اندر کا حال کیونکر معلوم کیا اسنے کہا کہ دو چار جو اسکے اندر گئے ہین انسے معلوم ہوا ہے امیر نے عیارون سے کہا کہ جاکر تلاش کرو دروازہ ڈھونڈھو یہ کوئی بات قابل اعتبار نہین کہ دروازہ اسکا نہو کسواسطے کہ جو مکان باغ اور اسی قسم کی کوئی شی بنوائی جاتی ہے تو راستہ جانے آنے کا ضرور رکھا جاتا ہے قدم الخروج قبل الولوج اسیوقت عیار بموجب ارشاد کے گئے ہر چند گرد اسکے پھرے کہین دروازہ نہ پایا چاہا کہ بجست کرکے دیوار پھاند کر جائین دیوارین دو دو سو گز بلند تھین بہت سے کوتاہی کی خدمت امیر با توقیر مین آکر عرض کیا کہ ہمنے ہر چند کوشش کی مگر دروازہ [illegible] ملاح سچ کہتا ہے امیر [illegible] انکی کوشش سے کچھ نہوگا مگر البتہ آپ رجوع بدرگاہ الہی کرین تو شاید کچھ پتا دروازے کا معلوم ہو امیر نے فرمایا کہ بہتر عبادت خانہ برپا کرو ملازمون نے اسیوقت سفید کپڑے کی ایک راؤٹی استادہ کردی امیر شام سے داخل عبادتگاہ ہوئے بعد ادائے نماز جبین نیاز پر خاک آستانہ عبودیت ملکر دردسے التجا کی کہ یا مفتح الابواب دروازہ قلعہ کا وا ہو خالق کل عجائبات امیدوار ہون کہ خمسہ سیارہ کو دیکھون اور تیرے فضل سے یہان کی سیر کرون دو پہر دعا مانگتے گذری تھی کہ دیدۂ ظاہری بند ہوئے چشم باطن وا ہوئی دیکھا کہ ایک مرد [illegible] خوبصورت [illegible] پیدا ہوا اور دیکھا کہ اسکی تین آنکھین ہین اور تینون آنکھون سے دیکھتا ہے کبھی کھول دیتا ہے کبھی بند کر لیتا ہے بس اسنے دیوار قلعہ پاس جاکر دروازہ کھولا اور آواز دی کہ وہ [illegible] اسکی آواز سے [illegible] آوازین [illegible] سے پیدا ہوئین کہ امیر اسکے صدمے سے بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش آیا دیکھا کہ صبح کا وقت ہے [illegible] مین امیر نے وضو کیا نماز پڑھی سجدۂ شکر بجا لاکر باہر تشریف لائے عمرو اور جتنے سردار لشکر تھے سلام کیا اور کہا کہ شہریار دعا آپکی مستجاب ہوئی دروازہ حصار کا پیدا ہوا امیر نے تمام حال [illegible] کیا عمرو بولا کہ حضرت تو بندۂ خاص پروردگار ہین فرمایا خواجہ وہان کسیکا خصوصیت نہین [illegible] فرمائے غرض امیر نے کچھ خاصہ نوش فرماکر آرام کیا دوپہر ڈھلے ہوکے اٹھے سردارون کو ساتھ لیا اور آکر دروازے مین داخل ہوئے نسیم عنبر شمیم الہی آئی کہ ہر ایک نے جان تازہ پائی اور دیکھا کہ [illegible] سبزہ زار ہی سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہین آہستے آہستے ایک باغ مین پہنچے کہ وہ گلشن گویا [illegible] درخت سر بفلک کشیدہ تھے ایک درخت دیکھا کہ تنہ اسکا سبز شاخین سیاہ برگ و بار [illegible] امیر دیکھکر اسے نہایت متعجب ہوئے لوگون سے کہا کہ کس سے اس درخت کا حال پوچھین کہ یکایک جوان خوش چشم پیدا ہوا امیر کو سلام کیا کہا کہ آپ حیران کیون ہین قدرت خدا سے اس درخت کے برگ [illegible] ہوتے ہین اور پھل اسکا بہت بامزہ ہوتا ہے شیرین مثل شہد کے خوشبو مانند [illegible] اور [illegible] ہوتے اگر کبھی کوئی پتا جھڑتا ہے تو پھر اڑکر اپنے مقام پر پیوستہ ہو جاتا ہے اور جو کوئی [illegible]

نہ رہی کسی شخص کو یہان کا حاکم کرنا ضرور ہی چنانچہ اُسی ملاح پیر کو وہان کا حاکم کیا اور دس ہزار آدمی اُسکے ہمراہ چھوڑے
اور آپ سیر کرتے ہوے دریا کیطرف روانہ ہوے کشتیون پر سوار ہوے تعاقب مین زمرد شاہ باختری کے راہی
ہوے ملاحون سے پوچھا کہ یہ دریا اور جزائر تمام ہوے یا نہین ملک فرعونیہ کتنی دور رہا اُسنے عرض کیا کہ شہریار آپ
جلد فرعونیہ پر پہونچا چاہتے ہین جزائر سواحل دریاے شور تمام ہوے اب ایک ملک حبش درمیان مین ہی اور ایک
جنگل فیل ملک حبش کی راہ مین ملیگا کہ کچھ عجائبات وہان بھی ہین لیکن وہ جنگل ایسا ہولناک اور وحشت انگیز ہی کہ سوداگر
کوئی نہین جاتا اور تھوڑی دور پر ساحل سے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہی کہ خود بخود وہ گنبد چرخ مارا کرتا ہی اور دو وقت اُسے
سکون ہوتا ہی ایک تو دوپہر کو دوسرے شام کو اور جب وہ گنبد ٹھہرتا ہی تو اُسمین سے ایک مار سرخ نکلتا ہی اور پرندون
کو اپنے پنجون مین دبا کر لیجاتا ہی اور اُس برج مین گھس جاتا ہی وہ برج پھر اُسیطرح چرخ مارنے لگتا ہی اور جب رات ہوتی ہی
تو ہزارہا چراغ اُس جنگل مین روشن ہو جاتے ہین مگر آدمی کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی اور اگر اُس ساحل پر کوئی
اُترتا ہی تو بوقت شب غائب ہو جاتا ہی پتا نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اور باقی اُسکی حقیقتون سے
ہم واقف نہین کہ وہان کیا ہی امیر با توقیر نے فرمایا ضرور میرا خیمہ لب ساحل برپا ہو تا کہ مین تماشا اُس عجائب کا دیکھون
معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہان کوئی طلسم ہی یا یہ مسکن ہی کسی جادوگر کا لیکن بحکم امیر با توقیر جہازون کے لنگر چھوڑ دیے
گئے اور امیر با توقیر کا خیمہ لب دریا استادہ ہوا اور بھی چند سردارون کے خیمے استادہ ہوے مگر کل لشکر امیر کا جہازون
ہی پر فقط سرداران ذو الاکرام اور امیر عالیمقام کی بارگاہین برپا ہین کہ اس اثنا مین شام ہوئی دیکھا کہ ایک
تڑاقا پیدا ہوا اور وہ برج قائم ہوا اور اُسمین سے ایک دریچہ پیدا ہوا اور ایک مار سرخ رنگ نکلا اور جنگل
کیطرف چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک ہرن پنجہ مین دبائے ہوے لایا اور اُس برج مین چلا گیا برج
پھر چرخ مارنے لگا امیر حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ اتنے سے مار کی یہ حقیقت نہین ہی کہ ہرن کو پنجہ مین دبا لاے
اور یہ برج جو قائم ہو جاتا ہی جب جانور اندر اُسکے چلا جاتا ہی تو پھر گھومنے لگتا ہی لیکن امیر بہت سے عجائبات جو
دیکھ چکے ہین تو سحر کا گمان بھی امیر کو نہین ہی مگر گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ مسکن ہی غولان جادو کا اور غولان جادو
وزیر ہی عالم آرا سے جادو کا اسنے زیر زمین ایک دنیا قائم کی ہی اور اُسکی سات اقلیمین قرار دی ہین اور ہر اقلیم مین
سات سات شہر ہین اور ہر شہر مین سات ہزار محلہ ہی لیکن چار اقلیمین اچھی طرح آباد نہین ہین مگر کچھ آباد ہونیکی فکر
ہی اور ایک ایک اقلیم کا ایک ایک بادشاہ حاکم ہی اور ان سب پر ایک اور بادشاہ ہی وہ حاکم ہی اور سات تخت کے
چار وزیر منتظم ہین اور خود عالم آرا سے جادو قبطول بنا کر اندر پردہ اسکے چھپ قائم کرکے خداوندی کرتا ہی یعنی
خلقت ہی سب اُسے سجدہ کرتی ہی اور ہر شخص کے دروازے پر یا خداوند عالم آرا سے لکھا ہوا ہی لیکن غولان جادو
انھین چارون وزیرون مین سے ہی کہ جو منتظم ہین عالم نوابجا کے جو کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی اور لب ساحل
ٹھہرتا [illegible] اپنے سحر سے ہرن تیار کیے ہین کہ وہ ان لوگون کو لگا کر لیجاتے ہین اور اسی عالم نوابجا تک پہونچا کر غائب
[illegible] ہین اور شب کیوقت غول پیدا ہوتے ہین وہ راستے بھلا کر آدمی کو عالم نوابجا مین پہونچا دیتے ہین غرض
[illegible] امیر نماز مغرب سے فارغ ہوے دیکھا کہ جنگل مین ہزارہا چراغ روشن ہین عمرو کیطرف دیکھ کر ارشاد ہوا
[illegible] جانا چاہیے کہ یہ کیسے چراغ ہین [illegible] اپنے جلاے ہین عمرو نے کہا حمزہ اگر یہ خیال
[illegible] سوجھتی ہی [illegible] معلوم ہوتا ہی امیر نے بہت اصرار کیا کہ خواجہ [illegible]
[illegible] جنگل کو بھی صاف کیجیے ہین عمرو نے چند عیارون کو بلا کر بھیجا

کہ ان چراغون کی حقیقت دریافت کریں آؤ وہ عیار گئے لیکن امیر اور عمرو صبح تک راستہ انکا دیکھا کیے کوئی پھرا
صبح کو عمرو نے کہا کیون حمزہ دیکھا عیارون کو مفت ہاتھ سے کھویا یہ کارخانہ طلسم کا مجھے معلوم ہوتا ہے امیر
چپ ہو رہے خاصہ نوش فرما کر بارگاہ مین بیٹھے لیکن پردے بیابان کی طرف کے اُٹھوا دیے تھے دربار مین سردار جمع
تھے جنگل کی فضا دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک جانب سے غول ہرنون کا نمودار ہوا کہ چرا کرتے ہوئے آپس مین شوخیان
کرتے ہوئے چلے آتے ہین امیر نے فرمایا کہ بھئی اس جنگل کے ہرن نہایت خوبصورت ہین انھین گرفتار کرکے ملک
باختر کو لینا چاہیے غرض یہ تہیہ کرکے کمند ہاتھ مین استوار کرکے مسلح و مکمل ہو کر اٹھے ساتھ امیر کے تمام سردار بھی
کمندین لیکر اٹھے گھوڑون پر سوار ہوئے مگر ان سردارون مین علمشاہ ہین بدیع الزمان ہین قاسم
ہین سلطان سعد کربیا نوجوان اور ان سردارون کے عیار بھی مع عمرو ہین امیہ ضمری ساتھ ہین گھوڑون
سردار مع امیر باتوقیر سوار ہو کر تعاقب مین اُن ہرنون کے چلے اور وہ آہو بھاگے لیکن امیر گھوڑا اڑائے چلے
جاتے ہین کہ امیر سب سے آگے نکل گئے اور باقی ہرن تو بھاگ گئے اب ایک ایک سردار نے ایک ایک ہرن کے پیچھے
گھوڑا ڈالا اور ہر شخص اپنے شکار کے پیچھے علیحدہ علیحدہ اڑائے چلا جاتا ہے لیکن امیر جس ہرن کے پیچھے گھوڑا
ڈالے چلے جاتے تھے وہ ایک درہ کوہ مین جا کر پنہان ہو گیا اور وہ کوہ الماس کا تھا امیر اسے دیکھ کر بہت
خوش ہوئے کہ عجب کوہ ہے اور در کوہ مثل گنبد کے بہت سڈول ہشت پہل تھا گویا قدرت خدا سے وہ کوہ
تماشا پیدا ہوا تھا غرض پھر اس درہ کوہ مین در آئے اور چلے جاتے جاتے ایک کھڑکی نمودار ہوئی
اس کھڑکی مین سے نکلے ایک میدان وسیع دیکھا اور دیکھا کہ اسمین ایک درخت عجب طرح کا ہے کہ تنہ
اسکا زمرد کا ہے اور پتے یاقوت کے ہین اور پھل زرد لگے ہوئے ہین اور اس پر ایک جانور عجیب بیٹھا ہوا ہے
کہ یکایک امیر کے وہ جانور اس زور سے چیخا کہ طبق زمین کے جا بجا سے شق ہو گئے اور امیر اسمین سما گئے
بیہوش ہو گئے جب آنکھ امیر کی کھلی اپنے کو ایک جنگل مین پایا دیکھا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ گرد اٹھی اور ایک
نقابدار پیدا ہوا امیر کو سلام کیا اور کہا کہ شہر مین چلیے امیر اسکے ہمراہ ہوئے لیکن حیران و پریشان ہین کہ وہ
ہرن کدھر غائب ہو گیا مین درہ کوہ مین آیا تھا وہان سے اس جنگل مین پہونچا اب یہ نقابدار شہر مین لیے جاتا ہے
ذرا شہر کی بھی سیر کرنا چاہیے غرض امیر ساتھ اس نقابدار کے دروازہ شہر پناہ پر پہونچے وہ نقابدار امیر کو
شہر کی سیر کراتا ہوا قریب ایک مکان کے لایا کہ وہ مکان نہایت تکلف کا تھا نقابدار امیر کو اندر مکان کے
لیگیا دیکھا امیر نے کہ مکان خوب سجا ہوا ہے بیچون بیچ ایک تخت کا لگا ہوا ہے ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ الگ رکھے ہین
اور کچھ [illegible] مین آ [illegible] ہین نقابدار نے امیر باتوقیر سے کہا کہ چالیس روز یہان آپکی دعوت ہے بعد اسکے سامنے
بادشاہ کے آپکو چلنا ہو گا امیر نے کہا کہ بہتر ہے لیکن اب امیر تو دعوت مین نقابدار کی ہین حال عمرو کا سنیے
کہ وہ بھی تعاقب مین صاحبقران با اقبال کے اسی درہ کوہ مین در آئے اور وہی کھڑکی انھین بھی ملی اور اسی
دشت مین پہونچے کہ جہان درخت پر جانور بیٹھا ہوا تھا اسیطرح زمین شق ہوئی اور عمرو اسمین سما گئے
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک سبزہ زار مین پایا عمرو سمجھ گیا کہ کارخانہ طلسم کا ہے اب دیکھیے خدا کیا کرے کہ اسیطرح
ایک نقابدار آیا اور انکو بھی شہر مین لیگیا اور چالیس دن دعوت کی انکو بھی یہین چھوڑیے مگر حال سنیے علمشاہ
کا کہ یہ گھوڑا اڑاتے ہوئے ہرن کے پیچھے پیچھے چلے جاتے ہین ... باغ نمودار ہوا ہرن
چوکڑی بھر کر اس باغ مین گیا انھون نے بھی گھوڑا ... مین پہونچا ہرن کا تو پتا

نہ لگا اب یہ سیر باغ کرتے ہوئے ایک درخت خرما کے پاس پہونچے اُسپر ایک جانور بیٹھا ہوا تھا علمشاہ کو دیکھکر چیخا کہ اُسکی آواز سے کوہ و دشت میں زلزلہ پیدا ہو گیا علمشاہ بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر میں دیکھا کہ وہ شہر عجب طرح کا تھا کہ مکانات تو بہت بنے ہوئے تھے لیکن آبادی بہت ہی کم تھی بازار میں آراستہ تھیں علمشاہ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راستے میں سپاہ سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا اے شہریار یہاں آنیکا سبب کیا علمشاہ نے کہا ہرن کیسا ہرن تو غائب ہو گیا اور اپنی حقیقت بیہوش ہوکر شہر میں پہونچنے کی بیان کی اُسنے کہا اے شہریار میں بھی اسیطرح یہان آیا ہون علمشاہ سے کہا خدا جانے امیر کو ہمارے حال کی خبر ہے یا نہیں یہ کارخانہ طلسم کا معلوم ہوتا ہے غرض انکو بھی اسیطرح ایک نقابدار آکر لیگیا اور چالیس دن تک دعوت کی ادھر شاہزادہ بدیع الزمان پیچھے ہرن کے گھوڑا ڈالے ایک کوہ زمردین پاس پہونچا ہرن درۂ کوہ میں غائب ہو گیا بدیع الزمان درۂ کوہ میں در آیا آتے آتے ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُسمیں سے نکلا دیکھا کہ ایک میدان ہے کہ اُسمیں گیاہ کا نام بھی نہیں درخت کا نشان تک نہیں معلوم ہوتا مگر پہاڑ اکثر ہیں اور سب پہاڑ زمردین ہیں اُنپر ایک طاؤس بیٹھا ہے پس بدیع الزمان کو دیکھتے ہی وہ مور اسطرح چلایا کہ کوہ و دشت میں زلزلہ پیدا ہو گیا اور زمین جا بجا سے شق ہو گئی شاہزادہ بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو دروازۂ شہر پناہ پر پایا قصد کیا کہ پھر چلو دن بھر پھرے رات کو اپنے کو پھر اُسی دروازۂ شہر پناہ پر پایا سمجھے کہ یہ کارخانہ طلسمی ہے غرض اسیطرح ایک نقابدار آیا اور انھیں بھی لیگیا اور بعنوان دعوت کیا اب حال قاسم کا بیان ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا ڈالے ہوئے ایک کوہ یاقوت پاس پہونچے دیکھا کہ ہرن درۂ کوہ میں پہونچکر غائب ہو گیا قاسم اس درۂ کوہ میں آیا جستجو میں آہو کی چلا جاتا ہے دیکھا کہ کچھ روشنی معلوم ہوتی ہے قاسم اور آگے بڑھا ایک دروازہ نمودار ہوا جب دروازے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک لالہ زار ہے تمام صحرا گلہائے سرخ سے روشن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے اور لال درختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں قاسم کو جو اُن لالوں نے دیکھا غول باندھکر اُڑے اور سر پر قاسم کے سایہ افگن ہوئے اور اس خوش الحانی سے بولے کہ قاسم محو ہو گیا بلکہ بیخود ہو گیا ہوا معطر ایسی تھی کہ قاسم کی آنکھ بند ہو گئی جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر میں دیکھا کہ تمام بازار آراستہ ہیں شہر بنا ہے آبادی بھی ہے قاسم سیر کنان چلا آتا تھا کہ اتنے میں ایک سوار نقابدار نمایان ہوا قاسم کو سلام کیا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیگیا اور دعوت کی اب حال سنئے کرب نوجوان کا کہ گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک دریا ہے ہرن اُس چشمے کو پھاند کر اُس پار چلا گیا کرب نے بھی گھوڑا اُسکے پیچھے دریا میں ڈالا گھوڑا پانی کو کاٹتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ناگاہ ایک نہنگ پیدا ہوا اور وہ مرکب کو مع اسپ نگل گیا مگر آنکھ جو کرب کی کھلی اپنے کو ایک دشت میں پایا کہ وہاں درخت بہشت کے لگے ہوئے تھے اور جانوران عجائب رنگ مختلف شکل درختوں پر اُڑتے پھرتے تھے کرب کو جو دیکھا سب نے مل کر غل مچایا اُنکے غل سے تمام دشت میں آگ لگ گئی شعلے بھڑکنے لگے کرب نے جو دیکھا دشت میں آگ لگ گئی ایک جاہ قریب تھا اُسمیں یا میر عرب کہکر کود پڑا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دشت پر فضا میں پایا سیر کنان ایک دروازے کے پاس پہونچے قصد اندر جانے کا کر رہے تھے کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور کرب کو سلام کیا اور اندر شہر کے لایا ایک ایوان میں لیگیا چالیس دن دعوت کی اور کہا کہ آپکو کیا شوق ہے کہ آج ہم آپکو اپنے بادشاہ پاس لیچلینگے جس فن میں آپکو کمال ہو وہ ہم بادشاہ سے بیان کرین کرب نے کہا تمھارے بادشاہ کو کس بات کا شوق زیادہ ہے اُسنے کہا

کہ ہمارے بادشاہ کو کشتی دیکھنے کا بہت شوق ہے ہر مہینے دنگل ہوتا ہے اور سال بھر کے بعد ایک بہت بڑا دنگل بادشاہ
بزرگ کے یہاں ہوتا ہے کہ وہاں ساتوں اقلیموں کے بادشاہ آکر جمع ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے پہلوان کو لڑاتا ہے
جسکا پہلوان غالب آتا ہے اُسکو بادشاہ بزرگ سے انعام ملتا ہے کرب نے کہا میں بھی دنگل کی سیر ضرور دیکھونگا غرض
وہ دن دنگل کا آیا کرب ہمراہ اُس نقابدار کے ایوان بادشاہی میں آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے کرسیاں دنگل
دہنی بائیں طرف بچھی ہوئے ہیں پہلوان بیٹھے ہوئے ہیں اکھاڑا تیار ہے بادشاہ نے کرب کو دنگل دیکھنے کو دیا کرب سلام کرکے بیٹھ گیا نقابدار
نے بادشاہ سے کہا کہ انھیں بھی کشتی سے بہت شوق ہے بادشاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ پھر کشتی شروع ہو پہلوان اُٹھ کر لڑنے لگے کشتیاں ہونے لگیں
جوڑیں بیٹھنے لگیں تین پہر دن کامل کشتی رہی جب چھوٹی جوڑیں لڑ چکیں تو ایک پہلوان لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں کودا تمام پہلوان جس سے لپٹے
لیکن اُس پہلوان نے سبکو زیر کر لایا بعد اُسکے نعرہ مارا کہ کہاں ہے رستم کہاں ہے سام کہاں ہے سہراب کہاں ہے حمزہ کہ آئے اور غلامی میری قبول کرے
کرب یہ سنتا تھا کہ کرب کو تاب نہ رہی آواز دی کہ او زبان دراز یہ کیا بکتا ہے خدا نے ایک سے بہتر ایک پیدا کیا ہے
بہادروں کے نام اس طرح لیتا ہے اُسنے جھنجھلا کر کہا کہ اگر تجھے دعویٰ ہے تو آ اکھاڑے میں بس یہ سننا تھا کہ کرب
جھجھ سے کود پڑا اور کہا رہ ڈنڈ مولا مشکلکشا کے نام سے کرکے مٹی چڑھا کر خم ٹھونک کر سامنے آئے کشتی ہونے لگی
لیکن کرب کی یہ کیفیت ہے کہ اُسکا زور توڑ رہے ہیں اور اپنا زور نہیں کرتے جب پہلوان زور کرکے تھکا کرب نے کہا
ہوشیار ہو کہ اب میں زور کرتا ہوں یہ کہکر ڈالکر کمر بند میں ہاتھ یا حیدر کرار کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا کہ چاروں شانے چت گرا بادشاہ یہ زور و طاقت دیکھکر بہت خوش ہوا اور تخت سے کود پڑا اور کرب کو گلے سے
لگا لیا اور اپنے تخت پر بٹھا لیا خلعت عنایت کیا وہ پہلوان جسے چت کیا تھا آکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ میں غلام ہوں
اور یہ جتنے بیٹھے ہوئے تیار ہیں سب خدمتگار ہیں اور پہلے میں ان سب کا افسر تھا اب یہ رتبہ حضور کو زیبا ہے اور نام
اس پہلوان کا سعوماق کشتی گیر ہے غرض بادشاہ نے کرب دلاور کو افسر اُن سب پہلوانوں کا مقرر کیا اور کہا
کہ آپ ان سبکو زیر لائیے ہیں آپکو دنگل بزرگ جو شاہنشاہ شاہنشاہان یعنی عالم آرا کے جادو کے یہاں
ہوتا ہے اُسمیں لڑواؤنگا انکو بھی یہیں چھوڑیے حال سنیے شاہزادہ سلطان سعد کا کہ انھوں نے بھی گھوڑا
ہرن کے پیچھے ڈالا ہے جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچے کہ عجب صحرا تھا ہرن دامنہ کوہ میں جاکر غائب ہو گیا
سلطان سعد حیران و پریشان پھر کر چلے تھے مگر انکو پیاس معلوم ہوئی چند قدم بڑھے تھے کہ ایک چشمہ نمایاں ہوا
قریب اُسکے گئے دیکھا تو عجب چشمہ ہے کہ پانی اُسکا ہر مقام پر چرخ مار رہا ہے جابجا بھنور پڑ رہے ہیں سلطان سعد
نے لب ساحل بیٹھکر چلو بھر کے پانی پیا پیتے ہی بیہوش ہو گئے بعد گھڑی بھر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک وادی
سرسبز میں دیکھا جاتے جاتے ایک شہر نمایاں ہوا اور ایک نقابدار آکر سعد کو لیگیا چند مکان اسکے آباد ہیں اور باقی
خالی مکان بہت ہیں لیکن آبادی کم ہے غرض وہ نقابدار سلطان سعد کو لیے ہوئے ایک قصر میں آیا اور انکی
دعوت کی پوچھا آپ کو کس فن میں کمال حاصل ہے کیونکہ چہرہ سے شوکت شاہانہ اور سطوت مردانہ عیاں ہے آپ کو
ضرور فن سپاہگری جانتے ہونگے شاہزادے نے جواب دیا کہ البتہ کچھ شوق تو ضرور ہے نقابدار نے کہا میں آپکو
سامنے اپنے بادشاہ کے لیجاؤنگا وہ آپکی بہت عزت و حرمت کریگا کیونکہ اُسے بھی کشتی سے بہت شوق ہے ہر مہینے
دنگل ہوتا ہے اور بعد سال بھر کے ایک دنگل بزرگ ہوتا ہے اُسمیں آپکو لڑوائیگا اگر آپ حریف پر غالب آئے
تو بادشاہ بزرگ آپکو اپنے پاس رکھیگا غرض یہ بھی وہاں پہنچے کہ اس اثنا میں دن دنگل کا قریب آیا اور نقابدار نے
یہ خبر بادشاہ کو دی کہ ایک شخص زبردست روزگار اس اقلیم میں وارد ہوا ہے اگر فرمائیے تو لیکر حاضر ہوں حکم ہوا

کہ ضرور لاؤ نقابدار سعد کو لیکر دربار میں گیا دیکھا تو دربار آراستہ تھا اکھاڑا تیار تھا پہلوان کرسیوں ذنگلوں پر بیٹھے
تھے سلطان سعد کو جو بادشاہ نے دیکھا بہت پسند کیا اور ایک ذنگل نفیس جواہرنگار بیٹھنے کو عنایت کیا بادشاہ
نے حکم دیا کہ کشتی شروع ہو پہلوان لڑنے لگے بعد سبکے ایک پہلوان زبردست اکھاڑے میں اترا پہلے سبکو زور دلا
بعد اُسکے خم ٹھونکا اور پکارا کہ کہاں ہے رستم کہاں ہے سام کہاں ہے حمزہ آئے اور حلقہ غلامی کان میں ڈالے بس
یہ سننا تھا کہ سعد کو تاب نہ رہی اور کود کر ذنگل سے نعرہ کیا کہ او بے ادب یہ کیا کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہے
اسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ دعوی ہے تو آ بس یہ سنتے ہی سعد اکھاڑے میں آئے گیارہ ڈنڈ کر کے خم ٹھونک کر سامنے
کھڑے ہوئے ہاتھ ملا کشتی ہونے لگی بس گھڑی بھر کا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ سعد نے لنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کیا
اور کہا کہ اب کیا کہتا ہے اُسنے کہا بیشک آپ زبردست ہیں اور میں غلامی سے باہر نہیں ہوں سعد نے جھٹکے سے اُسے
زمین پر رکھدیا نام اس پہلوان کا ارماق کشتی گیر ہے بادشاہ نے بہت تعریفیں کیں اور خلعت عنایت کیا اور کہا کہ
آپکو ذنگل بزرگ میں پہلے لڑواؤنگا غرض سعد بھی یہاں رہنے لگے لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہے امیر با توقیر
کا کہ مع عمرو بن امیہ ضمری مہمان ہیں نقابدار کے اور حال ان نقابداروں کا یہ ہے کہ یہ چھ نقابدار جو سرداروں کو
لیگئے ہیں بیٹے ہیں ہومان جادو کے یہ چھوں منتظم ہیں چھ اقلیموں کے اور اقلیم ہفتم میں ہے اور وہی پایہ تخت
ہے اسکا منتظم ہومان خود ہے اور وہ دو وزیر جو پایہ تخت کے منتظم ہیں اُنکا یہ کام ہے کہ جو شخص نیا آتا ہے وہ اسکی
خبر دیتے ہیں عالم آرا سے جادو کو اور یہ چھ بادشاہ چھ اقلیموں کے بیٹے ہیں عالم آرا سے جادو کے غرض
امیر جس بادشاہ کی اقلیم میں ہیں نام اسکا چوپان شاہ ہے اور اقلیم کو اسکی غربیہ کہتے ہیں اور یہ اقلیم بہت آباد ہے
اور یہاں بھی ہر مہینے ذنگل ہوتا ہے اور یہاں بہت بڑا ایک پہلوان ہے کہ نام اسکا غرماق کشتی گیر ہے یہ پہلوان سب
اقلیموں کے پہلوانوں سے زبردست ہے غرض جب روز ذنگل کا آیا نقابدار امیر کو لیے ہوئے سامنے اس بادشاہ
کے آیا اور عرض کیا کہ یہ شخص نہایت زبردست ہے اور آرزو مقابلے کی رکھتا ہے اور نام آپکے پہلوان کا سنکر آیا ہے کہا
اچھا کیا ماشاءاللہ ہے لیکن نظر جو چہرے پر امیر کے پڑی عجب دبدبہ نظر آیا بے اختیار تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا ذنگل جواہرنگار
بیٹھنے کو عنایت ہوا امیر تشریف فرما ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کشتی ہونے لگی جب چھوٹی جوڑیں لڑ چکیں تو بادشاہ نے
امیر کیطرف دیکھکر کہا کہ بسم اللہ لنگوٹ باندھیے اور غرماق کشتی گیر نے بھی لنگوٹ کسا اور اکھاڑے میں اُترا
خم ٹھونک کر پکارا کہ کہاں ہے رستم کہاں ہے سام کہاں ہے حمزہ آئے اور غلامی میری اختیار کرے بس یہ سنکر
امیر ہنسے اور فرمایا کہ حمزہ تو خیر مگر اور بہادران نامی کو کیوں پکارتا ہے کہ وہ اب زندہ بھی نہیں ہیں اچھے تو سامنا
کرے یہ کہکر اکھاڑے میں کود سے سلام ہوا ہاتھ ملتے ہی زور ہونے لگے پہلے امیر نے زور اسکا دیکھا پیچ اسکے دیکھے اور تھوڑی دیر بعد اُسکے فرمایا
کہ اب میرا زور روک اُسنے کہا کہ بسم اللہ زور کیجیے امیر نے کمر پکڑ کر ہاتھوں پر اُٹھا کر سر سے بلند کر کے آہستہ سے زمین پر چت لیٹا دیا
غرماق قدموں پر گر پڑا کہ آپ زبردست ہیں میں نے حلقہ غلامی کان میں ڈالا لیکن امیر اور سرداران نامی خبر ہیں نقابداروں کے
سفر ہو چکے ہیں کہ انکو نہ دین کا ہوش ہے نہ دنیا کا بالکل مدہوش ہو رہے ہیں یہاں تک نہیں پوچھتے کہ تمھارا دین کیا ہے [illegible]
امیر سے بھی ذنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اب حال سنیے علمشاہ رومی کا کہ سب [illegible] ہیں نقابداروں کے مہمان ہیں [illegible]
کسیکے سروکار نہیں ہے یہ نقابدار بھی علمشاہ کو ذنگل میں لے گیا کشتی ہونے لگی بعد سبکے آقاق کشتی گیر [illegible] پہلوان
[illegible] ہے اور علمشاہ سے کشتی ہوئی شاہزادے نے آن واحد میں زیر کر لیا وہ بھی مطیع ہوا اور بادشاہ [illegible]
[illegible] بزرگ میں لڑنے کا وعدہ ہوا انکو بھی یہیں چھوڑیے اب حال شاہزادہ [illegible]

تھا بہرا انھین بھی دنگل مین لیگیا بادشاہ نے بہت عزت کی قاسم نے غراب کشتی گیر کو زیر کیا وہ بھی فرمانبردار ہوا
اور اس سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا کہ اس اثنا مین دن میلے کا قریب آیا ایک ہفتہ قبل اقلیم ہفتم مین ایک مینار
ہی اسپر آواز نقارے کی بلند ہوئی معلوم ہوا کہ آجکے آٹھوین دن میلہ ہی ہر شخص حسب لیاقت سامان مین مصروف
ہوا ہر بادشاہ نے سامان چلنے کا کیا غرض وہ دن آیا اور بہت بڑا اکھاڑا تیار ہوا اور گرد اکھاڑے کے کرسیان
دنگل بچھے ایک طرف ایک تخت بچھا اسپر دو وزیر آکر بیٹھے اور تخت مین پردہ حجاب قائم ہوا میلہ جمع ہونے لگا شہر کی دکانین
آراستہ ہونے لگین لوگ پوشاکین بدل بدلکر اپنے اپنے گھرون سے نکلنے لگے سوانگ تماشے لاگین دکھاتے
ہوئے ہر طرف سے نمودار ہونے لگے بہروپیے بھیس بدل بدلکر ہر ایک کو دھوکا دیتے پھرتے تھے پیسون سے
انعام لیتے تھے تاشیان راستے مین ایسے ایک کا دامن پکڑکر لگاوٹ کر کرکے کچھ نہ کچھ لے مرتی تھین بہا قیمتون کی
دکانون پر چرسیون کے دم لگ رہے تھے ملارین اڑ رہی تھین کسبیان بناؤ سنگار کرکے کرسیان بچھا کر گھرون کی
بیٹھی ہوئی ناز وعشوہ و ادا دکھاتی تھین ہر طرف گھنگرو گھنگنا رہا تھا ایک عجیب لطف تھا کہ اسی اثنا مین آواز نقارے
کی پیدا ہوئی اور چوپان شاہ تخت پر سوار امیر کشور گیر کب پر بیٹھے ہوئے تخت کے ہمراہ نمایان ہوئے وہ دو تو
وزیر کہ نام ایک کا ہوشمند ہے اور دوسرے کا دانشمند ہے آئے اور استقبال کرکے لیگئے اُدھر پرچہ عالم آرا سے جادو
کو گذرا کہ ہر کسے بیٹے آپ کے چھوٹے بھی ہمراہ کو ساتھ لیکر آئے ہین بس ایک تخت بروے ہوا نمایان ہوا اور آواز
آئی کہ اے چوپان یہ عطیہ ہی خداوند کا آپ اس تخت پر تشریف رکھیے چوپان نے سلام کیا اور تخت کی طرف بڑھا تخت
بیچا ہو گیا چوپان شاہ اسپر بیٹھا امیر کے لیے دنگل جواہر نگار آسمان سے اترا امیر اسپر جلوہ افروز ہوئے کہ
اتنے مین آمد دوسرے بادشاہ کی ہوئی دونون وزیر پھر استقبال کو گئے اور مرجان شاہ کو مع علمشاہ لیکر
آئے یہ چھوٹا بھائی ہے چوپان کا اور خبر انکے آنے کی عالم آرا سے جادو کو ہوئی اسیطرح انکے لیے بھی تخت
دنگل آیا یہ بھی بیٹھے کہ تیسرے بادشاہ کی آمد ہوئی چوگان شاہ مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا اور اسیطرح دنگل تخت
آیا اور یہ بھی بیٹھے کہ اتنے مین شیران شاہ پہونچا قاسم اسکے ساتھ تھے یہ بھی اسیطرح سے یہان داخل ہوئے بعد
اسکے پیران شاہ کرب غازی کو لیے ہوئے آیا ساتھ ہی اسکے مہران شاہ مع شاہزادہ سلطان سعد
پہونچا سب بادشاہ اور سردار جمع ہوئے لیکن ایک ایک کو دیکھ رہا ہے کوئی کسی سے بات نہین کرتا ایکبار وہ
دونون وزیر وہ اٹھکر اندر گئے اور عالم آرا سے جادو سے کہا کہ خداوند یہ لوگ اتفاق سے پھنس گئے
ہین کہ اگر کوشش کرتے تو ہاتھ نہ آتے لہذا انکا زندہ رہنا اچھا نہین ہے کیونکہ انھین نے ہزارون طلسم توڑے ہین
سیکڑون ساحرون کو مارا ہے ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا ہو آج دنگل موقوف رکھیے اور انکا فیصلہ کیجیے کیونکہ ہم
پہلے سے بات دیکھ چکے ہین کہ اگر یہ آج شب کو بچ گئے تو کل انکی موت نہین ہے اور کوئی بلاے آسمانی ہم پر نازل
ہوگی کہ سب ہم کو ... نہو گا عالم آرا سے جادو نے جواب دیا کہ اچھا کہدو کہ خداوند نے آج دنگل موقوف رکھا اور
کچھ نمونہ قدرت کا دکھائینگے کہ یہ ناکردہ مہمان جو ہین انکو بھی کچھ اعتقاد ہو تم یہ حکم دو مین انکے مارنے کی تدبیر
کرتا ہون غرض یہ دونون وزیر تو باہر نکل آئے لیکن عالم آرا سے جادو نے جلدی سے نہا کر چوکا دیا
اور ایک پتلی ماش کی تیار کی اور ایک بکرا ذبح کرکے اسکے خون مین اس پتلی کو نہلایا اور چند دانے ماش کے
پڑھکر مارے کہ وہ پتلی اٹھ بیٹھی اور ناچنے لگی عالم آرا سے جادو نے ایک اور بکرا ذبح کیا اور زبان اسکی
نکالکر اس پتلی کے منھ مین دی اور چند دانے رائی کے سرسون کے پڑھکر مارے کہ وہ ہر بات کا جواب دینے لگی

اور خون بکری کا لی گئی مگر وہ دونون وزیر جو پردے سے باہر آئے حکم دیا کہ آج خداوند نمونۂ قدرت دکھائینگے اور مشکل دلکل ہوگا غرض ایک اور خیمہ تیار ہوا اور اسمین سب بادشاہ مع اپنے اپنے سرداروں کے آگے بیٹھے اور راستہ دیکھ رہے ہین کہ خداوند کیا نمونۂ قدرت دکھاتے ہین کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلۂ جوالہ نمایان ہوا جب وہ زمین پر آیا تو اسمین سے ایک جوگن نہایت حسین پیدا ہوئی کہ بین اسکے ہاتھ مین تھی بجا کر گانے لگی بلکہ صورت اُس جوگن کی دیکھکر ہر شخص مع امیر کشورگیر ہزار جان سے فریفتہ و شیفتہ ہو گیا اور جوگن نے گا کر اور بھی سبکو از خود رفتہ کر دیا جب خوب گا چکی تو پھٹ کر چیخ مار کر رونے لگی اب ہر شخص کی یہ کیفیت ہی کہ ساتھ اُس جوگن کے رو رہا ہی اشک جاری ہین اور یہ صدا بلند ہی کہ ای جان جہان آرام دل مشتاقان آخر کیا ہی کچھ منھ سے تو کہو یہ گریہ کسواسطے ہی جوگن نے جواب دیا کہ حال سب پوچھتے ہین لیکن فریاد کو کوئی نہین پہونچتا ہی کیا اپنا حال پرملال بیان کرون ہر شخص نے کہا کہ جو کچھ ہوگا ہم بھی کرینگے کچھ بیان تو کرو اُسوقت جوگن نے سبکا دل ہاتھ مین لیکر کہا کہ میرا باپ بہت بڑا منجم تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ جب سن تیرا بارہ برس کا ہوگا تو تو مر جائیگی لہذا مین روتی ہون کہ یہ دنیا ناپائدار ہی اسپر کبھی بھروسا نہ کرے بیٹی تو اسلیے دنیا کو ترک کیا اب ستی ہوتی ہون یہ کہکر آہ کی کہ منھ سے شعلہ نکلا جتنے سردار بیٹھے تھے سب نے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہین یہ سنکر جوگن نے کہا کہ اچھا لکڑیان جمع کرواؤ اُسیوقت ایک بڑا سا گڑھا کھدا اور انبار ہیزم کا ہو گیا اب ان باتون مین جوگن کے پہر رات گذر چکی ہی اور پہر رات باقی ہی کہ جوگن نے کہا خیر چلتے وقت ایک غزل اور سن لو کہ پھر ہم کہان یہ دنیا کہان یہ کہکر غزل گانے لگی غزل

بڑھتی بڑھتی ہی آپہی گھٹتی ہی	زندگی آپہی آپ کٹتی ہی	زلف کی کج ادائیان دیکھو	ہر گھڑی رخ سے جا لپٹتی ہی
آج ہی آہ کی ہوا کچھ اور	دیکھیے کس طرف پلٹتی ہی	جو خرابی کہ درد مین پھیلی	دست قدرت سے کب سمٹتی ہی

غرض جوگن ایسا گائی کہ ہر شخص کے آنسو جاری تھے اب یہ اٹھکر انبار ہیزم کیطرف چلی اور پکاری مصرع رخصت ای اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین بس یہ کہکر اُس انبار ہیزم پر جا بیٹھی ساتھ ہی اسکے ہر ایک سردار مع امیر بانوقیر اٹھکر چلا اور جوگن نے اشارہ کیا کہ جو میرا عاشق ہو آئے اور میرے ساتھ جلے یہ سب آگے بڑھتے ہین اب انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سنیے لشکر امیر باتوقیر کا کہ جس روز سے امیر غائب ہوئے تھے بادشاہ اسلام نہایت پریشان تھے لشکر مین ایک تلاطم تھا جس عیار کو خبر کیواسطے بھیجا وہ بھی گم ہو گیا پتا نہ لگا عرصہ دو تین مہینے کا گذر چکا ہی کہ کچھ خبر صاحبقران عالیشان کی معلوم نہین ایک روز بادشاہ اسلام دستہ بستہ اور سرداران ذوالاکرام آمین کہ رہے ہین کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور ناگاہ ابر آسمان سے نمایان ہوا اور آواز نقارے کی پیدا ہوئی جب وہ ابر قریب آیا دیکھا تو نقابدار سبزپوش زرین لباس چند پرندون سے نمایان ہوا اور باز سفید اُسکے سر پر سایہ افگن تھا آتے ہی قریب اُس برج کے جا کر ایک تختی جیب سے نکالکر سامنے کی کہ عکس سے اسکے برج قائم ہوا لیکن حال اُس تختی کا وقت پر گذارش کیا جائیگا بس برج کے قائم ہوتے ہی نقابدار سے گذر نہ ہوا کہ برج پھٹا اور ایک جادوگر اسمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او مفلوک روزگار تو کون ہی کہ تیھکو بٹھاؤن کو ستاتا ہی معلوم ہوا کہ قضا تیری آ چکی ہی نقابدار نے کہا او کافر تو بندگان خدا کو طلسم مین پھنساتا ہی تجھے سزا دینے آیا ہون بس یہ سنتے ہی اُس جادوگر نے دستک دی کہ سیکڑون غول چہار جانب سے پیدا ہوئے کہ تلوارین انکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھین نقابدار پر دوڑے نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا کہ وہ غول غائب ہوگئے غولان جادو نے دیکھا کہ مقہور ہوا چاہا کہ بھاگ جاے بس لوٹ کر باز سرخ بنکر اڑ کے چلا تھا کہ نقابدار نے لوٹ کر دیکھا

لکھا تھا کہ یہ اسم جو نیچے لوح پر لکھا ہے پڑھکر تیر مارو لقا بدار نے وہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے جو مارا سینے پر
پار ہو کے پڑا کہ پار گذر گیا غولان جادوگر اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا پھر چلایا کہ کشتی مرا نام غولان جادو
پاسبان عالم نوا بچاد بود جب تیرگی برطرف ہوئی دیکھا لقا بدار نے کہ زیر برج ایک نقب ہے پس لقا بدار بحکم لوح
اسمیں کود پڑا لیکن ادھر بادشاہ اسلام کے گنبد کے ٹوٹنے سے اور جادوگر کے مرنے سے جان لیا کہ طلسم ہو اور
یقین ہوا کہ اب اسیر بھی پاس پہنچینگے پس اسیطرف دیکھنا شروع کیا لیکن لقا بدار سبز پوش جو نقب میں گیا دیکھا کہ
وادی سر سبز ہے پس لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اس باغ کا میوہ نہ کھانا اور جو حرف تم سے ہم ہے بحکم لوح سامنا
کرنا پس لقا بدار آگے بڑھا دیکھا تو گرد اٹھی اور ایک لقا بدار پیدا ہوا اور سامنے آکر لقا بدار سے لڑا دی دیکھا تو
ایک حسینہ جمیلہ ہے پس لقا بدار نے ارادہ ہوا لیکن لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحرہ ہے اسکے فریب میں نہ آنا پس
لقا بدار نے عکس لوح کا جو اسکے اوپر ڈالا دیکھا تو وہ رنگ و روغن اتر گیا ایک عجیب ہیئت نظر آئی کہ ایک شخص
روسیاہ سامنے کھڑا ہے پس لقا بدار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے پس زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا خاک اڑنے لگی پھر اسکے چلانے کی کہ کشتی مرا نام مسیحا رہا جادو چہ بود جادو منتظم اقلیم اول بود پس
اسپر جو روشنی ہوئی تو دیکھا لقا بدار نے کہ وہ جگہ نہ سبزہ زار ہے ایک وادی پرخار ہے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ جادہ کہنہ جو معلوم ہوتا ہے اسمیں کود پڑو پس لقا بدار الا اللہ کر کے جادہ میں کود پڑا دیکھا تو ایک میدان وسیع ہے کہ اسمیں
ایک درخت ہے اسپر ایک جانور بیٹھا ہے لقا بدار کو دیکھتے ہی چلایا کہ اسکے چلانے سے لقا بدار کا کلیجا
ہل گیا پس لقا بدار نے لوح کا عکس اس درخت اور جانور پر ڈالا درخت غائب ہو گیا اور جانور زمین پر گر کر
سامنے گر پڑا اور ایک لقا بدار سامنے سے آیا پکارا اے اجل رسیدہ تو یہاں کہاں آیا غضب کیا تو نے کہ
میرا جلال کیا خیر یہاں جانیکا نہیں کر میرے ہاتھ سے یہ کہکر شکل ایک اژدر کی بنکر منہ کھول کر لقا بدار کیطرف
چلا لقا بدار نے عکس لوح کا ڈالا اژدر کی شکل بدلگئی اور ہیئت اصلی پر آگیا پس دوڑکر لقا بدار نے
تیغ مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے ایک آندھی چلی زلزلہ آیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام زنار جادو منتظم
اقلیم دوم بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا لقا بدار نے کہ سنگ گران زمین پر رکھا ہے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اس سنگ کو ہٹا تو ایک غار نمایاں ہو اسمیں یہ اسم پڑھکر کود پڑ لقا بدار نے ویسا ہی کیا جب غار میں
کود کے دیکھا کہ ایک دریا موجیں مار رہا ہے اور ایک مینار اندر اس دریا کے ہے اسپر ایک عقاب بیٹھا ہے دیکھ
لقا بدار کو وہ عقاب چلایا کہ قفل طلسم آپہونچا اور اڑ کر چلا تھا کہ لقا بدار نے بحکم لوح تیر مارا کہ سینے
پڑا وہ گرا تڑپ کر مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام زنگار جادو منتظم اقلیم سوم بود
روشنی ہوئی تو دریا و مینار کچھ نہ معلوم ہوا لیکن ایک نہنگ نظر آیا دیکھا کہ منہ کھولے ہوئے بیٹھا ہے
منہ سے اسکے شعلہ آتش نکل رہے ہیں پس لقا بدار بحکم لوح اسم پڑھکر اسکے منہ میں کود پڑا دیکھا
قصر ہے نہایت پر تکلف اور ایک حوض اسکے بیچ میں بنا ہوا ہے اور بچھونا لگا ہے اسمیں بہت سنہری پلنگ
اور ہر سمت کچھ پڑا تھا کہ باز نے لقا بدار سے اپنی زبان میں کہا کہ اے شہریار یہ تخت ہے کہ دل خوش ہے
پس جیسے ہی لقا بدار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص سیہ رو خنجر بکف قریب آ پہنچا ہے چاہتا ہے کہ لقا بدار
لقا بدار نے للکارا وہ چونکا اور زمین پر گر کر تڑپا اور غائب ہو گیا لقا بدار نے لوح کو دیکھا لکھا
ہے وہ سحر پنہان ہے لقا بدار نے عکس لوح کا ڈالا کہ طلسم پھٹا اور جادوگر نکلا دیکھا اسنے کہ قضا

ڈالیے اب اُس جوگن کے عوض مجھکو قتل کیجیے امیر اور سرداران اسپر پشیمان ہوے اور کہا کہ یا رہیسر اب یا شاہد
صاحبقرانی مجھے دیجیے آپ خانہ کعبہ کو تشریف لیجائیے اور عیار نے عذر کیا اتو پکڑا کہ خواجہ صاحب آپ ضعیف
ہوے عبادت خدا کیجیے ہاتھ اسے عیاری مجھکو دیجیے امیر نے نقابدار کو جواب دیا کہ واقع مین تمنے بہت جوکھین اُٹھائی
کیے ہین لیکن اتا شہ صاحبقرانی اسوقت دونگا کہ جب تم مجھپر غالب آؤگے کہا بہتر ہی سمجھا جائیگا غرض امیر نے
اُن ساتون دربندون کا انتظام کیا اپنی طرف سے وہان حاکم مقرر کیے اور چلے نقابدار نے کہا مین رخصت
ہوتا ہون مجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ امیر بلا مین پھنسے ہین جا کر رہا کرو اور پھر کچھ
عنایت کی ہی جس سے مین نے ساحرون کا رد کیا غرض نقابدار تو امیر سے رخصت ہوکر راہی ہوا عمرو کے پاؤن مین
گدگدی معلوم ہوئی جیسے ہی عمرو نے پاؤن کو دیکھا کیا ایک شخص نقش پاؤن کی اتار کرلے بھاگا عمرو نے کہا ارے
چور ہی لیتا اسے امیر ... عیار نقابدار تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب یہ نشانی اُسکی ہی جسکی میری ایک ...
کہین کو گئی تھی میرا کام اب نکل جائیگا عمرو تھپل مارا عیار چلدیا اور نقابدار بھی راہی ہوا غرض بادشاہ اسلام
منتظر تھے کہ امیر مع فرزندان با اقبال کے پہونچے اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ نے تصدق سبکے لیے بھیجا مختصر
اسوقت وہان سے پھر کوچ کیا بعد چند روز کے امیر پہرے مہا شہر تقال مین رکھکر نذر گذرانی کہ مبارک ہو سفر دیا
تمام ہوا امیر نے خلعت دیا اور جہازون سے اتر کر مرکبون پر بیٹھکر سامنے شہر حبش کے آکر اترے خبر
شاہ حبش کو ہوئی کہ اتنا حمزہ آیا ہی وہ حمزہ جسنے خدایان خدایان باطل کی تباہی کی ہی سلطنتین سلاطین
گمراہ کی برباد کی ہین اسلام جاری کیا سرداران زبردست اُسکے ساتھ ہین فوج بیشمار ہمراہ ہی جسوقت ہرکارون نے
یہ بیان کیا بادشاہ حبش یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا سب افسران فوج اور سردارون
کو بلاکر کہا کہ حبیب زبردست سے مقابلہ پڑا ہی اور حریف مع لشکر و فوج آ پہونچا ہی آمادہ جنگ ہو لشکر باہر نکالو
سبھون نے عرض کیا آپ خاطر جمع رکھیے ہم انکو سزا دینگے سبکو قتل کرینگے ہم سے وہ کیا لڑسکینگے القصہ لشکر
باہر نکلا مقابل لشکر حمزہ صاحبقران آ اترا شاہ حبش بارگاہ مین آکر تماشا دیکھنے لگا شب کو جب کال ...
ہوا حکم کیا کہ طبل جنگ اسیوقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے نے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آکے
دعا و ثنا سے لوازم شاہی بجالاکے عرض کیا کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ افضل پروردگار سے ہمارے
یہان بھی نقارہ رزمی بجے جا نہین ... چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا سے نمودار ہوے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین سپاہ زنگیان مین یہ عالم تھا کالی گھٹائین بجلیان چمک رہی تھین لب جسوقت
صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر زنگیان سے ایک زنگی میدان مین آیا کہ قد بلند
مینار سے بلند تھا اوپر کا ہونٹھ پیشانی پر چڑھا ہوا تھا نیچے کا ہونٹھ ٹھوڑی سے لٹکا ہوا تھا دانت مثل
گراز نکلے ہوے تھے ڈاڑھی ناف سے نیچے تک لٹکی ہوئی تھی دونون رخسار سیاہ مانند توے کے ...
دریا مین ... ہوے گنبد سے پر غاشیہ زربفتی پڑا ہوا گینڈے پر بیٹھے ہوے آکر میدان مین کھڑا ہوا
نام اسکا ... زنگی تھا پکارا کہ ای خدا پرست شاہ حبش مجھسے لاکھ پہلوان رکھتا ہی بلکہ اس سے بھی
زیادہ جنمین ایک ایک آدمخوار شیر شکار ہی اور مین وہ ہون کہ میرے ہول سے شیر نیستان مین چھپے ہو
ہین نہنگ دریا سے باہر نہین نکلتے اگر زندگی اپنی چاہتے ہو تو جہان سے آئے ہوا دھر ہی چلے جاؤ جو وسپاہ
بے غیرہ نہ کرو کہ تمسے کچھ نہوسکیگا ناحق مارے جاؤگے اور نصیحت میری نہین سنتے تو آؤ مقابلے کو میرے کوئی ایسا

بہادر ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ کہکر مرکب کو کدانے لگا ادھر اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ او کندۂ جہنم کیسا
لاف و گزاف بیہودہ کرتا ہی یہان بہادران و یوکش موجود ہین تجھکو ایک ادنے یہان کا کافی ہی اور ثریا نے
زنگی اپنے ہاتھی کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا
نگہبان ہی ثریا فیل کو کجک مار کر مقابل اُسکے ہوا اور کہا کہ مین رستم زنگبار ہون شیر و نہنگ کی جنگ سے
عار نہین رکھتا ضرب سے میری کوئی زندہ نہین بچتا نام میرا ثریا ہے زنگی ہمرفیق ہون شاہزادہ کرسگاری کا
کہ ناگہان اُس زنگی نے نیزہ ثریا پر مارا ثریا نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے گرز مارا کہ زمین ہلگئی
ثریا ضرب اُسکی رد کرکے تیغ خاک سے نکلا تھا کہ اُسنے دوسری ضرب ماری ثریا نے پھر رد کی اہرمن نے تیسری ضرب
لگائی وہ بھی رد کی تین ضربین متواتر رد کرکے جو ایکبار گرز مارا اہرمن پیوند زمین ہو گیا گینڈے سمیت ایک
کچلا ہو کر رہگیا دوسرا حبشی مقابلے کو آیا اُسکو بھی ثریا نے تلوار کے گھاٹ اُتارا کہ قتل ہزار اُسکا نہ لگا اُس روز
ثریا نے ستاون حبشی و اصل جہنم کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھر گئے دوسرے روز
پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقیب دے کر
چلے گئے بیٹا شاہ حبش کا بہود اسے زنگی مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ہمزبان خراسانی
بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی ہمزبان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے تلوار ماری ہمزبان نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوئے ہمزبان نے
پھر مبارز طلبی کی ایک حبشی گمنام نکلا کہ قد اُسکا چالیس ایرج کا تھا ہمزبان سے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ پسر شاہ
حبش کو مارا مین تیرا کام تمام کرونگا ہمزبان نے کہا کہ زیادہ بیہودہ نہ بک جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر وہ ملعون
یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور مانند کرگدن کے چلایا شور مچایا اور گرز ہمزبان پر مارا ہمزبان نے آسکے گرز کو خیال مین کرکے
کلائی اُسکی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا گرز اُسکا چھین لیا اُسنے تلوار ماری تلوار بھی ہاتھ مروڑکر چھین لی اور اللہ اکبر کہکر
ہاتھ اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین لشکر اسلام مین چھیڑ یا الفتح
اسیطرح شام تک تیس زنگیون کو مارا اور اسیر کیا وقت شام دونون لشکر پھرے اپنی اپنی خوابگاہون مین
داخل ہوئے صبح کو صاحبقران نے دربار کیا اور اُن زنگیون کو بلا کر تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از صدق دل
مسلمان ہوئے کہ اسی اثنا مین ہرکارے خبر لائے کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر با توقیر نے حکم دیا کہ ہمارا
بھی کوس حربی بجے رات بھر تیاری ہوئی صبح کو میدان آرائی ہوئی سپہدار شاہ حبش میدان مین آیا مبارز طلب
کیا خاقان ابن الخاقان بہرام کرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام سے
رخصت ہو کر سپہدار حبش کے مقابل ہوا بعد سخن کے نیزہ بازی ہوئی بہرام نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے
عمود گران سنگ مارا بہرام نے رد کرکے اپنا وار جو اسپر مارا تو وہ پشت کر گردن سے زمین پر گر پڑا بہرام نے
کمند مار کر اُسے پکڑ لیا کیوان شاہ بادشاہ حبش نے جو یہ حال دیکھا تمام فوج کو حکم دیا کہ سب ایکبار اسپر جا پڑین
تمام حبشی جو پکڑ پکڑ کر بہرام پر چلے بہرام تلوار کھینچکر اُنپر دوڑا ادھر سے صاحبقران نے جو یہ عالم دیکھا تمام
فوج ایک بہرام سے مقابلے کو آئی ہی اپنی فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ یاران کافرون کو جانے نہ دو بہرام کی کمک
کرو تمام لشکر اسلام اور سرداران عالیمقام دوڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی ایسی جنگ مغلوبہ مین بہرام
تلوارین مارتا ہوا کیوان شاہ کے تخت کے پاس پہونچا اُسنے جلدی سے گرز اُٹھا کر بہرام پر مارا بہرام نے

کلاہ خود بکھر کر چھین لیا اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اسے اٹھا لیا اور باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا اور پھر لڑنے لگا
اسقدر حبشی اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے کہ حساب و شمار نہ تھا آخر کار حبشی گھانس منھ مین لیکر پکار
کر الامان یا صاحبقران ہم غلام آپکے ہین امیر نے سبکو امان دی اور پھر کر اپنے خیمے مین آسے آرام کیا صبح کو دربار
عام کیا بارگاہ مین آکر بیٹھے بہرام کیوان شاہ کو سامنے لایا کیوان شاہ نے صاحبقران کو مجرا کیا بادشاہ
اسلام کو آداب بجالایا دست ادب بستہ کھڑا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ فرعون بے عون پہ لعنت کر اور دین
اسلام قبول کر اور چند کلمے وحدانیت الہی مین بیان کیے اور بد دست کفر بہت سی فرمائی کیوان شاہ کلمہ پڑھکر
مع تمام لشکر مسلمان ہوا امیر نے سبکو جدا جدا خلعت دیا شاہ حبشی نہایت خوشنود و کمال مسرور ہوا اور امیر سے
عرض کیا کہ حضور چند روز یہان توقف فرمائیے کہ حقیر شہر مین جاکر سبکو مسلمان کرکے خدمت والا مین حاضر ہو فرمایا
کیا مضائقہ رخصت دی کیوان شاہ شہر مین آیا پہلے اپنی اولاد کو بلا کر جمع کیا اور کہا مین تو مسلمان ہوگیا اور اس سے
بہتر کوئی دین مین نے نہ پایا تمکو لازم ہے کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ وہ سب مسلمان ہوئے دوسرے روز تسیطرح تمام
خاندان کو جمع کیا اور تلقین بدین اسلام کیا وہ سب بھی مسلمان ہوئے بعد اسکے تمام ملک کو مسلمان کیا اور لشکر
گران اور تحائف لاانتہا حمزہ صاحبقران لیکر خدمت والا مین حاضر ہو کر پیشکش کیے امیر نے قبول کیا اور بہت سے
خلعت سے سرفراز فرمایا شاہ حبشی امیر اور بہ بادشاہ اسلام کو مع جوانان نامی و سرداران گرامی شہر مین اپنے لیکیا
دعوت کی ایک ہفتہ وہان رہے بعد اسکے احوال لقا سے بے بقا کا دریافت کیا اور مع کیوان شاہ روانہ ہوئے

اب چند کلمے داستان شہر فرعونیہ کے بیان سے جاتے ہین

کہ اس شہر کے ساتھ در بند ہین پہلے در بند کو سہیلیہ کہتے ہین بنا برین حال در بند سہیلیہ کا لکھا جاتا ہے کہ لقا بے
ناس جانے زرجد شاہ کے مع بختیارک اور جالوت رعد آور اتراد ضیغم خون آشام اور فرامرز ناکام
اور یاقوت شاہ اور سعادت شاہ وغیرہ کے جو شہر زرجد لگار سے بھاگ کر جہازون پہ سوار ہوکر بھاگا تھا
فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا کوچ و مقام کرتا ہر جگہ عجائب و غرائب دیکھتا اور یہ کہتا ہوا کہ سب عجائب اور غرائب مین نے
اپنی قدرت سے پیدا کیے ہین بعد دو مہینے کے ساحل پہ پہونچا ہر کارون کو جہازون پر سے اتار کر غراب پہ سوار کر
بھیجا کہ جاکر تحقیق کرو کہ یہ کونسی سر زمین ہے ہم پہونچے ہین اور حاکم کا یہان کے کیا نام ہے ہرکارے گئے اور
خبر دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ یہ سر زمین ملک فرعونیہ ہے اور یہ در بند اول فرعونیہ کا ہے در بند سہیلیہ اسکا نام
ہے حاکم یہان کا سہیل چرم پوش ہے فرعون پرست ہے لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکار کر کہا اے بندگان من
دیدی قدرت و خدائی مرا کہ کیا لقدیری ہین نے کہ ایسے دریا سے تمہارے کیونکر گذارا اور کسیکو ضرر نہ پہونچا کیسے کیسے
عجائب و غرائب تم سبکو دکھائے وہ جو نادان اسکے ساتھ تھے پکارے کہ یا خداوند تو برحق ہے تیری خدائی کی کنہ کو
کوئی نہین پہونچا ہے یہ کہکر سبھون نے سجدہ کیا اور طوق لعنت اپنے گلے مین پہنا اور عرض کیا کہ اب جو کچھ حکم ہو سو
بجالائین وہ بولا لقدیری کہ خیمہ ہمارا لب ساحل بر پا ہو اسباب اتار و اور خرگوہ مین سراپردہ استادہ ہون کہ ہم
خود دریا سے اتر کر خیمہ مین داخل ہونگے اور فکر کرینگے کہ اب کیا لقدیر ہے سب حکم اسکا بجالائے اسباب اتار اخیمہ لب ساحل
استادہ کر اسے لقا اتر کر داخل خیمہ ہوا ایک ہفتہ عیش و عشرت مین بسر کی بعد اسکے حکم کیا کہ بار برداری لاؤ اور
صبح کو یہانسے کوچ کرو غرض کوچ کرکے قریب دربند سہیلیہ کے ساتھ فرسخ جدا اتر کے دوسرے روز حکم کیا
کہ نامہ لکھو سہیل چرم پوش کو کہ وہ شخص خدا سے ملک با خبر زادہ فرعون شاہ اس شخص کا چھوٹا بھائی

سپہ کو بالکل زیر جنگ کاری گیا تھا زرد شاہ نے نافرمانی کی اُسنے خدا پرستون سے قتل کروا کر اب یہان آیا ہون بہتر ہے کہ
آکر میری خدمت مین حاضر ہو لیں جسوقت وہ نامہ لکھا گیا وسواس عیار کو دیکر روانہ کیا وہ لیکے وسواس چلا اتفاقا
رہ نگار عیار سہیل چرم پوش کا سیر کرنے کو آیا تھا گذر اسکا لشکر زمرد شاہ کیطرف ہوا بہت متعجب ہوا کہ یہ لشکر کسکا ہی
داخل لشکر ہوا تمام حقیقت دریافت کرکے وہان سے پھر اسامنے سہیل کے آیا سہیل نے اپنے عیار کو گرد آلودہ دیکھکر حال
پوچھا اُسنے جو کچھ کہ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا کہ اسی اثنا مین وسواس عیار بھی پہونچا سہیل کو خبر ہوئی اپنے سامنے بلوایا
پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُسنے کہا کہ مین عیار ہون زمرد شاہ باختری کا اور نامہ لیکر آیا ہون خداوند نے اپنے
ہاتھ سے نامہ لکھا ہی سہیل جانتا تھا کہ لقا بڑا بھائی فرعون شداد کا ہی سند پرست تھا نامے کی تعظیم کی بوسہ دیا کھولکر پڑھا
حقیقت سے آگاہ ہوا تمام اپنے سوارون کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا ملازمت لقا کی اختیار کی عرض کیا کہ حضور شہر مین
تشریف لیچلیے لقا اُسکے ساتھ ہو لیا سہیل لقا کو ہمراہ لیے ہوے داخل دربند ہوا نذر دی تحفے پیش کیے ضیافت کی بعد
چند روز کے لشکر صاحبقران کا دربند سہیلیہ پر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی خبر ہوئی سہیل کو کہ حمزہ صاحبقران
بالشکر فراوان آپہونچے لقا تو کانپ اٹھا اور تھرا گیا اور ادھر سہیل کثرت فوج کی سنکر نادم و پشیمان ہوا کہ کسواسطے
تو نے لقا کو امن پناہ دیا مگر لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے کہ مین حمزہ سے سامنا کرونگا اور حکم دیا کہ نقیب
طبل جنگ ادھر صاحبقران کو خبر ہوئی کہ حاکم دربند سہیلیہ نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی
نوازش مین آوے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ صبح کو سامنا ہی لشکر حریف سے ہر ایک آلات حرب درست
کرنے لگا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نسیب دیکر نکل گئے
اُسوقت سہیل چرم پوش لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قیروز بن ستون ملازم
کرب پہلوان حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سہیل سے لگا ورزن ہوا اور
مرکبون کو پھیر پھیر کر ایکدوسرے کے مقابل ہوا سہیل نے کہا او خدا پرست نام اپنا ظاہر کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے
مارا جاے کرب پکارا کہ وہ جو تو نے سنا ہو کرب دلاور داماد حمزۂ صاحبقران ہیہم زنندۂ دولت سکندریان
پہلوان سہیل نامور کرب ہالیوقار نظر کردۂ شیر پروردگار ہ میدان چو تیغم زر افشان شود ہ سکندر چو آئینہ
حیران شود ز شور نفیر قیامت اثر کنند دشمنم الحذر الحذر سہیل بولا کہ ہان لعوالیقین تیری بخت یار کی زبانی سنی تعریف
اب تو بھی کہ تیرے رکھتا ہو کرب پکارا کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین ہے کہ حریف پر پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا
بچا لیگا تو مین بھی اپنا حربہ تجھپر کرونگا سہیل نے کہا معلوم ہوا تجھے بڑا گھمنڈ ہی اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ کرب پہ
مارا کرب دلاور نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا سہیل نے غضبناک ہوکر تلوار ماری کرب نے تیغ کی دستہ کر
وار تلوار کی بچا کر تیغ پر ہاتھ ڈالا دیر تک کشمکش ہوا کیے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اُسنے آخر کار سرگرم تلاش
ہوے چار گھڑی دن باقی تھا کہ کرب نے لنگر اسکا توڑا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا چڑھکر چھاتی پر کھولکر
توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی ارامگاہون مین داخل ہوے
صبح کو دربار معمور ہوا صاحبقران نے سہیل چرم پوش کو بلا کر تلقین دین اسلام کیا اُسنے عرض کیا کہ
شہریار ایک شرط میری ہی اُسے اگر قبول کیجیے تو مین اپنے لوگون سمیت اسلام قبول کرتا ہون فرمایا کہ جلد اُسکے قید سے
رہا کرو اُسیوقت جلاد نے قید اُسکی کاٹ دی وہ آکر قدمون پر گرا امیر نے اُسے دلاسا دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب
گردش مین آیا امیر نے پوچھا کہ وہ شرط تمھاری کیا ہی بیان کرو عرض کیا کہ شہریار غلام کے شہر سے تین فرسنگ پر

ایک درہ کوہ ہی اسکے اندر تختۂ لالہ زار ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک آگ لگی ہوئی ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی تختۂ لالہ
نظر آتا ہی اور وسط لالہ زار مین ایک گنبد مرجان سرخ کا ہی جو کوئی قصد کرتا ہی کہ اس گنبد تک جاے دیکھے کہ
اس گنبد مین کیا ہی جہان قریب گنبد کے پہونچا غائب ہوگیا پھر نہین معلوم ہوتا کہ زمین اسکو کھا جاتی ہی یا آسمان
کوئی اٹھا لیجاتا ہی آپ حلال مشکلات ہین میری مشکل بھی آسان کیجیے مجھے حال اس گنبد کا معلوم ہوجاے اور یہ بھی
معلوم ہو کہ جو شخص وہان جاتا ہی اُسے کون لیجاتا ہی امیر نے فرمایا کہ اے سہیل جیرم پوش جلدی یہ عقدہ تمہارا حل
کردینگے تو بعد اسکے تمسے سوال اسلام لانے کا کرینگے اب تم جاؤ کل ہم تمہارے ساتھ چلینگے سہیل اُسیوقت نکل کر سوار
ہوا اپنے خیمے مین آیا تمام حال اپنے رفیقون سے بیان کیا ان سبھون نے کہا کہ پیر و مرشد وہان جو جائیگا زندہ پھر کر
نہ آئیگا آپ نے حمزہ کے مرنے کی خوب تدبیر ٹھہرائی ہی القصہ دوسرے روز خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور امیر
سرداروں سمیت سوار ہوکر سہیل کے ساتھ روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا صاحبقران والاشان
نے کہ فرسخ در فرسخ تختۂ لالہ زار ہی بیچ مین اسکے ایک گنبد مرجان سرخ کا ہی اور عکس آفتاب کا جو اسپر پڑتا ہی تو عجب
ہی جوت اور اسکی جوت ایک ہوگئی ہی نگاہ اسپر نہین ٹھہر سکتی ایک نور کا عالم ہی امیر نے فرمایا کسی واجب القتل کو
بلاؤ دیکھا تا گنبد کے پاس بھیجینگے اُسیوقت ایک شخص کو طلب کیا کہ صبح کو وہ مارا جاتا اُس سے امیر نے فرمایا کہ تو جا کر
اس گنبد کو چھو کر چلا آ ہم تجھے ابھی چھوڑ دینگے اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا غرض وہ نہایا لباس نفیس پہنا مسلح و مکمل
ہوکر روانہ ہوا جب گنبد کے قریب پہونچا غائب ہوگیا صاحبقران نے فرمایا ہمارے واسطے عبادتخانہ تیار
کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ جناب ایزدی مین اُسیوقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوگئی امیر نے شام سے
کھانا نوش فرماکر اسمین داخل ہوے وضو کیا نماز مغرب اور عشا کی پڑھی اور دو رکعت نماز حاجت ادا کرکے کیساتھ
مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات بلند سے بخضوع و خشوع بتضرع و زاری دعا مانگنا شروع کی کہ اے پروردگار عالم
مین ادنی بندہ ذلیل تیرا تو خالق جلیل میرا امیدوار ہون کہ اس گنبد کا حال مجھپر ظاہر ہوا اور یہ کیا سبب ہی کہ جو آدمی
اس گنبد کے پاس جاتا ہی غائب ہوجاتا ہی اسکی کیفیت بھی منکشف ہوجاے یہی دعا مانگتے مانگتے کوئی پہر رات باقی
تھی کہ غنودگی طاری ہوئی آنکھ امیر کی بند ہوگئی عالم رویا مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے نمایان ہوا جب پاس
آیا دیکھا امیر نے کہ حضرت سلیمان ابن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہما السلام ہین تسبیح ہاتھ مین ہی درود پڑھ رہے ہین کہ
نور محمد سمیت کہ حضرت رہ دن رین پڑھ پیران علی جی فاطمہ حسن حسین دونین ہین اور کچھ ملائکہ نورانی شکل کے حضرت کے
ہمراہ ہین صاحبقران نے کئی بار حضرت کو دیکھا ہی پہچانا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حضرت نے پوچھا
کہ یا صاحبقران متردد کیون ہو عرض کیا کہ یا حضرت آپ نبی اللہ ہین آپپر سب حال ظاہر ہی عرض یہ ہی کہ حال
گنبد کا میرے اوپر کھلجاے فرمایا کہ یہ ہمارا چلہ خانہ ہی اور عابد جن یہان کا مالک ہی جو کافر کہ وہان جانے کا ارادہ
کرتا ہی وہ اُسے اٹھا لیجاتا ہی مار ڈالتا ہی اگر آپ وہان جائیے اور جب جی چاہے ہمراہ لیجائیے سیر کیجیے اب یہ چلہ خانہ آپکے
اختیار مین ہی جسکو چاہیے یہانکا مختار کیجیے عابد جن فقط آپ کے دیکھنے کا منتظر ہی وہ آپکی زیارت سے مشرف
ہوکر جان بحق تسلیم ہوگا آپ اسکو دفن کرکے جہان جی چاہے جائیے گا یہ کہکر حضرت سلیمان نظر سے ناپدید ہوے
آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا ایک نور کی لڑی از زمین تا بہ سپہر برین نظر آئی اپنے دل مین
خیال کیا کہ خواب بہت اچھا ہی وضو کیا نماز صبح ادا کی عبادتخانے سے باہر آے مقبل وفادار نے دیکھا کہ نور چہرے صاحبقران
کے ساطع و لامع ہی دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہ حضور حال بیان کر فرمایا کہ خواجہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہی مکان مبارک ہی

ہین یہان رہتے ہین جو کافر جاتا ہی اُسے مار ڈالتے ہین اندرون گنبد جانے نہین دیتے سہیل چرم پوش بھی موجود
تھا اُسنے بھی تمام حال سنا مگر یقین نہ آیا صاحبقران نے کہا ای سہیل تم دیکھو اب ہم وہان جاتے ہین اور عمرو
کو ساتھ لیکر اُس لالہ زار مین روانہ ہوئے سہیل دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب
گنبد پہونچے ایک آواز پیدا ہوئی کہ سلام علیکم یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا اور دیکھا کہ ایک
مرد پیر باریش سفید نمایان ہوا صاحبقران سے آکر اُسنے مصافحہ کیا ہاتھ پکڑکر اندر گنبد کے لے گیا صاحبقران
اندر گنبد کے گئے گنبد بہت وسیع تھا ایک تکیہ اُسکے بیچ مین تھی چہار طرف گلدستے پھولون کے رکھے تھے کھڑکیون کے
روشن تھے خوشبو چلی آتی تھی اُسنے لاکر صاحبقران کو بٹھایا اسباب دعوت امیر کیواسطے لاکر موجود کیا اور
عرض کیا کہ ای شہریار اگر مین مر جاؤن تو مجھکو طریق پر اپنے مذہب کے غسل و کفن دے کر دفن کر دیجیے گا اور کلمہ
مجھے تعلیم فرمائیے کہ مین دین تمھاری اختیار کرکے مرون کہ موت میری قریب ہی صاحبقران نے اُسے کلمہ پڑھا
دیا یکبارگی اُسکے چہرے پر آثار مرگ نمایان ہوئے ایک ہچکی آئی اور دم نکل گیا امیر کو بہت افسوس ہوا عمرو کو
کہا جاؤ خواجہ سردارون کو جمع کرو اسکے جنازے کی نماز پڑھین عمرو جاکر سبھون کو لایا سہیل چرم پوش بھی
آیا گنبد کی زیارت کی نماز ہوئی بعد اُسکے دفن کیا فاتحہ پڑھکر وہان سے باہر آئے سہیل اپنے لشکر سمیت از سر نو
مسلمان ہوا امیر کی دعوت کی امیر نے چلہ خانہ کا اختیار کیا پھر متوجہ ہوئے طرف عمرو کے حال لقا کا پوچھا عمرو نے
عرض کیا کہ لقا بھاگ کر دربند نقرہ کوہ مین گیا ہی فرمایا کہ مین جبتک اُسے مار نہین لیتا ہون یا دائرۂ اسلام مین
نہین لاتا جبتک مجھے آرام نہین جلد کوچ کی تیاری کرو اور خواجہ حال مفصل اُس کافر کا دریافت کرو کہ سیدھا
فرخونیہ گیا ہی یا کہین اور ٹھہرا ہی عرض کیا کہ چالیس جوڑی ہرکارے کی پیچھے اُسکے گئی ہی خبر آیا چاہتی ہی امیر کو تو خبر لقا کے انتظار مین چھوڑ
ادہر بھی

اب چند کلمے داستان نقرہ کوہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا نے جسوقت دیکھا کہ سہیل چرم پوش ہاتھ سے کرب غازی کے گرفتار ہوا اُسیوقت بھاگا کئی روز کے بعد
ایک دوراہے پر پہونچا خیمہ استادہ ہوا کہا لوگون سے کہ دریافت کرو کہ یہ دونون راستے کدھر کو گئے ہین راہگیرون
سے معلوم ہوا کہ ایک راہ فرخونیہ کو گئی ہی اور دوسری نقرہ کوہ کو کہ حاکم وہان کا سکندر شاہ ہی لقا بختیارک
کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ای شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم اور مین نے امور خدائی کے تیرے اوپر مقرر کیے ہین
جو تو صلاح دیگا وہی تقدیر مین کرونگا شیطان درگاہ بولا خداوندا آپ تو بوم خصال ہین جس مرزبوم مین جاتے
ہین اُسکو بغیر ویران کیے نہین رہتے نقرہ کوہ کو بھی اپنے قدم سے آباد کرتے چلیے اُسے بھی محروم نہ چھوڑیے لقا
یہ سنکر وہان سے کوچ کیا پچیس فرسخ پر نقرہ کوہ تھا وہان پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہی نقرہ مصقول کا کہ نگاہ اُسکی
چمک پر ٹھہر نہین سکتی اور زیر کوہ ایک دریا ہی کہ عرض اُسکا تخمیناً پچاس گز کا ہوگا اور طول کی کچھ انتہا نہین معلوم
ہوتی جہانتک وہ پہاڑ ہی وہانتک دریا بھی چلا گیا ہی اور اگر کوئی چاہے کہ نقرہ کوہ کو جاے بغیر دریا کے عبور کیے
نہ جا سکے اور دریا پایاب نہ بیڑا کشتی غراب جہاز کچھ نہین ہی مگر ایک جگہ ہاتھ اژدہے ... اژدہے کا تو اُس کا
یہ کہ منہ کھولے ہوئے قلاب آتشین چھوڑ رہا ہی اور تمام جسم دریا پر ہی دُم پہاڑ مین ہی اور اُس پار سے اُس کی
نیلوفر پھولا ہوا ہی راہ اُس پار جانے کی کہین نہین معلوم ہوتی لقا نے بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ حالا
چہ تقدیر کنم بختیارک بولا جہان آپ آئے ہین مقام ہی نہ ملانے کا اختیار ہی اگر اُنکو خلافت آپ کی کرنا منظور
ہی تو وہ آپ کو بطریق بلا لینگے لقا نے ناچار وہین خیمہ استادہ کروا لیکن ہرکارون نے خبر لقا کے آنے کی

ملاحظہ فرماکر صاحبقران کو دیا امیر نے اسے پڑھکر فرمایا بلاؤ پہلوان عادی کو کہ پیش خیمہ طرف نقرہ کوہ کے روانہ کر
دو اور بادشاہ اسلام سے بلکہ تمام سرداران عالیمقام نے عرض کیا کہ حضور اور حضور تشریف لیجائیں تو ساعت سعید
دکھواکر کوچ فرمائیں اسواسطے کہ یہ دربند فرعونیہ ہی کارخانہ سحر کا ہے امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ حضور نجومیون
کو بلوائیں ساعت سعید دکھوائیں اسیوقت حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو چوبدار روانہ ہوا بعد ایک گھڑی کے
چارون بھائی آکر حاضر ہوئے تیم تخت انکے بیٹھنے کو دیا بالتعظیم کی اور کہا کہ آپ دل میں ملاحظہ فرمالیجئے کہ کس دن اور
کونسی ساعت ہمارے نقرہ کوہ پر جانے میں [illegible] انھون نے اسیوقت زائچہ کھینچا بعد ایک دو گھڑی کے دست ادب بستہ عرض کیا کہ
نقرہ کوہ پر قران [illegible] ہے بعد دو مہینے کے حضور تشریف لیجائینگے تو بہت اچھا ہے یہ قران نکل جائیگا فرمایا بہت اچھا
ان چارون بھائیون کو [illegible] خلعت [illegible] ہوئے چار توڑے اشرفیون کے ملے وہ تو چلے گئے صاحبقران نے کہا میں
نجومیون کے کہنے پر کبھی عمل نہیں کرتا اور یہ کبھی سچے نہیں ہوتے کذب المنجمون برب الکعبہ جو مرضی الٰہی ہے اسپر میں راضی
ہون تقدیر بدل نہیں ہو سکتی عمرو بولا [illegible] خواجہ زادون کے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوتا دو مہینے بعد [illegible] جائیگا
بادشاہ اسلام نے بھی سمجھایا کہ چند روز توقف فرمانا مناسب ہے فرمایا میں نہ مانونگا اور پہلوان عادی کو بلاکر حکم
دیا کہ جلد پیش خیمہ [illegible] سکندریہ کی طرف روانہ کرو عادی بموجب حکم پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر تو تمام لشکر میں غلغلہ ہوا اور
[illegible] خیمے روانہ ہوئے [illegible] کوچ کا بجنے لگا [illegible] امیر چاہتے ہیں کہ آپ بھی سوار ہون کہ ہرکارے نے خبر دی کہ کل سے
کرب [illegible] بیکل ہے [illegible] بہت شدت سے [illegible] بیہوش ہے فرمایا خدا فضل کریگا اور اشقر پر سوار ہوئے تھے کہ اندلس
پہونچا عرض کیا کہ کرب کا بہت برا حال ہے زبیدہ شیر گیر نے عرض کیا ہے کہ حضور ذرا دیکھتے جائیں صاحبقران مع فرزندون
آئے [illegible] زبیدہ شیر گیر [illegible] سلام کیا آنکھون میں آنسو بھر لائی امیر نے اسے گلے سے لگایا کرب کے بدن پر جو ہاتھ رکھا
تو ایسا گرم تھا کہ قریب تھا کہ ہاتھ میں چھالا پڑ جائے صاحبقران مع فرزندان پریشان رونے لگے عمرو نے وقت
پاکر عرض کیا کہ اس بیمار پر رحم کیجئے چند روز ٹھہر جائیے دیکھئے [illegible] کیا حالت ہے تمام چہرہ تمتمایا ہوا ہے آنکھیں
سرخ ہیں عجب کیفیت ہے فرمایا کہ [illegible] پیش خیمہ پھر سکتا ہے کہیں جہان ہے وہیں رہے
فرمایا یہ کبھی نہ ہوگا اور خواجہ بزرگ امید [illegible] میں کرب کو ساتھ لیجاؤن انھون نے عرض کیا
کہ اب وہوا اسکندریہ کی بہت ناقص [illegible] اچھا نہیں ہے امیر نے زبیدہ شیر گیر کو گلے سے لگاکر کہا
کہ اے فرزند تم بھی یہیں رہو خدا فضل کریگا کرب شفا پائیگا ہم تمھیں جلد بلا لینگے زبیدہ شیر گیر خوب روئی اور
بدیع الزمان سے لپٹ کر یہ حالت تباہ کی بدیع الزمان بھی خوب رویا ایک کہرام مچا ہوا تھا غرض امیر نے خواجہ
[illegible] اسید کو علاج کیواسطے وہیں چھوڑا اور سہیل کو بہت تاکید کی کہ کرب سے خبردار رہنا کہ اس شاہین
کرب کو ذرا ہوش آیا امیر کو پھر اندر بلایا اور لپٹ کر صاحبقران سے خوب رویا کہ حضور کو ایسا سفر درپیش ہوا
اور غلام ہمراہی سے محروم رہا فرمایا جو مصلحت الٰہی تمھارا یہیں رہنا مناسب ہے خدا تمھارا نگہبان ہے غرض سب کو
گریان و نالان چھوڑکر آپ سوار ہوکر ملک سکندریہ کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ بعد قطع منازل وطی مراحل
مرحلہ پیمائی کرکے سکندریہ پر پہونچے بارگاہ ہشامی برپا ہوئی تمام لشکر وہان اترا چار گھڑی دن باقی تھا امیر عمرو
کو ساتھ لیکر تماشا دیکھنے کو نقرہ کوہ پر آئے وہ پہاڑ چاندی کا تھا اور دریا سامنے مانند سیماب بہتا تھا
پھول کنول کے پھولے ہوئے تھے عکس سبزہ جو نقرہ پر پڑتا تھا تو تمام پہاڑ مرقع مانی و بہزاد معلوم ہوتا
خواجہ کیا کیفیت و بہار ہے کہ کبھی یہ کیفیت نہ دیکھی تھی عمرو نے بھی تعریفیں کرنا شروع کیں امیر نے

[illegible] ہے اس ریگ
شیطان درگاہ عالم
لعنت آپ کی کرامت
خبر لگانے آنے کی

باوجودیکہ مین نے اُسکے رفیق کو مار ہی ڈالا تھا لیکن اُسنے زخمی پاکر کچھ نہ کیا اور چھوڑ کر چلا گیا اے قبلہ و کعبہ مین نے تو غلامی آپکی
اختیار کی اُسنے کہا کہ بیٹا اُسنے مجھکو داغ پسر سے محفوظ رکھا مین تجھسے پہلے اُسکا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہون شیرویہ نے
کہا کہ پھر تامل کا ہیکا ہے راتون رات اپنا مال و اسباب و لشکر ساتھ لیکر چلے چلیے صبح کو خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر
ہو جیے یہ صلاح کرکے کوئی دو پہر رات گئے یہ دونون مع سپاہ لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوے صبح کو حمزۂ صاحبقران
نماز صبح پڑھکر بارگاہ مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کرکے بیٹھے اور سردار بھی آ آکر حاضر ہوے صحبت عیش برپا ہوئی نایاب
ہونے لگا جام گردش مین آیا ناگاہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شیرویہ شیر سر اور شیر زاد شیر سر دونون پسر و پدر خدمت والا مین
حاضر ہوے ہین فوج و لشکر ساتھ لیے ہوے آئے ہین فرمایا کہ بلاؤ جب وہ دونون بارگاہ مین آئے مجرا گاہ پر سے مجرا
کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا جو تمھین عرض کرنا ہو عرض کرو ان دونون نے
عرض کیا کہ ہم غلامی کرنے کو شاہزادۂ بدیع الزمان کی آئے ہین کہ اس شہریار نے ہمکو دوبارہ زندہ کیا ہے اور [illegible]
وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے خدمت مین بدیع الزمان کی رہے لشکر اُنکا قریب لشکر بدیع الزمان
اُترا مگر یہ خبر ہرکارون نے جاکر لقابدار سیہ پوش کو دی کہ شیر زاد اور شیرویہ دونون جاکر شریک لشکر حمزہ ہوے اسلام
لاے کہا کہ مجھکو اُنکی پروا نہین ہے اُنھون نے زبردستی طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کیا تھا مین راضی بھی نہ تھا مین خود خدا پرستون کا
کام تمام کرونگا اور نشہ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا
لقابدار سیہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسیوقت لشکر مین لقابدار نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی
نوازش مین آیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح معرکہ کارزار مین آکر صف آرا ہوے صفین آراستہ
ہوئین نقیب نعرہ دے کر چلے گئے پس لقابدار سیاہ پوش نے مرکب کو جولان کیا پہلے سکندر شاہ اور زمرد شاہ
جو پہاڑ پر آکر بیٹھے تھے اُنکو سلام کیا بعد اُسکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ آلا گرد فرنگی مرکب کو بڑھاکر سامنے تخت
بادشاہی کے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جا تو خدا تمھارا نگہبان ہے اور جام کا [illegible]
عنایت فرمایا آلا گرد فرنگی اُسے پی کر پارہ گرم مرکب پر سوار ہو کر سامنے لقابدار کے آیا لقابدار نے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے
بیان کر جواب دیا کہ مجھے آلا گرد فرنگی کہتے ہین رفیق ہون شاہزادۂ علمشاہ رومی کا لقابدار بولا کہ بہتر تیرے حق مین
یہ ہے کہ دین فرعون پرستی اختیار کر لقا کی اطاعت مین حاضر رہ نہین تو ہاتھ سے میرے مارا جائیگا آلا گرد پکارا کہ او
کبر ناہنجار کندۂ ناتراش کیا بکتا ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے فرعون پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سنکر لقابدار نہایت برہم ہوا
کہا کہ خیر معلوم ہوا حال تیرا لا اپنا حربہ کر کہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آلا گرد نے نیزہ مارا لقابدار نے نیزے کو نیزے پر
روکا طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ہاتھ سے نیزے
پھینک دیے تلوارین کھینچین لقابدار نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا تھا کہ مارے آلا گرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا کہ لقوہ کوہ
کیطرف سے ایک آندھی آئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا دو گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ آلا گرد کا [illegible]
پڑا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاسہ سر اسکا کوئی جانور کھا گیا ہے سیکڑون سوراخ مغز مین پڑے ہین فرنگی اسکی لاش
اُٹھا کر لیگئے لقابدار نے پھر مبارز طلب کیا لگا کہ اے خدا پرستو دیکھا تمنے کہ یہ کیونکر مارا گیا مجھکو محنت و مشقت بھی نہ کرنا پڑی
اور جسے تمناے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو مالا گرد فرنگی سامنے اُسکے آیا بعد گفتگو کے مالا گرد نے چاہا تھا کہ تلوار
لقابدار پر مارے کہ وہی آندھی آئی اور تاریکی چھائی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ مالا گرد کا لاشہ بھی اُسیطرح پڑا ہوا ہے
اسیطرح چھ پہر دن چڑھے تک کئی فرنگی مارے گئے علمشاہ رومی نہایت خشمناک ہو کر بادشاہ سے رخصت لیکر

لقا بدار کے مقابلے کو آیا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ آج بعد مدت کے دیکھیے کہ کیا ضرب دست ہی بدیع بزرگوار کی بدیع الزمان نے کہا کہ ای قاسم یہ ہم تم دونوں کا فخر ہی تمھارا باپ ہی اور ہمارا بڑا بھائی ہی بجائے قبلہ وکعبہ ہی مگر اس بلا سے خدا بچاے تو بڑی بات ہی یہ کہکر دعا مانگنے لگا قاسم بھی دست بدعا ہوا کہ علمشاہ برابر لقا بدار کے پہونچا تھا گفتگو ہو رہی تھی کہ عمرو نے علمشاہ سے اشارہ کیا کہ لقا بدار کو مانند لقمہ تر کے اٹھالے اور سر پہ چرخ دے کر زمین پر مارے کہ جنبش نہ ہو سکے بس علمشاہ پیادہ ہو کر دوڑا لقا بدار بر گھوڑے کے پیٹ تلے گھس کر دونوں ہاتھ سے دونوں اگلے پاؤں بائیں ہاتھ سے پچھلے پاؤں مرکب لقا بدار کے پکڑ کر زور کیا کہ لقا بدار کو مع مرکب اٹھا لیا لقا بدار تو مرکب سے کود پڑا علمشاہ نے مرکب کو زمین پر مارا کہ وہ مردہ ہو گیا تھا لقا بدار علمشاہ پر دوڑا کہ او رومی غضب کیا تو نے کہ گھوڑا ہمارا مار ڈالا اور علمشاہ سے لپٹا کشتی ہونے لگی کہ وہی آندھی پھر نمایاں ہوئی آن واحد میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے جو روشنی ہوئی دیکھا کہ علمشاہ کا بھی وہی عالم ہی کہ کاسہ سر میں ہزار ہا سوراخ ہیں لاش زمین پر پڑی ہوئی ہی اور لقا بدار بے مرکب پر سوار ہو کر کارزار میں مبارز طلب کر رہا ہی صاحبقران نے جو یہ حال شاہزادہ علمشاہ رومی کا دیکھا گریبان چاک کیا قاسم نے سر پیٹ لیا بدیع الزمان نے اپنے کو خاک میں ملا دیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ او لقا بدار تو نے اس شخص کو مارا کہ میں جسے اپنا قبلہ وکعبہ جانتا تھا بس قریب لقا بدار پہونچا تھا کہ وہی آندھی آئی اور تیرگی چھائی بعد دو گھڑی کے روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا بھی پڑا ہی اور اپنے خون میں غلطاں ہی کاسہ سر میں بھی سوراخ پڑے ہیں نشان منقار معلوم ہوتے ہیں تمام باختری سرو پا برہنہ دوڑے قاسم نے لاشہ علمشاہ کا اٹھوا لیا تھا تمام رومی اور فرنگی گرد اسکے پیٹتے چلے آتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان کی صدا کان میں پہونچی بس وہیں سے تیغہ بلارک افراسیابی کھینچکر دوڑا آکر دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا تڑپ رہا ہی ابھی تک کسی نے اٹھایا نہ تھا کہ قاسم برابر آگیا لاش سے لپٹ کر منہ سے منہ ملنے لگا پکارا کہ عمو جان بعد آپ کے لطف میری زندگی کا اٹھ گیا اب زیست لاحاصل ہی ابھی سیار باغ جنان نہ ہو جیے گا کہ خادم بھی آپ کے پاس آتا ہی اور لقا بدار سے کہا کہ او حرامزادے میں تجھے مار کر مرونگا اور وہی تیغہ لقا بدار پر مارا کہ اسکے سر پہ پڑا مگر اچٹ گیا لقا بدار نے قبضہ پکڑ لیا کشتی ہونے لگی کہ یکایک وہی ابر تیرہ و تار آیا تمام عالم میں چھایا دو گھڑی کے بعد تاریکی دفع ہوئی دیکھا کہ لاشہ قاسم کا بھی تڑپ رہا ہی بس امیر نے جو یہ حال دیکھا گریبان تو پہلے ہی علمشاہ کی لاش دیکھکر چاک کر چکے تھے اب دونوں لاشوں کے بیچ میں گھوڑے سے اپنے کو گرا دیا اور لقا بدار سے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و آئین کی کہ تو میری بھی مشکل جلد آسان کر دے بعد ان نوجوانوں کے زندگی منظور نہیں ہی لقا بدار بولا کہ میں نے آج تو یہ نمونہ غضب خداوند فرعون شاہ تمھیں دکھایا ہی کل تم سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھرا اسکندر شاہ نے لقا سے کہا کہ دیکھی آپ نے قدرت خداوندی کہ کیا حال کیا ان خدا پرستوں کا بختیارک بولا کہ فی الواقع اگر یہی طور رہا تو خاتمہ ہو جائیگا خدا پرستوں کا یہی باتیں کرتے ہوے اٹھکر چلے گئے لقا بدار تا خیمے میں داخل ہوا مگر امیر نے دونوں لاشے اٹھوا لیے اور روتے ہوئے پیچھے لشکر کے تو صاحبقران سے اور سرداروں نے کہتے ہیں کہ ایسا نہ ہوا امیر اپنے کو ہلاک کریں اور امیر کا یہ عالم ہی کہ کبھی بدیع الزمان کو پکارتے ہیں کہ ہم سمجھے تھے کہ تم ہمارے عصاے پیری ہو گے ہم مرینگے تو ہماری مٹی عزیز کرو گے مگر تم ہمکو تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کبھی قاسم کو پکارتے تھے کہ ای قاسم ابھی تمھیں [illegible]

رہا کرکے لائے تھے اور دلمین اپنے خوش ہوئے تھے کہ تمکو خورشید خاوری اور گیتی افروز سے ملا دینگے بیٹا تمام
آرزو دلمین ہماری خاک مین ملا دین دادا کی کمر توڑ گئے باپ چچا کا ساتھ دیا اب تم بغیر کیونکر جئینگے تمام ترک و خاوری
قاسم کی لاش کے گرد خاک اڑاتے ہوئے ادھر تمام باختری بدیع الزمان کے لاشے سے ساتھ پکارتے ہوئے چیخین
مارتے ہوئے کہ اے آقا تم جنت کو گئے ہمکو کسکے حوالے کیا ایک عجب تلاطم مچا ہوا تھا جب لاشین خیمے مین آئین مقبل
پکارا کہ صاحبو شہزادو خواتین معظمہ باہر آتی ہین لاکھ ایک ایک کو ڈھکیلتے تھے مگر کوئی نہ ہٹتا تھا ایک ایک پر ٹوٹا پڑتا
تھا جوش غم والم مین کسی کے حواس بجا نہ تھے عورت مرد یکجا تھے کسی کو ہوش نہ تھا ایک قیامت برپا تھی مین ان عورتون
سن سنکر کلیجے منھ کو آتا تھا عمرو نے جلدی جلدی صندوق بنوا کے کفن تیار کرا کے لاشون کو صندوقون
مین رکھوایا ہر ایک ان لاشون سے لپٹا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ ہم اور صورت دیکھ لین پھر یہ چہرہ کہان دکھائی دیگا امیر کے
تو آنسو خشک ہو گئے ہین سکتے کا عالم ہے فرش خاک پر بیٹھے آہ سرد دل پر درد سے بھر رہے ہین کہ ایکبار لاشین
اٹھین سب روتے پیٹتے ساتھ چلے صاحبقران فرماتے آتے ہین کہ ہمارے ماہ تابان مہر درخشان کو خاک مین
ملانے لیچلے یہانتک کہ دامنہ صحرا مین قبرین تیار کرا کے انمین لاشین دفن کین اب تینون قبرون پر شامیانے
کھڑے ہین کھانچے کے لوٹے روشن ہین صحیفہ خوان صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہین سبھون نے قبر پر فاتحہ پڑھا اور
وہان سے چلے مگر امیر تینون قبرون کے بیچ مین بیٹھے ہین اور بار بار قبرون کے بوسے لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ صاحبو
تم تو رہرو راہ عدم ہوئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کیونکہ بے تمہارے زندگی موت سے بدتر ہے ایک ایک دم خنجر کی
اے بیٹا تم اکیلے ہوگے کوئی خدمت کے لیے ضرور چاہیے عمرو امیر کی یہ حالت دیکھکر رو رہا ہے اور کہرہا ہے کہ حمزہ تو
کیون اسقدر پریشان ہے یہ سب کشتہ سحر ہین جب لقا بدار مارا جائیگا یہ سب زندہ ہو جائینگے اور حمزہ یہ تینون
شخص ایسے نہ تھے کہ یہ لقا بدار ملعون روزگار ان پر یون غالب ہوتا اسوقت بادشاہ اسلام نے بھی عمرو کے کلام کی
تائید کی فرمایا یا صاحبقران عمرو سچ کہتا ہے کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ ظاہر قتل ہوئے ہین اور پھر زندہ
ہوئے ہین یقین مانیے کہ یہ کشتہ سحر ہین اور اگر ہمارے کہنے کا یقین نہو تو خواجہ زادون کو بلوا کے احکام نکلوا لیجیے
یہ سنکر حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرگ امید وخیرہ کو جو بدار گیا انھین لیکر آیا وہ چارون بھائی حاضر ہوئے سلام
کر کے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد سے پیشتر ہمنے علم نجوم مین انکا حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ کشتہ سحر ہین بعد ایک
ہفتہ کے انسے ملاقات ہوگی اگر اسکے خلاف ہو تو ہمین توپ دم کرا دیجیے گا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر
عرض کیا کہ لقا بدار سیاہ پوش نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران وہان سے یہ فرماکر اٹھے کہ صاحبو تمہین
پروردگار کو سونپا اور کل ہم بھی تمہارے پاس آتے ہین وہانسے بارگاہ مین آئے حکم دیا کہ کوس حربی بجے القصہ
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے ہوئے جسوقت نقیب
نقابت کر کے چلے گئے لقا بدار سیاہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا چوگان بن حمزہ صف سے نکلا سامنے
تخت شاہی کے آکر پیدل ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خداوند کریم حافظ حقیقی ہے اسی کے سپرد کیا
اور جام عنایت کیا چوگان جام پی کر سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر مقابلے کو لقا بدار کے گیا لقا بدار
سے گفتگو ہو رہی تھی نیزے ہاتھون مین بلند کیے تھے کہ ایک آندھی نمایان ہوئی گرد سے ہی اندھیر محیط عالم ہو گیا
پھر جو روشنی ہوئی تو لاشہ چوگان بن حمزہ کا نظر آیا لوگ اسکے دوڑے روتے ہوئے خاک اڑاتے ہوئے لاشہ
اٹھا لیگئے بس یہ حال دیکھکر قاسم شعران بیقرار ہو کر اجازت لیکر دوڑا اور جاتے ہی لقا بدار پر تلوار ماری

لیکن تیغ سے کچھ نہ ہو سکا لقاپدار کے زخم نہ پڑا اور اس اثنا مین وہی تیرگی پھیلی کہ سارا عالم ظلمات ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے
جب روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ہاشم کا تڑپ رہا ہے اور سر مین سوراخ ہین القصہ اسیطرح لقاپدار نے شام تک قریب
پچاس بہادرون کے مارے اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر خیمہ و بارگاہ کو لوٹا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے ایک
آٹھ سات روز کی میدان داریون مین تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا تمام بہادران نامی مارے گئے ہر روز امیر لاشین بہادرون
کی اٹھوا کر دفن کراتے پھرتے تھے عجب پریشانی لشکر اسلام مین تھی آخر کار مشیران سلطنت جمع ہوئے صلاح مشورے ہونے لگے
ہر ایک نے عرض کیا کہ اے شہریار سوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ اس مشکل کو آسان کر سکے اسطرح کی
مشکلون مین خواجہ کام آتے ہین انھین کے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ حل ہوگا عمرو نے کہا صاحبو تم سب سچ کہتے ہو مگر مین بھی فکر مین
مستغرق ہون کہ کیا کرون جو تم کہو وہ مین بجا لاؤن اسوقت امیر نے سارقہ لاکھ روپیہ کا لاکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی شہر سکندریہ
کی خبر لاوے اور حال لقاپدار کا دریافت کر آوے لاکھ روپیہ بخشے چالاک و تنگ خشت زرین سے کو دیے اور عرض کیا کہ
شہریار فیروزی جانبازی کو موجود ہین جہان حکم ہو وہان جاوین مگر ہر شخص اس کام کے لائق نہین ہے یہ جامہ خواجہ صاحب کے
جسم کے لیے قطع کیا گیا ہے سوا انکے اور کسی سے یہ کام نہ ہوگا عمرو نے سر اٹھا کر کہا کہ جسوقت سے عملشاہ اور بدیع الزمان
اور قاسم مارے گئے ہین جگر کباب ہو رہا ہے اس روپیہ پر موقوف نہین مین یونہین جانبازی اور سرفروشی کو موجود ہون
لیکن اس فکر مین ہون کہ کیا کرون اور یہ کہکر قدم اٹھا لیا صاحبقران سے کہا اسپر دستخط کیجیے کہ مین روپیہ خزانے سے
لیکر جاؤن امیر نے اسیوقت رقعے پر دستخط کر دیا کہ یہ رقعہ دیکھتے ہی بلا تامل روپیہ عمرو کو دیدیا عمرو نے اسیوقت جاکر
وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور روانہ ہوا کنارے دریا کے جاکر صورت اپنی تبدیل کر کے ٹہلنے لگا عمرو ایسا تند
چالاک تین دن دوڑا کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف آتا تھا مگر کچھ حد دریاے سکندریہ اور لقاپدار کی معلوم
ہوتا تھا چوتھے روز تھک کر کچھ درخت تھے وہان پسینا خشک کرنے کو بیٹھ گیا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ اے عمرو
بھفت ذلیل ہوئے کچھ پتا نہ لگا راستہ شہر سکندریہ کا نہ ملا کہان جائیے کس سے پوچھیے کیونکر پتا لگے اسی فکر مین
سرنگون تھا کہ ناگاہ دیکھا ایک فاختہ کو کہ طرف سے اڑتی ہوئی آئی سامنے تالاب تھا وہان آکر بیٹھی
مگر وہ فاختہ برابر فیل کے تھی رنگ ابلق تھا ایک رقعہ گلے مین اسکے پڑا ہوا تھا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ فاختہ
اتنی بڑی نہین ہوتی یہ فاختہ ہرگز نہین ہے معلوم ہوتا ہے کوئی ساحر ہے کہ پیغام کسی کا لیے جاتا ہے اسے مار کر دیکھیے
کہ رقعہ مین کیا لکھا ہے یہ خیال کر کے گوپھن کمر سے کھول اسکے پلے مین سوا پانچ سیر کا پتھر دے کر چرخ دے کر
فاختہ کے سر پر مارا نشانہ پورا بیٹھا کہ مغز اسکا پاش پاش ہو گیا فاختہ تڑپنے لگی عمرو دوڑ کر پاس اسکے آیا گلا دبا
کر اسکا دم گھونٹ کر نکل گیا آواز غل و شور کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نامم کبوتر جادو
بود عمرو نے بہت ملالی جو اسکے بازو مین بندھے ہوئے تھے کھول لیے اور وہ رقعہ اسکے گلے مین سے
کھول لکر اسے تو وہین دفن کر دیا آپ اس رقعے کو پڑھا ایک جادوگر شہر سکندریہ مین رہتا ہے نام اسکا
عنکبوت جادو ہے ابھی اسکی نئی نئی شادی ہوئی ہے اور زوجہ اسکی اپنے میکے گئی ہوئی ہے اسنے رقعہ اپنے خسر کو
لکھا تھا کہ اندنون مان اس شخص کی قضا کر گئی ہے گھر بالکل اکیلا ہے جلد میری زوجہ کو سوار کر کے تالاب پہ لا کر
بٹھا دو کہ مین اسے اٹھا کر شہر مین لیجاؤنگا اور نام اس گاؤن کا کہ جہان خسر اسکا رہتا ہے لکھا ہوا تھا اور خسر کا
بھی نام لکھا ہوا تھا عمرو پڑھکر بہت خوش ہوا صورت اپنی اسی جادوگر کی بنائی جسنے مارا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ
جادوگر اگر شکل اپنی تبدیل کرے اور وہ اسی حالت مین مار ڈالا جائے تو پھر ہیئت اصلی پر آجاتا ہے بس عمرو نے

روتا جاتا ہے ریحان جادو ساتھ ہے اور دلاسا دیتا جاتا ہے کہ بیٹا ڈرو نہیں جلد یہیں ملوگی آہستے آہستے اسی طرح سے پرچھاوا پہونچا
ریحان جادو نے کہاروں سے کہا کہ تم چوپایہ رکھکر پیچھے آؤ وہ لوٹ گئے اور عمرو چوپایہ کے سوراخ میں سے
آسمان کیطرف دیکھ رہا ہے ریحان جادو ایک طرف کھڑا ہو کر کہا یا لقا لو دیکھو طرف سے ایک عقاب بلند پرواز
نمایاں ہوا اور قریب چوپایہ کے اترا دونوں پنجوں میں چوپایہ کو تھام کر لے اڑا ریحان جادو نے آواز دی
کہ تمھاری امانت تمکو پہونچی یہ کہکر چلا گیا عنکبوت جادو نے آواز دی کہ پہنچی امانت اپنی پائی اور یہ آواز
دیکر چوپایہ لیے ہوئے گھر سے کشہر میں ہیں آیا گھر میں لا کر اتارا آپ زمین پر لوٹ کر صورت انسان کی ہوا
کہا کہ صاحب محافے سے نکلو گھر کو دیکھو اب مقام شرم و لحاظ کا نہیں ہے اور دری جو چوپایہ پر کسی ہوئی تھی
آہستہ کھولا پردہ اٹھایا عمرو گھونگٹ منھ پر ڈالے ہوئے اسمیں سے نکلا دالان میں فرش کیا ہوا تھا وہاں کر
چپکا بیٹھا گوشہ چشم سے تمام گھر کو دیکھا اور ساس کے واسطے رونے لگا کہ ہائے اماں جان تم ہمکو اکیلا کر گئیں
دو دن بھی ہم دلھن بنے ہوئے نہ رہے اسمیں عنکبوت جادو نے کہا کہ صاحب جو ہونا تھا وہ ہوا تم رونا موقوف
کرو یہ حجاب دور کرو میں دربار جاتا ہوں جبتک واپس آؤں تم کھچڑی ماش کی میرے واسطے پکا رکھو سب
جنس گھر میں موجود ہے انھوں نے چپکے سے کہا کہ اچھا بس عنکبوت جادو کپڑے پہنکر دربار کو چلا یہ کہتا گیا
کہ دروازہ بند کرو چھوڑ کر کسی کو اپنے پاس آنے نہ دینا وہ تو باہر نکلا انھوں نے دروازہ بند کر لیا اب مکان کو دیکھا
کہ ایک طرف کو چولھے بنے ہوئے ہیں ہنڈیاں بٹلوئیاں چمچے سب ظروف رکھے ہیں کوٹھریوں میں اناج بھرا ہوا
ہے کئی گھڑوں میں رکھا ہے ایک ٹوکرے میں پیاز لہسن رکھا ہے پانی کے گھڑے گھڑونچیوں پر رکھے ہیں ایک چوکی
پر رکھا ہے نیچے کا پیر اسکا گل گیا ہے نرکل دکھائی دیتا ہے گتا بالکل سڑ گیا ہے ایک طرف ایک سوپ چھلنی لٹکی ہوئی ہے ایک
جانب ایک میلی سی سوزنی بچھی ہوئی ہے اسپر تکیہ میلا سا رکھا ہے اور دو کوٹھریاں بند ہیں عمرو نے انہیں کھولا
ایک میں اناج تھا دوسری میں کپڑا اور روپیہ اشرفی جواہر بھرا ہوا تھا عمرو نے سب اسباب اس کوٹھری کا نذر زنبیل
کیا اور پھر اسمیں قفل دیدیا بعد اسکے جھاڑو لیکر تمام مکان کو صاف کیا اب کھچڑی دھو دھا کر ہنڈیا
اسمیں ملا کر پکائی ایک پیالے میں آم کا اچار تیل کا رکھا اور تھالی دھو کر چولھے پاس رکھکر چپکے آ بیٹھے کہ
اسمیں عنکبوت جادو نے آکر پکارا کہ صاحب زنجیر کھولو عمرو نے جا کر کنڈی کھولی پھر آکر بیٹھ گیا آواز دی
کہ صاحب آؤ کنڈی کھولدی ہے عنکبوت جادو اندر آیا دیکھا کہ مکان صاف و شفاف ہے سب چیزیں اپنے مقام پر
رکھی ہیں کھچڑی تیار ہے بہت خوش ہوا کہ گھر والی نہایت صاحب سلیقہ ہے دربار کے کپڑے اتار کے دھوتی باندھی
چوکے میں آکر بیٹھا کھچڑی تھالی میں نکالی عروس سے کہا کہ صاحب آؤ تم بھی کھاؤ انھوں نے جواب نہ دیا جب دو تین
مرتبہ اسنے کہا تو آہستگی بولی کہ میں کھا لونگی تم میری فکر نہ کرو عنکبوت جادو نے خوب کھچڑی زہرمار کی ہاتھ
دھو کر پلنگ پر لیٹا تھا کہ درد پیٹ میں شروع ہوا بعد لمحہ بھر کے تڑپنے لگا عمرو اسکے پاس آیا پوچھا کہ صاحب
کیا ہوا عنکبوت نے کہا کہ میں اچھا ہوں کچھ درد اٹھا ہے جاتا رہیگا تم نہ گھبراؤ یہی کہتا تھا کہ زیادہ
بے چینی ہوئی تڑپنے لگا ہچکی لگی عمرو رونے لگا کہ ہائے میں کیسے بہانے جیونگی ہائے غضب بدقدمی ہوں کہ
ساس کو کھایا اب خاوند کی یہ حالت ہے یہانتک عنکبوت کے ہوش و حواس بجا نہ رہے [illegible] گیا آخر
بیہوش ہوگیا بدن پانی ہوگیا [illegible] پھر اسکے [illegible] عمرو نے لاش اسکی زمین
میں گاڑ کے لوپہ دی اور سب اسباب عنکبوت جادو کا نذر زنبیل کر لیا اور آپ صورت عنکبوت جادو کی بنا

گھر مین قفل دے کر شہر کی سیر کو چلا تھا کہ دیکھا سواری لقا اور سکندر شاہ کی نمایان ہوئی تمام جلوس ساتھ تھا
بختیارک لقا کی خواصی مین بیٹھا تھا خواجہ عمرو نے دل مین کہا کہ دوپہر کے وقت یہ کافر کہان جاتے ہین دریافت
جو کیا معلوم ہوا کہ شہناز جادو و شہناز کوہ سے آتا ہے لقا اور سکندر شاہ کی مدد کو یہ اسکے استقبال کو جاتے
ہین عمرو خدمتگار کی شکل بنکر سواری کے ساتھ ہو لیا شہر سے باہر سواری آئی تھی کہ ابر سیاہ اٹھا اور اسمین سے
پرکالہاے آتش اڑتے نظر آئے اور چالیس ہزار ساحران غدار نمایان ہوئے کوئی قاز کوئی قرقرے پر کوئی فیل
کوئی کرگدن آتشین پر کوئی اژدر آتش فشان پر سوار اور سردارون کے آگے آگے ترئیان چھنکتی ہوئین ناقوس
بجتے ہوئے آگے آگے علم و نشان کہ انکے پھریرون مین سے پرکالہ آتش نکلتے ہوئے اور ایک اژدر آتش فشان
تخت جواہرنگار مرصع کار کسا ہوا شہناز جادو اُسپر سوار چلا آتا ہے مگر یہ جادوگر نہایت حسین ہے تاج مرصع
سر پہ رکھے ہوئے کہ اُس تاج پر موتیون کی جال بندی کا کام ہے اور چار لعل بے بہا اُسپر نصب ہین اور جامہ شبنم کا
کہ اُسمین تمام سنجاف تمامی کی ٹنکی ہوئی ہے پہنے ہوئے ہے کمربند بہت بھاری بنارس کا کمر سے بندھا ہوا ہے ٹیکا سنہرا زر کا
ماتھے پر دیا ہوا ہے جھولی تاس تمامی کی لگی ہوئی ہے ایسا خوبصورت ساحر کبھی عمرو نے نہ دیکھا تھا غرض اُسنے آکر سکندر شاہ
سے ملاقات کی لقا کی قدمبوسی حاصل کی ساتھ انکے تمام شہر کی سیر کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اسکندر شاہ
اہتمام کرتا ہوا لایا با اعزاز تمام مسند پر بٹھایا لیکن عمرو بن امیہ ضمری شہناز کے تاج کا عاشق ہو گیا ہے اس فکر
مین ہے کہ کسطرح اس سے تاج لیکر اسے محتاج کیجیے اور شہناز جادو لقا سے مخاطب ہے کہ آپ خداوند پروردگار
ملک باختر ہو کر بادیہ گردی کرتے ہوئے ملک بہ ملک خراب پھرتے ہین باعث اسکا کیا ہے لقا نے کہا اے شہناز مین
ایسا دماغ کہانسے لاؤن جو اسکا حال بیان کرون یہ مرشد شیطان درگاہ ہے آپ سے مفصل کہیگا بختیارک نے
اُٹھکر کمر کو ہلا کر مجرا کیا شہناز صورت اُسکی دیکھکر بہت ہنسا اور نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا بتایا شہناز
نے کہا کہ آپ سگ سپید کے سگون مین ہین خیر کچھ حال بیان کیجیے اُسوقت بختیارک نے حال صاحبقران کا
از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اے شہناز ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنکا علاج کسی سے
نہین ہو سکتا شہناز بولا نام اُنکا کیا ہے اسنے کہا نام مین نہین لے سکتا کس واسطے کہ نام لینے کے ساتھ ہی
وہ یہان موجود ہونگے اور انکا آنا غضب ہے نہین معلوم کس کس کی شامت آجائیگی شہناز نے کہا کہ ایسا وہ
بلا ہے کہا کہ خداوند سے پوچھیے لقا نے کہا کہ بختیارک سچ کہتا ہے وہ ایسا ہی شخص ہے کہ کوئی اُس سے عہدہ برا
نہین ہو سکتا شہناز نے کہا کہ وہ کیونکر لشکر حمزہ سے یہان آسکیگا دریاے سکندریہ اور پل اژدہا بیچ مین
حائل ہے اسکا نام تو لو بختیارک بولا کہ وہ ہوا کا خواص رکھتے ہین دروازے کو بند کر دو تو درازون کی راہ
آسکتے ہین نام انکا نہ پوچھو شہناز نے کہا کہ خیر انکا حال کیونکر معلوم ہو بغیر نام مین پتا چلتا ہے بختیارک بولا کہ پھر نام
معلوم ہوگا تو آپ انکا کیا بنا لیجیگا شہناز یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ملک جی تم مجھسے بھی مسخر کرتے ہو جلد
نام لو اُسوقت بختیارک نے کہا ایک شرط سے مین نام لیتا ہون کہ دوسری مرتبہ کوئی نام انکا نہ لے شہناز نے
اقرار کیا کہ کوئی دوسری مرتبہ نام انکا نہ لیگا اُسوقت بختیارک نے مع القاب نام لیا شہناز ہزار دبدبہ عمرو
پکارا کہ وہ بھلا آئے یہان تو اُسکو حال معلوم ہو جائے بختیارک نے کہا کہ وہ بیشک یہان موجود ہین اور
اٹھکر چارون کونون کو سلام کیا کہ یا مرشد کامل مین جانتا ہون کہ آپ یہان موجود ہین سلام میرا حضور کو پہونچے
شہناز نے ہنسکر کہا کہ خداوند نے خوب سمجھکر مرتبہ شیطنت تجھے دیا ہے بختیارک نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا

کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ خواجہ فضل بازرگان کچھ تحفے لیے ہوے حاضر ہین کہا کہ بلاؤ اُسے چوبدار باہر
گیا ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایک مرد پیر منحنی قامت قبائے صوف پہنے ہوے دستار شیر و شکر کی سر پر رکھے ہوے
چوگزی ولایتی کمر مین لگا ہوا بدن مین رعشہ آکر لقا او رسکندر شاہ کو نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی خواجہ بیٹھے
سکندر شاہ نے مزاج پرسی کی عرض کیا حضور کی دعا مین مصروف تھا او شہناز کے تاج کیطرف دیکھنا شروع
کیا بغور جھک جھک کر دیکھا شہناز نے کہا کہ خواجہ کیا دیکھتے ہو کہا کہ مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ ایسا بادشاہ اور
یہ تاج پہنے جسمین ایسا نالائق جواہر ٹنکا ہوا ہے یہ لعل نہین لعلڑیان ہین آپکو یہ زیبا نہین آپ اور تاج سر پر رکھیے
شہناز یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ خواجہ فضل یہ تم کیا کہتے ہو اس تاج مین تین سال کا خراج شہناز کوہ کا خرچ ہوا
اور جواہر نایاب بہت تلاش سے ڈھونڈھ کر لگایا ہے اور تم ان لعلون کو لعلڑیان کہتے ہو یہ تو لعل بیبہا ہین خواجہ نے
عرض کیا گستاخی معاف ہو لعل آپنے دیکھا نہین ہے یہ دیکھیے لعل ایسا ہوتا ہے اور کمر سے ایک پوٹلی نکالی اُسے کھولا دوسری
تہ کھولی تیسری تہ کھولی ایک سات تہین کھولکر ایک ڈبا نکالا اُسے کھولکر ایک لعل اٹھارہ مثقال کا نکالکر شہناز کے
ہاتھ مین دیا کہ دیکھیے لعل اسے کہتے ہین شہناز نے ہاتھ پر رکھا اُسکی جوت پڑنے لگی شہناز نے کبھی ایسا لعل نہ دیکھا تھا
کہا کہ خواجہ واقعی لعل اسی سے مراد ہے مگر میرے تاج مین بھی لعل اچھے اچھے لگے ہوے ہین اور یہ کہکر تاج اپنے سر سے
اُتار کر خواجہ کے ہاتھ مین دیا کہ آپ دیکھین تو سہی کہ جواہر اسکا کیسا ہے ذرا بنظر غور سے دیکھیے خواجہ نے وہ ہاتھ مین لیا
اور عینک لگا لگا کر آنکھ پر لگائی تاج کو دیکھنا شروع کیا ہر جواہر کو دیکھکر تیوری پر بل ڈالا موتی کو گرا ہوا بتایا زمرد کو کہا
زبرجانی نہین ہے یاقوت کو بتایا رمانی نہین ہے لعل کو لعلڑی کہا الماس کو بہت ناقص بتایا اور کہا بڑا عیب ہے اسمین کچھ پانی نام
نہین ہے کسی پاس نہین رہتا بختیارک تو بڑی دیر سے خواجہ کو دیکھ رہا تھا اب طرز سخن سے پہچانا کہ مرشد کامل ہین
ہنس کر کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہین آپ کہ یہ کسی کے پاس نہین رہتا شہناز چونکا اور بولے کہا کہ میرے پاس ہے مدت سے ہے
بختیارک نے کہا کہ اچھا آپکے پاس نہین ہے شہناز نے کہا کہ میرے پاس نہین تو کسکے پاس ہے بختیارک بولا کہ
جب خواجہ کے پاس آئیگا تو جانئیگا کہ تمہارا ہے شہناز نے کہا کہ بس تم دیکھ چکے لاؤ تاج میرا مجھے دیدو خواجہ نے جواب دیا
ہے شہناز قیمت مجھے دو تاج مجھ سے لو بختیارک نے کہا درست ہے شہناز نے کہا یہ گفتگو بیجا ہے آیا یہ تاج میرا ہے
یا تمہارا خواجہ نے جواب دیا کہ جسکا ہے اُسکے ہاتھ مین ہے اور اگر ایسا ہی ظلم ہے تو غلام ابھی فقط تاج لایا ہے اور اسباب باہر
موجود ہے فرمائیے کہ اُسے لوٹ لین ایسی بے ایمانی اچھی نہین ہے کوئی سوداگر کا ہیکو اپنا اسباب یہان لائیگا شہناز کو
خواجہ کی باتون پر کچھ ہنسی آئی ہے کچھ غصہ جواب دیا کہ اے شخص کسی کو جوانی مین سودا ہوتا ہے تجھکو پیری مین جنون ہوا ہے
مین نے تجھے دیکھنے کو دیا تھا خواجہ نے کہا اس بہتان سے کیا حاصل ابھی مین نے تاج آپکے ہاتھ مین بھی نہین دیا بختیارک
بولا خواجہ سچ کہتے ہین اور یہ دروغگو ہین شہناز نے برہم ہوکر کہا او حرامزادے تو بھی اُسی کیطرف ہے بولتا ہے
تاج اسکا کیونکر ہوا خواجہ فضل نے کہا کہ تاج مین نے آپکا سہی مگر ہمارے شہر کی رسم ہے کہ اگر بادشاہ کوئی چیز
کسی کو دیتے ہین تو پھیر نہین لیتے شہناز پکارا آپکے ملک و شہر کے ہمارے یہان یہ رسم نہین ہے خواجہ نے کہا سنیے اول تو یہ
نفس ہوا اسکا جاتا ہے آپکے پاس سے بہتر ہوگا دوسرے یہ کہ مین جہان جاتا ہون اپنے آئین پر عمل کرتا ہون بختیارک
نے کہا کہ بیشک خواجہ کا یہی دستور ہے کہ جو چیز اُنھون نے لی پھیر کر نہین دی ہم مدت سے آپکی رسم جانتے ہین شہناز
نہایت برہم ہوا کہ او حرامزادے تو کیون بیچ مین بولتا ہے معلوم ہوا اتر سے اسکے ساتھ ساز ہے خواجہ نے غور سے
دیکھا کہ شہناز بختیارک کیطرف مخاطب ہے اپنے دل مین کہا کہ اب وقت چلدینے کا ہے اور جست کرکے

سکندر شاہ کے پاس پہونچا ایک دھول اُسکے سر پہ مار کر تاج لیا کہ وہ دھول کھا کر گرا بعد اُسکے لقا کا بھی تاج لیتا ہوا
چلا کہ اسمین بختیارک نے قلمدان دونون ہاتھون پر رکھکر کہا کہ اسے بھی لیجیے نذر غلام کی ورنہ پیچھے عمرو
نے چلتے وقت پانوٗن کے انگوٹھے کے سہارے وہ بھی لے لیا اور جست کرکے نقارخانے پر جا پہونچا اور وہانسے بازار مین
ہو رہا طرفۃ العین مین غائب ہو گیا شمشاد نے اپنے ساحرون سے کہا کہ پکڑ لاؤ اسے جانے نہ پائے ساحر عمرو کے
پکڑنے کو روانہ ہوئے بختیارک نے اُٹھکر شمشاد کو تین تسلیمین کین کہ مین نے آپ سے کہا تھا اُنکا نام نہ کوئی لے
آپ نے نہ مانا آخر یہ صورت ہوئی آپ کہتے تھے کہ جل اژدہا دریائے سکندریہ پر حائل ہے دیکھا آپنے کوئی چیز حائل ہی
کیونکر وہ آئے اور تاج آپکا لے گئے شمشاد نے کہا یہ کون تھا بختیارک بولا جی وہی ہے بزندۂ دشمنان
باج ستانندہ ریش کافران مہتر والا گہر یعنی عمرو بن امیہ نامور تب تو شمشاد جادو بہت پشیمان ہوا اور کہا کہ اے
بختیارک تونے ہمکو اسوقت کیون نہ آگاہ کیا بختیارک نے کہا کہ مین کیا کرون جو آپ نہ سمجھین مین اشارہ کرتا
گیا جاتا تھا مارے ڈر کے برملا نام نہ لے سکتا تھا کہ اگر جو مین نام لونگا تو مجھکو مرشد کامل زندہ نہ چھوڑینگے اور کسی سے
اُنکے لیے کچھ نہ ہو سکیگا مثل مشہور ہے کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ خوف سے کہکر نہ کہہ سکا کہ یہ
عمرو ہے شمشاد نے کہا ملک جی اب وہ جائیگا کہان لوگ اُسکے تعاقب مین گئے ہین ابھی گرفتار کیے لاتے ہین بختیارک
بولا کہ کسی کے وہ ہاتھ نہ آئینگے یہ سب روتے گئے ہین ہو سکی خبر لائینگے یہی باتین تھین کہ لوگ پھر کر آئے جیسے گئے تھے
ہوئے شمشاد نے پوچھا کہ تم جسکے پکڑنے کو گئے تھے اُسے لائے سبھون نے عرض کیا پیر و مرشد اُسکو ہم پکڑتے
وہ تو ہوا کا خواص رکھتا ہے یہانسے نکلتے ہی نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا بختیارک نے کہا وہ
ایسے ہی ہین اے شمشاد غنیمت جانو کہ وہ یہانسے چلے گئے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ورنہ تمھارا
کیا آفت آتی شمشاد نے کہا ملک جی یہ مین کیا اُسے چھوڑ دونگا جہان رہ گیا ہوگا وہین سے گرفتار ہو کر آئیگا بختیارک
نے کہا اے شمشاد دور کیوں کیا حاصل اُسنے کہا کہ مجھکو تاج کا تو رنج ہی نہین اُس سے تاج ضرور لونگا دو شاگرد مین
شمشاد جادو کے ایک کا نام ناصر جادو دوسرے کا نام غضنفر جادو تھا ان دونون سے کہا کہ تم جا کر جہان
عمرو ملے اُسے پکڑ لاؤ اُنھون نے عرض کیا عمرو تو سوداگر بنا یہان آیا تھا صورت اصلی اُسکی ہم پہچانتے نہین کہ
کیسی ہے بختیارک نے کہا صورت کا نقشہ ہے مگر تم اُنھین لا نہ سکوگے یہ کہکر صورت عمرو کی بیان کی ناصر و
غضنفر دونون نے نقشہ صورت کا سنکر چلے بختیارک نے کہا اے ناصر و غضنفر تو بل لو افسوس اب کا ہیکو صورت
تمھاری دکھائی دیگی زندہ کا ہیکو پھر سکو وہ دونون برہم ہو کر بختیارک کو گالیان دیتے ہوئے روانہ ہوئے
لیکن عمرو اپنے دل مین ڈرے ساحرون کے خوف سے ہراسان و ترسان صورت اپنی ایک ساحر کی بنا کر دریا کی طرف
روانہ ہوا آگے بطریق پار گذر کر لشکر اسلام مین پہلے ہزار اُسکی نگاہ پہنچا ہوا دریائے سکندریہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک طرف دھوبی کپڑے دھو رہے ہین گنگنا رہے ہین تنا و تنا ہو رہے ہین کپڑے سوکھ رہے ہین پتیلے چڑھے
ہوئے ہین باہم جھگڑا آپس مین [illegible] ہین کوئی دھوبی لپکا رہا ہے کہ میان سے کپڑے دھلوالو ایک پٹیا مین نکلا [illegible]
[illegible] کپڑے دھوبی کو دیے ہین آپ انکی باتین سنا رہا ہے [illegible] فرش درفرش معلوم ہوتا ہے [illegible]
[illegible] ہوئے ہین [illegible] رنگ رہے ہین بعضے لوہا بین مصروف ہین سونٹے کو پانی آ رہے ہین [illegible]
[illegible] مین بیٹھے ہوئے ہین اگر ہم کی آواز بلند ہین پیپل کے درخت کے گرد پھر رہے ہین زیر درخت لنگر
ایک گھگرا دکھائی دیا اسمین ایکبارگی شور ہوا کہ آسمان سے بوند بوند پانی جادو کی صورت پڑنے لگا [illegible]

فرمایا کہ اچھا ہم دیکھیں تو سہی کہ کیا لائے ہو عمرو نے زنبیل سے نکالکر تاج سامنے رکھا غرض قیمت اسکی تو لاکھو
ملی ہوئی عمرو کو روپیہ مل گیا اور تاج خزانے میں داخل ہو گیا عمرو نے کہا کہ حضرت شہناز جادو کو میں نے دیکھا
کہ ایک بلا ہے بے درمان آفت جہان ہی جلد حصار اسم اعظم گرد لشکر کے کھینچ دو کہ کوئی ساحر داخل لشکر نہو سکے فرمایا
کہ تمام لشکر ایکجا ہو جائے تو میں حصار کھینچوں ہرکارون نے سب طرف حکم پہونچایا تمام لشکر سمٹ کر ایکجا ہو گیا
امیر مرکب پر سوار ہوئے عمرو ہمراہ رکاب ہوا امیر نے نیزہ ہاتھ میں پکڑا اور اسم اعظم پڑھکر گرد لشکر کے خط کھینچا
دو خط کھینچکر سامنے دریا کے کھڑے ہوئے اور عمرو سے فرمایا خواجہ یہاں سے دریا کتنی دور ہوگا عمرو نے کہا کہ
کوئی پانچ سو گز کا فاصلہ ہی امیر نے کہا ابھی اس سے زیادہ ہوگا عمرو نے کہا میں ناپ کر دکھا دونگا آخر کو عمرو اسی قدر تو یہاں شرط ہو گئی عمرو حصار سے
باہر نکلا اور زمین ناپتا ہوا دریا کیطرف چلا آتا ہی کہ ناصر جادو عقاب بنا ہوا عمرو کو ڈھونڈھ رہا تھا دیکھا کہ
عمرو دریا کیطرف چلا آتا ہی دونوں کندھے دبا کر عمرو کو اٹھا کر آسمان پر پہنچا عمرو چلایا کہ حمزہ مجھے جادوگر
پکڑے لیے جاتا ہی بچا جلدی امیر نے دیکھا کہ واقعی عمرو کو ایک جانور اٹھائے لیے جاتا ہی گھوڑا اٹھا کر
للکارتے ہوئے چلے کہ او حرامزادے میرے یار وفادار کو کہاں لیے جاتا ہی مگر مقبل نے تیر چڑھا کر کان میں
پیوستہ کر کے عقاب پر مارا کہ سینے پر جو اسکے پڑا پشت سے پار گذر گیا عمرو اسکے پنجے سے چھوٹا اور زمین کیطرف
چلا امیر نے مقبل کی تعریف کی کہ مرحبا کیا خوب تمنے تیر مارا ہی اور مرکب بڑھایا کہ زمین پر نہ گرے بروے ہوا
اسے روکیے زمین پر گریگا تو چوٹ لگیگی اس خیال میں مرکب بڑھایا تھا کہ قضا سے کار اتفاقات روزگار تھا کہ
ناصر جادو کا عنصر جادو کہ چیل کی شکل بنا ہوا تھا اسنے دیکھا کہ بھائی تیرا مارا گیا عمرو چھوٹ گیا پھر تو عمرو کو
چھوڑتا ہوا سے [illegible] پھر کے جھپٹا مار کر عمرو کو پنجے میں دبا کر ہوا پر چڑھ گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی تیر مارے
عمرو تو بیہوش ہو گیا تھا امیر نے دیکھا کہ عمرو کو دوسرا جانور لیکر چلا گیا امیر روتے ہوئے کف افسوس ملتے
ہوئے پھرے فرمایا کہ میں نے خواجہ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا اسی سے اپنے یار باوفا کو لونگا مگر لاش ناصر جادو
کا ساحر اٹھا کر خدمت میں شہناز جادو کی روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں لقا بیٹھا ہوا ہی اور سب سردار
موجود ہیں بختیارک نے شہناز سے کہا کہ ابتک ناصر و عنصر عمرو کو لیکر نہ آئے اسنے کہا کہ ملک جی وہ چھپا
ہوا ہوگا اور وہ ساحر اسکی تلاش میں ہونگے جس وقت دیکھینگے پکڑ لاوینگے بغیر اسکے گرفتار کیے نہ آوینگے بختیارک نے
کہا کہ وہ زندہ تو نہیں آئینگے شہناز نے کہا کہ عجب تو مرد کیسا واہی تباہی بکتا ہی ایسی بات منہ سے نکالتا ہی
یہی باتیں تھیں کہ ساحر لاش ناصر جادو کی لیکر آئے اور سامنے شہناز کے رکھدی بختیارک پکارا کہ مر گیا
تو مبارکباد ہی شہناز رو کہا تھے نہیں کہ مرشد پر کوئی غالب آسکے شہناز نے ان ساحروں سے
حال پوچھا کیونکر ناصر مارا گیا اور عنصر کیا ہوا انھوں نے تمام حال عرض کیا شہناز نے کہا خیر عنصر تو عمرو
کو لاتا ہی بختیارک نے کہا جب وہ یہاں تک آئے تو ہم جانیں اور ہم تو اب بھی ہاتھ دھو بیٹھے اے شہناز وہ کبھی
زندہ پھر کر نہ آئیگا اور عمرو چھوٹ جائیگا یہی باتیں ہو رہی تھیں اور انتظار میں تھے کہ عنصر عمرو کو لاتا ہوگا
کہ اسی عرصہ ایک پہر دن کا گذر گیا نہ عنصر آیا نہ عمرو کو لایا بختیارک نے کہا اے شہناز تمہیں ہمارے کہنے کا
یقین نہیں ہی دیکھا تمنے ابھی تک عنصر جادو عمرو کو نہیں لایا عمرو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہی اسکو مرنے کی تاب
نہیں ہی شہناز نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ کی خبر تو لا اسنے عرض کیا بہت اچھا اور جسم
ہوا سے روانہ ہوا لیکن حال سنیے عمرو کا کہ عنصر جادو عمرو کو پنجوں میں دابے ہوئے اڑا ہوا چلا جاتا ہی

چھوٹ گیا صورتین اُنکی اصلی ہوگئین مگر علمشاہ کو ہر چند نہلایا دھلایا لیکن اُسکی وہ حبشی کی صورت نہ مٹی اُسوقت لے
کر اُسپر عمرو نے جام استحاق کا پانی ڈالا تھا وہ کب اصلی صورت ہونے والا تھا انجام کار قاسم نے عمرو سے کہا کہ دادا جان
آپ مجھسے وہ روپیہ بھی لیجیے جو پیر ریزہ گوار کو دیا ہی اور دو ہزار روپیہ اور لیجیے انکو صورت اصلی بنا دیجیے عمرو نے
قاسم کا کہنا مانا بہت سی الحاح و زاری کے بعد قبول کیا اور پھر جام استحاق مین پانی بھر کر علمشاہ پر ڈالا اُسوقت
وہ رنگ سیاہ علمشاہ کا دور ہوا اور رنگ اصلی نمودار ہوا صاحبقران نہایت مسرور ہوئے جشن فرمایا ہر سردار کو
با عزاز و اکرام گلے سے لگا کر بارگاہ مین بٹھایا ہی لیکن حال سنیے لشکر کفار کا کہ ہرکارون نے جا کر یہ خبر سکندر شاہ
اور لقا کو دی کہ لقا بیدار بنفشہ پوش عمرو بن امیہ ضمری ہی اور اُسکے ساتھی سب سرداران حمزہ ہین یہ سنتے ہی
بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ کیون سکندر شاہ جو مین نے کہا تھا وہی ہوا یا نہین اور شہناز جادو نے
کہا کہ دیکھی کرامت آپنے اس پیادے کی شہناز نے کہا کہ یہ خون عندلیب جادو اور خورشید جادو کا نشان
نہین جائیگا دیکھنا انکے خون کے عوض مین کس کس کو مارتا ہون اور سکندر شاہ اپنا لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر
آیا مقابل لشکر اسلام اپنی بارگاہ کو استادہ کرایا تخت پر آکے بیٹھا لقا تخت خداوندی پہ قائم ہوا صحبت عیش برپا ہوئی
جام گردش مین آیا دو سردار مین سکندر شاہ کے پہلوان کہ ایک کا نام ہزبر کوہی دوسرے کا نام سمسار کوہی دونون
نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے ہم کل ان خدا پرستون سے سامنا کرینگے بختیارک ہنسا اور
کہا کہ یہ بیچارے کیا سرداران لشکر اسلام سے عہدہ برآ ہونگے خیر بجوائیے طبل جنگ کل سمجھ لیا جائیگا دیکھیے انکی
لڑائی سکندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا رات بھر دونون لشکر
مین تیاری رہی صبح کو عرصہ کارزار مین آ کے صف باندھکر کھڑے ہوئے جسوقت نقیب نقابت کر کے چلے گئے
ہزبر کوہی و سمسار کوہی اپنے گینڈون کو اڑا کر سامنے تخت سکندر شاہ کے آئے آنکر سلام کیا اجازت میدان
چاہی سکندر شاہ بولا فرعون شاہ تمہارا نگہبان ہی یہ دونون بھی گینڈون پر چڑھکر میدان مین آئے خوب سرکشیان
کر کے ایک نے مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شاہزادہ قاسم اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن
بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر ان دونون کے مقابلے کو آئے لڑائی لگی ورزش سے گفتگو ہوئی اُن دونون نے
فرعون کی تعریفین کین اُنھون نے لعنت کی وہ حملہ آور ہوئے نیزے مارے انھون نے چند ضربین نیزے کی
ہوائی کیے اُن دونون نے تلوارین مارین قاسم نے تلوار ہزبر کوہی کی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے
اُٹھا لیا اور کہا کہ لعنت کر فرعون شاہ پر وہ بولا کہ کیا جانتا ہون تو فرعون شاہ پر نثار کرون قاسم نے
یہ سنکر اُسے آسمان پر اُچھالا اور گرتے ہوئے کو چور تک کیا سمسار کوہی کی تلوار بدیع الزمان نے رد کر کے
جو تلوار ماری شتاب سے پیادہ کر کے چار ٹکڑے کیے بختیارک نے شہناز سے کہا کہ دیکھیے خدا پرستون کی تیغ زنی
شہناز جادو بولا کہ ابھی اب کوئی ایسے عہدہ برآ ہوگا لقا پکارا کہ شہناز اب ہاتھ تیرا ہے اور دامن ہمارا
ہی تمھاری ہی دستگیری سے یا تو میرا ایمان قائم ہے شہناز بولا مین تمام خدا پرستون کو مار ڈالونگا اور آپکو
ایک ساعت مین لیجا کر تخت خداوندی پر بٹھا دونگا اُسدن تو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر
آکر مقیم ہوے شب کو بعد فراغ آب و طعام سکندر شاہ آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا لقا تخت خداوندی
پر بیٹھا شہناز جادو بھی آیا لگا جام چلنے ناچ ہونے لگا جب نشہ سرور تیز ہوا شہناز نے پکارا کہ مجھے
طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین * قصہ طبل جنگ بجا ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو

پہونچا لی فرمایا کہ رضینا بالقضاء اللہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آئے اسیوقت نقارۂ رزمی نوازش نہ
آیا صدا نقارے کی گونجی لشکر مین تیاری ہونے لگی کہ عمرو نے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آکر عرض کی یا امیر کل سامنا
ہی شہنشاہ زجادو کا اُسی کے نام پر طبل بجا ہی بہتر ہی کہ آپ اسم اعظم پڑھکر ایک حصار گرد لشکر اسلام کے کھینچ دیجیے
امیر با توقیر نے عرض عمرو کی قبول کی اور فرمایا بہتر اُسیوقت سقون کو طلب کیا آپ اشقر پر سوار ہوئے عمرو بھی ساتھ ہوا
اب حد لشکر پر تشریف لائے اور نیزے سے خط دیتے ہوئے روانہ ہوئے اور سقے اُس لکیر پر پانی ڈالتے ہوئے چلے جاتے
تھے کہ ایک مقام پر پہونچے دیکھا امیر نے کہ کچھ سوار اگلے لشکر سے کسیقدر فاصلے پر پڑے ہوئے ہین فرمایا کہ جاؤ اور
اُنسے کہو کہ آکر لشکر سے ملحق ہو جائین یہ اُن سب کو بھی احاطۂ اسم اعظم مین لے لون کہ شر کفار اور سحر ساحران غدار سے
محفوظ رہین عمرو تو بموجب فرمان صاحبقران والاشان یہ حکم لیکر اُسطرف روانہ ہوا اب رات بہت کم باقی تھی
امیر با توقیر اُسیطرح حد کھینچتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ دور سے ایک شیر سوار پیدا ہوا اور آتے آتے جب قریب
امیر کے پہونچا دیکھا امیر نے کہ ایک بادشاہ چاک گریبان باحالت پریشان چلا آتا ہی آکر پوچھنے لگا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان
کس بیکسان فریادرس غریبان یعنے امیر حمزۂ صاحبقران کہان ہین اور اُسکے بعد اور بہت سی تعریفین امیر کی کین
امیر نے فرمایا کہ اے بھائی تیرا آنا کہان سے ہوا اور مذہب تیرا کیا ہی عرض کی اُسنے کہ مین فرعون پرست ہون اور بادشاہ
ہون کوہ عقلقا کا ایک بیٹا میرا نور نظر ہی کہ اُسکو سانپ نے کاٹا ہی سارے جوگی اور درویش جمع ہین لیکن کسی سے
اچھا نہین ہوتا اسوقت ایک درویش نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل ملے تو یہ فوراً اچھا ہو جائے جب مین نے اُس سے پوچھا
حفظ ہیکل کہان ہی اور کسکے پاس ہی تو اُسنے بتلایا کہ حمزہ صاحبقران عالیشان کے پاس ہی امیر نے فرمایا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل
مین ہی ہون اور حفظ ہیکل بھی میرے پاس ہی لیکن اگر تو خدا پرست ہو جائے تو یہ حاضر ہی اُسنے کہا کہ بدل و جان مجھکو منظور ہی یہ کہکر
مرکب سے کود پڑا اور قدمبوس ہوا امیر نے حفظ ہیکل کو اُتار کر اُسکو دیا اُسنے چوم لیا اور چند پھول امیر کے پیشکش کیے امیر نے فرمایا کہ
پھول میری جانب سے اپنے فرزند کو دینا اور خدا پرست کرنا اور حفظ ہیکل لیکر آنا اے بھائی یہ حفظ ہیکل گویا جان ہی حمزہ کی
خدا کے نام پر میرا جان و مال سب حاضر ہی اُسنے عرض کیا اے امیر انشاء اللہ بہت جلد مع اپنے فرزند و رفقا کے حفظ ہیکل لیکر
حاضر خدمت ہونگا یہ کہکر اور سلام کرکے امیر کو چلا پیٹھ موڑ کر اُن پھولون کو ایک شیشے مین ڈالا اور منھ اُسکا انگشت سے محکم
بند کر لیا البرز نے شیشے کے منھ کو بند کیا اور ادھر صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر پشت مرکب سے زمین پر
آرہے ادھر یہ سب سقے بدحواس قریب امیر کے آئے اور حال صاحبقران دیکھکر عمرو کو چلائے کہ خواجہ جلد آؤ
ذرا دیکھو تو یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو چلا ہی آتا تھا مگر اس آواز کو سنکر اور جلد دوڑ آکر دیکھا تو حال امیر کا تباہ پایا
آنکھین پھری ہوئین رنگ متغیر آثار مرگ چہرے پر ظاہر آمد و شد نفس سے معلوم ہوتا ہی کہ زندہ ہین ورنہ نبضین بھی
ساقط ہین پوچھا عمرو نے اُن سقون سے کہ لکایک یہ امیر کو کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ایک شیر سوار صحرا کی طرف سے
آکر حفظ ہیکل صاحبقران سے مانگ کر لیگیا البرز وہ وہ چلا تھا کہ ادھر امیر غش کھا کر پشت مرکب سے زمین پر گر پڑا
عمرو پکارا کہ غضب ہو گیا ضرور وہ کوئی ساحر تھا اور ایک نعرہ سے کا مارکر پہلو مین صاحبقران کے گر پڑا اور رو
پھر ایکطرف لشکر سے روانہ ہوئے اب تاریکی شب کی برطرف ہوتی جاتی ہی اور آثار صبح سے نمایان ہوتے ہین لیکن اب
حال بیان کیا جاتا ہی اُس شیر سوار کا کہ وہ حفظ ہیکل امیر کی لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوا ہی اور صفین لشکر کی
آراستہ ہو چکی ہین شہنشاہ زجادو اور سکندر شاہ آگے لشکر کے کھڑے ہین کہ یہ جاکر پہونچا البرز اسکو دیکھتے ہی
شہنشاہ زاپنے اژدر آتش فشان سے کود پڑا اور بطور کفار سلام کیا اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ کہدیا سکندر شاہ سے

کہ نامہ تیرا پہونچا اور دلنواز جادو آکر اپنا کام کرکے چلا گیا اور ای شہناز جادو مین حفظ ہیکل حمزہ کی لیکر حمزہ کو
بیکار کیے جاتا ہون اب جسطرح تیرا جی چاہے حمزہ کا اور لشکر حمزہ کا کام تمام کر یہ کہکر راہی ہوا شہناز جادو اسکے
سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا شہناز جادو نے سکندر شاہ سے کہا کہ یہ دلنواز جادو وہ بادشاہ
طلسم عجائب تھا جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا دلنواز تو ادھر روانہ ہوا ادھر ہوشیارونے خبر لیکر امیر با توقیر کی خدمت شاہی میں
حاضر ہوکر با حال پریشان آکر تمام واقعہ جو کچھ کہ امیر پہ گذرا تھا عرض کیا بادشاہ اسلام نے تاج سر سے پھینک دیا
اور مع سرداران لشکر اسلام اور فرزندان امیر عالیمقام روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے
ہوئے ہین آثار مرگ ظاہر ہین رنگ چہرے کا متغیر ہے فرزندان امیر نے خاک اڑانا شروع کی گرد امیر کے سب جمع ہوئے
عمرو سینہ پیٹ کر کہ رہے ہین کہ خواجہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو امیر سے لپٹا ہوا پکار رہا ہے کہ اے بندہ نواز
عمرو اے تاج لشکر ظفر اثر اے شمع شبستان صاحبقرانی اے گل گلزار خلیل زرجانی اے کس بیکسان اے یاور غریبان
اس سفر مین اپنے عمرو کو ہمراہ نہ لیا کبھی ایسا نہین ہوا کہ مجھکو آپنے اپنے ساتھ نہ لیا ہو ہر مقام پر مین ساتھ رہا
امیدوار ہون کہ جلد مجھے طلب فرمایئے جلد اس خدمتگار کو پاس بلایئے عمرو بعد آپ کے ایک لحظہ نہ جیتا
یہ کہتا تھا اور روتا تھا بادشاہ اسلام خاک پر لوٹ رہے ہین تمام دن یہی حال رہا قریب شام کہا تو خوش خرم
اپنے خیمون مین پھر گئے اور سرداران اسلام امیر کو میدان مین سے اٹھا کر لائے اور پلنگ پر ڈالدیا تمام
خواتین معظم نکل آئین قیامت برپا ہوئی بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون کو بلوایا انھون نے رمل سے حال
دریافت کرکے عرض کیا کہ قران صاحب امیر اور تمام حاضرین لشکر پہ آیا ہے مگر بال بیکا معلوم ہوتا ہے حضور خاطر
رکھین اگرچہ اہل اسلام بہت سے صدمے اٹھاوینگے لیکن انجام کار فتح پاوینگے بس خواجہ زادون کو [illegible]
اشرفیون سے [illegible] کر رخصت کیا مگر اسطرف جو کفار تھے پھر داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی جام
گردش مین آیا شہناز نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوایئے کل لشکر اسلام کا
کام تمام کرونگا اسیوقت طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہی مین آئے اور عرض کیا کہ طبل جنگ
بجا ہے کل شہناز جادو میدان مین آئیگا شاہ نے کہا کہ ہم سب آمادہ مرگ ہین جو ہماری قضا ہے یہان بھی آئیگی
کہ ہم خود چاہتے ہین کہ ہمارا جلد خاتمہ ہو جائے بعد اپنے آقا کے جینے کو دل نہین چاہتا القصہ رات بھر طبل
بجا صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے شہناز جادو اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا مرکب سے
اترا چوکہ موم کا تیار کرکے اسپر بیٹھا نہایت کا سیندور کا ملتے پر دیا تھال مین سب اسباب جمع رکھا ہوا تھا
اسمین سے ماش کا آٹا لیکر ایک مونڈھا بنایا اور ایک نارنج موم کی بناکر اسپر بٹھائی اور اسپر کچھ پڑھکر
دم کیا کہ وہ مونڈھا مع نارنج زمین مین دھنس گیا بعد اسکے ایک مرکب اور ایک سوار موم کا بناکر روئی کے
پھل ہم سے رکھکر اسپر کچھ پڑھا کہ وہ روئی کا پھل مع راکب و مرکب اڑکر ابر سفید بنکر آسمان پر قائم ہو گیا
اور زمین پر دو برج بنکر تیار ہوئے ایک برج پر نارنج سرخ پوش دوسرے برج پر ایک نارنج سبز پوش
بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ابر سفید رنگ جو آسمان پر قائم تھا اسمین سے صدائے رعد بلند ہوئی وہ ابر شق ہوا اور
ایک سوار بادلہ پوش پیدا ہوا اور میدان مین مرکب کو جولان کیا اور للکار کر مبارز طلبی کی
دست چپ کی طرف سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مرکب اڑا کر سامنے تخت
بادشاہی کے آیا مجرا کیا رخصت میدان چاہی فرمایا اے قاسم تونے رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ شہریار

رنگ کیا دیکھتا ہوا اوجان حالت جان کنی مین ہین سامنا ساحرون کا ہی انسے عہدہ برآ ہونا معلوم سبقت کر نیسے
نا موری ہو کہ پہلے قاسم نے جان اپنی نثار کی فرمایا کہ اچھا جاؤ تمھین خدا کے سپرد کیا قاسم جام پیکر واقف انجام
مرکب پر سوار ہوکر اس سوار کے مقابلے کو چلا کہ اُس نازنین سرخ پوش نے آواز دی کہ شاہزادے مین تجھپر سے
دلدادہ و فریفتہ ہوں اور تجھکو میری خبر نہین واہ معشوق ایسے ہی ہوتے ہین قاسم نے پھر کر جو اُس نازنین کو دیکھا
مائل و مبتلا ہوا اور مرکب چمکا کر برابر اُس نازنین کے آیا کہا کہ ای محبوب جانی اگر میری خواہان ہو تو آؤ مین تمھین ساتھ
لیچلون یہان میدان مین بیٹھنے سے کیا علاقہ اور ہاتھ بڑھایا کہ اُسے اُٹھاکر اپنے گھوڑے پر سوار کرے اُس نازنین
کے ہاتھ مین چوب یاقوت رنگ تھی اُسنے قاسم پر ماری کہ زرسے کہتا ہی کہ سامنے شہناز جادو کھڑا ہوا اور تو
یہ بد لحاظی کرتا ہی بس چھڑی کا قاسم پر پڑنا تھا کہ قاسم گھوڑے پر سے کودا اور دیوانہ ہوکر زیر برج یاقوت بیٹھا
سیپارہ روتا ہوا مرکب کو لیکر پھر گیا اُس سوار نے پھر مبارز طلب کیا ابکی بار بدیع الزمان کہ عاشق صاحبقران
ہی بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر میدان مین آیا کہ اُس نازنین سبز پوش نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان اسقدر
بیمروتی پکڑ باندھی عاشق کیطرف دیکھتے بھی نہین ہان صاحب کا ہیکو دیکھو گے اپنی خوبصورتی پر گھمنڈ ہی یہ آواز سنکر
بدیع الزمان نے جو پھر کر اُس نازنین کو دیکھا از خود رفتہ ہوگیا پکارا کہ ای جان جہان و ای محبوبہ جان ستان مجھے
نہ معلوم تھا کہ تم مجھپر عاشق ہو تا مین تجھے سوا سے تمھارے کسی سے مطلب نہین اور گھوڑا پھیر کر اُسی نازنین کے پاس آیا
کہ پہلو میں اُسکے جا کر بیٹھے اُس نازنین نے چھڑی زمرد رنگ اُٹھا کر بدیع الزمان پر ماری کہ او بد لحاظ سامنے
شہناز جادو کے یہ بے ادبی ادب سے بیٹھ چھڑی پڑتے ہی بدیع الزمان گریبان پھاڑ کر دیوانہ ہوکر زیر برج
زمرد بیٹھ گیا اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا سرداران قاسم ترک و خاوری سب آکر قاسم سے پوچھنے کہ ای شہریار اپنے
کیا حال بنا رکھا ہی سب دوست راستی آپ کو نام رکھتے ہین کہ صاحبقران اس حالت مین گرفتار ہین قاسم مسحور
بسحر تھا جو اُس سے آکر لپٹا کپڑے پھاڑ کر دیوانہ ہوکر وہین بیٹھ گیا ادھر باختری بدیع الزمان کو آکر سمجھانے لگے
وہ بھی دیوانے ہوکر بیٹھے شام تک تمام باختری اور ترک و خاوری دیوانے بن بنکر ان برجون کے نیچے بیٹھے اور
اکثر کو وہ سوار ہاتھ کمر مین ڈالکر اُٹھا لیگیا اور اُسی ابر مین غائب ہوگیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر
وہان سے پھرے بادشاہ اسلام آکر داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران کو اُسی حالت سکرات مین دیکھا رو دئیے
اور پکارے کہ یا صاحبقران آج قاسم اور بدیع الزمان کو شہناز جادو نے مع اُنکے لوگون کے گرفتار
کر لیا امیر بیہوش تھے جواب کون دیتا ادھر شہناز جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا رات گذری صبح کو میدان جنگ
آیا ادھر لشکر اسلام آکر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب و نقیب دے کر چلے گئے شہناز نے آسمان کیطرف
دیکھا آواز تراقے کی ہوئی ابر شق ہوا اور وہی سوار بادلہ پوش نمودار ہوا آکر میدان مین کھڑا ہوا مبارز
طلب کیا لشکر اسلام کے سردار نکلے جو دست راستی تھا اُسے نازنین سبز پوش نے بلا کر دیوانہ بنایا جو دست چپی تھا اُسے
نازنین سرخ پوش نے طلب کر کے مسحور کیا اور جو سردار قلب لشکر سے نکلا اُسے سوار بادلہ پوش اُٹھا لیگیا
اسیطرح چند دن کی میعاد اندری مین تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار سحر ہوکر ان برجون کے نیچے بیٹھے
سامنے ان دونون نازنینون کے بیٹھے عجب تلاطم لشکر اسلام مین تھا سواے بادشاہ اسلام اور امیر الرحیم لشکر
ہمشیرہ ان دونون کی تدبیر کے کوئی باقی نہ تھا مقبل وفادار پاس سے امیر کے ایک دم جدا نہوتا تھا فرمایا بادشاہ
کہ بیٹا غازی کو دربند سے بلا بھیجنا چاہئے امیر کے حال پر ملال سے واقف کرنا ضرور ہوا اسیوقت بادشاہ نے

کرب غازی کی طلب کا روانہ کیا یہان کرب غازی غسل صحت کرچکا ہی ارادہ ہی کر نقرہ کوہ کو روانہ ہو اپرچہ
پہونچا حال صاحبقران سے آگاہ ہوا جلد تر کوچ بکوچ روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا تمام لشکر پریشان نظر آیا
بادشاہ اسلام کو تنہا پایا امیر کو حالت سکرات مین دیکھکر قدمون سے لپٹکر خوب رویا اور پکارا کہ ای آقا غلام
آپکو اس حال سے کیونکر دیکھے اور روتے روتے بیہوش ہو گیا عمرو نے کرب کی خبر سنکر آیا کرب کو ہوش مین لایا
بادشاہ اسلام عمرو کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کیا یہ نہین لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا شہر ہو پکارا
شہر یار مین موجود ہون جو ارشاد ہوا سے بجا لاؤن تمام مشیران سلطنت پیلسان خواجہ بزرچمہر سب آکر جمع ہوے
تدبیرین ہونے لگین اب خواجہ بزرگ امیر بھی کرب کے ہمراہ آگئے ہین لیکن بحث و مباحثہ سے کچھ بھی اصلاح ہوئی
کہ وہ ساحر جو حفظ ہیکل امیر حمزہ صاحبقران کی لیگیا ہی جبتک گرفتار نہ ہوگا یا مارا نہ جائیگا صاحبقران
ہوش مین نہ آئینگے عمرو نے کہا کہ وہ جادوگر خدا جانے کدھر سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا سنا کہ اگر خواجہ اسکا دریافت
کرنا سوا آپکے اور کسی سے نہ ہوگا عمرو بولا کہ میری جان بھی کام آئے تو دینے کو حاضر ہون جاتا ہون جسطرح
ممکن ہوتا ہی دریافت کرتا ہون یہ کہکر لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا اور راستے مین غور و خوض کرتا کہ عمرو کس سے
حال دریافت کریگا بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا کہ بختیارک سفر جانتا ہوگا اسی سے خوب معلوم ہوگا اب
صورت بدلکر لشکر کفار مین داخل ہوا یہان بختیارک بارگاہ سکندر شاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ بلا یختیال کی
جنبش مین آئی حیران ہوا کہ یہ حرامزادی بیوقوف کیون جنبش مین آئی کیا مرشد تیرے پاس آتے ہین یا عمرو کا لیکو
رگ پر ہاتھ رکھا دھڑکنا رگ کا موقوف ہو گیا جان پر صدمہ ہوا کہا ای غضب مرشد تیری فکر مین کیون آتے ہین
تو چلکر اپنے خیمہ مین بندوبست کرکے بیٹھو لیکن یہ خیال کرکے پیٹ پکڑکر لوٹ گیا ہائے درد ہائے درد پکارنے لگا
تھا اور سکندر شاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا کہ یہ درد کبھی کبھی میرے اٹھا کرتا ہی سکندر شاہ نے کہا کہ
بید کو بلواؤ بختیارک بولا کچھ بید کی حاجت نہین علاج اسکا یہی ہی اپنے خیمے مین جاکر آپ سینک لونگا
یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا پینچر پر سوار ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص نہ آنے پائے اور آئے تو اسے پکڑ لینا
وہ بولے کہ آپ ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم فوراً گرفتار کر لینگے کہا کہ حرامزادو جب کوئی میرے سر پر آجائیگا
تو مجھسے اشارہ نہو سکیگا ارے ملک الموت کے سامنے آواز نکل سکتی ہی کم سب بڑے حرامخور ہو سب کو برطرف
کر دونگا یہ کہکر جلد اپنے خیمہ کیطرف چلا عمرو نے دیکھا کہ بختیارک جاتا ہی جلدی سے مشعلچی کی شکل بنکر دستی
روشن کرکے لیکر دوڑا برابر بختیارک کے پہونچکر اسقدر دستی بلند کی کہ قریب تھا داڑھی بختیارک کی
جھلس جائے بختیارک نے کہا او مشعلچی تو کیا اندھا ہی سوجھتا نہین مجھے کیا مجھے جلا دیگا اور بغور دیکھا ارے
یہ تیسرا مشعلچی کسکا ہی عمرو نے بائین آنکھ کا تل سے دکھایا اب بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین قریب تھا
کہ جان نکل جائے اشارے سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ کمال بے ادبی ہی کہ غلام سوار حضور پیدل اشارہ کیا
کہ چپکے چلے چلو بختیارک مثل قالب بیجان چلا جاتا ہی جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا پھر پاسے اترا عمرو نے اشارہ
کہا کہ آپ آگے چلیے لوگون نے کہا کہ اگر کچھ اندیشہ ہو تو کہ دیجیے پھر آپ کہیے گا کہ عمرو آیا مجھکو لوٹ لیگیا بختیارک
کہا تم بڑے حرامخور ہو عمرو کبھی جوتی مارنے مجھے نہین آیا یہ کہکر اندر چلا آیا عمرو نے کہا کہ تیسرا مشعلچی کون ہی کون تیرا
باپ ہی تو کون ہی کیا میرا نالیق ہی اور اندر خیمے کے جاکر دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور عمرو کو پاس بلا کر پیرون پر
گر پڑا کہ مین تو حضور کا غلام ہون ہمیشہ سے مطیع اسلام ہون عمرو بولا کہ اس بدذاتی سے باز آ و ہم اندنون تیری

تھا بہت پریشان ہیں صاحبقران کی وہ حالت ہے کوڑی کوڑی کو تنگ ہیں بختیارک نے کہا کہ میں نے دو ہزار روپے
نقد رکھے ہیں وہ حاضر ہیں عمرو نے وہ روپے اور کپڑے پلنگ فرش سب لیکر نذر زنبیل کیا پھر کہا کہ ملک جی آج ہم ایک
کام کو تمھارے پاس آئے ہیں اگر تم نے سچ کہا تو خیر ورنہ بریب کمیہ جان سے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا پیر و مرشد
غلام کبھی کوئی خبر حضور سے نہ چھپائیگا جو غلام کو معلوم ہوگا مفصل عرض کریگا حضور پوچھیں عمرو نے کہا کہ ملک جی
سچ بتاؤ کہ یہ جادوگر جو خفتہ ہیکل حمزہ کی لیگیا ہے کہاں رہتا ہے کیا نام ہے اسکا بختیارک نے کہا کہ دلنواز جادو اسکا
نام ہے بادشاہ ہے طلسم عجائب کا ہے مگر راستہ اس طلسم کا غلام کو نہیں معلوم اگر مجھے مار ڈالنا آپ کو منظور ہو تو یہ جان
کیا عمرو رہی سر حاضر ہے عمرو نے کہا اگر تمھیں معلوم نہیں تو ممکن ہے کہ تم شہناز جادو سے معلوم کر دوگے بختیارک
بولا وہ طریقہ ارشاد ہو کہا کہ ہم خدمتگار بنکر تمھارے ساتھ چلینگے قلمدان تمھارا لیے تمھارے سر پر کھڑے رہینگے تم
شہناز جادو سے پوچھنا معلوم ہو جائیگا اسنے کہا بہت اچھا میں موجود ہوں کہا کہ پھر دیر کا ہیکی ہے اٹھو چلو
بختیارک اسیوقت اٹھکر باہر آیا اچھے پر سوار ہو کر چلا راہ میں عمرو نے کہا کہ سنو ملک جی تم ہو بڑے حرامخور اگر رستے
بطور سابق نام میرا کسی چھل وغیرہ پر لکھکر یا رقعے میں لکھکر کفار کو آگاہ کیا تو مجھسے برا کوئی نہیں میں اپنے کو تو زبردن میں
شمار نہیں کرتا مگر تمھیں جانسے مار ڈالونگا جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک پکارا کہ پیر و مرشد پہلے سے وہ رخنہ بندی کرتے ہیں
کیا مقدور ہے غلام کا جو کسی طور سے نام حضور کا ظاہر کرے غرض بختیارک بارگاہ میں آکر اپنی کرسی پر بیٹھا لیکن
جان بدن میں نہیں ہے شہناز جادو نے دیکھا کہ رنگ بختیارک کا متغیر ہے پوچھا کہ ملک جی کیا ابھی درد نہیں گیا
جو چہرہ تمھارا اداس ہے بولا کہ نہیں آپکے اقبال سے سبطرح اچھا ہوں مگر ایک مقدمہ میں کمال متردد و متفکر ہوں
پوچھا کہ وہ کیا مقدمہ ہے کہا کہ مبادا وہ خفتہ ہیکل حمزہ کہیں ہاتھ آجائے اور اسم اعظم حمزہ کا کھل جائے اور حمزہ ہوش میں
آئے تو غضب ہو جائیگا شہناز نے کہا کہ ملک جی یہ امر بہت مشکل ہے کون طلسم عجائب میں جائیگا اور طلسم فتح کرکے
دلنواز جادو کو ماریگا یہ پوچھکر بختیارک چپ ہو رہا تھا کہ عمرو نے پیچھے سے ایک ٹھوکا دیا کہ ملک جی راہ تو دریافت
کرو بختیارک نے کہا کہ اے شہناز جادو خدا پرستوں نے بہت طلسم فتح کیے ہیں اس طلسم کو بھی فتح کرینگے
شہناز جادو نے کہا کہ وہاں کا راستہ ایسا ہے کہ کوئی طلسم تک نہ جا سکیگا بختیارک نے کہا کہ کیا کوئی بلا راہ میں ہے
اسنے کہا اول تو راہ میں ایک دشت پرخار ہے اس سے گذرنا دشوار ہے اور اگر اسنے مشکل طے بھی کیا تو پھر بیابان لالہ زار ہے
مکان ہے لالہ زار جادو کا جو کوئی نادانستہ اس لالہ زار میں جائیگا صدا اٹھیگی لالہ کے پھولوں سے پیدا ہوگی اور شعلہ
آتش نکلکر اس شخص کو جلا دیگا اسکے بعد دشت نرگس زار ہے اسمیں اگر کوئی اجنبی جائیگا تو وہ پھول صدا سے مہیب
دیکر آنکھوں کی صورت ہو جائینگے اور اس شخص کو دیکھتے ہی پانی کیطرح بہا دیگا اور اگر اس سے بھی گذر گیا
اور پہونچا طلسم عجائب میں تو لوح اسکی معدوم ہے نہ کوئی ساحر طلسم جانتا ہے نہ بادشاہ طلسم کو معلوم ہے پھر کیونکر کوئی
لوح پائیگا اور طلسم کو فتح کریگا بختیارک نے یہ سنکر کہا اے شہناز جادو جادو جو ہونا تھا وہ ہو چکا جو کوئی
اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارے اسکا کیا علاج مثل ہے کہ خود کردہ را درمان نیست غضب کیا تمنے
کہ سارا احوال بیان کر دیا حرف اس کیفیت سے آگاہ [illegible] مشہور ہے در و دیوار ہم گوش دارد دیدہ و دانستہ طلسم کو برباد کرایا
شہناز پکارا او بھیا آپ ہی تو نے حال پوچھا [illegible] الٰہی یہ باتیں بناتا ہے کہ تو سہی یہ مکر کیا ہے بختیارک بولا
یہ امر ناگفتنی ہے عمرو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب یہ حرامخور حال [illegible] پھر ایک ٹھوکا دیا کہ تو نے بدذاتی پر کمر
باندھی بختیارک نے پھر کر دیکھا عمرو نے کہا کہ اب چلو بختیارک [illegible] آیا عمرو تو راہی لشکر اسلام

ہوا بختیارک بارگاہ میں پھر کر آیا شہناز جادو نے کہا ارے تو اتنی دیر میں اچھا ہوگیا پکارا کہ میرے ساتھ
ملک الموت تھے یعنی مرشد کامل وہ سب حال تمنے سن لئے اب طلسم برباد ہوا شہناز جادو بولا کہ تو نے جسے نہ کہا کہ
عمرو میرے ساتھ ہی تو خود اپنے ساتھ اُسے لایا کھود کر مجھسے حال پوچھا معلوم ہوا تو خدا پرستوں سے ملا ہوا ہی بختیارک
نے کہا کہ مجھسے زیادہ اُنکا دشمن کون ہوگا وہ جو تمنے سنا ہوگا باپ مارے کا بیر میرے تو باپ کو اُسنے مارا میں تو اُنکا دشمن
جان تشنۂ خون ہوں لیکن اگر ایسا نہ کروں تو مارا جاؤں جب مجھے یہاں لایا تھا پہلے اقرار کروا لیا تھا کہ خبردار اگر
تو نے اشارۃً کنایۃً کسیطرح میرا حال بیان کیا تو تجھے مار ہی ڈالونگا اُنکا حال کہکے کیا اپنی جان دیتا شہناز جادو
بولا ہو بڑے بدذات مگر اس سے خاطر جمع رکھو اس طلسم کی لوح نہیں ہے کوئی اس طلسم کو توڑ نہ سکیگا یہاں یہ گفتگو ہے
مگر عمرو جو وہاں سے لشکر اسلام میں آیا تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا اور کہا کہ اب کوئی ایسا ہو کہ جا کر طلسم
فتح کرے اور حفظ ہیکل حمزہ کی لاوے بادشاہ اسلام بولے میں خود جانے کو موجود ہوں یہ سنکر کرب پکارا میں
سرفروشی کو مستعد ہوں عمرو نے کہا خواجہ زادوں کو بلوا لیجیے جسکے نام پر طلسم کشائی نکلے وہ جاوے اور یوں
جاویگا تو گرفتار طلسم ہو جاویگا اُسیوقت خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو بلایا اُنھوں نے رمل میں ملاحظہ کرکے
عرض کیا کہ وہ شخص جاوے جسے عیاری میں بھی دخل ہو اور زور و قوت میں اگر برابر نہیں تو قریب قریب صاحبقران
کے ہو عمرو پکارا کہ یہ صفتیں سوائے کرب غازی کے اور کسی میں نہیں کرب پکارا کہ میں جاؤنگا سعادت ہے میری اور اُٹھ کھڑا
ہوا عمرو کرب کو اپنے خیمہ میں لایا اور کہا اے کرب تو میرا فرزند مشہور ہے جہاں عیاری کا کام آپڑے وہاں پہلوانی
کو دخل نہ دینا اور رنگ و روغن عیاری بنا کر کیسے میں بھر دیئے کرب رخصت ہونے کو امیر کے پاس آیا امیر کو اسی
حالت سکرات میں پایا کرب آکر آنکھوں کو تلووں سے ملنے لگا پکارا کہ اے آقا اب مجھے رخصت کیجیے میں جاتا ہوں
حفظ ہیکل لینے اور رو کر اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یاد کیا اُسیوقت امیر حمزہ
شاہ ولایت کے ہوش میں آئے کرب قدموں سے لپٹا ہوا تھا امیر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے کرب
میں نے تجھے سپرد کیا تیرے مولا کو وہی نگہبان ہیں یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئے شام ہو چکی تھی قصد کیا تھا کہ شب
بسر کرکے صبح کو جاوے مگر خواجہ زادوں نے فرمایا کہ آج جانے کا دن بہت خوب ہے عمرو نے کرب سے کہا کہ آج باہر جا
کر نا ضرور ہے آج تمہیں بختیارک کے گھر میں لیجاکر رکھیں صبح کو طلسم کا راستہ لینا کرب نے کہا اے پدر بزرگوار لشکر
دشمن میں جانا منہ میں اژدہے کے جانا ہے کہا کہ بیٹا یہی جرأت ہے کہ حریف کو آگاہ کرے تیکے کرب بولا ہی آپ کے پیچھے
باہر نہیں چلیے اور سیاہ و وشنا کا چہرہ مٹا مار کر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا یہاں بختیارک کی رگ بدخلقی
پھر جنبش میں آئی اور اُسے معلوم ہوا کہ مرشد تیرے پاس آتے ہیں اقا اور شہناز وغیرہ کی آنکھ بچا کر باہر نکلا
چلا تھا اپنے خیمے کو کہ عمرو چوپایہ سے سر باہر نکالکر پکارا کہ ذرا یہ عرضی ملاحظہ فرمالیجیے اُسکو لیکر جو پڑھا لکھا تھا
کہ منم عمرو بن امیہ ضمری کچھ کام کے واسطے تمہارے پاس آیا ہوں بس یہ چہرہ سے گودڑا کہ آپ بعد مدت
تشریف فرما ہوئے آنکھیں ترس گئیں آپ کے دیکھنے کو خواجہ نے بھی چوپایہ سے نکالکر اُسکا پکڑ لیا کہا روتی
کہا کہ چوپایہ لیجا و بختیارک اپنے خیمے میں لایا دیکھا کہ پیچھے ایک [illegible] پوش اور چلے آتے ہیں عرض کیا کہ یہ کون ہیں
کہا کہ کرب بدلا اور بختیارک کا رنگ اُڑ گیا عرض کیا اے آقا [illegible] غلام [illegible] انکو میرے فوج کرب کو کیوں لائے
عمرو بولا کہ کرب طلسم عجائب کے توڑنے کو [illegible] کچھ خطرہ اپنے دل میں نہ لائیے اب بختیارک سے تن [illegible]
آئی کرب کی دعوت کا سامان کیا بخوبی [illegible] مارے دہشت کے رات بھر نہیں سویا کہ وہ قابض [illegible]

بہر رات پچھلی باقی تھی کہ عمرو نے کرب سے کہا سوار ہوا اور بختیارک سے خطاب کیا کہ چلیے آپ بھی چلکر بیابان خارستان
انکو پہونچا آئیے بختیارک نے کہا کہ اگر میرے قتل کا ارادہ ہے تو مین یہین موجود ہون عمرو نے خنجر ہاتھ مین لیا اور کہا
کیا او حرامخور یہ ہم کیا تیرے دشمن ہین بختیارک کانپ کر زمین پر گرا اور پکارا کہ آپ دشمن ہونگے تو دوست کون ہوگا
عمرو بولا کچھ ضرورت ہے اسواسطے مین تمھین لیجاتا ہون بختیارک ساتھ ہو عمرو سرحد تک بیابان کے لایا کرب
کو رخصت کیا کرب تیرے خارستان کا نتا ہوا روانہ ہوا عمرو نے بختیارک کو بالکل برہنہ کیا درخت سے باندھا
اور کہا خبردار افشاے راز نہ کرنا نہین تو مار ہی ڈالونگا اور بالفعل سیر بیابان کی کرو بختیارک بلبلایا کہ مجھکو
آپ یہان کیون چھوڑے جاتے ہین کوئی جانور درندہ مجھے پھاڑ کر کھا جائیگا کہا کہ کوئی تیرے پاس نہ آئیگا خاطر جمع
رکھو اور چند نقش اسکے گلے مین باندھ دیے کہ جب کوئی جانور تیرے پاس آئیگا تو اپنی گردن ہلانا وہ بھاگ جائیگا
عمرو تو یہ کہکر چلا گیا پانچ چار گھڑی رات عجب عذاب سے اسپر بسر ہوئی صبح کو ہر آیندہ و روندہ سے کہتا تھا کہ مین
درخت سے بندھا ہون ایک ظالم مجھے باندھکر چلا گیا کسی نے نہ سنا کہ بکتا کیا ہے ادھر صبح کو خیمے مین بختیارک کے
ڈھونڈھا بڑی خدمتگارون نے تمام خیمہ چھان مارا مگر کہین پتا نہ پایا آخرکار یہ صلاح ہوئی کہ دو دو چار چار آدمی
چارون طرف ڈھونڈھنے جائین قضا سے کار دو چار خدمتگار تلاش کرتے ہوے وہان بھی پہونچے اسے درخت سے
کھولا بختیارک نے کہا کہ کیون حرامزادو یہ حال میرا عمرو کے ہاتھون کروایا سبھون نے کہا پیر و مرشد ہم کیا کرین
بغیر آپکی اجازت ہم کسی پر ہاتھ نہین ڈال سکتے بختیارک نے کہا کہ اگر مین بتاتا تو میری جان جاتی اور تمسے اسکا
بال بیکا نہو سکتا غرض اسیطرح برہنہ لقا پاس آیا سکندر شاہ نے کہا کہ یہ کیا حال تو نے بنایا اسنے تمام کیفیت بیان کی
شہناز بولا کہ رات بھر عمرو تیرے گھر مین رہا اور تو نے ہمکو خبر نہ کی بختیارک نے کہا کہ جان اپنی کھوتا تو آپکو خبر ہوتی
دوسرے یہ کہ اسکو جنگل سے نجات کیونکر پاتا اے شہناز جلد خاتمہ لشکر اسلام کا کرو ورنہ حمزہ ہوش مین آیا تو پھر کچھ
نہوگا اسنے کہا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن ادھر عمرو بن امیہ ضمری کرب کو رخصت کرکے داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ سلامت
سے تمام حال بیان کیا فرمایا خواجہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر مثل ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک
کرب غازی طلسم فتح کرے حفظ ہیکل حمزہ صاحبقران کی لاے جبتک شہناز جادو کاہیکو چھوڑیگا
خاتمہ لشکر کا ہو جائیگا ایک آدھ روز مین جو سوار باقی ہین وہ بھی گرفتار ہو جاینگے بعد اسکے ہم پر نوبت آجائیگی اسکی
تدبیر کرنا ضرور ہے یہی باتین تھین کہ خبر ہرکارون نے دی کہ آج سکندر شاہ نے شہناز جادو کی دعوت کی ہے
بڑی تیاری ہے عمرو نے خدمت بادشاہی مین عرض کیا کہ شہریار غلام جاتا ہے اگر بن پڑتا ہے تو شہناز کو لاتا ہے
چالاک نے عرض کیا کہ بابا جان مین بھی آپکے ساتھ چلون کہا کہ بھئی ہمسے الگ جاؤ ساتھ چلنا مناسب نہین ہے
چالاک بولا بہت اچھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مگر عمرو بن امیہ ضمری صورت بدلکر داخل لشکر کفار ہوا دیکھا
کہ لقا اور سکندر شاہ شہناز جادو کو ساتھ لیے ہوے شہر سکندریہ مین داخل ہوے تمام شہر آئینہ بند
ہر گلی کوچہ مین خلائق کا ہجوم حسام ہر دکانون کے ستون زنگین ہین سائبانون پر تاس بادلہ و کمخواب کے تھان
کھنچے ہوے ہین سکندر شاہ خود عصا ہاتھ مین لیے ہوے آگے آگے سواری کے اہتمام کرتا جاتا ہے شہناز جادو
آدمی نہایت حسین ہے نیمہ جواہر نگار پہنے ہوے کمر بند مرصع کار کمر سے باندھے ہوے تاج مرصع سر پر دیے ہوے
مدارات لیے ہوے چلا آتا ہے گرد ہجوم ساحرون کا ہے آہستے آہستے دیوان خاص مین پہونچا وہان سکندر شاہ نے سامان
کیا ہے اور زیب و زینت سے ڈلوا اسکے ہین مسند تمامی کی بچھوائی ہے ارباب نشاط حاضر ہین شام ہو چکی ہے عمرو تو صورت

ایک قرابش کی بنکر ایک طرف کھڑا ہو رہا شہناز جادو مسند پر آکر بیٹھا ایکطرف لقا و سکندر شاہ و بختیارک وغیرہ بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا قضا سے کار اتفاقات روزگار ایکطرف محل ہو سکندر شاہ کی اُسکے کوٹھے پر ایک قصر بنا ہوا ہی اُسمین چلمنین پڑی ہوئی ہین شہناز جادو نے دیکھا کہ تیلیان اُن چلمنون کی مانند خطوط شعاع آفتاب کے روشن ہین اور وہ برج برج آفتاب معلوم ہوتا ہی ایک نور کی اُسمین لہر ہی اور وجہ اُسکی یہ ہی کہ یہان بیٹی سکندر شاہ کی زلف آرا بانو بیٹھی ہوئی ہی اُسکے آفتاب جمال کی روشنی پھیلی ہوئی ہی لیکن صورت یہ ہی کہ وہ شہناز جادو پر عاشق ہوئی ہی شہناز کیطرف دیکھ رہی شہناز کی نگاہ جو اُدھر پڑی اور ایک نازنین مہر تمکین کو جلوہ گر پایا بس تیر عشق کھایا کہ جگر مشبک ہو گیا آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کلیجا تھام لیا عمرو یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ وہ نازنین اُسپر مائل و مبتلا معلوم ہوتی ہی اور یہ بھی بیقرار جان بشیدا ہوا ناگاہ اُس نازنین نے رومال اوپر سے پھینکا کہ اُسمین بٹوا زربفت کا تھا اور اُس بٹوے مین کچھ چکنی ڈلیان الائچیان تھین اور ایک رقعہ اُسکے ساتھ تھا شہناز نے تو اُسے رومال پھینکتے ہوئے نہین دیکھا لیکن عمرو دیکھ رہا تھا چپکے چپکے جا کر اُسے اُٹھا لیا اور شہناز کو لا کر دیا اُسنے کہا یہ کیا ہی کہا غلام کو نہین معلوم لیکن قصر پر سے کسی نے یہ پھینکا ہی شہناز نے پوچھا آپ سے گرا ہی یا کسی نے پھینکا ہی کہا کہ پیر و مرشد حضور کو دیکھا کر کسی نے پھینکا حضور نے خیال نہین کیا شہناز نے رومال جو کھولا بٹوا دیکھا عطر سے لبا ہوا تھا اور ایک رقعہ بھی تھا پوچھا کہ تو کسکا آدمی ہی کہا کہ حضور کے نئے نوکرون مین ہون شہناز اپنے دلمین خوش ہوا بٹوا کھولکر ڈلی الائچی کھائی کہا کہ شمع اُٹھا لا وہ اُٹھا لایا پوچھا کہ تو کچھ پڑھا ہی کہا کہ جی الف کو لٹھا اور بے کو بلیبنڈی جانتا ہون شہناز سمجھا کہ تو بڑا مسخرہ ہی اور رقعہ کھولکر پڑھا عمرو نے دیکھا کہ اُسمین لکھا ہوا تھا کہ اے شہناز جس روز سے کہ تم شہناز کو دے یہان آئے ہو اور ہمنے تمھین دیکھا ہی ہم دلدادہ و فریفتہ ہو رہے ہین اور تمکو ہماری خبر بالکل نہین ہی جان اللہ معشوق ایسے ہی جفاکار ہوتے ہین اچھا جو چاہو وہ جفا کرو مگر کبھی تو رحم بھی کیا کرو یہی چاہتے ہو کہ تمھارے فراق مین گھل گھل کر مر جائین بہت بہتر خون ہمارا تمھاری گردن پر ہوگا اتنی آرزو ہی کہ ایک مرتبہ تمھین بٹھا کر اپنا درد دل سُنا لین پھر اُسکے مر جائین شعر [illegible]

... رقہ ہون کیسے پیچ وہی دلکی حسرت یہی آرزو ہی اور تم صاحب اختیار ہو جسطرح چاہو ملاقات [illegible] ... بھی لکھا ہوا تھا کہ اگر جلد تمنے ملاقات کیصورت نکالی تو بہتر ورنہ دو ایک روز [illegible] ... شہناز نے بیچین ہو گیا اور عمرو نے بھی سب مضمون رقعہ کا پڑھا اپنے دلمین [illegible] ... نے رقعہ پڑھکر سر اُٹھا کر قصر کیطرف دیکھا ملکہ نے چلمن اُٹھا دی شہناز [illegible] ... تھا کہ صورت حور کی تھی دونون زلفین رخسارون پر چھوٹی ہوئی تھین بیند لسیان موتیون [illegible] ... ہین بس شہناز بیتاب ہو گیا اُسطرف چلمن پڑ گئی ادھر شہناز کی آنکھون پر پردے پڑ گئے بیقرار ہو کر اُٹھا عمرو نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ مین دروازے کے محل سرا آتا ہون مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ دروازے کیطرف روانہ ہوئی عمرو بھی اُسیطرف چلا الیکن سکندر شاہ نے شہناز سے پوچھا کہ خیر باشد آپ کیون اُٹھے کہا کہ مین عیار حمزہ سے خائف ہون اپنے خیمے مین جاؤنگا وہان خوب بندوبست ہی کوئی وہان نہ آسکیگا بختیارک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین مگر کھانا تو نوش فرمایئے بعد اسکے تشریف لیجائیے گا غرض دسترخوان بچھا کھانا انواع انواع طرح کا لا کر سامنے لگایا گیا شہناز نے بسبب جلدی کے کچھ کھایا کچھ نہ کھایا دلمین خیال بندھا ہوا تھا کہ حیف ایسی معشوق ہمپر عاشق ہو اور مجھے خبر نہو اگر ہوتی تو ابتک وصل سے شاد ہوتا

اب چلکر جلد اُسے اپنے پاس بلا لیجیے اور آرزوے دلی اپنی نکالیے جلد لیجیے ہاتھ دھوکر اٹھا سوار ہوکر اپنے خیمے میں
گیا ادھر عمرو نے جو ملکہ سے اشارہ کیا تھا کہ مجھے کچھ کہنا ہی اور ملکہ نے اشارے سے کہا تھا کہ ادھر دروازے پر
آؤ عمرو ادھر کو روانہ ہوا ملکہ خوشی خوشی قصر سے نیچے اتری ساتھ والیوں نے کہا کہ ملکہ مبارک ہو مدت سے آپ
اسیر عاشق تھیں آج تو جواب سوال وصل کا درمیان میں آیا سچ ہیں تو ہم شریک تھے اب خوشی کی خبر بھی تو سنائیے
کہا کہ رنڈیو تم خیلہ ہو گئی ہو ابھی مفصل حال مجھکو معلوم نہیں ابھی میں تم سے کیا کہوں اور تم تو میری محرم راز ہو
و دمساز ہو جو امر ہوگا تم سے پوشیدہ نہ رہیگا یہانتک کہ زیر قصر آئی محلدار سے کہا کہ دیکھو تو کوئی آدمی شہناز کا
آیا ہی تو اُسے اندر ڈیوڑھی کے بلاکر مجھے خبر دے وہ وہانسے باہر آئی یہاں عمرو دروازے پر موجود تھا کہ محلدار نے
دیکھا کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہوا ہی عقل سے دریافت کیا کہ یہی شہناز جادو کا فرستادہ ہی بلاکر پوچھا کہ تم کون ہو
کہا کہ بندہ خدا وہ بولی کہ کیا شہناز جادو کے آدمی ہو یہ بولا کہ ہاں کہا کہ ہمارے پاس آؤ اور ہاتھ پکڑ کر پردے کے
پاس لائی کہ جہاں کوئی نامحرم نہ جاسکتا تھا اور سب کو علیحدہ کرکے پردے کے پاس عمرو کو کھڑا کیا اور جاکر ملکہ سے
کہا کہ وہ آدمی آیا ہی پردے پاس کھڑا ہی ملکہ خرم و شادان دوڑی اکیلی پردے کے پاس آکر کھڑی ہوئی ادھر عمرو
اکیلا کھڑا ہوا تھا ملکہ جانتی تھی کہ یہ شہناز کا محرم راز ہی پوچھا کہ کیا شہناز جادو نے پیغام بھیجا ہی عمرو نے
کہا ملکہ آپ تنہا ہوں تو عرض کروں بولی میں تنہا ہوں کوئی میرے پاس نہیں ہی جو کچھ کہنا ہو وہ کہو عمرو نے ایک
چکنی ڈلی عطر میں بسی ہوئی دانت سے کتری ہوئی ملکہ کو دی کہ یہ شہناز جادو نے اپنے دانت سے جھوٹی کرکے
بھیجی ہی اور قسم دی ہی کہ ملکہ تمھیں ہماری جان کی قسم کھا لینا اور کہا ہی کہ ای ملکہ تم خاطر جمع رکھو مجھکو ابتک حال معلوم
نہ تھا میں آج تمھیں ضرور بلاؤنگا ملکہ یہ سنکر بہت خوش ہوئی اُس ڈلی کو کھا لیا کھاتے ہی بیہوشی طاری ہوئی جھومکر
چلی تھی کہ عمرو نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اٹھا کر زنبیل کیا اور آپ ملکہ کی صورت بنکر مسکراتا ہوا اندر آیا مصاحبوں
نے سلام کیا پوچھا کہ بلا لیں ہمیں بھی خوشخبری سنائیے ملکہ بولی وہ آدمی شہناز کا نہ تھا کوئی اور آدمی تھا
جنھوں نے کہا بلا لیں آپ مالک ہیں رنج و صدمے اٹھانے کو ہم تھے خوشی میں ہمیں خبر بھی نہیں شاید آپ کو یہ گمان ہی
کہ ہم غمازی کرینگے جو آپ ہم سے چھپاتی ہیں بلا لیں یہ گمان آپکو ناحق ہی مگر معلوم ہوا کہ خوشخبری سننا ہماری قسمت میں
نہیں ہی ملکہ ہنس پڑی اور کہا کہ آج وصل کا وعدہ ہوا ہی یہ باتیں کر [illegible] بالا [illegible] بام آئی فرش بچھوایا مسہری
پر بیٹھا میانہ ہوئی لیکن اسطرف شہناز جادو اپنے خیمے [illegible] کیا چار ساحر ہمراز
جو اسکے تھے کہ ایک کا نام سیماب جادو دوسرے کا نام [illegible] نام عقاب جادو چوتھے کا
نام طیران جادو ہی یہ چاروں پاس آکر بیٹھے لیکن صورت [illegible] ہو رہے ہیں کہ آج کچھ شہناز کی
عجب کیفیت ہی بیتاب و بیقرار ہی چہرہ متغیر ہی جیسے کوئی کسی [illegible] مبتلا ہوتا ہی پوچھا کہ آج آپکا حال کچھ اور
دیکھتے ہیں جیسے کوئی کسی پر فریفتہ ہوتا ہی بس یہ سنتے ہی شہناز جادو رونے لگا آہ کھینچکر کہا کہ اے صاحبو کیا
کہوں جو مجھ پر گذری ہی کس سے حال اپنا بیان کروں ان چاروں نے کہا کہ ہم آپکے غلام ہیں جس پر آپکا دل آیا ہو
اگر وہ آسمان پر ہوگا تو اسے لا دینگے شہناز بولا میں جانتا ہوں تم ایسے ہی رفیق جانباز ہو اور یہ کہکر اپنا حال
بیان کیا اور کہا کہ وہ مدت سے مجھ پر عاشق ہی مجھکو معلوم نہ تھا اب وہ منتظر ہوگی تم جاکر مع پلنگ اسکو اٹھا
لاؤ میں تیاری شب ماہ کی کرتا ہوں یہ سنکر چاروں جادوگر روانہ ہوے یہاں عمرو ملکہ کی صورت بنا ہوا پلنگ
پڑا ہوا تھا آسمان کیطرف دیکھ رہا تھا کہ چار عقاب اڑتے ہوے پیدا ہوے آسمان پر ٹھہر کر انھوں نے دیکھا

شروع کیا ملکہ کو دیکھا کہ مسہری کے نیچے پلنگ پر سوتی ہے وہیں سے کندے دیا گر گرے اور پلنگ کو اٹھا کر
لے اڑے لیے ہوئے سامنے شہناز جادو کے تخت کے پلنگ آیا عمرو نے اپنے کو سوتے میں ڈالدیا وہ
چار دن جادوگر پلنگ رکھکر چلے گئے شہناز جادو اٹھکر قریب پلنگ کے آیا دیکھا کہ ملکہ کا عجب عالم ہے جوانی
کی نیند میں غافل سوتی ہے دوپٹہ سینے پر سے سرک گیا ہے دونوں پستان مانند قبۂ نور یا گوے بلور کے کھلے ہوئے
ہیں کرتی سرکی ہوئی پیٹ مانند تختۂ الماس کے نمایاں پائنچے جو اوپر چڑھ آئے ہیں تو دونوں رانیں مانند گردن
حور یا مشعل نور کے معلوم ہوتی ہیں بس یہ عالم دیکھتے ہی نعوذ باللہ منہا کی حالت ہوگئی شہناز پہلے ہی عاشق تھا
بیتاب قریب سے جو یہ عالم دیکھا بسمل ہوگیا پاؤں دبانے لگا کہ ملکہ بیدار ہو ایسا سوئی ہے تم سو جاتی ہو صاحب
اٹھو عمرو نے انگڑائی لیکر دوسری طرف کی کروٹ لے لی شہناز نے پھر پکارا کہ صاحب اٹھو تو دیکھو کہاں آئی ہو میں نے
تمہیں بلوایا ہے غرض کئی مرتبہ کے جگانے میں آنکھ کھولکر دیکھا اور جلدی سے دوپٹہ سے سینے کو چھپا لیا پائنچے
پائنچا درست کیا شہناز سے کہا کہ صاحب ہماری محبت سے تمہیں بلایا نہیں تو کاہیکو ہماری خبر لیتے شہناز
نے کہا سچ ہے عاشق تمہیں ہو غرض اسباب عیش مہیا تھا شراب چلنے لگی اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب
سچ کہو کسی اور پر بھی تم عاشق تھے شہناز نے کہا کہ نہیں جسکو جی چاہا اُسے بلوالیا ملکہ نے کہا سچ ہے تم جیسے عاشق کی
قدر کیا جانو جیسے پوچھو کہ جیسے تمہیں دیکھا ہے ایک دم چین سے نہیں رہتے دن رات تڑپتے روتے دعائیں مانگتے
گذر جاتا تھا بارے خدا نے دعا ہماری مستجاب کی کہ دعوت میں ہماری تمہاری آنکھیں چار ہوئیں اور ہمکو حال
تمہارا معلوم ہوا شہناز بولا اے ملکہ قسم ہے تجھے اپنے دین و مذہب کی کہ تجھے خوب ضبط کیا ہے ورنہ جب وقت سے
تمہیں دیکھا ہے بیقرار تھا یہانتک کہ تمہیں بلایا اب البتہ آرام آیا اور جبتک تجھے خبر نہ تھی میں مجبور تھا ملکہ تم معاف
کرو کہا کہ صاحب سب تمہیں معاف ہے مگر شکر ہے کہ وہ سب غم و الم مفارقت خوشی کے ساتھ مبدل ہوئے غرض خوب
باہم شراب پی شہناز نے ہاتھ نشہ شراب میں سینہ پر ملکہ کے دوڑایا اور شوق سے بیقرار ہوکر ہمبستری کا
قصد کیا عمرو نے پیچھے سرکا کہا کہ صاحب ہو تمہیں آج میں اسکی خواہاں نہیں ہوں اور آج شب اول ہے میں کہیں
بھاگی جاتی ہوں شہناز بولا ملکہ تم انکار نہ کرو عمرو نے کہا کہ میں پیشاب کرآؤں پھر جو تمہیں منظور ہوگا وہ
کرنا یہ کہکر عمرو اٹھا شہناز بولا میں لوٹا ساتھ لیچلوں یہ کہکر اٹھا عمرو آگے یہ پیچھے کوئی دو قدم چلا تھا کہ لوٹا شہناز
سے لیکر ملکہ قنات کی آڑ میں ہوگئی اور جابجا پیشاب کرکے دوسری طرف سے نکل کر مسند پر بیٹھ گئی شراب و کباب
سب کو آغشتہ بدارو سے بیہوشی کیا یہاں شہناز نے ملکہ کو آواز دی کہ صاحب پیشاب کر چکیں یا نہیں ملکہ نے
آواز دی کہ صاحب کسے پکارتے ہو میں تو یہاں چلی بھی آئی شہناز دوڑا کہ ملکہ ہزار جانیں میری تمہاری اس
چالاکی پر قربان ہاے اسوقت کیا عالم ہے تمہارا کہا کہ صاحب بیٹھو تو شراب تو پیو اور جام بھر کر اپنے ہاتھ سے
پلایا اور گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا کہ دیکھو کیا چاندنی ہے اٹھو سیر شب ماہ تو کریں شہناز اٹھکر کھڑا ہوا کہا کہ ملکہ
تم ہمیں جلاتی ہو ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اب چلکر سیر کریں پلنگ پر لیٹیں شہناز بھی ہنستا ہوا چند قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مار کر گرنے لگا عمرو نے اوپر ایک لات ماری کہ وہ اور بھی بیہوش ہوگیا اب عمرو
چھاتی پر اسکی چڑھا خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اسے ذبح کرے کہ کسی نے ہاتھ پیچھے سے پکڑ لیا کہا کیا کرتے ہیں عمرو کا
رنگ سفید ہوگیا تھا دیکھا تو چالاک ہے کہا اے فرزند تو کہاں عرض کیا کہ حضور میں نقب کنی کرکے یہانتک
آیا تھا مگر بروقت پہونچا آپ نے غضب کیا تھا اگر اسے مار ڈالتے تو ابھی گرفتار ہو جاتے مارے جاتے

آپ ایسا عاقل اور اسوقت ایسی نادانی کی حرکت کرے عمرو نے کہا کہ بیٹا پھر مین کیا کرون چالاک بولا بابا جان
آپ شہناز کی صورت بنیے مجھکو ملکہ کی صورت بنا کر محل مین بھیجدیجیے شہناز کو زنبیل مین قید رکھیے تیغ قضا سے
سب کافرون اور ساحرون کا علاج کیجیے جب کرب دلاور طلسم فتح کرکے آئے اسوقت اسکا مارنا کچھ مشکل
نہوگا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا اور کہا کہ ای فرزند تو جو مجھسے دعوی ہمسری کا کرتا ہے بجا ہے تو بیشک میرا جانشین
ہو چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا مین غلام ہون مجھے آپسے کیا نسبت ہے عمرو نے وہی کیا جو چالاک نے صلاح
دی تھی چالاک کو شہین جادوگرون کے ساتھ محل مین بھجوادیا اور آپ شہناز کی صورت بنکر سو رہا صبح کو بارگاہ مین
آیا تھا اور سکندر شاہ کو بیدار کیا اپنی کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی نلچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا
بختیارک نے اٹھکر شہناز جادو کو سلام کیا اور کہا کہ آپکو ابتک حال خداپرستان مین کیا تامل ہے کہسکا
ملکہ جی میرے پاس دلنواز جادو کا پیغام آیا ہے کہ مین آکر تمھارے شریک ہوتا ہون ہم تم ملکر خداپرستون کا کام
تمام کرینگے مین اسکا انتظار کر رہا ہون وہ آیا اور خداپرستون کو مارا تم گھبراؤ نہین وہ صبح و شام مین یہان آیا
چاہتا ہے اور ملکہ جی تم کہتے ہو کہ دادا دھڑہ طلسم کشائی کو گیا ہے اسے طلسم مین سرگردان رہنے دو مالک طلسم دلنواز
یہان آیا چاہتا ہے اب خداپرستون کو تم مردہ سمجھو بختیارک چپ ہو رہا عمرو کو تو انتظار ہی مین کرب غازی کے چھوٹے

اب چند کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

اب سنیے کہ وہ بہادر دوران شیر زبان تیر سے خارستان کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے صبح سے تین پہر تک درخت خار مغیلان
کاٹے پہر دن باقی تھا کہ اس خارستان سے باہر نکلا سبزہ زار دیکھا وہان سے چلا ایک پہاڑ پاس پہونچا دیکھا کہ وہ کوہ
عجب کیفیت پر ہے انواع اقسام کے گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے ہین ہوا سرد عیسی دم مسیح نفس چلی آتی ہے
چشمہ ہاے آب مصفا جاری ہین جا بجا آبشار گر رہی ہے اور آگے بڑھا دیکھا کہ فرسخ در فرسخ وہ صحرا دشت ہاے
لالہ سے مملو ہے اور عجب کیفیت ہے اس لالہ زار کی کہ ہر پھول لالے کا یاقوت کا معلوم ہوتا ہے مگر اسکا نیلم کا ہے پتے
اسکے زمرد کے ہین مگر عمرو سے جو سنا تھا کہ تختہ لالہ زار مکان ہے لالہ زار جادو کا عقل سے معلوم کیا کہ یہی وہ مقام
ہے یہی وہ سدراہ طلسم ہے اسیوقت رنگ و روغن عیاری نکالا چہرے پر طلا صورت اپنی ایک ساحر کی بنا کر
کہ تمام بدن مین آبلے تھے پیپ اور خون اسمین سے بہ رہا تھا اور پہر کوہ کے آکر کھڑا ہوا بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین
لالہ زار کے بنگلہ خس کا بنا ہوا ہے اور خس کو مقیش اور تار ابریشم سے بنایا ہے اور پردے صندلی رنگ کے چارون طرف
چھٹے ہوے ہین غلام گردش بادلے کی ہے ایک پلنگ مرصع کار اسمین بچھا ہوا ہے ایک ساحر اسپر بیٹھا ہوا ہے کرب نے
ایک پتھر بہت بڑا سا پہاڑ سے اکھیڑا اور اس لالہ زار مین پھینک کر آپ لیٹ رہا پتھر کے گرنے سے ایک غل ہوا اور
شعلہ آتش نمایان ہوے وہ لالہ زار آتش بہار ہوگیا اور اس خس کے بنگلے مین سے ایک ساحر نکلا کہ تمام بدن
اسکا آگ کا تھا لنگ باندھے ہوے قشقہ پیشانی پر کھینچا ہوا ڈھونڈھتا ہوا نکلا جب برابر کرب کے آیا ٹھوکر
ماری اور پوچھا تو کون ہے یہان کیون آکر پڑا ہے صدمہ سے ٹھوکر کے جنبش آبلے پہوٹے پیپ خون بہنے لگا
اس بیمار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا او ناخدا ترس بیرحم تو کون ہے کہ مرے ہوے کو مارتا ہے مین خواہان
مرگ ہون دعا مانگتا ہون کہ جان میری نکلجاے نہین نکلتی ہر دم آزاری سے تنگ ہون عامل لالہ زار جادو نہایت
نادم و پشیمان ہوا استفسار حال کیا کہ تجھے یہان کون لایا اسنے کہا کہ جبتک روپیہ میرے پاس تھا عزیز آشنا
سبھی اپنے تھے جب مفلس ہوا کچھ پاس نہ رہا اب کوئی شریک حال نہین غمخوار نہ اسطرحکا لاحق ہے یہان اپنے کو

گیسو بنا ہوا لایا تھا کہ کوئی جانور مجھکو کھا جاوے تو اس عذاب سے نجات پاؤں ابتک کسی نے نہیں پوچھا لالہ زار جادو کو
رحم آیا بیس اشرفیاں کمر سے نکالکر کہا کہ رے ادھر چار اپنا علاج کر میں نے کہا میرے ہاتھ کہاں کہ میں لوں آپ ہی نے رحم کھایا ہو تو میری
چھاتی پر رکھدیجیے لالہ زار جادو جھکا کہ چھاتی پر اشرفیاں رکھدے گریب نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بھل
گرا گریب اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دم لینے کی مہلت نہ دی گلا گھونٹ کر مار ڈالا بس تمام وہ لالہ زار آتش زار ہو گیا
ایک دھواں اٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا شور گیرودار کا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
لالہ زار جادو بود روشنی جب ہوئی دیکھا کہ نہ وہ لالہ زار ہے نہ وہ بنگلہ ہے میدان میں لاشہ اس جادوگر کا پڑا
ہے گریب نے کپڑے اسکے اتارے اور لاش کو ایک بنگلے کے نیچے دبا دیا اور اپنی صورت لالہ زار جادو کی بنا کر روانہ
ہوا برابر درہ نرگس زار کے پہونچا اور عجب بہار دیکھا کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوا تختہ نرگس کے اور کچھ نہیں معلوم
ہوتا کٹورا اسکا الماس کا جگر اسکا عقیق زرد کا جو پھول زمین پر گرے ہیں مانند چشم حیرت نگراں ہیں گریب
ایک پتھر اس نرگس زار میں مار کر خود اپنا ادھر سے چھپ لیا آنکھیں بند کر لیں کہ چشم نرگس سے اسکی دو چار نہ ہو
محفوظ رہے مگر اس نرگس زار میں بارہ دری اقرہ صد قبول کی تھی کہ کور کا عالم پیر تھا اور پردے تماشے آویزاں
اس میں سے ایک ساحر سیاہ فام زشت رو کریہہ منظر بد ہیبت نکلا کہ دھواں ناک سے کانوں سے اسکے نکل
رہا معلوم ہوتا تھا کہ دود دوزخ سے پیدا ہوا ہے دھواں دھار ہوا اسکو چلا جب تختہ نرگس سے باہر آیا دیکھا کہ لالہ زار
کھڑا ہے پوچھا کہ ای برادر کدھر آئے کہا کہ بھائی تمھارے دیکھنے کو جی چاہا تھا تمھارے سحر کے خوف سے دور سے
پتھر مارا تھا کہ تمکو خبر ہو جاوے کہ کوئی آیا ہے کس واسطے کہ سحر ہر ایک کا اسی سے تعلق رکھتا ہے نرگس جادو نے کہا کہ
آپ نے تشریف لائیے اسنے کہا بھائی کیا کہوں سنا ہے میں نے عیار حمزہ جو کشندۂ جادوگران مشہور ہے وہ طلسم کی طرف
آتا ہے آپ خبردار رہیں نرگس جادو بولا کہ بھائی پہلے تو وہ تمھارا ہی ہے تمھارے بعد مجھ پر نوبت آئیگی کہا کہ بھائی ہم
نشانہ ہیں اسی واسطے تمھارے پاس آئے ہیں کہ آج مل لیں کچھ زندگی کا اعتبار نہیں ہے خدا جانے زندہ بچیں یا نہیں
اور ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ بھائی مل تو لو ادھر سے نرگس جادو چلا آتا ہے اسنے بھی ہاتھ پھیلا دیئے دونوں بغلگیر ہوئے
گریب نے اس سے لپٹ کر ایسا زور کیا کہ سب پسلیاں اسکی کڑکڑ گئیں وہ اصل جہنم ہوا روح پرواز کر گئی غل شور
کی آواز بلند ہوئی دھواں اٹھا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی چل رہی تھی پانی برس رہا تھا پھر اسکے حال تباہ کر رہے
تھا کہ گرا رہے تھے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین نرگس جادو بود اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ
وہ نرگس زار ہے نہ وہ بارہ دری ہے صاف میدان معلوم ہوتا ہے لاش اس ساحر کا پڑا ہوا ہے گریب اسکو بھی گاڑ کر روانہ
ہوا کوس آیا ہوگا کہ ایک تالاب عظیم معلوم ہوا اور اسکی داہنی بائیں طرف دو چبوترے طلائی اور نقرئی
تھے طلائی نقرئی چبوترے پر ستھے اور دونوں طرف دو کوہ طلائی اور نقرئی نظر آئے لب گرداں
تالاب کی بلوریں تھی پانی مانند سیماب کے موج مار رہا تھا اور اس طرف تالاب کے قلعہ تھا فولاد کا کہ برج
اور فصیلیں اسکی آراستہ اور پیراستہ تھیں لیکن چار برج تھے سب پر صیقل کیا ہوا تھا جوہر انکا مانند تختہ خنجر کے
چمکتا ہوا نظر آتا تھا اور ہر برج میں ایک ایک غول نفیر طلائی ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑا ہوا تھا اور قلعہ کے دروازے
ایک بنگلہ پڑا ہوا تھا اسمیں ایک نازنین ماہ جبین مہ تمکین تخت زرنگار پر بیٹھی ہوئی تھی گریب بانتظار دھونے کو تالاب پہ
بیٹھا ہاتھوں میں پانی اٹھایا کہ کلی کرے پھر وہ پانی میں ہاتھ ڈالتے کے سب غولوں نے نفیر بجانا شروع کیں پانی تالاب کا
متلاطم ہوا دونوں پہاڑوں سے آگ برسنے لگی غلغلہ دار و گیر برپا ہوا گریب نے یہ حال دیکھکر پانی سے ہاتھ کھینچا

دوربست کرکے کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ اُس تالاب کا پانی شق ہوکر ایک زورق پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین نہایت حسین
لباس فاخرہ پہنے ہوئے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی چند انیسین گرد و جوانب مین بیٹھی ہوئی تھین کہ وہ کشتی کنارے پر
آئی چبوترے پر فرش ہو گیا وہ آکر بیٹھی کرب دیکھکر اُسکو مائل ہوا اور اُس نازنین کے سامنے ناچ گانا ہونے لگا
کہ ایک مرتبہ اُس نازنین نے کرب کو آواز دی کہ ای شہریار یہان تشریف لائیے مین آپ کی مدت سے مشتاق تھی آرزو
دلی خدا نے پوری کی کہ آپ یہان تشریف لائے آئیے قدم رنجہ فرمائیے معلوم ہوتا ہی کہ آپ دور سے آتے ہین گرد چہرے پر
پڑی ہوئی ہی آئیے منھ دھوئیے کنیز خدمتگذاری کو موجود ہی کرب نے جو یہ سخن نرم اور شیرین اُس لب نازک سے
سنے عشق دہ چند ہو گیا چلا تھا اُسکے پاس کہ خیال مین گذرا ای کرب آقا تیرا عالم سکرات مین پڑا ہی لشکر مین وہ تلاطم
ہی تجھکو یہان عشق و عاشقی سوجھی ہی اور یہ نازنین کیا تیری آشنا ہی یہ تمام کارخانہ طلسم کا ہی یہ پانی کے اندر سے
پیدا ہوئی ہی ایسا نہو کہ تجھے لے ڈوبے تو ساری آبرو خاک مین ملجاوے اور تو گرفتار بلا ہو جاوے جلد چل یہان سے
او مرد درگاہ جناب ایزدی مین رجوع کر اگر فضل اُسکا شریک حال ہوگا تو تو طلسم فتح کریگا یہ خیال اپنے دل مین کرکے
بھاگا ہرچند وہ نازنین پکارا کی کہ او بیمروت کہان جاتا ہی مجھکو بسمل چھوڑے جاتا ہی کرب نے پلٹ کر دیکھا بھی
نہین جتنے کہ وہ نازنین کشتی پر سوار ہوکر تالاب مین غائب ہوگئی کرب صحرا سے سبز و خرم مین پہونچا کچھ میوہ جنگل کا
کھایا چشمہ آب سے پانی پیا وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے
اور پکارا اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کہ آکر غلام کی مدد کیجیے یہانتک کہ دعا مانگتے
مانگتے صبح ہوگئی اُسوقت آنکھ کرب غازی کی لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہی خوشبو چلی آتی
اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سوا سوارون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور ایک بادشاہ جلیل القدر تخت
زرنگار پر سوار تاج شہریاری بر سر چارقب شاہنشاہی در بر چتر پادشاہی سر پہ پھرتا ہوا دکھائی دیا پاس کرب کے
پکارا کہ سلام علیک ای کرب دلاور نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان کرب نے جواب سلام دیا اُس بادشاہ سے
کہا کہ مین فرستادہ ہون تمھارے مولا کا بیان کرو کیا مطلب ہی تمھارا کہا کہ مین آپ کے نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ ہوؤن تو مطلب اپنا عرض کرون کہا کہ نام میرا اسکندر ذو القرنین ہی مین بہت بڑا بادشاہ تھا مگر ایک فاتحہ کا
محتاج ہون کرب نے یہ سنکر دعا کہا آپ بجا فرماتے ہین کہ دنیا سرا سے فانی ہی سکندر نے پھر پوچھا کہ مطلب تمھارا
کیا ہی کرب نے تمام حال صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ مین حنظ ہیکل لینے کو آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے
لیجاؤن سکندر نے کہا کہ اگر حنظ ہیکل لینے کو آئے ہو تو تمھین ملجائیگی اور اگر طلسم فتح کرنے کا ارادہ ہی تو یہ امر
بہت مشکل ہی کیونکہ لوح طلسم بادشاہ طلسم پاس بھی نہین ہی طلسم کشائی کا ارادہ نہ کرو کرب نے کہا کہ آپ ایسا
شخص میری مدد کرے اور طلسم نہ فتح ہو اور مین واپس جاؤن یہ نہوگا کہا کہ اچھا کسی جگہ غفلت نہ کرنا اور چار
تعویذ دیے کہ انھین چار کونون پر گاڑ کے بیچ مین بیٹھکر اسم سحر پڑھنا اور ایک مکتوب دیا اور چند باتین کان مین
کہین کہ وقت پر بیان کی جائینگی آنکھ کرب غازی کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا وہ چارون تعویذ اور مکتوب
اپنے پاس دیکھکر خوش ہوا کہ خواب سچا ہی پس اُٹھکر وضو کیا نماز صبح کی پڑھی اور اُن چارون تعویذون کو چار طرف
گاڑ کے خود بیچ مین آنکے بیٹھکر اسم پڑھنا شروع کیا کہ یکایک ایک ہوا تند چلی ابر پیدا ہوا اور وہ ابر محیط ہوا
آسمان سے کچھ اونٹ نمودار ہوئے کہ اُنپر اسباب بارگاہ لدا ہوا تھا فراش سوار تھے جب وہ اونٹ زمین پر آئے
فراش اُترے بارگاہ استادہ کی بعد اُسکے وہ فراش کرب غازی کی خدمت مین حاضر ہوئے سلام کیا

ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہم حکم سے اپنے آقا سکندر ذوالقرنین کے آپ پاس آئے بارگاہ لائے چلکر اسمین رونق افزا
ہو جیسے کرب وہانسے اُٹھا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ چار سو ستون سونے کے مرصع کار ہین اور ایوان شاہی ہی اسکے
آگے سائبان مقیشی کہ اسمین جھالر بادلے کی بافسکا سا ہے مروارید لگی ہوئی ہی فرش ولایتی قالینون کا کیا ہوا ہی مسند
مکلل بچھی ہوئی ہی چار سو گلدستے کہ زمرد و یاقوت و الماس کے پھول اُنمین نصب ہین رکھے ہوے ہین کرب
اس سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے دلمین کہا کہ یہ خیمہ بدیع الزمان کے خیمے سے کم نہین ہی خدا فضل کرے طلسم
فتح ہو تو یہ بارگاہ تیرے ہاتھ آوے پس مسند پر آکر بیٹھا مکتوب کو کھولا ایک اسم اُسمین لکھا ہوا تھا اُسے پڑھنا شروع کیا
اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آسمان کیطرف دم کیا ایک دم نہ گذرا تھا کہ آسمان پر سے ایک تخت پیدا ہوا قریب آیا تو دیکھا
ایک نازنین پری زاد نہایت حسینہ و جمیلہ اُسپر بیٹھی ہوئی ہی مگر آثار حزن و ملال چہرے سے اُسکے ظاہر ہین آنسو بھرے ہوے
ہین بلکہ صدف چشم سے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین اور کاکلین مانند موے سنبل پریشان ہین تخت سے اُترکر کرب کے
پاس آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی اور عرض کیا اے شہریار مین نے آپ سے کوئی بدی نہین کی لوح طلسم کہ معدوم تھی وہ آپکے
واسطے لائی ہون اور کسی کو یہ حال اب تک نہین معلوم تھا کہ لوح میرے پاس ہی اور مجھکو کوئی جہان مین نہ بتاتا مگر بحکم
مالک طلسم سکندر ذوالقرنین کے آئی ہون یہ لوح حاضر ہی لیجیے مگر میرے ساتھ بدی نہ کیجیے گا یہ کہکر لوح دونون ہاتھون مین
رکھکر کرب کے سامنے لائی وہ لوح زمرد کی تھی یاقوت کے حرف اُسپر نصب تھے مگر کرب کی نگاہ جو اُس نازنین پری پر پڑی اُس
پر ہزار جان شیفتہ و فریفتہ ہوا ایک ہاتھ سے تو لوح لی دوسرے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ سامنے گری کرب
اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مگر دل کرب کا اُسکے واسطے بیقرار و بیتاب تھا کیونکہ اسکے دیکھتے ہی عاشق ہو گیا تھا نہایت اپنے دل
ہی مین تاسف کیا کہ یہ عجیب طلسم ہی کہ محسن کو قتل کرواتا ہی ساتھ ہی اسکے یہ خیال آیا کہ اے کرب آقا تیرا اس عالم کرب مین ہی کیا ہی
سب نثار ہین پس خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح کرے وہ نازنین پکاری اے بہادر یہ مزد لوح دینے کا ملتا ہی کہ تو مجھے
قتل کرتا ہی کیا خطا مین نے تیری کی ہی اور یہ کونسی بہادری عورت پر آزمائی جاتی ہی کرب نے کہا کہ اسکا خدا عالم ہی کہ مین اپنے
نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا ہون خدا جانے تیرے قتل کرنے مین کیا اسرار ہی ہاتھ کرب کا کانپ رہا ہی آنکھون سے آنسو
جاری ہین ادھر وہ نازنین رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ خیر معلوم ہوا کہ بے قتل مقصود ہمارے جاتنیکے آپ کی کچھ تقصیر نہین
ہماری قسمت کی خوبی ہی یہ روتی بلبلاتی رہی کرب نے آنکھین بند کرکے خنجر اسکی گردن پر رکھکر رگڑ دیا کہ صاف تن سے
سر جدا ہو گیا کرب نے وہ سر ہاتھ مین لے لیا آنکھ کھولکر جو دیکھا بجاے سر خوشہ مروارید آبدار کا ہاتھ مین تھا کرب نے
وہ موتی اپنے پاس رکھ لیے وہ چند باتین جو سکندر نے کرب کے کان مین کہین تھین اُنمین سے ایک یہ بھی تھی کہ لوح دار
کو ہرگز نہ چھوڑنا اور سر کو اُسکے اپنے پاس رکھنا کہ وقت پر کام آئیگا اب کرب لوح جو پائی اُسے پڑھکر وہ موتی ہاتھ مین
لیکر اُسی تالاب پر آیا بیٹھکر اسکے کنارے پر وہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکھا ہوا تھا پڑھنا شروع کیا اور پڑھکر اُس تالاب پر
دم کیا دیکھا کہ تالاب کے جو چار سو برج تھے اُنپر جو پردے اور چلمنین پڑی ہوئی تھین وہ بند ہو گئین اور پھول جو برجون پر
تھے تصویرین ہاتھ سے ڈالکر گرد اس بنگلہ کے جمع ہوے طعن و تشنیع کرنے لگے کہ او شوخ دیدہ کیون اپنی جان کے
پیچھے پڑی ہی جس شخص پر عاشق ہوئی ہی باپ تیرا سنیگا تو کیا سلوک تیرے ساتھ کریگا اُسکی محبت سے ہاتھ اٹھا او [illegible]
نازنین نے پکار کر کہا اے شہریار لاکھ ملامتین ہون تو آپ پر نثار ہے سب آپ کی محبت مین ہم سہتے ہین آپ کو خدا [illegible]
کرے تو یہ سب سہل ہی کرب نے کچھ جواب نہ دیا اور بار دگر اسم کو ختم کرکے تالاب پر دم کیا اور یہ جتنی تھین [illegible]
نازنینان حسینہ و جمیلہ نکلین اور اُس نازنین کے پاس آکر کہا اے ننگ خاندان تونے اپنے باپ کی حرمت کا خیال کیا

کہ اس نازنین نے جواب دیا کہ جانثے جانا قبول جہان سے جانا منظور الفت سے اسکی ہاتھ تو اٹھا نہ سکینگے شعر جان سے جائین جہان سے
جائین ہرگز غم نہین پہ نہ کوچے سے ترے ہم اٹھکے قاتل جائینگے یہ اُن سب نے کہا کہ ارے عاشق اسیر ہوتے ہین تجھو اپنے
ساتھ الفت کرتا ہے وہ تو تیری بات بھی نہین پوچھتا تو زبردستی اسیر عاشق ہی ملکہ نے کہا کہ مجھے اسکے بات کرنے سے غرض
نہین مین تو اسکی صورت کی عاشق ہون یہ سنکر وہ سب برہم ہوئے اور اس کشتی کو آگے لائے اور صندوقچہ کھولکر
اسمین ہتھکڑیان بیڑیان طلائی گلے کا طوق مرصع کار نکالا زنجیر کرین ملکہ کو جکڑا طوق مرصع گلے مین ڈالا کوکب نے
چھٹی مرتبہ اسم تالاب پر دم کیا اُن ساحرون نے بکمال بیرحمی ملکہ کو کھینچکر تخت پر ڈال لیا ملکہ نے آواز دی کہ ای بہادر
دوران ای شیرژیان اب یہ مریض آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رخصت ہوتی ہے خدا تمکو زندہ وسلامت رکھے اور
ہر آفت سے بچاے ہمارا تو اب خاتمہ ہے ہماری تقدیر مین تو ناشاد و نامراد اٹھ جانا لکھا تھا تم طلسم کو فتح کرنا تو مزار پر ہمارے
ضرور تشریف لانا فاتحہ سے ہماری روح کو شاد فرمانا شعر بر سر تربت ما چون گذری بعد وفات ہان بانگ نامست شنوم نعرۂ
زنان بر قبرم پہنچے خدا حافظ لوح سے غافل نہو جیو گا یہ کلمہ سنکر کوکب کا یہ عالم ہوا کہ رونے لگا اور قریب تھا کہ ہم
ترک کرکے دوڑے سے کہ ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ ای کوکب غازی ایسی لاکھ معشوقین حمزۂ صاحبقران پر سے نثار
حیف ہے کہ وہ حالت سکرات مین ہون اور تجھے عشق و عاشقی سوجھے دور کر غش من عجب حالت اضطراب مین سے
پڑ رہا تھا کہ وہ ناپاک اس نازنین کو قید کیے ہوئے لیے چلے گئے کوکب نے اسم تمام کیا ساتوین مرتبہ تالاب پر دم کیا اور پاس
تھیلے کو سو بتیون سے کہ تالاب مین پھینک دیا وقتہ غلغلہ محشر نما بپا ہوا زمانہ تاریک ہو گیا نفیرین بجنے لگین نقارے گرجنے لگے
شور قیامت برپا تھا آواز کانون مین چلی آتی تھی کہ جیسے پانی کسی غار مین گرتا ہے بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا
کوکب نے کہ تالاب بالکل خشک پڑا ہے تری تک نہین ہے پانی کا کیا ذکر اور ایک طرف ایک دروازہ معلوم ہوتا ہے اور اس
دروازے پر لکھا ہے کہ یہ دروازہ زندان طلسم عجائب کا ہے کوکب نے لوح کو نکالکر دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اس دروازے
تم جاؤ یہی راستہ ہے طلسم کا کوکب نے اپنے دل مین کہا کہ لوح سے تجھے زندان مین بھیجتی ہے خیر جو بادا باد حسن تالاب مین آ کر
دروازے کے اندر قدم رکھا چند قدم جاکر دیکھا کہ دروازے کا نام و نشان بھی نہین ہے وہی سبزہ زار معلوم ہوتا ہے
گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین درخت بلند لگے ہوئے ہین جانور ان درختون پر بیٹھے ہوئے ہین کوکب کو
جو ان جانورون نے دیکھا مانند انسان کے گویا ہوئے افسوس کرنے لگے کہ یہ بھی مانند ہمارے اسیر طلسم ہوا
اور وحشی جمع ہوکر پکارے کہ ای عزیز ہم بھی تیری طرح انسان تھے اب اسیر طلسم ہو کر آدمی سے جانور بنگئے ہین کوکب نے
کہا کہ مین طلسم کشا ہون طلسم کو توڑکر تم سب کو قید سے رہا کرونگا یہ سنکر وہ سب وحش و طیور قہقہہ مار کر ہنسے کوکب
وہان سے چل نکلا کہ آواز چرخ کی کانون مین آئی قدم آگے بڑھایا ایک کنوان نظر آیا کہ اسپر ایک چرخ مانند فلک کے گردش مین
ہے اور قریب سو ہودون کے اسمین نصب ہین گردش کر رہے ہین اور وہ چرخ آدھا پانی مین آدھا اوپر ہے اور
ہر ہودے مین ایک حبشن بصورت مہیب چوب دست ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھی ہے اور ایک ہودج پر تکلف پر
وہی نازنین جو کوکب کے سامنے اسیر ہوگئی تھی غل و زنجیر پہنے ہوئے بیٹھی ہے آنکھون سے اسکی آنسو جاری ہین اور
وہ حبشنین اسکو مار رہی ہین اور کہہ رہی ہین کہ اب بھی تو اسکے عشق سے ہاتھ نہین اٹھاتی اس حال کو پہونچی
مگر یار کی یاد دل سے نہین بھلاتی اور وہ رو کر پکارتی ہے کہ ای خدا اچھا جو صورت اسکی دکھا دے پھر میرا دم نکال لے
اور گرد اس چاہ کے شگوفہاے بادام پھولے ہین اور ایک درخت چنار ہے بہت بلند اسپر ایک جانور [illegible]
بیٹھا ہوا ہے اور چرخ اور ہودج زرین کو دیکھ رہا ہے منقار اسکی مانند سنان کے چمک رہی ہے لیکن اس نازنین کی

کرب کو بہو دیکھا پکار کر کہا کہ اے ثابت قدم کوچۂ وفاداری ماہ آسمان صدق و صفا الحمد للہ کہ جلد خبر اس غمگین کی لی بس
اسکا یہ کہنا تھا کہ جعشن نے چقماق سر پر اس نازنین کے مارا کہ یار کو پکارتی ہی اور وہ چلائی کہ اے شہریار مجھے بچا سے کرب
بیتاب ہوکر دوڑا تھا کہ حالت صاحبقران کی یاد آئی کہ وہ بستر مرگ پر پڑے ہین اور تو معشوق کی مدد کو چلا ہی اور خدا جانے
یہ کون ہی تب یہ لوح تو دیکھ کہ اسمین کیا لکھا ہی یہ خیال اپنے دلمین کرکے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے سیاح عجائب
و اے شکنندۂ این طلسم اگر تو زندان طلسم مین پہونچے اور اس نازنین کو گرفتار دیکھے اُسکے کردار پر غافل نہونا اور
اُس سے کہنا کہ مین تیرا خواہان ہون اور قریب اُسکے جانا وہ ہاتھ اپنا تجھے دیگی تو ہاتھ اُسکا پکڑکر کھینچنا وہ ہودج پر سے
نیچے آرہیگی تو چھاتی پر چڑھکر اُسے ذبح کرنا اور وہ جانور عظیم الجثہ جو درخت پر بیٹھا ہوا ہی مرغ دہن بستہ اُسکا نام ہی
اُس سے کہنا کہ اے مرغ دہن بستہ تو مدت سے منتظر اسی دن کا تھا لے اپنے دشمن کو آرزو تیری خدا نے پوری کی یہ کہکر
تو علیحدہ ہوجانا وہ مرغ بیتاب ہوکر درخت پر سے اُتریگا اور گوشت اُسکا کھا کر چاہیگا کہ اُڑکر چلا جاے تو بجلدی تمام
جست کرکے پیٹھ پر اُسکی جا بیٹھنا اور کہنا کہ اے مرغ دہن بستہ اس احسان کی تلافی مین تو مجھے بیابان ہفت پیکر
مین پہونچا دے وہ تجھے لیکر اُڑیگا جسوقت وہ تجھے بیابان مین اُتارے تو اُترتے وقت اُس مرغ کو مارنا اور سینہ
اُسکا چاک کرنا خنجر اُسمین سے نکلیگا اُسے اپنے قبضے مین کرنا مگر لوح سے غافل نہونا ہر وقت دیکھے رہنا بغیر حکم لوح
کوئی کام نہ کرنا کرب نے موافق نوشتۂ لوح کے عمل کیا اور مارکر مرغ دہن بستہ کو لیکر خنجر روانہ ہوا مگر دلمین کہتا جاتا
تھا کہ یہ طلسم عجیب محسن کش ہی کہ جسنے احسان کیا اُسیکے مار ڈالنے کا لوح نے حکم دیا پہلے تو کوچیدار کو بے قصور مارا اب
یہ صورت ہوئی کہ اس مرغ نے یہان پہونچایا تھا وہ بھی مارا گیا یہی باتین دلسے کرتا ہوا اُس صحراے پر فضا مین
چلا جاتا ہی کہ دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ فرش تمامی کا بچھا ہوا ہی پردے
زربفتی بندھے ہوے ہین قریب جو اُسکے آیا دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہوا ہی لوگ گرد و اطراف مین بیٹھے ہوے
ہین غور کرکے جو دیکھا تو وہی بادشاہ معلوم ہوا جو خواب مین آیا تھا یعنے سکندر ذوالقرنین کرب نے اپنے دلمین
کہا کہ یہ محسن ہی ملاقات کرنا اس سے ضرور ہی شکر اُسکے احسان کا ادا کرنا چاہیے قریب پہونچکر سلام کیا کہ سلام علیکم
یا سکندر ذوالقرنین و اہل مجلس کچھ جواب نہ آیا حیران ہوا کہ کیا سبب ہی کہ جواب کسی نے نہ دیا یا یہ سب بہرے ہین
کہ میری آواز نہین سنتے اور قریب جاکر چلا کر کہا کہ السلام علیکم پھر جواب سلام نہ آیا اپنے دلمین کہا کہ یہ بیشک بہرے ہین
یا یہ کہ انکو بہرہ اسکا نہین ہی کہ جواب سلام دین اور آگے جاکر پکارا کہ ارے بیٹھنے والے صاحب سلامت کرتا ہون اور تم
جواب نہین دیتے پھر نہ صدا آئی جھنجھلا کر ایک شخص کے پاس آکر کان اُسکا پکڑکر کہا کہ ارے جواب سلام نہین دیتا
اب معلوم ہوا کہ یہ سب پتھر کے پتلے ہین حیران ہوا کہ کیا صنعت ہی پروردگار کی ناچار اُس بارہ دری سے نیچے اُترکر
چلا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی مانند صواعق عزرائیل کے کہ اے خیرہ سر تیری یہ نوبت ہوئی کہ نقل صحبت سکندر
مین آیا ہی ارے جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جائیگا پھر کر جو دیکھا تو ایک دیو مثل کوہ بلند کے چلا آتا ہی از سرتا پا
سفید رنگ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلد مین اُسکی بجاے خون سیماب بھرا ہوا ہی اور متحرک ہی اور دو ار شمشاد ہاتھ مین لیے
ہوے ہی بس برابر کرب کے پہونچکر وار کیا کرب نے وار اُسکا خالی دی اور ہاتھ تیغ آبدار کا کمرگاہ پر مارا کہ دو ٹکڑے
ہوے بس دونون ٹکڑون مین سے سیماب بہنا شروع ہوا ایک طرفۃ العین مین تمام میدان سیماب سے بھر گیا
کرب نے جو یہ تماشا دیکھا حیران ہوا لوح کو نکالا کر دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ دیو سیماب کو کسی حربے سے نہ مارنا اور اگر
نادانی مین مارا تو نے تو طوفان عظیم برپا ہوگا اور اگر ایک قطرہ تیرے بدن مین اس سیماب کا چھو گیا تو تو بھی پانی ہوکر بہ جائیگا

جہانتک بھاگتا جاسے اُس سیماب سے بھاگتا کرب مجبور ایک بلندی پر آکر کھڑا ہوا اب جو دیکھا تو تمام صحرا میں سیماب ہی
اور کچھ نہیں معلوم ہوتا اور وہ سیماب نہایت متلاطم ہی ابھی کرب غازی اس سیماب کے جوش مارنے کو دیکھ رہا تھا
کہ وہ عمارت بھی ڈوب گئی اور درخت بھی غرق ہو گئے اور ایک طرفۃ العین میں وہ ٹیلہ بھی ڈوبا جسپر کرب کھڑا ہوا تھا
کرب گھبرایا حالت اضطرار میں ایک درخت چنار تھا اُسپر چڑھ گیا سیماب یہانتک بلند ہوا کہ وہ درخت بھی ڈوبا اب
کرب سے کوئی گز بھر کا فرق رہگیا ہی کہ گز بھر سیماب بلند ہو تو کرب بھی ڈوبے دعائیں مانگنے لگا کہ ای پروردگار بوسیلہ اپنے
بندگان خاص کا اس ورطہ ہلاکت سے نجات دے کہ دفعۃً اُس سیماب پر ایک ستارہ چمکا غور کرکے جو دیکھا تو ایک
نازنین مہ جبین ہی کہ اُس سیماب پر بہتی چلی آتی ہی متصل غوطہ کھاتی ہی اور اُبھر اُبھر کر پکارتی ہی کہ ہی کوئی بندہ کہ مجھکو اس
ہلاکت سے نجات دے کرب اُسے دیکھتے ہی مائل ہوا اور کہا کہ ای نازنین گھبراؤ نہیں میں تجھے نکالتا ہوں مگر ساتھ ہی
خیال میں گذرا کہ ای کرب تو لوح کو تو دیکھ کسواسطے یہ ایک مرتبہ دھوکا کھا کر تو اس خرابی میں پڑگیا ہی اب خدا جانے
کیا ہوگا اور نہیں معلوم یہ کون ہی کون لبس لوح کو نکالکر دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ ای سیارہ این عجائبات اگر تو اس نازنین کو
غرق ہوتے دیکھے خبردار اُسکی دستگیری نکیجیو کہ یہی سیماب جادو ہی تو خیال کرکے دیکھ اُسکے دونوں ابرو کے
بیچ میں ایک خال سرخ رنگ ہی کہ مثل چنگاری کے چمک رہا ہی تیر مار کہ اُسی خال پر پڑے لبس کام اُسکا تمام ہوگا اور جو
اس خال سے تل بھر کا فرق ہوا تو پھر کچھ نہ ہوسکیگا تو مارا جائیگا کرب نے یاد کرکے اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن
ابیطالب کو تیر جو مارا تو اُسی خال پر پڑا سیماب جادو کا کام تمام ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تھا آواز دار وگیر کی بلند تھی
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام میدان جلا جاتا ہی بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیماب جادو بود روشنی
جو ہوئی دیکھا کہ پانی کا نام بھی کہیں نہیں ہی زمین پر نمی تک نہیں معلوم ہوتی حیران ہوا کہ ای کرب کیا کارخانہ طلسم کا ہی
اور وہاں سے آگے کو روانہ ہوا صحرا سے پر فضا دیکھا کہ جدھر کو نگاہ اٹھ جاتی ہی نئی طرح کے پھول اور گیاہ معلوم ہوتے
ہیں کہیں سفید پھول ہیں سفید ہی گھانس ہی سفید پانی چشموں میں بھرا ہوا ہی کہیں سرخ پھول ہیں تو وہاں کی سرخ
گھانس ہی سرخ پانی جاری ہی اسیطرح سات رنگ کے پھول اور سات رنگ کی گیاہ اور سات رنگ کا پانی چشموں کا
نظر آیا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دور سے ایک چبوترہ ہفت رنگ دکھائی دیا اور اُسپر سات معشوقیں سات رنگ کا
لباس پہنے ہوئے مسندوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اسباب عیش مہیا ہی فرش کیا ہوا ہی ناگاہ اُن سبنے جو کرب کو دیکھا ایک
اُنمیں سے پکاری کہ شہریار میں مدت سے آپکی مشتاق تھی جلد آپ تشریف لائیے دوسری پکاری کہ یہ جھوٹی ہی میں
آپکی عاشق صادق ہوں مجھے کمال اشتیاق تھا آپکے دیکھنے کا آپ میرے پاس آئیے تیسری پکاری کہ صاحب
یہ دونوں جھوٹی ہیں میرے پاس قدم رنجہ فرمائیے میں آپکی کنیز ہوں یہ سب میرے چھیڑنے کو آئی ہیں چوتھی پکاری کہ
جس روز سے آپ طلسم میں رونق افزا ہوئے ہیں میں اُسی دن سے آپ پر عاشق ہوں پانچویں نے کہا کہ آپ جو تالاب
برہنہ ہاتھ منہ دھونے کو بیٹھے تھے اور وہ کشتی پیدا ہوئی تھی میں ہی اُس کشتی میں آپکو دیکھکر مائل ہوئی تھی چھٹی
پکاری کہ میں اُس بنگلے پر سے آپکو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوئی تھی ساتویں پکاری کہ یہ سب بوالہوس ہیں جھوٹی
چاہت جتاتی ہیں میں آپکی عاشق صادق ہوں حضور مجھے سرفراز فرمائیں کرب نے کہا کہ تو اکیلا اور یہ سات ہیں
انکے ساتھ کیونکر نباہ ہوگا لوح طلسم دیکھ کہ اُسمیں کیا لکھا ہی دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ ہفت صورت جادو یہی ہی
چاہیے کہ ایک حملے میں ان ساتوں کے سرتن سے جدا ہوں ایک بھی بچ گئی تو تو مارا جائیگا اور جو قتل ہونگی پھر زندہ
ہو جائینگی اور تو دوسرا حملہ نہ کرسکیگا کرب نے اپنے دل میں کہا کہ اگر لوح بنانے والا تیرے سامنے ہوتا تو اُس سے پوچھتا

کر ساتون کو ایک حلے مین کیونکر مارون فکر کرنے لگا کہ آن ساتون نے کہا کہ اے صاحب یہان آؤ وہان کھڑے
کیا سوچ رہے ہو کرب نے کہا کہ تم سات مین اکیلا کسکے پاس آؤن اور کسکے پاس نہ آؤن مگر تم سر سے سر جوڑ کر برابر
لیٹ جاؤ مین جسے پسند کرونگا اس سے مصاحبت ہوگا ان سبھون نے کہا یہ بات بہت خوب ہے ہم سب برابر لیٹے
ہین آؤ پسند فرمالو یہ کہکر ساتون سر جوڑ کر برابر لیٹ گئے کرب برابر انکے آیا اور کھینچکر تلوار جو ماری ساتون کے
سر بدن سے قلم ہوے کرب نے حکم لوح سے سر اٹھا کر دامن مین رکھلیے ایک غل وشور برپا ہوا تاریکی چھاگئی دہوان
اٹھ رہا تھا آگ برس رہی تھی گیر ودا اسکی صدا بلند تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہفت صورت جادو
بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ چبوترہ ہے نہ بیابان لاشہ ایک ساحر کا بے سر پڑا ہوا ہے منزلون بیابان سبزہ زار ہے
لوح دیکھکر ایکطرف چل نکلا کوئی چار فرسخ چلا ہوگا کہ ایک شعلۂ آتش نمایان ہوا دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان پر
ایک سوار نابینا چلا آتا ہے اور پکار رہا ہے کہ اے طلسم کشا تو نے مجھے قید سے رہا کیا ہے ٹھہر جا کہ شکریہ تیرا بجا لاؤن
مگر آنکھین نہین ہین کہ تیری زیارت کرون کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ بادشاہ قدیم طلسم کا ہے اژدر جادو
اسکا نام ہے کرب برابر اسکے آیا کہا کہ آنکھین تیری کیونکر روشن ہون اسنے کہا کہ سر ہفت سر جادو کا آگ پر جلایا
جاے تو آنکھین میری روشن ہون کرب نے کہا کہ سر میرے پاس ہے اور اسیوقت لکڑیان جمع کر چقماق پتھری سے آگ سلگا
نکالکر لکڑیان جلائین جب شعلے انمین اٹھنے لگے سر کو آگ پر رکھدیا وہ جلنے لگا چراہند جو اسکی پھیلی کرب دور
ہٹگیا مگر اس سوار نابینا کی آنکھون مین جو دہوان اسکا لگا آنکھون سے پانی جاری ہوا جب وہ جلکر خاک ہوگیا
آنکھین اژدر جادو کی روشن ہوئین کرب کے قدمون پر گرا گرد پھر اتصدق ہوا کرب نے پوچھا کہ حال اپنا بیان کر
اسنے کہا کہ اے شہریار مین سکندر کے وقت سے بادشاہ اس طلسم کا تھا دلنواز جادو میرا سپہ سالار تھا اسنے
نمکحرامی کرکے تمام ساحران طلسم کو اپنے شریک کیا مجھکو قید کرلیا ہفت صورت جادو کے ہاتھون مجھے نابینا کرایا
سیماب جادو مجھپر متعین تھا جب یہ دونون مارے گئے تو مین قید سے چھوٹا خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکے ہاتھ سے مین
دوبارہ زندہ ہوا اور اے شہریار آگے دربند ہے کوران جادو کا اور وہ ایک حرامزادہ ہے وزیر ہے دلنواز جادو کا
اگر اسے آپنے مارا تو بڑے مفسد کو مارا اور مین آپکے ساتھ ہون چلیے کرب لوح کو دیکھکر روانہ ہوا کوئی دو کوس
آیا ہوگا کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اسپر ایک ساحر مہیب صورت بیٹھا ہوا تھا آئینہ اسکے سامنے رکھا تھا شعرخوانی مین
مصروف تھا اژدر جادو باز بنا ہوا کرب کے سر پر اڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ اترکر کرب کے پاس آیا کہا کہ اے شہریار
کوران جادو یہی ہے آپ اسکے سامنے جائیےگا وہ آئینہ اٹھا کر روبرو کریگا بس عکس آئینہ پڑتے ہی آپ پانی ہوکر بہ جائیےگا
تدبیر اسکے قتل کی یہ ہے کہ مین اسکے پیچھے سے جاکر آئینہ اٹھالون وہ میری طرف پھریگا آپ تیر اسپر ماریےگا کام
اسکا تمام ہوجائیگا کرب نے لوح کو دیکھا اسمین یہی لکھا تھا کہ اژدر جادو سچ کہتا ہے کرب نے شیطان کوران جادو
کو مارا وہ ہوا اڑا بالکل نابود ہوگیا اژدر جادو نے کہا اے شہریار آپ یہان ایک روز توقف فرمائین تو مین جاکر اپنی
فوج کو لے آؤن تو پھر سامنا دلنواز جادو کا کرون فقط ایک دربند پیچھے جلاجل جادو کا باقی ہے اور جلاجل جادو
بہن ہے دلنواز جادو کی بلاے بے درمان آفت جہان ہے مین آلون تو جاکر اسے قتل کیجیے کرب نے کہا اچھا جاؤ
اژدر جادو روانہ ہوا کرب غازی انتظار مین اسکے رہا یہانتک کہ وہ دن آخر ہوا رات گذری دوسرے دن پھر دن بھر
انتظار کیا اور وہ نہ آیا خیال مین گذرا اے کرب کیا تو اژدر جادو کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے آیا اسکا انتظار تو کہانتک
کریگا وہ اپنی جان بچاکر چلاگیا تو چل سامنے لوح تو تیرے پاس ہے اندیشہ کس بات کا ہے یہ خیال کرکے چل نکلا تھوڑی دور

آیا ہوگا کہ بیابان ہول خیز وحشت انگیز معلوم ہوا کمال دقت سے اسے طی کیا پیاس کے مارے دم ہونٹھون پر آگیا تھا
کہ باغبان کی صدا کانون مین آئی گویا جان تازہ بدن بیجان مین پائی اسی آواز کیطرف دوڑا کہ چار دیواری بلند کی نظر
آئی دروازہ بند تھا کھڑکی کھلی تھی کرب باغ کے اندر گیا ہوا سے سرد سے جان بدن مین آئی باغ نمونہ بہشت نظر آیا
نہرین سلسبیل آسا جاری تھین کرب نے نہر مین سے پانی پیا فرحت حاصل ہوئی سیر کرتا ہوا روش باغ پر چلا جاتا تھا
کہ جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہان نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین کا ہجوم ہے
ناچ گانا ہو رہا ہے اور ایک حور وش پری تمثال مسند ناز پر مانند طاوس طناز بیٹھے جلوہ افروز ہے ہاتھ مین اسکے قینچی ہے
کاغذ کے چاند کتر رہی ہے اور انپر کچھ لکھتی ہے اور پانی کا حوض سامنے ہے اسمین پھینک دیتی ہے اور دونون ہاتھون سے
اُن چاندون کی بلائین لیتی ہے کرب آہستے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا آگے بڑھکر جو دیکھا تو اُن چاندون پر
اپنا نام لکھا ہوا پایا محبت چار چند ہوگئی مگر اُس نازنین کی جو کرب پر نگاہ پڑی اُٹھ بیٹھی کھڑی ہوگئی پکاری اے
شہریار آپکے تئین جلا لیا یہی دعائین مانگتی تھی کہ خدا آپکی صورت مجھے دکھا دے بارے آرزو دلی میری پوری
ہوئی اور دوڑکر ہاتھ پکڑکر مسند پر لاکر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا جام شراب کا لبریز کرب کے ہاتھ مین دیا کرب نے چاہا کہ
اُسے پیے کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا کیون اسکے دام مین گرفتار ہوتا ہے اگر اس جام مین سے ایک قطرہ تیرے حلق مین
اُتر گیا تو جلکر خاک ہو جائیگا یہ جلاجل جادو ہے جام اسی پر پھینک مار اور اسکے قریب سے دور ہو جا کرب نے
وہ جام اسی پر مارا بس اسکے بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگی کرب تو دور ہٹ گیا وہ عورتین جو اُسکی مصاحب
تھین اُنمین سے جو آگ بجھانے کو دوڑی اُسکے بھی آگ لگ گئی حتے کہ وہ سب جلنے لگین دوڑین کہ جلکر اُس مفسد کو بھی لو
کرب نے اپنی طرف آتے جو دیکھا باغ سے باہر نکل گیا اب باغ کو دیکھا کہ ایک کرۂ نار معلوم ہوتا ہے درختون مین سے بجاے
ثمر شعلے پیدا ہو رہے ہین یہانتک کہ ایک ساعت بھر کے عرصے مین نام و نشان بھی اُس باغ کا نہ رہا سب باغ جلکے
اژدر جادو نے آکر سلام کیا کہا اے شہریار غضب ہوگیا تھا اگر مین نہ پہونچون تو آپ مارے گئے تھے ایسی بھی کوئی
غفلت کرتا ہے اول تو میرا انتظار [illegible] یہ دوسرے یہان آئے بھی تو لوح کو نہ دیکھا کرب بولا کہ ہان مجھسے غفلت
تو ہوئی اور مین توکلت علی اللہ چل نکلا مگر اتنے تک لشکر تمھارا نہ آیا عرض کیا اے شہریار مین سبکو آگاہ کرکے جلدی
اسیواسطے چلا آیا تھا کہ ایسا نہو آپکے واسطے کوئی قباحت درپیش ہو تو پھر ہم کہین کے نہ رہینگے مگر اے شہریار
اب سب دربند طلسم فتح ہوچکے اب سامنا ہے دلنواز جادو سے غلام مقابلہ کریگا حضور کو زحمت نہ دیگا
یہ باتین تھین کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا اور اسمین سے پرکالہ آتش اُڑتے ہوئے نمایان ہوے کرب نے کہا اے اژدر جادو
فوج ساحرون کی آتی ہے عرض کیا اے شہریار یہ سب آپکے غلام ہین فوج میری ہے دیکھا تو ساحر اژدہون پر چلے آتے
ہین اور ایک ساحر مندیل سر پہ رکھے ہوئے فیل آتشین پر سوار اور فوج ساحرون کی اُسکے ہمراہ آکر
اژدر جادو کو سلام کیا اژدر جادو نے کہا کہ جسنے مجھکو قید سے چھڑایا ہے جان بخشی کی ہے وہ یہی ہے اور
طلسم کشا ہے اسے سلام کرو ہماسے جادو نے کرب کو سلام کیا اور جملہ ساحرون کو لاکر قدمبوس کرایا خیمہ استادہ
ہوا کرب اسمین داخل ہوا مگر جلاجل جادو کے مرنے سے قلعہ طلسم کا سامنے نظر آنے لگا تھا کرب آکر مسند پر بیٹھا
ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا اژدر جادو بیٹھا ہوا ہے ہماسے جادو کو چالیس جادوگرون سے جو چالیس ہزار
جادوگرون کے افسر ہین دست ادب بستہ سامنے موجود ہین چالیس ہزار جادوگرون کا لشکر گرد خیمے کے اُترا ہوا ہے
کرب نے کہا اے اژدر جادو ہم کئی دنسے بسبب خوف جان کے سوئے نہین ہین تمھارے باعث سے ہم سوئینگے اسلئے

اے شہریار آرام کیجیے مگر ہشیار سوئیے گا کسواسطے کہ قلعہ حریف کا سامنے ہے اور غلام تو نگہبانی حضور کی رات بھر
کریگا اور جتنے ساحر ہیں میرے وہ بھی ہوشیار رہینگے حضور کی ذرا سا کچھ اندیشہ نہیں ہے آپ خاصہ نوش فرماکر
آرام کریں کہ بعد کھانا کھایا پلنگ پر لیٹا اژدر جادو نے سب ساحروں کو چوکی کیواسطے مقرر کیا اور آپ
ایک بازکیصورت بنکر قبہ بارگاہ پر بیٹھ گیا چار طرف دیکھنے لگا مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہے دلنواز جادو
کا کہ پیارے اسکے پاس لاش لوحدار جادو کی آئی دلنواز نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا کہ یارو دیکھو یا تو اس لوحدار کا کہیں
پتا بھی نہ تھا یا یہ آپ سے اُس طلسم کشا پاس پہونچی ماری گئی معلوم ہوا کہ اب طلسم ضرور برباد ہوا اب نہیں بچتا اور جتنے
ساحر ہیں سب مارے جاوینگے پھر لاشہ ذوفنون جادو کا آیا بعد اسکے مردہ مرغ دہن بستہ کا آیا پھر
سیماب جادو کا جنازہ اور ہفت صورت جادو کی ارتھی اور گوران جادو کے مرنے کی خبر پہونچی بعد اسکے
معلوم ہوا کہ جلاجل جادو بھی واصل جہنم ہوئی دو دن میں لاش پر لاش اسکے پاس پہونچی پریشان ہوا کہا کہ
لشکر تیار ہو کہ میں طلسم کشا سے لڑونگا یہ کہکے آپ محل میں چلا گیا زوجہ نے کہا کہ طلسم تمام ہو چکا سب ارکان
و رہند رفیق مارے گئے ہمارا تو خاتمہ ہے کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی اژدر جادو بھی قید سے چھوٹا طلسم کشا
کا شریک ہوا افسوس کہ عزت بھی گئی جان و مال بھی برباد ہوا یہ کہکر رونے لگا بیٹی ہے اسکی شمشاد جادو وہ آکر
قدموں سے لپٹی اور کہا کہ اے پدر بزرگوار آج رات کو میں نے یا تو اپنی جان دی یا طلسم کشا کو پکڑ لائی آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے دلنواز جادو نے کہا کہ بیٹا وہ صاحب اقبال ہے تجھسے کچھ نہو سکیگا مفت میں تو داغ اپنا مجھے دیگی ہرگز
تو اسطرف نہ جا اُسنے کہا بابا جان ابتو میں نے جو ارادہ کیا وہ کیا جو ساحری جمشید میرے ہاتھ میں ہے بہتر جانینگے
وہ کرینگے یہ کہکر روانہ ہوئی یہاں آن کر دیکھا ابھی سویا نہیں ہے تنہا پڑا ہوا ہے کہ دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک نازنین
نقب سے نکلی شمع اسکے ہاتھ میں روشن تھی مگر اسکے چہرے کے سامنے روشنی اسکی پھیکی معلوم ہوتی تھی کہ آپ سے
دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا پوچھا کہ اے ملکہ اقلیم حسن تم کون ہو حال اپنا بیان کرو حسب و نسب سے آگاہ کرو
شعر اگر ماہے ترا منزل کدام است * وگر شاہے ترا آخر چہ نام است * یہ شعر تو پڑھتے [illegible] دی اور کہا
کہ صاحب میں ایسی ہی سوختہ قسمت ہوں آپ کا سامنا مجھے [illegible] یہ کہکر رونے لگی [illegible]
اور آنسوؤں سے گوہر آبدار اشک گرنے لگے یا کہ موتیوں کا ہار اسکے ٹوٹ پڑا دریا کچھ آنسو جو نوک مژہ پر رکے رہے
ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیروں پر پیکان آبدار ابھی چڑھا سے ہیں کہ جگر کو نشانہ کرتے ہیں [illegible]
[illegible] رونے کا بیان کر اُسنے کہا کہ رونا اسکا ہے کہ ہم تو تمہارے دلدادہ و فریفتہ ہیں اور تم [illegible]
[illegible] نہیں میں [illegible] وہی ہوں جسکو آپ نے [illegible] دروازے پر بیٹھے دیکھا تھا اور لوگ مجھکو قید کرتے
[illegible] میں بیٹی ہوں دلنواز جادو کی شمشاد جادو میرا نام ہے [illegible] کہا کہ [illegible] نہیں بچا [illegible]
[illegible] اُسنے کہا کہ کیا خاک پھر [illegible] تو بوجہ میرے خاندان کے قتل پر کمر باندھی ہے اور یہ اژدر جادو
ہمارے خاندان کا دشمن ہے اسکا بس چلیگا تو کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا آپکو [illegible] حاصل ہوئی نہیں
تو کیا طاقت اسکی کہ ہمسے برابری کرسکے یا مقابل ہو یہ وہی ہے کہ جسے میرے باپ نے اندھا کر دیا تھا اور اس
کچھ نہو سکا اور میں جانتی ہوں کہ وہ باز بنا ہوا قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہے آپ کا جی چاہے تو بلاکر ملاحظہ کرو اسکے
[illegible] معلوم ہو جائیگا [illegible] کہا کہ صاحب [illegible] کہا جو غرض میری [illegible] مطلب
حاصل ہو تو [illegible] کہا کیا مطلب ہے تمہارا بیان کرو وہ بولی کہ خطا میرے باپ کی معاف کرو بادشاہ

بیانکی میرے باپ کو دو اژدر جادو کو مارڈالو کرب نے کہا ہو بلکہ ہم حق تلفی نہین کرتے اژدر جادو بادشاہ قدیم
ہی طلسم کا اور تمہارا باپ سپہ سالار ہی اسکا تمہارے باپ کو اُسکا عہدہ دونگا اور اژدر جادو سے خطا معاف
کرادونگا اُسنے کہا کہ یہی سہی مین نے قبول کیا آپ اگر مجھے کنیزی مین قبول کیجیے تو حاضر ہون کرب نے کہا کہ مین تمہین
خاتون محل بناؤنگا آؤ میرے پاس بیٹھو وہ نزدیک آئی کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور پلنگ پر بٹھا لیا اُسنے کہا کہ تمہارا
میری یہ لیاقت نہین ہے کہ برابر آپکے بیٹھون مگر تابع ہوتے آپکے سہلاؤنگی یہ ہی کام کنیزون کا ہے کرب نے کہا کہ صاحبا
میرے ساتھ سو و اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا اور پائنتی بیٹھ کر پاؤن دبانے لگی دونون پاؤن اپنی گود مین رکھے
انگوٹھا پاؤن کے جو سینے سے مس ہوئے کرب کو ایک لذت حاصل ہوئی اور کئی دن کا جاگا ہوا تھا سو گیا
اُس لڑکی نے کیا کام کیا کہ اُٹھکر پہلے تو رشتہ لوح کا کاٹ کر کرب کے گلے سے اُتار لی اور اپنے قابو مین کی بعد اُسکے
اسم سحر کا پڑھ کر کرب کو غافل کیا اور پیر اُسکا پشتارہ باندھا اور پھر صورت اپنی عقاب کی بنا کر دونون پنجون مین
پشتارہ کرب کا تھامکر [illegible] سے نکلکر قلعے کی جانب روانہ ہوئی اژدر جادو جو باز بنا ہوا بیٹھا تھا اُسنے
دیکھا کہ ایک جانور عظیم جثہ کے اندر سے نکلا اور ایک پشتارہ پنجون مین دابے لیے جاتا ہے یقین ہوا کہ کرب کو
کوئی ساحر پکڑ لیا اپنے ساحرون کو آواز دی کہ یارو غضب ہوگیا کوئی ساحر طلسم کشا کو لیے جاتا ہے دوڑو یہ کہکر
آپ بھی پیچھے اُسکے دوڑا اور ساحر بھی لپکے مگر وہ لڑکی تو کرب کو لیے ہوئے قریب دیوار قلعہ کے پہونچ گئی پاس
آپہونچا اور طمانچہ عقاب پر مارا عقاب ادھر سے پھر منقار سے منقار پنجے سے پنجہ لگا عقاب و باز سے لڑائی ہونے لگی
پشتارہ پنجے سے عقاب کے نکل گیا ساحرون نے بڑھ کے ہوا اُسکو روکا ادھر باز و عقاب سے لڑائی ہو رہی تھی
یہ صورت ہوئی کہ باز نے عقاب کو زمین پر گرا کر اُسکے سینے پر چڑھ کر ایک منقار جو ماری سینہ کو توڑ کر دل سے پار نکل گئی
طائر روح اُس عقاب کا پرواز کر گیا غل و شور کی صدا بلند ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شہزادہ جادو بود
اژدر جادو نے لوح بھی اُسکے گلے سے اُتار لی اور پشتارہ کرب کا لیکر [illegible] مین آیا پشتارہ کھولکر کرب کو اُسمین سے
نکالا اسم سحر کا پڑھ کر ہوشیار کیا کرب نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے کو بندھا ہوا پایا اژدر جادو اور ساحر گرد و پیش
کھڑے پاسنے حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ مجھے تمہارے ساتھ ایسا کیا اسلیے کہ ہوا تھا کہ شہزادی میری [illegible] مین بندھی ہوئی
اژدر جادو نے کہا کہ شہریار بیٹی دلنواز جادو کی آپکو گرفتار کرکے لیے جاتی تھی [illegible] مارکر آپکو چھڑا لایا
ہماری یہ مجال نہ تھی کہ آپکو باندھتے کرب نے کہا واقعی وہ نقب کی راہ سے میرے پاس آئی تھی اور [illegible] حال مفصل
بیان کیا اُسنے کہا [illegible] کہا تھا کہ غفلت نہ کیجیے گا آپ دیکھ لیجیے [illegible]
[illegible] بالغرض خوش و خرم ہوئے [illegible] جام شراب گردش مین آیا لیکن اِدھر [illegible]
شہزادی جادو کا انتقال ساحر ساحرہ دلنواز جادو کے [illegible] دونون [illegible] کہا کہ مین پہلے ہی سمجھا
کہ مارڈالی جائیگی [illegible] آخر وہی ہوا اُسکی لاش کو جلا یا [illegible] لشکر [illegible]
[illegible] لگا [illegible] حکم دیا کہ طبل جنگ [illegible]
[illegible] خدمت مین [illegible] عرض کیا کہ دلنواز جادو نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ غم
نہین ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی [illegible] جب حکم نقارہ زرین پر چوب پڑی چار پہر رات دونون لشکرون
مین تیاری ہوا کی [illegible] صف باندھکر مقابل کھڑے ہوئے دلنواز جادو نے اپنے [illegible] سے کہا کہ یارو
مجھے طلسم کشا [illegible] معلوم ہوتا ہے مین اُس سے لڑونگا تو مارا جاؤنگا [illegible] عرض کیا جب [illegible]

یہ حالت ہو تو واسے بحال ہم لوگون کے دلنواز جادو نے کہا کہ جاتا ہون میدان مین اگر اژدر جادو میرے مقابلے کو
آیا تو خیر اور اگر طلسم کشا آیا تو اُسکے قدمون پر گر پڑونگا یقین ہے کہ اُسے رحم آجاے یہ کہکر اپنے اژدر آتش فشان کو
بڑھا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اژدر جادو نے کرب سے لا اور سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو جا کر مقابلہ کرون
آپ لڑائی کا تماشا دیکھیے کرب بولا اے اژدر جادو تم اُس سے دبے ہوے ہو اگر لڑوگے تو مارے جاؤگے تمہارا
جانا مناسب نہین ہے میرے پاس لوح ہے میرا کچھ فکر نہ کر سکیگا تم یہین رہو یہ کہکر اپنے مرکب کو چمکایا میدان
کیطرف چلا جب پاس دلنواز جادو کے پہونچا اور اُسکی نگاہ کرب پر پڑی بند بند اُسکا کانپنے لگا ہوش و حواس
باختہ ہو گئے اژدہے سے اُترکر قدمون پر کرب کے گر کر کہا مین خطاوار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے کرب نے
کہا اے دلنواز جادو حفظ ہیکل صاحبقران کی مجھے دیدو تو مین خطا تمہاری معاف کرون اُسنے حفظ ہیکل
گلے سے اپنے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر نذر کی کرب نے حفظ ہیکل اُس سے لیکر اپنے گلے مین ڈال لی اور دلنواز
کو اپنے سینے سے لگایا اور اژدر جادو کے قدمون پر گرایا اور کہا کہ خطا اسکی معاف کرو یہ تمہارا ملازم قدیم
ہے اُسنے دلنواز جادو کو گلے سے لگا لیا خلعت دیا اب دونون لشکر ایک ہوے دلنواز جادو کرب کو
خیمے مین لایا تمام مال طلسم نذر کیا بارگاہ سکندری پیش کی کرب نے کہا کہ اب تم اسلام اختیار کرو سحر چھوڑو عرض کیا کہ مجھے
عذر نہین ہے مگر ہم ساحر مشمش جادو کی دہشت ہوئی اُسوقت مجھسے کچھ نہو سکیگا بعد ساحر مشمش جادو کے
مارے جانے کے ہم سحر سے توبہ کرینگے کرب نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے دلنواز جادو نے کرب کی دعوت کی دوسرے
روز کرب نے کہا اے اژدر جادو اور دلنواز جادو مین اپنے آقا کو حالت سکرات مین چھوڑ آیا ہون مجھے شہر
سکندریہ مین لیچلو مال واسباب طلسم کا پیچھے چلا آئیگا اُسیوقت اژدر جادو اور دلنواز جادو کرب کو
تخت پر بٹھا کر خود دہنی بائین طرف بیٹھے پرواز کرکے شہر سکندریہ کو روانہ ہوے مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہے
لشکر اسلام کا کہ جسوقت وہان کرب غازی نے حفظ ہیکل دلنواز جادو سے لیکر اپنے گلے مین پہنی اُسیوقت
یا صاحبقران بیہوش پڑے تھے آنکھین کھولدین ہوش آگیا ہاتھ پیرون مین حرکت ہوئی بیس روز گذرے تھے
کچھ نوش نہ فرمایا تھا عاصد طلب کیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ امیر ہوش مین آے کھانا کھانے کو مانگا ہے فرط
خوشی سے سر و پا برہنہ دوڑے لوگ صاحبقران کو شوربہ چوب پلا رہے تھے کہ بادشاہ اسلام پہونچے امیر نے
سلام کیا اور چاہا کہ تعظیم کو اُٹھین اُٹھا نہ گیا بادشاہ اسلام دوڑکر لپٹ گئے اور پکارے کہ خدا نے ہم سب پر رحم
کیا کہ آپ ہوش مین آے برا ہوا کہ بیٹھ گئے امیر نے سرداران عالیمقام کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ سب کیا ہوے بادشاہ اسلام
تمام بربادی لشکر کی ہاتھ سے شہرہ ناز جادو کے بیان کی فرمایا کہ عمرو کہان ہے کہا کہ کوئی بڑے دقت مین ساتھ
نہین دیتا خدا جانے کہان گیا ہے فرمایا مین اُسے خوب جانتا ہون وہ کبھی بیوفائی نہ کریگا جسوقت مجھے اُس سے
نکالا تھا کہ مین اُسکا دشمن جان اور وہ میرا تشنہ خون تھا اُسوقت مین بھی اُسکو پاس میرا اور سرداران لشکر کا
بہت تھا مقرر وہ تدبیر مین ہے گا غرض اُسدن امیر نے کھانا کھایا ہوش و حواس بجا ہوے اُسیوقت بادشاہ اسلام نے
حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی لب طبل شادمانی کا بجنا تھا کہ تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ حمزہ صاحبقران کل دوپہر کے
ہوش مین آے ہین ہرکارے کفار کے جو جو دیکھے وہ خبر لیکر لشکر کفار مین آے حال امیر کا بیان کیا بختیارک نے
صلوات پڑھی اور شہرہ ناز عملی سے کہا کہ آپنے اسقدر تامل کیا کہ حمزہ ہوش مین آگیا اب کون اسکا کچھ کر سکیگا
شہرہ ناز عملی نے کہا کہ کیا طلسم عجائب لوٹا دلنواز جادو مارا گیا مجھکو اس امر کا یقین نہین ہے ہرکارون نے

عرض کیا کہ طلسم عجائب کے اُٹھنے کا حال نہین معلوم مگر حمزہ ہوش مین آیا ہی آج دوسرا دن ہی شہناز جادو
نے کہا کہ اگر حمزہ ہوش مین آیا ہی تو ابھی اُسکی بارگاہ مین جاکر اُسکا علاج کرونگا وہین بسم اعظم اُسکا بند کردونگا کسواسطے
کہ شہناز عملی کو کمال اشتیاق ہوا کہ حمزہ کو چلکر دیکھے لقا اور سکان رشاہ سے کہا کہ لشکر و فوج تیار کرے حمزہ کو
لیکر آؤ مین چلکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتا ہون اور تمام جادو گرون کو ہمراہ لیا اور تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب
بارگاہ ہشامی مین پہونچا دیکھا کہ دنگلون پر غاشیہ پڑا ہوا ہی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین امیر دنگل پر تکلین
ہین کہ آسمان پر سے ایک تخت نیچے اترا اور صاحب تخت نے صاحبقران سے صاحب سلامت کی امیر نے بسبب
خلق و مروت کے تعظیم دی کرسی بیٹھنے کو مرحمت فرمائی شہناز عملی بیٹھا اور کہا کہ حمزہ تجھے نصیحت کرنے آیا ہون
اگر تو نے قبول کیا بہتر نہین تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا امیر نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا اے شہناز جو تجھے
تجھے کہنا ہو کہ اُسنے کہا نصیحت میری یہ ہی کہ دین فرعون پرستی اختیار کر ورنہین تو جو حال تمھارے سردارون کا
کیا ہی وہی تمھارا بھی ہوگا امیر نے فرمایا اے شہناز جس روز سے کہ مین سکندریہ پر آیا ہون آمادہ مرگ ہون لیکن اگر
چاہا خدا نے تو اس شہر کو بھی مانند ام الجمال اور عشقلی آباد اور چاہ الیاس کے برباد نہ کیا ہوگا تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا
ہوگا اور لقا اور فرعون کے بارے مین سوا لعنت کے میری زبان سے اور کچھ نہ نکلیگا اور تو بھی اگر عقل کو دخل دے
تو حال تجھپر کھل جائے شہناز عملی یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا اے حمزہ یہی شرط ہے کہ تجھکو مع لشکر سیہ وقت ہلاک و تباہ
کردون خداوند فرعون شاہ کو تجھسا ایسا جادوگر زادہ کہ سجدہ نہ کریگا تو کیا ہو جائیگا اُسکی خداوندی مین کچھ خلل آجائیگا
امیر یہ سنکر نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ اے شہناز تو میرے سامنے سے چلا جا نہین تو مارا جائیگا شہناز نے کہا
کہ حمزہ تو مجھے دھمکاتا ہی کیون شامت آئی ہی اور جھولی تمھارے کی لگی ہوئی تھی اُسمین ہاتھ ڈالا امیر نے دیکھا کہ اب
یہ حملہ کریگا تلوار کھینچکر اٹھے اور ارادہ قتل دوز سے تک قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے کہا کہ حمزہ عجب ہی کہ اپنے یگانہ کو
نہین پہچانتا ہم تیرے دیکھنے کو آئے تھے تو چاہتا ہی کہ مار ڈالے اور بائین آنکھ کا تل دکھایا امیر نے پہچانا کہ یہ عمرو ہی
کہا کہ یہ کیا صورت تو نے اپنی بنائی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر مین شہناز کو نہ پکڑ لیتا تو تمام لشکر کا اور تیرا خاتمہ ہو گیا
ہوتا اور ابھی افشاے راز میرا نہ کر اور پکار کر کہا کہ حمزہ جا اپنے مقام پر بیٹھ نہین تو نہین معلوم کیا حال تیرا کرونگا
امیر تو بیٹھ گئے شہناز عملی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے ساحرون سے کہا کہ مین حمزہ پر کسیطرح غالب نہین ہوسکتا
اور دین کے مقدمے مین حمزہ نے مجھے قائل کر دیا دین حمزہ کا بیشک برحق ہی مین تو مسلمان ہوا اگر تمھین بھی اسکا
وبہا ہی تو اسلام لاؤ نہین جہان جی چاہے چلے جاؤ سبھون نے کہا اے شہناز جادو ہم تمھارے ساتھ ہین جو دین
تمنے اختیار کیا وہی دین ہمنے بھی قبول کیا ہمین نہ فرعون سے غرض ہی نہ لقا سے علاقہ ہی شہناز عملی نے کہا
مرحبا صد مرحبا یہ کہکر پھر اندر بارگاہ کے چلا یہان صاحبقران بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ دیکھی آپنے
عمرو کی رفاقت حضور فرماتے تھے کہ خدا جانے عمرو کدھر چلا گیا ہی باتین تھین کہ عمرو نے آکر عرض کیا یا امیر
ساحر شہناز کے مسلمان ہوئے امیر نے کہا الحمدللہ کہ اسی اثنا مین ایک ہوا سے تیز چلی اور لگا ابر آسمان پر نمایان
ہوا کہ بارگاہ پر قائم ہوا جبکہ وہ شق ہوا تو ایک تخت اُسمین سے دکھائی دیا جسوقت وہ نزدیک آیا دیکھا کہ ایک پری
ہی اور دو ساحرہ ہی بائین طرف بیٹھے ہوئے ہین کہ قریب آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا اور جنتا ہیکل دونون
ہاتھون پر رکھکر نذر دی امیر نے کرب کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت سے سرفراز فرمایا کرب نے دونون
جادو گرون کو سامنے کیا احوال اُنکا عرض کیا کہ انمین ایک دلنواز جادو ہی ایک اژدر جادو ہی اور زرین د[illegible]

امیر نے انکو بھی خلعت دیے عمرو نے پھر شہناز جادو کو زنبیل سے نکالا نفیر دفع بیہوشی دیا شہناز جو ہوش میں آیا
دیکھا کہ سامنے امیر کشور گیر اور بادشاہ اسلام بیٹھے ہیں ایک طرف دلنواز جادو و اژدر جادو کو بیٹھے پایا عمرو کو
کھڑے دیکھا حیران ہوا کہ یہ خواب ہے یا بیداری عمرو نے کہا اے شہناز حیران کیا ہے میں تجھے پکڑ لایا ہوں ساحر جتنے
تیرے ہمراہ تھے سب مسلمان ہو چکے طلسم تجھا نسب فتح ہو چکا وہ دیکھ دلنواز جادو و اژدر جادو دونوں موجود ہیں
بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو مارا جائیگا شہناز نے اپنے دل میں کہا کہ عجب اقبال ہے حمزہ کا جب کہ دلنواز جادو
اور اژدر جادو اطاعت کر چکے تو میری انکے سامنے کیا ہستی ہے پکار کر کہا کہ میں نے بدل حمزہ صاحبقران کی اطاعت
قبول کی فرعون اور لقا پر لعنت کی عمرو نے اسیوقت شہناز جادو کو چھوڑ دیا وہ آکر قدموں پر امیر کے گرا بادشاہ کو نذر
دی امیر نے اسکو بھی خلعت دیا بعد اسکے عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شہریار جلد لشکر تیار کر کے چلیے
لقا اور سکندر شاہ پیچھے پیچھے میرے فوج و لشکر لیے ہوئے آتے تھے اب قریب آگئے ہونگے امیر نے فرمایا کہ تم
لشکر میں اطلاع کرو میں چلتا ہوں اور خود سوار ہوکر روانہ ہوئے ادھر لقا اور سکندر شاہ مع لشکر بنہ و فیل
لشکر اسلام چلے آتے ہیں بختیارک کہتا آتا ہے کہ اے سکندر شاہ اور اے لقا کیوں تم جاتے ہو لشکر اسلام
ایسے یہ شہناز جادو نہیں ہے یہ مرشد کامل ہیں حمزہ کو جو سنا ہے کہ ہوش میں آیا ہے تو بیقرار ہوکر استقبال کو گئے
ہیں اور کبھی کہتا ہے کہ اے لقا سکندر شاہ تو یہاں کا بادشاہ ہے اسپر جو گذریگی سو گذریگی تو اپنے کو کیوں غارت
کرتا ہے ارے بھاگ قسم خدا کی پھر نہیں پھر بھاگنا بھی دشوار ہو جائیگا لقا اور سکندر شاہ دونوں اسکی باتیں
سنتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ یہ حرامزادہ کیا وہی ہے وہاں لشکر حمزہ کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اسے اور ہی کچھ سوجھتی ہے
بختیارک نے اپنے عیار سے کہا کہ تو میرا اسباب لیکر ناکے پر جا کر کھڑا ہو کر وقت بیوقت میرا مال حفاظت سے رہے یہی
باتیں کرتے ہوئے چلے آتے تھے کہ سامنے لشکر اسلام نمایاں ہوا اور نعرہ صاحبقران کی آواز کانوں میں آئی لقا کا
دل ہلگیا ساتھ ہی کرب کے نعرے کی آواز بلند ہوئی بختیارک نے کہا کہ اب تو کہنا میرا سچ ہوا وہ حمزہ آپہونچا لقا
اسیوقت بھاگا کہ میں نے تقدیر گیری کی مگر سکندر شاہ کے لوگوں سے تلوار چلنے لگی کرب غازی لڑتا ہوا برابر
تخت سکندر شاہ کے پہونچا اسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اسے اٹھا لیا بجائے خود
رکھ لیا بس پھر لشکر بے سردار کب ٹھہر سکتا ہے فوج سکندر شاہ کی شکست کھا کر بھاگی کرب نے سکندر شاہ
کو ہاتھ سے رکھ دیا اور طوق و زنجیر میں گرفتار کرکے زندانخانے میں بھیجدیا لشکر میں طبل فتح بجا امیر نے اور تمام سرداروں
نے آرام کیا صبح کو اٹھکر امیر کشور گیر نے نماز پڑھی بارگاہ میں تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے اورنگ پر
متمکن ہوئے فرمایا کہ لاؤ سکندر شاہ کو جب وہ آیا بطریق فرعون پرستان اسنے سلام کیا امیر نے تعظیم دی
اور کرسی بیٹھنے کو عنایت فرمائی ساقی سے اشارہ فرمایا اسنے جام شراب کا سکندر شاہ کو دیا سکندر شاہ نے
امیر کو سلام کیا جام پیا جب دماغ اسکا گرم ہوا امیر نے تعریف پروردگار عالم کی شروع کی اور کچھ کلمے مذمت فرعون میں
ارشاد کیے سکندر شاہ مرد عاقل تھا اسنے کہا میں نے لعنت کی فرعون شاہ پر اور دین آپکا اختیار کیا امیر نے
اسے کلمہ بتایا وہ از صدق مسلمان ہوا بعد اسکے امیر نے شہناز جادو سے کہا کہ اب تم ہمارے سرداروں کو
ہوش میں لاؤ کہ وہ جیسے ان میں بیٹھے ہیں دن کی دھوپ و رات کی اوس انپر گذر رہی ہے شہناز نے عرض کیا بہت خوب
حضور سوار ہوکر تشریف لیچلیں امیر سوار ہوئے شہناز ساتھ ہوا عمرو اور اژدر جادو اور دلنواز جادو بھی
ہمراہ تھے غرض آتے آتے وہاں پہونچے کہ جہاں وہ دو برج ہیں اور دو نازنینیں سرخ پوش اور سبز پوش

اور [illegible] ہی ہو کہ عمرو نے صاحبقران سے کہا دیکھا آپنے امیر کو کچھ ہنسی کچھ غصہ آیا کہ اُسنے یہ کیا حرکت کی
عمرو سے [illegible] بس ہو چکا اب شہناز سے کہدو کہ یہ سکندر شاہ ہی عمرو نے آواز دی کہ ای شہناز جادو
کیا تمہین کچھ [illegible] نے ساتھ کسی فعل کرنے کا بھی شوق ہو اب شہناز نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی جلدی سے
اُٹھکر پاجامہ پہنا اودھر سکندر شاہ نے جو دیکھا کہ شہناز الگ ہوا جلدی سے خود بھی پاجامہ پہنا اب عمرو مع امیر اندر آیا
اور کہا کہ ای شہناز بھی خوب سعادت حاصل کی شہناز نے تو لگا دیکھی کر لی نہایت محجوب ہوا سکندر شاہ بھی شرمایا
لیکن دونون جب کپڑے پہن چکے باہر آئے مگر شہناز ایسا معشوق کے عشق مین بیہوش تھا کہ اُسنے آپنے ای عمرو سے
کہا کہ معشوق میرا مجھے دلوائیے آپنے خوب ذلیل کیا عمرو نے کہا کہ تم عجیب نادان تھے بھی بغیر روپیہ کہین دنیا کے کام
چلتے ہین غرض تین لاکھ روپیہ شہناز سے لیکر ملکہ زلف آرا بانو کو اُسکے حوالے کیا شہناز وصل سے اُسکے کامیاب
ہوا صبح کو حمام کیا آکر صاحبقران کو نذر دی اب امیر نے جشن کیا اور دلنواز جادو اور اژدر جادو و شہناز
کو رخصت کیا یہ اپنے مکانون کو راہی ہوئے کہ بیچ اسباب طلسمی صاحبقران کے روبرو رکھا امیر نے حق
فائزون کا اور مال بادشاہی اور ردہ بکی عمرو کی لگا کر باقی کو سپہ کے حوالے کیا اور تمام شہر سکندریہ کو اسلام آباد کر کے
بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بناڈالوا دی بانگ صلوٰۃ بلند ہوئی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد
جشن کے عمرو سے کہا کہ خواجہ حال اُس راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران مآل بد اقبال لقاے زبون خصال کا کچھ
معلوم ہوا کہ یہ کافر بھاگ کر کہان پہونچا عرض [illegible] کہ دربند صحابیہ مین پہونچا ہو صاحب شاہ نے اُسے اپنے
پاس دامن پناہ دیا ہی فرمایا ہمارا کوچ ہو دربند صحابیہ کی طرف آسیو قسیب پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر
روانہ ہوا پھر ردوا روی بیچ گئی ایک سے بعد ایک جانے لگا یہانتک کہ صاحبقران بھی راہی ہوئے

دوسری داستان دربند صحابیہ سے بیان کیجاتی ہین

کہ لقا دربند سکندریہ سے بھاگ کر دربند صحابیہ مین پہونچا صاحب شاہ لقا کو استقبال کر کے ساتھ
اپنے لایا کمال عزت و تکریم سے پیش آیا دعوت و ضیافت کی بختیارک نے کہا ای صاحب شاہ ہمارے
تعاقب مین ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہی سُنتے کیا ہو تجھکو [illegible] امن پناہ دیا ہی تم اُتنے ہو کہ حمزہ سے لڑوگے
یا اور کہیکا ہو وسا تمہین ہو تو بیان کرو اُسنے کہا ملک جی حمزہ کو یہان آنے دو اگر ہم اُس سے لڑ سکے فبہا نہین
چلے جائیے گا آپکی کیا ہرج ہو میری لڑائی کا تماشا دیکھیے بختیارک نے کہا ای صاحب شاہ تم اس قابل
نہین معلوم ہوتے کہ حمزہ اور سرداران حمزہ کا سامنا کرو اور آپ سے [illegible] عہدہ برآ ہوگے صاحب شاہ بولا ملک جی
مین تو ایسا ہی حقیر ہون مگر خدا وند فرعون شاہ مین بڑی قدرت ہو شاید حقیر کو غالب کر دے لقا نے کہا ای
شیطان درگاہ کیا مضائقہ ہی چند سے یہانکا بھی تماشا دیکھو بختیارک چپ ہو رہا الحاصل کوئی ایک ہفتہ
یہان گذرا تھا کہ لشکر ظفر اثر پہونچا ہرکارون نے آکر خبر دی لقا تو کانپنے لگا تھا مگر صاحب شاہ نے حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار ہو کر شہر سے باہر نکل کر مقابل لشکر حمزہ اُترے اور طبل جنگ بجے یہان حمزہ صاحبقران کو لکن
تھے کہ ایلچی صاحب شاہ کو بھیجین کہ آواز طبل جنگ کی سُنی اور ہرکارون نے بھی آکر تمام حال عرض کیا
فرمایا کہ اب نامہ و پیام کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے غرض دونون طرف نقارے گرجنے لگے
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدیگر صف [illegible] ہوئے صاحب شاہ لقا
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمہور جہان سوز طرطوس بہادر [illegible] زن بادشاہ اسلام سے

تو مرشد کامل جستجو کرینگے معلوم ہوجائیگا مرصاحب شاہ بولا ملک جی مرشد سے کیا ہو سکیگا اب دو چار دن میں
خاتمہ ہی لشکر حمزہ سے ایک متنفس زندہ نہ بچیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ القصہ دونوں لڑائی مرصاحب شاہ کی اور آنا کا
اور پکڑلیجانا سرداروں کا اور شب کو محاصرہ میں دن کا رہتا تھا کوئی جستجو کو نکلکر جا نہ سکتا تھا چند روز میں تمام لشکر اسلام
اسیر ہو گیا صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور دو چار مشیر سلطنت رہگئے مشورے ہونے لگے کہ کیا کیجیے
بجز اس گھاسے سے بچیے آخر کو امیر نے رقعہ پچاس ہزار کا لکھکر بارگاہ میں پھینکا فرمایا کہ جو کوئی علاج اس گھاسے کا
کرے یہ رقعہ اسکا ہی عمرو نے رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ للہ روپیہ مجھے عنایت ہو تو میں جاتا ہوں امیر نے اسیوقت روپیہ
نقد منگوا کر دیدیا عمرو اسباب عیاری اپنے خیمے سے لیکر روانہ ہوا بعد جانے وہ گھاسے آئی تھی اسیطرف چلا تمام
صحرا چھان مارا کہیں نشان نپایا قریب شام ایک تالاب پر پہونچا کہ تالاب بہت بڑا ہے اور گرد اسکے سبزہ ہے گلہاے
رنگارنگ پھولے ہوئے ہیں درخت میوہ دار لگے ہوئے ہیں ہوا اسکے سرد چل رہی ہے چاند آسمان پر نکلا ہوا ہے
چاندنی چھٹکی ہوئی ہے عمرو حالت یاس و ناامیدی میں چادر بچھا کر وہان بیٹھ گیا اور رزق تھیلیان درست کرکے
باواز حزین کچھ گانے لگا کوئی دو گھڑی رات گاتے ہوئے گذری تھی کہ پانی سے تالاب کے جوش مارا اور پیش ہوا
اس پانی میں سے ایک تخت نکلتے نظر آیا اسپر ایک جوگی بیٹھا ہوا تھا جٹا اسکی خاکستری بھبوت منہ پر ملا ہوا آنکھیں
لال چھنوے گلے میں پڑا ہوا بت بازوون پر بندھے ہوے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہوا سیندور کا دیا ہو بندے کانوں میں
پہنے ہوئے کوئی اسی نوے برس کا سن القصہ وہ تخت سے اتر کر عمرو کے پاس آیا عمرو اسے دیکھکر ڈر گیا مگر وہ
آگے جھپکا بانسری سنا کیا بعد اسکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چل عمرو نے کہا کہ میں پانی میں کیونکر اترون کہا کہ
تو آتو سہی تجھے پانی نہ معلوم ہوگا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر تالاب پر مارا کہ وہ پانی جم گیا تختہ بلور کے ہوگیا
عمرو اسکے ساتھ آیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہے اسکے اندر زینہ بنا ہوا ہے اندر اسکے گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت نما ہے
آگے بڑھا ایک بارہ دری چھت پردون سے آراستہ دیوار گیریان جھاڑ کنول بے انتہا لگے ہوئے نظر آئے فرش
کیا ہوا دیکھا مسند بچھی ہوئی پایہ شمعین کافوری فروزان تھیں اسباب عیش مہیا وہ جوگی مسند پر آکر بیٹھا عمرو کو
اپنے سامنے بٹھایا آپ کھانا کھایا عمرو کو کھلایا اور کہا کہ اب میرے سامنے فی نوازی کہیں تجھے دولت دنیا سے
نہال کردونگا اور تو روتا کیون ہے حال اپنا بیان کر عمرو نے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام بتائیے مجھے بیان کیجیے اور یہان
صحرا میں تنہا رہنے کا سبب کیا ہے یہ فرمایئے تو پھر میں عرض کرون اسنے کہا کہ نام میرا نگاؤ آتشیار جادو ہے میں
میں تنہا رہتا ہون عیال و اطفال میرے سب ہیں مگر مجھکو تنہائی پسند ہے اور تجھکو بھی بھبوت اصل میں آج تک
نہیں دیکھا میں پوست گاؤ میں رہتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر عمرو نے کہا کہ میں کلانوت تھا خانہ این کیان کا
خدا پرستون نے وہ گھر برباد کیا میں تباہ ہوا دس ہزار روپیہ مجھے ملتے تھے خوش و خرم تھا اب کوئی پوچھتا
نہیں نان شبینہ کو محتاج ہون ہان یہ خدا پرست غارت ہون تو پھر کوئی ہمیں پوچھے انکے دور میں تو ہمیں گردش ہے
اور باتیں کرتے کرتے عمرو نے دیکھا کہ کچھ کوٹھے مقفل ہیں پوچھا کہ اسمیں کیا خزانہ سرکار کا ہے اسنے کہا کہ اے کلانوت
میں لشکر حمزہ کا کام تمام کرچکا ہون اب ایک دور فرمین خانہ ہے اور ان کوٹھریون میں سب سرداران لشکر حمزہ کے
قید ہیں میں جاکر انھیں پکڑلایا ہون عمرو نے کہا کہ خدا آپکا بہت سا بھلا کرے کہ آپنے ان مفسدون کو غارت کیا
نگاؤ آتشیار جادو نے کہا کہ اے کلانوت اب تو پھر اسیطرح سے بانسری بجا کہ گا جسطرح وہان بجارہا تھا عمرو بولا کہ
اعلی اعلی مراتبہ میں بلبیان لون ابکی اس سے بہتر بجاؤنگا گاؤنگا اور وہ تو میں گاتا تھا اپنے حال پر روتا تھا

اب آپ مجھسے سنیے اور بانسری کی قنلیان درست کرکے بجانے لگا یہ حالت اسکی ہوئی کہ مست ہوگیا جھومنے لگا عاشق
ہوگیا ایک دو گھڑی بجاکر عمرو چپ ہوا اُسنے کئی ہزار دینار عمرو کو دیئے اور کہا کہ پھر بجاؤ عمرو پھر بجانے لگا اور گانے لگا
جب چپ ہوا اُسکی مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر دیا اور کہا کہ پھر گاؤ عمرو نے پھر بانسری ہاتھ میں لی اب آتشبار جادو
روپیہ اشرفی جواہر دیتا جاتا ہے اور فرمائش کرتا جاتا ہے کہ گائے جاؤ اس اثنا میں عمرو نے اپنی بغل میں سے گلابی
شراب کی نکالی اور منہ اسکا کھولا خوشبو جو اُسمیں سے نکلی وہ جادوگر بیچین ہوگیا کہا اسمیں سے تھوڑی سے
مجھے دو عمرو نے کہا بلبیان لوٹ یہ تو میری زندگی کا سہارا ہے ہم لوگ اسے جیون مول کہتے ہیں یہ اگر نہ ملے گی
تو مرجاؤنگا اُسنے کہا کہ میں تجھے بہت سی بنوا دونگا کہا کہ خدا آپکو سلامت رکھے آپ منہ کھولیں میں اپنے ہاتھ سے
آپکے منہ میں ڈالدونگا اُسنے آنکھیں بند کرلیں منہ کھولدیا عمرو نے تمام گلابی منہ میں ڈالدی اور کہا کہ یہ منہ آپکا
کا ہیکو ہو غار ہے سب گلابی اُنڈل گئی اب میں کیا کرونگا کہا کہ صبح کو فورا ایسے قرابے تجھے منگوا دونگا عمرو پھر گانے لگا
وہ سنتے سنتے عالم مستی میں ناچنے کودنے لگا کہ بیہوشی نے دھما چوکڑا مارا الٹکر گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا نکالا خنجر
گلے پر اسکے رگڑا دیا پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ روئین تن ہے ایک دو پتھر بڑے بڑے ڈھونڈھکر لایا ایک اُسکے سر تلے
رکھا دوسرا اوپر سے پھیر کر جو مارا تو سر اسکا پاش پاش ہوگیا وہ واصل جہنم ہوا آندھی چلی زمانہ تاریک ہوگیا
غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ مارا گیا نام میرا آتشبار جادو بعد روشنی جو ہوئی دیکھا
کہ باغ کسی وقت کا پڑا نا ہے اور بارہ دری بھی نہایت کہنہ ہے بیچ میں سبزہ میں عمرو بھی کلا لوت کی صورت بنا ہوا
قیدیوں پاس گیا کہ میں کلالوت ہوں آتشبار جادو کا تمہاری نگہبانی کیواسطے مقرر ہوا ہوں اگر تم سب
مجھے زر نقد عنایت کرو تو میں تمہیں قید سے چھوڑدوں بعضوں نے کہا کہ ہمارے پاس یہاں روپیہ کہاں ہے ہاں کہا کہ
لکھدو لشکر حمزہ میں پہونچکر دیدینا بعضوں نے کہا کہ ہمارے پاس قلم دوات کہاں اسنے کہا کہ وہ بھی موجود ہے
غرض سبھوں سے نوشتہ لکھواکر مُہر کرواکر اپنے پاس رکھا بعد اُسکے ظاہر کیا کہ میں عمرو ہوں اسیر چھٹیں ہمنے مارا
ہے منے گاؤ آتشبار جادو کو باہر آؤ دیکھو لاش اسکی پڑی ہے سب بہت خوش ہوئے عمرو نے تمام مال و اسباب
ہمرنگا ؤ آتشبار جادو کا لیکر نذر زنبیل کیا اور سب سرداروں کو ساتھ لیکر بہ راہ راست
لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا یہاں طبل جنگ بجا ہی ہے صبح کو لقا اور مصاحب شاہ سوار ہو کے
میدان کیطرف چلے بختیارک کو پرچہ گزرا کہ آج رات کو وہ بیہوش نہیں آسکے بختیارک نے پوچھا کہ اے
مصاحب شاہ بس یقین جانو کہ آج وہ گانے بھی نہ آئیگی اور لقا سے کہا کہ یہ انکا بھی خاتمہ ہو چکا جو سامان
بھاگتا ہے یا اگر لقا نے ایک دھول بختیارک کے ماری کہ گیا واہی بکتا ہے دیر مصاحب شاہ خفا ہوا کہ خبیث
نحس کی فال بد تو منہ سے نکالتا ہے القصہ دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے مصاحب شاہ میدان میں
آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام میں سے شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر مقابلے کو آیا
لگا وزن ہوا کہ مصاحب شاہ گرد بردہ ہو گیا اسلحہ کی لڑائیوں میں ہر کسب کو پورا مقابل ہوا مصاحب شاہ نے
نام پوچھا علمشاہ نے نام اپنا بیان کیا مصاحب شاہ نے کہا کہ اے لڑکے حمزہ اپنے اوپر رحم کر فرعون شاہ کو
سجدہ کر لقا کی طاعت میں رہ بلکہ حمزہ کو بھی سمجھا کر لے آ آئین نیز اسی میں بہتری ہے علمشاہ نے کہا او کافر ہم لعنت
کرتے ہیں فرعون شاہ پر جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر تو نا حق مصاحب شاہ نہایت برہم ہوا اور اٹھا کر
نیزہ شانہ پر دے مارا علمشاہ نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری شاہزادہ نے تیغ کی

تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالدیا دونو کشمکش ہونے لگے آخر کار علمشاہ نے اُسے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا چہ ٹکڑ چھاتی پر سنگین باندھ دین پھر صاحب شاہ کی طرف دیکھا کیا دیکھا کہ وہ نہ آتی تھی نہ آئی بجنیتار کہ لگا را
اے صاحب شاہ آن گاور اقصاب بردوان قصاب ترا بخوار مرد بانگ گاوے نہ آنکھی ہینے تو بلیثرن کی خبر سنکر پہلے ہی کہدیا
تھا اب تم جاؤ اسلام لاؤ ہم بھی رخصت ہوتے ہین لیکن اور علمشاہ نے جسوقت صاحب شاہ کو پکڑ لیا فوج
صاحب شاہ کی علمشاہ پر دوڑ پڑی شاہزادہ اُنپر حملہ آور ہوا لشکر صاحب شاہ سے لڑائی ہو رہی تھی کہ عمرو
بھی مع سرداران لشکر اسلام پہونچا غرض ایک جنگ ہوا انجام کار کفار شکست کھا کر بھاگے اہل اسلام قلعے مین چلے
آئے اندر قلعے کے لڑائی ہونے لگی قلعے والے قتل ہونے لگے یہانتک کہ رعایا نے دوہائی حمزہ صاحبقران کی پکاری
امیر نے فرمایا کہ اب اہل قلعہ کو نہ قتل کرو یہ سب بیچارے بیقصور ہین عمرو نے سفید جھنڈا بلند کیا قتل و قمع موقوف ہوا بادشاہ اسلام
ایوان شاہی مین آ کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحب شاہ کو سامنے بلوایا ملقین ہر چند اسلام کیا وہ از بس جو ہدایت تھا
مسلمان ہوا عمرو نے گاؤ آتشبار جادو کے مارنے کا حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے خلعت دیا عمرو نے نوشت
سرداروں کا سامنے کیا امیر نے فرمایا کہ یہ بھی محنت کی ہے یہ بھی روپیہ خزانے سے لو اور رقعہ خزانچی کے نام
لکھ دیا عمرو دعائین دیتا ہوا رقعہ لیکر گیا اور روپیہ خزانچی سے گنوا کر داخل زنبیل کیا غرض تمام شہر
صاحب شاہ کا اسلام آیا اور ہوا جا بجا مسجدین بنین بتخانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی سکہ بادشاہ اسلام
نام پر جاری ہوا امیر نے جشن کیا ہی صبح کا وقت ہی قلعے سے باہر تشریف لائے ہین کنارہ دریا کے بیٹھے ہوئے سیر کی
کیفیت دیکھ رہے ہین کہ دور ایک سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھنے لگے جب وہ سیاہی نزدیک آئی دیکھا تو جہاز ہین
جسوقت وہ جہاز قریب آئے تو دیکھا کچھ لوگ سیاہ پوش ہین اور ایک تابوت سیاہ بیچ مین رکھا ہوا ہے یہانتک کہ جہاز
کنارے پر آ لگے اب پوچھا کہ یہ کس کی تابوت ہے غرض قاسم ان قاسم کے حسن خان تیمور خان الماس خان وغیرہ
لاش قیماس خان تابوت کی لیے ہوئے سامنے امیر کے آئے قاسم کو دیکھکر خوش ہوئے قدمون پر گرے
قاسم نے اُن سب کو گلے سے لگایا صاحبقران نے حال قیماس خان کا پوچھا کہ کیسکے ہاتھ سے مارا گیا ہوا اُن
ایرج کا فرنگ جانا اور لعبت حور کا عاشق ہو کر ایرج کے ساتھ ہونا اور شہر فرنگوشیہ کا قتل ہونا اور قیماس خان کا
ایرج کے ہاتھ سے مارے جانا بیان کیا قاسم کو بڑا رنج ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا صاحبقران اب غلام کو رخصت کیجئے
کہ غلام جا کر اس قتل کا بدلا لے صاحبقران نے فرمایا کہ تامل کرو کل یہانسے جانا مگر بھی ایرج
اپنے مقصد و رہبر مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا غرض قیماس خان کی لاش وہان دفن کروا دی اور قاسم تیاری سفر مین مصروف
ہوا رات بھر علمشاہ اور بدیع الزمان دونون قاسم کے پاس بیٹھے رہے یہی باتین ہوا کین کہ مدت کے بعد ملاقات ہوئی
تھی مگر پھر فراق اختیار کیا زنانہ تفرقہ ڈالوا یا گلے ملتے تھے روتے تھے لوگ کہتے تھے کہ پیرو مرشد خدا جامع المتفرقین ہے
ملاو لگا غرض صبح کر قاسم تو گریبان وبال ادھر راہی ہوا بدیع الزمان اور علمشاہ ادھر پھر آئے بعد قاسم کے
جانے کے امیر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ حال لقا کا بیان کرو کہ کہان گیا عرض کیا کہ لقا دربند محراب ہے خلل انداز
محراب شاہ نے اسکی دستگیری کی ہے فرمایا چلو یہانسے دربند محراب کو غرض امیر حمزہ صاحبقران والا شان
مع لشکر نصرت اثر قطع منازل و طی مراحل کوچ بکوچ جانب دربند محراب تشریف شریف ارزانی فرماتے ہین

اب ہم دوسرے داستان چوتھی دربند محراب سے بیان کرتے ہین

کہ لقا بھاگ کر جب دربند محراب مین پہونچا محراب شاہ اسکا استقبال کر کے لیگیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا

بختیارک نے کہا مہراب شاہ ہمارے تعاقب میں ایک ایسا شخص زبردست آتا ہے کہ کوئی اُس سے عہدہ برا نہیں ہوتا تمام سلطنتیں اور
خدائیاں اُسنے برباد کر دیں ہیں یہانتک خداوند فرعون شاہ پاس جاتے ہیں مہراب شاہ نے کہا کہ اگر ہمسے کچھ نہ ہوسکیگا تو ہم آپ سے
ملینگے بختیارک نے کہا کہ کچھ زبان سے تو کہیے کہ آپ نے کیا تدبیر کی ہے مہراب شاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا بختیارک نے
لقا سے کہا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے یہ رات کو بھاگ کر اپنے چلا گیا دوسرے روز مہراب شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر حمزہ کا آپہونچا
دوسرے دن مہراب شاہ تحفے اور نذر کی کشتیاں ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کیا کہ شہریارا ایک مشکل ہے اگر آپ اسے
حل کیجیے تو غلام مسلمان ہو حضور عقدہ کشا سے جہان ہیں یہ بھی عقدہ حضور سے حل ہوگا فرمایا کہ بیان کرو عرض
کیا کہ شہریارا یہاں سے تین فرسخ پر ایک غار ہے کہ اُسے غار جمشید کہتے ہیں اور ایک دیو وہاں رہتا ہے نام اُسکا
دیو اشکال ہے نہایت حرامزادہ بد افعال ہے اکثر آتا ہے اور شہر کے آدمیوں کو کھا جاتا ہے اُسکے ہاتھ سے سب جان بلب
ہیں اور اُس غار میں خزانہ جمشید ہے اُسکا کوہ نام ہے جو اُسے مار سکے گنج جمشید اُسکے ہاتھ لگیگا در مشہور ہے کہ جو صاحبقران
ہوگا وہ اُس دیو کو ماریگا امیر نے فرمایا کہ اے مہراب شاہ کل ہم تمہارے ساتھ وہاں چلینگے غرض دوسرے دن
امیر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب وہاں پہونچے دیکھا کہ غار عمیق ہے اور ایک طرف ایک چبوترہ بنا ہے کہ طول و عرض اُسکا
دو ہزار گز کا ہوگا اور گرد اُسکے سبزہ ہے گلہائے رنگارنگ پھولے ہیں ہوا سرد چل رہی ہے ایک دیو بد شکل اُس میں
پڑا ہوا سوتا ہے مہراب شاہ تو خوف سے دیو کے دور رہ گیا تھا امیر نے پاس اُسکے جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خواب
خرگوش سے بیدار ہو وہ دیو چونکا امیر کو دیکھا پکارا کہ او آدمزاد تجھے اولاد ابلیس نے مجھے میرے کھانے کیواسطے
بھیجا ہے امیر کے حلق میں کو دیکھ کے میں تجھے بلبلا کر نگل جاؤنگا اور دانت لگاؤنگا ڈر امیر نے کہا کہ او اجل رسیدہ
نہیں جانتا تو مجھے کہ میں زلزلہ قاف کوہ سلیمان ہوں آیا ہوں کہ تیرا کام تمام کروں تو نے بہت بندگان خدا آدمیوں کو
ایذا پہونچائی ہے دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ سنکر دیو اشکال بہت ہنسا کہا کہ تو نے نام زلزلہ قاف کا سن لیا ہے تو مانند
زلزلہ قاف جبکہ آسمان پر بھی کہاں ان تو میں تیری [illegible] میں نہ آؤنگا اور ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کر حلق میں ڈال لے
جب ہاتھ دیو کا نزدیک امیر کے آیا پیچھے کو بڑھا ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کھینچا اپنی طرف کو دیو بلبلا گیا اور سامنے امیر کے
جھک گیا امیر نے چاہا کہ گردن اُسکی پکڑیں دیو سا ہاتھ چھڑا کر بھاگا پیچھے کو دوڑا اور شمشاد قدم اٹھا کر امیر پر ماری امیر نے
وار خالی دیا وہ زمین پر پڑی کہ زمین میں [illegible] دیو پکارا کہ آدمزاد گوشت تیرا کھانا نہیں
ملکر کرا ہوگیا افسوس مجھے کھانا نصیب نہ ہوا امیر نے نعرہ کیا کہ او ابلیس بہت کسکو تو نے مارا حریف
تیرا میں موجود ہوں اور کھینچ کر تیغ [illegible] سکی کمر پر مارا وہ دو ٹکڑے ہو گیا [illegible] اُسکا تڑپنے لگا
مہراب شاہ پکارا شہریارا سبحان اللہ اور آکر قدموں پر گر کر تصدق ہوا ہاتھ چومے امیر اُس غار میں تشریف لیگئے
دیکھا تو کوٹھے مقفل ہیں انہیں کھولا تو زر و جواہر انمیں بھرا ہوا تھا عمرو سے کہا کہ باربرداری لاؤ اور یہاں سے
لیچلو عمرو نے عرض کیا کہ شہریار آپ جوانمرد ہو باربرداری کا ہو وہ مجھے دیجیے میں مال آپکا پہونچا دوں فرمایا اچھا
کیا مضائقہ ہے عمرو نے سب مال زنبیل میں ڈال لیا اور لشکر میں آکر نصف امیر کو دیدیا امیر نے اجیرہ اُسکا اور دیکھا
عمرو کے حوالے کی مہراب شاہ کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا تمام شہر مہراب اسلام آباد ہوا ایک روز امیر
کنارے دریا کے بیٹھے ہیں کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا اور ہوا سرد چلنے لگی عجب کیفیت تھی کہ سیاہی ابر کی چھائی ہوئی
تھی کشتیاں دریا میں چھوٹی ہوئی تھیں نوارہ لوگ کھیل رہے تھے امیر نے فرمایا کہ مچھلی شکار کھیلنے کو جی چاہتا ہے
مہراب شاہ سے کہا کہ پیرو مرشد یہاں شکار [illegible] فرمایا کہ اگر شکار یہاں بہت ہے تو مجھے وقف کر دیا ہے کاش

شکار کھیلے عمرو نے جو وقت کا نام سنا اپنے شاگردون سے کہا کہ قراولون سے کہو کہ شکار کا پتا لگا کر لشکر مین پہنچین اور
منع کردو کہ کوئی قصاب آج لشکر مین گوشت نہ بیچے ہمارے شکار کا گوشت بکیگا غرض امیر عمرو کو ہمراہ لیکر
شکار کھیلنے مین مصروف ہوے باقی اور سردار بھی اپنے اپنے رفیقون سمیت مشغول صید و شکار ہوے کہ سامنے
امیر کے ایک ہرن بھاگا ہوا گذرا امیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر اُس ہرن کو
صید کیا عمرو نے گوشت ہرن کا نکالکر اُسکے کباب کا ارادہ کیا امیر نے کہا کہ خواجہ وقت دوپہر کا ہے کوئی باغ کہین ہو
تو چلکر اُسمین ٹھہرین عمرو تلاش مین نکلا تھا کہ دور سے ایک باغ بہت تکلف کا دکھائی دیا عمرو آیا امیر کو ساتھ لیا آپ
خدمتگار کی صورت بنکر ہمراہ ہوا کہ شاید کوئی دشمن ہو تو مجھے نہ پہچانے غرض آکر باغ مین داخل ہوے اب سیر
پھرنے لگے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خوب ہوا جو ہم اس باغ مین چلے آئے نہین تو بھیگتے جاتے عمرو نے کہا شہریار
درست ہے سیر کرتے ہوے بارہ دری مین پہونچے آواز رقص و سرود کی کان مین آئی دیکھا تو بارہ دری کے دروازے
پر پردے پڑے ہوے ہین چلمنین چھوٹی ہوئی ہین امیر نے تلوار سے چلمن اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوگن بیٹھی ہے اور آگے
اُسکے رقص و سرود ہو رہا ہے اور وہ عالم محویت مین آنکھین بند کیے ہوے بیٹھی ہے امیر یکبارہ اوس پر عاشق ہوے
اور وہین سے کھڑے ہوے دیکھا کیے اُسکو خبر بھی نہوئی کہ کوئی آیا ہے یا نہین بعد ایک ساعت کے امیر اوپر آئے
آکر بیٹھ گئے عمرو بھی اندر آکے پیچھے کھڑا ہو رہا بعد چار گھڑی کے جب وہ رقص و سرود موقوف ہوا جوگن نے سر اُٹھا کر
امیر کو دیکھا مائل و مبتلا ہو گئی یکبارگی کہ عشق اللہ ہو ابھی بات بھی نہونے پائی تھی کہ آواز نقارے کی دروازہ باغ پر
آئی جوگن نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا ہٹ جائیے ایک شاہزادی میری ملاقات کو آئی ہے وہ پھر ٹھہر کر چلی جائیگی آپ پھر
تشریف لے آئیگا امیر وہانسے ہٹ گئے جوگن نے اپنے کو بنا سنوار لیا بعد ساعت بھر کے ایک زن خردسال نہایت
خوش جمال سکھپال مین سوار پیدا ہوئی اور پیچھے اُسکے کچھ پالکیان آئین کچھ عورتین سوار تھین یہانتک کہ وہ زن جمیلہ
سکھپال سے اُترکر جوگن کے سامنے آئی اور کئی ہزار دینار سرخ نذر دیے جوگن نے بہت سی شفقت اُسپر فرمائی اب
اُسکو وہ جوگن پاس سے باہر آئی ہنڈولہ وہان گڑا ہوا تھا اُسپر بیٹھی گانا شروع ہوا لیکن امیر جو باغ سے باہر آئے بیقرار
ہین کہ کیونکر اندر جاؤن اور تماشا اُس محبت کا کسطرح دیکھون عمرو سے کہا کہ خواجہ کسیطرح تم مجھے اندر باغ کے لیچلو
کہ مین ایک نگاہ جوگن کو دیکھ لون عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ جوگ تجھے جوگ کا معلوم ہوتا ہے خدا جانے اسکی محبت کا کیا انجام
ہوگا اور حمزہ اب تو بوڑھا ہو چکا عشق و عاشقی تجھے زیبا نہین ہر شخص سے تعلق رکھتی ہے چل یہانسے اپنے لشکر کو امیر نے
کہا کہ خواجہ دلپر کچھ اجارہ نہین ہے مین نہایت بیچین ہون واللہ جبتک مطلب دلی اس جوگن سے حاصل نہ کرلونگا
یہانسے ہرگز نہ جاؤنگا عمرو نے کہا کہ یہ کمبخت بڑھاپے مین جنون ہوا ہے بڑ بکس لگا ہے امیر نے کہا کہ تم کچھ ہی کہو میری جان پر
صدمہ ہے عمرو نے کہا کہ بنا عشق ہے کوڑی خرچ نہ کرینگے اور معشوق پاس جائینگے وہی مثل ہے زر نیست عشق ٹین ٹین
امیر نے کہا کہ خواجہ روپیہ تو یہان نہین ہے مگر تم مجھسے لکھوا لو لشکر مین چلکر لے لینا غرض عمرو نے دو ہزار کا رقعہ لکھوا کر
مُہر کروا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ حمزہ مین تدبیر کرلون تو لیچلون یہ کہکر سامنے سے چلا گیا ایک ٹیلا تھا اُسکی آڑ مین
جاکر رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی اور ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہو کر پیش
صاحبقران کے آیا امیر نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر چلا آتا ہے جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنا شروع کیا مگر مطلق اسم اعظم
نے اُسپر اثر نہ کیا وہ اژدر سوار قریب آیا امیر تلوار پکڑکر اُٹھے عمرو قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ حمزہ کیا مجھے مارینگا اب تمہین
معلوم ہوا کہ عمرو ہے فرمایا کہ بھئی عجیب صورت تم نے بنائی ہے تجسے بہتر عیار نہین ہوگا عمرو نے امیر سے کہا کہ حمزہ تو بھی

صورت اپنی تبدیل کر دیا یا کہ جو صورت تم چاہو بنا و تمہین اختیار ہی عمرو نے امیر کو بھی صورت جوگی کی بنا کر پیچھے اژدہے سوار کر لیا اور نکل جو اس اژدہے کی ہوئی وہ باغ کے اندر آیا بہون نے ساحر جانکر تعظیم دو تو تیری عمرو نے جوگن کیطرف دیکھکر کہا کہ بچہ خوش رہو جوگن نے کہا کہ بابا جی پاؤنگو ان درشن آپکے آنیسے قدم رنجہ فرمائیے عمرو اژدہے سے اترا امیر کا ہاتھ پکڑ کر جوگن کے پاس آکر بیٹھا جوگن نے جام شراب کا دیا اُسنے کہا کہ بچہ مین نے بڑے بڑے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ہمنشین سامری و جمشید ہون تم بچہ کیا نام رکھتی ہو جوگن عمرو کی باتین سُنکر بہت خوش ہوئی اور پھر جام دیا کہ اسے تو پیجیے عمرو نے پھر لیا غرض دونون مین خوب گفتگو ہوئی اس اثنا مین وہ شاہزادی جو آئی تھی سوار ہوکر چلی گئی کسیکو اُسکے جانیکی خبر بھی نہوئی امیر نے عمرو کے کان مین کہا کہ خواجہ بچہ تم اسکے سپرد کرو دین مین نے اسکی محبت مین تقیری اختیار کی مجھے کسی سے سروکار نہین ہے اُسنے کہا کہ تم لشکر کیطرف چلے جاؤ کلی مرتبہ ہوکر کہا عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ چپ رہو اس سے حاصل کیا ایسا نہو کہ افشاء راز ہو جاے اور ہم تم دونون گرفتار ہو جائین آخرکار عمرو نے جام شراب کا لبریز کرکے بیہوشی اسمین ملا کر جوگن کے ہاتھ مین دیا جوگن نے اُسکے ہاتھ مین لیا منہ کے برابر لائی چاہا کہ پیے کہ بو دار و سے بیہوشی کی دماغ مین پہونچی جام کو نہ پیا دیکھا امیر اور عمرو کو کہا کہ خوب ہوا کہ تم تشریف لائے مین تو مشتاق تمہاری بیٹھی تھی مین نے تمہین پہچانا کہ تم عمرو ہو اور یہ امیر ہین تمہین سے تو میرے باپ گاؤ آتشبار جادو کو مارا ہی مین تمہین ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب تم کہان میرے ہاتھ سے بچکر جاتے ہو تو سہی نام میرا سلسلہ جادو کہ اپنے باپ کا خون کے عوض مین تمہین اسطرح مارون کہ ماہیان دریا در مرتبان ہوا تمہارے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو دیر رحم نہ آئیگا امیر کو جو یہ معلوم ہوا کہ ساحرہ ہے نفرت کلی ہوئی عمرو نے خنجر کھینچا کہ مارے کہ سر اسکا تن سے جدا کرے شکستہ ہوکر گر گیا اور اس ملعونہ نے چند دانے ماش کے پڑھکر مارے کہ زبان امیر کی بھی بند ہوگئی بعد اسکے اُسنے دست افسوس ملا نام لیکر شمشاد کا پکاری دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل پیدا ہوا سلسلہ جادو نے کہا کہ اے شمشاد جادو مین نے عمرو کو تجھے دیا تو لیجا اسکے کباب کرکے کھا شمشاد جادو زنگی تو عمرو کو لیکر چلا گیا اور سلسلہ جادو نے امیر کو اپنے پاس لاکر بٹھایا کہا کہ اے حمزہ تو میرے اوپر عاشق ہوا ہی مین بھی تجھسے محبت رکھتی ہون گو کہ تیرے باعث سے باپ میرا قتل ہوا مگر محبت سے مین تجھسے کچھ کہہ نہین سکتی آ تجھسے صحبت ہو امیر نے کہا اے سلسلہ جادو پہلے بیشک مجھکو محبت تجھسے ساتھ ہوئی تھی مگر اب جیسے مجھے معلوم ہوا کہ تو ساحرہ ہی نفرت کلی ہوگئی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے اور سحر کو ترک کرے تو مین تجھسے صحبت کرون اُسنے کہا کہ اے حمزہ ایسا تو تو نے میرے باپ کو مارا اور دوسرے سوال اسلام کا کرتا معلوم ہو جائیگی کیفیت دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ مستعد قتل امیر ہوئی لیکن عمرو کو آدم شمشاد زنگی وہان سے کھینچتا ہوا لایا کہ او سار بان زادے تو نے ایک زمانے کے ساحرون کو مارا ہی سب کا خون تیری گردن پر ہے دیکھ تجھے کسطرح سے مارتا ہون اور جلادی نہین کا لے کر اسمین عمرو کو باندھا اور کوئلے برابر عمرو کے سلگائے چھریان کانٹے سیخچے نمکدان لاکر رکھے چھری ہاتھ مین لی کہ گوشت عمرو کا کاٹکر کباب کرے عمرو نے دیکھا کہ قضا تیری برابر ہوگی لگا رو رو کر دعا مانگنے کہ اے خالق ارض و سما بچا مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے ... دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف قبول جا بیٹھا کسی نے دروازہ کھولا دیکھا کہ فضل جادو ہی کو کہا جادو کا ... منہ سے ہوسے پایا پوچھا کہ او شمشاد کیون تو نے اسے باندھا ہی کہا کہ ملکہ سلسلہ جادو نے مجھکو دیا ہی کہ کباب کرکے کھا جا فضل نے کہا کہ وہ لکا ... کہان ہی مین آیا ہون اسکے ہیچ مارنے کو کہکر ایک ناریل شمشاد زنگی پر مارا اسکے سینے پر لگا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا شمشاد واصل جہنم ہوا فضل نے عمرو کو کھولا اور پوچھا کو خواجہ ...

عمرو نے کہا ای فضل اس بارہ دری مین سلسلہ جادو کے پاس قید ہین نہین معلوم اُسنے کیا سلوک اُنکے ساتھ کیا
فضل بولا چلیے مین اُس لکاتہ کو مارونگا یہ دونون بارہ دری مین آئے پردہ اُٹھاکر اندر گئے دیکھا کہ سلسلہ جادو
تو نہین ہی مگر امیر کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور تمام ایوان مین خون بہ رہا ہی عمرو نے ایک چیخ ماری اور پکارا کہ ای آقا سے
عمرو ای مولا سے عمرو ہاے یہ تجھکو کیا ہوا کسی سفر مین تو نے مجھے نہین چھوڑا سب جگہ تو مجھکو ساتھ لیے گیا اس سفر مین
مجھکو ساتھ نہین لیا عمرو بعد تیرے زندگی نکریگا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ فضل جادو عمرو سے
لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ یہ کیا کرتے ہو لاش تو انکی لیجا کر انکے وارثون تک پہونچاؤ پھر جو چاہنا کرنا آخری خدمت اپنے
آقا کی ادا کرلو یہ کہکر فضل بھی روتے روتے بیہوش ہوگیا عمرو فضل کو ہوشمین لایا اور کہا کہ ای فضل ہمکو
سمجھاتے تھے یا اپنی جان دیے دیتے ہو جبھی ہوشمین آؤ اور عمرو نے سر اُس افسر عالم کا اُٹھا لیا منہ سے منہ ملنے لگا
فضل لاش سے امیر کی لپٹ گیا القصہ لاش کو چارپائی پر ڈالکر باہر لائے دہان اشقر دیوزاد کھڑا ہوا تھا عمرو نے
پکارکر کہا کہ ای اشقر آقا تیرا عدم کو سفر کر گیا ہم تو بیوارث ہوگئے یہ لاش ہی اُسکی اشقر نے جو لاش دیکھی زمین پر
گرا لوٹنے لگا سر پٹکنے لگا عمرو نے اشقر سے لپٹا کہا کہ ای اشقر لاش اپنے آقا کی لشکر مین پہونچا لو پھر ہم تم دونون
قلعہ پاس چلینگے یہ کہکر لاش صاحبقران کی اشقر پر ڈالی اور کہا کہ ای اشقر بعد حمزہ کے زندگی بدتر از مرگ ہی عزیز
بچاہین اشقر کو لے لیا اور دہنے بائین طرف عمرو اور فضل جادو گریان و نالان روانہ ہوئے مگر حال یہ تھا کہ
سلسلہ جادو کا کہ اُسنے ایک پتلہ لاش کے آسنے کا امیر کی صورت کا بناکر فرش پر کرکے ڈال گئی تھی اور آپ عقاب کی صورت
بنکر امیر کو پنجے مین پکڑ کر اُڑی ہوئی پردہ ظلمات کو جاتی تھی اور امیر بیہوش تھے کہ بحکم خالق عزوجل اسی راہ سے گہرزاد
لشکر دیوون کا لیے ہوے چلا آتا تھا کہ دیکھا ایک عقاب کے پنجے مین ایک آدم لٹکا ہوا چلا جاتا ہی دیوون سے کہا
کہ اس جانور کو مع آدمی لاؤ مقرر یہ کوئی ساحر ہی دیو دوڑے اُس عقاب نے چاہا کہ بچ کر نکلجائے ممکن نہوا قصہ
مختصر کیا تھا کہ دیوون نے آکر گلا اُسکا دبایا اور اُسکے پنجے سے صاحبقران کو لیا سامنے گہرزاد کے لائے گہرزاد نے
صاحبقران کو پہچانا کہا کہ غضب ہوا تھا کہ پدر بزرگوار کو کیا لیجاتا تھا امیر کو مسند پر لٹایا وہ جو دیو اُس ساحرہ کو
پکڑے ہوے تھا اُسکی چٹکی پہلی تھی گہرزاد نے اُس دیو سے کہا کہ جانے دے بس وہ دیو اُس لکاتہ کو حلق مین
رکھ گیا اب صاحبقران ہوشمین آئے گہرزاد نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا امیر نے پوچھا وہ جوگن
کہان ہی اُسنے عرض کیا کہ ایک عقاب حضور کو پنجون مین لیے جاتا تھا غلام نے اُس سے حضور کو چھڑایا اور وہ
عقاب ایک ساحرہ تھی اُسے دیو کھا گیا امیر بہت خوش ہوئے اور تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ زندگی تھی کہ تم
پہونچ گئے نہین تو یہ لکاتہ خدا جانے کیا سلوک کرتی اور اب تو گہرزاد عمرو بھی گرفتار ہوا تھا اُسکا حال کچھ معلوم ہی عرض
کیا کہ غلام آگاہ نہین فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو عرض کیا کہ ہمشیرہ ملکہ قریشہ سلطان قہقہہ سرچشمے پر گئی ہین
غلام اُنکی کمک کیواسطے جاتا تھا راہ مین حضور کو دیکھا کہا کہ اچھا ہم جلد ہمارے لشکر مین پہونچاؤ تم جس جان
جاسکتے ہو وہ جاؤ گہرزاد نے اُسیوقت صاحبقران کو تخت پر سوار کروایا دیوون سے کہا کہ جاکر قبلہ و کعبہ کو
پہونچا آؤ دیو اُسیوقت امیر کو لیکر روانہ ہوے جب بارگاہ شاہی مین پہونچے دیکھا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہین ہی
سناٹا پڑا ہی اور باہر بھی کوئی نہین معلوم ہوتا اور لشکر مین ایک حشر برپا ہی فراشون سے پوچھا کہ بادشاہ اسلام
کہان گئے ہین سبب عزا کیا ہوا یہ غلغلہ رونے کا کیسا ہی اُنہون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کے دشمنون کے
مارے جانے کی خبر آئی تھی کہ عمرو لاش لیے ہوے آتا ہی سب روتے پیٹتے بحال تباہ گئے ہین امیر نے فرمایا

کہ مین تو زندہ و سلامت ہون تم جلد جا کر ان سبکو خبر کرو کہین ایسا نہو کہ کوئی غم مین میرے ہلاک ہو جاے [illegible]
روانہ ہوے ادھر بادشاہ اسلام اور بدیع الزمان اور عملشاہ وغیرہ آکر لاش صاحبقران سے لپٹے ہوے ایک کا
منھ سے منھ ملا رہا ہی خون سے لیکر اپنے چہرے پر لگاتا ہی عمرو کے اور اشقر کے روتے روتے آنسو خشک ہو گئے ہین
فضل چپ ہوا اور شور بپا آتا ہو تمام لشکر خاک سر پر اڑاتا ہی کہ اس اثنا مین لوگ پہونچے اور عرض کیا کہ صاحبو یہ کیا
بدشگونی ہی امیر تو زندہ و سلامت بارگاہ مین موجود ہین کسیکو یقین نہ آیا بادشاہ اسلام نے مقبل سے کہا کہ تم جا کر
دیکھو یہ سچ کہتے ہین یا جھوٹ مقبل یہانسے روانہ ہوا ادھر امیر بارگاہ سے باہر نکل آئے ہین دروازے پر کھڑے
ہوے ہین جو دیکھتا ہی وہ حیران ہوتا ہی مارے خوف کے کوئی کچھ کہتا نہین کہ مقبل پہونچا دیکھتے ہی قدمون سے آکر
لپٹا عرض کیا کہ شہریار خبر آپکی سلامتی کی سنکر کسیکو یقین نہین آتا فرمایا کہ جا کر سبکو خبر دو مقبل خرم و شادان آیا
اور سبھون سے کہا کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون پھینکو اس لاش کو عمرو نے کہا اے مقبل [illegible]
کسی عیار نے یہ شعبدہ کیا ہوگا حمزہ زندہ کہان اور خوب رویا کہ اے آقا مجھے جلد اپنے پاس بلا لیجیے [illegible]
کو جو خبر ہوئی کہ حالت عمرو کی غیر ہی قریب ہی کہ ہلاک ہو جاے اسوقت آنحضرت نے [illegible] صاحبقران [illegible] کیا تھا اور
مین زندہ ہون تم کسکی لاش لیے ہوے آتے ہو سردار جو گرد لاش کے حالت تباہ کر رہے تھے [illegible] کہ عمرو دو [illegible]
عمرو کا بھی شہمشاد و زرا قدمبوسی کو ادھر سے صاحبقران آتے تھے عمرو کو [illegible] سیدھے کی گردن پر پڑی کہ قلم
امیر نے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا کیفیت پوچھی عمرو نے سب حال [illegible] بدار اور امیر دوڑا فوج بھی لقا بدار کی
[illegible] لیا کہ مدد کرو لقا بدار کی غرض لگی تلوار چلنے
چلا تھا اسیوقت پھنکوا دیا امیر نے اشقر دیوزاد کو بہت [illegible] غلغلہ حشر برپا ہوا لوگ ٹھہورے کے دو پہر تو لڑے
قدمبوسی حاصل کی بارگاہ مین آکر بیٹھے تمام حال اپنا [illegible] بند ہوے لقا بدار بفتح و فیروزی پھرا امیر لقا بدار کی تعریف مین
کہ تم یہان کیونکر پہونچے تھے عرض کیا کہ بعد قتل [illegible] اور مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی کہ یہ عرض کرتا آتا ہی کہ اے شہریار مجھکو
آیا کہ حضور کی زیارت کرتے ہوے عظمیٰ آباد کو [illegible] لقا بدار کو دیکھکر عجب حالت ہی میری کہ بیان نہین کر سکتا ہون
ایک باغ مین پہونچا وہان یہ ماجرا دیکھا لنگری [illegible] سے پہونچے ہین کہ ایک ساتھ تین بچے پیدا ہوے ایک بچہ بادشاہ اسلام کو
لیا اور فرمایا کہ ہم جشن کرینگے غرض ناچار آگے [illegible] عملشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کرب غازی کو اور ایک
ہوا کہ لقا اب دربند ٹھہورے مین ہی فرمایا [illegible] دیکھا ہاتھیون سے پیٹ تلے اور گھوڑون سے لشکر کے پیچھے ہوتا ہوا بھاگا
اسپ چند لیے حال [illegible] ڈھونڈھ کر لیگیا تمام لشکر ہراسان ہوا قیران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر کے سردار
کہ لقا جو دربند ٹھہراے سے بھاگا [illegible] کو تخت پر بٹھا دیا شہ نے انکار بھی کیا قیران نے کہا یہ وقت انکار کا نہین ہی
روزگار سے [illegible] ہرکارون نے خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار نامی
مصروف ہوا [illegible] ہو گئے پیچھے اٹھا لیگئے لقا کے پاس جو نادان جمع تھے انسے کہا کہ وہ تنہا [illegible]
ورسان لقا [illegible] انھون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو دستگیر ہی مگر سخت گیر ہی ٹھہورے نے زخم مین
دیا کہ [illegible] اسنے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہوے تو ان سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا اور ادھر
پہونچا [illegible] اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران سے بادشاہ اسلام
بارگاہ [illegible] ہی غائب ہو گئے لقا بدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے شیطان سے کہا کہ تم جا [illegible]
خوب [illegible] امیر اسلام کو سنا اور کہنا کہ تم کسیطرح پریشان نہ ہونا اگر کفار ارادہ رزم و پیکار کا
اس سے [illegible] کو موجود ہین مگر تم لاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون [illegible]

نے رگون مین جوش مارا ایک محبت پیدا ہوئی مگر یہان لقابدار برابر قمہور کے گدن سوار سکے آیا لگا ورزن ہوا گینڈا
قمہور کا کولی آٹھ دس قدم پیچھے ہٹگیا گرتے گرتے سنبھلا کوکب مار کر گینڈا اپھیرا اور کہا کہ او لقابدار گم نام تو کون ہی
جو میرے مقابلے کو آیا ہی مجھے تو سامنا خدا پرستون سے پڑا ہوا تھا بہتر یہ ہی کہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا نہین تو
مارا جائیگا میرے ہاتھ سے لقابدار پکارا کہ او کافر مین بھی ادنے غلامان حمزہ صاحبقران سے ہون آیا ہون کہ تجھکو
تنبیہ معقول کردن قمہور نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا حال تجھے اچھا جو سر پہ تو رکھتا ہی لقابدار بولا ہم اہل اسلام مین پہلی
نہ کرینگے قمہور پکارا کہ میرا حربہ غضب ہی خداوند فرعون شاہ کا کہا کہ وہ غضب تیری جان پر نازل ہوگا قمہور نے
غضبناک ہوکر برچھا مارا لقابدار نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین لقابدار نے
نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تلوار ماری لقابدار نے ہٹکر تلوار سپر پر روکی کہ قبضہ اور دو نیمہ ہو پڑا شمشیر
ہوا صاف آسیب سپر تلوار اُسکی رد کردی اور پکارا کہ او کافر سنبھل تو ضرب یہ نر دی ضرب من نوش کن و ہمیشہ دل
فراموش کن و در جہان گند شش نوبت باستہ و ہر یکی پنج روز نوبت او ہستہ یہ کہنا کر خبردار کیا تھا اور
کھینچکر تیغہ آبدار جوہر دار قمہور پہ مارا اُسنے سپر پر روکا تھا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر پڑی کہ خود و دستار
عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر تا دو ابرو آئی قمہور نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ قلم
ہوئی قمہور اور گینڈا دونون گرے فوج قمہور کی لقابدار پر دوڑی لقابدار اُنپر دوڑا فوج بھی لقابدار کی
دوڑ پڑی ادہر سے بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کو اشارہ کیا کہ مدد کرو لقابدار کی غرض لگی تلوار چلنے
مانند ملک الموت گرم ہوا لقابدار نے لاش پر لاش گرادی غلغلہ حشر برپا ہوا لوگ قمہور کے دو پہر تو لڑے
بعد اُسکے پسپا ہونے لگے آخر شکست کھا کر بھاگے قلعہ بند ہوئے لقابدار بفتح و فیروزی پھرا امیر لقابدار کی تعریفین
کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ بھئی لقابدار عجب بہادر مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی کرب عرض کرتا ہی کہ ای شہریار مجکو
کسی لقابدار کے ساتھ نسبت نہین ہوئی مگر اس لقابدار کو دیکھکر عجب حالت ہی میری کہ بیان نہین کرسکتا ہون
یہی باتین کرتے ہوئے قریب بارگاہ شاہی کے پہونچے ہین کہ ایک ساتھ پنج بچے پیدا ہوئے ایک بچہ بادشاہ اسلام کو
اور ایک بچہ صاحبقران کو اور ایک علمشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کرب غازی کو اور ایک
شیر افگن کو اٹھا لیگیا عمرو نے جو یہ تماشا دیکھا ہاتھیون سے پیٹ ملے اور گھوڑون کے شکم کے نیچے ہوتا ہوا بھاگا
انجام کار وہ ساتوان بچہ عمرو کو ڈھونڈھکر لیگیا تمام لشکر ہراسان ہوا قران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر بیسردار
منتشر ہو جائے جلد بیہ ہاشم تیغزن کو تخت پر بٹھا دیا ہاشم نے انکار بھی کیا قران نے کہا یہ وقت انکار کا نہین ہی
حکم تمام لشکر مین ہاشم کا جاری ہوا ہرکارون نے خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار نامی
اور عمرو وہ سات آدمی غائب ہوگئے بچے اٹھا لیگئے لقا کے پاس جتنا داران جمع تھے اُسنے کہا کہ وہ بچہ اسے غضب
غضب پر سے جوان سبکو اٹھا لیگئے انھون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو دیو گیر ہی مگر تحقیق گیر ہی قمہور کے زخم بھی
کاری لگ چکے ہین بیٹھا ہوا ہی اُسنے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہوئے تو ان سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا اور اودھر
لقابدار سردار نقشہ پوش پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام
اور عمرو اور چار سرداران نامی غائب ہوگئے لقابدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے عیار سے کہا کہ تم جاؤ
دستہ قران حبش کے پاس ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ تم کسی طرح پریشان نہ ہونا اگر کفار ارادہ رزم و پیکار کا
کرینگے تو اُنسے ہم مقابل سامنا کرنیکو موجود ہین مگر تم تلاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون

اُنھین اُٹھالیگیا جب پیغام نقابدار کا قران کو پہونچا عرض کرابھیجا کہ مین خود ڈھونڈھنے جاتا ہون اور عیارون کو
بھی بھیجتا ہون چالاک بن عمرو بھی گیا ہی یہ کہکر آپ بھی تلاش صاحبقران مین روانہ ہوا اگر حال گزارش کیا جاتا کہ
صاحبقران وغیرہ کا کہ آنکھ جو ان سبھون کی کھلی ایک تاریکی دیکھی کہ رات سے زیادہ اندھیرا ہی اور آواز بلبلان
خوش الحان کی چلی آتی ہی حیران تھے کہ ہم کہان ہین اور کون ہمین لایا ہی کہ اس اثنا مین روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ایک
معشوق ہر ایک کے پہلو مین لباس پر تکلف پہنے ہوے بیٹھی ہی اور باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی اسباب عیش
مہیا ہی ہر ایک معشوق نے جام شراب کا ہر ایک کو دیا ہر ایک نے جام تو لے لیا مگر پوچھا کہ تم کون ہو اور ہمین
یہان کون اُٹھالایا ہی اُن ساتون نے کہا کہ ہم نواسیان ہین گاو آتشبار جادو کی تم سبھون نے ہمارے نانا کو مارا
مان کو مارا ہم عوض اُنکے خون کا لینے کو تمھین اُٹھا لاے تھے اور قصد تھا کہ قتل کرتے مگر صورتین جو تمھاری دیکھین
ہم تم سبھون پر عاشق ہوے اب تم سے صحبت ہو مطلب دلی ہمارے حاصل کرو نہین تو ہم تمھین مار ڈالینگے
صاحبقران وغیرہ چاہتے ہین کہ انکار کرین عمرو نے اشارے سے کہا کہ انکار نہ کرنا نہین مارے جاوگے اور مین
ان سبھون کو ٹھیک بنا لونگا تم اپنے ہنسو بولو مین سمجھ لونگا بس ہر ایک نے ہر ایک سے کہا کہ یہ کیا بے لحاظی ہی کہ ہمارے
بزرگ و خورد سب سامنے بیٹھے ہین انکے سامنے کیونکر ہم تم سے اختلاط کرین اُن سبھون نے کہا کہ اچھا چلو علیحدہ
علیحدہ مکانون مین بیٹھو غرض اُنمین سے ایک ایک اپنے عاشق کو لیکر مکان علیحدہ مین آبیٹھی پہلے عمرو اپنی معشوقہ
لپٹا لگا بوسہ بازی کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر اُسے پلا دی جب وہ بیہوش ہوئی تو عمرو وہان سے اپنی وضع
شرابیون کی بنائے ہوے پہلے صاحبقران پاس آیا کہنے لگا کہ عمرو ایسی معشوقہ تیرے پہلو مین بیٹھی ہی تو اس سے
ہنستا بولتا نہین بیٹھا ہوا ہی اور مارے نشے کے عجیب حالت ہی کہ پانون ڈالتا ہی کہین اور پڑتا ہی کہین امیر نے کہا
کہ خواجہ آو عمرو آکر بیٹھا گلابی شراب کی اُٹھالی پہلے آپ جام پیا بعد اُسکے ایک جام اُسکو پلایا اور ایک جام امیر کو
دیا بعد اُسکے اُس ساحرہ کو شراب بیہوشی آلودہ پلائی اور زیادہ بدمست ہوئی امیر سے لپٹی امیر ہاتھ اُسکا
پکڑ کر پلنگ کیطرف لیچلے تھے کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑی چاہا صاحبقران نے کہ اُسے ذبح کرین عمرو نے دو ڑکر ہاتھ
پکڑ لیا کہ ابھی ٹھہر جاو اسکے مارنے مین افشاے راز ہو جائیگا سبکو ساتھ ہی قتل کرینگے یہ کہکر وہان سے بادشاہ اسلام
کی صحبت مین آیا آواز دی کہ شہریار خانہ زاد بھی حاضر ہی یہ تو یہان ٹھنگ بیٹھے ہی تھے عمرو کی آواز سنتے ہی
وہان آگئی پکار کر کہا کہ خواجہ جلد آو عمرو بھی شکل اپنی بنائے ہوے آیا اور کہا ای شہریار آپ رنجیدہ کیون بیٹھے
ہین شراب پیجیے اپنی معشوقہ کو پلایئے دیکھیے مین کیا عمدہ شراب لایا ہون اور یہ کہکر شراب کا جام دیا اُس جادوگرنی نے
کہا کہ او ساقی مجھے بھی تو جام دے عمرو نے کہا سب سے پہلے تمھین دونگا اور ساری گلابی اُسکو پلادی وہان سے
نکلکر بدیع الزمان وکرب کے پاس چلا قصہ مختصر سبھون کو عمرو نے بیہوش کیا اور سبکو قتل کیا ہر ایک نے
اپنی اپنی معشوقہ کا سر کاٹا ایک غل اور شور برپا ہوا خاک اُڑنے لگی تاریکی چھاگئی ہاتھ پانو [illegible] عمرو کے ہاتھ آیا
جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ باغ اُس کیفیت پر نہین ہی اور کچھ کوٹھے بند دیکھے [illegible] مین آدمی قید
کسی مین گھوڑے کسی مین ہتھیار تھے امیر نے اُن سب قیدیون کو چھوڑ دیا گھوڑے ہتھیار [illegible] اُنکو دیے بعد اُسکے
اُسی مکان مین ایک دروازہ زمین مین لگا ہوا دیکھا [illegible] ہوا امیر نے [illegible]
کہ خدا جانے یہ نقب کیسی ہی کہان گئی ہی عمرو نے کہا کہ [illegible] ہوگا [illegible]
فرمایا بھئی اپنا حق لے لینا باقی مال خزانون کا ہی کہا [illegible] غرض [illegible]

بارہ گز مرکب پر سوار ہوا اور آڑا کر گھوڑے کو مقابل لقا بدار ہوا پہلے دونوں ہم نگاہ ہوئے بعد اُسکے لقا بدار نے
دیکھا ایک بہادر بے نظیر کو کہ چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن تاج کج سر پر رکھا ہوا بھورے بھورے بال تاج سے باہر
نکلے ہوئے گریبان مانند صبح صادق کے چاک آنکھوں میں لال لال ڈورے وحشت کے چھوٹے ہوئے زرہ آستین
نکلی ہوئی یہ تہور پایا جاتا ہے لقا بدار نے پوچھا اے سوار ہوں کہ نام نامی سے آپ کے آگاہ ہوں کہا کہ نام میرا
کرب دلاور ہے لقا بدار نے مرکب سے اُتر کر سلام کیا اور کہا کہ آپ جو میرے مقابلے کو تشریف لائے ہیں تو میں حضور
کب عہدہ برآ ہو سکتا ہوں کسواسطے کہ آپ نظر کردہ شیر یزدان شاہ مردان ہیں مگر خیر آزمائش ضرور ہے کرب
بہت مسرور ہوا اور کہا اے لقا بدار تم مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو الغرض بعد گفتگو نیزے ہاتھوں میں لیے گئی نیزہ بازی
ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی انجام کار کرب نے نیزہ لقا بدار کا ہوائی کیا لقا بدار نے خشمناک ہو کر عمود گران
اُٹھا کر مارا کرب نے شمشیر پر روک کر چاہا کہ اپنا گرز لقا بدار پر مارے کہ شور دوڑا ہوا آیا کہ صاحبقران اپنے سر کی قسم
دیتے ہیں کہ تم گرز لقا بدار پر نہ مارنا کرب نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے کہ لقا بدار نے کہا اے دلاور آپ کو قسم
نمک حمزہ صاحبقران کی آپ گرز مجھ پر بقوت تمام ماریے کرب نے عرض کروا بھیجا امیر میں ناچار ہوں کہ لقا بدار
قسمیں دیتا ہے یہ کہکر ایک ہاتھ شمشیر سکندری مارا لقا بدار نے بھی گرز کرب کا روکا مگر مرکب لقا بدار کی ٹوٹ گئی
لقا بدار غضبناک ہو کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو مارے کرب مرکب سے کود پڑا پیادہ ہو کر سامنے آیا
پس لقا بدار بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑ پڑا اور کرب نے بھی اسلحہ جنگ دور کیا دونوں میں کشتی ہونے لگی چار
شبانہ روز کشتی رہی پانچویں روز پہردن باقی تھا کہ لقا بدار کرب کو ریل کر دوڑا کرب نے زور اُسکا سنبھالا اور آپ
اُسکو ریلکر لے دوڑا تو دس قدم پر لیجا کر دونوں بازو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنے زمین پر آشنا ہوئے چاہا کہ
لنگر مارے کرب نے ڈال کر ہاتھ کمر زنجیرین زور کیا لنگر اُسکا اُکھیڑ کر سر سے بلند کیا اور زمین پر پٹکدیا چھوڑا کر تو ہزار زنجیر
فولادی کا مشکیں باندھیں لیکر داخل ہوئے پھر امیر حمزہ صاحبقران نے نہایت خوشنود کمال مسرور مراجعت فرمائی
پانچ روز کے سب تھکے ماندے تھے دربار نہ کیا خاصہ نوش فرماکر آرام کیا صبح کو نماز پڑھکر بارگاہ میں آکر بیٹھے دربار معمور
ہوا حکم دیا کہ لاؤ لقا بدار کو اسوقت زندان خانے سے لقا بدار کو لا کر حاضر کیا لقا بدار نے سلام کیا فرمایا کہ بند کھا
کا اُسکے منہ پر سے دور کرو پس لقا پر جو دور ہوئی ایک آفتاب چمکا اور ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ ابھی کوئی پندرہ
سولہ برس کا سن ہوگا گرد گل رخسار کے سبزے نے نمایش نہیں پکڑی شعلہ حسن ہے دودہی آثار سروری و سالاری
چہرے پر ظاہر ہیں صاحبقران نے پوچھا کہ اے بہادر نام تیرا کیا ہے اپنے حسب و نسب کو ظاہر کر لقا بدار نے
کہا کہ نام میرا رستم ہے بن کرب ہے بلکہ یمن بانو سے پیدا ہوا ہوں یہ سُنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے
کرب تو باغ باغ ہوگیا بیٹے کو گلے سے لگایا قید سے اُسکی چھوڑ کر کے امیر کے قدموں پر ڈالا امیر نے اُسے سینے سے لگایا
پیشانی چومی خلعت دیا رستم خوش ہو کر اپنے لشکر کو بھی لایا سب افسران فوج کو قدمبوس کروایا خلعت دلوایا امیر
بہت سی نوازش فرمائی عمرو نے عرض کیا کہ نوشیروان کرب تو میرا فرزند ہے اسکو بھی چاہتا ہوں کہ اپنا پسر خواندہ
کروں فرمایا کیا مضائقہ ہے یہ تمہاری خوشی منظور ہے عمرو نے اُسیوقت نذر گذرانی رستم خوب نذر دلوائی
اہل محبت پیش ہوا عملی امیر نے عمرو کیطرف دیکھا اور کہا کہ خدا اچھے خدا اسکی ایسا بیٹا تمکو عطا کیا لازم ہے خوشی
اسے فرزند کیا ہماری دعوت کرنا تمہیں لازم ہے اپنے فرزند کرنا ایسا آسان نہیں ہے کہ کب سے عمرو نے کہا حمزہ تو مجھے
نادار سمجھکے یہ کلمہ کہتا ہے میں مفلس و نادار سہی مگر تیری دعوت تو اور شاہ جہاں او مع سرداران نامور اور مع فوج

ڈال لیئے ہیں کانوں کی لووں میں ایک ایک انتی پڑی ہوئی ہی سفید پائجامہ سرخ نیفے کا پائوں میں سفید دو پٹہ سر پر مسی
کاجل سے درست آکر حاضر ہوئیں بس ادہر تو صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور سرداران والا احتشام داخل
بارگاہ ہوئے اور ادہر طائفے مبارکباد گانے لگے کرب اور رستم خود دونوں کمر باندہے ہوئے مصروف خدمتگزاری
ہیں ساقی نیچے موجود ہیں یکطرف نعمت خانہ کھڑا ہوا ہی اسی کے پاس آبدار خانہ میخانہ بخشی خانہ موجود ہی جو بہار ہی
ہو رہا ہی ایک سمان بندہا ہوا ہی کہ اسنے میں عمرو آیا اور ہاتھ باندہکر عرض کی کہ خاصہ نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے گا
ایسے وقت میں کسکا اس صحبت سے اوٹھنے کو جی چاہتا تھا بھوک پیاس گئی ہوئی تھی امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تم تو تنگ
کرتے ہو میں ابھی کھانا نہ کھاؤنگا جب عمرو نے بہت اصرار کیا تو بمجبوری صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ
سرداران والا مقام نعمت خانے میں آکر بیٹھے دسترخوان بچھا کھانا چنا گیا سبنے کھانا کھایا بہت تعریفیں کیں ہاتھ
دہوکر گلوریاں کھاکر پھر صحبت میں آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام گردش میں آیا سب سردار مشغول عیش و عشرت
ہیں بارگاہ کی قناتیں اوٹھوا دی ہیں دریا کی کیفیت چراغان کا تماشا شب ماہ کی بہار دیکھ رہے ہیں عکس مہتاب
جو پڑا ہی سطح آب نورانی ہو رہی ہی چاروں طرف کو صحبت رقص و سرود برپا ہی کسیطرف ڈہولک بج رہی ہی کہیں
کہار سب جمع ہیں برنگ بجا رہے ہیں مست ہیں گا رہے ہیں کہیں دہوبی اکٹھا ہیں گھڑا بج رہا ہی کھنڈ ہو رہے ہیں کہیں
حلال خوروں کا جاؤ ہی ڈہر فنج رہے ہیں دہر الاپ رہے ہیں کہیں اہیری راگ ہو رہا ہی تاڑی چل رہی ہی کہیں منصدی
بیٹھے ہوئے مصروف شرابخواری ہیں کتھک کا لونڈا ناچ رہا ہی کہیں کبڑیے تنباکو والے جمع ہیں دف بجا رہے ہیں کہیں
مشائخ جمع ہیں قوالی گانا ہو رہا ہی عجیب غلغلہ عیش و نشاط ہی امیر نے فرمایا کہ بھئی میں نے اس کیفیت کی صحبت کہیں نہیں
دیکھی سب خوش و خرم بیٹھے ہوئے ہیں لیکن عمرو نے سب کاروبار سے فراغ حاصل کرکے صاحبقران اور [illegible]
سے کہا کہ بھئی تین دنسے ہمارا پائوں نہیں ٹھہرا اگر تم کہو تو دو گھڑی آسائش کریں مگر خبردار کسیکو کسی چیز کی تکلیف
نہو انہوں نے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے ہم یہاں کمر باندہے موجود ہیں کیا طاقت جو کسیکو کسی شی کی تکلیف ہو
عمرو اسوقت سرو سیمتن کے خیمے کو چلا یہاں ملکہ سرو سیمتن انتظار عمرو کا کر رہی تھی ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا
کہ اسمیں عمرو پہونچا ملکہ پکاری کہ کہوں صاحب اب جھگڑوں سے نجات پائی کہا کہ ملکہ میں کیونکر جلدی چلا آتا اب
فراغت ہوئی تو آیا غرض کھانا منگوایا دونوں نے ساتھ بیٹھکر کھایا بعد اسکے سرو سیمتن نے کہا کہ خواجہ آج جی
چاہتا ہی کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم بھی تمہارا ساتھ دیں عمرو نے کہا اچھا اور سازندوں سے کہا کہ تم ساز ملاؤ جوڑی
ہفت پیوندی نی کی کمر سے نکالکر ففلیاں اسکی درست کیں سرو سیمتن نے اپنا دائرہ منگوایا غلاف اسکا
اوتارا عمرو گانے لگا یہ دائرہ بجانے لگی عجیب سمان بندہا ہوا ہی کہ فضا سے کار صدا بانسری کی بادشاہ اسلام کے
کان میں آئی بیچین ہو گئے مقبل سے فرمایا کہ عمرو کو جلدی لاؤ مقبل نے عرض کیا کہ شہریار وہ اپنی معشوقہ
پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہی وہ کب آنے والا ہی فرمایا کہ تم جاؤ تو سہی مقبل ناچار روانہ ہوا دروازے پر آیا اور
محلدار سے کہا کہ جاکر خواجہ سے کہو کہ صاحبقران نے یاد کیا ہی محلدار نے جاکر پیغام مقبل کا پہونچایا
سنتے ہی سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ سے پٹک دیا اور کہا کہ میں پہلے ہی جانتی تھی کہ تجھکو یہاں بیٹھنا نہ ملیگا
عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ خفا ہوئی کہا کہ میں ہرگز نہ جاؤنگا او [illegible] مقبل سے کہا کہ او کالا [illegible] ہی سے اس
[illegible] اگر اسوقت نہ آؤنگا اور تو یہاں سے جا [illegible] عمرو نے کہا [illegible]
[illegible] سے عرض کیا وہ نہیں آتا کہتا ہی کہ نوکری بھی میں نے کی [illegible] بادشاہ [illegible]

اور یہاں عمرو پھر بانسری بجانے لگا اور آواز بانسری کی پھر بارگاہ میں آئی بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر کس بدذات اس کمبخت کو
بلایا چاہیے کیا مزے سے کر رہا ہے امیر تو اسی سوچ میں بیٹھے ہی تھے سر اٹھا کر کرب غازی و رستم خو سے
کہا کہ تم دونوں جا کر عمرو کو لاؤ وہ دونوں نے اٹھکر سلام کیا اور حیران و پریشان روانہ ہوئے کہ ہمکو صاحبقران نے
ناحق بھیجا ہے ہماری اُنکے سامنے کیا لیاقت ہے ادھر عمرو نے منت سماجت سے ملکہ کو منا لیا ہے اور پھر دونوں گانے
بجانے میں مصروف ہوئے ہیں کہ کرب غازی و رستم خو پہونچے اور دونوں نے عمرو اور ملکہ سرو سہی تن کو
سلام کیا عمرو تو ان دونوں کو دیکھتے ہی نہایت برہم ہوا یقین ہوا کہ یہ دونوں مجھے لینے آئے ہیں پکارا کہ ابے
جوانمرگو ارے تم کیوں آئے ہو اسوقت تمھارا آنیکا کام تھا عرض کیا کہ نہیں آپکے سلام کیواسطے حاضر
ہوئے تھے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں مطلب تمھارے حاصل نہونگے سرو سہی تن نے کہا کہ ارے کیوں خفا ہوتا ہے
آؤ تم میرے پاس بیٹھو اور دونوں کی بلائیں لیں اپنے پہلوؤں میں بٹھالیا پیشانیوں کو بوسہ دیا کرب نے
کان میں کہا کہ والدہ صاحب عزت ہماری آپکے ہاتھ ہے کہ ہم بحکم صاحبقران خواجہ کے لینے کو آئے ہیں اگر خواجہ کو
ہمارے ساتھ نہ لے گئے تو فبہا نہیں تو ہم اپنے کو ہلاک کرینگے ملکہ نے دونوں کو تسلی دی اور کہا کہ کیا طاقت ہے اسکی جو
تمھارے ساتھ نہ جاے اور عمرو سے خطاب کیا کہ جا یہ تجھے لینے کو آئے ہیں عمرو نے کہا کیوں او ناشدنیو
میں تمھارے آتے ہی آگاہ ہو گیا تھا میں اُڑتی چڑیا کو پہچانتا ہوں اسوقت کبھی نہ جاؤنگا اُن دونوں نے کچھ جواب
نہ دیا سر جھکا کے رہے سرو سہی تن نے کہا تیرا یہ نصیبا تھا کہ یہ تیرے بیٹے کہلاتے ہیں اُٹھ جا انکے ساتھ اپنا فخر جان ایسے
سعادتمند کہیں ہوتے بھی ہیں یہ سعید ازلی ہیں کبھی تجھے جواب نہ دینگے عمرو نے کہا کہ صاحب تم میرے درمیان
دخل نہ دو ایسی اولاد کس کام کی جو باپ کی راحت نہ چاہے ایسی اولاد مری بھلی یہ دونوں تو سر جھکائے کہا کہ او
میں عمرو بگڑ رہا ہے آخر سرو سہی تن نے اُن دونوں کو تو گلے لگایا اور عمرو سے کہا کہ جو تو انکے ساتھ نہ جائیگا
جوتیاں ابھی نکلواؤنگی حبشنوں سے کہونگی کہ وہ تجھے باہر پھینک آئینگی انکو تو کیوں رنجیدہ کرتا ہے
گوارا نہیں اور نہایت برہم ہوئی عمرو ناچار و مجبور اٹھا ہوا اٹھا کہ خدا ناخلف اولاد کسیکو نہ دے یا وہ جست و خیز کرکے
ساتھ چلا یہ دونوں پیچھے چلے آتے ہیں جب سامنے امیر کے لائے عمرو کی تیوری چڑھی ہوئی تھی
کہ تم نے تو لے اسوقت مجھے کیوں بلایا ہے تو کچھ نہیں سمجھتا ہے کہ یہ تھکا ہوا ماندہ ہے بلا لینے
اُن لوگوں کو کہ مجھے کھینچے لائے کہیے کیا کام ہے امیر نے کہا او بیحیا تجھکو شرم نہیں آتی ارے ہمیشہ سے جان بخش عمرو
تعلق رکھتی ہے اور تو بھاگا بھاگا پھرتا ہے تجھکو جہان پناہ نے یاد کیا ہے میں نے نہیں بلایا عذر کیا کہ پیر و مرشد یہ بار گراں
تو غلام ہوں مگر خوب جانتا ہوں کہ کرب و رستم خو کا بھیجنا تیری ہی شرارت ہے کیوں عرض کیا بہت اچھا غلام
نہیں جانتے کہ اسمیں بادشاہ جمجاہ نے کہا اے خواجہ اسوقت جی چاہتا ہے کہ تم بانسری برق فرنگی بیک خطائی و سفر بلخی الخ
کہ خواجہ واقعی تمھاری آواز نے ہمیں ابھی بیچین کر دیا اور یہ جیتے سردیا ہے اگر اسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو
کام گویوں کا ہے میں کیوں گانے لگا بادشاہ اسلام نے مالا موتیوں پر عاشق و شیدا تھے حد اسے یہ چاہتے تھے کہ
ہو ابیٹھا ہے سپت میں اور سازندوں سے کہا کہ تم ساز ملاؤ ادھر تو یہ ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا لیا
درست کیں اور نیچہ پر رکھکر دھوئیں کا آواز جو بانسری کی خلوت خانہ محبوب تصویر خیالی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے
عالم ہو اعمرو بانسری بجا رہا ہے چہار طرف سے احسنت واہ وا ہے یار جادو ای اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے
اُٹھ ستارے تو نے جب قریب پہونچے دیکھا کہ آٹھ وہاں پہنچ جہاں میرا معشوق ہے کہا ہے درخت سے خطاب کرتا ہے

کہ حمزہ بیٹھے رخصت کر کر میں اس جوگن کو دیکھ آؤں فرمایا کہ خواجہ ہوش و حواس اپنے درست کرو دیوانے
نہ بنو فقیروں کا کہاں ٹھکانا ہے سنا نہیں ہے کہ سو مسافر سے کرتا نہیں کوئی پیت۔ مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے
میت۔ ایسا نہو کہ اس جوگن کے پیچھے جانے میں کچھ بجوگ تم پر پڑ جائے اور خواجہ میں نے ایسا سودائی ہو جاتے
تمکو کبھی نہیں دیکھا میں تمھیں نہ جانے دونگا جب امیر نے دیکھا کہ یہ کسیطرح کہنا نہیں مانتا کہنے لگے خواجہ تم ہمکو تو سمجھاتے
تھے کہ حمزہ تجھکو کیا عشق لگا ہے دیوانہ ہوا ہے آدمی وہ کام کرے جو سن پر زیبا ہو ہاں بھئی ہمتو بیشک بڈھے ہیں مگر شاید
تم ابھی جوان ہو تمپر عشق و عاشقی سب زیبا ہے لیکن عمرو کا یہ عالم ہے کہ تصویر خیالی اسکی آنکھوں میں پھر رہی ہے دمبدم
ولولہ جنون سلطان عشق کی فوج دل پر چڑھائی ہے کچھ سوجھتا نہیں دنیا و مافیہا فراموش ہے دیکھا کہ صاحبقران
ہاتھ نہیں چھوڑتے تو کہتا ہے کہ حمزہ ہاتھ میرا ٹوٹا جاتا ہے تو اس زور سے پکڑے ہے کہ ہڈی پر صدمہ ہے صاحبقران نے
ہاتھ ڈھیلا کیا تھا بس عمرو نے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ اے حمزہ خدا کو سپرد کیا یہ غلام رخصت ہوتا ہے فرمایا کہ اے مونس و جان نثار حمزہ
خستہ میں بھی تیرے ساتھ ہوں میں تجھے تنہا نہ چھوڑونگا عمرو کچھ نہ بولا اور جست کر کے باہر خیمے کے گیا امیر بھی دوڑے
امیر آئے دیکھا تو عمرو کا پتا نہیں امیر روتے ہوئے پھرے وہ انجمن جشن غمکدہ ہو گئی راوی کہتا ہے کہ وہ جو سردار
جوگنوں کی تھی اسپر تو عمرو شیدا ہوا اور ان چھوٹی جوگنوں پر چھ عیار جو شاگردوں میں عمرو کے تھے وہ فریفتہ
ہوئے اور دیوانہ وار انکے پیچھے روانہ ہوئے لیکن مہتر قران نے دیکھا تھا کہ عمرو اس جوگن پر مائل ہوا ہے تو اتفاقاً
راہ میں سدراہ ان سبکا ہو خنجر کھینچکر کہا کہ جبتک تم سب اپنا نام و نشان نہ بتاؤگی میں ہرگز تمھیں جانے نہ دونگا
مہتر قران کا ایسا رعب انپر چھایا کہ قدم آگے نہ بڑھا سکیں وہ جوگن کہ قران جسپر مائل ہوا تھا اسنے کہا کہ او
موئے مونڈی کاٹے حبشی روسیاہ تو کیوں ہمارا سدراہ ہوا ہے کچھ تیری شامت آئی ہے ابھی ایک نیچہ مارونگی کہ بیٹھا کی
گردن مڑ جائیگی تجھے کیا واسطہ تو کیوں ہمارا پتا پوچھتا ہے جا اپنا کام کر مہتر قران نے کہا کچھ ہی ہو جبتک تم اپنا مسکن
نہ بتاؤگی میں نہ جانے دونگا اس جوگن نے کہا کہ ہمیں کسیکا ڈر نہیں ہے لے بتا دیا کہ ہم کوہ عقیق میں رہتے ہیں اور
نام ہمارا ملکہ کافور ہے بادشاہزادی ہیں کوہ عقیق کی قران یہ سنکر راہ سے ہٹ گیا وہ جست و خیز کر کے
چلی گئیں قران پھر کر چلا آیا مگر ادھر بعد عمرو کے چلے جانے کے امیر نے اپنے دل میں کہا کہ خدا جانے یہ جوگنیں کون تھیں
اور عمرو بیخبر ہے نہیں معلوم اسکے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگی مہتر قران کیطرف دیکھا فرمایا کہ اے نور نظر دیکھی عمران
تمنے دیکھا کہ عمرو دیوانہ وار وحشی مثال یہاں سے نکل گیا اور کوئی اسکے ساتھ نہیں ہے اور تم ہمیشہ سے جان بخش عمرو
مشہور ہوا اب بھی میں نے عمرو کو تمھارے سپرد کیا میں تمسے لونگا پہلے تو قران نے عذر کیا کہ پیر و مرشد یہ بار گران
اس ناتوان سے نہ اٹھیگا فرمایا اور کوئی اس قابل نہیں ہے کہ میں جسکے سپرد عمرو کو کروں عرض کیا بہت اچھا غلام
جاتا ہے بعد اسکے چالاک سمک بیتاقی ابوالفتح اصفہانی گاباد عراق برق فرنگی بیرک خطائی [illegible] ان
بچوں سے فرمایا کہ تم سب یہاں ہو اور استاد تمھارا آوارہ ہو کر گیا ہے اگر اسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو بس تم
دو کوڑی کے ہو جاؤگے جاکر اسکی مددگاری کرو یہ بھی ان جوگنوں پر عاشق و شیدا تھے عرض کیا یہ چاہتے تھے کہ
کہیں امیر ہمسے فرمائیں تو ہم جائیں بس ایک کے بعد ایک راہی ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا
جاتا ہے عجب عالم ہے کہ خانہ چشم کاشانہ مطلوب قصر دل خلوت خانہ محبوب تصویر خیالی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے
دیوانہ وار پکارتا ہوا چلا جاتا ہے کہ اے محبوب جانی وای یار جاودانی اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے
کبھی کسی جانور سے کہتا ہے کہ تو راہبر ہو جا مجھے وہاں پہنچا جہاں میرا معشوق ہے کبھی درخت سے خطاب کرتا ہے

کہ تو ہی بتا وہ نونہال حسن کہاں ہے کبھی ہوا سے مخاطب ہوتا ہے کہ تو پیام مجھ اسکا مرکا جا کر اسے دے کہ سوز جان ہے
مری آئی ہے ذرا رحم کھا وقت مسیحائی ہے لبوں پہ یہی کہتا ہوا چلا آتا ہے کبھی یہ خیال بندھا کہ سامنے سے یا دوست ذلف
چلی آتی ہے پکارا کہ آپ نے کیا مہربانی فرمائی یہی تو میں چاہتا تھا کہ آپ ایک دفعہ صورت دکھا دیں و دیکھا جا ایسے
اور خوشی خوشی دوڑا کہ معشوق سے جا کر ملے کہ وہ صورت خیالی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئی بیقرار
ہوگیا پکارا کہ کیا خطا اس غلام سے ہوئی جو آپ خفا ہوکر چلی گئیں سے چاند سا مکھڑا دکھا کر اشکباری دیکھے
لیکن صبر و قرار اور اشکباری دیکھیے یہ کہکر چاہتا تھا کہ سر اپنا دے مارے کہ دہتر قران پہونچا اور دوڑ کر لپٹ گیا
کہ استاد یہ کیا آپکو ہوگیا ہے اپنے حواس و ہوش بجا کیجیے عمرو نے پھر کر جو قران کو دیکھا کہا کہ بیٹا ہوش و حواس
سب معشوق کے ساتھ گئے اب یہ عالم ہے کہ سے قرار دلکو نا ہے جسکو نہ خواب چشم ہے آپ میں ہے چشم جدائی سے جان
میری عجب طرحکے عذاب میں ہے یہ کہکر رونے لگا قران نے کہا کہ استاد میں مکان اسکا جانتا ہوں آپ تو یہاں
بیٹھو لگا یہ سنتے ہی قران کے قدموں پر گرا کہ سچ کہو تو اسکا مکان جانتا ہے بتا وہ کہاں رہتا ہے قران نے کہا کہ
تحقیق کوہ میں مسکن اسکا ہے پوچھا کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہا کہ جب وہ جانے لگی تھیں تو میں جا کر سدراہ ہوا تھا
جبتک تمنے نام اور مقام اپنا نہ بتایا میں نے انکو آگے نہیں بڑھنے دیا عمرو نے کہا کہ کبھی تجھے معشوق کو
آزردہ کیا یہ تمہیں لازم نہ تھا تمنے بہت برا کیا قران نے اپنے دل میں کہا کہ واہ نیکی برباد گناہ لازم کہ عمرو کا پھر
وہی عالم ہوگیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا وہ ابیات کہنے لگا بیہوش ہوگیا معشوق کو پکارا کہ سے اسوقت پاس
میرے پہونچے تو واہ واہ ہے مگر قصہ بعید ہے سنتے کیا تم کہکر قران نے کہا کہ استاد آپ گھبرائیے نہیں میں آپکو
اپنے معشوق کے پہلو میں بٹھا کے دیتا ہوں عمرو نے کہا کہ بیٹا اچھا میں چلا چلتا ہوں کہ ابھی اٹھتا ہوں اور عیار
بھی پہونچے عمرو کو سلام کیا ساتھ ہوئے مگر یہ مقدور نہ تھا کہ مانع ہوتے یا اسیطرح کی نصیحت کرتے چپکے ساتھ عمرو کے
چلے جاتے ہیں کہ پھر اسے ریگستان ملا تشنگی سے قریب ہلاکت پہونچے عمرو کو تو جنون تھا اسے تو بھوک پیاس کچھ
نہ معلوم ہوتی تھی بے پروا چلا جاتا تھا قران اسکے ساتھ قدم بقدم چلا آتا تھا لیکن یہ چھوں عیار آگے بڑھے
پانی کی تلاش میں کہ دور سے دیکھا کچھ جانور ایک طرف اڑ رہے ہیں سمجھے کہ پانی یہاں ضرور ہوگا وہیں اسطرف کو چلے دو
درخت سبز معلوم ہوئے سبزی انکی آنکھوں میں کھپ گئی پیاس بجھ گئی اور جلد جلد چلے دیکھا تو نیچے درختوں کے
ایک سفید شامیانہ کھڑا ہے فرش سفید بچھا ہوا ہے اور ایک عورت چہل سالہ لباس سفید پہنے وہاں بیٹھی ہے اور ایک
تخت پر لنگی کھاروے کی بچھی ہوئی ہے اسپر ایک خرفے کا ساگ پڑا ہوا ہے آبخورے کورے کورے پانی سے
بھرا ہوا رکھے ہیں گھڑے گھڑونچیوں پر رکھے ہوئے ہیں صراحیاں آبرہ کی ہوئی ہیں یہ سب بیتاب ہوکر
آکر آبخورے اٹھانے کہ چاہیں اس عورت نے کہا میاں دھوپ سے چلے آئے ہو ذرا ٹھہر کر پانی پیو اور یہ پانی تو گرم
ہوگیا ہے اندر سے میں پانی لاتی ہوں وہ پیا چھوں عیاروں نے ایک ایک دو دو آبخورے پانی پیا اور دو
آبخورے ہاتھوں میں اٹھا لیے کہ دو ساتھی ہمارے اور رہیں انکو پلا کر ہم لیے آتے ہیں اس عورت نے کہا میاں گھڑا
اٹھا لیجاؤ اسیواسطے ہے یہ چھوں ایسا ایک آبخورہ لیکر چلے تھے کہ بیہوش ہوکر گرے وہ عورت خنجر برہنہ لیکر
آئی کہ انھیں ذبح کرے اور چالاک کی چھاتی پر چڑھکر بیٹھی اسے ہوشمیں لائی اور کہا کہ تم تو بڑا نام سنتے تھے
تم عیاروں کا نام دیکھا اگر کچھ نہیں ہو چالاک نے کہا کہ جا نصاحب ہم تو کشتہ تیغ ابرو ہو چکے ہیں تم جسطرح چاہو
قتل کرو اسنے کہا کہ ہو سکے دیکھو میں تجھے ذبح کرتی ہوں خوب لذت عاشقی کی چکھاتی ہوں یہ کہکر خنجر گلے پر رکھا

چاہا کہ گرز دست لیکر ایک آواز پیدا ہوئی کہ او لکاتہ کیا کرتی ہی ٹھہر آ یا ہین یہ پھر کر دیکھنے لگی کہ کون ہو کہ حلقے کمند کے
گلے مین پڑے اور جھٹکا پڑا کہ یہ گری ایک بلاے سیاہ چھاتی پر آکر چڑھ بیٹھی اور کہا کہ او مردار غضب کیا تھا تو نے اپنی بلا کر
آبرو لی تھی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ زندہ و سلامت بچ جاے اور خنجر کھینچا کہ اُسے قتل کرے کہ ایک آواز آئی
مہتر قران یہ کیسے دوپچے بیٹھے ہو خبردار قتل کرتا یا تو آواز آئی تھی یا عمرو سامنے آگیا دیکھا ایک نازنین کو کہ قران
اُسکی چھاتی پر چڑھا بیٹھا [illegible] مستعد قتل ہی کہا کہ بھئی کیون اسے مارتے ہو یہ کون ہی قران نے کہا کہ اُستاد یہ کوئی مکار
ہی انھین جوگنون کے ساتھ کی ہی ان چھون عیارون کو مار چکی تھی کہ مین پہونچ گیا انکی زندگی تھی کہ بچ گئے عمرو نے اُس
عورت سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ اس جلاد کے ہاتھ سے چھوٹون تو حال اپنا بیان کرون عمرو نے قران سے کہا
کہ بھئی چھوڑ دو واسطے قران نا چار اُسکی چھاتی پر سے اُتر اور وہ اُٹھکر علیحدہ کھڑی ہوئی عمرو نے قسم دی کہ سچ بتاؤ نام
تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ نام میرا شعلہ شمشیر زن پوچھا کہ وہ جوگنین کون تھین اُسنے کہا آگاہ ہو کہ ایک بادشاہ زادی ہی
عقیق کوہ کی کہ نام اُسکا ملکہ یاقوت ملک ہو فن عیاری سے اُسکو شوق ہی تمام عقیق کوہ مین تریا راج ہی مرد کا نام
نہین ہو سات کوس پر عقیق کوہ سے اُسنے باغ بنوایا ہی تین لاکھ عیارنی اُسکی شاگرد ہین علاوہ ان آفت روزگار ہی
ہم اُسکی سات مصاحبین ہین ایک الماس بادپا اُسکی وزیرزادی دوسری شعبدہ لقب زن اپنے کام مین یگانہ
آفاق تیسری غزالہ آہو چشم کہ اپنا مثل نہین رکھتی چوتھی جھنو رخنجر زن پانچوین ہمن کمند انداز چھٹی نصرت بادپا
کہ نظیر اُسکا نہین ہی ساتوین سب سے کم مین ہون ملکہ نے خبر ورود لشکر اسلام سنی تھی کہ در بند قہور پہ بتین اُترا ہی اور
عیاران نامی اُس لشکر مین ہین اسواسطے جوگن بنکر ساتھ عیار بھیس سے گئی تھین پہرتے مرتب فرمایا کہ عمرو مع
عیارون کے ادھر آتا ہی اُسے گرفتار کر لاؤ مین نے دیکھا تو ان عیارون مین کوئی عیار نہین ہو مگر جو کچھ ہی یہ حبشی ہی پوچھا
کہ یہانسے مکان ملکہ کا کتنے فاصلے سے ہی اُسنے کہا کہ دس فرسخ کا فاصلہ ہی عمرو نے پکارا کہ او شعلہ شمشیر زن تم ملکہ سے
اتنا کہدینا کہ وہ قتیل محبت دل بستہ الفت مشتاق جمال آتا ہی خبر اپنے عاشق کی لینا ضرور ہی اُسنے کہا کہ تو ملکہ سے
کیا سمجھکر عاشق ہوا ہی آئینہ نہ میسر ہوگا تو چینی مین مونہ دیکھ لے صورت اپنی کبھی ہوگی کہان وہ آفتاب فلک حسن
کہان تو بن مانس ایسا اپنے موافق کی ڈھونڈھکر اُسپر عاشق ہو قران نے کہا او مردار زبان اپنی سنبھال کر بات کہ
حضرت سے گفتگو مین ایسی ایسی لونڈیان پڑی ہوئی ہین وہ بیہودہ حضرت کے تصدق [illegible] وہ [illegible] کہ تو نے
حضرت بنا رکھا ہی یہ کہکر وہ تو جست و خیز کرکے چلی گئی قران ان چھون عیارون کو ہوش [illegible] سبکو
سرزنش کی کہ تم ایسے باولے بنگئے تھے سبکو وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ مین پہونچ گیا [illegible]
کہان بھی نہ تھا کہ یہ مکان عیارون کا ہی ورنہ ہم کیون فریب مین [illegible] ہوے
بدحواسی مین گرپڑے پانی مین کچھ نہ سوجھا گرفتار ہوگئے اب [illegible] غرض اب قران نے بھی
پانی پیا عمرو کو بھی پلا یا دہانسے آگے روانہ ہوے قران تو [illegible] چھون عیار آگے بڑھے چلے جا
رہے باتین کرتے ہوے کہ بھئی آج تو ایک عورت کے ہاتھ [illegible] سبک ہوے مگر بھئی وقت ہی تو کچھ
ایسا ہی ہوجاتا ہی آہستے آہستے اب چار گھڑی دن باقی ہی حرارت [illegible] چلی ہو کہ سامنے سے ایک قصبہ کھائی دیا
اور آگے اُس قصبے کے ایک درخت برگد کا بڑا سا دیکھا کہ [illegible] ہوگ پانی بھر رہے ہین اور ایک
لونگ چڑے والا خوانچہ لیے ہوے بیچتا ہی [illegible] سب کچھ موجود ہین ایک ہنڈیا مین چٹنی
ہرے دھنیے کی بھری ہوئی ہی اور وہ لونگ چڑے وا [illegible] سر پہ باندھے ہوے مرزائی انگرکھا پہن

پائجامہ گاڑھے کا پاؤن مین تمام کپڑون پر تیل کے دھبے پڑے ہوئے پکار رہا ہی کہ لونگ چڑھے ہین گرما گرم ان
پھلوڑون عیارون نے چار چار چھ چھ پیسے کے لیکر کھائے مزے کے جو معلوم ہوئے اور لیکر کھائے پانی پینے کو
چلنے تھے کہ بیہوش ہوکر گرے وہ لونگ چڑھے والا نہ تھا شعبدہ نقب زن تھی مصاحب ملکہ یاقوت ملک کی
خنجر کھینچکر دوڑی کہ انھین قتل کرے کہ آواز شیر کی آئی پھر کر جو دیکھا اسی بلائے سیاہ کو یعنے مہتر قران کو دیکھا کہ مثل
فیل وہان سے چلا آتا ہی جان بچا کر بھاگی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ صاحب تم کھڑی رہو اب میری بات سنتی جاؤ
کوئی تمھین کچھ نہ کہیگا وہ کھڑی ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی ملکہ کی کون ہو اسنے کہا نام میرا شعبدہ نقب زن ہی
مصاحب ہون ملکہ کی کہا کہ پیغام ہمارا ملکہ کو پہونچا دینا کہ آپکا شیدا مشتاق دیدار آتا ہی اسنے کہا اچھا کہدیا جائیگا
یہ کہکر وہ تو روانہ ہوئی قران سب عیارون کو ہوشمین لایا کہا کہ واہ جی واہ اتنا تمھین سمجھایا تھا کہ فریب مین کسی
مکار کے نہ آنا اور پھر تم غافل ہوگئے سبھون نے سر جھکا لیا کہا کہ خلیفہ ہمین ذلت پر ذلت حاصل ہوئی جو آپ کہیے وہ
بجا ہی غرض وہانسے قصبہ کیطرف چلے دیکھا کہ ایک میوہ فروش دوکان لگائے ہوئے بیٹھا ہی کشمش پستہ چھوہارے
بادام سب قرینے سے رکھے ہوئے ہین ایک طرف ایک ٹوکرے مین ولایتی انار ایک ٹوکرے مین سیب رکھے ہوئے
ہین ایک چھبڑی مین سرخ سرخ رنگترے ہین وہ چھبڑی سامنے اس میوہ فروش کے رکھی ہی پکار رہا ہی ع مزہ انگور کا ہی
رنگترون مین۔ ان چھوٹون عیارون نے وہ رنگترے لیے اور چھیلے کہ کھاوین بس چھلکے کا چھیلنا تھا کہ غبار بیہوشی آلود
اسمین سے اڑا دماغ مین انکے گیا سب بیہوش ہوکر گرے وہ میوہ فروش کہ صنوبر خنجر زن تھی چمکا کر اٹھی خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیکر چلی تھی کہ انکو قتل کرے کہ آواز آئی خبردار رہو آیا مین پھر کر جو دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی کون ہی کہ ساتون جانے
کند سے پڑے کہ سرتلے ٹانگین ادھر وہ گری قران اسپر چڑھ بیٹھا کہا کہ معلوم ہوا تم لوگ تاک مین ہو سب طرف پھیلی ہوئی ہو اور
بغدہ پکڑ کر چاہا کہ قتل کرے کہ عمرو نے آواز دی او جلاد کیا کرتا ہی ارے میان تمکو سواے قتل کرنے کے اور کوئی کام
نہین یاد ہی قران بولا استاد آپکی مرضی یہ ہی کہ یہ سب عیار مارے جائین مین تماشا دیکھون عمرو نے کہا کہ یہ نالائق بیٹے
غرض قران نے کہنے سے عمرو کے اسے چھوڑ دیا عمرو نے نام پوچھا اسنے کہا کہ صنوبر خنجر زن مجھے کہتے ہین اسکو بھی
عمرو نے پیغام دیا وہ بھی چلی گئی قران ان سبھون کو ہوشمین لایا بہت لعنت ملامت کی کہ تم لوگون نے خوب بیان نام پیدا
کیے سبحان اللہ کیسی چاہیے سب چپ تھے گویا منھ مین زبان نہین تھی وہانسے آگے روانہ ہوئے اندر قصبے کے داخل ہوئے
دیکھا کہ دوکان حلوائی کی لگی ہوئی ہی [illegible] چراغ جل رہے ہین خوانچون مین مٹھائی انواع انواع اقسام کی رکھی
ہوئی ہی وہ بہشت کی سیمین بنی ہوئی ہین اور چراغ جو خوانچون کے اندر رکھے ہین روشنی انکی مٹھائی مین سے
چھنکر نکلی ہی تو عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی اور ایک زنجیر مین گھنٹہ لٹکا ہوا ہی کوڑی پیسون کا غلہ آگے حلوائی کے رکھا
ہوا ہی گماشتے مٹھائی بناتے ہین ایک طرف پوریان پک رہی ہین ترکاری بھن رہی ہی برفی کی لوزین کٹ رہی ہین
سوہن حلوے کے لڈو بن رہے ہین کند سے کڑھائی مین [illegible] سلگ رہے ہین قوام تیار ہو رہا ہی سب بھوکے تو تھے ہی مٹھائی خرید
کرکے خوب کھائی پانی پیا اٹھکر چلے تھے کہ خلیفہ کو اور استاد کو بھی کھلائین کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہوکر گرے
وہ دوکان مین ایک عورت کہ [illegible] بنکر بیٹھی تھی کہ ان سبھون کو اسیر کرے مگر خائف تھی کہ وہ حبشی نہ آتا ہو کہ اسنے قوت نعرہ
ہوا کہ او تیرہ روزگار آیا مین وہ تو کود کر بلند ہوئی قران بغدہ لیکر دوڑا تھا کہ عمرو پہونچا قران کو منع کیا اور پکار کر
کہا کہ نام تو اپنا بتا تو اسنے جواب دیا کہ نام میرا نسرین بادرفتار ہی مصاحب خاص ہون ملکہ کی عمرو نے اسے بھی پیغام
دیا وہ تو چلی گئی قران ان عیارون کو ہوشمین لایا اور سبھون سے کہا کہ تم کیسے کیسے عیار ہو کیا کیا عیار بیان کرنے کی ہین

یہان ہو کیا غضب تم پر نازل ہو گیا ہے کہ ہر بار گرہ میں آ جاتے ہو گرفتار ہو جاتے ہو اپنے کو ذلیل اور رسوا کرواتے ہو
ہم بھی تمھارے ساتھ ذلیل ہوتے ہین سبھون نے کہا کہ خلیفہ حق بجانب آپ ہین حقیقت میں یہان تو ہم ایسے ہی ذلیل
ہوئے جو چاہیے سو فرمایئے ہم قابل اسیکے ہین مگر اب رات ہو چکی تھی آگے نہ بڑھے قران نے عمرو سے کہا کہ استاد
شب اسی قصبے میں بسر کیجیے کہا کہ چلو کوئی سرا ڈھونڈھو تو وہان رہین یہ کہکر سب ارکان کی تلاش میں روانہ
ہوئے عمرو و قران پیچھے پیچھے چلے آتے ہین کوئی دو چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ آواز گانے کی کان میں آئی اور آگے
بڑھے دیکھا کہ ایک مجمع ہے خلقت لگے ہوئے ہین اور ایک لڑکا تھال اسکے ہاتھ میں چوک جلتی ہوئی ناچ
رہا ہے تھال ہر ایک کے سامنے لیجاتا ہے وہ دو چار ٹکے اسمین ڈال دیتا ہے یہ بھی گھس پل کر پہونچے انکی طرف دیکھا وہ گانے لگا
اور ناچنے لگا بس ایک مرتبہ توڑا جو لیتا ہے تو چوک جو تھال میں روشن تھی وہ بجھ گئی پھرتی سے اسنے دوسری
چوک روشن کی اور دہانے میں دیتا ہوا سامنے انکے آیا ان سبھون نے بھی تھال میں کچھ ڈال دیا مگر دھوان اس
چوک کا جو دماغون میں انکے پہونچا یہ چھون بیہوش ہو کر گرے وہ طفل باہوش کہ سمن کمندانداز تھی چوک کو ہاتھ
سے پھینک کر دوڑی خنجر کمر سے نکالتی ہوئی کہ قران کے نعرے کی آواز بلند ہوئی ادھر تو نعرہ ہوا ساتھ ہی اسکے
قران بغدہ پکڑے ہوئے وہین موجود تھا وہ بھاگ کر دور کھڑی ہوئی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ اے نازنین اپنے سے
تو آگاہ کر دو کہ کون ہے معشوقہ کیسے آئی ہے اسنے کہا کہ نام میرا سمن کمند انداز ہے انیس ہون ملکہ کی اے عمرو ملکہ کی
عاشق کا دم بھرا اول تو صورت تیری بدتر تمام عالم سے دوسرے ملکہ کو مرد کے نام سے نفرت ہے جو بہوتے آیا ہے اور وہ
ہی پھر جانہین مارا جائیگا جان تیری جاتی رہیگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ ویسے میں ناچار ہون فریفتہ
ہو چکا ہون انجام عشق جان کا جانا ہے سر معشوق کی نذر کرنے آیا ہون ہرچہ بادا باد ع یا تن رسد بجانان
یا جان ز تن برآید دست از طلب ندارم تا کام من برآید جا کر اسکے قدمون پر سر رکھ دونگا اور کہونگا کہ سر تکاتا ہے
دم تیرے قدمون سے پیچھے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے اب بندہ وہ جا ہیگی رحم کریگی چاہیگی قتل کریگی اسنے کہا کہ تجھکو
سودا ہو گیا ہے یہ کہکر چل گئی قران سب عیارون کو ہوش میں لایا سب نے اسی سرا میں شب کی رات اسی قصبے میں بسر کی
صبح کی نماز پڑھکر روانہ ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک ہرن سامنے سے نمایان
ہوا چھون عیارون نے ارادہ کیا کہ اسے گرفتار کرین اور کباب کرکے کھاوین ہرن سامنے سے بھاگا برق
اسکے تعاقب میں چلا اور عیار بھی پیچھے پیچھے دوڑے مگر وہ ہرن تھوڑی دور جا کر رکا برق سمجھا کہ یہ تھک گیا ہے
لاؤ اسے پکڑ لون حلقہ کمند کے کشادہ کر کے قریب آیا تھا کہ ہرن نے جست کی سر پر سے برق کے پھاند گیا
اور اڑن میں اصل ہرن کے حلقہ کمند کے حلق میں برق کے پڑے یہ حیران تھا کہ یہ بلا کہان سے آئی جھٹکا جو دیا
برق گرا اسنے دارو بیہوشی دماغ میں اسکے پھونک دی اور چاہا کہ اسے قتل کرے وہ پانچون عیار بھی پہونچے
اور پیچھے پکڑ پکڑ کر دوڑے وہ عیارہ بھی دوڑی لگا نہ پہونچنے اسنے ان پانچون کو بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا وہ پانچون
بیہوش ہو کر گرے اب اسنے چاہا کہ ان سبکو مارے کہ عقب سے قران حبشی پہونچا اور دوڑا اسپر وہ بھی دوڑی کہا او
موئے حبشی تو ہی رہ گیا ہے تو سبکو بچایا ہے میں تجھے بھی مارتی ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور پھر مارا قران نے
بغدے پر روکا اور سر پر بغدہ مارا اسنے خالی دیا کئی بار رد و بدل ہوئی انجام کار کمند لگی چلنے ایک مرتبہ قران نے
کمند ماری کہ گلے میں اسکے پڑی قران نے چاہا کہ کھینچے کہ وہ صاف حلقے میں سے نکل گئی بھاگی اور پکاری کہ
نظر الٰہ آ ہو چشم اب یہ جو سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوئی عمرو نے بہتیرا پکارا کیا پھر وہ نہ ٹھہری چلی گئی قران سب

عیاروں کو ہوش میں لایا اور بہت خفا ہوا کہ یاروں تمنے کلیجہ پکا دیا ہی ہر مقام پر ذلیل ہوے اور ہمکو بھی رسوا کروایا
وہ سب چپ ہیں کچھ جواب نہین دیتے غرض وہانسے آگے کو روانہ ہوے تھوڑی دور آے تھے کہ عقیق کوہ
سامنے دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ کبھی نہ دیکھا تھا کہ سرخ تو پہاڑ اور پھول داؤدی کے ازپا لین تا قلہ کوہ پھولے ہوے
شام شفق کا جلوہ دکھائی دیتا تھا چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی تھی ہوا سرد چل رہی تھی قریب جو آئے دیکھا
کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بنگلہ حسن کا پڑا ہوا ہی منقش سے گندھا ہوا ہی پردے صندلی رنگ کے اس مین بندھے ہوے
ہین عمرو اس بنگلے کیطرف چلا چھون عیار ساتھ تھے اور مہتر قران عقیق کوہ دیکھنے آگے بڑھ گیا تھا اور ان چھون
عیاروں سے کہگیا تھا کہ بھئی تم استاد سے خبردار رہین ایک کام کو جاتا ہون ابھی چلا آؤنگا سبھون نے کہا تھا خلیفہ
آپ جائیے ہم ہوشیار رہین الحاصل عمرو اور وہ چھون عیار اوپر آے دیکھا کہ ایک جوگن بنگلے مین بیٹھی ہوئی ہی
بھبھوت اسکے ملا ہوا ہی شنگرفی تہمد بندھی ہوئی ہی شنجرفی دوپٹہ اوڑھے ہوے ہی بال سرکے چھوٹے ہوے ہین
مالا اور راج کا ہاتھ مین رام رام جپ رہی ہی اور آگے اسکے ٹھیک رکھی ہوئی ہی آگ اسمین گڑی ہوئی ہی دھواں
اٹھ رہا ہی دو چار سٹے مدار پیلے ناریل وغیرہ رکھے ہوے ہین ایک طرف کونڈے سونٹا رکھا ہی عمرو نے اس جوگن کو
دیکھتے ہی معلوم کیا کہ بحق رسیدہ ہی مطلب دلی اس سے برآئیگا سامنے اسکے آکر کھڑے ہوے اس جوگن نے سر اٹھا کر
دیکھا اور کہا کہ بابا بیٹھ جا واسطے پانی ہے عمرو سلام کرکے بیٹھ گیا وہ چھون عیار بھی گرد و اطراف مین بیٹھ گئے وہ جوگن
دو گھڑی کے بعد مالا جپتی ہوئی اٹھی باہر چلی عمرو اور چھون عیار بھی اٹھے اسکے ساتھ چلے دو چار قدم گئے تھے کہ
کہ بیہوشی نے ملا چپارا بیہوش ہوکر سب گرے یہ جوگن خود ملکہ یاقوت ملک ہی اور وہ جو ٹھیک اسکے سامنے رکھی تھی
اور اسمین بہت دھواں اٹھ رہا تھا وہ بیہوشی آلودہ تھا کہ ان سبھون کے دماغ مین جو گیا بیہوش ہوکر گرے یاقوت ملک
نے چھون عیاروں کو تو وہین پڑا رہنے دیا اور عمرو کو حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین باندھکر پیٹھ پر پشتارہ
لگا لیکر روانہ ہوئی دو چار قدم چلی تھی کہ خیال مین آیا کہ اری یاقوت ملک اگر تو عمرو کو سر راہ لیچلتی ہی تو ایسا نہو وہ بلا سے
سیاہ مل جاے اور اگر وہ ملگیا تو اسنے چھین لیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ راہ نقب سے چل کہ تجھے کوئی نہ دیکھے یہ خیال
اپنے دل مین کرکے پکڑ کر خنجر نقب کھودتی ہوئی عمرو کو لیکر روانہ ہوئی قضا سے کار اتفاقات سے ونگا رمہتر قران
جو ان عیاروں سے جدا ہوکر گیا تھا قریب عقیق کوہ پہونچکر خیال گذرا کہ تو نقب کنی کرکے یاقوت ملک کی خوابگاہ
مین اسکو پہونچا اور اسکو گرفتار کرکے لا اور استاد کے حوالے کرکہ قصہ فیصل ہوجاے یہ تصور کرکے لبد سے
نقب کھودتا ہوا چلا ادھر سے یہ جاتا تھا ادھر سے یاقوت ملک آتی تھی فتیلہ عیاری دونون کے ہاتھ مین روشن
تھا ادھر سے اسنے خنجر مارا کہ سوراخ ہوگیا ادھر سے اسنے بغدہ مارا کہ مہرہ نقب کا کھلگیا نگاہین چار ہوئین قران نے
پہچانا یاقوت ملک کو پشتارہ بدوش دیکھا یقین ہوا کہ یہ استاد کو پکڑے لیے جاتی ہی نعرہ کیا کہ کب چھوڑتا ہون
کہ تو خواجہ کو اسیر کرکے بھاگے یاقوت ملک قران کو دیکھکر پیچھے کو بھاگی مہتر قران اسپر دوڑا اسنے دیکھا کہ تو
گردن مارینگے بھاگا نہ جائیگا بلکہ گرفتار ہو جاؤنگی دور کر اس پشتارے کو پھینکنا مثل مشہور ہی کہ کھیت پڑے سو وہ
سونا جسمین ٹوٹے کان بس اسوقت پشتارہ عمرو کا کھولکر پھینک دیا اور خنجر مار کر ادھر سے مہرہ توڑ کر نقب سے
نکلکر بھاگی مہتر قران نے عمرو کا پشتارہ جو پایا تو پھر تعاقب اسکا نہ کیا پشتارے کو نقب سے باہر لاکر گرہ پشتارہ کی
کھولی عمرو کو نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ عمرو کی جو کھلی دیکھا کہ حلقہ ہاے کمند مین بندھا ہوا ہی اور قران سامنے
کھڑا ہوا ہی پوچھا کہ بھئی کیا خطا ہی میری جو تمنے مجھے باندھا ہی اگر سودائی سمجھکر باندھا ہی تو مجھکو جو سودا ہے عشق کا ہی

رہ جانے کا نہین اور اگر کوئی جرم میرے ذمہ ہی تو اُس سے آگاہ کرو قران نے کہا اُستاد آپ فرماتے کیا ہین مین آپ کو
کیا باندھونگا آپ فرمائیے کہ آپ پر کیا گذری اور چھوٹن عیار کہان ہین عمرو نے احوال جوگن کے پاس پہونچنے
اور مع عیارون بیہوش ہوکر گرنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب اُن چھوٹون کا حال مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری
قران نے کہا کہ اُستاد وہ جوگن یاقوت ملک تھی آپکو پکڑے ہوئے نقب کی راہ سے لیئے جاتی تھی اور مین بھی
نقب کھودتا ہوا عقیق کوہ کو جاتا تھا اثناے راہ مین میرے اُسکے نقب کے اندر مقابلہ ہوا اگر وہ اپنا رہ چھوڑ کر
نہ بھاگتی تو مین بغیر گرفتار کیے نہ چھوڑتا عمرو نے کہا کہ ای قران تو نے غضب کیا ہاے قریب تھا جو سب سے بڑا کام پیدا
کیا قران نے کہا کہ اُستاد ہم تو خاکین بلکے تھے آپ کے عشق نے ہمکو کہین کا نہ رکھا تھا اب چلیے دیکھین کہ اُن چھوٹون کا
کیا حال ہی دونون وہانسے اُس حسن کے بنگلے پر آئے دیکھا تو چھوٹن عیار بیہوش پڑے ہین اور وہ منقل سلگ
جل رہی ہی قران نے معلوم کیا کہ یہ دھوان جو اُٹھ رہا ہی بیہوشی آلودہ ہو دماغ کو اپنے بند کرکے اُس منقل کو
بجھایا عیارون کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ایک دم بھر ہم نہ آتے اگر ہوتے [illegible] کہ آپ بھی گرفتار ہوتے اُستاد کو
بھی گرفتار کروا یا ای یار دیکھیئے کچھ کوئی غیبت [illegible] عورتون کے ہاتھ سے وہ ذلتین ہم سبھون نے
اُٹھائی ہین کہ بیان سے باہر ہی سبھون نے عرض کیا کہ [illegible] قسمت مین ہماری ذلتین ہی [illegible] ہمارا جو حاکم ہو کہ وہی
چاہتا ہی کچھ کھا کر مرجائین القصہ وہانسے روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ باغ ملکہ یاقوت ملک کا معلوم
ہوا دیکھا کہ آگے باغ کے ایک دریا ہی اور اُسپر پل ماہی پشت سونے کا بنا ہوا ہی اور اُس پار تختہ لالہ زار کھلا
ہوا ہی گویا آگ لگی ہوئی ہی اور اُسپار پل کے دو پہرا چہولا ہوا ہی اور اُسی پر سے آنے جانے کا راستہ ہی اور
سامنے عقیق کوہ ہی کہ [illegible] قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد مین آپکو اب آگے نہ جانے دونگا جبتک یاقوت ملک
استقبال کو آپکے نہ آئیگی عمرو نے کہا ای قران اُسکو کیا غرض ہی جو وہ میرے استقبال کو آئیگی مین اُسکا بلایا ہوا
نہین آیا ہون شوق دیدار مجھے خود لایا ہی مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین پاس جاتا ہی کنوان پیاسے پاس نہین
آتا [illegible] تشنہ ہوئے آپ [illegible] گرد دروان ہو آپ ہوئے تشنہ کی گرد دروان [illegible] قران بولا اُستاد آپ تشنہ [illegible]
ہین آپکی بہتک حرمت ہوتے ہین ہم خاکین چلے جاتے ہین ہمکو مار ڈالیے پھر چلے جائیے عمرو نے کہا کہ بھئی [illegible]
مجھے مارے ڈالتے ہو کہ جو یار کو دلدار مین نہین جانے دیتے ہو یہ کیا دوستی ہی جان [illegible]
تھین کہ وہ ساتون عیار نیان ملکہ کی بھاجیین لباس بہت تکلف کے زیور جواہر نگار پہنے ہوئے [illegible]
پرٹے ہوئے کانتیان بندھی ہوئین بانے عیاری کے جسم پر آراستہ چست و چالاک نوجوان سامنے سے دکھائی دین
اور عمرو سے کہا کہ یاقوت ملک آپکی مشتاق ہین چلیے قران نے کہا تمھاری ملکہ کے پانوون مین کیا مہندی لگی
ہوئی تھی جو خود استقبال کے واسطے نہ آئی الماس بادپا نے کہا کہ او موٹے حبشی تجھکو کون بلانے گیا تھا جو تو
یہان آیا تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے پھر کر چلا جا کوئی تیرے آنے کی غرض نہین رکھتا قران نے کہا کہ موا تو مین
تمھین پہ ہون اچھا جاؤ جو چاہتی ہو کہتی ہو حضرت سے ناچار ہون نہین تو ایک لمحہ بھر مین تمھاری ملکہ سمیت [illegible]
باندھ لاتا اُسنے کہا کہ بڈھے ہوئے تو میری ملکہ کا نام نہ لے ارے ہو [illegible] مجھے ملکہ کی ایڑی چوٹی پر سے صدقہ [illegible]
عمرو پکارا کہ بی بی ہم تکرار نہ کرو مین تمھارے ساتھ چلتا ہون اور قران سے کہا کہ بھئی تمھارا جی تو کہتا ہو کیا قران
چپ ہو رہا عمرو پکارا کہ صاحبو چلو اُن عیارنیون نے کہا کہ آپ آگے چلیے عمرو بولا یہ ہرگز نہوگا تم آگے ہو مین
تمھارے پیچھے چلونگا وہ ساتون آگے آگے عمرو اُنکے پیچھے پیچھے قدم بقدم رکھتا ہوا چلا جاتا ہی قران عمرو کے

ساتھ ساتھ نگہبانی کرتا ہوا چلا آتا ہی باقی چھوٹوں عیار دہنی بائین طرف چلے آتے ہین نصف پل پر پہونچے تھے
کہ آواز تڑاکے کی ہوئی حلقہاے کمند پاؤن مین چھوٹوں عیاروں کے پڑے وہ جھکے تھے کہ اُن حلقون کو دور کرین
ہاتھ بھی پھنس گئے چھوٹوں گو لا اٹھی ہو گر گر سے قران نے کہا کہ کیون صاحبو یہ تم دعوت کے واسطے لیچلی ہو یا عداوت
کرتی ہو ایسے شعبدے بہت سے کیے ہین اور دیکھے ہین وہ عیار بچیان پکارین کہ یہ تو گھر عیاروں کا ہی مگر تم مین کوئی
قابل عیاری کے نہین ہی بات جو کچھ ہی تو ہی عمرو تو سودائی بنا ہوا ہی قران نے کہا تم سب پر عاشق ہو ہو کر ہوش و حواس انکے جاتے
رہے ہین اُن سبھون نے کہا کہ بات بھی تیری عیاری سے خالی نہین ہی یہ کہکر ان عیاروں کو حلقہاے کمند سے رہا کیا
اور عمرو تو اُنھین کے قدم بقدم چلا جاتا تھا قران اپنے دلمین خوش ہی کہ استاد غافل نہین ہین غرض آتے آتے باغ
مین پہونچے الماس بادپا سے کہا کہ جا کر اپنی ملکہ سے کہو کہ شہنشاہ عیاران تشریف لاے ہین اُنکی قدمبوسی کو حاضر ہو
اور عمرو سے کہا کہ اُستاد اب آگے نہ جانے دونگا آپ چاہین مجھے مار ڈالین عمرو تو خون جگر پیکر چپ ہو رہا الماس بادپا
نے کہا کہ ارے تجھکو کسی نے بلایا تھا جو تو ایسی باتین بناتا ہی ملکہ کی پاپوش بھی نہ آئیگی مشتر قران نے کہا کہ ہم تو فقیر کا
تکیہ جانکر آسے تھے کہ جا کر کچھ بھیک آسکے ٹھیکرے مین ڈال دینگے یہان آکر معلوم ہوا کہ کارخانہ شاہی ہی
خیر حضرت بھی ہمارے شہنشاہ ہین ملکہ اپنا فخر و افتخار جانکر آکر باعزاز و اکرام لیجائیگی تو خیر نہین تو ہرگز حضرت
آگے نجائینگے عمرو نے کہا ابے قران کیون مجھے سبج دیتے ہو ناحق کی تکرار نکالتے ہو قران نے کہا اگر اس مقدمہ مین
آپ دخل دینگے تو اپنے کو ابھی خنجر سے ہلاک کر دونگا الماس بادپا نے اندر جا کر کرسیان بھیجین عمرو اور سالوں عیار
کرسیون پر بیٹھے قران لگا سمجھانے کہ پیر و مرشد ذرا آپ اپنے ہوش و حواس بجا کیجیے ایک طرفۃ العین مین یاقوت ملکہ
کو گرفتار کر بھیجیگا عمرو بولا ابے قران قسم ہی خدا کی جب سامنا اُسکا ہو جاتا ہی صبر و طاقت ہوش و حواس سب جاتے
رہتے ہین مین مجبور ہون کیا کرون اوسی سمک سے کہا کہ میان دیکھو تو ملکہ کیا کرتی ہی قران نے تو ہمین غضب مین
گرفتار کر دیا ہی ہمین معشوق پاس جانے کو روکتا ہی عشق و عاشقی مین اولوالعزمی نہین رہتی ہی ہمکو انھون نے
پیر مغان بنایا ہی قران چپکا کھڑا ہوا سن رہا ہی مگر یہان الماس بادپا نے یاقوت ملک سے کہا کہ بائین باغ
عمرو آکر ٹھہرا ہی وہ مرد حبشی رو سیاہ اُسے وہانسے آگے نہین آنے دیتا وہین اُسے روکے ہوے ہی مین نے
کرسیان اُسکے واسطے بھیجدی ہین یاقوت ملک نے کہا ابے الماس بادپا حقیقت مین وہ شہنشاہ عیاران ہی
مین خود چلکر اُسے لاؤنگی اور کہا کہ لاؤ ہماری پوشاک کہ ہم کپڑے بدلکر عمرو کو لینے جاتے ہین کشتیان پوشاک کی
لاکر لگائی گئین عمرو کو جو اپنا عاشق سمجھی ہی تو قتل کرنے کے واسطے سرخ جوڑا پہنا اور زیور بھی یاقوت نگار
بدن پر آراستہ کیا عطر حنا کا ملا پھولون کا گہنا اوپر سے پہنا بھبھوکا بنکر ایک عجب ناز و انداز سے چلی ع کہ باد از دیدنش
ہرگز نماند وجود پارسایان را شکیبی + مثنوی کہون کیا سنگار اُسنے ایسا کیا + کہ سب زیور اُسکا تھا یاقوت کا +
ہم یکرنگی اُسکی نمودار تھی + کہ پوشاک بھی اُسکی گلنار تھی + یہ مطلب تھا جب روبرو ہوجئے + تو اس سے بہت سرخرو ہو جئے +
اور سالون صاحبین بھی مانند پنج سیارہ کے ہمراہ ایک ایک دریاے جواہر مین غرق چار سو عیار بچیان ناصح ایش
ودر گردش اُسکے ہمراہ مانند طاؤس طناز کے سامنے عمرو کے آئی عمرو بیٹھا ہوا دروازۂ باغ کیطرف دیکھ رہا تھا
کہ چپا سمک نے آکر خبر دی کہ ملکہ یاقوت ملک آتی ہی قران نے رومال سر پر عمرو کے ہلانا شروع کیا عمرو نے کہا ابے قران
کیون مجھے ستاتا ہے ہو قران بولا آپ چپکے بیٹھے رہیے کہ اس اثنا مین دروازہ باغ مین سے فانوسون کی روشنی
دکھائی دی عمرو تو اُسیطرف دیکھ رہا تھا کہ بعد فانوس برداروں کے ملکہ یاقوت ملک نظر آئی کہ چہرہ مثل ماہ تابان

روشن گرد ہجوم سیارگان بس ملکہ کو دیکھتے ہی پکار اٹھے آمدی بنشین زمانے بندہ حاجت شوم پا این قدر بنشین کہ
برخیزم و قربانت شوم پا اور چاہا کہ ملکہ کی تعظیم کیواسطے اٹھے قران نے کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ ابھی ٹھہرے نزدیک
آنے دیجیے عمرو بولا کہ او کمبخت کیون رنج دیتا ہی کہ اتنے مین ملکہ قریب آگئی اب عمرو اٹھ کھڑا ہوا ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ
ڈال دیا عمرو کا یہ عالم ہوا کہ وہ پنجۂ خورشید نما دست نگارین جو ہاتھ مین آیا تمام جسم کی جان ہاتھ مین آگئی اور ملکہ
عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے بہزار عشوہ و ناز جانب باغ چلی عمرو گل چینی گلشن جمال کرتا ہوا چلا آتا ہی مارے خوشی کے
پھولا نہین سماتا ہی یہانتک کہ دروازۂ باغ کے پاس پہونچی ملکہ ٹھہر گئی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ چلو عمرو نے کہا کہ تم
صاحب خانہ ہو آگے بڑھو ملکہ بولی کہ تم مہمان عزیز ہو تمھارا آگے چلنا مناسب ہی عمرو بولا اچھا مین چلتا ہون اور جست کر
دروازے کو پھاند کر اندر آیا ملکہ نے الماس باد پا سے کہا کہ دیکھا تو نے اسکو لوگ بیہوش بتاتے ہین یہ تو لاکھ ہوشیارون کا
ہوشیار ہی اسنے کہا کہ بلاؤن یہا ہی غرض ملکہ بھی اندر باغ کے آئی عمرو سے خطاب کیا کہ تجھکو دروازے سے آتے ہین
شاید کچھ اندیشہ معلوم ہوا جو آپ دروازہ پھاند کر آئے عمرو بولا کہ مین جست کر سکے نہ آتا مگر اسوقت کچھ یونہین دلمین آگیا
قصہ مختصر عمرو وہان سے چلے باغ بہتر از فردوس برین پایا بڑے درختون کی سرو رفتی کی ہوئی چھوٹے درختون کی
موزونی حد کمال کو پہونچی ہوئی نہرین جاری طرفہ گلکاری طائرون کی زمزمہ پیرائی لاجواب ہر پھول نادر ہر ثمر نایاب
سیر کرتے ہوئے قریب بارہ دری کے پہونچے بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ تھی فرش ایسا کہ آسمان نے کہا ہوا اچھا
مسند پر تکلف صدر مین بچھی ہوئی تھی ملکہ نے عمرو سے کہا کہ آپ اس مسند پر رونق افزا ہو جیئے اور اپنے واسطے اور
مسند طلب کی عمرو بولا اس مسند کے نیچے غار ہی زور پانون جو رکھا وہ مسند خندق مین گر پڑی ملکہ بہت خفا ہوئی کہ
ارے یہ کمینہ کیا دعوت مین عداوت کی کوئی ایسی حرکت بھی کرتا ہی عمرو بولا آپ خفا نہون یہ مکان عیارون کا ہی
یہان ایسا ہی ہوتا ہی ملکہ نے کہا خیر آپ دوسری مسند پر بیٹھیئے عمرو نے اسے بھی پانون سے اٹھایا اسکے نیچے کانٹے
تھے ملکہ الماس باد پا پر بہت خفا ہوئی اسنے عرض کیا کہ بلاؤن عیارون کے مکان ایسے ہی ہوتے ہین عمرو پکارا
سچ ہی اسمین شک نہین القصہ مسند اور منگائی ملکہ اور عمرو ایک مسند پر بیٹھے الماس باد پا ملکہ کے سر پر رومال ہلانے
لگی مہتر قران عمرو کے سر پر کھڑا ہوا مگس رانی کرتا تھا باقی خواصین دست ادب باندھ کر کھڑی ہوئین عیار عمرو کے نیچے ایک
دیوار کے تلے سوتے تھے وہ دیوار چوبی تھی دفعتہ جو گری وہ سب اسکے نیچے دبگئے تڑاقے کی آواز جو ہوئی
عمرو نے پھر کر دیکھا دیوار چوبی عیارون پر حائل ہوئی ہنسکر ملکہ سے کہا کہ مین ان باتون کو خوب جانتا ہون کہ تمنے
دیوار چوبی مین عیارون کو گرفتار کیا ہی چھوڑ دو انکو ملکہ نے حکم دیا کہ دیوار چوبی اٹھالو تختہ جو اٹھا عیار ظاہر ہوئے
اور صورت اسکی یہ تھی کہ دیوار چوبی چھت مین بندھی ہوئی تھی اسے جو کھینچا وہ گر پڑی عیار دبگئے جب دوسری طرف
سے کھینچا پھر وہ دیوار بلند ہوگئی عیار رہا ہوگئے مگر سب شرمندہ و پشیمان تھے آنکہ نے بھی نگاہ حقارت سے انہین
دیکھا الماس باد پا نے کہا کہ بلاؤن راہ مین ان سب کو کئی کئی بار گرفتار کیا ہی البتہ یہ دو عیار انمین ہین باقی جتنے ہین
یا قوت ملکہ نے مہتر قران کیطرف دیکھکر کہا کہ تمھاری بہت تعریفین سنی ہین مہتر قران بولا ای ملکہ جو کچھ ہین
حضرت ہمارے ہین ہم سب انکی غلامی کا بھی مرتبہ نہین رکھتے مگر اندنون مین حضرت کسی شخص پر عاشق و شیدا ہین
ہوش مین اپنے نہین ہین نہین تو کیا مقدور ہی کسیکا کہ سامنے انکے نام عیاری کا زبان پر لاسکے ملکہ یاقوت ملکہ
یہ کلمہ سنکر پکاری کہ ای عزیز مرحبا صد مرحبا یہ تعریف تیری خالی عیاری و فطرت سے نہین ہی کسواسطے کہ اگر یہ گرفتار
ہوگئے تو یہ بڑے کشتنی کی جگہ ہی کہ عمرو آپ مین نہ تھا خود رفتہ تھا مجھکو معلوم ہوا کہ یہ اسے نام تو نے انہین سرگروہ کہا

جو کچھ ہی ان عیاروں مین تو ہی ہی قران نے کہا لا حول ولا قوة الا باللہ خواجہ کے غلام بھی مجھسے اچھے ہین لیکن
چالاک بن عمرو باتون سے ملکہ یاقوت ملک کی نہایت برہم ہوا ایک چوکی جو ایک ستون بلند پر میدان مین نصب
تھی کہ اسپر عیار بچیان اکثر کثرت نیچہ زنی کی کیا کرتی تھین اور وہ ستون زمین سے ستر گز بلند تھا چالاک جست کر کے
چوکی پر آیا اور پکار کر کہا کہ ہم تو واقعی کچھ جانتے نہین ہین مگر ہی کوئی کہ مجھ ذلیل سے یہان آکر مقابلہ کرے سب
عیار بچیون کے رنگ اُڑ گئے ہوائیان منہ پر چھوٹنے لگین مگر شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے آئی اور عرض کیا
کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر اس سے مقابلہ کرون پہلے بھی مین نے اسے گرفتار کیا تھا اب بھی گرفتار کیے لاتی ہون
ملکہ بولی جا خدا تیرا نگہبان ہے بس شعلہ وہان سے جست کر کے چالاک کے پاس آئی اور اس چوکی پر سوا چار پانون رکھنے کے
زیادہ جگہ نہ تھی غرض خنجر کھینچ کے لگی خنجر زنی ہونے کچھ دیر تک تو کھڑے کھڑے خنجر زنی رہی بعد اسکے دونون بیٹھ گئے
ہاتھ کی ہی پھیکی جاتی تھی پانون کا بھی سہارا چھوڑ دیا تھا بس یا تو بیٹھے بیٹھے خنجر چل رہے تھے یا ایک مرتبہ دونون لیٹ
[illegible] دیا ملتین [illegible] جاتی ہین اسطرح دونون گتھے ہوے تھے چالاک پکارا جان صاحب کیا آرزوے دلی
ہم بھلائی ہو یہی آرزو تھی کہ ہم برابر ہمارے لیٹی ہو سو خدا اسکے فضل سے تم آپ ہی ہمارے پاس لیٹ گئین
بس یہ سنکر شعلہ بہت خفا ہوگئی کہنے لگی کہ موے رہ تجھکو گور مین لٹاتی ہون غرض خنجر چلتے چلتے شعلہ شمشیر زن کا
پانون جو پھسلا اس چوکی پر سے گری چاہتی زمین کیطرف غل ہوا کہ شعلہ گئی گذری کہ عمر قران نے دوڑ کر بیر رکھکے ہاتھ
اسے لیا اور سامنے ملکہ یاقوت ملک کے لاکر رکھدیا شعلہ تو بیہوش ہوگئی تھی اسپر گلاب چھڑکا گیا وہ ہوش مین
آئی یاقوت ملک نے قران کی بہت سی تعریف کی اور چالاک سے کہا کیون نہو تم بھی تو عمرو ثانی ہو گیا ابتو ہی تمھاری
غرض [illegible] عیش پر مائل ہوئی ملکہ نے شراب طلب کی گلابیان لاکر سامنے رکھی گئین ملکہ نے ایک گلابی ہاتھ مین اٹھائی
اور جام لبریز کر کے کہا کہ خواجہ جی چاہتا ہے کہ ایک جام تمہارے ہاتھ سے پیو عمرو پکارا کہ اے ملکہ مین آرزو ہے
اگر زہر دوگی تو امرت ہی لا [illegible] دیجیے [illegible] لیکر [illegible] انکار سے جام لے لیا چاہا کہ پیے قران جھکا تھا کہ کان مین
کچھ کہے کہ عمرو نے تیوری پر بل ڈالکر کہا کہ چپکا کھڑا رہ کیون مجھکو رسوا کرتا ہے اور جام پی گیا اور گلدستہ پھولون کا نکالکر
سونگھنا شروع کیا کہ وہی گلدستہ رافع بیہوشی تھا دوسرا جام ملکہ نے دیا وہ بھی عمرو نے پیا ایک سات جام اسکے
ہاتھ سے پیے مگر گلدستہ عیاری سونگھے جاتا تھا بیہوشی اثر نہ کرتی تھی اور کہتا تھا کہ ملکہ یہ شراب کچھ تیز نہین ہے اگر
بیہوشی اسمین ملادو تو تیز ہو جاے ملکہ یاقوت ملک نے کہا کہ خواجہ بیہوشی مہمان کو نہین دیتے کہ اسمین عمرو نے
قران سے کہا کہ میان وہ گلابی اٹھا لاؤ تو ہم بھی ملکہ کو جام پلائین قران یہ سنکر گلابیون کی کشتی پاس گیا
[illegible] کسی پر ثابت نہوا کہ قران نے کیا شراب مین ملایا لاکر گلابی عمرو کے ہاتھ مین دی عمرو نے جام
لبریز کر کے ملکہ کو دیا اسنے بھی جام بے اندیشہ انجام پی لیا اور مقابہ منگوا کر مسی ملنے لگی کہ بیہوشی نے مطلق اثر نہ کیا
آپسمین باتین ہو رہی ہین کہ یاقوت ملک نے کہا خواجہ ہمارے تمھارے میدان مین مقابلہ ہو اگر مین غالب
ہوئی تمھے اختیار ہے جسطرح چاہو نگی پیش آؤنگی اور اگر تم مجھپر غالب ہوے مین تمھاری کنیز ہون یہی میری شرط ہے کہ
جو مجھپر فن عیاری مین غالب ہو اور مجھے گرفتار کرے وہ میرا شوہر ہے عمرو نے کہا ملکہ میرے ہوش و حواس
بجا نہین ہین مین کیا تجھسے لڑونگا اسنے کہا کہ خواجہ مین یہ نہین جانتی تم مکاریون کی باتین میرے ساتھ نہ کرو یا تو
عشق کا نام نہ لو اور جو عشق جتاتے ہو تو سر بکف ہو کر سامنا کرو عمرو بولا جیسا آپ فرمائینگی ویسا ہی ہوگا مین اپنی
جان آپ پر نثار کرونگا ملکہ نے کہا کہ پہلے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران ذوی الاحتشام

ے آؤ گے ہم انکے سامنے میرے تمہارے مقابلہ ہو عمرو نے کہا کہ ملکہ اختیار میرا حمزہ پر بیشک ہے جس طرح ہوگا اُسے
لاؤنگا اور کسیکو میں نہیں لاسکتا یاقوت ملک بولی کہ اچھا تم حمزہ کو تو لاؤ اوروں کو ہم بلوالینگے اور یاقوت ملکہ
نے کچھ کان میں الماس بادپا کے کہا اُسنے کان میں شعبدہ کے کہا شعبدہ اُٹھکر چلی گئی یہان ملکہ نے عمرو سے کہا ہم تمہارے
گانے کے بہت مشتاق ہیں عمرو بولا میں آنکھوں سے حاضر ہوں سنیئے اور سازندوں سے کہا کہ تم ساز بلاؤ یاقوت ملکہ
خود تنبورہ بجانے لگی عمرو نے بھی جوڑی ہفت پیوندی کی نکالی قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور گانے لگا
سب تعریفیں کر رہے ہیں ملکہ بھی کمال محظوظ ہے اور یہ حالت ہے کہ جب عمرو چپ ہو رہتا ہے تو ملکہ گانے لگتی ہے عمرو تعریفیں
کرنے لگتا ہے اور ساز بجاکر ملکہ کا ساتھ دیتا ہے کبھی دونوں ساتھ گانے لگتے ہیں جب کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی کھانا کھایا
پھر گانے بجانے کی صحبت ہوئی رات بھر عجیب لطف کی صحبت رہی ابھی اچھی طرح صبح نہیں ہوئی ہے عمرو بھیرویں گا رہا ہے
ملکہ تعریفیں کر رہی ہے کہ قریب چھ ہزار عیار پیچھیں سے پشتارہ بر پشت آکر حاضر ہوئے ہیں پشتارا سے سامنے ملکہ یاقوت ملک
کے رکھ دیئے آنکھ جو کھولا دیکھا عمرو نے کہ تمام سرداران لشکر اسلام ہیں غرض ان سبھوں کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب
ہوش میں آئے عمرو کو معشوق پاس بیٹھے ہوئے دیکھا کہ عطر کی بو بدن سے چلی آتی ہے پھولوں کا گہنا پہنے ہوئے ہے رات بھر کا جو
جاگا ہے تو خمار نیند کا ہے آنکھوں میں لال لال ڈورے چھوٹے ہیں جماہیاں چلی آتی ہیں فرش پر جتنے ہیں پڑی ہوئی ہاتھ
ریزہ ہائے مینا جھلک رہے ہیں یاقوت ملک سی معشوق پہلو میں بیٹھی ہوئی ہے بدیع الزمان کرب غازی
حملشاہ وغیرہ نے اُٹھکر عمرو کو سلام کیا یاقوت ملک نے ان سبھوں کو سلام کیا اور کہا کہ میں کنیز ہوں آپکی میں نے
آپکو بلوایا ہے کسیطرح کی تکلیف آپکو ہوئی ہو تو معاف کیجئے صاحبقران یہان تشریف لائیں آپ یہاں جلوہ افروز ہیے
اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم جاکر امیر عالیمقام اور بادشاہ اسلام کو لاؤ عمرو بولا بہت اچھا ملکہ نے کہا کہ بہت جلد جاؤ
عمرو کا کب جی چاہتا تھا کہ اسکے پاس سے اُٹھے مگر ناچار مجبور اُٹھا اور لینے کو صاحبقران کے روانہ ہوا یاقوت ملکہ
خدمتگزاری میں سرداروں کی مصروف ہوئی مگر یہان بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں امیر و لشکر جلوہ گر ہیں کہ خبر
ہوئی رات کو تمام سردار اپنے خیموں سے غائب ہوگئے امیر نے یہ سنتے ہی سر نیچا کیا فرمایا کہ البتہ اتفاق عمرو کے لشکر میں
ایک مرتبہ ہوا تھا کہ تمام عیار اپنے اپنے سرداروں کو پکڑ لیگئے تھے مگر اب جو یہ سانحہ ہوا کیا سبب ہے ہزار ہا عیار یکایک آگئے اور
سبکو پکڑ لیگئے عیاروں کو بلاکر کہا کہ رات میان خیموں میں جا جاکر دیکھا کہ یہ سردار کیونکر غائب ہوگئے ہیں کوئی بلا
سماوی نازل ہوئی یا زمین توڑ کر کوئی آیا یہ ہوا کیا عیاروں نے عرض کیا کہ پیر و مرشد ہر ایک کے خیمے میں نقب لگی ہوئی
ہے اور پتہ عورتوں کے معلوم ہوتے ہیں امیر اور حیران ہوئے اسی فکر میں بیٹھے کہ عمرو ہوتا تو معلوم کرتا کہ یہ کام کس کا
ہے سردار اپنے حالوں گرفتار ہو رہا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے آج تیسرا روز ہے کہ عمرو کی کچھ خبر نہیں معلوم ہوتی جو عیار اسکے ساتھ
گئے تھے انہیں سے بھی کوئی خبر نہیں آیا ہے یہی باتیں تھیں کہ آواز نگاڑوں کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری
چلا آتا ہے مگر عجیب حال ہے کہ چہرے کا رنگ زرد ہے لب پر آہ سرد ہے چشم پرنم ہے آپ ہی آپ حالوں میں اضطراب ہے لیکن عطر کی بو بدن سے
چلی آتی ہے عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہاں تھے حال اپنا بیان کرو عمرو نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا
کہ حمزہ میں تمکو لینے آیا ہوں تقریر سے اور بادشاہ اسلام کے چلنے کی فقیر نے ٹھیری امیر نے کہا خواجہ تمھارا معاملہ تو ایک طرفہ
یہان اور ہی سانحہ ہوگیا رات کو تمام سردار بستر خواب سے غائب ہوگئے کچھ اسکا سراغ لگا عمرو نے کہا حمزہ کوئی
غائب نہیں ہوا سب اچھی طرح سے اپنے ہیں ملکہ یاقوت ملک کے ہیں وہ انکی خدمت کر رہی ہے فقیر یا الہ تم کیون
آزردہ ہو جو انکو بلوایا عمرو نے کہا کہ مجھ سے یاقوت ملک نے کہا تھا کہ خواجہ تم جاکر امیر کو سرداروں سمیت لے آؤ میں نے کہا

کہ مین حمزہ کو لا سکتا ہون سرداد وہی پر میرا اختیار نہین ہی اس بنا پر اُسنے عیاروں چیلون کو بھیجکر سبکو جمع و امنگوایا اب حضور تشریف لیچلین تو پھر بیرے آسکے فیصلہ ہو جاسے امیر نے فرمایا کہ خواجہ مین وہان جاکر کیا کرونگا میرا وہان کیا کام ہی عمرو نے کہا حمزہ تجھکو مین ضرور لیچلونگا فرمایا کہ اچھا ہم چلینگے مگر ہم وہان کیا دینگے خواجہ ہم تم سے جس کام کو کہتے ہین تم بغیر کچھ لیے وہ کام نہین کرتے ہم بھی بغیر لیے تمھارے ساتھ نہ جائینگے عمرو نے کہا حمزہ مجھ غریب پاس کیا ہی جو مین تجھے دونگا فرمایا تمھارے پاس سبکچھ ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بھئی اور کچھ نہ سہی مگر ایک دن دعوت تو کرو عرض کیا بہت اچھا بعد انفصال کے مین دعوت حمزہ صاحبقران اور شہریار زمان کی کرونگا فرمایا اچھا اسقدر اتنا بھی بہت ہی اور امیر کے کان مین کہا کہ از خرس موے لبس ست بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی غنیمت ہی اور اسیوقت حکم دیا کہ ہمارا کوچ ہو عقیق کوہ کیطرف القصہ کوچ بکوچ قریب عقیق کوہ کے آکر خیمہ برپا کیا لشکر تمام اتر پڑا یاقوت ملک نے سُنا کر لشکر صاحبقران آپہونچا سرداروں سے ہاتھ باندھکر کہا کہ اب آپ تشریف لیجائین کنیز کے باعث سے تکلیف تو بہت آپ صاحبون کو ہوئی سبھون نے کہا ای ملکہ ہم تم سے بہت راضی ہین تمنے ہمکو بہت آرام سے رکھا ہم جاکر تعریفین تمھاری صاحبقران سے کرینگے اور وہانسے سوار ہوکر روانہ ہوے جب خدمت صاحبقران مین پہونچے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا تعریفین ملکہ یاقوت ملک کی کرنے لگے کہ ہمکو بہت چین سے رکھا مگر عمرو مبہوت عشق بنا ہوا بیٹھا ہی اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

چاہنے والوں پہ اپنے نہ وہ بیداد کرین
مین انھین بھولکے بیٹھون وہ مجھے یاد کرین

کہین ایسا نہو کتا ہے وہ فریاد کرین
ہم کرین اُنسے وفا اور وہ کرین ہم پہ جفا

انقلاب ایسا بھی دکھلا دے کبھی چرخ فلک
ہم انھین شاد کرین وہ ہمین ناشاد کرین

امیر کہ رہے ہین کہ خواجہ تمنے آگے جسطرح فتنہ عیار ہی کو سر میدان گرفتار کر لیا تھا اسے بھی پکڑ لاؤ عمرو کہ رہا ہی کہ حمزہ وہ وقت اور تھا یہان تو وہ حالت غیر ہی جہان اُسپر نگاہ پڑی اور سامنا اُسکا ہوا ہوش و حواس جاتے رہتے ہین دنیا و دین سب فراموش ہین اسکا علاج کیا کرون یہی باتین ہو رہی تھین کہ عرض ہوئی ملکہ یاقوت ملک دروازہ حاضر ہی فرمایا کہ بلا لو چوبدار باہر گیا بعد لمحہ بھر کے ملکہ اندر بارگاہ کے آئی عجیب عالم تھا کہ ہم تنہ گلے مین پہنے ہوئی گانی بندھی ہوئی چہرہ مانند مہر درخشان کے روشن پانسے عیاری کے بدن آراستہ آتے ہی صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا کرسی مرحمت ہوئی ملکہ بیٹھی عمرو ملکہ کیطرف دیکھ رہا ہی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی کہ جام شراب گردش مین آیا امیر ملکہ کیطرف مخاطب ہوے فرمایا کہ ای یاقوت ملک سردار ہمارے تمھارے بہت ممنون ہین تمنے خوب اُنکی خاطر و مدارات کی عرض کیا کہ مین کنیز ہون مجھسے کچھ خدمت آپکی ادا نہین ہوئی اور شہریار کنیز عرضی لیکر حاضر ہوئی ہی آپ حضور ملاحظہ فرمائین اور جو مناسب ہو اُسپر فیصلہ ہوجاسے فرمایا کہ لاؤ عرضی دیکھین کیا لکھا ہی یاقوت ملک نے کرسے عرضی نکالکر دونون ہاتھون پر رکھکر پیشکش کی امیر نے لیکر ملاحظہ فرمایا دیکھا تو اُسمین بعد تعریف و عون کے اور القاب شاہانہ کے لکھا ہی کہ ای صاحبقران نامدار یہان عقیق کوہ مین تاراج ہوتا ہی مرد کی صورت سے مجھکو نفرت ہی کنیز حضور کے لشکر کیطرف فقط سیر کو گئی تھی عیار حضور کا عمرو بن امیہ ضمری کنیز پر عاشق ہوا اور پیچھے پیچھے کنیز کے آیا کنیز نے اُسکی خاطر و مدارات کی اور اُس سے کہا کہ تم اگر فن عیاری مین مجھپر غالب آؤ تو مین تمھاری کنیز ہون اور اگر مین غالب ہوئی تو مجھے اختیار ہی چاہون قتل کرون چاہون بخشون اور حضور کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ عیار حضور کا اگر حضور کے سامنے اقرار مجھسے لڑنے کا کرے تو مین موجود ہون اگر اُسنے سر میدان مجھکو گرفتار کیا تو وہ میرا مالک ہی اور جو مین اُسپر غالب ہوئی تو میں بھر زندہ نہ رکھونگی پھر حضور یا سرداران حضور مین سے کوئی دعوی اُسکے خون کا مجھسے نہ کرے آپ مہر قتل نامہ پر کر دیجیے اور جو یہ منظور نہین ہی تو عمرو کو منع کیجیے کہ دعوی عشق کا اس کنیز کے ساتھ نہ کرے

کہ سو جب میری رسوائی کا ہی امیر نے جو قتل نامہ عمرو بن امیہ ضمری کا پڑھا غصہ سے کانپنے لگے فرمایا کہ ای یاقوت ملک
اگر تو نے میرے سرداران کی خدمت نہ کی ہوتی تو بہت بری طرح اسوقت پیش آتا حمزہ کو خدا اسدن کے لیے نہ رکھے کہ عمرو کے
قتل نامے پر مہر کرے خبردار یہ ذکر میرے سامنے نہ کرنا ملکہ یاقوت ملک نے پہلے ہی عمرو سے کہا تھا کہ اگر حمزہ تمہارے
قتل نامے پر مہر کر دیگا تو میرا تمہارا مقابلہ سر میدان ہوگا اور جو مہر نہ ہوئی تو پھر نام میرے عشق کا نہ لینا اب جو امیر کو خشمناک
دیکھا عمرو سے کہا کہ لو خواجہ خبردار اب تم نام عشق و عاشقی نہ لینا مجھ سے کچھ سروکار نہیں یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی عمرو نے
دیکھا کہ اب یہ جاتی ہی بس وہ تڑپ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکہ تم بیٹھو میں مہر کرا دیتا ہوں بجبر ہو کر اسے بٹھایا اور آکر
صاحبقران کے قدموں پر سر رکھدیا اور کہا کہ ای حمزہ میں مدت سے تیرا خدمتگذار ہوں میرا حق تجھ پہ ذمہ بہت سا ہی
خدا کے واسطے میرے قتل نامے پر مہر کر دے کہ مجھے معشوق کی آزردگی گوارا نہیں ہی مہتر قران رو کر پکارا کہ ای شہریار
خواجہ سرشار بادۂ عشق ہیں انسے کچھ نہو سکیگا بیشک مارے جائینگے [illegible] قران کیطرف دیکھا کہ کیا وحشیانہ
بکتا ہی اور امیر سے کہا کہ جو آپ مہر نہ کرینگے تو میں اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں ہلاک کر ڈالونگا امیر نے فرمایا کہ ای عمرو تو جانتا ہی
کہ میں عدل و انصاف کے مقام پر خاطر اپنے بیٹے کی بھی نہیں کرتا اگر میں مہر کر دونگا [illegible] ہو جائے طرفداری تیری کیونکر
عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار اگرچہ میں بھی جانتا ہوں کہ یاقوت ملک [illegible] مار ڈالیگی سو اسواسطے کہ جب میں اسے دیکھتا ہوں
عقل و ہوش میرے پراگندہ ہو جاتے ہیں مگر ناچار ہوں کہ معشوق کو آزردہ کرنا گوارا نہیں ہی جی نہیں چاہتا کہ بیزار
ہو کر اس صحبت سے اٹھ جاوے تو مجھ پر رحم کر اور قتل نامے پر مہر کر دے میں نہایت ممنون منت اور مرہون احسان
ہونگا اور تمام عمر کا میں حق خدمت بحل کر دونگا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور لوگوں سے رو کر فرمایا کہ کیا گردش فلکی
ہی کہ قتل نامے پر عمرو کے مجھسے مہر کروائی جاتی ہی لیکن عمرو نے [illegible] اڑا ہوا ہی کہ میں اخیر مہر کروائے ہوئے سر نہ اٹھاؤنگا
امیر نے ناچار و مجبور مہر منگوا کر سامنے عمرو کے [illegible] مہر کر دو عمرو نے کہا کہ حمزہ اپنے ہی ہاتھ سے تو مہر کر دے
ناچار صاحبقران نے مہر کر دی بادشاہ اسلام کی بھی مہر [illegible] ہو گئی اور سرداروں کی مہریں اور گواہیاں بھی ہوگئیں
جب وہ محضر تیار ہو چکا عمرو کے ہاتھ میں دیا [illegible] ملکہ یاقوت ملک کے حوالے کیا کہ یہ قتل نامہ حاضر ہی
یاقوت ملک نے [illegible] کہا کہ خواجہ [illegible] صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو بیزار کر کے مانند بجلی کے
کوند کر چلی گئی بعد اسکے جا کر کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں [illegible] سمجھ لینا کہ اگر تمہارے واسطے
کچھ نوع دگر ہوئی تو یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہونگا لیکن تمہارا [illegible] اور میرا خون بھی تمہاری
گردن پر ہوگا عمرو نے کہا [illegible] ہیں یہ غلام [illegible] اپنی خبر [illegible] دیکھا جائیگا
جائیگا تو اسکو [illegible] خواجہ [illegible] نہیں چاہیے کہ تم اپنے ہوش و حواس
بجا کر کے اس سے [illegible] ہوں اپنی تیاری کرتا ہوں فرمایا
کہ اچھا جاؤ بس عمرو حمزہ صاحبقران [illegible] آیا اور [illegible] آدم صفی اللہ اپنی زنبیل سے
نکالی بلاکر فراشان چابک دست کو اسے استادہ کرایا اور آپ اسکے اندر [illegible] تمام عیاروں کو مہتروں کو بلایا
چنانچہ چاروں مہتروں کو خدمتیں تقسیم کیں گلپا دعراقی کو مشعل خانہ دیا مہتر برق فرنگی کو میخانہ حوالے کیا قمر بلخی
کو آبدار خانہ حوالے کیا ترک ختائی کو باورچی خانہ سپرد کیا سمک یلداقی ابو الفتح اصفہانی چالاک بن عمرو
سرہنگ ملی ان چاروں کو چاروں دروازے بارگاہ کے سپرد کیے امیہ بن عمرو کو طلائے کی گشت پر مقرر کیا
بعد اسکے مہتر قران حبشی کو بلا کر کہا کہ ای جان بخش عمرو میں عشق میں یاقوت ملک کے دیوانہ ہو رہا ہوں [illegible]

حفاظت جان کی خدمت مین نے تجھین سپرد کی قران نے کان پر ہاتھ رکھا کہ یہ بار گران مجھسے نہ اٹھ سکیگا عمرو نے کہا
کہ بیٹا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ جسکو یہ خدمت دون قران نے کہا کہ ایک شرط سے مین قبول کرتا ہون کہ آپ بے اطلاع
میرے کوئی کام نہ کرین اور نہ کہین جائین اور نہ کسی سے ہاتھ ملائین عمرو نے کہا کہ یہ سب مجھکو قبول ہی جو تو کہیگا
وہ کرونگا جب یہ قول و قرار ہو چکا اب عمرو بن امیہ ضمری تخت بادشاہی پر بیٹھا تاج حضرت آدم کا سر پر رکھا اور جامہ
گلے مین پہنا کہ اس جامے کی صورت یہ تھی کہ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ ہو جاتا تھا اور ہر دم گرگٹ کی طرح رنگ
بدلتا تھا اور بلا کر اہل خدمت کو خلعت دینا شروع کیا اور وہ خلعت کیا تھا کہ ایک ایک طرہ پھولون کا اصل سب نے
خلعت پہنکر نذرین گذرانین ادھر لشکر یاقوت ملک کا خیمہ استادہ ہوا تین لاکھ عیار پہیون کا لشکر کہ سونے کا اتر پڑا
خیمے استادہ ہوئے بازار آراستہ ہوگئے یاقوت ملک آکر بارگاہ مین بیٹھی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اتنے مین
آکر ملکہ نے حکم دیا کہ نقیب طبل جنگ اسیوقت نقارے پر چوب پڑی اور غلغلہ ہوا آکر کل مقابلہ عیاران لشکر اسلام ہی ہر کارون نے
آکر خبر شاہ عمرو کو دی کہ یاقوت ملکہ نے طبل جنگ بجوایا ہی کہا کہ یہ بھی گردش فلکی ہی کہ عاشق و معشوق مین لڑائی ہوتی ہی
کہا کہ اچھا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہ طبل جنگ نہین ہی ہماری کوچ کا نقارہ ہی بعضون نے کہا کہ خداوند نعمت
آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ایک طرفۃ العین مین آپ اسے پکڑ لائینگے عمرو نے کہا ہان بھی تم سچ کہتے ہو خیر جو کچھ ہوگا صبح کو
دیکھ لیا جائیگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار گرد و اطراف مین
مہتر قران چنور ہلاتا ہوا ساتھ تھا اس صورت سے میدان مین آکر پہونچا لنگر کے نیچے تخت رکھا گیا اور عیار
بھی اپنے اپنے لنگرون کے نیچے صندوق عیاری پر جا بیٹھے ادھر سے ملکہ یاقوت ملک تخت پر سوار ساتون
جلیبین مانند مہ سیارہ کے گرد تین لاکھ عیار پہیان پیچھے پیچھے نہایت شان و شوکت سے ملکہ نمودار ہوئی اسکا بھی
تخت لنگر کے نیچے رکھا گیا ادھر سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی کہ بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہو کر
مع سرداران ذیشان ہمراہ عیارون سے علیحدہ آکر کھڑے ہو رہے دیکھا دونون طرف کے عیارون کو فرمایا کہ یہ تماشا بھی
دیکھنے کی ہی ایسی معرکہ آرائی کبھی نہین ہوئی الغرض جس وقت صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقیبون نے [illegible] چلے گئے
الماس باد پا اپنے صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت [illegible] چاہی یاقوت ملکہ نے
کہا کہ مجھے اور عمرو سے وعدہ میدان داری کا ہو [illegible] نے کیون قصد کیا کا کیا ہو وہ بولی ہم پہلے کس دن کے واسطے
ہین پہلے ہم آپ پر نثار ہو لین پھر آپ کو اختیار [illegible] دیکھیے تو ہی کہ کسطرح سے ان عیارون کو گرفتار کر کے
لاتی ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا جاو خداوند [illegible] تمہارا نگہبان ہی الماس باد پا نے سلام کیا اور وہین سے
جست کی آسمان پر چلی گئی پچاس ساٹھ ہاتھ [illegible] کھینچکر لگی نیچے کو ہاتھ لٹکائے زمین کی طرف گرنے لگی تھی کہ نیچے
پہونچکر کے پاؤن تلے رکھا اتنے سہارے [illegible] کے اور بلند ہوگئی پھر بلانے لگی بجلیان چمکانے لگی کوئی چار
گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ اتری چار گھڑی [illegible] مین پہرا لی تو پسینہ پسینہ تھی ایک لمحہ ٹھہر کر نعرہ کیا کہ اے عیاران
لشکر اسلام جسکا جی چاہے ہمارے مقابلے کو آئے بس پوری بات اسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ نظر کردہ علی کہ
صاحب نسبت خدا گران مہتر قران حبشی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر اس سے
مقابلہ کرون عمرو نے کہا کہ اے مہتر قران تم اسے جا کر پکڑ لاؤ گے یاقوت ملکہ کو کمال رنج ہوگا قران بولا کہ
حکم ہو تو جا کر سر اسکا نذر کر دون کہا کہ بھی یہ بھی گوارا نہین ہی قران نے کہا کہ مین اسپر کوئی صدمہ نہ کرونگا اسکو
چشم زخم نہ پہونچنے دونگا بہ حسب اقبال سے پکڑ لاؤنگا کہا کہ جاؤ بھی خدا تمہارا نگہبان ہی قران سلام کر کے

میدان کو چلا بہت آہستہ آہستہ الماس بادپا نے دیکھا کہ وہی سواحبشی آتا ہے دلمین کہا کہ گیا مطلق خاطر جمع سے آہستہ آہستہ
آتا ہے جیسے کسی سے لڑائی نہین ہے جب قران اسکے قریب آیا الماس بادپا پکاری کیا تجھے چلا نہین جاتا جو اتنی دیر مین یہان
آیا قران نے کہا کہ مین دوڑ کر کسپر آتا کوئی حریف اپنا مجھکو نظر نہین آتا الماس نے کہا کہ میرا وجود تیرے سامنے کچھ نہین ہے
خیر معلوم ہو جاویگا ہوشیار رہو حربہ ہاتھ مین لے قران بولا کہ صاحب تمہارے واسطے اور ہتھیار مین نے تجویز کیا ہے اسسے
تم بہت خوش ہوگی اسنے کہا کہ موسے باتین نہ بنا مین تجھے مار ڈالونگی قران نے کہا کہ مین مدت سے تیرا مرا ہوا ہون اتنے کو مین
سرسے کھولی اور کہا خبردار ہو مارتی ہون مین نے پتھر بولا کہ ہمتو تمہارے مارے ہوے ہین اسنے غضبناک ہوکر پتھر مارا قران نے
خالی دیا اسیطرح جتنے پتھر اسنے مارے سب قران نے خالی دیے وہ دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دوستی پتھر
مارنے لگی مگر قران ایک پتھر ہاتھ مین پکڑ لیتا تھا اور دوسرے پتھر کو اسی پتھر سے چور کر دیتا تھا آخر جب جو پتھر مار کر تھکی اور
توبڑہ پتھرون سے خالی ہوگیا اسوقت اسنے کمند کے حلقے درست کر کے مارے قران نے خالی دیے خوب کمند زنی کی کچھ
نہوا انجام کار تیغ کھینچکر مارا قران نے وہ بھی خالی دیا اب تیر برس پڑی قران اپنے کو بچانے لگا جب اس سے بھی کچھ نہوا تو خنجر
زنی کرنے لگی قران نے کہا کہ جان صاحب تم سب حربے اپنے کر چکین ابل ہم تمہین پکڑ لیجاتے ہین اسنے کہا موسے کیا اکثر اسہل ہے قران نے
کہا کہ مین تو تمہین کھیل کھلا رہا تھا دیکھو کیونکر تمہین گرفتار کیے لیتا ہون غرض وہ خنجر مار رہی تھی کہ قران نے پھرتی سے خنجر سمیت ہاتھ پکڑ لیا
کہ بس اب زیادہ کیون ستم کرتی ہو رحم کرنا بھی لازم ہے اور دوسرے ہاتھ سے اسکو اٹھا کر لے بھاگا سامنے عمرو کے لاکر اسکی مشکین باندھ دین
اور زندان مین بھیجا عمرو نے قران کو خلعت دیا پھر وہی طرہ پھولونکا عطا کیا مگر قران نے پانچ اشرفیان نذر دین ابھی دو پہر دن باقی تھا کہ شعلہ
سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ کیا تو نے الماس بادپا کا تماشا نہین دیکھا وہ تم سب پر غالب تھی جا کر گرفتار ہوئی اسنے
عرض کیا کہ واری جاؤن اس کالی بلا سے تو کوئی عہدہ برآ نہو سکیگا مین الماس بادپا نے مفت اپنے کو اسکے ہاتھون گرفتار
کروایا باقی اور سب موسے دیکھیے بھاگے ہین راہ مین سو سو مرتبہ موون کو اسیر کر کے چھوڑ دیا ہے آپ کے اقبال سے
اب سرمیدان جاکر پکڑ لاؤنگی ملکہ نے کہا اچھا جاؤ تم بھی میدان داری کرو فرعون شاہ نگہبان ہے القصہ شعلہ بھی پنکھ کر جا سنے
چلی آسمان پر اڑ کر گئی وہان سلامتی شوری دکھائی پیچھے کے ہاتھ [illegible] لے چار گھڑی کے بعد آسمان سے نیچے آئی جب زمین پر پاؤن
لگا پہنچنے مین [illegible] سے مقابلے کو آسے ادھر سے چالاک بن عمرو
سامنے تخت عمرو [illegible] مین جا کہا سے مقابلہ کرون کہا کہ بہتر اچھا
جاؤ تم بھی [illegible] چالاک [illegible] سے شعلہ شمشیرزن کے آیا پکارا کہ اے
محبوب جانی مین تجھسے لڑنے نہین آیا ہون میری جان [illegible] معشوق سے لڑائی ہوتی ہے مین تڑپونگا
اور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اسنے کہا کہ یہ کیا [illegible] تجھے مار ڈالونگی مگر چالاک نے بچا لاکی تمام
سر اپنا اسکی ٹانگون سے باہر نکالکر گردن پر سوار کر کے لے بھاگا شعلہ گردن پر اور دونون ہاتھ قدم اسکے پکڑ لیے شعلہ نے
ہر چند غل مچایا کہ ارے یہ کیا مکاری کیا دغابازی ہے ارے یہ کونسا ڈھنگ لڑائی کا ہے یہ پکارا کہ جان صاحب اور فن
عیاری مین سوا مکر و فریب کے کیا ہوتا ہے قصہ مختصر چالاک اسکو لیے ہوے سامنے عمرو کے آیا اور اسکو زندان
مین بھیجا چالاک کو پھولون کا طرہ عمرو نے دیا اسنے بھی نذر گذرانی مگر ملکہ یاقوت ملک اداس طبل بازگشت ہوا کہ
پھر ی ساتھ والیون سے کہتی ہوئی کہ یہ عیار بڑے مکار ہین ڈرنے کی چیز ہین دیکھا کہ بدولت شعلہ کو کیونکر
لیگیا بارگاہ مین آکر داخل ہوئی مگر الماس بادپا کے نہونے سے نہایت پریشان تھی اور وان سے عرض کی کہ ملا ان کا
آپ رنجیدہ نہون سلامت رہیں اسی دن کیواسطے ہوتے ہین خدا آپ کو سلامت رکھے آپ جس وقت عمرو کو پکڑ لاوینگے

الماس باد پا اور شعلہ دونوں چھوٹ آہنگی یاقوت ملک نے کہا کہ بجواؤ طبل جنگ کہیں جلد فیصلہ ہو جائے
اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی ادھر جاسوس نے خبر شاہ عمرو کو پہونچائی کہا اچھا بجی ہمارے یہاں بھی نقارہ جنگ
بجے دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی عیار بجا بجا کر میدان کو آراستہ کرنے لگے اُدھر عیار بچیان سامان جنگ میں
مصروف ہوئیں مگر یاقوت ملک نے کوئی پہر رات گئے دربار برخاست کرکے کھانا کھایا پلنگ پر آکر لیٹی خیالمیں
گذرا اکرامی یاقوت ملک جنگ دو سردار دخدا جانے لڑائی میں عمرو تجھ غالب ہو یا تو عمرو پر غالب آئے چلکر عیاری
کرکے عمرو کو پکڑ لا فیصلہ ہو جائے بس اپنی عیاریوں سے پوشیدہ ہوکر عمرو کے اسیر کرنے کو روانہ ہوئی اور ادھر
عمرو کے خیال میں گذرا اکرامی عمرو میدان میں تو لڑائیاں ہوا کرینگی تو چلکر یاقوت ملک اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لا اسی فکر میں
سویرے سے کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹا ایک گھڑی بھر کے بعد مردم چشم پر چلمن مژگان ڈال لی نفیر خواب بلند کی
عیاروں نے جانا کہ سو گئے مہتر قران کبھی ذرا جاگتا تھا زرانچہ سے کہا کہ بھئی اُستاد سوتے ہیں ہم کہو تو میں بھی دو گھڑی
کے لیے لیٹ رہوں مگر تم ہوشیار بیٹھے رہنا اُسنے کہا کہ خلیفہ آپ شوق سے سوئیں میں بیٹھا ہوں مہتر قران تو
سو رہا زرانچہ بیٹھا دیکھ رہا تھا عمرو نے چپکے سے تکیہ کو اپنی جگہ لٹا دیا اور لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے آیا لوٹتا ہوا
قنات کے پاس پہونچا اور چاک کرکے نکلکر روانہ ہوا ایک چار گھڑی بعد قران جو چونکا زرانچہ کو آواز دی وہ بولا
میں جاگتا ہوں اُستاد سوتے ہیں قران نے جو خیال کیا تو نفیر خواب کی بلندی نہ پائی اُٹھکر جو دیکھا تو پلنگ خالی
ہے اُستاد نہیں ہیں سر پیٹ کر کہا کہ زرانچہ ہم تیرے بھروسے سو گئے تھے تو نے غفلت کی اُستاد کہیں چلے گئے یہ کہکر
قران عمرو کے تعاقب میں روانہ ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ ای قران اگر خدا نخواستہ اُستاد کسی بلا میں گرفتار
ہو گئے تو پھر اپنی جان دینا پڑیگی اور اُستاد ملیں تو اب تو اُنکا دامنگیر ہو کہ آپ نے مجھکو محافظ جان بھی مقرر کیا ہے
اور آپ مجھسے چھپ کر بھی نکل جاتے ہیں میری ذلت کے آپ درپے ہوتے ہیں یہ باتیں دلمیں کرتا ہوا چلا جاتا ہے لیکن
عمرو جو یہاں سے نکلا یاقوت ملک کے خیمے کیطرف جاتے جاتے قریب ایک نالی کے پہونچا تھا کہ آواز نالہ وزاری کی
کانوں میں آئی گویا کوئی باواز حزین کہرہا ہے کہ کوئی بندۂ خدا آئندہ و روندہ ایسا ہے کہ دادرسی کرے اور اس ظالم سے
مجھے نجات دے عمرو نے جو یہ آواز سنی دوڑا کہ دیکھوں کون کس پر ظلم کر رہا ... دیکھا کہ ایک عورت
خوبصورت سر سے پانوں تک زیور جواہر نگار سے آراستہ اُسکو ایک زنگی ... پیٹ تلواریں مار رہا ہے
اور وہ چلا رہی ہے سر سے پیر تک زخمی ہے عمرو دیکھتے ہی دوڑا اور للکار کر کہا ... غضب کیا تو نے اس
عورت دستہ و پاشکستہ کو مار ڈالا کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے آیا میں اور خنجر کھینچکر کود پڑا وہ زنگی بھاگا عمرو
چاہا کہ اُسکے پیچھے جائے اُس عورت نے کہا کہ ای عزیز اگر تو نے میرے حال پر رحم کیا ہے تو تو اُسکے پیچھے جا کس لیے
کہ اگر تو اُسکے تعاقب میں گیا تو یہاں اور کوئی اُسکا بھائی بند نکلکر مجھے مار ڈالیگا تیری مددگاری ضایع ہو جاویگی
عمرو یہ سنکر رک رہا اور اس عورت کے پاس آیا دیکھا تو بہت سے خون کے بہ رہے ہیں اور وہ زمین پر پڑی ہے
عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ زنگی کون تھا اُسنے کہا کہ صاحب میں ساہوکار بچی ہوں اپنی سسرال سے
میکے کو جاتی ہوں کہاری پیچھے رہ گئی میں بدبخت آگے بڑھ آئی یہ تلوار کھینچے ہوئے آیا ہر چند میں نے کہا کہ یہ گہنا لیلے
میری جان چھوڑ دے اُسنے نہ مانا مارنے لگا اتنا تھا کہ آپ آ پہونچے اب اگر آپ نے رحم کیا ہے تو اتنا اور احسان کیجیے
کہ سامنے میرا گھر ہے وہیں مجھکو گود میں اُٹھا کر پہونچا دیجیے آپ کو اجر عظیم خدا دیگا اور اگر مال و اسباب کی خواہش ہو
تو یہ سب گہنا حاضر ہے عمرو نے کہا کہ اچھا آؤ میں تمہیں تمہارے گھر تک تو پہونچا دوں اور سمجھا کہ اُسکو گود میں اُٹھا لے

کہ اس عورت نے حلقے کمند کے عمرو کی گردن مین مارے اور کھینچا کہ عمرو گرا وہ عورت چھاتی پر عمرو کی چڑھ بیٹھی
اور پکاری کہ باش او دزد بارہ یک گردن ساربان زادے منم ملکہ یاقوت ملک کیون مین نے تجھے کسطرح گرفتار
کیا اب دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور وہ خون اپنے بدن پر سے دور کیا جو پوست گاو کا اُسکے بدن پر تھا اب
عمرو نے یاقوت ملک کو پہچانا کہا کہ ای جان جہان ہم تو پہلے ہی سے اسیر کمند زلف ہو چکے ہین ہمکو گرفتار کرنے کی
کیا حاجت ہے ؎ حاجت دام و کمندے نیست در تسخیر ما ٭ گردش چشمے بود دلبس حلقہ زنجیر ما ٭ اور مین تو بیشک مجرم
و گنہگار ہون اپنی خطا کا مقر ہون کہ تمکو مین نے بدنام کیا کہ یاقوت ملک پر عاشق ہون کچھ گواہ دشاہد کی
حاجت نہین ہے آپ شوق سے مجھے قتل کیجیے شعر مقر خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہین ٭ مجھے جو چاہو کرو مین تو
بے گناہ نہین ٭ مگر والله آرزو سے دل پوری ہو گئی یہی جی چاہتا ہے کہ تمھاری شنگریان ہمارے سینہ پر ہون
آپ شوق سے قتل کیجیے کہ اسے موت کی آرزو تھی ایسی قضا کسکو نصیب ہوتی ہے ملکہ نے کہا کہ مرو ابھی تو تجھکو
زندہ باندھکر لیچلتی ہون رات بھر قید رکھونگی صبح کو سبکے سامنے سر میدان قتل کرونگی عمرو بولا اختیار ہے
جسطرح چاہیے پیش آئیے شہید تیغ ابرو کیجیے اسیر کمند گیسو فرمائیے ملکہ نے کہا کہ اے موے دیکھو کہ کیسا
کرتی ہون اور نکالکر دارو بیہوشی عمرو کے دماغ مین دی اور حلقہاے کمند مین جکڑ کر روانہ ہوئی خوشی
خوشی لشکر کی طرف جاتی ہے شب ماہ ہے چاندنی چھٹکی ہوئی ہے کوئی کوس بھر آئی ہوگی کہ زمین پر دیکھا کہ ایک
ستارہ چمک رہا ہے خیال گذرا کہ یہ کیا شی ہے قریب آ کے جو دیکھا تو قبضہ خنجر کا الماس نگار نظر آیا چاہا کہ ہاتھ سے
اٹھا لے مگر اُٹھ سکا زمین مین گڑا تھا کھودکر نکالا دیکھا کہ میان اُسکا فولاد کا ہے مگر زنگ آلودہ ہے قبضہ مین ہاتھ
ڈالکے خنجر کو کھینچا مگر کثرت زنگ سے کھنچ نہ سکا منھ سے برابر لا کر زور سے جو کھینچا میان سے اسکے گرد و ارو بیہوشی کا
اُڑا دماغ مین یاقوت ملک کے گیا بیہوش ہوکر گری مہتر قران حبشی دوڑکر آیا یاقوت ملک کو باندھکر مع لپٹنا
عمرو اٹھا لایا خیمہ مین لاکر ایک پلنگ پر دونون کو رکھا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو کی آنکھ جو کھلی پہلو مین معشوق کو پایا
تو سینہ سے لگایا اُدھر یاقوت ملک کی آنکھ کھلی عمرو کے پاس اپنے کو پایا کہا کہ خواجہ تمھین اسیر کر چکی تھی تم نے نہین
مجھے گرفتار کیا یہ مہتر قران مجھے پکڑ لایا ہے اور اسکے پکڑ لانے کی سند نہین ہے تم تجھے اسیر کرو گے تو بیشک کنیزی
اختیار کرونگی عمرو نے کہا اے ملکہ تم جاؤ خدا چاہیگا تو مین تمھین سر میدان پکڑ لاؤنگا ہرچند قران نے کہا کہ لڑائیکا
خاتمہ ہو چکا اب آپ کیون اسے چھوڑتے ہین عمرو نے نہ مانا کہا کہ مجھے معشوق کا آزردہ کرنا گوارا نہین ہے یاقوت ملک
سے خطاب کیا کہ آپ بے تکلف تشریف لیجائیے وہ اُٹھکر چلی گئی قران نے عمرو سے کہا کہ استاد آپنے اپنا تماشا جان مجھکو
مقرر کیا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ بغیر تیری آگاہی کے کوئی کام نہ کرونگا پھر آپ مجھکو غافل کر کے کیون چلے گئے اور یاقوت ملک کے
ہاتھون گرفتار ہوئے اگر مین نہ پہونچتا تو وہ تو پکڑکر آپکو لیجا چکی تھی مین کہین کا نہ رہا تھا اب آپ اور کسیکو یہ خدمت
سپرد کیجیے مجھسے یہ خدمت نہو سکیگی عمرو نے کہا اے مہتر قران تجھکو حال عشق و عاشقی کا نہین معلوم جب مجھکو تصور معشوق کا
بندھ جاتا ہے بیخود ہو جاتا ہون کچھ عہد و پیمان اُسوقت یاد نہین رہتا ہے اسواسطے ناچار ہون اے قران یہ ہماری آخری خطا
ہے تم ہمسے آزردہ نہو قران چپ ہو رہا اب صبح ہو گئی تھی عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار ہمراہ تھے آکر میدان مین پہونچا
اودھر سے لشکر یاقوت ملک کا ادھر حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام آئے انکا پرا بندھا امیر کو ہرچہ اخبار گذرا کہ پچھلی
رات کو عمرو گرفتار ہو گیا تھا مہتر قران چھڑا لایا ملکہ یاقوت ملک کو بھی پکڑ لایا تھا عمرو نے اسے چھوڑ دیا صاحبقران
نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ خواجہ تمنے غضب کیا جو یاقوت ملک کو چھوڑ دیا عمرو نے آداب عرض کر وا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شہریار

حضور کے اقبال سے مین اسے سر میدان پکڑ لاؤنگا مہتر قران کے پکڑ لانے کی سند نہین ہے لیکن ادھر جب دونو لشکر
صفین آراستہ ہو چکین عیار اور عیار بچیان اٹھ اٹھ اپنے صندوق عیاری پر قائم ہو چکین شعبدہ لقب نازنین
سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی یاقوت ملک نے پوچھا کہ لڑکی کیون تو ہاتھ باندھے کھڑی
ہوئی ہے عرض کیا کہ پاؤن اجازت میدان چاہتی ہون کہ جاکر ان موذیون کو سزا دون یاقوت ملک نے کہا کہ
خلیہ ہوئی ہے راہ مین خدا جانے کیا پیچ تھا جو وہ تمھارے قریب مین آکر گرفتار ہو گئے اب ہرگز تمھارے ہاتھ
نہ آئینگے اسنے کہا کہ حضور مین انکے فریبون سے خوب واقف ہو گئی ہون مین ان موذیون کو پکڑ لاؤنگی یاقوت ملک نے
کہا کہ اچھا تو بھی جا وہ سلام کرکے میدان کو چلی خنجر کھینچکر ہاتھ خنجر کے لگاتی ہوئی کبھی نظرون سے نہان کبھی عیان
کبھی بالائے زمین کبھی فراز آسمان چار گھڑی تک خوب سلاح شوری کی اب میدان مین ٹھہر کر نعرہ کیا کہ جو ہمارا عاشق
ہو وہ میدان مین آئے پس بموجب اس نعرے کے ابو الفتح اصفہانی کہ بدل اسپر مائل ہے اپنے صندوق عیاری سے کودکر
سامنے تخت شاہ عیاران عیار یعنے عمرو بن امیہ نامدار کے آیا سلام کیا رخصت میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ تم
تم بھی اپنی حسرت دل پوری کرلو اپنی محبوبہ کو ساتھ لاؤ ہم عجب کمبخت ہین کہ آج بھی ناکام رہینگے لیکن ابو الفتح سلام کرکے
جست و خیز کرتا ہوا خنجر چمکاتا ہوا سامنے اسکے آیا اور پکارا کہ اے جان من ہم تمھارے عاشق ہین جو تم کہو گی وہی
کرینگے جواب دیا کہ بیہودہ مت بکو مین شعلہ شمشیر زن نہین ہون کہ تمھارے فریب مین آجاؤن سے خبردار ہو یہ نہ کہنا
کہ آگاہ نہین کیا تھا اور گوپھن کے کلے مین پتھر رکھ کر مارا ابو الفتح نے خالی دیا اسنے دوسرا پتھر مارا اب ابو الفتح نے بھی
گوپھن سر سے کھولی اور آتے پتھر کو خیال کرکے پتھر مارا کہ دونون پتھر لڑکر چور ہو گئے اب شعبدہ نے دو دستی پتھر
مارنا شروع کیے ابو الفتح ایک پتھر کو خالی دیتا ہے دوسرے پتھر پر پتھر مارتا ہے کہ دونون چور ہو کر گر پڑتے ہین غرض
چار گھڑی تک خوب پتھر چلا یہانتک کہ توبڑے پتھرون سے خالی ہو گئے اب کمندین ہاتھون مین لین لگی کمند چلنے
آخر کار اس سے بھی مطلب نہ بر آیا کوئی کسی کے دام مین نہ آیا خنجر کھینچ لیے خوب خنجر بازی ہوئی کھٹ کھٹ خنجر چلا
پیترا کر خنجر چلا پلٹ کے بھی تیغ آزمائی ہوئی پانو کی چھپکی چلی یہانتک کہ قبضہ خنجرون کے ٹوٹ گئے دونون کے ہوش اڑ گئے
ہاتھون سے قبضے پھینک دیے پیچھے کھینچ لیے اب پیچ چلنے لگا اب ایک گھڑی کے بعد ابو الفتح پسپا ہونے لگا شعبدہ
شیر ہوکر اسپر چلی ابو الفتح پیچھے رد کرتا جاتا ہے اور پیچھے ہٹتا جاتا ہے اب وہانتک پہونچا کہ جہان منظور تھا بس آپ تو
جست کرکے نکل گیا شعبدہ نے بھی چاہا کہ دوڑکر نکل جاؤن ابو الفتح نے خنجر دکھایا شعبدہ آگے نہ بڑھ سکی
مشک پر جو پیر اسکا پڑتا ہے اسمین سے گرد اڑی شعبدہ تنورہ گرد مین چھپ گئی ابو الفتح نے بہ جلدی کمند مار کر اسے
پکڑ لیا اور صورت یہ تھی کہ ابو الفتح نے مشک کو دم دے کر زمین مین چھپا دیا تھا پیر شعبدہ کا جو اسپر پڑا وہ دبی
دہانہ اسکا کھلا ہوا نکلی خاک اڑی وہ تو گرد مین تھی کچھ نظر نہ آتا تھا ابو الفتح نے آسانی کمند مار کر اسے پکڑ لیا
اور لاکر عمرو کے سامنے موجود کیا نذر گذرانی عمرو نے نذر قبول کی اور خلعت پہنے وہی طرح چھوڑ دون کا دیا اور شعبدہ
کو زندانخانے مین بھیجدیا اب دوپہر کا وقت تھا کہ غزالہ آہو چشم یاقوت ملک کے سامنے آئی سلام کیا اور کہا
کہ مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی آپکے سامنے جانبازی کرون یاقوت ملک بولی اے غزالہ کیون شامت آئی ہے
ایسے کچھ سودائی ہین یہ سب عیار بلا ہے بے زبان آفت جہان ہین کیون گرفتار ہونے کو جاتی ہے غزالہ نے کہا کہ
بلا ہون جہان اور وہ نہ جانبازی کی کنیز کو بھی اجازت دیجیے کہ اپنے دل کی ہوس نکال لے کہا کہ اگر تیری یہی
خوشی ہے تو جا غزالہ سلام کرکے جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی مبارز طلب کیا مہتر برق فرنگی کہ

شگفتہ و دلفتہ ہر عیاروں نے اُسے ڈھونڈھا کہیں نہ پایا دوسرا شخص مقابلے کو جا بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ معلوم ہو کہ برق
اسپر عاشق ہو عمرو سے آکر عرض کی کہ برق فرنگی لشکر میں نہیں معلوم ہوتا کہاں کہ بھی کوئی اور جا کر اس سے مقابلہ کرے
سمک یا طاقی سامنے آیا کہ میں جاکر اسے پکڑے لاتا ہوں ابھی خواجہ عمرو نے اجازت نہیں دی ہو یہ بھی خیال ہو کہ اسپر
برق عاشق ہو وہ بگڑ جائیگا پھر یہ بھی دھیان آتا ہو کہ کیوں وقت پر چلا گیا فوراً یہ بات ذہن میں آئی کہ وہ اپنی فکر میں کہیں
گیا ہوگا کہ دیکھا دامن صحرا کیطرف سے ایک آہو پیدا ہوا کہ رنگ اُسکا صندلی پیٹ سفید دونوں سینگ مانند زلف
محبوبان کے پیچ کھائے ہوئے گلے میں زنگ طلائی پڑی ہوئی کہ جب چوکڑی بھرتا ہو آواز جھانجھ کی بلند ہوتی ہو
بیچ میں سینگوں کے لٹو زمرد کا نصب کیا ہوا جھول بہت بھاری زربفت کی پڑی ہوئی گرد جھول کے مقیش کی جھالر
وہ ہرن جست و خیز کرتا ہوا میدان میں آیا ادھر اُدھر وحشت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا غزالہ نے جو اُسے دیکھا
یہ سمجھی کہ یہ ہرن کسیکا پالو ہو چھٹ گیا ہو تو اسے پکڑ لے ملکہ کے پاس لیچلو کہ اسکا دل بہلے یہ پریشانی میں ہے یہ خیال اپنے دل میں
کرکے ہرن کو چمکارنا شروع کیا خود بھی اُسکی طرف چلی وہ ہرن کان کھڑے کیے ہوئے آہستہ آہستہ قریب اُسکے چلا آتا
یہ چمکارتی ہوئی اُسکے بڑھتی جاتی ہو جب ہرن قریب اُسکے پہنچ گیا غزالہ نے ہاتھ اُسکے سر پر رکھا پیار کیا ہرن نے سر
اپنا ٹانگوں میں اُسکی ڈال دیا اور پیٹھ پر اپنی سوار کرکے لے بھاگا جو ہرن نے دیکھا کہ غزالہ گردن پر ایک غزال کے سوار ہو
کہ ایک مرتبہ وہ ہرن پکارا کہ ایہا الناس ہم برق فرنگی پکڑ لیچلا اپنی معشوقہ کو اب غزالہ نے ہرچند چاہا اسکی گردن پر سے
اُتر دوں بھلا کب اُتر سکتی ہو یہانتک کہ مہتر برق فرنگی سامنے عمرو کے آیا عمرو بولا کہ بھئی تم لوگ بڑے نصیبہ ور ہو کہ اپنی
اپنی معشوقوں کو پکڑ لاتے ایک ہم کمبخت ہیں کہ ترستے ہیں اُدھر ملکہ یاقوت ملک نہایت اُداس کمال پریشان طبل بازگشت
بجوا کر پھری اُدھر عمرو اپنی بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا مہتر قران سے کہا کہ عجب اتفاق ہو ہم ہرچند چاہتے ہیں [illegible]
نہ مقابلہ ہو لڑکے چھین اور لوگ کود پڑتے ہیں ہمارا مطلب رہجاتا ہو قران نے کہا استاد وہ دن بھی آجائیگا [illegible]
اُسے پکڑ لاسیے گا عمرو بولا کہ بھئی دیکھیے کیا ہوتا ہو یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یاقوت [illegible]
بجوایا ہو حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارۂ رزمی بجے دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی عیار [illegible]
جنگ کو آراستہ کرنے لگیں عمرو کھانا کھاکر بیٹھا ہو کوئی پہر رات گئی ہو کہ یاقوت ملک ایک [illegible] بارگاہ میں آیا
بارگاہ عمرو میں آئی گلباد و عراقی بیٹھا تھا اس سے کہا کہ میں پاس سے ملکہ یاقوت ملک کے [illegible]
کچھ کہلا بھیجا ہو گلباد نے کہا کہو کیا کہلا بھیجا ہو وہ بولی کہ کچھ راز کی بات ہو سوا عمرو کے [illegible] اور کسی
سے پیغام سلام ہیں مجھ سے کیونکر کہدوں گلباد نے کہا جب اسطرح تو غیر ہو [illegible]
مجھسے کیوں چھپاتی ہو جلد مجھسے کہدے میں بھی خواجہ کا رازدار ہوں اُسنے کہا [illegible]
نہ کہونگی تم جاکر عمرو سے خبر کردو اگر وہ مجھے طلب کریگا تو اُس سے کہونگی [illegible] میں اُسکے پاس
عمرو سے کہدو گلباد نے کہا میں تو ہرگز نہ کہونگا تو بڑی محرم راز ملکہ کی ہو [illegible]
بیان کر یا چلی جا یہ گفتگو یہانتک بلند ہوئی کہ عمرو کے کان تک آواز پہونچی کہ کوئی [illegible]
ملکہ کا پیغام نہ کہونگی عمرو بیتاب ہوکر جلدی سے باہر نکل آیا کہا کہ کیا ہو کون ہو [illegible]
پیغام لیکر آئی ہو عمرو نے کہا کہ صاحب کہو اُسنے کہا کہ آپ ذرا [illegible]
اُسکے ساتھ ایک [illegible] میں آکر پھر جھکا دیا کہ کہو کیا ہماری معشوقہ نے کہی [illegible]
ساتوں [illegible] کے مارے [illegible] عمرو کے [illegible] چھاتی پر [illegible]

پشتارہ بدوش ہوکے بھاگی یہان عمرو کو دیر جو ہوئی عیار دوڑے دیکھا تو عمرو وہان نہین ہے نہ وہ عیارنی ہے
بس غل ہوا کہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب عیار چار طرف دوڑے زانچہ عیار بھی تلاش مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا
ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش سامنے بھاگا جاتا ہی زانچہ نعرہ کرکے برابر اسکے جا پہونچا اور خنجر مارا اُسنے خنجر کو خنجر پر
روکا لگا خنجر چلنے وہ سیاہ پوش باوجودیکہ پشتارہ بدوش ہی لیکن پھرتی اور چالاکی سے لڑ رہا ہی اسی اثنا مین
مہتر قران صاحب بغیر ہمراہ لشکر کردہ شاہ مردان تیغ مہتر قران بھی پہونچا بجلی جو دور سے چمکتی دیکھی قریب
آیا دیکھا کہ دو عیار لڑ رہے ہین ایک پشتارہ بدوش دوسرا سبکدوش ہی نعرہ کیا کہ ارے تم کون ہو زانچہ نے
آواز پہچانی پکارا خلیفہ آپ وقت پہ پہونچے ہین مینے یاقوت ملک کو روکا ہی جلد آئیے قران دوڑا یاقوت ملک
نے دیکھا کہ غضب ہوا یہ بلاے سیاہ آپہونچی اب تو بھی گرفتار ہو جائیگی دور کر اس پشتارے کو لیں یہ خیال کرکے
پشتارہ پھینک کر بھاگی مہتر قران پشتارہ اُٹھا کرلے آیا خیمے مین رکھا عمرو کو پشتارے سے باہر نکالا ہوش مین لایا
کہا کہ آپ نے استاد غضب کیا تھا ایسے آپ بیہوش ہین کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتے اگر مین نہ چلا آتا تو یاقوت ملک
آپکو گرفتار کرکے لیگئی تھی عمرو نے کہا کہ ہان بھئی خوشی مین پیغام معشوق کے پہونچے ہوش نہ رہا گرفتار ہو گیا
اور ابھی قران مین ایسا بیہوش و مدہوش کبھی نہین ہوا تھا عرض کیا کہ استاد آپ بجا فرماتے ہین القصہ طبل جنگ
تو بج ہی چکا تھا فرسپیدۂ صبح تخت پر سوار ہو کر سب عیارون کو ہمراہ لیے ہوے عرصۂ کارزار مین آیا اُدھر سے ملکہ
یاقوت ملک بھی تخت زرنگار پر سوار میدان مین آئی زیر منگیرہ تخت رکھا گیا اُدھر سے بادشاہ اسلام اور امیر عالیمقام
سرداران باکرام تماشا دیکھنے کے واسطے ایکطرف آکر قائم ہوے لیکن جسوقت اور عیار پہلوان اپنے اپنے
مقام پر قائم ہو چکین ایکبار صنوبر خنجر زن صندوق عیاری پشت سے کود کر سامنے آئی کہ یاقوت ملک سے آئی
چارگھڑی [illegible] مہتر ان جاہی ملکہ نے کہا کہ ہمکو چھوڑکر تو بھی چلی وہ بولی بلا لاون اور سب ڈرتے ہو ہنر دکھا چکین خنجر
آخرکار اس [illegible] چاہتی ہو کہ جاکر ہنر دکھاے یا اُن سبکے مانند مین بھی کام آؤن کہا اچھا جا فرعون شاہ کے
پیچھے کر خنجر چلا لیٹ [illegible] سلام کرکے جست و خیز کرتی ہوئی چمک دمک دکھاتی ہوئی میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری
ہاتھون سے خنجر ٹیک دو میرے مقابلے کو بس پوری بات منھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ سخر بلخی جو اسیر عاشق ہے صندوق
شیر ہوکر [illegible] چلی ابو الفتح [illegible] آیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا کہا اچھا تمہی جاؤ تم بھی یاقوت ملک کو سرپنچ دو
جست کرکے نکل گیا شعبدے بھی اُچھلتا کودتا سامنے صنوبر خنجر زن کے آیا پکارا کہ صاحب ہم تمھارے عاشق
مشتاق ہے جو تیر اسکا پڑتا ہے [illegible] ہین جو حکم ہو بجا لاؤن اُسنے کہا کہ ہاتھ کھڑے ہوے جنکا تم نے میری قیمت
پکڑ لیا اور صورت یہ تھی کہ ابو الفتح کا تھا یہ بولا کہ جان صاحب میں کانا ہون مگر کمزور نہین ہوں شست باندھ کر
دیا یہ اُسکا کھلا ہوا نکلی خاک اُڑتی کہ ہو سے لڑائی کرنے آیا ہی یا گالم گلوچ کرنے آیا ہو دیکھو تو تیرا کیسا حال
اور لاکر عمرو کے سامنے موجود کیا [illegible] گو مین چھوٹی ہون یہ کہکر گوپھن سے گلے مین پتھر سے کر مارا سخر نے خالی دیا
کو زندانخانے مین بھیجدیا اب [illegible] تاکہ بوچھار کردی سخر خالی دے رہا ہی ایک چوٹ نہین کھاتا ہی جب دیکھا اُسنے
کہ مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی سخر نے بھی اب گوپھن ہاتھ مین لی
اسکے کچھ سوداگی ہی پہ سب عیار [illegible] کہتا ہی کہ دونون پتھر چور ہو کر گر پڑتے ہین ہوا تک کہ توشہ پتھرون سے خالی
بلا لونا جہان اور دن نہ جانتا [illegible] تعجب تھی حیران ہوئی کمند ماری سخر نے کمند بھی خالی دی خوب کمند بازی ہوئی
خوشی ہو کہ جا عزالہ سلام کرکے خنجر کھینچ لیا اور سخر پہ برس پڑنے لگی خنجر بازی ہونے لگی اپنے خنجر چلایا کہ لو کین

عالی مین گذارش کرتا ہی مہتر قران نے للکارا کہ حضرت کے پاس سے ہٹا عمرو نے کہا کہ بھئی کیون بگڑ گئے ہو یہ بچہ
کھیگا مین اس سے دو باتین سن لون مہتر قران چپ ہو رہا وہ طفل بالو سہم گیا تھا یا عمرو کو اپنی پر جھک بیٹھے دیکھکر
خواجہ کو سب سے علیحدہ لیگیا عمرو نے پوچھا کہ تو بہی کیا کہتا ہوا بحالت عمرو کی اُس لڑکے کو دیکھکر یہ ہی کہ جی چاہتا تھا
کہ اس لڑکے کو سر پر چڑھا لون گلے سے لگا لون کلیجے مین بٹھا لون لیکن اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ عیاران مین درد
عشق مین گرفتار ہون غلام ہون ملکہ یاقوت ملک کا ایک عیار بچی ہی کہ نام اسکا دلارام ملکہ کے گھر کی مختار
تھی وہ مجھپر مائل ہوئی مین اُسپر شیدا ہوا ایک روز مجھکو اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے جو دیکھا ادھر تو مجھکو قید کیا
اُدھر دلارام کو زندانخانے مین بھجوا دیا آج مین نے موقع پاکر عرض کروا بھیجا کہ اگر ملکہ مجھے چھوڑ دین تو مین عمرو کو گرفتار
کرلاؤن مجھکو ملکہ نے اپنے سامنے بلاکر قید سے رہا کیا اور کہا کہ اے مقبول اگر تو عمرو کو پکڑ لائیگا تو ہم دلارام ہی کیا
سو قوف ہی بیشک مجھے وہ دیگی اس بہانے سے چھوٹا ہون خواجہ سلامت مین آپکے غلامون کی بھی برابری نہین کرسکتا
بھلا آپکو مین کیونکر اسیر کرونگا مگر آپکی خدمت مین آیا ہون اسواسطے کہ مین محرم راز ملکہ کا ہون خوب اُسکے حال
آگاہ ہون اگر حضور دلارام کو مجھے دلوا دین تو مین یاقوت ملکہ کو آپکے ہاتھون گرفتار کروا دون عمرو نے کہا
اے مقبول قسم ہی مجھے اپنے دین و مذہب کی اگر تو یاقوت ملک کو میرے ہاتھون گرفتار کروا دے تو ایک دلارام
کیا سو تو نہ ہی بہت کچھ تجھے دونگا اُس نے کہا کہ خواجہ مین جاکر آپکے انتظار مین فلان درخت کے نیچے بیٹھتا ہون کہا کہ
اچھا تو چل مین آتا ہون وہ لڑکا تو چلا گیا مہتر قران نے عمرو سے پوچھا کہ کہیے یہ لڑکا کون تھا کہان سے آیا تھا کیا کہتا تھا
عمرو نے برہم ہو کر جواب دیا کہ مین تمکو کیا بتاؤن نہ کہنے کا موقع ہو تو کیونکر کہون قران چپ ہو رہا عمرو اندر خیمہ کے
آیا کھانا کھاکر ٹہلنے لگا ٹہلتے ٹہلتے قران کی نگاہ بچاکر نکل گیا جنگل کا راستہ لیا جیمین کہتا ہی اے عمرو لڑائی مین خدا جانے
تو اُسپر غالب آسکے یا وہ تجھپر غالب آسکے اس سے بہتر یہی ہی کہ اگر یاقوت ملک ہاتھ لگے تو اُسے پکڑ لاؤ اور رفتہ آج
اُس لڑکے سے ملاقات ہو جائے دیکھیے وہ ملتا ہی یا نہین اور اگر حقیقت مین وہ عاشق ہی تو تجھے ملیگا اور اگر
دروغ گو تھا تو کاہیکو ملیگا پھر اپنے دلمین کہا کہ جھوٹا ہوتا تو تیرے پاس کیون آتا یہی خیال کرتا ہوا صحرا مین پہونچا دور سے
دیکھا کہ ایک درخت برگد کا ہی جسکا گرد اُسکے بند بندھا ہوا ہی اُسپر وہ لڑکا ملول پاؤن لٹکائے بیٹھا ہوا ہی اشعار
عاشقانہ پڑھ رہا ہی شعر آرزو کوئی مدعا بر آتا یہ دعا مین کب اثر تھا + آپ پاس تو ذرا بیٹھی جو اک آسرے کا درختھا
شب غم تھا کون اتنا کہ جو حال اُس سے کہتا + جو خیال اُسکو آیا وہ مرا پیامبر تھا + اور کبھی کہتا ہی کہ اے پروردگار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو بھیجدے اور اُس سے سرخرو کر عمرو پکارا کہ ارے میان مین آیا اُسنے آگے بڑھکر سلام
کیا اور کہا آپ نے وعدہ تو پورا کیا اب چلیے عمرو اُسکے ساتھ ہوا وہ اپنے ہمراہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور
آیا تھا کہ خیمے لشکر یاقوت ملک کے معلوم ہوئے اور قریب آئے اہل لشکر کے گشت والون کی آواز کان مین
آئی عمرو سے کہا کہ اب آگے نہ جائیے اور یہ جو خیمہ پر تکلف معلوم ہوتا ہی یاقوت ملک کا ہی مگر وہ اسمین ہی نہین
یہ فقط دھوکے کی ٹٹی ہی وہ خیمہ جو دور پڑا سا معلوم ہوتا ہی کہ ہزار ہا پیوند اُسمین لگے ہین باہر سے اُسکا ظاہر
کچھ نہین ہی اندر سے بہت تکلف کیا ہوا ہی اُسمین یاقوت ملک سوتی ہی آپ یہانسے نقب زنی کرتے ہوئے چلیے
غلام باہر باہر آتا ہی عمرو نے کہا اچھا اور بیٹھکر خنجر نقب زنی کرتا ہوا چلا ایک چار گھڑی کے عرصے مین دوسرا سر نقب کا
اُسی خیمے مین نکالا دیکھا تو واقعی خیمہ بہت تکلف کا ہی اور ملکہ غافل پلنگ پر سوتی ہی اور وہ لڑکا بھی کھڑا ہوا
اُسنے اشارہ کیا کہ آؤ عمرو اس نقب سے نکلا چاہتا ہی ارادہ پلنگ کیطرف جانیکا ہی کہ حلقہ سے کمند پاؤن مین

پڑے عمرو جھکا کہ یہ تیرے پاؤن مین کیا ہی کہ ہاتھ بھی کمند مین پھنس گئے لوٹ کر گرا عیار بچیون نے آکر مشکین
باندھ لین اور وہ لڑکا خود یاقوت ملک تھا پکاری کہ شاباش اے ساربان زادے دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر
تجھے اسیر کیا عمرو پکارا اے ملکہ یہ گرفتار ہونا مین رہائی ہی اسنے کہا کہ رہ دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور جا کر
دوسرے خیمے مین بیٹھی عمرو کو سامنے ستون سے باندھ دیا عیار بچیون سے کہا کہ دیکھا اس موئے مکار کو کیونکر
اسیر کیا اسنے کہا کہ بلا لون آپ ہی کا کام تھا ورنہ ایک قدم پیچھے ہاتھ چومے رات کوئی ڈیڑھ پہر باقی ہی عمرو
ستون سے بندھا ہوا کھڑا ہی یاقوت ملک شراب پی رہی ہی دُرد اسکا عمرو پر پھینک رہی ہی کباب کھا کھا کر
ہڈیان عمرو پر مارتی ہی عمرو کہ رہا ہی کہ ملکہ یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے ہم مار کھائین کیا جان کو چین آتا ہی
کیا جی کو راحت ملتی ہی وہ کہ رہی ہی کہ موئے صبح کو اسکا حال معلوم ہو جائیگا اور وہ جو عیار بچیان ہین کوئی
انھین سے کہتی ہی اسکی ناک کاٹ ڈالو کوئی کہتی ہی کیا ذرا ذرا سی آنکھون سے ملکہ کو گھورتا ہی اسکے دیدے
نکالو کوئی کہتی ہی کہ ارے تو نے کبھی اپنی صورت آئینہ مین بھی دیکھی ہی ایسی صورت پہ ملکہ کے ساتھ دعوی عاشقی
ہی عمرو چپکا کھڑا اسکی باتین سُن رہا ہی کلیجہ آتش ملامت سے بھُن رہا ہی دلمین کہ رہا ہی کہ کیون اے فلک ناہنجار یہ
تو نے کیا کیا یون ہمین گرفتار کروا دیا اسی حالت مین تھا کہ دیکھا آسمان پر ایک بجلی چمکی اور سب بھی دیکھنے لگے بس
یا تو وہ آسمان پر چمکی تھی یا زمین پر آکر گری جسوقت قریب آئی دیکھا کہ الماس بادپا ہی اسنے آتے ہی ملکہ کو سلام
کیا بس ملکہ اسے دیکھتے ہی بشاش ہو گئی کہا کہ اے الماس بادپا کیونکر تو نے نجات پائی کہا کہ بلا لون تمام عیارون مین
غل ہی کہ ملکہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لائی سب موئے بدحواس ہو رہے ہین کسیکو کسیکا ہوش نہین ہی وہ مرلیبا
حبشی بھی کسیطرف کو گیا ہوا ہی ملکہ نے کہا ارے وہ بلائے بیدرمان آفت جہان ہی ارے چوکی پہرہ ہر طرف قائم
رہے ایسا نہو کہین وہ یہان بھی آجائے کہ اسمین الماس بادپا نے پوچھا بلا لون وہ ساربان زادہ کدھر ہی کہا
کہ وہ سامنے بندھا ہوا ہی یہ بولی کہ دریان آپ نے اسے پھر زندہ کیون رکھا ہی کیا اب آپ یہ چاہتی ہین کہ وہ
کہان بلا آکر اسے چھڑا لیجائے بلا لون مین تو اسے زندہ نہین رکھنے کی اور تیغ کھینچکر دوڑی ملکہ پکارنے لگی کہ اے
الماس بادپا ارے ابھی نہ اسے قتل کر صبح کو میدان مین لیجاکر سبکے سامنے اسے مارینگے او مردار عیار بچیان بھی
پکار رہی ہین کہ ارے ظلم مت کر ملکہ منع کرتی ہین اسے قتل نہ کر الماس بادپا ایک کی نہین سُنتی یہانتک کہ عمرو کے پاس
پہونچی اور پیچھے سے ایسی کہاٹ سے عمرو کو گردن پر اپنی سوار کرکے نعرہ کیا کہ بدان و آگاہ باشید کہ منم مہتر قران
و مہتر مہتران صاحب بندہ گران نظر کردہ علی عمران یعنی مہتر قران نعرہ قران سریع السیر جولان باد بہاری ؂
جہان پہ سنگ ور تیغ گذاری ؂ بلائے جان برا سا کافرانم ؂ غلام حیدر و مہتر قرانم ؂ لیچلا مین استاد کو اپنے ہی کوئی
ایسا کہ مجھے روک سکے اور ہیبت کرکے قنات کے پار جا رہا عیار بچیان چلاتی دوڑین کسیکا بس نہ چلا جو قریب آیا
قران نے بندہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوگئی کمندین قران پر پڑین جھٹکا دیکر کمندون کو توڑ کر دس پانچ کو
مار کر صاف لیے ہوئے چلا گیا عیار بچیان دیکھتی رہگئین قران عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا تخت پر بٹھایا
کہا کہ استاد غضب ہوا تھا آپ فریب مین یاقوت ملک کے آگئے تھے اور وہ گرفتار کرکے لیجا چکی تھی اور مین تو
اس ارادے سے گیا تھا کہ یا اپنی جان دون یا آپ کو چھڑا لاؤن الحمدللہ کہ عیاری بن پڑی عمرو نے کہا اے قران
عشق مجنون کا سا ہی کہ مین دیوانہ ہو رہا ہون اپنے ہوش مین نہین ہون اس سے فریب مین آگیا اور کبھی دیکھا ہی
ایسا ہوتا ہی قران نے کہا استاد آپ ذرا اپنے ہوش درست کیجیے کیا حقیقت اسکی ہی اور امیدوار ہون

کہ آپ جس امر کا قصد فرمایا کیجیے اُس سے پہلے مجھے آگاہ کر دیا کیجیے عمرو بولا کہ بھئی اب ایسا ہی ہوگا القصہ طبل جنگ
تو بج ہی چکا تھا اب عمرو عرصہ کارزار کی طرف چلا عیار ہمراہ آئے اپنے اپنے ہمگیروں کے نیچے ٹھہرے ادھر سے ملکہ یاقوت ملک
عیار بچیوں کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئی ایک طرف سے صاحبقران بادشاہ اسلام تمام سرداران عالیمقام
وارد میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے کہ سمن کمندانداز سامنے
ملکہ یاقوت ملک کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کیوں صاحب ایک تم باقی ہو سو تمھارا
بھی یہ ارادہ ہے کہ ہمیں تنہا کر دو اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ قربان جاؤں اور میری ہم چشمیں تو اپنے اپنے نام کر گئیں
ایک میں رہ جاؤں تو زمانہ کیا کہیگا غرض بمشکل ملکہ نے اجازت میدان دی سمن سلام کر کے وہیں جست کر کے
آسمان پر گئی اور نیچے سے ہاتھ نکالنے لگی ابھرا ایک پہر کے پاؤں زمین سے آشنا ہوے اب گھڑی بھر تک
تیغ سے کچھ ہنر دکھائے بعد سلحشوری کے مبارز طلب کیا کہ گلبادو عراقی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ کبھی ہم بھی اپنی معشوقہ کو دیکھیں آؤ گلبادو سلام کر کے جست و خیز کرتا ہوا سامنے سمن کمندانداز
کے آیا اور پکارا کہ میں تمھارا عاشق صادق ہوں کہو تو پاؤں پر سر رکھدوں سمن نے کہا کہ ہوے ہوشیار رہو اور پتھر کلہ گوپھن میں
دے کر خالی دیا اُسنے [illegible] پتھر مارے وہ بھی اسنے خالی دیے جب تو بڑا خالی ہوگیا اب ایک پتھر ہاتھوں میں سمن کے
ہے اسنے کہا کہ لے ہوشیار رہ یہ پتھر سر اچھل ہے اور پتھر مارا گلبادو نے کہا ہم تو جان فدا کیے دیتے ہیں اور وہیں کھڑا رہا
کہ وہ پتھر لگنے پر گلبادو کے چڑا کر آیا اور نزد اسکے کی آئی اور گلبادو اچھلکر گرا سمن دوڑی اور چاہی کہ مشکیں باندھوں
پس گلبادو نے ساتوں [illegible] کمند کے گردن میں مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری پس گلبادو نے اُٹھکر مشکیں باندھیں
اور سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے بہا سے خلعت وہی طرح پھولوں کا عنایت کیا اسنے نذر گذرانی اب کوئی پہر دن باقی تھا
یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی اور یہ کہتی گئی کہ خواجہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہے عمرو پکارا کہ کل یہ
عاشق جانباز اپنی جان تم پر فدا کریگا یاقوت ملک اپنی بارگاہ میں آئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور سب عیار بچیوں
کہا کہ کل تم سب اپنی اپنی تیاری کر کے ہمارے تخت کے ساتھ ہو لینا سبھوں نے عرض کی کہ حضور بہت خوب
اور اپنی تیاریوں میں مصروف ہوئیں ادھر عمرو کو خبر ہوئی یہاں بھی نقارہ بجا اور سب عیاروں کو حکم ہوا کہ
بھئی کل ہم دولہا بنکر میدان میں جائینگے تم سب براتیوں کے لباس سے ہمارے ساتھ ہونا یہ ہماری آخری سواری
ہے یا تو ملکہ کو بیاہ لائے یا عروس مرگ سے ہمکنار ہوئے پس ادھر تو طبل جنگ بجا ادھر عیار اپنی اپنی تیاری میں
مصروف ہوئے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ بھئی کل مجھسے یاقوت ملک سے سامنا ہوگا خدا جانے کیا ہو آج میں
حمزہ سے رخصت ہو آؤں قران نے کہا بہت مناسب ہے چلیے میں بھی آپ کے ساتھ ہوں عمرو وہاں سے روانہ ہوا
یہاں امیر مقبل سے فرما رہے ہیں کہ تم جاکر ہمارے یار وفادار عمرو بن امیہ نامدار کو لے آؤ کہ ہم اُسکو دیکھیں
کل اس سے اور یاقوت ملک سے سامنا ہے دیکھیے کیا ہو مقبل چلنے کو تھا کہ عمرو آیا اور بادشاہ کو مجرا کر کے امیر کو سلام
بجا لایا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے عمرو قدموں پر جھکا تھا کہ امیر نے گلے سے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا
تمہاری ہی چاہتا تھا کہ تمھیں دیکھوں کیونکہ کل کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ ارادہ یہ ہے کہ دولہا بنکر میدان میں جاؤں
اور خدا فضل کرے تو عروس کو بیاہ لائے یا عروس مرگ سے ہمکنار ہو جیسے امیر نے فرمایا خواجہ ہماری زندگی کا مزہ
تمھارے دم تک ہے اگر کچھ نوبت دگر ہوئی تو ہم یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہینگے مگر اپنی جان دینگے عمرو نے کہا حمزہ فدا سے
تو چارہ نہیں ہے ورنہ یاقوت ملک کیا ہے انشاء اللہ تعالی گرفتار کر کے آپ کے سامنے لاؤنگا امیر نے کہا خواجہ تمھارا

تو یہ دستور نہ تھا کہ تم سر کھو ہو کر حریف سے سامنا کرو تم تو جب لڑتے صورت بدل کر لڑتے عمرو نے کہا حمزہ معشوق
دھوکے کی لڑائی لڑنے کو جی نہین چاہتا اور مین کیا کرون ایسی طبیعت میری یاقوت ملک پر آئی ہو کہ جب اسکو
دیکھتا ہون بیخود ہو جاتا ہون ہوش و حواس بجا نہین رہتے فرمایا پھر کیا ہوگا کہا تیرے اقبال سے اچھا ہوگا
اور حمزہ یہ غلام تیرا کل کے دن عزت چاہتا ہو کہ وہ طفا بنکر میدان مین جاے اور تمام سرداران اسلام ساتھ
ہون امیر نے فرمایا خواجہ مین خود تمھارے ساتھ ہونگا اور تمکو میدان مین پہونچا کے بادشاہ اسلام کے سلام کو
جاؤنگا عمرو نے ہزارون دعائین دین اور لپٹ کر امیر سے خوب رویا بعد اسکے رخصت ہو کر اپنے خیمے کو راہی ہوا امیر
سردارون پر تاکید کی کہ سب صاحبون کو چار گھڑی رات رہے سے یراقی بنکر میرے ساتھ چلنا ہوگا سبنے عرض کی بچشم
حاضر ہونگے عمرو مع مستران خیمے مین آیا کھانا کھا کر لیٹ رہا مگر خیال یار مین نیند کسکو آتی ہو ادھر قران یہ سوچا کہ
کل تو یاقوت ملک سے سامنا ہی اپنا استاد کہان جائینگے لیٹ رہا کئی راتون کا جاگا تھا آنکھ لگ گئی عمرو قران کو غافل
پا کر لوٹ مار کر قنات کے پاس پہونچا اور خنجر سے چاک کر کے نکل گیا نصف میدان طی کیا کہ خیال مین آیا کہ نقب کنی کر کے
یاقوت ملک کو پکڑ لانا چاہیے پس خنجر پکڑ کے زمین کھودنا شروع کی قضاے کار ادھر سے یاقوت ملک نقب کنی
کرتی ہوئی آتی ہو دونون سے نقب کے اندر ملاقات ہوئی فتیلۂ عیاری دونون کے ہاتھون مین روشن تھے ایکنے
دوسرے کو پہچانا عمرو نے کہا اے محبوب جانی تمھارا اشتیاق ملاقات ہمکو لیے جاتا تھا الحمد للہ کہ صورت زیبا تمھاری
دکھائی دی یاقوت ملک نے کہا اے عمرو مین بھی تیرے پاس چلی تھی آؤ دو گھڑی یہان صحرا مین بیٹھکر ہم تم باتین کرین
صبح کو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض دونون نقب سے باہر نکلے دیکھا تو شب ماہ ہو کوڑیالا پھولا ہوا ہے چاندنی چھٹکی ہوئی
ہی سبزہ فرحت بخش ہو ہوا سرد چلرہی ہو رات قریب دو پہر کے آچکی ہو دونون باہم چلے جاتے ہین کہ کوئی جگہ
اچھی ہو تو وہان بیٹھین باتین کرین عمرو کہتا ہو کہ اے ملکہ مجھکو تو اپنا غلام سمجھیو یہ ناحق کا فساد موقوف کرو ملکہ کہتی
ہو کہ ایسا ہی ہوگا میرا بھی یہی جی چاہتا ہو کہ خواجہ ہم ہون اور تم ہو ناچ راگ رنگ کی صحبت ہو یہ باتین کرتے
یاقوت ملک نے عمرو کو غفلت دے کر بیضۂ بیہوشی مارا کہ عمرو چھینک مار کر بیہوش ہو کر گرا لیکن ایک ڈبیہ
یاقوت کی کمر سے عمرو کی نکل پڑی یاقوت ملک نے اُس ڈبیہ کو اٹھا لیا اور کھولا اُسمین سے غبار بیہوشی اڑا یاقوت ملک
بھی بیہوش ہو کر گری اور اسطرح گری کہ عمرو کے منہ سے منہ لگ گیا گویا عمرو کے جذب مائل نے اپنی طرف کھینچ لیا یہ دونون
بیہوش پڑے تھے کہ ادھر سے سمک بلطاقی لشکر یاقوت ملک کی سیر کر کے پھرا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ دو شخص
صحرا مین لیٹے ہوے ہین قریب آکر جو دیکھا تو عمرو اور یاقوت ملک کو پایا جی مین کہتا ہی کہ یاقوت ملک کو بھی اُستاد
محبت ہی کیا سینے سے سینہ منہ سے منہ ملا ے دونون غافل سوتے ہین پھر خیال مین گذرا کہ اے سمک یہ کونسا مقام
سونے کا ہو تو انکو باندھکر یہانسے لیچل پھر دیکھا جائیگا یہ ارادہ کر کے چلا پھر خیال مین گذرا کہ اگر استاد جاگتے ہونگے
تو کیسا تجھ پر خفا ہونگے یہ جو ذہن مین آیا پیچھے سرک گیا پھر سوچا اے سمک دیکھ تو سہی کہ سوتے یا جاگتے ہین دو قدم
آگے بڑھا تھا پھر الٹے عمرو کے پیچھا ہوا اسی حالت مین تھا کہ ادھر قران حبشی بھی عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا یہان
پہونچا دیکھا کہ ایک شخص کبھی آگے بڑھ جاتا ہو کبھی پیچھے ہٹ آتا ہو قران نے دل مین کہا کہ مرد سودائی ہو جو آگے بڑھتا ہو
اور پیچھے ہٹتا ہو قریب جو آیا سمک بلطاقی کو پایا پکارا کہ اے سمک یہ تجھے کیا ہوا ہو کیون تانا بانا کر رہا ہو قران کی
آواز جو سمک کے کانمین پہونچی گویا جان تازہ بدن مین آگئی پھر کر دیکھا کہا خلیفہ آپ بے وقت پھر پچھے یہان آئیے
اور تماشا دیکھیے قران بولا کہ کیسا تماشا مین استاد کو ڈھونڈھنے نکلا ہون سمک نے کہا استاد بھی تو یہان ہین اب

مہتر قران آگے بڑھا دیکھا تو واقعی اُستاد غافل پڑے ہین اور یاقوت ملک برابر لیٹی ہوئی ہے سمک سے کہا معلوم ہوتا ہے
کہ اُستاد کو یاقوت ملک نے بیہوش کیا ہے اور اُستاد کی عیاری سے وہ بیہوش ہوئی ہے پھر تمھین تامل کس امر کا ہے چلو دونون
اُٹھا لیچلین سمک بولا مین اسی تردد مین تھا کہ عاشق و معشوق سوتے ہین کیونکر پاس جاؤن کہا کہ بھئی تمھین کچھ خبر ہی
ہے کہکر قران قریب گیا اور عمرو کو اسی طرح بیہوش باندھکر پشتارہ پیٹھ پر لگایا سمک نے یاقوت ملک کا پشتارہ اُٹھایا
دونون اپنے لشکر مین آئے بارگاہ مین داخل ہوئے ایک پلنگ پر عمرو اور یاقوت ملک کو لٹایا نتیلہ دفع بیہوشی دیا پہلے
عمرو کی آنکھ کھلی یاقوت ملک کو پاس لیٹے دیکھا گلے مین ہاتھ ڈالدیے یاقوت ملک کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عمرو کے پلنگ پر
پایا اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ مین نے کئی مرتبہ تمھین گرفتار کیا اور مہتر قران تمھین چھڑا لایا آج تمھاری عیاری سے مین
بیہوش ہوئی مگر تم مجھے نہین لائے اگر میری عیار بچیان پہلے پہنچ جاتین وہ اُٹھا لیجاتین اب بھی مین ہی تم پر غالب ہون
تمھین مناسب ہے کہ اب مجھے جانے دو اور شرط میدان مین غالب آنے کی ہے ہر چند مہتر قران منع کرتا رہا کہ یاقوت ملک کو
نہ چھوڑیے عمرو نے نہ مانا یاقوت ملک سے کہا آپ شوق سے جائیے مجھے آپ کو آزردہ کرنا گوارا نہین ہے یاقوت ملک نے
کہا کہ خواجہ پھر اگر یہی ہے تو میری ساتون عیار بچیون کو بھی چھوڑ دو کہ مین ساتھ لیے جاؤن کل تو آخر میرے تمھارے فیصلہ ہے
اگر تم غالب ہوے تو مین تمھاری کنیز ہون اگر مین غالب آئی تو مجھے اختیار ہے عمرو نے کہا بہتر اور اسیوقت ساتون
عیار بچیون کو زندانخانے سے بلوا کر قید سے نکلی دور کر دا کے ملکہ کے ساتھ کر دیا یاقوت ملک خوشی خوشی داخل اپنے
خیمے مین آئی اور سب سے مشورہ کیا کہ عمرو مجھپر عاشق ہے مین اپنے کو مثل عروس کے آراستہ کر کے میدان مین جاؤنگی کہ
وہ اور زیادہ فریفتہ ہو کر مدہوش ہو جاے اور مین اسیر کر کے سب کے سامنے لے آؤن سبنے کہا بلا لون بہت مناسب ہے
ملکہ اپنی آراستگی مین مصروف ہوئی اور عیار بچیان بھی اپنی اپنی تیاری کرنے لگین ادھر عمرو نے بعد یاقوت ملک کے جانے کے
رات تھوڑی سی باقی تھی قران سے کہا کہ لاؤ ہمین بھی آراستہ کرو قران نے خلعت شادی عمرو کو پہنایا سہرہ موتیون کا
سر پر باندھا کہ تمام جسم عمرو کا اسمین چھپ گیا اور تخت مرصع کار پر سوار کیا ایک لاکھ اسی ہزار فرغول اور بادھری کے
باندھنے والے قلندرہ زر لیتی و پایا وہ سقر لالی پہنے ہوے ساتھ ہوا اور تخت عمرو کا طرف میدان کے چلا تھا کہ حمزہ
صاحبقران مع سرداران عالیشان پہونچے عمرو نے سلام کیا امیر نے ہنسکر کہا کہ خواجہ آج تو نوشاہ ہو ہمین سلام کرنا
چاہیے باقی تمام سرداروں نے عمرو کو سلام کیا کر آکر پایہ تخت کا پکڑا ایک پایہ بدیع الزمان نے تھامنا ایک
عالمشاہ نے لیا ایک مہتر قران نے پکڑا لاسب سرداران سپاس پر تکلف پہنے ہوے مثل باغون کے گرد تخت عمرو کے
ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا اٹھنا ہوئی بحشمت جمشیدی اور بفر فریدونی سواری شاہ عمرو کی میدان مین
پہونچی ادھر سے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک تخت یاقوت نگار پر سوار جوڑہ بندھا ہوا تاج سر پر رکھا ہوا کچھا
کمند کا سامنے موجود تمام عیار بچیان آستینین چڑھا ہے سبا نے عیاری کے بدن پر لگا ہے تخت کے ساتھ باہم
آملین میدان مین پہونچین دیکھا ایک عجیب ہنگامہ ہے کہ تمام لشکر اسلام تا ہم ادنے اعلی سب تماشا دیکھنے آئے ہین ایسے
عالم ہجوم خلائق ہے حمزہ صاحبقران مع سرداران لشکر کی جلو مین موجود ہین یاقوت ملک نے الماس یاد سے کہا
کہ عمرو کا نوشہ بنتی ہے کہ صاحبقران اسکی جلو مین ہاتھ لیکن جب یاقوت ملک سید انگشتری
مع سرداران عالیشان بادشاہ اسلام کی خدمت مین آئے مجرا کر کے کھڑے ہوے اور بادشاہ اسلام کی طرف مخاطب
ہو کر عرض کی کہ عمرو کے ہو کر رہا مگر اس سبب سے چلا آیا کہ یاقوت ملک کو گمان گذرے کا
کی آئے ہین اور عمرو سپہر صاحبقران کو الغرض جسوقت صف آرائی ہو چکی میدان جنگ

درست ہو چکا ملکہ یاقوت ملک اپنے تخت پر سے جست کر کے آسمان [illegible]
سلطنشوری دکھائی چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ آئی جس وقت پانون زمین پر [illegible] غول [illegible]
عیار بچیون کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے ایک غول مین کمسنین تھین ایک مین نوجوان عورتین تھین ایک غول [illegible]
بوڑھیون کا تھا اور چارون غولون کے چار رنگ کے لباس تھے بس یہ چارون غول بیس بیس گز کے فاصلے سے کھڑے ہوئے
اور چند عیار بچیون نے ایک درخت نقرۂ صقول کا لا کر بیچ مین نصب کیا تھا کہ پتے اسکے زمرد کے تھے شاخین طلائے احمر کی
تھین ہر شاخ مین حلقہائے طلائی نصب تھے ہر حلقے مین خوشہائے مروارید آویزان تھے ملکہ یاقوت ملک گرد اس درخت کے
چکر مارنے لگی تین چکر مار کر غولمین زرد پوشون کے آ کر گری بس اسکی بھی وہی صورت وہی زرد لباس اور وہی سن تھا
لگا نیچے چلنے دو گھڑی تک خوب نیچے چلا الماس بادپا نے آواز دی کہ صاحبو کوئی پہچان سکتا ہے کہ ملکہ انمین کونسی ہے تمام
عیار بچیون نے خیال کیا نہ پہچان سکین ملکہ نے اس غول سے نکلکر تین چکر پھر گرد اس درخت کے مارے دوسری مرتبہ
سیاہ پوشون کے غول مین آ کر گری انمین بھی نیچے چلنے لگا اور ملکہ کا وہی سن تھا وہی صورت تھی وہی سیاہ لباس تھا
دو گھڑی تک اس غول مین بھی کوئی ملکہ کو نہ پہچان سکا تیسری بار سبز پوشون مین جا کر گری وہی وضع وہی [illegible]
سرخ پوشون مین جا کر ملی تو وہی پوشاک وہی لباس وہی عمر تھی اب چارون غولون سے فراغت کر کے گوپھن ہاتھ مین
لیکر جس خوشہ مروارید پر پتھر مارا وہ خوشہ اُڑ گیا الماس بادپا نے کہا کہ بلا لون یہ تکلف نہین ہے کہ سارا خوشہ مروارید
آپنے اُڑا دیا لطف یہ ہے کہ ایک موتی خوشے مین سے اُڑ جائے اور موتیون کو خبر نہو ملکہ نے کہا کہ اچھا اور ایکی [illegible] مارا
تو ایک موتی اُڑا دیا اور خوشے کو جنبش تک نہوئی واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین غرض ملکہ سب ہنر اپنے دکھا چکی
میدان مین جھمکر پکاری کہ خواجہ آؤ میرے مقابلے کو بس عمرو تخت پر سے اُترا تمام عیار ساتھ تھے سبکو رخصت کر دیا آپ
سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آیا پکارا کہ سروِ گلشن نازو ای گلبن چمن انداز یہ گنہگار حاضر ہے سرنذر کرنے کو آیا ہے اگر قبول
ہو تو زہے عز و شرف یاقوت ملک نے کہا کہ یہ باتین مجھے پسند نہین اچھی طرح سے سامنا کرو ہوش و حواس درست کرو
عمرو نے کہا کہ مین کس سے سامنا کرون معشوق سے کوئی بھی آج تک لڑا ہے جو مین لڑونگا یاقوت ملک پکاری کہ مین معشوق تیری
ہون تمھاری قاتل ہون عمرو بولا سب معشوق جفاکار ظلم شعار ہوتے ہین مگر بعد مرنے کے عاشق کی قدر ہوتی ہے ملکہ بولی
ایسی باتین بہت سنی ہین بے خبر دار ہو مین بغیر مارے نہ چھوڑونگی عمرو پکارا کہ تم شوق سے قتل کر دو یاقوت ملک نے پیچھے ہٹی
اور گوپھن کے کلے مین پتھر دے کر مارا کہ اسے عمرو نے وہ پتھر خالی دیا اور پکارا الشعر اکنون کہ تنہا دید مت لطف آر
آزار مکن بتیغ بکش سنگے بزن تلخی نگو کارے بکن ملکہ نے دوسرا پتھر اور تیسرا [illegible]
کبھی اچک جاتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے کبھی داہنی طرف ہٹتا ہے کبھی بائین طرف چھپ جاتا ہے [illegible]
مارنے لگی عمرو دونون سے بچنے لگا مگر گوپھن ہاتھ مین نہین لیتا کہ رہا ہے کہ [illegible]
تو بڑا اُسکا خالی ہو گیا اب ملکہ نے کمند مارنا شروع کیا عمرو کمند سے بھی [illegible] ملکہ مار رہی ہے لیکن عمرو اُسکے دام مین
نہین آتا آخر کار یاقوت ملک نے خنجر مارنا شروع کیا عمرو نے خنجر [illegible] ملکہ مین عاشق صادق ہون پہلا ہاتھ
تمہی اُٹھیگا سب وہ خنجر مار کر بھی تھکی کہا کہ رہ اب پیچھے سے [illegible] پیچھا پھانسی لیا لگی پیچھا مارنے عمرو خالی
دینے لگا اور پکار کر کہا کہ ملکہ ہم سکو عاشق صادق اپنا نہیں [illegible] اور ہمارا جینا تو عبث ہے اب جان اپنی تیرے
ہین خنجر چہ چاہ ہماری وفا کار ہے جائیگا عاشقان صادق مین [illegible] جو نہیچہ یاقوت ملک نے مارا عمرو نے سر جھکا
اور یہ شعر پڑھا شعر سر ندی پیچھے شمشیر حبیب ہے سر حیف [illegible] جو نہیچہ گردن پر پڑا ہے صاف گلا کو کاٹ کر

نکلگیا سرتن سے جدا ہوکر گرا اور آوازگاوسے برید سے بلند ہوئی شعر سر برسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد + این بار
گران بود ادا شد چہ بجا شد اور لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا امیر سامنے کھڑے ہوے جیسے یہ معرکہ دیکھا کہ
عمرو ہاتھ سے یاقوت ملک کے قتل ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اشقر پر سے اپنے کو گرا دیا گریبان
چاک کیا پکارتے ہوے دوڑے کہ ای یارو فاشعا رای مونس و غمخوار حمزہ آخر تو بہر و راہ عدم ہوا جان اپنی معشوق کی
نثار کی بہتی ہمین بہی اپنے پاس بلالو اپنے ساتھ لیچلو اُدھر سب غازی نے نعرہ جگر خراش بلند کیا کہ ای بدر
رہنمائے گوار مجھکو اپنے ہمراہ لیے چلیے اور بادشاہ اسلام کو سکتا ہوگیا تھا جملہ سردار بھی رو رہے تھے لیکن یاقوت ملک نے
جو دیکھا کہ عمرو عاشق صادق تھا جان تجھپر نثار کی تو یہ نہ جانتی تھی کہ عمرو یون جان اپنی دیدیگا روتی ہوئی عمرو کے
سرہانے آئی اور جھکی کہ لاش عمرو کی اُٹھائے پس عمرو نے کمند ماری کہ ساتون حلقہ کمند کے گلے مین یاقوت ملک کے
پڑگئے جھٹکا دیا کہ زمین پر گری پس عمرو اُسکو باندھکر بھاگا اور پکارا کہ حمزہ مین زندہ و سلامت ہون اور پکڑ لایا
یاقوت ملک کو امیر نے غور کر دیکھا کہ عمرو چلا آتا ہے پشتارہ یاقوت ملک کا پشت پر لگا ہوا ہے بے اختیار کہا کہ خواجہ
زندہ کیونکر ہوے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین سنا اپنے سر پر اور ایک سر عیاری سے بناکر اسمین شہاب بھر کر باندھا تھا
اسی سر کو مین نے کٹوادیا اور گر پڑا جب یاقوت ملک میرے قریب آئی تو مین نے اُسے بہ فریب کمند مار کر پکڑ لیا
غرض امیر بہت خوش ہوے اور یاقوت ملک سے پوچھا کہ اب تو تمھین کوئی حجت باقی نہین رہی یاقوت ملک بولی
کہ کوئی حجت باقی نہین مین کنیز ہون عمرو کی چاہے بیچے صاحبقران نے خلعت دیا یاقوت ملک کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوئی اور وہان سے رخصت ہوکر اپنے باغمین آئی سب عیار بچیون کو مسلمان کیا دوسرے دن دربار مین آئی امیر کو مجرا کیا
کرسی عنایت ہوئی یاقوت ملک اُسپر بیٹھی صاحبقران نے فرمایا ای یاقوت ملک اب جا کر تجھے بیٹھو شادی کی تیاری
کرو اُسنے کہا کہ کنیز ہی پوچھنے کو حاضر ہوئی تھی القصہ بہت دھوم سے شادی عمرو کی یاقوت ملک کے ساتھ ہوئی اور قران کی
شادی الماس بادپا کے ساتھ اور چالاک کا عقد شعلہ شمشیر زن کے ہمراہ اور برق فرنگی کا نکاح غزال کے ساتھ اور ترک چالاک
کا عقد صنوبر خنجر زن کے ہمراہ اور شعبدہ نقب زن ابوالفتح کے ساتھ بیاہی گئی اور نسرین سنجر بلجی کے ساتھ
اور سمن کمند انداز کلبادو کے ساتھ اور عیار بچیون کی شادیان اور عیاران لشکر اسلام کے ہمراہ ہوئین بعد اُسکے
یاقوت ملک نے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران عالیمقام کی دعوت عقیق کوہ مین کی
پھر امیر وہان سے دربند مشہور پہ آئے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ لقا کا حال کچھ معلوم ہوا کہ وہ بھاگ کر گیا عرض کی کہ اب تو دربند ششم
مین داخل ہو پہنچتے ہی پہلوان عادی کو حکم ہوا کہ جلد پیش خیمہ لیکر دربند ششم کیطرف چلو عادی یہ حکم سنکر اُسیوقت بارگاہ صاحبقرانی لدوا کر روانہ

اب چند سطر داستان دربند ششم فرعونیہ یعنی دربند ششم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ زمرد شاہ باختری بھاگ کر سب دربند ششم پاس پہونچا مالک وہانکا ریحان بن قنطور شاہ تھا اُسنے اپنے ہمراہیون سے
صلاح کی کہ زمرد شاہ بڑا بھائی ہے فرعون شاہ کا مدد کرنا اسکی جملہ واجبات سے ہے سبھون نے عرض کیا کہ درست ہے پس
ریحان تحفے اور کشتیان نذر کے لیے ساتھ لیکر خدمت لقا کے بہ لقا مین آیا اور عرض کیا کہ حضور نے جو یہان قدم رنجہ فرمایا
ہے تو شہر مین تشریف لیچلیے لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی اُسوقت سوار ہوکر ساتھ اُسکے شہر قنطوریہ مین آیا لشکر باہر قلعے کے
اُترا آپ داخل قلعہ ہوا ریحان نے دعوت و ضیافت کی بختیارک نے ریحان سے پوچھا کہ آپنے ہمکو جو دامن پناہ دیا ہے کیا سمجھکر
دیا ہے ہمارے پیچھے ایک اژدہا ہفت سر آتا ہے اس سے کون سامنا کریگا نہ آپ خود ایسے معلوم ہوتے ہین نہ کوئی پہلوان آپکے
پاس ایسا ہے کہ حمزہ سے مقابلہ کریگا نہ کوئی عیار ایسا معلوم ہوتا ہے نہ کوئی جادوگر دکھائی دیتا ہے پھر آپ کیا کیجیے گا بہتر ہے کہ ہمکو

ہماری دعوت کرچکے اب ہمین رخصت دیجیے کہ ہم ملک فرعونیہ کو چلے جاوین کسواسطے کہ اگر حمزہ آجائیگا تو بھاگنا مشکل
پڑجائیگا نریمان نے بختیارک سے کلام سنکر کہا کہ ملک جی تم مضطر ہو جو کچھ کہو وہ بجا ہی مگر تم خاطر جمع رکھو حمزہ یہان آئیگا
تو تدبیر اسکی قرار واقع ہوجائیگی حقیقت مین ہم تو مقابل لشکر حمزہ نہین ہوسکتا مگر مددگار میرے ایسے ہین کہ لشکر حمزہ کا
ایک لحظہ بھر مین کام تمام کرینگے اور مین اپنے سب دوستون کو نامے لکھتا ہون اُنھین بلواتا ہون یہ کہکر سوچنے لگا سر جھکا کر
دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا اسیوقت خیال مین گذرا کہ قیطاس جادو دوستار بدل بھائی ہی ساحر شمشش جادو کا اُس سے
اور مجھسے دوستی کمال ہی اور اُس سے اکثر یہی وعدے رہتے ہین کہ جب کوئی وقت پر آئیگا تو ہماری دوستی کا حال کھلیگا
اے نریمان قیطاس جادو کو نامہ لکھ وہ دوست صادق ہی مقرر تیری مددگاری کریگا یہ خیال مین لاکر دبیر کو بلاکر
کہا کہ نامہ لکھو قیطاس جادو کو مضمون اسکا یہ ہو کہ خداوند با ختر برادر بزرگ فرعون شاہ میرے پاس تشریف
لائے ہین اور لقا قتب مین اُنکے خدا پرست چلے آتے ہین آپ کو لائق و لازم ہی کہ نامہ دیکھتے ہی کھانا وہان کھائیے
تو پانی یہان آکر پیجیے جلد تشریف لائیے ایسے تو ہمارا حق دوستی آپ پر ہی دوسرے کفالت کرنا لقا کی لائق و لازم ہی
بڑی ناموری کا محل ہی جب یہ نامہ دبیر نے تیار کیا ایک عیار کو دیا کہ جلد اسے قیطاس جادو پاس لیجا اور اسکا جواب
لیکر جلد آ وہ نامہ لیکر روانہ ہوا نریمان نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب آپ ذرا اندیشہ نکرین دیکھیے کہ ہوتا کیا ہی
بختیارک نے پوچھا کہ کسے آپ نے نامہ لکھا ہی نریمان بولا کہ تجھے کیا بختیارک نے کہا کچھ تو فرمائیے کہا کہ ای بختیارک
قیطاس کو وہ مین بھائی ہی ساحر شمشش جادو کا قیطاس جادو اُسکا نام ہی اُسے مین نے بلایا ہی جب مین مقرب خداوند
فرعون شاہ تھا تو اُس سے اور مجھسے کمال دوستی تھی یقین ہی کہ وہ نامہ دیکھتے ہی چلا آئیگا بختیارک نے کہا ای نریمان
تم خدا پرستون سے ابھی واقف نہین ہو انھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے ہین ملکہ وامہ جادو کہ
شہنشاہ ساحران مشہور تھی اُسے چاہ الااسک کے اندر گھسکر مارا پھر اور جادوگرون کی کیا حقیقت ہی نریمان بولا
کہ ملک جی خدا جانے کس پیچ سے وامہ جادو ماری گئی اُسکی بھتیجی حمزہ کی شریک ہوگئی ورنہ وامہ پر کون غالب
آسکتا تھا ملک جی یہان ایسا نہوگا تم خاطر جمعی سے یہان رہو غرض لقا عیش و عشرت مین مصروف ہوا بعد چندے روز
ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہونچا لقا یہ خبر سنتے ہی مانند برگ بید کے کانپنے لگا رنگ زرد ہوگیا
جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہوگیا وہی لذت شکست کھا کر بھاگنے کی یاد آگئی بختیارک نے نریمان سے کہا کہ ابتک
کوئی تمھاری کمک کو نہ آیا ہمکو مفت مین گرفتار کروایا نریمان متردد تھا مگر اُٹھکر شہر پناہ کیطرف چلا مگر یہان حمزہ صاحبقران
و لشکر شوکت پر جلوہ گر ہین بادشاہ اسلام تخت شاہی پر رونق افروز ہین سرداروں کا [illegible] بندھا ہوا ہی ناچ ہو رہا
ہی جام شراب گردش مین ہی کہ رؤساے فرعونیہ جو بیٹھے ہوے تھے مانند قہور اور [illegible] صاحبقران
وغیرہ کے امیرے اُنسے پوچھا کہ صاحبو ملک [illegible] شہر کیسا زبردست ہی یا کوئی پہلوان [illegible] عیار کا
اسے جو رہا ہی یا کوئی ساحر اسکا شریک [illegible] اپنے پاس [illegible]
کہ پیرو مرشد غلام کو خوب حال اسکا معلوم [illegible]
کیا جانے اور نہ کوئی پہلوان زبردست [illegible]
ہی جب تو وہ مقابلہ کو ہمارے لشکر کے مستعد ہی کوئی مددگار اسکا پوشیدہ ہوگا اور عمرو کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
خبر تو لاؤ نریمان بن قہندور شاہ کی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ خفیہ مددگار
اُسکے ہین مین غافل گیا اور گرفتار ہوگیا پھر زندہ نہین بچنے کا امیر نے فرمایا کہ جبتک تمھارے پاس خدمت اعیار کی ہی

اسواسطے بھیجے کہا گیا عمرو نے کہا کہ شہریار مین خدمت اخبار سے درگذرا جسکو جی چاہے یہ عہدہ سپرد کیجیے امیر نے خلعت
اور دو توڑے منگوائے اور فرمایا کہ بھئی یہ خلعت اور روپیے اسکے ہین جو درۂ شبنم کی خبر لائے سماک بلطاقی خشت
زرین بیچکو داکہ پیر و مرشد مین موجود ہون خواجہ نے اگر اس خدمت سے ہاتھ اٹھایا تو کار سرکار بند نہ رہیگا اور چلا جاتے
کیطرف عمرو نے جو یہ دیکھا دوڑ کر وہ روپیے اٹھا کر داخل زنبیل کیے اور خلعت پہن لیا اور کہا کہ حمزہ سہل کام سمجھکر سب دیتے
ہین مشکل پر کوئی نہین جاتا خیر یہ کام تو مین کرون پھر جیسے چاہنا کام اخبار کا دیدینا یہ کہکر وہانسے چلا باہر لشکر کے آیا تھا کہ
اودہر سے مہتر قران کو دیکھا کہ چلا آتا ہے اسنے سلام کیا اور کہا کہ استاد کیا ارادہ ہے آپ کہان چلے کہا کہ درۂ شبنم کی
خبر کو وہ بولا کہ خدا جانے طمع آپکی کیا کریگی کہا کہ بھئی فرزند ارسطون سے ناچار ہون قران نے کہا کہ استاد مین بھی ہمراہ
ہوں کہا کہ بھئی اچھا چلو یہ دونون روانہ طرف لشکر کفار ہوے جب قریب پہونچے تو دونون نے صورتین اپنی تبدیل کین
عمرو چوبدار کیصورت بنا قران اسکے نوکر کی شکل ہوا عصا کاندہے پر رکھکر پیچھے پیچھے ہولیا جب دروازۂ بارگاہ پر
پہونچا عمرو نے عصا ہاتھ مین لیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ لقا اور تمام سردار اسکے بیٹھے ہین کوئی غیر شخص نہین ہے
لوگون سے پوچھا کہ حاکم درۂ شبنم کا کہان ہے کہا کہ وہ ابھی قلعے مین گیا ہے عمرو دل مین سوچا کہ پھر یہان ٹھہر کر کیا کرین
چلکر قلعے مین اسکی خبر لین وہانسے پھرا قران کو ہمراہ لیے روانہ ہوا جب سامنے شہر کے پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہے
قرق ہے کوئی اندر جانے نہین پاتا قران سے کہا کہ بیٹا اندر چلنا ضرور ہے صورت بدلنا چاہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری
نکالکر ایک گوشے مین جا کر باورچی کیصورت بنکر پگڑی پیشوان سر پہ دوہرا انگرکھا گلے مین پاجامہ پائوں مین
کمر بندھی ہوئی دو چھریان اور ایک کفگیر کمر مین جا بجا کپڑون پر گھی کے دھبے لگے ہوے ادہر قران کو جو دیکھا تو ایک مزدور
کیصورت بنا ہوا ہے سیاہ ٹوپی پہنے ہوے چہندوا غائب فقط گوٹ رنگین ہے ایک عرقی بندھی ہوئی ایک چادر سر پر
اسمین کچھ پیاز کچھ لہسن کچھ ترکاری عمرو نے جو یہ صورت دیکھی کہا کہ بیٹا مرحبا صد مرحبا اور یہ دونون وہانسے قلعے
کیطرف چلے جب دروازے پر آئے پہرے والون نے کہا کہ کسیکے اندر جانے کا حکم نہین ہے عمرو بولا خیر ہم تو پھرے جاتے
ہین مگر بادشاہ جب کھانا مانگیگا تو تم جواب دے لینا یہ کہکر وہانسے پلٹے قدم رکھتا ہوا چلا یہان جمعدار نے کہا کہ بھئی ہے یہ
کہ خاص وقت پر جو بادشاہ کو کھانا نہ پہونچا تو بیگار ہوگی اور باورچی ہمارا نام لے دیگا ناحق کی بدنامی ہوگی یہان بلاؤ
اتنے سپاہیون نے پکارنا شروع کیا کہ بھئی ادہر لوٹ آؤ جمعدار صاحب بلاتے ہین کہان پھرے جاتے ہو پلٹ کر جواب دیا
کہ ہم آکر کیا کرینگے تم ہمین جانے نہین دیا اب بلاتے ہو سپاہی دوڑے جمعدار خود آیا اب کسیطرح یہ مناے نہین
منتے ہین کہ رہے ہین کہ ہم نہ جائینگے آخر کار جمعدار نے پانچ روپیے دیکر رضا مند کیا مناکر لایا اور کہا کہ اسطرف ایک باغ ہے
بادشاہ ادہر گیا ہوا ہے آپ اس جانب جائیے کا عمرو اور قران اوسطرف روانہ ہوے جب سپاہیون کی نظر سے پوشیدہ
ہوے یہ دونون خدمتگار کیصورت بنکر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہے سبزے پھول کھلے ہوے ہین
انواع طرح کے درخت لگے ہوے ہین نہرین جاری ہین جانور درختون پر بیٹھے بخوش الحانی مصروف حمد باری ہین
سیر و تماشا دیکھتے ہوے بارہ دری کے پاس پہونچے دیکھا کہ بارہ دری دو رخی ہے ایک رخ ادہر ہے ایک رخ اسکا دریا
کیطرف ہے بادشاہ بھی اسیطرف ہے عمرو اور قران بھی اسیطرف گئے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت کم رو ہے مگر تاج سر پر رکھے
ہوے کرسی زرنگار پر سر جھکائے ہوے بیٹھا ہے اور دو خدمتگار اگالدان اور رومال لیے ہوے کھڑے ہین عمرو اور
قران نے جا کر وہ اگالدان انکے ہاتھ سے لیے وہ خدمتگار چلے گئے عمرو اور قران ان دونون کے مقام پر شریان کے
پاس کھڑے ہوے مگر شریان اس سوچ مین بیٹھا ہے کہ افسوس تو مفت مین ذلیل ہوا لقا کو ناحق اپنے پاس تونے ٹھہرایا

اور کون کسیکی مدد کو آتا ہی جان دینا بہت دشوار ہی جیسے وقت مین کوئی کسیکا ساتھ نہین دیتا۔ شعر۔ افسوس دل اپنا بھی تو اپنا
نہین ہوتا۔ ہان سچ ہی کہ کوئی بھی کسیکا نہین ہوتا۔ اسی فکر مین تھے کہ ایک ابر تیرہ و تار نیکے قیطاس کو جو کہ ملک تھے اٹھا اور
طرفۃ العین مین اس باغ پر آکر گھر گیا اور اسمین سے بجلی چمکنے لگی رعد کے گرجنے کی صدا آنے لگی شعلہ ہاے آتش اسمین سے
نکلنے لگے پس شریمان بن قنطور شاہ سمجھا کہ یہ غضب خداوند فرعون شاہ تجھپر نازل ہوا ہی تو نے جو بے اطلاع خداوند کے
لقا کو اپنے پاس جگہ دی کیا سمجھا یہی خوف سے کانپنے لگا یہ تو پکارنے لگا کہ اب ایسی خطا کبھی نہوگی غرض و حیران کھڑا دیکھ رہا
ہی کہ وہ ابر پھٹا اور اسمین سے ایک تخت نمودار ہوا اور پانچ چار تخت اسکے ساتھ اور تھے جب وہ تخت قریب آیا
اسپر ایک عورت رنڈیو بولی کے بیٹھی ہوئی ہی بیٹا بالیس اسکا قد بال قنبلا قنبلا چھوٹے ہوئے ہین بال نہین ہین
معلوم ہوتا ہی کہ مار سیاہ اسکے سر کو لپٹے ہوئے ہین تو ٹیرا سا منہ کالا دلایا داغ بیاپ کے ٹیرے ٹیرے غار سے غار ہین پھاسا
اٹھا ہوا سینے کے اوپر ایک ایک بال مانند سوے فیل کے آنکھین مانند کھریا ترو ماتھے پر قشقہ کھنچا ہوا دونون بھوون کے
نیچے ہیکل سینہ پر لگا دیا ہوا دونون چھاتیان مانند مشک کے لٹکے ہوئے ہوے بیکنون کے سنگ ہوئی اسکی ہیبت ناک شکل
تھی بنارسی دوپٹا اوڑھے ہوئے دونون آنچل دونون کاندھون پر پڑے ہوے بیت کہنی سے شانے تک بندھے ہو
سرخ تافتے کا لہنگا پاؤن مین منھ سے شعلۂ آتش نکلتے ہوئے شریمان یہ ہیبت دیکھتے ہی ڈرا کانپنے لگا تھرا گیا اپنے دل مین
کہا کہ اے عمرو خدا جانے اس سے کیا ایذا تجھے پہونچیگی جو یہ عالم نیا ہوا ہی خدا جانے اہل اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے گر وہ
جادوگرنی جب زمین پر آئی کوئی چالیس اسکی مصاحب ہین اور کنیزین اسکے ساتھ تھین اسنے کہا کہ دیکھو تو کوئی آدمی
اس باغ کا ہی وہ ڈھونڈنے لگین ایک جگہ دیکھا ایک شخص تاج سر سے اتارے ہوئے ہاتھ کو سر پر رکھے زمین پر
اوندھا پڑا ہوا ہی تو بہ تو بہ کر رہا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ مالک یہاں کا وہی ہی پس ساحرہ کہ نام اسکا خورشید جادو ہی جھک کر اسکا
ہاتھ پکڑ کر شریمان کا اٹھا لیا اور کہا ارے کیون تو بہ تو بہ کر رہا ہی سیدھا ہو ہوکچھ حال تو بیان کر شریمان نے وہ
صورت جب دیکھی تھر گیا کہا کہ مین بیشک خطاوار ہون جو کیا ہی سو کچھ سمجھ کے کہا خطا کیسی تیرا نام کیا ہی
اسنے کہا کہ نام بتاؤنگا تو خدا جانے آپ کیا کرینگی اسنے کہا کہ ایسی خوف نکر یہ جو اس نہوا اگر تو یہا کا بادشاہ ہو اور شریمان بن
قنطور شاہ تیرا نام ہی تو آگاہ ہو کہ مین تیری مدد کو قیطاس کو دیئے آئی ہون یہ کلمہ سنکر اسکی جان مین جان آئی
بولا کہ ہان مین نے قیطاس جادو کو نامہ لکھا تھا اپنی کمک کیواسطے بلایا تھا میرا ہی نام شریمان ہی مین نے یہ آدم کسیکی
کبھی دیکھی نہ تھی یہ عالم دیکھکر ڈرا تھا کہ نہین معلوم کیا آفت آئی ہی خورشید جادو نے کہا کہ جسوقت نامہ تمہارا پہونچا
مین اپنے باپ قیطاس جادو پاس بیٹھی ہوئی تھی نامے کو پڑھتے ہی قیطاس جادو نے کہا کہ شریمان میرا دوست کا
دوست ہی مین اسکی مدد کو جاؤنگا مین نے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ کاہیکو تکلیف کرین مین جاکر جتنے خدا پرست ہین
سبکا کام تمام کرونگی ایک ان مین کا زندہ نچھوڑونگی بس مین رخصت ہوکر ادھر کو روانہ ہوئی یہان جو آئی تمہیں اس حال
مین مبتلا دیکھا شریمان بہت خوش ہوا اور کہا تمنے تو میری آبرو رکھ لی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے نام نامی اور اسم
گرامی سے آگاہ کرو وہ بولی مجھے خورشید جادو کہتے ہین شریمان نے کہا اے خورشید جادو لقا خداوند یہا قصر مین
یہان اترا ہوا ہی پہلے اسکی زیارت کر لو کہا کہ بہتر ہی چلو پس دونون ہاتھ پکڑے ہوے روانہ ہوے باغ سے نکلکر
ایک سواری پر دونون سوار ہوے بارگاہ لقا مین آئے خورشید جادو نے لقا کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا کرسی
زرنگار پر اگر بیٹھی شریمان نے تعریفین خورشید جادو کی از حد بیان کین خورشید جادو نے لقا سے حال اہل اسلام
کا پوچھا لقا نے اشارہ بختیارک کیطرف کیا کہ یہ خوب جانتا ہی اس سے پوچھو بختیارک نے اٹھکر کرو بلاکر سلام کیا

خورشید جادو نے نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا مع آبا و اجداد بیان کیا خورشید جادو ہنسی اور کہا کہ حال خود اپنے بزرگوں کا بیان کیا بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک امیر اور اولاد امیر اور حقیقت ساحران عالم کے مفصل قتل ہونے کی بیان کی اور بعد اسکے کہا کہ جو شخص ریش تراشندہ کافران و قاتل ساحران ہے اُسکا نام نہیں لے سکتا اس سے بھی آگاہ کر دیا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے خورشید جادو نے کہا کہ ملکہ جسکا تم نام نہیں لے سکتے حال اُس شخص کا مجھے خوب معلوم ہے وہ عیار حمزہ ہے مگر اُسکے ہاتھ سے تمام زمانے کے ساحر مارے گئے ہیں اور حمزہ کا بھی حال جانتی ہوں دونوں کی تدبیر ہو جائیگی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ دو جادوگرنیاں سعد آخورشید جادو کی نسرین جادو اور نسترن جادو آئیں دونوں نے خورشید جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑی ہوئیں خورشید جادو نے پوچھا کہ ارے تم کیوں کھڑی ہوئی ہو عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم تین روز میں لشکر حمزہ میں کسیکو باقی نہ رکھیں سبکا استیصال کر دیں کہا کہ دور ہو مردارو تمنے بھی سحر میں اتنا دخل پیدا کیا بیٹھو اپنے مقام پر کیا ہنسی ٹھٹھا ہے لشکر حمزہ کا غارت کرنا ان دونوں نے عرض کیا کہ بلا اون اگر ہنوز ہماری ناک میں کانٹ ڈالیے گا پھر خورشید جادو نے کہا کہ ارے تمکو سحر میں سلیقہ کیا ہے انھوں نے عرض کیا کہ اتو ہمیں رخصت دیجیے کہا کہ اچھا اگر تمنے تین دن میں خاتمہ نہ کیا اور چوتھا دن ہو گیا تو مجھسے برا کوئی نہیں اچھا جاؤ وہ دونوں اُسیوقت زمین پر گریں اور پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئیں بعد کو خورشید جادو نے اسباب سفر روانہ کیا بس یہ تماشا دیکھکر عمرو بارگاہ سے باہر نکلا قران سے کہا کہ چلکر بیٹا حمزہ کو اس حال سے آگاہ کیجیے اُسنے کہا بسم اللہ چلیے دونوں لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے شام کو وہاں سے چلے تھے شب تاریک تھی راستہ گم کیا رات حیران و سرگردان رہے صبح کو راہ دریافت کرکے راہی ہوئے لیکن یہاں حمزہ صاحبقران صبح کیوقت بارگاہ میں آکے بیٹھے ہیں بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہیں کہ رات کو عجب تماشا ہوا کہ میں سونیکے واسطے پلنگ پر لیٹا ہی تھا کہ ایک کبوتر میرے پلنگ کے گرد تین بار پھر کر چلا گیا بادشاہ نے چپکے سے کان میں کہا کہ اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر جو یاد کرتے ہیں اسم اعظم بالکل فراموش تھا بس رنگ سفید ہو گیا فرمایا عمرو کل سے گیا ہے خدا اسکی خیر کرے یہی باتیں تھیں کہ لشکر میں چار طرف سے ایک غلغلہ برپا ہوا فرمایا خبر تو لو یہ کیسا شور ہے لوگ خبر کو روانہ ہوئے غل اور زیادہ ہوا صاحبقران گھبرا کر خود بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ چار طرف لشکر کے شعلہ ہائے آتش بھڑکتے معلوم ہوتے ہیں لوگ اسباب اپنا اپنا بغل میں دابے ہوئے اسطرف کو بھاگے آتے ہیں پوچھا کہ کیا ہے عرض کیا کہ پیر و مرشد اوپر ابر آتش چلا آتا ہوا چلا آتا ہے نیچے دریا ہے لوگوں کو ڈوبتا ہوا چلا آتا ہے اور چہار طرف لشکر کے یہی صورت ہے کوئی باہر جا نہیں سکتا امیر یہ سنکر اور حیران و پریشان ہوئے فرمایا جو مرضی خدا کی کیا چارہ ہے اور سجادہ بچھا کر نماز پڑھی اور بگریہ و زاری دعا میں مصروف ہوئے مگر عمرو اور مہتر قران جو لشکر اسلام کے پڑاو پر آئے دیکھا جہاں لشکر تھا وہاں ابر آتش سے آگ برس رہی ہے اور دریائے آب جوش مار رہا ہے یہ باتیں طرف خوب دوڑے مگر کہیں پیر ایغ لشکر کا نہ پایا ایک کشتکار سے پوچھا کہ لشکر جو یہاں اترا ہوا تھا کیا ہوا اُسنے کہا کہ پہر رات رہے سے دریائے آب و ابر آتش اُسے گھیرے ہوئے ہے یہ سنکر عمرو بے اختیار روتا ہوا پھرا کہ ای آقا سے عمرو وای مولا سے عمرو ہائے ہائے یہ کیا فلک نے مجھے دکھایا اور عمرو اب تیرے سے زندگی نہ کریگا اور ای آقا ابھی ذرا تامل کرنا سیار باغ جہان نہ ہونا اس خادم دیرینہ کو اپنے پاس لیتے جاؤ یہ کہکر خنجر کھینچکر چاہتا تھا کہ اپنے کو مارے کہ مہتر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ استاد آپ کیا کرتے ہیں امیر اور تمام لشکر ابھی زندہ و سلامت ہے یہ انھیں جادوگرنیوں کی شرارت ہے یہ دریائے آب و ابر آتش انھیں کے سحر کا معلوم ہوتا ہے اور آپ کو یاد نہیں کہ انھوں نے خورشید جادو سے تین دن کا وعدہ کیا ہے ابھی تو ایک ہی شب گذری ہے جبتک تین روز نہ گذر جائینگے سیل کا کچھ نہ ہوگا چلکر تلاش کر کے ان لکاتاؤں کو ماریے پھر اگر امیر کو زندہ نہ پائیے گا تو آپکو اختیار ہے عمرو نے کہا کہ اچھا بھئی چلو اور یہ دونوں روانہ ہوئے تھوڑی دور آکر صلاح ہی کی کہ بیٹا الگ الگ چلو بس ایکطرف عمرو

روانہ ہوا اور ایکطرف قران عمرو کنارے دریاے آب کے آتے آتے ایک درہ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ بہت سبزہ ہے بہارستان عجیب ہے ہوا گرم
چل رہی ہے درخت جلے ہوے ہین پتہ کا انین پتہ تک نہین ہے ایک آدھ چغد درخت پر بیٹھا ہوا پر پھیلائے ہو ہو کر رہا ہے اور قلۂ
کوہ پر ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہے اور ایک چرخا اسکے آگے رکھا ہوا ہے اسپر سبز قلین بندھی ہوئی ہین طاس پانی کا بھرا ہوا
اسکے آگے رکھا ہے ہر مرتبہ وہ ساحرہ سحر کرتی ہے پنکھا پانی مین ڈبوتی ہے اور اس چرخے پر مارتی ہے اسمین سے بوندین پانی کی
گرتی ہین اور مواج ہو کر اسی دریاے آب مین جا کر ملتی ہین وہ دریا اور طغیانی پر آجاتا ہے عمرو نے
اپنے دلمین کہا کہ دریاے آب اسی تجہ کے سحر سے ہے اسکو مارا چاہیے پس اسیوقت ایک زن جمیلہ کی صورت
بنا اور پلنگپوش اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر پیرتلی آواز سے رونا شروع کیا آواز رونیکی جب کان مین ساحرہ کے
پہونچی بیچین ہو کر اٹھی کہ یہ کون مصیبت زدہ رو رہا ہے دیکھو تو سہی اور اسی آواز پر آئی دیکھا کہ ایک عورت پلنگپوش اوڑھے
ہوے رو رہی ہے آواز سے یہ پایا جاتا ہے کہ ابھی کمسن ہے اسنے پلنگپوش اسکے منہہ پر سے اٹھا یا اور پوچھا کہ اے دلہن تجھپر کیا
مصیبت پڑی ہے جو تو اس کرب سے رو رہی ہے اس زن جمیلہ نے جو صورت اسکی دیکھی سہم گئی پکاری کہ صاحب
اگر تم مجھے کھانیکو آئی ہو تو کھا جاؤ مین آپ اپنی زندگی سے بیزار ہون اسنے کہا کہ کیا تو نے مجھے ڈائن مقرر کیا ہے یہ بولی
کہ پھر صاحب آپ کون ہین اسنے کہا کہ مین خورشید جادو کی مصاحب ہون اسنے کہا معلوم ہوا کہ خورشید جادو
بڑی چڑیل ہے جو تجھ ایسی بلا اسکی مصاحب ہے کہا ارے حبیب وہ بادشاہزادی ہے قیطاس کوہ کی یہ بولی کہ کیا وہان
سب بھوت پلیت رہتے ہین اسنے کہا ارے کیا بکتی ہے وہان سب آدمی رہتے ہین یہ بولی تم ایسے آدمی ہونگے پوچھا کہ
مجھکو پھر تو کیا جانتی ہے یہ پکاری ایک بلا مین تجھکو جانتی ہون اسنے کہا ان باتون کو جانے دے اپنا حال بیان کر یہ بولی
کیا حال سنکر تو پشیمان کروگی اچھا سنو مین ایک سوداگر بچی ہون قافلہ میرا سب تباہ ہو گیا مان باپ شوہر بھائی سب
دریا مین غرق ہو گئے مین ایک کمبخت تختے پر بیٹھی ہوئی بلک فرعونیہ مین نکلی یہان پہونچی اب آپ بتائیے کہ آپ کون ہین
اسنے کہا کہ نام میرا نسرین جادو ہے مصاحب ہون خورشید جادو کی وعدہ کر کے آئی ہون کہ تین دن مین اسکے جمال
خداپرستون کا گرد ونگی دو روز ہو چکے ہین ایک روز اور باقی ہے مین اپنا کام بیٹھی کر رہی تھی کہ آواز تیری سنکر
بیقرار ہو کر دوڑی خیر اب مان باپ عزیز تو تیرے زندہ نہین ہو سکتے مگر جہان تو کہیگی وہان تجھے پہونچا دیا جائیگا اب
میرے ساتھ چل یہان کیون بیٹھی ہے کوئی جانور درندہ نکلیگا تو تجھکو کھا جائیگا کہا کہ پھر چلو تمھین مجھکو لینا اسنے
کہا کہ بک نہین اور ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کوہ پر لائی اور پھر چرخہ پھرانے مین مصروف ہوئی اور آگے اسکے خم شراب کے
رکھے تھے اسمین سے شراب پینے لگی عمرو نے پوچھا کہ یہ آپ کیا پیتی ہین نسرین نے کہا شراب ہے تو بھی پی کہا کہ مین جسجگہ
پیتی ہون اسکے پینے کی کیا احتیاج ہے اور اس شراب مین سے تو ایسی بو سے بدآتی ہے کہ دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہے گھر مین
مین آدمی تھی تو شراب کھینچا کیا کرتی تھی اس شراب مین سے لوگو کی بو آتی ہے یہ کہکے منہہ پھیر کر پلنگپوش اوڑھکر گلابی شراب کی
بغل سے نکالی نسرین نے پوچھا یہ کیا کرتی ہے کہا کچھ نہین کیا چیز ہے کہا چیز ہے نسرین نے اٹھکر دیکھا کہ گلابی ہاتھ مین ہے اسمین
شراب کیتکی شفاف بھری ہوئی ہے دیکھتے ہی منہہ مین پانی بھر آیا کہا کہ اسمین سے تھوڑی مجھے دے کہا یہ دو دن کی میری
زندگی ہے آپ خیال کیجیے کہ اس مصیبت مین کوئی چیز مین نے اپنے ساتھ نہ لی سوا اس شراب کے جانتی تھی کہ اس بغیر میری
زندگی دشوار ہے کہا تھوڑی سی مجھے بھی دے کہا ہو چکیگی تو مین خاک پیونگی نسرین برہم ہو کر منہہ پھیر کر چلی کہ اپنے کام
مین مصروف ہوئی عمرو اس سے لپٹ گیا کہا کہ آپ خفا ہو گئیں مین اسے اپنی زندگی جانتی ہون آپ تھوڑی سی میرے ہاتھ
سے لیجیے اسنے کہا کہ بیٹا مین تو ذرا سی مانگتی تھی لا تو اپنے ہاتھ سے میرے منہہ مین ڈالدے یہ کہکر منہہ کھول دیا آنکھ بند منہہ

کرلین عمرو نے ساری گلابی اُسکے منھ مین ڈالدی اور لگا پیٹنے رونے کہ ہائے اب مین کیا کرون گی وہ تو ساری گلابی
منھ مین جا رہی تھی منھ کا بہکو تھا فار تھا اُسنے کہا کہ بیٹا تو آجکا دن ٹال کر کل تو جیسا کہیگی ویسی ہی شراب ہوا دونگی
وہ چپکے چپکے رونے لگی ایک ساعت بھر کے بعد زبان اُسکی بند ہوگئی بدن نیلا ہوگیا پیٹ پر ورم ہوگیا
وہ تڑپنے لگی آخر کو واصل جہنم ہوئی عمرو نے جواہر اُسکے بدن پر سے کپڑون سمیت اُتار لیا اور بیچہ عیاری سے
سر کاٹ کر لیکر روانہ ہوا اور دلمین تصور کرتا جاتا تھا کہ چلکر دیکھو مہتر قران نے کیا کیا

اب چند کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران دریاے آتش کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا دَرّہ کوہ مین ایک عورت لنگ کھاروے کا باندھے ہوئے
بیٹھی ہو اور دو مشعل آتشین اُسکے آگے جل رہی ہین اور وہ ساحرہ کالے تل ہاتھ مین لیتی ہو اور آپ کچھ پڑھتی ہو اور
آگ پر ڈالتی ہو انمین سے شعلہ آتش اُٹھتے ہین اور ابر آتش مین جا کر مثل برق کے چلتے ہین اور اُس سے امواج گرتے ہین
یہ دیکھکر مہتر قران نے صورت اپنی ایک ساحرہ کی بنائی قشقہ پیشانی پر کھینچا زنار گلے مین ڈالا جھولی کھاروے کی
لگائی ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہوا اور ایک نامہ سر پر باندھکر سامنے لنتترن جادو کے پہونچا اور نعرہ کیا
کہ اے لنتترن ملکہ خورشید جادو نے مجھے بھیجا ہی کہ جا کر دیکھ اُسنے کیا کیا نہین یا بدھکر مشکین مردار کی سے آ بتا اب تک
تو نے کیا کیا لنتترن یہ سنکر تھر تھر کانپنے لگی کہا کہ ابھی تو دوسرا دن ہی اُسنے کہا کہ تو نے دو دن مین آدھے لشکر کا بھی کام تمام
نہ کیا لنتترن نے جواب دیا کہ مین ابھی کام مین مصروف ہون اگر بیکار بیٹھی ہوتی تو جگہ خفگی کی تھی ایک روز کا کام اور
باقی ہی قران نے کہا کہ اگر تو اس کام مین نہوتی تو جھونٹے پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاتا دیکھ کہ اس نامے مین ملکہ نے کیا
لکھا ہی پڑھ اُسے لنتترن نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر کھولا یہ نامہ کو کھولتی چلی جاتی ہی لیکن کہین کچھ لکھا ہوا نظر نہین
آتا سادہ کاغذ معلوم ہوتا ہی جب سب نامہ کھول چکی آخر مین لکھا ہوا تھا کہ او قحبہ تو چاہتی ہی کہ لشکر اسلام کا استیصال کرے
مہتر قران جیتے جی کب تجھے زندہ چھوڑتا ہی بس اُسنے سر اُٹھا کر قران کیطرف دیکھنا چاہا تھا کہ کچھ سحر کرے
قران نے ایک ہاتھ سے تو گلا اُسکا دبایا دوسرے ہاتھ سے دونون ٹانگین پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر
مار کر ہڈی پسلی طوطیا سرمہ ہوگئی اور بیٹھکر چھاتی پر سر اُسکا کاٹ لیا اور تلاش مین عمرو کی روانہ ہوا ادھر سے
عمرو آتا تھا اثنائے راہ مین ملاقات ہوئی دونون نے اپنا اپنا کام بیان کیا عمرو نے کہا کہ بھئی تمہاری عیاری زبردستی
کی ہی تمکو تو زبردستی کرکے آتے ہین مہتر قران نے کہا کہ استاد یہ سب آپکی جوتیون کا صدقہ ہی یہی باتین کرتے ہوئے
روانہ ہوئے کہ اب چلکر دیکھین کہ لشکر اسلام کا کیا حال ہی لیکن سلطان جہانگیر اور بادشاہ جہانگیر لشکر اسلامیان
اور سرداران ایران نامی و گرامی بارگاہ شہنشاہی مین ہین اور تمام لشکر گرد بارگاہ شہنشاہی کے جمع ہی اور دریاے
آتش اور ابر آتش ڈبوتا اور جلاتا چلا آتا ہی یہ کیفیت ہی کہ دریا سے ایک ایک نہنگ نکلتا ہی اور جب سانس کھینچتا ہی
سو دو سو کو نگل جاتا ہی لشکر مین تلاطم ہی ادھر ابر آتش سے بجلیان کڑک کڑک کر گرتی ہین جلا کر خاک سیاہ
کرتی ہین گھوڑے سے چراغ پا ہو رہے ہین ایک محشر برپا ہی تمام خیمے گرد و اطراف کے ڈوبتے چلے جاتے ہین اب
بارگاہ شہنشاہی سے دس بیس گز کا فاصلہ باقی رہگیا ہی سبکو یقین مرگ ہی ہر شخص دعا مانگ رہا ہی کہ پروردگار بچا
اس آتش سوزان سے واسطہ ابراہیم خلیل اللہ کا اور محفوظ رکھ اس طوفان سے واسطہ نوح آدم ثانی کا ادھر
کریم غازی اپنے مولا علی ابن ابی طالب کو پکار رہا ہی کہ یا مولا سب انبیا کی مدد کی ہی اس غلام کو بھی اس قید
رنج و بلا سے نجات دیجیے ہر ایک گریہ و زاری کر رہا ہی دعای نجات مانگ رہا ہی کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا

شعر زرشست بہت کشور کشا الیش * برآمد بہ ہدف تیر دعا لیش * کہ یا تو وہ دریاے آب اور آتش بڑھتا چلا آتا تھا
یا دریاے آب ٹھہر گیا بعد لمحہ بھر کے پیچھے ہٹنا شروع ہوا ایک بیک دریاے آب غائب ہو گیا بعد ایک لمحہ کے ابر آتش
بھی نیست و نابود ہو گیا غلغلہ لشکر مین ہوا لوگ اپنا اپنا اسباب ڈھونڈھنے لگے [illegible] نے دیکھا کہ ابھی تک
کہین نہین معلوم ہوتی اور کوئی خیمہ نہین جلا ہی سب برقرار ہین فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ [illegible] گیا جیسے سحر سے
دریاے آب و ابر آتش تھا اور واللہ یہ کام میرے یار وفادار عمرو بن امیہ ضمری کا [illegible] نہین کہ عمرو و قران
دونون سر جادوگرنیون کے لیے ہوے پہونچے سلام کیا اور دونون [illegible] اور سب حقیقت
بیان کی امیر نے گلے سے لگایا خلعت دیا سب سردارون سے [illegible] کہ طبل شادمانی بجے یہان تو نقارہ
شادمانی کو گرج رہا مگر اب حال سنیے بارگاہ کفار کا کہ یہان تمام لگا [illegible] اور تیسرا روز ہی نسرین و نسترن کو
گئے ہوے کہ خورشید جادو نے کہا بختیارک سے کہ ملک جی کچھ لشکر حمزہ کی بھی تمہین خبر ہی کہا کہ سنا ہی دریاے
آب و ابر آتش گھیرے ہوے ہے اکہ دیکھا چاہتے دو کنیزون نے میری کیا حال کیا لشکر حمزہ کا بختیارک نے کہا کہ
ای ملکہ خورشید جادو اگر عمرو [illegible] اور وہ بھی اس بلا مین گرفتار ہو گیا ہی تو تو کنیزین آپکی بچینگی نہین تو
مرشد خدا جانے انسے کسطرح پیش [illegible] جادو نے کہا کہ ملک جی تم بہت عمرو سے خائف ہو بختیارک
بولا آپ خائف کہتی ہین میرا تو یہ حال ہی [illegible] دیکھا یقین ہوا کہ ملک الموت آ پہونچے اور مین نہ ڈرون تو کون
ڈرے کہ میرے باپ کا سر [illegible] بنایا تک جوتیان ماری ہین کہ سر پر کوئی بال باقی نہین رہا خورشید جادو
نے ہنسکر کہا کہ دیکھین سر تمھارا [illegible] بختیارک نے پگڑی اتار کر سر سامنے کیا خورشید جادو نے دیکھا کہ واقعی کوئی بال
سر پر نہین رہا لگی ہنسنے [illegible] کوئی پہر گذرا ہوگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے ہاتھ اٹھا کر دعا دی
اور کہا کہ دو روز سے دریاے آب و ابر آتش جو لشکر حمزہ کو گھیرے ہوے تھا آج بالکل وہ نیست و نابود ہو گیا
اور لشکر حمزہ جسطرح [illegible] بلکہ طبل شادمانی بج رہا ہی بختیارک یہ سنتے ہی نا دھنا ناچنے لگا اور پکارا
صلوۃ بر محمد و آل محمد [illegible] ات اعلی و منات معلی کہا کہ اے خورشید جادو سنا تمنے نسرین و نسترن
دونون ماری گئین [illegible] خورشید جادو نے کہا تو کیا واہیات بکتا ہی فال بد منہ سے نکال اور اپنی
ساتھ والیون سے کہا [illegible] اور نسرین و نسترن سے کہنا کہ اسقدر تساہل تمنے کیون کیا ہی صنوبر جادو
نے کہا کہ بلا لاون مین [illegible] اور اسیوقت صورت عقاب کی بنکر روانہ ہوئی بعد دو ساعت کے لاشہ
نسرین و نسترن [illegible] ہون مین دبا ے ہوے لاکر سامنے خورشید جادو کے ڈالدیے خورشید جادو
یہ دیکھکر تھرا گئی بختیارک [illegible] سلام کیا اور کہا کہ دیکھا تمنے کام مرشد کامل کا خورشید نے کہا اے بختیارک
اب تیرے کہنے کا [illegible] ساربان زادہ بلا ہے یہ دربان آفت جہان ہے اگر ایک بھی خون نسرین و نسترن کا
ضایع نہ جائیگا دیکھنا [illegible] تمام خدا پرستون کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا خورشید جادو نہ رکھا ہوگا اور اتنا
کہا کہ آپ چلکر مجھے [illegible] تمام پر ہوگی کہ وہان پر مکان اپنے واسطے بنا کر بیٹھون کہ یہ عیار ڈر کی چیز ہی
اپنی حفاظت آدمی کو [illegible] غیظ و غضب مین اٹھی غسل نسرین و نسترن کے ٹھنڈی سانسین بھرتی
ہوئی اور کہتی ہوئی [illegible] و نسترن تم کو ہماری توڑ گئین خیر تم خدمت مین سامری و جمشید کے پہونچین
ہم تمہارے قاتلون [illegible] دینگے ہاے تم ہماری زندگی کا مزا لے گئین یہ کہتی ہوئی میدان مین آئی کہ وہان
جنگی دور لشکر تھا [illegible] انسے لشکر صاحبقران تھا اور لقا بھی مع سردارون اپنے کے ساتھ تھا

شریمان بھی تماشا دیکھنے ہمراہ آیا تھا کہ خورشید جادو نے نصف میدان مین چار سرکنڈے چار طرف گاڑے
آسیب سفید اور زرد سوت لپیٹا اور رائی و بنولے سرسون کے دانے ہاتھ مین لیکر اسم سحر کا دم کرکے وہان مارنا
شروع کیے کہ دو گھڑی بعد وہان سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ وہ مقام تاریک ہو گیا ساعت بھر کے بعد روشنی
ہوئی دیکھا کہ قلعہ مینائی تیار ہی کہ اسمین ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور چار برج چارون کونون پر
اور چار نردبانون سے خون جاری ہی وہ آکر خندق مین بھرتا ہی اور خندق موج مارتی ہی اور چارون دروازون کے
قلعے کے چار اژدہے منھ پھیلائے بیٹھے ہین اور اندر حلقے کے بنگلے مینائی معلوم ہوتے ہین خورشید جادو نے
لقا سے کہا کہ مین نے تو اپنے رہنے کو یہ قلعہ مینائی بنایا ہی کہ بغیر میرے حکم کے پرندہ پر نہین مار سکتا مین تو اسمین
داخل ہوتی ہون آپ جاکر طبل جنگ بجوا دیجیے کہ کل مین عوض خون لنسرین و لنسترین جادو کا لونگی یہ کہکر اپنے
ہمراہیون سمیت داخل شہر مینا ہوئی لقا نے بھی پھر کر داخل لشکر ہو احکم دیا کہ نقارہ قدرت پر چوب پڑے کہ کل لشکر حمزہ پر
اپنا غضب نازل کرونگا اسیوقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جو جاسوسان لشکر اسلام نے
خبر بادشاہ اسلام اور صاحبقران ذوالاحترام کو پہونچائی کہ غم مین لنسرین و لنسترین کے خورشید جادو نے
بیچ میدان مین قلعہ مینائی بنایا ہی اور اسمین جاکر ڈیرے عیارون سے چھپی ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ کچھ پروا
نہین خداے بزرگ است ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ بجا غرض
رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا ایکطرف دیکھا کہ بدیع الزمان
اپنے زرہ پوشون سمیت چلا آتا ہی فرمایا خدا اسے نظر بد سے محفوظ رکھے یہ زینت بارگاہ ہی دوسری طرف عالمشاہ کو دیکھا
فرمایا کہ یہ ستون بارگاہ ہی رکن صاحبقرانی ہی خدا ان دونون کو سلامت رکھے یہی باتین کرتے ہوے میدان مین آکے
ادھر سے دیکھا کہ لقا تخت پر سوار بختیارک خواصی مین بیٹھا ہوا ایک طرف شریمان تخت پر سوار فوج ہمراہ
مقابل لشکر صاحبقران صف باندھکر کھڑی ہوئی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نیب دیتے ہوے
چلے گئے کہ ہان نمازیون آج دن ہی نام کرنے کا شعر ستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
جسوقت نقیب ہٹگئے دروازہ شہر مینا کا کھلا اور ایک تخت آتشین نمودار ہوا اسپر خورشید جادو سوار اسنے
آکر لقا کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا کہ تو میری بندی خاص الخاص ہی تقدیر کی مین نے کہ تو سب
خدا پرستون پر غالب آئیگی یہ سلام کرکے چاہتی ہی کہ میدان کو جاے کہ آسمان پر بجلی کڑکی اور ابر تند نظر آیا
یکایک آواز ترانے کی آئی اور ابر شق ہوا اسمین سے چالیس عورتین ہنس پر سوار اور آگے آگے ایک نقابدار
مرصع پوش طاؤس پر سوار آکر سامنے خورشید جادو کے آکر مجرا کیا نقاب منھ پر سے دور کی خورشید جادو نے
حیات جادو کو دیکھا او [illegible] حیات جادو بھانجی ہی خورشید جادو کی ماں تو اسکی جہنم واصل ہو گئی ہی
خورشید جادو نے اسے اپنی بیٹی کیا ہی آپ سے تعلیم کیا ہی اسکو علامہ دہر بنایا ہی حیات جادو نہایت
خوبصورت ہی بیند سمیان موتیون کی گندھی ہوئین چہرہ مانند ماہ تابان کے زلفین دو دو تک خورشید جادو کے
سینے سے لپٹگئی اور کہا خالا اماں مجھ سے بات کرنے کو نہین جی چاہتا ایسی تم باغ گل خنداں سے غائب ہوئین اور
ایسی جلدی آئین کہ مجھکو خبر بھی نہین کی ہاے زمانے کا لہو سفید ہو گیا ہی اور یہان یہان ہماری ہوئی تو ہمکو اکیلا
کاہیکو چھوڑتی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا اول تو تجھے قیطاس کو دست تیرے نانے جلد ہی اٹھا لیا تھا
دوسرے یہان لڑائیون کے ہنگامے مین اسواسطے مین تجھکو آگاہ نہین کیا اور ساتھ اپنے نہ لائی اور ای فرزند

میرا سوا تیرے اور کون ہی اور خوب ہوا جو تو آگئی جا آج کی میدان داری تو کر دیکھون تو کیا کرتی ہی مین نے تجھ پر بڑی
محنت کی ہی مایہ و بساط میری تو ہی آج مین بھی اپنی محنت کا ثمر دیکھون لیکن لقا نے جیسے اسے دیکھا ہی مائل ہوا ہی
خورشید جادو سے پوچھا کہ یہ تمھاری کون ہی کہا کہ یہ میری بھانجی ہی حیات جادو نے پوچھا خالا امان یہ موا
ریچھ کون ہی اسنے کہا کہ بیٹا یہ بڑا بھائی ہی خداوند فرعون شاہ کا خداوند باختری ہی اسے سجدہ کر اسنے کہا
کہ مین تو اس بھڑوے کو سجدہ نہ کرونگی اور اک ناز و نخرے سے سلام کیا لقا پکارا کہ میری بندی خاص لخاص ہو تقد
کی مین نے کہ یہ کامیاب ہو خورشید نے کہا کہ بیٹا جا میدان مین حیات جادو بولی خالا امان مین نے کبھی لڑائی
دیکھی نہین مین کیونکر لڑونگی اور ان سنڈ وون سے سامنا کرونگی خورشید جادو بولی ابتک شرارت نہین گئی
مجھکو ستاتی ہی ارے یہ میدان جنگ ہی یہان ایسی باتین نہ کر جادو و آدمیون کو پکڑ لا زیادہ نہین کہا اچھا
خالا امان جاتی ہون اور طاؤس کو اڑا کر میدان مین آئی مگر حجاب سے سر جھکائے ہوئے ایک لمحہ کے بعد
پکاری ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مرکب چمکا کر سامنے تخت
بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ یا اور کوئی تھا میدان مین جانیکو جو تمنے سبقت کی عرض کی کہ
ہمین لوگ آگے پیچھے جاتے پھر مین کہانتک اندیشہ کرتا آخر میری بھی نوبت آئی اس سے پہلے جانا بہتر ہی فرمایا جاؤ
خدا تمھارا نگہبان ہی بدیع الزمان مرکب پہ سوار ہوکر سامنے حیات جادو کے آیا اس جادوگر نی نے اس طرح
دیکھا کہ بدیع الزمان بدل و جان مائل ہوا اسنے کہا کہ ای شہریار الحمد للہ کہ مصرع کار کی خواستم ز خدا شد میسرم
جبسے کہ مین آئی ہون اور تمکو دیکھا ہی دلدادہ ہوئی ہون بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ ای محبوب جانی اگر تم
میری خواہان ہو تو میرے ساتھ چلو یہان کیون کھڑی ہو کہا کہ مین تو حاضر ہون مگر آپ مین لیاقت ہی کہ مجھکو اپنے
ساتھ لیجائیے اور اپنے گھر پہنچیے بدیع الزمان گفتگو سے اسکی اور لبھا جاتا ہی کہا کہ جان من ہمسے زیادہ تو تمہین
مین زبردست کون ہی ہم تمکو پچھاڑینگے اسنے کہا کہ خالا امان جو سامنے کھڑی ہین کہا وہ کیا کر سکتی ہی آؤ تم میرے ساتھ
چلو اسنے کہا اچھا یہ جام تو ہمارے ہاتھ سے پی لو اور ساغر سرخ رنگ سامنے کیا بدیع الزمان نے جام اسکے ہاتھ
لیکر لبون سے لگایا اور پی گیا بس یکبیک آنکھین بدیع الزمان کی سرخ ہوگئین اور بدمست ہوکر دوڑا
کہ اس سے لپٹ جائے اسنے ایک چھڑی طاؤس شہ کو لگا کر ماری چھڑی کے پڑتے ہی بدیع الزمان گھوڑے پر سے
گرا اور مور کی شکل بنکر اڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا حمزہ صاحبقران آبدیدہ ہوئے مگر عالمشاہ مین تاب باقی
نہ رہی وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا کہ او لکاتہ غضب کیا تو نے مگر اب کہان جائیگی میرے ہاتھ سے اور بغیر اجازت
بادشاہ کے برابر اسکے ہوکر تلوار ماری اسنے چھڑی پر روکی دوسری تلوار ماری اسنے وہ بھی روکی کہا کیون
عورت پہ تیغ آزمائی کرتے ہوئے شرم نہین آتی عالمشاہ چاہتا ہی کہ کچھ جواب دے اسنے کہا بس تم اپنی چمکتی چمکا چکے
اب ہمارا وار روکو اور وہی چھڑی طاؤس شہ کو لگا کر ماری کہ عالمشاہ بھی زمین پر گر کر مور بنکر اڑتا ہوا شہر مینا کو چلا
حیات جادو میدان سے پھر آئی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا ابھی دن بہت باقی ہی شام تک تو میدان داری کر کہا
بس خالا جان دو آدمیون کے پکڑ لانے کا اقرار تھا خلاف عہد نہ کیجیے بس دو آدمیون کو پکڑ لائی اب مجھسے کچھ
سروکار نہین خورشید جادو ناچار طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لقا اپنے خیمے مین گیا شادیانے لشکر کفار مین
بجنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام نہایت پریشان کال آداس نہایت مضطر ہوئے تمام
باختری گرد مرکب بدیع الزمان کے اور تمام رومی و فرنگی گرد مرکب عالمشاہ کے گریان و نالان چلے آتے ہین

اسطرح لشکر اسلام داخل بارگاہ ہوا امیر نے ہرکارون کو بلاکر حکم دیا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ بدلقا نے میرے فرزندون کے ساتھ
کیا کیا ہے ہرکارے روانہ ہوے مگر یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اور اخگر جادو کے حوالے کیا
بدیع الزمان اور علمشاہ کو اور کہا کہ صبح کو دیوان لگا ہوگا دوسرے روز صبح کو اپنے سامنے بلایا اور آپ پیچھے
ایک درخت انگور کے بیٹھی تھی ان دونون سے کہا کہ فرعون شاہ کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو تو مین
تمھین چھوڑ دون اور اپنے باپ کو بھی سمجھا کہتے آؤ ان دونون نے کہا کہ لاکو لاکو لعنت ہے لقا اور فرعون شاہ پر
کرور کرور لعنت ہے انکے پرستارون پر خدا اُس روز تک ہمکو نہ رکھے کہ ہم حق پرستی ترک کرکے باطل پرستی اختیار
کرین خورشید جادو نے کہا اے اخگر جادو جلد انکو گردن مار اخگر جادو تلوار کھینچکر بدیع الزمان کے
پاس آیا علمشاہ پکارا اے اخگر یہ کیا نا انصافی ہے کہ تو میرے چھوٹے بھائی کو کہ بجاے فرزند ہے میرے سامنے قتل کرتا ہے
پہلے میرا کام تمام کرے تو اسپر ہاتھ ڈالنا مجھ مین طاقت نہین کہ مین لاشہ تو بچکان اسکا دیکھ سکون اخگر جادو
علمشاہ کیطرف متوجہ ہوا کہ اچھا پہلے تجھی کو قتل کرونگا اور آیا علمشاہ کے سر پر چاہتا ہے کہ تلوار مارے بدیع الزمان
نے نعرہ کیا کہ او بیدادگر یہ کیا ظلم کرتا ہے یہ بجاے باپ کے ہین اور تو میرے سامنے انکو قتل کرتا ہے مجھسے مارا جانا انکا نہ دیکھا
جائیگا تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی پہلے میرا خاتمہ کرے تو انکو قتل کرنا اخگر جادو ادھر سے پھر کر چلا تھا کہ علمشاہ
نے کہا او بادہ بخت کہان جاتا ہے مجھے پہلے قتل کر پھر اسپر ہاتھ ڈالیو اخگر ادھر سے پھرا تھا کہ بدیع الزمان نے گالیان
دینا شروع کیا خورشید جادو نے جو یہ ہیرا پھیری دیکھی کہا کہ او اخگر تو ادھر سے ادھر جاتا ہے ادھر سے ادھر آتا ہے
مار تلوار انکا کام تمام کر بس اخگر بدیع الزمان کیطرف تو چل ہی چکا تھا بس تیغ ستم سے نوگل بستان صاحبقران
یعنی شاہزادہ بدیع الزمان کے سر کو قلم کیا کہ سر اُسکا جدا ہوکر گرا علمشاہ نے سر کو اٹھالیا منہ سے منہ ملنا شروع
کیا اور کہا کہ بھیا جلدی نہ کرو ہم بھی تمھارے پاس بہت جلد پہنچتے ہین یہ کہکر چیخ مار کر رویا کہ قلعہ مینا ہلگیا مگر اُس
بیکار آتش دوزخ یعنی اخگر جادو نے تلوار لگائی کہ سر اسکا بھی تن سے جدا ہوگیا اور مسافر راہ عدم ہوا
خورشید جادو نے کہا کہ لاشہ دونون کے لیجاکر شہر مینا پر آویزان کرو اور دونون سر خوانمین رکھوا کر اور
کپڑا بچھون سے بند کرا کر کسیدن سے کہوا کر حمزہ کے سامنے رکھوا آؤ اور کہتے آنا کہ یہ عوض ہے خون کسرین ولستر کا
اخگر نے وہی کیا خوان لیکر روانہ ہوا یہان سپاہ صاحبقرانی واسطے ان دونون کے متاسف و متالم ہین
آنکھون سے آنسو جاری ہو رہے ہین فریاد ہے کہ اسوقت دل ہمارا خود بخود امنڈا آتا ہے جی چاہتا ہے کہ بے اختیار چیخین مارکر
روؤن خدا میرے فرزندون کی خیر کرے نہ معلوم کیسا سانحہ گذر رہا ہے یہ عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد خبر نیک سنیئے گا آپ کچھ
وسواس نہ کرین کہ یکایک سامنے دروازہ بارگاہ کے ایک شعلہ آتش چمکا اور ایک شخص کہ جسم اسکا آگ کا تھا قریب سے
پایا جاتا تھا کہ ساحر ہے ایک خوان سر پر رکھے ہوے آیا اور سامنے صاحبقران کے رکھکر کہا کہ یہ عوض ہے خون
کسرین ولستر کا کاملا خورشید جادو نے بھیجا ہے یہ کہکر وہ تو چلا گیا اگر اسپہ سالار ہوے اور سب سردار اٹھکر دیکھنے لگے
خوان جو کھلا سر بدیع الزمان اور علمشاہ کا دیکھا کہ گیسوان مشکین رخسارہ زیبا پر لپٹے ہوے ہین اور فوارہ خون
شاہ رگ سے جاری ہے چشم حسرت کھلی ہے آثار تبسم ہاے دہن سے ہویدا ہین امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور سر بدیع الزمان کا
اٹھا کر منھ سے منھ ملنے لگے اور پکارے کہ اے فرزند ارجمند وا ای اجل اپنے بابا رکھی وا عیش زندگانی حمزہ کو برباد کر گئے
اے فرزند اگر سفر عدم کا درپیش تھا تو باپ کو کیون تنہا چھوڑ گئے اور کبھی علمشاہ کے سر کو اٹھاتے ہین اور فرماتے
ہین کہ بیٹا تم تو ہماری کمر توڑ گئے ہم کسکے سہارے زندگی کرینگے آخر وقت مین باپ کو کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور دو

رومی و فرنگی و باختری رو رہے ہیں پکار رہے ہیں کہ ای آقا ہمکو کسکے حوالے کر گئے ہم کسکے ہو کر جینیگے کہ یکایک عمرو نے
آواز دی کہ صاحبو آنکھیں اپنی اپنی بند کرو خواتین معظمہ آتی ہیں اور ایک ایک کو گردنیں ہاتھ دیکر نکالنا شروع کیا مگر
یہ کیفیت ہے کہ کوئی نہیں نکلتا آخر کو عمرو نے لاٹھیاں مار کر نکالا جسے بھی کسی نے نہ مانا مار کھایا کیے لیکن کوئی باہر نکلا
عورت مرد سب ایک جگہ ہیں گردیہ بانو بدیع الزمان کا سر سینے سے لگائے ہوئے ہے اور پکار رہی ہے کہ ای بیٹا کچھ مادر
ناشاد سے بات تو کرو خفا ہو گئے کہ بات بھی نہیں کرتے جواب بھی نہیں دیتے بیٹا یہ ماں کیونکر جیتی
ادھر رابعہ اطلس پوش علمشاہ کے سر سے لپٹی ہوئی ہے کہہ رہی ہے کہ واری بارہ برس بعد بیٹے سے ملے تھے اب تم
آپ سفر کر گئے ہائے قاسم جب پوچھیگا اسے کیا جواب دونگی عجب حشر برپا تھا کہ عمرو نے گردیہ بانو سے کہا کہ تم تو ناحق
ہلکان ہو رہی ہو تم اور رو کر ہلاک کرو گی صاحبو کہو تو ہم جھٹ پٹ مانگ کی خیر مناؤ کہ تدبیر حمزہ کے مارنے کی
کرتی ہو اسنے کہا کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو ارے جسکا ایسا بیٹا مارا جائے اسے کیونکر صبر آئے ہم ہر چند ضبط کرتے ہیں مگر
کہیں ہو سکتا ہے دل اندر سے امڈا آتا ہے غرض عمرو نے انکو سمجھا بجھا کر اندر لیگیا مگر امیر دونوں کے سر سینے سے لگائے
فریاد کر رہے ہیں کہ کوئی جا کر لاشیں انکی لائے تو میں قتیلان سحر کو دفن کروں آخری خدمت تو انکی بجا لاؤں سیارہ
و اسمیہ کہ باحال پریشان کھڑے تھے عرض کیا کہ ہم جا کر اپنے آقاؤں کی لاشیں لائینگے یا اپنی بھی جان دینگے بعد انکے
مزا زندگی کا باقی نہیں کہ ایسے آقا ہم کہاں پائینگے عمرو نے رو کر کہا کہ ای فرزندو میں جانتا ہوں کہ تم رفیقان جانثار ہو
جاؤگے جانیں اپنی نثار کرو گے داغ اپنا ہمارے دل پر دھروگے میں نے تمکو فرزندان حمزہ پر نثار کیا جاؤ خدا تمہارا نگہبان
یہ دونوں اٹھکر شہر مینا کو روانہ ہوئے جب سامنے قلعہ مینا کے پہونچے دیکھا کہ گرد قلعے کے خندق خون سے لبریز جوش
مار رہی ہے اور ایک اژدہا آنکھیں بند کیے منہ سے کف جاری دروازہ قلعے پر بیٹھا ہے اور تمام بدن سے اس اژدہے کے
شعلہ آتش نکلتے ہیں سیارہ نے کہا ای بھائی اسمیہ تم یہیں کھڑے رہو میں پار جا کر دونوں لاشیں لیے آتا ہوں اسنے
کہا میں بھی تمہارے ہمراہ ہوں سیارہ بولا کہ بھائی میں اگر صحیح و سلامت پہونچا تو لاشیں لایا اور اگر گرفتار
ہوا تو تم بچے رہوگے یہ کہکر شہر مینا دم کر کے سینے کے نیچے رکھ شناوری کرتا ہوا چلا بیچ دریا تک بخوف و خطر پہونچ گیا
دل میں خوش ہے کہ اب اسپار گیا اور لاشیں اتار لیے آیا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ اچھلا اور سیارہ کو نگل گیا
اور پھر غرق ہو گیا اسمیہ یہ دیکھکر خوف سے بھاگا اور ایک درخت کی آڑ لیکر نقب کنی شروع کی یہانتک کہ پاس دیوار
قلعے کے پہونچا خنجر اسمیہ کا جو دیوار قلعے پر پڑا اسمیں سے شعلہ آتش پیدا ہوا اور وہ شیر بنکر اسمیہ پر دوڑا اسمیہ اس
بھاگ کر بچ نہ سکا سراسیمہ ہوا کہ شیر اسکی گردن پکڑ کے بھاگا صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ سر اسمیہ و سیارہ کے
کنگوروں پر چڑھے ہیں لاشیں بدیع الزمان و علمشاہ کی لاشوں کے پاس لٹکی ہیں یہ دیکھکر عیار عمرو کے
پاس آئے اور تمام حال بیان کیا عمرو نے پچھاڑ کھائی اور پکارا کہ تم دونوں اپنے اپنے آقا پر فدا ہوئے ہمکو
کہیں کا نہ رکھا اور خنجر لیکر چاہتا تھا اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر لپٹ گئے اور فرمایا کہ تم ہمکو سمجھاتے تھے کہ یہ کشتہ
سحر ہیں خواجہ سیارہ و اسمیہ بھی کشتہ سحر ہیں تم کیوں اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو اس سے جا کر جد لقا کے
مارنے کی فکر کرو اور خنجر ہاتھ سے عمرو کے لے لیا عمرو نے کہا حمزہ میں نے بہت جادوگروں کو دیکھا مگر خورشید جادو
کے مانند کسیکو نہیں پایا جسوقت تمہاری شکل اسکی دکھائی اسیوقت دل میرا اچھل گیا تھا خود بخود ایک خوف طاری ہو گیا
تھا اور میرا البرج لیگا تو کیا لشکر کے سب چھوڑ دینگے اسی اثنا میں ہرکارے خبر لیکر آئے کہ لشکر کفار میں طبل
جنگ بجا ہے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی آخری گروہ کا نقارہ بجے غرض چار پہر [illegible]

جنگ ہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال خورشید جادو تخت آتشین پر سوار میدان مین آئی اور مبارز طلب کیا ادھر سے ہاشم تیغ زن مرکب پر بیٹھکر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا خدا حافظ ہاشم سلام کرکے پھرا اور مقابل خورشید جادو آکر تلوار ماری اس سیرہ رو جھپٹ کو سپر کیا تلوار اچٹ گئی اور ایک چھڑی ماری کہ ہاشم تڑپ کر گھوڑے سے گرا وہ ہنس ہنسکر اڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا بعد اسکے اسفندیار گیلانی نکلا اسکو بھی خورشید جادو نے بازمین کر کر گرا دیا چوگان مین ٹھہرہ گیا وہ رستے تیر مارنا شروع کیے لیکن جو تیر خورشید جادو پہ پڑا کارگر نہوا اسنے بھی ایک ناریل مارا کہ قریب چوگان کے آکر پھٹا اور اسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ چوگان اسمین چھپ گیا بعد اسکے وہ دھوان طرف شہر مینا کے چلا گیا اور چوگان کا مرکب خالی نظر آیا معلوم ہوا کہ وہ دھوان اسے بھی قید کر لیگیا غرض شام تک بیس بائیس سردار گرفتار ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے لقا نہایت خوش بختیارک کمال مسرور خورشید جادو کی تعریف کرتے ہوئے لقا کہتا ہوا کہ ای بندگان من دیدید قدرت مرا چہ قدرت کردم دیکھو کہ ایک ایک مین نے اپنے خاص بندون کو ایسی طاقت دی ہی کہ تمام خدا پرستون پر غالب آجائین جو نادان ہین وہ کہ رہے ہین کہ یا خداوند تو ایسا ہی ہی بختیارک خوش تو ہی لیکن یہ کہہ رہا ہی دیکھیے جب مرشد کامل گرفتار ہون تو مین جانون کہ شاید فتح ہو نہین تو ہرگز خورشید جادو کی جان نہین بچیگی اس طرف امیر با توقیر با حال پریشان غم مین فرزندون کے گریان و نالان داخل بارگاہ ہوئے متردد و متفکر بیٹھے تھے کہ خبر پہونچی کہ لشکر کفار مین طبل بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی نقارہ کوچ بجے غرض رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین کہ دروازہ شہر مینا کا کھلا اور خورشید جادو فیل آتشین پر سوار سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا تو بندی خاص الخاص ہی خورشید جادو میدان مین آئی مبارز طلب کیا آلاگرد فرنگی سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت طلب کی فرمایا جاؤ خدا حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہو پھر سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور نیزہ خورشید جادو پر مارا خورشید جادو نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے آلاگرد کے نہ چھوٹا لیکن اسنے افسون کی کہ نیزہ جل گیا لیکن ایک بار اسنے پیچھے ہٹکر دستک دی دیکھا تو پردہ بیابان سے گرد کا بگولا اٹھا اور آلاگرد کو اڑائے لیے چلا گیا یہ حال دیکھکر نہنگ بچہ دریائی کو تاب باقی نہ رہی اجازت بادشاہ سے لیکر میدان مین آیا اور چوب دست گران سنگ آسمان رنگ اٹھائے ہوئے قریب خورشید جادو کے پہونچا تھا کہ اسنے ناریل زمین پر مارا وہ شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا اور نہنگ بچہ کو آکر گھیر لیا اور اڑائے ہوئے طرف شہر مینا کے چلا گیا غرضکہ فرزندان امیر کا تو پہلے ہی روز خاتمہ ہوچکا تھا آج بہت سے سردار بھی گرفتار ہوئے غرضکہ چند روز کی میدانداری مین بہت سے فرزند اور سردار امیر با توقیر کے خورشید جادو نے بازو عقاب نیل کنٹھ وہدہد بنا بنا کر اڑا دیے اور دن کو تو یہ لگا تہ سردارون کو پکڑ لیجاتی ہی اور رات کو سرانکے کاٹ کر لشکرون پر چڑھوا دیتی ہی لاشین لٹکوا دیتی ہی لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہی خورشید اتنی بڑی ہوشیار ہی کہ شہر مینا سے باہر نکلتی ہی نہین جو عیار جانیکا ارادہ کرتا ہی وہ گرفتار ہوجاتا ہی امیر نہایت رنج وصدمہ مین مبتلا ہوئے ہین عمرو بھی حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے کوئی بات بن نہین آتی کہ جاسوسون نے آکر خبر دی کہ شہر منظور مین تیاری دعوت کی ہی حیات جادو اور خورشید جادو دونون جائینگی اور بڑی دھوم سے آتشبازی بھی چھوٹیگی یہ سنکر چالاک بن عمرو اٹھا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ پیرو مرشد بہرود کہ سیارہ و امیر دونون مارے گئے ہین جہان میری آنکھون مین اندھیرا ہی اب غلام بھی رخصت ہوتا ہی یا تو مین جاکر

یاران لکا تاؤن کو اور یا اپنی بھی جان نثار کی عمرو نے کہا ای چالاک داغ امید وسیارہ کا میرے دل سے نہیں مٹا ہو
تم اپنا داغ دیے جاتے ہو ای چالاک عمرو بعد تیرے زندہ نرہیگا تو بجا ہین جاؤ لکا چالاک بولا ای بہر رہنے کو الہ
خدا آپکو میرے سر پر سلامت رکھے اسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ مین بغیر آپکے زندگی کرون یہ کہکر پیدا نہ ہوا راوی کہتا ہے
کہ جب اُس شیطان بادیہ ضلالت راندۂ درگاہ لقاے بے بقا اور نریمان پر وفائے ضیافت خورشید جادو
اور حیات جادو کی کی کہ بختیارک مصر ہوا تھا پیغام بھیجا خورشید جادو کو کہ کمال دل چاہتا ہی کہ ایک روز دعوت
صاحب کی کرون مین خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ مین ایک لمحہ کو بھی قلعہ مینا سے نہ نکلونگی پھر لقا نے کہلا بھیجا کہ آپ
ایسا ون شریک صحبت ہو جیسے خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ تمام عیاران لشکر اسلام میرے دشمن ہو رہے ہین اور
گھات مین لگے ہوے ہین مین ہرگز قلعہ مینا سے نہ نکلونگی تیسری بار بختیارک خود آیا کہ خداوند نے فرمایا ہی کہ آپ ایک
دو گھڑی کیواسطے قدم رنجہ فرمایئے زیادہ نہ ٹھہریےگا خورشید جادو نے کہا ملک جی مجھے تعجب ہی کہ تم یہ کلمہ کہتے ہو جانتے ہو
کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہین انھون نے کیسے کیسے گھر ساحرون کے برباد کر دیے ہین بختیارک بولا آپ بجا فرماتی ہین مگر لقا
اور نریمان شاہ کی خوشی ہوگی اور بہت روپیہ لگا ہی وہ سب برباد جائیگا اسنے تو جب بھی انکار کیا مگر حیات جادو
دختار سیدہ کہ ابھی کم سن ہی بچہ ہی اسنے کہا کہ خالہ امان دو چار ساعت کیواسطے چلی چلنا کچھ مضائقہ نہین ہی خورشید جادو نے
کہا چھوکری تو بیوقوف ہی تمام لشکر حمزہ تو میرا دشمن ہو رہا ہی تو یہ کلمہ کہتی ہی مین ایکدم تو باہر نکل نہین سکتی ہون
حیات جادو نے کہا کہ خالہ امان کوئی کیا قدرت رکھتا ہی کہ ہمارے آپکے ہوتے صحبت مین آسکے دو گھڑی کیلئے
چلنے مین کچھ نقصان نہین ہی بالکل نجانے مین خاطر شکنی لقا اور نریمان شاہ کی ہوگی خورشید جادو نے مجبور
ہو کر کہا اچھا ملک جی تم جاؤ مین ضرور آؤنگی کیونکہ خاطر اس لڑکی کی عزیز ہی بختیارک یہانسے خوشی خوشی لقا کی
خدمت مین گیا عرض کیا کہ خورشید جادو کو آنے پر راضی کر آیا ہون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے بھی تقدیر کی کہ خورشید جادو آئے
وہ آپ ضرور آئینگی غرضکہ تیاری دعوت خورشید جادو کی شروع ہوئی اُسی باغ مین نریمان کے جسمین پہلے خورشید جادو اُترا کرتی تھی
اسمین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہی کہ اسکا ایک رخ دریا کیطرف ہی دوسرا رخ باغ کی جانب غرض چراغان کی تیاری ہوئی تمام درخت باغ کے
مخمل سے منڈھے گئے نقش کے گنبد شاخہا سے درخت مین لٹکوا دیے بادلہ کترواکر بالو مین ملواکر زمین پر چھڑکوا دیا خوب شب ماہ کی
تیاری ہوئی اور دور رنگ سفید فرش کروا دیا اسباب عیش چنا لیا طائفے آکر موجود ہوے انتظار خورشید جادو
کرنے لگے جب خوب تاریکی شب کی پھیلی دیکھا کہ پرکالہ سا آتش آسمان پر نمایان ہوا بعد تھوڑی دیر کے دو تخت ہوا سے
زمین پر اُترے دیکھا کہ ایک پر خورشید جادو بیٹھی ہی دوسرے پر حیات جادو دونون تخت سے اُترکر صدر
مسند عزت پر آکر جلوہ فگن ہوئین اب وہ وقت ہی کہ کوئی دو ساعت رات آئی ہی خورشید جادو نے بختیارک
کیطرف دیکھکر کہا کہ ملک جی تم پہلے برسے اپنے بیگانے کو خوب پہچانتے ہو ذرا ایک ایک کو اُٹھکر دیکھ لو پھر ہم اپنا
بند دلبستہ کرینگے بختیارک نے کہا بہت خوب اور اُٹھکر ایک ایک سپاہی اور خدمتگار کو دیکھنا شروع کیا جسپر ذرا بھی
شبہہ ہوا صحبت سے نکلوا دیا اب چھٹے ہوے لوگ رہگئے کچھ طائفے اور اُنکے ساتھ کے سازندے ساقی نے بچے سبکو خوب دیکھ
بھالکر رہنے دیے بعض طوائف کے ساتھ کے کسی سازندے کو بھی ملک جی نے شبہہ سے عیار کے نکلوا دیا وہ کہنے لگی کہ اب مین
کیا خاک گاؤن بختیارک نے ڈانٹا کہ وہ تیرا سازندہ حمزہ کا عیار تھا اُسنے کہا کہ میان میرے ساتھ کوئی عیار کیون نے لگا
مین خود ان خدا پرستون سے جلتی ہون چاہتی ہون کہ کسیطرح یہ غارت ہون کہ خداوند لقا سے مہلت پائین تو روز ناچ
دیکھین گانا سنین ہمارا بھی بھلا ہو نہ کہ مین اپنے ساتھ کسی عیار کو لاؤنگی بختیارک نے ڈانٹا کہ چپ رہ اگر اب کچھ کہیگی

تو ناک چوٹی کٹوا کر نکلوا دونگا تیل چھڑوا دونگا نہیں جانتی کہ عیار بلا کے ہوتے ہیں کہیں اسکو بیہوش کرکے ڈالدیا
ہوگا آپ تیرے سازندے کی صورت بنکر چلے آئے ہونگے وہ بیچاری ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکی چپ ہو رہی بہ ملکہ بی چینے
خوب اپنا شک رفع کر لیا اگر خورشید جادو سے کہا کہ اب کوئی عیار باقی نہیں ہے ہمنے اپنا انتظام درست کر لیا خورشید نے
کہا کہ اچھا ایک کوری بدھنی میں پانی منگواؤ فوراً حاضر ہوا خورشید جادو نے سحر پڑھکر اسپر دم کیا اور کہا کہ
اسے گرد صحبت کے چھڑک دو کہ جو کوئی غیر اس صحبت میں بغیر ہماری اجازت کے آئیگا تو آتا ہی لٹک جائیگا نقارے نے
اسیوقت حکم کی تعمیل کی اب ناچ شروع ہوا اور صحبت غیر سے خالی ہے خطرہ کسیطرح کا نہیں صحبت عیش و نشاط گرم
ہے جام چل رہا ہے مگر حیات جادو اوب سے خورشید جادو کے حجاب زدہ بیٹھی ہے نشہ شراب کا چڑھ رہا ہے بیخودی
بڑھتی جاتی ہے دماغ گرم ہے گھبرا کر اٹھی خورشید جادو نے کہا بیٹا کہاں جاتی ہے کہا خالہ اماں کہیں نہیں گرمی معلوم
ہوتی ہے ذرا میں دریا کے کنارے جا بیٹھی ہوں یہ کہکر دریا کنارے آئی کرسی پر بیٹھی چاندنی کی سیر کرنے لگی دیکھا کہ دور سے
روشنی پیدا ہوئی اور ایک مورپنکھی مانند ہلال کے نمایاں ہوئی سرے پر مورپنکھی کے طاؤس کی صورت بنی ہوئی
فرش بادلے کا بچھا ہوا شامیانہ کھنچا ہوا جھالر موتیوں کی اسمیں لگی ہوئی اور چار بنگالنیں بارہ پندرہ برس کا
سن کوشنگی تمامی کے پہنے ہوئے آراستہ جوڑے بندھے ہوئے بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ڈانڈیں ہاتھوں میں
پکڑے ہوئی ہے ڈانڈ کے سرے پر زنگ طلائی بندھی ہوئی کھیتی ہوئی چلی آتی ہیں اور ایک عورت چودہ برس کا سن
نہایت ایک ناز و کرشمہ سے مسند پر بیٹھی ہوئی الشعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن وہ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن
اور دو لڑکے ماہرو سامنے اسکے بیٹھے ہوئے طنبورہ ہاتھ میں بجا رہے ہیں کمال لطافت سے وہ مورپنکھی قریب
آئی حیات جادو نے جو اپنی ہمسن کو دیکھا بیقرار ہوگئی پکاری کہ اے ہمشیرہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی ذرا
میرے پاس آؤ اسنے جواب بھی نہ دیا کہ کون کمبخت بکتی ہے جب کشتی کنارے پر آئی حیات جادو جلدی سے
کرسی سے اٹھکر کنارے دریا کے آئی پائینچے چڑھا کر پانی کے اندر اتری اور کہا کہ ہم پکارتے ہیں تم
جواب تک نہیں دیتی ہو تمھیں ہماری جان کی قسم کہ ذرا ٹھہر جاؤ دو باتیں تمسے کر لو اس نازنین نے کہا
واہ کیا خوب جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام میں تمھارے پاس کیوں آنے لگی تمتو ایسی باتیں کرتی ہو جیسے بہت
عرصے کا میل جول ہوتا ہے پہلے تم مجھے اپنے نام و نشان سے تو آگاہ کرو جوابدیا کہ ہمشیرہ نام میرا حیات جادو ہے
بیٹی ہوں ملکہ خورشید جادو کی ایک دو گھڑی کیواسطے ہمارے پاس آکر بیٹھو کہ تمسے باتیں کرنے کو بہت جی چاہتا
ہے اور میں اپنا بھی حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا اسنے کہا کہ میں سوداگر بچی ہوں قافلہ میرے
باپ کا کنارے دریا کے اترا ہوا ہے میں شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو نکلی تھی اسطرف آگئی مجھے مناسب نہیں ہے
کہ غیر آدمیوں میں آؤں اگر باپ میرا سن پائیگا تو وہ صاحب غیرت مجھے کبھی زندہ نہ چھوڑیگا حیات جادو نے کہا
دولی بوا مردوں سے پردہ کرتے ہیں یا عورت سے بھی چھپتے ہیں تم خاطر جمع رکھو یہاں سوا میرے کوئی دوسری عورت بھی
نہیں ہے اسنے کہا میں ہرگز نہ جاؤنگی یہ سنتا تھا کہ حیات جادو کشتی پر چڑھ آئی گلے سے لپٹ گئی ہر چند اسنے کہا
کہ لی بی کچھ خبر ہے واہ واہ اپنے حواس میں ہو تم ایسی لپٹ رہی ہو جیسے خاوند جورو سے فرط میں آکر لپٹتا ہے صاحب
ہٹو میرے پاس سے میرا پیچھا چھوڑو تمتو بلا کیطرح چمٹی ہو حیات جادو کہہ رہی ہے کہ اگر ہمارے تمھارے جان پہچان نہیں ہے
تو اب ہوئی جاتی ہے تمکو اپنی بہن کیا آؤ دوپٹہ بدلیں یہ کہکر زبردستی اپنا دوپٹہ اسکو اڑھا دیا اسنے کہا کہ بوا تم مردی
بیشرم ہو ننگی ہو گئی ہیں ذرا ان چوری کے لیمووں کو تو چھپاؤ کہیں ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے آکر پکڑے حیات جادو

بیٹھی

قہقہہ مار کر اسکی بات پر ہنسی کہا بوا یہاں کون ہی کہ دیکھیگا اب چلو اُسنے کہا کہ چلوں کہاں اسنے سر قدموں پہ رکھدیا کہا کہ جہاں ہم کہیں سوداگر بچی کو مروت آگئی اپنے دوپٹہ بھی بدل لیا جیسے ایسی محبت کرلی ہو اب ظاہری مناسب نہیں ہی دوسرے پاؤں پر سر رکھے دیتی ہو دونوں گلوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے پائنچے چڑھائے ہوئے سور بنگلہ سے اُتر کر کنارے دریا کے آئیں سوداگر بچی نے کہا بہن یہ روشنی اس بارہ دری میں کیسی ہی اسنے کہا کہ بوا ناچ ہو رہا ہی جی چاہے تو چلو دیکھو وہاں سوائے لقا خداوند یا خنجر یا نریمان شاہ یا شیبان درگاہ بختیار یا خالہ اماں بلکہ خورشید جادو کے اور کوئی نہیں ہی اسنے چھپایا کیا اور بہن جو چاہتا خداوند سے مانگ لیتا اُسنے کہا ہاں بہن تو چلو یہ کہکر دونوں بارہ دری میں داخل ہوئیں حیات جادو نے پہلے خورشید جادو سے ملاقات کرائی بعد اُسکے لقا کو سلام کروایا اب سامنے دست بستہ سر جھکائے ہوئے بیٹھی خورشید جادو نے پوچھا یہ کون ہی حیات جادو نے کہا کہ یہ سوداگر بچی ہی میں نے انکو بہن بنایا ہی انسے دوپٹہ بدلا ہی جبرًا اور قہرًا یہاں لائی ہوں یہ تو آتی ہی نہ تھیں اب دختر سوداگر چپکی بحجاب نزدہ بیٹھی ہی اور حیات جادو خاطرداری میں مصروف ہی مگر دختر سوداگر ہر مرتبہ تال وسم پر سر ہلاتی ہی حیات جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا تمھیں علم موسیقی میں بھی دخل ہی اک نازو کرشمے سے کہا کہ میں کیا جانوں اور مسکرا کر نگاہ نیچی کرلی حیات جادو لپٹ گئی کہ تمھیں ہماری جان کی قسم سچ کہو دختر سوداگر نے کہا کہ ہاں بوا آگے کچھ سیکھا تھا اب بھول بھال گئی اگر کچھ یاد بھی ہی تو مارے لحاظ کے مجھسے نہ گایا جائیگا بزرگوں کے سامنے خلاف ادب ہی خورشید جادو نے بھی کچھ سن لیا دلمیں کہا یہ بیچاری لحاظ کرتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی صاحب تہذیب و لیاقت ہی اب میرا بیٹھنا یہاں مناسب نہیں ہی یہ سوچ کر اُٹھ کھڑی ہوئی لقا سے کہا کہ رات قریب دوپہر کے آچکی اب میرے سونے کا وقت ہی میں تو جاتی ہوں حیات جادو سے بھی کہا کہ بیٹا چل اُسنے کہا کہ خالہ اماں آپ چلیے میں دو گھڑی کے عرصے میں آتی ہوں کہا کہ بیٹا دیر نہ لگانا دیکھ بہت ہشیار رہنا نہیں تو میں خود دوڑی آؤنگی کہا نہیں آپ نہ تکلیف کیجیے گا میں بہت جلد آتی ہوں خورشید جادو نے کچھ پڑھکر دستک دی ایک شیر آتشیں پیدا ہوا خورشید جادو اُسپر سوار ہوئی وہ شیر پرواز پیدا کرکے اُڑا یہ تو اُدھر روانہ ہوئی لیکن اب حال سنیے حیات جادو کا کہ یہ خورشید جادو کے جاتے ہی کھل کھیلی دختر سوداگر سے لپٹ پڑی کہا کہ بہن خدا کیواسطے اب کچھ گاؤ دختر سوداگر نے ستار ہاتھ میں لیا اور گانا بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی گانے لگی

غزل

حسن غارتگر دین دشمن ایمان نکلا
کیوں مرے دلسے تڑپتا ترا پیکان نکلا
نالہ بھی کرسکے وہ کیا دلکی نکالے نہ ہوا اس
کا اثر ڈھونڈھنے خود نالہ پریشان نکلا
فصل گل آئی ہوس جاتے سے باہر وحشی
جانتا جسکو نہ پاتے ترا پیکان نکلا
کیا ہوا دم بھی نکلا اگر او ناکامی
تیر کا زخم میں انگشت بدندان نکلا
ہوئی ہر پردے سے آشفتگی عشق عیان
جان نکلی تو یہ سمجھے کوئی ارمان نکلا

عشق کا بندہ ہر اک گبر و مسلمان نکلا
دلکو ہمنے ترے پھندے سے چھڑایا لیکن
بے بسی جسکا نہ ابتک کوئی ارمان نکلا
کچھ بھی او گریۂ فرقت مرے آنسو نہ تھے
ہوگیا چاک بدامن وہ گریبان نکلا
زندگی میں نہ ہوئی کم خلش یاد مژہ
نہ نکلنا تھا نہ دلسے کوئی ارمان نکلا
کیا قبول اسکو کرے ہمت دشوار پسند
آنکھ کا نور بھی نکلا تو پریشان نکلا
عشق میں دونوں جہانسے ہمیں کھویا دیکے

آج کیا اُس سے لپٹ کر کوئی ارمان نکلا
بل مقدر کا نہ ای گیسوے پیچان نکلا
فرقت یار میں حاصل نہوئی دلکو کبھی
اشک حسرت بھی نہ بہکر کوئی ارمان نکلا
کھا یہ زخم دل بسمل میں مزا ای قاتل
دلسے تا مرگ نہ خار غم ہجران نکلا
کچھ ستم دیدہ پہ افسوس نہ آیا اسکو
جان دینا بھی محبت میں جب آسان نکلا
قابل دید ترے عاشقوں کی حسرت ہی
آرزو ایک ہی کافر یہ مسلمان نکلا

جسوقت دختر سوداگر یہ غزل گا کر چپ ہوئی ایک سمان بندھا ہوا کسی کے منہ سے واہ نکل رہی تھی کسیکی زبان سے آہ کی صدا بلند تھی لقانے کہا کہ اے قدرت کی خاص الخاص بندی کچھ اور گا کیا تو نے قدرت کو خوش کیا ہے یہ لیکر بالا موتیونکا گلے سے اتار کر سوداگر بچہ کے گلے میں پہنا دیا بس یہ دیکھکر دختر سوداگر نے کہا کہ یا خداوند میں اسکی محتاج نہیں ہوں گی پچاکا ہو یا میرے باپ کے پاس بہت کچھ ہے لقانے جواب دیا کہ تو برا نہ مان یہ عطیہ قدرت کا ہے اسے صندوقچے میں جواہر کے رکھ دینا اسکی برکت سے کبھی خالی نہو گا اب دختر سوداگر نے سلام کر کے لے لیا اور کہا کہ اب تو مجھ میں گانیکا دم نہیں ہے تھوڑی شراب پلوائیے پھر تو گاؤں لقانے اسیوقت حکم دیا کشتی شراب و کباب کی سامنے دختر سوداگر کے لاکر رکھی گئی لقانے کہا کہ میرا بہت جی چاہتا ہے کہ تیرے ہاتھ سے شراب پیوں اسنے کہا میری تو عین تمنا تھی میں آپ پر کیا منحصر ہے ساری صحبت کو پلاؤنگی یہ کہکر جام بھر کے سامنے لقا کے لائی ہاتھ سے اسکے جام لیکر غٹ غٹ کر کے چڑھا گیا اسنے اور جام دیا لقا نے بھی پی گیا بعد اسکے اسنے کئی جام لقا کو دیے اور سریمان شاہ اور بختیارک کو بھی کئی جام پلائے اور جو کچھ گلا بیان ہے گلین خدمتگاروں کو تقسیم کر دیں طائفوں کو بانٹ دیں وہ بھی خوشی خوشی سب اسیوقت پی گئے اور نشے میں آکر لقانے کہا کہ اے دختر سوداگر خاص الخاص بندی ہاں کچھ گا یہ سنکر دختر سوداگر نے کہا بہت خوب اور یہ غزل گانا شروع کی

غزل

ہمیں محروم غیروں پہ جفا بھی
کچھ آخر اس ستم کی انتہا بھی

کبھی خلوت میں اسکا دخل تھا بھی
نہ آئی شرم کو آتی حیا بھی

بھووں چتون پہ ہے تیکھے شعبدہ بازی
جدائی تک ہی بس یہ ولولہ بھی

بر آیا مدعا ایسا یہ ضد ہے
نہ لب تک آسکے حرف مدعا بھی

توجہ تو ہے اسکی جسطرح ہو
بڑھا دیتا ہے کچھ دلکو جفا بھی

وہ کب سنتا بھلا کہتا کسیکا
خموشی کچھ نہیں تیرا گلا بھی

ہوئی پاس اسکے لانے سے دم تنگ
نفس کے ساتھ ٹوٹا آسرا بھی

رہا جب عرض مطلب سے سہم کر
نکرتے ضبط الفت کا گلا بھی

جو تھا بیزار جینے سے شب ہجر
نہ آس کمبخت کو آئی قضا بھی

قرار ہی بات کر دلکو سمجھ کر
رہا ہی شوق کچھ پاس حیا بھی

نگہ سے تیر کسکو ڈھونڈتے ہیں
کہیں سینے میں ہی دل کا پتا بھی

تعلق کر چکا تھا ترک جب سے
نکبت ہی آرزو اسکا گلا بھی

ہنوز یہ غزل ناتمام تھی کہ اک مرتبہ حیات جادو اٹھی اور کہا کہ برا تم گاؤ اور میں ناچتی ہوں یہ کہکر اٹھی تھی جیسے ہی تو پڑا ایک لڑکھڑا کر زمین پر گر ہی اسکی ساتھ والیاں دوڑیں کہ اٹھائیں وہ کہیں کہیں چوٹ آ نہیں آئی ہے یہ خیال کر کے چلی تھیں آگے پیچھے جھینکیں مار مار کر سب گر پڑیں لقا اور سریمان ہاتھ میں ہاتھ پکڑے ہوئے تعریفیں کرتے ہوئے اٹھے تھے فیا میں تا آیا کہ انکو گلے لگائیے پیار کیجئے انکو خبر بھی نہوگی جب شعر یکایک سنکے ہیں سمجھ کر خوب ارمان بوسہ بازی کے وہ سوئیں وصل میں قسمت مری بیدار رہتی ہے مگر قریب پہونچے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرے اور لوگ مع بختیارک اٹھانیکو چلے تھے کہ بیہوش ہو ہو کر گرے جب تمام صحبت بیہوش ہو گئی اب تو سوداگر بچہ تلوار کھینچکر سرہانے حیات جادو کے آئی اور نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو بے کفار قاتل و سفاک ہا جانشین عمر چالاک ہے یہ نعرہ کر کے سر حیات جادو کا کاٹنے لگا لیکن مرادی حیات کی یہ اشعار عبرت آمیز کلام حسرت خیز پڑھنے لگی غزل

جہاں میں کوئی نہ یوں پھنسا ہوگا
کہ نہ بیٹھے ہی رو دیا ہوگا

دیکھیے غم سے آپ کے مرا جی
نہ بچیگا بچیگا کیا ہوگا

اسنے قصہ ہمارے نالے کا
سنا ہوگا اگر سنا ہوگا

دل نہ ہلنے کے ہاتھ سے سالم
کوئی رہو گا کہ رہگیا ہوگا

حال مجھ غمزدہ کا جس جس نے
جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا

دلکے پھر زخم تازہ ہوتے ہیں
کوئی غنچہ کہیں ہنسا ہوگا

دل بھی اے درد قطرہ خون تھا
آنسوؤں میں کہیں بہا ہوگا

چالاک کی یہ کیفیت ہے کہ کبھی آگے بڑھتا ہے کبھی پیچھے ہٹتا ہے کبھی ارادہ قتل کرنیکا کرتا ہے کبھی کمسنی پر حیات جادو کی رحم آجاتا ہے پھر یہ بھی خیال کرتا ہے کہ اسنے تیرے آقازادے کو پکڑ کر رحم نہ کیا اسیطرح اسے پکڑ کر لیگئی اور سر بھی کٹوا دیے یہ خیال دل میں کر کے آنکھیں بند کر کے ہاتھ تلوار کا مارا

کہ سر حیات جادو کا کٹ کر جدا ہو گیا لاش تڑپنے لگی غلغلہ و دار و گیر برپا ہوا انہا سنے خوب مال و اسباب لوٹ کر
شاگردون کو دیا کہ لیکر چلو اور خود بھی اسباب باندھنے لگا انکو تو یہین چھوڑیے مگر اب حال سنیے خورشید جادو
کا یہ کہ لکاتہ خواب خرگوش سے بیدار ہوئی دیکھا کہ حیات جادو ابھی تک نہین آئی بیقرار ہوکر تخت سحر پر سوار ہوکر
طرف باغ نریمان کے روانہ ہوئی لیکن اسوقت پہونچی کہ چالاک حیات جادو کو مار چکا ہے اسباب باندھ رہا ہے
کہ لیکر چلا جاوے کہ اک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ارے او مفسد غضب کیا تو نے کہ چراغ خانہ میرا گل کردیا کہان جائیگا
اور گیر کے ہاتھ زمین پر مارا کہ چالاک دہین مین سما گیا خورشید جادو زمین پر اتری دیکھا تو لاش حیات جادو کی
تڑپ رہی ہے بس یہ دیکھتے ہی چالاک سے کہا کہ او موذی یہ تو نے کیا غضب کیا ارے تجھکو اسکی جوانی پر رحم نہ آیا
تیرا ہاتھ کیونکر اسپر اٹھا ارے باغبان تاک پودے کو نہین کاٹتے تیرا کیسا سخت دل تھا کہ تو نے اس نونہال چمن خوبی و
گل بستان محبوبی کو پامال و تاراج کیا چالاک نے جواب دیا کہ او لکاتہ تو نے کیونکر میرے شاہزادہ بدیع الزمان
اور علمشاہ کو مارا اور تیرا ہاتھ اسپر کیونکر اٹھا اور مین تو خاص تیرے مارنے کو آیا تھا لیکن تیری قضا نہ تھی کہ بچ گئی
اور اسکی موت آگئی تھی کہ ہاتھ سے میرے جہنم واصل ہوئی اب تو مین گرفتار ہوگیا جو تیرا جی چاہے سو کر دکھا کیا ہو مین
اپنی جان سے خود بیزار ہون کیونکہ بعد ایسے شہریارون کے زندگی کا مزا نہین خورشید جادو نے کہا اچھا موذی
تجھکو نگی کیون گھبراتا ہے یہ کہکر اسم سحر کا پانی پڑھ کر کے بختیارک اور لقا اور نریمان شاہ وغیرہ کے چہرہ پر چھینٹا دیا کہ
انکو ہوش آیا خورشید جادو نے کہا کہ واہ خوب تمنے ہماری دعوت کی ہم تو لٹ گئے کہین کے نہ رہے بختیارک نے کہا کہ
خورشید جادو مین سوداگر بچی کے آتے ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے مگر مین نے اپنے دل مین کہا کہ خورشید جادو
بہت ہشیار ہین وہ برے بھلے کو سب سے دریافت کر لینگی کیونکہ ساحرہ مشہور ہے استاد کی آنکھین دیکھے ہوئی ہین جوابدیا
ملک جی اس چھوکری کے باعث سے اندھی ہو گئی اور ہائے مین بغیر اسکے کیونکر زندگانی کرونگی مین تو اسی سے پاس بیٹھی
کرتی تھی آنے پر راضی نہوئی تھی یہی چھوکری ضد کرکے مجھکو یہان لائی بلکہ اسکو بھی اسکی قضا کھینچ لائی تھی کہتی جاتی
تھی اور روتی جاتی تھی کہ دل مین یہ خیال آیا کہ ای خورشید جادو کہین ایسا نہو کوئی اور بلائے ناگہانی تجھپر بھی نازل ہو
بس جلد لاش کو حیات جادو کی تخت پر ڈالا اور چالاک کو کمند سحر سے باندھکر ساتھ لیا اور روتی پیٹتی طرف
روانہ ہوئی جسوقت اندر شہر مینا کے داخل ہوئی لاش کو حیات جادو کی اپنے سامنے رکھا لپٹ کر لاش سے
کہ شمع محفل من وای گل بستان من ای باعث زندگانی اب تو داغ جاودانی ہوگئی افسوس ہے کہ تو
لائی تھی بلکہ تجھکو تیری قضا لائی تھی اب مین بغیر تیرے کیونکر جیونگی اور بال تمام سر کے نوچے پچھاڑ کھا کھا کر
خوب روئی پیٹی افلگر جادو سے کہا کہ جلد سر اس موذی کا کنگورے پر چڑھا دو اسنے کہا بہت خوب حسب دستور
سر چالاک بن عمرو کا بھی کاٹ کر کنگورے پر چڑھا دیا لاش بر اور لاش کو لٹکا دی خورشید جادو نے حیات جادو
کی قبر بنائی اور فقیرانہ لباس پہنکر بشکل قمری غم مین اس سرو قامت کے شور نالہ و افغان بلند کیا مگر اسطرف ہرکارون نے
خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچائی کہ چالاک نے عیاری کرکے حیات جادو کو مارا مگر آپ بھی دام مکر مین اس رشک
سامری یعنی خورشید جادو کے گرفتار ہوا امیر دعا کرنے لگے کہ خداوندا بچانا چالاک بن عمرو کو اسنے بہت بڑا کام کیا
کہ چراغ گھر کا خورشید جادو کے گل کردیا ہے اب وہ اسے زندہ کاہیکو چھوڑیگی کہ یکایک دوسری جوڑی ہرکارون کی
سامنے نمودار ہوئی گرد و غبار مین آلودہ پسینہ بہہ رہا ہے جاری منھ پر ہوائیان اڑتی ہوئی امیر نے کہا خدا خیر کرے
ہرکارون نے بجز آگاہ ہوکے سلام کیا و نام سے ترقی اقبال و جاہ دی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو آپ پہنچنے

خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی حیات جادو بہو بیٹی جی مارگئین یہ کہکر خوب روئی بختیارک نے گریبان چاک کیا رو رو کر
بعد اُسکے خوان کھانے کے سامنے رکھے اور کشتیان پوشاک کی لگائین اور کہا کہ ای خورشید جادو مقدر مین یہی لکھا
تھا چارہ نہین اب گریہ و زاری نالہ و بیقراری سے کچھ فائدہ نہوگا شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال صد سال میتوان تمنا
گریستن پ اب خداوند فرعون شاہ تمہین سلامت رکھے حیات سے خراج کا عوض خداپرستون سے لو اور کون ایسا ہی جو حیات تجھ
کیواسطے نہین رویا ہی جسنے ایکہ تب اُسکو دیکھا ہی وہ روتا ہی خورشید نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر تصویر اُسکی
میری آنکھون کے سامنے پھرتی ہی ہر چند چاہتی ہون صبر کرون دل نہین مانتا شعر نا رسا ہر چند میخواہم کہ پنہان از
بر کشم پ دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن پ اور اب صبر کرونگی تو کیا کرونگی مگر یکایک صبر کیونکر آئیگا ابھی تو تازہ
گھاؤ ہی رفتہ رفتہ صبر آئیگا بختیارک نے کہا درست ہی اور ملکہ خورشید جادو یہ تمھارے پیٹ سے نہ پیدا ہوئی تھی
فقط تمنے اسے پالا تھا اسپر یہ محبت کا عالم ہی خورشید نے کہا ملک بختیارک محبت پالنے کی زیادہ ہوتی ہی اور مین نے
تو اسپر بڑی محنت کی تھی اسکی ماں اسکو دو برس کا چھوڑ کر مری تھی مین نے ننھی سی بوٹی کو پالا پرورش کیا اور سحر اسقدر
تعلیم کیا کہ اپنے برابر کر دیا تھا اور اُسکو بھی مجھسے ایسی محبت تھی کہ میرے آنیکے بعد ایکدم قیطاس کو وہان نہین رہی یہان
اکیلی چلی آئی آخر اپنی جان دی بختیارک نے کہا سچ ہی مگر ملکہ خورشید جادو اس درد مین تم کیسی دردناک ہوگئین
ساتھ والیون نے کہا کہ دو روز سے کھانا تو کھایا نہین بختیارک بولا ای خورشید جادو تھوڑا سا کوئی ٹکڑا کھا لو
ارے کوئی ہی جلد پانی لاؤ منہ ہاتھ دھلاؤ غرض خورشید جادو نے بخود کہا ہاتھ دھویا نوالا توڑا اور پکاری کیون حیات جادو آرزو
ہمین تھی کہ تم ہماری کر یاد کروگی ہاے آئیے ہمین تمھاری کہتی کھانا نصیب ہوا اب صورت خورشید جادو کی یہ
کہ نوالا ہاتھ مین ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین بختیارک نے کہا کہ ملکہ اس تصور کو جانے دو کھانا کھاؤ خورشید جادو
نوالا منہ کے برابر لائی تھی کہ دھوان نوالے سے اُٹھا خورشید جادو جھجکی یکایک پتلی پیدا ہوئی اور اُسنے پکار کر کہا ای
خورشید جادو اس کھانے مین بیہوشی ہی اور وہ پتلی غائب ہوگئی یہ پتلی ہیر اسکا تھا یہ ساحرہ ایسی زبردست ہی کہ اُسکا
ہیر اسکی حفاظت کرتا ہی بس خورشید جادو نے نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا اور پکاری کہ باش او دغاباز یک گردن تو
مجھکو بختیارک بنکے فریب دینے آیا تھا اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون کہ مجھے تن بدن کا اپنے ہوش نہین ہی مگر ایسی
نہین ہون کہ تیرے فریب مین آجاؤنگی ای مکار تو نے غضب کیا تھا عمرو نے کہا ای ملکہ خورشید جادو آپ کیا فرماتی ہین
کیا بارہ دری مین کھانے نظر آتے ہین آپ غم مین حیات جادو کے مجنون ہوگئی ہین دوست آپکو دشمن معلوم ہوتا ہی
ذرا سمجھ بوجھکر بات منہ سے نکالا کیجیے خورشید پکاری او خبیث تو مجھے اور کوئی سمجھا ہی مین تجھے خوب پہچانتی ہون
عمرو کو یقین ہوگیا کہ یہ مجھے جان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگ جاے خورشید جادو نے یہ کہکر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین
پانون عمرو کے پکڑ لیے خورشید جادو نے عمرو کو پکڑ کر سامنے ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ یہ کھانا پھینکو دو کہ اسی
اثنا مین خبر ہوئی کہ بختیارک کھانا لیکر آیا ہی کہا بلاؤ بختیارک سامنے آیا سلام کیا کہا کہ مین نے سنا تھا مرشد یہان
تشریف لائے تھے کہا کہ ملک جی دیکھو وہ بندھے کھڑے ہین ہمکو بیہوش دینے آئے تھے سمجھے تھے کہ ہم غم مین مبتلا ہین ملکہ تاڑ
سو یہان پکڑے گئے ہین بختیارک نے کہا آپ ہی کا کام تھا اور عمرو کو سلام کیا اور کہا پیر و مرشد نے بار ہا ایسے ایسے فریب
کیا تھا مگر اتفاق یون ہوا تھا خیر لیکن آپکو قضا نہین ہی کوئی آپکو مار نہین سکتا آپ گرفتار ہین جب بھی غالب ہین
خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی ایک لمحہ تو اسے مہلت نہ دونگی ساتھ والیون نے کہا کہ بلاؤن کچھ کھانا چاہیے غرض خورشید نے
اسپکھ کھانا جو بختیارک لایا تھا زہر مار کیا ساتھ والیون کو بھی کھلایا بعد اُسکے عمرو سے کہا کہ کیون او دغا باز یک گردن

ٹکڑے ٹکڑے ساحرون کے نثار کر دیے عمرو نے کہا کہ خدا چاہیگا تو تیری بھی مینخ مارونگا بختیارک بولا رایج ہی آپ تو
مرنا جانتے ہی نہین انکو بیشک آپ مارینگے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی دیکھو ابھی سر کاٹ کر کنگورے پر چڑھائے
دیتی ہون اور کہا کہ بلاؤ اخگر جادو کو اسیوقت اخگر جادو حاضر ہوا کہا کہ جلد اسکو قتل کر اخگر جادو تلوار کھینچکر
سر پر عمرو کے آیا حکم کا منتظر ہی خورشید جادو نے دو حکم دیے ہین تیسرا حکم دینے کو ہی اور بختیارک کہ رہا ہی
کہ مرشد کو مرنیکی عادت نہین ہی کوئی آپکا کچھ نہین کر سکتا بھلا آپ مر گیا چاہیے کہ ایک نیلی کنٹھہ آکر سامنے خورشید جادو
بیٹھا اور پکارا کہ مین نامہ لایا ہون قیطاس جادو کا یہ سنتے ہی خورشید جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ میرے پاس آ تو وہ اڑکر
ہاتھ پر اسکے آبیٹھا خورشید جادو نے دیکھا کہ خط اسکے گلے مین پڑا ہوا ہی اسکو گلے سے نکالکر کھولا قیطاس جادو
لکھا تھا کہ نور نظر و ای قوت بصر پدر و مادر ای دانشمند ای فرزند ارجمند یعنے خورشید جادو اگر وہ دزد بار کسا گرد
سار بان زادہ عمرو عیار ہاتھ تمھارے لگے تو ہم اسکی صورت سے نہایت مشتاق ہین زندہ ہمارے پاس اسے
بھیجدینا اور اگر ابھی نہ گرفتار ہوا ہو تو کوشش کر کے اسے پکڑو اور اگر وہ گرفتار ہو چکا تو لشکر حمزہ پر ہرگز نہ جانا
نہو گی اسکا پکڑنا لازم ہی اور ای بیٹا جب تجھے رخصت ہوئی تعین اسوقت بھی مین نے تجکو اسکے مکر و فریب سے آگاہ
کر دیا تھا اور کام ملتوی رکھو مگر اسے جلد اسیر کر کے ہمارے پاس بھیجدو یہ پڑھکر نہایت خورشید جادو خوش ہوئی
اخگر جادو سے کہا کہ تو عمرو کے سر پر سے ہٹجا اسکی قضا یہان نہین ہی اور بختیارک کیطرف دیکھکر کہا کہ اگر اسکو مین
مار ڈالا ہوتا تو کیا ر دسیا ہی پدر بزرگوار سے مجھکو حاصل ہوتی مگر شکر ہی سامری و جمشید کا کہ عمرو ابھی زندہ تھا
بختیارک بولا خیر باشد کیسے تو نکاری کر با بچا میرے نامہ ہی کہ مقیطاس نے ککھا ہی زندہ اسے طلب کیا ہی اگر یہ مارا جاتا
تو بھیجتی کیا بختیارک نے اشارے سے کہا کہ سر کٹوا کر بھیجدیجیے کہا کہ یہ نہو گا اور اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ تم مین سے
کوئی ایسا کہ اسکی قید قیطاس کو لیجائے کسی نے جواب نہ دیا بختیارک نے کہا کسکی شامت آئی ہی کہ قید مرشد کا لیکر
لیجائے خورشید جادو نے پھر دوسری دفعہ کہا کہ ہی کوئی تم مین ایسا کہ قید عمرو کی قیطاس کو لیجائے سبھون نے بالاتفاق
کہا کہ بلا لون کون یہ بار گران اٹھائے جو یہ مکار چھوٹ گیا تو بدنامی کسکی ہوئی اور یہان اپنے شہر کے شہر جادوگر کے
نثار کر دیے یہ وہ شخص ہی کہ چاہ الماس کو جسنے برباد کیا ملکہ ماہ جادو شہنشاہ ساحران کو مارا ہمین یہ سوالی
کوارا ہی گوارا نہین ہی خورشید بولی او مردار و تم اس قابل نہین ہو مین خود اسکی قید قیطاس کو روانہ کرونگی
اور اسیوقت ایک عرضی اسنے لکھی کہ ای پدر بزرگوار مین عمرو کو قتل کیا چاہتی تھی کہ اسیوقت نامہ آپکا پہونچا
مین نے حسب الحکم عمرو کو آپکے پاس بھیجدیا ہی آپ اسے دیکھکر سر کاٹ کے میرے پاس بھیجدیجیے کہ مین باقی خدا پرستونکا
استیصال کر کے خدمت مین حاضر ہون اور اب انکے قتل مین ایک دن کی دیر ہی تو صرف سر عمرو کا آپسے [illegible] اور
مین نے باقی خدا پرستونکا خاتمہ کیا فقط زیادہ حد ادب یہ خط لکھکر لفافہ مین کر کے مہر اپنی اسپر ثبت کی تو ہی اور گلے مین
عمرو کے ڈالا اور ایک کورے گھڑے مین پانی منگوا کر گرد عمرو کے چھڑکا اور کچھ پڑھکر سینہ پر تالی ماری کہ گرد عمرو کے ایک
منقل آتشین سامنے رکھا پہلے تو گرد عمرو کے رائی سرسون کے دانے پڑھکر مارے کہ ایک اوس کا گنبد بنگیا گرد عمرو کے
بنگیا پھر کا ملہ تل اس منقل پر مارے کہ اس مین سے شعلہ بھڑک کر گرد اس گنبد کے قائم ہوا تب جادو کہ دوسری دفعہ پھر کیا
کہ وہ گنبد زمین سے اونچا ہوا معلق ہوا تیسری بار پڑھکر کیا کہ وہ گنبد آتشین غرغر کرتا ہوا جادو نے آگے سوار ہو کر ساتھ آسمان
روانہ ہوا خورشید جادو نے کہا کہ دیکھا تمنے قید عمرو کی بھیجی کس ترکیب سے قیطاس کے دروازے تک وہ پہنچیگی کسیطرح کا
خوف نہین ہی سبھون نے ہاتھ جوڑ کر قدم لیے کہ آپکا مثل نہین ہی آپ خاص شاگرد ہین جمشید کی جب سامنے جادو کی خورشید

کہا کہ صاحبو وہ تو مجھسے خوش ہی بلکہ سحر میرا اُسیطرح کا ہی حقیقت مین شاگرد رشید ہون بختیارک نے کہا اگر آپ خفا نہون تو کچھ عرض کرون کہا کہو کہا
ای ملکہ خورشید جادو تھا ایک بلا قیطاس کوہ پہنچی اب مرشد جاکر سبکو مارینگے ایکسے کو زندہ نہ رکھینگے خورشید بیتاب ہوئی کہا کہ شیطان
کیا واہیات بکتا ہی فال بد منہ سے نکالتا ہی بختیارک بولا کہنا ہمارا معلوم ہوجائیگا اُسوقت ہم سلام کرینگے خورشید جادو پکاری اچھا
کیا مضائقہ ہی بختیارک تو افسوس کرتا چلا گیا کہ مرشد کیا خوب بچے ہین اور خورشید جادو و پھر قیر حیات جادو وا
کی مصروف گریہ وزاری ہوئی لیکن یہان شہر قیطاس کوہ مین قیطاس جادو تخت سلطنت پر متمکن ہی اور ساحران
نامی و گرامی گرد و اطراف مین کرسیون و ننگلون پر بیٹھے ہین اور ذکر خورشید جادو و حیات جادو کا ہو رہا ہی کہ
وہ گنبد آتشین آسمان پر نمایان ہوا سبنے دیکھا کسی نے کہا کہ یہ موکل کسیکی جاتی ہی دوسرے نے کہا کہ ہان کسی جادوگر کا
سحر بھیجا ہوا ہی ایک بولا کہ ارے یہ گنبد تو یہین آتا ہی کہ اس اثنا مین وہ گنبد صحن بارگاہ مین اُترا دیکھا سبنے
کہ گنبد شیشے کا ہی اور گرد اُسکے شعلہ آتش ہین اور ایک شخص کبھی صورت اُسمین بند ہی ایک خط گلے مین اُسکے پڑا ہی
قیطاس جادو نے کہا کہ صاحبو پہچانو اسے یہ کون ہی ایک بولا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے جن کو قید کرکے بھیجا ہی کوئی
بولا کہ یہ دیو کی قسم سے ہی کوئی بولا کہ آدم آبی ہی قیطاس جادو نے کہا کہ یہ وہ شخص ہی جسنے شہر کے شہر ساحرون کے
نیست و نابود کردیے خدائیان برباد کردین یہ بڑا مکار یعنی عمرو عیار ہی میری فرزند دلبند ملکہ خورشید جادو نے
اسکو گرفتار کرکے بھیجا ہی یہ کہکر منتر کے دم اُسکے پڑھکر جو مارے تو گنبد شق ہوا شعلہ آتش غائب ہوگیا عمرو زمین پر
بٹھا دیا گیا قیطاس جادو نے خط گلے سے نکالکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا سب سے کہا کہ یہ دیکھو خورشید جادو نے
بڑی مشقت سے اسے پکڑکر بھیجا ہی اور تاکید لکھی ہی کہ جلد سر کاٹ کر اسکا بھیجدو تو صاحبو اب شام تو ہوچکی ہی کل تک عمرو
تمام خلائق کے سامنے اسے قتل کرونگا رات بھر کوئی ساحر اپنے پاس رکھے صبح کو ہمارے پاس لاوے کہ ہم قتل کرین سبنے
کانون پر ہاتھ رکھے کہ اس بلا کو کون اپنے پاس رکھے یہ مکار زمانہ ہی اگر چھوٹ گیا تو موجب بدنامی کا ہو اور اُسی کے
باعث سے کہ ساحران شہر قتل ہوے ہم مین کوئی اپنے پاس نرکھیگا یہ سنکر قیطاس جادو فکرمند ہوا اپنے دلمین کہا
کہ عمرو اپنے جی مین کہتا ہوگا کہ کوئی قیطاس کوہ مین اتنا بھی نہین کہ تیری قید اپنے پاس رکھے بعد تھوڑی دیر کے سر
اُٹھاکر کہا کہ صاحبو ہمنے ایک شخص کو تجویز کیا ہی کہ لائق اس کام کے وہی ہی اور چوبدار سے کہا کہ جاکر ہماری دایہ
نرگس جادو کو بلا لاؤ چوبدار گیا ایک گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک پیرزال کہ سر کے بال اُسکے سفید ہین مانند
سوئی کے کاسے کے سر پر ہاتھ رکھا قصابہ سر پر بندھا ہوا سیاہ فام ماتھے پر جھریان پڑی ہوئین صابری کرتا پہنے ہوے
اور تسمہ کمر مین بندھا ہوا نیلی سوسی کا لہنگا پاؤن مین پہنے نیلی اوڑھنی اوڑھے ہوے اژدہے پر کاٹھی کسا ہوا
اُسپر سوار کبیر السن نہ منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت پیٹھ مین کوبڑ سامنے آکر اُتری قیطاس جادو ساحرون سمیت
تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا نرگس جادو نے دونون ہاتھون سے بلائین لین پاس آکر بیٹھی اور کہا کہ بیٹا آج مجھکو
کسواسطے یاد کیا ہی تیرا صدقہ کونے مین بیٹھی ہوئی کھاتی ہون تجھکو دعائین دیتی ہون قیطاس جادو نے کہا کہ
دائی اماں تمکو ایک کام ضروری کیواسطے تکلیف دی ہی دیکھو تو وہ سامنے کون ہی نرگس جادو نے عمرو کو دیکھا پہچانا
کہا کہ بیٹا یہ بلا کیونکر تیرے پاس آئی بولا کہ تمھاری پوتی خورشید جادو نے دربند قسطلوریہ پر سے پکڑکر بھیجا ہی پکاری
کہ ارے پھر اسے مار کیون نہ ڈالا یہ تو علامہ دہر ہی اسنے تو تمام خاندان ساحرون کے برباد کردیے قسطلیا باد مین
مین موجود تھی جب اسنے وہانکے ساحرون کو مارا ہی بیٹا جلد اسے قتل کر قیطاس جادو نے کہا کہ ای اماں ایک شب تو اسے
اپنے یہان قید رکھو نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا کیون تو اس بڑھاپے مین میرے منہ پر کلنک کا ٹیکا لگایا چاہتا ہی مجھسے نہوگا

کہ مین قید اسکی اپنے پاس رکھون قبطاس جادو بولا ای امان میرے یہان کوئی امر قابل نہین کہ قید عمرو کی اسکے سپرد کرون اور آج ہی رات بھر کا تو واسطہ ہی کل صبح کو تو مین اسے منگوا لونگا اور کشتی خلعت کی تو بڑا رد یونگا منگوا کر سامنے نرگس جادو کے رکھا اسنے بہت سی دعائین دین اور کہا خیر خاطر تیری مجھے عزیز ہی یہ کہکر اُٹھی اور عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ آ مو شیطان کے استاد عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ خدا اس لکاتہ سے بچے نرگس آ کر اپنے اژدہے پر بیٹھی عمرو کو پیچھے اپنے ڈال لیا اور مکان مین اپنے آئی عمرو نے دیکھا کہ چہار دیواری کھنچی ہی کہ گل گوبری کی ہوئی پوتا پھرا ہوا دو پلڑا چھپر پڑا ہوا تمام صحن مین جھاڑو دی ہوئی ایک طرف چولھے بنے ہوئے ہنڈیان اسپر رکھی ہوئین پتلوٹیان تھالیان دھری ہین ایک طرف چرخہ رکھا ہی اسکے پاس مٹی کی رکابی مین دو ایک ٹکڑیان پوٹیان بنی ہوئی ایک سرکنڈے کا ٹکڑا رکھی ہین چھوٹی رال رکھی ہی ایک طرف کوٹھریان اناج کی کسی مین گیہون کسی مین چانول کسی مین دال بھری ہی چھینکے پر گھی کی ٹیا لٹکی ہی ایک مدریا مٹرا سا جسکا کپڑا تاک اُڑ گیا ہی صرف نرکل باقی ہی رکھا ہوا ہی نرگس جادو نے آواز دی دیکھا کہ اک دو کہاریان نیلے لہنگے پہنے ہوئے دوپٹہ کثیف اوڑھے ہوئے وحشت صورتین آ کر سلام کیا کہا کہ ارے وہ پنجرہ تو لاؤ یہ جا کر ایک پنجرہ کسی گوشے مین رکھا تھا اٹھا لائین تو ہم پنجرہ لوہیکا تھا نرگس جادو نے عمرو کے منہ پر تار پیٹ ہوا کے قفل دیا چھپر مین لٹکوا دیا اب ایک پیڑھی پر کہ کالس کے باندون سے بنی ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹی ہوئی سامنے بچھا کر بیٹھی دونون کہاریون نے ماشکی کھچڑی تیار کر رکھی تھی نکالکر کٹھرے مین سامنے رکھی تیل سے بچار کا اک منہ لگا کر اسپر رکھدیا بھلوڑا سا گھی ہیچ پر کھکر دیدیا اس لکاتہ نے وہ سب زہر مار کیا بعد اسکے حقہ پینے لگی پھر کہاریونسے کہا کہ ارے میرا طنبورہ تو اٹھا لاؤ وہ جا کر ایک طنبورہ ٹوٹا سا رنگ بھی اسکا اکھڑا ہوا کھونٹیان بھی ہلتی ہوئین تارین بھی زنگ آلود غلاف بھی اسقدر سڑا ہوا کہ اب بالکل ندارد استر مین بھی جا بجا چھید ہین چہرولی لپیٹ کر باقی رکھی ہی تو گدھی کا جھو مجھ معلوم ہوتا ہی غرضکہ شب ماہ تھی چاندنی مین بیٹھکر طنبورہ بجا کر گانے لگی وہ دونون کہاریان تعریف کرنے لگین عمرو نے دیکھا کہ اس قحبہ کو آتا جاتا تو کچھ بھی نہین مگر شوق ہی دلمین کہا کہ لاؤ تدبیر تو کرو اگر کارگر ہوئی تو خیر ورنہ قضا تو آہی چکی ہی یہ سوچ کر گو منہ بند تھا مگر نکی کی تان بہانسے انھون نے سر طنبورے سے ملا کر لی نرگس جادو یا تو طنبورہ بجا رہی تھی یہ آواز خوش جو کانمین آئی طنبورہ ہاتھ سے رکھکر لگی سننے کہ یہ آواز کسکی ہی مگر وہ تو اسنے طنبورہ رکھا ادھر عمرو بھی چپ ہو رہا نرگس جادو نے چار طرف دیکھکر ان کہاریونسے کہا ارے تمنے بھی کوئی آواز سنی تھی انھون نے کہا وہان ہم تو آپکی آواز کے عاشق ہین ساحری کی قسم بڑھاپے مین تو یہ آواز آپکی ہی جوانی مین کیا عالم ہوگا نرگس نے کہا اب مین ایسی بڑھیا ہوگئی کہ مردار و تم بھی مجھے بڑھیا کہتی ہو ہان اب کمسنی کا زمانہ نہین باقی کسی وقت مین تین لاکھون کے گلے کٹوا دیئے ہزارون کو زہر کھلوا دیا اب بھی اگر کسی جوان کو پاؤ تو تماشا دکھا دون وہ ڈر کے مارے چپ ہو رہین عمرو نے دلمین کہا کہ اللہ ری تیری خرمستی ابھی تک چولھہ روشن ہی نرگس پھر طنبورہ بجا کر گانے لگی عمرو نے پھر نکی کی تان کی نرگس کی جان آواز سے اڑی ہوئی تھی بس طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا عمرو پھر چپ ہو گیا نرگس نے پھر ان دونون کہاریونسے کہا کہ کیون کہو تمہارے کانمین آواز آئی جواب دیا کہ بلا لون ہان سچ تو ہی ہمنے بھی سنی کیا اچھی آواز ہی کہا ارے دیکھو کسکی آواز ہی کون ہی مرد خبیث تفحص کیا کوئی نہ معلوم ہوا کہاریون نے کہا کوئی آسمان پر گاتا ہوا جاتا ہوگا آپ طنبورہ بجائیے نرگس جادو پھر طنبورہ بجا کر گانے لگی مگر سب طرف چوکنا ہو کے دیکھ رہی ہی کہ عمرو نے پھر نکی کی تان لی اسنے دیکھا کہ پنجرے مین سے آواز آتی ہی پکاری او ہو یہ معلوم ہوا یہ تو گاتا ہی ارے پنجرہ تو اس نگوڑے مارے کا اُتار لاؤ وہ دونون کہاریان پنجرہ عمرو کا اُتار لائین

نرگس نے کہا کہ اے آپ گانا سنون ... سے کہا کہ آہستہ آہستہ بند بند سے الگ کیا کہ کر گھٹنے کے رانون میں کے تار تار سے پیچ کر کی
بند کر دی اب عمرو نے گانا شروع کیا ... ایسے وہ گھڑی گا سکے چپ ہو رہا نرگس پکاری اونگا عمرو نے کہا دایہ صاحب
جو شخص قید مین گرفتار ہوا ہے یہ خیال ہو کہ مجھکو گردن مارا جائیگا وہ کیسا نالہ گائیگا اور وہ کیا خوب قدردانی آپکی ہو کہ
آپ اذیت مین مجھے گانا سنتی ہین آپکی ... چپ سے باہر نکالیے ہاتھ پانون میرے تابوت مین ... چپ سے آ تا ہے کر شش
آواز کا جاتا ہے مجھے اچھی طرح سے نرگس جادو نے کہا او سوسے تو مجھکو دم دیتا ہوا ہے اسی گانے کے فریب مین آ
... اسطرح دن کے برباد کر دے یہ مین نہیں آیکی او دیکھ کر دم کر کے عمرو کو داغنا شروع کیا عمرو ناچار ہو کر گانا

غزل
نہیں بیتا سے انکار کو پانون کیونکر
ہاتھ بگڑی ہوئی اسی ضبط سے بنا ہین کیونکر
شعلۂ داغ دل آہ سے نہیں ہو کھتا ہے سودا
پیچھے ملتی ہین سر سے یہ بلا ہین کیونکر
آ لگی تاثیر اگر تیری زبان رکھتی ہے

اے آپ ٹھوکر ہین وہ مردے کو جلاتے کیونکر
شیشے رہتے ہین تو تڑپاتی ہے پاؤن ورگی
روشنی کرتی ہین گل تیز ہوا ہین کیونکر
دل تو کچھ کہتا ہے اور آنکھ سے کچھ بہت شنید لیا
اے ... وہ سالی فرقت مین دعا ہین کیونکر

اے ... چھپی کا سبب آنکھ بتا ہین کیونکر
... اشتہ نہ ہو ... بتا ہین جا ہین کیونکر
وستہ جاتی ہین یا دآ کے تیرے زلفون کی
ایسے ... دیکھنے والون کو منا ہین کیونکر
یہ غزل گا کر ... چپ ہوا تھا کہ آ ...

پھر ستیون سے داغنا شروع کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر گانے لگا لیکن دل مین کہتا ہے وہ فاحشہ اگر چھوٹا
تو پہلے تیری میخ مارونگا لیکن اسکی یہ کیفیت ہے کہ جب عمرو چپ ہوتا ہے یہ سیخ سے داغتی ہے اور گاتی ہے نہیں تو چھوڑ
لیکن ایک بیٹی ہے قیطاس جادو کی کہ نام اسکا مہتاب جادو ہے قیطاس جادو اسے بہت عزیز رکھتا ہے اسوقت
یہ باپ پاس سے اپنے گھر جاتی ہے طرف باغ گل خندان کے راستے مین مکان ہے نرگس جادو کا جب قریب اسکے پہونچی
آواز گانے کی کانمین اسکے آئی پہچین ہو گئی وہین ٹھہری ساتھ والیون نے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے عرض کیا کہ نرگس جادو
آپکے والد کی دایہ کا مکان ہے کہا کہ جلد دروازہ کھلوا تو چوبدار نے دروازے کو ہلا دیا کہا کہ جلد دروازہ کھولو شہزادی
کھڑی ہوئی ہے نرگس عمرو کو بار بار گوا رہی تھی کہ آواز چوبدار کی کانمین پہونچی نرگس جادو نے آپسے جہان دیدہ تھی سمجھ گئی
کہ مہتاب جادو آواز عمرو کی سنکر آئی ہے جلد سے پنجرہ عمرو کا کونے مین رکھدیا اوپر سے گودڑ کا ڈھیر لحاف رضائی
ڈالکر چھپا دیا اور دروازہ کھلوا دیا مہتاب جادو اندر مکان کے آئی نرگس جادو کو سلام کیا نرگس نے بلائین
لین کہا دایہ اماں خوب ہو لوٹ رہی ہو یہ کون تمہارے پاس گا رہا تھا نرگس بولی بیٹا مین صدقے مین قربان
میرے پاس گانے والا کون ہے مین اپنا جی بہلانیکو کچھ گا رہی تھی مہتاب جادو نے کہا دایہ اماں مین نے کیا تمہارا
گانا سنا نہین تمہاری ایسی آواز کہان جو مین سنتی سچ بتا کون تھا کہ جسکی ایسی آواز ہے تمام عمر نہیں سنی عجب خوشنما
آواز تھی کہ سنتے ہی جی بیقرار ہو گیا مین نے ایسی تاثیر نہیں دیکھی نرگس بولی سوا میرے یہان اور کون ہے مہتاب جادو نے
اپنے لوگون سے کہا کہ ارے ڈھونڈھو تو یہان ہے کوئی دایہ جان چھپاتی ہین مفصل نہیں بتاتی ہین لوگ اسکے سب طرف
لگے ڈھونڈھنے عمرو نے سمجھا کہ تھا کوئی تلاشی ہے آواز دی کہ صاحبو یہ مین بیچارہ مصیبت زدہ گرفتار بلا اپنے حال پر
روتا تھا گانا تو شے دیگر ہے مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ کون بولا اسنے کہا بیٹا گانیکی آواز اکثر اودھر آدھر سے
چلی آتی ہے مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ تو آواز اسی گھر سے آئی ہے عمرو نے پھر آواز دی کہ مین اس کونے مین ہون
پنجرے مین بند خواصین اور کنیزین مہتاب جادو کی دوڑ کر لحاف توشک ہٹا کر پنجرہ اٹھا لائین مہتاب جادو
کہا کہ بیٹا یہ بڑا مکار عمرو عیار ہے تمہاری بڑی بہن خورشید جادو نے اسکو پکڑ کر بھیجا ہے کیا کسی کے ہاتھ لگتا ہے
باپ نے تیرے ہر چند چاہا کہ کوئی اسے اپنے پاس رکھے کسی نے ایک شب کی حفاظت اسکی منظور نہ کی گو یہ قید ہے

تو باپ نے تیرے مجھے بلا کر اسکو دیا اور بہت تاکید کی کہ اسے بڑی ہوشیاری سے رکھنا یہ ایک بلا ہے روزگار ہی
تمام زمانہ کے ساحرون کو اسنے مارا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ جان اسکو مجھے دیجیے کہ رات بھر مین اسکو اپنے پاس
رکھونگی صبح کو لے لینا نرگس جادو نے کہا کہ قربان جاؤن یہ مال تمھارا ہی مگر مین اس مکار کو بغیر حکم قیطاس جادو کے
کیونکر دیدون اگر یہ تمھارے پاس سے چھوٹ گیا تو تمہین تو کوئی کچھ نہ کہیگا مجھکو سب رسوا کرینگے کہ تو نے کیا دلوا چاہین
پاس سفید پچھے ایسے مکار کو کیون اس بچی کو دیدیا جان تک میری تجھپر نثار مگر اسکو مین نہ دونگی مہتاب جادو
یہ سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہا کہ دایہ صاحب معلوم ہوا کہ تم قیطاس جادو کی دوست ہو اور ہم دشمن ہین
اور روہانسی روتی ہوئی اٹھی اور پھر اپنے باپ قیطاس جادو پاس چلی اب وہ وقت ہی کہ قیطاس جادو پلنگ پہ آکر لیٹا ہی
توجہ اسکی ریحانہ جادو ہی اس سے باتین کر رہا ہی کہ صاحب سامری وجمشید نے بڑا فضل کیا کہ وہ مکار کہ نام جسکا عمرو
عیار ہی گرفتار ہوکر آیا صبح کو سر اسکا کٹوا کر خورشید جادو پاس بھیجونگا یہی باتین تھین کہ مہتاب جادو روتی ہوئی
آئی اور زمین پہ پچھاڑ کھائی کہ ابھی ہم دشمن ہین ہمارا جینا ناحق ہی ریحانہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہ بیٹا کچھ کہہ تو
کیا ہوا قیطاس جادو کہ بیٹی کا عاشق ہی اسنے دیکھا کہ مہتاب جادو نے بال نوچ ڈالے ہین کپڑے پھٹے ہین منہ جلا کے
لال ہو گیا گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تو نے کیون حال اپنا تباہ کیا ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہی تو ڈھیلے نکلوا ڈالون انگلی دکھائی ہی
تو ہاتھ اسکا قلم کروا ڈالون کس سے تجھے رنج پہونچا بیان تو کر مہتاب جادو روئے جاتی ہی ہچکی لگی ہوئی ہی آخر کو جب
ماں باپ بہت صدقے قربان گئے تو ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بابا جان ہم تو آپکے دشمن ہین اور نرگس جادو
بڑی دوست ہین الله ہم ایسے بیگانے ہو گئے اور بے اختیار ہو گئے اور نرگس جادو مختار ہو گئین کہ اس [illegible]
عمرو سے کا نا سنے اور ہم مانگین عمرو کو تو ہمین نہ دین بس اب ہمارا جینا بیکار ہی یا ہم اپنی جان دینگے قیطاس جادو نے
کہا بیٹا یہ تو مقام شکر ہی کہ وہ ایسی تابع حکم ہی کہ اسنے عمرو کو تجھے بھی نہ دیا تو اور کو کا ہیکو دیگی کہا کہ ہان بابا جان
وہ بڑی معتمد ہین بے اعتبار ہین تو ہم ہین بس ہم زہر کھالینگے قیطاس جادو نے کہا تیرے دشمن زہر کھائین جو تیری
خوشی ہوگی وہی کرونگا مہتاب جادو نے کہا اگر آپ میری زیست چاہتے ہین تو مکار عمرو کو مجھے دلوا دیجیے قیطاس جادو نے
کہا اچھا چلو عمرو کو لوا دون اسیوقت اسکو ساتھ لیکر سوار ہوکر نرگس جادو کے مکان کی طرف چلا یہان نرگس جادو
اب مہتاب جادو کے جانے سے عمرو کو گالیان دینے لگی کہ تجھے بارے کیون چھپا دیا تھا تو کیون آیا تو نے اس چھوکری کو
رنجیدہ کروایا رات بھر مین تجھے ادھ موا کر دونگی تیرے وہ مکر و فند نہین جانتے ہین کہ تجھکو گھر کے عمرو کو دانتی ہی
اور عمرو ہر شب بلا جاتا ہی کہ یکایک آواز آئی کہ دروازہ کھولو قیطاس جادو آیا ہی نرگس دوڑی قیطاس جادو
کی بلائین لین کہا کہ بیٹا اسوقت تم کیون آئے ہو قیطاس جادو نے کہا کہ تمھارے بڑھاپے کے شوق سے دوڑا آیا لاؤ
عمرو کہان ہی ہمارے حوالے کر دو اسنے کہا کہ بیٹا تو مالک ہی جسے چاہے اسے دے مگر یہ مکار ہی مکر کرکے چھوٹ جائیگا تو
غضب ہو جائیگا قیطاس جادو نے کہا کہ اماں یہ لڑکی جان دیے دیتی ہی یہ تو نچ جائیگی اگر چھوٹ بھی گیا تو پھر گرفتار
ہو جائیگا یہ کہکر پنجرہ عمرو کا مہتاب جادو کو دیا کہ بیٹا مگر بہت ہشیار رہیو اسے اپنے پاس رکھنا اسکے قریب مین آنا
اور خود سوار ہوکر اپنے مکان کو چلا گیا نرگس جادو نے اپنی دونون کنیزون سے کہا کہ قیطاس جادو نے چھوکری کو لاڈ مین
رکھا ہی اور مثل مشہور ہی کہ لاڈلی بیٹی چھنال اور لاڈلا بیٹا گانڈو قیطاس جادو بہت خراب ہوگا بے یقین ہی کہ شہر
بھی مثل عنظلیا اُدسکے ویران ہوگا مگر مہتاب جادو پنجرہ عمرو کا ساتھ لیے ہوئے باغ گل خندان مین آئی پہلے پوشاک
بدلی پھر صحبت مین آکر بیٹھی اب عمرو نے دیکھا مہتاب جادو کو کہ مثل ماہ تابان سولہ سنگار کیے ہوئی چہرہ مانند شب چاردہ

روشن سن بھی کوئی چودہ پندرہ برس کا عین شباب سینہ پر ابھار نیم سا نکلا ہوا کمین پڑا ہوا کمر باریک پتلی کا عالم عمرو دیکھتے ہی
بدل مائل ہو گیا مگر مہتاب جادو نے بیٹھتے ہی حکم دیا کہ ارے کوئی ہے کھانا لاؤ اور عمرو کو بھی بسرعت باہر کا لا چلے
کھانا کھلایا بعد اسکے کہا کہ خواجہ ہم مشتاق ہیں ہمیں بھی علم موسیقی کا شوق ہے عمرو نے کہا کہ ہاتھ پاؤں میرے بیکار
ہیں میں کیونکر گاؤں بجاؤں مہتاب جادو تو سحر سے واقف نہیں مگر ساتھ میں سنبل جادو ساحرہ زبردست موجود تھی
اُس سے کہا کہ اے سنبل جادو عمرو کے گرد حصار سحر باندھو کہ یہ کہیں جا نسکے اور رد سحر کرکے ہاتھ پاؤں اسکے کھولدے
سنبل جادو نے کہا بلا لون بہت اچھا اور ایک کوری بدھنی میں پانی منگا کر اسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا اور گرد عمرو کے
چھڑکوا دیا بعد اسکے ماشکے دانے سحر دم کرکے مارے کہ ہاتھ پاؤں عمرو کے متحرک ہوئے اب عمرو نے سازندوں سے کہا
کہ ساز ملاؤ اور ہمارا ساتھ دو سبنے کہا بہت خوب اور ساز ملانے میں مصروف ہوئے عمرو نے جوڑی ہنسلی پونڈی
نے کی نکالکر قفلیاں درست کیں اور بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی شادان و فرحان گانے لگا غزل

بہت بھڑکی ہوئی ہے آتش گل صحن گلشن میں
رگ گردن ہماری قتل کو ہے تیغ گردن میں
سلامت ہے اگر زور جنون تو ہنگی قبا اکدن
جنہیں جلوہ دکھانا ہے ہی چھپتے ہیں چلمن میں
قیامت میں گریباں گیر کیوں اپنے نہ ہو قاتل
قضا فرق اسکے بتلا دے ہمارے دوست دشمن میں
نہ سمجھا کچھ بھی ہمکو عشق کا انجام کیا ہوگا

اسیدن آگ لگجائے نہ بلبل کے نشیمن میں
ہوئے ہیں شوق دید گل میں جو مرغ قفس مردہ
مجھے حیرت ہے جگر میں شوق سے زنجیر آہن میں
نکلجائیگا لیکر جوش سودا خون فاسد کو
ابھی تک خون عاشق کے ہیں چھینٹے دامن میں
برابر زلف کے گو غیر بیٹھے ہیں تو کیوں آہیں
پڑی شبنم سے ہاں آنکھ نے کیا پردہ [illegible]

بلا ہے اشتیاق دیکھ لیکر ہاتھ قاتل کا
شناسا ہے لہو صیاد اسکا بھولی [illegible]
ہے ور پردہ میں باتیں اشتیاق دل بڑھانیکی
کہ سو شمشیر دیکھی ہے ایک ایک گرم تن میں
دل اس شوخ کی ہے دلربا کوئی کوئی قاتل
ترستا ہے باہم الفت کر وہ لیتے ہیں [illegible]
ہمارے داغ خون اے آرزو یہ رنگ لالہ ہے

کہ جنکو شوق سے قاتل نے پھونکا ہے دامن میں غرض عمرو ایسا گایا بجایا کہ مہتاب جادو ہمہ تن محو ہو گئی اور ایسا اثر ہوا
کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بعضی جلیسیں مہتاب جادو کی اٹھ اٹھ کے عمرو کے گرد پھرتی تھیں کوئی بلائیں لیتی تھی
چار گھڑی تک عمرو بجایا گایا کیا بعد اسکے بانسری ہاتھ سے رکھدی اک گھڑی بھر تک تو وہی سماں بندھا رہا بعد اسکے ملکہ نے
تعریفیں کرنا شروع کیں عمرو نے رو کر کہا کہ اے ملکہ مہتاب جادو میں گاتا نہیں ہوں اپنے حال پر رو رہا ہوں جسکو ایسا
غم ہو کہ صبح کو مارے جاینگے وہ کیا خاک گائیگا زیست ہماری مانند چراغ سحری کے ہے یہ گانا تھا کہ رونا تھا جو آپنے سنا
اور گانا بجانا تو جب دل خوش ہوتا ہے جب خوب ہوتا ہے مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ تم میری جان کے ساتھ ہو کیا
طاقت کسیکی ہے جو تمکو میرے پاس سے لیجا سکے ہاں جب میں نہونگی تو بیشک مجبوری ہے خواجہ تم خاطر جمع رکھو کسیطرح
اندیشہ نکرو اور میں تمہیں چھوڑے دیتی ہوں لیکن میرے ساتھ دغا نکرنا کیونکہ میں نے کوئی خطا نہیں کی ہے عمرو نے
قسم کھائی کہ اے ملکہ میں تمہارے ساتھ فریب نکرونگا میں محسن کش احسان فراموش نہیں ہوں میں دشمن کو قتل کرتا ہوں
جب عہد و پیمان ہو چکا ملکہ نے سنبل جادو سے کہا کہ دائیہ امان اب وہ حصار جو سحر کا باندھا ہے کھول لو اسنے کہا بہتر
اور رد سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہو گیا مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ اچھا اب تم سو رہو صبح کو پھر میں سمجھونگی اور پلنگ عمرو
کیواسطے بچھوا دیا ملکہ بھی سو رہی عمرو بھی کئی روز کا جاگا تھا سو گیا جو کی پہر رات باقی تھا اٹھ بیٹھا دو گھڑی رات رہے سے
مہتاب جادو بیدار ہوئی عمرو بھی اٹھا منھ ہاتھ دھویا [illegible] ملکہ کے سامنے آ بیٹھا اور کہنے لگا میں یہ غزل شروع کی

اے فلک ظلم کی انتہا بھی ہے
وصل جانا اگر ہے نا ممکن

درد دل کی کوئی دوا بھی ہے
میری تقدیر میں قضا بھی ہے

قتل کرتا ہے [illegible]
[illegible] آہ [illegible] خطا کرتا

آہ کچھ میرا [illegible] بھی ہے
[illegible] تقدیر کی [illegible] بھی ہے

دشمن جان وہ جو خدائی ہی	چھڑ سنا کو کیا گلا کرے کوئی	کیا کرون جیسے اثر دہا بھی ہی	جلد بنا کام کا نہیں ہی نگار
نور نظر ملکہ عمرو سے گانے پر تو عاشق ہی ہوا ہی		ہو وہی کوئی رہنما بھی ہی	کس سے پوچھوں کدھر کو کیا ہوا یار

کرون میں یا نہ وہ ڈالکر ویسے الٹی اور عمرو کا بھی دل غم سے جو ان سے ہوا آیا تھا اپنے حال زار کا
اوسمین ایسے محبوب سے ہاتھ گلے میں ڈالکر روئے نے بیچین کر دیا یہ بھی زار زار رونے لگا مہتاب جادو اپنے آنچل سے
عمرو کے آنسو پونچھتی جاتی ہی غرض وہان صبح کو قیطاس جادو جو سپہ سالار ہی اٹھا ہاتھ منہ دھو کر دربار میں آکر تخت حکومت
بیٹھا امرا وزرا جمع ہوئے اور دو سپہ سالار ہیں اسکے نام ایک کا مظفر جادو ہی اور دوسرے کا غضنفر جادو ہی
قیطاس جادو نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم جاؤ اور عمرو کو مہتاب جادو کے پاس سے لاکر ہمارے روبرو حاضر کرو وہ دونوں
سوار ہو کر دروازہ باغ گل خندان پر آئے مخلدار سے کہا کہ جا کر ملکہ سے کہو کہ مظفر اور غضنفر عمرو کو لینے آئے
ہیں جلد اسکو رکاب میں بھیجیے کہ ہم قیطاس جادو کے پاس لیجائیں مخلدار وہاں سے اٹھکر ملکہ کے سامنے آئی دیکھا کہ ملکہ ہاتھ گلے میں
عمرو کے ڈالے ہوئے تعریفیں عمرو کے گانے کی کر رہی ہی اور جھوم رہی ہی اور آنسو دونوں کی آنکھوں سے جاری ہیں عمرو
ایسی حالت دیکھی کہ یہ بھی محو ہو گئی جب ملکہ نے پھر کر دیکھا تو اسنے سلام کیا اور ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ مظفر اور غضنفر
آپکے باپکے بھیجے ہوئے عمرو کے لینے کو آئے ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ جا کر انسے کہدو کہ میں عمرو کو آج اپنے پاس رکھونگی
اور کل اسکا سننا ہوگی کل آکر عمرو کو لیجانا مخلدار نے پیغام ملکہ کا آکر ان دونوں سے کہا مظفر نے کہا کہ ہمکو حکم بادشاہ کا ہی
ہم قید عمرو کی ضرور لیجاوینگے مہتاب جادو نے جو کلام مظفر کا سنا نہایت غضبناک ہوئی اور دروازے پر آکر کہا
کہ او نمکحرامو تمہاری بھی لیاقت ہوئی کہ عدول حکمی ہماری کرتے ہو شرم کہ مارکر نکلوا دوں مظفر چاہتا تھا کہ پھر کچھ
جواب و سوال کرے کہ غضنفر نے کہا بھائی ہمیں تمہیں لازم نہیں ہی کہ اسکے منہ چڑھیں کیونکہ بادشاہ کی بیٹی ہی
اور چہیتی ہی رات کو نرگس جادو کا حال سنا کہ خود قیطاس جادو نے جا کر اسکی خاطر سے عمرو کو چھین کر حوالے کر دیا تم
اگر تکرار کرو تو ایسا نہو کہ عتاب شاہی میں گرفتار ہوں یہ بیٹی ہی اسکی اسکو دم و ہوش چاہتا ہی جو خاطر اسکی ہوگی سو کسکی
نہوگی چلے چلو جو اصل اصل ہی کہدو ہمیں تمہیں یہ حکم نہیں ملا تھا کہ جبرا قہرا عمرو کو چھین لاؤ غرض اسکے سمجھانے سے
مظفر خاموش ہوا اور کہا اے ملکہ آپ مالک مختار ہیں ہماری مجال نہیں ہی کہ آپسے زبان لڑا سکیں ہم جا کر قیطاس جادو سے
عرض کیے دیتے ہیں یہ کلام سنکر غصہ ملکہ کا فرو ہوا اور دروازے سے پھر کر قصر میں آئی عمرو سے کہا کہ وہ دونوں گئے عمرو نے
ملکہ کو دعائیں دیں مگر مظفر و غضنفر نے جا کر تمام حال قیطاس جادو سے بیان کیا اسنے کہا کہ مجھے آزردگی مہتاب جادو کی
گوارا نہیں ہی جبتک وہ راضی نہوگی میں عمرو کو اس سے نہ لونگا غضنفر نے مظفر سے کہا کیوں بھائی کہو ہماری صلاح
کیسی ٹھیک درست پڑی یا نہیں اسنے کہا بھائی تم خوب سمجھے مگر یہاں عمرو نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا جب ملکہ سو رہی عمرو
وہاں سے اٹھکر علیحدہ درخت کے نیچے جا کر سو رہا ملکہ جو سحر کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھویا عمرو کو تلاش کیا تو نہ پایا لوگ چاروں طرف
ڈھونڈھنے لگے کہ ایک شخص باغ میں ایک درخت کے نیچے سوتا ہوا پایا ملکہ سے آکر کہا کہ عمرو زیر درخت سوتا ہی ملکہ آپ آئی عمرو کو شانہ
ہلاکر جگایا اور کہا کہ خواجہ ہم بڑی دیر سے تمہیں ڈھونڈھ رہے ہیں بلکہ بے یقین ہو یا چلا تھا کہ تم چلے گئے اور یہاں زیر درخت
نیچے سونیکا کونسا موقع تھا عمرو بولا ملکہ لشکر کو ہر وقت میں ہوشیار رہنا چاہیے سوتے میں بھی غفلت نکرے اسوقت مجھکو نیند
بہت آئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ ای عمرو ابھی دو جادوگر تیرے لینے کو آئے تھے وہ پھر گئے ہیں مبادا اتر آیا اب کسی اور کو بھیجا
کہ عمرو جس حالت میں ہو جا کر اٹھا لاؤ اور میں یہاں سوتا ہوتا تو سب تمہاری محنت برباد جاتی اور میں بھی کہیں کا نرہتا
اس خیال سے ایسے مقام پر جا کر سو رہا کہ کسیکا خیال بھی ادھر نہ آسکے اور میں تمہارا ممنون احسان ہوں تمہیں چھوڑ کر

عمرو بھاگ کر کہان جائیگا پھر پکڑا آئیگا مہتاب جادو نے کہا کہ باوا جان کل کو جو کچھ فتور اُسنے برپا کیا تو یہی ہوگا کہ مہتاب کو
اُسکو چھوڑ کر قتل کروایا مین اپنی جان دونگی کہ یہ بدنامی نہ سنون ہائے عمرو ہماری جان لینے کو یہان آیا تھا اور تڑپی جاتی ہے
مچھلی جاتی ہے کہ اچھا تم نہ چھوڑو گی تو غافل ہوگے مین زہر کھا لونگی کنوین مین گر دونگی جب قیطاس جادو نے دیکھا کہ مہتاب جادو
نہین سنبھلتی ناچار اسکو پکڑ دھکڑ کر سوار کر کے اپنے گھر مین لایا پلنگ پر لٹا دیا لیکن مہتاب جادو روئے جاتی ہے قیطاس جادو
اور ریحانہ ہر چند دلاسا دیتے ہین مگر نہین مانتی دن بھر اسیطرح گذرا نہ کھانا نہ پانی تمام گھر ہلاک ہے آخر روتے روتے سو گئی بس
قیطاس جادو نے بیچ مین پلنگ مہتاب جادو کا کیا ایک طرف اپنا پلنگ دوسری طرف ریحانہ کا پلنگ پاس خوف ہے کہ ایسا نہو
یہ سوتے سے اُٹھے اور ہم بھی سو جائین تو یہ زہر نہ کھا لے کنوین مین نہ گر پڑے اور ریحانہ سے کہا کہ صاحب تم سو رہو مین جاگتا ہون
ریحانہ سو رہی ہے عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ قیطاس جادو نے ریحانہ کو چونکا کر کہا کہ
صاحب تم ذرا اُٹھکر بیٹھو مین دو گھڑی لیٹ رہون اُسنے کہا تم شوق سے سوؤ مین جاگتی ہون قیطاس جادو لیٹتے ہی
سو گیا ریحانہ کی آنکھون مین نیند بھری ہوئی تھی لیٹ گئی کہ لیٹے لیٹے جاگا کرونگی ایک لحظہ بھر کے بعد سو گئی عمرو تو جاگتا تھا
پہلے آہستہ آہستہ آواز دی اماں جان باوا جان جب کوئی نہ بولا اور دونکو پکارا کسی نے جواب نہ دیا چپکے سے اُٹھکر پہلے تو
پروانے بیہوشی کے چراغ کی لو پر مارے اس خیال سے کہ شاید کوئی جاگ اُٹھے تو سارا کھیل بگڑ جائیگا جب خوب بیہوشی
اُڑ گیا اپنا اطمینان کر لیا قیطاس جادو کی زبان مین سوزن دیکے زنبیل مین ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن بھاری
لگا کر اسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا صبح کو جو اُٹھا ریحانہ جادو سے کہا کہ صاحب میری مہتاب جادو کہان ہے
اسی لیے مین تمکو چونکا کر لیٹا تھا تم سو گئین وہ غیرت دار تھی نکل گئی یا کنوین مین گر پڑی ہائے مین مہتاب جادو کو
کہان پاؤنگا ہائے میری جان کہان گئی مین بغیر تیرے کیونکر زندگانی کرونگا اور ریحانہ سے کہا کہ قرطامہ تجھے سمجھونگا
ذرا مہتاب جادو کو ڈھونڈھ لاؤن میری تو جان جائیگی مگر سبکو مار لونگا تو مرونگا یہ کہکر پوشاک سرخ پہنکر بارگاہ مین
آیا روتا ہوا کہ ہائے میری مہتاب جادو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا سب امرا وزرا جمع تھے سلام کیا اگر قیطاس جادو
روئے جاتا ہے کہ ہائے مہتاب جادو مین نے تمام عمر اپنی ضائع کر کے تجھکو پایا تھا مین تو تیرا عاشق تھا ہائے معشوق آ
ہوش و حواس میرے تو کہان گئی تجھے کہان ڈھونڈھون اور تمام ساحرون سے حکم کیا کہ جا کر تلاش کرو شاید مہتاب جادو
کہین ملجائے وہ مارے شرمندگی کے سر پھوڑ نکلگئی اور رہا جو اگر آج شام سے رات تک اسے نہ پیدا کیا تو اپنی جان دونگا
اور کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اس تخت سلطنت کو آگ لگا دونگا اور تمام شہر کو ویران و خراب کرونگا ساحر چار چار
تلاش کو روانہ ہوئے یہان قیطاس جادو روئے جاتا ہے کہ ہائے مہتاب جادو اور چوبدار سے کہا کہ جا کر نرگس جادو کو
بلا لا جو کچھ کہ اس قحبہ نے کیا شاید عمرو سے وہ کہا اس سے نہ یہ آفت آتی جلد اس مردار کو لا چوبدار نرگس جادو
چلے ہوئے تھے کہ کبھی کسی نے ایک حبہ کسیکو نہ دیا تھا پانچ سات چوبدار ملکر گئے اور نرگس جادو کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا
کہ چل قحبہ بادشاہ نے یاد کیا ہے اور پیٹتے ہوئے اسے لائے نرگس جادو پکاری مجھ مندڑو کی کون تقصیر ہے جو اس ظلم سے بلوایا ہے
کہا کہ ہائے مہتاب جادو غائب ہو جائے اور تو جائین سے بیٹھے کیون تو نے کہا تھا عمرو سے سنا تھا جو مہتاب جادو اسکی
آواز سنکے لیگئی تیرے پیچھے ہا پہلے سے کہ عمرو نے مجھکو لوٹ لیا تھا فہر رکھا رہے اس قحبہ کے میخ ہونکی ٹھونکو اسیوقت چوبدار
ہاتھ مین میخ اُٹھا لایا جیسے اُسنے پہلے ہی سے بنا رکھی تھی بس میخ جو اس قحبہ کے ٹھونکی گئی تو اتنی بڑی میخ تھی کہ تالو مین نرگس جادو کے
ٹھونکی کہ یہ قحبہ تڑپ تڑپ کر فی النار و السقر ہوئی لاش اسکی فصیل پر پھنکوا دی بعد اسکے محل مین داخل ہوا ریحانہ نے
کہا کہ کیون او مردار تو نے میری مہتاب جادو کو ہاتھ سے کھو دیا اسیلیے مین تجھے چونکا کر آپ سویا تھا تو کیون جاگتی رہی

نہ تو سوئی نہ وہ غائب ہو جاتی اور تلوار کھینچکر ماری کہ ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوئے کچھ جادوگرنیاں اور لڑکی تھیں اُنسے
کہا کہ ارے کمبختو مجھے روکا نہیں نے ریحانہ کو مار ڈالا میں تو سودائی بنا ہوا ہوں اب کیا تمھیں زندہ چھوڑونگا
اور جس جس کو ساحر سمجھا مار تلواروں ٹکڑے ٹکڑے اُڑا لئے اور اسیطرح با تیغ خون آلود پھر بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھا
اتنے میں ساحر بھی آگئے کہا کہ کیوں صاحبو میری مہتاب جادو کو ڈھونڈھا عرض کی ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں پتا نہ لگا
کہا کہ خیر اب حکم کیا تمام شہر کے جادوگر جمع ہوں بموجب حکم تیس ہزار ساحر جمع ہوئے کہا کہ دست راست علیحدہ ہوں دست چپ
علیحدہ پندرہ پندرہ ہزار ساحر دونو طرف ہوگئے اب مظفر و غضنفر کو سامنے بلایا اور کہا کہ ہمنے تمھیں بھیجا تھا کہ
عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ تم کیوں نہ لائے خالی کیوں پھر آئے مظفر نے کہا کہ پیر و مرشد میں تو سپر اڑا ہوا تھا
کہ عمرو کو لیکر جاؤنگا غضنفر مجھے پھیر لایا کہا کہ کیوں اے غضنفر تو کیوں مانع آیا اگر مظفر عمرو کو لے آتا تو یہ آفت نہ مجھپر
آتی اور سپاہ دست راست سے کہا کہ مارو غضنفر کو یہ حکم سنتے ہی وہ تلواریں کھینچکر غضنفر پہ گرے اور اسکے ہمراہیوں
سمیت اسکے ٹکڑے اُڑا دیئے بعد اسکے ادھر کے جادوگر کو بلایا اور کہا اے مظفر تو نے یہ کیا کیا تیرا ہمچشم تھا تو نے اسے قتل کیا
اور اسی نمکحراموں نے کیوں دست راستیوں کو قتل کیا ارے ماروان نمکحراموں کو وہ جتنے آدھے جادوگر تھے اُنھوں نے مظفر و
اُسکے ہمراہیوں کو قتل کیا اب جو ساحر باقی رہے اُسنے کہا کہ میں تو غصے میں تھا تمنے کیوں مظفر و غضنفر کو قتل کیا تمھیں
عذر کرنا لازم تھا ارے ہان ماروان حرامزادوں کو اور لوگوں نے اُن جادوگروں کو قتل کیا لیکن کسی ساحر نے مارے
خوف کے سحر کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا کہ یہ دستار بدل بھائی ہر شمشیر ساحر کا ہمارا سحر اسکا کیا کر سکتا ہے سلیمان دشت میں
مارے گئے اب حکم کیا اور جتنے جادوگر شہر میں ہوں اُنکو لاؤ کہ پاسے کوئی رفیق میرا نہ رہا اب جتنے جادوگر شہر میں باقی
وہ بھی جمع ہوئے اُسنے کہا کہ کیوں صاحبو ہم تو اس مصیبت میں گرفتار ہیں کہ بیٹی ہماری جو چراغ خانہ تھی وہ
اسطرح برباد ہوئی تم اپنے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے ہو نہ ہمارے ساتھ ماتم میں شریک ہوئے نہ مہتاب جادو کو
ڈھونڈھا ارے ماروان جادوگروں کو سب جادوگروں کو قتل کروایا اب کہا کہ کوئی جادوگر کہیں باقی ہے لوگوں نے
عرض کیا کہیں نہیں کہا جسے ایک منتر ایک تخچہ بھی آتا ہو اسے بھی لاؤ القصہ جب سب جادوگر مارے جاچکے اور
کوئی ساحر شہر میں باقی نہ رہا جو بچا بھی وہ خوف کے مارے نکل گیا قیطاس جادو نے کہا مہتاب جادو کے ساتھ
گھر بار میرا برباد ہوا تمام خاندان میرا قتل ہوا اب میں جی کے کیا کرونگا ارے جلد تین کنوئیں کرو اُسکے اندر تیل
سلگاؤ اور کڑاہیوں میں تیل گرم کرو کہ میں نے کہا ہلاک کرونگا سینے کہا کہ ارے اس ظالم نے کتنوں کو ناحق الزام
دیدیکر مارا ہے یہ بھی جلد غارت ہو تو بہتر ہے کہ اسکے شر سے باقی لوگ تو محفوظ رہینگے سینے جلد ہی جلدی تین کنوئیں کھدوا کہ
آگ جلائی کڑاہیوں میں تیل گرم کیا بعد اسکے قیطاس جادو سے عرض کیا کہ سب کچھ تیار ہے عمرو اندر گیا دروازہ بند کیا
قیطاس جادو کو زنبیل سے نکالا ہوش میں لایا اور کہا کہ اے قیطاس تم عمرو بن امیہ ضمیری ہے تمام شہر کو میں نے
قتل کیا اور سب جادوگروں کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے اگر دین اسلام قبول کر تو تجھے چھوڑدوں اسنے گردن
ہلائی کہ میں کبھی مسلمان نہ ہونگا بس عمرو نے اُسے اُٹھا کر تیل کے کڑاہے میں ڈالدیا کہ جل بھنکر تیل میں مل گیا
غلغلہ عظیم برپا ہوا تاریکی ہوگئی پانی برسنے لگا شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگے جب تاریکی برطرف ہوئی ایک آواز پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام من قیطاس جادو بود حیف جان دادم و بمطلب خود نہ رسیدم مکان سحر کے شیشے دنا بود ہوگئے
سنتے جاتا کہ قیطاس جادو مرگیا خوش ہوئے کہ فی النار ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی قیطاس جادو تنا
باہر آیا سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا کہ صاحبو تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں سنبے ودستان

عرض کیا کہ آپ ہمارے بادشاہ قیطاس جادو ہین کہا کہ قیطاس جادو تو واصل جہنم ہوا مین ہون ہر کہ داند
داند ہر کہ نہ داند بشناسد نعرۂ عمرو عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ۔ رنگ از رخ بخت سکندر ببرم ۔ در مجلس خسروان
ساقی ملبوس و خم و شیشہ و ساغر ببرم ۔ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عمرو بن امیہ
نامدار آگاہ ہو کہ مین نے سب جادوگرون کو مع قیطاس جادو مارا اگر تم سب مسلمان ہو اور اطاعت میری قبول
کرو تو خیر ہین کچھ نہ کہونگا ورنہ ایک ایک کو قتل کرونگا یہ سنکر سب نے خیال کیا کہ واقعی دین مسلمانان برحق ہے کہ عمرو کس حال
آیا تھا اور کیونکر چھوٹا اور اکیلے نے اتنے ساحرون کو مارا دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ عمرو ہین تو ہمنے بدل و جان
آپکی اطاعت قبول کی اور فرعون پر لعنت کی عمرو تخت پر بیٹھا تمام شہر مین دھوم ہوئی کہ عمرو نے تمام جادوگرون کو
مارا اور آپ تخت شاہی پر بیٹھا ہے تمام شہر نے آکر اطاعت اختیار کی اب عمرو نے مہتاب جادو کو زنبیل سے نکالا
اور فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوئی اور کہا کہ خواجہ
مین تمھاری عاشق صادق ہون تمکو کسی سے سروکار نہین عمرو نے عقد اپنا مہتاب جادو سے کیا اور شہر مین منادی
کی کہ شہر مین کوئی یہ چرچا نکرے کہ عمرو نے قیطاس جادو کو مارا اور تمام ملک کو برباد کیا اور عمرو نے مہتاب جادو سے
کہا کہ مین جاؤنگا خورشید جادو کے قتل کرنے کو اور اسیوقت صورت اپنی ریحانہ جادو کی بنائی اور آپ مہاڈول پر
سوار ہوے اور دو سو گاڑی اور تیار کی تھی کہ بیلونپر سلطانی بانات کی جھولین پڑی ہوئین سینگون پر سونے
چاندی کی سنگوٹیان چڑھی ہوئین اور ہر ایک گاڑی کی پوشش بھی بہت تکلف کی غرضکہ اس ساز و سامان سے عمرو
بشکل ساحرہ ریحانہ ہو سوار ہوا اور ایک سر نقلی عمرو کا بنا کر رومال مین باندھکر خوانمین رکھوا لیا اور چلے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب شہر خورشید پہنچے

اب دو کلمے داستان مظفر اور منصور ہو کر عمرو بن امیہ نامور کا قیطاس کوہ پر پہنچے اور آنا خورشید جادو کے پاس اور دوسری مرتبہ گرفتار ہونا اور قتل کرنا

استادان سخنور و صاحبان ذی ہنر اوہم قلم کو عرصۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ مہتر عیاران عالم یعنی عمرو
بن امیہ نامدار بعد از بربادی کوہ قیطاس بصورت ریحانہ جادو کی بنکر قریب دروازۂ شہر پہونچے لیکن خورشید
انتظار کر رہی ہے کہ سر عمرو کا آوے تو لشکر حمزہ کا استیصال کرون اور بختیارک دونون وقت اسکے لیے کھانا لاتا
اور اہل اسلام کے قتل کی گفتگو کرتا ہی چلا جاتا ہے کہ بعد ہفتے کے ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ ریحانہ جادو قیطاس کوہ سے
آتی ہین خورشید جادو اسیوقت سوار ہو کر انکے استقبال کیواسطے روانہ ہوئی تھوڑی ہی دور آئی ہوگی کہ جلوس
نمایان ہوا بعد نکلنے جلوس کے مہاڈول ریحانہ کا نظر آیا اور دو سو گاڑیان پیچھے تھین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے ریحانہ سے
کہا کہ خورشید جادو آتی ہین ریحانہ نے کہا سواری روک لو غرضکہ سواری رکی خورشید جادو نے آگے بڑھکے سلام کیا
ریحانہ نے دعا دی اور آگے بلایا جب خورشید جادو قریب آئی ریحانہ نے سر گلے سے لگا لیا کہا کہ اے فرزند تجھمین حالت نہین
رہی ابتک غم حیات جادو کا بھولا نہین خورشید رونے لگی اور کہا کہ اماں جان کیا بیان کرون اسکی صورت ابتک مجھے
نہین بھولتی ہر وقت آنکھونکے سامنے رہتی ہے تصویر اسکی کہا کہ سچ ہے جب تو تیری یہ حالت ہوگئی ہے غرض باتین کرتی ہوئی
شہر مین آئی قبر حیات جادو کی دکھائی اور اسکی قبر پر خورشید بہت روئی بہت پیٹی ریحانہ نے خورشید کو پکڑ لیا کہا کہ بیٹا
اسقدر رنج و آہ و زاری نہ کرو کیونکہ اگر رونے پیٹنے سے مردہ جی اٹھے تو کچھ مضائقہ نہین ورنہ اپنی جان دینے سے کیا
نفع بقول عرفی ۔ عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال ۔ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ۔ بیٹا مقدر مین حیات جادو کے
یہی لکھا تھا ناچاری ہے اور مین بھی سنکر آئی تھی کہ حیات جادو ماری گئی مجھے یقین تھا کہ خورشید جادو اسے بہت چاہتی ہے

مبادا وہ اپنے تئین ہلاک کرے تجھکو جو آکر دیکھا تو عجب حالت تیری پائی ہین بیٹا اب صبر کر غم کی بھی انتہا ہی خورشید نے رو کر
کہا کہ ای والدہ ہر وقت حیات جادو آنکھون کے سامنے رہتی ہی مین کیونکر بھولون ہرچند چاہتی ہون ضبط کرون مگر ضبط نہین ہوتا
یہی دل چاہتا ہی کہ چیخین مارکر روؤن ؎ ہرچند نگفتیم کہ پنہان سر عشقم ۔ دل ہین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن
ہرچند چاہتی ہون کہ دل سے بھلادون مگر نہین ممکن ریحانہ نے سینے سے لگایا کہا کہ ای خورشید حیات جادو تیرے پیٹ سے
نہین پیدا ہوئی تھی تونے اُسے پالا تھا اُسکے واسطے یہ حالت ہی ہمارے جگر کو دیکھو کہ تیرے غم کھانے سے کیا ہمارے دل پر
گذرتی ہوگی تجھے ہمارے سر کی قسم اب یہ غم والم اپنے دل سے دور کر یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی کہ ملک بختیارک لقا
کیطرف سے ریحانہ جادو کیواسطے ضیافت لایا ہی خورشید جادو نے کہا کہ بلالاؤ غرضکہ بختیارک آیا چار سو ہنگی
کھانیکی اور کشتیان پوشاک وجواہر کی لاکر گذرانی لیکن متردد وحیران ریحانہ کیطرف دیکھتا تھا خورشید جادو نے کہا کہ
اماں جان کچھ کھا لیجیے کہا کہ تو جانتی ہی کہ مجھے بھی دل نہین چاہتا اور ابھی بھوک بھی نہین ہی تو کھانے میرے واسطے رہنے دے
دو چار گھڑی کے بعد مین کھالونگی خورشید جادو نے کہا کہ اماں جان مین بھی تمھارے ساتھ کھاؤنگی اور کہا کہ ان خوانونکو
فلان مکان مین رکھوا دو اور وہین ریحانہ کیواسطے پلنگ بچھا تھا وہ خوان لاکر وہین چن دیے گئے ریحانہ پلنگ پر
جا لیٹی اور کہا پردے چھوڑدو اُسیوقت پردے چھوٹ گئے ثمرو نے بیہوشی تمام کھانے مین ملائی مگر ایک قاب حلوے
اپنے واسطے رہنے دی دو گھڑی بعد اُٹھ بیٹھی کہا کہ مجھے نیند نہین آئی اور خورشید میری وجہ سے بھوکی ہی جلد اُسکی
عزیز ہی خورشید کو بلالاؤ اُسیوقت خورشید دوڑی ہوئی آئی ریحانہ نے کہا ای فرزند آؤ کھانا کھاؤ غرضکہ دسترخوان بچھا
اور کھانا چنا گیا ریحانہ پکاری کہ بیٹا اب کھاؤ اور اپنے ہاتھ سے ایک نوالہ بناکر دیا کہ کھاؤ اُسنے نوالہ ہاتھ مین لے لیا
اور منھ کے برابر لائی تھی کہ نوالے مین سے شعلہ نکلا خورشید جادو جھجھکی اور نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا بعد اُسکے کچھ پڑھکے
دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی خورشید نے پوچھا یہ کون ہی پتلی نے کہا یہ ثمرو ہی اور یہ تمام کھانا بیہوشی آلود ہی اب
خورشید جادو نے ریحانہ کیطرف دیکھا ریحانہ بولی ای فرزند تجھے ابتک حیات جادو کا خیال ہی میرے سر کی قسم
کچھ کھالے خورشید پکاری او دزد باریک گردن ساربان زادے غضب کیا تونے معلوم ہوا کہ قیطاس کوہ کو ویران
کر آیا ریحانہ نے کہا ای خورشید تجھکو کچھ جنون ہوگیا ہی تو کہتی کیا ہی ہوش مین آ خورشید نے ندا کیا کہ اگرچہ مین تیرے
جال مین گرفتار رہون مگر ایسی نہین ہون کہ تو فریب دے سکے مین نے پہلے ہی اسکا انتظام کرلیا تھا اور دیکھ تو یہ سحر کی پتلی
کیا بیان کرتی ہی اگر تو ثمرو نہین ہی تو کیا یہ اُسنے غلط کہا اب ثمرو کو یقین ہوا کہ یہ مجھے پہچان گئی کہا کہ اری لڑکی ہان سبکو
مار کر آیا ہون اور تجھے کیا چھوڑونگا اور خنجر کھینچکر پہلو پر خورشید جادو کے مارا مگر یہ تحفہ ایک تو روئین تن دوسرے
حفظ سحر مین ہی خنجر پڑتے ہی ٹوٹ گیا ثمرو بھاگا خورشید نے گھیر کر ایک ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے ثمرو کے پیر پکڑ لیے
خورشید نے دوڑ کر ہاتھ ثمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ ابتو آرزو دلکی اپنی پوری کی اب سچ کہ کہ قیطاس کوہ پر تونے کیا کیا
ثمرو نے کہا کہ سبکو قتل کیا کسیکو زندہ نہین چھوڑا اب یہان آیا تھا کہ اب تجھے بھی قتل کرون مگر تیری زندگی تھی کہ تو بچ گئی
خورشید اپنے مان باپ کے واسطے بہت روئی اور کہا کہ کوئی جاکر بختیارک کو بلا لاؤ کہ ثمرو جادوگر گیا اور یہان بختیارک اُسی پیچ کر
لقا کے پاس آیا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای لقا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مین دعا سے خیر مانگتا ہون لقا نے کہا کیون کیون تو آج اسقدر
گھبرایا ہوا کیون ہی بختیارک نے کہا کہ وہ آگئے اُسنے کہا کون بختیارک نے کہا کہ مرشد کامل ہین دیکھیے خورشید جادو
بچتی ہی یا نہین برا حال مرشد نے پھیلایا ہی لقا کہہ رہا ہی کہ ای شیطان درگاہ خورشید جادو بہت سیانی ہی دیکھیے کیا دکھاتی ہی
تم آؤگے بختیارک کہہ رہا ہی کہ ہو نہین ہوا اتنے مین اخگر جادو جا پہونچا بختیارک سے کہا کہ چلیے ملکہ نے یاد کیا ہی اُسنے کہا

کہ خیر تو ہو انخگر نے کہا خیریت ہی جلدی پلٹیے بختیارک پھر سوار ہو کر شہر مینا میں آیا خورشید جادو کو سلام کیا خورشید نے کہا
ملک جی تم جو کہتے تھے وہی ہوا دیکھو وہ مکار گرفتار ہی تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کر کے آیا ہی ہمارے گھر بھر میں کوئی
باقی نہیں رہا بختیارک نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا انکا یہی دستور ہی مگر ای ملکہ خورشید جادو تمنے کار نمایان کیا
شعر عمید تو کس را نبود دسترس ہوا نچہ تو کردی نکند ہیچ کس ای ملکہ خوب پہچانا تمنے اور کسیکا مقدور نہ تھا کہ مرشد کو پہچان سکتا
اور پھر کر عمرو کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد سنئے تو مار ڈالنے میں قصور نکیا تھا مگر قسمت میں یوں ہونا تھا ناچاری ہی
گو حضور گرفتار ہیں مگر کوئی آپکی پشیم کندہ نہیں کر سکتا عمرو بولا ملک جی تمھاری بن پڑی ہی جسطرح چاہو چبا چبا کر
باتیں کرو لیکن خورشید جادو نے کہا کہ خواجہ بختیارک میں اسکو ایک دم تو زندہ چھوڑنیکی نہیں اور انخگر جادو کو
آواز دی وہ حاضر ہوا کہا کہ جلد لیجا کر سر اسکا کاٹ لا انخگر جادو لیگیا ایک گھڑی بھر کے بعد حسب دستور سر کاٹ لایا
اور سامنے رکھدیا کہا کہ اسے لشکر سے پر چڑھا دے وہ لیگیا بختیارک نے کہا ای ملکہ خورشید جادو سچ کہو کہ عمرو واقع میں
مارا گیا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی مرنے میں بھی تجھکو شک ہوتا ہی بختیارک نے کہا البتہ میں نے آنکھوں سے دیکھا ہی کہ
لعل جادو نے شہر مشتری حصار کے سامنے اسیطرح قلعہ بنا رکھا تھا اور اسیطرح سب خدا پرستوں کے سر کاٹ کر
کنگوروں پر چڑھا دیے تھے جیسے وہ ماری گئی سب خدا پرست زندہ ہوگئے اسواسطے میں نے تم سے پوچھا تھا اور عمرو کے
مرنے میں تو مجھے بڑا شک ہی خورشید جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر میں نے فی الحقیقت سبکو قتل کیا ہی بختیارک
یہ سنکر بہت خوش ہوا مگر خورشید جادو نے بال تو اپنے کھول دیے اور پیٹنے لگی کہ ہاے ای مادر مہربان و پدر بزرگوار اور
باقی عزیزوں کا نام لے لیکر روتی تھی اور پچھاڑیں کھاتی تھی بختیارک سمجھا رہا تھا کہ ای ملکہ خورشید جادو جو کچھ ہونا تھا وہ
ہو گیا اب تم کیوں آپکو ہلاک کرتی ہو خورشید روئے جاتی ہی اور کہتی ہی کہ ہاے عمرو نے گھر بار میرا برباد کیا تجھکو کہنیکا
نہ کہا بختیارک نے کہا کہ ملکہ جی کل ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی تم جا کر طبل جنگ بجواؤ بختیارک وہانسے لقا کے
پاس آیا اور کہا کہ خداوند عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کیا سب عزیزوں انکو خورشید جادو کے مارا مگر خورشید نے
عمرو کو بھی مارا اب نہایت غضبناک بیٹھی ہی کہتی ہی کہ کل ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگی طبل جنگ بجوائیے لقا نے کہا
میں نے یہی تقدیر کی تھی کہ عمرو قیطاس کوہ کو برباد کرے تو خورشید جادو وہانکی بادشاہ ہو اور سب خدا پرستوں کا
استیصال اسیپر منحصر ہی اور حکم دیا کہ نقیب طبل جنگ کل حمزہ کو اپنے قہر و غضب میں گرفتار کرونگا یہاں نقارہ رزمی
جب بجا تھی کہ ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران میں آئے لیکن روتے ہوے اور تمام حال بیان کیا کہ خواجہ
عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا وہاں سے خورشید جادو کی ماں ریحانہ کی شکل بنکر آئے تھے فکر میں قتل خورشید کے
مگر مقدر سے مجبور ہی ہو کر گرفتار ہوگئے اور خورشید جادو نے اسیوقت سر انکا کاٹ کر برج قلعہ چڑھا دیا اور لشکر لقا میں
طبل جنگ بجا ہی یہ سنتے ہی امیر نے نعرہ کو دشگاف کیا گریبان چاک کر کے اپنے کو زمین پر گرا دیا خاک اڑا کر پکارے کہ ای
مونس و غمخوار ای یار وفا شعار آخر تو نے اپنی جان دی ای عمرو مجھکو امید تھی کہ تو اس غم سے مجھے نجات دیگا لیکن تو نے
جان اپنی راہ خدا میں نثار کی ہزار حیف ای حمزہ فدا سے نام تو باد الہی و تم ہمکو بے آس کر گئے اور اب تمام لشکر میں اک سیا
غلغلہ ماتم ہی کہ عمرو سے تو توقع تھی وہ بھی مارا گیا اب لشکر اسلام برباد ہوا مگر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی
طبل جنگ بجے معلوم ہوا کہ منشاء ستم سارے صاحبقرانی کا میدان و رزم شمشیر میں ہونا تھا جب تمام عزیز و رفیق تو باغ فردوس کو
تشریف لیجا چکے عمرو سا رفیق جانی ہم سے فراز عدم ہوا اب حلاوت زندگی کی بدتر مرگ سے زیادہ ہی اور غم میں عمرو کے حشمت
و جنون بے لحاظ زیادہ بڑھتا جاتا ہی سب و ملاقات و سلام جواب دیتی ہی فراش کیطرف دیکھکر فرمایا کہ بارگاہ کو ڈھادو فرش

دور کرو اور فرش خاک پر مانند نقش پا کے بیٹھ باقی سردار اور اہل لشکر گرد اس شہریار کے جمع ہوئے فرمایا کہ صاحبو میں بچوں
کہتا ہوں کہ تم یوں اپنے کو ہلاک کرو جہاں جہاں تمکو پڑے چلے جاؤ تمہارا کوئی متعرض نہوگا صبح کو میں ہوں اور خاک اس
میدان کی ہے سبنے عرض کیا کہ اسوقت مصیبت میں آپکو چھوڑکر کہاں جائینگے دنیا میں کیسے اپنا منہ دکھائینگے جہاں آپکا پسینہ
گریگا وہاں اپنا لہو بہائینگے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ہم
جان نثار کرینگے تو آپ پر نوبت آئیگی اور آپکو ایسا نامرد سمجھتے تھے تو جان نثاروں میں کیوں رکھا جب ان سبنے یہ جواب دیا
علمکش اسلامیان و افسر مسلمانان کرب غازی کیطرف دیکھکر فرمانے لگا کہ اے قبہ دین ستون اسلام ہم تمھیں ایک خدمت سپرد کرتے
ہیں کہ تم ان چند دستہ و پا شکستہ یعنے ناموس کو اپنے ہمراہ لیکر لبانہ کعبہ کو چلے جاؤ کہ کل ہمارا خاتمہ ہے بعد ہمارے مرنے کے ناموس
تو نہ برباد ہو تو کوئی نہ کہے کہ یہ ناموس حمزہ کا اسیر ہوا جاتا ہے سوا تمہارے دوسرا نہیں ہے کہ اس بوجھ کو سنبھالے کرب غازی نے
عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار غلام کو اسوقت میں رسوا کیجیے ہمیشہ حضور خاکسار کی عزت افزائی کیا کیے اسوقت میں مجھے
ذلیل فرماتے ہیں اب جو میں ناموس کے ساتھ گیا تو زمانہ کیا کہیگا یہی سمجھیگا کہ کرب اس حیلے سے اپنی جان بچاکر چلا آیا یہ امر
مجھسے نہو ارشاد فرماتے ہیں یہ ننگ مجھکو گوارا نہیں ہے یہ گردن باریک متحمل اس بار گران کی نہوگی آخر ناچار شہریار گردون بارگاہ
ملا ایک سیاہ دار سریر جہانبانی مرد یک دیدہ شہریاری حسن العبا یعنے سعد بن قباد سے کہا کہ حضور ناموس کو لیکر تشریف
لیجائیں بادشاہ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے حضور سے کہ آپ مجھکو رسوائے عالم کیا چاہتے ہیں اپنی جان
نثار کرونگا بعد نوبت آپکی آئیگی میں کبھی آپکو تنہا نچھوڑونگا صاحبقران ادھر سے بھی بے آس ہوئے آپ بلایا نظر کردہ علی
عمران صاحب نظر کردہ گران یعنے مقبل قران حبشی کو اور گلے سے لگا کر فرمایا کہ وصیت حمزہ کی تمھیں یاد ہے کہ اس جنت آرامگاہ
اپنے ناموس کیواسطے کیا کہا تھا کہ بعد میرے ناموس پر ستوار ہے کوئی بچانیوالا نہیں ہوا اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ سب ناموس کو
لیکر بیابان میں نکلجاؤ اور حفاظت سے خانہ کعبہ پہونچاؤ قران رویا اور عرض کیا کہ آرزو میری یہ ہے کہ میں بھی غلامان حضور کے
نثار ہوں فرمایا کہ جان دینے سے زیادہ یہ کام ہے جسطرح ہو ناموس کو اپنے ہمراہ لے جاؤ کار ستانہ کر دو عرض کیا بہت خوب
میں موجود ہوں جب یہ راضی ہوا تو آپ صاحبقران محل میں تشریف لیگئے اور سرقہ میں تن کو دیکھکر روئے کہ یہ سفید
لباس پہنے ہوئے سوگ میں حمزہ کے بیٹھی تھی فرمایا کہ فلک ناہنجار نے تمھیں اس حال کو پہونچایا کہ افسر تمہارا مارا گیا اب کل بازی ہار گیا
ہے ہم اپنے عاشق صادق کی ملاقات کو جائینگے اگر کچھ پیغام کہنا ہو تو کہدو اسنے کہا کہ اے شہریار میں اپنے کو ہلاک کرونگی زندگی
بعد حمزہ کے دشوار و بار معلوم ہوتی ہے فرمایا اے سرقہ میں تن کل تم اور گردیہ بانو برابر ہو جاؤگی حمزہ نے ہمارا ساتھ دیا تم رفاقت
گردیہ بانو کی کرو رنڈاپا اپنا انکے ہمراہ کاٹو بس یہ کلمات جو زبان مبارک سے نکلے خواتین معظمہ میں اک کہرام مچ گیا ہر طرف سے رونے کی
صدا بلند ہوئی امیر ایک ایک کو رخصت کرتے تھے کہ قران نے آواز دی صاحب جلد سوار ہو صبح نزدیک ہے اور رونیکو تو تمام عمر ہے
اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ ابھی فرصت ہے اعدا کو خبر نہیں ہے سبنے تھمیں اور چوڑیاں بڑھائیں گہنا بدن سے دور کیا زیور سادے پہنے
تمام تھمیں چوڑیاں زیور کشتی میں لگاکر صاحبقران سے پاس بھیجدیا کہ آپ ہمارے والی و افسر تھے آپ سے یہ سب کچھ تعلق رکھتا تھا
اک عالم محشر انگیز برپا تھا کہ قران نے اسی حالت میں سبکو سوار کیا اور ایک لاکھ اسی ہزار عیار دلی علم نگوسار اور گردیہ بانو نے سوگ کر کے روانہ ہوئے ادھر

اب داستان مصیبت بیان بربادی مسلمانوں کی ہاتھ سے خورشید جادو کے بیان ہوتی ہے

کرادیان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ صاحبقران دوران چراغ اسلامیان سعد بن عنبا و کرب
غازی نامدار طلسم سحر خورشید سے آفت بچے تھے تمام رات رخصت ناموس اور وصیت میں بسر کی علی الصباح جب گریبان سحر چاک
ہوا آفتاب عالمتاب لرزاں ترساں بارنگ زرد فلک سنبل پر نمایاں ہوا بادشاہ اور صاحبقران اور جمیع اسلامیان کفن

سرو لیسے باندہ مہیاے قضا آمادہ مرگ ہوکر سوار ہوکر میدان جنگاہ مین آے مگر اب وہ لوگ ساتھ ہین کہ جنھون نے
ارادہ مرجانیکا کیا ہی اور تمام لشکر بھاگ کر کوہستانمین جا کر چھپا ہی مثلین کی مثلین خالی پڑی ہین کوئی بازار مین
نہین معلوم ہوتا اٹالے جھونکے پڑے ہوے ہین لیکایک فراش آ پر بیٹھا ہی عجب سناٹا ہی پادشاہ لشکر کو دیکھتے روتے
ہوکر میدان جنگ مین آے ادھر سے لقاے بے لقا کمال شان و شوکت سے میدان مین آیا دشت جنگ تیار ہوا کہ یکبار
شہر مینا کا دروازہ کھلا خورشید جادو تخت آتشین پر سوار اپنے ساحرون ہمیت نکلی لقا کو مجرا کیا میدان مین آکر
کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای خدا پرستو تمنے تو میری خانہ بربادی کروائی کوئی عزیز میرا عمرو نے زندہ نچھوڑا مین بھی کیا
تمھارا نام لیوا باقی رکھونگی دیکھو کیا حال کرتی ہون آو میرے مقابلے کو بس یہ کلمہ سنتے ہی کرب غازی مرکب آگے بڑھا کر سامنے
تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے آئے اور فرمایا ای کرب غازی تم ٹھہرو
ابھی ہمارے میدان نہین جانا ابھی تم بادشاہ پاس رہو کرب غازی نے عرض کیا کہ ای شہریار خدا آپکو زندہ و سالم رکھے غلام
پہلے نثار ہوگا اور اگر آپنے روکا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا امیر نے حسرت سے کرب کو دیکھا اور فرمایا بہتر جاؤ ایسے اپنی
داغ دکھانے ہیں کرب مجرا کر کے چلا امیر نے دعا دی کہ خدا اسے بچاے ادھر کرب غازی گھوڑا اڑا کر برابر خورشید جادو کے
پہونچا خورشید جادو نے پوچھا تو کون ہے حمزہ کا کہ اب تک تجھے حمزہ نے بچایا کرب نے اتنا باتون مین غافل پا کے آنکھ
بچا کر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین پڑ گئے بس کرب نے جھٹکا دیا کہ خورشید جادو منھ کے بھل زمین پر گرنے کو تھی کہ کچھ
پڑھ کر سنبھلی اور اف کی کہ شعلہ نکلا اور کمند جل گئی بس پیچھے ہٹکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ برابر کرب کے گرا زمین شق ہوگئی
کرب مع مرکب زمین مین سما گیا اور اسنے پھر مبارز طلب کیا حمزہ صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے
بادشاہ نے تخت پر بٹھوایا اور کہا کہ یا صاحبقران تمام عزیز و رفیق حضور پر سے نثار ہو چکے اب مجھکو میدان مین
جانے دیجیے کہ مین بھی جان اپنی فدا کرون اور سبکے سامنے سرخرو ہون کہ آپ نے میری یہ عزت و حرمت کی کہ بادشاہ کیا
ہمیشہ مجرا اسلام کیا سیا اب میری آبرو اسمین ہے کہ مثل اور فرزندون کے جان اپنی فدا کرون صاحبقران نے فرمایا کہ ای
شہریار یہ کبھی نہوگا کہ مین اپنے سامنے حضور کو میدان مین جانے دون آرزو یہ ہے کہ مین تخت کو اسیطرح آباد چھوڑ دون
اپنی زندگی مین حضور کو میدان نہین جانے دونگا آخر پکڑ کے گلے مین ہاتھ پڑ گئے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
خورشید جادو پکاری کہ ارے تم دونون میرے مقابلے کو آؤ بس امیر بادشاہ سے جدا ہو کر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین
چلے پیچھے بادشاہ اسلام بھی خنگ سیہ قیطاس پر بیٹھکر چلے خورشید جادو پکاری کہ ای حمزہ تیرے عیار کے ہاتھون
تمام گھر میرا جلا سارا شہر برباد ہوا اور مین اسی فکر مین ہون کہ تم خدا پرستون کا نام و نشان باقی نرکھون مگر مجھے رحم
آتا ہے اگر تو فرعون کو سجدہ کرے اور اطاعت لقا کی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون امیر نے فرمایا لاکھو لاکھ لعنت
فرعون و لقا پر کبھی مین باطل پرستی نہ اختیار کرونگا اور دوسرے یہ کہ تمام فرزند و رفیق میرے مارے جا چکے ہین
جیکر کیا کرونگا خورشید جادو نے کہا کہ ای حمزہ جو تو فرعون کو سجدہ کرے تو مین سبکو زندہ کر کے تیرے حوالے کر دون
فرمایا لاکھو فرزند ہون تو راہ اسلام مین نثار کرون اور فرعون پر کرور لعنت کرون بس خورشید جادو نے
خشمناک ہو کر گیند طلائی صاحبقران پر مارا کہ وہ برابر امیر کے آکر پھٹا اور چند قطرے سفوف کے اڑکر امیر پر پڑے کہ امیر
بیہوش ہو کر گرے لیکن بیہوش ہوتے وقت امیر نے تلوار ماری خورشید جادو پر تو نہ پڑی لیکن ایک سنگ گران کے
پڑی کہ قبضے تک اتر گئی اب امیر کو ہوش نہ تھا اک پنجہ پیدا ہوا اور اٹھا کر شہر مینا کو لیگیا بس یہ دیکھکر بادشاہ اسلام
تیغ بکف نعرہ زن خورشید پر جا پہونچے کہ خورشید جادو نے ہار اپنے گلے سے اتار کر سحر دم کر کے پھونکا کہ بادشاہ کے

بازو دونین لپٹ گیا اور مشکین بند ہوگئیں اور کھینچکر خورشید جادو پاس لیگیا اُسنے کچھ مٹی اُٹھاکر اسم سحر پڑھکر گرد
بادشاہ کے ڈالدی کہ اک بگولہ اٹھا اور بادشاہ کو شہر مینا کیطرف اُڑا لیگیا بعد اُسکے خورشید جادو نے روئی کا پہل
نکالا اور اک چنگاری آگ کی اُسپر رکھکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ آسمان کیطرف اُڑ گیا اور بلند ہوکر پھیلا کہ اک ابر
سرخ رنگ معلوم ہونے لگا اور ہوا سے گرم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی اب لشکر اسلام جدھر بھاگ کر جاتا ہے پناہ آگ سے
نہین ملتی بعد اسکے ایک صراحی پانی کی لیکر اسپر سحر دم کر کے زمین پر بہا دیا کہ وہ دریا بنکر موجین مارتا ہوا چلا اور چہار طرف سے لشکر
اسلام کو گھیر لیا اوپر سے آگ برستی تھی نیچے سے پانی غرق کرتا تھا ایک پہر بھر کے عرصے مین تمام لشکر اسلام غرق طوفان سحر
ہوا جس مقام پر اردو بازار تھا وہان بھی وہ دریا جا پہونچا اُسنے بھی ڈبو دیا اب نام و نشان اہل اسلام کا اُس میدان بلا مین
باقی نہ رہا جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بچ گئے خورشید جادو سب کو ہٹا کر اب پھری اور لقا سے پکار کر کہا کہ تم اپنے لشکر مین جاؤ
کل ہم قیطاس کوہ کو دیکھنے جائینگے اور وہان سے پھر کر آئینگے تو تمکو ملک سبائل مین بھیلکر طبل خدائی پر بٹھائینگے جبتک ہم
پھر کر آئین تم جشن کرو لقا نہایت خوشنود کمال مسرور اپنے لشکر مین آیا اور تیاری جشن کی کر کے مشغول عیش و عشرت ہوا
یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اخگر جادو سے کہا کہ ان تینون شخصون کے بھی سر کاٹ ڈال اخگر جادو نے بادشاہ
صاحبقران کرب ولا ور سبکے سر بہجا کر موافق دستور کاٹے اور کنگورون پر چڑھا دیے رات کو خورشید جادو نے بطمانیت
تمام آرام کیا صبح کو خواب خرگوش سے بیدار ہوئی کھانا زہر مار کیا بعد اُسکے اخگر جادو سے کہا کہ جلد تیاری کر قیطاس کوہ
چلنے کی اُسیوقت اُس بد کار جہنم نے سب سرداروں کے کنگرون پر سے اُتارے اور نیزون پر چڑھائے لاشین سبکی ہاتھیوں پر
لدوا دین آگے سر بادشاہ اسلام کا برابر اُسکے سر حمزہ صاحبقران کا نوک نیزے پر پیچھے اُسکے سر عمرو کا بعد اُسکے سر علمشاہ اور
کرب غازی و بدیع الزمان نامور کا اور تمام عیارون اور سردارون کا اور خورشید جادو اژدر آتش فشان پر سوار گرد
اسکے ساتھ کی جادوگرنیان فاضن قرقرے طاؤس ہنس پر سوار نوبت نقارہ بجتا ہوا علم و نشان کھولے ہوئے ساتھ والیو
کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو اس سار بان زادے نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا کہتا تھا کہ جادوگر کا تو نشان تک باقی نہین
چھوڑونگا مگر مہتاب جادو کا حال نہین معلوم کہ اسکو اسنے کیا کیا وہ کہتی ہین کہ بلا لون اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہی ہین تو
بچی ہونگی نہین جو سبکا حال ہوا وہی اُنکے دشمنون کا بھی ہوا ہوگا دوسرے روز آنا واپس لینے قیطاس کوہ سے سنا
کہ مہتاب جادو بائی بادشاہ ہیکل وہ ملکی تھی عمرو نے اُسکو بادشاہ کیا تھا کہا خیر سمجھا جائیگا یہ تو اس شوکت و شان سے روانہ ہوئی لیکن

اب چند کلمے داستان ملکہ قریشیہ سلطان کے بیان کیے جاتے ہین

قریشیہ سلطان لڑائی پر گرب بن قہقہہ سے گئی ہوئی تھی اُسکو شکست دے کر پھری ہر کوہ لاجورد کے برابر آکر خیمے مین
داخل ہوئی اور مسند پر بیٹھی تمام پریزادین سلطان ازرق پری سلاس پری جلاجل پری سیاہ ملک سیاہ کلاہ خواجہ
عبد الرحمن جنی وغیرہ گرد و اطراف مین بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا مجلس عیش آراستہ ہوئی کہ دل قریشیہ سلطان کا
خود بخود گھبرانے لگا ہر چند جی کو بہلایا مگر کسیطرح قرار نہ آیا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا کر خواجہ عبد الرحمن جنی سے کہا کہ خواجہ جی مین
خوشی مین ہون مگر دل کی یہ حالت ہے کہ خود بخود امنڈا آتا ہے تم ذرا علم نجوم مین حال میرے پدر بزرگوار کا تو دیکھو کہ وہ کس طرح سے ہین
خواجہ نے اُسیوقت سوا ہاتھ زمین لیپ کر اسطرلاب آفتاب کے مقابل کیا اور تختہ تعاقل قرعہ لفکر کو پھیکا کہ عندہ مفاتیح الغیب
لا یعلمہا الا ہو اور ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانہ رمل کے نگاہ مین کر کے احکام کو طرح دے کر نکالا مگر آنکھون سے آنسو بھر لایا
ملکہ قریشیہ سلطان نے بدحواس ہو کر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ قران صعب و نحس لشکر اسلام پر آیا ہے اور
سب گرفتار بلا ہین ستائیس پہر امیر اور زندہ ہین اگر اسمین گزند پہونچی اور حریف مارا گیا تو بچ نکلیگے ورنہ دشمن کم سکے

مارے جائینگے یہ سنتے ہی اُسیوقت دیوان تیز پر کو ساتھ لیکر پردہ دنیا کو روانہ ہوئی اور دیو تہندک سے کہا کہ تو لشکرگاہ
خواجہ عمرو کا تو آگے جاکر تلاش کر کہ لشکر بیدر بسر کو ار کا کہاں ہے القصہ تیسرے دن قرلیشیہ پردہ دنیا میں پہونچی اور دیو تہندک
ڈھونڈھتا ہوا سامنے میدان قیطاس کوہ کے پہونچا دیکھا تو سبزہ زار پر عمرو اور امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام بیٹھے ہیں اور ایک جادوگرنی اژدر آتش فشاں پر سوار اور چند جادوگرنیاں اسکے ہمراہ قاصر قرقیہ اہنس
وغیرہ پر سوار کمال خوش وہ چلی جاتی ہیں بس گریبان چاک کرکے روتا ہوا سامنے قرلیشیہ سلطان کے آیا حال بیان کیا
قرلیشیہ بیتاب ہو دوڑی اُسیوقت پہونچی کہ خورشید جادو سامنے دروازہ شہر قیطاس کوہ کے آچکی ہے ابھی داخل
نہیں ہوئی ہے کہ قرلیشیہ نے دیو ونخستہ کہا ان سب جادوگرنیوں کو پکڑ لاؤ دیو جو پیاسے تھے دوڑے تو جا کو دیں پکڑ کر
جادوگرنیوں کو اٹھا لائے دیو سہراب خورشید جادو کو اٹھا لایا مگر قرلیشیہ سلطان نے سر حمزہ صاحبقران کا
شہو سے ملنا شروع کیا اور خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ یہ کیسی نجوم تھی تمہاری تمنے سنا ہے بیس برس میں امیر کے
بچنا سے تک کہ باقی ہیں میں بیسویں برس پر یہاں پہونچی یہ کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ آپ جانتی ہیں کہ میرے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوا
خدا جانے کیا اسرار ہے اسکا عالم اللہ ہے کہ ملکہ قرلیشیہ سلطان نے کہا دیو سہراب سے کہ تو اس لکا لٹہ کو کہا جا اور دیووں کو
بھی حکم دیا کہ تم بھی کہا جاؤ ان سبکو ابو چلیسپان جادوگرنیوں کو پکڑ لائے تھے منہ میں پانی بھر آتا تھا بس جلدی سے
گولی مولی بنا کر کھا گئے اور دیو سہراب خورشید جادو کو مسالہ کہا گیا بس ایک غلغلہ دارو گیر پیدا ہوا اندھی چلی زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا اور پتھر پڑنے لگے آگ سے پرکالے گرنے لگے دیو پیٹ پکڑ پکڑ کے زمین پر لوٹ رہے تھے ہر ایک کے پیٹ میں درد
تھا غرضکہ چار گھڑی تک ایک قیامت برپا رہی بعد ازاں آوازیں پیدا ہونا شروع ہوئیں کہ نام من اختر جادو بود نام
من سہیل جادو بود نام من ناہید جادو بود اسیطرح سے بہ آواز آئی کہ شتی مارا نام من خورشید جادو بود اب جو
روشنی ہوئی قرلیشیہ سلطان کے ہاتھ میں سر حمزہ صاحبقران کا تھا دیکھا تو انگلیاں اسمیں گھسی جاتی ہیں اور ایک
اسم ارشی معلوم ہوتی ہے بصورت موجود دیکھا تو بادشاہ آدم کا سر بنا ہوا تھا خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ یہ سر تو بادشاہ
آدم کا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ اے ملکہ یقین جانو کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان زندہ و سلامت ہیں
دریافت کیجیے کہ لشکر امیر کا کہاں ہے وہیں چلیے اس شہریار کی تلاش کیجیے غرض وہ سر تو پھینکوا دیا اور لوگوں سے
دریافت ہوا کہ وہ شہر مینا پر لشکر گیا تھا بس قرلیشیہ سلطان اسی طرف روانہ ہوئی مگر حال گذشتہ کیا جاتا ہے گرفتاران
پیچ والم و محبوسان قید غم اسیران تحریر نیرنگ امیر کشور گیر جہانستان مع سرداران عالیشان کہ شہر مینا کے تہخانے میں
گرفتار تھے اور یا مقصد بار پاؤں میں قوت بالکل نہ تھی کہ وقت سستی اور کاہلی بر طرف ہو گئی عمرو نے کہا کہ خواجہ مجھکو
معلوم ہوتا ہے کہ خورشید جادو ماری گئی کس واسطے کہ اسوقت قوت میرے ہاتھ پاؤں میں معلوم ہوتی ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ
میں بھی اچھا ہوں قید سخت کچھ نہیں اور برائے امتحان عمرو نے ایک جست لگائی بس انکو دیکھکے بادشاہ اسلام اور سردار
بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھا اور پکار کے کہا کہ ہم بھی قید سے چھوٹے ہوئے ہیں امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ باہر نکلکر دیکھو تو عمرو
تہخانہ سے باہر آیا دیکھا کہ چار سر کٹے ہوئے چار کونوں پر کھڑے ہیں اور زرد اور نیلا سوت انپر لپٹا ہوا ہے اور اشقر دیوزاد
اُسکے ہمراہ اور سردار وہ سب مرے پڑے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں شہر مینا کا نام و نشان بھی نہیں ہے خوشی
خوشی آکر کہا کہ حمزہ مبارک ہو قتل کیا شہر مینا غارت ہو گیا امیر سرداروں سمیت تہخانے سے باہر آئے اپنے اپنے گھوڑوں پر
سوار ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ جا کر لشکر کی خبر لاؤ عمرو اسیوقت روانہ ہوا دو گھڑی کے بعد آکر کہا کہ لقانے جشن
کیا ہے خوشی خوشی ناچ رہا ہے اور نقارے بج رہے ہیں گھنٹہ رہا ہے کہ میں نے حمزہ کو غارت کر دیا اور بختیارک حرامزادہ بھی بہت

خوش ہی خیر سمجھا جائیگا ابھی مصلحت مین نہین بولا امیر نے کہا کہ خواجہ تم جا کر ہمارے لشکر مین خبر دو ہم چلتے ہین لشکر لقا کیطرف
عرض کیا بہت خوب ۔ اور روانہ ہوا امیر لشکر لقا پر چلے مگر یہان لقانے جشن کیا ہی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ صاحبو دیکھا
تمنے کہ وہ شخص دیرگیر ہی مگر سخت گیر ہی دیکھا کہ مین نے کیسا غضب ان خدا پرستون پر نازل کیا کہ سبکو ایک مرتبہ مٹا دیا سب پکارے
یا خداوند بیشک غضب سے ڈرنا چاہیے اور لقانے اکثر سردارون کو ملک بھی ابھی سے تقسیم کر دیے ہین نہایت خوش و خرم بیٹھا
کہ خورشید جادو آئے تو ملک سبائل کو چلین کہ دفعۃً بختیارک کی رگ بادریہ بخطالی جنبش مین آئی پریشان ہوا کہ کیا
سبب ہی خدا پرست سب مارے جا چکے اب کیا باعث ہی کہ اور زیادہ طبیعت پریشان ہوئی وہ مکان ویران معلوم ہونے لگا
گھبرا کر اٹھا کہ باہر تو جا کر دیکھون لقانے کہا اے بختیارک کہان جاتا ہی اُسنے کہا کیا عرض کرون آج مجھکو رنگ برا معلوم ہوتا ہی
اور آج مجھے یہ مکان ویران معلوم ہوتا ہی کہ آج یہان سے ہم بھاگینگے لقانے کہا او مادر بخطا حمزہ مع فرزندون اور سردارون کے
مر چکا سر انکے نیزون پر چڑھا کر خورشید جادو قیلماس کو لے گئی اور پھر تجھکو یہ باتین سوجھتی ہین بختیارک نے کہا کہ
یا خداوند مجھکو حمزہ کے مارے جانے کا یقین نہین ہی کسواسطے کہ ایسا مرتبہ ہوا ماہان جادو نے حمزہ کا سر کاٹکر دروازہ دمشق پر
چڑھا دیا تھا جب وہ ماری گئی تو سب سردار زندہ ہو گئے اور یہ تو آپکی دیکھی ہوئی بات ہی کہ تھوڑی دیر ہوئی ہوا تند چلی تھی
اور تاریکی بھی ہو گئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خورشید جادو ماری گئی اور خدا پرست قید سے چھوٹے عجب نہین کہ
لقا اور سرداران اسکے اور نریمان بن قنطور شاہ خوب قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ اس مسخرے کو قارورے مین بھائی نظر آتے ہین
بختیارک نے کہا شہر مینا کی خبر تو منگوائیے بعد اسکے خوب ہنسیے گا یہی باتین تھین کہ نعرۂ صاحبقرانی کی آواز بلند
ہوئی کہ ای کافران بیحیا و ای ناکاران بد فرجام سلطان سلطانان صاحبقران حلقہ فگن گوش گردن کشان مردم
ربای زین جنگ شیر بیشۂ جنگ شکنندۂ کمان رستم و سنان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان ای کافر کب چھوڑتا ہون تجھین کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجاؤ اور ساتھ ہی نعرۂ
عملشاہ کرب جاسم بدیع الزمان وغیرہ کا ہوا بختیارک نے کہا اب کہو مجھکو تو خوب قارورے مین بھائی نظر آتے تھے اب
ان لوگونسے پوچھو یہ کہکر باہر نکلکر دیکھا کہ لشکر خدا پرست آ پہنچے ہین تلوار چل رہی ہی لقانے کہا ابھی انکا لشکر تو نہین آیا
یہ لوگ تنہا ہین اور اگر لشکر آجائیگا تو مشکل پڑجائیگی بس یہ سنتے ہی چہار طرف سے ہجوم کفار کا امیر اور سرداران امیر پر ہوا
تلوار چلنے لگی ادھر عمرو لشکر مین جو آیا دیکھا کہ لشکر والے سب صحیح و سالم ہین اور آپس مین کہہ رہے ہین کہ خورشید جادو
ماری گئی جو ہمپر سے دریائے آب و آتش دور ہوکر معدوم ہو گیا کہ عمرو سامنے سے آیا اور پکارا کہ صاحبو صاحبقران
سردارون سمیت زندہ و سالم ہین شہر مینا معدوم ہو گیا اور امیر لشکر پر لقا کے گئے ہین تم سب چلو شریک ہو یہ سنتے ہی
لشکر مین جان تازہ آگئی اور اسیوقت تیار ہوکر روانہ ہوئے اسوقت پہونچے کہ صاحبقران سردارون سمیت لڑ رہے
ہین گرد لشکر لقا ہر لقا دور سے پکار رہا ہی کہ ارے یہ خدا پرست زندہ نہ نکل جائین کہ لشکر اسلام بھی آگیا اب بڑا
کشت و خون ہونے لگا مگر یہ لقا پرست ہمیشہ کے بھگوڑے ہین سامنے سے بھاگنے لگے بختیارک نے لقا کو بھی آگاہ کیا
بھگایا اگر [illegible] نری قریب تخت نریمان بن قنطور شاہ کے پہونچا آتے تلوار ماری کہ سینے ہاتھ پکڑ لیا اور کمر مین ہاتھ
ڈالکر [illegible] باقی تھا کہ بالکل فتح ہو گئی اب امیر میدان سے پھرے مگر عمرو سے کہتے ہوئے کہ خواجہ نہین معلوم کس نے
خورشید [illegible] کو مارا کون مددگار ہمارا پیدا ہوا عمرو بولا کہ حمزہ معلوم ہوجائیگا اسوقت مین تو جسنے مدد کی بڑا کام کیا
اح[illegible] مین ابھی تک یہ نہین کھلا کہ باقی اسکا کون ہی یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہشامی ہوئے دیکھا تو
ملکہ ق[illegible] ان بیٹھی ہوا امیر کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی مچل گیا دوڑ کر قدمون سے لپٹی امیر نے گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند

تم کیونکر آئین اسوقت قرلیشیہ نے نقل گذشتہ تمام بیان کی امیر نے فرمایا ای قرلیشیہ مین نے تمکو یا بتنع کیا ہو کہ تمھارے ساتھ
دیو پری کا لشکر ہی تم میری مدد نہ کیا کرو میری زندگی تھی تو مین لاکھ طرح سے بچ جاتا عمرو نے کہا ای قرلیشیہ سچ ہو تو نے ناحق
انکی مدد کی مجھکو قید سے چھڑا لیا ہوتا حمزہ کو اسیر پڑا رہنے دیا ہوتا تمنے بہت برا کیا جو انکو قید سے نجات دی قرلیشیہ سنے اور
بھائیون کو گلے لگایا اگر امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جاکر تمام ناموس کو خوشخبری دو اور سبکو یہیں لے آؤ عمرو نے عرض کیا بہت اچھا اور روانہ ہوا

اب شمہ از داستان پردگیان سرادق عصمت و گرفتاران رنج و مصیبت بیان کیے جاتے ہین

کہ عجیب حالت پر ملامت مین ہمراہ نظر کردہ شاہ اولیا یعنی مہتر قران حبشی کے جانب کوہ کو روانہ ہوئے ہین عجب حال ہو کہ ایک طرف
عمرو اور لڑکون کے مارے جانے کا ایک طرف اندیشہ حریفون کا کہ مبادا تعاقب مین آئین اور مہتر قران بجلدی انکو لیے جاتا ہو
اسقدر جلد گیا کہ ایک روز مین قریب سو کوس کے نکل گیا قریب دامنہ کوہ کے خیمہ برپا کیا لیکن عورات کو مثل شب تیرہ سیہ پوش
ہوتی تھین اور بال کھولکر نوحہ و زاری کرتی تھین اور ہر صبح کو مثل سحر گریبان چاک کرتے وارثون کے غم مین ایک ایک کا نام
لیکر روتی تھین آس روز سب خواتین نے کہا کہ واسطے خدا کے ای قران یہان مقام کرو کہ آج ان جنت مقامون کا سیوم تو
کرلین ہمین اس زندگی سے موت بہتر ہو جو کچھ ہو سو ہو ہم نصیب قاتحہ و درود یہان سے نجا سکینگے اور آیندہ ورثہ مرد کی زبانی معلوم
ہوا تھا کہ سر حمزہ صاحبقران کا فرزندون سمیت خورشید جادو نیزہ پر رکھکر قیطاس کوہ کو روانہ ہوئی اور
لقا جشن مین مصروف ہو انتظار مین خورشید جادو کے قران نے ناچار ہوکر خیمہ استادہ کیا اور وہیار جو محرم تھے انکو
گرد خیمے کے بٹھایا باقی دور دور دورا باندھکر بیٹھے کہ صدا خواتین کی انکو نہ سنائی دیے تمام خواتین نے ملکر رسم سیوم
ادا کی اور مجلس ماتم برپا کی مہتر قران نے عمرو کے سیوم کی تیاری کی ادھر غلغلہ خواتین حظیرہ مین تھا کوئی علمشاہ کا نام
لیکر پکارتی تھی ہر یلیع الزمان کا نام لیتی ہو کہ بلا لون اچھے وقت سے جدا ہوئے تھے کہ پھر دیکھنا نصیب نہوئے وا ری ہم
آخری خدمت نکر سکے ہم عجب سخت جان ہین کہ اس غم مین دم بھی نکل نہین جاتا ادھر عیار عمرو کا نام لیکر روتے تھے کہ ہائے چراغ
عیاری کا گل ہوگیا قران کی آنکھون مین دنیا اندھیری تھی سر و سینہ پیٹتے تھے ان کی حالت تباہ تھی غلغلہ محشر انگیز برپا تھا وہ صحرائے
قیامت معلوم ہوتا تھا کہ مقتدر والا گہر عمرو بن امیہ نامور پہونچا آواز گریہ و زاری کی سنکر کلیجہ شق ہونے لگا مگر عیارون نے
جو عمرو کو دیکھا حیرت زدہ ہوئے دوڑکر قران کو خبر کی کہ خواجہ آتے ہین قران بے وسواس دوڑا قدمون سے عمرو کے
لپٹا عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور مژدہ خوشخبری دیا وہان سے خیمے مین خواتین کے داخل ہوئے قران پہلے جاکر پکارا کہ صاحبو
مبارک ہو کہ مہر سپہر عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری آتے ہین یہ سنتے ہی سبکو شادی مرگ ہوگئی لیکن کسیکو یقین نہین آتا دو چار
کہاریان بھی آکر دیکھ گئین لیکن کسیکا کہنا صحیح نہین معلوم ہوتا جب عمرو خود اندر محل کے آیا تو سب گرد عمرو کے جمع ہوگئے اور
اکثر مارے خوشی کے بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو آکر عمرو سے لپٹین عمرو نے ملکہ قمر چہر تاجدار کو دیکھا کہ زلفین گرد رخسارہ
زیبا کے کھلی ہوئین خاک سے آلودہ منھہ پر طمانچون کے نشان کہ جابجا سے عارض نیلے ہوگئے ہین اسی حال پر ملال سے قریب
عمرو کے آکر قدمون سے لپٹی اور پکاری شعر ای پیک نازنین بستان خبر یار ما بگو ٭ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ٭ خواجہ کہو کہ ہمارے
افسر تاجدار پہ کیا گذری عمرو نے کہا سب اچھی طرح سے ہین مگر ہاں ہمارا ابتک صرف ہوا اور تہلکہ ہو رہا ہو ملکہ بولی ہم دیکھے
ہیر عورت اپنے وارث کا احوال پوچھ رہی تھی اور خوشخبری سنکر کہتی ہو شعر ہین مژدہ گر بجان فشانم روا ست ٭
کہ این مژدہ آسائش جان ماست ٭ القصہ عمرو نے سب خواتین کو سوار کیا اور اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب وہ دن داخل
لشکر ہوا تمام خواتین داخل محل ہوئین ملکہ قرلیشیہ سلطان سے ملاقات ہوئی اور اسے شکر بجا لائین صاحبقران
ذیشان مع فرزندان عالی مکان داخل محل ہوئے سب دوڑکر قدمون سے لپٹے صاحبقران کی بلائین لین تصدقات

اترنے لگے ہر ایک فرزند کے لیے ہر جگہ سے جہا گا نہ تبل باش آنے لگے تھی نہیں جو انی تھین ادا ہو رہی تھین اب امیر گیتی کشور گیر نے
ملکہ قریشیہ سلطان کو رخصت کیا وہ پردہ قاف کو روانہ ہوئی امیر باہر آکر بارگاہ مین بیٹھے نریجان بن قنطور شاہ کو طلب کیا
فرمایا کہ اے نریجان دیکھو سب دربند والے دائرۂ اسلام مین آچکے فرعون پر لعنت کی تم پرستش پروردگار عالم مین کیا کہتے ہو
عرض کیا کہ شہریار مین بھی غلام ہون حضور کا مین نے لعنت کی فرعون پر اور اسکے پرستارون پر امیر نے کلمہ زبان جاری
نریجان کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے آہنگرون کو بلا کر قید کی سکی دور کرائی وہ رخصت ہو کر شہر مین گیا اور
تمام روسا شہر کو بلا کر سمجھایا کہ مین نے تو دین حمزہ صاحبقران کا اختیار کیا دیکھو کس کس مصیبت مین خدا انکی مدد کرتا ہے تمہین بھی
اگر مسلمان ہونا منظور ہو تو میرے شہر مین رہو ورنہ جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ مین کسی صاحب کو روکتا نہین ہون
سبنے کہا کہ ہم آپکے ساتھ ہین ہمین فرعون سے کچھ کام نہین ہمنے لعنت کی اسپر غرض تمام شہر مسلمان ہوا نریجان نے حکم دیا کہ
تمام شہر آئینہ بند کیا جائے اور دعوت کی تیاری ہو کہ مین صاحبقران کی دعوت کرونگا اور وقت سہ پہر تمام سرداران
اور رئیسون کو ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین آیا اسکو قدمون پر گرایا امیر ہر ایک سے بخلق پیش آئے خلعت جداجدا عنایت
ہوئے اب نریجان شاہ نے دست بستہ عرض کی کہ غلام نے دعوت کی تیاری کی ہے کل حضور قدم رنجہ فرمائین تو خانۂ غلام پر نوازش
ہوگی فرمایا کہ دعوت تمھاری قبول کی نریجان شادان و فرحان پھر کر شہر مین آیا تیاری ضیافت مین مصروف ہوا دوسرے دن
جاکر امیر کو مع بادشاہ اسلام و سرداران ذوالکرام شہر مین لایا دروازۂ شہر سے تا ایوان شاہی پا انداز زربفت کا بچھایا تھا کشتیان
جواہر کی نثار کرتا ہوا لیے آتا ہے تمام بازار گلی کوچہ ہجوم خلائق انبوہ عالم ہے جو امیر اور فرزندان امیر کو دیکھتا ہے آفرین و تحسین
کرتا ہے نریجان نے ایوان شاہی مین لاکر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا کشتیان نذر کی پیش کین امیر کے آگے چنی گئین ہر سردار کی تعظیم
و توقیر کی اب ناچ ہونے لگا رات کو کھانا کھاکر آرام فرمایا صبح کو صاحبقران نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے یہان ہین سب توڑ ڈالے
جائین مسجدون کی بنیاد ڈالی سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا چہار طرف آواز اذان کی بلند ہوئی دوسرے دن
صاحبقران شہر سے باہر تشریف لاے بارگاہ مین دنگل شوکت پر متمکن ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہو لقا ے بوم خصال
کدھر بھاگ کر گیا عمرو نے کہا ظاہر ہے کہ فرعونیہ کو گیا ہوگا اور حمزہ ہم آپ تو سب آفت مین گرفتار تھے کسکو تن بدن کا ہوش تھا
اب خبر منگواتا ہون کہ کہان جاکر ٹھہرا کسنے دامن پناہ دیا فرمایا جلد خبردارون کو روانہ کرو اور تاکید کرو کہ جلد خبر لائین عمرو نے اسیوقت ہرکارون کو روانہ کیا

اب داستان اس بد خصال لعینی لقا ے بوم خصال کی بیان کیجاتی ہے پہونچنا اسکا دربند قنطوریہ مین اور ملتجی
ہونا فرعون سے اور گرفتار ہو کر جانا لقا بدار فیلبند فیل سوار کے ہاتھون فرعون کے پاس

کہ لقا بھاگا بھاگ کر قریب دربند قنطوریہ کے پہونچا بادشاہ یہان کا قنطور شاہ ہے اور لقابدار قنطور زرہ پوش کہ چار دربند
لقا بداروں کا افسر ہے وہ یہان کا مالک ہے قنطور شاہ اسکا تابعدار ہے جبکہ سنا کہ لقا سب دربندون سے شکست کھا کر
اب یہان آیا ہے اسنے قنطور شاہ سے کہا کہ مین جاکر خداوند فرعون شاہ سے حال لقا کا بیان کرتا ہون جیسا حکم خداوند کا
ہوگا ویسا تم کرنا ابھی اسکی ملاقات کو بھی نہ جانا یہ کہکر روانہ ہوا اور جاکر فرعون شاہ سے حال زمرد شاہ باختری کا بیان کیا
فرعون سنکر نہایت برہم ہوا کہا کہ یہنے اپنا نائب ملک باختر مین اسکو کیا یہ مجھکو بھولکر اپنی خدائی جتانے لگا ویسا ہی خراب
ہوا قہر خدا پرستان کے ہاتھ سے ذلیل ہوا خیر جاؤ شقہ ہمارا لیے جاؤ جاؤ زرہ پوش ایک سردار زبردست رو گشاد
اسنے کہا کہ تو ہے یارو لقا کو دے اور اسے اپنے ساتھ لے آجاؤ زرہ پوش بارہ ہزار زرہ پوش اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا
جب قنطور کوہ مین پہونچا قنطور شاہ سے ملاقات کی حال بیان کیا یہ دونون خبر لیکر ہو کر لقا پاس روانہ ہوئے
یہان لقا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے گرد سرداران دوراباندھے بیٹھے ہین بختیارک سے لقا کہ رہا ہے کہ اے شیطان درگاہ

کوئی ورنہ قسطلور پہ سے ہمارے لینے کو نہیں آیا نہ فرعون نے کسیکو بھیجا اور یہیں یوں فرعونیہ میں بغیر طلب نجاؤنگا
بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی نہ کوئی آپ پاس ضرور آئیگا یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ قسطلور شاہ اور
عاد زرہ پوش دونوں آتے ہیں کہ بعد ایک لحظہ کے وہ دونوں سامنے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے کرسیاں بیٹھنے کو دیں یہ دونوں
بیٹھے اور عاد زرہ پوش نے وہ شقہ فرعون کا لقا کو دیا لقا نے آستہ بختیارک کو دیا کہ پڑھو اسنے آہستہ با آواز بلند اسے پڑھا
لکھا ہوا تھا کہ ای لقا ہمنے تجھکو اپنا نائب کر کے باختر میں بھیجا تھا تو نے وہاں جا کر ہمکو فراموش کیا وہی تو اپنی سزا کو پہنچا خیر اب تو
ہمارے پاس شکست خوردہ آیا ہی تو عاد زرہ پوش کے ساتھ چلا آ ہم تقصیر تیری معاف کر دینگے بس یہ مضمون سنتے ہی لقا
نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ کس فرساق نے اپنا نائب کر کے مجھے بھیجا تھا یہ ایک ملک فرعونیہ کا مالک ہی اور چھوٹا بھائی ہی میرا
اور اسکو یہ غرہ ہی میں اٹھارہ ہزار برس باختر کا خدا تھا اور کیا کارخانہ تھا میرا کہ ادنے بندہ میرا پانچ سو ملک کا مالک تھا اس
فرعون کی میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں اور یہ نالائق آپ میرے استقبال کو نہ آیا میں ہرگز نجاؤنگا اور شقہ لیکر پھاڑ ڈالا
عاد زرہ پوش اور قسطلور شاہ دونوں بگڑ کھڑے ہوے پکارے کہ ای لقا تو نے خداوند کے شقے کو ذلیل کیا اچھا نہ کیا وہ
خداوند ہی سنیگا تو بہت برہم ہوگا لقا نے اپنے سرداروں سے کہا کہ پکڑ لاؤ ان دونوں کو لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے ادھر انہوں نے
بھی تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی ہر چند بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خود سری اچھی نہیں ہی تو دامن پناہ لینے آیا ہو تمھیں تحمل لازم
ہو لقا پکارا او فرساق تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہی القصہ خوب کشت و خون ہوا یہاں تک کہ عاد زرہ پوش اور قسطلور شاہ دونوں زخمی
ہو کر گرفتار ہوے فوج انکی شکست کھا کر بھاگی لقا نے حکم دیا کہ ان دونوں کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے میں اسیر رکھو انکو تو قید کیا مگر کارخانہ خدائی
اپنے درست کیے جہان تمام خداوندی سنا دکرائی فرعون سے باغی ہو کر بیٹھا مگر لوگ عاد زرہ پوش کے بھاگ کر فرعونیہ میں گئے حال اپنے مالک کا گرفتار
ہونے کا بیان کیا فرعون یہ سنکر برہم ہوا اور لقا بدار قلندر فیل سوار قہقہہ کو حکم دیا کہ تو جا کر لقا کو پکڑ لا وہ اسیوقت چالیس ہزار
سوار لیکے روانہ ہوا ادھر لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ لقا بدار قہقہہ ساتھ گھستا چلا آیا سلام کیا بعد دعا و ثنا کے بیٹھا اور
نامہ فرعون شاہ کا گزرانا لقا نے نامے کو پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا نہایت خشمناک ہو کر کہا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہی
اور مجھے اسطرح کے کلمے کہتا ہی سرداروں میں خودی و بزرگی لازم ہی اس نامعقول نے میری بزرگی نہ سمجھی تو میں بھی اسکے پاس
نہ جاؤنگا اور کسیطرف چلا جاؤنگا لقا بدار قہقہہ نے کہا کہ ای لقا مجھے تجھ سے آگے کی ملاقات ہی میں از راہ دوستی تمھیں
سمجھاتا ہوں کہ تم خداوند فرعون شاہ پاس دامن پناہ لینے آئے ہو تمھیں لازم ہی کہ عجز و انکسار کرو کہ تم خداوند کو برا
کہتے ہو اور اسکے فرستادہ یعنے عاد زرہ پوش کو قید کیا ہی اگر کہا اپنے ساتھ لو اور میرے ساتھ چلو بخوشی اور نہیں تو
تم مجھے جانتے ہو جیسا میں ہوں مجھکو حکم ہی کہ اگر لقا بخوشی آئے تو تو ساتھ لے آنا نہیں تو جبراً قہراً باندھ کر مشکیں کس کے لانا
لقا نے جو یہ کلمے سنے مانند گرز کے چلایا منھ چقندر کیطرح سرخ ہو گیا پکارا او قلندر قہقہہ خود منہ سے بڑ ہی کیا طاقت
ہی کہ دیکھنا بھی کم کر سکے اور میرے ساتھ یہ بے ادبانہ کلمے کرتا ہی اور اپنے سرداروں کیطرف دیکھ کر کہا کہ پکڑ لو اس بیہودہ کو
اور قتل کرو سرداران لقا چہار طرف سے دوڑے لقا بدار پکارا کہ تم کیا میری پشتم کندہ کروگے مگر معلوم ہوا کہ تم سبکی
شامت آئی ہی یہ کہہ کر نقاب اپنے منھ پر سے اٹھائی اور پکارا برمن نگر شما پار کہ لقا شناسی مرا بس جیسے سنا اسکا دیکھا
ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا ایک لحظہ بھر میں مع لقا سب بیہوش ہو گئے لقا بدار نے اپنے لوگوں سے کہا کہ باندھ لو ان سبکو
یہ سنتے ہی سب نے ملکر لقا کو پانچسو سرداروں سمیت باندھ لیا اسیر غل و زنجیر کر کے اعرابون پر ڈال لیا اور لشکر لقا سے کہا
کہ تم سب ساتھ چلو اور مال و اسباب لدوا کر ہمراہ لے لیا اور وہاں سے کوچ کر کے وا[illegible] فرعونیہ ہوا لقا کو پیچھے چھوڑ کر
آپ خدمت میں فرعون شاہ کی آیا ملازمت حاصل کی اور تمام حال بیان کیا [illegible] کو ہمارے سامنے لاؤ اور

لشکر اسکا باہر شہر کے اتارو بموجب حکم کے لقا اور بختیارک کو سامنے لائے لقا پکارا اسلام میرا اسیر ہو جو مجھے خداوند برحق
جانے فرعون پکارا کہ او لقا مین نے تجھکو ملک باختر مین اپنا نائب کر کے بھیجا تھا تو خود خدا بن بیٹھا دیکھا کہ کیا ذلت ہوئی تجھے لقا
پکارا او قرمساق دروغ گو تو نے مجھے کب اپنا نائب کیا تھا اور دوڑکر فرعون سے لپٹا وہ لقا سے لپٹا لگی لات مکی چلنے اور
ڈارھیاں ایک دوسرے کی پکڑے ہوئے تھے کبھی لقا اوپر فرعون نیچے اور کبھی فرعون اوپر لقا نیچے دونوں کتے کیطرح ہانپتے
دم چڑھے ہوئے تھے آخر لقا فرعون کو دبوچ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا لگا گھونسے مارنے اور فرعون پکارا ای بندگان من
مرا دریابید اری مجھے بچاؤ اور بختیارک اچھل رہا تھا کہ ہے ہے تکنی کا رسا جیسی کا جیسے لقا بدار قہقہہ [illegible] س
اپنی دکھائی لقا بیہوش ہوا اسنے پکڑ لیا غل و زنجیر مین گرفتار کیا فرعون شاہ کو ہوش آیا حکم کیا کہ اسے لیجاکر زندانخانے مین گرفتار
رکھو بختیارک نے سجدہ کیا اور خوشامد فرعون کی کی باتین بنانے لگا کہ یا خداوند مین نے بہت سا سمجھایا لقا کو مگر وہ راہ راست پہ
نہ آیا آخر خراب ہوا فرعون بختیارک سے بہت خوش ہوا اور رسید قیمتی خلعت وزارت منگوا کر بختیارک کو دیا اور عیار کو اپنے
بلایا کہ نام اسکا ہماسہ وونده ہی اور محرم راز ہی اسکا کہا کہ تو جا کر دریا کے کنارے وہ جو چبوترہ ہی جسپر درخت برگد کا کھڑا ہے
پکارنا کہ یا خداوند مشمش جادو فرعون شاہ نے آپکو بندگی عرض کی ہی اور یہ عرض کیا ہی کہ آج حضور کلبۂ احزان کو اپنے قدم مبارک سے
منور و ممتاز فرمائیے کہ مجھے مطلب عرض کرنا ہی ضرور تشریف لائیے گا ہماسہ وونده گیا اور چبوترے پر کھڑے ہو کر دریا کیطرف
منہ کیا اور جو کچھ فرعون شاہ نے کہا تھا بیان کیا دریا سے آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ہماسہ وونده کانپ گیا آواز آئی کہ جو تو نے کہا
وہ مینے سن لیا اب تو جا پاسے پہر رات گئے ہم اسکے پاس آئینگے ہماسہ وونده نے آکر پیغام فرعون کو پہونچایا فرعون نے سر شام
صحبت آراستہ کی پہر رات گئی ہوگی کہ گھٹا سے ابر پیدا ہوئے اور تمام شہر فرعون پہ چھاگئے آہستہ آہستہ قصر فرعون کیطرف
چلے جب نزدیک پہونچے دھوان سیاہ نکلا اور ایک صورت مہیب اسمین سے ظاہر ہوئی کہ قد پچاس ایرج کا اور دو شاخین [illegible] بالا
سر پہ سانپونکی قسم سے لپٹے ہوئے معلوم ہوتی ہین کانون مین مندرے پڑے ہوئے بہت شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے سر تا ناف کا
لنگ بندھا ہوا گود میں بہت بھاری ادرڈھے ہوئے جھولی کہاروے کی لگی ہوئی اسمین اسباب سحر ہو جو جلید گلے مین پڑا ہوا
فرعون کے پاس آیا لوگ ڈر کر بھاگے مگر فرعون نے جو اسکو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا سلام کیا ہاتھ اسکا پکڑ کر اپنے تخت پر اپنی جگہ
بٹھایا اب خلوت ہوگئی دونون شراب محبت پینے لگے فرعون نے حال لقا کا بیان کیا مشمش یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور
کہا کہ اے فرعون تو نے یہ کیا غضب کیا کہ لقا کو اپنے پاس بلایا اسکے غضب مین ایک اثر دہا ہے ہفت سرا تا ہی اسکے ساتھ ایک یار
ہی کہ شہر کے شہر ساحرون کے اسنے غارت کر دیے ہین مینے اسکی دہشت سے دریا مین رہنا اختیار کیا ہی میری بہن ملکہ وفاممہ جادو
چاہ الماس مین گھسکر مارا فرعون نے کہا کہ اے مشمش جادو مجھسے خطا ہوئی اب مین لقا کو نکالے دیتا ہون ساحر مشمش نے
کہا کہ اے فرعون اب نکالنا اسکا دشوار ہی اور خدا پرست اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو نے ایسا تو لقا کو بلایا بڑا بھائی تھا تیرا
اسکی عزت و آبرو کی ہوتی نہ کہ تو نے اسکو قید کیا خیر جو کچھ تو نے کیا خوب کیا اب جلد اپنے امرا و روسا کو بھیج کہ اسکو سمجھاؤ تو
کہ اے لقا چلکر خداوند کو سجدہ کر کہ مقدمہ تیرا درست ہو جاوے اور خداوندا قرار کرتا ہی کہ اگر تو آکر مجھے سجدہ کریگا تو قدرت
اپنی تجھے دکھا دونگا چند روز مین تیرے بندگان خدائی کو نیست و نابود کر دونگا اور ملک باختر تجھے دونگا کہ پہر تو بخوبی خدائی
کیا کریگا اور اگر تو خودی و بزرگی کو کہتا ہی تو مرتبہ خدائی میرا بڑا ہی اور تیری خدائی برباد ہو چکی یہ سنکر لوگ زندانخانے مین گئے
اور جو کچھ کہنا تھا سب لقا سے کہا اور سمجھایا کہ اگر تم رفاہیت اپنی چاہتے ہو تو چلکر فرعون کو سجدہ کرو کہ مطلب تمہارا جلد
سرانجام پاوے لقا نے کہا کہ مین کبھی اسکو سجدہ نہ کرونگا بختیارک اور منو وزیر نے بہت سمجھایا کہ لقا راضی ہوا اور بختیارک نے
کہا کہ اے لقا چند روز کا پردہ رکھنا ہی خدا پرستوں اسکو مار کر نکالا تیرہ برابر کرینگے پہر وہی تو خدا ہی اور مین تیرا شیطان [illegible] لقا

اک دو چار روز تماشا دیکھے لقا سجدہ کرنے پر راضی ہوا سینے حا کر فرعون سے کہا کہ لقا سجدہ کرنے پر راضی ہے حکم دیا
کہ لقا کو حمام کرواؤ اور سرداروں سمیت خلعت پہنا کر ہمارے سامنے لاؤ جب لقا صحبت مین آیا دور سے دوڑ کر سجدہ کیا
فرعون بہت خوش ہوا لقا کو اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور بہت سے تحفے دیئے اور منصور وزیر سے کہا کہ جو کچھ مال و اسباب
و خزانہ لقا کو درکار ہو بغیر میری اطلاع دیدینا اور ساحر ششمش نے بھی بہت سا تسلی دلاسا دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھ
تمہارا ارادہ ہوگا وہی ظہور مین آئیگا بعد اسکے تخلیہ محض ہوا اور فرعون نے کہا کہ ای ششمش جادو یہ سب جاہ و جلال
دولت و اقبال آپ ہی کے تصدق سے ہے ورنہ مین کیا کہون جو نام خدا کی کا لوان انہون بندگان خدا بی زمرد شاہ باختری
کہ باختر سے تا زبرجد لگا را اور وہانسے تا فرعونیہ تعاقب مین اُسکی آئے ہین اور ہمارے ملک مسخر کر لیے ہین اور ابھی تک تعاقب مین
چھوڑتے چلے آتے ہین یہان بھی ضرور آئینگے لہذا آپکو لازم ہے کہ اپنے دست ہنر فن کی دستگیری معقول کیجیے تاکہ میرے واسطے
دن بدن ترقی ہو ساحر ششمش نے کہا ای فرعون تو خاطر جمع رکھ اور کہا کہ تیری ایسی حفاظت کرونگا کہ بحکم تیرے کوئی شہر
فرعونیہ مین نہ آسکیگا ان جلد کچھ دستے کاغذ کے منگوا اور سبکی وصلیان بنوا ملازمون نے اُسیوقت دستے کاغذ کے لاکر
وصلیان تیار کین ساحر ششمش جادو نے ان وصلیون کی بیقدر کاٹ کر تیار کین اور ہر ایک پر اسم سحر لکھا اور کچھ پڑھکر
پھونکا کہ اُسیوقت ان پیرقون نے صورت علمون کی پیدا کی اب ساحر ششمش نے کہا کہ ان پیرقون کو لیجا کر گرد شہر کے
نصب کر دو کہ یہ طلسم ہے جو خدا پرست بغیر حکم تیرے شہر مین آئیگا اُلٹا لٹک جائیگا بعد اسکے کورے برتن مین پانی منگا کر
اسم سحر اسپر دم کیا فرعون کو دیا کہ اسے ایک تالاب مین ڈلوا دو کہ پانی اسکا کبھی کم نہ ہوگا چاہیے بادشاہ ہفت کشور ہی خوش
اگر چہ پیا اور جو کوئی چاہے کہ پیرقونسے باہر جاسکے اُسپر پانی اسی تالاب کا چھڑک دیا جائے وہ بخیر چلا جائیگا اور پھر آئیگا اور
اگر کوئی غافل پیرق کے نیچے آئیگا بیہوش ہو جائیگا اور اس پانی کے چھڑکنے سے ہوش مین آئیگا بعد اسکے کہا ای فرعون
مجھے تین مہینے سات دن نہایت سخت ہین کہ اسمین خوف جان ہے اسواسطے مین پوشیدہ ہوتا ہون تاکہ کوئی مجھکو نہ دیکھے
جبتک یہ ایام نحس مجھپر سے دور ہون تو اس طلسم کے اندر عیش و عشرت مین بسر کر اگر خدا پرست آئین اُنسے ہرگز نہ لڑنا
جب یہ زمانہ نحس نکل جائیگا مین آکر ایک خدا پرست کو زندہ نچھوڑونگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی نہ مین تیرے پاس آؤنگا
یہ کہکر اُسیوقت وہانسے غائب ہوگیا فرعون نے بموجب حکم ساحر ششمش جادو کے پیرقون کو تین کوس شہر سے آگے بڑھا کر
گڑوا دیا اور پانی ایک تالاب مین ڈلوا دیا اور واسطے آزمائش کے دو ایک آدمیون کو بھیجا وہ پیرقون سے باہر گئے اور پھر جو
آئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے جب پانی اُنپر چھڑکا تو ہوش مین آئے اور جسپر پانی چھڑک کے بھیجا وہ اچھی طرح چلا گیا اب فرعون

و لقا دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

اب چند کلمے داستان لشکر ظفر پیکر کے اور ایلچی گری رستم خوب بن کرب کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد جشن کے بخبر لقا کی لشکر ورۂ شقایہم سے کوچ کرکے دربند مہورنیہ پر تشریف لائے مالک دربندی قسطور شاہ
خدمت والا مین حاضر ہوا اور امیر کی اختیار کی از صدق مسلمان ہوا شہر مین لگیا دعوت کی تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک
دن امیر قلعے سے باہر آئے بارگاہ مین بیٹھے منشی عنبر قلم بیضا رقم سیف دوالیدین کو بلایا اور فرمایا کہ نامے کا مسودہ درست
کرکے لاؤ کہ ہم دیکھین وہ گیا بموجب ارشاد عالی مسودہ درست کرکے لایا حاضر خدمت کیا اُسے ملاحظہ فرمایا جو لفظ کہ
فرعون کا جاہ و جلال ظاہر کرتے تھے اُسنے کاٹ دیا اور لفظ بنا دیا اور فرمایا کہ صبح کو اسے صاف کرکے لانا اور دربار برخواست
ہونے کے وقت فرمایا کہ سب صاحب سویرے سے آکر موجود ہون غرض دوسرے دن تڑکے سے دربار معمور ہوا منشی نے
نامہ پیش کیا مقبل وفادار نے چوکی مخملی لاکر بچھائی اسپر نامہ بخاست سپر شمشیر جام کلاہ عفر بیتا بیڑا پان کا رکھا امیر نے

سب سردارون کیطرف دیکھا اور پکارے کہ ای بہادران حق شناس و دلاور نشینان بارگاہ گردون اساس مین چاہتا ہون
کہ ایک بہادر اس نامہ کو لیکر جائے اور فرعون سے جواب باصواب اسکا لیکر آئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک گھڑی کے بعد پھر
صاحبقران پکارے کہ ای تہمتنان ظفر پیکر و ای بہادران لشکر تم سے چاہتا ہون کہ ایک شخص اس نامے کو لیکر جائے مگر کوئی نہ بولا
عمرو نے کہا کہ حمزہ کون ایسے مقام خوفناک پر جائے اپنی جان دینے اور ذلت اٹھانے اول تو راستہ وہانکا مسدود ہی جو
کوئی وہان جا نہین سکتا جسکو وہ بلائے وہ جاتا ہی دوسرے نامے کی شرطین اس سے ادا کرنا دشوار ہی صاحبقران یہ کلام سنکر
نہایت رنجیدہ ہوئے اور ایک لحظہ تامل کرکے آواز دی کہ ای غازیان دیندار و مجاہدان نامدار کوئی تم مین ایسا نہین کہ اس نامے کو
لیکر فرعون کے پاس جائے اور ارادہ یہ ہوا کہ اگر ابکی کوئی نہ جائے تو تم خود ایلچی ہوکر چلو مگر افسوس کہ زمانہ کہیگا کہ حمزہ کے اتنے
سردار تھے کوئی اتنا نہوا کہ ایلچی ہوکے آتا یہی خیال تھا کہ رستم خوسے بن کرب اپنے دنگل پر سے اٹھا اور امیر یا تو دیکو مجرا کیا اور عرض کیا
کہ اگر حکم عالی ہو تو یہ غلام نامہ لیجائے امیر نہایت خوش ہوئے پاس بلایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا ای رستم تو نے
تمام بارگاہ کی آبرو رکھ لی سب سردار حیران ہوئے کہ رستم خوسے نے بڑا دل کیا اور کرب کی تو یہ حالت ہوئی کہ گھونسہ کلیجے پر لگا
بنگاہ حسرت رستم خوسے کو دیکھنے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ رستم ایلچی گری پر مستعد ہوا کہا ای حمزہ یہ ایلچی گری کیا جانے نادانستہ لڑکا ہی
جو وہان جاکے ذلیل ہوگا نامے کو بھی ذلیل کر ڈالیگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ محبت سے یہ کلمے کہتے ہو مگر رستم خوسے نے عزت
میری بارگاہ کی رکھ لی اور خواجہ عمرو اگر رستم خوسے نجاتا تو مین خود ایلچی ہوکر جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ کوئی لشکر حمزہ مین ایسا
نہ تھا کہ ایلچی گری کرتا حمزہ خود ایلچی ہوکر آیا یہ سنکر عمرو رو دیا کہا کہ ای شہریار مین نے اسکو اپنا فرزند کیا بہت دوست رکھتا تھا
میری خاطر سے اسے معاف کرو وہان راہ نہین ہی پھندے گڑے ہین جو انکے نیچے جاتا ہی الٹا لٹک جاتا ہی اور ایسے دریا و
کہ مشہور ہین ایسے مقام پر طفل ناکردہ کار کا بھیجنا مناسب نہین ہی رستم خوسے نے جو یہ کلمہ سنا آگے بڑھکر عرض کیا ای شہریار
بلند وقار غلام کے باپ نے اور بھائی نے کیسا کیسا کام کیے ہین پایۂ عزت بلند کیا ہی اور علم شوکت آسمان پر پہونچایا ہی غلام
بھی چاہتا ہی کہ کوئی کام ایسا کرے کہ جس سے نام ہو یا مارا جائے مین نے سب آفتین اور بلائین وہانکی سنی تھین مگر مین آمادۂ مرگ ہوکر
چلا ہون جانتا ہون کہ وہانسے زندہ پھر آنا مشکل ہی درگاہ جناب قدس الٰہی مین یہی دعا ہی کہ وہان جاکے ہاتھ سے غلام کے
کار نمایان ہو اور نام شہریار کا بلند کرکے جان اپنی نثار کرے صاحبقران نے پھر اسے گلے سے لگایا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اگر
زندگی اسکی ہی تو یہ بخیر و خوبی پھر آئیگا اور قضا ہی تو یہان بھی نہ بچیگا اور رستم خوسے نے کہا ای پدر بزرگوار اگر آپ مجکو نہ جانے دیگا
تو اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا عمرو نے کہا کہ جاؤ بھی خدا نگہبان ہی رستم خوسے نے عرض کیا کہ تین روز کی غلام کو مہلت
ملے کہ تھوڑی سی اپنی تیاری کرکے جائے فرمایا کیا مضائقہ ہی رستم خوسے اسیوقت اپنے خیمے مین آیا اور رات کو عمرو کے خیمے مین گیا سلام
کیا قدمون پر جھکا تھا کہ عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند اسوقت کیون آئے ہو عرض کیا کہ غلام کو بے سر انجامی سے
نہایت ملال ہی ابھی تک نہ کوئی طلسم مین نے فتح کیا کہ اسی کا مال ہوتا امیدوار ہون کہ حضور جو کچھ میری شادی مین صرف
کرتے وہ روپیہ لگا کر میری ایلچی گری کا سامان درست کر دین کہ مین ساتھ تکلف کے فرعون کے پاس جاؤن اگر زندہ پھرا تو سب مال
آپکا ہی اگر جان اپنی نثار کی تو جانیے گا کہ شادی مین رستم خوسے کے صرف ہوا غلام آپکا ہون چاہتا ہون کہ اچھی طرح جاؤن
عمرو رو دیا کہا کہ بیٹا میری جان تیرے کام آئے تو مین موجود ہون سب سر انجام تیرے جانے کا مین درست کر دونگا رستم خوسے نے کہا
کہ مین چاہتا ہون پانچ ہزار سوار سب نقرہ پوش ہون اور پانچ نشان وہ بھی نقرئی ہون عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا اور تیاری مین
مشغول ہوا سنارون کو بلا کر توڑے روپیون کے دیے اور کہا پانچ ہزار جوان کا اسباب مع مرکب نقرئی تیار کرو دس ہزار سنار
بٹھا دیے کہ دو روز مین کل اسباب تیار ہوگیا عمرو کام کرنے مین مصروف تھے لیکن آنکھون سے آنسو جاری تھے دلاوران نے

رستم خوے کی اسے بلایا اور گلے سے لگایا اور خواتین بھی جمع تھین سب رستم خوے کی جوانی پر رو رہی تھین اور حسرت کی
نگاہون سے دیکھ رہی تھین مان نے سر سے پانون تک بلائین لین اور کہا بیٹا خدا تجھے بچا کے لائے تو سہنک کرون اور سہاگنون کو
کھلاؤن غرضکہ خواتین مین تو جشن کا سامان تھا ناگاہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ عمرو نے تیاری رستم خوے کے ایلچی گری کی ہی کل
صبح کو وہ جائیگا فرمایا کہ سر راہ راوٹی استادہ ہو کہ ہم وہان بیٹھکر تماشا دیکھینگے القصہ صبح کو امیر عالی مقام مع بادشاہ اسلام و فرزندان
نامدار جاکر بیٹھے کہ دیکھین ایلچی کس شان و شوکت سے جاتا ہی سب منتظر ہین بیٹھے تھے کہ سواری رستم خوے کی نمودار ہوئی
پانچ ہاتھی نشان کے آگے آگے جھولین نقرئی انپر پڑی ہوئین فیلبان علمدار بھی نقرہ پوش مستکون پر ہاتھیون کے آئینہ بندھے ہوے
زنجیرین نقرئی انکی سونڈون مین لپٹی ہوئی اور پیچھے انکے نوبت کے ہاتھی اسی تیاری سے اور ہاتھیون شتر نالین جھمکتی ہوئین اور
خاصبردار برچھی والے سب دریاے نقرہ مین غوطہ مارے ہوے اور پیچھے انکے مرکب باساز و یراق نقرہ اور رستم خوے سر سے
پانون تک دریاے نقرہ مین غوطہ مارے اور سب سوار بھی نقرہ پوش اور جب باگ گھوڑونکی لیتے ہین نال نقرہ سمون کی جھلکر پڑتی ہین
اور عکس آفتاب جو انپر پڑتا ہی تو ہزار ہا چاند زمین پر پڑے معلوم ہوتے ہین اور پھر وہ غائب ہو کر سمون مین نصب ہو جاتے ہین
صاحبقران یہ سامان دیکھکر بہت خوش ہوے بادشاہ اسلام نے خلعت عمرو کے ہاتھ رستم خوے کو بھیجا اسنے سلام کیا نذر
گذرانی مگر پاس ادب بادشاہ سے رستم خوے پیدل ہوا نوبت بجنا موقوف کروادی بادشاہ نے فرمایا اے رستم خوے ہماری
خوشی یہ ہی کہ تم ہمارے سامنے سے نوبت و نقارہ بجاتے ہوے جاؤ ہمنے معاف کیا رستم خوے سلام کرکے مرکب پر سوار ہو
روانہ ہوا امیر وہانسے اٹھکر بارگاہ مین آے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ساتھ رستم خوے کے خفیہ تو ابہی کے لیے جاؤ عمرو نے
کہا اے شہریار احوال وہانکا سنکر کوئی جا نہین سکتا فرمایا کہ خواجہ کئی مرتبہ تمنے یہی کہا مگر مفصل حال وہانکا نہین بیان کیا کچھ کہو
عرض کیا اے شہریار قلعہ فرعونیہ سے تین تین کوس آگے جھنڈیان نزدیک نزدیک گڑی ہین جو کوئی انکے نیچے جاتا ہی الٹا
لٹکجاتا ہی فرمایا کہ اگر تم نہین جاسکتے تو خدمت اختیار کی اور کسیکو دو وہ جائیگا عمرو بولا جسکو چاہیے عنایت کیجیے امیر نے
خلعت اور ایک توڑا اشرفیون کا منگاکر رکھا اور پکارے کہ اے عیاران لشکر اسلام جو اپنی خدمت اختیار سے دست بردار
ہوے جسکا جی چاہے یہ خلعت اور روپیے اور رستم خوے کی خبر کو جاے سمک یلطاقی خشت زرین سے کودا سامنے آیا دست بستہ
عرض کی اے شہریار غلام یہ خدمت بجا لائیگا لیکن عمرو سمک کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا وہ ٹکڑے خلعت اور روپیہ تو اٹھا لیا کہا او جوانا
کبھی بھی تونے کوئی کام کیا ہی امیر باتوقیر سے کہا کہ خیر اب تو یہ خدمت مین بجا لاتا ہون بعد اسکے اختیار ہی جسے چاہیےگا دیجیےگا یہ کہکر
عقب مین رستم خوے کے روانہ ہوا لیکن رستم خوے جو نواحی فرعونیہ مین پہونچا عیارون کو کہا کہ تم آگے جاکر بلند پر شہر فرعونیہ
اور مجلس فرعون کی خبر لاؤ عیار موافق حکم کے روانہ ہوے جب قریب پہونچے دیکھا کہ علمہاے رنگا رنگ چار طرف سے شہر
فرعونیہ کے زمین مین گڑے ہین حیران ہوے کہ یہ علم کیسے ہین متردد ہین کہ یہ کیفیت اسکی ہو کر دریافت کرین کہ دیکھا ایک
لکڑہارا چلا آتا ہی عیار اسکے قریب گئے اور چھینٹا بنایا نقل و شیرینی وغیرہ اسے دی اور کہا کہ یہ ساحری کی بندگی ہی وہ کھا
کے اسیوقت بیہوش ہوا عیار وہانسے اٹھاکر ایک گوشہ مین لاکے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ یہ علم کیسے گڑے ہوے ہین لکڑہارا
کہا کہ مین یہان کا رہنے والا نہین ہون مجھکو حال معلوم نہین ہی ہان پیچھے کچھ آٹھ کہیں سے تکرار کرتا ہی کہ نہ بتائیگا تو ابھی سے
مار ڈالینگے جان لکڑہارا ڈر کے یہان لاکر شہر مین پہنچاتا ہی اور کہتا ہی کہ مین یہانکا رہنے والا نہین ہون اسنے مارے خوف کے جان بچائی اور
سب حال بیان کیا عیار یہ سنکر نہایت غمگین ہوے لکڑہارے کو چھوڑ دیا اور بہت چاہا کہ کسیطرح داخل شہر ہون ممکن نہوا اسمین
توکل خدا پر کرکے روانہ ہوے جب سایہ مین علمون کے پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے اسیطرح لٹک گئے
مارے گئے علمون کو جلا دین کچھ نہ ہوسکا اسیر ہوگئے لوگون نے شہر فرعونیہ کے جو انہین دیکھا کہ دو تین عیار بیہوش الٹے پڑے ہین

اگر اوروں سے ذکر کیا رفتہ رفتہ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہو گئی ہما سے دونوں عیار فرعون نے جو سنا اسیوقت جا کر دیکھا کہ عیار بیہوش پڑے ہیں پہچانا کہ یہ عیار لشکر اسلام کے ہیں حقیقت سے علموں کے آگاہ تھے یہاں پہونچکر غضب فرعون میں گرفتار ہوئے جا کر خدمت فرعون میں عرض کیا کہ چند عیار علموں کے نیچے بیہوش پڑے ہیں معلوم نہیں کون ہیں مگر لباس و صورت سے انکی معلوم ہوتا ہے کہ عیاران لشکر اسلام سے ہیں جو انکے حق میں ارشاد ہو وہ عمل میں لایا جائے فرعون نے حکم دیا کہ انھیں ہمارے سامنے لاؤ ہما عیار گیا اور انھیں اٹھوا لایا فرعون نے کہا کہ انھیں ہوش میں لاؤ اسیوقت تالاب سے پانی آیا اور منھ پر ان عیاروں کے چھڑکا گیا کہ وہ ہوشمیں آئے اٹھے صحبت عجیب دیکھی لوگ بہادر و شجاع بیٹھے دیکھے اور ایک گبر قوی ہیکل کو تخت پر بیٹھے دیکھا لقا اور بختیارک کو پہچانا معلوم کیا کہ یہ مجلس فرعون کی ہے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے فرعون نے کہا سچ بتاؤ تم کون ہو جو سچ کہا تو جان بخشی کر دونگا ورنہ دروغ بولے تو بغیر مارے نہ چھوڑونگا عیاروں نے دیکھا کہ اگر سچ بولے تو مفت جان گئی عرض کیا یا خداوند ہم سب خدا پرست ہیں نوکر ہیں رستم خو کے ہیں کر بیکا ہم آئے تھے کہ حال شہر کا اور آمد و رفت دریافت کر کے اپنے آقا سے بیان کریں فرعون نے کہا کہ رستم خو کے کون ہے اور کسلیے خبر یہاں کی منگوائی ہے عیاروں نے عرض کی کہ رستم خو ایک نواسا ہے صاحبقران کا وہ امیر کیطرف سے برسم ایلچی گری یہاں آیا ہے ہم اسکے بھیجے ہوئے یہاں آئے تھے گرفتار ہو گئے یہ سنکر فرعون نے کہا کہ یہ لوگ غریب ہیں اور نوکری انکی یہی ہے کہ خبر نیک و بد دریافت کر کے اپنے آقا کو پہونچا دیں صیغہ نوکری کا قائم کیجیے ایسا ہی انکو خلعت و زر دے کر چھوڑ دیجیے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہ لوگ قابل خلعت نہیں ہیں انکو قتل کیجیے کہ پھر کوئی یہاں نہ آئے فرعون نے کہا یہ حالت جو لقا کی ہوئی تیرے مشوروں سے ہوئی میں خداوند ہوں ایک عالم کو پیدا کیا ہے تیرے کہنے سے ان عیاروں کو کہ خبر پہونچانے والے ہیں چہار طرف کی کبھی نہ قتل کرونگا اگر مار ڈالونگا تو نام میرا بھی بہ بدی مشہور ہوگا کہ فرعون کیسا عادل تھا کہ بے گناہ عیاروں کو قتل کیا بہتر یہی ہے کہ ان پر شفقت کر کے رخصت کروں کہ جا کر اپنے آقا سے تعریف میری خداوندی کی کریں یہ کہکر خلعت منگوائے عیاروں کو دیے اور زر نقد بھی عطا کیا اور سمجھا دیا کہ جو کوئی بے اطلاع میری یہاں آئیگا وہ بیشک گرفتار ہو جائیگا اور رستم خو سے کہدینا کہ خبر تمہاری خداوند کو پہونچ گئی ہے ابھی جھنڈیوں کے اندر آنے کا ارادہ نہ کرے جب آدمی ہم بھیجیں تو انکے ساتھ چلا آئے لیکن تنہا آئے لوگوں کو اپنے وہیں چھوڑ آئے اگر خود آرائی کریگا تو اسیطرح گرفتار ہوگا جو سمجھے کہ طریقہ مروت کا تقاضا یہی ہے سمجھا دیا اور ہما عیار سے کہا کہ انکو اپنی سرحد سے باہر کر آ ہما ان عیاروں کو لا کر اپنی سرحد سے باہر کر دیا کہا کہ جاؤ وہ رخصت ہو کر راہی ہوئے اور رستم خو کی خدمت میں پہونچکر تمام حال بیان کیا مگر رستم خو نے ایکدن مقام کر کے دوسرے دن سامنے جھنڈیوں کے آیا گھوڑے کو روکے کھڑا تھا کہ عمرو بھی خدمتگار بنا ہوا وہاں پہونچا رستم خو کے گھوڑے کی باگ پکڑلی اسنے کہا کہ ارے تو کون ہے جو باگ پکڑتا ہے چھوڑ دے عمرو نے کہا الفرزند میں ہوں عمرو بن امیہ ضمری رستم خو نے کہا کہ بابا جان میں کہاں تک سر کا ہوا کھڑا رہوں عمرو نے کہا دو چار عیاروں کو پیچھے جھنڈیوں کے بھیج کہ حال اس جگہ کا معلوم ہو ہما رستم خو نے دس سوار روانہ کیے کہ پاس جھنڈیوں کے پہنچے بیہوش ہو کر گر پڑے الٹے لٹک گئے رستم خو یہ حال دیکھ کر متحیر ہوا کہا کہ اے پدر بزرگوار میں کیونکر فرعون کے پاس جاؤنگا عمرو بولا اسیواسطے کسی سردار نے آنے کا اقبال نہیں کیا کیسے سردار بارگاہ حمزہ میں تھے یہاں کار ساحر سحر کا ہے تامل کام کرنا خوب نہیں ہے کہ ان عیاروں نے عرض کی کہ اے شہریار ہمسے فرعون نے کہدیا تھا کہ ہم کسیکو بھیجیں تو اسکے ساتھ ایلچی آئے عمرو نے کہا کہ سنا تو نے تامل کرنا لازم ہے دیر آید درست آید رستم خو جیسا کھڑا ہوا ہے لیکن یہاں فرعون نے بعد رخصت کرنے عیاروں کے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کسے کہتے ہیں بختیارک نے عرض کیا کہ حمزہ کا

شخص زبردست کو واسطے آزمائش کے بھیجتا ہی کہ تا وہ جا کر دیکھ آئے کہ وہاں پہلوان کیسے کیسے ہین وہ ایلچی آتا ہی تو سرکشی
کرتا ہوا زبردستی اپنی دکھاتا ہوا اور آداب نامے کے بیان کیجے کہ یہ سب ادا کرتا ہی جب نامہ دیتا ہی فرعون یہ سنکر
حیران ہوا کہا کہ ای بختیارک پھر کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند چاہیے تو یہ کہ کسیکے ہاتھ ایلچی سے نامہ منگوا لیجیے
اور نامہ نو سے تو تنہا اُسے بلا لیجیے فرعون نے قلندر فیل سوار قہقہہ کیطرف دیکھا اور کہا کہ تم پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر
جاؤ اگر ایلچی تمھین نامہ دینے پر راضی ہو تو نامہ لے آؤ نہین اُسے تنہا اپنے ساتھ لے آؤ کہ اتنے مین وہ سوار جو بھیجے تھے
رستم خوسے کے بیہوش ہوئے تھے عیار اُٹھوا کر سامنے لایا کہا کہ انھین رہنے دو اور نقابدار کو روانہ کیا وہ اپنے لوگون
سمیت روانہ ہوا یہان رستم خوسے کو عرصہ جو ہوا اُسے اضطراب ہوا عمرو سے کہا کہ ابھی تک کوئی لینے نہین آیا مین کبتک
کسیکا انتظار کرون جو کچھ ہو مین جاؤنگا اگر گرفتار ہونگا تو بھی فرعون کے پاس پہونچونگا مطلب اُسکے پاس پہونچنے
ہی عمرو نے کہا ایک گھڑی بھر اور توقف کرو عمرو ہر مرتبہ روکتا ہی اور رستم خوسے جلدی کرتا ہی کہ ایک مرتبہ نقابدار حضفد فیل سوار
نمایان ہوا عمرو پکار ا دیکھا ای رستم خوسے وہ نقابدار آپہونچا مگر نقابدار نے جھنڈیون سے باہر آکر رستم خوسے صاحب سلامتی کی
پوچھا کہ تو ہی ایلچی ہو کر آیا ہی کہا کہ ہان اُسنے کہا کہ لا نامہ خداوند پاس لیجاؤن اور اُسکا جواب لا دون رستم خوسے نے
کہا مین نامہ فرعون کے ہاتھ مین دونگا اور کسیکو نہ دونگا نقابدار نے کہا تو تنہا میرے ساتھ چلنا ہوگا رستم خوسے نے کہا
مین کسیکو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا معلوم ہوا کہ خداوند تمھارا ڈرتا بھی ہی نقابدار نے کہا تم سچ کہتے ہو ایلچی کوئی خداوند کے پاس
جا نہین سکتا تیری خاطر ایسی عزیز ہی کہ تجھے تنہا بلایا ہی رستم خوسے نقابدار کے ساتھ ہوا سب لوگون کو اپنے وہین چھوڑا
بعض لڑکے جانباز و سرفروش تھے انھون نے گھوڑے اُٹھائے کہ ساتھ اپنے آقا کے جائین لیکن جو زیر علم پہونچا
بیہوش ہو کر گر پڑا نقابدار پکارا کہ صاحبو یہ بارگاہ زہرو شاہ اور زرجد شاہ کی نہین ہی یہ بارگاہ فرعون شاہ کی
ہی بغیر اُسکے حکم کے کوئی نہین جا سکتا بلکہ پرندہ پر نہین مار سکتا وہ سوا اُسکے بیہوش ہوئے تھے اہل اسلام نے کہ مین
بار کر پہونچایا اور اپنے لشکر مین لائے رستم خوسے نقابدار کے ساتھ روانہ ہوا مگر عمرو حیران ہی کہ کسطرح پیچھے رستم کے
کے جائے اور خبر دریافت کرے اسی ارادہ کرتا ہی کچھ فکر کرکے رہجاتا ہی کہ ایک شہدے کو گلیم عیاری اُڑھا کر کہا کہ
ان جھنڈیون کے نیچے انگوٹھی میری پڑی ہی اُٹھا لا تجھے پانچ روپے دونگا اور مطلب یہ کہ اثر گلیم کا دیکھے کہ
یہان بھی اسکا اثر ہی یا نہین شہدا جسوقت جھنڈیون کے نیچے پہونچا ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ گلیم تو اُڑکر الگ
جا پڑی وہ بیہوش ہو کر گرا اُلٹا ہو کر لٹک گیا عمرو یہ دیکھکر بہت ڈرا گلیم تو اپنی پیٹرے سے اُٹھالی اور دعا مانگنے لگا
کہ پروردگار مجھکو بھی رستم خوسے کے پاس پہونچا کہ اگر خبر نہ پہونچاؤنگا تو خدمت اخبار کی نکلجائیگی اور ذلت بھی ہوگی
حالت اضطراب مین دعا مانگ رہا ہی کہ ایک مرد پیر نے پشت سے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای نظر کردہ ہفت پیغمبران
حیران کیون کھڑے ہو عمرو ڈرا کہ ایسا نہو یہ کوئی بلا ہو مثل مشہور ہی کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہی کہا کہ
آپ کون ہین کہا تجھکو اس سے کیا مطلب مین تیرا دوست ہون کہا کہ مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہی نام اپنا بیان کیجیے
کہا کہ نام میرا ادلوس جنی ہی عمرو نام اسکا سنکر خوش ہوا کہا کہ رستم خوسے ایلچی ہو کر گیا ہی مین اُسکی خفیہ نویسی کو
جا نہین سکتا ادلوس جنی نے کہا کہ خاطر جمع رکھو سہل مین پہونچ جاؤگے مین پہلے سے سمجھا تھا کہ ایلچی صاحبقران کا
فرعون پر جائیگا خواجہ بھی ضرور ہمراہ ہونگے اور جانا انکو دشوار ہوگا مین اسیواسطے یہان آیا تھا یہ کہکر آبخورہ پانی کا
بغل سے نکال کر عمرو کو دیا کہ اسکو اپنے پاس رکھیے اور تھوڑا سا اس پانی مین سے پی لیجیے کچھ اپنے اوپر چھڑک لیجیے اور
بسم اللہ کہکے چلے جائیے کچھ ضرر آپکو نہوگا یہ کہکر ادلوس چلا گیا عمرو وہ پانی اپنے اوپر چھڑک کر روانہ ہوا صاف

نکلا چلا گیا صورت ایک خدمتگار کی بنکر رستم خوسے کے ہمراہ ہوا لیکن رستم خوسے جو ہمراہ نقابدار کے شہر فرعونیہ کی کرتا ہوا پہنچے
گنبد مینا کے پہونچا نقابدار سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُسنے کہا یہ نشستگاہ فرعون شاہ ہے وہانسے آگے بڑھا دروازہ قیطول تک
پہونچا دیکھا کہ دیوارین قیطول کی منہری اور روپہلی گنگا جمنی ہین ایک اینٹ تو سونے کی ہے اور اینٹ چاندی کی ہے اور گرد حاشیہ
لاجورد کا ہے اور تمام عمارت زرنگار ہے لعل و یاقوت و فیروزہ و الماس کے نگینے نصب ہین اور عجائبات دنیا کے وہان موجود ہین
اور دروازے پر دونون طرف نقابدار صف باندھے کھڑے ہین اور ہر نقابدار کے ساتھ چالیس چالیس ہزار آدمی ہین اور
اوپر قیطول کے سات ٹکڑے ابر کے ہفت رنگ قائم ہین اور شعلہ آتش اسمین سے نکل رہے ہین اور نیچے قیطول کے سات
نہرین پانی کی سات رنگ کی بھری ہوئی ہین رستم خوسے دیکھکر متفکر ہوا نقابدار سے پوچھا کہ یہ ابر و دریا کیسے ہین اُسنے کہا کہ
وہ ابر رحمت و غضب ہین اور یہ دریائے غضب و رحمت ہین بحکم خداوند کے ساتھ ایک ایک ٹکڑا ابر کا محیط عالم ہو جاتا ہے اور
یہ نہرین ایک دریائے عمیق ہو جاتی ہین اُدھر عیار نے قیطول پر جاکر فرعون سے عرض کیا کہ نقابدار ایلچی کو لے آیا وہ زیر
قیطول حاضر ہے کہا ایلچی کو ہمارے سامنے بلالو ہمارے دو بندہ نے آکر نقابدار سے کہا کہ خداوند نے ایلچی کو بلایا ہے نقابدار
رستم خوسے کو ساتھ لیکر قیطول اول پر آیا دیکھا رستم خوسے نے کہ ہزار سردار زرہ پوش کھڑے ہین اور طبقہ دوم مین
تمام ارکان دولت امیر وزیر حاضر ہین اور تیسرے طبقے مین لقا بختیار کہ شہور روز بہ روشن ابجار وغیرہ بیٹھے ہین اور
فرعون شاہ چالیس زینے کے تخت پر بیٹھا ہے اور وہ تخت سونے کا ہے جواہر اسمین لگے ہین اگر ایسے بیش قیمت رستم سامنے
فرعون کے آکر پکارا کہ سلام میرا اُسپر ہے جو خدا کو واحد جانے اور پیغمبر کو اُسکے برحق سمجھے یہان تو کسی نے جواب سلام
نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا تمام کفار نے بلکہ کہا اگر رستم خوسے نے دیکھا کہ سب بیٹھے ہین مگر بیٹھنے کو جگہ نہین نہ کوئی جگہ
خالی نظر آتا ہے ہر طرف فرعون کے سب امرا دست بدست کا مدہوش کو وہ بیٹھا تھا دو ساقی اسکے شراب پلا رہے تھے
اور وہ فرعون کو بھی خیال مین نہ لاتا تھا رستم خوسے نے اُسکے پاس جاکر سلام کیا اور کہا کہ اے بہادر ایک پہر کیواسطے جگہ
اپنی خالی کر دے کہ مین بیٹھ کر جواب و سوال کر کے چلا جاؤن پھر اپنے مقام پر بیٹھ جانا اُسنے بختیارک سے آنکھ ملائی کہ
مین دنگل سے اٹھ جاؤن اسنے اشارہ کیا کہ خبردار نہ اٹھنا ورنہ ذلیل ہوگا مدہوش کو دو پیکے مر رستم خوسے سے کہا
اے لڑکے تمام بارگاہ مین تو مجھی کو ذلیل سمجھا ہے جو دنگل سے اٹھاتا ہے مین نہ اٹھونگا جا کہین اور بیٹھ رستم خوسے نے کہا
مین زبردستی تجھے اٹھاؤنگا یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا کہ اٹھا دے چاہا کہ رستم خوسے کا ہاتھ پکڑے کہ رستم خوسے نے جلدی سے
ایک ہاتھ تو ہاتھ مین دیا دوسرے ہاتھ سے گلو فشار شقیقی پر مارا کہ کہنی تک مع ساعد ہاتھ رستم خوسے کا سر مین اسکے گھس گیا مغز
شق ہوگیا وہ شقی تڑپ کر واصل جہنم ہوا رستم خوسے نے لاش اُسکی ٹانگ پکڑ کر پھینک دی اور آپ اُسکے مقام پر بیٹھا
جتنے پہلوان تھے لرز گئے فرعون شاہ نے کہا اے خداوندگان سن دیدی قدرت مرا یہ مدہوش کوڑہ پیادہ تجھکو بھی خیال مین
نہ لاتا تھا دیکھا کہ ایلچی نے کہا عقدہ ایک گھونسے سے مار ڈالا اسنے کہا یا حضرت اونچے مجھکو بولنا ایسا ہی ہوتا ہے عمر تمام ہو گئی تھی لیکن بیٹھکر
اہل دربار سے آنکھ ملانے لگا ہنسی کرنی اب رستم خوسے نے نعرہ کیا کہ نامہ دار جمشیدہ صاحبقران امیر عالی شان فرعون
کہا کہ لاؤ نامہ رستم خوسے نے کہا کہ پہلے شرطین نامہ کی ادا کرو تو نامہ ملے پوچھا کیا شرطین ہین کہا پہلے نثار نامہ بعد اُسکے نثار
ایلچی سے فرعون نے حکم دیا کہ لاؤ خوان نثار نامہ کے واسطے اسیوقت خوان حاضر ہوئے کہا دو ایلچی کو رستم خوسے بولا لٹادو
کہ غریب و فقیر لوٹ لیجاوین اسیوقت خوان لٹنے لگے عمرو جو خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا دیکھا کہ خزانہ لوٹنے کو دوڑتے ہین
عمرو نے جال حضرت الیاس کا نکالکر مارا کہ کپڑیان تک ایسے آگئین تمام مال سمٹکر زنبیل مین رکھ لیا کسیکے ہاتھ کچھ نہ لگا لیکن پگڑیون کا
حصہ جوتا چلا فرعون نے کہا کہ نکالو تو مسافرون کو اتنا مال لوٹ لیجئے اور پھر لڑتے ہین بختیارک نے کہا کہ ان بیچارون کے ہاتھ

کچھ نہین لگا اور پگڑیان گھاتے ہین گہین فرعون پکارا کہ پھر کون لیگیا کیا جنکا حق تھا وہ لیگئے پوچھا کہ وہ کون ہی کہا کہ بعد نامہ پڑھ کے
جانے کے عرض کرونگا فرعون چپ ہو رہا ایلچی سے کہا اتنے نامہ دے کہا کہ ابھی کچھ شرطین باقی ہین بولا کیا شرطین ہین کہا کہ سات
قدم پیشوائی نامہ کی اور تین استقبال میرے اور سات سلام نامے کو اور تین سلام مجھے کرو اور دونون ہاتھ پھیلا کر سامنے
آؤ تو مین نامہ دون یہ سنتے ہی فرعون نہایت برہم ہوا کہا کہ ای ایلچی یہ باتین بادشاہ کرتے ہین خداوند نہین کرتے ہین رستم خو
پکارا کہ بغیر اسکے نامہ نہ دونگا فرعون نے غصہ سے کہا کہ ارے نامہ چھین لو لوگ دوڑے مگر رستم خوے نے کہ ایک اپنے دنگل سے
جست کر کے تخت پر فرعون شاہ کے آیا اور ایک طمانچہ مارا کہ فرعون گرا رستم خوے چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور خنجر ناف پر رکھدیا
اور کہا کہ اب چھینو نامہ فرعون نے اپنے کو مجبور پا کر کہا ای ایلچی جو تو کہیگا وہی کرونگا کہا کہ استقبال کر اسنے کہا کہ مجھے چھوڑ دے
تو استقبال کرون رستم خوے نے کہا کہ اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون جبتک جواب نہ لیلونگا ہرگز نہ چھوڑونگا اسنے کہا پھر نامے کا
استقبال کیونکر کرون کہا کہ تخت اپنا یہان سے اٹھوا اور دس قدم آگے بڑھا کر رکھا جاے تو نامہ دون اسی وقت فرعون نے
حکم کیا کہارون کو کہار وہان کہان تھے فرعون کے سردارون نے ملکر تخت اٹھایا لا کر دس قدم پر رکھا اب رستم خوے نے کہا کہ
سلام نامے کے اور میرے بجا لا اسی وقت فرعون نے تسلیمین کین اب نامہ دیا فرعون نے بختیارک سے کہا کہ پڑھو اسنے آواز بلند
پڑھنا شروع کیا بعد تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی کے مرقوم تھا کہ ای فرعون تجھے لازم ہی کہ دعوی خدائی کا جو کرتا ہی اس سے
باز رہ بادشاہی کر کہ خدائی خلاق جہان کو مسلم ہی کفر کو ترک کر دین اسلام اختیار کر اور لقا بختیارک فرامرز وغیرہ کو
کہ میرے دزد ہین انکو باندھکر اپنے ساتھ لے کر در دولت پر حاضر ہو اور اگر خلاف اسکے کیا تو سوا مرگ کے چارہ نہین ہی یہ تا
واسطے سمجھانے کے لکھا ہی دیکھ کہ لقا اٹھارہ ہزار ملک کا مختار کا خدا اسنے باطل تھا اور زرہچد شاہ مالک پردہ ظلمات تھا
نصیحت پر میری عمل نہ کیا کس طرح کو پہونچے اگر تو نے بھی خلاف کیا تو اس سے بدتر تیرا حال ہوگا قطعہ اگر بشنوی پند کردم پیام
تمنا ے ملک تو بر من حرام ٭ دگر نشنوی روز یابی گزند ٭ بہ تنگ بلندہ ٭ فرعون نے یہ سنکر اپنے ہاتھ سے پشت
نامہ کے جواب جنگ لکھدیا اور رستم خوے کو دے کر کہا کہ لیجا رستم خوے نے کہا تو چلکر مجھے جھنڈیون کے باہر پہونچا دے
تو چھوڑونگا فرعون نے کہا ای ایلچی مین وہان تو نہ جاؤنگا رستم خوے نے نوک خنجر غرق کی کہ بلبلا گیا کہا اچھا چلتا ہون تجھے
پہونچا دیتا ہون اور حکم کیا کہ ارے تخت میرا اٹھاو تخت اسکا کہارون نے آکر اٹھایا کوئی ہزار بارہ سو کہار لگے
تھے رستم خوے اسیطرح چھاتی پر سوار آگے آگے تخت فرعون کا پیچھے انبوہ خلائق ہر ایک کہ رہا تھا کہ جس روز سے فرعون نے
خدائی کی کبھی ایسا ذلیل نہوا تھا کہ آج ہاتھ سے ایک ایلچی کے جیسا ذلیل ہوا اب قلعے کے دروازے پاس پہونچا کہا کہ ای ایلچی
اب تو مجھے چھوڑ دے رستم خو بولا کہ جھنڈیون سے باہر چلکر چھوڑونگا نہین تو تجھے مار ڈالونگا ناچار فرعون وہانسے بھی روانہ
ہوا یہانتک کہ جھنڈیون سے باہر آیا عمرو پیشتر اس سے تالاب کا پانی اپنے اوپر چھڑک کر نکل گیا تھا لیکن فرعون جب قبیلوں سے
اتر کر چلا تھا تو ساتون نہرین پانی کی اور ساتون ابر اسکے ساتھ ساتھ تھے سایہ ان ابرونکا فرعون کے سر پر تھا وہ نہرین
اور ابر بڑھتے جاتے تھے یہانتک کہ فرعون ایلچی کو جھنڈیون سے باہر لایا رستم خوے فرعون کی چھاتی پر سے اتر کر اپنے لشکر مین آیا
اور وہانسے گھوڑے کی باگ لی ادھر بختیارک نے فرعون سے کہا کہ اگر ایلچی نکل گیا تو غضب ہوا آپکو ذلیل کیے ہوے جاتا ہی
اگر قدرت ہو تو گرفتار کیجیے فرعون نے غضب مین آکر ہاتھ زمین پر مارا اور پکارا کہ ای دریاے غضب لینا اس ایلچی کو جانے نپاے
بس یہ آواز دینے کے اور ہاتھ مارنے کے ایک نہر دریا سے مواج ہوگئی اور رستم خوے کو مع فوج غرق کر دیا کچھ لوگ جو
آگے عمرو کے ساتھ چلے گئے تھے وہ بچ گئے باقی سب غرق ہوے فرعون شہر مین آیا کہ وہ ابر و دریا بدستور ہو گئے رستم خوے
اپنے لوگون سمیت زیر قبیلوں بندھا کھڑا تھا بدن مین طاقت نہ تھی فرعون نے رستم خوے کو اپنے سامنے بلایا اور کہا

کہ کیون یہ وقت تجھے نہ معلوم تھا اب کچھ نہیں گیا ہی دیکھ میرا تحمل اور بردباری کہ تو نے میرے ساتھ کیا زیادتی کی اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے تو چھوڑ دون رستم خوسے للکارا کہ او کافر تو وہی ہی کہ تجھکو جوتیان مارتا ہوا جھنڈیون تک لیگیا تھا اور مجھسے کچھ نہ ہو سکی تھی اب سحر کے زور سے تو نے مجھے گرفتار کیا لاکھ لاکھ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر تو جسطرح چاہے مجھے قتل کرا اگر زندگی ہی تو بچ جاؤنگا اور قضا آگئی ہی تو مارا جاؤنگا فرعون نہایت برہم ہوا کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شب بھر اسے قید رکھو اور صبح کو جھنڈیون کے باہر لیجا کر دار پر کھینچ تیر باران کرنا وہ رستم خوسے کو لیگیا اور حکم دیا کہ باہر حصار کے میدان خونی تیار ہو ہرکارے خبر لیکر روانہ لشکر اسلام ہوسے لیکن عمرو بن امیہ ضمری لشکر اسلام مین پہلے پہونچا تھا امیر کو سلام کیا مژدہ خوشخبری دیا کہ ای حمزہ جیسی ایلچی گری رستم خوسے نے کی ہی آج ایسی ایلچی گری کسی سے نکی ہوگی اور تمام حال بیان کیا امیر نے خوش ہوکر حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے عمرو محل مین آیا مان رستم خوسے کی دروازے پر کھڑی رو رہی تھی کہ عمرو نے خوشخبری دی کہ کیون روتی ہی بیٹا تیرا آتا ہی وہ قدمون پر عمرو کے گر پڑی کہ بابا واجان سچ کہتے ہو یا میری تسکین کیلیے یہ کلمات زبان پر لاتے ہو کہا کہ تیرے سر کی قسم سچ ہی سن لے تمام لشکر مین طبل شادمانی بج رہا ہی وہ سجدے مین گر پڑی اور کہنے لگی پروردگار تیرے قربان کہ تو نے بیٹے کو میرے زندہ و سلامت مجھسے ملایا مگر کھڑی ہوئی راہ دیکھ رہی ہی کہ ایک پہر کے بعد ہرکارون نے آکر خبر گرفتار ہونے رستم خو کی پہونچائی کہ دریاے سحر مین گرفتار ہوگیا صبح کو اسے تیر باران کرینگے کیرب یہ سنتے ہی دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا امیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے امیر نے فرمایا ای بہادرو کیرب محبت اسپر بیہوش ہو کر کوئی اسکی مدد کو جاے یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اپنے دنگل سے اٹھکے مجرا کیا عرض کی جو ارشاد عالی ہو تو یہ خدمت غلام بجا لاے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی جاؤ سپرد پروردگار کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر نکلا بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا وہان فرعون صبح کیوقت لقا کہ تبارک اور سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا کہ اس جگہ سے تمام میدان صحرا اور قتلگاہ سبکا سامنا ہی کجواج زحل پیشانی کوتوال شہر فرعونیہ جھنڈیون سے باہر آیا میدان خونی تیار تھا دار بن لکڑی کی تھین رستم خوسے کو مسلسل و مطوق لاکے زیر دار بٹھایا جلاد پکارا ای عزیز جو کچھ کہنا ہو کہلے جو پینا ہو پی لے جو وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے کیونکہ وقت تیرا آخر ہی رستم خوسے نے کہا کہ اگر تم مین سے گذر کسیکا لشکر صاحبقران مین ہو تو خدمت بادشاہ جمجاہ اور امیر گردون بارگاہ اور کیرب عالیجاہ و بدیع الزمان ملک سپاہ مین عرض کردینا کہ غلام آپکا فرعونیہ مین بے یار و یاور مسافر راہ عدم ہوا جلادون نے کہا کہ یہ وصیت کسی سے ادا نہوگی کہا تو اپنے کام مین مصروف ہو جلادون نے رسی بیڑیون مین باندھی اور چرخے پر پھینکی اور ہاتھ مین لپیٹ کر حکم کا منتظر کھڑا ہوا کجواج پکارا جلد اسے کھینچ کر تیر باران کرین اور ان خطا شعارون نے تیر کمانون مین پیوستہ کیے کہ بلند ہو تو تیر اندازین رستم خونے عالم یاس مین دعا مانگنا شروع کیا کجواج زحل پیشانی نے برہم ہوکر کہا کہ ارے جلد اسے دار پر کھینچ اور جلاد چاہتا ہی کہ کھینچے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ جانب صحرا سے ستون گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کردیا اور کیرب دلاور کے نعرے کی آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی اسکے بدیع الزمان کا نعرہ ہوا دونون لشکر خروج کفار پر گرنے لگی تلوار چلنے بدیع الزمان بہت کافرون کو مار کر برابر رستم خوسے کے پہونچا اور رسی کاٹ دی جلاد نے تلوار بدیع الزمان پر ماری کہ مغضوب خداوند کو تو نے چھوڑا دیا بدیع الزمان نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک ایک ہی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے اور رستم خوسے کہا کہ ای فرزند نکل چلو پس رستم خوسے نے اسیوقت جھٹکا مارا کہ زنجیر و طوق کو توڑ اٹھکر جلاد کی تلوار لی ایک سوار برابر کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ قیدی چھوٹا چاہتا ہی تلوار رستم خوسے پر ماری رستم نے بجلدی تمام وار اسکا بیڑا بدلکر خالی دیا اور ایک ہاتھ

کرب پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ٹانگ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گرا آپ جست کر کے اسکے مرکب پر بیٹھا لڑنے لگا کرب بحوالج
زحل پیشانی کے قریب پہونچا اسنے نعرہ کیا کہ او خدا پرست تونے غضب کیا کہ معبود خداوند کو چھوڑا کر پچھلا لیکن کہان جائیگا
غضب خداوندی سے بچ کر یہ کہکر تلوار ماری کرب نے وار اسکا سپر پر کاٹا اور تلوار ماری کہ یا سر پر جمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا
بدیع الزمان نے کہا کہ ای کرب دلاور رستم خو سے کا یہان سے جلد نکال لے چلنا مناسب ہی اسنے کہا بہت بہتر اور سینے ایکطرف کو
گھوڑے ڈالدیے جو سامنے آیا ماری تلوار کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک ہی طرف سینے ریلا کر دیا یہانتک کہ راستہ پیدا کر لیا مع فوج
وسپاہ نکلکر چلے لیکن قبل انکے آنے کے بختیارک فرعون سے کہ رہا تھا کہ یا خداوند آپنے ایلچی کو واسطے قتل کے جھنڈیون سے
باہر نکالدیا ہی اگر یہان ہوتا تو شاید مرتا ورنہ خدا پرستون کو تو مرنے کی عادت نہین ہی فرعون کہ رہا ہی کہ مین تجھکو عاقل جانتا ہون
تجھسے عجیب ہی کہ ایسے کلمہ زبان پر لاتا ہی بختیارک کہ رہا ہی یا خداوند آپ پر ظاہر ہوجائیگا کہ اسی اثنا مین بدیع الزمان و کرب
پہونچے رستم خو کو رہا کیا بحوالج کو مار کر روانہ ہوئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند دیکھا آپنے مین جو کہتا تھا وہی ہوا یا نہین
فرعون نے کہا یہ جائینگے کہان ابھی انھین قہر خداوندی مین گرفتار کرتا ہون اور نہایت غیظ و غضب سے ابر سفید کیطرف
دیکھکر کہا کہ لیجا ان خدا پرستون کو اور دوسری بار ابر سرخ رنگ کیطرف دیکھکر کہا کہ یہ خدا پرست جانے نہ پائین بس [illegible]
حکم سے وہ دونون ابر کے ٹکڑے پھیل کر محیط ہونے لگے کہ تمام صحرا کو گھیر لیا آواز گڑگڑاہٹ کی بلند ہوئی بدیع الزمان
و کرب و رستم خو سے گھوڑے دبا کر شگاف کوہ مین پوشیدہ ہوئے لیکن اس ابر سرخ سے آگ برسنے لگی اور ابر سفید سے بارش سنگ
ہونے لگی لیکن وہ تینون دلیر چھپے ہوئے تھے انکو کچھ ضرر نہ پہونچ سکتا تھا مگر لوگ بدیع الزمان و کرب کے اکثر شعلہ ہائے آتش
جلگئے اکثر پتھرون سے کچل گئے بہت مجروح ہوئے لیکن فوج بھی ان دلیرون کی منتشر ہو چکی تھی کوئی اسیر نہوا تمام صحرا مثل
قعر جہنم کے ہو رہا تھا ہرطرف شعلے بھڑک رہے تھے پتھر برس رہے تھے آخر ناچار فرعون نے ابرون کو بلا لیا وہ اسیطرح
لکہ ہوکر سر پر قائم ہوگئے فرعون ندامت زدہ مغموم ہوکر داخل شہر ہوا بختیارک نے فرعون کو اداس پاکر کہا یا خداوند کوئی
خداوند ایسا باقی نہین رہا کہ ہاتھ سے خدا پرستون کے ذلیل نہوا ہو اور ہماری تو کیا گنتی تھا اور زبرجد شاہ پر شدت ہوئی
ہی اور ارباب نشاط کو بلا کر مشغول عیش و طرب کیا مگر صاحبقران نے ہرکارون کی ڈاک فرعونیہ تک بٹھا دی کہ دمبدم کی
خبر پہونچتی تھی زیر تیغ بیٹھنا رستم خو کا اور پہونچنا کرب و بدیع الزمان کا اور مارنا بحوالج زحل پیشانی کا اور چھڑانا
رستم خو کا اور ابرون کا پہونچنا ہرکارے دمبدم بیان کرتے تھے امیر کو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہی کہ تینون سردار
سلامت پہونچے اپنے دنگل سے اٹھکر رستم خو کے کو چھاتی سے لگایا بدیع الزمان و کرب کی بھی تعریف کی پیار کیا
بادشاہ نے رستم خو کو سات پارچہ کے سات خلعت دیے اور بدیع الزمان و کرب کو تین تین خلعت عطا فرمائے امیر نے
کرب کیطرف دیکھکر فرمایا کہ بیٹے نے تمھارے وہ کام کیا ہی کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہو سکتا بعد اسکے عادی کو بلا کر حکم
دیا کہ پیشخیمہ فرعونیہ کیطرف روانہ کرو وہ اسیوقت تیاری کر کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا وہ تین شبانہ روز مین جا پہونچا

اب چند کلمے داستان لشکر کشی کرنا صاحبقران کا فرعونیہ پر بیان کیے جاتے ہین

ہرکارون نے خبر فرعون کو دی کہ حمزہ نے شہر قنطار پر سے کوچ کیا ہی کل میدان فرعونیہ مین نزول اجلال و ورود اقبال فرمائیگا
فرعون نے کہا کہ کل ہم گنبد مینائی پر بیٹھکر تماشا دیکھینگے کہ فوج حمزہ کی کسقدر ہی یہ خبر امیر کو پہونچی کہ فرعون لشکر کو دیکھیگا
اسیوقت سب فرزندون اور انکے بادشاہون اور سردارون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ سب صاحب پوشاک نفیس پہنکر
کوچ کرین کیونکہ وہ ملعون یعنی فرعون لشکر کو دیکھیگا غرض صبح کو فرعون اور لقا اور بختیارک اپنے سردارون کو
لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا اور فوج ساتھ تجمل کے گذرنے لگی بختیارک ایک ایک کا نام و نشان بتانے لگا پہلوان

دامادی ہی لیکر آئے بعد اُنکے اور سردار آنے لگے جسوقت سواری بدیع الزمان کی آئی بختیارک نے کہا کہ یہ داماد ہی
حمزہ لقا کا اسی نے تمام باختر کو زیر شمشیر قبضے مین کیا غرض ہر شخص کا پتا دیتا جاتا تھا یہانتک کہ سترہ روز تک صبح سے
تا شام لشکر آیا کیا اٹھارھوین روز بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران کمال عظم وشان سے داخل بارگاہ ذوالاحتشام
ہوئے فرعون نے جو یہ لشکر بے پایان دیکھا خائف ہوا کہ اس لشکر غدار سے کون عہدہ برا ہوگا بختیارک سے کہا کہ
مین طرفۃ العین مین اس سب لشکر کو غارت کر دونگا تو تماشا قدرت خداوندیکا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی ابر و دریا کو زمین پر مارا
کہ ای دریا ہائے غضب واے ابرہائے قہاری جلد جا کر حمزہ کو غارت کر دو ایک زندہ بچکر نہ جانے پائے ابھی لشکر اسلام
اچھی طرح قائم نہوا تھا کہ ساتون ابرون نے آکر گھیر لیا اور ٹوٹ ٹوٹ کر برسنے لگے ابر سفید سے برابر بارش سنگ ہو رہی تھی
جس سے ہزارہا اہل اسلام کچلکر مر گئے سیکڑون زخمی ہوئے اور ابر سرخ سے آتش فروزی شروع ہوئی کہ جسپر شعلہ لپک گرا
جلا کر خاک کر دیا اور دریاؤن نے چارجانب سے گھیر لیا اور ہر طرف سے غرق کرنا شروع کیا اب کسیطرف بھاگ کر بھی
جا نہین سکتے لشکر مین اک تہلکہ ہی تمام فوج سمٹی ہوئی گرد بارگاہ چلی آتی ہی صاحبقران غل سنکر بارگاہ سے باہر آئے
دیکھا کہ بادشاہ سنگ بارتا ہوا چلا آتا ہی امیر اشقر پر سوار ہوئے بارگاہ کو بار کرانا شروع کیا آمادۂ مرگ ہوا سب
قضا ہوئے ایکدوسرے سے وصیت کرنے لگا عجب عالم یاس ہی کوئی بچنے کی توقع نہین ہی کہ ادھر سے آتش کی دستکاری اور ادھر
ہلاک ہی پیچھے سے دریا ڈبو رہے ہین یارب کا غل ہی کوئی قرآن سر پر رکھے ہوئے واسطہ محمد و آل محمد کا دے رہا ہی کہ پروردگار
خیر سے اس بلا کو دفع کر محل مین اک حشر بپا ہی عورتین بال کھولے ہوئے دعائین کر رہی ہین منتین مان رہی ہین صدقے اتار رہی ہین
عمرو نے قریب امیر کے آکر گلیم اُتاری اور کہا کہ یا صاحبقران جلد اسم اعظم پڑھیئے یہ ابر و دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین
اسیوقت امیر نے اسم اعظم پڑھکر ابر و دریا کیطرف دم کیا کہ وہ ابر و دریا ساکت ہو گئے برسنا اُنکا موقوف ہوا
امیر نے بار دگر اسم پڑھکر پھونکا کہ ابر وہین الگ ہو کر بکھر گئے اور دریا وہین ناپید ہو کر اپنی جگہ پر چلے آئے فرعون نے دیکھا کہ
ابر و دریا پھر آئے اور لشکر حمزہ کو ضرر نہ پہونچا بختیارک سے کہا کہ یہ دریا کیونکر پھر آئے جہان مین نے بھیجا ہی یہ خالی
کبھی نہین پھرے کام کو سر انجام دے کر آئے یہ اتفاق نیا ہی کہ ابر و دریا دونون پھر آئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند
یہ ابر و دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین اور حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسنے باطل السحر پڑھکر پھونکا ہوگا یہ ابر و دریا پھر آئے
جبتک اسم اعظم حمزہ بند نہوگا یہ ابر و دریا لشکر حمزہ کا کچھ نکر سکینگے فرعون نے کہا ای بختیارک اسم اعظم کی تدبیر
ہو جائیگی اسی اثنا مین شام ہوئی فرعون پوشیدہ طور سے بوقت شب کنارے کنارے دریا کے آیا اور اسی چبوترے پر
جسپر برگد کا درخت ہی کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای دستگیر فرعون شاہ واے باعث خداوندی ای پاپور نفر ... اب یہ دستگیر
تیرا نہایت ذلیل ہوتا ہی ان خدا پرستون نے بہت سر اٹھایا ہی بس ایکبارگی دریا متلاطم ہوا اور ساحر شمشش اسمین سے
نکلا کہا کیا ہی فرعون نے سلام کیا اور سارا حال بیان کیا کہ ابر و دریا جو کبھی خالی نہ پھرے تھے وہ بے نیل مقصود پھرے
آئے سنا ہی کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی جبتک اسکا اسم اعظم نہ بند ہوگا ابر و دریا بیکار ہین ساحر شمشش نے کہا کہ ای
فرعون مین نے تجھسے کہا تھا کہ ابھی خدا پرستون سے سامنا نہ کرنا جبتک ایام نحس میرے برطرف ہون عیش و عشرت مین
بسر کر تو نے نہ مانا کیون ابر و دریا لشکر حمزہ پہ بھیجے جو بے اعتبار ہوا ہین حصار طلسم باندھ آیا تھا تو جبتک اسمین بیٹھا رہتا
تو نے کیا زور خدائی کا جتانے کے واسطے ابر و دریا کو بھیجا آخر ذلیل ہوا اور مین ناچار ہون دو مہینے سات دن ابھی باقی
ہین کہ اسمین مین دم نہین مار سکتا سر اٹھا کر آسمان کیطرف دیکھ نہین سکتا زمین پر قدم نہین رکھ سکتا تجھسے کس طرح کی
توقع رکھتا بعد ان دو مہینے کے جو کچھ تو کہیگا وہ مین کرونگا فرعون پاؤن پر گر پڑا کہ آپ دستگیری نہ کرینگے تو بہت

تو ذلیل ہونگا اسوقت ساحر ششمش نے دریا کیطرف دیکھکر آواز دی کہ اے خشقار جادو یہان آؤ دیکھا کہ دریا سے ایک مچھلی
تڑپکر باہر آئی اور صورت انسانی اُسنے پیدا کی کہ رنگ سیاہ نہایت مہیب بطور دست بستہ سامنے ششمش جادو کے
کھڑی ہوئی اور یہ ساحرہ معتمد ہے ششمش جادو کی اُس سے کہا کہ اے خشقار جادو تم فرعون کی مدد کو جاؤ اور حمزہ کا اسم اعظم
بند کرکے مددگار فرعون کی رہو اُسنے کہا بہت خوب فرعون سے کہا کہ آپ چلیے مین اپنا انتظام کرکے آتی ہون اور ساحر
ششمش سے خشقار جادو دریا مین چلا گیا فرعون وہانسے اپنے مکان مین آیا کچھ دیر بیٹھا ہوگا کہ آواز رعد کے گرجنے کی
آئی اور شعلہ آتش چمکا کہ تمام دربار کی آنکھین جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو فرعون کو نہ پایا سب متحیر تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کوئی
کہتا تھا کہ خداوند اپنی قدرت کی نیرنگیان دکھاتے ہین کہ نظرون سے غائب ہو جاتے ہین لیکن وہ شعلہ جو چمکا تھا خشقار جادو
آئی تھی اور فرعون کو دربار سے علیحدہ لے آئی اور کہا کہ اگر یہی غفلت ہے تو خوب خدائی کیجیے گا مجھکو آپ بلا آسکے اور خود دربار
مین بیٹھے میرے آنے کی خبر مشہور ہو جائیگی تو عیار حمزہ کے فکر کرینگے اب اسباب سحر منگائیے کہ مین اسم اعظم حمزہ کا بند کرکے یہانسے
بیابان موسیقار کو چلی جاؤن کہ وہ مقام میرے شوہر موسیقار جادو نے طلسم بند کر دیا ہے وہان پرندہ پر نہین مار سکتا
فرعون نے اُسیوقت اسباب سحر اُس سے پوچھکر سب منگوا دیا اب اسنے کہا کہ آپ دربار مین جا بیٹھیے مین اپنا کام کرون اور
ایک پنجہ سحر کے ہاتھ فرعون کو پہنچا دیا یہان دربار مین سب متحیر بیٹھے تھے کہ وہی شعلہ چمکا آنکھین ہر شخص کی جھپکین اب
جو دیکھا تو فرعون اپنے تخت پر موجود ہے سبنے سجدہ کیا اور پوچھا کہ یا خداوند اسوقت کیا مصلحت تھی کہ آپ نظرون سے ہم سب کی
پوشیدہ ہوگئے تھے فرعون نے کہا کہ تمکو کارخانے اپنی خدائی کے درست کرنا منظور تھے اسلیے گیا تھا تم کیا سمجھے تھے
کہ کوئی ساحر آکر لیگیا تھا اسطرف خشقار جادو نے خون خوک سے چوکہ دیا اور آپ نہائی دھوئی اور بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا
اور ایک پتلا موم کا بنا کر اُسکے عضو پر سو سُوئیان ماریں اور ایک دو سوزن دل مین چبھوئی پھر اُس پتلے کو اچاری مین بند کیا ایک
لوٹا اسکو سا اُسپر ڈھانک کے موم سے درازین برابر کردین اور اُٹھکر نہائی اور ایک رقعہ فرعون کو لکھا جسکا یہ مضمون
تھا کہ اب جسطرح جی چاہے حمزہ کو قتل کرو اسم اعظم مین نے بند کر لیا اور مین یہان رہونگی تو مجھکو کھٹکا عیارون کا ہے
اب مین بیابان موسیقار مین جاکر قلعہ الماس گون مین رہونگی بلکہ راستے مین ہفت درہ بھی ہے آتشبار جادو دربار حاکم
کو بھی ہوشیار کرتی جاؤنگی اور روئی کا پہل لیکر اُسپر کچھ اسم سحر دم کیا کہ وہ صورت ایک کبوتر سفید کی بنا منقار مین اسکی نامہ
دیا اور کہا کہ اے طائر سحر یہ نامہ فرعون شاہ کو دے آ اور خود طرف ہفت درے کے روانہ ہوئی ادھر فرعون دربار مین
بیٹھا ہوا خدائیان بگھار رہا تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ آیا اور نامے کو گود مین اُسکی ڈالکر غائب ہوگیا فرعون شاہ نے نامہ
پڑھا اور حکم دیا کہ ابھی طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو غارت کیا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ رکھا ہوگا
ہرکارون نے خبر امیر کو پہنچائی کہ تمام لشکر مین فرعون شاہ کے شہرہ ہے کہ اسم اعظم امیر کا بند ہوگیا امیر نے براے امتحان
جو اسم اعظم یاد کیا بالکل فراموش تھا واسطے تسلی کے کہدیا کہ وہ جھک مارتا ہے جھوٹ کہتا ہے مجھے یاد ہے عمرو نے اشارے سے پوچھا
کہ حمزہ سچ ہے امیر نے کنایۃً فرما دیا کہ بالکل فراموش ہے عمرو نے کہا حمزہ مین نے روز اول کہا تھا کہ فرعونیہ مین بلائین ہین امیر نے
فرمایا کہ خواجہ اشتمام ہمارا یہین مقدر تھا عمرو نے رو کر کہا حمزہ مین مجبور ہون کہ عقل میری کام نہین کرتی امیر نے ایک رقعہ
پانچ ہزار اشرفیون کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی اس بلا کو دفع کرے یہ اسکا ہے عمرو نے رقعہ تو اُٹھا لیا اور کہا
جاتا ہون جانبازی کرونگا آگے جو مرضی خدا کی یا میری موت زیست سبکے ساتھ ہے امیدوار ہون میرے جرم عفو فرمائیے امیر نے
فرمایا کہ خواجہ اگر خوف جان ہے تو نہ جاؤ مرگ انبوہ جشنے دارد عمرو بولا کیا یہان موت کا سامنا نہین ہے اس سے ہاتھ پاؤن
ہلا کر مرنا بہتر ہے یہ کہکر چلا تھا کہ ابر نظر آیا اور بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر عمرو کی پکڑ کر اُٹھا لیگیا

اور سوے آسمان روانہ ہوا اور عمرو پکارا کہ حمزہ مین کہتا تھا کہ دشمن میری فکر مین لگے ہوے ہین خیر اگر زندہ بچے تو پھر تمھکو
آکر دیکھا نہین تو ملک لوت کے پنجے مین تو ہین امیر جبتک آنکھین اٹھین کہ یہ کیا شی عمرو کو لیے جاتی ہی کہ عمرو نظر سے غائب ہوئے
امیر عمرو کے لیے رونے لگے اور سب سردار بلکہ تمام لشکر عمرو کیواسطے متاسف ہوا امیر تو بیہوش ہوگئے کہ جسکو سامنا موت کا
بندھا ہوا ہو عمرو سے امید تھی وہ یون گیا چالاک بیٹے کہا کہ بھئی جاکر خواجہ کی تلاش کرو عرض کیا کہ مجھکو خود فکر ہے یہ کہکر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان پہونچنا عمرو کا ملکہ ناہید قمر طلعت کے پاس اور جانا نقشت درسے مین اور مارنا خشقار جادو آتشبار جادو و دریا بار جادو کا اور اسم اعظم یاد آنا صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

لیکن عمرو کو جو نیچے والشنے لیکے چلا عمرو پکارا یا الغیرا اگر تو مجھے کھانے کو لیے جاتا ہی تو بدن مین میرے گوشت نہین ہی فقط ہڈیان
ہین وہ بھی تلخ کیونکہ مین افیون بہت پیتا ہون اور اگر قتل کرنے کو لیے جاتا ہی تو مجھ بیگناہ کو کیون قتل کریگا مین نے آجتک
کسیکو مارا نہین ناحق مجھے لیے جاتا ہی ارے جو قاتل ہین ساحرون کے انھین پکڑ مین عمرو نہین ہون بلکہ عمرو نے مجھے
اپنی شکل بنادیا ہو اپنی حفاظت کے لیے ہر چند چلایا پکارا کیا کچھ آواز نہ آئی ہوا کی گرہ مین پھنسکر بیہوش ہوگیا ایک گھڑی پر
جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہین میوہ تر و تازہ انمین لگا ہوا ہی
مرغان چمن خوش الحانیان کر رہے ہین نہرین جوش مار رہی ہی ایک طرف مسند پر ایک ماہ کامل کہ بارہ دری مین جلوہ گر دیکھا
عمرو جو گیا تو پہچانا کہ یہ خواہر دینی ملکہ ناہید قمر طلعت ہی اسنے اٹھکر سلام کیا دونون ہاتھون سے بلائین لین اور لاکر مسند پر
بٹھایا کہا بھیا تمہارا سر کا سفید ہوگیا ہی کہ تم دیار فرعونیہ مین آئے اور کبھی ہمسے ملاقات بھی نہ کی عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ یہ ناحق کا
شکوہ ہی مجھکو کیا معلوم تھا کہ تمھارا مکان یہان ہی کسسے پوچھتا کون بتاتا شکوہ مین کرتا تو بجا تھا کہ کبھی تمنے مجھکو بلایا نہین
تمھین اختیار تھا اور اب بلایا اور بلایا بھی تو ایسا کہ قریب تھا کہ مارے دہشت کے ہلاک ہوجاؤن کوئی اسطرح بھی بلاتا ہی
اور وہ لانے والا کہان ہی ملکہ نے کہا کہ میرا نوکر ہی شمس جادو وہ لایا ہی کہا کہ وہ کہان ہی مین اسکی صورت تو دیکھون ملکہ نے
شمس جادو کو بلایا عمرو نے دیکھا کہ مرد پیر ریش سفید ٹیکا سیندور کا ماتھے پر عمرو نے بہت شکوہ اس سے کیا کہ میان یا ہون
تمنے ہمسے کچھ نہ کہا اسنے کہا کہ وہان موقع نہ تھا کہ مین آپسے کہتا اب عمرو نے ناہید سے کہا کہ بہن عجیب وقت مصیبت مین تمنے
مجھے بلایا کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہی اسنے کہا کیونکر عمرو پکارا فرعون نے طبل قہاری بجوایا ہی کل بردود ریا لشکر اسلام کو غارت
کرینگے اسوقت مین بلوانا ناحق تھا اگر بلوایا ہی تو مدد کرو اور تم بہن سے تو آفتنا ملین اچھی تھین کہ ملکہ جادو وطاؤس جادو و
برق جادو وغیرہ نے کیسی کیسی مدد کی ناہید نے کہا بھیا جو مجھسے ہو سکیگا ہرگز اسمین کوتاہی نکرونگی خواجہ جو کچھ کہو وہ مین
سر آنکھون سے بجا لاؤن عمرو بولا کہ ہمشیرہ تم جاکر اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا حال تو فرعون سے دریافت کرو کہ کسنے بند کیا ہی
اور وہ کہان ہی ناہید بولی مین ابھی جاتی ہون اور پوشاک نفیس پہنکر عطر ملکر خوب بناؤ سنگار کرکے فرعون کے پاس
روانہ ہوئی فرعون دربار خدائی مین بیٹھا تھا کہ ناہید کے آنے کی خبر سنکر بہ حواس اندر محل کے آیا ناہید نے اٹھکر سلام کیا
فرعون نے خلوت کی اور ناہید سے پوچھا کہ ملکہ آج تم بعد مدت کے آئی ہو خیر تو ہی ناہید بولی کہ مین نہایت متردد ہوکر
آئی ہون حقیقت تو یہ ہی کہ یہ سب خوبی تمھاری باعث سے ہی سنا ہی مین نے کہ ابر دود ریا لشکر حمزہ پہ گئے تھے حمزہ نے
انھین پھیر دیا اب معاملہ بڑا ایکا کیونکر ہوگا فرعون نے ہنسکر کہا کہ ملکہ یہ امر جو تمنے کہا سچ ہی مگر اب اسم اعظم حمزہ کا بند کروا لیا ہی
کل سب خدا پرستون کا استیصال ہوجائیگا کہا کہ مجھکو یقین نہین ہی کسنے اسم اعظم حمزہ کا بند کیا فرعون نے کہا اے ملکہ مین مفصل
نہین بیان کرسکتا کہ در و دیوار ہمہ گوش دارد ناہید نے برہم ہوکر کہا کہ تم مجھسے چھپاتے ہو معلوم ہوا کہ مین تمھاری دوست
نہین ہون دشمن ہون خیر پھر دشمن کا پاس بیٹھنا ناحق ہی یہ کہکر اٹھی فرعون ناہید کو بہت چاہتا ہی سینے سے لگا لیا اور سمجھا

حال جانا ساحرہ شمشش کے پاس اور وہانسے ختنقار جادو کو لانا اور اسم اعظم بند کروانا اور جانا ختنقار جادو کا ہفت در میں
سب بیان کیا ناہید نے کہا کہ اب مجھے تسلی ہوئی اب آپ جائیے دربار میں میں بھی جاتی ہوں یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی عمرو کے پاس
آئی تمام حال بیان کیا عمرو بولا ای ہمشیرہ جہان یہ تمنے کیا ہی مجھکو ہفت درے میں بھی پہونچادو ناہید نے کہا اچھا اور شمس جادو کو
بلاکر کہا کہ کوعے ہے جی خواجہ کو ہفت درے میں پہونچا آؤ اسنے کہا کہ ملکہ مجھے عذر نہیں لیکن اگر کسی نے دیکھ لیا تو میں مارا جاؤنگا
اور تم بدنام ہوگی کہ وہاں کا ایک ایک بیٹا ایک ایک بوٹا ساحر سے بھرا ہوا ہی ملکہ نے کہا دعوے جی جو کچھ ہو سو ہو خواجہ کو وہان
پہونچاؤ شمس جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں تمہیں ہفت درے میں پہونچاکر بیدرنگ ٹھہرونگا فورا چلا آؤنگا عمرو نے کہا
میں اتنا ہی بہت چاہتا ہوں کہا تو آؤ لیچلوں عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ اگر پھر میں تمھارے پاس آنا چاہوں تو کیونکر
آؤن شمس جادو نے ایک تعویذ عمرو کو دیا کہ اسے اپنے پاس رکھو جب کبھی چاہو کہ ملکہ ناہید کے پاس آؤ تو اس تعویذ کو
دانت تلے دابنا اسیوقت میں تمہیں اٹھا کرے آؤنگا غرض عمرو ناہید سے رخصت ہوا اور شمس جادو اپنی پشت پر عیار
کو لیکر روانہ ہوا اسا سنے ہفت درے کے لا کر اتارا اور کہا کہ خواجہ جب تم ساحرون کو مار دوگے تو پھر کسی کی لیجانے کی ضرورت
نہوگی طلسم برطرف ہو جائیگا لشکر اسلام سامنے معلوم ہونے لگیگا یہ کہکر شمس جادو چلا گیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے
اندر ہفت درے کے داخل ہوا دیکھا کہ سب زمین آئینہ کی ہی فرسنگ در فرسنگ تک زمین میں آئینے نصب معلوم ہوتے ہین
اور ہر طرف کوہ زمرد اور دوسری طرف کوہ آئینہ ہی اور اسمیں میدان میں ایک درخت ہی کہ پتے اسکے سبز اور پھل مانند چہرہ
پری زادکے ہین گویا تمام درخت پہ پری زادین بیٹھی ہین اور بیچ درخت کے فرش بہت تکلف کا ہو ساحرہ بیٹھی ہین ایک
سفید پوش ہی دوسری سرخ پوش عمرو دیکھتا تھا کہ ان دونوں نے آواز دی کہ ای ختنقار جادو وای بیمروت کہاں جاتی ہی
وہ بولی تمھارے ہی پاس آتی ہوں عمرو نے دیکھا کہ شیشہ اسکے پاس ہی دونوں نے پوچھا کہ ہمشیرہ اس شیشے میں کیا ہی
کہا کہ تم جس سے مجبور تھیں حمزہ کا کچھ کر نسکتی تھیں وہ اسمیں بند ہی یعنی اسم اعظم حمزہ کا ان دونوں نے خوش ہو کے کہا
کہ ہمشیرہ بڑا کام کیا تمنے نہیں تو ہمسے کچھ نہو سکتا ختنقار جادو نے کہا کہ اب میں بیابان موسیقار کو جاتی ہوں قلعہ لاس کو نہیں
حفاظت سے بیٹھو نگی تمسے بھی اطلاع کو نکل آئی تھی کہ ذرا یہ دن ساحرون پر سخت ہین ہوشیار رہنا انھوں نے کہا ہمشیرہ یہ مقام
بھی تو طلسم بند ہی یہاں کون آسکتا ہی اور بعد مدت آئی ہو چلی جانا جلدی کیا ہی ایک آدھ جام شراب کا تو پیو ختنقار جادو نے
کہا جو خوشی تمھاری القصہ ختنقار جادو بھی آکر شراب کی صحبت ہوئی اور شراب خواری کرنے لگی عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ چلو کسی
تدبیر سے انکو مارنا چاہیے اور مقدم مارنا ختنقار جادو کا ہی کیونکہ یہ اگر نکل گئی تو اسم اعظم بند رہ جائیگا غواص عقل کو
بحر بے پایان فکر میں غوطہ زن کیا دو گھڑی بعد گوہر مطلب اسکے ہاتھ لگا ایک طفل ماہ طلعت کی صورت بنا کہ سن کوئی
پندرہ برس کا عین شباب بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے زنجیرین نقرئی کمر میں بندھی ہوئین حرکات دیوانے پن کے کرتا ہوا
کبھی پتھر کو پتھر سے ہٹاتا تھا اور کبھی تنکے منہ میں چباتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی روتا تھا کبھی گاتا تھا کبھی ناچتا تھا حلقے طلائی
ہاتھ پانوں میں اور زنجیر طلائی گلے میں پڑی ہوئی ان تینوں نے جو ایسے جوان کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوئین چاندنی
رات تھی عکس ماہ و ستارہ آئینہ میں جا بجا جلوہ نما تھا اور یہ دیوانہ صورت اپنی آئینہ میں دیکھکر کبھی پتھر مارتا تھا کبھی کلوخ
مارتا تھا جب پتھر ہاتھ میں لگتی تھی تو منہ سے لہو بہنے لگتا تھا غرضکہ دیوانگی کی حرکتیں کرتا ہوا انکے برابر جو آیا تو بیٹھ گیا
شراب گلابی سے انڈیل کر بے تکلف پی لی ان تینوں نے آپسمیں کہا کہ ایک تو دیوانہ تھا دوسرے شراب پی اب دیکھیے کیا ہو
اور دیوانہ ہر ایک کو لگاوٹ سے دیکھتا ہی ہر ایک دل میں کہ رہی ہی کہ دیوانہ مجھکو پیار کرتا ہی مگر دیوانہ ایکبار اٹھکھڑا ہوا
اور قلقاریاں مارتا ہوا صحرا کیطرف بھاگا ان تینوں نے کہا سچ ہی کہ دیوانہ کبھی کسی بات کا اعتبار نہیں ای کمبخت چلا گیا

اور غائب ہوگیا بعد تھوڑے دیکھا کہ پھر دیوانہ چلا آتا ہی پھولوں کا گلدستہ ہاتھ مین ہی کچھ پھول کان مین کھنسے ہوے ہین اور کچھ کانٹین
آتے آتے وہین آیا جہان یہ تینون مرید ابلیس تھین بیٹھ گیا پھول بانٹنے لگا جب خنقار جادو کو پھول دیتا ہی تو آتشبار جادو
و دریا بار جادو یہ شعر پڑھتی ہین شعر گل پھینکے ہین غیرون کیطرف بلکہ ثمر بھی ٭ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی غرضکہ دیوانے
پھول بانٹ کے اس شیشے کی شراب اس شیشے مین اس شیشے کی شراب اس شیشے مین کرنا شروع کی اور ایک ساغر سرکاری بھی پلایا اور خنقار جادو
سے لپٹا اور چھاتی پر اسکی چڑھ منھ کھولکر شراب اسکے منھ مین انڈیل دی دریا بار جادو و آتشبار جادو کو رشک ہوا لیکن دیوانہ
خنقار جادو کو چھوڑ کر آتشبار جادو و دریا بار جادو سے لپٹا انھین بھی باری باری بہت سی شراب پلائی بعد اسکے پھر آتشبار جادو
لپٹ گیا کہ مین تمپر عاشق ہون یہ کہکر سینے پر ہاتھ ڈالدیا ادھر سے پھر کر دریا بار جادو کی چھوٹی لی خنقار جادو کی گردن مین باہین ڈالدین
اب دیوانے کی یہ کیفیت ہی کہ ہر ایک سے گرمیان کر رہا ہی لیکن سبکو چھوڑ کر اٹھکے بھاگا یہ تینون جادوگرنیان اٹھکر دوڑین کہ ارے عمرو
کہان جاتا ہی ہمین دغا دیے جاتا ہی دو چار قدم چلی تھین کہ بیہوش ہوکر گرین عمرو نے پکڑ خنجر تینون کو پہلے تو برابر لٹایا بعد اسکے ایک ہی
ہاتھ مین سبکا کام تمام کیا غضب با طلسم کا تو پڑا انکے مرتے ہی اندھیری چلی آتشباری برف باری ہوئی آوازین آئین کہ کشتی
نام من آتشبار جادو و دریا بار جادو و خنقار جادو بعد اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ تو وہ کوہ ہی نہ وہ مین آئینہ کی ہر
صحرا ہے چہار طرف شور ہی تمام زمین کہ جہان ہو کر اڑ گئی وہ درخت نابود ہوگیا عمرو نے تمام مال و اسباب لیا یہانتک کہ کپڑے بھی اتار لے
لشکر اسلام کا راستہ لیا تھوڑی دور آیا تھا کہ لشکر اسلام دکھائی دیا جمع ہو چکی تھی دوڑا ہوا امیر کے سامنے آکر گر پڑا اور کہا حمزہ
مجھ سے کچھ نہین ہو سکتا بھاگ آیا نہین تو بلا مین پھنستا ایک تو خود امیر متردد بیٹھے تھے دوسرے عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا فرمایا
کہ کیا ہوا کچھ حال تو کہہ عمرو نے کہا اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا خوب یاد تھا عمرو کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوے عمرو
سا سو لینے کہا کہ خبر فرعونیہ کی لاؤ فرعون صبح کو بارادۂ قتل لشکر اسلام اٹھا تھا وزیر سے اپنے کہا کہ [illegible] کہ
لشکر اسلام کا کام تمام کرین منصور وزیر جو فرعون کے پاس سے دربار خدائی مین آیا دیکھا کہ ابر تو آسمان [illegible]
پھل کے پھل [illegible] ہین اور وہ جو دریا تھے وہ نالیان خشک پڑی ہین ایک بوند پانی انمین نہین
بیان کیا فرعون نے سنتے ہی تاج سر سے دے مارا اور وہ ساحر کہ ہمیشہ خدمت فرعون مین کاروبار ضروری کے لیے ساحر [illegible]
اس سے کہا کہ جاکر ہفت در کی خبر تو لا وہ گیا دیکھا کہ تینون جادوگرنیون کے مردے پڑے ہین اور لاشین برہنہ ہین کپڑے تک
نہین اور صحرا کہ دور تھا اب قریب معلوم ہوتا ہی تینون لاشون کو اٹھا کر فرعون کے پاس لایا اسے یہین چھوڑ دیجیے

اب چند کلمے داستان آنا قندیل جادو و شکیل جادو بیٹیون کا خنقار جادو کے بیابان موسیقار سے اور دربار سے جانا بیان کیے جاتے ہین

لیکن حال گذارش کیا جاتا ہی خنقار جادو کا کہ جسوقت یہ مری تو قلعۂ الماس گون کہ اسکے سپرد تھا بیابان موسیقار مین بنا ہوا تھا
نیست و نابود ہوگیا اور جیسے یہ ساحرہ خدمت مین ساحر مستمش کے آئی تھی دو بیٹیان اسکی کہ نام ایک کا شکیل جادو اور دوسری کا
نام قندیل جادو ہی اپنے شوہر یعنے موسیقار جادو کے سپرد کر آئی تھی وہ انھین سحر تعلیم کیا کرتا تھا ایک روز موسیقار جادو
بیٹھا ہوا سحر اپنی دونون بیٹیون کو تعلیم کر رہا تھا کہ یکایک تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور قلعۂ الماس گون نظر سے غائب ہوگیا
موسیقار جادو گھبرا گیا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دستک دی کہ ایک جانور پیدا ہوا اس سے پوچھا کہ حال خنقار جادو کا بیان کر اسنے تمام
کیفیت اول سے آخر تک داخلہ دربند فرعونیہ پر امیر کا شور و گیر کا اور اسم اعظم بند کرنا خنقار جادو اور مارا جانا عمرو کے ہاتھ سے
بیان کیا موسیقار جادو نے دونون بیٹیون سے کہا کہ ہم نمکخوار قدیم ہین خداوند فرعون شاہ کے مان نے تمھاری حق غلامی ادا کیا
ہم کو بھی لازم ہی کہ ایسے وقت مین چلکر خداوند کا ساتھ دین یہ سنکر یہ دونون بیٹی شکیل جادو و قندیل جادو بہت روئین پیٹین
اور کہا [illegible] ہمکو بھی بعد والدہ صاحبہ کے زندگی دشوار ہی ہم ابھی دربند فرعونیہ پر جاتے ہین اور اسکے قاتلون کو مار کر

سوگ پڑھاؤینگے موسیقار جادو نے کہا کہ بیٹا وہ جگہ نہایت خوف کی ہے اور تم ابھی نادان ہو اگر کچھ نوعد گزند ہو گی تو مین کہینکا رہونگا
یہ دونون مچل گئین اور کہا کہ ہم ضرور جائینگے جبتک مادر مہربان کے قاتلون کو نہ مارینگے ہمکو قرار نہ آئیگا اور اگر آپ ہمین نہ جانے دیجیے گا
تو ہم اپنے گلے کاٹ کر مر جائینگے اور خنجر کھینچکر گلو پر رکھلیے موسیقار جادو ناچار ہوا اور کہا کہ اچھا تم چلو آپکے تیسرے روز مین آجاؤنگا یہ کہکر
شکیل جادو کو بلا کر کہا کہ میرے قریب آ وہ پاس آئی موسیقار جادو نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر ماتھے مین
شکیل جادو کے نشتر دیا اور خون لیکر اس پتلی پر چھینٹا مارا کہ وہ اٹھ بیٹھی اور ساتھ چکر گرد شکیل جادو کے مار کر گود مین
موسیقار جادو کے جا بیٹھی اور موسیقار جادو جو کچھ سوال کرتا تھا اسکا جواب دیتی تھی بعد اسکے قندیل جادو کو قریب
بلایا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر اگیاری دی جب وہ آگ روشن ہوئی تو اسپر چھینٹا پانی کا دیا کر بونکلنا موقوف ہو گئی دھوان ہو گیا
قندیل جادو سے کہا کہ اسے پھونک اور آپ کچھ پڑھنے لگا قندیل جادو نے پھونکا اسمین سے لو اٹھی موسیقار جادو نے اس سے
ایک چراغ روشن کیا اور ان دونون کو رخصت کیا اور بروقت چلنے کے کہدیا کہ عیارون سے ذرا ہوشیار رہنا اور تین دن تم
میدانداری کرو چوتھے روز تو مین آہی جاؤنگا یہ دونون سلام کرکے طاؤس سحر پہ بیٹھ کے روانہ ہوئین اب حال سنیے دربار
فرعون کا کہ یہ خنقار جادو کے مرنے سے نہایت ملول کمال غمگین متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون اکبارگی بجلی چمکی
اور ایک ابر سفید نظر آیا اسمین سے دو جادوگرنیان طاؤس سحر پر سوار دربار فرعون مین آئین فرعون کو سجدہ کیا اور
کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوا دیجیے کل ہم ان خداپرستون سے سامنا کرینگے اور عوض اپنی مادر مہربان کے خون کا لینگے اور
کچھ اسباب سحر طلب کیا اور کہا کہ ہم اپنے انتظام کو جاتے ہین آپ طبل جنگ بجوا دیجیے فرعون نے اسیوقت حکم دیا کہ نوبتچیہ طبل جنگ
نقارۂ نبرد پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے بادشاہی بجالانے کے
عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے اور دو جادوگرنیان آئی ہین وہ مقابلہ کرینگی فرمایا خدا سے ما نیز رنگ است
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دہتا مید ربانی طبل جنگی بجے اسیوقت نقارہ پر چوب پڑی سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہو
دربار برخاست ہوا سرداران نے اپنے اپنے خیمون مین جاکے آرام کیا لیکن حال گذارش کیا جاتا ہے شکیل جادو اور
قندیل جادو کا کہ انھین نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ایک دن کی میدانداری ہم کرین اور دوسرے دن کی تم یہ صلاح کرکے میدان
جنگ مین آکر دست راست کیجانب قریب دو کوس کے فاصلے پر قندیل جادو نے قلعہ بلورین بزور سحر تیار کیا اور دست چپ
کیطرف شکیل جادو نے قلعہ زمردین بزور سحر بنایا لیکن آج کی میدانداری چونکہ قندیل جادو کے ہاتھ تھی اسنے خون خوک سے
چوکا دیا اور ایک نیل کنٹھ کو چھوڑ کا کیا بعد اسکے کچھ ماش کے دانے پڑھکر مارے کہ وہ بولتا ہوا اڑ گیا ادھر امیر اپنی بارگاہ کو دربار سے
جاتے تھے عمرو کہہ رہا تھا کہ حضرت اسم اعظم سے نہ غافل ہو نا کل ساحر ونسے سامنا ہے ایسا نہو کہ وہ اسم اعظم بند کرین امیر نے فرمایا
مجھے یاد ہے یہ کہکر پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو دیکھا کہ ایک نیل کنٹھ سر پہ چکر مار رہا ہے لیکن نیل کنٹھ ساتھ چکر لگا کے اڑتا ہوا
قلعہ بلورین کو چلا گیا قندیل جادو انتظار مین بیٹھی تھی کہ وہ جانور بولتا ہوا آکر اسکے ہاتھ پہ بیٹھ گیا بس قندیل جادو نے
منقار اسکی پکڑ کر سوئی ان دی ہی اور ایک پنجڑے مین بند کرکے لٹکا دیا یہان رات بھر نقارہ بجا صبح کو فرعون گنبد مینائی پہ بیٹھ
کتا اور تختیارکر بعض سرداران نامی آکر بیٹھا ادھر سے لشکر اسلام صف آرا ہوا بادشاہ اسلام تخت پر سوار امیر چالیس قدم
لشکر سے آگے برچھی صاحبقرانی کھڑے ہوئے ہین کہ یکایک جانب دست راست سے کچھ قندیلین اڑتی ہوئی بالا سے ہوا
نظر آئین آگے آگے ایک قندیل بڑی کہ اسمین ایک زن جمیلہ بیٹھی ہوئی اور قندیلین خالی اسکے ساتھ قریب گنبد مینائی کے
آکر فرعون کو سلام کرکے میدان مین ایک نیزہ بلند بالا سے ہوا قندیل ٹھہر گیا قائم ہوئی اور قندیلین اسکے سر پہ سایہ فگن
تھین کہ اسنے آواز دی اے خداپرستو وہ شخص میرے مقابلے کو میدان آئے کہ جسنے میری مادر مہربان یعنی ملکہ خنقار جادو کو

مارا ہی یہ سنتے ہی عمرو تو میدان میں بیٹھے پھر اُسنے آواز دی کہ اگر وہ نہیں آتا تو کوئی اور ہی نکلے یہ سنا تھا کہ آلا گرد فرنگی سردار شاہزادہ رومی مرکب
اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کلہ عفریت عنایت ہوا آلا گرد سلام کر
جام پی کر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا پکارا کہ اے عورت تو کیا مرد ویسے مقابلہ کریگی اُسنے ایک قندیل کیطرف انگلی سے اشارہ کیا کہ فوراً
وہ قندیل زمین پر گری اور تتق گرد بلند ہوا اُسمیں سے ایک سوار نیزہ بکف سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ پیدا ہوا اور سامنے آلا گرد کے آکر للکارا کہ
مجھسے مقابلہ کر اور نیزہ مارا آلا گرد نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی گھوڑوں کی گشت سے تتق گرد اسقدر بلند ہوا کہ دونوں چھپ گئے
بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ مرکب آلا گرد کا خالی ہے اور اُسیطرح قندیل بلند ہوئی لیکن قندیل میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھواں
بھرا ہوا ہے یہ ماجرا دیکھکر سارے لشکر کو حیرت ہوئی لیکن مالا گرد کو تاب نرہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا تیر کمان میں
جوڑکر مارا لیکن تیر قریب قندیل کے پہونچکر جلگیا اور اُسیطرح قندیل سے سوار پیدا ہوا کہ ہاتھ میں سوار کے کمند تھی مالا گرد پر
پھینکی اور جھٹکا دیا کہ مالا گرد زمین پر آیا گرد اُڑی اور اُسی گرد میں قندیل بلند ہوکر سر پر قندیل جادو کے قائم ہوئی لیکن جو
قندیل سردار کو اسیر کرلیجاتی ہے اُسمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھواں بھرا ہوا ہے یہانتک کہ پھر بھی کل سردار علمشاہ کے پکڑے گئے
یہ دیکھکر شاہزادہ علمشاہ رومی کو تاب ضبط باقی نرہی اور بغیر اجازت لیے میان سے تیغ کہ تبان فرنگی کھینچکر دوڑا کہ او مجھ
غضب کیا تو نے کہ سب سردار میرے پکڑ لیے ابھی اُسنے قندیل کیطرف اشارہ نہیں کیا تھا کہ علمشاہ نے قریب جاکر کمند مارکر
جھٹکا دیا لیکن قندیل جادو کہ قندیل سحر میں بند تھی کمند سے مثل شعلۂ آتش کے لگ گئی اور کمند علمشاہ کی جلگئی ابتک اُسنے انگلی
اشارہ کیا تھا کہ اُسیطرح قندیل زمین پر گری اور گرد اُڑی گرد سے سوار گرز گران سر اُٹھائے پیدا ہوا اور علمشاہ پر
گرز مارا شاہزادے نے بچالی تمام گرز کو گرز سپر پر روکا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ایک شعلہ تھا کہ جانب فلک کے چلا گیا مرکب
علمشاہ کا زمین میں کسیقدر دھنسا یا تتق گرد بلند ہوا اب جو دیکھا تو اُسیطرح گرد سے قندیل بلند ہوئی کہ دھواں اُسمیں
بھرا ہوا تھا جب گرد برطرف ہوئی تو مرکب علمشاہ کا خالی تھا تمام رومی و فرنگی یہ حال دیکھکر بیتاب ہوئے گریبان چاک کیے
خاک سروں پر ڈالی امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا شاہزادہ بدیع الزمان نامور گریبان پھاڑتا ہوا تیغ کھینچے ہوئے میدان میں
آیا قریب نہ پہونچا تھا کہ قندیل زمین پر گری سوار پیدا ہوا تلوار چلنے لگی گھوڑوں کی گشت سے غبار اُٹھا جسمیں دونوں سوار
نظر سے نہاں ہوئے گرد میں چھپ گئے اُسیطرح قندیل غبار سے بلند ہوئی اور مرکب بدیع الزمان کا خالی اب یا تو یہ لوگ
بھی گریبان پھاڑتے اک تلاطم برپا ہوگیا الغرض شام تک کل بیٹے امیر کے اور اکثر سردار اسیر ہوگئے شام کو طبل بازگشت بجا ہنوز کوئی
میدان سے پھرا نہیں ہے لیکن قندیل جادو اپنی قندیلوں سمیت بلند ہوتی جاتی ہے اور گنبد بلند میں کا رخ کیا ہے کہ آسمان پر ایک
ستارہ چمکا اور آن واحد میں قریب قندیل جادو کے آیا دیکھا تو اک قندیل ہے لیکن اُسمیں سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پھر ایک
نازنین نے نکالا یہ معلوم ہوا کہ برج نور سے آفتاب کا ظہور ہوا شبھر بیس پندرہ یا کہ سولہ کا سن چڑھتی جوانی کی راتیں مراد و دن
دن، نہایت حسین صاحب تمکین کہ قندیل جادو کو سکتا ہوگیا پوچھا کہ اے خواہر تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو اُسنے کہا کہ میں
تمہاری محبت کھینچ لائی مجھکو خداوند سامری نے بھیجا ہے کہ قندیل جادو کو گل حیات اُسکا دے آؤ کہ اسے نہایت حفاظت
رکھنا اور خداوند نے یہ گل حیات تمہارا خود تیار کرکے مجھے دیا ہے لو یہ لو اسے بحفاظت رکھنا یہ کہکر ایک پھول اُسنے قندیل جادو
کے سر پر رکھا لیکن بجنبا رک نے یہ تماشا دیکھکر فرعون سے کہا کہ عجیب تماشا قندیل جادو کی آنکھی ہوں نہوں ہم مرشد کامل
ہوں جو ساحر زبردست آتا ہے اُسے تو مرشد بہت ہی جلد مار ڈالتے ہیں فرعون ہنسا اور کہا کہ اے بجنبا رک تو کیا کہتا ہے
عمرو آسمان پر سے کیونکر آئیگا کیا وہ سحر بھی جانتا ہے بجنبا رک نے کہا ہے کہ وہ ایسا کچھ جانتے ہیں کہ سحر کی حقیقت نہیں ہے اور
اسنے میدان میں آتے ہی آنکھیں لڑکا بھی تھا اور دعوے باتیں ہو رہی ہیں اُسطرف قندیل جادو نے پھول ہاتھ میں لیا ہے

عجب طرح کی خوشبو آتی ہے کہ یہ اسے سونگھنے لگی ہے کہ ایک مرتبہ چھینک مار کر قندیل جادو بیہوش ہوئی اور زمین پر گری ساتھ ہی
وہ قندیل کہ جسمین نازنین بیٹھی تھی وہ بھی زمین پر گری ہاتھ مین نازنین کے کمند تھی قندیل جادو کو کمند مار کر کھینچ لیا اور
آواز دی کہ باش ای کفاران بیحیا و نابکاران بیدغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن امیہ نامدار بختیارک تو صلوات پڑھنے لگا تا دھنا ہاہے
فرعون کو حیرت ہوئی کہ یہ کونسی عیاری تھی اہل اسلام مع امیر باکرام و بادشاہ عالیمقام متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ادھر عمرو نے
قندیل سے نکلکر قندیل جادو کو ذبح کیا اور آواز دی کہ اسنے ہمسے کہا تھا کہ سر میدان مقابلہ کرے جسنے خنقار جادو کو
مارا ہے سو دیکھ لین کہ مینے بھی اسے سر میدان مارا لیکن مرنے سے اسکے آندھی سیاہ چلی کہ جتنی قندیلین تھین سب گل ہو گئین
آگ برسی خاک اڑی دیر تک یہی کیفیت رہی بعد کتنی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود اور قلعہ
بلورین کا کہین پتا بھی نہ لگا یہ دکھائی دیا کہ کچھ ٹکڑے شیشے کے پڑے ہین لیکن جتنی دیر تک آندھی چلا کی اتنی دیر مین
خواجہ صاحب نے سارا انتظام اپنا درست کر لیا کہ قندیل اپنی زنبیل مین رکھ لی گہنا قندیل جادو کا کپڑون سمیت اتار کر
داخل زنبیل کیا اور خود بہیئت اصلی سر اس ساحرہ کا لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی مین حاضر ہوئے جب آندھی برطرف
ہوئی تو سب سردار بھی عقب مین عمرو کے آئے امیر نے سبکو گلے سے لگایا عمرو کو بادشاہ نے خلعت دیا امیر نے جدا روپیہ
عنایت فرمایا طبل شادیانی بجا ادھر فرعون نہایت ملول گنبد مینائی سے اترکر قیلولہ سوم پر آکر تخت پر بیٹھا کہ ایک
کبوتر جنگلی اڑتا ہوا آیا ہاتھ پر فرعون کے بیٹھکر کوکنے لگا فرعون نے دیکھا کہ گلے مین اسکے نامہ بندھا ہوا ہے کھولکر پڑھا
لکھا تھا کہ یا خداوند معلوم ہوا ہے کہ آپ بڑے عادل ہین دوست دشمن کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین اپنا پاس عدالت کو رہنے دیجئے
اور انتظام اپنی خدائی کا درست کیجیے زوران خدا پرستون کا توڑیئے دیکھیے کہ انھون نے کیسے کیسے ظلم کیے ہین یہانتک
کہ میری قندیل جادو بھی مار گئی لیکن آپ طبل جنگی بجوائین کل مین مقابلہ کرونگی اور عوض اپنی ماں اور بہن کے خون کا
لونگی یہ دیکھکر فرعون نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ زرمی پہ چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر
لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے یہان دربار جمع ہے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین امیر کشورگیر ذوالکل بشوکت تمکین بیٹھے ہین
سب سردار جمع ہین تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین جملہ سردارون نے حسب توفیق عمرو کو دیا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ خواجہ
یہ قندیل کیسی تھی امیر نے پوچھا کہ کیا کوئی منتر انکو کسی زوجہ سے اپنی یاد کر لیا تھا ملکہ جادو نے بتا دیا تھا یا طاؤس جادو نے
حاصل کیا تھا خواجہ کچھ کہو تو عمرو نے کہا کہ حضرت جب یہ ساحرہ میدان مین آئی تو آپکو یاد ہوگا کہ اسنے مجھپر طعن کی تھی کہ جسنے میری
ماں کو مارا ہے سر میدان مجھسے مقابلہ کرے مین اسوقت مصلحت سے ٹل گیا فکر کر رہا تھا کہ کیا کرون قریب شام مین نے حضرت
دانیال علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی نکالی اور معجزہ طلب کیا کہ وہ بصورت قندیل ہوگئی جسوقت یہ میدان داری
کرکے چلی تھی مین نے سر میدان عیاری کرکے اسے مارا بادشاہ نے اور صاحبقران نے عمرو کی فطرت کی بہت تعریف کی یکایک
جوڑی ہرکارون کی پسینے مین غرق گرد مین اٹی بدحواس آئی اور بعد دعا و سلام بادشاہی کے دست بستہ عرض کیا کہ
طبل جنگی لشکر فرعون مین بجا ہے اور کل بہن قندیل جادو کی شکیل جادو مقابلہ کریگی فرمایا کچھ پروا نہین یہان بھی
بفضل ایزدی بجے طبل جنگی بموجب حکم کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی بادشاہ نے دربار
برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین آئے غرضکہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور ستارہ سحری فلک پر چمکا لشکر اسلام سے
آواز اذان بلند ہوئی فوج کفار مین ناقوس پھنکنے لگے بت پرستی ہونے لگی غرضکہ سب اپنے اپنے عقائد دین سے فراغت
کرکے میدان کارزار مین آئے فرعون مع لقا بختیارک و چند سردارون کے گنبد مینائی پر آکر بیٹھا ادھر صاحبقران

بادشاہ اسلام میدان میں آئے بعد صف آرائی نقیب نیب وے کر الگ گئے ہیں کہ دیکھا ایک تخت دست چپ کی طرف سے بالا ہوا
اُترتا ہوا آیا میدان میں آکر قائم ہوا کہ اُس پر ایک نازنین مہر تمکین بصد تزئین جلوہ افروز تھی کہ نور جمال سے اُسکے صحرا روشن ہوگیا تھا
ایکبارگی اُسنے آواز دی کہ اے خداپرستو بڑے بڑے ظلم کیے تمنے کہ خداوند کو ستایا گھر کے گھر ساحروں کے برباد کر دیے لیکن کہاں تک
جاؤ گے تمھارا وقت آخری ہے جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے پہلوان عادی کہ جیسے یہ آئی ہے اسپر عاشق ہو چکے
ہین سامنے تخت بادشاہی کے آئے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہے عادی میدان میں آیا اور پکارا
کہ اے یار جانی و اے محبوب جاودانی تمھاری محبت ہمین کھینچ لائی ہے ہم لڑنے نہین آئے ہین اُسوقت اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو میرا
عاشق ہے تو میرے پاس رہیگا کیوں گھبراتا ہے اور ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ آواز تڑاقے کی
آئی اور تھوڑی دیر گرد و غبار بلند ہوا بعد ایک گھڑی کے وہ گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک عمارت تیار ہے کہ جسمین ہزار ہا دروازے ہین
اور سب بند ہین اب شکیل جادو نے ایک لٹ اپنے بالوں کی توڑی اور اُسمین سے دو بال کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینکے کہ وہ رسن
بنکے مشکین عادی کی باندھکر قریب اُس عمارت کے کھینچ لیگئے اور اُسکا ایک دروازہ کھلا عادی اُسمین چلا گیا اب وہ دروازہ
بند ہو گیا بختیارک نے دیکھکر کہا ترکیب تو اچھی ہے لیکن بیسلیکہ مرشد یا مرشدزادے انکو چھوڑین غرضکہ دن بھر میں اپنے ساتھ سب
سردار اسیر کیے اور آپ تخت اُڑا کر اُسطرح قلعہ زمردی میں کہ اپنے سحر سے میدان میں اپنی حفاظت کے لیے تیار کیا ہے اُسمین چلی گئی
دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے فرعون تقدیر میں لکھا رہا ہوا گنبد مینائی سے اُترا امیر نہایت ملول کمال پریشان داخل بارگاہ
ہوئے عیاروں پر تاکید کی کہ جلد اسکی تدبیر کرو سب عیار اُسیوقت اپنی اپنی فکر میں سرپھرا ہوئے لیکن عمرو کو آج امیر نے اپنے پاس سے
جدا نہین کرتے خواجہ زادہ دل نے بھی منع کر دیا ہے کہ اس رات عمرو کہیں نہ جائیں کہ اُن پر سخت ہے ادھر یہ ساحرہ یعنے شکیل جادو
قلعے میں آئی بیٹھی ہوئی شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اُڑا شکیل جادو غور سے دیکھنے لگی
کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ وہ گرد قریب آئی اور اُسمین سے ایک گاے پیدا ہوئی کہ بھاگی ہوئی چلی آتی تھی گلے میں اُسکے گھنٹی پڑی
ہوئی تھی اور ماتھے پر ایک تختی سونے کی لگی ہوئی غور سے دیکھا تو اُسمین لکھا ہوا کہ گاے سامری ہے دیکھکر شکیل جادو بہت
خوش ہوئی اور سوچی کہ اسے پکڑ کر پالنا چاہیے یہ سوچ کر گنبد سے نیچے آئی اور قریب اُس گاے کے پہونچی لیکن وہ گاے
منھ اُٹھائے چہار طرف گھبرائی ہوئی دیکھ رہی ہے کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا شکیل جادو نے کہ ایک شیر ڈکارتا ہوا تعاقب میں
اُس گاے کے آتا ہے شکیل جادو سمجھی کہ یہ اسی کے خوف سے بھاگی آتی ہے جلدی سے ایک ترنج کچھ پڑھکر پھینکا کہ ایک دیوار
درمیان میں شیر کے حائل ہوگئی شکیل جادو نے گاے کے پاس آکے ہاتھ پشت پر پھیرا وہ گاے اُسے اپنے حال پر شفیق پاکے
منھ پاؤں پر ملنے لگی اور اُس گاے نے گفند یا ان اپنے پیٹ کی کھولین اور سرتا نگوں میں ڈالکر شکیل جادو کو الٹ دیا
اور نعرہ کیا منم چالاک بن عمرو کھال گاے کی تو ایک خول کیطرح الگ جا پڑی ہے چالاک نے خنجر عیاری مارا کہ سر شکیل جادو کا
جدا ہوگیا ایک شور زلزلہ ہونے لگا زمین لرزی آتشباری برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ گشتی مرا نام میرا
شکیل جادو بود چالاک نے دیکھا کہ گنبد زمردین نیست و نابود ہے چالاک نے گٹھا اُسکا اُتار اسباب مال وا سبابہ لیکر
راہی ہوا اور وہ شیر جو اسکے تعاقب میں آیا تھا وہ ایک شاگرد اُسکا تھا کہ اُسے شیر کی شکل بناکر دھوکا دینے کو لایا تھا
اُدھر امیر بارگاہ بادشاہی میں نہایت متردد بیٹھے تھے کہ دیکھا ہوا سے تنبیل امیر سمجھے کہ آندھی آئی ہے یکایک سب سردار
امیر کے اسیر جو ہوئے تھے ایکبارگی بارگاہ میں گھس آئے امیر متحیر کہ یہ کیا معاملہ ہے عمرو نے کہا کہ تازہ مقام حیرت نہین کسی عیار
اُس جادوگرنی کو مارا ہوگا ہنوز امیر یہ سمجھنے نہ پائے تھے کہ اُن سرداروں نے اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھکر کہا کہ یا امیر بکا پاسا
ہماری آنکھوں میں جھپک گئی تھی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اُس قید میں نہ پایا دیکھا کہ میدانِ لشکر ہوتا ہے ہم بخوبی خطا

چلے آتے کہ اسی اثنا مین چالاک بن عمرو سر شکیل جادو کا لیے ہوے پہونچا امیر نہایت خوش ہوے چالاک کو خلعت دیا
عمرو اس سے بہت جلے کہ اسکو خلعت ملا روپے سے ملے گرسنگے کچھ نہین دیا لیکن سردارون نے سر جو شکیل جادو کا دیکھا
متعجب ہوے اور کہا کہ یہ شاید بزور سحر حسین بنکر آئی تھی اسیلیے کہ اب تو اسکی وہ شکل نہین ہی سیاہ رنگت ناک چپٹی دانت
بڑے بڑے آنکھین مچنیدھی ہین امیر نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے یہان تو نقارۂ شادمانی بجا لیکن فرعون جو پلٹ کر دربار مین
آیا بیٹھا شراب پینے لگا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو ہاتھ سے شکیل جادو کے قتل کراونگا
بختیارک سمجھا کہ قضا شکیل جادو کی آگئی اب مرشد جلد تدبیر کرینگے یہان نقارہ بج رہا ہی کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی
آئی بدد عا دے کر عرض کیا لشکر حمزہ مین طبل شادمانی بج رہا ہی اور گنبد زمردین غائب ہی اور وہ عمارت جو بیچ میدان مین تھی
وہ بھی نہین نظر آتی سب سردار بارگاہ مین پہونچگئے کہ دوسری جوڑی ہرکارون کی آئی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو نے شکیل جادو
کو مارا بختیارک نے صلواۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد زادے کیا کم ہین ایسے ویسون کو تو یہی دیکھ بھال لیتے ہین فرعون دلمین پشیمان
بیٹھا ہی کہ مین نے ناحق نقارۂ قہاری بجوایا اب کل اور بھی خفت ہوگی یہ اسی سوچ مین حیران و پریشان ہی

اب چند کلمے داستان نامو سیقار جادو کا بیان موسیقار سے اور دو روز تک میدان داری کرنا اور تباہی لشکر اسلام کی بعد اسکے مار اجانا ہاتھ سے مہتر قران کے

لیکن موسیقار جادو نے جب اپنی دونون بیٹیون کو رخصت کر دیا آپ سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ایک چبوترہ بلور کا بنایا اسپر
ایک چراغدان رکھا اور چراغ حیات قندیل جادو کا رکھکر برابر اسکے چوکی زمرد کی بنا کر اسپر وہ پتلی جو شکیل جادو کی
زندگی کی کنجی تھی اُسے بٹھایا تھا ایک روز گذر گیا تھا شام قریب تھی کہ موسیقار جادو نے دیکھا کہ جھونکا ہوا کا آیا اور چراغ
گل ہوگیا پتلی نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ ہاے بہن قندیل جادو تجھین عمرو نے مار ڈالا موسیقار جادو سحر تیار کر رہا تھا
یہ ماجرا دیکھکر رونے لگا سمجھا کہ قندیل جادو کا بھی خاتمہ ہوا اب اسنے یہ ارادہ کیا کہ کل ہی یہان سے چل ایسا نہو کہ شکیل جادو پر
بھی کچھ گذر جاے دوسرے روز سامان اسپ چلنے کا درست کر کے دو گھڑی رات گئے منقل آتشین اپنے سامنے رکھکر کچھ پڑھکر
اُسے قتل اسلئے جلاے کہ دھوان اُنکا اُٹھکر سر پر اسکے قائم ہوا کہ یکایک وہ پتلی بھی جلکر خاک ہوگئی موسیقار جادو نے
گریبان چاک کیا دستار سر سے پھینکدی بہت رویا پیٹا معلوم ہوا کہ شکیل جادو بھی ماری گئی لیکن خود لوٹ پوٹ کر ایک جانور کی
شکل بنکر اسی دھوین مین پوشیدہ ہوکر طرف ملک فرعونیہ کے راہی ہوا فرعون بعد مرنے شکیل جادو کے متردد بیٹھا تھا
ارادہ کر رہا تھا کہ کسیکو ساحر مشمش کے پاس بھیجون کہ یکایک آواز صاعقہ کی آئی ہوا مین تیزی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک ابر
بہتا ہوا چلا آتا ہی جب وہ ابر بیٹھ گیا تو ایک جانور مہیب قوی ہیکل اسمین سے نکلکر سامنے فرعون شاہ کے آکر بیٹھا کہ فرعون شاہ
مین اسکی ہزار ہا سوراخ تھے اور سوراخون سے آواز ستار کی پیدا تھی بس وہ جانور زمین پر لوٹ گیا اور شکل انسانی اسنے پیدا کی فرعون نے
دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت ہی کہ بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے منھ پر بھبوت ملا ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہین گویا غم مین کسی کے
مبہوت ہو رہا ہی فرعون نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اسنے عرض کیا کہ بندہ ساحری ہون نام میرا موسیقار جادو
ہی وجہ میری خفقار جادو حضور پر نثار ہوئی دونون بیٹیون کو اپنی مین نے آپکی مدد کو بھیجا تھا
وہ بھی ہاتھ سے عیارون کے نہ بچین یا خداوند آپ پریشان نہون کل مین ان سبکو سر میدان اسیر کرونگا اور تین روز مین کل
خدا پرستون کا استیصال کرونگا بختیارک نے کہا کہ اے موسیقار جادو اگر یہی ارادہ ہی تو رات کو شیشے مین رہنا کہ گرد شہر کے
خداوند ساحران یعنی مشمش جادو نے طلسم باندھ دیا ہی کہ یہان کوئی نہین آ سکتا اگر اسکے باہر ہوگے تو دغا اٹھاؤگے
تمھاری دونون بیٹیون نے بھی حصار قائم کیے تھے لیکن وہ نادان تھین حصار سے باہر نکل کر ماری گئین تم خبردار یہان سے

باہر نہ جانا موسیقار جادو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا فرعون شاہ جیسے یہ آیا ہی بھول گیا ہی کہتا ہی کہ ای بندگان من
دیدید قدرت مرا مین نے اسی سے خیال سے طبل قہاری بجوایا تھا شکیل جادو کی تو عمر مین نے اتنی ہی لکھدی تھی غرضکہ
موسیقار جادو نے کچھ اسباب سحر فرعون سے طلب کیا اور قریب ایک تالاب کے جسمین پانی ہشتمش نہر سے پڑھکر ڈلوایا تھا جا کر
خون خوک سے چوکہ دے کر ایک نالی کھودی بطور گنبد ٹیلے کے اور اسمین کچھ چنگاریان آگ کی ڈالدین کچھ مین اسکے بیٹھکر کچھ
تارے قنبیشے کے ڈالدیے اور کچھ سحر پڑھا کہ آن واحد مین ایک گنبد تیار ہوا کہ راستہ اسمین جانے کا نہ معلوم ہوتا تھا گرد خندق کے
آگ روشن تھی اور وہ گنبد عشق عشق گھوم رہا تھا اور آواز ساز کی اس سے پیدا تھی ادھر امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ موسیقار جادو فرعون کی مدد کو آیا ہی فرمایا کچھ پروا نہین لیکن عمرو نے کہا کہ حمزہ مین بار بار عرض کیا تھا کہ فرعونیہ
مین بہت بلائین ہین تونے نہ مانا یہان جان ہم سبکی لینے آیا امیر نے فرمایا خواجہ اگر تم مرنے سے ڈرتے ہو تو بھی چلے جاؤ ہم ہرگز نہ
ہٹینگے عمرو نے کہا کہ مین اپنے مرنے سے نہین ڈرتا ہون مجھسے تو خداوند کریم سے وعدہ ہوچکا ہی کہ جب مین تین مرتبہ موت
مانگونگا تو مرونگا مین نے ابھی ایک مرتبہ بھی اس بری چیز کا نام نہین لیا خیال تیرا اور سب لشکر کا ہی کہ تیرے سبب سے مجھے بھی جلد
موت مانگنا پڑیگی امیر نے فرمایا خواجہ اگر قضا ہی تو جہان ہونگے نہ بچینگے اور موت نہین ہی تو اس موسیقار حرامزادے کی کیا
حقیقت ہی سر میدان مارینگے غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون مین آکر سو رہے رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا امیر بادشاہ اسلام مع سرداران عالیمقام جدال
وقتال مین آکر کھڑے ہوئے کہ دیکھا امیر نے شہر فرعونیہ کیطرف سے ایک آندھی سیاہ اٹھی ہوا تند چلنے لگی اور ایک جانور بہیبت شکل
موسیقار فیل پیکر اڑتا ہوا آیا کہ اسکے پرونکی ہوا سے تمام صحرا مین آندھی کی کیفیت تھی وہ جانور زمین پر گرکر لوٹا اور شکل
انسانی پیدا کرکے بیچ میدان مین کھڑا ہوا اب دیکھا امیر نے کہ لشکر فرعون سے کچھ لوگ نکلے کہ ہاتھ مین کسی کے نے تھی کسی کے پاس
رباب تھا کسی پاس چنگ کوئی پیالیان جل ترنگ کی لیے ہوئے غرض سو آدمی کے قریب سازندے ہوئے آئے اور گرد اس
ساحر کے بیٹھکر بجا بجا کے گانے لگے امیر یہ تماشا دیکھکر نہایت متحیر ہوئے کہ ہو کیا ماجرا ہی کیا آج ان لوگون سے لڑنا پڑیگا دیکھیے
فلک کیا دکھاتا ہی لیکن اس جادوگر نے ایک تخم عجیب نکالکر زمین پر ڈالا اور کچھ سحر پڑھ کے پانی بہایا کہ اسیوقت اکھوا پھوٹا اور
آن واحد مین ایک درخت بلند تیار ہوا اور اسمین سے ہزار شاخین پیدا ہوئین اور ہر ہر شاخ ہزار ہزار گز بڑھگئی اور
ہزار ہزار جانور کوچک بشکل موسیقار ایک ایک شاخ پر بیٹھے نظر آئے اور انکے چونچ مین صد صد سوراخ ساز کا انداز تھا اور ایک
جانور بزرگ چوٹی پر سر درخت کی بیٹھا ہوا تھا وہ اپنے مقام سے اٹھا اور سر پر صاحبقران کے تین چکر کرکے پھر اسی درخت پر
جا بیٹھا سارے لشکر نے اسے تیر مارے لیکن جو تیر قریب اسکے گیا جلکر خاک ہوگیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسم اعظم [illegible]
امیر نے یاد جو کیا بالکل فراموش تھا بس رنگ رو متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون عمرو بھی بہت گھبرایا لیکن جسوقت
یہ درخت بلند تیار ہوا وہ گویے لشکر فرعون مین چلے گئے اب موسیقار جادو نے زیر درخت کھڑے ہوکر پکارا کہ جسے تمنائے
مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے پہلے ایک دو سردار بادشاہ سے اجازت لیکر یارا ور جنگ گیا لیکن صدا سازونکی
ایسا محو ہوا کہ تصویر کیطرح زیر درخت کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے صدا ساز کی اسقدر پھیلی اور ایسا اثر و ایسا اثر
ہر شخص کے دلپر کیا کہ بغیر اجازت دس دس بیس بیس سردار گھوڑے اڑاتے ہوئے چلے گئے اور زیر درخت گیا تصویر گئی تھا
نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت معلوم ہوتی نہ ہوش و حواس بجا تھے یہانتک کہ اب یہ حال ہوا کہ رسالے کے رسالے چلے جاتے ہین
امیر کشور گیر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین بادشاہ کانون مین انگلیان دیے ہوئے ہین کہ صدا ساز نفوذ کرے
حفظ ہیکل کی سبب بچے ہوئے ہین سردارون مین صرف سید الدولہ باقی رہگئے ہین اور ایک آدھ سردار کہ جسکے کانون مین انگلیان

دسے لی ہین وہ بجا ہوا ہے شام تک نصف لشکر سے بھی زیادہ زیر درخت صورت تصویر کھڑے رہ گئے ہین ہنگام شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نہایت اُداس کمال پریشان پھر کر داخل بارگاہ ہشامی ہوئے عمرو پر تاکید
کی کہ کچھ تدبیر کرو عمرو کہہ رہا ہے کہ یا امیر میری عقل نہین کام کرتی کہ کیا کرون کیا نہ کرون دوسرے یہ کہ یہ ساحر حصار ششمش مین
رہتا ہے وہ اُنکو آسانی سے آتا ہے مین کیا کرون کہ صدا طبل جنگ کی آئی عمرو نے کہا امیر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے عمرو بھی تدبیر کے لیے نکل گیا رات بھر عیارون نے کوشش کی لیکن حصار ششمش کے اندر
نہ جا سکے بلکہ جو گیا پلٹ کر نہ آیا سب سپر سحر موسیقار جادو ہوئے کہ زمانہ شب کا برطرف ہو گیا عمرو ناچار واپس آیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے امیر بادشاہ اسلام خیمہ سے برآمد ہوئے راستہ میدان کارزار کا لیا ادھر فرعون گنبد مینائی پر
آکر بیٹھا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نشیب دے کر چلے گئے تھے کہ وہی ہوا سے تند چلی اور موسیقار جادو بشکل
موسیقار ایک فرعونیہ سے اُڑتا ہوا آیا زیر درخت لوٹ لگا کہ ہیبت اصلی پکڑا ہوا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے جو گیا وہ زیر
سکتے مین رہ گیا اور موسیقار جادو نے ایک قسم کا باجا اپنی جھولی سے نکالا اور بجانا شروع کیا کہ اُسکی آواز سے صدا سے
ساز کو ترقی ہوئی اور ہر طرف پھیلنے لگی آخر کو کل لشکر امیر کا سمٹ کر زیر درخت پہونچ گیا کرب دلاور بھی مسحور ہو کر زیر درخت
چلا گیا شام کو امیر بادشاہ اسلام عمرو ومقبل مع قران سوا انکے کوئی سوار بھی باقی نہ رہا غرضکہ طبل بازگشت بجا موسیقار جادو نے
کہا کہ خیر آج تو حمزہ بچ گیا لیکن کل کہان جائیگا یہ کہکر اسنے دستک دی کہ جتنے جانور درخت پر بیٹھے تھے وہ اپنے اپنے مقام
اُڑے اور جنگل سے منقارون مین اور پنجون مین لکڑیان خشک اُٹھا اُٹھا کر لانے لگے اور گرد درخت کے جمع کرنے لگے
موسیقار جادو پلٹا فرعون گنبد مینائی سے نیچے اُترا دربار مین آیا ہر ایک سے کہتا تھا کہ دیکھا تمنے کہ حمزہ کا لشکر ایک بندہ خاص
میرے کیونکر اسیر کیا کل ان سب خدا پرستونکو اُسکے [illegible] دوستدار نے غضب خداوندی مین اگر نہ گرفتار کروایا ہوگا اور آتش
قہر سے نہ جلوایا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ رکھا ہوگا لیکن بختیارک نے فرعون سے کہا کہ یا خداوند موسیقار جادو سے
کہلا بھیجیے کہ آج اس حصار سے باہر نہ نکلے کیونکہ جیسے ڈر تا جاتا ہے ابھی وہی باقی ہین بعد درشند کامل ابھی تک اسیر نہین ہوئے فرعون نے
اُسیوقت ایک عیار کے ہاتھ نامہ بھیجا کہ آج کی شب اور کل کے دن حصار سے باہر نہ نکلنا یہین بیٹھے بیٹھے سحر کرنا یہ عیار اُسیوقت
روانہ ہوا نزد گنبد پہونچکر آواز دی کہ اے موسیقار جادو خداوند فرعون شاہ نے کچھ کہلا بھیجا ہے دیکھا کہ تڑاقے کی آواز
مانند ہوئی گنبد سے کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین سے سر ایک جادوگر نے نکالا اسنے کہا کہ یہ نامہ بھیجیے موسیقار جادو نے دستک دی ایک
کبوتر پیدا ہوا اُسپر اس عیار نے تیز رو سبک رفتار کے آگے بیٹھا گو بجنے لگا تیز رو نے نامہ نکالکر ہاتھ پر رکھا کبوتر منقار مین
دبا کر اڑ گیا جاکر موسیقار جادو کو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ آج کی شب کل کا دن حصار سے باہر نہ نکلنا جو کرنا ہو یہین بیٹھے بیٹھے
[illegible] کام لینا اسنے جواب نامے کا لکھدیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ عیار واپس چلا لیکن رات اندھیری تھی راستہ بھول کر قریب
چشمہ [illegible] کے چلا گیا بیہوش ہو کر [illegible] گیا وہان اسکے آنے کا [illegible] فرعون نے ہماسے دوندہ سے کہا کہ کیا سبب
جو تیز رو سبک رفتار ابھی تک جواب لیکر نہین آیا ہماسے دوندہ نے ایک اور عیار روانہ کیا لیکن یہ جو چلا ہے ڈھونڈتا پھرتا ہوا
تو ہاتھ نہین اسکے فتیلہ ہاری روشن ہی ہے تو یہین چھوڑے حال گذارش کیا جاتا ہے صاحبقران با اقبال کا کہ میدان جنگ سے
جو پلٹے ہین دیکھتے ہین کہ نہ کوئی سردار ہے نہ فرزند ہے نہ لشکر ہی رہا ہے کہ کوئی خدمتگار بھی نظر نہین آتا بازار لشکر کے اجڑے پڑے
ہین ہر طرف سناٹا ہو کا عالم خیمہ خالی چھاونیان اجاڑ ہر طرف خاک اُڑ رہی ہے بادشاہ مع صاحبقران و عمرو داخل بارگاہ ہوئے
کوئی ہرکارہ تک نہین کہ خبر ملتی فرعونیہ کی لا سکے امیر [illegible] بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے امیر نے فرمایا خواجہ سبز
[illegible] کی کیونکر معلوم ہو کہا کہ حمزہ عقل تیری دیتی ہے کہ طبل ضرور بجا ہوگا فرمایا یہ تو سچ ہے مگر ہمارے یہان تو کوئی اتنا بھی نہین

باقی کہ نقارہ ہمارے سفر کا بجانے عمرو نے کہا حمزہ روپیہ ہو تو اور آدمی نوکر رکھ سکتے ہیں فرمایا ہم بھی یہی کہا نہیں آپنے کیسے عرض کیا
کہ زمین سے پیدا ہو جائینگے بھوکے مصیبت کے مارے کہاں نہیں ہیں فرمایا کہ اچھا تم بھی کہو تو رقعہ لکھدیں عرض کی بہت اچھا
امیر نے لاکھ روپے کا رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا عمرو نے زنبیل میں رکھا پتیلے فولادی کل کے بیچ ہوے اٹھاے کہ ہاتھ لگے بجا رہے چلے
جاتے تھے سبکو لیجا کر نقارہ کے پاس بٹھا دیا اور ہاتھوں میں چوبیں باندھ دیں کہ ہاتھ اُٹھنے لگے اس قاعدے سے پڑتے تھے معلوم
ہوتا تھا کہ نقارچی بجا رہے ہیں اب عمرو نے کہا کہ حمزہ اب خبردار رہنا میں اب ایسی فکر میں جاتا ہوں امیر نے فرمایا بھئی اچھی طرح
ہوشیاری سے کام کرنا کہ اتنے میں مہتر قران حبشی سامنے سے آیا امیر نے فرمایا بھائی تم ہی نے تو خدا کے لیے بچایا کہاں تھے مہتر قران
کچھ جواب نہیں دیتا جب کئی بار امیر نے پوچھا اور جواب نہ پایا تو اشارے سے پوچھا سمجھے کہ کانوں میں روئی ہے ہاں وہی ہوگی جب تو
بچا اور مہتر قران نے واقع میں اسقدر روئی اپنے کانوں میں ٹھونس لی تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا بہ اشارہ امیر کا سمجھا دست
ادب بستہ عرض کیا کہ مخدرات عصمت کو اس میدان سے دور لیجا کر خیمہ میں لا کر آیا ہوں کہ وہ سحر سے محفوظ رہیں امیر نے فرمایا
اے مہتر قران بڑا کام کیا لیکن مہتر قران پہلے ہی سب خواتین کو سوار کرکے لیگیا تھا اور کچھ عیار حفاظت کے لیے ہمراہ
لیتا گیا تھا کہ وہ سب سحر سے محفوظ تھے بعد ازاں قران نے عرض کیا کہ حضور کی خواتین نے عرض کرا بھیجا ہے کہ اپنا دیدار ہمکو
دکھا جانا ہے کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے ایک مرتبہ آپکو دیکھ تو لیں فرمایا میں بادشاہ کو تنہا چھوڑ نہیں سکتا عرض کیا کہ ظل اللہ
بھی تشریف لیچلیں فرمایا اے مہتر قران آج ہی رات تک تو یادہی ہے اور ہماری صاحبقرانی ہیچ ہو تو خانہ سحر ابھی سے تک
کو ویران کرونگا اور اے قران ہمارا اسلام آخر سبکو پہونچا دینا اور اب تم پردہ نشینوں میں ان سب شکستہ کو لیکر چلے جاؤ
مہتر قران مصلحت سمجھکر سلام کرکے چپکا وہاں سے روانہ ہوا عمرو بھی رخصت ہوا دونوں ہمراہ چلے عمرو نے قران کو گلے سے
لگایا اور کہا بھئی ناموس سے ہمارے خبردار رہنا ہم تو جاتے ہیں یا تو آج مہوش سیفقار جادو حرامزادے کو مارا یا جان اپنی دی
قران نے کہا غلام بھی ہمراہ چلے عمرو نے نہ مانا قران مجبور ہو کے وہاں سے روانہ ہوا خیمہ میں کوہ کے جاکر جہاں خیمہ مخدرات
کے تھے اپنے شاگرد کو اپنی طرف سے نائب کرکے حفاظت ناموس کے لیے چھوڑا اور آپ کچھ عیاری کا سامان لیکر راہی ہوا لیکن
مہتر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سیدھی راہ چھوڑ کر درخت مومیفار کے سایہ سے بچتے ہوئے کانوں میں انگلیاں دیئے ہوئے
گلیم عیاری اوڑھے ہوے قریب شہر فرعونیہ کے پہونچے لیکن سوچ رہے ہیں کہ جھنڈیوں کے اندر کسطرح جاؤں دیکھا
ایک عیار ہاتھ میں قندیل عیاری روشن کیے کچھ ڈھونڈھ رہا ہے اور ہاتھ میں اسکے ایک آبخورہ ہے کہ پانی اسمیں بھرا ہوا ہے
وہی عیار ہے جو ڈھونڈھنے نہر روسکی فتار کو نکلا تھا دیکھا اسنے کہ نہر رو الٹا پڑا ہوا ہے جا کے پانی تالاب سے بھر کے
کو لایا ہے قریب آکر جا بیٹا تھا کہ چھینٹا پانی کا منہ پر دے کر دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین زیور سے پاؤں تک سجے ہوئے
بیٹھی رو رہی ہے لیکن ہزار جان سے عاشق ہو گیا پہلے آپسے ہوشیار نہ کیا بیتابانہ دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ اسے یار جانی و آرام دست
جاودانی تم کہاں سے چلو اسنے پہول کہاں اسنے کہا کہ میں غمزدہ کیا حال اپنا بیان کروں مصیبت کی ماری ہوں اپنے شوہر کے
ساتھ اپنے میکے سے سسرال جاتی تھی اسنے کہا کہ میں ذرا پیشاب کر لوں تم یہیں ٹھہرو وہ تھوڑی دیر ٹھہرا تھا کہ کچھ قزاقوں نے
آکر اسے مار ڈالا مال اسکا چھین لیا میں یہ دیکھ کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گئی تھی اس سے بچ گئی وہ سب اسے قتل کرکے چلے گئے
کاش میں بھی مرجاتی اور وہ مجھے قتل کر ڈالتے تو بہتر تھا اسنے کہا کہ تم کیوں گھبراتی ہو ہمارے ساتھ چلو اپنا گھر سمجھو ہمارے گھر میں
رہو جو کچھ میں ہوں اسیر ہوں اسے قبول کرو اسنے کہا کہ اچھا میں چلتی ہوں تم ایسے آ کے جیسے بے مانگی مراد ملی اب تمہیں کسبہ برتی
ہوں جہاں کہو چلوں میرا کون پوچھنے والا ہے اس عیار کا دل اسکی باتوں پر آیا جاتا ہے ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو وہ عورت اٹھی کہ کچھ گھٹ سے
گرا دیکھا تو ایک بیابان ہے اس عیار نے کہا اسمیں کیا ہے کہا کہ میرا شوہر سوداگر تھا اسنے ایک لعل سات لاکھ کو لیا تھا وہ میرے پاس تھا

اس سے بیگیا ہے سنتا تھا کہ اسکے منہ میں پانی بھر آیا کہا کہ میں تو دیکھوں دلہن کہہ رہا ہے کہ سونے کی چڑیا ہاتھ لگی اس عورت نے
وہ ڈبیا اٹھا کر ایک ہاتھ سے کھولی نہ کھل سکی آبخورہ پانی کا اس عورت کو دیا اسنے پوچھا اسمیں پانی کیسا ہے کہا کہ
بغیر اسکے چھڑکے شہر فرعونیہ میں نہیں جا سکتا اب دلکو اس عورت کے اور ایک قوت حاصل ہوئی لیکن اس عیار نے ڈبیا کو
شمشیر کے برابر لاکے زور کر کے جو کھولا تو ایک لخلخہ اڑا اور وہ عیار چھینک مار کر بیہوش ہوا اس عورت نے نعرہ کیا کہ منم عمرو
بن امیہ ضمری اسیوقت خنجر سے اس عیار کو ذبح کیا مال و اسباب کپڑے تک داخل زنبیل کر لیے آپ اسکی شکل بنکر
پانی اپنے اوپر چھڑک کر شہر میں گئے دیکھا کہ ایک عیار اور بیہوش پڑا ہے اسنے بھی ذبح کیا کپڑے اسکے اتارنے لگے دیکھا کہ
ایک دو پرچہ کاغذ ہی جیب سے اسکی نکلے انہیں پڑھا ایک میں تو لکھا تھا کہ اے موسیقار جادو ہوشیار رہنا بختیارک کیطرف سے
لکھا تھا کہ [illegible] وہ [illegible] گرفتار ہوگا لڑائی نہ ہوگی عمرو نے دل میں کہا کہ اچھا حرامزادے کہاں جاتا
ہے اگر زندگی ہے تو [illegible] اور دوسرے میں مرقوم تھا موسیقار جادو کیطرف سے کہ عمرو اور حمزہ کی آج ہی رات کو تدبیر
ہو جائیگی میں سحر [illegible] جہاں ہونگے پکڑ بلاؤنگا عمرو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اب جلد اس عیار کی شکل بنکر کچھ تدبیر کرنا چاہیے کہ
ایک پنجہ گرا اور عمرو کو اٹھا لیگیا عمرو [illegible] گیا کہ خفا آنکھیں بند کرلیں بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک پنجرے
میں بند دیکھا سامنے ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا لیکن موسیقار جادو نے جب عمرو کو گرفتار کر لیا نامہ فرعون کو لکھا میں نے عمرو
کو پکڑ لیا القصہ [illegible] فرعون گنبد [illegible] آ بیٹھا لقا بختیارک و سردار بھی ہمراہ تھے دیکھا کہ تمام لشکر امیر کا زیر درخت
کل سرداروں [illegible] اور لکڑیاں ڈھیر کی ڈھیر لگی ہوئی ہیں ایک جانور لا لاکر لکڑیاں جمع کر رہے ہیں امیر کشور گیر [illegible]
سواے بادشاہ [illegible] تخت [illegible] پہلو [illegible] بکھرا ہوا ہے اور موسیقار جادو منقار میں پنجرہ عمرو کا
لیے ہوئے آیا درخت میں لٹکا دیا اور پکار کر کہا [illegible] کیا تو میرے مقابلے کو نہ آئیگا یہی دعوی شجاعت کا کرتا ہے امیر ان کلمات کے
سننے کی [illegible] بادشاہ [illegible] کی کہ اب مجھکو اجازت ہو یہ کہکر حفظ ہیکل گلے سے اتار کر بادشاہ اسلام کی گردن میں
ڈالدی لیں حفظ ہیکل [illegible] اتارنا تھا کہ امیر دیوانہ وار دوڑے ہوئے اس درخت کے قریب آئے کہ درخت سے ایک شاخ
جھکی اور کمر میں امیر کی لپٹ گئی امیر بند ہو کر رہ گئے بادشاہ اسلام نے یہ دیکھکر گریبان پھاڑا اور بے اختیار ہو کر دوڑے اور
[illegible] حفظ ہیکل [illegible] اتار کر پھینک دی کہ اسیطرح دوسری شاخ درخت کی نیچی ہوکر بازوؤں میں
بادشاہ کے لپٹ گئی [illegible] موسیقار جادو نے فرعون سے کہا کہ میں ابھی ان سبکو جلائے دیتا ہوں یہ کہکر
منقل آتشیں روشن کی اور [illegible] کچھ پڑھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک شاخ درخت کی نیچی ہوئی اسپر سے ایک جانور اڑکر اسکے ہاتھ پر
آ بیٹھا کہ منقار میں اسکی ہزار ہا سوراخ تھے لیکن ایک سوراخ بند تھا اسے بھی موسیقار جادو نے کھولکر جلد سے اڑا دیا
وہ جاکر شاخ درخت [illegible] اور اس سوراخ سے ایک [illegible] ایسی پیدا ہوئی کہ جس سے شاخ درخت میں آگ لگ گئی اب
موسیقار جادو [illegible] شاخ سے جانور پکڑ کر چھوڑتا ہے اسمیں آگ لگ جاتی ہے جسوقت یہ شاخ آخر کو جلائیگا اسوقت سحر ختم ہوگا اور
سب مرینگے [illegible] یہ مصروف سحر ہے کہ یکایک آواز نقارے کی بلند ہوئی دیکھا کہ جانب صحرا سے پانچ فیل سبز رنگ [illegible] لگا ہوا ہوا اور
نوبت خانہ بجتا ہوا پیچھے اسکے [illegible] ساحر ایک ساحر قوی ہیکل اژدر پر سوار کہ اژدر قلابہ آتشیں چھوڑ رہا ہے آواز یا سامری یا
جمشید کی بلند ہے اور نوبت نقارہ [illegible] کہ صداے ساز بالکل سنائی نہیں دیتی فرعون لقا بختیارک سب متحیر
کہ یہ کیا ماجرا ہے لیکن [illegible] آواز دی کہ او موسیقار جادو حرامزادے مغضوب درگاہ سامری تو میرے سامنے
ابھی [illegible] خداوند سامری [illegible] موسیقار جادو [illegible]
اسنے دوسری آواز دی کہ [illegible] موسیقار جادو نے دیکھا کہ یہ ساحر نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے اور [illegible]

اس سے ڈرنا چاہیے اگر تو اس سے عاجزی نکریگا تو مارا جائیگا جلد ایسے سہو کو ترک کیا اژدر آتش فشاں پر جو دیکھی سوار ہوکر
چلا کہ خداوندگی میں نے ایسی کونسی خطا کی ہے میں تو آنکے دشمنوں کو قتل کرنے کی کوشش و تدبیر میں مصروف ہوں پھر کیوں ترک کرکے
آپکے غصے چلا آیا قہار جادو نے کہا حضرت سے جتنی مشمشن جادو نے خداوند سامری کو بھولکر دعوی خداوندگی کیا
ہے سامری کو بہت برا معلوم ہوا کہ یہ میں بھول گیا خود خداوند بن بیٹھا اسپر تین مہینے لیے سخت کردیے کہ یہ اہیں عنقریب ان
خداپرستوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور اسکو مغضوب خداوند کا شہر کیا ہوا اجمال ہے شہرت ہی کہ مسلمانوں کو قتل کرے یہ مسلمان غضب میں
خداوند سامری کا یہ سننا تھا کہ موسیقار جادو نے کہا میں ابھی ان بے ایمانوں کو جلادونگا لیکن پہلے اسپر تو خاتمہ کرلوں پھر تو خداوند
مشمشن جادو کو برا کہتا ہے یہ کہکر اژدر اپنا برابر اژدر قہار جادو کے لایا قہار جادو نے جب دیکھا کہ یہ سامنے آگیا ہے ادھر بس
قہر و غضب میں آکر ایک ڈنڈا ایسا پشت پر اپنے اژدر کے مارا کہ اژدہا جو اژدہا تھا آتشیں چھوڑ رہا تھا یا ایک بگولا گرد کا اس زور سے نکلا
کہ موسیقار جادو کو خاک بسر کردیا بلکہ خاک میں ملانے کی تدبیر کردی کہ موسیقار جادو پھنکار مار کر اپنے اژدہے پر سے
قلابازی کھاکر گرا قہار جادو نے نعرہ کیا کہ باش ہی کفار بچیا مہتر بہنزان و بہتر بہنزان صاحب بعدہ گران نظر کردہ علی عمران
یعنی مہتر قران اور دوڑکر بعد مارکار گرتے وا دیکھا کہ یہ کافر دو نلی تین ہی تھیلیاں بارود کی نکالکر اسپر ڈالیں اور دو ریتھ پھکر
حقہ آتشبازی مارا کہ آگ لگ گئی خرمن ہستی اس ملعون کا جلاکر خاک ہوا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا زمین کو زلزلہ
ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو تو دیدیم جاندادیم و مطلب خود نہ دیدیم
جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ درخت ہے نہ جانور ہیں لاش اس جادوگر کی پڑی ہے لیکن پوست تک جلگیا ہے کچھ بت سونے چاندی کے
پڑے ہیں قران نے سب سمیٹ کر اپنے قبضے میں کیے ادھر سارا لشکر مع مہتر قران ہوشیار آیا امیر پیدا اپنے خیمے سے
لیکن عمرو جو چوٹا دیکھا کہ لکڑیوں کا انبار ہے جال الیاسی مارکر سمیٹ سمیٹ کر سب نذر زنبیل کریں امیر بارگاہ میں داخل ہوئے
طبل شادمانی بجا مہتر قران بھی دربار میں آیا امیر نے ساتھ خلعت دیے بادشاہ نے سات خلعت اور ایک کروڑ روپیہ
عنایت کیا مہتر قران نے سب خواجہ سلامت کے آگے لاکر رکھدیا اور عرض کیا کہ استاد آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے عمرو نے کہا
بابا یہ سب مال تمہارے پاس سے تلف ہوجائیگا میں بحفاظت اپنے پاس رکھونگا جب چاہنا لے لینا یہ کہکر نذر زنبیل کرلیا قران نے
وہ بت جو موسیقار جادو کو مار کر پائے تھے پیش کیے کہا کہ تمہی ایسکے کپڑے بھی بنا کلف کیسے ہونگے وہ تمنے کیوں چھوڑ دیے
قران نے کہا وہ دو تین تن تھا اس سے میں نے اسے جلا دیا کپڑے بھی جلگئے آپ بہت خفا ہوئے اور کہا ابھی جو دو تین تن ہو
اسے جلاتے نہیں میں یہ کام اناڑیوں کا ہے تمھارے سے سرکل دیتے ہیں قران سرنگوں ہوا اور عرض کیا کہ بجا ہے آپ استاد ہیں میں
شاگرد میرے آپ کے کچھ فرق ہونا ضرور ہے خواجہ نے بھی قران کو خلعت عطا کیا یعنی ایک کلاہ کاغذ کی جسمیں پنی لگی ہوئی
ایک طرہ جھوٹے تاروں کا لگا ہوا قران نے سلام کرکے لیکر فخر اپنے سر پر رکھ لیا امیر نے فرمایا کہ ناموس کو لے آؤ قران
روانہ ہوا لیکن خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جسکو لکڑیاں جلانیکی ضرورت ہو وہ ہمسے مول لے اور کہیں سے نہ لاے ورنہ جرمانہ دینا پڑیگا
اور ایکطرف ٹھیکیاں لگاکر نیلام کرلیا تین ہزار روپے کی لکڑیاں بچی وہاں فرعون بے سامان ہوکر گنبد مینائی سے دربار میں
آیا وہ ساحر کہ اسکے پاس صرف کار رہا ہے ضروری کے لیے رہا کرتا ہے پاس ساحر مشمشن کے بھیجا عرضی بھی لکھی اور حال مارے جانے
خنقار جادو وغیرہ کا غائب ہونا ابر و دریا کا اور آگ بارے جانا قندیل جادو و شکیل جادو کا پھر آنا موسیقار جادو
کا اور قتل ہونا اور لکھا تھا کہ اسی باعث خداوندی فرعون میرے واسطے [illegible] مشمشن کچھ مجھسے غافل نہو جب وہ ساحر
عرضی لیکر روانہ ہوا بختیارک خوب ناچا اور فرعون شاہ سے کہا کہ د[illegible] میں تو کہتا تھا کہ ان خداپرستوں کو مرنیکی
عادت ہی نہیں ہے یہ جتنی بھی نہیں معلوم کہاں بھیجا ہوا اکثر خداوندان عیار [illegible] سامنے تو جادوگروں کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے

تلوار چلی ثریا زنگی نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع گردن چار ٹکڑے ہوے پھر مبارز طلب کیا النش عاد مقابلے کو
آیا نیزہ ثریا زنگی پر مارا ثریا زنگی نے نیزہ اسکا چھین کر وہی نیزہ مارا کہ سینے سے پار گذر گیا اور پھر پکارا کہ اے کافرو اور کسی کو میرے
مقابلہ کو بھیجو نظیر عاد مقابل ہوا اور پشت ہونگ مارا ثریا زنگی نے ارے کو اسکے تلوار سے کاٹا اور ہاتھ تیغ آبدار کا مارا پورا بھینو
بیٹھا کہ کاندھے پر تلوار چلی اور زیر بغل آ نکلی دو ٹکڑے ہوے ذکر عاد نکلا تلوار ثریا زنگی پر ماری ثریا زنگی نے تلوار اسکی چھین کر
مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور اچھالا گرتے ہوے کو چورنگ ہوائی کا کاٹا کہ مانند خیار تر کے جسم ہر یہ اسکا ٹکڑے ہوا القصہ اتنا دیو
واصل جہنم کیا فرعون نہایت ملول و کمال آزردہ اس گنبد بنائی سے اٹھ گیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے نقا تو فرعون شام
کے پاس گیا نجھنیار کرکے کہا یا خداوند یہ لوگ خداپرستو نسے عہدہ برآ نہونگے لڑینگے تو یہ نقابدار کہ آگے بھی انہون نے لشکر حمزہ کو
پریشان کیا تھا اور رفاہ لے آئے تھے اور اب بھی کچھ ہوگا تو انھین سے ہوگا فرعون نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اور کل سوا نقابدارون کے اور کوئی میدان مین نہ جاے اسیوقت طبل جنگ بجا اودھر صاحبقران ثریا زنگی پر سے
زر نثار کرتے ہوے بارگاہ مین لاے خلعت دیا خوش خوش بیٹھے ہوے ہین کہ ہرکارون نے خبر طبل جنگ کی پہونچائی اور یہ بھی
کہدیا کہ کل سوا نقابدارون کے کوئی میدان مین نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ حمزہ غضب ہوا ان نقابدارون سے کون عہدہ برآ ہوگا اگلے
اپنے شہر منشری حصار مین مقابلہ ہو چکا ہے پھر کیا حالت ہوئی تھی کوئی عہدہ برآ نہوسکا امیر نے فرمایا کہ بھئی رضینا بالقضا تن
بہ تقدیر جو مرضی الہی اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسوقت نقارہ بجا غرض رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نہیب ... پھر چلے گئے نقابدار اقلیند قبیل سعد و قہقہہ
فرعون سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا کہ اے خداپرستو تم بھی خوب واقف ہو کہ پہلے تمہارا کیا حال کیا تھا بہتر یہی ہے کہ فرعون
کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو نہین تو سب میرے ہاتھ سے ذلیل و زبون ہوگے یہ سنتے اہل اسلام نے جواب بیباکانہ دیا اور کہا
کہ لعنت ہے فرعون و لقا دونون پر نقابدار غضبناک ہو کر پکارا کہ آؤ میرے مقابلہ کو دیکھو کیا حال تمہارا کرتا ہون بس ثریا زنگی بادشاہ
رخصت لیکر اسکے مقابلے کو گیا نقابدار نے کہا تو وہی ہے کہ کل سات عاد دیونکو مارا تھا کہا کہ ہان وہی ہون آج تجھے مارونگا نقابدار نے
کہا کہ تجھے قسم ہے نمک حمزہ کی کہ جو گرز تو نے کل عاد زرہ پوش پر مارا تھا وہی مجھپر بھی مار ثریا زنگی بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے
تو اپنا حربہ کر لے تو پھر ہم بھی حملہ آور ہون نقابدار پکارا کہ تو دیکھ میرے پاس لوہے کی قسم سے کوئی حربہ ہی نہین ثریا نے کہا کہ پھر تو کاہے
سے لڑیگا نقابدار نے کہا کہ مین تجھے اپنا حربہ دکھاؤنگا ثریا پکارا تو خبردار رہ اسنے کہا مین خوب خبردار ہون لیکن ثریا نے نیزہ سو من کا
گرز اٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھادیا کہ گرز سر پر پڑکے اچٹ گیا کچھ اثر نہوا اور تنورہ گرد ہے ... نکلا اور
پکارا کہ بس تو حربہ کر چکا اب دیکھ میرا حربہ اور بند نقاب کا منہ پر سے دور کیا پکارا ع رہین نگر مین نگر شاید کہ بشناسی ہمراہ
ثریا کی نگاہ جو اسکے منہ پر پڑی لگا قہقہے مارنے ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا نقابدار نے مشکین ثریا کی باندھکر
بھیجدیا عیار لشکر فرعون سے آکر لیگئے آلاگرد فرنگی مالاگرد فرنگی کہی ازلال کہی زلزال نہنگ بیچ وغیرہ پانسو نفر بہادر دن
چڑھے تک اسیر ہوے نقابدار قہقہہ میدان سے پھر گیا اب نقابدار سیاہ پوش گریان میدان مین آیا اور یہ خلاف قہقہہ کے ہے کہ جو کوئی
روئے نحس اسکا دیکھکر روتے روتے بیہوش ہو جاتے ہین اب اسنے مبارز طلب کیا غرض اسنے بھی پہر بھر کی میدان داری مین ... سرداران
اسیر کیے دوپہر کو نقابدار زرد پوش سقر عہد زن نکلا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے فضل بن ... سور شاہ شام مقابلے کو
آیا خوف سے آن دونون نقابدارونکے آنکھین بند کرکے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار پر تازیانہ مارا کہ تلوار ہاتھ سے فضل کے
گر پڑی اور دوسرا تازیانہ مارا کہ فضل مرکب سے بیہوش ہو کر گر پڑا اسکی مشکین باندھ لین اسیطرح شام تک چھ سو سردارونکو اسیر کیا طبل
بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے فرعون فرحان و شادان آیا صاحبقران غمگین و ملول پھرے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا اودھر

سے دانتون کو پھینک دیا زیجان نے عمود گران سنگ ہاتھ میں اٹھایا اور چاہا کہ آئینہ پوش پر مارے وہ سامنے سے
بھی طبل جنگ زیجان پکارا کہ میں تجھے چھوڑتا کب ہوں تونے دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا ہے میں انکو تجھسے لونگا یہ کہتا ہوا عقب میں
ہوئیں نقب پوش کے چلا جاتا ہے آئینہ پوش اُسے لگاے ہوے وہاں لایا جہاں چاہ خس پوش کر رکھے تھے کہ منتہا اسکا تحت الثرا تک
پاشیم شق زیجان کے ہاتھی کا پانون جو اُس چاہ پہ پڑا زیجان مع فیل اُس چاہ میں گرا اُدھر سے آئینہ پوش نے پلٹ کر ایک گرز ایسا
لگایا کہ گرد و غبار کا ستون بلند ہوا اور ساتھ نقابدار آئینہ پوش کے دو ہزار عیار قفلوره پوش زنگولہ بند تھے پورے خس و خاشاک
تلوار کھینچے ہوے اُسکے پاس تھے ادھر تو زیجان اسمین گرا عیاروں نے پورے مار کر اس چاہ کو پاٹ زمین کے برابر کر دیا نقابدار
آئینہ پوش [illegible] باقی تھا کہ میدان میں آکر پکارا کہ اے کافران بے حیا و اے نابکاران بد نہاد نکلو میرے مقابلے کو اور نقابدار
ہمارے [illegible] منفرد زن باقی ہے کیون نہیں آتا مجھسے لڑنے آئے تو اسکا کو موا چھینکر اسنے کو ترے مارون کہ پوست تمام بدنکا اڑ جاوے
نکلا اشارہ فرعون ساحر بھی بتلا دون مجھے ان نقابداروں کے مارنے کا منتر یاد ہے نقابدار زرد پوش کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہے اپنے دل
میں کہ رہا ہے کہ نہیں بچا [illegible] تو تیرے پکڑے گئے اور مارے گئے تو جا کر کیا آنکھی [illegible] کندہ کریگا مفت میں تو بھی مارا جائیگا ناحق اپنی جان دینا
کیا فائدہ جسکا کھڑا ہوا یہی جواب نہیں پھر سنا یہاں نقابدار آئینہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ ای فرعون پرستو یہی نقابدار زرد پوش
میدان میں نہیں نکلتا تو اور کوئی میرے مقابلے کو آئے ارے کیا تم سب نامرد ہو گئے یہ پکار رہا ہے وہان سب چپکے سن رہے ہیں
بختیارک پکارا کوئی آپکے مقابلے کو نہ آئیگا کسکی طاقت ہے کہ آپ سے مقابلہ کرے کہ فرعون شاہ گنبد مینائی ہے آخر طبل باز گشت
بجا کافر اپنے خیموں کو پھر گئے نقابدار آئینہ پوش صحرا کو چلا گیا امیر بادشاہ اسلام سرداران ذوالاحترام نہایت خوشنود
کمال مسرور بجانب بارگاہ پھرے ہزار زبان تعریفین نقابدار آئینہ پوش کی کرتے جاتے ہیں کہ عجب طرح کا بہادر ہے کہ زیجان
ایسے شخص کو پیوند زمین کیا اور ان دونوں نقابداروں کو کیا بڑا [illegible] واہ واہ واہ ہرکاروں نے کہا کہ جا کر خبر لاؤ کہ وہ
میں [illegible] اس نقابدار کا پتا ہے ہرکارے گئے تمام صحرا کو چھان مارا کہیں سراغ نقابدار کا نہ لگا پھر کر آئے احوال امیر با توقیر سے بیان
کیا فرمایا کیا [illegible] آیا تھا [illegible] دربار برخاست کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا دو پہر رات گئے لشکر فرعون شاہ میں غلغلہ ہوا
کہ کوئی نقب کنی کر کے نقابدار زرد پوش کو پکڑ لیگیا دیکھا تو نقب کا منہ لشکر کے اندر ہے فرعون یہ خبر سنکر اور بھی پریشان ہوا
بختیارک سے [illegible] کہا یا خداوند یہ نقابدار آئینہ پوش مرشد کامل ہادی رہنما تھے فرعون ولقا نے کہا کہ او نحوست عمرو میں اتنی
طاقت کہاں کہ زیجان ایسے زبردست کو یک ضرب پیوند زمین کرے بختیارک بولا آنکھوں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے مگر ادھر
صبح کو امیر نماز صبح سے فراغت کر کے بارگاہ میں آئے بادشاہ کو مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوے اور سرداران سلام کر کے اپنے
دنگلوں کرسیوں پر بیٹھنے لگے ذکر نقابدار آئینہ پوش کا ہونے لگا سب تعریفین کرنے لگے کہ دیکھا عمرو بن اُمیہ ضمری سفید
دستار اوڑھے چلا آتا ہے بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے کمال خوشی سے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا کہ نقابدار آئینہ پوش نے کام نقابدار
تمام کیا عمرو بولا کہ حمزہ مجھکو راہ میں نقابدار ملا تھا عجب شخص ہے مجھسے کرور روپے نقابدار و نجم قتل کے مقدمے میں لیے
اور مجھسے کہدیا تھا کہ حمزہ سے پیغام میرا پہونچا دینا کہ بعد فراغ جنگ فرعون نوبت آگئی ہے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسنے تجھپر احسان
عظیم کیا ہے مگر نقابدار اکثر اوقات زن بھی ہوتے ہیں اور کہا وقت تمہاری کہ جسنے جسم حیا پر برقع بیحیائی ڈال لیا اسکا اعتبار
نہیں ہے اور خواجہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ نقابدار کون ہے عمرو نے کہا میں نہیں جانتا یہ کہکر ہنسا بادشاہ صاحبقران اور سب سردار
[illegible] ہوئے کہ خواجہ تمھین معلوم ہو حال نقابدار کا تو بیان کرو امیر نے فرمایا کہ بھئی ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو اور قصہ
کہانی [illegible] میں کرور روپیے دونگا عمرو پکارا کہ حمزہ نقابدار آئینہ پوش میں تھا امیر بولے کہ خواجہ تمنے کیا عمرو کیا جو نقابدار
پکڑا عرض کیا کہ شہریار [illegible] روز حضور نے فرمایا تھا کہ خواجہ مجھسے رنج فرزندون اور سردارونکا نہ دیکھا جائیگا پہلے [illegible]

میدان میں جاؤنگا اور یہ کہ سب سے پہلے جان اپنی ہم نثار کر لینگے تو آپ کی نوبت آئیگی اور میں چھپا بیٹھا فکر کر رہا تھا کہ کیونکر
ان نقابداروں کو ماروں لیکن اسیوقت خیال میں گذرا کہ جسطرح سکندر ذوالقرنین نے علاج پریوں کا حکیم ارسطو سے کروایا تھا جسکے
تو بھی انھیں مارا اور آنکھوں میں پریکی زہر تھا کہ جو کوئی آنکھ اسکی دیکھتا تھا مر اسکا اسی پر کارگر ہوتا تھا حکیم ارسطو نے بڑا سا آئینہ بنا کر جو پری کے سامنے
کیا اسنے صورت اپنی آئینہ میں دیکھی تو اسکا زہر اسی پر جا کر پڑا اور وہ پانی ہوکر گیا میں نے بھی یہی تدبیر کی کہ نقابدار آئینہ پوش بنکر گیا انھوں نے صورت
اپنی جو آئینہ میں دیکھی آپ ہی آپ ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوگئے میں نے انھیں اسیر کیا اور زریان فیل سوار کو کنوئیں میں گرا کر پکڑا نقابدار زرد پوش کو
اسکے خیمے سے بیہوش کرکے پکڑ لایا اور سرداران لشکر اسلام کہ قید تھے سبکو چھڑا لایا امیر نے فرمایا کہ خواجہ وہ سب نقابدار تمھارے پاس ہیں عمرو بولا
کہ رونمائی اور کرور روپیہ دیجیے تو آپکے حوالے کروں اور سرداروں کو بلوا کر سامنے کیا سبنے ملازمت حاصل کی امیر نے کرور روپیہ اور
چار ہزار تومان منگا کر رونمائی کے دیئے عمرو نے چاروں کو لا کر سامنے رکھدیا دیکھا تو منھ تو کھلا ہے بند ہاتھ پیچھے ہیں
غل و زنجیر میں گرفتار ہیں اور دو سکھ بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں امیر نے سرداروں سے فرمایا کہ مار ڈالو ان حرامزادوں کو
ٹکڑے ٹکڑے کرو تمام سردار تلواریں کھینچکر دوڑے اور مارنا شروع کیا لیکن خدا کی قدرت کہ انکے بدن پر نہ پڑا امیر حیران ہوئے
اور فرمایا کہ خواجہ تمھیں سے یہ مارے بھی جاوینگے کہا حمزہ روپیہ کام کریگا ملک المیث بغیر روپیہ نہیں آئینگے امیر نے
ہزار روپیہ اور دیئے عمرو نے جو طباخ اسا بنا کر چھپا رکھا تھا لاکر آگ اسمیں جلا سیسہ کرکے اسمیں گرم کرکے منھ میں نقابداروں کے
پلا دیا کہ اسی دم خشار ہو کر سب جل گئے فی النار و السقر ہوئے تڑپ تڑپ کے مر گئے حکم دیا کہ لاشوں کو پاے فیل میں باندھکر
تمام لشکر میں پھراؤ مگر ہرکارے جو فرعون کے خبر کیواسطے آئے ہوئے تھے خبر دریافت کرکے خدمت فرعون شاہ میں پہنچے
پہلے بد دعا دی بعد اسکے حال بیان کیا کہ نقابدار آئینہ پوش عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ ان سب نقابداروں کو پکڑ لیگیا
اور سیسہ پلا کر مار ڈالا یہ حال کہ فرعون نے سنکر ہاتھ کاٹے پر ہاتھ رکھکے لگا تا دھنا ناچنے پکارا صلواۃ بر محمد و آل محمد لعنت
بر لات اعلیٰ و منات معلّٰی میں نے پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ مرشد کامل ہادی رہنما ہیں خدا وند تھا سنے میرا کہنا جھوٹ جانا تھا
اب سبکو میرے کہنے کا یقین ہوا مگر فرعون شاہ یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوا دست تحسر بپا سر پر مارا اور دربار سے
اٹھکر چلا گیا رات کو ساحر ششمش پاس پہونچا کہ سوا فرعون اور ساحروں کے کوئی مکان سے ساحر ششمش کے
نہیں تھا اور مکان اسکا دریاے اخضر و قلزم و محیط سہ موجی میں تھا کہ تینوں دریا ایک جگہ ملتے ہیں اور وہاں ایک
بندر بھی پہنچتا تھا اسپر چبوترہ ہے سنگ مرمر کا اسپر ایک درخت برگد کا ہے فرعون اس جگہ جا کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای
دستگیر فرعون شاہ و دام بالعشق خدائی فرعون شکست و پاشکستہ کی دستگیری کیجیے نہیں تو کام میرا تمام ہی ہے جب
خوب چلایا اور رویا بعد اسکے دریا متلاطم ہوا اور اندر سے پانی کے ایک نہنگ سیاہ رنگ نکلا اور لوٹ کر آدمی کی
شکل بنا مگر مہیب صورت چالیس گز کا قد تھا آکر فرعون سے کہا کیا ہے فرعون اس سے لپٹ کر رویا اور تمام حال
ختفار جادو آتشبار [illegible] مارا جانا بعد اسکے آنا شکیل و قندیل جادو کا اور قتل ہونا
موسیقار جادو کا [illegible] بداروں کا اور قتل ہونا سب بیان کیا ساحر ششمش نے کہا
[illegible] تو او بیوقوف [illegible] دیا ارسے وہ جو طلسمی زنگی صورتوں پر بند تھا سوا تھا وہ اپنی
صورتیں دیکھکر ہنستے ہنستے رو [illegible] وگئے عمرو پکڑ لیگیا فیل سوار کو کنوئیں میں گرا کر پکڑا زرد پوش
خیمے میں آکر بیہوش کرکے لیگیا اور میں نے تو تجھسے منع کیا تھا کہ خدا پرستوں سے نہ لڑنا ارے کمبخت بیوقوف تو اپنی
خدائی کو خراب کیا اور اب مجھپر اکیس دن بہت سخت ہیں کہ خوف جان ہے خبردار اب میرے پاس نہ آنا آہ
[illegible] آفات [illegible] اور اگر تو آیگا تو میں یہ سمجھونگا کہ کوئی عیار آیا ہے اسیوقت مار ڈالونگا فرعون نے کہا کہ میں

ہرگز نہ آؤنگا ساحر مشمش نے کہا کہ تو اکیس روز تک جشن کر ناچ راگ رنگ میں مصروف رہ بعد ان ایام نحس کے گذرنیکے
ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا فرعون تو مایوس ہو کر اُٹھکر چلا گیا مگر ساحر مشمش عمرو کے حالات سنکر
اور بھی خائف و ترسان ہوا اُسیوقت اپنے وزیر یعنے زلزلہ جادو کو بُلایا اور کہا کہ تم لشکر جادوگر انکا ساتھ لیکر
ہفت ورے کے اسپار اُترو اور کسی کو دریا کیطرف نہ آنے دینا اُسنے کہا بہت خوب اور اپنے بھائی کو بلایا کہ نام اُسکا قورا جادو تھا
اور لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اب مشمش جادو نے سات سو ساحروں کو کہ اُسکے ہمنشین تھے بلایا اور کہا کہ تم جاؤ ہفت درکا
انتظام کرو اپنے اپنے درہ کو بند کرو کہ کوئی حریف اُدھر سے نہ آنے پائے ساتوں جادوگر ہفت درے کو روانہ ہوئے
بعد اُسکے کوکب جادو سے کہا کہ تم دریا کا کنارہ مسدود کرو کہ دریا بالکل کسی کو نظر نہ آئے کوکب جادو بھی روانہ ہوا
اگر طلسم اُسنے بنایا کہ وقت پر بیان کیا جائیگا اور زلزلہ جادو لشکر اپنے ساتھ لیکر ہفت ورے پر اُترا اور یہ لشکر
تین لاکھ ساحران زبردست کا تھا لیکن فرعون ناچار مجبور پھر کر اپنے مکان میں آیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر
جھنڈیوں کے ہی اندر چلا آئے اب چند روز لڑائی موقوف رہے اکیس روز تک میں جشن کرونگا بعد جشن کے ان
خدا پرستوں کا کام تمام کرونگا بختیارک اپنے دل میں سمجھا کہ یہ اپنے ساحر مشمش پاس رات کو گیا تھا وہاں سے اسے
جواب صاف ملا اُسنے کہا ہوگا کہ یہ سب ایام نحس دفع ہو جائیں تو میں خدا پرستوں کا کام تمام کرونگا لقا سے کہا
یا خداوند یہا انکا بھی خاتمہ ہو چکا کیواسطے کہ آپ کو یاد ہی جب وامہ جادو پر زبرجد لگار میں ایام نحس آلگے اور اُسنے گر
شہر زبرجد لگار کے طلسم باندھا ہی اور آپ چاہ الماس میں جا کر چھپی زبرجد شاہ جشن میں بیٹھا اور حمزہ اور عمرو نے
جاکر چاہ الماس کے اندر وامہ جادو کو مارا اسیطرح اب بھی مرشد ساحر مشمش کو ڈھونڈھکر مارینگے اور جب ساحر
مشمش مارا گیا تو پھر فرعون سے خدا پرستوں کی بیخ کندہ نہو سکیگی لقا نے کہا کہ ای بختیارک ساحر مشمش کا مارا جانا
بہت دشوار ہی بختیارک نے کہا اسی اکیس روز میں سُن لیجیے گا کہ مرشد نے کام ساحر مشمش کا تمام کیا یہاں تو
یہ چرچا اور فرعون صحبت عیش و عشرت میں بیٹھا مگر ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ لڑائی فرعون نے
موقوف کی جشن میں بیٹھا لشکر کو جھنڈیوں کے اندر بلا لیا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سبب اسکا کیا ہی عمرو نے عرض کیا
کہ مجھے کیا معلوم کہا کہ بھئی ضرور اسے دریافت کرنا چاہیے ہی باتیں ہو رہی ہیں کہ ایک کبوتر آسمان پر سے پیدا ہوا اور
رقعہ میری گود میں ڈالکر چلا گیا پھر بالاے ہوا جا کر آواز دی کہ اسے پڑھ لیجیے لکھے پر اُسکے عمل کیجیے یہ کہکر راہی ہوا سب
حیران تھے کہ یہ کبوتر کسکا پیغامبر تھا امیر نے جو اُٹھا کر پڑھا اسمیں ملکہ ناہید قمر طلعت کیطرف سے لکھا تھا کہ ای
شہریار میں چاروں نقابداروں کی سردار نقابدار قمر طلعت و مہ پوش تھی میری طرف سے آداب تسلیمات پہونچے اور
لکھا تھا کہ یا صاحبقران پہلے بھی میں نے عمرو کو بلایا تھا اور حال دریا بار جادو وغیرہ کا بتایا تھا اب بھی کار ضروری
ہی عمرو کو میرے پاس بھیجدیجیے اور کسی کو اس امر کی خبر نہو امیر نے رقعہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور عمرو کیطرف دیکھکر کہا کہ خواجہ
تم ہمسے اپنا حال پوشیدہ کرتے ہو سچ کہو کبھی ناہید پاس گئے تھے عمرو سمجھا کہ یہ رقعہ ناہید نے بھیجا ہی عرض کیا کہ وہ تو
جو اُس روز مجھے لیگیا تھا وہیں لیگیا تھا فرمایا اب بھی تمہیں ضرور ضرور بلایا ہی جلد جاؤ تامل نہ کرو عمرو نے عرض کیا
بہت خوب اور اُسیوقت دربار سے چلا گیا ایک گوشہ میں جا کر تعویذ نکالکر دانتوں کے نیچے دبایا اسیوقت شمس جادو
آیا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا سامنے ملکہ ناہید کے بٹھا دیا ناہید نے ہاتھ عمرو کا پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب دعوت
مہیا کیا عمرو نے پوچھا مجھکو کیوں یاد کیا ہی کہا کہ بھیا واسطے خبر لشکر اسلام کے کہ نقابدار بلاے بد ہیں عمرو نے کہا
میں نے اُنھیں مار ڈالا ناہید نے کہا کہ بھیا اب ساحر مشمش کی تدبیر سے غافل نہو عمرو بولا کہ ہمشیرہ وہ

نہایت زبردست ہی ہمسر سامری کہلاتا ہی مگر جو مکان اُسکا تجھے معلوم ہو تو بیشک علاج اُسکا کرون ناہید بولی
کہ بھیا سوا فرعون اور ساحرون کے مکان اُسکا کوئی نہین جانتا عمرو نے کہا لیکن تو مقرر معلوم ہوگا ناہید بولی کہ اگر مین جانتی
ہوتی تو مقرر تمسے کبھی کبھی نہ چھپاتی مگر اتنا جانتی ہون کہ ساحر ششمش دریاے محیط و اخضر و قلزم مین رہتا ہی جہان پر سہ موجہ
ہی اُسمین ایک جزیرہ ہی اُسپر چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اور اوپر چبوترہ کے درخت برگد کا ہی وہان فرعون جاتا ہی اور ساحر ششمش
وہان آتا ہی اور راستہ اُسکا خشکی کیطرف سے سوا ہفت درے کے نہین ہی اور وہ راہ خوف سے تمہارے مسدود کی ہی رات کو
فرعون ساحر ششمش کے پاس گیا تھا اُسنے جواب صاف دیا کہ ان ایام نحس مین مجھسے کچھ نہوگا فرعون مایوس پھر آیا اور ساحر
ششمش نے اپنی حفاظت کے لیے اُسی ہفت درے پر کہ جہان تمنے جا کر خنقار جادو وغیرہ کو مارا تھا سات ساحر نامی
کہ سرنام جادو دلبرام جادو والفران جادو ولفران جادو و ترسان جادو و مجمر جادو و زنار جادو کو مقرر کیا ہی
اور ہفت درے کے اُدھر اپنے وزیر اپنے زلزلہ جادو کو مقرر کیا ہی وہ لشکر بے پایان لیے ہوے وہان پڑا ہوا ہی اور اپنا
ساحر ششمش ایام نحس کے باعث سے پوشیدہ ہوا ہی فرعون سے کہدیا ہی کہ اندر جھنڈیون کے بیٹھا ہون کوئی تیرے پاس
نہ آسکیگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی بعد ان ایام نحس گذرنیکے مین آؤنگا اور ایک دشمن کو تیرے زندہ نہ چھوڑونگا خواہ
فکر کرنا ساحر ششمش کی ضرور ہی مین نے اسی خبر کیواسطے تمھین بلایا تھا کہ آگاہ کردون اور اگر خواجہ یہ ایام نحس ساحر ششمش کے
گذر گئے تو پھر کوئی اُسکا کچھ نہ کر سکیگا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ عدا کریم ہی مین جا کر حمزہ سے یہ سب حال بیان کرتا ہون اور ساحر
ششمس جادو کے ہمراہ آیا لشکر اسلام مین تمام حال بیان کیا صاحبقران با اقبال نے فرمایا کہ علاج ششمش جادو کا
ضرور ہی اور اسکی صلاح ہونے لگی انجمن مشورے کی منعقد ہوئی ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا خواجہ عمرو کے اور کسی کی یہ طاقت
نہین ہی کہ ہفت درہ کو پاک کرے عمرو نے کہا کہ حاشا ثم حاشا مین نہ جاؤنگا تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی دیکھا امیر نے کہ عمرو نے
صاف انکار کیا اُسوقت لاکھ تومان کا رقعہ لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی جا کر ہفت درہ کے ساحرون کو
مارے یہ لاکھ روپیہ وہ لے وہ رقعہ پڑا ہوا ہی لیکن کوئی ارادہ نہین کرتا آخر کو عمرو نے اٹھا اور پکارا کہ آج وہ لوگ کہان ہین
جو مجھسے ہمسری کرتے ہین آئین کام کو سرانجام دین بلکہ پانچ ہزار اس لاکھ روپیہ کے علاوہ مجھسے لین چالاک دسمک دونون
سر جھکائے کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا سب سردارون نے کہا خواجہ کوئی تمہارا ہمسر نہین ہی سوا تمہارے کسی کی طاقت
نہین ہی کہ ایسے کام کرے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون جو زندہ رہا تو پھر آ کر قدمون کو چومونگا
امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے معین لشکر ظفر اثر اے عمرو بن امیہ ضمری ناموری خدا تیرا نگہبان ہی

داستان جانا شہباز عرصۂ عیاری کا ہفت درہ مین اور مارنا ساتون جادوگرون کو

کہ عمرو امیر اور بادشاہ اور تمام سردارون سے رخصت ہو کر صحرا مین آیا تعویذ کمر سے لگا کر دو انگلیون کے پیچھے
دبایا نیچہ اُٹھا کر پاس ناہید کے لایا عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ مدار کار قتل ساحران ہفت درہ کا اپنی کہا پر
مقرر ہوا ہی اب تجھے ہفت درہ مین پہونچا دو ناہید روئی اور کہا کہ خواجہ وہان جانا مناسب نہین ہی سب تمہارے
دشمن ہین عمرو نے کہا اے ہمشیرہ سوا میرے کون تدبیر کرنیوالا ہی ناہید نے ششمس جادو کو بلایا تمام حال بیان کیا
ششمس جادو تھرا گیا کہا کہ اے ملکہ میرا جانا وہان موجب بدنامی کا ہی جو کوئی آگاہ ہوگیا تو سب مار ڈالینگے ناہید بولی
اے ششمس جادو زیست عمرو کی وابستہ زندگی حمزہ سے ہی اور زیست میری وابستہ ذات عمرو سے ہی اور عمرو مرنے پر
کمر باندھے ہی جسطرح ہو عمرو کو وہان پہونچا دو ششمس نے کہا بہت خوب عمرو ناہید سے رخصت ہونے لگا اُسنے گلے مین
باہین ڈالدین اور خوب روئی القصہ ششمس جادو عمرو کو ہفت درہ پر لایا اور عمرو کو چھوڑ کر سحر غائب کرکے چلا گیا

عمرو کلیم عیاری اُوڑھکر آگے روانہ ہوا جاتے جاتے دیکھا کہ درہ یاقوت کا ہی اُسپر بنگلہ مینائی بنا ہی اُسمین ایک جادوگر
بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور کوئی اُسکے پاس نہین ہی تنہا ہی عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا صورت اپنی ایک
پریزاد کی بنائی دو پر زمرد کے بازوؤن پر چسپان کیے لباس زرین زیب تن کیا گہنا جواہر کا پہنا سامنے درہ کے
ایک بلندی پر کھڑے ہو کر گانا شروع کیا چار گھڑی دن باقی ہی ہوا سرد چل رہی ہی شفق پھولتی جاتی ہی جانور
درختون پر بسیرا لینے چلے آتے ہین کہین نگاہ لبرام جادو کی اس پریزاد پر پڑی نشہ شراب مین صورت اسکی ایسی
بھلی معلوم ہوئی کہ عاشق ہو گیا چپکے سے اُٹھا پیچھے سے پریزاد کے دبے پاؤن آکر پہلے کچھ سحر پڑھکر دم کیا پھر اسکو
پکڑ لیا پریزاد نے ڈر کر حیران حیران اُسکی طرف دیکھا اور کہا کہ مین خود آفت رسیدہ ہون مجھکو کیون پکڑا ہی اسنے کہا
کہ اے محبوب جانی تمپر کیا آفت ہی بیان تو کرو چلو بیٹھو تو سہی اور ہاتھ پکڑے ہوے بنگلے مین لا بٹھایا عمرو نے دیکھا
کہ ہاتھ پاؤن تیرے بے حرکت ہو گئے رو کر کہا کہ ابھی تک تو ہاتھ پاؤن میرے اچھے بھلے تھے اب حس و حرکت جسم کی
جاتی رہی ہی شاید ملک الموت روح میری قبض کر رہے ہین سرنام جادو نے کہا کہ میرے سحر سے حس و حرکت تمہارے
جسم کی جاتی رہی ہی یہ حالت تمہاری ہوئی ہی مین ابھی رد سحر کرونگا کہ ہاتھ پاؤن تمہارے قابو مین ہو جائینگے مگر
تم اپنا حال تو کہو کہ یہان کیونکر آئی ہو عمرو نے کہا کہ مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ میرے ساتھ تم بھی آفت مین گرفتار ہو جاؤ
سرنام جادو نے کہا کہ تم مفصل کہو تو پریزاد نے کہا کہ ایک دیو ہی افرغم اسکا نام ہی وہ مجھپر عاشق ہوا میرے
پاس آیا مجھسے عشق اپنا جتایا مین نے انکار کیا وہ مجھسے لپٹا مین چھوڑ کر بھاگی ایک بار وہ بھی میرا لوٹا اُڑنے کی طاقت
بھی نہ رہی یہان پہونچی تھی کہ تم پکڑ لاے اور وہ میرے پیچھے ضرور آتا ہوگا اسلیے مین کہتی ہون کہ وہ دیو تم انسان
اُسکا کیا کر سکوگے مین تو عورت تھی مجھے پکڑ لائے مگر اُسکا بہت بڑا اندیشہ لگا ہوا ہی سرنام جادو نے کہا کہ وہ یہان
آئیگا تو کیا کریگا مین ساحر ہون اگر ہزار ہا دیو آئین تو بھی کچھ نہین کر سکتے مگر تم ڈرتی ہو تمہارا خوف مین مٹاے
دیتا ہون یہ کہکر اسم سحر کا پھر پڑھکر پھونکا ایک منقل سامنے رکھی تھی کہ شعلہاے آتش اُسمین سے بھڑک کر
ہر طرف صحرا مین پھیل گئے تمام میدان آتش بہار ہو گیا کہا کہ اے جانی دیکھا تمنے اب کسکی طاقت ہی کہ یہانتک آسکے
اور ارادہ کرے تو جلکر خاک ہو جاے عمرو نے کہا اب تو مین تمہاری کنیز ہون ہاتھ پاؤن تو میرے کھولدو اسنے
ماشکے دانے کچھ پڑھکر مارے کہ حس و حرکت عمرو کے بدن مین آئی ہاتھ پاؤن قابو مین ہوے اب سرنام جادو نے
اسباب عیاشی سامنے اسکے مہیا کیا جام شراب کا بھر کر دیا کہ لو صاحب پیو عمرو نے جام لیکر اُسکے ہاتھ سے پی لیا
[illegible] جام آپ بھی پیجیے کہ نشہ خوب ہوا ہاتھ پھر پریزاد کے سینے کیطرف دوڑایا کہا کہ صاحب جلدی نکرو مین تمہارے
پاس سے کہین جاتی نہین ذرا ٹھہرو خوف میرا مٹے حجاب رفع ہو پھر جو چاہنا سو کرنا اور مین دو روز کی بھوکی ہون
سرنام جادو اُٹھا کھانا لینے گیا عمرو نے سودہ الماس شراب مین ملا رکھا سرنام جادو بہت سی کچوریان مٹھائی
وغیرہ لایا عمرو کے سامنے رکھی عمرو نے خوب کھایا بعد اسکے آپ شراب خالص پی سرنام جادو کو پلائی سرنام جادو
نے جیسے ہی جام پیا اُسکے پیٹ مین درد ہوا لگا تڑپنے پریزاد یہ دیکھکر رونے لگی کہ ہاے یہ تمھین کیا ہوا اُسنے کہا تم گھبراؤ
نہین اچھا ہو جاؤنگا آخر سودہ الماس نے دل جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ ساحر تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ بنگلہ غزن غزن کی
صدا دے کر سب غائب ہو گیا تمام پہاڑ کی رونق جاتی رہی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرنام جادو بود عمرو نے
مال و اسباب اسکا لیا خود اُسکی شکل بنا اور دوسرے درہ کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ کوہ زمرد معلوم ہوا
[illegible] وہ پہاڑ کا پھیلا ہوا نظر آیا عجب بہار معلوم ہوتی تھی پہاڑ پہ بارہ دری زمرد کی بنی ہوئی تھی اسمین ایک

جادوگر لباس پُر تکلف پہنے ہوئے بیٹھا تھا تاج سامنے ہو رہا تھا اسنے جاکر سلام کیا لیسرام جادو تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑا ہوا لکارا کہ آؤ بھائی لیخن تو ہی کیون تم اپنا درہ چھوڑکر یہان آئے کہا کہ بھائی کیا بیان کرون ابھی کل کی بات ہی کہ عیار حمزہ نے اسی ہفت درے مین آکر خنقار جادو و آتشبار جادو و دریا بار جادو وغیرہ کو مارا تھا اب سُنا ہی کہ وہی مکار ہماری فکر مین آیا ہی تمکو اطلاع کرنے آیا ہون کہ غافل نہونا لیسرام جادو نے کہا کہ کس کی مجال ہی کہ ہماری تمھاری زندگی مین یہان آسکے جبتک ہم زندہ ہین کوئی ادھر کا رخ نہین کر سکتا اور آؤ بھائی اب آئے ہو تو دو گھڑی بیٹھو ان خیالون کو دل سے نکال ڈالو شعر گذشتہ خواب و آیندہ خیال است ٭ غنیمت دان ہمین دم را کہ حال است ٭ سر نام جادو آکر بیٹھا لیسرام جادو نے جام شراب کا ہاتھ مین دیا کہ بھائی اسے پیو خیالات فاسد دل سے نکال ڈالو عمرو نے جام شراب کا اُسکے ہاتھ سے لیا ایک تھوڑا سا پیا اور کہا بھائی کیا بد بو اس شراب مین سے آتی ہی کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہی یہ شراب بہت خراب ہم ہی اور نقصان رکھتی ہی کہا کہ بھئی کیا کہتے ہو شراب تو بہت اچھی ہی دیکھو نہین اور جام اُسکے ہاتھ سے لیکر پیا کہا سچ کہتے ہو ایک بد بو تو اسمین ہی عمرو نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا اسے تو پیو لیسرام جادو نے اسمین سے ایک جام جو پیا دماغ معطر ہو گیا از حد تعریفین کین کہا کہ بھئی یہ شراب تمھارے پاس کہان سے آئی کہا کہ بھائی مین نے خود بنوائی تھی یہ شراب خانہ ساز ہی کہا کہ بھائی ہمین بھی بنوا دو کہا اچھا مین ابکی بہت سی بنوا دونگا تمھین بھی دونگا اور اٹھا کہ لو بھئی اب ہم جاتے ہین تمکو فقط اطلاع کرنے آئے تھے ہر چند اصرار کیا کہ بھئی اتنی دور سے آئے ہو تو گھڑی بھر تو ٹھہرو نہ مانا کہ بھائی گھر اکیلا ہی اور عیار مکار ملا ہے ہر آفت جہان ہی یہ کہتا ہوا چلا لیسرام جادو اُسکے ساتھ پہونچانے کو اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہو کر گرا عمرو نے دیکھا کہ کوئی اُسکے اُٹھانے کو بھی وہان سے نہ آیا سمجھا کہ یہ سب سحر کا کرشمہ ہی اصلی کوئی نہین ہی خنجر کھینچ کر اسکے گلے پر رکھدیا ہر چند رگڑے دیے لیکن پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ یہ رویین تن ہی دو پتھر بڑے بڑے لا کر ایک سر کے نیچے رکھا اور دوسرے کو چرخ دے کر سر پر مارا کہ مغز اُسکا پارہ پارہ ہو گیا اسکا مرنا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا برف باری آتشباری ہوئی دھوان اُٹھا کیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لیسرام جادو بود روشنی جو ہوئی [illegible] آدمی کا نام و نشان ہی اور نہ وہ بارہ دری فرش وغیرہ کچھ نہین معلوم ہوتا درہ پہاڑ کا ویران پڑا ہی [illegible] پھر وہ مال و اسباب اسکا لیا کپڑے تک اُتار لیے اور وہان سے آگے روانہ ہوا کوئی آدھ کوس آیا ہو گا کہ درہ [illegible] معلوم ہوا دیکھا کہ پھول لاجوردی رنگ کے پھولے ہوئے ہین اور شامیانہ تمامی کا کھنچا ہوا ہی [illegible] ترسان جادو بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور ایک معشوق بصد کرشمہ و ناز اُسکی بغل مین بیٹھی ہی اور چند سا[illegible] باندھے کھڑے ہین ناچ ہو رہا ہی عمرو صورت ایک کلاونت کی بنا کے پگڑی لپیٹون سر پر جامہ گلے [illegible] بند کا پانؤن مین پہنے ہوئے آیا سلام کیا ترسان جادو نے کہا تو کون ہی کہان سے آیا ہی کہا کہ اعلی [illegible] ت ہون زلزلہ جادو کے لشکر سے آتا ہون ترسان جادو نے کہا بیٹھو یہ سلام کر کے بیٹھ گیا پوچھا [illegible] تک مین ہین عرض کیا کہ ستیاناس جائے ان خدا پرستون کا کہ وہ ایسے ایسے خائف ہین کہ لشکر [illegible] ین معلوم گھبرایا کہ اب کسکا نون چل کھڑا ہوا کہ کہین اور روزگار کرونگا ادھر آیا یہ صحبت دیکھی [illegible] اگر آپ قدر دانی فرمائینگے یہین پڑ رہونگا ترسان جادو نے کہا کہ اچھا پھر کچھ بجاؤگا عمرو نے [illegible] کہ تم اگر کچھ ساتھ دوگے تو خیر ہم بھی کچھ گالینگے سب نے ساز ملائے عمرو نے شروع کیا بعد اسکے یہ غزل گائی

غزل

بیان کیسا ہو رخ [illegible] پائند چند معلوم ہین کا	جو عکس پڑ جائے اُس جبین کا ستارہ ذرہ ہو ہر زمین کا

عیاں ہو جامے سے نور پیکر تمام تمثال بدن میں اختر | شعاع خورشید روز محشر ہے شاہی ہر تار آستین کا
غضب ہی اس کا بار جانی عیاں ہو درد غم نہانی | لے ہیں داغ جگر نشانی الم ہی دل کو نہیں نہیں کا
پری کی صورت حسین ہیں آنکھیں کسی کی ایسی نہیں ہیں آنکھیں | غزال صحرا سے چھین ہیں آنکھیں جو تل ہی دانہ ہی مشک چین کا
اسی کا جلوہ جہان میں ہی وہی ہی ہر مکان میں ہی | وہ جسم میں ہی وہ جان میں ہی نشان بتلا کون کیا مکین کا
زلیخا بیتاب ہے الم سے تجلیاں ہیں برق و شرار جیسے | تڑپ تڑپ کر مریں جو ہم سے تو فلک ہو فلک زمین کا
خیال گیسوے پر شکن میں کفن کا عالم ہی پیرہن میں | اثر سے مار گزیدہ تن میں بنا ہی ہر تار آستین کا
دکھا کے گیسوے پر شکن کو بڑھا یا الیہ انجم و شکن کو | کہ ہیرے ہر تار پیرہن کو لقب ملا مار آستین کا
غزل جو اے برق نظم کی ہی جناب ناسخ کی پیروی ہی | کرم سے ان کے فلک بنے ہیں بڑھا ہی یہ تبہ اس زمین کا

غرض ایسا سماں بندھا کہ تمام اہل صحبت اور ترسان جادو بہت محظوظ ہوئے بہت کچھ انعام دیا اور پوچھا کہ تو شراب بھی پیتا ہی کہا بابا کون ہوں یہ تو ہم لوگوں کی جنم گھٹی ہی ترسان جادو نے جام شراب کا دیا اور کہا کہ سہیں تو بھی پی مجھکو بھی پلا عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا زہر ہلاہل ملا کر جام بھر کر پیش کیا اُسنے غٹ غٹا کر پی لیا بس پیٹ پھولنے لگا یہانتک کہ آخر کو شکم اُسکا پھٹ گیا اور وہ کافر جہنم واصل ہوا اسطرح تاریکی ہوئی کہ سارا زمانہ پردہ ظلمات ہو گیا جب روشنی ہوئی تو صبح ہو چکی تھی عمرو چپکے در کیطرف روانہ ہوا دن بھر پوشیدہ رہا رات کو اور ساحروں کے قتل کی تدبیر میں چلا صورت ایک ہرکارے کی بنائی ڈالی میوے کی لگا کر پاس تھیں مضراب جادو پاس آیا کہ زلزلہ جادو نے بھیجا ہی مضراب جادو نے دیکھا کہ سیب بہت خوشرنگ ہیں ہرکارے کو انعام دیا سیب لیکر رکھ لیے ہرکارے نے کہا کہ غریب پرور کچھ پتا کیا تھی کہ اسنے سامنے سیب کھلا یہ سنکر مضراب جادو دیکھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہی جب مجھکو بھیجے ہیں تو میں کھا لونگا دوسرا یہاں کون ہی جسے دونگا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی جلدی سے دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور وہ چیخی کہ اے مضراب جادو یہ عمرو ہی تین درہ دیوان کر چکا اب آپکی فکر میں آیا ہی بس یہ سننا تھا کہ مضراب جادو نے گھیر کر ایک دو تھپڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ تین جادوگروں کو مارا اسطرح کہ خبر بھی نہوئی لیکن یہاں تیری قضا لائی تھی کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے ابھی تجھکو قتل کرونگا ارے تیرے ہی خوف سے خداوند مشمش نے چوکیاں قائم کیں تھیں یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر اٹھا عمرو کو یقین مرگ ہوا اور سمجھا کہ ایک ڈبیا کمر سے عمرو کے گر کر کھل گئی دیکھا مضراب جادو نے کہ اُسمیں سے ایک لعل کوئی سات آٹھ مثقال کا نکل پڑا بس منھ میں پانی بھر آیا دلمیں کہا کہ وہ جو سنا تھا سچ نکلا کہ عمرو بڑا روپیہ والا ہی اب پہلے اس سے روپیہ لے لینا چاہیے پھر قتل کرنا مناسب ہی اُس لعل کو ہاتھ میں اٹھا کر پاس لایا کہا کہ اگر تو اپنا سب مال دیدے تو میں تجھے چھوڑ دوں عمرو نے کہا جان بھی لیجیے مال بھی حاضر ہی لیکن عمرو تو مجھے نہ بنا لیجیے مضراب جادو نے کہا او فیلیا ابھی تک تو مکر سے نہیں باز آتا لا مال عمرو نے کہ دوسری ڈبیا کچھ اس سے بڑی نکالکر دی کہ لیتے جائیے دیکھتے جائیے مضراب جادو نے ڈبیا لی کچھ ہلکی معلوم ہوئی خیال گذرا کہ کہیں خالی نہو اُسیوقت کھولا دیکھا کہ ایک لعل اُس سے کچھ بڑا ہی کہ ساتھ وہ لعل چٹکا اور اُسمیں سے دھواں اڑا کہ مضراب جادو بیہوش ہوا چھینک مار کر زمین پر گرا سنبھل نہ سکا عمرو نے جال مار کر اپنے قریب کھینچا خنجر گلے پر پھیرا کاٹ کر سر جدا کیونکہ وہ آہنی بدن تھا ہتھوڑا اوڈی نکالکر مارا کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے ہو گئے بس غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ آسمان آندھی چلی اور بعد ساعت بھرکے جو روشنی ہوئی ایک آواز آئی کہ مشتی مرا نام من مضراب جادو بود اپنا عمرو نے مال و اسباب سمیٹا

اُٹھائے ہوئے بیٹھا ہی عمرو بہت خائف ہوا اور دیواریں اسقدر بلند کہ جانا ناممکن تھا لیکن دروازہ باغ کا کھلا ہوا
تھا چہار طرف پھرنا شروع کیا جدھر جاتا ہی دروازے پر ایک دیو مہیب کو دیکھتا ہی فکر میں ہی کہ کیا کروں بس
ایک مقام پر بیٹھ کے دہائی کھینچنا شروع کی کہ یا سامری بچائیے یا جمشید مدد کو آئیے یہ آواز جو اندر باغ کے کانوں
محمل جادو کے پہونچی گھبرا کر باغ سے باہر آیا کہ دیکھوں کس پر کون ظلم کر رہا ہی باہر باغ کے آکر دیکھا کہ ایک شخص
میلے کپڑے پہنے ہوئے زمین پر لوٹ رہا ہی پوچھا ارے تو کون ہی یہ تجھے کیا ہوا وہ چلایا کہ کیا بیان کروں کون
ہوں اگر اپنے مالک تک پہونچ جاؤں تو بتاؤں کہ کون ہوں ابھی اسی باغ کے پاس سے چار آدمی آ لے گئے سب
میرا مال اسباب چھین لیگئے خوب باغ میں بیٹھکر ڈاکے زنی کرواتے ہو معلوم ہوگا محمل جادو نے کہا کچھ دیوانہ ہوئے ہیں
تیرے بچانے کو باغ سے نکل آیا کہ تو سامری کی دہائی دے رہا تھا لیکن مجھی کو چور بناتا ہی یہ وہی مثل ہی کہ نیکی برباد گناہ
لازم آخر تیرے پاس کیا مال تھا جواب دیا کہ دو توڑے اشرفیوں کے ایک خلعت کچھ تھوڑا سا کھانا تھا محمل جادو
کہا جھوٹے تیری باورچیوں کی تو قطع ہی تو دو توڑے اشرفیوں کے کہاں سے لایا تھا کہا کہ میں باورچی تو بیشک ہوں
لیکن زلزلہ جادو کے یہاں کا باورچی ہوں مجھے انعام میں ایسے ایسے توڑے بہت ملا کرتے ہیں تم ایسے ٹھگوں سے
تھوڑی سابقہ ہی کہ اور کپڑے تک لے لینے کا ارادہ رکھتے ہو یہ سنکر محمل جادو سوچا کہ یہ زلزلہ جادو کے یہاں کا
باورچی ہی جبھی اس سختی سے گفتگو کرتا ہی بآسانی کہا کہ آج تو میرے یہاں رہ اور کھانا پکا میں تجھے چار توڑے
دونگا کہا پہلے تو لوٹا تمہارا کیا اعتبار محمل نے کہا پھر تو وہی بکے جاتا ہی ارے ابھی کیا تو نے چور سمجھا ہی یہ کہکر بالا لاکھ
روپیہ کا اسکے گلے میں پڑا تھا مجھے میں اتار کر دیدیا کہ لے اس سے زیادہ تجھے کون دیگا یہ چار توڑوں سے زیادہ کا مال
ہی عمرو نے لیکر بزر زنبیل کیا محمل جادو نے کہا کہ اب چل آنکھیں بند کر عمرو نے آنکھیں بند کر لیں محمل جادو نے
کچھ پڑھا اب جو عمرو نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک قصر میں بیٹھے دیکھا محمل جادو کو مسند پر پایا ہاتھ جوڑ کر کہا کہ جو کچھ
میں نے آپکی شان میں عرض کیا معاف ہو کہا بھئی ہمنے معاف کیا جو کچھ کہو وہ منگا دیا جائے عمرو نے حسب ضرورت
مصالحہ مانگا اور ایک قنات کھڑی کی اسمیں گیا محمل جادو نے سب چیزیں بھیجنا شروع کیں لیکن عمرو نے اگر ایک
دیگ کی ضرورت تھی تو دو مانگیں اسیطرح لونگ الاچی جوز جوتری زعفران مشک عنبر گلاب کیوڑا ضرورت
سے دگنا منگا لیا جب سب چیزیں آگئیں حکم دیدیا کہ اب یہاں کوئی نہ آنے پائے کیونکہ ایسے ویسوں کے پرچھاویں
کھانا خراب ہو جاتا ہی اور آپ باطمینان تمام چولھا بنا کر کھانا پکانے میں مصروف ہوا محمل جادو نے ایک آدمی
ایسا ساتو ہیں درے پر بھیجا اور زنار جادو سے کہلا بھیجا کہ بھائی آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا زنار جادو اسیوقت
آہو سے آگئے ہیں یہ بیٹھکر آن واحد میں آ پہونچا لیکن گلے میں زنار جادو کے ایک سانپ مانند جنیو کے پڑا ہوا تھا
محمل جادو نے پوچھا اے زنار جادو اسمیں کیا وصف ہی کہا کہ اے برادر میں نے اسکو بڑی محنت و مشقت سے بنایا ہی
اسمیں یہ خوبی ہی کہ سامنے دشمن کے ڈالدوں تو یہ پانچ سو کوس تک تو دشمن کو بھاگنے دیگا اور راہ ہو کر دوڑیگا اور
پکڑ لائیگا اور میں دشمن سے محفوظ رہونگا یہ کہکر اس سانپ کو ڈبیا میں بند کر لیا اور اپنے پاس رہنے دیا اتنے میں
شام ہوئی صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا پہر رات گئی ہوگی کہ باورچی سامنے آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کھانا
تیار ہی کہا کہ لاؤ وہ باورچی اسیوقت کھانے لانے لگا پلاؤ قورما قلیا کباب شیرمال باقرخانی غرضکہ ہر قسم کا کھانا
لاکر سامنے چنا کہ خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا محمل جادو نے بغیر کھائے ہوئے تعریفیں کرنا شروع کیں
اور خلعت منگوا کر باورچی کو دیا اب زنار جادو سے کہا بھائی صاحب آئیے زنار جادو بھی آ بیٹھا دونوں نے ملکر

خوب کھانا زہرمار کیا اب دونون کھانا کھاتے جاتے ہین اور تعریفین کرتے جاتے ہین زنار جادو نے کہا کہ ہمنے اس
مزے کا کھانا زندگی بھر مین کبھی نہ کھایا تھا مگر اب کچھ اثر بیہوشی کا ظاہر ہونے لگا زنار جادو نے کہا کہ ای مجمل جادو
مجھکو یہ باورچی عمرو عیار معلوم ہوتا ہی اس کھانے سے کچھ دوران سر ہونے لگا مجمل جادو نے کہا کہ ہان مجھکو بھی
خبر ہی کھانے مین خوشبو بہت ہی ہمین برداشت اسکی نہین ہی ہمنی کھانے اس سے زیادہ کھاری ہونے ہین کہ ایک
نوالہ ہر کس وناکس نہین ہضم کر سکتا زنار جادو بولا مین نکالونگا اور وہی سانپ ڈبیا سے نکالا کہ پھینکا کہ پکڑلا اسے
عمرو نے گلیم اوڑھ لی زنار جادو چاہتا تھا کہ سانپ کو اپنے پکڑلون کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا مجمل جادو کے دوسرا
نام اسکا محمود جادو بھی ہر اٹھانے کو اسکے اٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا باقی اور لوگ بھی جتنے تھے جو کھا بیہوش ہوکر
گرا عمرو نے خنجر پکڑکر سبکو ذبح کرڈالا ایک شور و غل ہوا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سر جادوگر کا
پٹکے کچھ نہو سکا آوازین آئین کہ کشتی مرا نام من زنار جادو و مجمل جادو بود حیف جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نہ باغ ہی نہ بارہ دری ہی نہ وہ دیو ہین لشکر سامنے معلوم ہوتا ہی وہان سے
روانہ ہوا یہان امیر عمرو کے لیے دعائین کر رہے تھے متردد و متفکر خدا پر بھروسا کیے ہوے [illegible]
عمرو آیا سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار آپکے اقبال سے ہفت دورہ کو پاک کیا دیکھیے وہ
سامنے لشکر زلزلہ جادو کا معلوم ہوتا ہی امیر بہت خوش ہوے عمرو کو گلے سے لگایا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا

اب داستان صف کشتی زلزلہ جادو کی اور آنا ساحرون کا مدد کو صاحبقران نامدار کی

لیکن خبر مارے جانے ساحرون کی زلزلہ جادو کو پہونچی کہ عمرو نے ہفت دورہ کو پاک کیا زلزلہ جادو نے بہت
افسوس کیا اور کہا کہ اگر عوض انکے خون کا ان خدا پرستون سے لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور فرعون کو
کہلا بھیجا کہ ہفت دورہ پر جو ساحر معین ہوے ہین انکو عمرو عیار نے آکر مارا اگر مین عوض ان سبکے خون کا لونگا تم طبل جنگ بجواؤ
مین سرمیدان حمزہ سے لڑونگا فرعون نے جو ساحرون کے مارے جانے کا حال سنا نہایت غمگین ہوا بختیارک نے
صلواۃ پڑھی تا دھنا نا چا اور کہا کہ یا خداوند دیکھا آپنے کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہی جادوگر کو تو زندہ چھوڑتا ہی نہین
خصوصاً جو خدا پرستون کے برخلاف ہو فرعون نے کہا ملک جی اب زلزلہ جادو غضبناک ہوا ہی کسی کو لشکر
اسلام مین سے زندہ نہ چھوڑیگا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ خدا پرست وہ ہین کہ انھون نے دمامہ جبسا دو کو
چاہ الماس مین گھسکر مارا یہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتے فرعون نے کہا کل دیکھ لینا کہ کیا تماشا ہوتا ہے
اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر
ہوے یہان سب دربار جمع ہی تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین کہ ایسے زبردست جادوگرون کو اسطرح مارا یہ خواجہ ہی کا
کام تھا دوسرے کا حوصلہ نہین پڑتا واقع مین کہ تاج عیاری کا انھین کے سر کیواسطے موزون ہی اور تخت عیاری کی
زیب انھین سے ہی سب تعریفین خواجہ کی کر رہے ہین کہ ہرکارے پسینے مین غرق گرد مین آلودہ دم چڑھا ہوا
دعا و ثناے پادشاہی بجا لاے اور عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو زلزلہ جادو سے مقابلہ ہی
صاحبقران نے فرمایا رضینا بقضائہ ہم بہ تقدیر تکیہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اسیوقت کوس حربی
نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو لشکر اسلام میدان مین آیا صفین بند ہوگئین سردار سمت راستی [illegible]
اپنی اپنی جگہ پر آکر قایم ہوے تخت پادشاہی بیچ مین صاحبقران بائیس قدم آگے [illegible] صاحبقرانی [illegible]
کفار [illegible] ہوے ادھر فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا لقا [illegible] فرعون [illegible] دلاور [illegible]

اب انتظار زلزلہ جادو کا ہو رہا ہے کہ صاحبقران نے عمرو سے کہا خواجہ رات کو عجب تماشا دیکھا کہ مین پلنگ پر
سونے کے واسطے لیٹا ہون کہ ایک کبوتر آکے تین مرتبہ میرے پلنگ کے گرد پھر کر چلا گیا اور اتنا بڑا کبوتر کبھی مین نے
نہین دیکھا کہ برابر مرغ قوی کے تھا عمرو بولا اے شہریار اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا بالکل اسم اعظم
یاد نہ آیا محو مطلق تھا عمرو نے کہا وہ کبوتر اسی لیے آیا تھا اور کہا کہ خبردار اب کسی سے نہ کہنا نہین تو تمام لشکر بدحواس
ہو جائیگا امیر چپ ہو رہے کہ دیکھا ہفت درہ سے ایک ابر تیرہ و تار بجلی چمکتی ہوئی شعلہ آتش نکلتے ہوے نمایان
ہوا ہوا تند چلنے لگی کہ آن واحد مین وہ ابر میدان جنگ مین پہونچ گیا جب ابر شق ہوا تو پہلے آٹھ اژدر آتشین نمایان
ہوے کہ تخت مرصع کسا ہوا تھا اسپر زلزلہ جادو بیٹھا ہوا تاج سات کنگرے کا سر پر رکھا ہوا اور ہر کنگرے سے شعلہ
آتش نکلتے ہوے آکر میدان مین قائم ہوا بعد اسکے تیس ہزار ساحر خوک و ببر و فیل و کرگدن سحر پر سوار ظاہر ہوے
پشت پر زلزلہ جادو کے صف باندھکر کھڑے ہوے ناقوس پھونکتے ہوے ترئیان ڈھول بجتے ہوے آوازین یا سامری
یا جمشید یا مشتمش کی بلند کمال عظمت و شان سے میدان جنگ مین صف آرا ہوے کہ ایکبار زلزلہ جادو نے آواز دی
کہ باش اے گروہ خداپرستان واے فرقہ مسلمانان تمنے بڑے بڑے ظلم کیے ہین کہ ساحران عالم کو مارا ہے اور ہمارے جیسے
آسے ہے خداوند فرعون شاہ کو بھی آزار پہونچاے اور ساحرون کو خداوند مشتمش کے مارا لیکن تمھارے اوپر رحم
کرتا ہون اگر اب بھی کہنا میرا مانو اور آکر فرعون شاہ کو سجدہ کرو تو خطا تمھاری معاف کرون اور نہین تو ایک
طرفۃ العین مین کام تمھارا تمام کرونگا ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے اہل اسلام نے جواب دیا کہ او
کافر کیا بکتا ہے ہم لعنت کرتے ہین فرعون پر اور اسکے پرستارون پر تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر خدا سے باز گرست
یہ سنکر زلزلہ جادو نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ معلوم ہوا شامت تمھاری آگئی ہے قضا سکی میرے ہاتھون سے
کہان جاؤگے بچکر اور ایک ترنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور زمین پر پھینکا کہ بمجرد پھینکنے کے
زمین جا بجا سے شق ہونے لگی اور لوگ لشکر اسلام کے اُسمین سمانے لگے بعد اسکے ایک گولا فولادی پھر پڑھکر
اچھالا کہ وہ بلند ہوکر پھٹا اور اُسمین سے دھوان نکلا اور مثل ابر کے محیط ہونے لگا بجلی چمکنے لگی صدا رعد کے
گرجنے کی آنے لگی پرکالہ آتش چٹ پٹ کرکے گرنے لگے آگ لگانے لگے کہ یکایک ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور زمین پر
آکر شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر دیو طلعت مہیب صورت سیاہ رنگت پیدا ہوا کہ قد کوئی ایک سو ساٹھ
انچ کا تھا کان مانند فیل کے دانت مثل خوک کے دونون بازوؤن پر پر پرواز ایک پنجرہ اُسکے ہاتھ مین لٹکا ہوا
آیا جتنے ساحر تھے مع زلزلہ جادو دوڑکر خاک قدم اُسکی لیکر آنکھون مین لگانے لگے کہ انیس و ہمنشین ساحر
مشتمش کا تھا طائر جادو اُسکا نام ہے اور اس پنجرے مین کئی ہزار جانور مثل لال کے سرخ رنگ بند تھے
کھڑکی کھولکر اُن جانورون کو اُڑا دیا اور ہاتھ سے اشارہ لشکر امیر کا تو تیر کا کیا اور خود پنجرہ خالی ہاتھون مین لیے
ہوے جدھر سے آیا تھا اُسیطرف اُڑتا ہوا چلا گیا زلزلہ جادو پھر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اور ساحر اپنی اپنی
سواری پر بیٹھے اب زلزلہ جادو نے پھر سحر کیا کہ زمین مین زلزلہ پڑ گیا لشکر امیر کا تہ و بالا ہونے لگا بعد اسکے
جہان سے زمین شق ہوئی لوگ لنڈھکتے ہوے اُسیطرف گڑھے مین جا رہے کہ پھر وہ زمین برابر ہو گئی ادھر وہ جانور
جو طائر جادو اُڑا گیا تھا اُنھون نے یہ آفت برپا کی کہ جسکے سر پر بیٹھے وہ پتھر کا ہو کر رہ گیا اب لوگ مارے خوف کے
ہاتھ سے جانورون کو اُڑانے لگے بعض چھپان ہلا رہے تھے ایک شور برپا تھا ادھر ہزارہا آدمی غرق زمین ہوگئے ہین
ادھر ابر زمین مین سماتے چلے جاتے ہین بس بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام دست مناجات بدرگاہ

قاضی الحاجات بلند کیے اور اس حالت اضطراب مین دعا مانگنے لگے کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اگر
زندگی ہماری باقی ہے تو ان طائرون کے ظلم سے جلد نجات دے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا از قدرت سبحان
لم یزل و عزیز عزوجل ایک لکہ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی اسمین سے آنے لگی جب وہ
ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک نازنین سفید پوش بہشتی پر سوار چالیس عورتین عقب مین بازو قرینے
سوار چلی آتی ہین آکر صاحبقران کو سلام کیا نام اس نازنین کا ملکہ محروق جادو ہے بعد اسکے دوسرا ابر
طاؤس رنگ پیدا ہوا کہ چمک پر اسکی نگاہ نہ قائم ہوتی تھی اسمین سے طاؤس جادو مع ساحران ام الجبال
نمایان ہوے آکر صاحبقران کو سلام کیا مگر ملکہ محروق جادو نے دیکھا کہ تمام زمین مین زلزلہ پڑا ہے اور زمین
شق ہوتی ہے لوگ اسمین سمائے جاتے ہین بس ایک گنبد طلائی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکر زمین پر مارا
کہ زلزلہ موقوف ہوگیا اور ابر سے باران سنگ ہو رہا تھا ہزارہا مجروح ہو رہے تھے اور محروق جادو
نزدیک گیا طاؤس جادو پرواز کرکے آسمان پر گئے اور ایک اسم پڑھکر مارا کہ ابر شق ہوکر منتشر ہوگیا اور
باران سنگ موقوف ہوا کہ یکایک اور ابر سفید رنگ نمایان ہوا کہ بارش مروارید اسمین ہو رہی تھی آکر
قائم ہوا جب ابر شق ہوا مکلل خان جادو اور اولیوس جنی اور تمام ساحران طلسم گوہربار کی ہزارہا
جمعیت سے آکر قایم ہوے امیر کو سلام کیا کہ اور ابر پیدا ہوا اسمین سے فضیل جادو مع ساحران عنقا آباد
پہونچا مجرا کرکے کھڑا ہوا تھا کہ اور ابر اٹھا خضران جادو و ساحران کشمیر ساتھ لیے ہوے آیا یہ قائم ہوا تھا کہ
اور ابر اٹھا عجوبہ جادو و اندر کوہ اور مار و چاہ کے ساحرون سمیت آئے بعد اسکے آتش حصار کے جادوگر آئے
اور شہریار جادو و طلسم ہزار اسپ کے ساحر لیے ہوے آیا بعد اسکے طلسم جان بن جان کے ساحر جنون جادو
اور ناہید جادو کے ساتھ آئے بعد اسکے اور ابر اٹھا اور طلسم دوازدہ برج ہفت کوکب کے ساحر آئے
غرضکہ شام تک جادوگرون کا تانتا بندھا رہا لیکن جو آیا وہ شریک حمزہ صاحبقران ہوا زلزلہ جادو یہ دیکھکر
نہایت حیران و پریشان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ سب ہمیشہ ہمارے یہان شادی تھی مین شریک
ہوتے تھے اب انکا حال مفصل معلوم ہوا کہ یہ سب خدا پرستون کے شریک ہین خیر اگر ان سے کو نہ مارا ہوگا تو نام
اپنا زلزلہ جادو نہ رکھا ہوگا اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا ادھر صوف گردون چہرہ ستارہ گنبد مینائی سے
اٹھا بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپنے کسقدر ساحر حمزہ صاحبقران کے شریک ہین بھلا
کیا کر سکینگے مگر دلین اپنے نہایت غمگین ادھر امیر حمزہ صاحبقران دوران زمان فرحان و شادان
داخل بارگاہ ہوے سب جادوگرون کی دعوت کی اور محروق جادو اور مکلل خان جادو سے
کہا کہ تدبیر ان جانورون کی کرو ہر ایک نے عرض کیا بہت خوب اور اسیوقت مصروف سحر ہوے
دونون نے باز و بحری اور جتنے ذخیرہ اسیطرح کے شکاری جانور بنا بناکر چھوڑنے جو باز [illegible]
ان جانورون سے گیا مارا گیا کسی سے وہ جانور دفع نہوے کوئی سحر اثر کارگر نہوا سب ساحرون نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ پیر و مرشد سحر ساحر شمشش کے بنے ہوے معلوم ہوتے ہین کہ اسنے طائر جادو
کے ہاتھ بھیجے ہین ہم مین کسی کی طاقت نہین ہے کہ رد سحر ساحر شمشش کا کرسکین امیر حمزہ صاحبقران
عالی شان یہ سنکر نہایت متردد و متفکر ہوے فرمایا کہ جو مرضی خدا کی کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ نور ملک مغربی کے لشکر مین لوگ ذرا غافل ہوے تھے کہ وہ جانور سرون پر اسکے آکر

بیٹھ گئے پانچ سو آدمی پتھر کا ہو کر رہگیا کہا کہ بھلی کوئی غافل نہو ہر ایک چوری اور چھپی ہاتھ مین لیے
ہو دس آدمی سو ہلین تو دس اُنکی حفاظت کرین جسطرح کبوتر اڑا سکتے ہین اسیطرح ان جانورون کو
بھی غل مچا مچا کر اڑا دین کہ جانور کسی پر نہ بیٹھنے پاوین یہ حکم جو پہونچا تمام لشکر مین ایک شور ہو ہا کا
بلند ہوا کوئی ایسا نتھا جسکے ہاتھ مین چھپی نہو وہان زلزلہ جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا
یہ خبر امیر حمزہ صاحبقران نامدار کو پہونچی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی طبل جنگی بجایا جاوے جو پروردگار عالم ہمارا بہتر چاہیگا وہ کریگا یہ حکم معظم شیم سنکر طبل جنگ
یہان بھی بجا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عمرو
بن امیہ ضمری نامدار اسباب عیاری سے آراستہ و پیراستہ چھپی ہاتھ مین لیے ہوے اپنے سردار
امیر حمزہ صاحبقران ذیشان کے سر پر ہلا رہا ہی اور کبھی سفید مہرہ بجا دیتا ہی کہ وہ جانور اسکی
آواز سے اڑ کر بھاگ جاتے ہین ادھر لشکر اسلام میدان مین آیا سردارون نے صفوف دست راست
و دست چپ کو آراستہ کیا اور ادھر فرعون شاد آکر گنبد مینائی پر بیٹھا تھا اور بختیارک فوج
لیکر زیر دیوار قلعہ فرعونیہ کھڑا ہوا اسطرف سے لشکر زلزلہ جادو کا میدان کار زار مین آیا لیکن
بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نسب و حسب کو چلے گئے تھے کہ لقراط جادو نے اژدر آتشین اپنا
بڑھایا اور سامنے زلزلہ جادو کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ خداوند شمشیر تمھارا نگہبان
ہی وہ سلام کرکے بار دگر اژدر پر بیٹھکر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای ساحرو ہمین تو معلوم تھا کہ تم سب
ہمارے شریک ہو ہمیشہ شادی غمی مین آتے تھے شریک حال ہوتے تھے لیکن آج حقیقت تمھاری
کھلی کہ تم خدا پرستون کے دوست ہمارے دشمن ہو خیر بہتر ہوا جو ابھی حال تمھارا کھل گیا اے سپہ دارو
کہ آئے ہو خداوند سامری شمشیر کے مقابلہ کو حال کھلجائیگا دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہی اگر اپنی جان کی
خیر چاہتے ہو تو خدا پرستون سے جدا ہو کر رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ ہم خطائین سبکی معاف
کرینگے نہین سب مارے جاؤگے اور ایک زندہ نہ بچیگا جب یہ مزخرفات بک چکا تو ادھر سے جواب
ملا کہ کیا جھک مارتا ہی اور کیا بیہودہ گوئی کر رہا ہی ہم سب جانین اپنی راہ خدا مین نثار کرنے آئے ہین
یا تو امیر حمزہ صاحبقران فتحیاب ہوے یا ہم بھی انکے ساتھ مارے گئے بخشیے جو ہو سکے قصور
تمھیر خدا سے ما بزرگ است لقراط جادو یہ کلمات سنکر آگ بگولہ ہوگیا اور مارے غصے کے کانپنے لگا اور
غیظ و غضب مین پکارا کہ جسے تمنائے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو اسطرف سے محروق جادو
سامنے تخت شاہی کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حکم ہو تو مین مقابلے کو جاؤن فرمایا خدا کو
سپرد کیا ہی محروق جادو سلام کرکے بار دگر اپنے ہنس پر سوار ہو کر میدان مین آئی لقراط جادو نے
کہا ای محروق جادو تو بھتیجی ہی شمامہ جادو کی خدا پرستون کی طرفداری کرتی ہی ارے تجھے چاہیے کہ ان
خدا پرستون سے اپنے اور عزیزون کے خون کا عوض لے نہ کہ انکی طرفدار بنی ہی محروق جادو نے
جواب دیا او نابکار وہ بحالت مین مارے گئے واصل جہنم ہوے ہین اپنی عاقبت کیون خراب کرون جہانتک
زور چلیگا تم سبکو مارونگی اور اپنی بھی جان دونگی اور شمشیر حرامزادہ کیا کریگا خدا سے ما بزرگ است
ابھی یہ سنتا تھا کہ لقراط جادو نہایت برہم ہوا اور نعرہ کیا کہ او چھوکری زبان دراز اجل رسیدہ دیکھو

زبان تیزین نہ ملاسکے خداوند مشمش کو تو تبرا کہتی ہے اور زمین پر لوٹکر اژدر آتشین بنکر دوڑا محروق جادو بھی اژدہا بنکر
دوڑی آپسمین قلاب آتشین چلنے لگے دو گھڑی تک اژدہے بنکر دونون لڑا کیے مطلب برآری نہ ہوئی بقراط جادو
اژدہے سے ہاتھی بنگیا محروق شیر بنکر دوڑی گھونسہ اور طمانچہ چلنے لگا گھڑی بھر تک یہ لڑائی بھی رہی اور مطلب
کسی کا حاصل نہ ہوا کہ محروق نے ہیئت اصلی ہوکر ایک ترنج سحر سستک پر ہاتھی کے مارا کہ وہ زخمی ہوا اور بصورت
اصلی ہوگیا اور گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور اسقدر گرد اڑی کہ محروق اسمین چھپگئی لیکن محروق نے
بڑی ہوشیاری کی ایک ترنج جھولی سے نکالکر مارا کہ گرد برطرف ہوئی اب محروق نے ماش کے دانے جھولی سے
نکالے دوسرے ہاتھ مین ترنج سحر لیا دانے پڑھکر بقراط جادو پر مارے کہ بنگاریان بنکر اسپر گرے وہ رد سحر مین
مصروف تھا کہ ترنج محروق نے مارا سینے پر بقراط جادو کے پڑا کہ مثل تیر کے توڑکر نکلگیا تڑپکر زمین پر گرا پھڑکنے لگا
آندھی چلی آگ برسی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی اور ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بقراط جادو بود لیں یہ دیکھکر
بھائی بقراط کا سقراط جادو میدان مین آیا محروق تو سر بقراط کا لیکر خدمت صاحبقران مین آئی امیر نے اور سردارون
نے بہت تعریف کی ادھر سقراط جادو نے مبارز طلب کیا کہ طاؤس جادو اجازت لیکر میدان مین آئی سقراط جادو
اژدہا بنکر دوڑا طاؤس جادو گینڈا بنی لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک لڑائی رہی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا آخر
سقراط جادو شیر بنا طاؤس جادو ارنا بنی لڑائی ہونے لگی پرکالہ آتشین اڑ رہے تھے لیکن طاؤس جادو نے سحر
نمائش کیا لڑتے لڑتے غائب ہوگئی اور سقراط جادو متحیر تھا کہ سر پر اسکے ایک سنگ گران گرا کہ ہزار ٹکڑے سر کے
ہوگئے اور سقراط جادو بھی سقر کو چلا گیا آندھی چلی آگ برسی طاؤس جادو سر اسکا کاٹکر لے آئی کہ بہرام جادو لشکر
زلزلہ جادو سے نکلا اور پکارا کہ او چھوکرو غضب کیا تمنے کہ ان دو ساحرون کو مارا کہ بازو زلزلہ جادو کا توڑدیا لیکن اب
میرے مقابلے کو آؤ تو معلوم ہو بس فضل جادو اجازت لیکر گردن سحر اڑا کر میدان مین آیا بہرام جادو نے تلوار میان سے
کھینچکر کچھ اسم سحر دم کرکے آسمان کی طرف پھینکدی کہ وہ برق بنکر فضل پر گری لیکن اسنے بھی سپر سحر سر پر قائم کی لیکن
زخمی ہوا بس غیظ وغضب مین آکر گولہ فولادی بہرام پر مارا اسنے ہنسکر ہاتھ مین پکڑ لیا یہ ساحر سحر پر اپنے بہت مغرور تھا
کہ شاگرد رشید ہے زلزلہ جادو کا بس گولے کا ہاتھ مین لینا تھا کہ آواز قہقہے کی بلند ہوئی اور گولہ پھٹا ایک ترنج آہنین
نکلکر سینے پر بہرام کے پڑا کہ توڑکر نکلگیا بہرام زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر مرگیا فضل سر اسکا لیکر پھرا ادھر سے
عجائب جادو ایک جانور عجیب وغریب پر سوار زلزلہ جادو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا خضران جادو
بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابل ہوا دیکھا عجائب جادو کا قد کوئی سوا گز کا ہے رنگ روسیاہ ہاتھ پاؤن
پتلے گوش مثل گوش فیل کے بینی ندارد صرف دو سوراخ سانس لینے کے لیے بنے ہوئے ہین سینے تک جسم آدمی کا
کمر سے نصف بدن دیو کا ہے پاؤن مثل گھر کے ہین نہایت ساحر زبردست بھائی زلزلہ جادو کا ہے فضل کو
دیکھتے ہی گولا فولادی زمین پر مارا کہ تیق گرد بلند ہوا کہ میدان مین سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب بعد تھوڑی دیر
کے گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ تمام صحرا مین لالہ زار پھولا ہوا ہے کہ آن واحد مین وہ لالہ زار غائب ہوگیا اور
نرگس زار نظر آنے لگا کہ یکایک وہی نرگس زار سنبلستان ہوگیا غرضکہ ہر شخص اسکے عجائبات مین محو ہوا کہ یکایک
وہ سنبلستان کشت زعفران ہوگیا لیکن خضران تو مصروف رد سحر تھا باقی ساحران اسلام پر ہنسی طاری ہوئی اور
خود بخود اس کشت زعفران کو دیکھکر قہقہہ مارنے لگے کہ خضران جادو نے سحر دم کیا اور دستک دی کہ وہ سحر
جو اسنے رات بھر مین تیار کیا تھا اسکا اثر ظاہر ہوا کہ ایک ابر گرجتا ہوا آیا اور سنگباری ہونے لگی کہ تمام

گوشت زعفران نیست و نابود ہو گئی عجائب جادو نے ترنج مارا کہ وہ منتشر ہو گیا اور خود اژدر دو سر بنکر خضران پر دوڑا
خضران نے لکیر زمین مین کھینچکر دو تھپڑ مارا کہ ایک دیوار درمیان مین دونون کے قائم ہو گئی اور خود تیر مار کر غرق
زمین ہو گیا لیکن عجائب جادو ساحر زبردست ہی دوڑکر ٹکر ماری کہ دیوار ارارا کر گری اب یہ دیوار کے ٹکڑے ہٹا ہٹا کر
خضران کو دیکھ رہا ہی کہ کہان پر دبا ہوا ہی کہ پشت سے زمین شق ہوئی اور نعرہ خضران کا ہوا جب تک یہ سنبھلے سنبھلے
تیغہ پڑا کر دو ٹکڑے ہوے خضران سر اُسکا بھی لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اُدھر سے عزائب جادو
بھائی اُسکا میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا میمونہ جادو سامنے تخت شاہی کے آئی اجازت خواہ ہوئی فرمایا حافظ حقیقی
نگہبان ہی میمونہ بھی سحر اپنا اسی خوف سے تیار کر چکی تھی کہ فوج مشمش سے مقابلہ آسان نہین ہی بس میدان مین
آتے ہی دستک دی کہ سحر اسنے ہزارہا بندر پیدا ہوے اور افسر اُنکا ایک بہت بڑا جھگا دری بندر تھا آتے ہی
عزائب جادو کو گھیر لیا اسنے بھی جلدی سے گنڈلا کھینچا اور حد سحر قائم کی کہ کوئی بندر اُسکے اندر نہ آسکا اور جھولی سے
اپنی موم نکالکر صورت لنگور کی تیار کی اور پیٹ مین اُسکے بہت سے دانے رائی سرسون کے بھر دیے اور دا اسکے
ہاتھ کے پڑھکر مارے کہ وہ لنگور اُچھلکر اُن بندرون پر دوڑا اور ایک ایک بندر کی گردن مروڑ کر پھینکنے لگا لیکن
اُس بندر سے سامنا ہوا کہ جو سب کا افسر تھا یکتے چلنے لگی اُدھر عزائب جادو عقاب بنکر اُڑا کہ نکلہاؤن اور دیگر
کرلون تو آکر لڑون میمونہ جادو باز بنکر اُڑی عقاب کا پیچھا کیا سد راہ ہوئی اب اُدھر تو باز و عقاب مین لڑائی
ہونے لگی ادھر بندر نے لنگور کا پیٹ پھاڑ ڈالا کہ لنگور تو مر گیا مگر شکم سے اُسکے ہزارہا لنگور پیدا ہوے اور
فوج میمونہ سے لڑنے لگے اب ادھر تو باز و عقاب مین پنجہ چل رہا ہی اُدھر لنگورون اور بندرون مین لڑائی
ہو رہی ہی کہ یکایک باز و عقاب لڑتے ہوے زمین پر گرے بس یہ دیکھنا تھا کہ بہت سے بندر دوڑے اور آکر گھیر لیا
لنگور بھی دوڑے لیکن بندرون نے پورا محاصرہ کر لیا اور میمونہ قوی نے عقاب کو پکڑ کر گردن مروڑ ڈالی پر زے
تو پکڑ پھینکدے سیہ گوشت تو چلکر گیا بس زمانہ تیرہ و تار ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا آگ برسی خاک اُڑی بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کہ ہی مرا نام مین عزائب جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کی پڑی ہی کہ گوشت
بدن پر بالکل نہین ہی بندر لنگور تو چلکر کہان گئے ہین سر میمونہ جادو کے ہاتھ مین ہی لاکر صاحبقران کے نذر کیا پیر دون پر
ڈالدیا بندر جدھر سے آئے تھے اُسی طرف چلے گئے لنگور غائب ہو گئے غرضکہ شام تک بارہ ساحران زبردست
لشکر زلزلہ جادو کے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے زلزلہ اپنے خیمہ مین آیا مسند
پر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا اسنے اپنے رفیقون سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو ان خدا پرستون
سے لڑکر بہت بھائی اور رفیق میرے مارے گئے اگر کل اسکا عوض نہ لیا ہو گا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہو گا اور نشہ
شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی دقت نقارہ بجا خبر لشکر اسلام مین پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا
چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب
نہیب دیکر چلے گئے تھے سب نگران تھے کہ دیکھین کون میدان مین نکلتا ہی فرعون گنبد مینائی پر سے تماشا دیکھ رہا ہی
لقاے بے لقا ایک طرف فوج لیے کھڑا ہی کہ زلزلہ جادو خود اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ
اے ساحران عالم مجھے تمپر افسوس آتا ہی کہ کیون اپنی جانین مفت دیتے ہو آؤ سجدہ کرو فرعون شاہ کو کہ مین خطائین
تم سب کی معاف کرادون اور عوض خون کا اپنے بھائیون رفیقون کے نہ لون ورنہ ایک آن مین غارت کر دونگا
ادھر لوگ للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہی جھنجھلا کر زلزلہ جادو نے مبارز طلب کیا ادھر سے مقبل خان جادو

کہ بہاونشین ساحری ہی اور سب ساحرون سے زبردست ہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مقابل مین زلزلہ جادو
کے کھڑا ہوا زلزلہ جادو نے کہا کہ ای مکلل خان ہم تجھے نہایت بزرگ جانتے تھے اور عزت تیری سب ساحرون
مین زیادہ تھی تو ناحق جاکر خدا پرستون سے ملا اب بھی ہمارے شریک ہوجا سب دیا کہ کیا بکتا ہی ہم غلام ہین
صاحبقران کے اُنکے قدم پر جان اپنی نثار کرینگے تجھپر ہمیشہ لعنت کرتے رہینگے یہ سنا تھا کہ زلزلہ جادو غضبناک ہو
آکر فیل مست بنکر دوڑا مکلل خان جادو شیر بنکر دوڑا لڑائی ہونے لگی ایک پہر تک کال ہنگامہ رہی کہ فیل گھونسہ مارتا ہی
اور شیر طمانچہ مارتا ہی دونون غلطان ہین کہ زلزلہ جادو غائب ہوا آکر شیر کو پیرون سے مسلنے لگا یہ دیکھکر ساحران اسلام
نے زلزلہ جادو پر سحر کیا لیکن کارگر نہ ہوا قریب ہی کہ مکلل خان جادو ہاتھ سے زلزلہ جادو کے مارا جاے امیر اُسکے
واسطے افسوس کر رہے ہین عجب ایک غلغلہ عظیم لشکر مین برپا ہی بادشاہ اسلام تاج سر سے اُتارے دعا مانگ رہے ہین
اور سب اہل اسلام خدا کو پکار رہے ہین اُدھر فیل نے سونڈھ مین اپنی گردن شیر کی لپیٹ لی ہی پاؤن سے کرد ہا کے
چاہتا ہی کہ چیر کر پھینکدے کہ یکایک آسمان پر ابر تیرہ و تار نظر آیا اور آن واحد مین اُس میدان مین ہجوم کر قائم ہوا
آواز رعد کے گرجنے کی آنے لگی بجلی چمک رہی ہی کہ ایک مرتبہ صدا گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور بجلی چمککر اُسی فیل پر گری
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مکلل خان بیہوش تھا مگر اب اُس ابر سے ہزار در ہزار برقین چمک چمک کر گرنے لگین کہ لشکر
مین زلزلہ جادو کے ایک تہلکہ مچگیا اور کافر مرمر کر سفر الی النار دار السقر ہونے لگے ہر ایک سحر کرتا تھا لیکن یہ برقین کسی شی سے
نہ رکتی تھین آواز یا ساحری یا جمشید کی بلند تھی ادھر لشکر اسلام متحیر کہ یہ کون غضب الٰہی اس لشکر کفار پر نازل ہوا ہی
یہانتک کہ تھوڑی دیر مین سارے لشکر کا خاتمہ ہوگیا اب دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا اور اُسمین سے ملکہ برق جادو ہمراہ اپنی
دامہ جادو کی تخت پر سوار پیدا ہوئی کہ دونون ہاتھون مین پرکالہ آتش لیے ہوے تھی سیدھا رن اشارہ کردیا بجلیان
چمک چمک کر گرنے لگین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا امیر کی خدمت مین تسلیم بجا لائی صاحبقران بہت خوشنود و کمال مسرور ہوے
عمرو پکارا ای ملکہ برق جادو تمنے وہ کام کیا کہ بیان کیا سبحان اللہ ہم تو سمجھے تھے کہ تم نہ اوگی بارے بروقت آئین اگر تم
نہ پہنچتین تو مکلل خان مارا گیا تھا اور کوئی ساحر اتنا بھی نہ تھا کہ زلزلہ سے مقابلہ کرتا ای محبوب جانی عجب کام کیا برق
بولی بس واہیات نہ بک ادھر امیر نے حکم دیا کہ لشکر زلزلہ کا اسباب لوٹ لو سارا لشکر دوڑ پڑا عمرو نے سب سے پہلے
پہونچکر جال مارنا شروع کیا تمام نقد اُڑا دیا غرضکہ مال و اسباب کفار کا لوٹ کر خرم و شادان پھرے اُدھر فرعون
نہایت ملول کمال غمناک ہوا الخنیار کسنے کہا یا خداوند بس خاتمہ ہوا ساحر ششمش کا اب مرشد ایک آدھ روز مین
اُسے مار ڈالینگے فرعون بولا چپ رہ فال بد منہ سے نہ نکال ادھر بادشاہ نے برق جادو کو خلعت عنایت کیا
ضیافت کی کہ اسی درمیان مین خبر آئی کہ پانچہزار آدمی پتھر کے ہو کر رہگئے امیر نے برق جادو سے کہا کہ ان جانور دلون
کی تدبیر کرو اُسنے حال پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین کہا کہ ایک ساحر کہ نام اُسکا طائر جادو تھا وہ لا کر چھوڑ گیا ہی
برق جادو نے کہا کہ مین اگر اُسکو دیکھون تو تدبیر کرون کوئی شخص مکان اُسکا دریافت کرکے مجھسے کہے خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نے کہا بی بی اگر مجھسے آوازہ ہی تو مین ہرگز نہین جانے کا مجھسے کچھ نہ ہوگا برق جادو بولی کہ تمسے کبھی کبھی
کچھ ہوا ہی جو اب ہوگا عمرو پکارا کہ صاحب تم ساحرہ زبردست ہو دامہ جادو کی بھانجی ہو جو کچھ ہو گا تمھین سے
ہوگا برق بولی کہ ارے مین اُسے دیکھون تو کچھ کرون یا بغیر دیکھے عمرو بولا کہ بی بی جو بندہ و یا بندہ امیر نے دیکھا
کہ عمرو جی چراتا ہی نہین جاتا رقعہ پانچہزار تومان کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو طائر جادو کی خبر لاے وہ
خزانے سے لے عمرو نے کہا کیون صاحبو کوئی ہی کہ طائر جادو کی خبر لاے کسی نے جواب نہ دیا آخر عمرو نے خود رقعہ اُٹھا لیا

اور کہا کہ حمزہ اسپر دستخط کردے کہ مین خزانچی سے لے لون صاحبقران نے اُسی وقت دستخط کر دیا عمرو خزانے سے فوراً روپیہ لیکر روانہ ہوا اگرچہ پیٹی ہاتھ مین ہلاتا ہوا کہ مبادا کوئی جانور سر پر بیٹھ جاوے تلاش مین طائر جادو کی روانہ ہوا دن بھر تلاش کی کہین پتانہ لگا دوسرے دن پھر روانہ ہوا دوپہر کا وقت تھا کہ ایک روشنی صحرا مین معلوم ہوئی لیکن دور پر بس اُسی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہی اور گرد اُسکے تختہ لالہ زار کا پھولا ہوا ہی قضائے کار یہی مکان طائر جادو کا ہی اور طائر جادو واسطے سیر کے گنبد سے نکلا ہی عمرو نے جو اُسے دیکھا پہچانا نہایت خوش ہوا کہ مکان تو اس حرامزادے کا معلوم ہوا گلیم اوڑھ لی کہ مبادا مجھے یہ دیکھے اور صورت تیری مشہور ہی پہچانے اور بکرلے نیچے ایک درخت کے بیٹھکر فکر کرنے لگا اور طائر جادو کی طرف دیکھ رہا ہی کہ کیونکر اسے قتل کیجیے یہ تو اس فکر مین تھا کہ ہوا سے گلیم اُڑکر سر سے گر پڑی عمرو کو مطلق خبر نہین ناگاہ طائر جادو کی نگاہ عمرو پر پڑی اور بخوبی پہچانا سمجھا کہ یہ میرے قتل کی فکر مین آیا ہوگا اور ساحر مشمش اسی کے خوف سے پوشیدہ ہی بس یہ خیال کرکے ایک دوہتڑ زمین پر کبہر کہکر مارا کہ عمرو آدھا زمین مین غرق ہوگیا اُسوقت عمرو آگاہ ہوا کہ گلیم تیرے سر سے اُڑگئی ناچار ہوکر گلیم جلدی سے اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لی طائر جادو نے قریب آکر ہاتھ پکڑکر عمرو کو کھینچا کہ او قاتل ساحران دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون تجکو لیے چلتا ہون ساحر مشمش کے پاس وہ بہت خوش ہوگا ای دزد باریک گردن فتنہ انگیز تیرے خوف سے ساحر مشمش ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہی عمرو نے کہا مین وہ نہین ہون جیسے تم سمجھے ہو مین نے کسی جادوگر کو نہین مارا اور میرے بدن مین گوشت نہین ہی فقط پوست و استخوان ہی طائر جادو نے کہا او مکار مین تجھے چھوڑتا کب ہون اور عقاب کی شکل بنکر دونون پنجون مین عمرو کو دبوچکر اُڑا اور ساحر مشمش کے پاس روانہ ہوا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ اب صورت بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی وقت آپہونچی حالت یاس و اضطراب مین دعا مانگنے لگا اور آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ مثل مشہور ہی جب اگر اسکے سائیان مارسکے نہ کوئے + بال نہ بیکا کرسکے دو جگ بیری ہوے + ابھی زندگی عمرو کی باقی تھی کہ دعا عمرو کی مستجاب ہوئی کہ اُدھر سے سواری قمرزاد کی آتی تھی دیو تندک ساتھ تھا آگے آگے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور آدمی کو پنجے مین دبوچے لیے جاتا ہی تندک اُسپر دوڑا اُسنے چاہا کہ سحر کرے تندک نے گلا اُسکا پکڑ لیا اور عمرو کو چھڑاکر سامنے قمرزاد کے لایا قمرزاد نے عمرو کو دیکھا پہچانا تندک سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ کوئی ساحر ہی جو خواجہ کو پکڑے لیے جاتا ہی قمرزاد نے کہا کہ تو اسے کھا جا یہ تو خدا سے چاہتا تھا اور اسی امید پہ پکڑ کر لایا تھا بس جلدی سے اُسے ہاتھ مین مسلکر گولی بناکر حلق مین ڈال گیا بس ایک شور و غل ہوا تاریکی ہوگئی تندک کے پیٹ مین ایسا درد ہوا کہ زمین پر لوٹنے لگا بیردون نے اُسکے بہت ہاے واویلا مچائی کچھ نہ ہوا آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر جادو بود حیف جاندادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب عمرو کو ہوش آیا سامنے قمرزاد کو بیٹھے ہوے دیکھا کہا کہ ای قمرزاد مین تجھین حقیقت مین دیکھ رہا ہون یا صورت تمھاری خیالی ہی قمرزاد پکارا کہ خواجہ آپ کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا تھا اُس سے چھڑایا ہی حقیقت مین آپ میرے پاس ہین عمرو قریب آکر بیٹھا دل کو تسکین ہوئی خوف مرگ دفع ہوا کہا کہ بیٹا عجب حال ہی لشکر اسلام کا اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ بیٹا ہم تو کوڑی کوڑی کو تنگ ہین قرض لیکر بچتا ہے مدعیون کا بلوا رہتا ہی حمزہ ایسا خسیس ہوگیا ہی کہ سوا تنخواہ کے اور ایک پیسا نہین دیتا قمرزاد نے کشتیان جواہر کی منگوا کر پیش کین عمرو نے بہت سی دعائین دیکے سب کو نذر زنبیل کیا اب قمرزاد نے کہا کہ خواجہ مجکو مدد کو پدر بزرگوار کی بہیجا ہی اُنکے تمام دشمنون کا ایک طرفۃ العین مین کام تمام کر دونگا عمرو نے کہا بیٹا تو مزاج سے حمزہ کے واقف ہی کہ اُسکو دیو پری کی مدد سے نفرت ہی اور

خورشید جادو کا حال اور آنا قمر لیشیہ سلطان کا اور اسکو مارنا بیان کیا اور کہا اس احسان کا یہ ثمر ملا کہ حمزہ قمر لیشیہ پر بہت
خفا ہوا مگر تم قریب لشکر اسلام کے رہو میں وقت اور موقع دیکھکر تمہیں بلا لونگا اور اب تم مجھے لشکر اسلام میں پہونچا دو
قمر زاد نے ایک دیو سے کہا کہ تو جاکر سامنے لشکر اسلام کے خواجہ کو چھوڑ آ دیو عمرو کو پہونچا کر چلا گیا عمرو وہان سے
تیسرے روز لشکر اسلام میں آیا یہان تمام دربار جمع سب منتشر بیٹھے ہین کہ عمرو تین روز سے گیا ہوا ہے نہین معلوم
اسپر کیا گذری امیر نے خواجہ زادہ سے کہا ہے کہ بیٹی دیکھو تو عمرو خیریت سے ہے برق جادو بھی پشیمان ہے
کہ مین نے کیون جادوگری کی تھی جو عمرو گیا دل مین دعائین مانگ رہی ہے اگرچہ بیتاب ہے کہ بیقرار ہو کر رو دے کہ دروازہ
بارگاہ سے عمرو بن امیہ ضمری نمایان ہوا آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا برق جادو نے کہا کہ خواجہ کیون
طائر جادو کی کوئی فکر کی کہا کہ بی بی اسنے جہنم کو بھیجا برق جادو پکاری کہ جانور تو اسیطرح موجود ہین کہا
کہ مین اس سے لاچار ہون اور میری جان تو خدا نے بچائی وہ مجھے پکڑ کر ششمش جادو کے پاس لیے جاتا تھا
کہ قمر زاد نے اسسے دیو سے پکڑوا کر پھکوا دیا مجھے بچا لیا ابھی تو دیو مجھے پہونچا کر گیا ہے یہی باتین تھین کہ خبر ہوئی
کہ دو ہزار آدمی اور بھر سک ہو کر رہ گئے امیر نے گھبرا کر کہا اسے برق جادو فکر ان جانورون کی کر اسنے عرض
کیا مین کیا کوتاہی کرتی ہون بہت جانور بارود و قاب بجری بنا بنا کر اڑا اسے کہ ان جانورون کو صید کرین کچھ نہوا اور کسی کے
ہاتھ وہ جانور نہ آئے اور اسم اعظم نے بھی اثر نہ کیا صلاحین ہونے لگین ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی سے
انکی تدبیر نہوگی عمرو نے کہا سبحان اللہ سب صاحبون نے یہ سیکھ لیا ہے کہ جو کام کریگا عمرو کریگا ارے صاحب عقل کے ناخون
تو شعور پیدا کرو سمجھ کر بات کیا کرو جبکہ ساحران عالم جمع ہین انکے لشکر کندہ نہین ہوتی اسم اعظم سے کام نہین نکلتا تو مجھسے
کیا ہوگا لیکن ساحر ششمش کے مرے یہ جانور دفع نہونگے سب یہ جواب سنکر چپ ہو رہے اور عمرو بھی چپکا ہو کر بیٹھا فکر کرنے لگا ایک
مرتبہ اٹھکر بارگاہ سے باہر آیا اور صحرا مین جاکر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبایا کہ بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو لیگیا سامنے تاسید
قمر طلعت کے بیٹھا دیا تاسید دوڑکر لپٹ گئی کہ بھیا آؤ آج کدھر نکل آئے عمرو بولا کہ ہمشیرہ بہت مصیبت ہے لشکر
اسلام پر کوئی آدھا لشکر تتر بتر ہو گیا ہے اور وہ جانور کسی طرح دفع نہین ہوتے ساحرون سے بھی روک تھم نہین ہوتا میرے
نزدیک تو ششمش جادو کا ہی چند روز مین خاتمہ ہو جائیگا اور افسوس ہے کہ تم کچھ ہمارے کام نہ آئین دیکھو برق جادو نے اسطرح
تمام لشکر کی معاونت کی تمسے کچھ کام نہین نکلتا تاسید نے کہا کہ جو مقصد ہو اپنا بیان کرو آخر مین کیا کرون خواجہ آجتک
جو تمنے کہا وہ مین نے کیا اب جو کہو وہ کرون عمرو بولا اے ہمشیرہ مین چاہتا ہون کہ حال ساحر ششمش کا مفصل معلوم ہو
کہ کہان رہتا ہے اور کیونکر مارا جاسکے تاسید نے کہا کہ بھیا ابتک تو مین نے چھپایا کہ فرعون مجھسے بہت محبت رکھتا ہے اور میرا
بھی گھربار برباد ہوگا مگر اب دوستی دین اسلام مین سب کچھ مین نے چھوڑا سب کو ترک کیا اب صاف صاف سنیے کہ دہنی طرف
خواجہ کنارہ پر دریا سے قلزم کے ایک جادوگر ہے کہ نام اسکا کوکب جادو ہے اسنے واسطے نگہبانی ساحر ششمش کے
طلسم باندھا ہے کہ کنارہ معدوم ہو گیا ہے وہ مارا جاسکے تو کنارہ دریا کا معلوم ہو وہان پر سبزہ ہے اخضر و سبزۂ قلزم
کا اسمین ساحر ششمش نہنگ کی صورت بنا ہوا اکیلا رہتا ہے اور آگے پیچھے اسکے ہزارہا ماہیان شیر سر و شتر سر و فیل سر و گاو سر
وغیرہ پر بجرہ اور اسباب ضروری اسپر لدا ہوا ساتھ اسکے رہتے ہین بس اتنا تو حال مجھے معلوم ہے زیادہ اس سے
مین بھی نہین جانتی بلکہ فرعون کو بھی زیادہ اس سے نہین معلوم اب آپ جسطرح ممکن ہو اسکے مارنے عمرو بولا خیر خدا
چاہیگا تو تدبیر اسکی ہو جائیگی اب مجھے رخصت کرو بلکہ تاسید نے ششمش جادو سے کہا کہ بھائی کو پہونچا آؤ
ششمش اسی وقت عمرو کو اپنی پشت پر سوار کرکے لایا اور لشکر اسلام مین اتار کر چلا گیا یہان لوگون نے کہا کہ بے

عمرو بروقت کہین چلا گیا سچ ہر بیسے وقت کا کوئی ساتھی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکا چلے جانا بیجا ہر کیونکہ ہر کام
کے لیے اسی کو جانا پڑتا ہی کہانتک وہ جانبازی کرے کبتک اپنی جان کو نہ ڈرے لیکن امیر فرما رہے ہین کہ برب کعبہ عمرو
کی جان میری جان کے ساتھ ہی کبھی وہ اس بلا مین چھوڑکر مجکو نہ جائیگا کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے پوچھا کہ
خواجہ کہان تھے عمرو نے کان مین صاحبقران کے سب حال کہدیا اور کہا کہ حمزہ جبتک کوکب جادو نہ مارا جائیگا
کنارہ دریا کا جہان ساحر شمشیر رہتا ہی نہ معلوم ہوگا فرمایا کہ خواجہ یہ بھی تمہین سے ہوگا عمرو نے کہا حمزہ یہ کام تو ہے
ساحرون کا ہی امیر نے برق جادو کی طرف دیکھا وہ بولی کہ مین ایک نگاہ اسے دیکھ لون پھر مارنا اسکا کچھ مشکل نہین ہی عمرو
نے کہا کہ دکھانا اسکا ذمہ میرا ہی آپ میرے ساتھ چلیے برق جادو پکاری کہ مین موجود ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خدا تم
دونون کا نگہبان ہی برق جادو اسی وقت ہنس پر سوار ہوئی اور اُڑ کر چلی عمرو پیچھے پیچھے سایے کو دیکھتا ہوا چلا

داستان مارا جانا کوکب جادو کا ہاتھ سے برق جادو کے

برق جادو تو بالاے ہوا چلی جاتی ہی عمرو ہنس کو دیکھتا ہوا مانند باد صرصر کے اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی تمام دن ڈھونڈھا
صحرا بھر کو چھان مارا لیکن کہین پتا کوکب جادو کا نہ معلوم ہوا قریب شام ایک قلعہ فولاد ناب کا معلوم ہوا کہ مانند آسیا
کے گردش مین تھا اور گنبد مین ستارے جڑے ہوئے تھے اور گرد قلعہ کے خندق ہی کہ اسمین سیماب بھرا ہوا ہی عمرو اس
قلعہ کو اور ستارون کو دیکھکر حیران ہوا دشت کی برق جادو زمین پر اُتری عمرو نے کہا کہ مجھے طلسم کوکب جادو
کا ہی معلوم ہوتا ہی برق جادو نے کہا کہ ہان خواجہ طلسم کوکب یہی ہی یہین چاہیے مگر خواجہ رات بہت پہنچی سے بسر
ہوگی عمرو نے کہا کہ ای محبوب جانی تمہارے دم کے واسطے فرش پلنگ شراب کباب سب سامان عیش موجود ہی لیکن
قلعہ سے پھیکر بیٹھو برق جادو نے کہا کہ مین ابھی ہنس پر سوار درخت پر بیٹھی رہونگی عمرو پیرون پر پڑا کہ ملکہ مین تمکو
اسی واسطے یہان لایا ہون کہ ہم تم عالم تنہائی مین بیٹھینگے ہنسین بولین گے کیونکہ موت زیست سب کے لیے ہی آرزو تمہارے
وصل کی باقی نہ رہے ساحر شمشیر سے سامنا ہی خدا جانے کیا ہوگا حسرت دل کی تو نکلجاے برق جادو تیوریان چڑھاکر
بولی بس چپ رہ ساتھ ایسی گفتگو نہ کرنا تجھے یہ باتین بھلی نہین معلوم ہوتین جا تو جہان چاہے بیٹھ مین درخت پر ہونگی
عمرو نے کہا کہ مین تمہین بانسری سناؤنگا تم خفا ہو اور کوئی حرکت گستاخانہ سرزد نہوگی برق جادو تو بانسری کی
عاشق ہی کہا کہ خواجہ خیر ہنسنے بولنے کا مضائقہ نہین ہی عمرو بولا کہ مین غلام ہون غرض عمرو نے زنبیل سے فرش
نکال کر بچھایا پلنگ سہری دار لگایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اب دونون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے
بیٹھکر سرور سے لگی کہنے عمرو نے کھانا ہر رنگ کا نکالکر برق جادو کو اپنے ہاتھ سے نوالے بنا بنا کر کھلایا
برق نے نوالے بنا کر عمرو کو کھلائے بعد اسکے جام شراب گردش مین آیا غرض کہ عجیب لطف کی صحبت تھی کہ جنگل
مین منگل تھا اب برق جادو نے کہا کہ وعدہ پورا کرو خواجہ ہم بانسری کے مشتاق ہین عمرو نے کہا ابھی اور
بانسری نکالکر قفلیان درست کرکے بجانا شروع کیا خوب بجایا اب برق نے کہا کہ خواجہ کوئی دل چلی غزل
شروع کرو عمرو نے یہ غزل شروع کی غزل

درد فرقت کبھی جدا نہوا
چین سے دل نہوا تھا نہ ہوا

نالہ گو عرش تک رسا نہوا
سینہ اپنا تو جو صدا نہوا

سینے نالون کی بھی شکایت کی
ظلم کا جسے کچھ گلا نہوا

وہ گئے لیکن ای غم فرقت
یا بس سے ہائے تجھے جدا نہوا

اسپہ کیا گذری ہجر مین امید
جسے تیرا بھی آسرا نہوا

یون تو ارمان کو تا نکلنے کا شوق
وصل کی شب یہ جو صدا نہوا

مجکو بیچین کر کے فرقت مین
درد کو بھی سکون ذرا نہوا

ہنس پڑے وہ مری خوشی پہ
جب یہ عقدہ کسی سے وا نہوا

دل پرایا ہوا محبت مین
اور اپنا وہ دلربا نہوا
فائدہ پھر مری برائی سے
جب عدو کا بھی کچھ بھلا نہوا

غیر سے بھی وہ ہو لئے پوشیدہ
تجھسے یہ کام اچھا نہوا
درد گو دونون پہلوؤن مین رہا
پر طرفدار ایک کا نہوا

یہ ہوا تجھسے دوستی کرکے
کہ عدو اپنا اک زمانا ہوا
کھینچین وہ زنجیر ہجر کی کڑیان
کہ کبھی ختم سلسلا نہوا

اثر نہ ہوا اعتبار یار کا کیسا
لے کے دل دوست پھر ہوا نہوا

غرضکہ عمرو ایسا بجایا گایا کہ ملکہ برق جادو نہایت محظوظ ہوئی دو پہر رات گئی دونون عاشق و معشوق پلنگ پر لیٹے بوس و کنار ہوا کیا برق جادو تو سو رہی عمرو جاگا کیا گل چینی گلشن جمال کی کیا کیا صبح کو برق جادو بھی بیدار ہوئی ہاتھ منہ دھویا عمرو نے برق کی خاطر سے پھر بانسری بجائی اور بھیرون مین یہ غزل گائی غزل

حسینوں کے خیال آ آ کے یون دل سے نکلتے ہین
کہ دم بھی تیرے جانبازو کے مشکل سے نکلتے ہین
کسی کی روح بعد ذبح یہ فریاد کرتی ہے
سخن مطلب ہی کے گفتار سائل سے نکلتے ہین
نہ جبتک خود اٹھا سے یار ہم اٹھے نہین ہرگز
بجائے خون وہی ہر زخم بسمل سے نکلتے ہین
وہ شبنم ہوکے گرتے ہین سحر تک دامن گل پہ
یہ مشکل کام اپنے جذب کامل سے نکلتے ہین
ترقی لاغری کی ہو اسیری کا نہین کچھ غم
ہمارے قول کے ارمان تیغ قاتل سے نکلتے ہین
خلش تلوون کی جاتی ہے یہ بچکر کوے جانان سے
لگا ہین تکیے اپنے دید کی دل سے نکلتے ہین

ستا لیلی ادا جب دل سے محمل سے نکلتے ہین
دلون کی خیر ہو یارب کہ کچھ کھو سے بیٹھے ہین
ہم آغوش خم شمشیر قاتل سے نکلتے ہین
مری صحرا نوردی سے عذر پاؤن نہین کرتے
سرافرازی کا خلعت پاکے محفل سے نکلتے ہین
حسین اپنی طرف کھینچے ہوئے ہو جذب کامل
جو آنسو رات بھر چشم عنادل سے نکلتے ہین
اثر ہو باہم ظاہر سوز باطن کا یہ فرقت مین
کہ دو اک روز مین قید سلاسل سے نکلتے ہین
جو تیرے بزم مین جاتے بھی ہین وہ آتے نہین کبھی
یہ کانٹے راحت و آرام منزل سے نکلتے ہین
وہ حیا کا پھول سو نکھر ہوئے اپنے کر داغ دل

بھلا ارمان تو لب تک تسنا دل سے نکلتے ہین
کلیجہ تھام کے اسکی محفل سے نکلتے ہین
مری باتون مین بوسہ کی طلب کیونکر نہ ہو پہلو
کہ ہر ہر گام پر پانوں سلاسل سے نکلتے ہین
لہو ہوتے رہے تا زیست جو ارمان ہی قاتل
کھینچین وہ تیر بھی اے چارہ گر دل کو نکلتے ہین
اثر اٹھتا کشیدہ خاطری کا اسکے دکھلانا
کہ چھپا لے کہ ہو شکر شعلے مرے دل سے نکلتے ہین
نکلنے ملنے کی امیدین سراتی ہین دم آخر
کہان شکوہ زبان شمع محفل سے نکلتے ہین
کسی کو ڈھونڈنے وقت مین کچھ دیر اور ان
ہم اسکی اک نشانی لے کے محفل سے نکلتے ہین

وہ نالے اثر دکھلاتین فرط ضبط سے کیونکر
جو ہو ہو کر پریشان تنگی دل سے نکلتے ہین

غرضکہ خوب ملکہ برق کو محظوظ کیا اسپ آفتاب نکل آیا عمرو نے کہا کہ ملکہ اب تم جاؤ مین کوکب حرامزادے سے سمجھ لونگا برق جادو نے کہا خواجہ تمہاری دانائی سے بعید ہے کہ مجھے تم رخصت کیے دیتے ہو لوگ نہ بدنام کرتے تھے تو بدنام کرینگے کہ کیا سبب جو برق جادو اکیلی پھر آئی اور کوکب کو نہ مار الغیرا سے مارے میرا جانا مناسب نہین ہے اب تم ایسی کچھ تدبیر کرو کہ کوکب جادو گنبد سے باہر آئے تو مین سہل مین اسے مار لون عمرو نے کہا اچھا اور تمام اسباب اٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا برق جادو تو ہنس پر سوار ہو کر ایک درخت چنار پر جا بیٹھی اور عمرو وہان سے فکر کرتا ہوا چلا قریب قلعہ کے پہونچکر ٹھہرا ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک گھسیارا مصیبت کا مارا گھاس چھیل چھیل کر جمع کر رہا ہے عمرو اسکے پاس آیا دو اشرفیان زنبیل سے نکال کر مصری کی بنی ہوئی اسے دین کہ تو جاکر دیوار قلعہ کی چھو کر چلا آ مین سکے یہ دونون اشرفیان تجھے دین وہ کمبخت لالچ مین آکر اشرفیان لے کر قلعہ کی طرف دوڑا خندق کے قریب پہونچا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی اور گنبد سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اسپر گرا کہ وہ جل کر خاک ہو گیا عمرو یہ حال دیکھکر کانپ گیا لیکن بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک ساحر اسی قلعہ مین سے نکلا کہ ایک تھال سونے کا اسکے ہاتھ مین تھا اسمین اسباب تعزیر لگا ہوا تھا جہان کہ وہ ستارا ٹوٹ کر گرا تھا وہ جگہ خالی تھی اسی مقام پر ایک گولی موم کی بنا کر رکھی کچھ پڑھکر اسپر دم کیا کہ وہ مثل ستارہ کے چمکنے لگی

عمرو گلیم اوڑھے ہوئے پھرا کہ دیکھو کوکب جادو بھی ہے برق جادو کہ رات بھر کی جاگی ہوئی تھی آنکھیں بند کئے ہوئی
تھی عمرو نے ہوشیار کیا کوکب جادو کو دکھایا احوال اُس آدمی کے جانے کا بیان کیا برق جادو نے ہنس کو اپنے
آسمان کیطرف اُڑایا اور اُس گنبد قلعہ سے بلند ہوئی سر پہ کوکب جادو کے بالا سے ہوا قائم ہوئی کوکب جادو ستارہ قائم کرکے
اُٹھا تھا کہ قلعہ مین جاوے کہ برق جادو نے ہاتھ کو جنبش دی کہ صدا گڑگڑاہٹ کی ہوئی اور بجلی چمک کر کر سر پہ کوکب جادو کے گری
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے اک غلغلہ ہوا جہان تاریک ہو گیا خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا کہ نعش
ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے نہ وہ گنبد ہے نہ قلعہ ہے نہ خندق ہے دریا کا کنارہ صاف معلوم ہوتا ہے برق جادو اور عمرو
پھر کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے لیکن عمرو نے کپڑا اور اسباب کوکب کا جو لیا برق سے بہت خفا ہوئی کہ تیری
خست سے حد ہے عمرو نے کہا بی بی مال موذی نصیب غازی تم پڑھی لکھی ہو ظاہر معلوم ہوتی ہو یہان امیر کشور گیر منتظر بیٹھے تھے
کہ عمرو اور برق دونون سر کوکب جادو کا لیے ہوئے پہونچے اور تمام حال بیان کیا امیر نے بہت تعریف برق جادو
کی کی اور خلعت دیا بعد اُسکے عمرو سے بزبان عربی کہا کہ خواجہ کہو رات بھر تمنے خوب مزے کیے معشوق بغل مین تھے عمرو نے
جواب دیا کہ حمزہ بس تیری بدگمانی سے پناہ ہے امیر نے کہا کھاؤ تو ہمارے سر کی قسم عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سر پر رکھدیا کہ سوا
ہنسی ٹھٹھے کے اور کچھ نہ تھا لیکن عمرو نے جو امیر کو خوش دیکھا ذکر قمرزاد کا چھیڑا کہ حمزہ وہ آرزو سے قدمبوسی رکھتا ہے فرمایا
کہان ہے عرض کیا اجازت ہو تو لے آؤن ارشاد ہوا کہ اچھا لاؤ عمرو لشکر سے باہر آیا وہ دیو کہ قمرزاد نے عمرو کے پاس متعین
کیے تھے ان مین ایک دیو ہر وقت پوشیدہ حاضر رہتا ہے وہ عمرو کو اٹھا کر قمرزاد کے پاس لایا قمرزاد عمرو کو دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا اور
کہا کہ عمرو جان آپ مجکو بھول گئے تھے کہا کہ نہین مین کہ گیا تھا کہ موقع دیکھکر ذکر تمھارا چھیڑونگا اب اسوقت مینے دیکھا
کہ حمزہ خوش ہے ذکر تمھارا کیا اب چلو میرے ساتھ اسی وقت قمرزاد اٹھ کھڑا ہوا عمرو کے ساتھ تخت پر بیٹھکر بارگاہ صاحبقرانی
مین قدمبوسی حاصل کی امیر نے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم لشکر اپنا ہمارے لشکر سے دور صحرا مین اُتارو
قمرزاد نے لشکر اپنا بہت دور اُتارا آپ خدمت صاحبقران مین حاضر رہا

اب داستان عجائب بیان نہنگ بحر عیاری کی مارنا ساحر مششش کو دریا مین جاکر گزارش ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران نے فرمایا صاحبو خواجہ اور ملکہ برق جادو
نے تو کوکب جادو کو مارا اب دریا کا کنارہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے اب تدبیر کرنا ساحر مششش کی ضرور ہے
کسواسطے کہ اگر یہ ایام بھی اُسیر سے گذر گئے تو پھر وہ مارا نہ جائیگا سب نے عرض کیا کہ شہریار ہم سر ہاتھ سے ہو کر ساحر
مششش سے نہین لڑسکتے ایک یہی کسکی زبردستی ظاہر ہے کہ جانور جو اُسکے سحر کے بنے ہوئے ہین ہمنے ہر چند سحر کیا لیکن
وہ آج تک نہین ہٹے یہ سر سامری ہے ساحر کی مجال نہین ہے کہ اس سے سامنا کرسکے ہم سے ساحر مششش کا کچھ نہو سکیگا
جو کچھ ہوگا خواجہ سلامت سے ہوگا امیر مخاطب ہوے عمرو کی طرف فرمایا کہ خواجہ سوا تمھارے مارنے والا
ساحر مششش کا نہین ہے عمرو بولا کہ حمزہ ساحر مششش ساحر ہے میرا اُسکا مقابلہ کیا دوسرے یہ کہ وہ دریا مین رہتا ہے
اور آپ جانتے ہین کہ مین دریا سے کسقدر ڈرتا ہون کہ کشتی کو کہلول ملک الموت جانتا ہون مجھ سے کچھ
نہو سکیگا اُس وقت صاحبقران نے تھیلا ایک کرور اشرفیون کا لاکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو
ساحر مششش کو مارے یہ کرور اشرفیان اُسکی ہین اور لوٹ شہر فرعونیہ کی اُسے معاف ہے عمرو
نے وہ رقم تو اٹھا لیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران یہ بھی ساتھ ہی شرط ہے کہ جس جس سردار
کو مین چاہون اپنے ہمراہ لیتا جاؤن اور وہ جانے مین انکار کرے تو لاکھ روپیہ جرمانہ دے امیر نے

وہ نوشتہ بھی سربمہر کر دیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے توڑ قفل لیا اور بائیں ہاتھ سے ہاتھ امیر کا پکڑا کہ آپ اٹھیے میرے ساتھ ہو بیٹھیے
فرمایا کہ یہ حمزہ ہمیشہ ہی سے ساتھ دغا کرتا ہی تو میرا وہاں کیا کام ہے عمرو بولا اگر آپ کو انکار ہے تو کوئی اور کاہے کو اقرار
کریگا اور جرمانہ داخل کیجیے اب میں ہرگز نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیجیے کہ ساحر ششمش کا مارنا ہنسی ٹھٹھا ہے امیر یا تو [illegible] کھڑے ہوئے
کہا تو بابا ہم چلتے ہیں تمہارے ہمراہ ہوں بعد اُسکے عمرو نے کرب غازی اور بدیع الزمان اور علمشاہ رومی اور قمر زاد
کو ساتھ لیا کسی سے انکا حال نہ کہا عمرو نے قمر زاد سے کہا کہ تم لشکر ساتھ لیکر پہلے جاکر دریا پر اترو اور نشان بتادیا کہ فلانے
مقام پر اترنا قمر زاد تو لشکر ساتھ لیکر روانہ ہوا عمرو نے عیاروں میں سے حضرت مہتر قران کو ساتھ لیا بادشاہ اسلام کو دین پناہ
صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر فرعون معرکہ آرائی کرے تو سکندر فرخ لقا چوگان ہاشم وغیرہ
موجود ہیں اُنسے لڑینگے اور عمرو نے چالاک کو اپنی صورت بناکر اپنا قائم مقام کیا اور برق جادو کو ہمراہ لیا باقی ساتھ والوں کو
وہیں چھوڑا اور کنارہ دریا کا راستہ لیا امیر عمرو سے ہنستے آتے ہیں کہ خواجہ برق جادو سے خوب ملی کیا عمرو بولا حمزہ
کس کا سمدن یہ طوفان اُٹھا ہیں کیوں لڑکی کو بدنام کرتا ہی امیر نے فرمایا جب تم کوکب جادو کے مارنے کو گئے تھے
برق کو ساتھ لیگئے تھے عمرو بولا حمزہ وہ علیحدہ تھی میں کہیں اُس سے دور رکھتا امیر نے کہا کہ کھاؤ تو قسم اُسوقت عمرو نے
مفصل حال بیان کیا غرض کنارے دریائے محیط و اخضر و قلزم کے پہونچے وہاں خیمہ قمر زاد نے پہلے سے استادہ کروا
رکھا تھا اُسمیں داخل ہوئے کھانا کھاکر آرام کیا صبح کو اُٹھے نماز پڑھی دعا مانگی اور کنارے دریا کے آکر آپس میں کہا ہاتھوں میں لیکر
دریا میں دیکھنا شروع کیا کہ کہیں ساحر ششمش نہنگ کی صورت بنا ہوا ہو تو دکھائی دے کسی کو نظر نہ آیا آخر سب
مجبور و ناچار وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مجکو تو مہیر نے یہی بتادیا تھا کہ یہاں سے
خوب دیکھا اور یہاں ساحر ششمش کہیں نہیں معلوم ہوتا امیر نے فرمایا کہ ہم لشکر میں جاکر فرعون کو مارونگا پھر حال
ساحر ششمش کا بھی معلوم ہو جائیگا عمرو نے کہا حمزہ وہاں بھی تو ساحر ششمش نے طلسم باندھا ہے جھنڈیاں گرد شہر کے
گڑی ہوئی ہیں کہ شہر فرعونیہ میں کوئی جا نہیں سکتا جبتک ساحر ششمش نہ مارا جائیگا کچھ نہ ہوگا فکر قتل ساحر ششمش کی مقدم ہے
فرمایا سوا تمہارے اور کسی سے فکر اُسکی نہ ہو سکیگی عمرو نے کہا ایک شرط سے میں اُسکو مارنے دریا میں جاتا ہوں کہ
برق جادو کا عقد میرے ساتھ ہو جائے امیر نے برق جادو کو الگ لیجاکر خوب سمجھایا اُسنے عرض کیا کہ میں کنیز ہوں راہ
اسلام میں جان تک میری کام آئے تو نثار کرنے کو موجود ہوں مگر اسمیں شرط یہ ہے کہ چاہ الماس کے خراج سے
سروکار نہ رکھیے امیر نے عمرو سے کہا جو تم چاہتے ہو وہ تو برق جادو نے قبول کیا بشرطیکہ تم چاہ الماس کے محاصلات سے
خبر نہ ہو غرض کیا کہ غلام کو منظور ہے غرض دونوں طرف سے نوشتہ و خواندہ ہوئی کاغذ پر شاہدوں کی مہریں ہو گئیں ایک
کاغذ عمرو کے پاس رہا ایک برق جادو کے پاس اب عمرو دریا کے فکر میں غوطہ زن ہوا بعد دیر کے ایک تدبیر خیال
میں آئی اُسی وقت نجاروں کو لشکر سے بلا کر انکو نقشہ بنا کر دیا کہ اس صورت کا صندوق بنا کر تیار کرو کہ دریا میں پڑے تو
مچھلی کی صورت معلوم ہو نجاروں نے علیحدہ ایک [illegible] کھڑا کروا کر اسمیں بیٹھ کر صندوق مچھلی کی صورت کا بنایا اور چہار طرف
اُسکے چار آئینے لگوائے کہ باہر کا اسمیں احوال پانی کے اندر کا مفصل معلوم ہو اور دونوں طرف اُس صندوقچے کے
دو سوراخ ایسے رکھے کہ اُسمیں سے آمد و رفت ہاتھ کی بخوبی ہو اور اُن سوراخوں پر بھی آئینے نصب کروائے اور درزیں اُسکی
موم سے بند کروا دیں کہ پانی اُسمیں سرایت نہ کر سکے جب وہ صندوقچہ تیار ہوا تیار ہو گیا تب عمرو نے رنگسازوں کو بلایا کہا
کہ اسپر رنگ ایسا پھیرو کہ مچھلی میں اور اسمیں فرق نہ معلوم ہو رنگسازوں نے ویسا ہی رنگ پھیرا اب عمرو نے امیر سے کہا
حمزہ غلام رخصت ہوتا ہے عفو تقصیرات کا امیدوار ہے کہ موت و زیست سب کے ساتھ ہے خدا جانے زندہ پھر آنا ہو یا نہ ہو

امیر دوڑ کر عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا خواجہ ہرگز تم جانے کا ارادہ نہ کرو بھی مرگ انبوہ جشنے دارد جو سب پر گذریگی وہ تم پر
بھی گذر جائیگی عمرو روپا کہ حمزہ یون جان دینے سے حاصل کیا ہاتھ پیر ہلا کر کیون نہ مرین شاید مدد پروردگار ہو کہ
وہ حرامزادہ ہاتھ آجاوے بس میرے واسطے دعا کیجیے کہ مین فتحیاب ہون عمرو کی باتون پر سب کلیجے شق ہوتے تھے کرب
وبدیع الزمان وعلمشاہ سب لپٹے ہوے روتے تھے غلغلہ حشر انگیز برپا تھا آخر عمرو نے کھانا پانی کئی دن کا اپنے
پاس رکھا اور پھر سب سے رخصت ہوا برق جادو بھی آبدیدہ ایک طرف کھڑی تھی اُسنے بھی امام ضامن بازو پہ عمرو
کے باندھا کہا کہ خدا کو سپرد کیا ہی عمرو صندوق کھولکر اندر اُسکے گیا اور دونون ہاتھ سوراخ سے باہر نکالے اور
کمند آصفاے باصفا کا ایک سرا صندوق مین لپیٹکر ہاتھ مین لیا دوسرا سرا امیر کے ہاتھ مین دیا اور ایک چرخی کاڑی
کردائی امیر سے کہا کہ اب صندوق میرا اُٹھا کر دریا مین پھینکدو اور بعد میرے ناموس میرا تباہ نہ ہو مین آپکے
سپرد کرتا ہون امیر صندوق کو گلے لگاکے روئے بہت کرب وغیرہ بھی لپٹے ہوے رو رہے تھے کہ عمرو نے امیر سے
کہا ای شہریار اب زیادہ مجکو خلائق مین رسوا نہ کیجیے کہ عمرو ساحر شمشش کی فکر مین جاتا ہی صندوقچہ میرا اس چرخی پر
دریا مین ڈالدیجیے اور سرا کمند کا اسی ریت پر باندھ دیجیے جب کمند کو جنبش ہو آپ جانیے گا مین نے ساحر شمشش
کو پکڑا اُسی وقت کمند کھینچ لیجیے گا یہ کہکر دروازہ صندوقچہ کا بند کر لیا اور کمند سے معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو دراز
ہو جا امیر نے صندوقچہ عمرو کا ریت پر سے دریا مین پھینکا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے سرا کمند کا لیے ہوے انتظار
مین بیٹھے تھے آنکھین لڑی ہوئی تھین کہ جب عمرو کمند ہلاے تو اُسے کھینچین لیکن وہ نہنگ بحر عیاری اُس بحر بلا مین پہنچکر
مین پہنچکر تلاش مین ساحر شمشش کے روانہ ہوا اور صندوقچے مین کل لگائی تھی کہ جس طرف دل چاہے کل کے زور سے
صندوقچے کو پھیر لیجیے غرضکہ تین روز تک عمرو تلاش نہنگ کی کیا کیا زمین تک ڈھونڈھ مارا کہین پتا ساحر شمشش کا
نہ لگا دل مین کہا کہ ای عمرو نا ہمیشہ تیرے ساتھ دغا کی کون اپنے گھر کی بربادی چاہتا ہی اور نہین تو ساحر شمشش
انسان ہی اور انسان کا کیا مقدور ہی کہ اس گرداب بلا مین زندگانی کرے یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا اور
آئینہ آب مین سے چہار طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک دریا متلاطم ہوا دیکھا کہ بڑی بڑی مچھلیان بھاگی چلی آتی ہین اور
پانی صاف ہوتا جاتا ہی اور پانی کی موجین اُٹھنے کا غل ہی اور پر کا لہلے آتش اُڑتے معلوم ہوتے ہین عمرو گھبرایا
کہ یہ پانی مین کیسی آگ لگی ہوئی ہی لیکن خیال کیا اور سمجھا کہ یہ مقرر آمد ساحر شمشش کی ہی کنارے ہو کر دیکھنے لگا کہ ہوا
تیز چلی پھر دیکھا کہ لکہ ابر دردہ کوہ سے نکلے چلے گئے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نہنگ عظیم کوئی دوسو گز کا قد اور تمام بدن منقش
اور سر پر ایک بڑا سا سینگ منہ سے شعلہاے آتش نکالتے ہوے چوپا ہر طرف دریا کے سیر کرتا ہوا نکلا عمرو نے اپنے
دل مین کہا یہی ساحر شمشش ہی صندوقچہ کی کل کو پھیرا برابر اُس نہنگ کے آیا اور کمند آصفاے باصفا کا حلقہ بنا کر
شاخ مین نہنگ کی مارا اور کھینچا کہ کمند شاخ سے گذر کر گلا مین اُس نہنگ کے آئی اور مضبوط ہوئی ساحر شمشش
حیران ہوا کہ یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی چاہا کہ اُسے توڑے وہ کب ٹوٹتی تھی جو جو زور کرتا ہی گلے مین پیوست ہوتی جاتی ہی
سانس تنگی کرنے لگی تڑپنے لگا عمرو نے کمند کو ہلایا یہان امیر ہر وقت اُس کمند کو دیکھا کرتے ہین ریت کے سرے مین کمند
بندھی ہی کھانا پینا سونا جاگنا سب اُسی مقام پر مقرر کیا ہی تین شبانہ روز گذرے اور کمند کو حرکت نہ ہوئی
امیر کو وہم ہوا کہ شاید عمرو گمشدگ کر مر گیا یا کوئی اور آفت پڑی بس چیخ مار کر عمرو کے لیے رونے لگے اور کہتے تھے
کہ ای حرز بازوے اسلامیان وای ہیکل بازوے صاحبقران ای انیس و مونس حمزہ وای عاشق
معشوق حمزہ واسطے خدا کے صورت اپنی مجھے دکھا کہ اب مجھ مین طاقت تیری جدائی کی باقی نہین

اس حالت اضطراب مین چاہا کہ دریا مین گر پڑے کہ جہان میرا یار گیا وہان مین بھی جاؤن لگا کرب و بدیع الزمان
و علمشاہ لپٹ گئے اور کہا کہ ای شہریار جلدی نہ کیجیے اُدھر برق جادو رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ افسوس فلک نے
ہمکو بے وارث کر دیا ہمارا چاہنے والا نہ رہا غرضکہ کنارے دریا کے ایک قیامت برپا تھی کہ دیکھا کمند کو حرکت ہوئی غل ہوا
کہ کمند ہلی امیر تو عاشق ہین عمرو کے راستہ دیکھ رہے تھے بمجرد حرکت کے پکڑ کر کمند کو کھینچنا شروع کیا ایک ساعت بھر مین صندوقچہ
عمرو کا ریت پر سے ہوکر زمین پر گرا امیر دوڑ کر لپٹے کرب و بدیع الزمان وغیرہ سبھی لپٹے ہوئے تھے عمرو صندوقچہ کھولکر
باہر آیا صاحبقران کے قدمون سے لپٹا امیر عمرو کو گلے لگا کر رو دیے کہا کہ خواجہ اگر آج تم نہ آتے تو مین دریا مین کود پڑتا
اپنی جان دیتا عمرو بولا کہ ای شہریار مین تلاش مین تھا اُس کا فرغدار یعنے ساحر ہیشمش کی فرمایا کہ پھر کچھ پتا لگا عرض کیا
کہ ای شہریار مین کمند مین باندھکر اُسے چھوڑ آیا ہون حمزہ اتنا بڑا نہنگ ہیبتناک کبھی نہ دیکھا تھا دو سو گز کا تو اُسکا
تنہ ہی اور کوئی پندرہ یا بیس گز کی شاخ اُسکے سر پر ہی رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے آدمی مین اُسکی بڑے بڑے نہنگ
گھڑیال سونس نکر وغیرہ بھاگے جاتے تھے اور ابر کے لکے سایہ فگن شعلے مُنہ سے نکلتے ہوئے جب اُسے مین نے دیکھا کانپنے لگا
مگر مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ تیسرے دن تو اب اسکا پتا لگا ہی یہ چلا گیا تو پھر کاہیکو ملیگا بس اپنے دل کو دلیل کرکے
اُسکے پاس اپنے صندوق کو لیگیا اور حلقہ کمند کا شاخ پر اُسکی مارا اُسنے اُچھلکر اپنے کو پیچھے کھینچا وہ حلقہ اُسکے گلے مین
پہنچ ہو گیا جب وہ گرفتار ہو چکا تو تڑپا اور بھاگا مین نے کمند سے معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو دراز ہو جا جہان تک یہ بھاگے
بڑی ہو جا اب گرفتار تو مین کر چکا کھینچنا آپ کا کام ہی اُسے کھینچ لائیے کیونکہ آپ صاحبقران ہین مین دبلا پتلا ہون امیر نے
سردارون سے کہا بھئی کھینچو زور کرو بس علمشاہ کرب بدیع الزمان قہرزاد سب نے باری باری کھینچا کسی سے نہ کھینچا
اُسکے بعد خود امیر نے خدا کو یاد کرکے زور کیا دو چار ہاتھ کھینچا پھر تڑپ کر نکل گیا کئی زور صاحبقران نے کیے دو چار ہاتھ
کھینچا پھر زور کرکے چلا گیا اب صاحبقران نے علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ سب کو شریک کرکے زور کیا
لیکن ساحر ہیشمش ایک پہاڑ مین لپٹ گیا تھا ایک ہاتھ بھی نہ کھنچا آخر سب عاجز ہوے امیر نے فرمایا خواجہ تمہین کھینچو گے
تو کھینچیگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھ مین اتنا زور کہان مگر وہ پہیہ ہو تو مین کھنچوا دون امیر نے پانچہزار تومان عمرو کو دیے اُسوقت
عمرو نے کمند ہاتھ مین لی اور معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو گز بھر کی ہو جا سب دیکھتے تھے کہ کمند جو ایک مرتبہ کھنچی تو ایک
نہنگ عظیم الشان اُسی چرخ پر سے ہوکر چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا کہ زمین پر غار ہو گیا تھا اور سب اسلیے جو نہنگ کو
دیکھا خائف ہوے مگر وہ نہنگ مانند ماہی بے آب کے تڑپ رہا تھا اور زمین اُسکے تڑپنے سے شق ہوئی جاتی تھی گلا
تو کمند مین پھنسا ہوا تھا مگر نتھنون سے پھنکار مارتا تھا کہ شعلہ آگ کا نکلتا تھا ازبسکہ کمند معجزے کی تھی نہ جلتی تھی
نہ ٹوٹتی تھی اور گلے مین نہنگ کے پیوستہ تھی پہر بھر تک وہ تڑپا آخر کو سست ہوا ایک سرا کمند کا عمرو کے ہاتھ مین
دوسرا سرا نہنگ کی گردن مین جب نہنگ سست ہوا عمرو نے کہا کیون حرامزادے ہیشمش جادو تو نے مجھے بڑی
محنت لی دیکھا کیونکر پکڑا تجھے او حرامزادے تو سمجھا تھا کہ عمرو پانی سے ڈرتا ہی نہ آئیگا مین تیرے لیے آگ مین جاتا اور
تو نے وہ جانور جو سحر کے بنا کر بھیجے سب کا ناک مین دم ہو آ دوہائی لشکر تیرے کا ہو گیا ہم تو عاجز ہو کر تکا و پکڑ لے آ بسکہ دیکھا
کسی طرح جان نہین بچتی مگر خدا نے فضل کیا کہ ہاتھ لگ گیا او حرامزادے دیکھ تجھے کسطرح مارتا ہون عمرو کلمات طعن آمیز
کہہ رہا تھا اور وہ سن رہا تھا جواب دینے کی تو قدرت نہ تھی گلا کمند مین پھنسا تھا النفس در قفس پیچیدہ ہو تا چکا نگاہ حسرت
دیکھ رہا تھا یقین مرگ ہو گیا تھا کہ عمرو نے امیر سے کہا آپ دیکھتے کیا ہین قتل کیجیے اس حرامزادے کو امیر نے سردارون
سے کہا کہ یارو اس کا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور ریزے ریزے کر دو سنتے ہی علمشاہ رومی بدیع الزمان کرب ... اور

پھر ادھر تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے آن واحد مین صدہا تلوارین پڑ گئین مگر یہ رویئن تن آہنین بدن ہی خط تک نہ پڑا جو
تلوار پڑتی اُچٹ کر گئی امیر نے خود تیغ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کچھ نہ ہوا رونگٹا تک نہ کٹا جو تلوار پڑتی تھی ساحر ششمش ہنستا تھا
اور اب اسکے اوپر گنبد پھر ادر سخت باقی رہ گیا اسنے اپنے جسم ظاہری کی تدبیر کر لی ہی کہ کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ سمجھے ہوے ہی
کہ اتنا زمانہ گذرا ادرمین چھوٹا پھر میری موت نہین ہی لیکن امیر با توقیر نے مجبور ہو کر عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تمھین اسے
مار وگے تو یہ مریگا عمرو نے کہا حمزہ رشوت کچھ دو تو ملک الموت کو بلاؤن صاحبقران نے فرمایا کیا واہیات
بکتے ہو ملک الموت نے بھی کہین رشوت لی ہی مگر تم اسکی قتل کردا کی پانچہزار تومان ہمسے لو عمرو نے کہا یہی چاہتا ہون
امیر نے روپیہ منگوا کر عمرو کو دیئے عمرو نے روپیہ تو نذر زنبیل کیے اور بڑا سا کڑھاؤ نکالا آگ جلوا کر سیسہ اسپر گرم کیا جب سیسہ خوب
پگھلا عمرو واُس کڑھاؤ کو اُٹھا کر ششمش کے برابر نہنگ کے لایا نہنگ نے منھ بند کر لیا عمرو نے ہتھوڑا داؤدی نکالکر جو منھ پر مارا جبڑا کا دانت نکا
لوٹکر حلق کے اندر جا رہا ایک درچہ بنگیا عمرو نے سیسہ اُسمین ڈالدیا بس سیسہ کا اُترنا تھا روده پرده سب جلکر خاک ہو گئے پیٹ پھٹنے لگا
ایک چار گھڑی تڑپا آخر کو جہنم واصل ہوا ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سنگباری ہوئی اولا برسا کہ یا الہی پھر کھڑکا ہل کے
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ساحر ششمش بود بمیرون نے اُسکے بہت خاک اُڑائی لیکن کچھ تدبیر نہ ہوسکی خاک اُڑا کر چلے گئے
اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر جسیم القامت مرا ہوا پڑا ہی سلاخ شیشے کی چھ تڑونکے درمیان سے گذر گئی ہی بال سر کے پیرون تک
ہین اور سیاہ فام ہی چھتیس چالیس ارنج کا ہی لنگ کھاروے کا بندھا ہی بہت شانے سے کہنی تک بندھے ہین عمرو نے دیکھا کہ بت
چاندی سونے کے جواہر نگار ہین کھولکر نذر زنبیل کر لیے بعد اُسکے امیر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی پاے فیل مین بندھوا کر آگے
سواری کے لیچلو امیر نے عمرو کو خلعت ایسا عنایت کیا کہ آج تک کسی کو نہ دیا تھا برق یا دو نے کہا کہ خواجہ یہ وہ کام
تمنے کیا ہی کہ کسی سے نہ ہو سکتا شعر غیر تو کس را نبود دسترس + آنچہ تو کردی نکند ہیچ کس + خواجہ ہم ساحر تھے لیکن ہمارا
حوصلہ نہ پڑا کہ ساحر ششمش کو ڈھونڈتے یا اُس سے سامنا کرتے یہ دل و جگر تمھارا ہی تھا عمرو نے کہا بی بی یہ سب تمھاری خاطر
سے مین نے کیا غرض حمزہ صاحبقران لاشہ ساحر ششمش کا پاے فیل مین بندھوا کر لیکے روانہ ہوے رخ لشکر اسلام کا کیا
مگر یہان شہر فرعونیہ کا حال سُنیے کہ اُدھر تو ساحر ششمش مارا گیا اُدھر شہر فرعونیہ مین زلزلہ ہوا گنبد مینائی کرچیان ہو کر
اُڑ گیا اور وہ جھنڈیان کہ ایک ایک علم معلوم ہوتا تھا وہ کاغذ بیرقین بنکر رہ گئین لڑکے اُسے لیکر لیگئے سنجتیارک نے
وہ تاریکی اور زلزلہ جو دیکھا فرعون سے کہا کہ ساحر ششمش مارا گیا فرعون پکارا او فرساق کیا واہیات بکتا ہی خبردار
ایسی بات پھر منھ سے نہ نکالنا نہین تو مار ڈالونگا کہ بعد دو گھڑی کے خبر آئی کہ گنبد مینائی کرچیان ہو کر اُڑ گیا اور وہ جھنڈیان
کہ ایک ایک علم معلوم ہوتی تھین وہ کاغذ کی ہو گئین لڑکے لوٹکر لیگئے سنجتیارک یہ سُنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا فرعون
حیران و پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ پہر دن رہے خبر آئی کہ حمزہ صاحبقران نے ساحر ششمش کو مارا عمرو دریا کے اندر
گھسکر اُسے پکڑ لایا لاشہ اُسکا پاے فیل مین بندھا ہوا حمزہ کے ساتھ آتا ہی یہ سُنتے ہی فرعون تو جیتے جی مر گیا سنجتیارک
نے کہا کہ مین نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کسواسطے کہ جب ساحر مرتا ہی تو اُسکی بنائی ہوئی شی مٹجاتی ہی غرض فرعون آکر
اپنے قصر پر بیٹھا لقا سنجتیارک سب اسکے پاس بیٹھے دیکھا کہ لاشہ ساحر ششمش کا پاے فیل مین بندھا ہوا لیے آتے ہین فرعون
نے پچھاڑ رونا پیٹنا وہان سے اُٹھا تمام شہر فرعونیہ مین ماتم برپا ہوا شہر بھر سیاہ پوش ہوا لیکن امیر داخل لشکر ہوے
بادشاہ سے ملازمت حاصل کی تمام حال بیان کیا کہ خبر آئی وہ جو لوگ پتھر کے ہو گئے تھے وہ سب انسان ہوے
سنگینی اُنکی برطرف ہوئی فرمایا کہ یہ سب شعبدہ ساحر ششمش کے جادو کا تھا عمرو نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا
شہنشاہ گیتی پناہ نے بہت بھاری خلعت دیا کہ اس عرصے مین یہ خبر اخبار رائم فرعون کا ساحر ششمش کے غم مین اور

احوال شہر فرعونیہ کا گذرا تھا کہ جھنڈیاں تو شہر سے لوٹ لیگئے اور گنبد مینائی کہ ایک ایک اینٹ سونے اور چاندی کی
معلوم ہوتی تھی اب وہ اینٹیں سنگ سرخ کی معلوم ہوتی ہیں عمرو عیار یہ خبر پڑھکر بہت اخبار نویسوں اور جاسوسوں پر خفا ہوا
کہ کوئی ایسی خبر دہشت اثر لاتا ہے خبردار اب اسطرح کی خبر نہ سنانا انھوں نے عرض کیا کہ اسمیں غلاموں کا کیا قصور ہے
جو کچھ وہاں ہوتا ہے ہم ٹھیک ٹھیک لکھتے ہیں عمرو کو ہول کے مارے دست آنے لگے برق جادو نے کہا کہ خواجہ میں
تمھیں ایک گنبد مینائی کے عوض دو بنا دونگی عمرو نے کہا کہ مجھے مکان سحر سے کام نہیں ہے مجھکو مطلب زر و مال سے
ہے غرض امیر نے عمرو کو بیس ہزار تومان دیئے اور بادشاہ نے بھی خلعت وزارت عنایت کیا سرداروں نے بھی حسب
لیاقت دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو اب تو غم نہیں ہے عمرو نے کہا حمزہ غم تو کب رفع ہوتا ہے مگر خیر آنسو پونچھ لیے بعد اسکے
امیر سب ساحروں کی طرف مخاطب ہوئے کہ صاحبو تمسے اقرار اسلام لانے کا ساحر شمشش کے مارے جانے پر تھا اب
وہ عنایت خدا سے جہنم واصل ہوا اب تم سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہو سب نے عرض کیا کہ ہمیں انکار کب ہے امیر نے
سب کو کلمہ تلقین کیا سب ساحر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ تیاری جشن کی کرو عمرو نے کہا ای شہریار
اسی جشن میں شادی غلام کی برق جادو کے ساتھ کر دیجیے امیر نے برق جادو سے کہا اسنے عرض کیا کہ میں کنیز ہوں
مجھے عذر کب ہے غرضکہ جشن ہوا اور شادی عمرو کی برق جادو کے ساتھ ہوئی امیر نے نکاح خود پڑھا عمرو وصل سے برق کے
کامیاب ہوا الغرض اسکے تمام ساحروں کو امیر نے رخصت کیا سب اپنے اپنے ملک کو گئے ملکہ مہتاب جادو قبیلا کو
روانہ ہوئی عمرو کہ شیر و برق کے باعث سے بیوہ تھی وہ ساتھ امیر کے رہی برق جادو نے عرض کیا کہ کنیز چاہ الماس
کو جائیگی یہاں بیروست ہو کر جو ماسے عمرو کے نہ رہیگی عمرو کا جب جی چاہیگا ملاقات کو میری چلا آئیگا امیر نے فرمایا کہ
ای ملکہ برق جادو کوئی قبائل عمرو سے مشتق خالی نہ کریگا کیا مقدور کسی کا جو تمہیں ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے اسلیے کہ
سب کو میرا بھی پاس خاطر ہے برق جادو نے کہا ای شہریار چاہ الماس کا بندوبست کون کریگا فرمایا کہ ادلوس جنی کو
بھیجو برق جادو نے ادلوس جنی کو اپنا نائب کر کے روانہ چاہ الماس کیا برق جادو نے پردہ نشینی اختیار کی
لیکن حال فرعون کا سنیے کہ مرنے سے ساحر شمشش کے نہایت اداس بیٹھا ہے کہ کیا کروں کیا نہ کروں کہ تختیارکس
نے کہا یا خداوند فرعون شاہ کارخانہ آپکی خدائی کا شمشش جادو کے دم تک درست تھا اب کیسے کیسا ہوگا اگر
خدا پرستوں نے طبل جنگ بجوایا تو کون مقابلہ کریگا فرعون نے کہا ای تختیارکس میں اپنے دوستوں کو نامے لکھتا ہوں
سب مدد کو آئینگے تختیارکس نے کہا اگر یہ ارادہ ہے تو پہلے عمرو سے چالیس روز کی مہلت مانگیے بعد اسکے اپنے
مددگاروں کو نامے لکھیے فرعون نے کہا ای تختیارکس میں نے کئی ہزار برس ایسا بہتر ہی تدبیر کی تھی حقیقت میں تو وزیر
باتدبیر ہے اسی وقت دبیر سے نامہ لکھوا کر عیار کے ہاتھ خدمت صاحبقران میں روانہ کیا یہاں دربار جم ہے سب سردار
موجود ہیں جسم پہنچی کہ ایلچی فرعون کا آتا ہے فرمایا آنے دو ہمارے دو بندہ آیا مجرا کیا نامہ پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا
لکھا تھا کہ یا حمزہ صاحبقران میں چالیس روز کی مہلت آپ سے مانگتا ہوں امیر نے اپنے ہاتھ سے پشت پر لکھ دیا
کہ کیا مضائقہ ہے اور ای فرعون اب بھی ہوش میں آ دعوی خدائی کا ترک کر معبود حقیقی کو پہچان جتنے تیرے ملک میں
سب تجکو دیدونگا بلکہ خراج بھی نہ لونگا دیکھ تجکو سے بڑا ایسا ساحر شمشش کا تھا اسے عمرو نے کسطرح مارا جب قضا آتی ہے
پھر نہیں ٹلتی ہزار ہا دلوں میں چھپے کیا ہو سکتا ہے یہی دلیل ہے خدا کے قادر مطلق ہونے کی غرضکہ بہت سے کلمات
نصیحت آمیز لکھکر نامہ عیار کو دیا اور خلعت سے سرفراز فرمایا وہ خوش خوش [illegible] نامہ دیا فرعون
مہلت پا کر بہت خوش ہوا اور اسی وقت دبیر کو بلوا کر حکم دیا کہ نامے ہمارے دوستوں [illegible] حمزہ سے اور سے

مقابلہ ہی اور تمام پہلوان اور گردن کش مارے گئے ساحر بھی کام آئے کوئی لڑنیوالا باقی نہین ہی اگر حق دوستی ادا کرنا ہو
تو آؤ اور شریک حال ہو کہ دوست وہی ہی جو برے وقت مین کام آئے شعر دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی جو نامہ کو دیکھتے ہی کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان دھوؤ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ
ایک نامہ سیہ ویر بن صرصر کو بھیجا اور ایک نامہ زیور شاہ زرنگاری کو روانہ کیا اور ایک نامہ بدر بن زلازل
پیکپقی پاس ارسال کیا ایک نامہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو لکھا اور جابجا ہر طرف سے نامے
روانہ کیے آپ مصروف عیش و عشرت ہوا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ فرعون نے ہر طرف نامے لکھے ہین لوگون کو
اپنی مدد کے لیے بلایا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہی پروردگار ہین کسی سے نہین ڈرتا یہی باتین ہو رہی تھین کہ باہر سے
بارگاہ کے آواز زنگولون کی بلند ہوئی عمرو نے کہا دیکھو تو عیار کہان سے آئے ہین کہ چوبدار باہر گیا آ کر عرض کیا
کہ ملک باختر سے عیار آئے ہین امیر نے فرمایا انھین سامنے ہمارے لاؤ جب وہ سامنے آئے وہ ثنا بجا لائے
عمرو نے دیکھا کہ شبرنگ بن قران و جانسوز بن قران ساتھ چند عیارون کے آئے ہین عمرو نے ہر ایک کو
گلے سے لگایا نوازش کی اور حال باختر کا پوچھا انھون نے کہا کہ ایرج نے بڑے ظلم کیے ہین کوئی شہر نہین چھوڑا
کہ جسے برباد کیا ہو اور لوگون کو ایذا نہ پہونچائی ہو فرنگو شہ مین تکیون خانہ ویران کو قتل کیا اقلیم بن جمشید اعظمی
شہید ہوا اعظلی آباد مین ملکہ جادو کو غوجان دریاباری کے ساتھ منسوب کیا اس شیرزن نے غوجان کو
پیچان کیا اور بھاگی ایرج نے اُسے ہفت درہ اعظلی آباد پر جا گھیرا اسد بن کرب غازی نے نقابدار بنکر
ملکہ جادو کو کٹہیون پر سوار کر کے قلعہ ذوالامان کو روانہ کیا آپ لشکر ایرج پر شبخون مار کر چلا گیا بعد اُسکے
ایرج تا اسفند حصار پر پہونچا چاہا کہ مال و خزانہ قبضے مین کرے سرہنگ کی نے بڑے بڑے کام کیے کہ مالک بن
ملکوت شاہ کو پکڑ لیگیا ایرج عیاری کر کے قلعہ مین گیا سب کو چھڑایا غلامون کو آپ کے قتل کیا سرہنگ کی
بھی آخر کو شہید ہوا مال و خزانہ آپکا ایرج نے برباد کیا یہ خبر سنتے ہی عمرو نہایت غیظ مین آیا امیر سے کہا کہ ای شہریار
اگر جا کر باختر مین اس بزانبچے کو سزائے معقول نہ دی ہو گی اور مال و اسباب اپنا نہ لیا ہو گا تو نام اپنا مہر سپہر عیاری
نہ رکھا ہو گا اس آفتاب پرست نے غضب کیا کہ کچھ میرا پاس و لحاظ بھی نہ کیا خوب اسنے میری اُستادی کا حق ادا کیا
حمزہ مین اب ایک دم یہان نہین ٹکنے کا امیر نے دیکھا کہ عمرو خزانے کے لٹنے کا حال سنکر ہوش مین نہین رہا ہی
فرمایا کہ اچھا خواجہ جاؤ اور اپنا مال و اسباب لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر جلد یہان آؤ اُن سب سے کہو کہ اگر اپنی
آزمائش کرنا ہو تو آئین جسکو خدا دے وہ صاحبقران زمانہ ہی عمرو نے کہا حمزہ ایسا ہی ہو گا سب کو شہر فرعون ہی لاؤنگا
غرض اُسی وقت عمرو نے سامان سفر مہیا کیا اور ایک ایک سے رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن امیر بارگاہ مین بیٹھے ہوئے
سرا پچہ سامنے سے کھلوا دیے تھے سیر صحرا کی کر رہے تھے کہ بیابان سے بگولہ گرد کا اٹھا جب وہ گرد غلطان یہان
قریب آئی تو دل گرد سے ایک پیادہ سر برہنہ پیدا ہوا آ کر سامنے بارگاہ سلیمانی کے کھڑا ہوا لوگون نے اُس سے پوچھا
کہ تو کون ہی کہان سے آیا اُسنے کہا کہ شاطر ہون بخیل باہر وکا درشہر سیقولیہ سے آیا ہون عرضداشت لایا ہون بیداد ہی
مجھے سامنے صاحبقران کے لیچلو کہ جواب و سوال کر کے چلا جاؤنگا امیر نے خبر سنکر اُسے بلایا اُسنے عرضی گذرانی
امیر نے کھولکر اُسے پڑھا دیکھا کہ سالم عرب اتالیق بخیل باہرو کا اُسنے لکھا ہی کہ یا صاحبقران دوران از قضائے الٰہی
بخیل باہرو دار دنیا سے عالم بقا کو کوچ کر گئے تابوت مین سے امانت رکھا ہی اور تمام مال و اسباب نقد و جنس
سربمہر جابجا رکھا ہی اب اس مقدمے مین جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے اطلاعاً گذارش کیا گیا صاحبقران نے

مقابلہ ہوا اور تمام پہلوانان کی طرف سے آتا ہی خدا جانے کہان جاتا ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوکے دوڑا عیار کو روکا
تو آدا اور شریک حال ہوکے بدنکو بلاتا ہی وہ غضنفر کے پاس آیا سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غضنفر نے پوچھا کہ
در پریشان حالی و درماندگی ہم ہو اُسنے تمام احوال داراب کا بیان کیا اور کہا کہ عرضی طربدخان کی شاہزادہ
ایک نامہ پرویز بن ہرمز کو بھیجا اور نے عرضی اُس سے لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ نورالدہر پاس جانے کی
کچھ بھی پاس ارسال کیا ایک نامہ صادر کو پڑا کرتا ہون اور اُسی وقت بوق بجائی لوگ اسکے تیار ہونے لگے
روانہ کیجیے آپ مصروف عیش و عشرت ہوا اپنے بارہ ہزار قزاق تیار ہو گئے تھے غضنفر اُس عیار کو ساتھ لیکر تیری
اپنی مدد کے لیے بلایا ہی فرمایا کچھ پروا نہیں کا خیمہ آکر سامنے شہر زرین یعنی شہر و خم کے استادہ ہوا لشکر داراب کا
بارگاہ کے آواز زنگولون کی بلند ہوا اور اسی ہزار نیزہ دار مالک اژدر کے علاوہ اُسکے ہین غضنفر دن کو داخل
کہ ملک باختر سے عیار آئے ہین نے دروازہ قلعہ کا بند کروا لیا مستعد جنگ ہوکر بیٹھا کہ عیار نے آکر غضنفر کا حال
عمرو نے دیکھا کہ شہر تنگ ہوا ہی طربدخان یہ سنکر چپ ہو رہا مگر غضنفر بن اسد دو پہر رات گئے آکر لشکر داراب
گلے سے لگایا نوازش کی بارہ ہزار تلوار برسنے لگی آب پرستون مین ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا داراب
کہ جسے برباد کیا ہوا تھا مین اسکے ساتھ جلتی ہوئین آتے آتے وہان پہونچا جہان غضنفر لڑ رہا ہی اور قتل کر رہا ہی
شہر ہوا غلغلی آدمی تلوارین مار رہا ہی ایک غلغلہ ہوا آب پرست بھاگتے پھرتے ہین کوئی منہ پر چڑھ نہین سکتا
پہچان کیا اور یہ کہ رہے ہین کوئی آب پرست مقابلہ نہین کر سکتا کہ داراب نے نعرہ کیا او دیوانے کہان جاتا ہی
ملک جادو کے آیا ہین کیا تجکو ایرج کی طرح سمجھا ہی غضنفر پکارا او آب پرست دھوبی بچے عمرو کے تصدق سے
ایرج کریاک ہوا ہی مین تجکو ایرج سے بدتر جانتا ہون اور یہ کیا مردمی اور جرأت ہی کہ تو یہان والون کو تنگ کر رہا ہی
ملکوی بہادری کا ہی تو قلعہ ذوالامان ہی سب جمع ہین وہان چلکر لڑ آزمائش اپنی کر ان لوگون کو کیون تنگ کرتا ہی
مین چلتا ہون تو بھی قلعہ ذوالامان پر چل اُدھر سے داراب پکارا کہ تو نے اتنے لوگ میرے مار ڈالے ہین مین کیا
تجھے زندہ چھوڑتا ہون غضنفر پکارا کہ مجھکو تو کیا حلوا سمجھا ہی یہ کہکر تلوار ماری داراب نے سپر پر روکی غضنفر نے
دوسری تلوار ماری داراب نے وہ بھی روکی پھر تو غضنفر بہت بس پڑا کہ داراب کو روکنا مشکل پڑ گیا مگر شاگرد بھی عمرو کا
پٹ نہین کہاتا ہی غضنفر نے دیکھا کہ آب پرست مار نہین کھاتا بس کچھ سوچکر تلوار باگ پر گھوڑے کے ماری کہ
فرمایش گھوڑا پالان ہوکے چلا داراب گھوڑے کو روکنے لگا غضنفر نے تلوار جو ماری گوشہ سپر کو قلم کرکے سر پر
لگی رکے پڑی کہ تین اُنگل اُتر گئی داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر سر سے خون جاری ہوا زخم
سر بھی جاہا کہ غضنفر کا تعاقب کرے وہ گھوڑا اُڑا کر اتنے عرصے مین دور نکل گیا کہا کہ تجکو مار ڈالنا منظور نہین ہی
اور بوق بجا اپنے قزاقون سمیت راہی ہوا داراب زخمی ہوکر اپنے خیمے مین آیا وہ لوگ جو مارے گئے تھے اُنکی لاشین
اُٹھوائین وارثون کو اُنکے تسلی دی اپنے زخم مین ٹانکے لگوائے اور لشکر اپنا آراستہ کرکے شہر زرین سے دست بردار ہوکر
قلعہ ذوالامان کا راستہ لیا انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑتے

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج نے لاہوت شاہ کو پہلے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ کیا ہی وہ کوچ بکوچ قریب شہر ذوالامان کے
پہونچا مظفر بن ضیغم خون آشام نے قلعہ ذوالامان کو آراستہ کیا آپ فوج لیکر باہر آیا اُدھر سلیمان شاہ لشکر
آراستہ کرکے ملک سبائل سے باہر آیا اُدھر لاہوت شاہ کا لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا لاہوت شاہ نے

دبیر کو بلا کو حکم دیا کہ نامہ لکھو سلیمان شاہ کو اس مضمون کا کہ مین ایرج کی طرف سے یہان آیا ہون ملکہ گیتی افروز کو
ایرج کے واسطے بھیجدو اور ناموس عمرو کا ملکہ سرو سیمین تن میرے واسطے لیکر چلے آو تو بہتر ہی نہین تو زبدہ آفتاب پر
آتا ہی تمھے مار کر چھین لیگا تمھارے سمجھانے کو یہ نامہ لکھا ہی جب نامہ لکھا جا چکا تو شہیم زنگی کو دیا کہ یہ نامہ تو جا کر
سلیمان شاہ فارسی کو دے اور جواب اسکا لے آ شہیم زنگی نامہ لیکر روانہ ہوا وہان سلیمان شاہ بارگاہ مین بیٹھا ہی
کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایلچی لاہوت شاہ کا حاضر ہی کہا بلا لو جو شہیم زنگی سامنے آیا نامہ دیا سلیمان شاہ نے
دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے اُسکے سلیمان شاہ آگاہ ہوا جواب اُسکا لکھدیا کہ یہ ناموس صاحبقران
دوران ہی اور ہم اسی کی حفاظت کے لیے یہان ہین ہماری زندگی مین کوئی انکی طرف دیکھ نہین سکتا پہلے ہمین قتل کریگا
تو انکی طرف رخ کریگا اور ایرج آئیگا تو کیا کریگا شہیم زنگی جواب نامے کا لیکر روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی نے
ایک نامہ تو نور الدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ ای شاہزادہ جہان نور الدہر بیٹا بدیع الزمان قلعہ ذو الامان
پر ایرج کی طرف سے لاہوت شاہ آچکا ہی اب آمد ایرج کی خبر لگی ہوئی ہی آپ جلد تشریف لائیے نہین تو ناموس
برباد ہوگا اور ایک عیار کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کیا اور چند نامے ملک باختر والون کو لکھے اعانت چاہی ادھر
شہیم زنگی نے نامے کا جواب لاکر لاہوت شاہ کو دیا اُسنے پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اُسی وقت ایرج کو عرضی لکھی
کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو سلیمان شاہ سے طلب کیا تھا وہ نہین دیتا بر سر فساد ہی بغیر آپ کے آئے کچھ کام
نہ نکلیگا یہ نامہ جو ایرج کو پہونچا اُسی وقت طرماسپ بن طہماس کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے روانہ کیا
اور آپ بھی لشکر آراستہ کر جہازو کشتیون پر سوار کرکے پیچھے طرماسپ کے روانہ ہوا اور ادھر نامہ سلیمان شاہ کا
جو نور الدہر کو پہونچا نامہ پڑھتے ہی لشکر مین حکم دیا کہ تم سب سفر یار سپہر تاجدار کے ساتھ آؤ مین چلتا ہون
پہلے قلعہ ذو الامان پر جلد پہونچنا چاہیے یہ کہکر وہ تنہا گھوڑے پر بیٹھکر روانہ ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ
پیچھے کوئی کمند گرا اور اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھلی ایک دیو سامنے کھڑے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ ای
شہریار یہی گنہگار آپکو لایا ہی کہا کیا کام ہی وہ رونے لگا کہا کہ مجھے اس قدر وقاحت ہے سامنے ہوتے شرم نہین آتی
ارے مطلب تو اپنا بیان کر کچھ نام و نشان سے تو آگاہ کر کہا کہ نام میرا دیو مراد ہی مگر نامراد ہون مجھے اسواسطے
لایا ہون کہ مراد کو اپنی پہونچون کہا کہ مراد اپنی بیان کر دیو مراد نے عرض کیا کہ مین ایک پریزاد پر عاشق ہون اور
وہ مجھے محبت رکھتی ہی ایک روز مین اپنی معشوقہ کو اپنے پہلو مین لیے بیٹھا تھا شراب خواری کر رہا تھا کہ دیوازدہ ہاش آیا
اور میری معشوق پر عاشق ہوا مجھسے کہا کہ اس پریزاد کو مجھے دے مین نے انکار کیا وہ زبردست تھا مجھے تو اسنے
مار کر ہٹا دیا اور میری معشوقہ کو لیکر چلا گیا مین اُسکے واسطے بیقرار ہون آپ شہزادۂ نور الدہر ہین میرا معشوق مجھکو دلوائیے
کہا کہ مکان دیوازدہ ہاش کا کہان ہی عرض کیا کہ یہ دو دم مسافت مین کہا کہ تو مجھے وہاں لے چل مجھے بہت دنیا ہی
بہت جلد جانا ہی لیکن پہلے میری معشوقہ کو مجھے ملا دینگا تو دیا زنگا اُسنے کہا بہت خوب اور راستہ ادھر پر داروکر آگے
روانہ ہوا قریب مکان دیوازدہ ہاش کے لاکر اُتار دیا اور رستہ بتا دیا کہ وہ سامنے مکان دیوازدہ ہاش کا ہی مین وہ رہتا ہی
نور الدہر نے کہا تو بھی موجود رہ مین جاکر اُسے سزا دیتا ہون دیو مراد بولا مین حاضر ہون نور الدہر وہان سے چلا اور
دیوازدہ ہاش کے مکان مین بے خوف و خطر چلا آیا اُس وقت پہونچا کہ دیوازدہ ہاش بیٹھا ہوا پریزاد سے کہ رہا ہی کہ کچھ قبول کیا
نہین تو مار ڈالونگا وہ پریزاد کہ رہی ہی کہ چاہے جان دینا گوارا ہی مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی اور اگر بد فعلی کریگا تو اپنا
گلا کاٹ کے مر جاؤنگی مجھے دیو مراد نزدیک دیوازدہ ہاش تحسین کر رہا ہی کہ سامنے سے نور الدہر دکھائی دیا

دیو پکارا کہ او آدمزاد کہاں سے آیا ہی کہ شاہزادے نے اُس پریزاد کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں اُسکے بندھے ہوئے ہین اور دیو اژدر دہاش
شنقین کر رہا ہی کہ نورالدہر نے نعرہ کیا او قرمساق ظالم تو نے غضب کیا کہ دیو مراد کی معشوق کو چھین لایا آیا ہون کہ تجھکو
سزا دون منم برادر زلزلہ قاف ثانی سلیمان نورالدہر بن بدیع الزمان دیو اژدر دہاش پکارا کہ او آدمزاد تو مجھے
دھمکاتا ہی دیکھ تیری کیسا حالت کرتا ہون اور دوڑ کر دار شمشاد شاہزادے پر ماری نورالدہر نے اُسے خالی دیا
وار زمین پر پڑی کہ خاک مین در آئی گرد اُڑی دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہوا نورالدہر
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار حریف تیرا مین موجود ہون کسکو تو نے مارا کسکا کام تمام کیا یہ نعرہ کر کے ہاتھ سے دیو کے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تا دیر کشتی رہی ایک مقام پر نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ شانے سے ہاتھ اُکھڑ آیا
دیو بلبلاتا ہوا بھاگا نورالدہر نے اُس پریزاد سے کہا کہ چل دیو مراد تیرے واسطے بیقرار ہی پریزاد شاہزادے
کے ساتھ ہوئی اُدھر سے دیو مراد آتا تھا دوڑ کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹا گرد پھر اُلفت ہوا وہان سے
اُس پریزاد سمیت اپنے مکان مین نورالدہر کو لایا دعوت کی نورالدہر نے کہا ای دیو مراد خدا نے فضل کیا تو اپنے
مراد کو پہونچا اب مجھے پردۂ دنیا مین پہونچا دے اُسنے کہا مین غلام ہون جہان فرمائیے وہان لیجاؤن اور اپنی معشوقہ
کو اپنے مکان مین چھوڑ کر شاہزادے کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے روانہ ہوا چوتھے روز پردۂ دنیا مین پہونچا
گذر شہر عجم کی طرف سے ہوا دیکھا کہ لشکر عظیم وہان اُترا ہوا ہی نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ مین زمین پر اُترکے
دیکھون کہ یہ فوج کسکی ہی دیو مراد شاہزادے کو زمین پر لایا نورالدہر نے دیکھا کہ بدر بن زلزال حبشی قلعہ پر یورش
کیے چلا جاتا ہی اور قلعہ پر سے گولہ برس رہا ہی وہ کافر دکرتا ہوا چلا جاتا ہی نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ اسکو تو
پکڑ لا دیو مراد گردن بدر کی پکڑ کر اُٹھا لایا نورالدہر قلعہ کے اندر آکر اُترا تھا مہربان قہرمان نے آکر دوزانو ادب کیا
نورالدہر نے حکم دیا کہ بدر بن زلزال کو لیجا کر زندانخانے مین اسیر رکھ اور آپ فوج لیکر قلعہ سے باہر آیا اور
لشکر بدر پر گرا قتل کرنا شروع کیا تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیا فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی نورالدہر پھر کر
قلعہ مین آیا تھا پھر مہربان قہرمان نے دعوت کی کہ لشکر بدر کا بھاگکر برہمن جادو کے پاس گیا تمام حال بدر کے گرفتار ہونے کا
اور نورالدہر کے آنے کا بیان کیا برہمن نے کہا کہ مین ہر چند اُس نالائق سے منع کرتی ہون کہ تو خدا پرستون
سے ارادہ نہین اتنا خبر سنیگا بدر کی رہائی کے واسطے روانہ ہوئی یہان نورالدہر نے دیو مراد کو رخصت کیا
آپ عیش و عشرت مین مصروف ہوا رات کو زیر نگین بیہوش سوتا تھا کہ برہمن جادو آئی نگاہ جو نورالدہر پر پڑی
دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوئی پہلے سحر کر کے شاہزادے کو بیہوش کیا اور اُٹھا کر اپنے پاس رکھا بدر بن زلزال
کو زندان سے رہا کر کے جزیرۂ خندق مین لائی بدر نے کہا کہ ای ملکہ برہمن جادو اِس شیر حمزہ کو مجھے حوالے کر
کہ مین قتل کرون اُسنے کہا کہ بیٹا نامراد و نالائق تجھکو اس سے کیا سروکار ہی اُسنے کہا اگر تم مجھے نورالدہر کو
نہ دوگی تو مین تمھارے پاس نہ رہونگا چلا جاؤنگا اُسنے کہا جا مین تیری خواہان نہین ہون بدر بن زلزال تو برہم
چلا گیا اب یہ نورالدہر کو صحبت مین لائی اور ہوشیار کیا آنکھ جو نورالدہر کی کھلی اپنے کو غیر صحبت مین پایا شخص
ایک جادوگرنی کو دیکھا برہمن جادو نے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہون اور تیری محبت مین اپنے دوست قدیم کو بھی نکالا
نکالا یا نورالدہر بولا ای برہمن جادو ہمارے خاندان مین کوئی جادوگر سے صحبت نہین ہوتا مجھے تیرا مطلب
حاصل نہ ہوگا اُسنے کہا تو مین تجھے مار ڈالونگی شاہزادے نے کہا اگر میری قضا تیرے ہاتھ ہی تو مار ڈال اُسنے ہر چند
چاہا کہ شاہزادہ کسی طرح راضی ہو نورالدہر راضی نہ ہوا تھجلا کر برہمن نے کہا کہ اچھا رہ جا صبح کو تیرے

کباب کرکے کہاؤنگی اور کہا کہ اسوقت اسکو لیجا کر زندانخانے میں رکھو لوگ لیگئے قید میں ڈالا لیکن بیٹی جو برہمن جادو کی
کہ نام اسکا مشک افشان جادو تھی اسکو نورالدہر کی جوانی پر رحم آیا رات کو اُسے زندانخانے سے نکالکر صندوق
میں بند کر دریا میں بہا دیا صبح کو برہمن جادو نے کہا کہ لاؤ نورالدہر کو میں کباب کہاؤنگی لوگ جو زندانخانے میں
گئے شاہزادہ کو نہ پایا جاکر برہمن جادو سے کہا کہ نورالدہر غائب ہوگیا برہمن کو نہایت غصہ آیا پکاری کہ
ایک ایک کا پیٹ چاک کرونگی نہیں تو سچ بتاؤ کہ نورالدہر کیا ہوا آخر کو لوگون نے ڈر کے مارے کہدیا کہ ملکہ
مشک افشان جادو یہان آئی تھین بس سنتے ہی جاکر اپنی بیٹی کو پکڑا پوچھا کہ او بدبخت تو نے اُس خداپرست کو
کیا کیا اُسنے کہا کہ اماجان میں نے اُسے دریا میں بہا دیا برہمن بہت خفا ہوئی اور کمال رنجیدہ ہوئی بہت برا بھلا کہا
مگر اب کیا ہوتا ہے بدر جوش سے بگڑ کر چلا جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچا دل میں سوچ رہا ہی کیا کرون میں ناحق
چلا آیا غرضکہ رات وہین بسر کی صبح کو پنجہ اٹھا کر لیگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے برہمن جادو کے پایا پوچھا کیون
یاد کیا ہی برہمن نے چھوٹ جانا نورالدہر کا بیان کیا بدر نے کہا صاحب وہ نادان بچہ تھی نادانی سے ایسی
حرکت اُس سے سرزد ہوگئی تم کاہے کو غصہ کرتی ہو غرض اب برہمن اور بدر سے صحبت گرم ہوئی یہ دونو
مصروف عیش و عشرت میں ایک روز بدر اور برہمن بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہین کہ نشہ شراب میں
گیتی افروز یاد آئی آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور رونے لگا برہمن نے پوچھا کہ ارے تو کیون روتا ہی کیا ہوا
بدر پکارا ای برہمن کیا کہون میں ایک مدت سے گیتی افروز پر عاشق ہون میری جان اُسپر جاتی ہی اور
ان دنون میں سنا ہی میں نے کہ لاہوت شاہ قلعہ ذوالامان پر آیا ہی چاہتا ہی کہ گیتی افروز کو ایرج کے [illegible]
لے میں جاکر خداپرستون کو مار کر گیتی افروز کو لے آؤنگا مجھکو قلعہ ذوالامان جانے کی رخصت تو دے
اور میری مددگار بھی رہ یہ سنکر برہمن آگ ہوگئی کہا کہ او نابکار میں نے تمام زمانے کا چین تجھپر کردیا تیرے واسطے
ہر وقت جان پر کھیلی رہتی ہون کہان کہان سے تجکو چھڑایا اور تو میرے سامنے سوت کا نام لیتا ہی او سنگدل تجکو
شرم نہیں آتی اور کبھی تو خداپرستون پر غضبناک ہوا جواب تو یہ باتین بناتا ہی تیرے واسطے میں نے
خفتان مریخ بدر نے سائی اور پھر تو یہ باتین میرے منہ پر کرتا ہی خالا کا عشق تجھے چرایا ہی خبردار پھر میرے
سامنے ایسا ذکر نہ کرنا بدر نے کہا ای برہمن جادو میں مرتا ہون گیتی افروز پر ایک مدت سے میری جان
اُسپر جاتی ہی اور تو کیسی میری عاشق ہی کہ محبوب کو میرے نہیں لا دیتی جب تو میرے برے وقت میں کام نہ آئی
تو میں کیا تجھے لیکر چاٹونگا اگر تو نہ شریک ہوگی تو میں اکیلا جاؤنگا اپنی معشوقہ کو لاؤنگا اور اگر وہ ایرج کے ہاتھ
لگ گئی تو پھر رو پیٹکر رہجاؤنگا میں بغیر جائے نہ رہونگا تیرے شغل سے مجھے کام نہیں بس یہ سنتا تھا کہ برہمن جادو نے
ایک دو ہتڑ اُسکی پیٹھ پر مارا کہ جا اپنے کیے میں نے خفتان بھی تجکو بخشی تو جہنم واصل ہو جا یہ
سنکر بدر بہت خوش ہوکر اٹھا خیمے سے باہر آیا اپنے لشکر کو آراستہ کیا [illegible] سوار اور پیدل کی جمعیت تھا ذوالامان کو روانہ

اب وہ داستان نورالدہر کی بیان کیے جاتے ہین

الغرض صندوق شاہزادہ نورالدہر کا بہتا ہوا جہاز پاس ابوالقاسم سوداگر کے پہونچا ابوالقاسم بھی مسلمان تھا
اُسنے صندوق کو نکلوایا کہولا سمجھا تھا کہ اسمین مال ہی کا مال تو نہ پایا ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہوا ہی
حیران ہوا کہ یہ کون ہی پھر جب اُسکے جو پڑھا معلوم ہوا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہی ہر چند تدبیر کی لیکن
شاہزادہ ہوش میں نہ آیا آخرکار عاجز ہوکر دل کو طرف خدا کے رجوع کیا اور دعا مانگنا شروع کی

یکبارگی خضر علیہ السلام نمایاں ہوا اور اُن حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ ردِ سحر ہوا شاہزادہ ہوش میں
آیا قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نورالدہر نے ابوالقاسم سے پوچھا کہ اب تم کسطرف جاؤ گے
اُسنے کہا کہ ملک سباحل کو جاؤنگا نورالدہر نے کہا ہاں اسی طرف چلو ابوالقاسم کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز شاہزادہ
واسطے شکار کے جہاز سے اترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نورالدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہرن
بھاگا اب آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نورالدہر آخر قریب ایک باغ کے پہونچکر اُسے صید کیا اور اُٹھا کر صید کو خوش و خرم
داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہے کہ بیچ میں نہر ہے ایک طرف بارہ دری باغ سرسبز و شاداب ہے میوہ لگا ہوا کہ
گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے آنکھوں میں تری آتی ہے غرضکہ نورالدہر سیر باغ کی کرتا ہوا چلا آتا ہے
کہ کوئی جگہ موقع کی ہو تو وہاں بیٹھکر ہرن کے کباب لگا کے کھائے کہ پائینوں کی گمک کی صدا کان میں آئی اُسی طرف کو
روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین کا آپ یہ سوچے کہ
خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے پس پا ہا کہ اُدھر سے پھرے کہ یہاں اُن جلسے والیوں کی نظر جو شاہزادے پر پڑی غل ہوا
کہ ارے یہ نامحرم کہاں سے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متحیر ہو کر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بے مثال پر پڑی
بے ساختہ منہ سے واہ دل سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان جبین سے آثار شاہی و شہریاری چہرے پر ہویدا ہیں پکار کر کہا
کہ ارے یہ کوئی مسافر ہے جو یہاں آسائش کی جگہ دیکھکر آگیا ہے اور عالی نسب معلوم ہوتا ہے اسے بلاؤ ہمارا مہمان ہے
میں آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہاں تشریف لائیے ہماری ملکہ آپ کو بلاتی ہیں آپ یہاں سے کیوں
پھرے جاتے ہیں اور کوئی یہاں ایذا رساں نہیں ہے یہ سنکر نورالدہر لپٹا اور اُس صحبت میں آیا نگاہ ملکہ پر پڑی ایسا
ماہ حسن کو جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق زار ہوا ملکہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانے والیاں
موجود تھیں ملکہ نے جام شراب کا بھر کر ہاتھ میں شاہزادے کے دیا نورالدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم حال اپنا بیان کرو
کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ اے شہریار پہلے اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اور یہاں آنے کا حال بیان کیجیے تو میں بھی
عرض کروں نورالدہر نے کہا کہ میں نبیرہ حمزہ صاحبقران ہوں اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعہ ذوالامان کو
جاتا تھا راہ میں یہ سانحہ پیش ہوا ایسا اتفاق کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید تو کیا لیکن آپ کی کمند زلف میں اسیر ہوا
اب اے ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا اے شہریار یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ملک منصور حصار
ہے بادشاہ وہاں کا ذوالقاب زنگی ہے میں اُسکی بیٹی ہوں ملکہ ماہ مہ سیما میرا نام ہے اس باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپ کا
گلزار حسن دیکھکر کلی میں گلشن جمال ہوئی نورالدہر نے کہا کہ مذہب تمہارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہوں سمجھو
زہرہ شاہ باختر کے اور کوئی خدا نہیں ہے نورالدہر نے کہا کہ اے ملکہ لقا کیا فاسق ہے اُسمیں اتنی قدرت کہاں ہے
کسی کو پیدا کریگا یہ کیا خدا کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے سب ملک اُسکے چھین لیے قبول خدائی اُسکے
برباد کردی اب وہ بھاگ کر فرعون کو گیا ہے اُسپر لعنت کرو دین اسلام اختیار کرو اُسنے کہا اگر یہی ہے تو میں نے لعنت کی
لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر نورالدہر نے کلمہ بتایا ملکہ نے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اور اپنی سہیلی والیوں
کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا اے شہریار میں
آپ کی کنیز ہوئی لیکن آپ سے علاقہ ہے جہاں چاہیے لیجیے یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے نورالدہر نے کہا اے ملکہ ہمارے
خاندان میں اسکا عیب ہے عورت کو ساتھ لیکر بھاگتے نہیں اگر خدا فضل کریگا تو تمہارے باپ کو مسلمان کر کے تمکو
لیجاؤنگا ملکہ بولی کہ اچھا جسدہ اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہیں تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہو گے

نورالدہر پکارا اے ملکہ تم ابھی مجھسے واقف نہین ہو تمنے ہماری جرأت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار اور
لاکھ اور کروڑ سب برابر ہین تم دیکھو کہ کیا ہوتا ہے اور اگر تم اجازت دو تو جا کر بارگاہ مین گھسکر ذوالقاب زنگی کو پکڑ لاؤن
ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم و گمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جاکر اُسے پکڑ لاؤگے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو پکڑنے کو
نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ سیما کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہو کر گئی اور خلوت مین
ذوالقاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہو کر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے کہ
او لکاتہ تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہے خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مار کر آپ وہان سے
دربار مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے
ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا علمدار دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی
اور پکاری کہ دوریان غضب ہوا آپ کا باپ فوج لیے ہوئے آیا ہے باغ کو گھیر لیا ہے اب اندر باغ کے آتا ہے یہ سنتے ہی
ملکہ کی رنگت سفید ہو گئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبرائی ہو وہ آتا ہے آنے دو کیا کریگا ہمارا کچھ
اندیشے کا مقام نہین ہے اُسنے کہا ہان صاحب مین تمھارا سا دل کہان سے لاؤن اور صحبت والیان بھاگ گئین لیکن
کوئی کسی طرف کوئی کسی جانب جاکر چھپی کہ سامنے سے ذوالقاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس
بیٹھے ہوئے نعرہ کیا کہ او بے ادب ناموس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے اور تلوار کھینچکر دوڑا نورالدہر پکارا او کافر بے ناموس میرا ہے تو یہان گھس آیا ہے سزا اسکی معقول پائیگا اور جس طرح
بیٹھا تھا باطمینان تمام ہتھیار باندھکے ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذوالقاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اُسوقت
شاہزادہ دونون گھٹنے ٹیککر اُٹھا آئی تلوار سنبھال مین کر کے جھٹکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھینلی اور کمر پیٹ ہاتھ ڈالکر زور کر کے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ چارون شانے چت گرا چاہا کہ تا اُسنے کہ مونڈھے کی کھال کر سنبھلون کہ نورالدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہو گیا
شاہزادہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کندہ زانو کو دبا کر کہا کہ حالا ورشناختن پروردگار ہے ہمی کوئی بہتر ہے کہ دین
اسلام اختیار کر لعنت کر زمرد شاہ باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور رحمت
لقا کی پس اُسکا زنگ کفر بالا دل پر سے دور ہوا اور آئینہ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذوالقاب زنگی نے کہا
اے شہریار مین نے غلامی آپ کی اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین مین نے اُسپر لعنت کی نورالدہر نے
کلمہ طیبہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ اے شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نورالدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور
اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی
بتخانے تڑوائے سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ سیما کا ساتھ نورالدہر کے ہوا
ایک ہفتہ شاہزادہ یہان رہا بعد اُسکے ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لیکر کوچ بکوچ ملک سائل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعۂ فہ الامان کے بیان کیے جاتے ہین

ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہے اُدھر سلیمان فارسی و مظفر بن حنیفہ و نون اشام کا لشکر اُترا ہے اور نامہ پیام
ہو چکا ہے لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا سنکر حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی بجا ہرکارے جو لشکر
اسلام کے لگے ہوئے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ
بجا ہے کل ارادہ ہے اُنکا کہ معرکہ آرا ہے خبر دہ مین سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی

کہ یکدفعہ خضر علیہ السلام نمایان ہوا اور اُن حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ روشن ہوا شاہزادہ بیٹھا اور دیکھا تو حضرت
آیا قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نور الدہر نے ابو القاسم سے پوچھا کہ اب تم کسطرف جاؤ گے
اُسنے کہا کہ ملک سبا کو چلونگا نور الدہر نے کہا ہان اسی طرف چلو ابو القاسم کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز شاہزادہ
واسطے شکار کے جہاز سے اترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نور الدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہرن
بھاگا آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نور الدہر آخر قریب ایک باغ کے پہونچکر اُسے صید کیا اور اُٹھا کر صید کو خود
داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہے کہ بیچ مین نہر ہے ایکطرف بارہ دری باغ سرسبز و شاداب ہے میوہ لگا ہوا
گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہین کہ جنکے دیکھنے سے آنکھون مین تری آتی ہے غرضکہ نور الدہر سیر باغ کی کرتا ہوا چلا آتا ہے
کہ کوئی جگہہ موقع کی ہو تو وہان بیٹھکر ہرن کے کباب لگا کے کھائے کہ بائین کی گمک کی صدا کان مین آئی اُسی طرف کو
روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین کا آپ یہ سوچے کہ
خدا جانے یہ کسکا نامحرم ہے بس پلٹا کہ اُدھر سے پھرے کہ یہان اُن جلسے والیون کی نظر جو شاہزادے پر پڑی تو ال
کہ ارے یہ نامحرم کہان سے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متعجب ہو کر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بیمثال پر پڑی
بیساختہ منہ سے واہ دل سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان جبین سے آثار شاہی و شہریاری چہرے پر ہویدا ہین پکار کر کہا
کہ ارے یہ کوئی مسافر ہے جو یہان آسائش کی جگہہ دیکھکر آگیا ہے اور عالی نسب معلوم ہوتا ہے اُسے بلالو ہمارا مہمان ہے
پس آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہان تشریف لائیے ہماری ملکہ آپ کو بلاتی ہین آپ یہان سے کیون
پھرے جاتے ہین اور کوئی یہان ایذا رسان نہین ہے یہ سنکر نور الدہر پلٹا اور اُس صحبت مین آیا نگاہ ملکہ پر پڑی اُس
ماہ حسن کو جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق ہوا ملکہ نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانا سننے لگے
سوچ میں ملکہ نے جام شراب کا بھر کر ہاتھ مین شاہزادے کے دیا نور الدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم حال اپنا بیان کرو
کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ ای شہریار پہلے اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اور یہان آنے کا حال بیان کیجیے تو مین بھی
عرض کرون نور الدہر نے کہا کہ مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہون اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعہ ذو الامان کو
جاتا تھا راہ مین یہ سانحہ درپیش ہوا یہانتک کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید کر لیا لیکن آپ کی کمند زلف مین اسیر ہوا
اب اے ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ملک منصور حصار ہے
ہے بادشاہ وہان کا ذو القاب زنگی ہے مین اُسکی بیٹی ہون ملکہ ماہ سیما میرا نام ہے اپنے باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپکا
گلزار حسن دیکھکر گلچین گلشن جمال ہوئی نور الدہر نے کہا کہ مذہب تمہارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہون
زمرد شاہ باختر کے اور کوئی خدا بھی ہے نور الدہر نے کہا کہ ای ملکہ لقا کیا فاسق ہے اُسمین اتنی قدرت کہان جو
کسی کو پیدا کریگا یہ کیا خدا کہ بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے سب ملک اُسکے چھین لیے قبلول خدائی اُسکے
برباد کردی اب وہ بھاگ کر فرعون کو گیا ہے اُسپر لعنت کرو دین اسلام اختیار کرو اُسنے کہا اگر یہی ہے تو مین نے لعنت کی
لقا پر اور اُسکے پرستارون پر نور الدہر نے کلمہ بتایا ملکہ نے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اور اپنی سہیلی و والیون
کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام پر جام ارغوانی گردش مین آیا اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا ای شہریار مین
آپ کی کنیز ہوئی لیکن آپ سے ملاقات ہے جب آپ جانا چاہیے لیجیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے نور الدہر نے کہا ای ملکہ ہمارے
خاندان مین یہ اسکا عیب ہے عورت کو ساتھ لیکر بھاگتے نہین اگر خدا فضل کریگا تو تمہارے باپ کو مسلمان کرکے تمکو
لیجاونگا ملکہ بولی کہ صاحب اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہین تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگے

نورالدہر پکارا ای ملکہ تم ابھی مجھسے واقف نہین ہو تمنے ہماری جرأت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار اور
لاکھ اور کڑوڑ سب برابر ہین تم دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اور اگر تم اجازت دو تو جا کر بارگاہ مین گھسکر ذوالقاب زنگی کو پکڑ لاؤن
ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم وگمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جاکر اُسے پکڑ لاؤگے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو پکڑنے کو
نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ مینا کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہو کر گئی اور خلوت مین
ذوالقاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہوکر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے کہ
او لکاتہ تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہی خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مار کر آپ وہان سے
دربار مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے
ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا محلدار دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی
اور پکاری کہ ویران غضب ہوا آپ کا باپ فوج لیے ہوئے آیا ہی باغ کو گھیر لیا ہی اب اندر باغ کے آتا ہی یہ سنتے ہی
ملکہ کی رنگت سفید ہوگئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبراتی ہو وہ آتا ہی آنے دو کیا کریگا ہمارے کچھ
اندیشے کا مقام نہین ہی اُسنے کہا ہان صاحب مین تمھارا سا دل کہان سے لاؤن اور صحبت والیان بھاگ گئین لیکن
کوئی کسی طرف کوئی کسی جانب جاکر چھپی کہ سامنے سے ذوالقاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس
بیٹھے ہوئے نعرہ کیا کہ او بہ باد کن ناموس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا دیکھا کہان میرے
ہاتھ سے اور تلوار کھینچ دوڑا نورالدہر پکارا او کافر یہ ناموس میرا ہی تو یہان گھس آیا سزا اسکی معقول پائیگا اور جس طرح
بیٹھا تھا با طمینان تمام ہتھیار باندھ ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذوالقاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اُسوقت
شاہزادہ دونون گھٹنے ٹیککر اُٹھا آئی تلوار خیال مین کرکے جھٹکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کرکے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ چارون شانے چت گرا چاہا تھا اُسنے کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلون کہ نورالدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہو گیا
شاہزادہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کندہ زانو کو دباکر کہا کہ حالا در شناختن پروردگار چی کوئی بہتر یہ ہی کہ دین
اسلام اختیار کر لعنت کر زمرد شاہ باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور سر مست
لقا کی پیش زنگ کفر کا دل پر سے دور ہوا اور آئینہ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذوالقاب زنگی نے کہا
ای شہریار مین نے غلامی آپ کی اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین ہی مین نے اُسپر لعنت کی نورالدہر نے
کلمہ طیبہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ ای شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نورالدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور
اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی
بتخانے تڑوا ڈالے سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ مینا کا ساتھ نورالدہر کے ہوا
ایک ہفتہ شاہزادہ یہان رہا بعد اُسکے ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لیکر کوچ بکوچ ملک سبائل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعہ ذوالامان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہی اُدھر سلیمان فارسی و مظفر بن ضیغم فرون آشام کا لشکر اُترا ہی اور نامہ پیام
ہو چکا ہی کہ لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا شکر کو حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا سرکار سے جو لشکر
اسلام کے لگے ہوئے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ
بجا ہی کل ارادہ ہی اُنکا کہ معرکہ آرا ہون سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی

بجے طبل جنگی ہو جب حکم نقارۂ رزمی بجا دونوں لشکروں میں غلغلہ ہی کہ کل روز جنگ ہی دیکھیے کون مارا جاے کون زندہ بچے
آپس میں ہنگامہ ہونے لگے آلات حرب وضرب کو درست کرنے لگے غرضکہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر آکر
مقابل یکدیگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہونے لگیں میدان تیار ہوا نقیبوں نے نہیب دی
ابھی کوئی میدان میں نکلا نہ تھا کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا ہرکارے
دونوں طرف کے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ کس کی کمک آئی ہی مگر گرد جب قریب آکر شق ہوئی تو دو سو علم نشانہ دار
سوارگان نمودار ہوئے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اُسکے جلوس سواری
گذرا اب جو دیکھا تو ایک بوڑھا شیر نہایت قوی ہیکل قوی بازو مرکب پر سوار اور دو نوجوان دہنی بائیں طرف آکر
سلیمان شاہ کے پاس موجود ہوئے نام انکا ملک زربان ببر اور خسرو شیر دل اور محل باختری تھا دو کو سلیمان شاہ
کی آئے ہیں یہ قائم ہوئے تھے کہ ایک اور گرد اُٹھی اور کامل خان و دریونوفل خان بن گنجاب لاکھ سوار کی
جمعیت سے آکر سلیمان شاہ کے شریک ہوگئے لاہوت شاہ انکو دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا
کہ دیکھو یہ سب لقاپرست تھے اب یہ خداپرستوں کے شریک ہیں سب نے کہا کہ پیر و مرشد جانینگے کہاں آپکے اقبال
ہم سب انکا کام تمام کرینگے لاہوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہی کوئی ایسا جاے اور کام ان خداپرستوں کا تمام کرے
ایک پہلوان ہی کہ نام اُسکا صور بن صداق ہی گینڈے کو اپنے اُڑا کر سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا سلام کیا
اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا کہ جا سپرد کیا تجھے نیر اعظم آفتاب تابان کو یہ سلام کرکے بار دیگر
مرکب پر سوار ہو کے میدان میں آیا خوب گینڈے کو جولان دیا بہت دیر تک ہاتھ نیزے کے نکالے بعد اُسکے
مبارز طلبی کی اُدھر سے ملک زربان ببر سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا صور بن صداق
کا اور اُنکا سامنا ہوا دونوں مرکب برابر ہوتے تھے عسکریالوں میں مرکبوں کو ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا دیکھا ایک نے
دوسرے کو صور بن صداق نے کہا کہ ای ملک زربان ببر تو آگے لقاپرست تھا تجھے یہ کیا ہوا کہ دین خداپرستوں
کا تو نے اختیار کیا اُسنے کہا او کافر لقا تو بھاگتا پھرتا ہی خداوند ایسے ہی ہوتے ہیں کہ بندوں سے خوف کرتے ہیں وہ
قابل لعنت ہی یہ سنکر صور بن صداق بہت درہم و برہم ہوا اور کہا کہ او بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہی خبردار
ہتھیار سے تجھے گفتگو ہوگی لا حربہ اپنا کرلے کہ دل میں حسرت نہ رہجاے اُسنے جواب دیا کہ خدا تیرے حربے سے
بچائیگا تو میں اپنا حربہ کرلونگا صور بن صداق نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ملک زربان نے نیزے کو نیزے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے آخر کو ملک زربان نے نیزہ صور کا ہوائی کیا اُس کافر نے تلوار کھینچکر ملک زربان پر
ماری اسنے تلوار رد کی اور کھینچکر تیغہ آبدار جو مارا تو سپر کو صور کی کاٹکر سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا زخم کاری لگا
صور نے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکالی لیکن سر سے چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا ملک زربان نے
کہا کہ اس کافر کو لیجاؤ اور کوئی مقابلے کو آئے صور بن صداق کو لوگ لیگئے لیکن حلیق بن احراق لاہوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان میں آیا کئی تلواریں ملک زربان پر ماریں ملک زربان نے سب وار رد کیے اور تیغہ آبدار
کا ہاتھ جو مارا تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوئے کہ منصور بن ناصر میدان میں آیا لیکن ہاتھ سے ملک زربان کے
مارا گیا یہانتک کہ سات سردار لاہوت شاہ کے دوپہر تک مارے گئے تھے کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار
بلند ہوا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے قریب آکر گرد شق ہوئی سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا دکھائی دیے
اور بعد اُسکے ہتھیار لیے تیر تابیں قیچیاں بالوں کے اُسکے بعد مرکب تازی و ترکی وغیرہ باساز و یراق آراستہ و پیراستہ

دو دو سائیں جوڑیاں ہاتھوں میں لیے ہوئے ہمراہ ابدا اُسکے اسپ داروں کے غول خاصیان کاندھوں پر رکھے ہوئے
بعد اُنکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے گذر گئے بعد ان سب کے ایک شخص تخت زرنگار پر سوار کمسن کوئی اٹھارہ برس کا
پوشاک نفیس پہنے ہوئے یہ بیٹا ہے یاقوت شاہ کا زلور شاہ اسکا نام ہے بیابان ہفت پیکر اور درۃ الوزر سے
اپنے چچا لاہوت شاہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پانچ سو پہلوان زبردست اسکے ہمراہ ہیں مثل شہراس بن غاس
و میرہ زن اور برقاس بن ارماس خوک پیشانی اور قطردس بن اشکبوس شبر دار اور قہرمان بن عقار و
شبر دار و کاردان بن کہرام تیغ باز و اشراق بن سنارق تیغ باز و اظہر بن مظہر چہل گردان و ارغیل بن راحیل
خشت انداز وغیرہ کے اور سات لاکھ سوار ہمراہ آکر لاہوت شاہ کے شریک ہوا لیکن آمد میں اسکے شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا لاہوت شاہ زلور شاہ کو ساتھ لیکر پھرا ایک طرف خیمہ اسکا استادہ ہوا اہل اسلام بھی پھر کر
داخل خیمہ ہوئے لاہوت شاہ نے سات روز تک زلور شاہ اور اسکے لوگوں کی دعوت کی بعد اسکے لشکر
اہل اسلام کا آیا زلور شاہ بولا کہ ان خدا پرستوں نے ہمارے باپ اور دادا کو کیا کیا آزار پہنچائے ہیں اور یہ
جتنے پہلوان میرے ہمراہ ہیں ان سب کے باپ اور بھائی اور چچا خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں یہ
سب عوض خون کا لینے آئے ہیں اور میں تو جب تک ملک سبائل کو نہیں لیتا ہوں مجھے آرام و چین نہیں ہے پس
اتنے میں برقاس نے کہا کہ ان خدا پرستوں کی حقیقت کیا ہے اگر کل ہی ان سب کو مارا ہوگا تو نام اپنا برقاس
بن ارماس نہ رکھا ہوگا آپ طبل جنگ بجوائیے دیکھیے کیونکر سر میدان دشمنان خداوند کو مارتا ہوں اُسی وقت
طبل جنگ بجا اُدھر خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بیٹھے ہوئے تھے سلیمان شاہ
سے کہا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے ہم جانبازی و سرفروشی کو حاضر ہیں حکم دیا سلیمان شاہ فارسی نے کہ ہمارے
لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق میں بہتر چاہیگا وہ کریگا غرض
حکم اُدھر بھی طبل جنگ بجا دونوں لشکروں میں تا رات تیاری رہی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ فارسی
مع فوج میدان میں آیا لشکر صف آرا ہوا اُدھر سے لاہوت شاہ اور زلور شاہ مع اپنے پہلوانوں اور فوج
کے میدان میں آکر مقابل لشکر اسلام کھڑے ہوئے جب صف آرائی ہوگئی میدان تیار ہوا نقیب آکر للکارے کہ
کون ایسا بہادر ایسا ہے کہ نکلے میدان کارزار میں دیکھا کہ لشکر کفار میں علماے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے آواز
کرنا و دم گاو دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی اور برقاس بن ارماس نے اپنے کرگدن کو اڑایا سامنے
تخت لاہوت شاہ اور زلور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی اب ان دونوں کافروں نے کہا
کہ لقا خدا سے با خبر تیرا نگہبان ہو برقاس بن ارماس بار دگر گھوڑے پر جھک میدان میں آیا سراپا دکھایا
جب خوب عرق عرق ہوگیا ٹھہر کر مبارز طلب کیا ادھر سے پھر ملک زربان بہ سلیمان شاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد از تکاور زنی ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگا خوب تیغ زبان کے وار چلے آخر کو نیزے ہاتھوں
میں سنبھالے برقاس نے نیزہ ملک زربان پر پھینکا نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے پندرہ طعن میں ملک زربان
نے نیزہ اسکا ہوائی کیا برقاس [illegible] نہایت غضبناک ہوا اور ملک زربان پر وار کیا اُسنے بھی سپر وار رد کیا
ہاتھ تیغ آبدار کا جو مارا برقاس کے دو ٹکڑے ہو گئے طویل بن بالا سپوش میدان میں آیا بعد از نیزہ بازی نوبت
شمشیر زنی کی پہونچی بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخر کو طویل بھی ہاتھ سے ملک زربان کے مارا گیا سرجاسب
بن سجاسب آیا وہ بھی مارا گیا [illegible] ہوا اصل کلام کوئی پہر دن رہے تک سترہ سردار

زنبور شاہ کے مارے گئے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا اور بیچ غبار روئین تن کے الجا روئین تن
اور ملجاے روئین تن لاکھ سوار اور پیادون سے پہونچے اور ملازمت لاہوت شاہ کی حاصل کی زنبور شاہ کو
بیجا اکیا دن کم رہگیا تھا طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے وملجاے
کو لیے ہوئے خیمے مین آیا دعوت کی ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی الجاے وملجاے نے لقا کو پوچھا کہ
خداوند کہان ہین لاہوت شاہ نے کہا کہ اپنے بھائی فرعون شاہ پاس ہین اور حمزہ بھی وہین ہین خوب لڑائیان
ہو رہی ہین ان دونون نے کہا کہ ان خداپرستون کو مار کر یہان سے چلکر خداوند کی مدد کرینگے اور کہا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے کل ان خداپرستون کو مارنا ہمارا کام ہے لاہوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا اُدھر سلیمان شاہ
آفاقی کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا غرضکہ ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر
صفین باندھکر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نقیب دیکھ بہال گئے تھے کہ الجاے روئین تن لاہوت شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور ہیئت یہ کہ پیراہن آب روان کا پہنے ہوئے زمرد کے بازوبند بازوون پر بندھے ہو
تاج سر پر رکھا ہوا گینڈے پر سوار میدان مین پہونچکر مبارز طلب کیا کہ آج بھی ملک زربان پسر سلیمان شاہ سے
اجازت لیکر مقابل ہوا بعد تکاورزنی الجاے نے کہا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے جواب دیا کہ مجھے ملک زربان کہتے
ہین الجاے نے کہا کہ کل تو ہی نے صورین مداق کو زخمی کیا تھا اور کئی سردارون کو مارا ملک زربان نے
کہا کہ قضا اُنکی تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے اُسنے کہا خیر معلوم ہوا لا اپنا حربہ جو کچھ رکھتا ہو ملک زربان
نے کہا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے یہ ہمارا دستور نہین کہ پہلے اپنا وار کرین تو پہلے اپنا حربہ کر لے
اُسنے کہا کہ میرا حربہ غضب ہے خداوند باختر کا ملک زربان نے کہا وہ غضب تیرے ہی جان پر نازل ہوگا یہ
سنکر الجاے برہم ہوا اور تلوار میان سے لی اور خبردار خبردار کہکر حربہ کیا ملک زربان نے تلوار رد کی اور اپنی
تلوار اُسپر ماری الجاے نے سینہ سپر کر دیا تلوار جو سینہ پر پڑی جیسے گھڑیال سے موگری اُچٹ جاتی ہے تلوار
ملک زربان کی اُچٹکی الجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر ملک زربان کی کٹی اور تیغ سر پر بیٹھی کرتا دو ابرو
اُتر گئی زخم کاری لگا دستاربند مارا کہ تلوار تو چھٹا کہ نکلگئی سر سے جا دو خون کی باہر آئی چاہا اُس حرامزادے نے کہ اور
تلوار مارون کہ کام اُسکا تمام ہو کہ طور سرکن دوڑ پڑا للکارا کہ او کافر کیا کرتا ہے زخمی پر تلوار مارتا ہے ٹھہر کہ حریف
تیرا مین ہون یہ کہتا ہوا سامنے اُس کافر کے آگیا اُسنے ہاتھ اپنا روکا تھا اور کہا کہ تو نے میرے صید زبون کو بچایا
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا طور سرکن بولا کہ زخمی کو مار ڈالنا کونسی بہادری ہے ایک پیر زال چاہے
تو سر اُسکا کاٹ لے الجاے بولا کہ زخمی بھی تو میرے ہی ہاتھ سے ہوا تھا خیر تو نے اُسے بچا دیا تو اب تجھے مارونگا
غرضکہ یہ گفتگو ہے ایسا رنگی تلوار چلنے لگی تلوارین طور سرکن نے مارین مگر کچھ نہ ہوا جو تلوار پڑی اُچٹ گئی اور
طور سرکن نے کئی وارین الجاے کی بچائی ولیکن آخرکار زخمی ہوا تحمل پاشتی دوڑ پڑا مقابلہ کیا پہر کامل لڑا کہ تیغ
قضا کی لگی سر تن سے جدا ہوگیا شہید ہوا شام تک کوئی چار بہادر اور اسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا
دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنے خیمے مین لایا جام شراب
گردش مین آیا کہ الجاے نے نشہ شراب مین پہر طبل جنگ بجوایا اُدھر اہل اسلام پریشان پہرے زخم مین ملک زربان
کے تانکے لگنے لگے چارہ ہے تھے کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی ناچار اس طرف بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفہا جدال وقتال نقیب نقیب دیکر چلے

کہ الجاسے روئین تن میدان مین آیا ادھر احمد بن محمود نکلا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر ہاتھ سے الجاسے کے مارا گیا
عمر بن زید نکلا وہ بھی شہید ہوا زید بن حارث آیا وہ بھی قتل ہوا اسی طرح کئی سردار درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے ہین
الجاسے مبارز طلبی کر رہا ہی کوئی اسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہی سلیمان شاہ مصروف دعا ہی کہ بیابان سے گرد اٹھی اور
آوازین بوق کی بلند ہوئین کہ غضنفر بن اسد بارہ ہزار قزاق سے نمودار ہوا آکر سلیمان شاہ کو مجرا کیا سلیمان شاہ نے
تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا غضنفر سے لپٹ گیا کہا کہ ہم آپ کے نانا کے نمکخوار ہین آپ شاہزادے ہین غضنفر نے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہی بیان کیا کہ یہ پہلوان جو میدان مین کھڑا ہی روئین تن اور آہنین بدن ہی بہت سردار اسکے ہاتھ سے
مارے گئے ہین کوئی اسکے مقابلے کو نہین نکلتا تھا کہ آپ پہونچے غضنفر نے کہا یہ شکار میرا ہی کہان جائیگا یہ کافر میرے
ہاتھ سے بچکر ادھر الجاسے نے دیکھا کہ یہ وہی دیوانہ ہی جسنے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہی پھر مبارز طلب کیا کہ ای خدا پرستو
بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے غضنفر نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین ہون چھری تلے دم لے آیا تن ادر
اڑاکر مرکب سامنے الجاسے کے پہونچا بعد تکاور زنی کے الجاسے نے کہا کہ او دیوانے کہان لیتی گریبان تیرا پنجۂ اجل ہی
کھینچ لگیا قضا تجھے کشان کشان یہان لائی غضنفر نے کہا او حرامزادے تیری قضا سر پہ کھیلتی ہی کوئی گھڑی کا تو مہمان ہی
تجھے جہنم کو پہونچاے دیتا ہون بس یہ سنکر الجاسے نہایت غضبناک ہوا کہا کہ تجھے بڑا گھمنڈ ہی اپنی شجاعت کا دیکھ تیری
کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر تلوار ماری غضنفر نے وہ تلوار اسکی روکی اور کھینچکر تیغہ روئین شگاف جو اسپر مارا تو
سر پہ بیچا کہ ساعزی سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو گئے یہ دیکھکر لاہوت شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس خدا پرست کو
تمام کفار تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے غضنفر اُنپر جا پڑا بعد ہمرکاب سب قزاق غضنفر کے نوبتین بجا بجا کر جا پڑے
ادھر سے سلیمان شاہ نے لشکر پر تاکید کی کہ مدد کرو غضنفر کی تمام اہل اسلام جا پڑے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی
غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا دن بھر خوب کشت و خون ہوا بہت لوگ طرفین کے مارے گئے ہنگامہ محشر برپا تھا شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے ادھر غضنفر پر سے لوگ زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے ادھر کفار
لاشہ الجاسے روئین تن کا لیے ہوئے بھائی اُسکا ملجاسے روئین تن روتا ہوا پھر لاش اسکی جلائی پھونکی اُسے جہنم کو
پہونچایا اب سب لگ پھول کھولکے بیٹھے ہین کہ غضنفر بن اسد لشکر لاہوت شاہ پر آکر شبخون گرا قتل کرنے لگا ایک طرف
سے آیا بیچ لشکر سے ہوتا ہوا دوسری طرف کو صاف نکلا چلا گیا کفار مین رات بھر تلوار چلی صبح کو پہچان پہچان کر علیحدہ
ہوئے بہت کفار اس رات کو مارے گئے لشکر آدھا رہ گیا ملجاسے روئین تن درد و غم مین بھائی کے رہا
اسنے طبل جنگ بجوایا کہ کل مین اپنے بھائی کے خون کا عوض اس دیوانے سے لونگا ادھر لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب
نقیب دیکھ چلے گئے ملجاسے روئین تن جوشان و خروشان میدان مین آیا نعرہ کیا کہ کہان ہی دیوانہ آئے میرے
مقابلے کو غضنفر نے یہ سنتے ہی مرکب اُڑایا اور مقابل آکر تکاور زن ہوا ملجاسے نے کہا ای دیوانے غضب کیا تو نے کہ
بھائی کو میرے مار ڈالا آج دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون غضنفر پکارا کہ او نالائق مین تجکو بھی تیرے بھائی کے پاس پہونچاؤنگا
یہ سنکر وہ غضبناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزہ نیزے پہ لیا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین
غضنفر نے نیزہ اُسکا ہوا لی کیا ملجاسے نہایت برہم ہوا ڈالکر قبضے پہ ہاتھ کھینچکر تیغہ آبدار غضنفر پر مارا غضنفر نے
ارادہ کیا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھینکر قاش زین سے اٹھا لون یہ ارادہ کرکے گھوڑے سے کود پڑا کہ زیر بغل جا رہا
وہان موش خانہ تھا گھوڑے سے کے سکندری کھائی خود سر سے الگ گیا اوپر سے تلوار جو پڑی تا دو ابرو اُتر گئی غضنفر نے

جلدی سے دستانہ مارا اور گھوڑے کو سنبھالا اگر زخم جو کاری لگا تھا غش آگیا اُسنے چاہا کہ اور تلوار مارے کہ غضنفر کا کام تمام ہو کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ ادکاف دست خود دا نگہدار کہ آیا ہیں اور یہ نعرہ کرکے اُسکے برابر پہونچا آپ سامنا کیا غضنفر کو وہاں سے پھیر دیا ملجاے روئین تن نے کہا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کے قاتل کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اُسکے عوض میں تجھے مار ڈالونگا یہ کہکر وہی تلوار فولاد پہ ماری فولاد نے تلوار اُسکی تلوار پہ روکی اور اپنا وار اُسپر کیا لیکن تلوار ٹکرا کر اُچٹ گئی دو تلواریں فولاد نے ماریں دونوں اُچٹ گئیں کوئی کارگر نہوئی ابکی جو تلوار ملجاے نے ماری فولاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نہ رکی سپر کو قلم کرکے سر پر پہنچی کہ تا دوابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار توبھنا کر نکل گئی چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا یہ حال دیکھکر عنادل شاہ نے مرکب اپنا اُڑایا سامنے ملجاے روئین تن کے آیا کئی ضرب کی ردوبدل ہوئی لیکن ملجاے کے جسم پر خون تک نہ پڑا اب جو ملجاے نے تلوار غصے میں آکر ماری یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک سات پہلوان اور جوان سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر کر اپنی آرامگاہ پر آئے ہر ایک اپنے خیمے میں داخل ہوا ملجاے صحبت میں گیا جام شراب گردش میں آیا اس کافر نے کئی جام پیہم پئے جب دماغ اسکا بادۂ کبر و نخوت سے گرم ہوا آتش شراب نے اپنا اثر دکھایا نشۂ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہاں طبل جنگی بجا ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر آکر مقابل یکدگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے جب میدان آراستہ ہو چکا اور نقیب و نہیب دیکر چلے گئے ملجاے نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا سامنے تخت لاہوت کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ بھاجند اور بہ باختر اور شیر اعظم جو نگہبان ہیں ملجاے بار دگر گھوڑے پر بیٹھا اور میدان میں آیا بعد سلح شوری کے مبارز طلب کیا ادہر سے بہرغار اکن نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی وار دیکھے اکثر ضربیں لگائیں لیکن کوئی کارگر نہوئی آخرکار زخمی ہوا اور کئی بہادر زخمی ہوئے بعض مارے گئے شام ہوگئی آخر طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے لاہوت شاہ کمال خوشنود نہایت مسرور پھر کر داخل بارگاہ ہوا القصہ ملجاے روئین تن کی ہوا ہوئی کہ جام شراب گردش میں آیا کہ ملجاے روئین تن نے نشۂ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت کوس حربی بجا ادہر اہل اسلام کمال پریشان پھرتے تھے کہ خبر طبل جنگ پہونچی یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں باندھ کر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ ملجاے روئین تن پھر لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سراپا دکھایا بعد اُسکے مبارز طلب کیا آج ادہر سے مظفر جنگجو خون آشام مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مظفر نے نیزہ ملجاے کا ہوائی کیا اسنے غصے میں آکر تلوار ماری مظفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور اپنا وار کیا تلوار اسکی سینے پر پڑی ہمارا صاف اُچٹ گئی فقط تک نہ پڑا ملجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر مظفر کی کٹی تلوار سر پر پہنچی کہ تا دوابرو اُتر گئی دستانہ مارا کہ تلوار توبھنا کر نکل گئی لیکن زخم جو کاری لگا غش طاری ہوا القصہ سات روز کی میدانداریوں میں تمام سرداران باختر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوگئے اور بہت سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے آٹھویں روز یہ میدان میں کھڑا ہو مبارز طلبی کرتا ہے کوئی لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کو نہیں نکلتا ہے سلیمان شاہ فارسی تاج سر سے اُتار کر دعا مانگتا ہے کہ اے معبود حقیقی وا ے رب تحقیقی اس وقت مصیبت میں سوا تیرے کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس بلا کو دفع کرے اور تو ہمیں ہمارا مددگار ہے اب ہماری اور انکی آبرو تیرے ہاتھ ہے ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر نمایاں ہوا اور اسمیں سے آواز نقارے اور قرنا کی آنے لگی شور غل

کہ یکایک وہ ابر میدان مین پہونچکر شق ہوا اور اُسمین دیو پری کے گروہ نمایان ہوئے اور پچاس ہزار سوار آدمزاد گھوڑون پر سوار اور ایک تخت پر دس سوار اُنکو دیو لیے چلے آتے ہین اور اونٹون پر اسباب اور خیمہ وغیرہ لدا ہوا ہی اور ایک تخت پر ایک جوان ماہ طلعت بیٹھا ہوا تاج مکلل بجواہر سر پر اُسکے رکھا ہوا تختہائے مرصع لگا رکھے ہین اسکے پری ہودا دیو پری جن گرد و اطراف مین آکر سلیمان شاہ کو سلام کیا نام اسکا سلیمان ثانی ہی بیٹا ہی عجیل یا ہیرو کا پردہ قاف مین بہت سے کام اسنے کیے ہین آکر صف باندھکر کھڑا ہوا حال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ میدان مین ملجاے روئین تن کھڑا ہوا ہی اسکے ہاتھ سے بہت لوگ مارے گئے ہین اور صدہا زخمی ہوئے ہین اب کوئی اسکے مقابلے کو نہین جاتا کہ اُسمین پھر ملجاے نے مبارزطلبی کی پس سلیمان ثانی نے سلیمان شاہ سے اجازت لی اور مرکب اپنا چمکایا برابر ملجا کے پہونچا تھا کہ وہ کافر نگاور زن ہوا سلیمان ثانی کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور ملجاے کا گینڈا کوئی آٹھ قدم پسپا ہوا جھونک مین اُسکے پیچھے پر چار ہاگرتے گرتے سنبھلا مسلکر رانون مین پھیر کر گینڈے کو مقابلہ کیا اور کہا کہ ای خداپرست تو کون ہی جو آکر مقابل ہوا کہا کہ مین جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر ملجاے نہایت غضبناک ہوا پکارا کہ خبردار رہنا یہی تلوار ہی جو خداپرستون کے خون سے آشنا ہو رہی ہی اسی سے سب کو مارا ہی اور زخمی کیا ہی لے اسے یہ کہکر تلوار ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر چونکہ تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار قریب آئی سپر تو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا بر پا چھولا اور پنجہ پلی کو دراز کرکے تلوار پر پھینکی دی کہ تیغ چپٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھینلی اور ڈالکر زنجیر مین ہاتھ قاش زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا تھا اُسنے کہ سونڈ دینے کی کھا کر سنبھلے کہ کود کر گھوڑے سے مشکین اُسکی باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا لاہوت شاہ نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا ادھر سلیمان شاہ کشتیان جواہر کی سلیمان ثانی پر سے نثار کرتا ہوا لیکر پھرا بارگاہ مین آیا بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی حکم دیا کہ ملجاے روئین تن کو قید کرو صبح کو دیوان اسکا سمجھا جائیگا اُسکو اسیر نقل و زنجیر کرکے زندانخانے مین قید کیا رات کو آرام کیا صبح کو دربار ہوا سلیمان ثانی زنگی شوکت پر متمکن ہوا سلیمان شاہ فارسی تخت پر جلوہ افروز ہوا سردار گرد و اطراف آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ غضنفر بن اسد آتا ہی سلیمان ثانی نے دیو پری آدمزاد سب کو واسطے استقبال کے بھیجا اور ساتھ عزت و تکریم کے بلایا سلیمان ثانی خود بھی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا غضنفر دوڑکر لپٹگیا سلیمان ثانی بغلگیر ہوا دونون برابر بیٹھے باتین ہونے لگین غضنفر نے کہا بھائی صاحب آپ دیوون کو اپنے ساتھ سے رخصت کر دیجیے نہین یہ مشہور ہوگا کہ خداپرست دیوون کی مدد سے کام کرتے ہین سلیمان ثانی نے سب دیوون پریون کو رخصت کر دیا اب غضنفر نے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے خوب اس روئین تن کو پکڑا ایک کو مین نے مارا تھا دوسرے کو آپ نے گرفتار کیا پھر اُسے زندہ کیون رکھ چھوڑا ہی سلیمان ثانی نے کہا کہ لاؤ ملجاے روئین تن کو اُسی وقت اُسکو لوگ لائے کہ مشکین بندھی تھین ہاتھوں مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق اسی ہیئت سے لاکر حاضر کیا اُسنے بطریق لقاپرستان سلام کیا سلیمان ثانی نے کہا کہ ای گبر مین نے تجھے کسطرح اسیر کیا اُسنے کہا کہ تو زبردست تھا مجھکو پکڑ لیا سلیمان ثانی نے کہا کہ دین لقاپرستی ترک کر اور دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا کہ ہزار جانین میری زمرد شاہ پر نثار کبھی مین دین تیرا اختیار نکرونگا کیونکہ تم خداپرست کہتے ہو کہ خدا کو دیکھا نہین ہی عقل سے پہچانا ہی پھر مین خداے دیدہ کو چھوڑکر کبھی خداے نادیدہ کی پرستش نکرونگا یہ کلمہ سنکر سلیمان ثانی نہایت برہم ہوا اور ایک ترنج سامنے رکھا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر ملجاے کے منھ پر مارا وہ کافر نہایت غضبناک ہوا اور قید کو توڑ ڈالا برابر ایک شخص کھڑا ہوا تھا تلوار اُسکی کمر سے چھین کر

سلیمان ثانی پہ دوڑا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے تلوار اسنے ماری گھبراہٹ مین سپر پر وار روکا لیکن سپر کٹی اور کوئی چار انگل
سر مین اُتر گئی یہ غش کھا کر گرا اور یہ کافر وہان سے دروازہ بارگاہ کی طرف چلا غضنفر نے دیکھا کہ اس نالائق نے سلیمان ثانی
کو زخمی بھی کیا قید بھی توڑی اور صاف نکلا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجائے
اُسنے کچھ نہ سُنا اور باہر دروازے کے آیا مرکب سلیمان ثانی کی سواری کا کھڑا تھا اُسپر سوار ہوا اور بھاگا غضنفر بھی
باہر نکلکر گھوڑے پہ سوار ہو کر تعاقب مین اُسکے چلا مگر ملجاے روئین تن بھاگا بھاگا قریب لشکر لاہوت شاہ کے پہونچ چکا ہی
کہ ہرکارون نے لاہوت شاہ کو خبر دی کہ ملجاے روئین تن چھوٹا ہوا آتا ہی بہت خوش ہوا اور تمام سردارون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا ملجاے نے لاہوت شاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ مین آکر دنگل پر اپنے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی دو
جام شراب کا ہوا لاہوت شاہ نے حال پوچھا کہ کیونکر چھوٹکر آیا خدا پرستون کی قید سے کیونکر رہائی پائی اُسنے کہا کہ
سلیمان ثانی سے اور مجھسے بہت گفتگو سے سخت آئی قید توڑکے اُسکو زخمی کرکے چلا آیا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ غضنفر
مین اسد مثل شیر خشمناک مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر بھائی کو میرے تو زخمی کرکے آیا ہی
مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر ملجاے کی طرف چلا اسنے اپنے دل مین کہا کہ ایک مرتبہ تو اسے زخمی کر چکا ہی ابکی بار سے اور
پکارا کہ او دیوانے مین تیرا راستہ ہی دیکھ رہا تھا سو تیری قضا تجھے لے آئی غضنفر نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت
ہون اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچگیا معلوم ہوا کہ قضا تیری آج ہی یہ کہکر تلوار کھینچی اُدھر ملجاے نے بھی تیغ کھینچی اور
غضنفر پہ ماری غضنفر نے تلوار اُسکی خالی دی ملجاے اپنے زور مین آپ ہی جا چکا تھا کہ غضنفر نے قبضہ روئین تن شگاف
جو کمرگاہ پہ مارا دو ٹکڑے ہو گئے بس اُسکے مرتے ہی بارگاہ مین ایک غل ہوا کہ وہ ملجاے مارا گیا اور غضنفر مرکب اپنا
پھیر کر کافرون کو قتل کرتا ہوا پھرا لاہوت شاہ نے چاہا تھا کہ تعاقب غضنفر کا کرے کہ جوڑی ہرکارون کی آگئی پسینے مین
غرق گرد مین غرق بعد دعا کے عرض کیا کہ بدر بن زلازل چلا آتا ہی لاہوت شاہ یہ سُنکر ٹھہر گیا اور تعاقب سے غضنفر
کی باز رہا اور پہلوانون کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور تابوت ملجاے کا اُسکے وطن کو روانہ کیا غضنفر ملجاے کو
قتل کیے ہوئے پھر کر چلا تھا کہ راستے مین اُسکے رفیق ملے حال پوچھا کہ تم سب کیون آئے ہو ہر ایک نے عرض کیا ای شہریار
ہمین صبر کب پڑتا ہی کہ آپ جائین اور ہم بیٹھے تماشا دیکھین غضنفر نے کہا کہ عنایت خدا سے مارا اُس کافر کو پھر کوئی میرے
مقابلہ پہ نہ چڑھا مین چلا آیا یہ باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر سلیمان شاہ کا ملا اُس سے پوچھا کہ تم لوگ کہان چلے تھے کہا کہ آپکی
مدد کے واسطے کہا کہ پھر اب کیا ہی پلٹ چلو مین تو اُس روئین تن کو مار آیا سب خوشی خوشی پھرے کہ بعد اُسکے دیکھا کہ
سلیمان ثانی اس حال سے چلا آتا ہی کہ زخم سر بندھا ہوا غضنفر نے پوچھا بھائی صاحب یہ اس حال سے آپ
کہان چلے تھے سلیمان ثانی نے کہا کہ تم تنہا اُس کافر کے تعاقب مین گئے تھے میرے دل نے نہ مانا مین چل کھڑا ہوا
غضنفر نے کہا بھائی صاحب عنایت پروردگار سے مار کر اُس نالائق کو آتا ہون سلیمان ثانی نے غضنفر کو گلے سے لگایا
اب یہ دونون ملکر پھرے داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن ادھر بدر بن
زلازل پہنچی آکر لاہوت شاہ پاس پہونچا ملازمت حاصل کی دنگل پہ اپنے بیٹھا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی ہاتھ
اُٹھا کر مبارکبادی اور عرض کیا کہ طہماسپ بن طہماس ساٹھ ہزار سوار سے آتا ہی لاہوت شاہ نہایت خوشنود ہوا
اور حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی اور تمام سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سرے سے لشکر کے تا بارگاہ پانداز
ڈلوایا کمال عزت سے اُسے بلوایا ادھر جاسوسون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی کہ طہماسپ بھی آ پہونچا یہ
سُنکر سلیمان شاہ نہایت متوحش ہوا سب نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر خدا فضل کریگا تو پاوینگے اس کافر کو بھی مگر

طراسپ اگر لاہوت شاہ سے ملا دنگل شوکت پر بیٹھا اور دنگل اسکا سب سرداروں سے بالا دست بچھا لیکن طراسپ
نے لاہوت شاہ سے کہا کہ آپ کی مدد کے لیے آیا ہون کہ ان گران خدا پرستون کو جیتنا ملکہ گیتی افروز کو دو
زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے بچاؤن بدر نے جو یہ کلمہ سنا نہایت قہر وغضب سے طراسپ کی طرف
دیکھا لاہوت شاہ نے کہا ای بدر تمھارے خشمناک ہونے کا کیا سبب ہی بدر نے پکارا یا خداوند زادے میں مدت
سے ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور شہر اختم میں خداوند نے گیتی افروز کو مجھے دیدیا ہی میں اسی واسطے اپنی محسن ملکہ
برہمن جادو سے بگاڑ کر آیا ہون کہ ملکہ گیتی افروز کو اپنے تصرف میں لاؤن اور کوئی لینا والا کون ہوتا ہی کیا حق رکھتا ہی
اب اگر کوئی نام اسکا بے ادبی سے لے تو زبان اسکی گدی سے کھینچ لون طراسپ نے جو یہ کلمہ سنا جہان آنکھون میں
تیرہ و تار ہو گیا اور پکارا کہ او مادر بخطا زیادہ گوہ کھاتا ہی بات نہ بک ارے یہان کہ زبدۂ آفتاب پرستان کا عاشق ہون
یہان دوسرے کی مجال ہی کہ قصد بیجا کرے بہت تو نے جھک مارا جو یہان آیا اس ارادے سے زیادہ سر اوٹھایگا
تو سزا پاویگا سر تیرا دھڑ سے کھینچکر پھینک دونگا اور تو نہیں جانتا کہ میں کون اور کسکا بیٹا ہون اور کسکا رفیق ہون
بدر نے کہا او نالائق تو مجھسے یہ کلمہ و کلام کرتا ہی اور کھینچکر خنجر طراسپ پر مارا طراسپ نے ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا
اور چھینکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اوٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا طراسپ چھاتی پر چڑھ بیٹھا
اور چاہا کہ دھڑ سے سر کھینچ لون کہ لاہوت شاہ نے ہاتھ طراسپ کا پکڑ لیا کہا کہ بس اب یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا
چھوڑ دو اسے کہ یہ پیغمبر زادہ ہی خداوند کا طراسپ اوٹھ کھڑا ہوا اور اس سے کہا کہ خبردار پھر گیتی افروز کا نام
نہ لینا بدر نے کہا اب مجھسے خطا ہوئی لاہوت شاہ نے بدر کا ہاتھ پکڑکر طراسپ کے پیرون پر گرایا طراسپ نے
اسے گلے سے لگایا اب مل جلکر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے صحبت گرم ہوئی جام شراب گردش میں آیا جب نشہ خوب ہوا بدر
نے طراسپ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پہلے خدا پرستون سے میں لڑون اسنے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی بدر نے طبل جنگ
بجوایا یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی حکم دیا کہ خداے ما بزرگ است بقول مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد
دوست ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بقوت ایزدی بجے اسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا دونون لشکر
تیاری جنگ میں مصروف ہوئے ساری رات اسی حالت میں بسر ہوئی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ مع شہنشاہ
بن اسد و سلیمان ثانی میدان میں پہونچے لشکر کو آراستہ کرکے کھڑے ہوئے اس طرف لاہوت شاہ اور لور شاہ
تخت پر سوار عقب میں تمام فوج طراسپ اور بدر ہمراہ تخت نمودار ہوئے میدان میں پہونچکر صفون کو آراستہ
پیراستہ کرکے کھڑے ہوئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کیا کہ کوئی ایسا بہادر ہی کہ میدان میں نکلکر
اور نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے کیونکہ شعر رستم بزمین نہ بہرام رہ گیا مردونکا آسمان کے تلے نام رہ گیا
اور ایک روز مرنا ہر شخص کے لیے ہی لیکن ایسا مرنا کہ جس میں قیامت تک نام باقی رہے بہتر ہی گویا یہ صورت
حیات جاودان ہی بس نقیب چپ ہوئے تھے کہ بدر بن زلال [illegible] نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ
کے آیا اجازت چاہی کہا سپرد کیا تجکو خداوند باختر اور مشتری اعظم آفتاب تابان کے اور جام شراب دیا یہ جام
پیکر سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر عازم میدان ہوا ہنوز مبارز اسنے طلب نہیں کیا تھا کہ از سپردہ بیابان
گرد سے برخاست گرگرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دریاے گرد در [illegible] پیچیدہ [illegible] دیکھا کہ لشکر
ہارا ہوا کہ ہوا نے مارا گرد کو کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور اس گرد کے اندر سے [illegible] علم لشکر [illegible] سوار [illegible]
پھریرے علمون کے آبی رنگ کے ہر علم پر تعریف خداوند [illegible] اسد سبز لالی [illegible]

ایک جانب قائم نہ ہوا تھا کہ اور گرد اُڑی جمشید و خورشید و رستم خان بن گنجاب لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے اور
آکر لشکر سلیمان شاہ فارسی کے ملے اور صفین باندھ کر کھڑے ہوئے کہ اُدھر طرماسپ لاہوت شاہ سے اجازت لیکر
میدان میں آیا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو گیتی افروز کو سوار کر کے لے آؤ میرے حوالہ کرو نہیں تو
سب کو قتل کر دونگا اور گیتی افروز کو زندہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیے تحفہ چین لیجاؤنگا دو حرف
اہل اسلام للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہے خبردار اب نام ملکہ عالم کا زبان پر نہ لانا ورنہ سر جیسا معقول اپنے کا بس
جھنجھلا کر طرماسپ نے مبارزطلبی کی رستم خان مرکب اُڑا کر سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے رستم خان بار دیگر مرکب پر بیٹھا مقابل طرماسپ آیا طرماسپ لگا وزن ہوا مرکب
رستم خان کا پانچ قدم ہٹا اور گینڈا طرماسپ کا چار قدم پیچھا ہوا مسلکر لڑائی میں ایک نے دوسرے کا سامنا کیا
بعد گفتگو کے بسیار طرماسپ نے نیزہ مارا رستم خان نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا لگی طعنین چلنے بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی لیکن مطلب براری نہ ہوئی آخر سرکا نیزہ تو نہ نکلا لیکن سنان نیزے کی طرماسپ نے نکالدی رستم خان نے
غصے میں آکر ڈانڈ پر ڈانڈ مارا کہ دونوں ڈانڈیں ٹوٹ گئیں اب طرماسپ نے ساطور اپنا آرا بیچے پر سے اُٹھایا اور
خبردار خبردار کہکر مارا رستم خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ ساطور سپر سے کبھی رکتا ہی نہیں ہے سپر کٹی خود کے
دو ٹکڑے ہوئے تا دو ابرو اُتر گیا رستم خان نے دستانہ مارا ساطور تو چھٹا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی
غشی طاری ہوا یہ حال دیکھکر نوفل خان دوڑ پڑا رستم خان کو پھیر دیا آپ سامنا کیا بہت دیر تک نیزہ بازی رہی
آخرکار اُسی طرح ساطور سے یہ بھی زخمی ہوا کامل خان مقابلے کو آیا کئی تلواریں طرماسپ پر ماریں آخر جو ایسکا
نہ روک سکا یہ بھی زخمی ہوا ملک غیور باختری مقابلے کو آیا کئی ساطور طرماسپ کے خالی دیئے کئی تلواریں
لگائیں طرماسپ نے بھی روکیں آخر جھنجھلا کر طرماسپ نے سر پر آکر جھپٹ کر وار کیا پورا پڑا کہ دو ٹکڑے ہو گئے اور یہ
دیندار شہید ہوا یہ حال پُر ملال دیکھکر ملک اردوان خزیمہ نشین مرکب اپنا اُڑا کر سامنے طرماسپ کے آیا بعد
گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار طرماسپ نے ماری اُسنے پشت ساطور پر روکی اور اپنا وار بہ ہوشیاری
غافل شعبدہ بازی فلک پر سوچا کہ اسے سپر سے نہ روکے بلکہ بند دست پر ہاتھ ڈالکر اس سے حربہ چھین لے یہ
سوچکر آتے ساطور کو خیال میں کر کے گھوڑے کو اشارہ کیا وہ جانب بغل چلا تھا کہ ساطور نے کلائی اردوان ساطور
گران کا سر پر ملک اردوان کے بیٹھا کہ کاسہ سر چور ہوا اور یہ بہادر رتبہ درجہ شہادت پر فائز ہوا شام کو
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن لاہوت شاہ طرماسپ پر [illegible] نثار کرتا ہوا میدان
سے پھرا داخل بارگاہ ہوا تخت پر بیٹھا طرماسپ اپنے دنگل پر بیٹھا جام شراب گردش میں آیا [illegible] پیالہ کوئی جام
بھرا پیا اور نشہ شراب میں پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام کمال مغموم ہوا بیت مغموم پھر کر داخل بارگاہ ہوئے
زخمیوں کا علاج ہونے لگا شہیدوں کے تابوت اُنکے وطن کو بھیجے گئے ہیں کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی یہاں بھی حکم [illegible]
طبل جنگ بجا رات تیاری میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرا ہوئے دست بستہ نقیب [illegible]
تھے کہ پھر طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آکر اجازت لی اور رخ میدان کا تیار کیا
ہندی مبارز نہیں طلب کیا تھا کہ لکتا ایرج نمایان ہوا جب وہ میدان میں پہنچا شق ہوا تو نقارہ بجا [illegible]
پر سوار نمایاں ہوا اور شریک خدا پرستوں کا ہوا ادھر طرماسپ نے مبارزطلب کیا تھا کہ نقابدار مقابلے کو
آگیا لگا وزن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا سات قدم پیچھا ہوا اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا بعد گفتگو کے ساطور

طرماسپ نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا دو دو بدل ہونے لگی چند طعنین چلی تھین کہ نقابدار نے نیزہ
ہاتھ سے طرماسپ کے نکالا یا بس طرماسپ پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا سر میدان ہوائی کیا لیکن
خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی دست بازی یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچکر نقابدار پر مارا نقابدار
نے سپر پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی وار نقابدار کا رد کیا یہانتک کہ دن بھر تلوار چلی لیکن کام نہ نکلا
بس ایک مرتبہ طرماسپ نے غصے مین آکر تلوار ماری ادھر نقابدار نے سپر پہ وار اسکا کاٹا لیکن تلوار دو انگل
سپر کو کاٹ گئی تھی کہ نقابدار نے جھٹکا دیا کہ تلوار طرماسپ کی ٹوٹ گئی اس نے گہبرا کے دوڑکر ساطور آر لبے پر سے اٹھایا اور
پکارا کہ یہ وار غضب شیر اعظم آفتاب تابان کا ہے لے اسے یہ کہکر ساطور مارا نقابدار نے چاہا کہ وار اسکا سپر پر
رد کرون کیونکہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے اشارہ کیا مرکب کو کہ زیر بغل جاکر ہاتھ کلائی پہ ڈالدون کہ گھوڑے نے
سکندری کھائی ساطور سر پہ بیٹھا کہ خود کو کاٹتا دو ابرو اتر آیا نقابدار نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکلگیا ادھر مرکب
پران اسکا اٹک رہا ہے ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے مگر طرماسپ نے پھر
طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ توکل بخدا بجوا دیا غرضکہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر
دونون لشکر میدان مین آئے طرماسپ عرصہ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے جمشید خان نکلکر میدان مین
آیا خوب لڑا آخرکار زخمی ہوا غرضکہ شام تک بہت سردار زخمی ہوئے کئی مارے گئے یہانتک کہ سات روز کی میدانداری
مین کوئی لشکر اسلام مین اتنا باقی نہ رہا کہ میدان مین جاتا بلکہ جو سردار پہلے کے زخمی تھے کچھ زخم انکے بہتر ہو چلے تھے
وہ بھی دوبارہ زخمی ہوئے اب کوئی لڑنیوالا نہین ہے طرماسپ پیہم مبارز طلب کر رہا ہے ادھر سب سر جھکائے کھڑے ہین
کوئی جواب نہین دیتا کہ پھر طرماسپ پکارا کہ باش ای گروہ خداپرستان اگر تم ایک ایک نہین لڑ سکتے ہو تو سب ملکر
میرے مقابلے کو آؤ اور نہین تو مین آتا ہون یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی نے تخت اپنا زمین
پر رکھوا دیا اور کہا کہ مین آتا ہون طرماسپ نے باگ روکی ادھر سلیمان شاہ نے مرکب طلب کیا ابھی گھوڑا آنے نہ پایا تھا
کہ صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا کہ جیسے ایک سوار آتا ہے آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شیر بیشہ کلنگان
صاحب ساطور گران طہماس بن عنقوبیل دیو پرور ہے ایک غل ہوا کہ طہماس آیا مگر طہماس نے جو طرماسپ کو میدان
مین کھڑے دیکھا گینڈے سے اترکر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر گردن پہ بیٹھکر طرماسپ کی طرف چلا قریب پہونچا تھا
کہ طرماسپ کا وزن ہوا کہ ایسے سینہ شانے سے شانہ بازو سے بازو سر سے سر ملگیا اور پھولون سے سپرون کے
چنگاریان اڑین طہماس کا گینڈا چار قدم پیچھے ہٹا اور طرماسپ کا کرگدن پانچ قدم پسپا ہوا اسکا رالون گیا
مار مار کر گینڈون کو پھیرا ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا او ناہنجار نطفہ شیطان او ظالم یہ تو نے کیا کیا کہ
پہلے تو بھائی کو میرے یعنی کلاہین پر زور کو مارا بعد اسکے بیگناہ عنقوبیل دیو پرور کو بھی اس نامردی سے قتل کیا کہ
عورتین بھی تجھپر لعنت کرتی ہین ارے تجکو خوف خدا آیا نہ عزیزداری کا خیال ہوا کہ یہ ہمارا دادا ہے دیکھ تو اسکے عوض
مین کیا حال تیرا کرتا ہون آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ تجکو تو نے شاہزادہ نورالدہر کے سامنے ذلیل کروایا
اور اسنے قسم دلائی ہے کہ اگر سر طرماسپ کا لانا تو مجکو صورت دکھانا نہین تو میرے سامنے ہرگز نہ آنا تو جب تک
تجھے مار کر سر تیرا انہین بھیجتا ہون قرار میرے دل کو نہین ہے کہ زیارت سے اسکی محروم ہون طرماسپ پکارا ای پیر خلف
بیعقل اگر عنقوبیل دین آفتاب پرستی اختیار کرتا تو مین کیون اسکو مارتا میرے واسطے بدنامی ابھی کہ طرماسپ کا دادا
مسلمان ہے اس رفع بدنامی کے لیے مین نے اسکو مارا اور کلاہین کو بھی اسی لیے قتل کیا اور تو اگر دین آفتاب پرستی

قبول کریگا تو تجھے بھی مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا تیرے باعث سے بڑی بدنامی ہر سے ہی ہے غرضکہ بعد گفتگوے بسیار
طرماسپ نے ساطور طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی حربہ اُسکا رد کیا
اب بڑے زور شور سے ساطور چلنے لگا سب لشکر دیکھ رہے ہیں اور آپس میں کہہ رہے ہیں کہ ٹھیک برابر کی لڑائی ہو رہی دیکھیے
کیا ہوتا ہے دونوں زبردست ہیں کھلی کسی طرح پایہ کسی کا نہیں رکتا ہے غرضکہ یہانتک ساطور چلا کہ دونوں حربے
بیکار ہوئے ہزار میں ایک ساطور دوسرے کو کسی قدر کاٹ جاتا تھا یہانتک کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اب دونوں
دست وگریبان ہوئے مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونوں کود پڑے اب کشتی ہونے لگی پھر کامل کشتی
لیکن طہماس کو غصہ ہی قوت اسکی بہت بڑھی ہوئی ہے اور طرماسپ کئی میدانداریاں کر چکا ہے کسیقدر تھکا ہوا بھی ہے لیکن
اُلجھا ہوا ہے زور ہو رہے ہیں کہ ایک مقام پر طہماس نے لنگر اسکا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا ایک ہاتھ گدی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے لگا تین پیچ دیے اور ایک جھٹکا ایسا دیا
کہ نرخرے سمیت دھڑ سے گردن کھنچ آئی ایک غل ہوا کہ وہ طرماسپ کو مارا لاہوت شاہ نے سر پیٹ لیا اور حکم دیا
فوج کو کہ مار لو اس عادی کو جانے نہ پائے لوگ طہماس پر دوڑ پڑے ادھر زرپوش شاہ نے اپنی فوج کو بھیجا وہ بھی چلی
لیکن طہماس نے سر طرماسپ کا فتراک میں باندھا اور کھینچکر زیر کالی ساطور چلا پڑا جسکو ساطور مارا مع مرکب چار ٹکڑے
کر دیے ادھر سلیمان شاہ فارسی نے اپنے لشکر کو واسطے مدد طہماس کے بھیجا اُدھر سلیمان ثانی کرک کو چلا غضنفر
اپنے قزاقوں سمیت جا پڑا انقابدار یاقوت پوش شترسوار بھی کفار پر اپنی فوج سمیت جا پڑا الغرض تلوار چلنے لگی ہنگامہ قتال
ہوئی مگر طہماس نے ایک سرخ گنبد پڑا اپنا اٹھا الدیا ہی جو سامنے آیا مارا ساطور کہ دو دو تین تین کے برابر سر قلم ہو گئے کیفیت یہ
ہے کہ کفار ریلے کرتے چلے آتے ہیں لیکن طہماس اسطرح سب کو قتل کرتا مارتا چلا جاتا ہے جیسے شیر غضبناک مجمع روباہان میں
شکار کھیلتا ہے یہانتک کہ تمام لشکر کو طے کرکے راستہ جنگل کا لیا جس طرف سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا یہاں کفار میں اور
اہل اسلام میں تمام دن تلوار چلی جب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں آئے مگر لاہوت شاہ
کمال رنجیدہ و غمگین بارگاہ میں آیا حکم دیا کہ تابوت زریں طرماسپ کا بنے اُسی وقت تیاری ہونے لگی آج لاہوت شاہ نے
دربار بھی نہیں کیا صبح کو بارگاہ میں آیا لوگوں نے عرض کی کہ تابوت طرماسپ کا تیار ہے حکم دیا کہ اسّی بیس ہزار سوار
ساتھ لیکر اس تابوت کے ہمراہ خدمت ایرج نوجوان میں جائے وہ اُسی طرف روانہ ہوا لیکن ایرج دریا سے اُترکر
تین منزل کوچ کرکے آچکا ہے قصد ہے کہ جلد قلعہ ذوالامان کو پہونچکر گیتی افروز کو پیچھے کے سامنے سے تنگ کرے غبار اُٹھا
ایرج نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ ارے جلد خبر لاؤ کہ کون آتا ہے کیونکہ یہ گرد الم معلوم ہوتی ہے کہ دیکھتے ہی گرد کے دل بھی
میرا مکدر ہو گیا ہے ہر منفی نگاہوں میں خاک معلوم ہوتی ہے کہ یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے اُسکے بخور جلتا ہوا لوگ سیاہ پوش ہمراہ گریبان اُنکے پھٹے ہوئے ہائے طرماسپ وائے طرماسپ
کی صدائیں بلند خاک اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں ایرج نے جو نام طرماسپ کا سُنا قریب تھا کہ رو دے گھبرا کر
لوگوں سے پوچھا ارے کیا ہی طرماسپ کو کسنے مارا یہ غل کیسا ہے کہ جس سے سینہ میرا شق ہوتا ہے کہ اتنے میں افسر
غمزدہ روتے پیٹتے سامنے آیا اور حال بیان کیا کہ اسکے باپ طہماس ظالم نے اسے مارا کچھ نسبت فرزندی کی آنے نہ لایا
دھڑ سے سر کھینچ لیے چلا گیا ہر چند لاہوت شاہ نے لشکر اُسکے قتل کے لیے بھیجا لیکن وہ صاف نکلا چلا گیا
کسی طرح نہ اسیر ہوا نہ قتل ہوا بلکہ بہت لوگوں کو مارا یہ سنا تھا کہ ایرج غصے سے تھرتھرانے لگا غم طرماسپ کا
دل پر چھا گیا جہان نظر میں تیرہ ہو گیا اور ایک نعرہ کرکے ننگا ہو گیا کہ ہائے طرماسپ یہ تونے کیا کیا کہ بارگاہ میں

سونی کر دی آرام و قرار میرے دل کا لیگیا لطف زندگی جاتا رہا ای یار وفادار اب تجکو مین کہان سے لاؤن دل بیقرار
کو کیونکر سمجھاؤن یہان تک رویا اور حال اپنا تباہ کیا کہ بیہوش ہوکر گرپڑا تمام لشکر کا یہ حال تھا کہ ایرج کو روتے دیکھکر
ہر کس و ناکس رو رہا تھا اور نام طرماسپ کا ورد زبان تھا کہ بہزاد مرتد نے پانی کے چھینٹے منہ پر ایرج کے دیے
گلاب بید کیوڑا چھڑکا بعد گھڑی بھر کے ایرج کو ہوش آیا دوڑ کر صندوق سے طرماسپ کے لپٹا اور چاہا کہ لاش اسکی
نکالے منہ سے منہ ملے کہ انتر نے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان سر تو اسکا طہماس اُکھیڑ کر لیگیا یہ لاشہ بیسر کا ہی
کہ وہ عادی کدھر گیا ہی انتر نے کہا خدمت نور الدہر مین ایرج نے کہا جہان ملیگا وہین اس عادی کو مارونگا یہ
کہکر بہزاد مرتد کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا تھا تب طہماس بن عنقویل دیو پر دوڑا کیا وہ گھوڑا کہ
اشارون پر چلتا تھا زندگی مین کبھی چھیندنا نہین چھوا یا تھا اُسکو کوڑے پہ کوڑے مارتا ہوا سرپٹ لیے چلا جاتا تھا یہانتک
کہ کنارے دریا کے پہونچا ملاحون سے پوچھا کہ طہماس یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کہ طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز
ہی یقین ہی کہ لشکر نور الدہر مین پہونچگیا ہوگا ایرج کچھ دیر چپ رہا متفکر تھا کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو پاؤن بعد
اُسکے کہا کہ کشتیان لاؤ مین ضرور تعقب مین اُسکے جاؤنگا بہزاد نے کہا اب جانا آپ کا مناسب نہین ہی ایرج نے
کہا ای بہزاد جہان آنکھون مین میرے تیرہ و تار ہو رہا ہی جب تک طرماسپ کے خون کا عوض نہ لونگا اور اس
عادی کو نہ مارونگا قرار مجکو نہ آئیگا یہی باتین تھین کہ ارسلان شاہ پہونچا ایرج سے ملاقات کی حال پوچھا ایرج
نے کہا طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہی ارسلان شاہ بولا اب پھر چلیے قتل کرنا طہماس کا اور روز پہ
مقرر رکھیے ایرج نے کہا دل میرا نہین مانتا کہ طرماسپ تو نہ ہو اور یہ عادی زندہ رہے قارن قہرمین نے کہا
ای شہریار باوقار ای صاحبقران نامدار زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان مین نے علم نجوم سے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ سفر دریا آپ کے حق مین اچھا نہین ہی اب مناسب یہ ہی کہ چلکر مفسدون کو ماریے اور گیتی افروز کو اپنے
قبضے مین لائیے دل شاد کیجیے غم غلط فرمائیے اب قلعہ ذوالامان قریب ہی اور اگر اس اثنا مین نور الدہر آگیا
تو ہاتھ آنا گیتی افروز کا مشکل ہی اور نور الدہر بھی آج کل مین آیا چاہتا ہی خبر لگی ہوئی ہی ایرج کو یہ راے پسند آئی
کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور بن سعدان کرد بچی
پہونچے اور کہا کہ ای ایرج نوجوان اگر تم تعاقب مین طہماس کے جاتے ہو تو ہم تمھارے ساتھ ہین قلعہ ذوالامان
پر جا کے لیا کہ بیٹھے ایرج ناچار واسطے پھر کر داخل لشکر ہوا لاش طرماسپ کی ارگا و شیشہ مین بھیجی
اور آپ قلعہ ذوالامان کو بقصد کر و فر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ہرمز تاجدار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار بعد جانے نور الدہر کے کوچ بکوچ قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طی مراحل ملک زابل
پر پہونچا گیبر لنگ بن گیبر نگ شاہ نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور دورہ کوہ آگے قلعہ کے تھا آلات حرب سے
آراستہ کیا اور راستہ پہاڑ کا اسقدر تنگ تھا کہ ایک آدمی سے زیادہ وہان کسی طرح نہ جا سکے اور گھاٹیون پر
پہاڑ کے پتھر تراشے ہوئے رکھے تھے کہ اگر ایک ایک پتھر لڑھکا دین تو کام آدمی کا تمام ہو جاسے ہرمز تاجدار وہان
آکر اترا اور ایک عیار کو طلب کیا جب وہ آیا ایک نامہ لکھکر اسکو دیا جسکا یہ مضمون تھا کہ ای گیبر لنگ پہلے تو مسلمان ہوا
اب یہ کیا ابتری سنا سنتا آئی کہ اسلام چھوڑکر کفر اختیار کیا توبہ کرو اپنے افعال پر عیار گیا اور نامہ دیا گیبر لنگ نے
جواب لکھا کہ ای خدا پرستون مین دکرشتہ جان سے مسلمان ہوا تھا اب آفتاب زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان

سلامت رکھے کہ اسکے باعث سے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہی اب ایسا روشن دین جو کب چھوڑتا ہون اور تمھین
کبھی یہان نہ آنے دونگا یہ سنکر ہرمز تاجدار تو چپ ہو رہا لیکن کشیدہ رو منارہ گردن عادیون نے عرض کیا کہ آپ
طبل جنگ بجوایئے یورش کرکے پہاڑ کو لیجیے اور قلعہ مین گھس چلیے ہرمز تاجدار نے حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی خبر کیرنگ کو ہوئی کہا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین کیونکر خدا پرست
پہاڑ پر آتے ہین غرضکہ دونون طرف نقارۂ رزمی بجا تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات اسی کیفیت مین بسر ہوئی
صبح کو ہرمز تاجدار تخت پر سوار تمام فوج ہمراہ رخ پہاڑ کا کیا عادیان کشیدہ رو منارہ گردن برابر چلے جاتے ہین
اودھر سے گولا پڑ رہا ہی توپخانہ رعد شکوہ گرج رہا ہی یہ لوگ تو گولون کو کھیلنے کی گولیان جانتے ہین بھلا کب مانتے ہین
برابر بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ پائین کوہ پہونچے اور پہاڑ پر چلے لیکن وہان سے پتھر جو لگائی پر سے لڑھکایا
کتنون کے پیر ٹوٹ گئے کتنون کے سر پھٹ گئے کتنے گر گر کر پس گئے ہڈیان پسلیان سرمہ سا ہوگئین ہرمز تاجدار نے کہا
کہ انھین منع کرو کہ اوپر پہاڑ کے نہ جائین اپنی جانین مفت نہ گنوائین عادی کشیدہ رو منارہ گردن اس بات پر
اڑے ہوئے ہین کہ ہم بغیر پہاڑ کے لیے یہان سے نہ پھرینگے ایک غل شور برپا ہی یہان کیرنگ بیٹھا ہوا تھا اکایک تین
لوگ دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ طہماس طرماسپ کے مارنے کو گیا تھا سو اسکا سر لیکر آیا اور دروازے کو
توڑ کر شہر مین گھس آیا لوگون کو قتل کر رہا ہی اور چالیس ہزار عادی اسکے ساتھ ہین بس یہ سنتے ہی حواس باختہ ہو کر اٹھا
اور کہا کہ صاحبو جو شے ہو سکے قصور نہ کرو یہ حکم دیکر تیسرے دروازے کی طرف بھاگا کہ نکل جاؤن یہان کشیدہ رو
منارہ گردن پہاڑ پر چڑھ آئے دروازہ شہر کی طرف چلے ہرمز تاجدار بھی مع فوج قلعہ مین گھس آیا سنا کہ طہماس
نے قلعہ فتح کیا لڑتا ہوا چلا آتا ہی ادھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ہرمز تاجدار قلعے کے اندر آگیا مگر کیرنگ
تیسرے دروازے کی طرف سے نکلا بھاگتا ہی طہماس نے حکم دیا فوج کو کہ تم تو شریک ہو بادشاہ کے اور مین اس کا فکر
کر لیتا ہون اور یہ تعاقب مین کیرنگ کے چلا شہر سے نکلگیا سنا کہ اس طرف گیا ہی اسطرف گینڈے کو ڈالا ادھر
کیرنگ بھاگا ہوا چلا جاتا ہی کہ سامنے سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ ہوا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون جمعیت لیے ہوئے [illegible] کہا کہ سامنے سے
نورالدہر آتا ہی ادھر سے بھی بھاگا نورالدہر نے پوچھا یہ کون [illegible] تھا جاسوسون نے
تمام ماجرا بیان کیا فرمایا کہ جلد اسکو گرفتار کر دو جانے نہ [illegible] گھیر لیا تلوار چلنے لگی
یہانتک کہ تمام ساتھ والے کیرنگ کے مارے گئے [illegible] گرفتار ہوا [illegible] اتنا مین گرد بلند ہوئی دیکھا
نورالدہر نے کہ ایک بگولہ گرد کا نہایت زور شور [illegible] گرد قریب آکر شق ہوئی طہماس بن عنقویل دیو [illegible]
نمودار ہوا اور آکر قدمون پر نورالدہر کے گرا [illegible] نورالدہر نے سر اسکا نہایت شفقت و مہربانی
سے اٹھایا اپنے زانو پر رکھا گرد منھ کی پاک [illegible] ہاتھ سے چہرے کا طہماس کو ہوش آیا جلدی سے اٹھ بیٹھا
اور کہا کہ اے شہریار کیونکر اس غلام نواز [illegible] کرین اور سر طرماسپ کا پیش کیا اور رونے لگا
نورالدہر نے کہا اے طہماس کیا بات [illegible] ہی طہماس نے عرض کیا اے شہریار اس نالائق کے
مرنے کی تو خوشی ہی روتا اس [illegible] یکبارہ مارا جاتا تو حضور کی قدمبوسی سے محروم رہتا
مجلس مین آپ کی مجھکو کام ہے کہ جگہ [illegible] اس ناپاک کو مارا مین نے اور سر لایا اسکا [illegible] سرخرو ہوا شاہزادہ
نے بہت شفقت اسپر [illegible] وہ کارنمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوتا رفاقت اسی کا نام ہوا [illegible]

وہان سے شہر مین آیا یہان ہرمز تاجدار نے شہر کو فتح کیا چہار طرف سے آواز بلند تھی کہ دُہائی ہے ہرمز تاجدار کی
دہائی ہی شاہزادۂ نور الدہر کی کہ اسی اثنا مین نور الدہر بھی پہونچا بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار
بغلگیر ہوا دونون آکر ایوان شاہی مین بیٹھے رؤساے شہر آ آکر نذرین دینے لگے ہر ایک کو خلعت ہوا جاتا ہی شاہزادے
نے فرمایا کہ لاؤ کیرنک بن گیرنگ شاہ ازائیلی کو اسی وقت لا کر موجود کیا اُس کافر نے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا
جواب سلام تو کسی نے نہ دیا نور الدہر کے حکم سے کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے بموجب حکم جام شراب کا لبریز کر کے
کیرنک کو دیا اُسنے جام شراب کا نہ پیا بلکہ پھینک دیا نور الدہر نے کہا ای کیرنک بن گیرنگ تو آگے بھی مسلمان ہوا تھا
اب تو آفتاب پرست ہوگیا بہتر یہ ہی کہ لعنت کر اپنے اعمال پر اور چھوڑ ان افعال کو دین اسلام اختیار کر تو مین تجکو
چھوڑ دون اور تیرا ملک بھی تجکو دیدونگا بلکہ اور جو ملک مانگیگا وہ بھی تجھے دونگا اُسنے جواب دیا کہ مین پہلے آفتاب پرست تھا
از روے ترس دین اسلام قبول کیا تھا اور اب جو مین نے ایسا دین روشن اختیار کیا ہی اسے کب چھوڑتا ہون جان دونگا
مگر دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا نور الدہر یہ کلمے سُنکر نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ اسے ہمارے سامنے چرخی پر
کھینچو ہم اسے تیر باران کرینگے اُسی وقت جلاد حاضر ہوا اور اُس مرتد کو چرخی پر کھینچا جب وہ خوب بلند ہوا پہلے شاہزادۂ
بلند اقبال نے تیر اُس بد تقدیر و بد مآل پر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا پھر چہار طرف سے تیر پڑنے لگے کہ وہ خانہ
خراب تختۂ پر راہی ہو مسافر دار البوار ہوا لاش کو اُس بد کردار کی مزبلے پر پھنکوا دیا بعد اُسکے حکم دیا شاہزادے نے کہ
لاؤ ملاحون کو جسوقت وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ کشتیان پیدا کرو ہم تمہین بہت انعام دینگے اُن سب نے عرض کیا کہ
پیر و مرشد کیرنک بن گیرنگ نے ہزارہا جہاز آپ کے آنے کی خبر سُنکر ڈبوا دیئے فرمایا اُنکو نکلواؤ اور جہاز بھی
تلاش کر کے لاؤ القصہ حسب الحکم وہ جہاز بھی نکالے گئے اور جہاز بھی آ گئے شاہزادۂ والا تبار مع فوج سوار ہو کر طرف
قلعۂ ذوالامان کے بصد کر و فر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لاہوت شاہ نے ایک ہفتہ غم طرماسپ کا کیا کہ مع لشکر سیہ پوش رہا آٹھوین روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا اُدھر سلیمان شاہ فارسی تخت پر بیٹھے ہین تمام دربار سردارون سے معمور ہی ذکر ہو رہا ہی کہ
طہماس نے کس دلاوری سے طرماسپ کو مارا لیکن بڑا سخت دل بھی ہی کہ اسے کچھ محبت بیٹے کی نہ معلوم ہوئی کوئی
کہتا ہی کہ حق بجانب ہی طہماس کے کہ اُسنے کیسے کیسے صدمے ہاتھ سے طرماسپ کے اُٹھائے کہ باپ اسکا مفقود ہوا دیو بُرد
مارا گیا شیر دہن شہید ہوا کہانتک صبر کرتا کوئی کہ رہا ہی کہ جو ہوا لیکن مرنے سے طرماسپ کے حوصلہ کفار کا پست ہوگیا
یہی ذکر تھا کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمایان ہوئی پسینے مین غرق گرد سے آلودہ آتے ہی دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے
اور عرض کیا کہ لاہوت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی سلیمان شاہ نے کہا کچھ پروا نہین پروردگار ہمارے یہان
بھی نقارۂ رزمی بجے اس طرف بھی طبل جنگی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل
ہوکر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نسب دیگر بنگلہ تھے سب دیکھ رہے تھے کہ کون لشکر کفار سے
مقابلہ کرنے کو نکلتا ہی کہ بدر بن زلازل کیشی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اور کہا کہ دیکھا
آپ نے طرماسپ کس ذلت سے مارا گیا مجکو رنج دینے کی سزا پائی مگر آپ کے اقبال سے سب خدا پرستون کو
مار کر ملک گیتی افروز کو چھین لیتا ہون لاہوت شاہ نے کہا ای بدر طرماسپ ایسا بہادر مارا جاے اور تو خوش ہو
تجھے یہ بات سزاوار نہین ہی بدر بولا کہ خداوند زادے جسنے زیادہ سر اُٹھایا ہی وہ یونہین خاک مین ملا ہی

اور دھواں اُسمیں سے نکلا سب بیہوش ہوئے اب غضنفر نے کچھ عیاری میں بیہوشی رکھی اور قریب بدر کے لیگیا جسوقت
اُسنے اوپر کی سانس کھینچی غضنفر نے پھونک دیا کہ دماغ تک بیہوشی سرایت کرگئی چھینک مار کر بیہوش ہوا اب غضنفر نے
ڈورا خفتان مرصع بند کا کاٹا اور لیکر راہی ہوا سیدھا کنارے دریا کے پہونچا اور خفتان مرصع بند کو دریا میں ڈالدیا
وہان سے اپنے خیمے مین آکر سو رہا صبح کو بیدار ہوا منھ ہاتھ دھو کر مسلح و مکمل ہو کر لشکر لاہوت شاہ کا راستہ لیا ادھر
صبح کو بدر بن زلزال ایشمی جو بیدار ہوا دیکھا تو خفتان مرصع بند نہین ہے حیران و پریشان ہو کر ڈھونڈھنے لگا کہ اتنے مین
ایک خدمتگار دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ فراش مرے پڑے ہین کوئی انکو قتل کر گیا اور اُسی طرف سے قنات چاک ہے
یہی معلوم ہوا کہ چور آیا تھا خفتان مرصع بند چرا لیگیا بدر روتا پیٹتا با حال تباہ لاہوت شاہ پاس گیا حال بیان کیا کہ میری
خفتان مرصع بند کوئی چرا لیگیا پوچھا کہ کچھ حال کھلا کہ کون لیگیا کہا کہ مین نہین جانتا کہ کون لیگیا لاہوت شاہ نے کہا
معلوم ہو جائیگا بدر نے کہا کہ مین تو کہین کا نہ رہا اب مجھے ایسی شی کہان ملیگی اور برہمن جادو بھی مجھسے خفا ہے افسوس
میرا ٹھکانا کہین نہ رہا مجھکو چور جیتے جی مار گیا اگر میرا سر ہی کاٹ لیجاتا تو اچھا تھا یہ کہہ رہا ہے اور رو رہا ہے لاہوت شاہ
دلداری کر رہا ہے کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر غل ہوا دیکھا کہ غضنفر بن اسد مانند شیر غضبناک کے چلا آتا ہے
ہاتھ تلوار کے قبضے پر ہے آتے ہی بطریق اہل اسلام سلام کیا لاہوت شاہ نے کرسی منگوا کر بچھوادی غضنفر آکر
بیٹھا ساقی نے جام شراب کا بھر کر حاضر کیا غضنفر نے نہ پیا لاہوت شاہ نے کہا آپ کیون تشریف لائے ہین کہا
میرا حربہ اُسپر کارگر نہ ہوا الٹا زخمی ہوا رات کو آکر مین خفتان اسکے گلے سے اُتار کر لیگیا اب آیا ہون کہ یہ جسطرح
چاہے مجھسے سمجھ لے بدر نے جو سُنا کہا کہ ای غضنفر وہ خفتان تیرے کام نہ آئیگی مجھے دیدے کیونکہ میرے ہی
نام کی وہ بنی ہوئی ہے تجھکو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا غضنفر بولا مین جانتا تھا کہ خفتان اور کسی کے کام نہ آئیگی اور
اگر کام کی بھی ہوتی تو ہم لوگ ایسی چیز اپنے پاس نہین رکھتے ہم حفظ و حمایت خدا پر بھروسا رکھتے ہین بدر پکارا
ای غضنفر پھر وہ خفتان کہان گئی غضنفر نے کہا ای بدر مین نے رات ہی کو لیجا کر دریا مین پھینکدی اب خفتان
کہان بدر نے جو یہ سُنا ایک نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے مجھکو جیتے جی مار ڈالا مگر مین کیا تجھے زندہ
چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر دوڑا [illegible] غضنفر کے سر پر پہونچکر ہاتھ تیغ کا مارا غضنفر نے پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا
بدر پر مارا اُسنے بھی سپر کو سر پر رکھکر اوسکی پناہ کیا لیکن تلوار نے غضنفر کی سپر کو کاٹا خود و بلغے کے دو ٹکڑے کر کے سر تک
پہنچی کہ تا ابرو اُتر گئی بدر نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹ کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ تھر تھرا کر غش
کھا کر گرا غضنفر نے چاہا کہ نکل جاؤن لیکن لاہوت شاہ نے سردارون کو للکارا کہ لینا اس دیوانے کو جانے
نہ پائے ارے غضب کیا اسنے کہ میری بارگاہ مین آکر پیغمبرزادے خداوند کو زخمی یہ سُنتا تھا کہ سب سردار
نعرہ کر کے دوڑ پڑے ادھر فوج ہوشیار ہوئی غضنفر پر نرغہ ہوا تلوار چلنے لگی مگر غضنفر جس طرف مثل شیر غضبناک
کے جاتا سو سو کو شکار کرتا ہے یہانتک کہ لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر نکلا تلوار مین مارتا ہوا چلا جاتا ہے غلغلہ دار و گیر
بپا ہے مگر غضنفر مضطر ہے کہ اس لشکر کثیر سے کیونکر نکلونگا جو کہ مانند مور و ملخ کے امنڈا چلا آتا ہے لیکن رفیق غضنفر
کے اسکے جانے کے بعد مسلح و مکمل ہو کر صحرا مین قریب لشکر لاہوت شاہ کے پھر رہے تھے کہ آقا ہمارا اتنا گیا ہے
دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ یکایک لشکر مین لاہوت شاہ کے غلغلہ ہوا کہ دیوانے نے غضب کیا کہ بارگاہ مین خداوندزادے
کے پیغمبرزادہ خداوند کو مارا لینا اسے جانے نہ پائے بس یہ سنتے ہی سب کے سب دوڑ پڑے بوقین بجا بجا کر
لشکر پر گرے قتل کرنا شروع کیا ادھر ہرکارون نے خبر [illegible] یاقوت پوش شتر سوار بران کو پہونچائی

کہ وہ اپنے لشکر سمیت آ کر لشکر لاہوت شاہ کے قتل کرنا شروع کیا لیکن غضنفر نے جو دیکھا کہ رفیق بہت آ گئے ہیں
دل قوی ہوا اتنے میں دیکھا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی مدد کو آ گیا اور خوش ہوا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا کہ حال
سلیمان شاہ فارسی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ دربار میں تخت پر بیٹھا ہے دربار معمور ہے ذکر غضنفر کا ہو رہا ہے کہ نہیں معلوم وہ
شیر بیشہ شجاعت کیا ہے کہ آج اس وقت تک دربار میں نہیں آیا کوئی عیار خبر تو لاوے اگر مزاج کچھ ناساز ہو تو میں خود
عیادت کے لیے چلوں سر کارہ گیا اور بعد بعد پھر کے آ کر عرض کیا کہ غضنفر دربار میں لاہوت شاہ کے گھس گیا وہاں
بدر بن زلازل بھی تھی کہ جس کے ہاتھ سے کل زخمی ہوا تھا آج اس سے بھی مجروح کیا سلیمان شاہ نے پوچھا کہ بدر کیونکر
زخمی ہوا اس کے پاس تو خفتان ہر چند ہے کہ حربہ اس کے جسم پر اثر نہیں کرتا عیار نے جواب دیا کہ خفتان غضنفر رات کو چرا لایا
اور دریا میں پھینک دی اب تنہا گھر گیا ہے اس کی مدد ضرور ہے یہ سنکر سلیمان شاہ نے حکم دیا کہ ابھی ہمارا لشکر تیار ہو اسی وقت
فوج میں کمر بندی ہوئی جو جس کام میں تھا اسے ترک کر کے مسلح و مکمل ہوا آن واحد میں تیاری ہو گئی سلیمان شاہ تمام
فوج کو لیکر لشکر لاہوت پر گرا ادھر سلیمان ثانی مع فوج مدد کو غضنفر کی پہونچا غرض خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ادھر دارا
نے خورشید و فوروز سے کہا کہ ہم تم بھی چلکر خدا پرستوں کے شریک ہوں اور لقا پرستوں سے تو ہمیں کچھ مطلب
نہیں ہے خورشید از بسکہ غضنفر سے جلا ہوا ہے کہا کہ اے برادر یہ کیا ضرور ہے کہ ہم کسی کی مدد کو جاویں اپنا دشمن ہے خدا
پرست ایسے کہاں کہ ہمارے دوست ہیں سر لقا پرستوں کا گردن میں خدا پرستوں کے اور سر خدا پرستوں کا گردن
میں لقا پرستوں کے ہمیں کسی سے کچھ مطلب نہیں ہے چلو ہم تم تماشا دیکھیں داراب نے کہا اچھا یوہیں سہی چلو تماشا ہی
دیکھینگے سب ہی آپس میں مشورہ کر کے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے اپنے لشکروں سمیت آ کر کھڑے ہو کے تماشا دیکھنے لگے
دیکھا کہ غضنفر اور نقابدار یاقوت پوش و سلیمان ثانی خوب لڑ رہے ہیں اور لاہوت شاہ و زلور شاہ
ہاتھیوں پر سوار ہیں فوج کو للکار رہے ہیں کہ خدا پرست زندہ نہ جانے پاویں اور چار جانب سے نرغہ ہے کفار کا لشکر
بیحد و بے پایان ہے قریب ہے کہ اہل اسلام شکست کھائیں کہ اس اثنا میں سلیمان شاہ فارسی پہونچا اور لشکر کفار پر
گرا اور نعرہ کیا مار واں لقا پرستوں کو بعد اس کے رستم خان اور کامل خان اور لوقل خان اور جمشید و خورشید
مہ گیتی تاب اور ملک زرمان بہرام و سپہر شہار اکن و تیمور باختری و نوبہار گرد و ملک اردوان جزیرہ نشین
وغیرہ سب سردار ایک کے بعد ایک مانند سیل وہاں کے پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اب اہل اسلام خوب جانبازی
کرنے لگے غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا ایسی تلوار چل رہی ہے کہ پیر چرخ اپنی چال بھول گیا ہے اور اسقدر کثرت ہے فوجوں کی
کہ میدان مملو ہے کہیں جگہ نہیں ایک سے ایک اسقدر بھڑا ہوا ہے کہ عجب نہیں جو لوگ مژگان سے بھی کارزار کرتے
کہ تلواروں کی قیچیاں بنگئی ہیں ان قیچیوں سے سوا جامہ پہننے کے اور کوئی کپڑا قطع نہ ہوگا چار پہر دن تلوار چلی
گو شب تیرہ نے پردہ داری کی مگر انکا پردہ نہ رہا چار طرف روشنی ہوئی تلوار اسقدر چلی کہ خون کا دریا جاری ہوا
گویا سب قرابت دار ہو گئے سب کا خون مل گیا اس دریائے خون میں سوائے جگر کے یقین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھوے
دریا میں پھر رہے ہیں بازو جو زرہ پوشوں کے کٹ کٹ کر گرے تھے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ مچھلیاں بہال رہی ہیں بہکر
رہی ہیں قبضے تلواروں کے نہنگان خون آشام معلوم ہوتے ہیں یہانتک خونریزی ہوئی کہ یقین ہے سبزہ کبھی
وہاں روئیدہ نہ ہوگا اور اگر اگیگا بھی تو لالہ مگر داغ بر دل عجب ہنگامہ تھا یہانتک کہ ایک شبانہ روز تلوار چلی
دوسرا دن ہوا غضنفر لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قیفال بن افوال سے سامنا ہوا کہ اس نے غضنفر پر تلوار ماری غضنفر
نے اسکی تیغ کا خالی دیا یہ پہلوان تیغ لنگر دار باندھتا تھا جھونک میں جا کر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ غضنفر نے تلوار کمر پر ماری

کہ دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر اربہنگ للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے ارے اپنے زبردست
کو اس طرح مارا تجھے دیوانہ کون کہتا ہے تو بڑا ہوشیار ہے لیکن کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھ تیری کیا حالت
کرتا ہون اور قریب پہونچکر تیر مارا غضنفر نے تیر آسیب سپر پر رد کیا اور وہین سے ہتھالی لگائی کہ ہاتھ اربہنگ کا
مع تیر کمان کے دور جا پڑا اب غضنفر نے تیغ سر پر ماری اسنے بائین ہاتھ سے سپر بلند کی لیکن تیغ نے فرق سپر کے دو ٹکڑے
پیالۂ خود کو شکستہ کیا کاسۂ سر مین در آئی کہ پیالۂ عمر کو اسکے بھر دیا سارا نشہ اتر گیا اب جو غضنفر نے جھٹکا مارا مع
مرکب چار ٹکڑے ہوئے سرہنگ بھائی اربہنگ کا گرز اٹھا کر دوڑا کہ او دیوانے بھائی کو میرے تو نے مار ڈالا
مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون ادھر تو اسنے گرز اٹھایا ادھر غضنفر نے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹا اور گرز اسی کے سر پر گرا
مرگ ناگہانی مین مبتلا ہوا گویا اپنی قضا اپنے ہاتھ سے بلائی اورنگ گرد نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے غضنفر کے
مارا گیا یہانتک کہ پانچ بھائی اربہنگ کے غضنفر نے مارے ادھر سلیمان ثانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اسی وقت
ارباق بن کمراق چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا ارباق نے تلوار ماری سلیمان ثانی نے پشت شمشیر پر تلوار رد کر کے
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے طوفان بن بہراس نے سامنا کیا بڑھکر تلوار ماری سلیمان ثانی
نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار چھینکر پھینکدی پکڑکر کمر زنجیر کا بند اٹھا لیا اور آسمان کی طرف پھینکا کہ نظر سے
غائب ہو گیا جب بعد ساعت بھر کے گرنے لگا تو اسے چوب رنگ ہوائی کا تا سر جناب سرخ چشم سے مقابلہ ہوا اسنے
چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو اٹھا کر سلیمان ثانی پہ ماری سلیمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
لیکن چوبدست جو پڑی آواز تڑاقے کی بلند ہوئی گرد اڑی مگر سلیمان نے جو ہاتھ تیغ آبدار کا غیظ و غضب مین
آکر مارا اسنے چوبدست اپر روکا تیغ نے چوبدست کو مانند کدو کے دراز کے دو ٹکڑے کیے خود و بلغہ سر و گردن
چار آئینہ زرہ کمر زنجیر کا بند کاٹکر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسی طرح کئی سردار مارے ادھر
نقابدار یاقوت پوش بڑی شد و مد سے لڑتا ہوا چلا جاتا ہے ایک طرف سے سرہنگ قوی ہیکل اہل اسلام کو
قتل کرتا چلا آتا ہے کہ دونون کا سامنا ہوا سرہنگ نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے تیغ آبدار سے
ارے کو قلم کیا اور دوسرا حربہ کیا کہ سپر کو کاٹا اسنے سر اپنا بچایا تلوار شانے پر ترچھی ہو کر پڑی کہ اجل کا نشانہ ہوا
تیغ زیر بغل اتر گئی ادھر کا منڈلا کٹکر گرا وہ ناری فی النار و السقر ہوا بہمن آدمخوار نے دوڑ کر دونون چنگا آہنی مار
نقابدار نے پینترا بدلکر خالی دیا کہ وہ اپنے زور مین اوندھے منھ جا رہا اب نقابدار نے تیغ مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے
ابر سیہ بسر وزران بن بہران سپر سوار خنجر کھینچکر دوڑا نقابدار نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا کہ پورا ہاتھ
جنگ کا بیٹا دو ٹکڑے ہو گئے مہران بن عقاروس نے نیزہ مارا نقابدار نے تیغ سے قلم کیا اور اپنا وار کیا اسنے
سپر اٹھائی تیغ نے سپر کو کاٹا خود و بلغہ کو کاٹتی ہوئی سر پر پڑی نقابدار نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گئی اسنے دستہ مارا
تلوار کو جھٹکا کر نکالی لیکن مہران کو غش آ گیا لوگ اسے لیکر نکلگئے اب نقابدار زبور شاہ کی طرف چلا لوگ اسکے
جان توڑ توڑ کر لڑنے لگے راوی کہتا ہے کہ اسی طرح اور سرداران لشکر اسلام نے بھی ایک ایک دو دو سردار
کفار کے قتل کیے مگر نقابدار لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زبور شاہ کے پہونچا اسنے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا آسیب سپر پر رد کیا اور ایسی تلوار ماری کہ سپر کو اسکی کاٹ کرتا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا لوگ
اسکے لے بھاگے ادھر سلیمان شاہ فارسی ہاتھی پہ سوار ہے تیر و کمان ہاتھ مین ہے کفار کو نشانہ کیا ہے تیر مارتا
چلا آتا ہے ادھر لاہوت شاہ لڑتا چلا آتا ہے کہ دور سے اسنے سلیمان شاہ کو دیکھا اس کافر نے تیر سلیمان شاہ پر مارا

وہ تیر سلیمان شاہ پر تو نہ پڑا مگر اسکا ہاتھی ترچھا ہو گیا تھا پیچھے سلیمان شاہ کے ایک سوار تھا اُسکے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا
وہ مرد مسلمان شہید ہوا یہ دیکھ کر سلیمان شاہ نے بھی تیر مارا کہ لاہوت شاہ کے گلے پر بیٹھا گدی تک پار گذر گیا اُدھر
سے شاہزادہ سلیمان ثانی نے تیر لاہوت شاہ پر مارا کہ وہ تیر پشت سے پار گذر گیا پھر تو جوانان اسلام نے تیروں کی
بوچھار کر دی کہ لاہوت کو ہاتھی سمیت غربال کر دیا غضنفر بن اسد گھوڑا دوڑا کر برابر اُسکے ہاتھی کے آیا جست کر کے
اوپر گیا لاہوت شاہ تڑپ رہا تھا کہ خنجر سے سر کاٹ لیا اور نیزے پر چڑھا کر بلند کیا اُدھر سلیمان ثانی نے علم قلم کیا
لوگ لاہوت شاہ کے شکست کھا کر جدھر منہ پڑا بھاگ نکلے زلور شاہ پہلے ہی بھاگا تھا بدر بن زلازل کچھ تھی کہ زخمی
ہو چکا تھا اسکو بھی لیکر لوگ بھاگے اہل اسلام نے انکا تعاقب نہ کیا مال و اسباب لوٹنے لگے تمام مال خزانہ خیمہ خرگاہ
لراؤ جو کچھ تھا سب قبضے میں کیا ہر ایک مالا مال ہو گیا خزانہ پر شاہی پہرا ہو گیا باقی لوٹ معاف ہو گئی تھی غرض نقارہ
فتح بجنے لگا سلیمان شاہ فارسی مظفر و منصور خیمے میں داخل ہوا تمام سرداروں کو خلعت دیے لوٹ معاف کر دی جو
اسباب جسکے ہاتھ لگا تھا وہ اسنے تحت تصرف میں لایا سلیمان شاہ فارسی نے جشن کیا مگر حال بدر بن زلازل کچھی کا
بیان ہوتا ہے کہ یہ جو زخم کھا کر بھاگا سیدھا جزیرہ فندق کی طرف چلا خوف راستے کا ایسا غالب ہوا کہ کسی طرف سے
بگولا گرد کا اُٹھا اور یہ دو چار فرسخ بھاگ کر ٹھہرا جاتا تھا خفتان مرخینہ پاس نہیں ہے اور اہل اسلام نے شاید تعاقب کیا ہے
بھاگا بھاگ جزیرہ فندق میں پہونچا یہ خبر برہمن جادو کو ہوئی کہ بدر ذلیل و خراب ہو کر آیا ہے تو اسپر بدل مائل ہو مرتی ہے
زبان دیتی ہے کہا بلاؤ تو اُسے اب ایسا قیمتا کیوں یہاں آیا ہے اپنی خالا کو لینے گیا تھا جو یہاں کھا کے یہاں آیا لیکن بدر
جو سامنے آیا دوڑ کر برہمن جادو کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ ای ملکہ مجھسے خطا ہوئی تقصیر میری معاف کرو اب مجھسے ایسی
خطا کبھی نہ ہوگی اور رونے لگا برہمن جادو نے سر اُسکا پیروں پر سے اُٹھایا کہا کہ حال تو بیان کر ہوا کیا اُسنے تمام سرگذشت
بیان کی اور کہا کہ ای شفقت بر حالت اُس دیوانے نے خفتان مرخینہ پہ سے پچرا کر دریا میں پھینک دیا ہے اب میں بالکل
بیکار ہو گیا اُسنے کہا کہ ای بیوقوف و نالائق یہ کیا کیا کہ دن میں نے تو ایک مدت میں اُسے بنایا تھا اب مجھسے ویسی
خفتان کہاں بن سکتی ہے بدر نے کہا ای ملکہ میں اپنی جان دونگا اگر خفتان نہ ملیگی تو تمھارے سامنے اپنا گلا کاٹونگا اسنے
کہا کہ جا مر جائے کل کا مرتا آج مر کہیں بچا بیٹھے بدر نے اُسی صدمے میں خنجر کھینچا چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے برہمن جادو
نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہا کہ خبردار تو اپنی جان نہ دے کہ خفتان تو مجھسے ویسی نہ بنیگی مگر جاتی ہوں اور اُسی خفتان کو
دریا سے نکالکر لاتی ہوں تو یہ کہہ کر ایک مشت خاک اُٹھا کر سحر دم کر کے اپنے شانوں پر ملی کہ پر پرواز پیدا ہو گئے اور
اُڑ کر روانہ ہوئی آتے آتے کنارے دریا کے پہونچی کچھ اسباب سحر ہمراہ لیتی آئی تھی سب ساحل دریا سے سائل کے بیچ بیٹھی
اور ایک بچہ بھی کچھ تھا اُسکو ہتھکا کیا خون اُسکا تھال میں لیا تھوڑے سے خون سے چوکا دیا باقی خون میں پانی ملا کر اُس سے
نہائی اور اُس چوکے میں بیٹھی اور سحر پڑھنے لگی ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنایا اور اُسی خون و نمک سے اسکا پتلی خمیر کیا تھا
ایک اسم شروع کیا کہ جس سے ہاتھ پیروں میں اُسکے حرکت پیدا ہوئی آنکھوں میں اُسکے روشنی پیدا ہوئی دوسرا اسم
شروع کیا کہ وہ پتلا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ جو حکم ہو اُسے بجا لاؤں برہمن جادو نے کہا کہ جا دریا میں سے
خفتان مرخینہ ڈھونڈھ لا یہ سنتے ہی وہ پتلا دریا میں کود ا سر [illegible] نے کچھ سحر اور پڑھا کہ تمام پانی ساکن ہو گیا
ایک پہر کے عرصے میں وہ پتلا خفتان ڈھونڈھ کر نکال لایا سامنے [illegible] کے رکھدی اُسنے خوش ہو کر اُس پتلے
کے منہ میں تھوک دیا بس وہ مگر بدستور اصلی ہو گیا ختم ہو چکی تھی بر [illegible] یکہ بدر کے پاس آئی بدر منتظر
بیٹھا تھا کہ برہمن جادو پہونچی اور خفتان بدر کر دی اور کہا کہ [illegible] بہر ات محنت کی بدر خفتان کو لیکر

بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای شفیقہ آپ میرے ساتھ ایسا کرتی ہین جیسے کوئی مان اپنے لاڈلے بیٹے کی باتین اُٹھاتی ہو آپ نے
میرے لیے محنت کی تو مین بھی خدمت سے باہر نہین ہون یہ کہکر ہیرین جادو سے لپٹ گیا اُسنے کہا کہ موئے یا تو مر رہا تھا یا اب
پھر مستی سوار ہوئی کہ جورو کو امان کہنے لگا ہٹ میرے پاس سے بدر نے کہا امان کے کیا کوئی شاخ ہوتی ہے جیسے تم ویسے
مان غرضکہ خوب اپنا کالا منھ کیا اور دونون مصروف عیش و عشرت ہوئے کہ اب یہان کا حال یہین بیان کیا جائیگا
اُدھر تمام کا فراش لاہوت شاہ کی لیے ہوئے روتے پیٹتے کوچ بکوچ خدمت ایرج مین روانہ ہوئے تھے اِدھر ایرج
طی مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہی اب کوئی تین منزل ملک سبائل اور قلعہ ذوالامان رہگیا ہی کہ یکایک گرد و غبار
بلند ہوا اور آواز گریہ و زاری نالہ و بیقراری کی بلند ہوئی ایرج نے شاپور سے کہا کہ خیر اعظم خبر کرے اُس روز تو
لاش طرماسپ کی آئی تھی کہ اُسکا داغ ابتک دل پر سے مٹا نہین یہ نہین معلوم کسکا لاشہ ہی یہی باتین تھین کہ غل
ہاے لاہوت شاہ واے لاہوت شاہ کا ہوا ایرج یہ آواز سُنکے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جاے بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا
کہ اور زیادہ شور ہاے لاہوت شاہ کا بلند ہوا ایرج اپنے سرداروں سمیت اُٹھا اور آگے دیکھا تو لاشہ لاہوت شاہ
کا غربال نظر آیا ایرج یہ دیکھکر اُسکی لاش سے لپٹ گیا اور پکارا کہ ای لاہوت شاہ تُمنے حق رفاقت خوب ادا کیا
ہمارے اوپر اپنی جان تک نثار کردی خیر اعظم تمکو بخشے یہ کہتا ہوا اور روتا ہی کہ عجیب سرزمین ہی ملک سبائل اور قلعہ
ذوالامان کی کہ طرماسپ ایسے رفیق لاہوت شاہ ایسے دوست کو مردہ دیکھا اگر خیر اسکا عوض خدا پرستون سے
نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا غرض رو پیٹکر لاشہ لاہوت شاہ کا صندوق مین رکھکر سیاہ مخمل سے
منڈھوا کر لوگون سے پوچھا کہ یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ پیر و مرشد تمام خدا پرستون نے تیرباران کیا کیا خیر سمجھا جائیگا
اور لاش کو اُسکی بیدنگرک کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد کوچ ہو طرف قلعہ ذوالامان کے مجھے نہ سبائل سے
کام ہی نہ سلیمان شاہ فارسی سے مطلب ہی بین فقط یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان جہان ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین
لاؤن اور جاکر گوشہ نشینی اختیار کرون یہ کہکر دلیم شاطر زنگی سے کہا کہ تم پیشخیمہ بارگاہ سلیمانی کا قلعہ ذوالامان کی طرف لیکر
روانہ ہو دلیم شاطر اُسی وقت تیاری کرکے اپنے زنگیون سمیت روانہ ہوا بعد اسکے اور تمام لشکر کا بھی کوچ ہوا
ایک ایک سردار آگے پیچھے فوج لیکر روانہ ہوا جب قریب شہر ذوالامان کے پہونچا ایک غلغلہ شہر ذوالامان اور
ملک سبائل مین ہوا کہ ایرج فوج بیپایان سے آپہونچا سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے داراب کشورکشا
خورشید ستارہ پرست تورج ماہ پرست تینون ایک مقام پر صحبت آرا تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران
روزگار ایرج نامدار باسپاہ بیشمار یہان آتا ہی ہر ایک اپنے اپنے خیمے کو روانہ ہوا راوی روایت کرتا ہی کہ ابتک
یہ جنگ و جدال تمام ملک سبائل پر ہوئی تھی اب سلیمان شاہ فارسی خبر آمد ایرج کی سُنکر ذوالامان کو روانہ ہوا
تمام فوج و لشکر و سرداران نامور اسکے ہمراہ ہین اُدھر داراب و خورشید و تورج بھی اپنے اپنے لشکرون سمیت
روانہ ہوگئے یہان یہ خبر وحشت اثر ہمرو ند عیار نے ملکہ گیتی افروز کو پہونچائی ملکہ نہایت مضطر ہوئی مظفر بن
صنیغم خون آشام کو بلایا جب وہ حاضر ہوا کہا کہ ای مظفر سنا تُمنے کہ وہ آفتاب پرست آتا ہی مین نے سودہ الماس
تیار کرکے رکھا ہی جسوقت وہ قلعہ مین داخل ہو جائیگا مین پانی مین گھولکر پی جاؤنگی مظفر نے عرض کیا کہ حضور کسی طرح
اندیشہ نہ فرمائین مین جانبازی و سرفروشی کو موجود ہون قلعہ کو مین نے نہایت آراستہ کر رکھا ہی دوسرے یہ کہ سلیمان
شاہ فارسی مع لشکر اور اہل اسلام مدد کو موجود ہین حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائین تیسرے یہ کہ عرضی شاہزادہ نورالدہر کو
بھی لکھی ہی یقین ہی کہ وہ شہریار بھی آجائیگا یہ آفتاب پرست بھاگتا نظر آئیگا غرض بہت سے کلمات دلاسے کے

ملکہ گیتی افروز سے کہا اور رخصت ہوکر قلعہ مین آیا آراستگی مین مصروف ہوا دوسری عرضی اور لکھا شاہزادہ نور اللہ دہر
کی خدمت مین روانہ کی جسکا مضمون یہ تھا اے شہریار عالی وقار و اے مدح صاحبقران نامدار کہ پہلی عرضی کم نصیبی
سے آپ تک نہ پہونچی یہان کفار کی چڑھائی ہے ہم سب جانبازی و سرفروشی کو موجود ہین لیکن اس آفتاب پرست کے
اقبال کا ستارہ اوج پر ہے ہم اسکا کچھ نہ کر سکینگے اپنی جانین دینگے لیکن یہ مقدمہ ناموس کا ہے اگر جلد نہ تشریف لایئے گا
تو صاحبقران کو اور جملہ بزرگون کو اپنا کیا منہ دکھائیے گا اور ایک عیار کے ہاتھ اس عرضی کو روانہ کیا کہ جلد اپنے کو خدمت
مین شاہزادہ کی پہونچا وہ تو روانہ ہوا اب دوسری صبح ہی نماز پڑھکر کھڑے کنگرے پر تسبیح و وظیفہ کی پڑھ رہا ہے کہ یکایک پردہ
بیابان سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا تمام عورتین برجون مین سے جھانک کر دیکھنے لگین کہ وہ گرد مانند گرد کدورت کے
بڑھتے بڑھتے قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے تین لاکھ زنگیان آدمخوار دکھائی دیے آگے آگے سب کے رحیم شاہ طلعت زنگی دریا
آہن مین غوطہ مارے ہوئے آرہ پشت نہنگ ہاتھ مین لیے اٹالا بارگاہ سلیمانی کا میدان مین پہونچکر ٹھہرا ایک جگہ اچھی دیکھکر
بارگاہ برپا کرائی کہ تمام صحرا خیمون سے بھر گیا کہ دوسری گرد اڑی اور آن واحد مین اس گرد سے چالیس ہزار سوار
نمایان ہوئے آگے آگے سب کے بہزاد مرتد یہ نہ پہونچے تھے کہ اور گرد اڑی اور مرجان دریا باری اور ہمام بن
غوجان دریا باری پہونچے کہ اور گرد اڑی قارن بن بلوط کج گردن سہیل سپہر گردان سہمر سپہر گردان پہونچے اسی طرح
تانتا بندھ گیا ایک کے بعد ایک سرداران ایرج آئے مثل جمشید زنگی خلیم زنگی نصر ظلاول مشتی گیر وغیرہ کے یہ سب
پہونچکر گھوڑون سے یہین اترے ہین اسی طرح پرے جمائے کھڑے ہین جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ہے اور گرد تیرہ طلیعہ ہو
کہ زمین سے آسمان تک ایک ٹیلا نظر آنے لگا گویا وہ دیوار گلی آئینہ جلی ہے کہ سب اسطرف دیکھ رہے تھے ساکت ہو رہے تھے
کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گردے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیچھے
اسکے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا اور ارسلان شاہ کا ایرج مرکب پری پیکر باد رفتار پر سوار لباس پر تکلف پہنے ہوئے
کمال شوکت و شان سے پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا کہ یکایک دوسری گرد ملک سبائل کی طرف سے بلند ہوئی اور
سلیمان شاہ فارسی لشکر بیپایان فوج فراوان سے مدد کو اہل اسلام کی پہونچا بعد اسکے دوسری گرد اڑی سلیمان ثانی
پہونچا تیسری گرد بلند ہوئی غضنفر بن اسعد دلاور آیا اور گرد اڑی اسکی نقابدار یاقوت پوش شہسواران آیا اسیطرح
سب اہل اسلام مثل رستم خان بن کنجاب و نوفل خان بن کنجاب خورشید و جمشید تور سرکش ببر خاں لنک ملک ایلہ و دو
جزیرہ نشین ایک کے بعد ایک آیا یہ سب قائم ہونے نہ پائے تھے کہ اور گرد اڑی مگر گرد تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ جب گرد شق ہوئی چھ سو علم نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے کشورکشا تخت پہلوان
داراب کشورکشا سبک روح سوار مالک اژدر ہمراہ بعد انکے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی
جمعیت سے آیا بعد اسکے تورج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے پہونچا ان سب کے خیمے بھی استادہ ہوئے ایرج شام
تک تماشا دیکھا کیا لوگون سے اپنے کہا کیا کہ یہ سب مجھی سے لڑنے آئے ہین مگر مثل لشکر مور و ملخ کے ہجوم ہے پروا انکا ایرج کا کچھ
نہین کر سکتا یہ میرے الف شمشیر آبدار مین سب کو مار ڈالونگا یہی باتین کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر آرام سے اپنے
اپنے خیمے مین بیٹھے وہ رات گذری دوسرا دن ہوا صبح کو ایرج بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا سب سردار جمع ہوئے ایرج نے دبیر سے کہا کہ نامہ لکھو مظفر بن ضیغم خونآشام کو اس مضمون کا کہ اے مظفر
آگاہ ہو کہ لقا خدا سے باختر نے ملکہ گیتی افروز کو اور ملک باختر بخشش مجھے بخشا ہے اور قاسم نے جبراً قہراً گیتی افروز کو
لقا سے چھینا تھا اور اب قاسم زندہ بھی نہین ہے بس تجھے لائق و لازم ہے کہ نامہ کو دیکھتے ہی ملکہ گیتی افروز کو سوار کر

میرے پاس لے آئیں تیری نہایت عزت وحرمت کرونگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو مین صاحبقران جہان ہون حمزہ میری
نہیب شمشیر سے بھاگکر ظلمات کو چلا گیا الندھور کہ اسکا جانشین اور نائب تھا اُسنے میرے پاس دامن پناہ لیا ہی
بیعت میری اختیار کی ہی میرے ہاتھ سے تو مفت مارا جائیگا ذلیل ہوگا اور تجھے قلعہ پر بھروسا ہی تو ایک لحظہ بھر مین لے لونگا
اور گیتی افروز کو نکال لاؤنگا جس وقت دبیر نے یہ نامہ تیار کیا ایرج نے جام شراب بھر کر رکھوایا اور پکارا کہ میرے
سردارون مین سے کوئی اس نامے کو لیکر جاے اور جواب اسکا لاے یہ سُنکر میعاد درشک دراز گردن اپنے دنگل
سے کود پڑا اور جام اُٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا بارگاہ سے نکلکر پانچہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب دروازہ
شہر پر پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ ایرج کا ایلچی آیا ہی کہا بلا لاؤ اُسے جب میعاد درشک دراز گردن
سامنے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا میعاد بیٹھا ساقی نے
بحکم مظفر جام شراب کا بھر کر دیا میعاد نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا پکارا کہ منم نامہ دار زبدۂ آفتاب پرستان
یعنی ایرج نوجوان مظفر بن ضیغم خون آشام نے نامہ طلب کیا اُسنے دیا مظفر نے دبیر کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھنا
شروع کیا مظفر نامے کا مضمون سُنکر آگ ہو گیا اور دبیر کے ہاتھ سے لیکر پھاڑ کے پھینک دیا اور کہا کہ اُس پاس فروش
بچہ بازاری نے جو یہ لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی کہدینا اُس سے کہ کیون شامت آئی ہی یہ ناموس ہی حمزہ عالیشان
صاحبقران دوران کا بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلا جا اور اب ایسے کلمات زبان پر نہ لا تھوک اور چاٹ اب یہ کہ تم
کہین عاشق ہون ملکہ گیتی افروز پر نہین تو بہت ذلیل وخراب ہو گا بس نامے کا چیر کے پھینکنا تھا کہ میعاد درشک دراز گردن
آگ ہو گیا اور نعرہ کیا کہ باش او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ نامہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب اوران
ایرج نوجوان کا چیر ڈالا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچکر مظفر بن ضیغم خون آشام پر ماری مظفر نے
آتے تلوار خیال کر کے جھکی دی کہ تلوار چپٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ
زور کیا کہ میعاد کو اُٹھا لیا مارا زمین پر چارون شانے چت گرا چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھلین اور حکم دیا لوگونکو اسکے ہمراہی
جانے نہ پائین بس یہ سُنتے ہی ایک ایک پر چار چار جا پڑے اور سب کو پکڑ کر مشکین باندھلین سب گرفتار ہو گئے دوران
مظفر نے ارادہ کیا تھا کہ ان سب کے منہ کالے کروا کر نکلوا دو یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہلا بھیجا کہ مظفر ایلچی کا سر کٹوا کر
دروازے پر شہر کے چڑھوا دے اور لوگون کو اُسکے قتل کر مظفر نے وہی کیا کہ میعاد درشک دراز گردن کا سر کٹوا کر شہر کے
دروازے مین لٹکوا دیا اور آفتاب پرست جو اُسکے ساتھ آئے تھے اُنھین بھی قتل کیا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
لوگون سے کہ رہا تھا کہ یقین ہی مظفر بن ضیغم خون آشام میرے ایلچی کے ساتھ رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا بلکہ گیتی افروز
کو بھی لیتا آئیگا کیونکہ وہ مجھسے لڑکر سر بر نہین ہو سکتا یہی ذکر ہو رہا تھا سردار بیٹھا اور درست کہہ رہے تھے کہ سامنے سے
جوڑی ہرکارون کی آئی مگر پسینے مین غرق خاک مین اٹی ہوئی اور دعاے ترقی اقبال وجاہ دیکر عرض کیا کہ ایلچی
زبدۂ آفتاب پرستان کا میعاد درشک دراز گردن کہ میعاد اُسکی زندگی کی ختم ہو چکی تھی ہاتھ سے خدا پرستون کے مارا گیا
پھر اُسکا دروازہ شہر پر لٹکا ہوا ہی یہ سُنکر ایرج نہایت برہم ہوا چاہتا تھا کہ غضب مین طبل جنگ بجوائے کہ بہزاد مرتد نے
چپکے سے کہا اے زبدۂ آفتاب پرستان مجھے مفصل خبر پہونچی ہی کہ میعاد حکم سے ملکہ گیتی افروز کے مارا گیا مظفر کا یہ ارادہ
نہ تھا کہ اُسے قتل کرے اور معشوق جفا کار ہوتے ہین انکا شیوہ یہی ہی اسکو عین محبت سمجھیے ایرج بولا تو سچ کہتا ہی مگر
مظفر نے تو کچھ جواب نہ بھیجا کیونکہ جب ایلچی کو مار ڈالا تو جواب کیا بھیجتا مین اب نامہ سلیمان شاہ فارسی کو لکھتا ہون
کیونکہ وہ مرد فہمیدہ ہی اور سن رسیدہ ہی نشیب وفراز عالم کو خوب جانتا ہی اُسکا جواب معقول ملیگا اور اُسی مضمون کا

نامہ لیکر سعاد و رشک دراز گردن کو دیا کہ تو جا کچھ تیرے واسطے خوف کی جگہ نہیں ہے سلیمان شاہ مثل مظفر کے نہیں ہے
سعاد و رشک دراز گردن نامہ لیکر چند آدمیوں سے روانہ ہوا خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی حکم دیا کہ بلالو ایلچی کو سعاد
سامنے آیا کرسی عنایت ہوئی بیٹھا نامہ پیش کیا سلیمان شاہ فارسی نے دبیر سے پڑھوایا حاصل مطلب یہ تھا کہ گیتی افروز
کو میرے سپرد کرو اس مضمون سے آگاہ ہو کر سلیمان کو نہایت غصہ آیا سرداروں سے کہا پکڑ لو اس ایلچی نالائق کو سعاد و
رشک دراز گردن نے تلوار کھینچی گر لوگ چہار طرف سے دوڑ پڑے ہاتھ جس طرح اٹھا تھا اسی طرح رہ گیا لوگ نے
مشکیں باندھ لیں سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا کہ ناک اور کان اسکے کاٹ کر نکال دو اور اسکے ساتھ والوں کو بھی نکٹا
اور بوچا بنا کر چھوڑ دو کہ ذرا اس آفتاب پرست کو معلوم تو ہو کہ ناموس صاحبقرانی پر نگاہ بد ڈالنا ایسا ہوتا ہے اسی وقت
اسکی ناک اور کان لوگوں نے کاٹ ڈالے اور رنگ سیاہی سے کالا منھ کر کے نکال دیا وہ لوگ اسی ہیئت سے سامنے ایرج
کے گئے ایرج نے جو اپنے ایلچی کی یہ حالت دیکھی آگ ہو گیا اور طیش میں آ کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ زر
نوازش میں آیا ادھر مہر کاردان نے خبر سلیمان شاہ کو پہنچائی یہاں بھی کوس حربی بجا ادھر داراب آب پرست خورشید
ستارہ پرست تورج ماہ پرست سب کے لشکروں میں طبل جنگ بجا لندہور بن سعدان گرد جب ایرج کی بارگاہ
سے اٹھکر اپنے لشکر میں آیا اکسیر بخت ہی وغیرہ نے لندہور سے کہا کہ اے رستم زمان اب آپ کا کیا ارادہ ہے اب تو
ایرج بالاعلان کہتا ہے کہ میں ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوں اور نامہ بھی بھیجا ہم لوگ کہ صاحب غیرت مشہور ہیں مگر آپ
انتہا کے بے غیرت ہیں کہ ایرج بدلا ناموس صاحبقران کا نام اپنے عشق و عاشقی سے لیتا ہے تمہیں سنا نہیں جاتا ہمکو ایسا آتا
ہے کہ ہم اسکو ایسے ماریں یا اپنی جان دیں لندہور نے کہا تمہارا تو یہ قصہ ہے اور میرا یہ ارادہ ہے کہ جس وقت دیکھونگا
کہ ایرج کا روکنے والا کوئی نہ رہا سب ایسے گئے اور زخمی ہوئے تو میں دروازہ پر قلعہ فرود الامان کے جا بیٹھونگا اور
اپنی جان دونگا لیکن ایرج کو اندر قلعہ کے نہ جانے دونگا آگے تمہارا ارادہ لڑنے کا ہے تو میں منع نہیں کرتا اگر میں تمہارا
شریک نہیں ہوں یہ سنکر سب چپ ہو رہے مگر یہاں سب لشکروں میں طبل جنگ آوری ہو رہا تھا ہر ایک اپنی تیاری
میں مصروف تھا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی کہ ستارۂ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور نے مشرق سے طلوع کیا اور
سر پر انور پر بیٹھا کہ چمک کے ڈر سے تمام لشکر انجم گریزاں ہوا تیرگی پردۂ ظلمات میں جا کر چھپی ہر شخص نے اپنے اپنے طریقے پر پرستش
خدائے یگانہ کی کی غرضکہ ادھر سے آفتاب پرست میدان میں آئے ادھر سے اہل اسلام ایک طرف سے آتش پرست
ایک جانب سے ستارہ پرست ایک سمت سے ماہ پرست آ کر میدان میں صف آرا ہوئے نقیب نے ندا دی گر نکلنے
کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا سامنے تخت بالا کے بارگاہ شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ
شیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہے ایرج سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھا عازم دشت قتال ہوا میدان میں پہنچکر
سراپا میدان کا دکھایا نیزہ زمین پر گاڑ کر مبارز طلب کیا اس طرف سے غضنفر نے سلیمان شاہ فارسی سے
اجازت لیکر مقابل ہوا ایرج نے کہا او دیوانے تو کیسے مقابلہ کو آیا ہے میرا کیا کر سکتا ہے یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا بہتر
یہ ہے کہ تو میری بیعت اختیار کر مفت اپنی جان ہاتھ سے نہ دے غضنفر پکارا او کم اصل فرزند بچہ باتیں بناتا ہے تو نے کیا مار لگا زخمی
اجار انہیں جنگ و سردار دیا تیری فتح ہے یا میری تلوار کی یاد رہے گی آگے سب ارادہ ہے شنکر ایرج نہایت خفا
ہوا اور لکارا کہ او دیوانے جو کچھ حربہ رکھتا ہے کر لے تاکہ ہوس دل کی نکل جائے غضنفر نے کہا تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی
نہیں کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچا لیگا تو میں بھی وار کرونگا ایرج نے نیزہ اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر غضنفر پر وار
غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا الغرض چلنے لگی بڑی دیر گذری تھی کہ ایرج نے نیزہ غضنفر کا ہوائی کیا غضنفر نے

تلوار کھینچ کر ایرج پر ماری ایرج نے سپر پر روکی غضنفر نے دوسری تلوار ماری ایرج نے وہ بھی روکی پھر غضنفر پر تیغ آبدار
سر سے بلند کر کے ماری غضنفر بھی کیا ایرج کو روکنا مشکل پڑ گیا غضنفر نے بہت چاہا کہ تلوار روکے ایک مقام پر
ہاتھ غضنفر کا بہک گیا تھا کہ ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر غضنفر کے پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ ہاتھ
تلوار تو جھٹکا کر نکالی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا ایرج نے آواز دی کہ بچاؤ اس دلاور کو لوگ
اٹھا لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا شہاب بن فولاد اژدر پیکر نکلا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
تلوار میں شہاب کی ایرج نے روکیں اور اپنا وار کیا یہ بھی زخمی ہوا تھا بدرِ یاقوت پوش اپنا مرکب چمکا کر سامنے
ایرج کے آیا ایرج تکاور زین ہوا مرکب برابر سے ملے بہ گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی کہ سنانیں اور سنانوں کے پھل ٹوٹ گئیں نوبت شمشیر زنی کی پہونچی گئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ستارہ ایرج کا سب پر
غالب ہو رہا تھا بدر بھی زخمی ہوا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ نکلوں کہ مظفر شاہ ابن خواجہ عمر نامی
پہنچ گئے اور بیٹھا سامنے ایرج کے آیا ایرج نے جو مظفر کو دیکھا صاحب سلامت کی اور کہا کہ اے مظفر تو نے غضب کیا
کہ ایلچی کو بے حرمت کر ڈالا زمانے میں کسی نے آج تک ایلچی کو نہیں مارا مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوال نیست مظفر نے
کہا او بے ادب تو نے ایسا واہیات نامہ کیوں لکھا تھا ہمارے ناموس پر حرف آنا یہ محال نہیں ہے کسی کی کہ اس طرف آنکھ اٹھا
کے دیکھے جیسا تو نے واہیات لکھا تھا ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بھی تو میری اطاعت کر
تو میں اپنے لشکر کی سالاری تجھے دوں مظفر نے کہا او بزاز بچے تو اپنی حقیقت اور لیاقت کو بھول گیا تو وہی بزاز بچہ ہے کہ
دو اور سے چور کر کے آیا تجھے اس رتبے کو پہونچایا میں اپنے باپ کی رفاقت کبھی نہ کروں گا ایرج یہ سنکر آگ ہو گیا کہا او مظفر
معلوم ہوا کہ تیرا بھی میرے ہاتھوں سے خیر نہیں آتا جو کچھ کہ حربہ اپنا رکھتا ہو مظفر نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں ہمارا یہ دستور نہیں کہ
حربہ پہ پیش دستی کریں ایرج نے کہا خبردار ہو اور نیزہ اٹھا کر مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پہ روکا لگی نیزہ بازی ہونے
چند ضربوں میں ایرج نے نیزہ مظفر کا ہوا کیا مظفر نے غضبناک ہو کر تلوار ماری ایرج نے با سبب سپر پر روکی
اور اپنی تلوار اس سپر ماری کہ سپر کو کاٹ کر سر پہنچی تا دو ابرو اتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکالی سر سے چادر خون کی
باہر آئی اسی حالت زخم داری میں زخم سر کو باندھ کر چاہا کہ تلوار مارے مگر سنبھال نہ سکا غش آ گیا گھوڑے سے نیچے گرا ایرج نے کہا
اسے اٹھا لو کہ یہ اب زخمی ہو چکا ہے لوگ دوڑے مظفر کو پالکی میں ڈال کر لے گئے شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونوں
لشکر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے مظفر تبع فوج قلعہ ذوالامان میں داخل ہوا سلیمان شاہ زخمیوں کو لیے ہوئے اپنے خیمے
میں آیا اور غضنفر کے زخم میں ٹانکے لگے علاج ہونے لگا ایرج جو پھر کر بارگاہ میں داخل ہوا دنگل پر بیٹھا بہزاد وزیر
سے کہا میں چاہتا ہوں کہ کشتیاں جواہر کی اور پوشاک اور میووں کے خوان واسطے جہاں آرا کے بھیجوں افروز نے کیوں
اس نے کہا کہ مناسب ہے اسی وقت ایرج نے دو ہزار خوان تیار کروائے ہزار خوان میں جواہر اور پوشاک اور ہزار
خوان میں میوہ اور کھانے ولایتی دوریاں بانات سلطانی اور مخمل کاشانی کی نصیر نرادل کشتی گیر کو ساتھ کر کے روانہ کیا
جب خوان دروازے شہر ذوالامان پر آئے یہ خبر ملکہ جہاں آرا شیفتہ عرف شام کو ہوئی کہا خوان لے آؤ اور کھانے کے لیا
چھین لو تاکہ ہلاک نہ ہوں گے کہا افروز کو خبر ہوئی کہا خوان یہاں لے آؤ اور اپنے سامنے منگوا کر میوہ اور کھانا
کو کھلوا دیا جواہر اور پشمینہ حلال خوروں کو دیا اور عوض میں اسکے کتا تھیلا کاٹ کر اور گوبر ڈالا کر بھیجا اور سے
ڈھانک کر کھیسوا کر کہا کہ یہ خوان ہماری طرف سے ایرج کو دیجیو نصیر نرادل کشتی گیر وہ خوان لیکر خدمت ایرج
میں حاضر ہوا ہرکاروں نے خبر ایرج کو دی کہ ادھر سے بھی خوان آئے لیکن تم میں ایرج نہایت خوش ہوا

اور سب سرداروں سے کہا کہ ان خوانوں کا استقبال کرو اور ہمارے سامنے لاؤ کیونکہ یہ تحفہ جان جہان آرام دل
مشتاقان کا بھیجا ہوا ہے سب سردار بحکم ایرج نامدار گئے اور خوان لیکر سامنے آئے ایرج نے کہا کہ کھولو ان خوانوں کو
پہلا خوان جو کھولا اُسمیں گوبر بھرا ہوا تھا اور دوسرے میں کنگ سنجر کو ٹکڑا ٹکڑا کیا بھرا ہوا دیکھکر حیران ہوا الغرض اول کشتی گیر سے پوچھا
کہ یہ خوان مظفر نے بھرواکر بھیجے ہیں اُسنے کہا مظفر کا ارادہ تھا کہ ہم سب کے ناک کان کٹوا کر بھیجے مگر ملکہ گیتی افروز نے
خوان اندر منگوا لیے جواہر پشمینہ پوشاک خلا نتوروں کو دیدیا اور میوہ گدھوں کو کھلوا دیا خوان پھرواکر آپکے واسطے
بھیجے ہیں بہزاد ہمزاد نے کہا ملکہ کمال محبت آپکے ساتھ رکھتی ہیں فقط آپکے چھیڑنے اور ستانے کے واسطے یہ کیا ہے وہ کیا کرے
چہار طرف سے گھیری ہوئی ہے خدا پرستوں نے اُسے قید کیا ہے اسکو یقین جانیے کہ وہ آپ پر فریفتہ ہے ایرج نے کہا
کہ اس سب کا ایک چبوترہ بناؤ کہ میں اُسپر بیٹھا کرونگا اُسی وقت مزدور آکر حاضر ہوئے دم کے دم میں چبوترہ بنا کر تیار کردیا
ایرج اُسپر بچھونا کرکے بیٹھا اور پیشگیرہ کھینچا ناچ ہونے لگا اُس روز طبل جنگ نہ بجوایا مصروف عیش و عشرت رہا
دوسرے روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر ہر طرف
پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے علاوہ لشکر اسلام کے داراب دقور شبیر و تور کے لشکر میں بھی نقارہ
رزمی بجا ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ایرج مرکب چمکا کر یالاک
بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا کہ داراب کے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور
داراب کشورکشا مرکب اپنا اُڑا کر سامنے تخت کشور شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ خداوند
تمہارا نگہبان ہے داراب سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے ایرج کے آیا ایرج نکاور زن ہوا مرکب اُسکا
سے ہٹنے لگے ایرج نے کہا اے داراب تو ان خدا پرستوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے اور مجھسے کیوں لڑتا ہے پھر جا
میدان سے مجھے تجھسے کچھ عداوت نہیں ہے داراب نے کہا اے ایرج تیری حرکتیں بہت بد ہیں صاحبقران کی
تو یہ رعایتیں کہ انہوں نے ہماری تمہاری حفاظت کے لیے ایک ایک رفیق زبردست کو چھوڑا کہ انکی جان کو
کیسی ضرر نہ پہونچے اور تم نے انکے ملکوں کو لوٹکے برباد کیا ہزارہا آدمیوں کو قتل کیا یہانتک کہ اب ناموس کی انکی
خواستگاری کرتے ہو کس مذہب میں زن شوہردار کو نگاہ بد سے دیکھنا روا ہے تجھکو لازم نہیں ہے کہ نام گیتی افروز
کا زبان پر لاوے اس ارادے سے باز رہ اور انتظار صاحبقران کا کرو وہ آئیں اور اُنسے فیصلہ صاحبقرانی کا ہووے تو پھر اختیار ہے
نہیں تو ہم بیشک ناموس صاحبقرانی کی حفاظت کرینگے اور اے ایرج دیکھ یہ کیسے قتل کرنا حق اپنے کو رسوا نہ کر دشمن
اپنا دوستوں کو نہ کر اول تو دیکھ لشکر سلیمان شاہ کا سفید ہے اُسپر کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ رہیگا انشاء حضور میں موجود ہے
وہ ایسا بیغیرت نہیں ہے کہ تجھے ناموس صاحبقران پر قبضہ کرنے دیگا جان دینے پر مستعد ہو جائیگا تیسرے آمد نورالدہر کی
لگی ہوئی ہے کہ وہ بجائے حمزہ صاحبقران ہے قریب ہے کہ آئے مفت کی بدنامی اپنے سر لینا سراسر عقل کے خلاف ہے دیکھو
پھر کہتا ہوں کہ اس ارادے سے باز رہو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم میرے ناصح نہ بنو آئے ہو تو تیغ تو میں مرتا ہوں ملکہ گیتی افروز نامی
ہوا تھا مجکو بخش دیا ہے کیا ہوا ہم اُس سے زبردستی چھین لایا ہیں بغیر اُسکے لیے ہوئے نہ جاؤنگا زمانہ ایک طرف ہو جائے تو مجکو
پروا نہیں ہے جو تجھسے ہو سکے تو کر ورنہ کر غرضکہ بعد از گفتگوئے بسیار نیزے ہاتھوں میں لیے مگر ایرج کہتا ہے کہ پہلے تو
حربہ کر داراب کہتا ہے کہ میں صاحبقران ہوں پہلے وار اپنا نہ کرونگا اُدھر ایرج کہہ رہا ہے کہ میں خود صاحبقران ہوں بڑی
دیر تک یہی بحث رہی آخر داراب نے کہا کہ میں طرفدار ہوں خدا پرستوں کا اور وہ پیشدستی نہیں کرتے میں بھی پیشدستی
نہ کرونگا ایرج نے کہا معلوم ہوا کہ تجھے بہت غرا اپنی شجاعت کا ہو گیا ہے لے خبردار ہو یہ کہکر نیزہ مارا داراب نے

نیزے کو نیزے پر روکا کئی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو ناگنین گتھ گئیں جو بند ایرج باندھتا ہی اُسے داراب کھولتا ہی
جو بند داراب باندھتا ہی اُسے ایرج کھولتا ہی دونون ایک اُستاد کے شاگرد رشید ہین یہانتک کہ سنانین اور بنانین
نیزون کی بیکار ہو گئیں ہاتھون سے پھینک پھینک گرز گران سنگ اُٹھائے اور پہلے ضرب گرز کی داراب نے لگائی ایرج
نے گرز کو گرز پر روکا کہ قرلشتے کی آواز بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد و غبار بلند ہوا کہ ایرج مع مرکب اُسمین
چھپ گیا داراب نے نعرہ کہا کہ زوم دستبرد کم خبر لو آکر اسکی شاپور شیر دل چلا تھا کہ ایرج نے تودہ گرد سے نکل آواز دی
کہ جلد دوسرا مرکب لاؤ کہ گھوڑا میرا مر گیا شاپور مرکب دوسرا لیکر پہونچا ایرج اُسپر سوار ہوا اور کہا کہ اب رد کر میری ضرب
کو اور اُٹھا کے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سر پر پیچ و پکر داراب پر مارا داراب نے بھی گرز کو گرز پر روکا
کہ وہی کیفیت ہوئی مرکب کی کمر ٹوٹی عیار دوسرا مرکب لیکر آیا تودہ گرد مین گھسا دیکھا کہ داراب بیہوش کھڑا ہوا ہی اور
آنکھین بند ہین بدن سے پسینہ جاری مگر مانند ستون فولادی کے قائم عیار نے چاہا تھا کہ منہ پر پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کرے
کہ داراب نے آنکھین کھولدین اور مرکب کو اپنے مردہ پا کر دوسرے گھوڑے پر بیٹھکر پھر ایرج سے سامنا کیا دونون نے
تلوارین کھینچ لین یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین بڑی دیر تک ستیز و بدل رہی آخرکار داراب ایرج کے ہاتھ سے
زخمی ہوا اُسنے پھر سوار طلب کیا تو تورج ماہ پرست مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے بسیار تلوار چلنے لگی بڑی دیر تک ستیز و بدل
رہی آخر تورج بھی زخمی ہوا پھر ایرج پکارا اب کون میرے مقابلے کو آتا ہی کہ خورشید ستارہ پرست مرکب کو جہا کر میدان
مین آیا مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا ای خورشید مجھے تعجب ہی کہ تو خدا پرستون کی طرفداری کرتا ہی اسواسطے کہ وہ حرکت
ناشائستہ کی جس سے میرا ہی دل خوب جانتا ہوگا غضنفر بیک تجھے پیش آیا کہ ایسے شخص سے تجھے لیکر پھر کیا تجھے اُسنے توقع ہی
میرے تیرے آگے بھی محبت تھی اب بھی اگر ایک ہی جگہ یکدل ہو کر رہتے تو بہت خوب تھا مجھے تو پرخاش نہ کر امیر اشرکیا ہی
خورشید نے کہا ای ایرج تو ایسا بد وضع ہی کہ پرائے ناموس پہ نگاہ بد کرتا ہی کسی کو وضع تیری پسند نہین ہی یا تو اس ارادے
سے باز رہ نہین تو لڑ مجھسے ایرج نے جھنجلا کر کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین تجھسے دبکیا ہون خیر نہین تو مانتا الا اپنا حربہ القصہ نیزہ بازی
ہوئی برابر رہے نوبت گرز کی پہونچی خاک اُڑی زلزلے آئے جبکی ضرب پڑتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ ٹوٹ پڑا مرکب مارے گئے
لیکن کام نہ نکلا آخر تلوارین کھینچ گئین بڑی دیر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین آخرکار خورشید بھی ہاتھ سے
ایرج کے زخمی ہوا شام ہوچکی تھی ایرج طبل بازگشت بجوا کر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا
ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پئے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ادھر اہل اسلام پھر کر داخل بارگاہ ہوئے ہین زخمیون کے زخمون میں ٹانکے لگائے
جاتے ہین علاج ہو رہا ہی کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا یہان بھی بجد کر دو کہ بجے کوس پیکار
اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا لیکن بعد طبل جنگ بجنے کے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ یہ لوگ ہماری طرف سے
لڑکر زخمی ہوئے ہین انکی عیادت ضرور ہی کیونکہ بوقت شب عیادت کو نہین جاتے ہین لیکن دن کو مہلت کہان صبح کو پھر
تلوار کا سامنا ہی کون زندہ رہے کون نہ رہے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کوئی صاحب میری طرف سے عیادت کو
اُن لوگون کی جائین یہ سنکر غضنفر بن اسد اور سلیمان ثانی دونون برابر دنگلون سے کود سے سلیمان شاہ کہ عاقل و فہیم
ہی کہا کہ ای غضنفر تم نقابدار یاقوت پوش کی عیادت کو جاؤ شاہزادہ سلیمان ثانی داراب و خورشید و تورج کی عیادت
کو غضنفر مایوس ہو گیا نہین تو ارادہ اور ہی کچھ تھا غرضکہ غضنفر بن اسد اپنے بارہ ہزار قزاقون سے واسطے عیادت
نقابدار یاقوت پوش کے گیا وہان نقابدار اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کہ خبر آمد غضنفر کی پہونچی فرمایا بلاؤ جب غضنفر سامنے گیا

سلام کیا نقابدار نے دعاے درازی عمر دی اور اپنے برابر دنگل جواہر نگار پر بیٹھنے کو عنایت کیا غضنفر بیٹھا نقابدار نے
ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا بھر کر پیش کیا غضنفر نے نقابدار کو سلام کرکے پی لیا نقابدار نے بھی ایک جام پیا
غضنفر نے مزاج پرسی کی تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا بعد اُسکے کہا کہ اب اجازت ہو تو رخصت ہون نقابدار
نے کہا کہ جی چاہے تو آج یہین رہو دعوت ہماری قبول کرو عرض کیا کہ مین کب انکار کرتا ہون مگر سلیمان شاہ فاتح
متردد ہونگے مین اُنکی طرف سے مزاج پرسی کو حاضر ہوا تھا مین پھر حاضر ہونگا نقابدار نے کہا بہتر غضنفر وہان سے
اُٹھکر چلا آیا لیکن راستے مین یہ سوچا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو اپنی بزرگی جتاتا ہے دیکھنا چاہیے اپنے خیمے مین آکر
عیار سے لباس شبروی طلب کیا اور آراستہ ہوکر سیاہ دستالے کا جھرمٹ مارکر سپر تلوار بغل مین داب چل کھڑا ہوا قریب
بارگاہ نقابدار کے پہونچا گرد خیمے کے چرخ مارنے لگا دیکھا کہ لوگ ہوشیار ہین دروازہ بارگاہ کی طرف آیا دیکھا کہ دو چار
سپاہی پہرے پر بیٹھے ہین اور حقہ پی رہے ہین دو گھڑی چل رہی ہے جلدی سے رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی
ایک خاصبردار کی بنائی اور آکر اُنھین دربانون سے سلام علیک کی اُنھون نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھئی تم
کیا کسی کے نوکر ہو کہا نیا نوکر تو نہین ہون بہت پرانا نوکر ہون درمیان مین چھوٹ گیا تھا اب پھر میری نوکری بحال ہوئی ہے
اُنھون نے کہا کہ اچھا بھئی آؤ حقہ پیو مگر جلگیا ہے پھر تمباکو ہمسے لو دیکھو تو کیا خوشبودار ہے یہ کہکر ایک چلم بھر کی تمباکو دی
حقہ بھر اگیا دم پڑنے لگے جسنے دو گھونٹ پیے پھپکیا گیا اور ہر ایک کہ رہا ہے کہ بھئی اُنھین کا تمباکو ہمین بھی دینا غضنفر نے کہا
تو بھئی یہ سیر بھر تمباکو ہے سب بانٹ لو یہ کہکر ایک پنڈا نکالکر رکھدیا سب لوٹ پڑے کوئی آدھی لیگیا کوئی بالکل محروم رہا
اب آپسمین جوتی بیزار ہونے لگی ایک سے ایک چھینتا ہے غرضکہ لڑتے لڑتے سب بیہوش ہو ہو کر گرے غضنفر اندر
بارگاہ کے آیا شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کہ وہ جلے اور دھوین سے اُنکے خدمتگار وغیرہ سب بیہوش ہوگئے غضنفر نے
نقابدار کو بھی بیہوش کیا یہ معلوم ہوا کہ صاحبقران لیٹے ہوئے ہین صورت بہت ملتی ہے غضنفر سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہین
امیر کے بند نقاب کا اُسی طرح باندھکر آپ راہی ہوا ہیئت اصلی سلیمان شاہ کی بارگاہ مین آیا اور سب کیفیت بیان کی
وہان شاہزادہ سلیمان ثانی پہلے لشکر داراب مین آیا خبر داراب کشورکشا کو ہوئی کہ سلیمان ثانی آپکی عیادت کے
لیے آتا ہے سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور جملہ سردارون سمیت مع مالک اژدر استقبال کو آیا بارگاہ مین لایا دنگل جواہر نگار پر بٹھایا
اور نہایت خلق سے پیش آیا لیکن شاہزادہ سلیمان ثانی بعد مزاج پرسی کے رخصت ہوا اور بارگاہ خورشید مین آیا اُسنے
بھی پیشین استقبال کیا اور اپنا دنگل خالی کردیا آپ دوسرے دنگل پر بیٹھا شاہزادہ سلیمان ثانی یہانسے بھی مزاج پرسی
کرکے اُٹھ کھڑا ہوا لور رج کے خیمے مین آیا اُسنے بھی استقبال کیا اور نہایت ممنون ہوا شاہزادہ بعد استفسار مزاج
یہانسے بھی رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کچھ دیر سویا ہوگا کہ آواز اذان کی کان مین آئی اُٹھا نماز پڑھی عازم میدان
جنگ ہوا وہان دیکھا تو دونون لشکر آراستہ ہین نقیب نسب و حسب رہے ہین کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف
سے نکالا اور سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ خدا حافظ تمھارا نگہبان ہے ایرج
سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا رستم خان ابن گشتاسپ سامنے تخت سلیمان شاہ کے گیا
اجازت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعن مین نیزہ رستم خان کا ہوائی کیا اُسنے
جھنجلا کر تیغہ مارا ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جو اپنا وار کیا سپر کٹی اور رستم خان زخمی ہوا دستانہ مار اٹھا ار
نکالنی لیکن غش آگیا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا نوفل خان نکلا وہ بھی زخمی ہوا جمشید و خورشید بھی زخمی ہوا سیر گوہر
سپر خار اکسن ملک ارد وان جزیرہ نشین منصور باختری سب زخمی ہوئے اور کچھ سردار مارے بھی گئے پھر دلاور پڑھا ہوگا

کہ شاہزادہ سلیمان ثانی مرکب اپنا چمکا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کبھی اسے دیکھا نہ تھا پوچھا ای خداپرست نام
اپنا بیان کر کہا کہ مین برادرزادہ صاحبقران ہون بیٹا عجیل باہرو کا پردہ قاف مین پیدا ہوا ہون اسی باعث
سے مجھے پردہ دنیا کے لوگ کم جانتے ہین سلیمان ثانی میرا نام ہی ایرج کو یاد آیا کہ قصرالبحرین سلیمانی مین اسی کی بہن
سے ملاقات ہوئی تھی کہا سلیمان ثانی سے کہ تمھارے باپ سے مجھسے بہت ملاقات ہی تم بیعت میری کر لو میرے ساتھ
رہو سلیمان ثانی نے کہا کہ او پاجی بیمروت تو ناموس صاحبقران کو بدنام کرتا ہی اور مجھسے بیعت طلب کرتا ہی تجھکو غیرت
نہین آئی کیا کیا تیرے ساتھ نورالدہر اور صاحبقران نے مروت و رعایت کی اُسکا عوض یہی تھا دیکھ داراب و
نوبرج و خورشید کو وہ کیون ہماری طرفداری کرتے ہین جو مردون کی حرکتین ہین اُنسے ادا ہوتی ہین تو نالائق پاجی نامرد
ہی تجھسے ایسی باتین سرزد ہوتی ہین بس یہ کلمات جو ایرج نے سُنے آگ ہو گیا کہا کہ باش ای خداپرست زیادہ زبان درازی
شیوہ شرافت کا نہین ہی گیتی افروز کہ لقا کی بیٹی ہی اور مجھکو لقا نے بخش دی ہی مین اُسکا دعوی نہ کرون اپنے حق کا دعوی
کرنے مین بیمروت و نامرد ہو گیا اور تم جو قہر و جبر سے چھین لائے ہو بڑے بہادر ہو معلوم ہو جائیگی بہادری تمھاری
غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک طعنین چلین مگر کچھ نہ ہوا برابر رہے دونون نے عمود گران سر اُٹھائے
وہ ضربین چلین کہ زمین کے طبقے ہلے پہاڑ تھرائے جگر گاؤ زمین کا قریب تھا کہ ہول سے شق ہو جائے مرکب مارے گئے لیکن
مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا نوبت شمشیرزنی کی پہونچی دو بجلیان کوندنے لگین بڑی دیر تک رد و بدل رہی ایک مقام پر
ایرج نے کتر بتا کر جو سر کا وار کیا گوشہ سپر کو قلم کیا خود دو بلغہ کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی جلدی سے دستانہ مارا تلوار
تو جھٹکا کر نکالی سر سے چادر خون کی باہر آئی مگر اُس بہادر نے شد اخت الحنک کا کھول کر زخم سر کو کسکر باندھا اور پھر
تلوار ایرج پر ماری اُسنے پشت شمشیر پر روکی اور دوسری تلوار جو ماری چاہا سلیمان ثانی نے کہ خالی دے نہ بچ سکا
چھپلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ وہ بھی زخمی ہوا اب سلیمان ثانی کو غش آ گیا گھوڑے سے گر پڑا ایرج نے کہا اُٹھا لیجائے
لوگ سلیمان ثانی کو لیگئے پھر ایرج نے مبارز طلب کیا اور دو ایک سردار جو باقی تھے وہ بھی زخمی ہوئے دو پہر ڈھلے
تک پابند ہو گیا ہرچند ایرج پکارتا ہی کہ ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو ملکر آئین سلیمان شاہ نے دیکھا
کہ کوئی مقابلہ کرنے والا نہین رہا اور ایرج لاف و گزاف کر رہا ہی کہا کہ لاؤ مرکب میری سواری کا اور تاج سر سے
اُتار کر تخت پر رکھا خود کو زیب سر کیا پوشاک شاہی اُتار کر لباس رزمی زیب بدن کر کے مسلح و مکمل گھوڑے پر
بیٹھکر مقابل ہوا ایرج نے کہا ای سلیمان شاہ اگر تو میری بیعت کرے اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کرے تو کل ہفت
کی بادشاہت تجھے دون سلیمان شاہ نے کہا او بزازبچے کیا واہیات بکتا ہی اُس مریم عصر اور بلقیس زمانہ کا نام لیتا ہی
اور تو مجھے بادشاہ کیا کریگا باختر تو حمزہ صاحبقران کا بخشا ہوا میرے قبضے مین ہی بغیر میرے حکم پتا تو ہل نہین سکتا نورالدہر
کو تو دور سمجھا ہی وہ آیا ہی چاہتا ہی سر جنگ معقول تجھے دیگا ایرج نے کہا جب وہ آئیگا سمجھا جائیگا ابتو تم سب کو مار کر
اپنی جان و روح ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لاتا ہون سلیمان شاہ نے کہا کیا تاب ہی تیری کہ ناموس صاحبقرانی پر
قبضہ کر سکے القصہ بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین ایرج نے نیزہ سلیمان شاہ کا ہوائی کیا سلیمان شاہ
نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری ایرج نے با سیب سپر پر روکی اور عوض مین اُسکے اپنی تلوار لگائی کہ سپر کو قلم کر کے
خود دو دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکالی اور اُسی عالم زخمداری
مین سلیمان نے تلوار ایرج پر ماری کہ سپر کو کاٹکر سر پہ پڑی کہ دو اُنگل کا زخم لگا ایرج نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار
گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی ایرج مع مرکب گرا آفتاب پرست دوڑ پڑے اُدھر سے اہل اسلام جا پڑے

تلوارین چلنے لگین دونون لشکر ملگئے غلغلہ دار وگیر بلند ہوا لاش پر لاش گرنے لگی ادھر ایرج کو دوسرا مرکب دبادہ آیا
کو گھوڑے کی جھنک جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر چڑھکر لڑنے لگا خون کی ندیان بہنے لگین شام تک وہ دشت خونریزی کا
دامن صحرائے نبرد کالاشون سے پر ہوگیا آخر کار طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے کہ
سلیمان شاہ و سلیمان ثانی اور جملہ سرداران نامی جو زخمی تھے سب کے زخمون مین ٹانکے لگ رہے ہین کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے کل پھر ارادہ میدانداری کا ہے سلیمان شاہ کو ہوش چکا تھا کہا کہ اب ہم کو
کون سامنا کرنیوالا باقی ہے مفت مین سب مارے جاوینگے بہتر یہ ہے کہ قلعہ ذوالامان مین چلے چلو لیکن غضنفر بن اسد
نے یہ صلاح دی کہ طبل جنگ یہان بجوائیے تاکہ آفتاب پرست تعاقب نہ کرین ایرج کو اگر معلوم ہو جائیگا تو وہ
اسی وقت آکر گھیر لیگا اور قلعہ تک نہ جانے دیگا یہ صلاح سب کو پسند آئی اور طبل جنگ بجوا کر دو پہر رات گئے تک تیاری
کرکے مال و اسباب اپنا لیکر داخل قلعہ ذوالامان ہوئے اب کوئی میدان مین نہین ہے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہاتھ
اُٹھوا لیا آگ خندق مین روشن کروا دی یہان صبح کو ایرج جو بیدار ہوا چاہا کہ مسلح و مکمل ہو کر میدان کو جاوے کہ
ہرکارون نے خبر دی خدا پرست رات کو بھاگ کر داخل قلعہ ہوئے اب میدان صاف ہے ایرج نے کہا کہان بھاگ کر
جاوینگے میرے ہاتھ سے مگر دغا کی ان خداپرستون نے خیر ان سب کو قتل کر دونگا اور حکم کیا کہ چہار طرف سے سرنگ کر لو
آفتاب پرستون نے محاصرہ کر لیا ایرج آکر داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب
سے گرم ہوا نشے مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر
سلیمان شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے قلعہ پر بھی نقارہ بجا لیکن مظفر نے گولہ اندازون کو بلا کر بہت سا
انعام دیا اور کہا کہ تم جانبازیان کر چکے اب عزت ناموس صاحبقرانی کی تمھارے ہاتھ ہے سب نے عرض کیا کہ دیکھیے
آپ کہ ہم نے کیا کیا القصہ رات بھر طرفین مین تیاری جنگ رہی صبح کو سلیمان شاہ فارسی اور چند سردار آکر فصیل شہر
دروازے پر بیٹھے کہ سامنے سے لشکر کفار نمایان ہوا ادھر سے ایک آدھ گولا چھوٹنے لگا لشکر کفار کھڑا ہو لیا انجمن شاہ کے
بن ملکوت شاہ کا سامنے آیا ایرج مرکب بادرفتار پر سوار ساتھ ساتھ دیکھا قلعہ کو کہ مانند برج شب اول ہے آخر
ہے ایرج نے پکار کر کہا اے خداپرستو ابھی میری معشوقہ کو میرے پاس بھیجدو مین اُسے لیکر یہان سے چلا جاؤن تم سے کچھ
سروکار نہ رکھون اور اگر نہ دوگے تو قلعہ بھر کو قتل کر دونگا اور اپنی محبوبہ کو لونگا قلعہ پر سے لوگون نے گالیان دینا شروع کیا
کہ او بدذات بیجے کیا جھک مار تا ہے کیا واہیات بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج نے اپنی فوج کی طرف دیکھا سب نے
کہا کہ حکم ہو تو ابھی قلعہ کو لے لیں کہا انتظار کیا ہے جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہے یہ سنکر آفتاب پرستون نے گھوڑے
اُٹھا دیے چلے یورش کر کے قلعہ کا رخ کر لیا اُدھر لوگ قلعہ پر سے دوربینین لیے ہوئے دیکھ رہے تھے اُنھون نے دیکھا
کہ آفتاب پرست آتے ہین سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ آفتاب پرستون نے یورش کی ہے کیا حکم ہوتا ہے اُس وقت
ہوائی اُٹھا کر داغی گولہ اندازون نے سیبہ باندھ لی اور گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد نشان جوش و خروش مین آیا برق
کی بجلی چمکنے لگی دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا گولہ مانند اولے کے پڑنے لگا بس وہ آفتاب پرست جو آگے بڑھے چلے آتے تھے
مع مرکب اُڑ اُڑ کر پیچھے والون پر جا پڑے وہ اُنکے باعث سے جہنم واصل ہوئے باقی بھاگکر دور جا کر کھڑے ہوئے یہان
گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہاتھ کو روک لو دیکھو کیا حال ہوا
آفتاب پرستون کا گولہ اندازون نے ہاتھ روک لیا دیکھا کہ ہزارہا آفتاب پرست مرے ہوے پڑے ہین باقی بھاگ کے
دور کھڑے ہو رہے ہین کہا کہ بجے طبل شادمانی ایرج نے دیکھا کہ فوج جو یورش کر کے گئی تھی ناکام ہوئی کچھ نہ ہوا ہزارہا آدمی

مارے گئے اور قلعہ پر شاہ و پاسبان بچ رہے ہین بس غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ قسم ہی نیر اعظم کی ابھی جاکر قلعہ کو لونگا مالک بن
ملکوت شاہ نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تم قلعہ پر نہ جاؤ یہ تدبیر قلعہ کو لینا جلدی اچھی نہین ہوتی ایرج نے کہا
پھر کوئی مددگار آجائیگا تو دیر ہوگی مین ابھی قلعہ کو لونگا اور گرز گران سر ہاتھ مین لیکر چلا ہندیون نے لندھور سے کہا
آپ کس کا راستہ دیکھتے ہین ہمین تاب ضبط باقی نہین لندھور نے کہا اتنا تامل کرو کہ ایرج دروازے قلعہ پر پہونچ جا
سب چپ ہو رہے اور لندھور نے دل کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اسوقت
مین آبرو رکھنے والا سوا تیرے کون ہی کسی کو مدد کے لیے بھیجدے کہ میری بیعت مین خلل نہ آنے پائے ادھر دیدبانون
نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اب یکہ سوار آتا ہی یقین ہی کہ ایرج ہوگا کہا زد پر آنے دو جب ایرج نے چڑھائی میدان
طی کیا اُسوقت پھر دیدبانون نے عرض کیا کہ اب خوب زد پر آگیا ہی سلیمان شاہ نے ہوائی داغی گولہ اندازون
نے توپون کو مہتاب کا کر سوت باندھ کر گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا گولہ مانند اولے کے
برسنے لگا کہ خیمۂ فلک تک در معرکہ برق معلوم ہوتا تھا چار طرف سے گولہ پڑ رہا تھا ایرج رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا جو گولہ
دہنی طرف جاتا ہی اُسے جانے دیتا ہی جو بائین طرف جاتا ہی اُسے بھی جانے دیتا ہی جو منھ کے سامنے آتا ہی اُسپر طمانچہ
گرز کا مارتا ہی گولہ اُسی طرف پلٹتا ہی خاک ریز پر گر پڑتا ہی خاک وہان کی اُڑا دیتا ہی تمام گولون کو رد کرتا ہوا برلب
خندق جا پہونچا یہان گولہ اندازون نے سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ ہفت فلیتے بارود کے داغ چکے اب کیا حکم
ہوتا ہی کہا ہاتھ رکھ لو توپون پر دیکھو ایک آدھ گولہ قضا کا ضرور لگا ہوگا ہاتھ کا رکھنا ہوا کا چلنا دھوئین کا برطرف ہونا
روشنی کا ہونا اب جو دیکھا تو ایرج سامنے قلعہ کے کھڑا ہوا ہی دامن گردان رہا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای خدا پرستو
آیا مین کہان جاؤگے میرے ہاتھ سے بچکر اور قلعہ پر سے ماتا منو والا ایرج پر مار رہے ہین ایرج اُس سے بھی بچتا ہی
دیوان سلیمان شاہ نے کہا کہ یارو اب وقت دعا کا ہی اور تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر دعا مین
مانگنے لگا کہ ای پروردگار اس پیرانہ سالی مین آبرو میری تیرے ہاتھ ہی اس آفتاب پرست کی شر سے مجھے
محفوظ رکھنا اور ناموس صاحبقرانی کا بھی ضرور ہی آگے جو مصلحت تیری بس بمجرد اس دعا مانگنے کے جانب صحرا سے
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا مگر ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو کہ دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل دریاے مواج کے بڑے زور و شور سے نمایان ہوا یعنے شاہزادۂ
نورالدہر بن بدیع الزمان مع لشکر پہونچا ادھر ایرج نے جو نورالدہر کو دیکھا مایوس ہوکر قلعہ پر سے پھرا لندھور
نے سجدۂ شکر ادا کیا اور ہندیون سے کہا کہ خدا نے آبرو رکھ لی نہین تو مفت مین ایرج سے برے ہوتے اور بیعت
شکنی بھی ہوتی اب ناموس صاحبقران بھی محفوظ رہا یہ کہکے پھر گیا ادھر ایرج اپنے خیمے مین داخل ہوا مظفر بن
ضیغم خون آشام نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمت شاہزادے سے حاصل کی سلیمان شاہ سے ملاقات
ہوئی سلیمان ثانی غضنفر بن اسد وغیرہ سے ملاقات ہوئی ہر ایک سے شاہزادہ جھک جھک کر ملا یہانتک کہ آتے
آتے داخل محل ہوا محلدارون نے بلائین لین اندر محل کے آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا وہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لین صدقے
قربان ہوئی کہا کہ بیٹا کہان تمنے اتنی دیر لگائی تھی نورالدہر نے حال اپنا بیان کیا اُدھر سے رابعۂ اطلس پوش
گوہر بانو وغیرہ آئین شاہزادے نے سب کو سلام کیا اُنھون نے دعائین دین غرضکہ سب ایک جگہ بیٹھین
ایک ایک نے حال پوچھنا شروع کیا نورالدہر نے کہا سنا ہی مین نے کہ امیر ظلمات سے پھرے ہین اور شاہزادہ
خاور سپاہ کو قید سے یوتیال جادو نے چھڑا لیا ہی ساتھ اپنے لیے ہوئے آتے ہین خورشید خاوری نے کہا

میان تمہارے منہ کے قربان کیا خوشخبری سنائی ہے تمنے غرض نور الدہر بڑی دیر تک محل مین رہا بعد اسکے باہر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا
اب سلیمان شاہ نے لشکر قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا ادھر سلیمان ثانی کا لشکر بھی قلعہ سے باہر آیا داراب خورشید و تورج
وغیرہ نور الدہر کی ملاقات کو آئے شاہزادہ پیشوائی کرکے انھین لیگیا بہت تواضع تعظیم کی اسباب دعوت پیش کیا بڑی دیر
تک بیٹھے رہے باتین کیا کیے بعد اسکے رخصت ہوکر چلے گئے بعد اسکے لندھور اور مالک اژدر بھی ملاقات
کو آئے شاہزادہ بخوبی انسے ملا اعزاز و اکرام بہت سا کیا مگر اس طرف ایرج جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا ہے نہایت
اداس بکمال پریشان ہے اور قطع امید ہوگئی کہ اب ملکہ گیتی افروز کا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے مگر اسی حالت مین
خیال گذرا کہ ای ایرج تو نے گیتی افروز کے لیے یہ محنت جانکاہی کی اور تمام زمانے کی بدنامی اٹھائی مگر ملکہ
ابتک نہ ہاتھ آئی خاک اس زندگی پر اور کئی رفیق تیرے مثل طہماسپ اور لاہوت کے مارے گئے انکے خون کا
عوض لینا تجھے ضرور ہے یا تو تو مار نور الدہر کو اور ملکہ کو لے کہ لطف زندگانی ہو اور دغا غصہ مٹائے یا اپنی جان بھی
دے بموجب شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید + دست از طلب ندارم تا کام من بر آید + بس یہ ٹھہرا
اپنے دل مین کرکے حکم دیا کہ بجے بلبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی گڑگڑایا کہ آواز سے اسکی فلک تھرایا
ہرکارون نے خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچائی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے بلبل جنگی
ادھر بھی حسب الارشاد کوس حربی نوازش مین آیا ادھر سلیمان شاہ کے لشکر مین بھی بلبل جنگ بجا داراب و
خورشید و تورج کے لشکرون مین بھی نقارہ رزمی بجا چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر
میدان مین آئے جب میدان تیار ہوچکا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ لشکر مین ایرج کے علمہاے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرنا دمامہ گاؤ دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج مرکب اپنا پھیر کر سامنے تخت
مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جا تجھے مین سپرد کیا خداے عظیم آفتاب تابان
کو ایرج سلام کرکے بادگرم مرکب پر سوار ہوکر میدان کی طرف چلا بگمبریان کرتا ہوا ران و باگ کی سرگشت دکھاتا ہوا
وسط میدان مین آکر قائم ہوا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اسکے مبارز طلب کیا ابھی کوئی مقابلے کو نکلا
تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ و خیرہ کہ آن واحد مین وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی
شعر زگرد و غبارے کہ شد بر سپہر + رہ رفتن خویش گم کرد مہر + کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ساٹھ علم نشانہ ساٹھ ہزار سوار کا اور ہر پھریرے پر حمد الٰہی لفظ رسالت پناہی
مرقوم تھی بعد اسکے پھٹنا لیمن شترنالین قیچیان بالون کی اور خاصبردار ستھے تیغ کا ذکر کرتے ہوئے اور پیچھے نقابدار
سفید پوش گردن سیاہ پر سوار ساٹھ ہزار سوار لپشت پر دریاے آہنین مین غوطہ مارے ہوئے چلے آتے ہین
ایک سمت کو صف باندھ کر ٹھیرے نقابدار نے حال معلوم کیا کہ ایرج میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے
بس سنتے ہی گینڈے کو اپنے کچک مار کر بڑھایا مقابل ایرج ہوا وہ تکاور زان ہوا نقابدار کا گینڈا چھ سات
قدم پیچھے ہٹ گیا ایرج کا فرس چار پانچ قدم پیچھے ہٹا مسلکر الغرض مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا
ایرج نے کہا ای نقابدار تو کون ہے جو مجھسے مقابلے کو آیا ہے نقاب منہ پر سے دور کر تاکہ حال تیرا معلوم ہو
جواب دیا نقابدار نے کہ ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا ہے اور جب خدا نام عطا کریگا تو نام بھی
ظاہر ہوجائیگا ایرج یہ سنکر چپ ہورہا کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا کہ تو بڑا مغرور ہے لاجرم رکھتا ہو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے نقابدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کر لے جب خدا تیرے حربے سے بچائیگا اس وقت

مین بھی حملہ کرونگا ایرج پکارا کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا اور نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا اپنے
نیزے سے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ ایک مقام پر ایرج نے ایسا ہند باندھا
کہ نیزہ اُسکا ہوائی گیا نقابدار نہایت خشمناک ہوا اور گرز اپنا قربوس زین سے اُٹھاکر دوڑا اور دو دستی گرز ایرج
پر مارا ایرج نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا اور اپنا گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز ایرج کا روکا مگر گرز
کی ٹوٹگئی نقابدار شورہ گرد سے نکلکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو ایرج کے پی کرے ایرج مرکب پر سے کود پڑا
نقابدار ہتھیار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اُدھر سے ایرج جھپٹا لگی کشتی ہونے کلہ بکلہ مشت بمشت کشتی ہونے لگی یہانتک
کہ دن بھر گذرا شام ہوئی ہر طرف سے سردارون کی راوٹیان استادہ ہوئین آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے رات
بھی گذری دوسرا دن ہوا وہی عالم دونون کا تھا نہ اسکا دم بھرا نہ اسکی سانس پھولی ایک ایک سے برابر لڑ رہا تھا
وہ دن بھی تمام ہوا رات بھی گذری تیسرا دن ہوا کہ ایک مقام پر لاکر ایرج نے لنگ نقابدار کا توڑا اور سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چار دان شاہ نے جھپٹ چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھکر عیار کے حوالے کیا کہ لیجا قید کر صبح کو
لیجایا جایگا اور آپ بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر بھی اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے ایرج نے
بارگاہ مین آکر کھانا کھایا بعد اسکے سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا جب سردار آآکر بیٹھے دربار
معمور ہوا لندھور بھی سویرے سے آگیا تھا ایرج نے کہا لاؤ نقابدار کو داروغہ زندان اُسی وقت نقابدار کو
لایا اُسنے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے اور ہندیون نے جواب سلام دیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب
اسکے منہ پر سے ہٹا دو اُسنے بند نقاب کا جو اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان خوش شکل قوی ہیکل قوی بازو کوئی بیس برس
کا سن ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اسے پہچانتے ہین لندھور نے کہا کہ مین نہین پہچانتا مگر صورت سے
ثابت ہوتا ہے کہ طہماس کے عزیزون مین سے ہوگا ایرج نقابدار سے مخاطب ہوا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے سر
نیچے کالیا اور کہا کیا نام اپنا بیان کرون ایک تو خود تیرے ہاتھ سے گرفتار ہوکر ذلیل ہوا دوسرے اور کو بھی
ذلیل کروا دون لندھور نے کہا برادر اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے خدا نے ایک کو ایک پر غالب کیا ہے کوئی کمزور
ہوتا ہے کوئی شہزور ہوتا ہے یہ رسم دنیا ہے اُسوقت نقابدار نے کہا کہ مین بیٹا ہون عقوبیل دیو پرور کا بھائی ہون
طہماس کا سرخاب بن عقوبیل میرا نام ہے آیا تھا اس ارادے سے کہ اپنے باپ کے خون کا عوض لون فلک
نے مجھکو ذلیل کروایا ایرج نے جو یہ سُنا کہ بھائی ہے طہماس کا شاپور سے کہا کہ اسے لیجا کر طہماس کے سپرد کرو اور
قید سرخاب کی رفع کرواؤ شاپور اسے ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا وہان شاہزادہ نورالدہر بارگاہ مین
بیٹھا ہے ہر تاجدار تخت پر متمکن ہے اور سردارون کا دورہ بندھا ہوا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہین معلوم نقابدار
کون شخص ہے کچھ خبر اُسکی معلوم نہ ہوئی چالاک عرض کرتا ہے کہ مین نے خبردار بھیجے ہین خبر آیا چاہتی ہے این سخن
در دہان بود کہ ہرکارے آئے اور عرض کیا کہ ای شہریار نقابدار چھوٹا بھائی طہماس کا ہے ایرج نے اُسے
رہا کرکے بھیجا ہے شاپور لیے ہوئے آتا ہے طہماس تو یہ سُنتے ہی سُن ہوگیا کہ شاپور سرخاب کو لیے ہوئے آیا
نورالدہر سے مخاطب ہوا کہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان نے آپ کو سلام کہا ہے اور اسے بھیجا ہے یہ کہکر چلا گیا
اب طہماس نے اسے دیکھا اور کہا کہ تو اپنے کو نہ جانتا تھا کہ مین کمزور ہون یہان آکر آپ بھی ذلیل ہوا مجھکو بھی ذلیل کیا
اس سے اگر تو مرجاتا تو بہتر تھا سرخاب نے کچھ جواب نہ دیا گردن جھکا لی عرق شرم مین تر ہوگیا اور وہان سے خشمناک ہوکے
لشکرگاہ مین آیا اور رفیقون سے کہا کہ اب مجھکو اپنی زندگی منظور نہین ہے اور بیان کیا کہ طہماس نے ایسا کچھ کہا اب مین جاکر

شبخون مارونگا یا تو ایرج کو مین نے مارا یا اپنی جان دی سب نے کہا کہ ہماری جان آپ کی جان کے ساتھ ہی یہی
ارادہ ہی تو بسم اللہ غرضکہ دو پہر رات گئے تک سامان جنگ درست کیا مسلح و مکمل ہو کر لشکر ایرج پر شبخون کرا
قتل کرنا شروع کیا بس ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا آفتاب پرست بستر خواب سے اٹھ اٹھ کر مسلح و مکمل ہو ہو کر
نکلے تلوار چلنے لگی ایرج سوتا تھا کہ شاپور نے آکر جگایا پوچھا کیا ہی کہا کہ وہی بھائی طہماس کا جسے آپ نے رہا کیا تھا
لشکر پر آپ کے شبخون گرا ہی یہ سنتے ہی ایرج جلدی سے اٹھا اور اسلحہ بدن پر آراستہ کیا مرکب پر بیٹھکر اسی طرف
چلا جس طرف غلغلہ تھا وہان سرخاب بن عنقوبیل نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ہین کبھی تو شمشیر
سے دس دس کو چھید لیتا ہی کبھی گرز سے لڑتا ہی کہ جسپر ضرب ماری پیوند زمین کر دیا کبھی تلوار سے سر قلم کرتا لڑتا بھڑتا
چلا جاتا ہی جو مرنے کے قصد سے آیا اور پہلوان زبردست بھی ہو اُس سے کوئی کیا لڑ سکتا ہی لشکر کو روندتا ہوا
چلا جاتا ہی مگر قضا سے کار اُدھر سے ایرج اسکی تلاش مین آتا ہی دونون کا سامنا ہوا ایرج للکارا کہ باش او
عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بیخبر ہو کر لڑا میرا کچھ نہ کر سکا تو اب شبخون گرا ہی تمام لشکر کو میرے تباہ و برباد
کر رہا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون ادھر سے سرخاب نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست چھوٹتا ہی کیا بولتا
مین تو اپنی جان سے بیزار ہو کر آیا ہون اور ہاتھ مین جو تلوار کھینچی ہوئی تھی ایرج پر ماری ایرج نے پشت شمشیر
پر روک کر ہاتھ تیغہ دو دمہ سکندری پر زور تمام جو مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ قضا کی کہین
رکتی ہی یا تو سر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگ اُسکی لاش کو اٹھا کر لے بھاگے روتے
پیٹتے ہوئے روانہ ہوئے یہان نور الدہر بارگاہ مین بیٹھا ہی سر فرہنا جدار تخت پر جلوہ افروز ہی تمام سردار دنگلون پر
حسب مراتب دورہ باندھے ہوئے بیٹھے ہین طہماس سرنگون تیوریون پر بل مگر شرمندگی چہرے سے عیان بیٹھا ہوا تھا
کہ نور الدہر نے کہا ای طہماس برا کیا تمنے کہ اپنے بھائی کو سخت و سست کہا وہ جوان ہی اور تمھارا ہی تو بھائی ہی
ایسا نہ ہو کہ غیرت مین آکر اپنے کو ہلاک کرے طہماس نے عرض کیا کہ ای شہریار ایسا نامرد بدنام کرنیوالا مرجاتا بھلا ہی
باتین تھین کہ آواز واویلا و وامصیبتا کی بلند ہوئی اور لاش سرخاب بن عنقوبیل کی لیے ہوئے لوگ آئے اور سامنے
رکھکر حال بیان کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے یہ مارا گیا طہماس لاش بھائی کی دیکھتے ہی آگ ہو گیا خون نے جوش مارا
روز روشن آنکھون مین تاریک ہو گیا ساطور لیکر اٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر اُس آفتاب پرست کو نہ مارا ہو گا تو نام
اپنا طہماس بن عنقوبیل دیو پرور نہ پایا ہو گا نور الدہر نے کہا کہ ای طہماس سر میدان اُس سے سمجھ لینا نقارہ رزم کا
اپنے نام پر بجوا عرض کیا ای شہریار آگ تو اسوقت کلیجے مین بھڑکی ہوئی ہی میدان مین سمجھنے کی تاب کسے ہی یہ کہکر
بارگاہ سے باہر نکلا اور گینڈے پر اپنے سوار ہو کر گھوڑا اکیلا چلا بارگاہ ایرج کی طرف رفیقون نے اُسکے کہا کہ ہم بھی
ہمراہ ہین سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے اور جو میری مدد کو آئیگا وہ میرا دوست نہین ہی بلکہ
دشمن ہی یہ کہکر اکیلا روانہ ہوا جب لشکر مین ایرج کے پہونچا اور گینڈے کو جولان دیا کہ [illegible] لگ [illegible] چلا جاتا
کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اُسے روکے جو جھپٹ مین آگیا پامال ہو گیا اسکو خبر نہ تھی [illegible] سامنا ہوا چلا جاتا تھا
یہانتک کہ نصف لشکر کو طی کر کے قریب بارگاہ پہونچ چکا ہی کہ لوگون نے سامنے آکر روکا [illegible] اور [illegible] تیر کیا
کتنے ہی آدمی پس گئے کشتون کے منہ ہاتھ ٹوٹ گئے کتنے کچلکر مر گئے یہانتک کہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا اترکر گینڈے سے
سے اندر گیا دربان نے منع کیا تھا اُسے کوڑا مارا کہ کلے پر اُسکے پڑا گردن الگ ہو گئی یہان ملکہ بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا ہی ایرج دنگل شوکت پر جلوہ فگن ہی سردار تمام گرد و اطراف مین بیٹھے ہین لشکر حضور مع اپنے رفقا بیٹھا ہی

ایرج لندھور سے کہہ رہا ہے کہ دیکھیے اب مفسدہ پردازی ان خدا پرستون کی کہ مین نے برادر طہماس کو اُنکے
پاس بھیجا تھا اُس اجل رسیدہ نے رات کو میرے لشکر پر شبخون مارا آخر مین نے اُسے قتل کیا لندھور نے کہا کہ ای
زبدۂ آفتاب پرستان خوب نہ کیا تمنے لازم یہ تھا کہ اُسے پھر گرفتار کیا ہوتا ابکی قید رکھتے یہی باتین تھین کہ دروازے
پر غلغلہ ہوا ایرج دیکھنے لگا کہ ببر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گردن زور آور طہماس بن عنقوبیل دیو پر نمودار
ہوا اور پکارا السلام علیکم سلام من درین مجلس برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایکست و دین پیغمبر خدا برحق است لندھور
نے مع رفقا جواب سلام دیا بعد اسکے طہماس نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست تو نے میرے بھائی کو مار غضب کیا
کہ بازو میرا توڑ دیا آیا ہون اُسکے خون کا عوض لینے کو خبردار ہو ایرج عذر خواہی کے واسطے اُٹھا سپر تلوار بھی
نلی کہ طہماس نے جوش غیظ و غضب مین ساطور ایرج پر مارا ایرج نے چاہا تھا کہ سپر اُٹھاؤن کہ ساطور سر پر بیٹھتا
تا دو ابرو اُتر گیا جلدی سے دستانہ مارا ساطور تو نکل گیا مگر دونون کلائیان زخمی ہوئین زخم کاری لگا بیہوش ہو کر سامنے
طہماس کے گرا طہماس نے دوسرا ہاتھ ساطور کا بلند کیا تھا کہ کام ایرج کا تمام کرے کہ لندھور دوڑ پڑا اور پکارا
کہ ای طہماس خبردار کیا کرتا ہے خبردار ساطور نہ مارنا زخمی کو قتل کیا چاہتا ہے کیا مردانگی ہے دوسرے یہ کہ مجکو حمزۂ صاحبقران
نے فقط اسکی نگہبانی کے لیے یہان چھوڑا ہے مین ہرگز اسے قتل نہ ہونے دونگا بس ہٹ جا یہان سے طہماس نے کہا او بندے
اسنے میرے باپ کو مارا تو تماشا دیکھا کیا اب میرے بھائی کو مارا مین ہرگز اسے زندہ نہ چھوڑونگا مین تیرا لحاظ کرتا ہون
ہٹ جا میرے سامنے سے نہین پہلے تجکو قتل کرونگا لندھور نے کہا ای طہماس یہ کیا جہالت ہے تجکو یاد نہین کہ صاحبقران
اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد سے ہے جو اسے مار یگا مین ہرگز اُسے زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ ذریات تک کو
اُسکی قتل کرونگا بس اب جا کچھ اسکے مارنے سے بھائی تیرا زندہ نہ ہو جائیگا طہماس نے کہا ای لندھور اسے سچ
کہتا ہے کہ تو اسپر عاشق ہے نہین چاہتا کہ معشوق مارا جائے کیا خوب حمزہ کا کہا تو مانتا ہے کہ یہ ناموس صاحبقرانی
کو بدنام کرتا ہے اور تو سنتا ہے جلد سرک درمیان سے لندھور پکارا مین ہرگز نہ ہٹونگا طہماس نے کہا معلوم ہوتا ہے
کہ تیری بھی قضا اسی کے ساتھ ہے خیر پہلے تجھے مارلون تو اُس سے سمجھ لونگا اور ساطور مارا لندھور سر اپنا بچا کر
ترچھا ہوا کہ ساطور پھسلتا ہوا شانے پر لندھور کے پڑکر زمین مین در آیا لندھور نے پیر ساطور پر رکھدیا اب طہماس
نے ساطور کھینچا مگر کب کھنچتا ہے لندھور البیاز بر دست ساطور کو بقوت تمام دبائے ہوئے ہے طہماس کہہ رہا ہے کہ ساطور
چھوڑ دے مین بغیر مارے ہوئے اس آفتاب پرست کے نہ جاؤنگا لندھور سے اور طہماس سے زور ہو رہا ہے
جب طہماس زور کرتا ہے لندھور لنگر بیٹھتا ہے ساطور نہین کھنچتا کہ اسی اثنا مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نامور پہونچا دیکھا کہ ایرج زخمی بیہوش پڑا ہے لندھور کے شانے سے خون جاری ہے مگر ساطور پیر سے دبائے ہے
چھوڑتا نہین نور الدہر نے آواز دی کہ بس اب جانے دو دو کو زخمی کر چکے اور کیا قتل ہی کر ڈالوگے خیر پھر سمجھ لینا یہ
کہکر ہاتھ طہماس کا پکڑ لیا طہماس نے سلام کیا اور کہا کہ آقا آپ کا حکم ٹال نہین سکتا ورنہ بغیر مارے اس
آفتاب پرست کے نہ جاتا اور ساطور چھوڑ دیا اُدھر لندھور نے پیر اپنا ہٹایا طہماس نے ساطور اپنا اُٹھا لیا مگر
مالک بن ملکوست شاہ کو یقین تھا کہ آج ایرج نہ بچیگا ضرور مارا جائیگا اور تمام سردار ایرج کے سپر پہ تلوار لئے
پکڑے کھڑے تھے مگر ہوا ایک کا نہ پڑتا تھا کہ طہماس کو روکے ایرج کو بچاوے شاہزادہ نور الدہر کا آجانا
غنیمت ہوا شاہزادہ تو طہماس بن عنقوبیل دیو پر در کو اپنے ساتھ لیکر چلا گیا ایرج اور لندھور کے زخم مین
ٹانکے لگے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھی علاج ہونے لگا انکو یوہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اسد بن کرب دلاور نے اسفندیار خان زرنجابادی کو مار ڈالا اپنے ملک زرائل کو روانہ ہوا اور
جو شہر زرائل کے پہونچا سُنا کہ ایرج قلعہ ذوالامان کو جا چکا بہت افسوس کیا اُسی مرج مین چلا آتا تھا کہ دیکھا
سامنے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ ایک تابوت دکھائی دیا مخمل کا منگیرہ کھنچا ہوا اُسکے پیچھے تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے صندق کے بجور ہوتے ہوئے لخلخے کے لوٹے جلتے ہوئے صحیفہ خوان آگے آگے صحیفہ پڑھتے ہوئے لوگ
سیاہ پوش ہمراہ چلے آتے ہین اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ خبر تو لینا یہ تابوت کسکا ہی ضرغام گیا اور
حال دریافت کرکے آیا اور بیان کیا کہ یہ تابوت منظہر بن گیر نگ شاہ زرائلی کا ہی پوچھا یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ
یہ بادیان بحری کو پکڑنے گیا تھا اُسی کے ہاتھ سے مارا گیا اسد نے پوچھا کہ بادیان ہمیشہ سے یہین رہتی ہی کیونکہ نام اُسکا
جب آئے ہین تو انھون نے اسکی خبر نہ تھی ایک شخص نے بیان کیا کہ جب صاحبقران طہماس بن عنقفول دیو پرور
کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اور گھوڑا انکو لیکر آیا تھا اسی دریا کنارے پہونچا تھا اسپر تو بیہوش وہان گر پڑے تھے
مگر اشقر اس بادیان سے دریا کے اندر جا کر جفت ہوا اُس سے کرہ بن اشقر پیدا ہوا تھا یہ وہی بادیان ماں کرہ
کی ہی اسد بادیان کی خبر سُنکر بہت خوش ہوا تابوت پہ فاتحہ پڑھا اور ایک شخص کو کمین سے ساتھ لیا کہ چلا کر تھا
بادیان کا پتا آورده ساتھ ہوا اسد کو کنارے دریا کے لایا اور مقام اُسکے پیدا ہونے کا بتایا کہ یہان سے وہ نکلتی ہی
اسد نے اپنے رفیقون سے کہا کہ صاحبو اگر بادیان ہاتھ آجائے تو اسپر سوار ہو کر ایرج سے مقابلہ کرون سب نے
عرض کیا کہ خدا افضل اپنا شریک حال کرے تو سب کچھ ہو ایک رفیق نے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپکے پاس تو
کرہ بن اشقر سا گھوڑا ہی بادیان کو پکڑا کر کیا کیجیے گا چلیے ملک سائل کو ایرج سے لڑائیے اسد بولا جس بات کا
مین نے ارادہ کیا پھر بغیر اُسکے سرانجام دیے نہین رہا اب جب تک بادیان کو پکڑ نہ لونگا یہان سے نہ جاؤنگا
اور اگر یہان سے بغیر گرفتار کیے بادیان کے چلا گیا تو تمام زمانہ مجھے کہیگا کہ اسد بادیان سے ڈر گیا کہ پہلے ارادہ
اُسکے پکڑنے کا کیا اور پھر واپس آیا غرضکہ خیمہ استادہ ہوا اسد رات کو وہین رہا صبح کو دریا کنارے آکر کھڑا ہوا اور
دیکھنے لگا دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ دریا حرکت مین آیا اور بادیان نے سر نکالا دریا سے گھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ جیسے کوئی زمین پر کھڑا ہوتا ہی اور بادیان نے جو دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک آدمی اور گھوڑے بہت سے
کھڑے ہین سمجھ گیا گھوڑے تو رسیان تڑا تڑا کر بھاگے بادیان آدمیون پر دوڑی اور لوگ تو دور دور بھاگ گئے اسد
بن کرب غازی دامن گردان آستینین چڑھا کر دوڑا بادیان نے اسد کو دیکھکر کان اور دم کھڑی کی دانتوں کو چمکا کر
دوڑی اسد بھی مردانہ وار چلا بادیان برابر آکر بیٹھا ہوئی دونون اگلے پیر اُٹھا کر اسد پہ مارے اسد بچ کر
پہلو مین ہو گیا پیر بادیان کے اس زور سے زمین پر پڑے کہ پنڈلی تک غرق ہو گئی اسد نے جلدی سے اُٹھکر ایال
کاکل اُسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ بادیان آگے آئی ایک گھونسہ بادیان کی گردن پر مارا کہ وہ جھکی اسد جست کرکے اُسکی
پشت پر آگیا بادیان نے جو حریف کو اپنی پیٹھ پر دیکھا لیکر دریا کی طرف بھاگی اسد نے چاہا کہ اُتر پڑے مگر وہ
رُکتی ہی تمام رفیق اسد کے پکارے کہ پیر و مرشد کو ڈبیئے دریا مین لیگئی تو غضب ہو جائیگا اسد نے ہرگز نہ سُنا
کچھ لوگ کمندین تھامے لیکر دوڑے کہ اُسے پکڑین ممکن نہ ہوا بادیان اسد کو لیکر دریا مین غرق ہو گئی اسد نے
اندر پانی کے بادیان سے لڑنا شروع کیا دو پہر تک کامل لڑائی رہی پھر بادیان نے چاہا کہ اسد کو پامال کرے ممکن
نہ ہوا بادیان دہنے پہلو سے زمین پہ لوٹتی تھی تو اسد بائین پہلو پہ جاتا تھا اگر وہ بائین پہلو سے گر کر تڑپتی تھی

تو اسد دہنی طرف ہو جاتا تھا مادیان ہٹ زمین پر گرتی تھی تو اسد پشت پر جاتا تھا اور گھونسے مارتا تھا دوپہر مین
خوب اُسے ڈھیلا کیا جن کی طرح اُسپر سوار تھا دوپہر کے بعد مادیان دریا سے نکلی تو بہت سُست تھی یہان
رفیق اسد کے جب سے اسد غرق ہوا تھا گریبان چاک کیے خاک اُڑا رہے تھے رو رہے تھے کہ قریب شام کے
دیکھا کہ دریا کا پانی پھر متحرک ہوا اور مادیان دریا سے نکلی اسد اُسپر سوار تھا مادیان اُسی صحرا مین آئی اب درختون
سے رگڑنا شروع کیا غرض پہر بھر کامل یہان بھی دوڑی پہنچا ہوئی پہلوؤن کو درختون اور زمین سے رگڑا مگر اسد نے
اُسے نہ چھوڑا خوب مارا یہانتک کہ اُسے بولا دیا اب مادیان نے سر اپنا اسد کے سامنے جھکا دیا اسد جدھر
اشارہ کرتا تھا اُسی طرف وہ پھرتی تھی اب اُسے اسد چمکارتا ہوا گردن پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے لوگون مین لایا دہانہ
اُسکے منھ مین دیا باگ ہاتھ مین لی ایک پہر بھر خوب پھرا کہ مادیان مانند بکری کے ہو گئی اسد نے لا کر اُسے باندھ دیا
جتنے رفیق تھے سب گرد پھرے تصدق ہوے ہاتھ چومے کہ شہریار آپ نے کار نمایان کیا ایک شب اسد وہان
رہا اُس گھوڑی کو اپنے ہاتھ سے دانا گھاس کھلایا اب وہان سے ملک زرائیل کو چلا تھا کہ تتق گرد و غبار کا بلند ہوا
اور ایک تابوت دکھائی دیا کہ ہنگیرہ بہت تکلف کا اُسپر کھنچا ہوا بخور ہوتا ہوا لوگ تمام سیاہ پوش اسد نے کہا ارے
یہ کیا ماجرا ہی خدا خیر کرے ضرغام شیردل گیا اور حال دریافت کر کے آیا بیان کیا کہ یہ تابوت ہی سرخاب بن
عنقویل دیو پرور کا کہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہی اسد نے تابوت پر فاتحہ پڑھا تابوت کو رخصت کیا آپ
ملک زرائیل مین داخل ہوا جہاز تیار تھے اُسپر مع رفقا سوار ہوا ضرغام شیردل کو عرضی دیکر پہلے خدمت
نورالدہر مین روانہ کیا پھر آپ بھی بہ سر ایرج روانہ ہوا اسے راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا علاج اسکا ہو رہا تھا بعد چند روز کے غسل صحت کیا آکر بارگاہ مین
بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارۂ
رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہونچائی اُسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور لشکرون مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی
ساری رات یونہین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے بیلدارون نے نکلکر زمین کو ہموار کیا صفوف قتال
و جدال آراستہ ہوئی نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ لشکر مین آفتاب پرستون کے علمہاے ظلمت جلوہ گری
پر آئے ایرج سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ مہر اعظم آفتاب تابان
تمھارا نگہبان ہی ایرج تسلیم کر کے بادگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین کمد بہ بان کرتا ہوا ران و باگ کی حرکت دکھاتا ہوا
عرصۂ کارزار مین کھڑا ہوا بعد دم بھر کے دم اپنا آراستہ کر کے مبارز طلب کیا پکارا کہ ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو
لشکر نورالدہر سے طہماس بن عنقویل دیو پرور اپنے کرگدن کو اُڑا کر سامنے تخت شہریار مہر ہنر تاجدار کے آیا سلام کیا
اجازت میدان مانگی فرمایا کہ پروردگار عالم تمھارا حامی و مددگار ہی طہماس سلام کر کے بادگر مرکب پر سوار ہو کے
میدان مین آیا ایرج اُس سے نگاورزن ہوا مرکب دونون کے حسب مراتب ہٹگئے مسلکرانون مین ایک دوسرے
کے مقابل ہوا طہماس نے کہا کہ ای آفتاب پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچگیا آج کہان جائیگا مجکو بھائی
کے مارے جانے کا بڑا رنج ہی ایرج بولا ای طہماس اُس روز مین غافل بیٹھا تھا کہ تو آپڑا اور میرے اوپر چڑھ
کر بیٹھا آج اُسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا اور تو نے تو طرماسپ کو مارا ہی اُسکا عوض

تجھسے لینا ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار نیزے ہاتھون مین لیے اور نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ ایرج نے نیزہ
طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے غضبناک ہوکر ساطور ایرج پر مارا ایرج نے اُسے سپر پر روکا اسلحہ کہ نیمہ
پر آشنا ہوا اور اُسکے عوض مین کھینچکر تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر خود دو بلند عرق چین زرہ اور ب کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو
اُتر گئی طہماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون کا پرنالہ سر سے بہا کہ غش طاری ہوا آواز دی ایرج نے کہ
بچاؤ اسے یہ اپنی سزا کو پہونچگیا لوگ طہماس کو اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ نوفل خان بن گنجاب نے مقابلہ
خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا رستم خان نکلا اس سے بھی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار زخمی ہوا شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے اُدھر ایرج نے اپنی بارگاہ مین آتے ہی حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر شاہزادہ نور الدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکر دونون بھی جنگ کے
ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے عجیب
مہیب دیکھ نکل گئے تھے کہ ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور سلح شوری سے مبارز
طلب کیا ادھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی مقابلے کو نکلا دیکھا ایرج نے کہ یہ وہی ہے جو ایک مرتبہ زخمی بھی ہو چکا ہے کہا کہ
ای خدا پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہے آج پھر مقابلے کو آیا جواب دیا کہ او آفتاب پرست زخمی ہونے
کیا بہادری مین فرق آجاتا ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ تو طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا آج تو نے اُس سے پھر سامنا کیا تیرا
ہاتھ اُسپر پڑ گیا وہ زخمی ہو گیا اس سے جرأت مین فرق نہین آتا ہے ایرج نے کہا خیر اب جو تیرے جی مین آئے قصور نہ کرو
سلیمان ثانی نے کہا کہ ہیشہ سبقت حرب پر ہمارا دستور نہین ہے تو اپنے دل کی ہوس نکال لے ایرج نے کہا خبردار ہو
اور نیزہ اُٹھا کر مارا سلیمان ثانی نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار ایک
مقام پر ایرج نے بند باندھا سلیمان ثانی نے اُسے کھولا لیکن پورا نہ کھلا تھا کہ ایرج نے جھٹکا مارا کہ سنان نیزے
کی نکالدی سلیمان ثانی نے جھپٹ کر ڈانڈا ماری کہ دونون ڈانڈین پیچھے اُڑ گئین ہاتھون سے پھینک کر
کھینچ لین سلیمان ثانی نے تلوار ایرج پر ماری اُسنے آسیب سپر پر روکی اور عوض مین اُسکا
کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ چار اُنگل اُتر گئی جلدی سے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر زخم کاری لگا چادر خون کی سر سے
باہر آئی لیکن وہ مرد میدان سر دیکھ چلا تھا کہ تلوار ایرج پر ماردن کہ غش طاری ہوا لوگ دوڑے اور اُسے اُٹھا لیگئے
ایرج نے پھر مبارز طلب کیا ملک اردوان جزیرہ نشین سلیمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مقابل
ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملک اردوان نے غصہ مین آکر تلوار ماری
ایرج نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی ملک غفور باختری نکلا
خوب لڑا نیزے کے بند باندھے تیغ کے جوہر دکھلائے آخر کار زخمی ہوا طور سرکش نکلا اُس سے بھی دیر تک رد و بدل رہی
آخر کار زخمی ہوا ببر خار اکن نے مقابلہ کیا ایرج نے نیزہ اُسکا نکال دیا تلوار چلی یہ بھی زخمی ہوا جمشید خان بن گنجاب
آیا خوب لڑا لگی تلوارین دھکی کی لگائین گر ایرج کب چوٹ کھاتا ایک مقام پر غصہ مین آکر جو تلوار ماری جمشید نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل فرس پنیر کے کاٹا خود دوبلند عرق چین زرہ ڈوب کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو
اُتر گئی زخم کاری لگا بیہوش ہو کر گرا شام ہو گئی طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو چلے گئے گر ایرج نے بارگاہ مین
آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر دونون مین بھی نقارہ رزمی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادہر لشکر اسلام

کوئی نہ نکلا تھا کہ علمہاے لشکر آفتاب پرستان جلوہ گری پر آے اور داراب کشور کشا مرکب کو جھکا کر سامنے تخت
کشور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا جاؤ خداوند آبحیات تمہارا حافظ و نگہبان ہی داراب سلام کرکے
بارہ دگر مرکب پر بیٹھ کے مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا ای داراب میرا تیرا ایک مقدمہ ہی تو کیون مجھسے لڑتا ہی
اُسنے کہا کہ اگر تو چندے لڑنا موقوف کر کہ حمزہ ظلمات سے آجاے پھر مین تو سب اپنی اپنی آزمائش اُس سے
کرلینگے جسکو خداوند آبحیات صاحبقران کرے وہ مالک تمام جہان کا ہو اور یہان اُس بہادر کا ناموس ہی
یہان لڑنا مناسب نہین ہی مفت کی بدنامی ہی ایرج نے کہا ای داراب مین تو فقط ملکہ گیتی افروز کے واسطے
لڑتا ہون کہ لقا نے اُسکو مجھے بخش دیا ہی داراب نے کہا یہ وہی مثل ہی کہ موئی بچھیا باہمن کے نام لقا قاسم کے
ساتھ شادی بھی کر چکا تو شنہ بھی دیکھا تجکو کچھ غیرت ہی اب ہرگز تو اُسکا نام نہ لے اس ارادے سے باز رہ مین دوستانہ
تجھے سمجھاتا ہون ایرج بولا مین تو جب تک زندہ ہون اس سے باز نہ رہونگا اور مین کچھ دیگر یہ کلمہ تجھسے نہین کہتا ہون
تو اُسکا حمایتی بنکر آیا ہی لڑلے داراب نے نیزہ اُٹھایا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو افعی زبانین نکالکر
گتھ گئے بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر دونون ایک اُستاد کے شاگرد ہین سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہوگئین
ایرج نے گرز اُٹھایا داراب نے اپنا عمود ہاتھ مین لیا گرز چلنے لگا طبقے زمین کے لرزنے لگے تمام میدان مین
یہ معلوم ہوتا تھا کہ زلزلہ آیا ہوا ہی جسکے ضرب پڑی یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر مطلب اس سے بھی حاصل نہوا
تلوارین کھینچ لین رد و بدل ہونے لگی گویا دو بجلیان برابر کوندنے لگین تمام دن تلوار چلی مگر ستارہ ایرج کا اوج پر تھا
قریب شام داراب زخمی ہوا لوگ اسکے اُٹھا لیگئے طبل بازگشت بجا ایرج اُدھر گیا لشکر داراب اپنے مقام پر آیا
اہل اسلام اپنی آرامگاہ مین داخل ہوے لیکن ایرج جو بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر دنگل پر
بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہوگئے خبر
شاہزادہ نور الدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو اُدھر سے آفتاب پرست میدان مین آکر صف آرا ہوے اس طرف سے اہل اسلام
نے اپنے لشکر کا پرا باندھا ایک طرف خورشید ستارہ پرست اپنا لشکر لیے ہوے کھڑا ہی ایک جانب ایرج ماہ پرست
اپنی فوج سمیت پرا جماے استادہ ہی ایک جانب لشکر داراب ہی کہ علم لشکر آفتاب پرستان کے جلوہ گری پر آے
اور ایرج مرکب اپنا جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ خداوند
نیر اعظم نیچہ خورشید تمہارا دستگیر ہی ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا نکبہ بریان کرتا ہوا ران
باگ کی نیرنگ دکھاتا ہوا عرصہ کارزار مین پہونچکر خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری بسیار نیزے کو زمین پر گاڑا
مرکب کو بڑھاکا ابھی مبارز طلب نہین کیا ہی مگر شاہزادہ نور الدہر کا ارادہ ہی کہ مقابلے کو نکلے کہ از پردہ بیابان گردے پیدا شد
مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر کرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اور آگے آگے گرد کے ایک بگولہ تھا
اُڑتا ہوا چلا آتا ہی مگر نہایت تیز دم کہ قریب آکر وہ بگولا شق ہوا اور اُسمین سے ضرغام شیر دل نمایان ہوا اگر
ضرغام نے جو ایرج کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہی پکارا کہ او بزاز بچے ہوشیار ہو کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ وغا
انجم سپہر شجاعت صف شکن و صفدر ساسان بن کرب دلاور آپہونچا ایرج نے کہا کہ ہزار مرتبہ کا وہ میرا بھگایا
ہوا ہی آج آکر کیا کریگا ضرغام پکارا ای تاجر زادے جب آقا میرا اور تھا اب کچھ اور عالم ہی اب تو اُس سے

مقابلہ کریگا تو معلوم ہوگا ایرج نے کہا مین نے ایسی دھمکیان بہت سُنی ہین ضرغام نے کہا معلوم ہوا جاتا ہی وہ مرد
میدان آپہونچا ایرج بولا مین موجود ہون شوق سے آئے وہ دیوانہ مگر نورالدہر نے ضرغام کو قریب اپنے بُلایا
اور حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت نظر کردہ ہ میں نے کی بیان کی شاہزادہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی ایرج
حیران کھڑا سُن رہا ہی کہ اب اسد کچھ بدلگیا کوئی اور اسد ہوگیا یہ معرکہ کیا ہی کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور
اُسمین سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار نکلا اور تمام علمون کے پھریرے فیروزہ رنگ اور علمدار بھی فیروزہ پوش
ہاتھیون کی جھولین بھی فیروزہ رنگ فیلبان بھی فیروزہ پوش یہ سب جب گذر چلے تو ہتھنالین شترنالین قمچیان بالولے
خاصبردار وغیرہ سب لباس فیروزہ رنگ پہنے ہوے بعد اُسکے دیکھا تو سقّے چھڑکاؤ کرتے ہوئے چلے آتے ہین
اور اسد دلاور بادبان بحری پر سوار چالیس رفیق گرد و اطراف ہین اور چالیس ہزار سوار فیروزہ پوش پشت پر
اور مال و خزانہ لا انتہا ہمراہ ایرج اس شان و شوکت کو دیکھکر حیران رہگیا کہ یہ دیوانہ کہان سے اسقدر زر و جواہر
لوٹ لایا مگر اسد نے جو ایرج کو میدان مین کھڑے دیکھا لشکر سے کہا کہ تم سب جاکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان کے حاضر ہو مین اس بزازبچے کے مقابلے کو جاتا ہون لشکر تو اُدھر گیا آپ بادبان بحری کو
اُڑا کر سامنے ایرج کے آیا ایرج سنبھل بیٹھا اور اسد تکاور زن ہوا برابر سپر پر سپر پڑی دونون قریب برابر کے
ہٹے سل سلکر الوان مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اب ایرج اور زیادہ حیران ہوا کہ جیسے یہ کبھی
ہم تکاور نہ ہوا تھا آج یہ کیا ہی کہ تکاور مین برابر ہا ایرج نے کہا او دیوانے اتنے دنون سے تو کہان گم ہوگیا تھا
چھپکر بیٹھا تھا کہ کہین تیرا پتا نہ تھا اب جو آیا تو مجھسے سرکش ہوکر لڑتا ہی کبھی اور بھی مجھسے تو اسطرح لڑا تھا اسد پکارا
ای تابزادے جہان کہین تھا تیری خدمتگذاری کو آیا اب تیرے واہیات بکنے کا حال کھل جائیگا ایرج نے نیزہ ہاتھ
مین لیا اور کہا خبردار رہ اسد نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن بر طعن چلنے لگی بند بند ملکر کھلنے لگے بڑی دیر تک
نیزہ بازی رہی ہر چند چاہا ایرج نے کہ نیزہ ہاتھ سے اسد کے نکالدون ممکن نہ ہوا یہانتک کہ سنانین اور بنائین
بیکار ہوگئین ہاتھون سے نیزون کو پھینک پھینکدیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کو
ہاتھ مین اُٹھایا کہا کہ دیوانے خبردار ہو کہ یہ طمانچہ ہی ملک الموت کا اور دودستی گرز بقوت تمام مارا اسد نے
گرز فیروزہ جمشیدی اُٹھا کر اپنے چہرے کی پناہ کیا اور پکارا کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست
دگر ندارم پناہ تو دارم گرز ایرج کا سر گرز پر پڑا کہ پھل ٹوٹ گئے دونون گرزون مین سے شرارے آتش کے نکلے جگر زرہ کا
حول سے شق ہوگیا مرکب زمین مین غرق ہوگیا اسد کے دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُسمین فرق نہ واقع ہوا
مگر پلک سے پلک بند ہوگئی ہر سر مو سے پسینہ جاری ہوا یہ تو تنورہ گرد مین چھپا ایرج پکارا کہ خبر لو آکر دیوانے کی
دیکھو تو کیا حالت ہوئی ضرغام شیردل دوڑا قریب پہونچا گرد کے چرخ مار کے اندر گھسا دیکھا تو اسد بیہوش
کھڑا ہی آواز دی کہ ای شہریار آپ کس خیال مین کھڑے ہین ہوشیار ہو جیسے کہ حریف زیادہ گوئی کر رہا ہی آنکھ اسد
کی کھلگئی ضرغام کو سامنے کھڑے ہوئے دیکھا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیا عالم ہی اسد نے کہا کہ اس آفتاب پرست
نے بلا کی ضرب ماری تھی مگر بچایا پروردگار عالم نے یہ کہکر بادبان کو اشارہ کیا کہ وہ بقدر زمین لیکر نکلی گرز اسد کے
ہاتھ مین گویا اُس برج خاکی سے آفتاب برآمد ہوا ایرج کو حیرت پر حیرت ہوتی جاتی ہی کہ ایسا گرز مارا تھا شہزور
کیونکر بچا ہوا اسد نے خبردار خبردار کہکر گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی گرز کو اپنے چہرے کی پناہ کیا تو اقا پیدا ہوا
شرارے آسمان کو نکلگئے جو حالت اسد کی ہوئی تھی وہی حالت ایرج کی بھی ہوئی مگر ایرج تو تنورہ گرد مین چھپا

کہ مرکب کی ٹوٹی وہ تڑپنے لگا اُدھر ایرج پر عالم بیہوشی کا طاری ہوا اسد پکارا آکر خبر لو اسکی دیکھو کیا حال ہوا شاپور
جھپٹ کر آیا چھاگل سے پانی نکالکر چھینٹے دیے کہ گرد چھٹی ایرج دکھائی دیا شاپور پکارا ہوشیار ہو جیسے حریف لاف و گزاف
کر رہا ہے ایرج ہوش میں نہ آیا شاپور نے پانی کا چھینٹا دیا آنکھ ایرج کی کھلی شاپور نے پوچھا کیا حال ہے ایرج نے
کہا اے شاپور مجھے حیرت ہے کہ اس دیوانے میں یہ زور ہے کہ ایک کہانسے آگیا فراق تو یہی معلوم ہوتا ہے زور بھی کہیں سے
لوٹ لایا اے شاپور مجھے لندھور سے بھی گرز چلا مگر یہ ضرب لندھور کی بھی نہیں تھی یہ معلوم ہوا کہ مجھ پر ایک
کوہ گران پھٹ پڑا مگر بچا پایا نیر اعظم آفتاب تابان نے یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا کہ زمین سے نکلے دیکھا تو گھوڑا
تڑپ رہا ہے تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قایم کیا وہ گر پڑا اور سرد ہوگیا ایرج اُسکو چھوڑ کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب
اسد کے مارے اسد نے جو ایرج کو بارادۂ فاسد آتے دیکھا کہ مرکب پر کرنے کو آتا ہے کود پڑا اور دہان پر سے
سامنے ایرج کے آیا ایرج نے کہا او دیوانے تو نے اپنے مرکب کو بچا لیا اسد نے کہا تو نے ناحق اُس بے زبان
کے مارنے کا ارادہ کیا تھا ایرج نے کہا خیر میرا مرکب ایسا مارا گیا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا اسد نے کہا میں نے
دیدہ و دانستہ اُسے نہیں مارا میں کیا کروں کہ گرز کی تاب تیرا مرکب نہ لاسکا مر گیا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ تو
دیوانے کو کشتی میں زیر کر اور سپر تلوار ہاتھ سے رکھ اسد پر دوڑا اسد بھی مانند شیر کے چلا سپر تلوار اسنے بھی پھینکدی
تھی برابر آکر ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ تیری گردن پر رکھا ہے
حیران ہوکر اسد سے پوچھا کہ یہ زور تو کہانسے لوٹ لایا یا تو وہ کمزوری کہ تو مجھ سے ہاتھ نہ ملا سکتا تھا سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا
یا یہ شہزوری اسکا حال تو بیان کر اسد بولا کہ اے ایرج میں نے اپنی کمزوری سے تنگ جان دینے کا ارادہ کیا
گلے میں پھانسی لگائی اور لٹک گیا کہ دم میرا گھٹکر نکلجاوے اُسوقت آقا میرا غالب علی کل غالب اسد اللہ الغالب علی
ابن ابیطالب تشریف فرما ہوے مجھکو بچایا میری جان بخشی کی مجھے نذر کردہ کیا یہ زور مجھکو عطا فرمایا اور میرا حال
میں نے پوچھا فرمایا کہ ایرج اولاد حمزہ سے ہے بہتر یہ ہے کہ تو مسلمان ہوا ایسا نہو کہ تو کافر میرے ہاتھ سے مارا جاوے
ایرج نے کہا کہ زیادہ گوئی مت کر میرا باپ جیتا ہے اولاد حمزہ میں کیونکر ہوں اسد نے کہا معلوم ہوجائیگا جبکہ
بعد از گفتگو سرگرم تلاش ہوے کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر سب سرداروں نے راوٹیاں اپنے قریب استادہ کرائیں
اور کشتی کا تماشا دیکھنے لگے ایک جانب نور الدہر ایک جانب لندھور ایک سمت مالک اژدر ایک طرف
خورشید ستارہ پرست ایک جانب تورج ماہ پرست یہ سب متحیر و متعجب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں کسیطرح
کہیں پر زور بل میں اسد ایرج سے کم نہیں ٹھہرتا برابر سے کشتی ہوئی یہانتک کہ دن بھر کشتی رہی رات ہوئی مشعلیں
دونوں طرف سے روشن ہوئیں سرداروں کو کھانا پانی حرام ہوگیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کون کسپر غالب آتا ہے نور الدہر
کی تو نگاہ کیا کہ جان لڑی ہوئی ہے اسی طرح تین دن اور تین شبیں گذریں چوتھے دن اسی کشمکش میں ایرج اسد کو ریلکر
لیچلا تھا اور اسد ایرج کو ریلے لیے جاتا تھا کہ ایرج نے ایک جگہ لنگر مارا وہاں موش خانہ تھا پیر ایرج کا موشخانے میں
جا رہا ادہر سے اسد نے زور کرکے ریلا ایرج کا کولا اُتر گیا زور تو ایرج نے سنبھالا پیر اپنا موشخانے سے نکالا اور چاہا
کہ اسد کو زور کرکے ہٹا دے کہ ہوا چہ لگی کولے میں درد ہوا دونوں ہاتھ سینے پہ اسد کے رکھے پیچھے تھرتھرانے لگا
اسد نے کہا اے ایرج یہ کیا حال ہے ایرج نے کہا کہ پیر میرا موشخانے میں جا رہا تھا اس سے ٹوٹ گیا مجھ میں طاقت
کھڑے رہنے کی نہیں ہے اسد نے کہا خیر ہم تم کل پھر لڑینگے اب جا کر اپنا علاج کر اور آواز دی کہ ایرج کو لیجاؤ
یہ بیہوش ہے لوگ دوڑے ہوے آئے اور پالکی پر ڈالکر ایرج کو لیگئے اسد ادھر کو پھرا پاس نور الدہر کے آیا

سلام کیا چاہا کہ قدمبوس ہو نور الدہر نے ہاتھ چومے کہا کہ بھئی اب تم نذر کردہ ہوئے ہو نہیں لازم ہے کہ تمہاری آبرو کریں اور
ادب کرین اسد نے پایہ تخت کو بوسہ دیا مہر تاجدار کی قدمبوسی حاصل کی مہر نے اسد کے ہاتھ چومے غرضکہ نور الدہر
اسد پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی نور الدہر نے کہا
بھائی حال اپنا مفصل بیان کرو اسد نے از ابتدا تا انتہا تمام حال اپنا نذر کردہ ہونا اور طلسم فیروزہ جمشید کو فتح کرنا
تورج پدر گرگ حرامی کی لڑائی اور بیان بحری کا پکڑنا سب بیان کیا نور الدہر کو مظہر بن گیرنگ کا بہت افسوس ہوا اسد
سے کہا کہ کپڑے اُتارو تاکہ پنجہ حضرت کے نشان کی زیارت سے مشرف ہوں اسد نے اُسی وقت لباس اُتارا نور الدہر
نے پشت کو اسد کی جس مقام پر پنجہ حضرت کا نشان تھا بوسہ دیا مہر تاجدار بھی زیارت سے مشرف ہوا سب سردارون
نے آنکھین رگڑین لندھور نے یہ خبر سُنی واسطے زیارت کے آیا اُدھر مالک اژدر آیا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی
اور جملہ اہل اسلام آئے سب زیارت سے مشرف ہوئے کہ اسی اثنا مین اندر سے خواجہ سرا آیا اور عرض کیا
کہ خواتین مین تشریف لیچلیے اسد اُسی وقت محل مین داخل ہوا لیکن محل مین ایک غلغلہ ہوا ہر ایک عورت دوڑی
پہلے زبیدہ شیر گیران اسد کی آئی اُسنے بلائین لین گرد پھری سب خواتین بلا گردان ہوئین اسد نے
گیتی افروز سے کہا کہ بھابی جان مبارک ہو آپ کو شیر یزدان شاہ مردان سے سُنا ہے کہ قاسم زندہ ہین
اور قریب ہے کہ تشریف لائین غرض اُس شب اسد محل کے اندر رہا صبح کو وہاں سے باہر آیا اُدھر ایرج کو جو لوگ اُسکے
اُٹھا کر لیگئے تھے علاج کرتے رہے کہ اُسکو ہوش آیا اور بہتر ہو رہا تھا ادھر اہل اسلام مصروف عیش و عشرت تھے رات دن صحبت
رقص و غنا رہتی تھی مگر ایک روز جو اسد بن کرب دلاور کا دم گھبرایا برائے شکار کچھ رفیقون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا
تین روز تک سرگردان رہا کہین ایسے جانور نہ ملے کہ جنکا شکار کرتا تیسرے روز شام ہوگئی تھی اسد ایک درہ کوہ
مین گیا کہ رات یہین بسر کرینگے صبح کو اور کہین تلاش کو نکلینگے دو پہر رات گئے رفیق تو اُسکے سو گئے مگر اسد کو نیند
نہ آئی درے سے نکلکر ٹہلنے لگا دور پر صحرا مین ایک روشنی سی معلوم ہوئی اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اس وادی
پرہول مین یہ روشنی کیسی اُسی طرف روانہ ہوا ضرغام کو بھی ہمراہ نہ لیا جاتے جاتے دور نکلگیا مگر جب قریب پہونچا دیکھا
کہ ایک مقام پر چار طرف آگ روشن ہے بیچ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی ہے اسد یہ ماجرا دیکھکر ایک
درخت پر چڑھ گیا اور وہین سے کئی تیر مارے لیکن جو تیر مارا وہ قریب اُس آگ کے پہونچکر جلگیا اندر نہ جا سکا اب
اسد نے تماشا دیکھنا شروع کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے بعد چند ساعت کے دیکھا کہ آندھی زرد اُٹھی ہوا اس زور سے
آئی کہ درخت جڑون سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے لیکن جس درخت پر اسد تھا مثل اُسکے جو درخت بڑے تھے وہ بچگئے
جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ جس مقام پر وہ ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر پڑھ رہی تھی وہاں ایک عمارت نگارین بنی ہوئی ہے اور
اُسکے چار دروازے ہین ہر ایک دروازے پر ایک ایک دیو گرز لیے ہوئے بیٹھا ہے اور اوپر ایک بنگلہ مینائی
بنا ہوا ہے اُسمین ایک زن جمیلہ پندرہ سولہ برس کا سن بیٹھی ہے اسد یہ نیرنگ سحر دیکھکر متحیر ہوا لیکن اُس عورت کی
نگاہ جو اسد پر پڑی فریفتہ ہوگئی اُسی وقت اشارہ کیا لگاوٹ کی نگاہون سے دیکھکر پکاری کہ اے جوان وہاں درخت
پر کیسے بیٹھا ہے یہاں آ ہمکو بھی اپنی تو ہین شاہ عیاران کی جواب دیا کہ زہے نصیب میرے جو آپ نے طلب کیا
لیکن مین وہاں کہاں پہونچ سکتا ہون بقول شاعر شعر کیونکر بارہے اُس پری پیکر کے یار نہ کہ وہ در بار شاہا
مری صادرست ففیرانہ + یہ سنکر اُس عورت نے دستک دی کہ چار عورتین ایک تخت اُٹھائے ہوئے زیر درخت
آئین اسد سے کہا چلیے ملکہ آپ کو طلب فرماتی ہین یہ سنکر اسد دلاور درخت سے نیچے اُترا اُس تخت پر سوار ہو کر

بنگلے مین پہونچا لیکن یہ سوچا کہ ای اسد اسکے مکر و فریب سے بچا رہنا یہ وہی ساحرہ ہی لیکن اُس عورت نے باتین
عشق آمیز کرنا شروع کین اسد بھی اُس سے لگاوٹ کی باتین کرتا ہی وہ خواہان وصل ہوئی اسد نے دوچار مرتبہ
بہانہ کر کرکے ٹال دیا یہ نہین تین روز کا عرصہ گذرا تیسرے دن اُس عورت نے کہا کہ اگر آج تو نے انکار کیا تو مین تجھے
نامرد جانونگی جب وہ گلے لپٹنے لگی اور منہ سے اُسکے بوسے ناگوار آئی اسد نے صاف انکار کیا وہ عورت کہ اصل مین ساحرہ
تھی نہایت برہم ہوئی بولی کہ رہ تو بھی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون مین جب ہی تک تیری عاشق تھی کہ جب تک تو اپنی
محبت جتاتا تھا اسد نے دل مین کہا کہ ای اسد بُرا کیا جو اس سے صاف کہدیا اور دارو بیہوشی اسد کے پاس تھی
کہ اُسے بیہوش کرکے مارتا موقع نہین ملتا کہ اُسے مارے وہ اس سے غافل نہین ہوتی کیونکہ یہ و ہ سحر سب کو پہچانتی ہی
کہا کہ دیکھ مردوے کیسا تجھے جلاتی ہون مین خوب جانتی ہون کہ تو مرنے سے نہین ڈرتا اور مین تجھے کیا مارون ابھی
گیتی افروز کو واسطے ایرج کے بھیجے دیتی ہون اسی طرح کل ناموس حمزہ کو تباہ کر دونگی کہ اُسنے تمام شہر ساحران کے
برباد کر دیے چاہ الماس مین بلکہ دمامہ جادو کو مارا ہمکو کہین کا نہ رکھا یہ کہکر کچھ پڑھا اور دستک دی دیکھا کہ
چار پریان اُسیطرح تخت لیے ہوئے پیدا ہوئین سامنے آکر تخت رکھدیا دست ادب بستہ عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی
کہا کہ جاؤ اور قلعہ ذوالامان سے گیتی افروز کو اور خیمہ سے ایرج کے اُسکو ایک تخت پر بٹھا کر لے آؤ اسد نے
اپنے دل مین کہا کہ اب غضب ہوا اور منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ ہم فقط محبت آزمانے کو تجسے کشیدگی کی باتین کرتے تھے
تمہین معلوم ہوا کہ تمہین ہماری محبت بالکل نہین اور ہاتھ آگے ہوشیار جادو کے جوڑنے لگا ہوشیار جادو نے ہاتھ اسد
پکڑ کر بانہین گلے مین ڈالدین مگر منہ سے اُسکے وہ بو سے بد آئی کہ دماغ اسد کا پریشان ہو گیا لیکن گلے سے اُس
مردار کے لپٹ کر اس زور سے دبایا کہ ہڈیان پسلیان ٹوٹ گئین وہ ساحرہ پھڑکنے لگی ایک شور و غل ہوا آندھی
چلی آگ برسی وہ تمام عمارت کرچیان ہو کر اُڑگئی جب روشنی ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ہوشیار جادو
بود اب اسد نے دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہی نہ کچھ ہی لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی سر اُسکا کاٹ کر فتراک مین باندھ
اور وہانسے طرف درہ کوہ کے روانہ ہوا وہان صبح کو رفیق اسد کے جو بیدار ہوئے اور اپنے مالک کو نہ پایا سب
بہت پریشان ہوئے دو روز تک حضر غاسم وغیرہ نے تلاش کی اور کہین نہ پایا تیسرے دن اُسی درے کوہ مین سب
بیٹھے ہوئے رو رہے ہین کہ دیکھا بالا سے ہوا ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ چار پریان اُسے اُٹھائے ہوئے ہین
یکایک آتے آتے وہ زمین پر گرنے لگا حضر غاسم دوڑ کر قریب آیا دیکھا تو چار پتلے بانس کے آٹے کے بنے ہوئے
پڑے ہین کچا بچا بید و رسے بکھے اُنکے دیے ہوئے ہین حضر غاسم ششدر دل متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی اور اُن پتلون
کو اُٹھا کر چلا تھا کہ سامنے سے اسد دلاور پیدا ہوا حضر غاسم دوڑ کر قدمون سے لپٹا اور حال پوچھا کہ شہریار آپ تین دن
سے کہان تھے ہملوگون کو تو بیٹھے جی مار گئے بغیر کہے سُنے کدھر تشریف لیگئے تھے اسد نے تمام کیفیت از اول تا آخر
بیان کی حضر غاسم نے کیفیت تخت اور پتلون کی کہی اسد نے کہا یہ وہی بلائین تھین جو مجھکو بھی درخت پر سے اُٹھا کر
لیگئی تھین وہان سے اسد اپنے رفیقون مین آیا سب گرد پھرے تصدق ہوئے سب نے حال پوچھا اسد نے کل
کیفیت بیان کی القصہ وہان سے اسد اپنے لشکر مین آیا لیکن بعد جانے اسد دلاور کے سات آٹھ روز مین
کزلا ایرج کا اچھا ہوا غسل صحت کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا محفل رقص قائم ہوئی ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ
اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی آواز
نقارہ کی گرجی یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا تمام رات

مین ہی کہ روز روشن لگا ہون مین تاریک ہی مگر ساتھ اُسکے وہ محبت پیدا ہوئی کہ وہ غصہ فرو ہو گیا
کہا کہ اے ایرج وہ اژدہا نہ تھا وہ بوتی سال جادو بہن و مامہ جادو کی مجبر عاشق ہو گئی تھی مجکو اژدہا بنکر
نکل گئی تھی بارہ برس اُسکی قید مین رہا جب صاحبقران چاہ الماس مین تشریف لیگئے اور بوتی سال کو
مارا جب مین قید سے چھوٹا ایرج نے کہا اب صاحبقران کہان ہین کہا کہ ملک فرعونیہ مین ایرج نے
کہا کہ مجکو آپ سے کمال محبت ہی اور ابھی آپ بہت تھکے ماندے آئے ہین آج تامل کیجیے کل مجھ سے
لڑ لیجیے گا قاسم نے کہا کہ مین تھکا نہین ہون ایرج نے کہا کہ مین آج ہرگز نہ لڑونگا یہ کہکر پھر گیا قاسم
مجبور میدان سے پلٹا اور خیال مین گذرا کہ پہلے چلکر اُس عیارہ مکارہ کا کام تمام کرکے اُسنے مجھے زمانے مین
رسوا کیا ایرج سنے تو کہا کہ خیر مجھسے کل سمجھا جائیگا اور آپ قلعہ کی طرف متوجہ ہوا سلیمان شاہ استقبال
کو آیا سلام کیا شاہزادہ سے لپٹا قاسم نے قدمبوسی حاصل کی اور کہا اے سلیمان شاہ مین اپنے ہوش
مین نہین ہون سلیمان شاہ بولا مین نمکخوار ہون آپ کے دادا حمزہ صاحبقران کا قاسم بولا دادا جان
آپ کو بادشاہ کر گئے ہین ہم سب کو آپکی خدمت کرنا چاہیے یہ کہکر اندر قلعہ کے چلا کہ مظفر بن ضیغم خون
آشام نے دروازہ کھولا سلام کو جھکا تھا کہ قاسم نے ایک تازیانہ مارا کہ سر مظفر کا شق ہو گیا اُسے لوگ
ہٹا لیگئے قاسم اُسیطرح غضبناک چلا جاتا ہی یہانتک کہ داخل محل ہوا جو خواجہ سرا یا محلدار سامنے آیا اُسے تازیانہ
مارا وہ گرکر تڑپنے لگا یہانتک کہ قاسم قصر گیتی افروز مین پہونچا گیتی افروز قاسم کے آنے کی خبر سنکر نہائی ہی
پوشاک نفیس پہنے ہی [illegible] مسند پر بیٹھی ہی کہ قاسم کو آتے دیکھکر دوڑی اور قدمون کی طرف جھکی تھی
کہ قاسم نے چوٹی [illegible] کی پکڑکر جھٹکا دیا کہ [illegible] گری قاسم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون کہ کسی نے پیچھے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے قاسم [illegible] کیا کرتا ہی پھر کر دیکھا [illegible] دیا بانو ہاتھ پکڑے ہی کہا کہ دادی جان آپنے ہاتھ میرا
کیون پکڑا ہی چھوڑ دیجیے کہ اُسنے مجھ ایسے شخص آتش خو شعلہ مزاج کو بدنام کیا ہی مین نے کیسی کیسی جرأتین کین کہ
طلسم افراسیاب فتح کیا سات برس کے سن مین ترک نوشن کا تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی مین گھسکر بار اتمام زمانے
مین بہادری میری مشہور ہی یہ ناموس میرا کہلائے اور اپنے کو دکھاکر آفتاب پرست کو اپنے اوپر عاشق کروائے
دادی جان مین اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا کہ دیا بانو نے کہا کہ اے قاسم اسکی خطا ذرا نہین ہی یہ تو آج تک تیرے
غم مین سیاہ پوش تھی اب تمھارے آنے کی خبر سنکر اسنے تبدیل لباس کیا آج تک کبھی اسکو ہنستے بھی نہین دیکھا سوا
گریہ وزاری آہ وبیقراری کے کوئی شغلہ تنہا ایسی نیکبخت پاکدامن عورتین ہوتی بھی ہین قاسم نے کہا کہ پھر
ایرج نے اسے نہین دیکھا تو عاشق کیونکر ہوا آگر دیا بانو نے کہا کہ بیان تم اُسے چھوڑ دو تو اگر اُسکی ذرا بھی خطا
ثابت ہو تو تم اُسے مار ڈالنا اور بے تقصیر قتل کرو تم جانو خدا کو جواب دے لینا مین اصل اصل
قصہ اسکا تمھارے سامنے بیان کرونگی تم سنو تو تم پر اسکی خطا اور غیر خطا ثابت ہو جائیگی قاسم نے چوٹی گیتی افروز
کی ہاتھ سے چھوڑ دی اس اثنا مین خورشید خاوری رابعہ اطلس پوش وغیرہ بھی آئین قاسم کی بلائین لین
گرد پھرین تصدق ہوئین قاسم نے کہا کہ دادی جان ہان اب وہ قصہ بیان کیجیے کیونکر ایرج اسپر عاشق ہوا
وہ بولی کہ یہ قصہ تمام زمانہ جانتا ہی سب سے بیان کرنے پر منحصر نہین ہی بیٹا قصہ اسکا یون ہی کہ ایک [illegible]
مین جشن مین بیٹھا ہوا تھا کہ کوٹھے پر سے گرا ایرج نے دوڑکر اُسے [illegible] ہاتھون پر لیا زمین پر نہ گرنے دیا سنبھالا
زمین پر رکھ دیا تھا بہت خوش ہوا کہ جان اسنے بچائی پس اُس خوشی مین انگوٹھی ہاتھ سے اتار کر اسکو دی اور کہا

کہا اختر بن نے تجکو دیا حمزہ نے مجھسے زبردستی چھین لیا تو اس سے لے اور یہ بھی ... اور خواہش کیبیدہ قدرت
ملکہ گیتی افروز کہ نہایت حسین و خوبصورت ہے کہ اسکا عدیل و نظیر زمانے میں نہیں ہے اور مجھسے بزور ... چھین کر ...
زبردستی چھین لے گیا تو اسسے خدا پرستوں سے چھین لے کہ ایسی معشوقہ تجھے زمانے میں نہ ملیگی اس روز سے ایرج
اسے بدنام کرتا ہے دم عاشقی کا بھرتا ہے یہ سبب ہے اسکے بیہودہ بکنے کا اب بتاؤ کہ اسمیں گیتی افروز کا قصور کیا ہے
ناحق وہ اسکو بدنام کرتا ہے اے فرزند بارہ برس ہوئے کہ ملکہ تیرے غم میں فراغت سے سوئی نہیں جام شراب کبھی
منہ کے قریب نہیں لائی اب تیرے آنے کی خبر سنکر خورشید خاوری نے تبدیل لباس کروایا ہے بالکل گیتی افروز
بیٹھا ہے قاسم یہ سنکر منفعل ہوا گیتی افروز کے سامنے ہاتھ باندھے عذر خواہی کی کہ ملکہ مجھے معاف کرو ملکہ بولی کہ
صاحب بارہ برس وہ رنج جدائی سہے آپ کے آنے پر یہ تقدیر میں لکھا تھا القصہ نذر و نیاز ہونے لگی ایک دھوم ہو گئی کہ
شہریار خاور سیاہ آیا قصر یاقوت جھاڑا گیا اسمیں قاسم آکر بیٹھا تمام خواتین جمع ہوئیں حال حمزہ صاحبقران کا
پوچھا عمرو کا حال سرو شہین تن ملکہ جادو وغیرہ نے پوچھا قاسم نے سب کی کیفیت بیان کی اب تیاری چراغان
کی ہونے لگی قاسم مشغول عیش و عشرت ہوا مگر ایرج جو بارگاہ میں اپنی پھر کر آیا امرا زرقا سب گرد و جوانب میں جمع ہوئے
صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج نے بہزاد کی طرف دیکھکر کہا کہ افسوس رقیب آپہونچا اور عیش میں مصروف
ہوا اور میں محروم رہا اسی حالت میں تھا کہ رات ہوئی یاقوت میں تیاری چراغان کی دیکھی اپنے ملازموں سے کہا کہ
دامنہ کوہ میں بھی ایسی چراغان کرو اسیوقت ہزارہا مزدور لگ گئے چراغان کرنے لگے ہر درخت کو تمامی اور بادلہ
سے منڈھوایا قندیلیں سے گیند بنواکر شاخہائے درخت میں لٹکوائے دو پہر رات گئے تک سب تیاری وہاں بھی
ہوئی کہ تمام دامنہ کوہ روشن ہو گیا ایرج سامنے برج یاقوت کے بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور نگاہ طرف برج یاقوت
کے بھی جان لڑی ہوئی تھی مگر قاسم یہ روشنی دیکھکر بالائے بام آیا دیکھا کہ تمام دامنہ کوہ میں چراغان ہوا اور
ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے بس آگ ہو گیا اور تیر کمان میں پیوستہ کرکے ایرج پر مارا وہ ایرج پر تو نہ لگا
مگر مہارن انفاس خون آشام کہ رفیقان لاہوت شاہ میں سے تھا ایرج اس سے بہت محبت رکھتا تھا
اسکے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے اچھل کر گرا ایرج نے کہا یہ تیر کہاں سے آیا کسنے مارا
اٹھکر جو دیکھا تو قاسم سامنے کھڑا ہے یقین ہوا کہ اسی نے مارا ہوگا پکار کر کہا کہ کونسی مردی ہے کہ دور سے
تیراندازی کر رہے ہو اگر کوئی شجاعت کا ہے تو آکر سامنا کرو قاسم بولا کہ صبح کو میرے تیرے مقابلہ ہوگا ایرج
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر اسلام میں بھی
کوس حربی بجا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں میدان
آراستہ ہوا نقیب ... ایرج ... اپنا چمکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا
اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہے ایرج سلام کرکے بارہ گیر پر سوار ہوکے
میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ ... ہاتھ لگایا خوب سلح شوری کی بعد اسکے نیزہ زمین پر گاڑ کے دم گھوڑے کو آراستہ
کرکے مبارز طلب ہوا ... شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ... خفتان خونریز خاوری نے نکلکر مقابلہ کیا
ایرج تنگاور زن ہوا ... سے ہٹ گئے بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا
حاصل نہوا سنانیں اور نیزے بیکار ہو گئیں ... زمین کو زلزلہ آیا فلک
تھرانے لگا زمین نے امان مانگی لیکن مطلب کسی کا نہ حاصل ہوا ... رد و بدل ہونے لگی

دن بہر تلوار چلی کچھ مطلب حاصل نہوا آخر کار دونون دست و گریبان ہو کے کشتی ہونے لگی راوٹیان سردارون کے گرد و پیش استادہ ہوگئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی دن بہر کشتی رہی پہر رات بہر کشتی رہی اسی طرح تین دن اور تین راتین گذر چکی ہین جو تھا روز ہی مگر دونون کی وہی کیفیت ہی کہ برابر لڑ رہے ہین قضاے کار قاسم کو ایرج ریل کر کے نکلا اور پہر قاسم کا موفخانے مین جا رہا اور گولا آتر گیا ایرج یہ حال دیکھکر واپس گیا قاسم کو بھی لوگ اُٹھا لیئے علاج ہونے لگا

	اب چند کلمے داستان مہر سپہر عیاری کے بیان ہوتے ہین	

کہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہو کر ملک باختر کو روانہ ہوا تھا بعد چند روز کے ملک فرنگوشیہ مین پہونچا شیراسپ جنگی نورالدہر کی طرف سے مالک یہان کا تھا وہ عمرو کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا خواجہ بڑی عزت و تکریم سے شہر مین لایا دو ہزار روپیہ پیش کئے عمرو نے نذر زنبیل کئے عمرو نے حال ایرج کا پوچھا اُسنے تمام حال شہر ارمنو حصار کا قتل ہونا اور عنطلی آباد کی بربادی سب بیان کی کہا تیرے سمجھا جائیگا اسکو مین پانو اور وہان سے چل نکلا شہر اقتیم مین پہونچا تمام شہر کو سیاہ پوش دیکھا خورشید ختنی استقبال کو آیا وہ بھی سیاہ پوش تھا عمرو نے سبب سوگواری کا پوچھا اُسنے کہا خواجہ بڑا بھائی میرا جمشید کہ بجاے باپ کے تھا وہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہین ابتک اُسکے غم مین سیاہ پوش ہون عمرو نے اُسکی قبر پر جاکے فاتحہ پڑھا اور کہا ای خورشید مین ملک فرنگوشیہ سے آتا ہون زاد راہ میرے پاس نہین ہی اُسنے دو ہزار روپیہ حاضر کئے عمرو وہان سے بھی آگے چلا اور شہر مرضع حصار مین پہونچا اور روپیہ تحصیل کر وہان سے بھی آگے روانہ ہوا مشتری حصار مین آیا وہان سے بھی بہت کچھ زر نقد لیا دعوت کھا کی آگے روانہ ہوا شہر زرلقا مین آیا گلباش وگلبن نے بہت خاطر داری کی روپیہ پیش کیا اور آگے روانہ ہوا اور کوہ مین آیا دوست واحباب جہانگیر نے استقبال کیا زر نقد پیش کیا عمرو نے نذر زنبیل کیا وہان سے عنطلی آباد مین آیا فضل جادو نے ملازمت حاصل کی نذر گذرانی وہان سے بھی روانہ ہوا اور راستے پر پہونچا ایک راہ سبائل کو گئی تھی دوسری قلعۂ ارمنو حصار کو عمرو ارمنو حصار کی طرف روانہ ہوا قریب جو پہونچا ایک بلندی دیکھی اُسپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک قبر بنی ہی اور تعویذ قبر پر کچھ لکھا ہوا ہی قریب جاکر جو پڑھا لکھا تھا کہ اُس قبر سرہنگ کی غلام عمرو فرست سپس یہ پڑھتے ہی عمرو رونے لگا پچھاڑین زمین پر کھانے لگا کہتا تھا کہ ای سرہنگ تم کمر ہماری توڑ گئے ہمکو بیدست و پا کر گئے تمہاری قبر یہان کسنے بنائی غرض خوب رو پیٹ کر قبر پر فاتحہ پڑھکر آگے روانہ ہوا وہان پہونچا جہان قلعۂ ارمنو حصار تھا دیکھا کہ قلعہ کا نام و نشان باقی نہین ہی اور اُس سرزمین پر جو بوئے ہوئے ہین اور ایک مرد پیر دہقانی اُسمین بیٹھا ہوا ہی عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان قلعہ تھا اُسے کسنے برباد کیا اُسنے کہا کہ ایرج آفتاب پرست نے یہ قلعہ تباہ برباد کیا تمام مال و خزانہ عمرو کا لے لیا چار ہزار غلامون کو قتل کیا یہ سنتے ہی نعرہ کوہ شگاف کیا خاک اُڑانے لگا وہ پیر دہقانی عمرو سے لپٹا کہ آپ کون ہین عمرو بولا کہ ای عزیز میرا ہی یہ قلعہ تھا میرے ہی غلام مارے گئے تمام کمائی میری برباد ہوئی مین عمرو ہون اُسنے کہا آپ تو نظر کردہ حضرت پیغمبران ہین ایرج قلعۂ ذوالامان پر گیا ہی جاکر اُس سے لیجیئے عمرو بولا آیا اسیواسطے ہون وہ مرد پیر عمرو کو اپنے گھر لے گیا دعوت کی عمرو نے وہ موضع اسکو بخش دیا وہان سے آگے روانہ ہوا جب قریب قلعۂ ذوالامان کے پہونچا بصورت اسمدل زیر قلعہ پہونچا دیکھا کہ چہہ لشکر چہہ طرف کو اُترے ہوئے ہین ایک طرف قلعۂ ذوالامان ہی خیال مین گذرا کہ ای عمرو اس آفتاب پرست کو پکڑکر روپیہ اپنا

لینا چاہیے اسی فکر مین تھا دیکھا کہ ایرج گھوڑے پر سوار چلا آتا ہی اور اُسوقت ایرج گھبرا کر یادگیتی افروز
مین تنہا نکل آیا کہ شاید ملکہ بالائے قصر آئی ہو دیکھون قلعہ کی جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی اور اشعار عاشقانہ
ورد زبان ہین اسی طرح سبزہ زار مین پہونچا عمرو ایک پیادے کی صورت بنا ہوا کھڑا تھا جب ایرج قریب آیا
عمرو کھنکھارا ایرج نے پھر کر دیکھا کہ ایک پیادہ کھڑا ہی اُسنے دعا دی کہ زبدۂ آفتاب پرستان اقبالمند رہین
ایرج نے کہا کہ کیا مطلب ہی بیان کر پیادے نے کہا کہ آپ اپنا مقصد بیان کیجیے ایرج نے ہنسکر کہا کہ
خوشطبعی کرتا ہی عرض کیا میری کیا طاقت ہی کہ خوشطبعی کرونگا ایرج نے کہا آخر کچھ تو حال اپنا کہ اُسنے کہا آپ
اکیلے ہو جیے تو بیان کرون ایرج نے کہا میرے ساتھ کون ہی کہا یہ مراد نہین ہی آپکے ہمراہ ہزاردن نگاہین ہین
کسی گوشے مین چلیے تو عرض کرون ایرج نے کہا چلو عمرو ایرج کو ایک درخت کی آڑ مین لایا اور کہا کہ مین
عیار ہون ملکہ گیتی افروز کا وہ قاسم پر دلدادہ و فریفتہ تھی قاسم نے آتے ہی زد و کوب کی اب وہ اُس سے
بیزار ہی اور جدائی مین آپ کی بیقرار ہی نقب کی راہ سے نکلکر کوہستان مین ٹھہری ہی مجھکو آپکی خدمت مین بھیجا ہی اگر
آپ اُسکی خواہش رکھتے ہین تو میرے ساتھ چلیے مین اُس سے ملا دون ایرج نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ مارے
خوشی کے شادی مرگ ہو جائے کہا کہ ای عزیز اگر تو میری مطلوبہ سے ملا دے تو مین تجھے اُس رتبے کو پہونچا دون
کہ تیری خواہش سے دہ چند ہو اُسنے کہا ای شہریار جلد چلیے پھر دیر کیا ہی ایرج نے اور لوگون کو وہین چھوڑا آپ
تنہا ساتھ اُس پیادے کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ اُس پیادے نے کچھ نقل مصری ایک کاغذ مین
لپٹے ہوئے ایرج کے ہاتھ مین دیے کہ اسکو نوش فرمائیے ملکہ نے آپکے واسطے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے
سر کی قسم کھا لینا ایرج نے اُسے لے لیا خوشبو ایسی اُسمین سے نکلی کہ دماغ جان معطر ہو گیا ایرج نے اُسے چوما
آنکھون سے لگایا کھولکر کاغذ نقل مصری کھائی بس کھاتے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا چھینک آئی بیہوش ہو گیا
عمرو نے حلقہائے کمند مین گرفتار کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے وہی صورت عیار کی بنا ہوا ملک
ملکوت شاہ پاس آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ آپکو زبدۂ آفتاب پرستان نے بلایا ہی مگر تنہا میرے ساتھ
چلیے پھر راز کی باتین ہین ملک تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر اُسکے ہمراہ ہوا عمرو اُسے لیے ہوئے صحرا مین آیا اور حلقہائے
کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور زنبیل مین قید کیا بعد اُسکے لندھور کی خوابگاہ مین جا کر اُسے بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا
وہان سے چلا دیکھا کہ داراب و نورج و خورشید بعزم شکار گھوڑون پر سوار تنہا جاتے ہین عمرو بھی پیچھے پیچھے
ہمراہ ہوا گلیم اوڑھے ہوئے داراب و خورشید و نورج ایک تالاب پر پہونچے گھوڑون سے اُترے اور
انتظار اپنے رفیقون کا کرنے لگے دیکھا کہ ایک شخص ہرن شکار کیا ہوا لیے آتا ہی پوچھا کہ تو کہان سے
آتا ہی عرض کیا کہ مین کبابی ہون حکم ہو تو کباب لگاؤن کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اُس شخص نے وہین چقماق سے
آگ نکالی نمک مرچ اور مصالح سب اُسکے پاس موجود تھے سیخین نکالکر کباب لگائے داراب و نورج و خورشید
نے بہت تعریفین کر کر کے کھائے اور دم بھر مین بیہوش ہو ہو کر گرے عمرو نے اُن سب کو بھی نذر زنبیل کیا وہان سے
بارگاہ نور الدہر مین نقب دیکر نور الدہر کو بھی لے گیا اسد کو بھی گرفتار کیا اور دامنۂ کوہ مین لا کر سب کو
کمند آصفائی یا صفائے باندھا اور سب کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش مین آئے ایرج کی جو آنکھ کھلی
عجب کیفیت دیکھی کہ سات آدمی سب سردار کیسے کیسے کہ ہر ایک کو دعوی مردی کا ہی ایک جگہ بندھے پڑے ہین لندھور
سے کہا کہ یہ کیا سحر ہی لندھور نے کہا کہ یہ سب عیار ابس کا ہی ہر چند مین نے تمھین سمجھایا کہ قلعہ کا محاصرہ کرو

برباد نہ کرو مال و خزانہ عمرو کا نہ لوٹتے نانا اب دیکھو کیا ہوتا ہی تمنے چار ہزار غلام عمرو کے قتل کیے دیکھیے انکا عوض
کیا ہوتا ہی مشکین تو بندھ گئین اور سینہ ضعیدہ وہ ہی کہ زور کیے سے بھی نہ ٹوٹیگی یہ کہہ آصفائی با صفا معلوم ہوتی ہی
بلکہ اسی سے مین نے پہچانا کہ خواجہ عمرو سب کو پکڑلائے ہین یہی باتین تھین کہ دیکھا عمرو سرخ لباس پہنے ہوئے آتا ہی
دو چار غلام ہمراہ ہین ایک کرسی زرنگار بچھا دی عمرو اوسپر جلوہ افروز ہوا سب نے سلام کیا عمرو نے منھہ پھیر لیا لیکر
عمرو ہمراہ سردارون کے عیارون کو بھی گرفتار کرکے لایا تھا مثل شاپور شیر دل اور فتاح کشوری وغیرہ کے
عمرو نے شاپور کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون او شاپور بیٹے تجھے فن عیاری سکھایا تھا تو اسی دن کے واسطے
کہ ایرج مال و خزانہ ہمارا لوٹے اور غلام ہمارے مارے جائین اور تو کچھہ منع نہ کرے شاپور نے کہا کہ خواجہ
سلامت مین کیا کرون میرا کہنا کون سنتا ہی بے اختیار سردارون کو ہی عمرو نے اپنے شاگردون سے کہا کہ لاؤ چھڑیان
توڑکر وہ چھڑیان لیکر آئے عمرو نے تازیانہ ہاتھہ مین لیکر پہلے ایرج کی طرف آیا اور کہا کہ کیون بزازبچے مین نے تجھکو
کپڑا بیچنے سے بچایا بادشاہ کیا پہلوان بنایا اسکے عوض مین تو نے میرا قلعہ خاک سیاہ کیا غلامون کو میرے
مارا میری زوجہ کو اپنے نوکر کو دیا ایرج نے سر جھکا لیا اور کہا جو کچھہ آپ فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہی مجھسے
واقع مین یہ امر ہوئے ہین مین شرمندہ ہون عمرو بولا کہ شرمندگی معلوم ہوئی جاتی ہی اور تازیانے مارنے لگا اتنے تازیانے
مارے کہ جا بجا سے بدن ایرج کا شق ہو گیا سر اٹھے لہو کے بہنے لگے عمرو نے کہا کیون تاجر زادے اپنی سزا
کو پہونچا ایرج نے کہا کہ خواجہ آپ نے مجھے [illegible] سے پاک کیا ہی مین خطا وار ہون اب مین سزا کو پہونچ گیا ابھی
ایسا قصور نہ ہوگا مال آپ کا موجود ہی وہ لیجیے کیا منگوا اسے اور غلام میرے جو مارے گئے ہین انکا خونبہا دے
ایرج نے کہا وہ بھی لیجیے اور دو لاکھہ تومان اسکے بھی لکھوا دیے اب عمرو نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا
کہ کیون حرامزادے زرد گوش تو بادشاہ تھا تو نے ایرج کو نہ روکا مالک پکارا کہ میری کیا تقصیر ہی میرا
کہا بھی نہ سنا عمرو نے دو چار تازیانے اسپر بھی مارے مالک بلبلا گیا کہا خواجہ جو کچھہ میرے پاس ہی جتنے
بھی لیجیے اور دو لاکھہ تومان کا رقعہ لکھدیا اب لندھور کی طرف مخاطب ہوا کہ او ہندی دیدہ و دانستہ مال میرا
لٹوایا روضہ میری ملکہ جادو کا کیا حال کروایا شہر کے شہر تو نے قتل کروا دے اور تو کچھہ کام نہ آیا میرا مال نہ بچایا تجھکو
اسیواسطے صاحبقران باختر کا مختار کر گئے تھے کہ ایک ایک کا قتل ہونا تو دیکھے میرے غلام مارے جائین اور تو تماشا
دیکھے سرہنگ تھی کہ میرے فرزند کی جگہہ پر تھا تو نے اسے اپنے سامنے قتل کروایا کافرپرستی تو نے کی لندھور نے کہا
خواجہ جو کچھہ آپ فرماتے ہین بجا ارشاد کرتے ہین مگر مین نے جو کچھہ کیا ہی موافق وصیت صاحبقران کے
کیا ہی اور مال آپ کا مین نے بجنسہ اپنے پاس رکھا ہی اسے لیجیے کہ نصف مال میرے پاس ہی اور جرمانہ بھی جو کچھہ
ہو وہ حاضر کیا جائے عمرو نے کہا اچھا تو نوشتہ لکھدے اول خونبہا غلامون کا میرے دے بعد اسکے مال میرا دے
لندھور نے دو لاکھہ روپیہ خونبہا غلامون کا لکھدیا اب عمرو اسد کی طرف متوجہ ہوا کہ تو نے کیون نہ بچایا تیرے
ہوتے مال میرا لوٹ برباد ہوا اسد نے کہا دادا جان مین جتنا مال آپ کا لوٹ لیگیا ہون سب بجنسہ قلعہ سرخان
مین رکھا ہی عمرو نے اسے گلے سے لگایا کہ مرحبا صد مرحبا بعد اسکے نورالدہر کی طرف پھرا اور کہا کہ تو اپنے کو صاحبقران زمانہ
جانتا ہی اور میرے مال و اسباب کی حفاظت نہ کی وہ بولا دادا صاحب میرا کیا قصور ہی مین نہ عقلی آباد مین تھا نہ
ارمنوچہر [illegible] اگر مین ہوتا تو کیا طاقت تھی کسی کی کہ آپ کے مال کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتا یا ناموس پر آپکے
زیادتی کرتا اور مجھسے جرمانہ پانچ لاکھہ روپیہ لیجیے مین موجود ہون کہا کہ اولاد حمزہ مین تو بڑا ہی زیادہ دے

غرضکہ سات لاکھ تومان اس سے بھی لکھوا لیے پھر داراب کی طرف آیا اور کہا کہ کیوں صاحب تمنے مجھکو دھو دھا کر
پاک کیا اس رتبے کو پہونچایا کہ اب صاحبقران کہلاتے ہو اور ہمارا مال لٹا کیا ناموس کی بربادی ہوئی اور تمنے کچھ
خیال نہ کیا داراب پکارا کہ یا پیر زلال آپ کا احسان مین نے فراموش نہین کیا کسواسطے کہ مین دھوبی بچہ تھا گوکہ مجھمین
قوت بھی مگر اس رتبے کو آپ نے پہونچایا مین بھی ہمیشہ اہل اسلام پر فدا رہا میرے سامنے آپکا مال لٹتا اور مین بچاتا
مگر مین کیا کرون کہ وہان موجود نہ تھا اسمین میری کیا خطا ہے مجھسے بھی جو فرمایئے وہ جرمانہ دون مین کسی طرح باہر نہین ہون
چار لاکھ روپیہ اس سے بھی لیے تین لاکھ خورشید سے اور دو لاکھ تورج سے بھی لیے اور عیارون کو انکے رہا کیا
شاپور گیا اور روپیہ چھکڑون پر لدوا کر سامنے عمرو کے لاکر ڈھیر لگوا دیا ادھر لندھور کا عیار روپیہ لیکر آیا اسیطرح
سب نے روپیہ منگا کر ڈھیر کروا دیا اب عمرو نے جال الیاسی بار کردہ سب روپیہ نذر زنبیل کیا اور سب کو قید سے
رہا کیا یہ سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے منتین مانی تھین نذر و نیاز کی کہ جانین بچ گئین مگر عمرو روپیہ لیکے
وہانسے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی مظفر بن ضیغم خون آشام استقبال کے واسطے
آئے ملازمت حاصل کی کشتیان پیشکش کین عمرو نے وہ سب لین نذر زنبیل کین سلیمان شاہ نے حال صاحبقران
با اقبال کا پوچھا عمرو نے بیان کیا کہ عنایت الٰہی سے زبرجد نگار فتح کرکے اب ملک فرعونیہ مین ہین بہت اچھی طرح
سے ہین مگر اے سلیمان شاہ تم سوداگرون کو حکم دو کہ اسباب خشکی میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جائین
کہ وہان ہر شی نایاب ہے سلیمان شاہ نے کہا بہت خوب اور اسی وقت سب سوداگرون کو بلا کے تاکید کی جلد یہان سے
میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جاؤ عمرو اندر قلعہ ذوالامان کے داخل ہوا تمام شہر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو آیا ایک
ایک ملاقات کو دوڑا عمرو بھی ہر ایک سے ملتا ہوا دروازہ محل پر پہونچا خبر اندر ہوئی ایک تہلکہ مچگیا کہ عمرو حمزہ صاحبقران
کے پاس سے آیا قاسم استقبال کو نکلا سلام کیا عمرو ساتھ قاسم کے داخل محلسرا ہوا خواتین و دوزین عمرو نے ایک ایک کو
سلام کہا گردیہ بانو رابعہ اطلس پوش وغیرہ نے حال صاحبقران کا پوچھا عمرو نے سب سے حال بیان کیا تا شاہ
بدیع الزمان وغیرہ کی خیریت سے مطلع کیا سب خوش ہوگئے ہزار ہا روپیہ عمرو نے تصدق کیا اب وہانسے ملکہ جادو کے
پاس آیا اسنے اپنی سرگذشت بیان کی عمرو نے کہا کہ مین نے بھی اسے ایسا مارا ہے کہ یہ آفتاب پرست جبتک
زندہ رہیگا یاد کریگا اور تمام مال قلعہ ارمنو حصار کا اس سے لیا ملکہ نے کہا خواجہ تم اب یہان رہوگے یا جاؤگے
عمرو بولا کہ ملکہ مین حمزہ کا عاشق ہون حمزہ میرا عاشق ہے اب تمکو عنطلی آباد پہونچا کر جاؤنگا اسی وقت تیاری کی اور
قاسم سے کہا کہ تم ناموس کو ساتھ لیکر ملک فرعونیہ کو چلو مین ان سب کو روانہ کرتا ہون ملکہ جادو کو عنطلی آباد کو
بھیجا وہان سے بارگاہ نور الدہر مین آیا ہرمز تاجدار کو سلام کیا تسیموس ہوا اور کہا کہ الحمد للہ کہ آپکو شرف اسلام
حاصل ہوا اب تخت ایران آپکو مبارک ہو نور الدہر نے خواجہ کو سلام کیا عزت و توقیر سے اپنے پاس بٹھایا
کشتیان جواہر کی پیش کین عمرو نے کہا اے نور الدہر اب تم یہان کیون ٹھہرے ہو حمزہ صاحبقران فرعونیہ مین
ہین غلے کا وہان قحط ہے چاہیے تمکو کہ غلہ چہار طرف سے جمع کرکے لیجاؤ اور خدمت مین حمزہ صاحبقران کی جلد پہونچاؤ
نور الدہر نے کہا بہت خوب مین ابھی انتظام کرکے چلتا ہون وہانسے رخصت ہوکر بارگاہ لندھور مین آیا لندھور
نے بہت عزت و توقیر کی عمرو نے کہا اے دارا سے ہند امیر ملک فرعونیہ مین موجود ہین تم درہ قلماق کوہ کی طرف
سے گذر کر امیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور شہر زرائیل و ختم و ششتری حصار والون سے تاکید کرو کہ
غلہ در میوہ شہر فرعونیہ کو لیجائین کہ وہان سب چیزین نایاب ہین اور لوگ وہان کے نہایت تکلیف سے

بسر کرتے ہین لندھور نے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت نامے لکھ لکھکر روانہ کیے کہ ہر سوداگر کو لازم ہے کہ جنس ملک فرعونیہ
مین پہونچائے اور باقی غلہ و اسباب میرے ساتھ جائیگا خرید جمع کرو مین آتا ہون وہان سے عمرو بارگاہ ایرج مین
آیا ایرج مالک بن ملکوت شاہ مع سردارون تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے لاکر اپنے برابر بٹھایا عمرو نے
کہا اے ایرج امیر جب تک ظلمات مین رہے اُنکی غیبت مین جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا اگر اب صاحبقران ظلمات
سے پھر کر ملک فرعونیہ مین آتے ہین اب تم فرعونیہ پر جاؤ حمزہ سے سامنا کرو اگر اُسپر غالب ہو بہتر مالک ہو
تمام روے زمین کے اور جو مغلوب ہوئے تو شریک ہو لشکر حمزہ کے کہ حمزہ زمانے بھر پر غالب ہوا ہے ایرج
نے کہا بہت خوب آپ تشریف لیجائین مین تیاری کرکے روانہ ہوتا ہون عمرو وہان سے بارگاہ داراب مین آیا
مالک و داراب نے بہت عزت و حرمت کی عمرو نے داراب سے کہا کہ ایرج بھی آزمایش کے واسطے فرعونیہ
کو جاتا ہے تم بھی فرعونیہ کو جاؤ آزمایش اپنی حمزہ سے کرلو داراب نے قبول کیا مالک اژدر نے کہا ہم کوچ کرکے
ابھی روانہ ہوتے ہین عمرو اُنکو روانہ کرکے بارگاہ خورشید مین آیا خورشید نے تعظیم کی کشتیان نذر دین عمرو نے
سب نذر زنبیل کین اور کہا کہ اے خورشید ایرج اور داراب فرعونیہ پر حمزہ سے اپنی اپنی آزمایش کو جاتے ہین
تم بھی جاؤ واسطے آزمایش کے ایرج کو بھی روانہ کیا بعد ان سب کو بھیجنے کے آپ بھی مالک فرعونیہ کا راستہ لیا ہر سردار
کو جدا جدا راستہ بتا دیا تھا اور کہدیا تھا کہ خبردار ایک راستے سے سب نہ جائین سب نے اُسی وقت کوچ کرکے
تیاری کی لیکن لندھور نے جس وقت سے کہ نام امیر کا سُنا ہے کہ امیر ظلمات سے فرعونیہ مین آتے ہین اشتیاق
ہوا ہے قدمبوسی صاحبقران کا کہ کسی طرح جلد پہونچے داراب گلبرگی سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہو کہ ہمارے
ارادے سے وعدہ تھا کہ آپکے ساتھ صاحبقران کے مین تمہاری بیعت مین رہونگا اور بارگاہ وغیرہ سب تمہارے
پاس رہیگی اب آقا میرا حمزہ صاحبقران آپہونچا مین اُسکی خدمت مین جاتا ہون بارگاہ و اسباب صاحبقران
میرے پاس بھیجدو داراب گلبرگی نے جاکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے اُسی وقت بارگاہ طبل سکندری علم
اژدہا پیکر وغیرہ سب بھیجدیا لندھور وہان سے کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر ایرج نے دیکھا کہ سب جا چکے
قاسم نامی بن کو لیکر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ اب یہان رہنا لاحاصل ہے چل ملک فرعونیہ کو حمزہ سے
مقابلہ کر اگر جا ہا شیر اعظم نے اور حمزہ کو زیر کیا تو پھر سب ملک و مال تیرا ہے یہ خیال کرکے حکم دیا کہ کوچ ہو ہمارا
ملک فرعونیہ کو اُسی وقت تیاری سفر کی ہوئی دوسرے روز کوچ ہوا بعد دو تین روز کے برابر بیشہ کلنگان
کے پہونچے وہان ایرج نے مقام کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا دبیر کو بلاکر حکم کیا کہ نامہ لکھو صفدر شاہ کو اس
مضمون کا کہ خزانہ طلسم سکندری کا بار کراکر حضور پر نور مین لاؤ کہ سفر ملک فرعونیہ کا درپیش ہے دبیر نے اُسی وقت
مسودہ درست کرکے سُنایا ایرج نے بہت پسند کیا کہا صاف کرلاؤ جب نامہ تیار ہوا ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا
یکایک جوڑی ہرکارون کی آئی دعا دیکر عرض کیا کہ رفیق لندھور کا دلاور جاد ہندی بارگاہ سلیمانی
لیے جاتا ہے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین موافق اقرار کے بارگاہ لندھور کو دیچکا اب اگر
بزور شمشیر چھینونگا تو ہرگز نہ دونگا چاہے لندھور خوش ہو یا ہے خفا مالک نے کہا اس بارگاہ کی خواہش
سب کو رہتی ہے اور یہ بارگاہ صاحبقران وقت کو زیبا ہے آپ شوق سے لیجیے ایرج نے اپنے سردارون کی
طرف دیکھکر کہا کہ ہے تم مین سے کوئی ایسا کہ بارگاہ سلیمانی ہندی سے چھین لاوے دیلم شاطر زنگی یہ سُنکر اُٹھ کھڑا ہوا
کہنے لگا کہ یہ غلام اس کام کو سرانجام دیگا کہا جا شیر اعظم تیرا نگہبان ہو دیلم بارگاہ سے باہر آیا اور

بیس ہزار سوار سے روانہ ہوا وہان پہونچا کہ جہان دیوبل جا دبارگاہ لیے جاتا تھا دیلم شاہ [illegible] کیا کہ او ہندی کہان جاتا ہی آ پہونچا ہین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو بارگاہ میرے سپرد کر [illegible] طرف سے [illegible] دیوبل پکارا کہ او روسیاہ مین اپنے آقا کے حکم سے بارگاہ خدمت صاحبقران مین لیے جاتا ہون [illegible] دیلم غضبناک ہوا اور دوڑا تلوار کھینچکر قریب پہونچا تھا کہ دیوبل نے تلوار ماری دیلم نے [illegible] پر روکا اور تلوار دیوبل پر کیا کہ سپر دیوبل کی کٹی تلوار سر پر پہنچی خود وہ دبلہ کاٹتی ہوئی تا دابرو اتر گئی [illegible] تلوار [illegible] نکالی مگر دیا خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا بیہوش ہو گیا ہندی دوڑ [illegible] تلوار [illegible] دونون فوجین الجھین تلوار چلنے لگی مگر فوج [illegible] سردار [illegible] دیلم نے بارگاہ اپنے قبضے مین کی اور [illegible] ایرج کی روانہ ہوا ایرج [illegible] واسطے بلیا کہ اسے [illegible] ہمارے سامنے [illegible] جب دیلم کو خلعت پہونچا تو [illegible] ایرج کی چلا تھا کہ دامن صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا اور آواز نعرے کی آئی کہ [illegible] کہان جاتا ہی نعرہ اسد [illegible] جنگ [illegible] دل شیر و جزم پلنگ [illegible] آ پہونچا [illegible] مردہ دل ہو گیا یہ سمجھ چکا تھا کہ اب بارگاہ لیجانا مشکل ہی مگر ناچار دل کو قوی کر کے [illegible] دے مین دامن کوہ مین شکار کے واسطے آیا تھا کہ دیوبل کو زخمی دیکھا اس سے [illegible] جاتا ہی ارے تیری کیا یہ قدرت ہوئی کہ تو بارگاہ چھینے اور ایرج تک پہونچا [illegible] چھوڑ دونگا دیلم پکارا کہ او دیوانے کیون واہیات بکتا ہی مین کیا تجھے پایہ کی کار [illegible] تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ نیرو زرہ جمشیدی کا مارا دیلم نے سر کو [illegible] کو کاٹکر سر پر پہنچا کہ خود و دبلہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتا ہوا تا [illegible] اتر گیا دوسری تلوار [illegible] بچایا مگر تلوار چھچھلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ اسے بھی نشانہ کیا دیلم سے [illegible] [illegible] کھینچنے کو [illegible] بچا اسد تلوار کھینچے ہوے اور زنگیون پر جا پڑا جو درمیان مین آ گئے تھے اور [illegible] زنگی قتل کیے کچھ بچکر دیلم کو لیکے نکل گئے اسد بارگاہ اپنے قبضے مین کر کے جانب [illegible] آیا تھا کہ تتق گرد وغبار بلند ہوا جب گرد قریب پہونچکر شق ہوئی غضنفر بن اسد [illegible] اسد کو سلام کیا اسد بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوا مگر غضنفر نے جو مقدمہ بارگاہ کا دریافت [illegible] کہ کسی مکر سے تو بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچا کچھ سوچکے چہرہ اپنا پریشان کیا [illegible] بیٹے کو اداس پایا گلے لگا کر پوچھا کہ ای فرزند سبب پریشانی کا کیا ہی عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار [illegible] [illegible] ابرہہ کی ملازم مالک مین ملکوت شاہ خزانہ زرنگو شیہ واسطے ایرج کے لیے جاتا [illegible] [illegible] ہونے کے اسیر نہین کیا یہ سبب میرے ملال کا ہی کہ مفت خزانہ ہاتھ سے جاتا ہی اسد [illegible] [illegible] دہ نہ ہو بارگاہ اپنے پاس رکھو مین ابھی جا کر خزانہ اس سے چھینے لاتا ہون اسد فریب [illegible] [illegible] خزانہ لینے روانہ ہوا جب اسد جا چکا غضنفر بارگاہ اپنے ساتھ لیے ہوے [illegible] کو روانہ ہوا [illegible] تمام سفر کر کے شیروان ابرہہ کی کو ڈھونڈھتا ہوا روانہ ہوا ایک شبانہ روز تلاش کی مگر کہین [illegible] لگا ناچار پھرا یہ خیال گذرا اس ناہنجار نے میرے ساتھ فریب کیا یقین ہی بارگاہ لیگیا ہوگا پھر کر [illegible] بارگاہ غضنفر کے سپرد کر گیا تھا دیکھا کہ نہ غضنفر ہی نہ بارگاہ ہاتھ پر ہاتھ مارا ہاتھ کی پیٹھ دانتو [illegible] [illegible] مالک [illegible] تاکہ دیکھی حرکت اس [illegible] مجھے فریب نہ کرتا اور مجھسے لیکر مین بارگاہ

طلب کرتا تو کیا مین نہ دیدیتا اسنے مجھسے دغا کیون کی خبر سمجھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور آکر نور الدہر سے حال بیان کیا
شاہزادہ خوب ہنسا کہا کہ بھئی تمہارا ہی لوٹا ہی الولد سرلابیہ اسد بولا بھائی صاحب مین نے کبھی اپنے باپ سے
دغا نہین کی کہا کہ یہ تمسے زیادہ ہوا وہ مثل ہی کہ چور سے گھر مور بیٹھا مگر یہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ دیو ل جا
زخمی پہونچا اور بیان کیا کہ دلیم شاطر زنگی نے بارگاہ چھینلی لندھور غضبناک ہوکر چلا تھا کہ دلیم کو ایرج کی بارگاہ
مین گھسکر مارونگا اور بارگاہ لاؤنگا تمام سردار لندھور کے ساتھ تلوارین پکڑ پکڑ کر اٹھکھڑے ہوئے تھے کہ
جوڑی ہرکارون کی پہونچی اور خبر دی کہ اسد دلیم کو زخمی کرکے بارگاہ لیگیا لندھور بولا اب مین جاکر کیا کرو
یہ تو پھر آیا ادھر ایرج منتظر بیٹھا تھا دیکھا کہ دلیم شاطر زنگی زخمی چلا آتا ہی پوچھا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے کیفیت
اسد کے آنے کی اور زخمی کرکے بارگاہ لیجانے کی بیان کی کہا کہ جاکر اس دیوانے کو مار کر ابھی بارگاہ مین لاؤنگا یہ کہکر
چاہتا تھا کہ سوار ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے اور بیان کیا کہ غضنفر بمکر بارگاہ اسد سے لیکر فرعونیہ
کو چلا گیا ایرج ہنسکر چپ ہو رہا مگر لندھور شوق قدمبوسی امیر مین کوچ بکوچ چلا جاتا تھا کہ کس طرح
اپنے آقا پاس پہونچون کہ درہ قرطاس کوہ پر پہونچا سامنے درے کے اترا خیمہ برپا ہوا چند عیارون کو خبر کیواسطے
بھیجا کہ جلد جاکر دریافت کرو کہ مالک اس درے کا کون ہی راستہ ہی یا نہین عیار گئے وہ پہر بعد آکر عرض کیا
کہ پیر و مرشد قرطاس مردم در سائیہ ہزار آدمی سے درے کو گھیرے ہوئے ہی اور کہتا ہی کہ ادھر سے مین کسی کو نہ
جانے دونگا لندھور کسی اور طرف سے فرعونیہ کو جاے یہ کلمہ سنکر لندھور برہم ہوا کہا کہ مین اسیطرف
سے جاؤنگا اور اسی وقت کوچ کرکے متصل درہ کوہ کے اترکر خیمہ برپا کروایا سنا قرطاس مردم درنے
کہ لندھور بارادۂ رزم و پیکار آتا ہی وہ بھی لشکر ساتھ لیکر درے سے باہر آیا بارگاہ استادہ کروا کر بیٹھا جام
شراب گردش مین آیا دو تین جام پیے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی بجا
ہرکارون نے خبر لندھور کو دی کہ قرطاس نے طبل جنگ بجوایا ہی لندھور نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے
یہان بھی کوس حربی آوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے
ہوئے تیرداران نے نکلکر نشیب و فراز برابر کیا سقون نے آبپاشی کی گرد ہٹائی جب میدان تیار ہوا نقیب
نہیب دہکر نکلگئے تھے کہ قرطاس مردم در میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل اپنا بڑھا کر اسکے مقابل ہوا اور کہا کہ ای قرطاس یہ کیا بات ہی کہ تو مجھسے لڑتا ہی اور راستہ میرا تو نے
روکا ہی مین فرقت مین اپنے آقا حمزۂ صاحبقران کے بیقرار ہون میرے تیرے کہان کی عداوت ہی قرطاس
نے جواب دیا کہ تو رفیق ہی حمزہ کا اور مین بندہ ہون خداوند فرعون شاہ کا حمزہ خداوند سے لڑنے گیا ہی مین
تجھے کب چھوڑتا ہون تو دشمن خداوند کا دوست ہی یہ سنکر لندھور کو نہایت غیظ آیا کہا معلوم ہوا حال تیرا کہ
تو کافر ہی اور دشمن ہی میرے آقا کا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر لا جو حربہ رکھتا ہو تا کہ حوصلہ دل مین نہ رہجاے
یہ سنکر قرطاس نے نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو اسکے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین نیزہ
قرطاس کا لندھور نے ہوائی کیا قرطاس نے غیظ مین آکر گرز گران سر اٹھایا اور خبردار کہکر لندھور پر مارا
لندھور نے گرز اسکا گرز پر روکا اور اپنا گرز ستر ہ سو من کا اٹھا کر جو مارا قرطاس نے بھی گرز اپنا بلند کیا لندھور
کے گرز کو روکا مگر لنگر نہ سنبھال سکا دونون ہاتھ تھرائے گرز چھوٹ پڑا سر پر گرا کہ گرز سر مین سر گردن مین گردن
سینے مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر کولون مین کولے گینڈے کی پشت مین گینڈا غرق زمین گرد اڑی اور قرطاس

سع مرکب پیوند زمین ہو گیا یہ حال دیکھکر فوج اُسکی لندھور پر دوڑ پڑی ادھر سے لندھور کے لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی لندھور نے ایک ایک ضرب گرز مین چار چار پانچ پانچ کو پیوند زمین کیا ایک پہر لڑائی رہی آخر فوج بے سر شکست کھا کر بھاگی لندھور مع فوج دربے کے اندر آیا مال و اسباب اپنے قبضے مین کیا بعد ازان فرعونیہ کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان داراب کشورکشا اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

که داراب و مالک اژدر دونون ہمراہ درہ گنجش کی طرف سے فرعونیہ کو روانہ ہوئے ہین جاسوسون کو حکم دیا ہے کہ حال راہ کا دریافت کر کے خبر دیا کرین اور منزل بمنزل کوچ مقام کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ برابر دربے کے اگر پہونچے خیمہ استادہ کروایا مگر دیکھا اس بیشے کو کہ درخت انواع اقسام کے لگے ہین گلہائے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین ہوا سرد چل رہی ہے درخت میوہ دار لا انتہا لگے ہین اور ہر درخت کے نیچے میوہ ڈھیر ہے اس کثرت سے کہ کوئی اُٹھانیوالا اُسکا نہین ہے نہرین پانی کی جاری ہین جانوران رنگارنگ خوش الحان درختون پر بیٹھے زمزمہ پرداز کر رہے ہین کہ آوازین اُنکی آسمان تک پہونچتی ہین اور صدائے ساز کا انداز ہے بہت جانورون کی آواز دف و دائرہ طبلا سارنگی کے موافق معلوم ہوتی ہے جنگل اسقدر ہے کہ گویا وہ مقام خطۂ کشمیر معلوم ہوتا ہے داراب و مالک نے اُس بیشے کو بہت پسند کیا فرحت حاصل ہوئی کہا کہ چند سے ہم یہان رہینگے عجب مقام ہے یہان فرما ہے ملازمون نے خیمے اُسی بیشے مین لا کر استادہ کیے معمول داراب کا ہے کہ شیخ کو شکار کھیلتا ہے رات کو [illegible] رنگ [illegible] رہتا ہے اسیطرح ایک ہفتہ وہان رہا جو جانور چار پایے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی آرام پایا بعد اسکے کوچ کیا اسی قدر داراب کا ایک ویرانے مین سے ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ دور سے کچھ لوگ نظر آئے معلوم ہوئے داراب دیکھکر مانند شیر غضبناک کے دوڑے اور پکارے کہ خبردار ادھر نہ آنا داراب گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا کہا کہ تم لوگ کون ہو جو مانع ہوتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم یہان ہین اسواسطے بیٹھے رہتے ہین کہ جو راہ بھولکر یہان آوے اُسے منع کرین اس راہ سے نہ جاوے داراب نے کہا اس راہ مین کیا کوئی آفت ہے اُنھون نے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر ایک اژدہا رہتا ہے کہ یہان تمام اُسنے ویرانہ کر دیا ہے آدمی تو کیا کہ وحش و طیور و جانوران درندہ [illegible] داراب نے پوچھا کہ مقام اُس اژدہے کے رہنے کا کہان ہے کہا کہ ایک درہ پہاڑ کا [illegible] اژدہا رہتا ہے اور جس وقت وہ سر نکالتا ہے اور دم کشی کرتا ہے تو یہان تک [illegible] چلے جاتے ہین یہ سنکر داراب نے کہا بس واہیات نہ بکو مین دور [illegible] کہ مغز اُسکا پریشان ہو جائیگا اور پوست کشی کر کے اپنے ہمراہ لیجا[illegible] اُن نے کہا کہ ای پہلوان زمانہ اس لاف و گزاف سے کیا حاصل جسوقت تو اُسے دیکھیگا زہرہ [illegible] زہر اُسی کا ہے کہ تمام درخت و سنگ سیاہ ہو رہے ہین اور جسوقت وہ کبھی دریا کا رُخ کرتا ہے [illegible] مارنے لگتا ہے داراب بولا کہ یہ سب مین نے سنا ہے مین ابھی جا کر اُسے مار ڈالونگا اور چاہا کہ [illegible] روانہ ہو کہ اُسی وقت مالک اژدر اور کشور شاہ پہونچے اور حال سے اژدہے کے خبردار ہوے [illegible] ہوسکے کہ ہرگز نہ جانا اس سے فائدہ اگر آپ نے اژدہے کو مارا داراب نے مالک سے [illegible] بھی سُن چکا ہون کہ صاحبقران نے کئی اژدہے مارے ہین مین بھی اگر اس اژدہے کو مار [illegible] صاحبقران سمجھونگا نہین تو دعوا صاحبقرانی میرا بیکار ہے یہ کہکر روانہ ہوا چلا اژدہے [illegible] نے جانا کہ عمر داراب کی ختم ہو گئی مگر داراب چلا جاتا ہے کوہ کی طرف کہ قریب [illegible] جا دیکھا کہ تمام سنگ و زمین گھستی [illegible]

معلوم کیا کہ اژدہا یہان پھرا چلا ہے کہ یکایک دور سے ایک غار دکھائی دیا کہ منھ اُسکا بہت کشادہ تھا بس گھوڑے
سے اُتر پڑا اور اُسکو کسی جگہ ہوتے نخل سے باندھ کر آپ غار کے قریب آکر نعرہ کیا لیکن کچھ آثار اژدہے کا
ظاہر نہوا دوسرا نعرہ کیا جب بھی وہ اژدہا نہ نکلا تب تیسرا نعرہ کیا بس اُسی غار مین سے ایک دھوان اُٹھا
زمین ہلنے لگی پہاڑ جنبش مین آگئے داراب سمجھا کہ اژدہا نکلتا ہے بعد ایک لمحہ کے سر اژدہے کا غار سے نکلا کہ منھ
سے قلاب آتشین چھوڑ رہا تھا آنکھین دونون سرخ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ساغر خون کے بھرے ہوے
رکھے ہین دو دانت مانند دانت فیل کے نکلے ہوے تھے کان بھی مانند کان ہاتھی کے تھے کبھی کانون کو مثل سپر کے
سر پر لاتا تھا کبھی بدن اپنا پھیلتا تھا غرضکہ وہ اژدہا مانند فیل جنگی کے نمایان ہوا دیکھا تو تمام جسم مین خار ہائے
مثل ساہی کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم مین نصب ہین اور راہ چلنے مین آواز چقا چاق کی بلند ہوتی تھی زمین کھدی
جاتی تھی آواز اُسکے خارون کے زمین پر کھینچنے کی کوسون جاتی تھی داراب نے یہ صورت اور ہیئت جو اژدہے
کی دیکھی درگاہ الہی مین دعا کی سر کو خاک پر ملا اور پکارا کہ یا خداوند آ سبحانہ تو توانا ہے ہر شے کو تو نے پیدا کیا ہے
اور زندہ رکھا ہے تو زندے کو مردہ کرتا ہے اور مردے کو زندہ کرتا ہے خوب رویا اور بلبلایا کہ مجھے تیری مدد درکار ہے
اور گھوڑے کو [illegible] باندھ کر اُسکی جانب چلا ہر چند فتاح کشوری عیار نے داراب کو منع کیا کہ بیہودہ [illegible]
اُسکی طرف نہ جایئے داراب نے نہ سُنا قدم اُسی طرف بڑھایا اور اتنا قریب گیا کہ بخوبی اژدہے کو دیکھا مین
پہونچکر زبان سے کمان ترکش سے تیر سہ پہلو کھینچکر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے ایک تیر بالائے ہوا مارا بعد اُسکے
کمان کو زہ کیا پہاڑ طرف کھینچی اور دوسرا تیر جو مثل تیر سے کے تھا کمان مین ملایا ایک قدم آگے بڑھا کہ قریب اژدہے
کے پہونچا اژدہے نے داراب کو دیکھا قلاب آتشین چھوڑنے لگا کوشش کی داراب جست کرکے دور ہٹ گیا پہاڑ کی
جلنے لگی جس جا شاک سوختہ ہو گئی مگر داراب تیر کمان مین پیوستہ کیے ہوے تھا آنکھ اژدہے کی تاک کر تیر مارا
کہ دونی آنکھ مین اژدہے کی سوفار تک غرق ہو گیا اژدہے نے سر اپنا دھنا داراب نے دوسرا تیر اُسکی دوسری
آنکھ پر مارا کہ وہ بھی سوفار تک پیوستہ ہو گیا اژدہے نے سر اپنا پتھر پر مارا کہ پاش پاش ہو گیا دنبالہ داراب
پہاڑ داراب جست کرکے پیچھے ہٹا اژدہا تڑپنے لگا مگر زہر اژدہے کا جو ہوا سے منتشر ہوا داراب کے دماغ مین
پہونچا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا جتنے آدمی داراب کے پیچھے آئے تھے وہ بھی مدہوش ہو گئے مگر یہان
کا حال سب اژدہے اور رفیقان داراب اور کشور شاہ دور کھڑے ہوے تھے دو تین بار داراب کے نعرے کی
آواز سُنی پھر داراب اژدہے کے پاس پہونچ گیا مگر بعد اُسکے جو دیر تک آواز نہ آئی اور فتاح کشوری
نے خبر کو گیا تھا وہ بھی نہ آیا تشویش ہوئی ہر چند لوگون سے کہا کہ جا کر خبر لاؤ کسی کا حوصلہ نہ پڑا اُسیوقت مالک اژدر
نے مرکب اپنا اُسی طرف جولان کیا اور داراب کی خبر کے واسطے چلا جاتے جاتے قریب شکستہ ور کے پہونچا
دیکھا کہ فتاح کشوری بیہوش پڑا ہے اور شاگرد اُسکے جو ہمراہ تھے وہ بھی بیہوش ہین اور آگے بڑھا چند قدم آیا ہوگا
کہ داراب کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ پاس ہی گرا ہے ہوش مین نہین ہے اور سامنے اژدہا مرا پڑا ہے سر اُسکا پھٹا
ہوا ہے عقل سے دریافت کیا کہ اژدہے کو داراب نے مارا اور اُسکے زہر سے خود بھی بیہوش ہوا ہے کشور شاہ
سے کہلا بھیجا عرصہ دراز جا کر کشور شاہ کو اپنے ہمراہ لایا لشکر کے حکیم آئے نبض دیکھکر زہر مہرہ وغیرہ منگوا کر کھلایا
اور داراب کو پلایا تھوڑی دیر مین داراب کو ہوش آیا مالک اژدر نے اس جرأت و ہمت کی بہت تعریف
داراب نے کہا کہ اب آپ اسکی پوست کشی کروایئے کہ ہم اپنے ساتھ لیجاینگے مالک نے اُسی وقت چار دن کو بلایا

پوست کشتی کروا [illegible] اے اور کہا کہ لوگ نیزون کے بدلے یہ خار لیے رہین بعد اُسکے داراب
نے تیاری سفر [illegible] لی اور وہانسے فرعونیہ کو روانہ ہوا اور بہت مشکل سے اس بیابان کو طے کیا خیمہ استادہ ہوا
کہ رات آرام سے [illegible] گرہین اگر وہان وہ دیدبان کہ لنشواط زنگی کی طرف سے بیٹھے تھے اُنھون نے جو دیکھا
کہ اژدہے کو اسنے [illegible] اور پوست کشتی کروا کے اپنے ساتھ لیے جاتا ہی جاکر تمام کیفیت لنشواط زنگی سے بیان کی اُسنے کہا
کہ کتنا لشکر اُسکے ساتھ ہی بیان کیا کہ چھ لاکھ سوار کی فوج ہمراہ ہی کہا دبیر سے کہ نامہ لکھو اس آب پرست کو کہ لشکر نے
اُسکے تمام علاقہ میرا پامال کیا ہی بہتر یہ ہی کہ نعلبندی اور راہ داری دیکر ادھر سے چلا جاے نہین تو مین بزور اُس سے
لونگا اس راستے سے جانا مشکل ہوگا زنگیان آدمخوار میرے ساتھ ہین لشکر کو ایذا پہونچا ئینگے دبیر نے یہ سنکر اُسی وقت
نامہ لکھکر تیار کیا لنشواط زنگی نے ایک عیار کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان صبح کا وقت ہی داراب نے اُٹھکر منھ ہاتھ
دھو کر کھانا کھایا ہی خیمے سے نکلکر چلنے کا ملک فرعونیہ کو ارادہ کیا ہی کہ سامنے سے ایک بگولہ نہایت تیز و تند معلوم ہوا
آن واحد مین قریب آکر شق ہوا اور ایک عیار گرد سے آلودہ خاک مین اٹا ہوا پہونچا نامہ سر سے نکالکر داراب
کو دیا پوچھا داراب نے کہ تو نامہ کسکا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین عیار ہون لنشواط زنگی کا اُسی کا نامہ لایا ہون
داراب نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا غضبناک ہوکر کہا کہ پکڑو اس عیار نابکار کو ناک کان اسکے
کاٹ کر [illegible] نامہ چاک کرکے گلے مین اسکے ڈالدو ملازمون نے موافق حکم کیا عیار باحال خراب سامنے
لنشواط زنگی کے پہنچا تمام حال بیان کیا لنشواط نے جو ناک کان اُسکے کٹے ہوے دیکھے بہت برہم ہوا حکم کیا
کہ [illegible] رہو مین اس آب پرست کو مارونگا تمام زنگی اُسی وقت مسلح و مکمل ہوے صبح کو لنشواط زنگی
[illegible] ادھر داراب نے بھی جسوقت عیار کے ناک کان کٹوا ے تھے اپنے لشکر کو بھی تیاری کا
[illegible] لشکر ہمراہ لیکر چلا ادھر سے لشکر داراب کا جاتا ہی اور اُس طرف سے
لشکر لنشو [illegible] اطہ ہوگئی لنشواط زنگی نے اپنے لوگون سے کہا کہ اگر مین میدان مین
جاؤنگا تو میرے مقابل [illegible] سے کوارا ہی آئیگا اور وہ نہایت زبردست ہی مین
اُس سے عہدہ برا نہو سکونگا [illegible] مین لوگ اُسکے ہیبت سے ہماری بھاگ جائینگے
وہ تمہارا ہ جائیگا ہرطرح پھر مار لینا اُسے [illegible] مین ایک مرتبہ
زنگیان آدمخوار نے یورش کیا آکر لشکر داراب [illegible] لک اژدر نے بھی تلوار
کھینچکر زنگیون کو قتل کرنے لگا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا [illegible] دشمن کو پکڑ پکڑ کر چیر چیر
ڈالتے ہین اور آب پرست بھی جو زبردست ہین زنگیون کو مار [illegible] مثل شیر ببر کے ہر طرف
دوڑتا ہی اُس کو مقابلہ نہین کرتا ادھر داراب زنگیون کو قتل کرتا [illegible] تلوار ماری دو ٹکڑے ہوگئے
کہ لنشواط زنگی سے اور داراب سے سامنا ہوا لنشواط نے [illegible] تلوار سے گرز کو مثل کدو کے
قلم کیا لنشواط نے تلوار ماری داراب نے تلوار اُسکی چھینلی اور [illegible] توڑ ڈالکر یا خدا اور یا آب پرست
کہکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر چاہا کہ [illegible] لنشواط پکارا الامان داراب بولا
بشرط ایمان اگر تو فرعون پر لعنت کرے اور آب پرستی [illegible] تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے
لعنت کی فرعون پر داراب نے اُسکے ہاتھ سے [illegible] داراب کے گرا دیا آب پرستی
اختیار کیا اور پکار کر اپنے زنگیون سے کہا کہ [illegible] کر دیں مین نے غلامی اس شہریار کی اختیار کیا

سب علیحدہ ہوئے لشواط نے رخصت طلب کی داراب نے اجازت دی لشواط مع لشکر اپنے شہر میں آیا تمام ملک کو
آئینہ بند کیا دعوت کی تیاری کر کے داراب کو لیگیا اور داراب تین روز وہاں رہا تمام شہر کو آفتاب پرست کیا
بعد اسکے لشواط زنگی سے کہا کہ اب میں ملک فرعونیہ کو حمزہ سے آزمائش کرنے کو جاتا ہوں اور مع فوج روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان ایرج کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ایرج کوچ کر کے فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا منزل بمنزل راہ طی کرتا ہوا جاتا تھا آتے آتے برابر ایک درہ کوہ کے
پہونچا وہاں خیمہ استادہ ہوا شاپور سے کہا جاکر خبر لاؤ کہ مالک اس درے کا کون ہے راستہ ہے یا نہیں شاپور دیکھے
خبر کے گیا اور حال دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ حاکم یہاں کا ہامان زحل پیشانی ہے اور فرعون پرست ہے تمام درہ
پہاڑ کا بند ہے اسقدر فوج اسکی پڑی ہوئی ہے اور پہاڑ کے اسکا قلعہ ہے قلعہ پر توپیں چڑھی ہیں کوئی قریب درے کے
نہیں جاسکتا ہے ایرج نے کہا اگر چاہا ہے اعظم نے تو میں اس قلعہ کو لونگا ہے تو ادھر ارادہ قلعہ گیری میں ہے مگر ہامان
زحل پیشانی تے شب ماہ تھی ادھر قلعہ کے فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر دیکھ رہا تھا کہ دور سے اسنے چراغ و مشعل
کی روشنی دیکھی دوربین سے جو دیکھا تو لشکر کا بڑا معلوم ہوا ہے کاردن سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے جاسوس
گئے ایک پہر کے بعد آکر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستوں کا ہے مالک اسکا ایرج نوجوان ہے اور صاحبقران
وقت ہے ارادہ اسکا ہے کہ قلعہ کو لے ہامان بولا کہ یہ آفتاب پرست نہایت زبردست ہے اس سے سامنا کرنا بہت
دشوار ہے اور یہ دشمن ہے میرا فرنگوشہ پر بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا ہے عیاروں کو اپنے بلا کر کہا کہ تم میں سے ہے
کوئی ایسا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو پکڑ لائے کہ میں اپنے بھائی الکمن بن لکنات زنگی کے خون کا عوض اس سے
لوں عنطر باد رفتار نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے میں جاکر اسے پکڑ لاؤنگا اور رخصت ہوکر روانہ ہوا پہر رات
گئی ہوگی کہ لشکر ایرج میں پہونچا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک خدمتگار کی بنا کر لشکر کو طے کرتا ہوا بارگاہ
ایرج پاس پہونچا دیکھا تو لوگ بہت ہوشیار ہیں نگہبان پاسبان سب جاگ رہے ہیں آپس میں باتیں کر رہے ہیں
کہ بھائیو بہت ہوشیار رہنا کیونکہ سامنا حریف کا ہے رات کو نہیں معلوم کیسی گذرے یہ رنگ دیکھکر ادھر سے پھرا
پشت خیمہ پر آیا دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوے چپیتی کھیل رہے ہیں اسنے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اڑائی کہ سب فراش
چھینکیں مار کر بیہوش ہوے عنطر باد رفتار قریب آیا قنات چاک کر کے جھانکنے لگا دیکھا کہ دو سپاہی پہرے پر
کھڑے ہیں دو خدمتگار چپ بیٹھے ہیں شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کہ دھواں اسکا منتشر ہوا خدمتگار سپاہی سب
بیہوش ہوے اب اندر خیمے کے آیا چادر عیاری ہلا کر روشنی گل کی بعد اسکے کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اسمیں بیہوشی
رکھکر قریب ایرج کے لایا جیسے ہی ادھر کی سانس لی تمام بیہوشی دماغ تک پہونچ گئی چھینک مار کر بیہوش ہوگیا
جلدی سے حلقہا سے کمند میں گرفتار کر کے چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لگا کر روانہ ہوا تمام لشکر کو طے کیا
طلایہ کی گشت سے گذرا ایسا کہ دروازہ قلعہ پر پہونچا دربانوں کو بیدار کیا انھوں نے دروازہ کھولا عنطر پشتارہ
بدوش اندر آیا سامنے ہامان کے رکھا ہامان کو رات بھر انتظار کرتے ہوئے گذری ہے کہ یکایک عنطر پشتارہ بدوش
پہونچا کہا کہ لیجیے دشمن آپ کا حاضر ہے ہامان نے کہا بلاؤ آہنگروں کو اسی وقت آہنگر حاضر ہوے عنطر کو خلعت بیش بہا
عنایت کیا اور آہنگروں سے کہا کہ اس آفتاب پرست کو اسیر غل و زنجیر کرو آہنگروں نے خوب قید گراں ڈالی
دوہری بیڑیاں دوہرا طوق دوہری ہتھکڑی اب عنطر سے کہا اسے ہوش میں لاؤ عنطر نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا
ایرج کی آنکھ کھلی بارگاہ عظیم نظر آئی متعجب ہوکر بطریق آفتاب پرستاں سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اور مجھے

لیس خطا پر بکار وا کر اسیر کیا ہی ہامان نے کہا او آفتاب پرست تو نے بھائی کو میرے الکن بن لکنات زنگی کو مارا ہی
مین بھی اسکے عوض مین قتل کرونگا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو غرض اُسی وقت جلاد کو بُلا لایا ہامان نے جلاد سے کہا کہ
قتل کر اسے جلاد نے چبوترہ ریگ کا تیار کیا اُسپر ایرج کو بٹھایا سیاہ خط گردن پر کھینچا پوچھا جو کہنا ہو کہہ لے جو کھانا ہو
کھا لے کہ وقت آخر تیرا قریب ہی ایرج نے جواب نہ دیا جلاد نے پھر پوچھا ایرج نے غصے سے کہا کہ تو اپنا کام کر میری
کوئی حاجت نہین ہی اُدھر ہامان نے کہا کہ قتل کر دیکھتا کیا ہی جلاد دو چکر مین گا اور منتظر ہی ہامان نے پھر جھلا کر کہا کہ
قتل نہین کرتا ہی دیر لگا رہا ہی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ اپنے حال زار پر زار زار رو رہا ہی کہ افسوس سب دل کی
حسرتین دل ہی مین رہین اسطرح قتل ہوتے ہین کہ کسی کو خبر نہین اُدھر جلاد تیسرے حکم کا منتظر ہی اور ہامان حکم دیا چاہتا
کہ ادھر دمنہ وزیر ہامان کا پہونچا جلاد کو منع کیا اور ہامان سے کہا آپ یہ کیا غضب کرتے ہین کہ اتنے بڑے سردار
کو قتل کروائے ڈالتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران وقت دیکھیے تو اُسکے لشکر مین کیسے کیسے سردار ہین
اگر یہ قتل ہو گیا قلعہ کو تہس نہس کر دینگے یہ شخص آفتاب پرستون کی جان و قوت ایمان ہی اسکا قتل کرنا مناسب
نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو قید کیجیے ہامان نے کہا اچھا لیجا کر زندانخانے مین اسے قید رکھو لوگ ایرج کو کشان
کشان زندانخانہ تاریک و تنگ مین لائے در بند کیا زندانبانون سے کہا خوب نگہبانی اسکی کرنا اب حال سنیے
لشکر ایرج کا کہ صبح کو بارگاہ ایرج مین غلغلہ ہوا کہ کوئی ایرج کو پکڑ لیگیا اُدھر مالک بن ملکوت شاہ تخت پر
آکر بیٹھا سردار دنگلون پر آ آکر بیٹھے جاتے ہین مالک کہ رہا ہی کہ آج کچھ خود بخود دم گھبراتا ہی کیا سبب ایرج نوجوان
ابھی تک بارگاہ مین نہین آیا یہی باتین تھین کہ رفیق ایرج کے گریان و نالان پہونچے مالک بن ملکوت شاہ نے
گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی جلد حال بیان کرو اُنھون نے کہا کہ ایرج نوجوان بستر خواب پر سے گم ہو گیا یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ غمگین ہو گیا اگرشا پور سے کہا کہ جاکر دریافت کرو کہ ایرج کو کون لیگیا شاپور اُسی وقت
بارگاہ مین آیا بستر اعیار کا لگا ہوا پایا پیچھے قنات بھی چاک دیکھی معلوم کیا کہ کوئی عیا [illegible] آکر مالک بن ملکوت شاہ
سے بیان کیا کہ کوئی عیار آکر چرا لیگیا ہی مگر مین اُسے پہچانتا نہین ہون حکم دیا کہ ا [illegible] باؤ اور اور عیارون پر
بھی تاکید کرو کہ دریافت کرین کہ ایرج نوجوان کہان ہی کیسے چرا لیگا ہی عیار [illegible] بدل کر چلے شاپور
شہر دل ایک صحرا مین جاکر سوچا کہ کس تدبیر سے جلد دریافت کرنا چاہیے خ [illegible] سوداگر بنکر چلنا چاہیے
اس سے بہتر تدبیر نہین ہی اور پشت قلعہ کی طرف سے چلنا اور مناسب [illegible] ریت کا اہل قلعہ کا نہو یہ
سوچکر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور کچھ [illegible] لیکر روانہ ہوا پشت قلعہ پر
پہونچا لوگون نے ہامان سے خبر کی کہ ایک سوداگر اس طرف سے جاتا [illegible] بلالو لوگ آئے اور شاپور سے
کہ صورت سوداگر کی بنا تھا کہا کہ بادشاہ ہمارا اُنکو طلب کرتا ہی جو [illegible] تمہارا آفت مین تو پھنسا ہوا ہی
ہمین بھی کیا عذاب مین ڈالیگا سامنے قلعہ کے اتنا بڑا لشکر اترا [illegible] ہی اور بادشاہ نے ہمارے سردار لشکر
کو کہ نام اُسکا ایرج ہی اور صاحبقران وقت ہی عیار سے [illegible] یا ہی اسباسی کا فیصلہ نہو گا کہیے کہ
جب تک سردار اُنکا قید مین ہی کہا اچھا چلو اور ہمراہ [illegible] اندر قلعہ کے آیا ہامان کو سلام کیا اُسنے پوچھا
نام تمہارا کیا ہی اور کہان سے آتے ہو دست بستہ عرض [illegible] دش ہی آتا ہون ملک فرنگ سے جہاز پر
مال و اسباب بہت لدا ہی مین کچھ آدمیون سے [illegible] نکلا تھا اسطرف بھی آ گیا کیسے آپنے کیون
رحمہ طلب فرمایا ہی ہامان نے کہا کہ کبھی کچھ اشیا [illegible] ہم بھی لینگے کہا بہت خوب ہامان نے

عنظر سے اشارہ کیا اُسنے کرسی لاکر بچھادی ہامان نے اشارہ کیا کہ بیٹھو مشکل فروش سلام کرکے بیٹھ گیا اور ایک
ڈبیا جیب سے نکالی کہ مخمل سُرخ سے منڈھی ہوئی تھی ہامان نے پوچھا اسمین کیا ہی عرض کیا کہ دو لعل بے بہا ہین اور
ڈبیا جو کھولی تمام وہ مقام روشن ہوگیا ہامان نے کہا قیمت انکی کیا ہی بس یہ سُنتے ہی سوداگر نے دونون لعلون کو
ڈبیا مین رکھکر اُسی طرح بند کرلیا ہامان نے کہا ابھی یہ کیا ہمنے قیمت پوچھی تمنے لعل بند کرلیے کہا حضور یون تو
بادشاہ مال دیکھکر خوش ہوتے ہین جب قیمت کہی جاتی ہی تو کوئی نہین لیتا اور ہزار النقص نکالتا ہی لوگون سے
کہے سُنے پہ پھیر دیتا ہی یہ سُنکر ہامان نے کہا تم جو قیمت کہوگے ہم وہی دینگے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری
ہم کسی کے کہے سُنے مین کیون آئینگے کیا نگاہ نہین رکھتے ہین سوداگر نے بادشاہ کو پکارکے دو کرور روپیہ قیمت کے
کہے اور ڈبیا آگے بڑھادی ہامان نے ارادہ کیا کہ اُٹھائے کہا پہلے روپیہ منگوا دیجیے پھر ڈبیا کو اُٹھائیے گا مگر نگاہ
شاپور شیر دل کی عنظر سے لڑی ہوئی ہی کہ یہ عیار ہی پہچان نہ لے اسی کے خوف سے بادشاہ کو بھی خریدیہ
پکار لیا ہی غرضکہ روپیہ لیکر قلعہ سے روانہ ہوا یہان بادشاہ نے ڈبیا کھولی عنظر نے کہا مین تو دیکھون ہامان نے
اُسے بھی دکھایا عنظر بغور دیکھکر چپ ہو رہا کہ ہامان کو پیاس لگی پانی مانگا خدمتگار نے گلاس آگے بڑھایا
ہامان نے ایک ہاتھ مین گلاس لیا وہ ہاتھ سے پھسلنے لگا چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے سنبھالون کہ دونون لعل
چھوٹ کر جام مین جاتے رہے ہامان نے جلدی سے اُنھین نکالا اب جو دیکھا تو پانی سرخ ہو رہا ہی اور
لعل سفید ڈلیان مصری کی معلوم ہوتی ہین کہا یہ کیا معرکہ ہی عنظر نے کہا کوئی عیار آپ کو فریب دیکر روپیہ
لیگیا یہ مصری ہی چاہے نوش کرکے دیکھ لیجیے بادشاہ نے زبان پر جو رکھا صاف مصری کا مزا معلوم ہوا
ہامان نے کہا معلوم ہوا کہ یہ عیار آفتاب پرستون کا خبر کیواسطے آیا تھا جبھی تھا میرے ملازمون سے کہا تھا کہ ہم نہین
آئینگے تم خود دشمنون مین گھرے ہوئے ہو اس فریب سے حال دریافت کرگیا مگر کیا پروا ہی اور عنظر سے کہا اب
انتظام رکھو کہ کوئی قلعہ مین نہ آئے ادھر شاپور شیر دل خبر دریافت کرکے روپیہ لیکر خدمت مین مالک
بن ملکوت شاہ کی آیا اور بیان کیا کہ زبدہ آفتاب پرستان اسی قلعہ مین قید ہی مالک بن ملکوت شاہ
نے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہو اُسی وقت کمر بندیان ہونے لگین ایک آن واحد مین لشکر تیار ہوگیا اب
حکم دیا مالک نے کہ قلعہ کا محاصرہ کرلو لشکر نے چہار طرف سے گھیر لیا ہامان نے فصیل در دروازے پر سے دوربین
لگا کر دیکھا لا انتہا لشکر نظر آیا ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے پکار کر کہا کہ اگر بہتری اپنی جان کی چاہتے ہو تو ایرج
نوجوان کو بھیجدو نہین تو تم سب مارے جاؤگے قلعہ ایک دم مین چھین جائیگا ادھر قلعہ پر سے جواب ملا کہ اگر تمنے
قلعہ یورش کرکے لیا تو ہم ایرج کو اُسی وقت قتل کرڈالینگے اور ایرج کو زیر دیوار بٹھالا اور پکار کر کہا کہ تم
آگے بڑھے اور ہمنے اسکا سر کاٹ کر پھینک دیا ناچار مالک بن ملکوت شاہ پھر کر داخل بارگاہ ہوا اور کہا
کہ یہ قلعہ بغیر شیوہ عیاری کے ہاتھ نہ آئیگا عیار فکر مین مصروف ہوئے مگر اتفاقات روزگار ایک بیٹی ہامان کی
کہ حُسن مین یکتائے زمانہ ہی اور نام اُسکا ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو ہی جس روز کہ لوگ ایرج کو زندانخانے مین
لائے تھے ملکہ اپنے قصر پر بیٹھی تھی کہ زندانخانہ زیر قصر واقع ہوا ہی اور نگاہ اسکی جمال بیمثال ایرج نوجوان پر
پڑی ہی ہزار جان سے دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہی ہر دم بھر مین نقشہ بدلگیا غم و الم سے میل عیش و سرور سے بگاڑ
ہر وقت یار کا خیال فرقت کا ملال کبھی اپنے اوپر نظر مان کرنا کہ غیر شخص غیر ملت کا اُس سے محبت کیسی دوستی
وہ شخص جسکا پدر ہا پو دشمن اگر اپنے باپ سے دشمنی لینا ہو تو اسکا عشق بیجا ہی غرضکہ اسی طرح سے

[illegible] پکڑے جب بہت بیقراری ہوئی یہ اشعار عشق آمیز زبان پر لائی غزل

[illegible] عدم کا ابھی منزل کے برابر
[illegible] سے ہوئی نہیں تاب رسائی
نالون کی کاوٹ بھی ہے قاتل کے برابر
آئے مرے مرنے کی خبر سنکے وہ خوش خوش
یہ آگ بری بھڑکی ہے ساحل کے برابر
جب ہجر مین لی سانس چھری چلگئی دل پر
دو چار بگولے جو ہین محمل کے برابر
ارمان سے آسان ہے گو دم کا نکلنا

کی آہ نے فرقت مین رسائی بھی نہ پیدا
ہے رشتۂ الفت بھی سلاسل کے برابر
الفت مین اسے گرگ بغل جانتے ہین ہم
ہے بزم عزا عیش کی محفل کے برابر
کیا دور ہے لیجائے اگر دشت دل اس طرح
کھنچتے ہین ہر دم خنجر قاتل کے برابر
پہلو رہے آباد جو اک درد محبت
لیکن یہ سہولت بھی ہے مشکل کے برابر

ہے راہ فنا کو بھی قاتل کے برابر
ہم اسکو سمجھتے کشش دل کے برابر
مشتاق شہادت کو کیے ڈالتی ہے ذبح
اب رشک مین دشمن ہے کوئی دل کے برابر
اک لاگ ہے آنکھ نے مرے دل کی لگی کو
سمجھے مرے دل کو جو کوئی دل کے برابر
بربادی مجنون کی خبر دیتے ہین شہابا
سمجھون مین جدائی مین تجھے دل کے برابر
اس اس طرح کے اشعار محبت خیز

عشق آمیز جو پڑھے بیتابی دل بڑھی ضبط نہ ہوسکا سوچی کہ کچھ تدبیر ایسی نکالنا چاہیے جس سے وہ شہریار بعالیوقار قید سے رہا ہو بس کچھ حلوا بیہوشی آمیز بکوایا اور اپنی دو چار رازدارون کو ساتھ لیکر دروازۂ زندان پر آئی زندانبانون کو حلوا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ملکہ نے دشمن کی گرفتاری کی منت مانی تھی کہ جس دن قیدخانہ دشمن سے آباد ہوگا تو مین زندانبانون کو حلوا کھلاؤنگی کہاری نے لیجا کر زندانبانون کو دیا انھون نے ہزارون دعائین دیکر کھا لیا ایک آن واحد مین بیہوش ہوگئے اب ملکہ مع اُنھیون دروازۂ زندان پر آئی سب کو چھوڑکر تنہا داخل ہوئی دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے کچھ فکر کر رہا ہے کہ اے ایرج برے پھنسے اب یہان سے چھوٹنا دشوار ہے کہ یکایک دروازہ زندان کا کھلا دیکھا ایرج نے کہ ایک نازنین حور تمثال شمع روشن ہاتھ مین لیے ہوئے آتی ہے کہ جسکے نور حسن کے آگے روشنی شمع کی کم معلوم ہوتی ہے پروانے شمع کو چھوڑکر اُسکے روے روشن کے گرد پھرتے ہین ایرج بھی اُسے دیکھکر فریفتہ ہوا لیکن وہ حوروش قریب ایرج کے آئی ایک ہاتھ مین کھانا تھا سامنے ایرج کے رکھدیا کہا کہ اے شہریار نوش فرمایئے آپ نے قید مین طعام لذیذ کئی روز سے نہ نوش کیا ہوگا ایرج اُسکی گفتگو سے بہت آمیز سے اور لینے لگا پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین بیٹی ہون ہامان کی ملکہ شورخ [illegible] میرا نام ہے جس روز سے کہ آپ کو دیکھا دل بیقرار تھا لاکھ ضبط کیا مگر کچھ کام نہ نکلا آخر بیتابی دل یہان تک لے آئی اور سو مین بھی لیتے آئی ہون کہ قید آپ کی کاٹ دون ایرج بہت ہنسا کہ ان نازک کلائیون کے زور سے [illegible] کہا کہ کچھ قید کاٹنے کی حاجت نہین ہے اور پکڑکر قید کو یا شیر آفتاب تابان کہکر جھٹکا مارا کہ قید کو توڑ ڈالا اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ اپنے قصر مین لائی دیکھا ایرج نے کہ قصر نہایت پُرتکلف ہے سب سامان عیش مہیا ہے ملکہ نے ایرج کو مسند پر بٹھایا لیکن رنگ [illegible] دمبدم متغیر ہوا جاتا ہے ایرج نے یہ کیفیت دیکھکر پوچھا کیون اے ملکہ کیا خوف ہے کس بات کا ڈر ہے کیون تمھارا چہرہ خود بخود پژمردہ ہوا جاتا ہے عرض کی اے شہریار باپ میرا آپ کا دشمن جانی ہے جسوقت اُسے خبر پہونچی یہان آکر مجھے اور آپ کو دونون قتل کریگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بقول شخصے بیت در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد + اے شہریار افسوس ہے کہ چند دن بھی عیش سے نہ بسر ہونگے ایرج نے جواب دیا کہ اے ملکہ تم کچھ اپنے دل مین خوف و ہراس نہ کرو کہو تو بارگاہ مین [illegible] اُسے باندھ لاؤن اُسکے سردارون کے ٹکڑے اُڑاؤن ملکہ نے کہا اے شہریار آپ تنہا ہین وہان لشکر کثیر آپ کیا کر سکتے ہین اگر آپ سے وہان جانے کا

ارادہ کیا مین اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی بہتر یہی ہی کہ یہ جو چند ساعت کی زندگی ہی اسے عیش و راحت سے بسر کیجیے
غم کو دل سے دور کیجیے یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے ایرج نے آنسو اُسکے پاک کیے اب جام شراب گردش مین آیا
باہم اختلاط ہونے لگا مگر وہان زندانبانون کو جو ہوش آیا دیکھا کہ قفل زندان ٹوٹا ہوا ہی اندر آکر جو دیکھا قیدی
کو نہ پایا روتے پیٹتے اپنے مالک کی خدمت مین آے دست ادب بستہ حیران و ترسان عرض کی کہ ای شہریار عجب
واردات ہی کہ آپ کے قلعہ مین کوئی قیدی کو چرا کر لیگیا ہامان زحل پیشانی پر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا کہا
جلد تلاش کرو جسکے یہان سے قیدی نکلیگا اُسکے گھر بار کو لٹا دونگا تمام قلعہ مین ڈھنڈھیا پڑ گئی ہر گھر مین عورتین
گھستی پھرتی ہین کہ یہان قیدی بادشاہ کا ہی دیکھو جو چھپائیگا سزاے معقول پائیگا ہر ایک پر خوف طاری ہی کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی ایک شور و غل قلعہ مین برپا ہی ایک مرتبہ دو ایک عورتین دوڑی ہوئی پاس ہامان کے آئین
عرض کی ای شہریار جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا بیان کرو تمھاری جان تمکو بخشی عرض کی ای شہریار
اور تو کچھ ہم نہین جانتے مگر قیدی آپ کی بیٹی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو کے ساتھ قصر مین بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری ہی
یہ سنکر ہامان کو نہایت غیظ آیا تلوار کھینچکر چلا کہ ابھی جاکر مار ڈالونگا اور ہمراہ اُن عورتون کے داخل محل ہوا دیکھا کہ ایرج
ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا مےخواری کر رہا ہی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین گلون مین ہاتھ پڑے ہوے ہین بس یہ دیکھکر آگ ہو گیا
جہان نظر مین تیرہ و تاریک ہو گیا نعرہ کیا او آفتاب پرست تو نے غضب کیا کہ ناموس مین میرے خلل انداز ہوا
بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور جھپٹکر تلوار ایرج پر ماری ملکہ تو سہم کر الگ ہو گئی ایرج نے بجرأت تمام آئی تلوار
ڈھال مین کر کے جھٹکی دی کہ تلوار سپٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھینلی ڈالکر خنجر مین ہاتھ یا نیر اعظم آفتاب تابان
کہکر کہہ مارا کہ سر سے بلند کر دیا سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا
چاہتا تھا کہ دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدون کہ اُسنے امان مانگی کہا بشرط ایمان اگر تو دین آفتاب پرستی اختیار کرے
تو مین چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون پر دین آپکا اختیار کیا ایرج اُسکے سینہ پر سے اُترا وہ ایرج
کے قدمون پر جھکا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ہمارے بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ کو بلاؤ ہامان
نے عرض کی بہت خوب اور وہان سے اُسی وقت اپنی بارگاہ مین آیا ایرج کو بھی ساتھ لایا حکم دیا کہ دروازے شہر
کے کھولدو جاکر مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کرو کہ ای شہریار اب آپ قلعہ مین بےخوف و خطر تشریف لائیے مین نے
غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی یہ سنکر اہل دربار بہت گھبراے کہ یہ کیا معاملہ ہی یا یہ دشمنی یا یہ دوستی
وہی عیار عنطر باد رفتار کہ ایک مرتبہ ایرج کو گرفتار کرکے لایا تھا خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی روانہ ہوا ادہر
مالک دربار مین شاپور سے کہہ رہا تھا کہ تم کچھ تدبیر نہین کرتے ہو زبدۂ آفتاب پرستان کیونکر رہا ہوگا شاپور
عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار مین کوشش سے غافل نہین ہون کہ سامنے سے چوبدار نے آکر عرض کی کہ عنطر باد رفتار
عیار ہامان زحل پیشانی کا حاضر ہی کہا بلاؤ عنطر اندر بارگاہ کے آیا سلام کیا دست ادب بستہ عرض کی کہ بادشاہ نے
ہمارے غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی اب آپ شوق سے قلعہ مین تشریف لیچلیے بادشاہ آپکے
دیدار کا نہایت مشتاق ہی یہ سنتے ہی آفتاب پرستون مین نہایت عید ہوئی اور مالک نے عنطر کو خلعت
اور تیاری کرکے روانہ ہوا اُدھر سے ہامان زحل پیشانی اور ایرج استقبال کو آے باعزاز و اکرام تمام
قلعہ کے لاے تخت پر بٹھایا خود ہامان کرسی پر بیٹھا دعوت کی تیاری کی تمام شہر بھر کو آفتاب پرست کیا غرض
دو روز تک خوب جشن رہا ناچ راگ رنگ کی صحبت رہی دوسرے روز ہامان نے عرض کیا کہ

شوخ نگاہ کج ابرو کو زبدۂ آفتاب پرستان کی کنیزی میں دیا مالک نے کہا ہمین منظور ہی اب مالک نے کہا
کہ تم تیاری کرو ہم قلعہ سے باہر جاتے ہین برات لیکر آئینگے یہ کہکر مالک قلعہ سے باہر آیا سامان شادی کا ہونے لگا
سہ پہر کے وقت ہامان نے مانجھا بھیجا ایرج مانجھا پہنکر بیٹھا اب تاریخ برات کی قارن منجم نے ٹھہرائی اب
جب تک دن برات کا آئے ایرج روز مانجھا پہنے ہوئے دربار مین آتا ہی تمام اہلیان دربار کی کلاہین نیچی رہین
ایک روز ایرج دربار سے اٹھکر اپنے خیمے کی طرف جاتا ہی بہزاد مرند دیلم شباط زنگی ہمراہ ہین کہ یکایک برق چمکی
کہ آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو دیکھا تو ایرج نہین ہی بہزاد دیلم نے کہا یا اللہ خیر کرے یہ کیا معرکہ ہی روتے
پیٹتے خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی آئے عرض کیا کہ ابھی ہم ساتھ ایرج نوجوان کے اُنکے خیمے کی طرف جاتے تھے
کہ ایک بجلی ایسی چمکی کہ آنکھین ہماری جھپک گئین پھر جو دیکھا تو زبدۂ آفتاب پرستان کو نہ پایا مالک نے اُسیوقت
قارن کو طلب کیا اور کہا کہ اگر یہ شادی راس نہتی تو تو نے کیون نہ آگاہ کیا دیکھو اسطرح زبدۂ آفتاب پرستان
غائب ہو گیا قارن نے عرض کی کہ مین نے پہلے علم نجوم مین دریافت کیا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ درمیان مین
کوئی افتاد پڑیگی لیکن انجام بخیر ہوگا مالک نے کہا پھر ایرج کب تک ظاہر ہوگا قارن نے کہا آج کے تیسرے روز
جو برات کا دن ہی آپ رسوم شادی کے مثل سانچق مہندی کے کیجیے برات کے روز زبدۂ آفتاب پرستان
آجائیگا انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سُنیے ایرج نوجوان کا کہ اسکو پنجہ اُٹھا کر لیگیا تھا ایرج بیچ ہوا بیہوش ہو گیا تھا
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ قصر پُر تکلف مین مسند پر ایک نازنین بیٹھی ہی اور زانو پر اسکے
سر اسکا ہی یہ دیکھکر ایرج نے پوچھا تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ عاشق ہون تیری نام میرا دل افروز جادو ہی
لیکن واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ ساحرہ بعد قتل شمشمش جادو فرعونیہ سے بھاگ کر آئی ہی اور اس صحرا مین بسنا
اختیار کیا ہی ایرج نے کہا مین ساحرہ کا وصل ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سُنکر اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو وصل نہ قبول کریگا
تو مین تجھکو مار ڈالونگی اور اگر دل میرا شاد کریگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور بناؤنگی ایرج نے کہا مین عورت کی مدد
نہین چاہتا ہر چند دل افروز جادو نے اصرار کیا ایرج نے نہ مانا اس ساحرہ نے ایرج کو ستون سے بندھوا دیا
اور سحر سے ہاتھ پاؤن ایرج کے بیکار کر دیے اور آپ چلی گئی ایرج ہر چند زور کرتا ہی لیکن جس رسی مین بندھا ہو
وہ نہین ٹوٹ سکتی دوسرے روز ساحرہ پھر آئی ساتھ اُسکے بہن اُسکی چشم افروز جادو بھی آئی اور ایرج کو دیکھکر
عاشق ہوئی کہا کہ بہن دل افروز یہ کون ہی اُسنے کہا یہ میرا گنہگار ہی چشم افروز نے کہا تمھارا گنہگار ہی تو ہمارا
دلدار ہی اسے ہمین دیدو اتنے مین دل افروز گھبرائی کہا کہ مین نے آپ کے لحاظ سے کہا کہ میرا گنہگار ہی ورنہ مین تو خود
عاشق ہو کر اسے لائی ہون چشم افروز نے کہا او تحیہ تو نے مجھسے چھپایا کیون تھا اب یہی تیری سزا ہی کہ اسے تجھسے
چھین لیجاؤن دل افروز نے کہا جب تک میرے دم مین دم ہی اُسوقت تک کوئی نہین لیجا سکتا بس خیر اسی مین ہی
کہ یہان سے چلی جاؤ تم بڑی ہو مین نے تمھارا بہت لحاظ کیا ورنہ سحر و ساحری مین تم سے کسی طرح کم نہین ہون یہ سُنکر
چشم افروز نے کہا تو تجھے اپنے سحر پر بڑا ناز ہی اب تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سُنکر دل افروز جادو جلی ہوئی تو تھی ہی جلد
ایک گولہ جھولی سے نکالکر کھینچ مارا چشم افروز نے دستک دی کہ آنکھین دل افروز کی جھپک گئین لیکن اب جو
دل افروز نے آنکھ کھولکر دیکھا تو چشم افروز زمین پر تڑپ رہی ہی گولہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا ہی یہ وہ مارا کھسکر
پاٹی تھی کہ سر پر برق چمکی اور دل افروز کے دو ٹکڑے ہوئے اور چشم افروز نعرہ کر کے آسمان پر سے زمین پر آگئی
اب دیکھا ایرج نے اُس باغ مین آگ لگ گئی دھڑ دھڑ جلنے لگا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا وہ قصر بھی غائب

ستون بھی نہ دار و اب جو روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود حیف جان ندادیم و بہ مطلب نرسیدیم
ایرج نے اپنے کو ایک صحرا میں پایا اور چشم افروز کو سامنے دیکھا کہا کہ ارے تو بڑی ظالم ہے کہ اپنی بہن کو تو نے
مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ او ظالم تیرے ہی محبت میں یہ سب کچھ ہوا اب شرط محبت یہ ہے کہ مجھسے وصل قبول کر
ایرج نے کہا تو ساحرہ ہے یہ ہرگز نہ ہوگا یہان تو یہ رد و قدح ہے کہ یکایک دو بچے پیدا ہوے ایک نے گلا چشم افروز کا
پکڑا دوسرے نے کمربند ایرج کا تھاما اور اُٹھائے لیے چلا گیا اب جو آنکھ ایرج کی کھلی اپنے کو ایک صحرا میں دیکھا
کہ کھڑا ہوا ہون سامنے ایک دیو ہے دیو پکارا او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ معشوقہ کو میری مار ڈالا مین نے
چشم افروز کو نوکھا لیا لیکن تیرے باعث سے وہ ماری گئی تجھے زندہ نچھوڑونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہو سکے
قصور نہ کر دیو نے ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھا لون ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منھ زمین پر آیا ایرج
پشت پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور گھونسے مارنا شروع کیے کہ دیو کو بولا دیا توبہ توبہ کرنے لگا ایرج نے کہا مجھکو
قریب قلعہ ماہانیہ کے پہونچا دے تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا اچھا غرضکہ دیو ایرج کو لیکر اُڑ کر طرف قلعہ ماہانیہ
کے روانہ ہوا یہان مالک بن ملکوت شاہ نے اس خبر کو ایرج کے غائب ہونے کی چھپایا اور رسوم شادی
ادا کیے یہان تک کہ دن برات کا ہوا چراغان کی تیاری ہوئی ایک بارگاہ نہایت آراستہ کی گئی قلعہ تک
بارگاہ سے دو رستہ ٹھاٹھ بندی ہوئی درخت صحرا کے تمامی سے منڈھے گئے یہانتک کہ رات ہوئی اب
سب تیاری ہو چکی ہے اور مسند خالی ہے دولہا کا پتا نہین مالک قارن قہرمین پر خفا ہو رہا ہے کہ اسوقت تک
زبدۂ آفتاب پرستان نہ آیا مین نے خبر بھی ظاہر نہ ہونے دی شاپور نے ایک سردار کو بشکل ایرج بنا دیا تھا
کہ وہ دنگل پر ایرج کے بیٹھا رہتا تھا یہی گفتگو تھی کہ شاپور شیر دل انتظام کرتا پھرتا تھا درختون مین صحرا کے
روشنی کروا تا پھرتا تھا کہ دیکھا اسنے کہ یکایک ہوا ے تند چلی کہ تمام چراغ گل ہو گئے اور ایک پہاڑ زمین پر آرہا
اسنے فتیلہ عیاری روشن کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو ہے اور زبدۂ آفتاب پرستان پشت پر اُسکی
سوار ہے ایرج پشت سے زمین پر آیا دیو کو چھوڑ دیا شاپور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ اے شہریار آپ کیے لیے
سب پریشان تھے جلد چلیے ایرج ساتھ شاپور کے چلا لیکن ہوا سے جو چراغ گل ہو گئے تھے سب یہ سمجھے تھے
کہ شاید آندھی آئی ہے مالک بن ملکوت شاہ مع جملہ سرداران نامی بارگاہ سے نکلا تھا کہ عیارون نے
بڑھکر خبر دی کہ زبدۂ آفتاب پرستان دیو پر سوار آیا اُسی کے پرون کی ہوا سے چراغ گل ہو گئے تھے
یہ بھی شوق مین طرف صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہے شاپور ہمراہ مگر وہ دیو جو ایرج کو پہونچا کر پھرا
دل مین سوچا کہ اب عیش سے راست چکا دل افروز جادو ماری گئی زندگی تیری اگلی عبث ہے تو نے اس آدمزاد
کو کیون چھوڑ دیا یہ سوچکر پلٹا اور قریب ایرج کے آیا ایرج نے صدا ے قدم جونہی پلٹ کر دیکھا کہ وہی دیو
اژدہا پشت ہنگ پکڑے ہوے چلا آتا ہے ایرج سپر ابدلکر سامنے آیا دیو نے کہا کیا تو زندہ بچکر جائیگا یہ کہکر
اژدہا مارا ایرج نے سپر ابدلکر خالی دیا اژدہا زمین پر گرا خاک مین در آیا مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ یہ تماشا
کھڑے دیکھ رہے تھے ایرج بازو سے دیو کے لپٹ گیا یا امیر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا دیا کہ شانے سے
ہاتھ اُکھڑ آیا دیو بلبلا گیا زمین پر تڑپنے لگا ایرج نے چھاتی پر چڑھ کے دھڑ سے سر کھینچکر پھینک دیا دیو
تڑپ تڑپ کر مرگیا مالک بن ملکوت شاہ ایرج پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا
ایرج شاد ہو کر خلعت پہنکر مسند پر آ کر بیٹھا اب مالک بن ملکوت شاہ اور جملہ سرداران

کہا ای شہریار آپ کہان تھے اور یہ دیو کون تھا ایرج نے سب کیفیت بیان کی سب سردارون نے عرض کی کہ
بیر اعظم نے آپ کو بچایا غرضکہ ناچ ہونے لگا رات بھر ناچ رہا نازنینان مہ جبین طوائفین خوب ناچین گائین
صبح کو برات قلعہ مین گئی ایرج اندر محل کے داخل ہوا سب سردار براتی بنے ہوئے لباس پرتکلف پہنے ہوے
آکر بیٹھے پھر ناچ شروع ہوا ایک نازنین یہ غزل گانے لگی

غزل

ٹلگیا وہ وقت بات اور بیمروت رہگئی
اشک چشم و سوز دل مین لاگ ہی ابتک وہی
کیون کیا شکوہ کسی کا یہ شکایت رہگئی
زندگی بھر پھر نہ دنیا مین کہین کا وہ رہا
کیا کہین آمادہ ہو ہو کر طبیعت رہگئی
غم کے اسکی آجتک ہی دل مین عاشق کے جگہ
ایکدن کیسا یان برسون قیامت رہگئی
دید کی حسرت وہ یون نکلے نظر آئی نہ دے
شکر ہی بات اپنی ای ضبط محبت رہگئی
وائے ناکامی نہ قاتل نے لگایا ایک ہاتھ
کون سی جان آرزو تیری بخافت رہگئی

کٹ گئے ایام فرقت دل کی وحشت رہگئی
عشق کا جھگڑا چکا انمین عداوت رہگئی
طول مین روز جدائی روز محشر بنگیا
جسکے دل مین کچھ دنون تیری محبت رہگئی
ناز سے جھگڑا چلا ہی کیا کوئی محشر خرام
ترک الفت ہوکے بھی باقی مروت رہگئی
مجھکو کیون ظاہر نہین ہوتی جدائی کی سحر
ایک مدت آنکھ مین جو بیمروت رہگئی
تیغ اٹھائے غیظ مین وہ قتل عاشق کو چلے
دل کی بس دل ہی مین ای شوق شہادت رہگئی

وقت آخر تو نہ آیا دل کو حسرت رہگئی
اک بلا سر سے ٹلی اپنے اک آفت رہگئی
تیرے یاد دینے کا ہم کرچکے شکر ای زبان
جب مرے گھر آئے برسون شام فرقت رہگئی
بے طلب جانے سے بزم یار مین پہنچے ولے
کیا ہوا کیون نزلے مین آکے تربت رہگئی
فیصلہ وہ میرے انکے داد اور بیداد کا
آگئے شاید میری شام فرقت رہگئی
جان گھٹ گھٹ کر اگر نکلی تو پھر کیا اسکا غم
جب کمر لچکی ارے کہکر نزاکت رہگئی
اسکے کوچے سے نہ اٹھنے کی تھی یہ بھی ایک بات

اس طرح وہ نازنین اس غزل کو گائی کہ سمان بندھ گیا ادھر محل مین رسوم
ادا ہوئے دولہا دلہن کو گود مین لایا سکھپال مین بٹھایا آپ باہر آیا مبارکباد گائی گئی طائفون کو انعام و اکرام
برات قلعہ سے باہر آئی جب چوتھی چالے سب ہو گئے ایک روز ہامان زحل پیشانی بھی بارگاہ مین ہی کہ ایرج نے
کہا اب جلد ملک فرعونیہ پر اپنی آزمائش کے لیے چلنا چاہیے کل ہمارا کوچ ہو یہ سنکر ہامان نے آہ سرد کھینچی اور
آنکھون مین آنسو بھر لایا ایرج نے کہا ای ہامان یہ تمنے آہ کیون کھینچی آبدیدہ کیون ہوئے آخر کیا صدمہ ہی تحقیق
اسنے کہا ای صاحبقران زمان وای زبدۂ آفتاب پرستان یہانسے دو منزل پر ایک قلعہ ہی کہ اُسے
پروین حصار کہتے ہین وہان ایک زنگی آدمخوار رہتا ہی کہ اُسنے تمام قلعہ کو اور نواح کو خراب کیا ہی وہ اکثر
ادھر کو بھی رخ کرتا ہی تو یہان کے لوگ بھاگ جاتے ہین اور مین بھی چھپتا پھرتا ہون قریب ہوتا ہی کہ مارے ڈر کے
کے جان نکلجائے سبب آہ کا یہ ہی کہ اب آپ یہانسے چلے جائینگے مین اُسی بلا مین گرفتار رہونگا ایرج نے
کہا کہ پروین حصار مین وہ زنگی رہتا ہی ہامان نے کہا نہین بلکہ اُسکے قریب ایک غار ہی اُسمین وہ رہتا ہی
اور پروین حصار کے لوگون کو تو کھا کر تمام کردیا وہ شہر ویران پڑا ہی ہمارے یہان سے ایک آدمی روز
اُسکے کھانے کے واسطے جاتا تھا اب جبسے آپ تشریف لائے ہین مین نے کوئی آدمی اُسکے واسطے نہین بھیجا دیکھیے
اب وہ کیا آفت برپا کرتا ہی ایرج نے کہا تم خاطر جمع رکھو بہت بغیر اُسے سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا اور تلوار
ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا ہامان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی آدمی نہین ہی بلکہ کوئی بلا ہی آپ تشریف لیجائینگے
ہمپر جو بلا آئیگی جھیلینگے ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون اگر تمام عالم پر غالب نہ ہوا تو صاحبقران کیسا
سنا ہی مین نے کہ حمزہ نے بہت سی بلائین دفع کی ہین راہ مین اکثر اژدہون کو مارا قسم ہی بیر اعظم کی بغیر اُسکو
سزا دیے نہ رہونگا جب ہامان نے ایرج کو ایسا آمادہ پایا کہا مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون

ایرج نے کہا تمہاری کچھ حاجت نہین ہے یہ کہکر تنہا روانہ ہوا ہر چند اور سرداروں نے مثل دیلم شاطر زنگی و بہزاد و فرید وغیرہ کے کہا کہ ہم ساتھ چلینگے لیکن ایرج نے سب کو منع کیا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے لیکن تمام بیابان کو طی کرکے جب ایرج قریب اُس قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ پروین حصار نہایت مضبوط ہے اور سامنے پہاڑ ہے بہت بلند سر بفلک کشیدہ اور راہ پہاڑ کی پیچ در پیچ ہے درہ کوہ سے نکلا ایک صحرا ہے اور نیچے پہاڑ کے ایک غار ہے مگر بہت عمیق ایرج نے اُس غار کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او زنگی سیاہ رو مردم آزار نکل غار سے بمجرد نعرہ کرنے کے ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل کہ غول اُسکو دیکھے تو راہ گم رہے گویا خدا تعالےٰ نے دود دوزخ سے اُسے خلق کیا تھا دو دانت اُسکے مانند گراز کے باہر نکلے ہوئے قد مانند مینار بلند کے دیو اُس سے ترسان تھے اور تمام لوگ اُس نواح کے جو اُسکے کھانے سے بچے تھے مطیع و فرمانبردار تھے انواع اقسام کے کھانے رنگ رنگ کی شراب و کباب میوہ و نقل اُسے بھیجتے تھے اور ہر مہینے میں دو کنیزین اُسکے لیے بھیجتے تھے گویا خراج گذارتے تھے القصہ آواز ایرج کے نعرے کی سُنکر حربے کی جگہ استخوان ماہی ہاتھ مین لیے ہوے نکلا سامنے آیا پکارا تو کون ہے ایرج نے کہا مین صاحبقران زمان ایرج نوجوان تمام زنگیاں کو مین نے زیر کیا ہے دیلم شاطر زنگی میرا غلام حلقہ بگوش ہے آ میری اطاعت اختیار کر یہ مردم آزاری موقوف کر یہ سُنکر وہ بہت برہم ہوا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہانسے ایک گول پتھر اُٹھا کر ڈھلکایا جب وہ سنگ گران قریب ایرج کے پہونچا ایرج نے اُسے ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینک دیا کہ سنگ اُسنے پھینکے کچھ نہ ہوا ایرج نے سب رد کیے اب وہ زنگی وہی استخوان ماہی اُٹھا کر دوڑا اور قریب آکر وار کیا ایرج نے گرز مارا کہ استخوان کے ٹکڑے ہو گئے کسی قدر جو اُسکے ہاتھ مین باقی رہے وہ بھی اُسنے ایرج پر کھینچ مارے ایرج نے اُسے خالی دیا اور گرز اپنا بقوت تمام اُس زنگی پر مارا اُس بیوقوف نے سر پر روکا گرز جو سر پر پڑا مغز اُسکا پارہ پارہ ہو گیا خون ناک کان سے مانند فوارے کے جاری ہوا چرخ کھا کر زمین پر گرا ایرج نے جلدی سے سر اُسکا کاٹ لیا اور دیدبانوں کی طرف پھینکدیا آپ قلعہ پروین حصار مین داخل ہوا ہرکاروں سے کہا جاکر لاؤ ہامان دربندی کو اور ہمارے سرداروں کو ہامان یہ خبر سُنکر دوڑا ملک بن ملکوت شاہ ایرج کے لیے دعائین کر رہا تھا یہ خبر سُنی خوش ہو کر دوڑا ایرج نے لاشہ اُس زنگی کا دکھایا ہامان گرد پھرا تصدق ہوا دست بستہ عرض کیا کہ آپ نے وہ کارنمایان کیا کہ اس نواح والوں کی جان بچائی ایرج نے کہا اے ہامان آباد کرو اس شہر کو اُسنے عرض کیا ایسا ہی ہوگا اور مال و اسباب قلعہ کا اپنے قبضے مین کیا چند روز وہان استقامت کی ہر دیدبانوں نے جاکر تمام کیفیت گرد و نواح بیان کی کہ وہ بلا کثیر سے ایرج صاحبقران نے دفع کی اب وہ قلعہ پروین حصار مین موجود ہے سب رئیس قصبوں اور قریوں کے جمع ہوے اور صلاح کی کہ چلکر قاتل زنگی کو دیکھا چاہیے کہ وہ بہادر کیسا ہے تحفہ وہانکے عنبر و زعفران اور کپڑا اسب قسم کا تھا لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوے اور نذرین دیے اور شکر یہ بجا لائے کہ آپ نے اس بلا سے نجات دی ایرج نے اُن سب کو آفتاب پرست ہونے کی ترغیب دی وہ سب آفتاب پرست ہوئے تمام علاقے کا مالک ہامان کو کیا وہان سے پھر دربند ہامانیہ مین آئے یہان بھی دو چار روز رہکر فرغونیہ کو روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین	

کہ شاہزادہ غلہ بہت سا فراہم کرکے اور بجا بجا علم جدا ہو چکا تھا کہ غلہ جمع کرکے فرغونیہ کو بھیجو آپ روانہ ہوا

کو فوج متصل درۂ قلماق کوہ کے پہونچا ہرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا وہ جا کر خبر لائے کہ حاکم اس
درے کا بدر بن زلازل حبشی ہے خود تو بدر دفرعون کو مقابلہ حمزۂ صاحبقران گیا ہے دو سردار اُسکی طرف سے
حاکم ہیں کہ نام ایک کا سرخاب آہن کلاہ اور دوسرے کا مقاتل زرین کمر ہے فرمایا خیر سمجھا جائیگا اہراس زنگی
واخراس زنگی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم جاکر لڑیں اور اس درے پر قبضہ کریں فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ
یہ دونوں ساٹھ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوئے درے کے سامنے پہونچکر خیمہ استادہ کیا ہرکاروں نے
خبر سرخاب و مقاتل کو پہونچائی کہ نورالدہر لشکر بے پایان اور فوج فراوان لیے ہوئے آیا ہے کوئی دن میں لشکر
لشکر اُسکا ہم چاہتا ہے کہ ادھر سے ملک فرعونیہ کو جاوے یہ سنکر یہ دونوں کہنے لگے کہ ہم ادھر سے ملک فرعونیہ
کو نہ جانے دینگے کہ اتنے میں خبر پہونچی کہ نورالدہر تو وہیں ہے آگے نہیں بڑھا مگر دو رفیق اُسکے اہراس و
اخراس زنگی فوج لیکر درے پر آئے ہیں یہ سنکر یہ دونوں مسلح و مکمل لشکر لیکر درے سے باہر نکلے اور
طبل جنگی بجوایا ادھر اہراس و اخراس نے خبر سنکر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدیگر
صف آرا ہوئے سرخاب و مقاتل دونوں میدان میں آئے اور مبارز طلب کیے اہراس سرخاب
کے مقابل ہوا اور اخراس مقاتل کے سامنے آیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی گرز و نیزے سے مطلب
نہ حاصل ہوا سرخاب نے تلوار ماری اہراس نے رد کی اپنا وار کیا اُسنے بھی رد کیا سرخاب نے
دوسری تلوار ماری گھوڑے نے اہراس کے سکندری کھائی تیغ سر پر پہونچا کہ تا دو ابرو اُتر گیا اہراس
چاہتا تھا کہ دستانہ مارے کہ سرخاب نے جھٹکا دیا تا جگر گاہ تلوار اُتر گئی اہراس شہید ہوا اُدھر
اخراس مقاتل سے لڑ رہا تھا کہ دیکھا بھائی مارا گیا بس جہان آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا ہاے بھائی
کہکر طرف سرخاب کے جھپٹا کہ پہلے تجھے ماروں تو اس سے لڑونگا اور جھپٹ کر تلوار سرخاب پر ماری
اُسنے سپر پر رد کی لیکن پشت سے مقاتل نے آکر تلوار ماری کہ سر اخراس کے کٹ گیا یہ بھی شہید ہوا
فوج انکی دوڑ پڑی ادھر سے سرخاب و مقاتل کا لشکر بھی آ پڑا لگی تلوار چلنے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر فوج
بے سردار کہاں لڑ سکتی ہے آخر اپنے سرداروں کی لاشیں لیکر بھاگے اور خدمت میں شاہزادہ نورالدہر کے حاضر ہو
اور تمام حال اُنکے مارے جانے کا بیان کیا شاہزادے کو کمال صدمہ ہوا جنازے کی اُنکے نماز پڑھی اور
وہیں دفن کروایا اور فرمایا کہ اس درے کا لینا جملہ واجبات سے ہے گر جو یورش کرونگا تو درہ کوہ پر توپیں
چڑھی ہوئی ہیں لوگ مارے جائینگے مگر حملہ تو کرونگا نہیں مگر بہ تدبیر لونگا درے پر قبضہ کرنا ضرور ہے کہ اسد
بن کرب غازی نے چپکے سے کان میں کہا کہ بھائی صاحب آپ سامنے درے کے اُترے ہیں اور طرف
جاکر داخل قلعہ ہوتا ہوں ہرکاروں کو حکم دیدیجیے کہ خبر رکھیں جسوقت آواز میرے بوق کی قلعے سے آئے
اُسوقت آپ یہاں سے یورش کیجیے گا پھر گولا کوئی کچھ نہ چل سکیگا درہ پہاڑ کا مع قلعہ ہاتھ آجائیگا یہ کہکر اُدھر
اپنے رفیقوں کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا صبح کو شاہزادہ نورالدہر طرف درے کے کوچ کر کے سامنے قلعے کے
آکر اُترا ادھر سے سرخاب و مقاتل نے درے پر اور توپیں چڑھوا دیں کہ ہم اس نبیرۂ حمزہ کا سامنا نہیں
کر سکتے مگر ادھر سے جانے بھی نہ دینگے القصہ اسد بن کرب غازی اپنے رفیقوں سمیت کئی منزل
اُس طرف قلعے سے نکل گیا اور صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی قافلہ درست کر کے دوسرے دروازے
کی طرف آیا یہاں سے لوگوں نے پکار کر کہا کہ خبردار اس طرف نہ آنا اور ایک آدھ گولہ داغا اسد گولے کی زد

ہٹ آیا اور ایک عرضی لکھکر ضرغام شیر دل کو دی کہ اسے لیجاکر سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر کو
دو اور جواب اسکا لاؤ ضرغام عرضی لیکر روانہ ہوا اور رومال ہلاتا دروازہ قلعہ پر پہونچا اور پکار کر کہا کہ
عرضی خواجہ بازرگان کی لایا ہون کہ دونون مالکان قلعہ کو دون لوگون نے شہر قلماق سے چاہا کہ ضرغام کو
پکڑ لیین اور بیحرمت کرین ضرغام نے کہا صاحبو مین ایلچی ہون میرے بیحرمت کرنے سے کیا حاصل خواجہ بازرگان
کی عرضی لایا ہون چاہیے کہ تم جاکر حال میرا سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر سے بیان کرو اگر مجھے طلب کرین
پہنا نہین واپس جاؤن یہ کہکر دس بیس انگوٹھیان نکالکر ان لوگون کو دین خوب چلتے یار بنایا کہ ان لوگون نے
کہا تم یہین ٹھہرو ہم تمھاری اطلاع کرتے ہین اور ایک جمعدار پیادہ نکل گیا اور خدمت مین سرخاب و مقاتل کے
حال بیان کیا وہ حال اس عرضی کا سنکر جمعدار پر خفا ہوا کہا کہ مین نے تجھے غنیم کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا
یا سوداگرون کے روکنے کو کہا تھا جلد جاکر اس شخص کو مع عرضی کے حاضر خدمت کرو وہ گیا اور بارگاہ مین لایا ضرغام
نے سلام کیا عرضی گذرانی سرخاب و مقاتل نے پوچھا کہ تو کون ہے کسنے تجھے یہان بھیجا ہے کسکی عرضی لایا ہے کہا کہ
خواجہ بازرگان نے یہ عرضی بھیجی ہے مین خواجہ کا نوکر ہون سرخاب و مقاتل نے وہ عرضی دبیر سے پڑھوائی اسمین
تحریر تھا کہ ای شاہان قلماق کوہ مین خواجہ بازرگان ہون بہت اسباب نفیس و اشیاے لطیف ہر شہر و دیار سے
لیکر آیا ہون جاتا ہون شہر فرعونیہ کو کہ یہ اسباب لیجاکر لقا اور فرعون شاہ کی خدمت مین گذرانون باختر سے
آتا تھا سنا مین نے کہ نورالدہر لشکر لیے ہوے درے پر اترا ہے مین اسکے خوف سے اور راستے سے آیا ہون
آپ سے امیدوار ہون کہ قلعہ مین مجھکو آنے دیجیے جو اسباب کہ آپکو درکار ہو آپ لین باقی لیکر شہر فرعونیہ
کو چلا جاؤن عرضی پڑھتے ہی ضرغام شیر دل سے کہا کہ جلد جاکر تو اس سوداگر کو لا اور سیمان راہ دار سے کہا
کہ تو ہمراہ جا اچھی طرح سے امتحان اسکے لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہو قافلہ باشی پاس آیا کہا کہ راہداری دیجیے
تو چلیے سات ہزار روپیہ راہداری کے لیے سوداگرون کو ساتھ لیکر مع قافلے شہر قلماق کوہ مین داخل ہوا کاروانسرا
مین قافلہ اترا سیمان نے جاکر دونون بادشاہون سے کہا کہ سوداگر کاروان سرا مین داخل ہوے کہا صبح کو
ہمارے پاس لانا کہا بہت اچھا جب صبح ہوئی اسد اور فتاح پلنگینہ پوش لباس سوداگری پہنکر کشتیان نذر کی
ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے سلام کیا کشتیان نذر کی گذرانی سرخاب نے خلعت دیا کرسیان بیٹھنے کو عنایت کین
نگر دیکھا کہ چہرے پر خواجہ کے ایک جرأت و شجاعت پائی جاتی ہے بہت پسند کیا کہا کہ خواجہ کہان کہان پھرے لشکر
حمزہ مین بھی کبھی گئے تھے کہا کہ اکثر گیا ہون صحبت بھی اُنسے رہی ہے کہا کہ نورالدہر بارگاہ حمزہ مین کیسا سردار ہے
کہا کہ نہایت زبردست بہادر مرد با مروت ہے شجاعت مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے سرخاب و مقاتل یہ سنکر بہت
ہنسے اور کہا کہ بہادری اور شجاعت اُسکی معلوم ہوگی عرصے سے درہ قلماق کوہ پر پڑا ہے دیکھتے ہین کہ وہ کیونکر
ادھر سے جاتا ہے یہ تو کیا ہے اگر دادا اُسکا حمزہ آئے تو وہ بھی نہ جا سکے اور اسکی حقیقت کیا ہے مین نے سنا ہے
کہ حمزہ ایک نیادرزادہ مکہ ہے اب ایک ایک اولاد اُسکی شجاع و بہادر ہو گئی لومقیر جان سے نمکحرامی کرکے
حمزہ بنگیا حمزہ محسن کش ہے بس یہ واہیات کلمے جو اسد نے سنے تاب باقی نہ رہی پکارا کہ او منکر چپ رہو
کیا غیبت مین حمزہ اور اولاد حمزہ کو بُرا کہتے ہو یہ اچھا نہین سرخاب و مقاتل بولے کہ تم اُنکے طرفدار ہو
کہا کہ طرفداری پر کیا ہے جو بہادر ہوگا بہادر کی بُرائی نہ سن سکیگا سرخاب نے کہا کہ تم بہادر ہو اور ہمارے
سامنے اپنی بہادری بیان کرتے ہو اسد نے کہا جسطرح ہو سکے ہمین آزما لو حال ہماری بہادری کا معلوم ہو جا

بس یہ کلمات سنتے ہی حکم دیا کہ ارے پکڑلو انھین یہ سوداگر ہین یا طرفدار ہین مسلمانون کے لوگ چہار طرف سے
دوڑ پڑے اسد نے تلوار کھینچی اور اُن کافرون پر جا پڑا نعرہ شیرانہ کرکے تلوارین مارنے لگا نعرہ اسد
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ * بدرم دل شیر و چرم پلنگ + اُدھر فتاح نے تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا
دربان رفیق اسد کے آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے تھے کہ اگر ہمارے مالک سے کچھ فساد ہو جائے پس
جیسے ہی اسد کے نعرے کی آواز گوش زد ہوئی وہیں تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے اندر قلعے کے گھس آئے
سمعان راہ دار نے روکا ابراہیم بن مالک آگے بڑھا سمعان نے نیزہ مارا ابراہیم نے نیزے کو نیزے پر
کاٹ کے ٹیکا دیا کہ صاف ہاتھ سے سمعان کے نکل گیا اور اُسی نیزے کو کھینچ کر اُسے اُٹھا لیا کہ سمعان تڑپ تڑپ کر واصل
جہنم ہوا راہ کھلی تمام قزاق بوقین بجا بجا کر دوڑ پڑے اب گھمسان سے تلوار چلنے لگی اُدھر ہرکارے جو نورالدہر کے
لگے ہوئے تھے خبر شاہزادے کو پہونچائی کہ اسد دلاور قلعے مین لڑ رہا ہے بس اُسی وقت مرکب پر بیٹھکر چل کھڑا ہوا طہماس
بن عنقول دیوپرور ہمراہ رکاب ہوا اور سردار بھی چل کھڑے ہوئے اور اندر قلعے کے گھس آئے بس ایک غلغلہ ہوا
چہار طرف تلوار چلنے لگی نورالدہر نے طہماس سے کہا کہ بھئی اپنے کو قریب اسد غازی کے پہونچاؤ اور اُسکی
کمک کرو دیکھو تو کس طرف ہے طہماس تلوارین مارتا ہوا چلا یہان اسد نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے ہین تلوارین مارتا چلا جاتا ہے کہ مقاتل زرین کمر سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی
چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اُٹھا لیا تلقین بدین اسلام کیا اُسنے کہا ہزار جانین
میری نثار لقا پر بس یہ سنتے ہی اسد غازی نے چکر دیکر زمین پر مارا کہ استخوان چور ہو گئے وہ شقی جہنم واصل ہوا
بس ایک غل ہوا کہ مقاتل قتل ہوا سرخاب نے جو سنا کہ مقاتل مارا گیا دوڑا کہ جاکر عوض خون کا لون کہ اُدھر سے
طہماس بن عنقول دیوپرور آتا تھا ان دونون کا مقابلہ ہوا سرخاب نے تلوار ماری طہماس نے پشت سپاہ پر
روک کر جو ہاتھ سنبھال کر اُن کا مارا سر پر اُس مغرور کے پڑا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اب تو فوج کو تلوار کے
نیچے رکھ لیا دو پہر کامل تلوار چلی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہے آخر ہر طرف سے آواز الامان کی بلند ہوئی شاہزادہ
نورالدہر نے اپنے لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اُن سب کو امان دی رؤسائے شہر حاضر ہوئے نذرین دین
شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از سر صدق کلمہ کہکر مسلمان ہوئے پھر تاجدار تخت پر
جلوہ افروز ہوا حکم دیا کہ جتنے بتخانے ہین وہ توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنا ہوئی آواز اذان کی چہار طرف
بلند ہوئی تمام مال بدر بن زلازل کا قبضے مین آیا خزانے مین شاہزادہ نورالدہر کے داخل کر دیا گیا
لاشین کفار کی مع سرخاب و مقاتل ایک گڑھا کھدوا کر اُسمین ڈالوا دی گئین مگر ایک عیار کہ نام اُسکا عنطر بادپا
ہے پہلے وہ انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کا ملازم تھا جب شاہزادہ نورالدہر نے طلسم فتح کیا اور
انجم جادو مارا گیا تو یہ عیار وہان سے بھاگ کر برہمن جادو کے پاس آیا اُسنے نوکر رکھ لیا آج بھی عنطر شہر قلاق کو مین
موجود تھا اُسنے دیکھا کہ سرخاب آہنی اور مقاتل دونون مارے گئے مال و اسباب بدر کا برباد ہوا اُسنے جاکر
برہمن جادو سے تمام حال بیان کیا کہ سرخاب و مقاتل مارے گئے اور مال اسباب بدر کا برباد ہوا ابر
برہمن جادو سنتے ہی آگ ہو گئی کہا دیکھو تماشا کہ کیا ہوتا ہے اس نبیرۂ حمزہ نے میرا گھر برباد کیا القول
گھر چڑھ کے لڑنے آیا مین ایک گوشے مین چھپی بیٹھی رہتی تھی کبھی ان لوگون سے سامنا نہین کیا کوئی آزار نہین
پہونچایا لیکن اب مجبور ہون کہ اس موذی نے میرا گھر مٹایا تو مین بھی چھوڑتی نہین لیکن وہ بیٹیان ہین اُسکی

اور ایک بہن ہے کہ نام ایک کا زرنگار جادو دوسری کا نام گلبدن جادو تیسری کو زرافشان جادو کہتے ہین
سبھون نے کہا کہ بالفعل آپ تشفی کیجیے ہم ان دونون کو پکڑ لاوینگے اور گلبدن جادو مرخص ہوئی اُسی وقت ایک
اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور صورت عقاب کی زمین پر لوٹ کر بنی پرواز کرکے طرف لشکر شاہزادہ نورالدہر
کے روانہ ہوئی جب رات پہونچی ایک نخل پر بیٹھ گئی شب کو فکر مین ہوئی کہ نورالدہر کو اٹھا لیجیے سیر کرتی ہوئی
چلی آتی ہے ایک ایک خیمہ کو بخوبی دیکھتی ہے قضائے کار سعادت شاہ نے اُس دن شب ماہ کی تیاری کی تھی بیٹھا ہوا
ناچ دیکھ رہا تھا گلبدن جادو سمجھی کہ یہی نورالدہر ہے اُسوقت تک توقف کیا کہ جب تک ناچ ہوا کیا جب صحبت
برخاست ہوئی اور سعادت شاہ پلنگ پر لیٹا اُسوقت گلبدن جادو نے گلدستہ سحر مارا کہ جسکی خوشبو سے
تمام نگہبان اور پاسبان بیہوش ہوگئے گلبدن جادو سعادت شاہ کو لیکر روانہ ہوئی جسوقت جزیرہ فندق
مین پہنچی برہمن جادو سے کہا کہ لائی ہون دشمن کو کہا سامنے لا اسنے سعادت شاہ کو سامنے رکھا برہمن نے
غور سے دیکھا کہا اے گلبدن یہ نورالدہر نہین ہے مین نے بارہا اُسے دیکھا ہے مین خوب پہچانتی ہون خیر اسے
رہنے دو یہ بھی کوئی اُسکا خیرخواہ ہی ہوگا گلبدن نے کہا آج جاکر نورالدہر کو لاؤنگی زرنگار جادو بولی تو کیا
لاسکتی ہین لاؤنگی گلبدن نے کہا اچھا لاؤ کل مین بھی چلون دونون شب کے وقت ایک ایک سردار کو
دیکھتی ہوئی چلی آتی ہین زرنگار جادو کی نظر طہماس پر پڑی دل سے کہا کہ ہو نہو یہی نورالدہر ہو کیونکہ یہی سب
سے زبردست اور قوی معلوم ہوتا ہے یہ خیال کرکے کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگئی گلبدن نے کیوان انجم سپاہ کو دیکھا
کہ شان وشوکت پر نورالدہر کا دھوکا ہوا گلبدن کیوان کو اُٹھا لائی سامنے برہمن جادو کے پہنچا کر
رکھدیا برہمن نے دیکھا کہا ارے سردار دونون بھی نورالدہر نہین ہین ان دونون کو بھی زندانخانے مین بھیجدیا
آج زرافشان جادو نے کہا کہ مین جاکر نورالدہر کو لاؤنگی اور تھوڑی سی مٹی اُٹھا کے کچھ اسم دم کرکے شالون پر ملی
پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی طرف لشکر نورالدہر کے خیمہ و بارگاہ مین دیکھتی چلی آتی ہے کہ ایک بارگاہ نہایت
آراستہ و پیراستہ دیکھی کہ جسکا شمسہ مثل خورشید عالمتاب کے درخشان تھا اندر اُس بارگاہ کے گئی اور
دو سردارون کو لیگئی کہ نام ایک کا صدران ماہ منظر اور دوسرے کا دراج در در گوش تھا لیجاکر
برہمن جادو کو دکھایا اُسنے کہا یہ میرے جاسوسہ نہینگا مگر یہان شاہزادہ نورالدہر کو روز خبر پہنچتی ہے
کہ آج فلان سردار گم ہوگیا اور آج فلان بادشاہ غائب ہوگیا شاہزادے نے عیارون پر تاکید کی کہ تلاش کرو
وہ سب تلاش کرتے ہین عیارون کو کمینگاہ مین بٹھاتے ہین مگر انکو کوئی لیجانیوالا نظر نہین آتا ناچار ہر مرتبہ
سے آکر حال بیان کرتے ہین کہ ہم ہرچند تلاش کرتے ہین ہمکو کچھ نہین معلوم ہوتا کوئی آسمان سے آتا ہے یا زمین سے
نکلتا ہے مگر ہم بلاے ارضی وسماوی سے مجبور ہین مگر وہان وہ دونون جادوگرنیان روز آتی ہین اور ایک دو
سردارون کو اُٹھا لیجاتی ہین برہمن نے عاجز ہوکر کہا کہ ارے تم ان سب کو لاتی ہو مگر ابتک نورالدہر اور وہ
دیوانہ بانی فساد نہ گرفتار ہوا زرافشان جادو نے کہا کہ آپ مجھے شکل شمائل کا پتا دیجیے آج مین جاکر لے آؤنگی
برہمن نے دونون کے نقشے کھینچ دیے زرافشان جادو زمین پر لوٹی اور صورت باز کی بنکر روانہ ہوئی اُس روز
اسد بن کرب غازی تیر کمان ہاتھ مین لیے واسطے حفاظت شاہزادہ نورالدہر کے بیٹھا ہے شاہزادہ
نورالدہر اسد سے باتین کرتے کرتے سوگیا زرافشان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ نورالدہر تو سورہا ہے
اور وہی دیوانہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے بس اسنے کچھ اسم سحر کا دم کیا اور دانے ژالہ کے

راستہ پاکر راہی سفر ہوئی بس ایک شور و غل ہوا آندھی چلی پانی برسا بیراسکے خاک اُڑا یا کیے مگر کچھ نہ ہوسکا آخر
آواز آئی کشتی مرا نام من بہمن جادو بود حیف جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم سیمتن جادو نے جو دیکھا کہ اسد
نے بہمن جادو کو مار ڈالا پکاری او دیوانے غضب کیا تو نے کہ ان کو میری مار ڈالا کب چھوڑتی ہوں تجکو
اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا تھا کہ پشت پر سے ضرغام شیر دل نے خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے گلبدن جادو
پکاری ارے موذی تو نے گھر ہمارا برباد کر دیا میری ماں اور بہن دونوں کو مارا یہ کہکر چلی تھی کہ اسد تیر کمان سے
لا چکا تھا اب جو مارتا ہے سینے پر گلبدن کے پڑا کہ پشت سے پار گذر گیا یہ بھی گر کر تڑپنے لگی زرنگار جادو نے
دیکھا کہ سب مارے گئے اسنے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلی تھی کہ خیر اسوقت تو میں جاتی ہوں مگر سمجھا جائیگا
کہ ضرغام شیر دل نے پتھر منجنیق میں رکھکر مارا کہ سر پر اس ساحرہ کے پڑا ایسا چور ہوکر زمین پر گری ضرغام نے خنجر سے
سر اسکا کاٹ لیا مگر زر افشاں جادو سپر مار کر غرق زمین ہوکر بھاگی اسکا حال بر وقت گذارش ہوگا یہاں
سب سردار فوج سے چھوٹے دوڑ دوڑ کر جتنی عورتیں تھیں سب کو پکڑ لیا گلے دبائے کہ سحر نہ کر سکیں جو سحر
جانتی تھیں وہ تو بچیں باقی سب جادوگرنیاں ماری گئیں اب اسد نے سب کو مسلمان کیا یکایک یہ خبر
مشہور ہوئی کہ بہمن جادو اپنے ہمراہیوں سمیت ماری گئی تمام روسائے جزیرہ فندق حاضر ہوئے سلام کیا
ملازمت حاصل کی شاہزادہ نے تلقین بدین اسلام کیا سب مسلمان ہوئے تمام خزانہ بدر زر بہمن کا
نورالدہر کے سپرد کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹے مسجدوں کی بنا پڑی اب نورالدہر نے
عرضی ہرمز تاجدار کو لکھی کہ بفضل خدا سے بہمن جادو کو مع لواحقین مارا حضور یہاں تشریف فرما ہوں
یہاں کی سیر کیجیے تو فتح بیت روانہ ہو دن ضرغام شیر دل کو وہ عرضی دیکر روانہ کیا یہاں ہرمز تاجدار اور
سب سردار نورالدہر کے جو باقی تھے حیران و پریشان ہیں کہ یہ آفت یکایک کیا آگئی کہ نورالدہر اور اسد
بھی غائب ہوگئے چہار طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کہیں سراغ نہیں لگتا ساتواں دن تھا کہ
ضرغام عرضی لیے ہوئے پہونچا ہرمز تاجدار کو سلام کیا عرضی گذرانی اور باقی حال بھی بیان کیا عرضی بھی
پڑھی گئی سب سنکر خوش و محظوظ ہوئے ہرمز تاجدار نے ضرغام کو خلعت دیا اور بہت نوازش فرمائی اور
حکم کیا کہ پیشخیمہ جزیرہ فندق کیطرف روانہ کرو دوسرے دن کوچ کرکے روانہ ہوئے جب قریب پہونچے نورالدہر
استقبال کو آیا اپنے ہمراہ لیگیا مکان میں بہمن جادو کے تخت حکومت پر بٹھایا شہر کی سیر کروائی جشن کیا
بعد اسکے چند روز ماہ منظر کو وہاں کا حاکم کیا و تراج در درگوش کو شہر قلماق کوہ کی حکومت بخشی اور
تاکید کی کہ دشمن سے خوب ہوشیار رہنا اور آپ کوچ کرکے فتح گڑھ کو روانہ ہوا پانچویں منزل تھی کہ کئی افسران
فوج غائب ہوگئے شاہزادہ نورالدہر نے وہیں مقام کیا اور حکم تاکیدی دیا کہ ہرکارے جاکر خبر دریافت کریں
کہ یہ کیا سانحہ ہے کوئی بلا یہاں کہیں ہے عیار چہار طرف خبر کو گئے دوسرے دن آکر عرض کیا کہ اے شہریار یہاں سے
چالیس کوس پر ایک پہاڑ ہے وہاں ایک دیو رہتا ہے کہ قرات اسکا نام ہے اسکے سبب سے یہ راہ مسدود ہے
جہاں آدمی اس لاح میں نکل آیا اور وہ پکڑ لیگیا اور کھا گیا نورالدہر نے کہا ابھی جاکر اسے مارونگا ہر چند
اسد اور طہماس نے کہا کہ غلام آپ کے کافی ہیں اس ایسے ہزار دیوؤں کو مار لینگے لیکن نہ مانا اور کہا
کہ ابھی اسی میں ارادہ کر چکا ہر چہ باداباد یہ کہکر تنہا روانہ ہوا جب وہاں پہونچا پہاڑ پر چڑھ گیا جا کر دیکھا تو
ایک سنگ پر دیو پڑا سو رہا ہے اور سامنے ایک مکان ہے اور اسمیں کچھ آدمی معلوم ہوتے ہیں

نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او کافر دم آرا اٹھ کہ ملک الموت تجھے یاد کرتا ہے دیو قہرات خواب غفلت سے بیدار ہوا
دیکھا ایک آدمزاد کو کہ نہایت خوبصورت فربہ تیار کھڑا ہوا ہے قہرات پکارا اے آدمزاد تجھکو خداوند ابلیس نے
میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہے شاہزادے نے کہا کہ میں جان نکالنے آیا ہوں یہ سنکر دیو نے ایک چنگھاڑ ماری
کہ زمین ہلگئی اور دونوں ہاتھ مارے کہ شاہزادے کو اُٹھاکر حلق میں رکھ لے نور الدہر نے ہاتھ اُس نابکار
کے پکڑ کر جھٹکا دیا کہ منہ کے بل سامنے آیا ایک گھونسا مارا کہ ہاتھ سر میں گھسگیا مغز اُسکا پریشان ہوگیا
دیو چیخ کھاکر زمین پر گرا اور تڑپا کہ پہاڑ ہلنے لگا آخر مر گیا وہ لوگ جو سامنے کھڑے تھے آکر قدموں پر گرے کہ
شہریار آپ نے کار نمایاں کیا کہا کہ بھی ہمارے عزیزوں نے ہزار ہا دیو مارے ہیں مال جو اُس دیو کا تھا
شاہزادے نے اپنے قبضے میں کیا اُن لوگوں کو تلقین بدین اسلام کیا وہ سب مسلمان ہوئے وہاں سے
شاہزادہ اپنے لشکر میں آیا جن لوگوں کو کہ دیو پکڑ کر لیگیا تھا اُنکو شاہزادہ اپنے ہمراہ لایا پھر کوچ کر کے
طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا لیکن حال بیان ہوتا ہے بدر بن زلازل لکھشی کا کہ یہ واسطے مدد لقا کے طرف فرعونیہ
کے روانہ ہوا تھا کوچ بکوچ چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں خبر پہونچی کہ سرخاب آہنی اور مقاتل زرین کمر
ہاتھ سے اسد و طہماس رفیقان نور الدہر کے مارے گئے بدر یہ سنکر بہت برہم ہوا اُس روز اسنے وہیں
مقام کیا کہ دوسرے روز خبر قتل برہمن جادو کی پہونچی بدر نے یہ سنتے ہی منہ اپنا پیٹ لیا کہا غضب ہوا
ارے کسنے برہمن کو مارا ہرکاروں نے بیان کیا کہ اسد نے عیاری کرکے مارا بدر نے کہا اب میں فرعونیہ
کو جاکر کیا کرونگا پہلے اس بیرہ حمزہ کا کام تمام کرلوں تو پھر فرعونیہ کو جاونگا لشکر کو لیکر ادھر پڑا دوسری منزل
تھی کہ یکنق گرد و غبار بلند ہوا اور کئی ہزار علم نشان نمودار ہوئے بدر اُسی جگہ اُتر پڑا اُدھر لشکر شاہزادہ
نور الدہر کا آتا تھا سنا کہ بدر بن زلازل سد راہ ہوا ہے شاہزادے نے ادھر اپنا لشکر اُتارا بارگاہ
استادہ ہوئی شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ہر تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا شاہزادہ دنگل جواہر نگار پر
متمکن ہوا سردار چپ و راست بیٹھے ہیں کہ جوڑی ہرکاروں کی آئی اور خبر دی کہ طبل جنگ لشکر میں بدر بن
زلازل کے بجا ہے فرمایا ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ زرین
پہ چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی غرضکہ چار پہر رات دونوں لشکروں میں تیاری جنگ رہی صبح کو
دونوں لشکر معرکہ آرائے کارزار ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے سردار جنگل کا ٹکڑا زمین کو
ہموار کیا سقوں نے آبپاشی کی نقیب نسب دیگر نکلگئے تھے کہ بدر بن زلازل مرکب کو جھکا کر میدان میں
آیا سراپا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے سہمان زنگی سامنے
تخت ہر تاجدار کے آیا گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی فرمایا جاؤ خداوند کریم بالاسب و
مختار ہے سہمان سلام کرکے بادگرد رکب پر بیٹھ کر مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی اور
مطلب حاصل نہ ہوا گرز چلا برابر رہے یہانتک کہ نوبت شمشیر کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی
سہمان نے کئی تلواریں دھولکاویں پھر لگائیں لیکن بدر کے جسم کا بھی نہ آیا جب تلوار پڑی اُچٹ گئی
اثر نہ کیا بدر نے سر بنا کر کمر کا وار کیا کہ دو ٹکڑے ہوئے وہ مرد مسلمان شہید ہوا انشو اطر زنگی نکلا کئی
تلواریں ماری کچھ نہ ہوا آخر اسکا بھی انجام وہی ہوا سہراب زنگی نکلا پھر کامل لڑا لیکن بدر کا کیا کر سکتا ہے
کہ اُسکے پاس نشان مرتضیٰ ہے ایک مقام پر بدر نے کمر بنا کر جو سر کا وار کیا سہراب بھی شہید ہوا لاش

اس غریب کی تڑپ رہی تھی بدر مبارز طلب کیا چاہتا تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ
و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ہزار علم نمایان ہوے اور لشکر بے پایان دکھائی دیا ہرکارے گئے اور خبر
دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ پرویز بن ہرمز کسریٰ احصار سے دس لاکھ سوار کی جمعیت سے فرعون کی
مدد کو جاتا ہی ہنوز یہ نہ پہونچا تھا کہ اور گرد اُڑی اور زبور شاہ سات لاکھ کی جمعیت سے پہونچا ان دونون
کی آمد مین دن تمام ہوگیا تھا بدر بن زلازل پرویز بن ہرمز اور زبور شاہ کو لیکر پھرا داخل
بارگاہ ہوا اور سامان دعوت مہیا کیا جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عین صحبت مین پرویز
نے کہا اے بدر یہان جنگ وجدل کرنے سے کیا حاصل ہی بدر نے تمام حال برہمن جادو کے مارے جانے کا
بیان کیا پرویز بولا کہ اگر یہان لڑائی ہوئی اور نور الدہر مارا گیا تو لوگ کہینگے کہ نور الدہر اکیلا تھا ان سب نے
ملکر مار لیا بدر نے کہا کہ اب اگر مین نہ لڑونگا تو زمانہ کہیگا کہ بدر نور الدہر سے ڈر گیا پرویز بولا کہ اے بدر
ہم اس بدنامی کو اسطرح دفع کرینگے کہ کسی کو گمان تمھارے پہلوتہی کرنے کا نہ ہوگا بدر بولا آپ کو اختیار ہی
پرویز نے اسی وقت ایک نامہ نور الدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران فرعونیہ
یہان سے قریب ہی لقا اور فرعون شاہ اور حمزہ سب وہین ہین یہان ہمارا تمھارا لڑنا بیکار ہی فرعونیہ مین
چلکر لڑینگے سب دیکھین اور داد مردی و مردانگی دین یہ نامہ لکھا عیار کے ہاتھ نور الدہر کو بھیجا ادھر شاہزادہ
نور الدہر لاشین شہید زنگی وغیرہ کی دفن کراکر بارگاہ مین بیٹھا ہی افسوس اپنے رفیقون کا کر رہا ہی کہ چوبدار
نے آکر عرض کیا کہ قاصد نامہ لیے آیا ہی شاہزادے نے فرمایا بلا لو قاصد سامنے آیا نامہ پیش کیا شاہزادے
نے نامہ دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی قاصد کو خلعت دیکر رخصت کیا جواب
نامہ کا لکھ بھیجا کہ جیسا تم نے تحریر کیا ہمکو منظور ہی بلو میدان فرعونیہ مین انشاء اللہ مقابلہ ہوگا قاصد سلام کرکے
روانہ ہوا اگرچہ مہر منیر بدر کی دھر پدری نے جوش کیا کہ بیٹے کو جاکر دیکھون نور الدہر سے کہا کہ اگر آپ اجازت دین
تو ایک نظر جاکر فرزند کو دیکھ چلا آؤن اور اُسکو نصیحت کرون شاید راہ راست پر آجاے شاہزادے
نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر میرے نزدیک جانا آپ کا اُن کافرون مین مناسب نہین اگر اُسے اسلام
لانا منظور ہوتا تو وہ خود آپکے پاس چلا آتا اور مجھے یہ خیال ہی کہ وہ گمراہ ہی ایسا نہ ہو کہ آپ سے دغا کریں
مہر منیر بولا نہین وہ میرے ساتھ بدی کیا کریگا نور الدہر نے کہا تشریف لیجایے آپ جائیں آپکا کام جانے
مین خوشی سے اجازت نہین دیتا مہر منیر نے کہا مین جاکر تھوڑی دیر بیٹھکر چلا آؤنگا شاہزادے نے کہا کہ
اگر آپ جاتے ہین تو رات کو وہان نہ رہیے گا مہر منیر بولا ایسا ہی ہوگا اور چند خادم اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا
جب قریب اُسکے لشکر کے پہونچا پرویز نے سنا مہر منیر آتا ہی بہت خوش ہوا اور اُسی وقت واسطے استقبال
کے روانہ ہوا اثناے راہ مین ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آیا مسند پر بٹھایا صحبت
عیش گرم ہوئی ناچ ہونے لگا ایک پریوش غزل گانے لگی غزل

ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینیم
ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
ہیچ رحمے نہ پدر را بہ پسر می بینیم

ہمہ کس روز بہی می طلبد از ایام
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینیم
دختران را ہمہ جنگ است و جدل با مادر

این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینیم
مشکل اینست کہ ہر روز بتر می بینیم
ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
پسران را ہمہ بدخواہ پدر می بینیم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان	طوق زرین همه در گردن خر می بینم	پند حافظ بشنو خواجه برو نیکی کن
زانکه این پند به از گنج گهر می بینم	جسوقت یہ غزل اُس نازنین نے گائی عبرت در و دیوار پر چھا گئی اور	

ہر ایک کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے پرویز نے نصیحت کرنا شروع کی کہ پدر بزرگوار تعجب ہی کہ آپ نے
دین قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا ہی بس بہتر اسی مین ہی کہ مجھکو بدنام نہ کیجیے اور دین قدیم اختیار کیجیے کہ سب
بزرگ اسی دین پر تھے اسنے یہ سنکر کہا کہ اے فرزند تو چند کلمے سن لے اگر تجھکو پسند آئین بہتر نہ پسند آئین خیر
پھر مین نہ کہونگا پرویز بولا کہیے اُسوقت ہرمز نے کہا جسوقت تک کہ مجھکو حقیقت دین اسلام کی معلوم نہ تھی
اور خدا کو مین نے نہ پہچانا تھا بادیہ ضلالت مین گمراہ سرگشتہ و تباہ تھا اب پروردگار نے مجھکو راہ راست پر
لگایا لذت دین اسلام کی مین نے چکھی معلوم ہوا کہ یہ دین برحق ہی کیونکہ پتھر مین اتنی قدرت تو ہی نہین کہ وہ
خود حرکت کر سکے یہ سب چیزین دنیا کی جسنے خلق کی ہین وہی خدا ہی کیونکہ کوئی چیز بے بنائے نہین بنتی ہی تو
معلوم ہوا کہ دنیا کا بھی کوئی بنانیوالا ہی اور وہی خدا ہی اور خدا کی یہ صفت ہی کہ مثل بندون کے نہ ہو دیکھنے
اور سننے مین محتاج ناک کان کا نہ ہو اور مین اسی واسطے آیا تھا کہ تو میرا فرزند ہی تجھکو بھی راہ راست پر
لاؤن کہ دین اسلام قبول کرے اور شرف اسلام سے مشرف ہو کر خدمت شاہزادہ عالیوقار مین چلکر
شرف سعادت دارین حاصل کرے پرویز نے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ بجا فرماتے ہین جو کچھ آپ نے
ارشاد کیا مین نے بگوش ہوش سنا صبح کو مین آپ کے ہمراہ خدمت شاہزادہ نورالدہر مین چلونگا
ہرمز بہت خوش ہوا اب پرویز نے چاپلوسی اور خوشامد شروع کی اور حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھنے
ہرمز تعریفین خلق و مروت و جرأت و قوت کی کرنے لگا بعد اسکے ہرمز نے کہلا بھیجا کہ صبح کو پرویز کو ساتھ لیکر
آؤنگا میری نصیحت اُسنے مان لی مگر پرویز نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مسلمان ہو چکا اب راہ راست پر نہ آئیگا
اسکو فریب سے پکڑ لینا چاہیے کہ اتنے مین ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ کھانا تیار ہی پرویز نے ہرمز سے
کہا کہ کچھ نوش فرمائیے ہرمز نے کہا جو تمھاری خوشی غرضکہ دسترخوان بچھا اور کھانا چُنا گیا لیکن پرویز نے
اپنے عیار سے کہا کہ کھانا ہرمز کے لیے بیہوشی آمیز لانا اُسنے ویسا ہی کیا ہرمز نے دو چار لقمے کھائے
تھے کہ پیاس معلوم ہوئی پانی طلب کیا دو تین جام برابر پیے تھے کہ بیہوش ہو گیا پرویز نے کہا بلاؤ آہنگر کو
وہ پہلے ہی سے حاضر تھے عیار بلا لایا تھا آہنگرون نے قید شدید مین ہرمز کو اسیر کیا پرویز نے ہرمز کو صندوق
مین بند کروایا اور زبور شاہ سے کہا کہ تم اسے کسری حصار مین لیجاؤ اور اچھی طرح انکو رکھو مین آؤنگا
تو سمجھ لونگا زبور شاہ اُسی وقت راتا رات قید ہرمز کی لیکر طرف کسری حصار کے روانہ ہوا لوگ
ہرمز کے کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ کر نورالدہر کی خدمت مین آے اور حال گرفتار ہونے ہرمز تاجدار
کا بیان کیا اور عرض کیا کہ رات ہی کو زبور شاہ کسری حصار کو قید لیکر چلا گیا نورالدہر نے ہاتھ زانو پر
مارا اور کہا کہ مین اسی واسطے منع کرتا تھا کہ آپ نہ جائیے میرا کہنا نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس کہ ہرمز تاجدار
بے ترکیب قید ہوے اسد نے جو نورالدہر کو رنجیدہ دیکھا کہا کہ بھائی صاحب آپ کچھ ملال نہ فرمائیے مین
ابھی جاکر ہرمز کو چھڑاے لاتا ہون اور اُٹھ کر بارگاہ سے باہر آیا پشت مرکب پر بیٹھکر بوق کو دم دیا تمام
قزاق انکے رفیق جو جہان تھا جس حال مین تھا جلدی سے گھوڑے کو آراستہ کرنے لگا دوسری بوق مین سب
سوار ہو گئے تیسری بوق مین چل کھڑے ہوے ادھر تو اسد مع قزاقون تعاقب مین زبور شاہ کے جاتا ہی

اور اُدھر زلور شاہ بھاگا بھاگ قید شہریار سہر حضر تاجدار کی لیے ہوے چلا جاتا ہی مقام نہین کرتا تیسرے روز
سب بھوکے پیاسے تھے راستے مین ایک صحرا ملا کہ نہایت سبز و خرم تھا سب وہان ٹھہرے کہ پیچھے گھوڑون
کے عقب سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز ابلق کی آئی اسد دلاور بارہ ہزار قزاقون سے آکر قتل کرنے لگا
اور نعرہ کیا زلور شاہ کو دیکھکر کہ باش او کبر نا ہنجار کہان جاتا ہی کب چھوڑتا ہون نکلو کہ تو قید سہر حضر تاجدار
کو لیجاے زلور شاہ نے دیکھا کہ دلاور آپہونچا عنظر تیز پا عیار بھی ساتھ تھا قید سہر حضر کی اُسکے سپرد کی کہ تو لیکر جا
مین سد راہ ہوتا ہون اور اگر دیوانہ تیرا تعاقب کرے اور تجھ تک پہونچ جاے تو تو سر سہر حضر کا کاٹ ڈالنا
کہ دیوانہ اسکو زندہ نہ لیجاے عنظر پشتارہ سہر حضر کا دوش پر لگا کر روانہ ہوا زلور شاہ نے لشکر سے کہا کہ
مار لو اس دیوانے کو جانے نہ پاے لوگ زلور شاہ کے اسد پر ٹوٹ پڑے اسد اُسپر تلوار کھینچ کر اتمام
رفیق اور قزاق اسد کے کفار پر یوہین بجا بجا کر بے قتل کرنا شروع کیا لگی تلوار چلنے اسد ہر مرتبہ حملہ کرکے
طرف تخت زلور شاہ کے جاتا ہی لوگ بیچ مین آجاتے ہین آخرکار اسد قریب تخت پہونچا ایک پہلوان جسکا
کہ نام اُسکا سہم بن شہیم بلکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی اور قریب پہونچکر تبر مارا اسد نے تبر کو قلم کیا
اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ مع گردن چار ٹکڑے ہوے اب اسد تلوار مارتا ہوا پاس تخت کے پہونچا اور
آواز دی کہ او کافر پیچھا تھا سہر حضر کو آیا مین زلور شاہ نے کہا او دیوانے تیرے ہاتھ سے کیسا لپکا ہوا ہی
آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار اسد پر ماری اسد نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر
ہاتھ تلوار چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ
چار دن شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکین باندھ لین فوج بے سردار ہوئی شکست کھا کر بھاگی اسد
نے پوچھا او کافر سچ بتا تو نے سہر حضر کو کیا کیا اُسنے کہا اُسے عنظر عیار لیگیا اسد نے زلور شاہ کو تو باندھکر
خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی روانہ کیا آپ تعاقب مین عنظر عیار کے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور
چلا تھا کہ دیکھا سامنے عیار پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی آیا مین دیکھا اُس
حرامزادے نے کہ اسد نامدار آپہونچا جلدی سے اُسنے سر کاٹ کر پھینکدیا اور بھاگا اسد نے دیکھا
کہ اس ظالم نے تو غضب کیا لاش کو تو رفیقون کے سپرد کیا کہ خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی لیجاؤ
اور آپ پیچھے اُس عیار کے چلا کہا کہ حرامزادے کہان جائیگا آپ آگے آگے تو عیار ہی اور پیچھے پیچھے اسد نامدار
گھوڑا اُڑاے چلا جاتا ہی عنظر بھاگتا ہوا قریب لشکر ایرج کے پہونچا لشکر ایرج کا دامنہ کوہ مین اُترا ہوا تھا
عنظر خوف سے اسد دلاور کے لشکر مین گھس آیا اسد بھی بیخوف داخل لشکر ہوا گھوڑا سرپٹ اُڑاے ہوے
چلا جاتا ہی جو جو سپاہی آیا پامال ہوا عنظر بدحواس بارگاہ ایرج مین گھس گیا اور پکارا کہ ای ایرج نوجوان
مجھے بچالے مین دامن پناہ لینے آیا ہون ایرج نے کہا تو کون ہی کسکے خوف سے بھاگا ہی عنظر چاہتا ہی کہ حال
بیان کرے کہ غل ہوا اور اسد مع مرکب درانہ بارگاہ مین گھس آیا دیکھا عنظر کو کہ ایرج سے باتین کر رہا ہی
نعرہ کیا کہ او کافر آیا مین اور کود کر گھوڑے سے عنظر کی طرف دوڑا عنظر جلدی سے ارسلان شاہ کے تخت کے
نیچے گھس گیا اسد نے تلوار ماری کہ ارسلان شاہ کو کاٹ کر تخت کو قلم کرکے کمر عنظر کے پڑی کہ دو ٹکڑے
ہوگئے ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کو میرے مارا اور تلوار پہ ہاتھ ڈالا تھا
کہ اسد نے پھر کر جو ہاتھ تلوار [illegible] کو کاٹ کر سر پہ پڑا کہ تیغہ تا دابرو اُترگیا ایرج نے دستانہ مارا

پیچھا

تلوار توچھتا کر نکلگئی لیکن چادر خود کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا ایرج کو غش آگیا دلیر شباط زنگی دوڑا کہ
او دیوانے ارے یہ کیا کیا تو نے کہ بادشاہ کو مارا زبدۂ آفتاب پرستان کو زخمی کیا جا سیگا کہاں میرے ہاتھ سے
بچکر یہ کہکر ارہ اسد پر مارا اسد نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے ہوئے بہزاد مرتد نے دوڑ کر پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے تلوار اسکی شمشیر پر روکی اور
اپنا وار کیا کہ یا تو تلوار سر پر چمکی تھی یا زمین میں اتر گئی دو ٹکڑے ہوئے مرجان دریا باری دوڑا کہ ارے
غضب کیا تو نے کہ دو سرداروں کو مارا ایرج نوجوان کو زخمی کیا اور دوڑ کر تلوار ماری اسد نے اسکے
حملے کو بھی رد کیا اور ایسا جنبو کا مارا کہ تلوار شانے پر پڑی اور زیر بغل اتر آئی وہ بھی جہنم واصل ہوا قارن
بن بلوط چرخ گردن سے مقابلہ ہوا اسنے کہا کہ او دیوانے ارے تو سب کو قتل کیے جاتا ہے اور چوبدست
سر پر چرخ دیکر اسد پر ماری اسد نے چوبدست کو مثل خیار قلم کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے القصہ جتنے
سردار ایرج کے تھے اس روز اسد کے ہاتھ سے سب مارے گئے اسد لاش پر لاش گرا کر عنظر عیار
کا کاٹا کر فتراک سے باندھ کر روانہ ہوا آفتاب پرستوں نے ہجوم کیا ادھر سے قزاق بوقبین بجا بجا کر
آپڑے لگی تلوار چلنے آفتاب پرست تو ہمیشہ کے اسد کے مارے ہوئے ہیں تمام بھاگ بھاگ کر دور
چلے گئے اسد رفیقوں سمیت صاف نکلا چلا گیا یہاں جب اسد جا چکا تو یالک بن ملکوت شاہ کی
جان میں جان آئی زخم سر میں ایرج کے ٹانکے لگوائے بیٹے کی لاش پر خوب رویا حال تباہ کیا آخر ارتھی اسکی
بنوائی اور جا کر مرگھٹ میں جلا پھونک آیا اور سرداروں کی لاشیں اٹھوا کر انکے وطنوں کو روانہ کیں
ایرج نے ایسا زخم کھایا تھا کہ تیسرے روز ہوش و حواس اسکے بجا ہوئے اپنا علاج کرتا ہوا طرف
فرعونیہ کے روانہ ہوا اور کہا کہ جب حمزہ کو زیر کر لونگا یہ دیوانہ بھی مطیع ہو جائیگا یہاں نورالدہر بارگاہ
میں بیٹھا ہوا ہے جب سے اسد گیا ہے اسی کا تصور بندھا ہوا ہے کہ رہا ہے کہ خدایا کیا ہوا اسد تعاقب
میں زبور شاہ کے گیا ہوا ہے لیکن ہرکارے خبر کے واسطے گئے ہوئے ہیں تیسرا دن ہے کہ ابراہیم بن
مالک تابوت ہرمز کا قیدی زبور شاہ کو لیے ہوئے آیا اور حال بیان کیا کہ اسد تعاقب میں عنظر عیار کے گیا ہے
نورالدہر لاش ہرمز کی دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ افسوس قضا نے اسے مہلت نہ دی پر حسرت و ارمان
دنیا سے گیا بہت رویا بعد اسکے تابوت اسکا درست کروا یا لوگوں کو ساتھ کر کے طرف الک مدائن کے روانہ کیا
اور فرمایا کہ باغ داؤدی میں دفن کریں اور زبور شاہ کو زندانخانے میں بھیجا کہ صاحبقران کے سامنے دیوان اسکا
کیا جائیگا اور فکر میں غرق ہوا کہ اسکے دوسرے روز اسد عنظر کا سر لیے ہوئے آیا اور تمام حال بیان کیا
نورالدہر گلے سے لپٹ گیا کہ بھائی جامہ شجاعت خداوند کریم نے تیرے جسم کے لیے قطع کیا ہے اسد کا رستہ گرد
کہ یادگار زمانہ رہیگا اسکے دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک فرعونیہ کے روانہ ہوا اسد ایک روز بعد
وہاں سے روانہ ہوا اور رسد کا سامان درست کر کے خود بھی کوچ کیا

اب دو کلمے داستان صاحبقران کے بیان ہوتے ہیں

کہ امیر حمزہ بارگاہ میں تشریف فرما ہیں ذکر خواجہ عمرو کا ہو رہا ہے کہ خواجہ کو گئے ہوئے عرصہ ہوا ابتک
پھرے نہیں بادشاہ نے کہا کہ وہ اپنا مال و اسباب ایرج سے لینے گیا ہے جلدی کیونکر پھریگا یہی باتیں تھیں
کہ صحرا سے ایک بگولہ گرد نمایاں ہوا اور آواز زنگولوں کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری آتا ہے امیر اسکے

دیکھکر خوش ہوے عمرو نے آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا گرد پھرا اور خطوط جو خواتین معظمہ کے لایا تھا پیش کیے
خوشیان دین تمام حال باختر کا بیان کیا امیر نے کہا خواجہ کچھ مال بھی اپنا لیا عمرو نے کہا کہ بھلا گئی ہوئی
چیز کہین ملی ہی امیر نے کہا بھلا آپ کی چیز جا سکتی ہی عمرو نے کہا نہ مین تیرے ساتھ آتا نہ میرا مال تباہ ہوتا دو کرو
روپیہ جرمانے کا آپ کو بھی دینا ہوگا امیر نے کہا لیجیے لیکن سچ سچ بیان کیجیے عمرو نے کہا حمزہ خوب زد و کوب کی
مین نے اور مال اپنا ایرج سے لیا کہ اسی اثنا مین داروغہ جانور خانے کا حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ
شکار ملک فرعونیہ مین بہت ہی اور جانوران صید گیر بھی خوب تیار ہین صاحبقران نے رفقا سے کہا کہ بفضل
فرعون نے مہلت لی ہی جب تک کمک اُسکی آوے سیر و شکار مین بسر کرین سب سردار کہ مشتاق تھے مدت
سے شکار نہین کھیلا تھا عرض کیا بہت خوب تشریف لیچلیے ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین امیر نے
حکم دیا کہ ہم صبح کو شکار کے لیے جاوینگے جانوران صید گیر دروازے پر حاضر ہوے دوسرے روز صاحبقران
متوجہ شکار ہوے جب ایک صحرا مین پہونچے صید افگنی مین مصروف تھے شکار کھیلتے چلے جاتے تھے کہ سامنے
سے ایک گرد بلند ہوئی اور اُس گرد سے گلۂ آہوان نمودار ہوا اور آگے آگے اُن ہرنون کے دیکھا کہ ایک
ہرن عجیب و غریب خط و خال اُسپر تھے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ قابل اسکے ہی کہ مین بادشاہ کو نذر دون
اگر تم اسے زندہ گرفتار کرو تو پانچ سو تومان مین تمھین دونگا عمرو بولا مین ابھی پکڑے لاتا ہون اور اُسکے
تعاقب مین چلا امیر بھی مقبل وفادار کو ساتھ لیے پیچھے پیچھے عمرو کے چلے جاتے تھے کہ ایک دامنہ کوہ مین پہونچے
کہ نہایت سبز و خرم تھا مگر ہوا گرم چلتی تھی امیر مرکب سے اُتر پڑے گھوڑے کو چراگاہ پر چھوڑا مقبل سے کہا کہ تو
میرے واسطے کھانا کہین سے ڈھونڈھ کر لا کہ مین نہایت بھوکا ہون مقبل تلاش مین کھانے کی روانہ ہوا امیر
زین پوش پر بیٹھے سایہ درخت کا گھنا تھا امیر سو گئے اتفاقات روزگار دیو زرین اُدھر سے جاتا تھا کہ اُسکے
بہت سے بھائی بند امیر کے ہاتھ سے مارے گئے تھے امیر کو جو سوتے دیکھا ہوا سے نیچے اُترا بخوبی پہچانا کہ یہ
زلزلۂ قاف ہی اپنے دل مین کہا کہ خوب دشمن میرے ہاتھ لگا کہ مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیجا کر بردۂ قاف
مین لیجاکر اسے مارا اور کباب کر کے کھا جب یہ بلند ہوا ہوا کے فراٹے سے آنکھ امیر باتوقیر کی کھل گئی دیکھا کہ دیو
لیے جاتا ہی پوچھا کہ تو کون ہی کیون مجھے لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ میرے بھائی بند دون کو تونے قتل کیا ہی تجھکو اسلیے
لیے جاتا ہون کہ اُنکے خون کا عوض قتل کرون امیر ہاتھ مین اُسکے تڑپے زور جو کیا ہاتھ سے دیو کے چھوٹ غلطان
پیچان دریا مین گرے مگر یہان عمرو نے تعاقب کر کے اُس ہرن کو پکڑا امیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا ادھر
مقبل کو آتے دیکھا مقبل جو آیا دیکھا کہ صاحبقران اپنے مقام پر نہین ہین عمرو سے پوچھا کہ صاحبقران
کہان ہین عمرو نے کہا مین کیا جانون مین تو ہرن کو پکڑنے گیا تھا تو ساتھ تھا مقبل بولا مجھے کھانا لینے کو
بھیجا تھا عمرو یہ سنکر متردد ہوا جہان صاحبقران سوتے تھے وہان آکر جو دیکھا تو نشان دیو کی اُنگلیون کے
زمین پر پاے مقبل سے کہا کہ دیو حمزہ کو لیگیا ہی کہ اس اثنا مین دیو زرین پھر آیا عمرو کو دیکھا اُٹھا لیگیا
کہ یہ تو حمزہ سے زیادہ ہی مقبل غمناک سیہ قیطاس کو لیکر بھاگا کہ چلکر لشکر مین خبر کیجیے لیکن دیو زرین عمرو
کو لیے ہوے پہاڑ پر آیا اور کہا کہ مین تجھے بھون کے کھاؤنگا عمرو نے کہا ای عزیز مین افیون اسقدر
پیتا ہون اور دبلا پتلا اسقدر ہون کہ صرف پوست و استخوان ہین وہ بھی کثرت افیون نوشی سے تلخ
ہو گئے ہین عمرو نے ہر چند منت و عاجزی کی دیو نے نہ مانا آگ روشن کی جب عمرو کو یقین مرگ ہوا رونے لگا

دعا مانگنے لگا کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ای کارساز ای بے نیاز تو نے مجھسے کوہ سراندیب پر وعدہ
کیا تھا کہ تو جب تک اپنے منھ سے اپنی موت نہ مانگیگا ملک الموت تیرے پاس نہ آئیگا اب ملک الموت کا
سامنا ہی ہنوز دعا عمرو کی ناتمام تھی کہ دیکھا لکہ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے دیوان
مہیب صورت دکھائی دیے اور دیوونکی گردنون پر آدمی سوار ہین اور ایک تخت مرصع نگار پر ایک نقابدار
سفید پوش اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلے آتے ہین کہ دیودن نے تخت زمین پر رکھدیا نقابدار تخت پر سے
کودا اور نعرہ کیا کہ او حرامزادے چھوڑ دے خواجہ کو آیا مین دیو زرین دوڑا کہ آ اُسمین میرا پیٹ بھرتا
تجھے بھی کھاؤنگا اور دونون ہاتھ بڑھاے کہ نقابدار کو پکڑے نقابدار نے ہاتھ دیو کے پکڑلیے اور ایک
گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آیا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ دیو کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھکر خنجر سے سر کاٹ لیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا اب نقابدار نے جا کر عمرو کو کھولا کہ دیو نے
ایک رسی کا پھندا گلے مین ڈالکر کھونٹے سے انھین باندھ دیا تھا اور کہا کہ جاؤ یہان سے عمرو نے کہا ای
نقابدار کچھ حمزہ کا حال معلوم ہی نقابدار نے کہا کہ حمزہ پردۂ ظلمات مین شہید ہوا عمرو چیکارا ای نقابدار
زبان اپنی بند کر کہ امیر زندہ و سلامت ہین یہی دیو زرین عالم خواب مین انھین اُٹھا کر نہین معلوم کہان
پھینک آیا نقابدار چپ ہوا عمرو سے کہا کہ حمزہ آے تو میری طرف سے کہدینا کہ اسباب صاحبقرانی مجھے
دیدین نہین تو بزور سر میدان چھین لونگا اور تخت اُڑا کر روانہ ہوا عمرو لشکر کی طرف چلا لیکن امیر جو دیو کے
ہاتھ سے چھوٹے ایک دریا مین گرے پہلے تو یہ زمین پر پہونچا اب جو پانی نے اُچھالا امیر شناوری کرنے لگے
امیر بڑے بڑے دریاہاے پردۂ قاف مین پیرے ہوے ہین ایک دریا کو ایک دو گھڑی کی شناوری مین
طے کیا کنارے پر پہونچے ایک بیشہ سبز و خرم دکھائی دیا اُسی بیشہ مین چل نکلے کوئی دو کوس آے ہونگے کہ دیکھا
ایک چنار کے نیچے بہت سے زنگی بیٹھے ہوے ہین آگ روشن ہی اور کچھ آدمی مردے ہین اُنکے کباب لگا رہے ہین
آپس مین ہنس رہے ہین قلقاریان مار رہے ہین کہ اُن زنگیون نے امیر کو آتے دیکھا خوش ہوکر کہا کہ
اس آدمی کو حضرت سلیمان نے ہمارے کھانے کے واسطے بھیجا ہی دیکھو تو کیا فربہ ہی گوشت اسکا نہایت مزہ کا
چربیلا ہوگا ایک زنگی اُٹھا اور نعرہ کیا کہ او آدمزاد کدھر کو کہان جاتا ہی تو تر لقمہ ہی صاحبقران پکارے او ناپاک
مین لقمۂ سخت آدم زنگی خوار ہون تمھارے مارنے کو آیا ہون وہ زنگی غضبناک ہوکر دوڑا کہ تو ہمین دھمکاتا ہی اور
دونون ہاتھ امیر پر مارے کہ امیر کو اُٹھالے امیر نے ہاتھ بڑھا کر دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور جھٹکا دیا کہ وہ منھ
کے بل زمین پر گرا ایک گھونسا سر پر اُسکے مارا کہ بھیجا ناک کان کے رستے سے بہ گیا مثل مینار کے زمین پر گرا
اور زنگی جو بیٹھے تھے اُسمین سے دو زنگی امیر پر دوڑے اور دونون برابر سے حملہ آور ہوے امیر نے دونون
ہاتھ بڑھا کر دونون کی کلائیان پکڑ لین اور لفیف چھینک پھینک سے دونون کی گردن مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
اور سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے امیر اُن دونون کی لاشین پھینکر اور زنگیون پر دوڑے وہ کہنے لگے کہ میان
یہ آدم زنگی شکار آیا ہی بھاگو یہانسے دور جا کر پکارے کہ رہ ای آدمزاد اسقدر لشکر تیرے واسطے لاتے ہین
کہ اگر ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت نہ لیجا سکیگا یہ کہکر بھاگ گیے چلے گئے امیر بیشہ کی سیر مین مصروف تھے
کہ گرد بلند ہوئی اور چالیس زنگی دراز قد پیدا ہوے اور پکارے کہ ای آدمزاد تو نے ہمارے بھائیون کو
مارا ہی کہان جائیگا اور دوڑے امیر پر امیر اُنپر دوڑے ابھی لڑائی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک زنگی

اُنکا سردار تھا اُسنے زنگیون کو منع کیا کہ خبردار اس شخص سے نہ لڑو کہ بادشاہ نے اسے بُلایا ہی وہ زنگی حکم سے اپنے
سردار کے رُکے مگر سردار زنگیون کا سامنے امیر کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ خبر آپکی ہمارے بادشاہ کو پہونچی
اُسنے ہمین آپ کے لینے کو بھیجا ہی فرمایا چلو ہم چلتے ہین زنگی تخت لیکر آے امیر کو اُسپر سوار کیا لیکر چلے تھوڑی دور
اُس بیشے سے آے تھے کہ ہشتاد زنگی دکھائی دیے کہ صف باندھے کھڑے ہین اور چار ہاتھیون پر تخت کسا ہی
اور ایک زنگی قوی ہیکل درشت چنگال تکیہ لگاے ہوے بیٹھا ہی امیر نے جو اُسے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا
اُسنے جواب سلام دیا اور کہا کہ آپ کون ہین اپنے حسب و نسب سے مجکو آگاہ کیجیے امیر نے تمام حال اپنا بیان کیا
جب اُسنے جانا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہین تخت سے اُترا دوسری مرتبہ بادب ہو کر سلام کیا اور عرض کیا کہ
ای شہریار عفو تقصیر کا امیدوار ہون مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا اور اپنے ساتھ امیر کو شہر مین لایا بارگاہ مین
لاکر تخت پر بٹھایا مانند ملازمون کے خدمت کرنے لگا امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر برابر بٹھا لیا پوچھا کہ نام تمہارا
کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مجھے نریمان زنگی کہتے ہین نام اس شہر کا ہیزدانیہ ہی نام بیشے کا رمانیہ ہی اور یہ شہر
مجھے حضرت سلیمان نے بخشا ہی اُن پیغمبر کا یہان معجزہ ہی اور نزدیک اس شہر کے آصف بن برخیا نے ایک
ملک بنایا ہی اور وہان ایک مکان بنایا ہی سنگ مرمر کے صفحے بچھاے ہین اور اُسپر ایک تخت رکھا ہی اور ایک آدمی کے
شکل کا پتلا بناکر اُسپر بٹھایا ہی جب شام ہوتی ہی تو چار فرسنگ تک کے جانور چرند و پرند جمع ہوتے ہین اور
اُس صورت پر صدقے ہوتے ہین صبح کو اُس صورت سنگی سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی کہ سب جانور چلے جاتے ہین
کوئی نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی اگر آپ اس اسرار کو مجھپر ظاہر کرین تو مین غلامی آپکی اختیار کرون امیر نے
فرمایا تم مجکو وہان لیچلو اُس مکان کو دکھاؤ نریمان زنگی امیر کو ساتھ لیکر وہین آیا کہ جسکی تعریف کی تھی امیر
وہاں ایک روز ایک شب رہے جو کچھ نریمان سے سُنا تھا سب آنکھون سے دیکھا امیر نے نریمان سے کہا
کہ ہمارے لیے سفید راوٹی استادہ کرادو اُسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی امیر وضو کر کے
اندر راوٹی کے داخل ہوے اور دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دعا مانگنا شروع کیا کہ ای خالق عالم مجکو اس
راز سے آگاہ کر بہت الحاح و زاری کی قریب صبح آنکھ لگگئی خواب مین حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہ السلام
کو دیکھا امیر نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت حال اس مکان حیرت نشان کا معلوم ہو کہ کیا سبب ہی
کہ رات بھر جانوران چرند و پرند اُس تصویر سنگی پر تصدق ہوا کرتے ہین صبح کو صدا اُس تصویر سنگی کی
سُنکر چلے جاتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند جبوقت موت میری قریب ہوئی مجکو خیال گذرا کہ انگوٹھی میری میرے
مرنے کے بعد جسکے ہاتھ لگے گی وہ دعوی خدائی کا کرنے لگیگا اس انگوٹھی کے چھپانے کو یہ جگہ مین نے تجویز کی
اُس بت کے نیچے وہ انگوٹھی رکھی ہی اور طلسم بند ہوا دیا ہی صبح کو اُٹھکر تم اُس تخت کی طرف متوجہ ہونا جسوقت
قریب پہونچوگے تخت کے نیچے سے ایک اژدہا پیدا ہوگا اور وہ قلایہ آتشین تمپر چھوڑیگا خبردار ڈرنا نہین اُس
اژدہے کے منھ مین کود پڑنا ایک مکان مین پہونچوگے کہ تمام مکان سنگ مرمر کا ہی اور چھت مین اُسکے ایک میخ
طلائی نصب ہی اُسمین صندوق چوب صندل کا آویزان ہی اُسکو کھولکر انگوٹھی نکال لو جہان وہ انگوٹھی ہوگی
جالز [illegible] وہین آئینگے یہ فرماکر حضرت نظر سے غائب ہوگئے امیر خواب سے چونکے نماز صبح پڑھی سجدہ شکر بجا لاکر
عبادتخانے سے باہر تشریف لاے احوال نریمان زنگی سے بیان کیا وہ سُنکر چپ ہو رہا فرمایا عدد پر وہ دگار سے
انگوٹھی لاکر تمکو دکھا دینگے مگر ای نریمان مجھے اژدہا نگلجاے تو تم کچھ اندیشہ نہ کرنا کہ یہ علامت طلسم فتح کرنے کی ہی

پھر اُسی تخت کی طرف راہی ہوے قریب اُسکے پہونچے تھے کہ زیر تخت سے اژدہا قلابہ آتشین چشم ازبن اد
نمودار ہوا منہ کھولکر صاحبقران کی طرف دوڑا امیر جست کرکے اژدہے کے منہ مین کود پڑے نزیمان لیسون کو
دیکھا کہ ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پرکالہ ہاے آتش اُڑنے لگے تمام مکان دہوان دھار ہونے
لگا امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مکان بہت تکلف کا ہی صندوق بیچ طلائی مین لٹکا ہی امیر نے دررد دیکھا کہ اس
صندوق کو اُتارا اسے کھولکر انگوٹھی نکالی دیکھا کہ اسم اعظم اُسپر کندہ ہی امیر انگوٹھی لیکر باہر آے اور انگوٹھی
نزیمان کو دکھائی اور اسم اعظم پڑھا کہ سب جن و پری اُسی وقت حاضر ہوے نزیمان زنگی نے قدمون کو
بوسہ دیا حلقہ بگوش ہوا امیر نے پھر جو اسم پڑھا تو ایک شیر اٹھارہ ہاتھ کا پیدا ہوا امیر اُسپر سوار ہوے اور
صحراے لق و دق مین جاکر اُس انگوٹھی کو دفن کردیا پھر وہانسے آے نزیمان زنگی شہر مین لایا دعوت کی
امیر دو روز یہان رہکر نزیمان کو ساتھ لیکر وہانسے اپنے لشکر کو روانہ ہوے جب قریب پہونچے ہرکارون
نے خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ صاحبقران با اقبال تشریف لاتے ہین بادشاہ یہ سنکر خوش ہوگئے اور جملہ
سردارون سمیت واسطے استقبال کے آے امیر نے رستے مین بادشاہ کی ملازمت حاصل کی لشکر مین
بادشاہ کے قدمبوس ہوے بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوے بادشاہ نے فرمایا ہمکو بڑی تشویش
تھی جب سے عمرو نے آکر بیان کیا کہ امیر کو دیو اُٹھا لیگیا ہی ہر طرف ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے عمرو نے
کہا کہ نقابدار نے دیو زرین کو مار ڈالا اور پیغام دیا ہی کہ اساسے صاحبقرانی دیدو نہین تو ہم میدان
بزور شمشیر آکر لے لونگا امیر نے کہا خواجہ ایسے کلام واہیات مزخرفات بہت سے سُنے ہین عمرو بولا کہ حمزہ اب
چار صاحبقران وہ جو آتے ہین تورج و خورشید و داراب و ایرج خصوصاً ایرج جو سب پر
غالب ہی اُنکی تو کچھ فکر کرو فرمایا خواجہ خدا جو بہتر جانیگا وہ کریگا غرضکہ تیسرا دن تھا امیر کو آے ہوے صحبت
عیش مین بیٹھے ہین کہ چوبدار ہرکارون کی نامیان خیبری و تومیان خیبری دوڑی ہوئی آئی دعاے
ترقی جاہ و جلال دیکر عرض کیا کہ داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان آپہونچا امیر نے عمرو سے
کہا خواجہ خبر تو لاؤ عمرو یہان سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لندھور مع لشکر غلہ و اجناس
لیے ہوے آتا ہی عمرو لندھور پاس آیا لندھور نے سلام کیا حال صاحبقران با اقبال کا پوچھا عمرو بولا
کہ اے لندھور حمزہ تجھسے نہایت بیزار ہی خبر جو سُنی ہی کہ شہر فرنگو شیہ اور احتشام قتل ہوا اور لندھور
دیکھا کیا اس سبب سے نہایت بیزار ہین لندھور بولا کہ خواجہ کوئی صورت صفائی کی نکالو ہمیشہ تمھارا خادم
ہون عمرو پکارا اے ہندی اس کام کو روپیہ چاہیے مفت ایسے کام نہین ہوتے ہین لندھور بولا خواجہ جو
کچھ روپیہ میرے پاس تھا مین قلعۂ ذوالامان پر آپ کو دیچکا اس آمد و رفت مین میرا بہت کچھ صرف ہوا اب
میرے پاس کیا ہی ہان کچھ پان کھانے کو حاضر کرونگا اور پانچ ہزار روپیہ منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے لیکر جیب
تو نذر زنبیل کیا اور وہانسے خدمت امیر مین آیا کہا کہ حمزہ تو کس خیال مین بیٹھا ہی لندھور ایرج پر
عاشق ہوا ہی تجھسے لڑنے آتا ہی بڑا لشکر اُسکے ساتھ ہی فرمایا کہ خواجہ وہ میرا یار ہی براے خدا میرے
اُسکے صفائی کرادو عمرو بولا مجھسے کیا ہوگا مین نے ہر چند اُسے سمجھایا وہ نہین سمجھتا فرمایا کہ ابھی دس ہزار
روپیہ مجھسے لو اور مجھسے اُس سے صلح کرادو عمرو بولا ایک طرح سے صفائی ہوتی ہی جو آپ اُسکے استقبال کے لیے
فرمایا کہ ابھی سر کے بل چلونگا عمرو نے دس ہزار روپیہ امیر سے لیے امیر سردارون سمیت استقبال کو چلے

انکا سردار ہوئے عمرو بیشتر لندھور کے پاس آیا کہ مین حمزہ کو تیرے استقبال کے واسطے لایا ہون لندھور گلے
سردار کے ہوا پانچہزار روپیہ عمرو کو ادر دیے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر امیر کشورگیر کے سامنے آیا سلام کر
اُسنے پیرون پر جھکا امیر نے اُسکے گلے سے لگایا فرمایا کہ کشتی مین بدل تجھسے راضی ہون اور ساتھ لیکر وہانسے
روانہ ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے لندھور نے بادشاہ کو مجرا کیا نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا
اپنے دنگل پر بیٹھا امیر نے حال ایرج کا پوچھا لندھور نے تمام سرگذشت بیان کی عرض کی شہریار یہ دو
قلعہ جو قتل ہوئے تو اسد کے ورغلانے سے کیونکہ اُسکو ایک عداوت قلبی ایرج کے ساتھ تھی ترکون کو
بہکایا ایرج کی بیعت نہ کرنے دی یہانتک کہ شہر فرنگوشیہ قتل ہوا اور اختتم کی بھی یہی صورت ہوئی فرمایا
کہ بھئی تم آجتک میرے حکم سے ایرج کی بیعت مین رہے میرے کہنے سے باہر نہ ہوئے مین تمسے بہت
راضی ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا وثنا ے بادشاہی بجالانے کے عرض کیا
اکثر غضنفر بن اسد دلاور بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آتا ہے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ بارگاہ اسکے ہاتھ
کیونکر لگی اُسنے تمام حال عرض کیا کہ یہ اپنے باپ کو دغا دیکر لے آیا ہے امیر نے تبسم کیا لیکن غضنفر بہت سے تحفے
اور اسباب لیے ہوئے آیا سلام کیا بادشاہ کے گرد پھرا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُسکے گلے سے
لگایا پیشانی کو بوسہ دیا خلعت عنایت کیا فرمایا کہ بھئی دادا کی قدمبوسی کر غضنفر کرب دلاور سے آکر
لپٹا کرب نے بھی بہت مہربانی کی صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی دوسرے روز خبر آئی کہ شاہزادہ
قباد سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری تمام حرم محترم کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے امیر نے کل سردارونکو
واسطے استقبال کے بھیجا سب گئے استقبال کر کے قاسم کو لائے قاسم نے آکر سلام کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا
نذر گذرانی بادشاہ نے خلعت سے سرفراز فرمایا اب قاسم نے علمشاہ کی قدمبوسی حاصل کی امیر اندر محل کے
گئے سب خواتین کو دیکھا ہر ایک دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹی صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا بدیع الزمان
و علمشاہ بھی ہمراہ امیر کے آئے اپنی اپنی مان کے قدمبوس ہوئے وہ گرد پھرین تصدق ہوئین رات بھر عجب
صحبت رہی جو باتین تھین وہ ادا ہوئین صبح کو امیر بارگاہ فلک اشتباہ مین بصد حشمت وجاہ دنگل شوکت پر
جلوہ افروز تھے تمام سردار جمع تھے کہ نامیان خیبری تومیان خیبری سنجر بلخی ابوالفتح اصفہانی وغیرہ
[illegible] آکے دعا وثنا ے بادشاہی بجا کر عرض کیا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان آپہونچا
امیر نے فرمایا سب سردار واسطے استقبال کے جاوین بدیع الزمان پہلے آکر بیٹے سے ملا شاہزادہ قدمون سے
لپٹا خاک قدم [illegible] کی پھر تو تمام سردار پہونچے شاہزادے سے ملے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے
نورالدہر نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا نذر گذرانی جو جو تحفے لایا تھا پیش کیے امیر کے قدمون سے لپٹا امیر نے مثل
جان کے آغوش مین لیا پیشانی چومی اسد کا حال پوچھا کہ وہ تمہارے ساتھ کیون نہ آیا شاہزادے نے تمام
حال اسد کا بیان کیا کہ شہریار جو جو کارنمایان اسد سے ہوے وہ رستم سے بھی نہ ہوتے اب وہ نظر کردہ بھی
ہوچکا ہے غلہ ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے امیر خوش ہوئے کہ اتنے مین ضرغام شیردل پہونچا اور عرض کیا کہ اسد
شیردل آپہونچا امیر نہایت خوش ہوئے کہ غضنفر بہت مضطر ہوا امیر سے عرض کیا کہ غلام کو پدر بزرگوار
مار ڈالینگے امیر نے فرمایا تم گھبراؤ نہ مین خطا تمہاری معاف کروا دونگا اور فرمایا لاؤ اشقر کو مین خود اسد کے
استقبال کو جاؤنگا اُسی وقت اشقر حاضر ہوا امیر کشورگیر مرکب پر بیٹھکر اسد کے استقبال کو گئے تمام سردار

ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اثنائے راہ مین اسد نے صاحبقران کو آتے دیکھا بلند مرکب سے کود زمین ادب
چومی سلام کیا کوئی سو قدم اسد بڑھا کہ امیر بھی پیادہ ہوے تمام سردار بھی پیادہ ہوے اسد نے چاہا کہ قدمون کو
صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے سر اسد کا دونون ہاتھون مین لیا اور جھککر پشت کو بوسہ دیا سب سردارون نے
آکر آنکھین اپنی پشت اسد سے رگڑین ایک ایک گرد پھر کر تصدق ہوا اسد نے ارادہ کیا کہ امیر کے بلاگردان
ہون امیر نے فرمایا کہ بھئی تم نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہو تمکو یہ امر زیبا نہین ہی ہم جہانتک ہوسکے تمھاری
بزرگی کرین تو بجا ہی اور خوب اسد سے بغلگیر ہوے پھر کرب سے کہا کہ بھئی مین اس فرزند شیر دل سے بہت راضی
ہون خدا بھی اس سے راضی ہو اور بھئی یہ نظر کردہ شاہ مردان ہو چکا ہی کرب نے بھی اسد کو گلے سے لگایا آنکھین
چومی اسد کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند مین نے جو کچھ مال و اسباب کہ سکندر رزین ہیکلان عاد کا تنا تنہا شبخون
مارکر پیدا کیا ہی وہ سب مین نے تجھے بخشا اور مرکب ابرش گل اندام سکندری بھی بخش دیا اور تنفیر کو بھی عاد
بھی سے اسد نے سلام کیا اور ہمراہ امیر کے بارگاہ مین آیا بادشاہ دروازے پر استقبال کے واسطے کھڑے تھے
اسد نے سلام کیا دوڑ کر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پشت کو اسکی بوسہ دیا گلے لگایا پھر تو تمام سرداران اسد سے ملے
امیر نے غضنفر کو قدمون پر اسد کے گرایا فرمایا کہ بھئی یہ تمھارا فرزند ہی خطا اسکی معاف کرو اسد نے اسے والہانہ
گلے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا آکر اپنے دنگل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی مگر ہرکارے فرعون ولقا کے لگے ہوئے تھے
انہون نے خبر پہونچائی کہ لشکر حمزہ کا دونا ہو گیا بارگاہ سلیمانی بھی آگئی اولاد حمزہ جو باختر مین تھی وہ سب آگئی اور
ایک ایک لشکر بے پایان فوج فراوان لیکر آیا ہی وہ دونون کافر بولے کچھ اندیشہ نہین ہی فرعون نے ہمرشاد
سے کہا کہ اپنے لشکر سے کہو کہ اسباب جنگ مہیا کرے ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو پہونچائی امیر نے
عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ کافر فرعون بلندی پر بیٹھے گا اور بادشاہ اسلام بہت پست ہونگے کوئی صورت ایسی نکالو
کہ تخت بادشاہی گنبد مینائی سے پست نہ رہے عمرو نے کہا حمزہ اسے روپیہ چاہیے مزدور لگائے جائین فرمایا
پانچ ہزار روپیہ تو انعام کا تم لو اور جسقدر روپیہ مزدورون مین صرف ہو وہ مجھسے لو عمرو نے کہا آپ مجھسے ہاتھ دو ہاتھ
گنبد مینائی سے بلند مکان لیجیے اور عمرو بیلدارون کو ساتھ لیکر سامنے گنبد مینائی کے آیا اور ایک ٹیلا بلند مٹی کا
پٹوا کر بنوایا ہزارہا مزدور بیلدار لگ گئے تین روز کے عرصے مین وہ دمدمہ برابر گنبد مینائی کے بلکہ کچھ اونچا بنکر
تیار ہو گیا عمرو نے اوپر اُسکے خیمہ استادہ کرایا تخت مرصع بادشاہ کا بچھا کر سائبان زربفت چوبہائے طلا پر قائم کیا اور
کئی ہزار سوار واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ حضور چلکر اُس دمدمہ کو
ملاحظہ فرما لیجیے امیر مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی و بادشاہ اسلام سوار ہو کر آئے اُس دمدمے کو دیکھکر
بہت خوش ہوے عمرو کو خلعت دیا وہانسے پھر کر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ جانب صحرا سے
گرد و غبار بلند ہوا اور پانچ سو علم ہاتھیون پر آگے آگے نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوے ہر علم پر نقش
خداوند پرورین مرقوم بعد اُسکے طاؤس سواری کا گذرا دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست مرکب پر سوار تخت پر
اختر اختران پشت پر فوج پانچ لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت آکر ہوا مین خیمہ بپا کروایا خورشید مرکب سے
اُترا آکر بارگاہ مین بیٹھا جام شراب گردش مین آیا دو تین جام پیکر نشہ شراب مین حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ
کل صبح کو حمزہ کا اور میرا مقابلہ ہی اسی وقت نقارہ رزمی بجا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ خورشید ستارہ پرست
نے واسطے آزمائش کے طبل جنگ بجایا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پروردگار مالک و مختار ہی

اُدھر فرعون کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو تینون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے نقیب
نہیب دیکر نکلگئے کہ خورشید ستارہ پرست مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اختر اختران کے آیا
گھوڑے سے اُترکر اجازت میدان طلب کی کہا جاؤ خداوند پروین معاون و مددگار رہے خورشید اجازت
لڑائی کی لیکر دوسری مرتبہ مرکب پر سوار ہوکر برچھے کے ہاتھ نکالتا ہوا میدان مین آیا بعد سلح شوری
بسیار مبارز طلب کیا اور کہدیا کہ سوا حمزہ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے صاحبقران
نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان کا قرق کرو اب کوئی نہ نکلے عمرو نے کلاہ نمد اچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر
خود میدان مین نکلینگے تمام لشکر مین عمل جلوہ گری پر آئے سب سردار پیادہ ہوکر امیر کے پاس آئے امیر بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوے اجازت طلب کی فرمایا جایئے پروردگار آپ کا نگہبان رہے امیر سلام کر کے اشقر پر
سوار ہوے چلے طرف میدان کے فرعون اگر گنبد مینائی پر بیٹھا ہی تھا اور جملہ سردار زیر گنبد مینائی کھڑے ہین
اور ادھر بادشاہ اسلام اُسی دمدمے پر فروکش ہین سب سردار نیچے دمدمے کے کھڑے ہین امیر اشقر کو اُڑا کر
سامنے آئے خورشید نے عجب دبدبہ امیر کا دیکھا سلام کیا امیر نے بھی سر پر ہاتھ رکھا خورشید نے کہا یا
صاحبقران مجکو کمال آرزو تھی کہ آپ سے آزمائش کردن فرمایا کیا مضائقہ ہے خورشید بولا اپنا حربہ کیجیے
فرمایا کہ آج تک پیشدستی نہین کی اُسوقت خورشید نے نیزہ امیر پر مارا امیر نے نیزہ اُسکا نیزے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی کے بعد امیر نے نیزہ خورشید کا چھین لیا خورشید نے برہم ہوکر گرز
مارا امیر نے گرز کو خورشید کے گرز صمصام پر روکا گرز جو سر گرز پر بیٹھا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی خاک اُڑی
اشقر زمین مین دھنس گیا امیر تک گرد مین چھپ گئے بیہوشی طاری ہوئی عمرو نے جانا کہ امیر مارے گئے بیقرار ہوکر
اندر گرد کے گھسا امیر کو پکارا کہ شہریار ہوش مین آیئے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے امیر نے اشقر کو
اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا امیر گرد چہرے کی جھاڑتے ہوے نکلے خورشید نے جھپٹکر تلوار ماری
کہ ہم دونون کا جھگڑا انفصال کرتی ہے امیر نے سپر گرشاسپ پر روکی اُسمین سے بار پنجے پیدا ہوے خورشید
کی تلوار کو پکڑ لیا خورشید نے ہر چند زور کیا تلوار نہ چھوٹی آخر بیکار کہا یا صاحبقران کیسی سپر ہے آپ کی کہ تلوار
نہین چھوڑتی امیر نے کہا اے خورشید مجکو تلوار سے لڑائی منظور نہین ہے تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہے اسمین کوئی
شہزوری کی کمزوری ظاہر نہین ہوتی مین چاہتا ہون کہ میرے تمہارے کشتی ہو خورشید نے کہا مین کشتی مین بھی
موجود ہون باہر نہین ہون مگر تلوار میری چھوٹ جائے پھر یا ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امیر نے پنجے اُسکے
ڈھیلے کر دیے تلوار چھوٹ گئی خورشید نے تلوار میان مین کی گھوڑے سے اُترا ادھر امیر پیادہ ہوے دونون کشتی
لڑنے لگے ایک عالم تماشائی تھا دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوے دونون طرف سے روشنی آئی
سب سردار ادھر اُدھر کے جمع ہین تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ دیکھیے کون کس پر غالب آتا ہے اسی حالت
مین صبح ہوگئی دیکھا تو اُسی طرح پیچ پڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہے کسی کے زور مین کمی نہین دم تک نہین پھولا تھکنا
کسکو کہتے ہین یہ دن بھی گذرا شام ہوئی غرضکہ اسی طرح پانچ شبانہ روز کشتی رہی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا
کہ اُسوقت خورشید نے آواز دی کہ یا امیر ہوشیار رہیے مین زور آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ
خورشید نے کمربند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لیکن امیر کو بالشت بھر زمین سے اونچے ہوسکے کہ چھوٹ گئے
اب خورشید نے کہا آپ زور کیجیے اور آپ بیٹھا امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچا اور زور کیا

انگ خورشید کا توڑا پہلا زور مین گرا دوسرے زور مین تا بہ سینہ لائے تیسرے زور مین سر سے بلند کیا کر نعرہ
صاحبقرانی سے گونج اٹھا جو آگے گئے تھے بہت بزدلون کے دل شق ہو گئے بہتیرے بیہوش ہو گئے کتنے گر پڑے
اور آدمی صحرا کو بھاگ گئے فرعون کے منہ پر ہوائی پھر گیا القصہ صاحبقران نے سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور
باندھ کر مشکین خواجہ عمرو کے حوالے کیا کہ اسے اپنے پاس اسیر غل و زنجیر رکھو عمرو خورشید کو لیگیا اور دونون لشکر نے
مراجعت کی فتح کا نقارہ بجا لقا اور فرعون شاہ سے کہا کل حال کہا کہ خورشید حمزہ کا بیٹا ہے اپنا ہی لڑکا آئے
کہا کہ بکو ایسی ہی سوجھی ہے گیا وا سیاست بکتا ہے فرعون بولا ای لقا سچ تیرا کہنا قول ہے اسکا خلاف نہین ہے
بیان دیہ گفتگو ہے مگر امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے دنگل پر جلوہ افروز ہوئے تمام
سردار آ آکر اپنے دنگلون پر گرد و اطراف مین جمع ہوئے امیر نے کہا خواجہ خورشید کو لاؤ عمرو خورشید
کو لایا خورشید نے بطریق ستارہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی خورشید بیٹھا امیر نے
طرف ساقی کے اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا ساقی نے ساغر بھر کا رنگ سامنے کیا خورشید نے امیر کو سلام کر
پی لیا اب امیر نے فرمایا ای خورشید مین نے تجکو کیونکر زیر کیا ہے کہا جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین
اسطرح آپنے کر لیا کہا امیر نے فرمایا ای خورشید دین اسلام اختیار کر مین تجھے مثل فرزندون کے سمجھونگا
خورشید نے کہا کہ ہمارے بزرگ بیرے اسی دین پر تھے مین مسلمان نہ ہونگا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوے
نور الدہر وا اسب نے کہا بھئی تم سمجھاؤ خورشید کو سمجھاؤ نور الدہر کو ہمیشہ سے خورشید سے محبت تھی آپ
ہمراہ خیمے مین اپنے لا صحبت عیش برپا کی اور سمجھانا شروع کیا کہ بھئی صاحبقران نے سب کو زیر کیا ہے
تمپر کچھ مقرر نہین ہے ہم تم اسی دین مین تم ہی کہتے تھے کہ وہ دن کون سا ہوگا کہ ہمارے آپکے ملاقات
ہوگی اب خدا نے فضل کیا کہ صاحبقران با اقبال نے تمھین زیر کیا پھر اب تم دین اسلام کیون نہین اختیار
کرتے خورشید بولا ای شاہزادہ نور الدہر آپ جو کہتے ہین سب بجا اور درست ہے مگر دین اپنا نہین ترک
کیا جاتا ہے اگر مین مسلمان ہوا تو لوگ کہینگے کہ خورشید خوف جان سے مسلمان ہوا یہ ننگ مجھے گوارا نہین کہ
زبان دونگا اگر مسلمان نہ ہونگا رات بھر یہی بحث رہی خورشید نے جو اسلام سے انکار کیا تھا پھر اقرار
نہ کیا صبح کو امیر سے آکر حال بیان کیا فرمایا صاحبقران نے کہ مین ناچار ہون اور حکم کیا بیچارہ ذوالخمار عادی
کے حوالے کرو کہ اسے قتل کرے لوگ اسے لیکر ذوالخمار عادی پاس آئے اُسنے لباس خورشید کا اُتارا ایک
ہیکل اُسکے گلے مین سے نکلی ذوالخمار نے چاہا کہ اُسے اُتار لے کہ عمرو اُدھر سے آ نکلا دیکھا عمرو نے کہ
ذوالخمار نے ہیکل گلے سے خورشید کے اتاری عمرو نے کہا ای ذوالخمار مین دیکھون اس ہیکل کو ذوالخمار نے
چاہا کہ پوشیدہ کر لون عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی دیکھی تو اُسمین جواہر اعلی بیش قیمت نصب ہین اور
ایک فیروزہ بہت بڑا ہے اُسپر نام حمزہ صاحبقران کا لکھا ہے یہ دیکھا عمرو نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ خبردار
خورشید کو ابھی قتل نہ کرنا اور خود واسطے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا وہ ہیکل دکھائی اور کہا کہ یہ ہیکل
آپ کی ہے امیر نے فرمایا ہان یہ ہیکل میری ہے عمرو نے کہا آپکو یاد ہے کہ یہ ہیکل آپنے کسے دی تھی امیر نے
فرمایا مجھے خوب یاد ہے کہ مین نے ملکہ گردیہ بانو کو دی تھی عمرو ملکہ گردیہ بانو پاس آیا اور پوچھا کہ یہ
ہیکل تمنے کسے دی تھی اُسنے کہا خواجہ مین نے یہ ہیکل بدیع الزمان کو پہنا دی تھی اب عمرو بدیع الزمان
پاس آیا پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے دی تھی بدیع الزمان نے کہا کہ مین نے ملکہ ماہ اختری کو دی تھی عمرو

پاس ماہ اختری کے آیا دریافت کیا کہ تمنے یہ ہیکل کیسے دی تھی ماہ اختری ہیکل کو دیکھکر رونے لگی عمرو نے کہا اے ملکہ
ماہ اختری جلد بیان کرو روؤ نہیں اُسنے بیان کیا کہ مین حاملہ تھی باپ میرا اختران شاہ میرے قتل پر مستعد
ہوا مین تو چھپ کر وہان سے بھاگی راستے مین وضع حمل ہوا لڑکا پیدا ہوا مین اُس لڑکے کو ایک کپڑے مین
لپیٹ کر یہ ہیکل اُسکے گلے مین پہنا کر جنگل مین چھوڑ کر بھاگی پھر مجکو نہین معلوم کہ وہ لڑکا کیا ہوا عمرو نے کہا اے
ماہ اختری لو مبارک ہو خورشید تمھارا بیٹا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ میرا ایسا نصیبا کہان عمرو محل سے باہر آیا
صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا لاؤ اختران شاہ کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا
وہان اختران شاہ جب سے خورشید زخمی ہوا ہی خبر دمبدم کی منگاتا ہی ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی
یہانتک کہ خبر قتل خورشید کی پہونچی اختران شاہ نے ارادہ کیا کہ غم مین خورشید کے جان اپنی دیدون
کہ ایک چوبدار صاحبقران کا پہونچا اور کہا کہ صاحبقران زمان نے تمھین جلد بلایا ہی حال خورشید کا
پوچھینگے اختران شاہ اُسی وقت سوار ہوکر خدمت صاحبقران مین آیا سلام کیا امیر نے اُسے بٹھایا خورشید
کو بھی طلب کیا عمرو خورشید کو لیے ہوے آیا جام شراب کا دور ہوا اب امیر نے اختران شاہ سے
پوچھا کہ صحیح صحیح حقیقت خورشید کی بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہی اُسنے کہا پیر و مرشد مین شکار کو گیا تھا نیچے ایک
نخل کے پہونچا دیکھا مین نے کہ لڑکے کی رونے کی آواز آئی ہی دیکھا کہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا ایک لڑکا
پڑا ہی مین نے اُٹھا لایا اور پرورش کی یہی خورشید وہی ہی اور یہ ہیکل خورشید کے گلے مین تھی اور جس کپڑے مین
خورشید تھا وہ بھی موجود ہی امیر نے کہا منگاؤ اُس کپڑے کو اختران شاہ نے اُسی وقت وہ کپڑا منگایا
وہ کپڑا امیر نے پاس ملکہ ماہ اختری کے بھیجا ملکہ ماہ اختری نے پہچانا اور کہا کہ یہ میری پیشواز کا
کپڑا ہی اب بالکل ظاہر ہو گیا کہ خورشید بدیع الزمان کا بیٹا ہی امیر نے خورشید کی طرف دیکھکر کہا کہ اب تمھین
اسلام لانے مین کیا عذر ہی تم کہتے تھے میرے بزرگ دین ستارہ پرستی پر ہین اب تو ثابت ہو گیا کہ تم ہماری
اولاد ہو خورشید اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کردائی اور بطریق اہل اسلام غسل کیا
خلعت پہنا امیر خورشید کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوے ماہ اختری سے کہا کہ یہ تمھارا فرزند ہی ملکہ ماہ اختری نے
خورشید کو گلے سے لگا پیار کیا سجدہ شکر بجالائی گرد پھر بلائین لین تمام محل مین خوشی ہوئی ہر ایک نے
ماہ اختری کو مبارکبادی دی خورشید باہر آیا شاہزادہ بدیع الزمان کے قدمون پر سر جھکایا اُسنے گلے لگایا پیشانی
کو بوسہ دیا نور الدہر بغلگیر ہوا صاحبقران عالیشان نے اختران شاہ سے کہا کہ اب تم دین اسلام
قبول کرو اُسی طرح بادشاہ لشکر خورشید کے رہو وہ بھی اُسی وقت از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اے امیر
اگر حکم ہو تو جاکر اپنے لشکر کو بھی مسلمان کرکے ساتھ لے آؤن فرمایا بسم اللہ اختران شاہ اُسی وقت اپنے لشکر مین
آیا اور افسران فوج کو بلاکر کہا کہ مین تو مسلمان ہوا اگر تم سب کو میرا ساتھ دینا ہی تو تم بھی مسلمان ہو نہین جہان
چاہیے رہو سب نے عرض کیا ہم آپکے ساتھ ہین جو آپکی راے وہ ہماری راے اختران شاہ نے کلمہ تعلیم کیا
سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے اور وہان سے اپنے اپنے رسالے مین آکر سب کو مسلمان کیا اب اختران شاہ
اپنے لشکر کو مسلمان کرکے ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا لشکر مین امیر کے عجب خوشی تھی کہ غضنفر
بدر اسد خورشید کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر لشکر سے نکلگیا اور ایک درہ کوہ مین مقام کیا ذکر اسکا بر وقت
ہوگا وہان امیر کشور گیر نے جشن کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق حاضر ہین شراب کباب سب

مہیا ہی جام مئے ارغوانی کا دور چل رہا ہی ایک نازنین مہر تمکین مصروف رقص و غنا ہی

غزل

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
آئینہ میں نہیں ہون کہ حیران ہو گیا
مے تو حلال ہی جو پیے ڈھب سے بادہ نوش
زاہد بھی ہم میں بیٹھ کے انسان ہو گیا
گر دل پھٹا ہی مجھسے ترا اسہل ہی علاج
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہو گیا
کیا حال دل کہین کہ دم عرض مدعا
آزار میری جان کو ارمان ہو گیا

مین بت پرستیون سے مسلمان ہو گیا
قاتل نہ روک ہاتھ کہ رکتی ہی میری جان
مین توبہ کرکے اور پشیمان ہو گیا
اس غنچے مین سمائی ہی وحشت برنگ بو
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہو گیا
حاصل ہوے مزے ترے خنجر کے غیر کو
تیر اعتاب حلق کا دربان ہو گیا
لوائی شوشئہ کہ وہ داغ صنم پرست

کیا حال چپ ہون کیون تری صورت کو دیکھ کر
خنجر تو اور دم کا نگہبان ہو گیا
زندان بے ربائی ہی صحبت کسے نصیب
دل کتنی شتگیون سے بیابان ہو گیا
حسرت کسی طرف ہی تمنا کسی طرف
سر پہ ہمارے مفت کا احسان ہو گیا
امید ہی کہ پھر بیا دست وہ آ گئے
مسجد مین جا کے آج مسلمان ہو گیا

غرضکہ رات بھر عجب صحبت رہی عین صحبت مین خورشید نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران نامدار غضنفر مجھے دغا دیکر لشکر عمرو ماہ اور اسپ باد خورشید رو بکن شگافت لیگیا ہی امیدوار ہون کہ میرا مال مجھے دلوا دیجیے امیر نے اسد سے کہا کہ بھئی غضنفر کو بلا کر خورشید کا اسباب دلوا دو عرض کیا بہت خوب اور کہا ضرغام سے کہ لاؤ غضنفر کو دیکھو تو کہان ہی ضرغام شیر دل گیا سارے لشکر کو ڈھونڈھ مارا کہین نشان بھی لشکر غضنفر کا نہ پایا آکر عرض کیا کہ غضنفر اپنے لوگون سمیت کہین چلا گیا جب امیر پر ظاہر ہوا کہ غضنفر لشکر مین نہین ہی خورشید سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ جسوقت وہ لشکر مین آئیگا مین اُس سے تمہارا تیغہ گھوڑا انگوٹھی سب دلوا دونگا خورشید چپ ہو رہا صبح ہو گئی صحبت جشن برخاست ہوئی سب سردار رات بھر کے جاگے ہوے اپنے اپنے خیمون مین آکر سو رہے مگر ہرکارون نے خبر فرعون کو پہونچائی کہ خورشید ستارہ پرست پسر بدیع الزمان ہی مختیار کرکے صلوٰۃ پڑھی اور خوب تا دھنا نا چا اقبا سے کہا کہ سُنا آپ نے مجکو آپ واہی بنا لے تھے فرعون نے کہا ای مختیارک تو سچا ہی مگر نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نام بیٹی ہی منوروز بیر کی منسوب ہی رعد شش تاجدار کے ساتھ فرعون بھی ناہید پر مائل ہی اور ناہید عاشق ہی خورشید ستارہ پرست پر اسنے جو سُنا کہ خورشید ہوتا ہی صاحبقران کا اُسی رات کو مع اپنے مال و اسباب آکر خیمے مین عمرو کے داخل ہوئی عمرو نے بہت عزت و خاطر کی حال پوچھا کہ ہمشیرہ کیونکر یہان آنا ہوا کہا بھیا مین مسلمان تو جب سے ہون کہ تمنے جب سے مجکو یہین کہا اور مین عاشق ہون خورشید پر یہ آپ خوب جانتے ہین اب وہ مسلمان بھی ہوا لازم آپ کو یہ ہی کہ حق بھائی گری کا ادا کیجیے اور عقد میرا کوشش کرکے خورشید سے کروا دیجیے عمرو بولا ہمشیرہ گھبراؤ نہین اسکا سرانجام ہو جائیگا اور سامان دعوت واسطے ناہید کے مہیا کرکے آپ خدمت مین حمزہ صاحبقران کی روانہ ہوا امیر دربار مین بیٹھے تھے کہ عمرو سامنے سے آیا سلام کیا پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا امیر سے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کو معلوم ہی کہ نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر نے کیسی کیسی لشکر اسلام کی مددگاری کی ہی فرمایا دل سے ہین ہم اُسکے ممنون ہین عرض کیا کہ وہ رات سے میرے خیمے مین آئی ہی اور مدت سے مسلمان ہی مگر خورشید پر عاشق ہی اُسی کی محبت مین چلی آئی ہی چاہتی ہی کہ عقد خورشید کے ساتھ ہو جاسے امیر مخاطب ہوے خورشید کی طرف خورشید اسد سے کہ رہا ہی کہ اسی نے مجکو تیغہ اور انگشتری اور گھوڑا دیا تھا مدت سے یہ مجھپر عاشق ہی کہ امیر نے فرمایا خورشید تمہین کیا منظور ہی اسد نے کہا نانا جان یہ آپ مدت سے ملکہ ناہید پر عاشق ہی

انکی توہرا دیڈالی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ اسباب شادی مہیا کرو عرض کیا بہت خوب مگر اسعد شاہ ایرج شکور گریے
عرض کیا کہ نور شاہ دربند سے قید ہے فرمایا کہ حاضر کرو اسی وقت ضرغام شیر دل قید نور شاہ کو لایا امیر نے
تلقین دین اسلام کیا وہ از دل و جان مسلمان ہوا امیر نے خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ اسکے لیے استادہ ہوا
یہ کافر رات کو بھاگ کر چلا گیا صبح کو خبر امیر کو ہوئی صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے فرمایا کہاں جائیگا لیکن
ہر کارون نے خبر لاکہ ناہید قمر طلعت کی فرعون شاہ کو پہونچائی کہ داخل لشکر اسلام ہے اور خورشید کے
ساتھ شادی کی تیاری ہے فرعون نے منور روز وزیر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمہاری بیٹی نے کیا کیا منور روز نے
تو غیرت دار ہے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے کہا اے وزیر اعظم کچھ تمہارے اوپر یہی نہیں ہوئی ہے لڑائی
خدا سے باختر کی دو بیٹیوں کو خدا پرست لیگئے فرامرز بن نوشیروان جیسے میں انکی بہن کو حمزہ لیگیا تم ہرگز
اسکا ملال نہ کرو منور روز وزیر صاحب غیرت ہے بختیارک کو کچھ جواب نہ دیا چپکا دل سے اٹھکر ایک گوشہ میں گیا
خنجر نکالکے سینے پر زور کیا کہ پشت سے پار کر دیا زمین پر گرا تڑپنے لگا آخر دم بھر میں تمام ہو گیا جب خبر لوگ
ادھر سے آئے لاشہ اسکا پڑے دیکھا اٹھا کر پاس فرعون کے لائے فرعون کو بڑا صدمہ ہوا لاشہ اسکا کفن دفن
اسکے بھجوا دیا ناہید میں آگئے کہرام پڑ گیا اکبر بیٹا فرعون شاہ کا روشن تاجدار خبر لایا ناہید قمر طلعت کی
سنکر لشکر صاحبقران میں چلی گئی زہر کا پیالہ تیار کیا یا چاہتا کہ پیے ادھر سے ایک عیار آتا تھا اسنے دوڑ کر
پیالہ ہاتھ سے لیلیا اور جھٹ فرعون کو دی فرعون نے روشن تاجدار کو بلایا گلے سے لگایا دلاسا دیا کہ میں
تیری معشوقہ کو منگا دونگا تو اپنی جان نہ دے اور لقا سے کہا کہ یہ فرقہ خدا پرست عجب طرح کا ہے کہ بزرگی
کا لحاظ نہ کیا جو کچھ کیا اپنا غضب انپر نازل کرتا ہوں بختیارک بولا یا خداوند میری صلاح پر عمل کیجیے تو عزت
ملے فرعون بولا کہ بعض امور خداوں کے ہیں اسکی تقدیر میں نے تیرے اوپر مقرر کی کہ کیا صلاح ہے اُسنے کہا
کہ آپ نامہ حمزہ کو لکھیے کہ ناہید منسوبہ ہے روشن تاجدار کے ساتھ اور کسی مذہب میں روا نہیں ہے
کہ زن شوہر دار کی شادی دوسرے مرد کے ساتھ ہو اگر تو بہادر ہے اور دعوی مردمی کا رکھتا ہے تو ملکہ
ناہید قمر طلعت کو سوار کر کے بھیجدے اور اگر دعوی بہادری کا نہیں ہے تو تو چوڑیاں پہنکر عورتوں میں
بیٹھ بس یہ نامہ پڑھکر حمزہ آگ ہو جائیگا اور ناہید کو سوار کر کے بھیجدیگا اور آپ نامہ روشن تاجدار
کو دیکر روانہ فرمائیے فرعون یہ سنکر خوش ہوا بختیارک کو گلے سے لگایا اور نامہ لکھواکر روشن تاجدار
کو دیا بختیارک سے کہا ایسا نہ ہو حمزہ غصے میں آکر روشن تاجدار کو مار ڈالے بختیارک نے کہا
حمزہ بہادر ہے کبھی ایسا نہ کریگا فرعون نے یہ سنکر روشن تاجدار کو روانہ کیا یہاں جاسوسوں نے
خبر عمرو کو پہونچائی کہ بختیارک نے ایسا کچھ لکھواکر روشن تاجدار کے ہاتھ نامہ فرعون کی طرف سے بھجوایا ہے
عمرو اسکے پہنچنے سے بارگاہ صاحبقران میں آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار ایک عرض ہے امیر نے
فرمایا کہو عمرو نے کہا کہ بختیارک کے ورغلانے سے فرعون نے روشن تاجدار کو بھیجا ہے وہ آپ کے
پاس آتا ہے مقدمہ عورت کا ہے اے شہریار زن مسلمہ کا فرکو دینا کس طرح درست ہے اور ناہید بیاہے
زندہ نہ جائیگی امیر نے فرمایا خواجہ میں ایسا نادان نہیں ہوں تم اُسے آنے تو دو کہ بعد دو گھڑی کے
چوبدار نے آکر عرض کیا کہ بیٹا فرعون کا برسم ایلچی گری آتا ہے فرمایا آنے دو روشن تاجدار سامنے آیا بطریق
فرعون پرستان سلام کیا امیر نے جواب سلام کا نہ دیا ڈنگل آہنی بیٹھنے کو ملا امیر نے ساقی کو اشارہ کیا

کہ دے اسے جام شراب کا ساقی نے بموجب حکم جام لبریز کرکے دیا روشن تاجدار نے کئی جام پیے اور نامہ نکالکر
امیر بالوقیر کے ہاتھ میں دیا امیر جو نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوئے مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے فرمایا کہ
ای عزیز اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں بہت بری طرح پیش آتا میرا کوئی بیٹا پوتا ناہید کو تیرے گھر سے نکال نہیں لایا
وہ مدت سے مسلمان ہوکے میرے لشکر میں چلی آئی ہیں نا انصاف نہیں ہوں کہ تجھ کافر کو اسے حوالے کردوں مگر تجھ سے
آپنے سے اتنا کرتا ہوں کہ میں اسکو محافے میں سوار کرکے میدان میں بھیجدونگا تو طبل جنگ بجواکر میدان میں نکل ادھر
سے خورشید تیرے مقابلے کو آئیگا جو غالب ہو وہ محافہ ناہید کا اٹھوا لیجائے روشن تاجدار نے کہا کہ مجھے
منظور ہے یہ کہکر وہاں سے اٹھا اور فرعون پاس آکر سب حال بیان کیا اسنے کہا کیا مضائقہ ہے میں تیرے تعاقب میں ہوں کہ
تو خورشید کو ماریگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر
امیر کشورگیر کو ہوئی یہاں بھی طبل جنگ بجا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر سحر کو آکر
میدان مصاف میں ہوئے محافہ لاکر ناہید پرطلعت کا میدان میں آیا فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا بادشاہ اسلام
اسی دمدمے پر متمکن ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے روشن تاجدار میدان
میں نکلکر پکارا کہ جو طالب عروس ہو وہ آئے میرے مقابلے کو تاکہ اُسے عروس اجل سے ہمکنار کروں خورشید
مرکب کو جھپٹا کر سامنے روشن تاجدار کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی خورشید نے چند طعن میں نیزہ
روشن تاجدار کا ہوائی کیا اسنے خشمناک ہوکر تلوار ماری خورشید نے باسپ سپر رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار
کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوکے قتل ہوا کہ وہ روشن تاجدار مارا گیا دو غلام تھے اسکے کہ نام ایک کا قابض
دوسرے کا مبارک تھا دونوں تلواریں کھینچکر دوڑے اور چپ و راست خورشید کے آکر وار کیا خورشید نے
کلائیوں پر ہاتھ ڈالدیا اور تلواریں چھینکر پھینکدیں گردنوں میں ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور تلقین دین
اسلام کیا جب انھوں نے مانا تو لشکر اسلام کی طرف بھیجا پھر نکل پڑے جو مبارز طلب کیا معاذ زرہ پوش نکلا
بعد گفتگو معاذ نے حلقہائے کمند درست کرکے آنکر پھینکا خورشید پر اسکے ساتوں حلقے گردن میں خورشید
کے پڑے معاذ نے کھینچا کہ کوکب عیار خورشید کا دیکھ رہا تھا کہ میرے آقا کو اسنے کمند میں گرفتار کیا
غضب ہوا ایک تیر جو تاک کر اسپر مارا کہ سینے پر معاذ کے پڑا پشت سے پار گذر گیا گرکر تڑپنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے جہنم واصل ہوا عبوق عیار نے دیکھا کہ تیرے بھائی کو اس عیار نے مارا جلدی سے دوڑکر خنجر کوکب پر مارا
کوکب نے خالی دیا اور اپنا خنجر اسپر مارا کہ پشت سے پار گذر گیا وہ بھی گرکر تڑپنے لگا اور جہنم واصل ہوا
سو اس عیار نے جو یہ تماشا دیکھا پشت پر سے کوکب کے آکر کمند ماری اور چاہا کہ کھینچے اور گرادے
کہ مہتر قران حبشی دوڑ پڑا مثل باد صرصر کے پہنچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور
لغدہ کر پر اسکی مارا کہ وہ جہنم واصل ہوا دوپہر ڈھل چلی تھی کہ گرد وغبار کا اتنی بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار
کردیا جسوقت گرد شق ہوئی تو چھ سو علم ماہی پیکر نشانہ چھ لاکھ سوار کا عیاں ہوئے اور جلوس سواری کا
گذرا اسپہ سب کے داراب کشورکشا مالک اژدر ہمراہ نمودار ہوا جسوقت لشکر داراب کا میدان میں
پہونچکر ایک جانب قائم ہوا مالک اژدر نے داراب سے کہا کہ بس اب میں خدمت میں اپنے آقا نامدار
کی جاتا ہوں اور رخصت لیکر پاس امیر کشورگیر کے آیا قدمبوس ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے مالک کو گلے
لگایا اور بہت شفقت فرمائی کہ یکایک اور گرد اڑی اور آن واحد میں قریب لشکر شق ہوئی اور چار سو علم

نشانہ چار لاکھ سوار کا نمایاں ہوئے بعد اُن سب کے تورج ماہ پرست مرکب پہ سوار میدان میں پہونچا ایک
طرف اپنے لشکر سمیت اُترا خیمہ بارگاہیں استادہ ہوئیں تورج اپنی بارگاہ میں آیا داراب نے اپنی بارگاہ میں
آکر قرار لیا شام ہوگئی تھی طبل بازگشت بجا امیر بھی مع لشکر میدان سے پھرے اُدھر فرعون بیٹے کے غم میں کمال پریشان
ہوا لیکن یہاں امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں پہلے عقد خورشید کا ناہید قمر طلعت سے کروں کیونکہ جنگ و
جدل تو ہوا ہی کریگی عمرو نے کہا حکم کی دیر ہے سب سامان موجود ہے اُسی وقت تیاری ہوئی خورشید نے مانجھا پہنا
امیر نے داراب اور تورج کو بلاکر شریک شادی کیا برات کے دن امیر نے بہت سامان کیا کہ تمام دشت
صحرا کے تاملی سے منڈھوائے اور قندیلیں لٹکوائیں ہر طرف چراغاں کی تیاری ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا
آگ لگی ہوئی ہے غرضکہ صحبت عیش و طرب آراستہ ہوئی نازنینان حور پیکر آکر مصروف رقص و غنا ہوئیں داراب
و تورج بھی آ کے شریک محفل ہوئے صبح کو برات گئی خورشید ناہید کو بیاہ کر حجلہ عروسی میں لایا گوہر مقصد
حاصل کیا ناہید اُسی روز حاملہ ہوئی اس سے لڑکا پیدا ہوگا تورج نامے میں اُس سے بڑے بڑے کام
ہونگے بعد شادی کے داراب صاحبقران سے رخصت ہوا اور کہا کہ میں اپنی آزمائش آپ سے کرونگا
فرمایا بہتر کیا مضائقہ ہے داراب نے اپنے لشکر میں پہونچتے ہی طبل جنگ بجا دیا اُدھر امیر کے لشکر میں کوس حربی
بجا اور لشکروں میں بھی نقارہ رزمی بجا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو چاروں لشکر میدان میں آئے
بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دیگر چلے گئے داراب کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان
میں آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے آج میرے آپ کے فیصلہ ہو جائے یا آپ صاحبقران ہیں یا میں ہوں امیر
نے اشقر کو بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آئے امیر گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت نیچے رکھوا دیا
غرضکہ امیر اجازت لیکر سامنے داراب کے آئے داراب نے سلام کیا بعد از گفتگو داراب نے نیزہ
مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے تا دیر نیزہ بازی رہی امیر بند باندھتے ہیں دارا
کھولتا ہے داراب بند باندھتا ہے تو امیر کھولتے ہیں ایک مقام پر امیر نے نیزہ داراب کا ہوائی کیا
داراب نے گرز مارا امیر نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ سے مارا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی گرد
گرد کا اُٹھا امیر چھپ گئے پر میں منہ سے پسینہ جاری ہوا اشقر زمین میں دھنس گیا عمرو دوڑا گرد کے چرخ مارکر
اندر گرد کے آیا پکارا یا امیر ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے امیر نے آنکھیں کھولیں کہا خواجہ
واقع میں داراب نہایت زبردست ہے اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب امیر نے ہوشیار باش
کہکر گرز اپنا داراب پر مارا داراب نے بھی گرز امیر کا زیر پر روکا کہ آواز تڑاقے کی بلند ہوئی تتق گرد اُٹھا کہ
داراب چھپ گیا فتاح عیار دوڑ کر اندر گرد کے گھسا دیکھا تو داراب بیہوش کھڑا ہے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا
داراب کو ہوش آیا دیکھا تو مرکب غرق زمین ہے اشارہ کیا کہ گھوڑا اتنی دیر میں سرد بھی ہو چکا تھا دیکھا
داراب نے کہ گھوڑا مارا گیا تلوار کھینچکر طرف امیر کے دوڑا کہ گھوڑے کو امیر کے پی کردن امیر اُسے آتے دیکھکر
خود بھی گھوڑے سے کود پڑے داراب امیر کو پیادہ دیکھکر ہتھیار رکھکر دوڑا ادھر سے امیر چلے لگی کشتی ہونے
سب لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے دوسرا دن بھی
وہی کیفیت تھی یہانتک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن امیر نے لنگر داراب کا توڑا اور سر پہ چرخ دیکر
زمین پہ مارا کہ چار دن شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکیں باندھ کر عمرو کے سپرد کیا طبل بازگشت بجا کر

میدان سے پھرے لشکر داراب کا نہایت آزاد اس کمال پریشان پھر گیا اُدھر فرعون و لقا داخل فرعونیہ ہوئے
امیر نے آکر خاصہ نوش کر کے آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے دنگل شوکت پر شکن ہوئے
اور عمرو سے کہا لاؤ داراب کو عمرو نے داراب کو لا کر سامنے موجود کیا داراب نے بطریق آب پرستان
سلام کیا امیر نے کرسی جواہر نگار پر اُسے بٹھایا اور زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ بیٹے کیونکر تمھین زیر کیا داراب
نے کہا جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم کسکے فرزند ہو سچ بیان کرو عرض کیا کہ مین بیٹا ہون
سکندر رگاذر کا باپ میرا شہر کشوریہ مین موجود ہی امیر نے فرمایا ای داراب تو ہماری اولاد مین سے ہی سکندر کا
بیٹا تو نہین ہی کہا کہ جسکا باپ زندہ ہو اُسے حرام کا نہین کہتے ہین باپ میرا موجود ہی امیر نے ارشاد کیا ای داراب
بدیع الزمان کو بھی ایک دھوبی نے پالا تھا آخر تحقیق کیا تو میرا فرزند ثابت ہوا داراب نے کہا ہو گا اسیا امیر
بالتوقیر نے کشور شاہ کو بلایا اُس سے پوچھا کہ داراب کسکا بیٹا ہی اُسنے عرض کیا مین اتنا ہی جانتا ہون کہ
داراب سکندر کا بیٹا ہی امیر نے قہرزاد سے کہا کہ تم اپنے دیوون مین سے ایک دیو شبیر کو بلاؤ قہرزاد نے سیٹی
بجایا دیو حاضر ہوا امیر نے دیو سے فرمایا کہ یہان سے شہر کشوریہ مین جا کر سکندر رگاذر کو لے آ دیو نے عرض کیا کہ
مین اُسے کیا جانون کیونکر پہچانون فتاح عیار داراب کا موجود تھا اُسنے کہا مین چلتا ہون سکندر کو لیے
آتا ہون امیر نے فرمایا بہت بہتر ہی دیو فتاح کو لیکر شہر کشوریہ مین آیا سکندر رگاذر سے ملاقات ہوئی اُسنے
فتاح کو بیٹا سمجھ کے گلے سے لگایا حال داراب کا پوچھا فتاح نے تمام حال بیان کیا اور کہا چلو حمزہ صاحبقران
نے تمھین بلایا ہی جو کچھ راست راست ہو سامنے صاحبقران کے بیان کرنا اُسنے کہا ای فرزند ایسا ہی کرونگا اور
صندوق اپنے ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا سلام کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا امیر نے فرمایا ای
سکندر تو سچ سچ حال کہہ کہ داراب تیرا بیٹا ہی اُسنے کہا ای شہریار مین نے اسے پالا ہی سب اپنی دولت اسپر
صرف کی ہی فرمایا کہ یہ کیونکر تیرے ہاتھ آیا کہ تو نے پالا اُسنے عرض کیا کہ شہریارا ایک روز مین سویرے سے دریا گیا
کپڑے دھو رہا تھا کہ دیکھا مین نے ایک صندوق بہا چلا آتا ہی مین نے اُس صندوق کو دریا سے نکالا اور گھر مین
لا کر جو کھولا تو دو لڑکے اُسمین سے نکلے کہ نال بھی اُنکی نہ کٹی تھی مین نے دائی کو بلایا نال کٹوائی دو دودھ پلائیان رکھین
پرورش کرنا شروع کیا اور اُس صندوق مین ایک سفارشنامہ بھی تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی ان لڑکون کو
پائے اور مثل فرزندون کے رکھے وہ فیضیاب ہو گا کہ یہ لڑکے خاندان عالی سے ہین ای شہریار مین نے انکے پڑھانے
لکھانے مین بہت سا اپنا مال و دولت صرف کیا ہی اپنی جان سے زیادہ انھین عزیز رکھتا تھا فرمایا وہ سفارشنامہ
کہان ہی اُسنے صندوق سے نکالکر امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فرمایا کہ صاحبو اس خط کو پہچانو کہ کسکے ہاتھ کا خط
ہی لکھا سب پکارا یہ خط میری بہن کا ہی امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ خط لیجا کر صنوبر بانو کو دکھاؤ عمرو اندر گیا اور وہ
خط صنوبر بانو کو دکھایا اُسنے کہا واقع مین یہ خط میرا لکھا ہوا ہی مین حاملہ تھی جس وقت وضع حمل ہوا تو باپ کے
خوف سے مین نے لڑکے کو صندوق مین بند کر کے سفارشنامہ رکھکر دریا مین بہا دیا تھا اور دوسرا لڑکا شگوفہ
تمھارا ہی کہ شگوفہ سے پیدا ہوا ہی عمرو نے صنوبر بانو سے کہا کہ مبارک ہو داراب تمھارا فرزند ہوا اور
امیر سے آکر تمام حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے داراب کو گلے سے لگایا قصہ اُسکی دوری کی عمرو نے
فتاح کو پیار کیا کشور شاہ مسلمان ہوا سکندر رگاذر بھی اسلام لایا امیر نے جشن کیا چراغان کی تیاری
کی گئی صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی سردار دورہ باندھ کر بیٹھے ایک نازنین نے یہ غزل جناب نواب

لاڈلے مرزا صاحب بنارسی کی گانا شروع کی غزل ۔ وصل کا اسدم سماں دکھلائیں آپ

ہم کہیں کچھ اور شرما جائیں آپ
ہم ابھی گردن جھکا دیں بہر قتل
روغن بادام وان جلوائیں آپ
ہو مزا عاشق سے چھپنے کا جبھی
غیر سے جوڑا اگر کھلوائیں آپ

سرخ جوڑا پہنکر آئیں اب آپ
تیغ کھینچے سامنے تو آئیں آپ
وصل میں اسدم حیا کا ہو مزہ
جسکے عقا حشر میں بھی آئیں آپ
ہی پریشان حال شیدا اسقدر

حسرتوں کا خون بھر کر جائیں آپ
کشتۂ چشم سیہ جتنا ہیں دفن
شرم بھی آئے تو شرما جائیں آپ
زلف کی کیونکہ نہ ہو میری وبال
پاگلی پہر دو اب آئیں آپ

غرضکہ اسطرح وہ نازنین یہ غزل گا کی کہ سماں بندھ گیا یہان تو جشن ہو رہا تھا خبر فرعون کو پہونچی کہ داراب
کا لشکر لشکر حمزہ کے شریک ہوا اور داراب بیٹا امیر کا ہے فرعون نے لقا سے کہا کہ حریف دن پر دن
زور پکڑتا جاتا ہے جلد طبل جنگ بجواؤ کہ انکا کام تمام کرون لقا نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے
خبر لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوے دعا و ثناے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ لشکر فرعون مین طبل جنگ
بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا
بہادر آراستگی مین مصروف ہوے حربہ ہاے جنگ کو درست کرنے لگے غرضکہ بار بہر رات تیاری رہی صبح کو
دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر نکلے
ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ دریا کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے
دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان نمودار ہوا اُسپر ایک ساحرہ زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سوار اور چار
تلوارین اُسکے سر پر چمکتی ہوئین نمایان ہوئی آن واحد مین قریب پہونچی ہرکارون نے یہ خبر دریافت کرکے
فرعون کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ یہ بہن ہے ساحر ششمش کی شور انگیز جادو اسکا نام ہے فرعون یہ سنکر
بہت خوش ہوا لقا سے کہا جاؤ استقبال کرکے لاؤ لقا وہان سے چلا جب قریب شور انگیز جادو کے پہونچا
وہ پکاری ای عزیز میرے قریب نہ آنا نہیں تو مارا پڑیگا فرعون سے کہہ دینا کہ مین خدا پرستون سے مقابلہ کرنے
تو آپ کی خدمت مین آئی ہون لقا تو اُدھر پھر گیا یہ لکاتہ میدان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای گروہ
خدا پرستان بنے سے احمد ششمش کو نہین معلوم کیونکر مارا اگر اُسکے عوض مین تم سبکو نہ مارا ہوگا تو اپنا نام ملکہ
شور انگیز جادو نہ پایا ہوگا آؤ میرے مقابلے کو دیکھو کیا ہوتا ہے بہزاد طوسی اجازت لیکر میدان مین آیا وہ
دور سے پکاری کہ ای عزیز اگر زیست اپنی چاہتا ہے تو فرعون کو سجدہ کر بہزاد پکارا او مردار کیا بکتی ہے یہ کہتا ہوا
چلا آتا ہے کہ شور انگیز نے اشارہ کیا وہ تلوارین جو اُسکے سر پر چمکتی تھین ایک تلوار بہزاد پر گری کہ سر اُسکا
تن سے جدا ہوا دھڑ اُس بیچارے کا زمین پر تڑپنے لگا وہ مرد مسلمان شہید ہوا دوسری جانب لشکر تو رنج
کا تھا وہ لگا تہ اُدھر رخ کرکے پکاری کہ ہے کوئی تم مین کہ آسے میرے مقابلے کو ہزبر نامے ایک پہلوان تھا
اُسے جوش شجاعت ملکہ قضا دامنگیر ہوئی سقول شاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا اُسی طرح اُسکا نام لے
تلوار کو اشارہ کیا سر پہ ہزبر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہوے وہ بھی مانند بہزاد کے مارا گیا شور انگیز پکاری کہ
ای خدا پرستو ای یاہ پرستو اگر منظور کل آکر فرعون کو سجدہ کیا تو بہا نہین تو تم سبکو قتل کر دونگی یہ کہکر
طبل بازگشت بجوا کر گئی فرعون شاہ سے ملازمت حاصل کی صحبت عیش آراستہ ہوئی تجتبارکے
اُٹھکر سلام کیا شور انگیز وضع اُسکی دیکھکر بہت ہنسی نام پوچھکر اور زیادہ ہنسی اور کہا ملکہ جی تم کیوں نہ

بختیارک بولا جب ساحر شمشش مارے گئے تھے اُس وقت آپ کہاں تھیں اُسنے کہا کہ میں ظلمات میں گئی ہوئی تھی بختیارک نے کہا اے ملکہ شور انگیز کیا بیان کروں کہ ساحر شمشش کس خرابی سے مارے گئے دریا کے اندر نہنگ بنے ہوئے پھر رہے تھے مرتضیٰ دریا میں گھسکر اُنکو پکڑ لائے اور شیشہ پلا کر مار ڈالا جادوگر کے تو جان کے دشمن ہیں شور انگیز نے کہا ملک جی میں تدبیر سے اُسے گرفتار کرونگی میں تو میدان میں دیکھونگی وہ عیار دکھائی نہ دیا بختیارک نے کہا کہ وہ حریف کو دیکھکر غائب ہو جاتے ہیں مگر عجب بلا ہیں شور انگیز بولی کہ ملک جی سب کو مارونگی بختیارک نے کہا کہ خدا پرست سب پر غالب آئے ہیں شور انگیز نے کہا کس باعث سے بختیارک بولا ایک تو حمزہ مالک اسم اعظم باطل السحر ہی دوسرے عمرو سر برندۂ جادوگران ہی شور انگیز نے کہا اسم اعظم تو آج ہی بند کیے لیتی ہوں اور عمرو جسوقت ہاتھ آجائیگا اُسے گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا کچھ کرو خدا پرست انھیں زندہ نہ چھوڑینگے جو ان نے کہا کیا بکتا ہی القصہ شور انگیز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر امیر میں ہوئی کہ شور انگیز جادو نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی یہاں بھی طبل جنگ بجا لیکن لشکر میں ایک انتشار ہو گیا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی ایک ایک سے گلے ملنے لگا خطا بخشوانے لگا ہر نفس آمادہ مرگ و جہیائے فنا تھا الیقین کامل تھا کہ جان نہ بچیگی یہاں تو یہ حال وہاں شور انگیز جادو طبل جنگ بجواکر رات کو ہوم خانے میں آئی اور ایک پتلہ موم کا بنا کر اُسکے منھ اور دل پر سوئیاں مار کے شیشے میں بند کیا دو پہر رات گئے خواب مرگ میں گرفتار ہوئی ادھر امیر کے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا کیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نجیب دیکر چلے گئے تھے کہ شور انگیز جادو میدان میں آئی مبارز طلب کیا ادھر سے بالا کر دھرنگی رفیق قدیم شاہزادہ علیشاہ رومی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ شور انگیز جادو نے اشارہ کیا تلوار چمک کر سر پر گری کہ وہ مرد مسلمان شہید ہوا اسیطرح بہت سے اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے امیر کا اسم اعظم بند ہی کوئی مقابلے کے لیے انھیں جانے نہیں دیتا سب رکاب سے لپٹے ہوئے ہیں یہ لکاتہ مبارز طلبی کر رہی ہی بادشاہ دعا مانگ رہے ہیں عجب غلغلہ ہو رہا ہی کوئی مقابلے کو نہیں آتا شور انگیز پکاری اے خدا پرستو اگر تم نہیں آتے تو میں ہی آتی ہوں اور چاہا ہے کہ اپنے اژدہے کو بڑھائے لشکر اسلام پر چلائے کہ صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز بوق کی کان میں آئی غضنفر بن اسد بیس ہزار قزاقوں سے پہونچا لاشے اہل اسلام کے سامنے پڑے دیکھے غیظ و غضب طاری ہوا مرکب اُڑا کر اُسکے مقابلے کو چلا اور نعرہ کیا کہ حریف تیرا میں موجود ہوں آیا ہیں بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ لکاتہ ماری گئی اب نہیں بچتی لقا بولا حمزہ تو اسکے مقابلے کو آتا نہیں یہ دیوانہ کیا کریگا بختیارک بولا دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر اسد و کرب گھوڑے اُٹھاکر دوڑے اور غضنفر سے کہا کہ خبردار اسکے مقابلے کو نہ جانا اگر قریب پہونچیگا مارا جائیگا دیکھو کہ امیر کشور گیر بھی اُسکے مقابلے کو نہیں جاتے ہیں غضنفر نے کہا حضور تشریف لیجائیں میں جا کر اسے مار ڈالتا ہوں تم اسکا کچھ تاثیر نکریگا یہ کہکر شور انگیز کی طرف روانہ ہوا نعرہ کیا کہ او قحبہ آیا میں تیری خدمت گذاری کو شور انگیز پکاری نزدیک تو آ غضنفر قریب اُسکے گیا شور انگیز نے تلوار کو اشارہ کیا تلوار حملہ کر چلی تھی کہ غضنفر نے اسپ باد خور کو اُڑایا اور تلوار پر عکس انگشتری مہروماہ کا ڈالکر پکڑ لی اور سامنے شور انگیز کے گھٹنے پر رکھکر زور کیا کہ تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر مرکب اُڑاکر آسمان پر گیا دوسری تلوار لایا اور توڑ ڈالی اسی طرح چاروں تلواریں جو سر پر اُس لکاتہ کے تھیں اُنکو

توڑ ڈالا اور افروختہ کیا کہ او خبیث خیرہ چشم کچھ تو نے کیا وہ کیا اب بھی باز آ اپنے فعل سے اُسنے کہا تو بھی ساحر معلوم ہوتا ہے
غضنفر بولا مین ساحر پر لعنت کرتا ہون لیکن ساحر کش ہون یہ کہکر تلوار کھینچکر دوڑا اُسنے اپنے بال نوچکر سحر کرکے
پھینکے وہ اژدہے بنکر دوڑے غضنفر نے عکس انگشتری کا ڈالا کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آ گئے کسی نے غضنفر
کو گزند نہ پہونچائی اب غضنفر قریب اُسکے پہونچ گیا شور انگیز بیتاب ہوکر بھاگی اسم سحر کا دم کیا کہ دونون
بازو دو ن سے پیدا ہوے اُڑکر آسمان کو چلی غضنفر نے دیکھا کہ یہ لگا نہ جاتی ہی اسپ باد خور کو اشارہ کیا وہ بھی
اُڑکر چلا عقب مین شور انگیز کے روانہ ہوا شور انگیز ہر چند اپنے کو بچایا کچھ نہ ہوا غضنفر سر پر پہونچ گیا اور ہاتھ
تیغ پر رویین شگاف کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے غضنفر زمین پر اُترا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز
مہیب پیدا ہوئی کہ شتی مرا نام مین بلکہ شور انگیز جادو بود حیف جانا زادیم وبہ مطلب خود نہ رسیدیم اسد نے دوڑکر
غضنفر کو گلے سے لگایا صاحبقران نہایت خوش ہوے خورشید بھی دوڑکر لپٹ گیا کہ بھئی کیا کار نمایان کیا
یہ انگوٹھی تلوار گھوڑا مین نے بخوشی تمہین دیا اب تم کچھ خیال دل مین نہ کرنا اور اپنے ساتھ خدمت صاحبقران
مین لایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا فرعون و لقا منتظر ہی رہگیا
پھر گئے مگر تورج ماہ پرست نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے نے خبر لیجا کر بخدمت صاحبقران مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنای شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ لشکر
مین تورج ماہ پرست کے طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبہ تائید ربانی بجے طبل جنگی بجا
اُسی وقت کوس حربی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و
قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ تورج ماہ پرست مرکب بڑھا کر سیقول شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور للکارا کہ ای شاہان وای شہریاران مین اپنے میدان مین سوا حمزہ
صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا کہ مقابلے کو میرے آئے اور اگر حمزہ مقابلے سے میرے خائف ہو تو
اسباب صاحبقرانی جیسے بارگاہ سلیمانی و علم اژدہا پیکر و طبل اسکندری وغیرہ کے امیر یہ آوازہ
سنتے ہی بغیر اجازت بادشاہ مرکب اُڑا کر دوڑ پڑے کہ آیا مین تورج تھا دو زانو ہوا اور کہا کہ آفرین صد آفرین
کہ اس ضعیفی مین آپ کو یہ حرارت ہی مگر مین آپ کا حریف دیکھون کہ لیتا ہی فرمایا کہ مین نے کبھی پیش دستی نہین کی
تورج نے نیزہ صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک مقام پر امیر نے
نیزہ تورج کا ہوائی کیا تورج نے غیظ و غضب مین آکر گرز مارا امیر نے وہ بھی رد کیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی اُس
بھی مطلب حاصل نہ ہوا دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن امیر
نے لنگر تورج کا توڑا سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور باندھ کر عمرو کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر امیر مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوے دربار نہ کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو سے
فرمایا کہ لاؤ تورج کو عمرو اُسی وقت لایا تورج نے بطریق ماہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
اور پوچھا کہ ای تورج تو کسکا فرزند ہے عرض کیا کہ سیقول شاہ کا بیٹا ہون حکم کیا کہ لاؤ سیقول شاہ کو جب وہ
آیا سلام کیا امیر نے بعزت تمام اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای سیقول شاہ سچ سچ کہو کہ تورج کسکا بیٹا ہی اور اگر
جھوٹ کہا تو ابھی دیکر اشارہ کرونگا کہ وہ کھال لیگا سیقول شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار مین شکار کے
واسطے گیا تھا دامنہ کوہ مین پہونچا ایک زن جمیلہ کو دیکھا کہ گود مین اس لڑکے کو لیے ہوے بیٹھی ہی مین تنہا اُسکے پاس گیا

اور پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ لڑکا کسکا ہے اُسنے کہا کہ اگر تو حال میرا کسی سے بیان نہ کرے تو مین کہون مین نے قسم کھائی
کہ مین ہرگز کسی سے نہ کہونگا اُسوقت اُسنے کہا کہ مین زوجہ ہون ہاشم تیغزن کی حیات بانو میرا نام ہے یہ لڑکا
ہاشم تیغزن کا ہے مین اُس عورت کو اپنے گھر مین لیگیا بہت اچھی طرح سے رکھا از بسکہ اُسنے ایذا بہت اُٹھائی تھی
بہت ناتوان ہوگئی تھی تین روز زندہ رہی آخر کو مر گئی اُسے دفن کر دیا اور اس لڑکے کو بجائے فرزند پالا تورج
نام رکھا صاحبقران نے جو حال سُنا بہت خوش ہوے اُسی وقت قید تورج کی دور کی اُسے گلے سے لگایا اور
پیشانی کو بوسہ دیا خلعت سلیمانی پہنایا ہاشم تیغزن کو نہایت شادی ہوئی فرزند کو گلے سے لگایا امیر نے
سنیقول شاہ سے کہا کہ تم دین اسلام قبول کرو اب بھی تورج کو تم اپنا فرزند جانو سنیقول شاہ از سر صدق
مسلمان ہوا تمام لشکر کو مسلمان کیا شریک اہل اسلام ہوا امیر نے صحبت عیش برپا کی ہرکارون نے یہ خبر
زمرد شاہ اور فرعون شاہ کو پہونچائی کہ تورج بھی حمزہ کا پوتا ہے حکم کیا کہ بجے نقارہ رزمی خبر امیر کو ہوئی کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے لشکر مین بھی بہ تائید ایزدی کوس حربی بجے اُسی وقت
نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوے فرعون گنبدنما ہاتھی
پر آکر بیچا القافوج کو لیکر پیچھے کھڑا ہوا ادھر بادشاہ اسلام دمدمے پر جلوہ افروز ہوے امیر پیچھے دمدمے کے
مع لشکر صفین باندھکر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ لشکر فرعون سے نقابدار
زرہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا خورشید یزدان پرست اپنے گھوڑے کو اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا
بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تیغہ مارا خورشید نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا تلوار چھینا کر
نکل گئی سر سے چادر خون کی باہر آئی چاہا اُسنے کہ دوسری تلوار مارے کہ تورج دوڑ پڑا کہ او کافر
خبردار اب زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اور آکر سامنا کیا خورشید کو پھیر دیا اُسنے کہا کہ اے خدا پرست تو نے شکار
کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو پہلے مار لون تو پھر سمجھ لونگا یہ کہکر وہی تیغہ تورج پر مارا تورج نے سپر پر روکا
اُسکے عوض مین اپنی تلوار اُس کافر پر ماری اُسنے پشت تیغ پر روکی اب رد و بدل ہونے لگی دو گھڑی تک
خوب تلوار چلی ایک مقام پر گھوڑے نے تورج کے سکندری کھائی تیغہ نقابدار کا سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اتر گیا
دستانہ مارا تلوار تو چھینا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا لوگ تورج کو گرتا تھا لیگئے القصہ
شام تک کوئی چار سردار اُس نقابدار نے زخمی کیے اور پانچ پہلوان جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ پر آے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آے بعد صف آرائی کے نقابدار میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کئی
سردار نکلے کچھ زخمی ہوے کچھ شہید ہوے یہانتک کہ تین روز کی میدان داری مین بہت سے اہل اسلام
مارے گئے اور کچھ زخمی ہوے چوتھے روز نقابدار مبارز طلب کر رہا تھا کہ اسکا گھوڑا بڑھکر سامنے تخت شاہی
کے آیا ہے پیادہ ہوکر اجازت طلب کی ہے ہنوز اجازت نہین ملی ہے کہ از پردۂ بیابان گرد سے برخاست گرد
گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا کہ ہوا
ہارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو اور دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نوسو علم ہاے زرین منقش نما
نو لاکھ سوار کا نمودار ہوے اور تمام علم مع نیل و فیلبان و علمدار سنہری پوش دریاے طلا مین غوطہ مارتے تھے

زنجیرین طلائی سونٹدون مین لپٹی ہوئین اسپر علم کے پھریرے پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی مرقوم تھی اور جلوس
سواری کا گذرا بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار خود کج کسر پر رکھا ہوا گھوڑا اچھلیان کرتا ہوا
پشت پر مالک بن ملکوت شاہ تخت پر سوار نو لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت سے پیچھے آکر ایک سمت قایم ہوا
دیکھا کہ ایک عادی نقابدار میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہی ایرج نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین
موجود ہون آیا مین اور مرکب اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ایرج کو دیکھکر کہا کہ نہین معلوم تجھکو کہان سے کھینچکر قضا
تیری میرے سامنے لائی ہی تو نہین جانتا مین کون ہون منم عزرائیل فرعون شاہ ایرج پکارا مین تیری جان کا عزرائیل ہون یہ سنتے ہی
وہ بولا کہ لا حربہ ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون پیشدستی نہین کرتا تو اپنا حربہ کرے جبکہ نیر اعظم مجھے بچائیگا تو مین بھی وار اپنا کرونگا
اُسوقت اس کافر نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعنون
مین ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تلوار ماری ایرج نے باسبب سپر پر روکی آخر ہاتھ
تیغہ آبدار کا جو اُسپر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تلوار ایرج کی جو پڑی صاف
سپر تلوار خود کو کاٹتی ہوئی سر پر پہنچی کہ مع مرکب چار ٹکڑے کیے اور زمین مین ڈوبکر نکلی ایک غل ہوا کہ وہ
عزرائیل فرعون کا مارا گیا اور ایرج نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو دیکھا تم نے کیسے
پہلوان کو مین نے کسطرح مارا اسد نے جو یہ لاف و گزاف سنی پکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری اس
گھمن کیا ہے پہلوان کو مارکر غرہ کرتا ہی ایرج پکارا کہ ای دیوانے مین تجھے تو کہتا نہین مگر فرعون نے جو دیکھا
کہ عزرائیل قدرت تیرا مارا گیا حکم کیا کہ مارلو اس آفتاب پرست کو جانے نہ پاوے تمام فرعون پرست ایرج
پر دوڑے ایرج اُنپر جا پڑا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا وہ بھی فرعون پرستون پر
آپڑی جنگ مغلوبہ ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ایرج از زبردستان روزگار ہی اور آگے بھی
آپ ایرج کے شریک تھے اب بھی ایرج کے شریک ہو جیے لقا نے کہا ای بختیارک مین نے ستر ہزار برس
پیشتر یہی تقدیر کی تھی اور اپنی فوج سے کہا کہ مارو فرعون پرستون کو فرعون پرست حیران کہ یہ کیا ہی کہ لقا
فرعون سے بھی ہو گیا غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوے لیکن
لاکھون آدمی اس لڑائی مین مارا گیا لقا ایرج کے پاس آیا ایرج نے سلام کیا اور بہت عزت و حرمت سے
بارگاہ مین لایا لقا نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مین نے آگے بھی دامن پناہ آپ پاس لیا تھا اب
ہاتھ میرا ہی اور دامن آپ کا ہی ایرج بولا ای زمرد شاہ مین نے جو تجھسے وعدہ کیا ہی وہی ہوگا کہ بعد فیصلہ
حمزہ صاحبقران کے تجھے مین قبلولون پر بٹھاؤنگا غرض صحبت عیش برپا ہوئی ادھر فرعون شاہ بہت ہم و غم
کہ لقا سے کیونکر ہوا مگر ایرج نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین حمزہ سے سامنا کرونگا بختیارک
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان حمزہ کے پاس گھوڑا اشقر دیوزاد سا موجود ہی حمزہ تو اُسپر سوار ہوکر میدان مین
آئیگا تم کس گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلہ کروگے ایرج نے کہا ای بختیارک پھر اسکی تدبیر کیا ہو بختیارک
بولا کہ حمزہ کے پاس دو گھوڑے ہین ایک آپ جاکر حمزہ سے مانگ لائیے یا یہ کہ اسد کے پاس گردن
اشقر اور بادپای بحری ہی اُسمین سے ایک مانگ لیجیے ایرج نے کہا مین اسد سے تو نہ مانگونگا مگر
حمزہ سے جاکر مانگ لونگا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا خدمت حمزہ صاحبقران مین جب دربارگاہ
پہونچا خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج آتا ہی فرمایا کوئی نہ روکے آنے دو ایرج بارگاہ سلیمانی کے اندر آیا

بادشاہ اسلام اور صاحبقران کو سلام کیا امیر نے زنگل جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کیا جام شراب گردش مین آیا
ایرج نے کئی جام پیے کہ دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اب امیر نے پوچھا کہ ای ایرج کیونکر اودھر آنا ہوا عرض کیا
کہ یا صاحبقران مین چاہتا ہون کہ سر میدان آپ سے اپنی آزمایش کرون جو غالب ہو وہ صاحبقران ہو امیر
نے کہا مین موجود ہون ایرج نے کہا کہ آپ کے پاس اسباب صاحبقرانی ہی وہ میرے پاس کہان آپ اس اسباب
کو اُتار کر مجھسے سامنا کیجیے اور گھوڑے آپکے پاس دو ہین ایک مجھے عنایت کیجیے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم
خنگ سیہ قیطاس لیجاؤ مگر یہ مرکب بادشاہ کی سواری کا ہی مین عاریتہً تمھین دیتا ہون ایرج نے کہا مجھے
قبول ہی امیر اُٹھے اور خنگ سیہ قیطاس پاس آے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر سمجھایا کہ ای سیہ قیطاس ہمنے
تمھین عاریتہً دو چار روز کے واسطے ایرج کو دیا ہی تم اُسکی سواری اچھی طرح دینا کہ ایرج ہماری اولاد مین
ہی کوئی غیر نہین ہی خنگ نے سر ہلایا کہ بہت اچھا امیر نے ایرج سے کہا کہ اسکو لیجاؤ ایرج خنگ کو لیکر
روانہ ہوا اپنے لشکر مین آیا زین منگیرہ اُسپر بندھوایا آپ کھانا کھا کر سو رہا طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا چار پہر رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئی نقیب نقیب
دیکر چلے گئے ایرج نے پورا باگ کا لیا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا جا
شیر اعظم آفتاب تابان نگہبان ہی ایرج بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور سلح شوری کرتا ہوا میدان مین آیا
دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل
ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعن مین نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے تلوار ماری ایرج
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بہرام نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زور ہونے لگے آخر کار ایرج بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا دوسرے روز
جمہور جہانسوز تیغ زن نے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار سے بھی کچھ کام نہ چلا نوبت کشتی پر آئی
دو شبانہ روز کشتی رہی آخر کار رنگ جمہور کا ایرج نے توڑا اور سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا مشکین باندھ کر
عیار کے سپرد کیا طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھرا خاصہ کھا کر آرام کیا دوسرے روز طبل جنگ بجوایا لشکر
امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجا ساری رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے ایرج نے میدان مین آ
آکر پھر مبارز طلب کیا فرامرز نے سامنا کیا دوسرے روز یہ بھی زیر ہوا یہانتک کہ کل سرداران حمزہ صاحبقران
سوا علمشاہ اور قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر و لندہور و مالک اژدر و کرب دہاشم کے اور سب
گرفتار ہوے اور پھر طبل جنگ بجا آج ایرج نے یہ کہکر طبل جنگ بجوایا کہ کل حمزہ سے مقابلہ کرونگا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی
فرمایا کہ ان سب صاحبون سے ایرج سے مقابلہ ہو ہی چکا ہی کل مین سامنا کرونگا خدا میری آبرو رکھے تو
بڑی بات ہی دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی لوگ آپس مین گلے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی ایرج ایسا زبردست ہی کہ اتنے سردار امیر کے گرفتار کر لیگیا امیر تک ہراسان ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی
عجب طرح کا غدر ہی سب بہادر آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہین کوئی تلوار کی دہار دیکھتا ہی کوئی بیعت
کو تیز کرتا ہی کوئی تیرون کو زہر سے بجھاتا ہی کہ کل کفار سے سامنا ہی اُدھر لشکر آفتاب پرستان مین بھی ایک
ہلچل ہی کہ اب کل فیصلہ ہو جائیگا اگر بزور اقبال ایرج نوجوان کا اوج پر ہی تو حمزہ کو زیر کریگا کیونکہ اتنے سردار
اُسکے زیر کر لیے ہین غرضکہ اسی حال مین زمانہ شب کا بر طرف ہوا اور وقت صبح آیا شاہ خاور تخت نور پر
جلوہ افروز ہوا خطوط شعاعی خنجر بکف لشکر انجم پر گرے کہ ایک آن مین کل قاف سے تا قاف بچھا دیا

لشکرون مین وردیان بجین اہل اسلام اذانین کہکر مصروف نماز ہوئے آفتاب پرستون مین یا نیر اعظم آفتاب تابان
کی پکار ہوئی ایرج تیاری جنگ مین مصروف ہوا سلاح حرب تن پر آراستہ کرکے متوجہ عرصہ کارزار ہوا ادہر حمزہ
صاحبقران بعد فراغ فریضہ سحری مصروف مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہوئے کہ ای کارساز ای بے نیاز
اس پیرانہ سالی مین شرم میری رکھ لے کیونکہ سامنا ایسے نوجوان زبردست سے ہی تو ہی آبرو بخشنے والا ہی
وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر جسے چاہیے تو عزت دے جسے چاہے ذلت دے اور آنکھون سے آنسو جاری
ہین بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ عمرو پہونچا اور امیر کی یہ حالت دیکھکر پکارا کہ پروردگار دعا حمزہ کی مستجاب کر اس
ضعیفی مین اسکی مدد کر امیر نے پھر کر عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ بسبب ناتوانی اور ضعیفی کے دعا کر رہا ہون
عمرو نے کہا کہ حمزہ خاطر جمع رکھ اپنے دل مین غم نہ کر عنایت خدا سے تیری فتح ہوگی جسنے تجھے صاحبقران کیا ہی وہی
مدد کریگا خوش وخرم سوار ہو کہ لشکر میدان مین پہونچ گیا ہی امیر اسپ قدست مسلح ومکمل ہوئے مقبل صندوق تبرکات پیغمبران کا لایا
فرمایا کہ اسے لیجاؤ کہ ایرج مجھسے منع کر گیا ہی اور قریب اشقر کے آکر اسے پیار کیا اور سوار ہو کر دروازہ بادشاہی
پر آئے سب سردارون نے سلام کیا کہ تخت بادشاہی بر آمد ہوا امیر نے سلام کیا چتر دار نے سلام کر دیا پھر اور
سردارون نے سلام کیا سواری بادشاہ کی چلی نوبت ونقارہ بجتا ہوا سلامی اتر گئی عمرو آکر قلب سپاہ پر تختہ بادشاہی کا
قایم ہوا سردار دست راس ودست چپ پرے باندھ کر کھڑے ہوئے امیر بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے
بڑھے کے زیر سایہ علم اژدہا پیکر متمکن ہوئے ادھر فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا فوج اسکی نیچے گنبد کے کھڑی ہوئی ادھر
سے آمد لشکر ایرج کی ہوئی زرہ مالک بن ملکوت شاہ اور لقا دونون ایک تخت پر سوار آگے آگے ایرج نوجوان
خنگ سبز قرطاس پر سوار دریائے آہن مین غرق پیچھے نولاکھ آفتاب پرست حلقہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند
دوش بدوش آکر دونون لشکر مقابل ہوگئے صفین باندھکر کھڑے ہوئے سردارون نے نکلکر درخت کاٹ کر پھینکدیے
سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی نقیب نکلکر نہیب دینے لگے کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کونسا دلاور [illegible]
جو نکلکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم وسام کا مانند حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹادے انکا
غل عجب وغریب مچا ہوا تھا کہ ہر بہادر کی رگون مین خون جوش مارنے لگا امنگین بڑھ گئین پیرون کے بھی ولولے جوان
ہوگئے ہر شخص آمادہ مرگ وہیجا سے قضا تھا کہ یکایک لشکر مین آفتاب پرستون کے علماے آفتاب پیکر
جلوہ گر ہوئے آواز کرنہ دم گاؤ دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج نے پودا ابلق کالیا رکیب
کو چمکاکر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان
کو ہاتھ مین ہاتھ دیا پنجہ خورشید درخشان کے وہی تمہارا نگہبان ہی ایرج نے سلام کیا اور مرکب کو چمکاکر بکدبر(؟)پا
کرتا ہوا میدان مین آیا کہا لاؤ ہمارا اسباب کہ شوری(؟) اسی وقت چالیس ہاتھی کہ سونڈون مین انکے تلوارین
بندھی ہوئی تھین ایرج آکر ان فیلان مست پر گرا ان سب نے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے کسی ہاتھی کا سونڈا
کھینچ لیا کسی کے دانت کھینچ لیے کسی کی مستک پر گھونسا مارا کہ سر پھٹ گیا کسی کو ڈھکیل دیا اسی طرح چالیسون
ہاتھی مار ڈالے ہر طرف سے غل تحسین وآفرین کا بلند ہوا بعد اسکے تیر کمان مین پیوستہ کرکے طرف آسمان کے مارا
کہ وہ نظر نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا کہ پیکان اس تیر کا سوفار مین پہلے تیر کے در آیا اور اسے لیکر بلند ہوا وہ گرا
نہ تھا کہ تیسرا تیر مارا وہ انکو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بناکر اتارا ہر طرف سے صدائے احسنت ومرحبا
کی بلند ہوئی پھر نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے نیزہ ہاتھ مین گھوڑا رن مین چلا جاتا ہی ایرج مع نیزے گھوڑے کے

پیٹ کے تلے سے نکلگیا کبھی ایک رکاب پر کھڑے ہو کر نیزہ ہلایا بعد اُسکے چھلے انگوٹھیان پھینکیں سنان نیزے پر
روکین کوئی نیچے نہ گرنے پائی پھر شاپور نے ایک ہاتھی فولاد کا بہت بڑا لاکر میدان مین قایم کیا ایرج نے جھپٹکر
گرز مارا کہ وہ غرق زمین ہو گیا اور ایک تالاب بنگیا پھر مزدورون نے زمین کھودکر اُسے نکالا اور میدان مین قایم کیا
ایرج نے دوڑکر تلوار ماری شاپور نے کہا ای شہریار وار آپ کا پورا نہین پڑا شاید تلوار اُچٹ گئی ایرج نے جھپٹکر
ایک لات ماری دیکھا تو نصف ہاتھی زمین پر گر پڑا اس صفائی سے دو ٹکڑے ہوے کہ معلوم نہ ہوا ہر طرف سے شور
احسنت و آفرین بلند تھا شاپور نے پھر ایک درخت طلائی حلقہ دار میدان مین لاکر نصب کیا کہ ہر حلقے مین خوشہ مروارید
نصب تھے ایرج نے جس خوشہ کو تیر مارا اُسے اُڑا دیا شاپور پکارا اسکی سند نہین ہے ای شہریار ایک ہی موتی اسمین
سے اُڑ جاوے دوسرے کو خبر نہ ہو ایرج نے کئی بار ایک ایک موتی اُڑا دیا اور خوشے کو جنبش بھی نہ ہوئی القصہ
ایسی سلحشوری کی کہ دونون لشکر دیکھکر محو ہو گئے اور تعریفین کرنے لگے ایرج جوش شجاعت مین پکارا
نعرہ ایرج منم ایرج شاہ عالیجناب + کہ ہستم غلامی رہ آفتاب + اگر قلب دوران یاری کند + فلک
رحم بر خاکساری کند + اور آواز دی تھی کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے اگر کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے امیر نے
یہ آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان فرق کرو عمرو نے کلاہ نمد اُچھالی سب پر ثابت ہوا کہ صاحبقران
خود نکلینگے سب سردار پیادہ ہوے آکر امیر کو گھیر لیا امیر پاس تخت بادشاہی کے آکر پیادہ ہوے سلام کیا
اجازت میدان مانگی بادشاہ نے تخت اپنا رکھوا دیا گلے مین ہاتھ ڈالکر خوب روے کہ بادشاہی میری آپکے
دم سے ہے خدا آپکی عزت و حرمت رکھے اور جام کلاہ عزت عنایت کیا امیر نے جامہ پیکار بیک رکب کو بستہ کیا
اور سوار ہو کر مانند باد تند کے واسطے چلے یہانتک کہ متصل مقبل وفادار پہونچے اور تلوار کھینچی اسنے گھوڑا
چمکایا امیر نے تلوار گھوڑے کے سم پر ماری کہ چارون نعل گھوڑے کے اُڑ گئے اور اُسکو خبر نہ ہوئی گھوڑا سم سے سپاٹ
چلا گیا چارون طرف سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے ایرج کی رنگت زرد ہو گئی
امیر سامنے ایرج کے آے ایرج سرگردان ہوا کہ کوئی پانچ قدم اس شیر سے پیچھے ہٹا اور رخیرہ قدم خنگ پیچھے
سرکا اب ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے سلام بہ تعظیم کیا امیر نے کہا ای ایرج یہ کیا کہتا تھا کہ
فرنگشیہ اور اختم کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ یا امیر ایک روز اتفاقاً فرنگشیہ مین کوٹھے پر سے گرا تھا مین نے
اُسے برروے ہوا روکا تھا اُسنے مجھے انگوٹھی اپنی اُتار کر دی کہ یا ختم مین نے تجکو دیا اور گیتی افروز کہ قائم
مجھسے زبردستی لیگیا ہے وہ بھی مین نے تجھے دی یہ سبب میری شورش کا ہے امیر نے جو نام گیتی افروز کا سنا
آزردہ ہو کر کہا کہ ای آفتاب پرست زبان اپنی بند کر بازو اپنے کھول جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج نے
کہا آپ پہلے اپنا حربہ کر لیجیے فرمایا یہ نہ ہوا ہے نہ ہوگا غرضکہ نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی آخرکار امیر نے
نیزہ ایرج کا ہوائی کیا جہان ایرج کی نگاہون مین تیرہ و تار ہو گیا اور دوڑ کر اپنے اعراب پر سے گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کہ وہ پندرہ سو من کی ضرب اُٹھا کر پکارا کہ یا حمزۂ صاحبقران غضب کیا آپنے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا اگر یہ گرز ملا تو سمجھ ہی ملک الموت کا خبردار رہیے گا یہ کہکر گرز صاحبقران پر مارا امیر نے
اپنے گرز پر روکا پکارے کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تراست بنادست و گرز ندارم پناہ تو دارم
یا قاضی الحاجات ای حافظ حقیقی ادھر گرز پر گرز پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون تک گئی ہو گئے طبق
زمین کے ہلگئے یہ معلوم ہوا کہ میدان مین زلزلہ آگیا دونون ہاتھ امیر کے جسطرح ستون گرز تھے اُسمین خلل

شدا واقع ہوا کہ زمین سخت ہوئی اشقر کے دونون زانو زمین سے جا لگے منھ زمین پر اس زور سے پڑا کہ دو دانت
ٹوٹ گئے اشقر تھر تھر کانپنے لگا امیر بیہوش ہو گئے ایرج نے نعرہ کیا کہ زردم و لپیٹ کردم عمرو دوڑا گرد گرد کے
چرخ مار کر اندر آیا دیکھا تو امیر بیہوش ہین اشقر کے سُمون سے لہو جاری ہے عمرو نے پکارا حمزہ ہوش مین آؤ کہ حریف
زیادتی کر رہا ہے امیر ہوشیار ہوئے اشقر کو اس حال مین دیکھکر اُتر پڑے اسد کے پاس سے بادیان بحری
کو منگوایا اُس پر سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر دوسری ضرب ماری امیر نے پھر گرز کو رد کیا وہی حالت پھر ہوئی
اور بکر بادیان کی لوٹی تڑپ کر مر گئی اب امیر نے گردون اشقر کو منگوایا اور ایرج کو دیا اور خنگ سیہ قیطاس پر
آپ سوار ہوئے ایرج نے دوڑ کر تیسرا گرز مارا دودستی کہ خنگ سیہ قیطاس بھی تھر تھرا گیا جب امیر گرد سے نکلے
تو دیکھا کہ خنگ کانپ رہا ہے اُتر پڑے اشقر کو پکارا کہ آقا مجھی پر سوار ہوجیے میری زندگی مین دوسرے گھوڑے پر
نہ بیٹھیے امیر اشقر پر سوار ہوئے ایرج سے کہا کہ تین ضربین تیرے ہاتھ کی مین اُٹھا چکا اب ایک ضرب میرے
ہاتھ کی تو روک ایرج نے کہا مشتاق ہون امیر گرز اُٹھا کر چلے ایرج نے قسم دی کہ آپ بھی دودستی گرز مجھ پر
لگائیے امیر نے دودستی گرز ایرج پر مارا ایرج نے اپنے گرز پر رد کیا دونون گرزون سے شرارے آتش کے
نکلے گرز زمین کا دل سے شق ہو گیا گھٹنون اشقر زمین مین سما گیا مرکب کی ٹوٹی ایرج بیہوش ہو گیا ہر سر مو
مین سے پسینہ جاری ہوا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا یہ شورہ گرد مین تھا امیر نے پکار کر کہا کہ صاحبو
آکر اسکی خبر لو دیکھو کیا گذری سنا پر دوڑا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گھسا دیکھا کہ ایرج بیہوش ہے پانی کے
چھینٹے دیکر ہوش مین لایا ایرج کی آنکھ کھلی گھوڑے کو تڑپتے دیکھا کود پڑا گھوڑا تڑپ کر مر گیا ایرج پھر خنگ
پر سوار ہوا اور تلوار کھینچ کر امیر پر دوڑا قریب پہونچکر تلوار ماری امیر نے پاسیپ سپر پر وار ایرج کا رد کیا
راوی کہتا ہے خنگ ایرج بہت امیر کے بدن پر اسلحہ بیحد تھے ان سے کچھ نہ تھا کہ ایرج نے دور کر ڈالا اتنا غضب کیا
امیر نے اپنی تلوار ایرج پر ماری اُسنے بھی پشت شمشیر پر رد کی یہان تک تلوار چلی کہ قبضون کی آریان نگینین
گر گئین ہاتھ سے پھینک کر ایک دوسرے پر دوڑا اور دست و گریبان ہوئے اور ایک روایت یون ہے کہ
کہ کھانے سے جانے کے ایرج اور گھوڑے پر سوار ہوا دو گھوڑا تلوار سے صاحبقران کی مارا گیا
ایرج اشقر پر دوڑا اور کاکل اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ کچھ بال نکلے اشقر غضبناک ہو کر منھ پھیلا کے دوڑا اور
چاہا کہ سر ایرج کا دھڑ سے اُتار لے امیر نے اشقر کو منع کیا اور کہا ای ایرج یہ کیا کیا تو نے کہ بال اشقر کے
نوچ لیے اگر مین اس دیوزاد کو منع نہ کرتا البتہ تجکو ضایع کرتا یہ کہکر اشقر سے کود پڑے اور کہا ای ایرج اب کشتی ہماری
تمہاری باقی رہی وہ بھی ہو جائے ایرج نے کہا کہ مین موجود ہون دونون دامن گردان آستینین چڑھا کر
سر گرم تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو دونون طرف سے روشنی آگئی پھر کشتی ہونے لگی تماشہ بینون کا ہر طرف
سے ہجوم سب کو اس اشتیاق مین کھانا پینا حرام کہ دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب ہو کون مغلوب
اسی طرح سات روز برابر کشتی رہی وقت نماز عصر کا تھا کہ ایرج صاحبقران کو ریل کر لیگیا امیر دم کے بھروسے
قدم کے شمار پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے آٹھ نو قدم تک ایرج ریل لیگیا وہان جا کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے
زمین سے آشنا ہوئے مگر تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہو گئے ایرج نے ہرچند زور کیا کچھ
نہ ہو سکا لنگر امیر کا نہ اُکھڑا ایرج نے ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا کہ مین اپنا زور کر چکا اب آپ بھی اپنے زور سے دیکھیے امیر نے
اُٹھکر بازو ایرج کے پکڑ لیے اور ریل کر پیچھے لیچلے تو دس قدم لیگئے وہان پہونچکر جھٹکا دیا دونون گھٹنے زمین پر جا لگے

پیچ کر لنگر مارا کہ لپشت پا تک غرق زمین ہو گیا امیر نے بھی ہر چند زور کیا مگر لنگر نے ایرج کے جنبش نہ کھائی امیر
بھی ہاتھ اٹھا بیٹھے اور کہا ای ایرج ہم تم ہر لڑائی مین برابر رہے تامل کار کیا ہوگا ایرج نے کہا جیسا آپ فرماوین
ویسا کیا جاوے امیر نے کہا ای ایرج کشتی کئی طرح کی ہوتی ہی عجمی ترکی ہندی عربی اور کشتیان ہمارے تمہارے
بیچ مین ایک جنگ عربی باقی ہی ایرج نے کہا وہ کشتی کیسی ہوتی ہی فرمایا کہ تم چار زانو بیٹھو مین زور کرون مین بیٹھون چار زانو
زور کرو جو جیسا غالب ہو وہ صاحبقران ہی ایرج نے کہا یا امیر یا تو فقیر چار زانو بیٹھے ہین لنگر تو قایم ہو نہ سکیگا مقرر
ایک دوسرے کو اٹھا لیگا اور پہلے کون بیٹھے گا امیر نے فرمایا کہ پہلے مین بیٹھونگا تم تین زور مجھپر کرو اگر تم نے مجھے اٹھایا تو بہتر نہین تو
پھر مین تمپر زور کرونگا ایرج نے کہا یا صاحبقران آپ اس کشتی کو جانے دیجیے مین آپ برابر ہون نصف ملک مین آپ صاحبقرانی
کیجیے نصف مجکو دیجیے فرمایا کہ ای ایرج دو چھریان ایک میان مین نہین رہ سکتین دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند دہ درویش
[illegible] ای ایرج دو صاحبقران کہین رہ سکتے ہین بغیر فیصلہ ہوئے کچھ نہ ہوگا اس سے بہتر ہی کہ پہلے مین
پہر زور کرو عمرو نے ہر چند کہا کہ حمزہ تو بوڑھا ہی پہلے ایرج کو بیٹھال امیر نے نہ مانا چار زانو
[illegible] ہوا کہ اب تو لے امیر کو اٹھایا اور کہا کہ یا صاحبقران آپ فنون سپہگری مین یگانہ
[illegible] ہین اگر آپ دیوار آہن بنکر بیٹھینگے یا اہرمن زمانہ ہونگے تو مین آپ کو اٹھا لونگا فرمایا
لیتے ہو ایرج نے کہا دیکھیے اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ کیا کہ یا نیر اعظم آفتاب تابان کا
ن کا اکھڑا ایرج آہستہ آہستہ اٹھائے جاتا ہی اور غل ہوا کہ وہ حمزہ صاحبقران کو ایرج
[illegible] اٹھا لایا تمام اہل اسلام کی رنگت زرد ہو گئی عمرو پکارا کہ ای حمزہ بسبب پیری کے تو
پہلوان عادی کو کمر مین چھری باندھو دن کہ لنگر تمہارا بھاری ہو جاوے امیر تو ہو جو [illegible]
[illegible] باندھا ہی بے آب کے تڑپ کر کمر بند ٹوٹ گیا زمین پر گرے اور کمال طیش مین لنگر مارا
[illegible] ران تلک غرق ہوگئے ایرج نے امیر سے کہا کہ ابھی تو کمر بند ٹوٹ گیا آپ ہاتھ سے میرے [illegible]
ابھی دو زور میرے باقی ہین امیر نے کہا ای ایرج اب وہ وقت گذر گیا اب میرا لنگر نہ اٹھیگا تم شوق سے زور کرو
ایرج نے کمربند خوب کسکے باندھا اور پھر زور کیا لیکن لنگر نے جنبش نہ کھائی امیر نے کہا ای ایرج دیکھا تو نے
کہا یا امیر ابھی ایک زور میرا اور باقی ہی امیر نے فرمایا وہ بھی زور کر لو ایرج نے خوب دم لیکر تیسرا زور کیا لیکن
بالکل لنگر نہ ہلا تھککر ہاتھ اٹھا لیا امیر نے پوچھا ای ایرج کیون ہاتھ اٹھایا کہا کہ دروغ گوئی [illegible]
آئی مین نے آپ کو سب طرح آزما دیکھا مین نے کہ مین آپ کا کچھ نہین کرسکتا ہاتھ اٹھا لیا اب باری آپ کی ہی
امیر بولے تمنے تین زور کیے تو مین بھی تین زور کرون ایرج بولا آپ کو اختیار ہی مین آپ کے سامنے بیٹھتا ہون فرمایا
کہ اگر مین نے بھی تین زور کیے تو فوقیت کیا ہوئی ایک زور تو مین راہ خدا پر چھوڑتا ہون دوسرا زور وہ اپنے
خلق اللہ کے کہ سات روز سے بجواب ہین ایک زور مین تمپر کرتا ہون اس ایک زور مین اگر مین نے لنگر تمہارا
توڑا فبہا نہین پھر زور نہ کرونگا اب ہوشیار ہو کہ مین نعرہ کرتا ہون ایرج نے کہا صحن اکشادہ ہی جتنا چاہیے
غل مچائیے امیر نے عمرو سے کہا کہ لوگون کو خبردار کر دو کہ مین نعرہ کرتا ہون عمرو نے کلاہ سر سے اچھالی سب
آگاہ ہوئے کہ امیر نعرہ کرینگے روئی نکال نکال کر اپنے کانون مین اور گھوڑے کے کانون مین سب نے دی
کہ امیر نے دوہری زنجیر کمر مین ایرج کے خوب کسکے باندھی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آہستہ آہستہ مانند شیر کے
غرش کرکے طفلنا اللہ اکبر کا بیت کھینچا نعرہ امیر بنا نعرہ زد میر متزلزل مصاف + کہ میغ از بدو کرد قاف

یکے نعرہ زد آن بخلقش دگر + کہ آہن دلے را دریدہ جگر + زدر جو کہا لشکر ایرج کا اُکھڑا پہلے زرہ بین تا بہ کمر لائے
دوسرے زرہ بین تا بہ سینہ تیسرے زرہ بین سر سے ملبند کیا ایک غل ہوا کہ وہ ایرج کو زیر کیا نور الدہر نے
اسد سے کہا کہ مجکو بھی صاحبقران نے یونہین زیر کیا تھا مگر امیر نے ایرج کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ نقش
بند ہو گیا ایرج نے چاہا کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے امیر نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر چڑھ کر مشکین کسند آب تاب تھا
سے باندھین کہ اوسکند کو ایرج توڑ ڈالتا اور عمرو کے حوالے کیا کہ آج کی رات خوب حفاظت سے اسے اپنے پاس
رکھو کہ دشمن اسکے بہت ہین اگر کسی نے اسے چشم زخم پہونچایا تو تمسے سمجھونگا صبح کو حال اسکا دریافت کیا جائیگا
طبل بازگشت بجوا کر مراجعت فرمائی لشکر اسلام نہایت شادان و فرحان پھرا آفتاب پرست نہایت پریشان
الملال اُداس پھرے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اندھے کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی ای لقا چلکر فرعون
کے شہر پناہ ہون اُسنے کہا جو تیری رائے ہو تو فرعون کی طرف روانہ ہوا مگر امیر آکر داخل بارگاہ ہوئے دربار کیا
خاصہ کھا کر آرام فرمایا مگر قاسم ایرج کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا خیمے مین گئی افرو... کر آکر بیٹھا
دو نون بیٹے ملک زاد و ملک شاہ دہنی بائین طرف بیٹھے قاسم نے دونون سے کہا ...
آفتاب پرست نے مجکو جہان مین رسوا کیا اگر یہ مسلمان ہوا تو اور غضب ہو گیا کہ رقیب کو یا
موجود ہوا بہتر یہ ہی کہ اسکو مار ڈالیے مگر وہ عمرو کی قید مین ہی اُسپر ہاتھ ڈالنا مشکل ہی لیکن خوا
قتل کیجیے یہ صلاح کرکے سیارہ عیار کو بلا کر کہا کہ تم جا کر عمرو کو جسطرح ہو ہمارے پاس لاؤ سیارہ ... بیا
کہ بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا مگر یہان عمرو ایرج کو قید آہن مین گرفتار کرکے اپنے شاگردون سمیت چوکی
دینے کو بیٹھا تھا سیارہ پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا عمرو نے کہا کیا ہی عرض کیا خلوت مین عرض کرونگا
عمرو سیارہ کے ساتھ گوشے مین گیا جب عمرو تنہا ہوا سیارہ نے عرض کیا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
نے آپکو یاد کیا ہی کہا عمرو نے اولاد حمزہ کی بہت ہی مین کس کس پاس جاؤن سیارہ نے کہا پوتے نے بلایا ہی
... دیا ہی کہ مجھے کچھ ضروری کام ہی خدا کے واسطے ہو آئیے عمرو بولا واسطے خدا کے جان تک
... اُسی وقت ہمراہ سیارہ کے قاسم پاس آیا اُسنے اُٹھکر سلام کیا اور بعزت تمام اپنے پاس بٹھایا
... پیش کیے کہ یہ آپکی نذر ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ اپنا مطلب تو کہیے جس واسطے مجھے بلایا ہی قاسم نے کہا
دادا جان آپ خوب جانتے ہین کہ اس آفتاب پرست نے مجھ ایسے باعزت کو کیسا بدنام کیا ہی اگر یہ مسلمان
تو بڑا غضب ہوگا چاہتا ہون کہ یہ آفتاب پرست مارا جائے لاکھ روپیہ دیتا ہون اگر آپ ایرج جوان کو
میرے ... کہ مین اُسے مار ڈالون عمرو نے کہا ای قاسم اگر مین نے ایرج کو تجھے دیا تو نے اُسے قتل کیا
حمزہ مجھے تو کچھ نہ کہیگا مگر مجکو مار ڈالیگا مین روپیہ لیکر کیا کرونگا قاسم نے ایک صندوقچہ جواہر کا کھولکر دیا کہ
یہ بھی حاضر ہی عمرو نے جو وہ صندوقچہ دیکھا رگ طمع حرکت مین آئی دل سے کہا کہ یہ مال و اسباب ہاتھ لگا آتا ہی
مگر خطرہ جان ہی ای عمرو سونے کی کٹاری سے کوئی پیٹ نہین مارتا پیٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹے کان
یہ خیال دل مین ہی مگر جواہر کا صندوقچہ دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہی دریائے فکر مین غوطہ مارا بعد تھوڑی دیر
کے سر اُٹھایا اور کہا ای قاسم ایک کام کر کہ نہ مین بدنام ہون نہ تو رسوا ہو اور آفتاب پرست مارا جائے
قاسم نے کہا جیسا آپ فرمائین ویسا مین کرون عمرو نے کہا کہ پہر رات رہے تم آؤ مین خیمے کے کٹہرے رہو
مین سب کو وہان سے ہٹا دونگا اور آواز دونگا کہ ای مالکان صندوق جواہر آؤ اپنی امانت لو تم اُسیوقت اپنے

دونون بیٹون سمیت آنا ایرج کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلے جانا بعد اسکے مین شور و غل مچا دونگا کہ کوئی ایرج کو
مار گیا اس تدبیر سے ہم تم دونون بدنام نہ ہونگے اور کام بھی ہوجائیگا قاسم یہ سنتے ہی گلے سے عمرو کے لپٹ گیا کہا
سبحان اللہ کیا خوب تدبیر آپ سوچے واہ واہ عمرو نے کہا کہ اب مجھے جانے دو کہ مین جاکر تدبیر کرون قاسم
نے کہا بسم اللہ عمرو وہان سے صندوق جواہر کا لیکر باہر آیا اور لشکر کا ایرج کے راستہ لیا تھوڑی دور
آیا ہوگا کہ دیکھا ایک آفتاب پرست لشکر اسلام سے کھڑا ہوا آتا ہے عمرو سوچا کہ یہ کوئی جاسوس ہے سر راہ
مین کمند بچھا کر پوشیدہ ہوا جب وہ آفتاب پرست اس جگہ پہونچا عمرو نے جھٹکا دیا وہ گرا آکر بیہوش کیا اور پشتارہ
باندھ کر اپنے خیمے مین آیا اور ایرج کو لیجا کر کسی اور جگہ پوشیدہ کر دیا اور اس آفتاب پرست کو ایرج کی
صورت بنا کر غل و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھا دیا اور اپنے عیارون کو بھی پہلے ہٹا دیا تھا کہ کسی پر یہ راز ظاہر نہو
اب سب کو بلا لیا جب پہر رات باقی رہی قاسم اپنے دونون بیٹون سمیت سیاہ پوش ہوکر آیا پشت پر خیمے کے کھڑے ہوکر
کھنکھارا عمرو سمجھا کہ قاسم آگیا تمام عیارون کو ہٹا دیا کسی کام کا بہانہ کر دیا اور آواز دی کہ ای مالکان صندوق
اور اپنی امانت کو لو قاسم یہ سنتے ہی چوب خیمہ کی اکھیڑ کر اندر آیا دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے قاسم دیکھکر
غضبناک ہوا آنکھین سرخ ہوگئیں کانپنے لگا پکارا کہ او بدزاد بچے خوب تو نے مجکو بدنام کیا تھا اور تلوارین کھینچ
ٹکڑے ٹکڑے سے پرزے پرزے کر ڈالا خیمے سے نکل کر چلے تھوڑی دیر کے بعد عمرو نے غل مچایا کہ کوئی آکر
اور رونے لگا پچھاڑین کھانے لگا کہ ہاے زبدۂ آفتاب پرستان وای شاگرد رشید عمرو کہ اور عیار بھی
دوڑے ہوے آئے ایک قیامت برپا ہوئی سب نے پوچھا کہ کیا ہوا عمرو نے کہا ابھی تین مشٹنڈے
ایرج کو مار کر چلے گئے مین نے مارے خوف کے انکے سامنا نہ کیا وہ صاف نکلے عمرو صبح تک پیٹا کیا
صبح کو امیر آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے سردار جا بجا کرسی دنگلون پر حسب مراتب آکر فروکش ہوے امیر نے پایا عمرو
سے کہو کہ ایرج کو لیکر آئے لوگون نے عرض کیا کہ شہریار شب کو پہر رات رہے کئی شخص خیمے مین گھس آئے ایرج
کو مار کر چلے گئے عمرو اسوقت سے ابتک رو رہا ہے امیر یہ سنتے ہی گریان ہوے اور فرمایا کہ افسوس ایرج کیا
تھا کہ دوسرا کم ہوگا اور خوب روے اسد باوجودیکہ عداوت رکھتا تھا ہاے کا نعرہ مارا خاک اڑانے لگا کہ کیا جوان
بدیع الزمان نورالدہر سرداران کشورکشا وغیرہ نے حالت اپنی تباہ کی اتنے مین لاش ایرج کی اٹھکر
سامنے آئی امیر نے لاش ایرج کی دیکھکر فرمایا کہ ای مقبل جلد جاکر عمرو کو لاؤ مقبل اسطرف روانہ ہوا یہان امیر نے
چو سردارون کی طرف دیکھا سب کو غمگین پایا مگر قاسم کو دیکھا کہ اپنے بیٹون سمیت خوش و خرم ہے ہرگز رنج و الم
چہرون پر ظاہر نہین بلکہ پیشانی کشادہ ہے صورت سے خوشی ظاہر ہے امیر نے دل مین کہا کہ سوا قاسم کے کسی
اور نے نہین مارا ہے یہ اسی کا کام ہے کیونکہ ناموس کو اسکے اسنے بدنام کیا تھا اسنے عمرو کو رشوت دی ہوگی کہ اتنے
عرصے مین مقبل جاکر عمرو کو لایا عمرو نے سلام کیا دیکھا کہ صاحبقران نہایت غضبناک بیٹھے ہین اور رو رہے ہین
غم و غصہ چہرے سے ظاہر ہے لیکن امیر نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون صاحب ہمنے تاکید کرکے ایرج کو تمہارے سپرد
کیا تھا کہدیا تھا کہ دشمن اسکے بہت ہین ہوشیار رہنا تمنے ایسی غفلت کی کہ ایرج مارا گیا اور اسکے قاتل کا
بھی پتا نہ لگا سکے عمرو پکارا کہ ای شہریار مین بیگناہ ہون میری اسمین کیا خطا ہے فرمایا آخر حال تو شب کا بیان کرو
عمرو نے بیان کیا کہ ای شہریار مین تین پہر رات تک عیارون سمیت بیدار تھا کہ تین سیہ پوش قوی ہیکل حرام خور
بے تحاشا خیمے مین گھس آئے تلوارین ننگی ہاتھون مین تھین ایسی ہیبت انکی تھی کہ مین بدحواس ہوگیا

منھ بند ہو گیا کچھ مارے دہشت کے زبان سے نہ نکلا بس وہ بہ نگاہ غضب مجھے دیکھتے ہوے ایرج پر جا پڑے
مارے تلواروں کے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کیا بھاگ کر چلے گئے بعد اُنکے جانے کے مین نے غل مچایا ایک ایک
کو پکارا کہ دوڑو کہ دیکھوں کدھر جاتے ہین کوئی نہ معلوم ہوا فرمایا امیر نے کہ او دزد باریک گردن یہ سب باتین مکاری
کی ہین تو نے خوب رشوت لیکر ایرج کو قتل کروایا عمرو نے کہا حمزہ جو محبت مجکو ایرج سے تھی وہ کاہے کو
کسی کو ہوگی کہ مین نے اُسے فن سپہ گری بتایا صاحبقران بنایا تھا اور مین اُسے قتل کرواتا فرمایا یہ مکاری کی
گفتگو مجھے پسند نہین آتی باندھو اس مکار کو مقبل نے عمرو کو پکڑا کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ جلد اسکی گردن مارے تا کہ
ایرج کے ساتھ دفن کرون اور قسم ہے مجھے کہ اگر بے مارے چھوڑ دون تو نام اپنا حمزہ صاحبقران نہ رکھون
چوبدار بلانے جانے مین تامل کیا فرمایا خیر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اور با شمشیر برہنہ اُٹھے عمرو نے کہا ای عرب ظلم
بے دید تو کیون اسقدر برہم ہوتا ہی ایرج کو مجھسے لیگا یا میری جان لیگا چھوڑوا دے مجھے کہ مین ایرج کو لاکر تیرے
سپرد کرون فرمایا مجھے تو فریب دیتا ہی کہ مین تجھے چھوڑ دون تو بھاگ جاے عمرو نے کہا مین لندھور کو ضامن دیتا ہون
یہ کہکر لندھور کی طرف دیکھا لندھور پکارا کہ یا صاحبقران مین عمرو کا ضامن ہون اگر عمرو بھاگ جاے تو آپ
اُسکے عوض مجھے قتل کیجیے گا فرمایا لندھور تم انہین دخل نہ دو کہین مردے زندہ ہوے ہین لندھور بولا کہ حضور
عمرو کو چھوڑ دین مجکو اُسکے عوض قید کرین امیر نے فرمایا کہ واللہ مین تجھے عمرو کے عوض مارونگا لندھور پکارا مجھے
قبول ہی امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا لندھور کو قید کر لیا عمرو نے کہا ای دارای ہند مین ابھی ایرج کو لاتا ہون تم کچھ
وسواس اپنے دل مین نہ کرنا لندھور نے دیکھا کہ عمرو بدحواس نہین ہی القصہ عمرو روانہ ہوا قاسم نے اپنے
بیٹا [illegible] یہ کیا معاملہ ہی ملک زادہ ملک شاہ نے کہا ای پدر بزرگوار یہ سب شعبدے ہین عمرو اس
بہا [illegible] ی جان بچا کر چلا گیا ہنہ آپ نے اُسکو مار ڈالا مردہ کہین زندہ ہوا ہی ادھر امیر لندھور سے
[illegible] کہ تم مفت جان دینے پر آمادہ ہوے ایک مکار کے لیے مین دو چار گھڑی انتظار کرتا ہون لندھور
خدا [illegible] اہی امیر فرماتے ہین کہ بھی عمرو پر تاکید کرو اپنے لوگون کو بھیجو کہ جلد ایرج کو لاے لندھور نے عرض
[illegible] تھا کہ ایک ساعت بھر کے بعد عمرو ایرج کو لیکر چلا ابھی پہونچا نہ تھا کہ یہان امیر نے جلاد سے
[illegible] لندھور کو قتل کر جلاد کو تامل ہوا ہی خود عقرب سلیمانی ٹیک کر اُٹھے کہ مین خود قتل کرونگا لندھور نے سر جھکا دیا
کہ اتنے مین عمرو سامنے سے آیا کہا کہ حمزہ اپنی امانت لے اور ایرج کو سامنے کھڑا کر دیا امیر اُسے دیکھکر بہت خوش ہوے
مگر خیال آیا کہ شاید عمرو کسی اور کو صورت ایرج کی بنا کر لے آیا ہو فرمایا کہ منھ اسکا دھوؤ ملازمون نے اُسوقت
گرم پانی سے منھ ایرج کا دھلایا دیکھا کہ صورت نہ بدلی امیر اُٹھے ایرج کی تعظیم کی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا
قاسم نے جو دیکھا کہ ایرج زندہ ہی نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ عمرو نے میرے ساتھ دغا کی خیر دیکھو تو کہ اب
کیا ہوتا ہی مگر امیر نے ایرج سے کہا کہ تم ہمین خوب آزما چکے اب ہم تم پر غالب ہوے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کرو
ایرج نے کہا کہ بیشک آپ نے مجھے زیر کیا مگر مین ہرگز دین آپ کا اختیار نہ کرونگا میرا ایسا دین روشن ہی مین
اُسے کیونکر چھوڑ دون یہ کبھی نہ ہوگا امیر پیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہے نور الدہر سے کہا کہ تم ایرج کو اپنے ساتھ
لیجاؤ صحبت عیش برپا کرو اور اسے خوب طرح سمجھاؤ بقول شاعر مصرع مرغ زیرک چون بہ دام افتد تامل بایدت +
جب اسکا غصہ فرو ہوگا جب یہ سمجھیگا نور الدہر اُسی وقت ایرج کو اپنے خیمے مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی
اسد سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی خورشید لقا رخ داراب طہماس سب گرد و اطراف ایرج کے آکر بیٹھے

ئے ناب گردش میں آیا پھر ایک نے ایرج سے کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش صاحبقران ہیں
کیا ہی جنہے اطاعت اختیار کی ہے ای ایرج تم بھی جہالت کو ترک کرو مسلمان ہو ہمیشہ ہمارے
ہتی تھی کہ خدا ایسا کرے کہ ہمارا تمہارا مقدمہ فیصل ہو جاے کہ ایک جگہ رہیں اب خدا نے فیصل کیا
ے ہو دین اسلام سے بہتر کوئی دین بھی ہے آفتاب و مہتاب و ستارے ہیں اور یہ بھی اُسی کے
آفتاب رات کو نہیں رہ سکتا اور مہتاب دن کو نہیں نکلتا کیا حکم ہے اُسکا برادر خدائی پروردگار عالم
خلق کو زیبا ہی او سزاوار ہی اور کوئی سوا اُسکے خالق نہیں ہے خوب رات بھر ایرج کو سمجھایا مگر ایرج
نے دیا کہ میں دین اپنا نہ چھوڑونگا مجھے مارے جانا قبول ہے ناچار صبح کو امیر پاس لاے حال بیان کیا
زبان مبارک کو ثبوت وحدانیت الٰہی میں جنبش کیا اور اسقدر حمد و ثنا اُس خالق بے ہمتا کی بیان کی
ہر صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ایرج نے بھی بگوش دل سنا اور جی میں قائل ہوا کہ بیشک یہی دین
ش شجاعت میں سر اُٹھا کر کہا کہ یا امیر اگر میں مسلمان ہوا تو کیا دیجیے گا اور اگر مسلمان نہ ہونگا تو کیا کیجیے گا فرمایا
ایرج اگر تو مسلمان ہوا تو مانند اپنے فرزندوں نور الدہر وغیرہ کے جانونگا اور جو کچھ تیرا ارادہ ہوگا وہی کرونگا
اور جو مسلمان نہ ہوگا تو قسم ہے خانہ کعبہ کی کہ بغیر قتل کیے نہ رہونگا یہ سنکر ایرج ہنسا اور کہا کہ امیر غضب کا کلمہ کہا
آپ نے اب اگر مسلمان ہوتا بھی تو نہ ہونگا لوگ کہینگے کہ ایرج ڈر کر مسلمان ہوا یا امیر آپ کو قسم ہے کہ میرا بند بند جدا کیجیے
جسطرح چاہیے قتل کیجیے اب میں مسلمان نہ ہونگا اور جلد جلاد کو بلائیے تا کہ اس کشمکش رنج و الم سے نجات پاؤں عمرو
نے کہا ای ایرج یہ سعادت کسی کو نصیب نہیں ہوئی کہ امیر اسطرح اپنی زبان گوہرفشان سے نصیحت کریں غضب ہے
اگر تم نہ مانو اور کلمہ سخت زبان پہ جاری کرو کسی وقت سواے حمزہ عرب کے اور کچھ نہ کہو ایرج نے کہا کہ مجکو ہر وقت
لوگ کرپاس فروش بچہ بازاری تاجرزادہ کہا کیے ہیں میں نے اگر حمزہ عرب کہا تو کیا بڑی بات تھی بہت کچھ اور میں تو
آمادہ مرگ مہیاے قضا ہوں جو میرے جی میں آجائیگا وہ کہونگا امیر یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے کہا
فرمایا کہ یہ واجب القتل ہے قاسم اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا جد بزرگوار اسے آپ مجھے دیجیے کہ میں پیدا ہو
مجھ عنایت نہ کیجیےگا تو قسم ہے روح مطہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور بستر مبارک حضور میں اپنے
کرونگا فرمایا ای فرزند تجھے اختیار ہے لیجا اسے تیرباران کر ایرج تو یہ سنکر بہت نادم ہوا قاسم نے سر زنجیر پکڑ کر کھینچا
کہ آ او آفتاب پرست اور ایسا جھٹکا دیا کہ طوق کا خار گردن میں ایرج کی چبھا خون جاری ہوا آنکھیں ایرج کی
غصے سے لال ہو گئیں اور ایسا جھٹکا مارا کہ سر زنجیر کا قاسم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زور کر کے قید توڑ ڈالی اور
خنجر ایک شخص کا چھینکر قاسم پہ دوڑا پکارا کہ ای خاوری کہاں جائیگا اسپ امیر نے جب دیکھا رگ ہاشمی جوش میں آئی
دنگل پر سے اُٹھے کہ او آفتاب پرست یہ تو نے قید توڑ ڈالی اور دوڑے ایرج کی طرف ایرج نے خنجر امیر پر مارا
امیر نے ہاتھ اُسکا مع خنجر پکڑ لیا اور لپٹ گئے چار گھڑی کی کشتی میں مشکیں باندھ لیں اور عمرو کے حوالے کیا کہ ابھی اُسکو
قتل کر عمرو اور قاسم ایرج کو لیکر باہر چلے اندر سے بارگاہ کی طرف اور دو بازار کے بیچ بارگاہ شاہی میں نامو
تھا تمام خواتین سرالیعہ اطلس پوش گرد یا نانو گوہر ملک وغیرہ سب عورتیں دیکھنے کو آئیں اور جوانی پر ایرج کے
افسوس کرنے لگیں گیتی افروز کی نگاہ جو ایرج پر پڑی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے خون عزیزی نے جوش مارا
دودھ چھاتیوں میں بھر آیا مادری حرکت میں آئی بے اختیار رونے لگی گوہر ملک نے پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو
کیا ایرج کے لیے غمگین ہو گئیں گیتی افروز نے کہا ہمشیرہ کیا بیان کروں میں جب ایرج کو دیکھتی ہوں دودھ چھاتیوں میں

میری پھر آتا ہی اور مہر مادری جوش مارتی ہی گوہر ملک یہ سُنکر ہنسی اور کہا کہ سچ ہی وہ تمکو چاہتا ہی
ہی شعر دل را بدل رہہا ست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر + دیگر دسلے دانا
کہ از دلہا بدل اراہ باشد + گیتی افروز بولی کہ تم جو چاہو سو کہو مگر دیکھو کہ یہ دو دن کیسا ہی یہان تو
قاسم ایرج کو کوتوال چبوترے پر لایا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ جلد اسے قتل کر اُسی وقت اسد
موجود ہوا قاسم نے کہا کہ اسکو دار پر کھینچ کہ مین اسے تیر باران کرونگا اور بند بند اسکا جدا کرکے ملک با
تاکہ دشمنون کو عبرت ہو ایرج نے جو یہ کلمہ سُنا عمرو سے کہا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا آپ قاسم
سعی میری فرماتے ہین کہ قتل مجھے شوق سے کرے مین مرنے پر تو خود آمادہ ہوا ہون ڈرتا نہین مگر تیر باران
دار پر نہ کھینچے عمرو یہ سُنکر رو دیا اور قاسم سے آکر کہا کہ ایرج کو تیر باران نہ کرو بند بند اُسکا ہرگز جدا نہ
میرا نہ پائیگا تو قسم خدا کی کبھی صورت تیری نہ دیکھونگا قاسم نے دیکھا کہ عمرو نے قسم کھائی ہی کہا کہ جیسا آپ فر
ویسا ہی کیا جائیگا مگر دار پر ضرور چڑھاؤنگا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ اسے دار پر کھینچ یہی گفتگو تھی
اور اسد اور داراب اور خورشید پہونچے ایرج کو نصیحت کی کہ اب بھی مسلمان ہو کیون جان دیتے ہو ایرج
بولا قول مردون کا ایک ہی جو کہا وہ کہا ہرگز ہرگز آفتاب پرستی نہ چھوڑونگا رباعی تا در نرسد وعدہ ہر کار
کہ ہست + سود ے ندہد یاری ہر یار کہ ہست + تا سردی گرمی زمستان بخشد + پرگل نشود دامن ہر خار کہ ہست
سب سمجھا کے تھکے ایرج نے نہ مانا افسوس کرتے ہوے پھرے قاسم نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ قتل کر اسے کیا
دیر لگائی ہی ذوالخمار ایرج کے پاس آیا لباس اُسکا اُتارنے لگا قاعدہ جلادونکا ہوتا ہی کہ جسکو گردن
مارتے ہین لباس اُسکا اُتار لیتے ہین کہ خون مین آلودہ نہ ہو ایرج کو برہنہ کرکے نطع پر بٹھایا خط سیاہ گردن
پر کھینچا کہ نگاہ ذوالخمار کی بازو پر ایرج کے جا پڑی بازوبند بہت نایاب دیکھا اُسے کھولا قاسم نے کہا یہ کیا ہی ذوالخمار
[illegible] کچھ نہین قاسم نے کہا کہ مین تو دیکھون اور اُسکے ہاتھ سے لے لیا اسد دلاور الدہر و بدیع الزمان وغیرہ
[illegible] کیا پہچانا کہ یہ بازوبند قباد کا ہی کہ نوشیروان کے پاس تھا نوشیروان نے قارن دیوبند کو دیا تھا
[illegible] قارن کو مارا ہی تو عمرو نے بازوبند اُسکے بازو سے کھول لیا تھا اور امیر کے ہاتھ بھیجا تھا عمرو نے ذوالخمار
عادی سے کہا کہ تو ٹھہر جا ہرگز ابھی اسے قتل نہ کرنا مین حمزہ صاحبقران کو یہ بازوبند دکھا آؤن یہ کہکر جلد خدمت
صاحبقران مین آیا اور بازوبند ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے پہچانا پوچھا کہ خواجہ یہ کہان سے لاے کہا کہ ایرج کے بازو
پر سے نکلا ہی کہا کہ ایرج کو مار ڈالا عرض کیا کہ نہین ابھی اُسپر ہاتھ نہین ڈالا کہا کہ جلد جا کر اُسے لاؤ عمرو روانہ ہوا یہان
قاسم ذوالخمار سے کہہ رہا ہی کہ اس آفتاب [illegible] جلد دار پر کھینچ وہ کہہ رہا ہی کہ عمرو کو آلینے دیجیے قاسم برہم ہوکر
اُٹھا تلوار یا نہ اُٹھایا کہ تو میرا کہنا نہین مانتا کہ اتنے مین عمرو پہونچا قاسم سے کہا کہ امیر نے ایرج کو بلایا ہی جلد بھیجو قاسم
ناچار ہوکر ایرج کو دار سے کھولکر سامنے امیر باتوقیر کے لایا امیر نے اُسے زندہ دیکھکر شکر خدا کیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا
اور فرمایا کہ ایرج سچ کہہ کہ یہ بازوبند کہان سے پایا ایرج نے عرض کیا کہ مین نے عہد طفلی سے اپنے بازو پر بند دیکھا
مجھکو نہین معلوم کسنے باندھا امیر کو یقین ہوا کہ یہ ہماری اولاد سے ہی پھر فرمایا کہ ای ایرج اسلام اختیار کر ایرج نے
کہا کہ کلام مردون کا ایک ہی جب تک کہ حقیقت بازوبند کی ظاہر نہ ہوگی مین مسلمان نہ ہونگا اور مجھے کیونکر یقین ہو کہ
مین آپ کی اولاد سے ہون اسد اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ یا امیر باتوقیر جسوقت سے مجھے
علی شاہ مردان شیر یزدان نے نظر کردہ کیا ہی مانند سلمان فارسی کے موت سے بچایا ہی کمربند صدائی [illegible] نے

بھارز برے مجھے عطا ہو کہ مین ایرج کو پکڑون اور قتل کرون حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایرج نسل
ے اور کسی کی قدرت نہین ہی کہ اُسپر غالب ہو اور تو خبردار ارادہ اُسکے قتل کا نہ کرنا کیونکہ بہت جلد
یہی فرمایا تھا کہ اُسکو تاجزادہ نہ کہنا اور مین نے یہ مقدمہ میدان مین بھی ایرج سے بیان کیا تھا
مجھے یاد ہی کہ تمنے کہا تھا اگر مجھکو کیونکر معلوم ہو کہ مین اولاد صاحبقران سے ہون میرا باپ زندہ
لہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ دیکھیے ابھی ایرج کو معلوم ہوا جاتا ہی کہ ایرج آپ کی اولاد مین ہے
صاحبقران آپ یاد کیجیے کہ یہ بازوبند آپ نے کسے دیا تھا امیر نے ایک لمحہ تامل فرمایا اور کہا کہ خواجہ مین نے
سرپوش کو دیا تھا تم جا کر اُس سے پوچھو کہ اُسنے کسے دیا تھا عمرو گیا رابعہ سے استفسار کیا اُسنے کہا
ور یہ علمشاہ کے باندھ دیا تھا عمرو علمشاہ کے پاس لایا علمشاہ بولا کہ مین نے خورشید خاوری کو
محل مین آیا خورشید خاوری کو وہ بازوبند دکھایا اُسنے کہا مین نے قاسم کے بازو پر باندھ دیا تھا
کہا کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو دیدیا تھا جب زیر قندیل ملاقات ہوئی تھی عمرو گیتی افروز پاس گیا پوچھا کہ
قاسم نے جو بازوبند تمھین باغ شبستان مین دیا تھا وہ تمنے کیا کیا گیتی افروز یہ سُنکر بہت رو دی کہا کہ خواجہ
گردش فلکی کا بیان کرون جب لقا نے لشکر اسلام پر جادوگرون سے برف باری کروائی ہی اہل اسلام قتل ہو
ہین اور لوگ بھاگے ہین تو مین اور فتنہ گھوڑون پر سوار ہو کر بھاگی مین حاملہ تھی راہ مین درد زہ نے بیچین کیا کچھ درخت
ایک مقام پر لگے تھے اور چشمہ آب تھا وہان مین اُتر پڑی لڑکا پیدا ہوا ایسا کہ مانند آفتاب کے چہرہ اُسکا روشن تھا
جلدی سے فتنہ نے نال کاٹا نہلا کر میری گود مین ڈالدیا کہ اُسی وقت فتنہ کے درد نے شدت کی اور اُسکے بھی لڑکا
پیدا ہوا وہ تمھارا لڑکا تھا اُسکو غسل دیا کہ اُسی وقت ایک جانب سے گرد اُڑی مین خائف ہوئی کہ شاید لشکر لقا لعین
مین آتا ہی بیرحمی کے ڈر سے اُن دونون لڑکون کو دامن مشواز مین لپیٹا اور تھیلی جواہر کی اور سفارشنامہ لکھکر لڑکون
کے پاس رکھدیا اور یہ بازوبند بازو پر باندھ دیا تھا عمرو نے کہا اجی ملکہ یہ بازوبند ایرج کے بازو پر سے نکلا ہی
پہچانا لاکر صاحبقران کو دیا امیر نے ایرج سے پوچھا اُسنے کہا میرے پاس عہد طفلی سے ہی مبارک ہو
کہ ایرج تمھارا فرزند ہی گیتی افروز یہ سُنتے ہی مارے خوشی کے بیہوش ہو گئی عمرو باہر آیا امیر سے تمام حال بیان
قاسم کو مبارکباد دی وہ بھی نہایت خوش ہوا امیر نے ایرج سے کہا اب تمکو یقین ہوا کہ تم قاسم کے بیٹے ہو
ایرج بولا فرخ بازرگان موجود ہی اُس سے یہ حال دریافت ہو تو مین بھی جانون اور یقین لاؤن امیر نے پوچھا
کہ فرخ بازرگان کہان ہی کہا کہ شہر فرنگوشیہ مین امیر نے فرزاد سے کہا کہ ایک دیو سے کہو کہ جا کر شہر فرنگوشیہ سے
فرخ کو لائے دیو نے کہا کہ کوئی آدمی پہچاننے والا میرے ساتھ چلے تو اُسے لاؤن شاپور شیر دل کہ آیا ہوا تھا
ساتھ ہوا دیو جا کر فرخ کو اُٹھا لایا امیر نے اُسکی تعظیم کی فرخ دست ادب بستہ کھڑا ہو کر آداب بجالایا امیر نے
بیٹھنے کی اجازت دی بعد تھوڑی دیر کے مخاطب ہوئے کہ ای فرخ سچ کہو کہ ایرج تمھارا پسر صلبی ہی اُسنے کہا کہ
ای شہریار میری کوئی اولاد سوا ان دو لڑکون کے نہین ہی امیر نے فرمایا تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی سچ کہہ
اُسنے قسم کھا کر کہا کہ ایرج میرا بیٹا ہی امیر نے فرمایا کہ تم جھوٹ دروغ کہتے ہو اُسنے کہا کہ کیا مجال فرمایا خیر بہتر ہی
نہ کہو اور اُسی دیو سے کہا کہ اسے آسمان پر لیجا کر چھوڑ دے کہ ہڈی پسلی اسکی سرمہ سا ہو جائے اور اگر سچ کہنے کا
اقرار کرے تو نہ پھینکنا میرے پاس لے آنا دیو اُسی وقت مانند بلاے مبرم کے فرخ سے لپٹا اور لیکر آسمان
کی طرف چلا دیکھا فرخ نے کہ اب جان نہین بچتی پکارا کہ یا صاحبقران اب مین سچ سچ کہونگا فرمایا کہ اچھا اُتار لا

دیو فرخ کو سامنے لایا فرمایا امیر نے کہو عرض کیا ای شہریار سچ تو یہ ہی کہ مین ترکستان سے آتا
پہونچا تھا کہ ایک درعہ درختون کا تھا وہان لشکر میرا اُترا اسباب بے انتہا میرے پاس تھا سب
مقام آذر کوہ تھا چشمہ پانی کا بہت صاف و شفاف تھا لب چشمہ ایک درخت تھا مین چشمے پر واسطے
کے گیا بیٹھا ہوا پیر دھو رہا تھا کہ آواز لڑکے کے رونے کی کان مین آئی جاکر جو دیکھا تو شاخ درخت پر
مین لپیٹے ہوئے رکھے ہین مین اُنھین اُتار لایا دیکھا یہی کہ ایک سفارش نامہ ہی اور ایک لڑکے کے با
بندھا ہوا ہی اور ایک جواہر کی تھیلی بھی ہی سفارشنامہ جو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ یہ لڑکا خاندان عالی سے
ہے پالیگا رتبہ اعلی سے سرفراز ہوگا مین نے اُس لڑکے کا نام ایرج رکھا کہ جسکے بازو بند بندھا تھا
نام شاپور رکھا کہ شاپور کو عیاری سے شوق ہوا مین نے ان دونون کو کمال محنت و مشقت سے پالا کہ اپنے
سامنہ لگادی اور اسطرح انھین رکھتا تھا کہ کوئی اولاد کو بھی نہ رکھتا ہوگا امیر نے فرمایا وہ سفارشنامہ مع
ہی عرض کیا کہ شہر فرنگ مین میرے مکان کے اندر ایک کوٹھری مین بہت احتیاط سے رکھا ہی فرمایا کہ
سوار ہوکے جاؤ اور اُسے جلد لے آؤ عرض کیا کہ بہت خوب اور اُسی وقت دیو پر سوار ہوکے گیا ایک چار گھڑی
مین صندوق لیکر آیا امیر کو دیا امیر نے کھولا اُسکی توڑی اور کاغذ اور تھیلی جواہر کی اور دامن پیشواز کا نکالا تو شقہ
پڑھا مطابق فرخ بازرگان کے کہنے کے تھا عمرو سے کہا کہ ملکہ گیتی افروز پاس اسے لیجاؤ اور دکھا کر پوچھو کہ
یہ خط تمھارا ہی عمرو نے محل مین گیا گیتی افروز گوہر ملک وغیرہ سے کہ رہی تھی کہ مجھے جو محبت ایرج سے تھی اب تم
سمجھو ن یہ حال کھلا کہ جب مین اُسے دیکھتی تھی تو چھاتیون مین دودھ بھر آتا تھا اور مین اُسکے واسطے روتی تھی
اور پھر اپنے کو بپاس رسوائی ضبط کرتی تھی اور تم لوگ ہنستے تھے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہی یعنے ایرج کو محبت ہی
تو تم کو بھی اُس سے محبت ہی سب نے کہا ای ملکہ جو کچھ تم کہتی تھین سچ کہتی تھین مگر خدا نے فضل کیا کہ ایسا فرزند تمکو
ملا یہی باتین تھین کہ عمرو وہ کاغذ پیشواز کا دامن جواہر کی تھیلی لیے ہوے پہونچا کہ ملکہ دیکھو اسے پہچانو گیتی افروز
نے کہا خواجہ یہ میرا لکھا ہوا ہی اور وہ پیشواز نکلوائی جسکا دامن پھاڑ کر ایرج کو لپیٹا تھا وہ دامن اُس پیشواز
مین ملگیا عمرو وہ پیشواز اور دامن لیے باہر آیا امیر کو دکھایا قاسم کے ہاتھ مین سفارشنامہ دیا قاسم نے خط پہچانا
کہ گیتی افروز کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی امیر سے عرض کیا کہ غلام نے پہچانا بیشک یہ خط گیتی افروز کا ہی غرض یہ ثابت ہوا
کہ ایرج فرزند ہی ملک قاسم کا عجب خوشی قاسم کو حاصل ہوئی امیر باغ باغ ہوے سب سردار شادان و فرحان
ہوے امیر نے ایرج سے کہا کہ ای فرزند اب تجھپر ثابت ہوا کہ تو میری اولاد سے ہی ایرج نے عرض کیا کہ آپ نے
اسطرح تحقیق فرمایا کہ سب پر آئینہ ہوگیا کہ مین آپ کی نسل مین سے ہون فرمایا کہ اب کلمہ پڑھو عرض کیا جو ارشاد ہو فرمایا کہ
پڑھو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ ایرج نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا امیر نے فرمایا کہ ایرج کو حمام مین
لیجاؤ ملک زاد و ملک شاہ دونون بھائی ایرج کو حمام مین لیگئے ایرج حمام سلیمانی مین نہایا امیر نے کشتیان
جواہر کی اور قسم قسم کی پوشاک شاہانہ الواع اقسام کی انگوٹھیان خلعت سلیمانی جیغہ کلغی سرپیچ بھیجا کہ ایرج اسطرح آسکے
ایرج بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی اپنے بدن پر آراستہ کرکے سامنے امیر باتوقیر کے آیا سلام کیا نذر گذرانی امیر نے اُسے
گلے سے لگایا پیشانی چومی اور فرمایا کہ دنگل ایرج کا سرداران دست چپ سے بالاتر بچھے ملازمون نے اُسی وقت دنگل
مرصع کار بچھایا ایرج سلام کرکے اپنے باپ ملک قاسم کے پاس بیٹھا عمرو بھی شاپور کو حمام مین لیگیا امیر نے اُسکے
لیے بھی خلعت بھیجا شاپور بھی نہا دھو کر خلعت پہنکر آیا نذر دیکر عمرو کے پاس بیٹھا عمرو کا یہ عالم کہ مارے خوشی کے

بیٹے عمرو کے شاپور سے گلے مل رہے ہیں شاپور ہر ایک سے جھک جھک کر ملتا ہے ادھر قاسم
گلے لگا رہے ہیں اور قاسم نے جو آزار ایرج کو پہونچائے تھے انہیں یاد کر کے رو رہا ہے نور الدہر
ج سے علیحدہ کیا کہا کہ یہ وقت خوشی کا ہے اور آپ ایرج سے بغلگیر ہو کر خوب رو دیا جو اسد کرب
سلیمان ثانی داراب تورج بدیع الزمان اور سب شاہزادے اور سردار ایرج سے ملے
مجلس میں آتا ہے جھک جھک کر ملتا ہے امیر نور الدہر اسد سلیمان ثانی داراب تورج خورشید
بدیع الزمان اور شاہزادے سب ملے ایرج پر سے جواہر نثار کیا بعد اسکے عمرو نے شاپور کو لا کے
لے ڈالا امیر نے اُسے بھی گلے لگایا زر و جواہر عنایت کیا اُسنے قدم چومے بعد اسکے نور الدہر کی قدمبوسی
شاہزادے کو کورنش اور تسلیمات بجا لایا سب نے اُسے بہت سا مال و زر دیا عمرو کی خاطر سے مال د
ار ہو گیا عمرو نے سب مال نذر زنبیل کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا کہا کہ مبارک ہو کہ ایرج
ہے بیٹے کیسا دریافت کیا گیتی افروز سر دن پر گر پڑی خواجہ سے کہا کہ ای ملک مفت میں بیٹا لیا چاہتی ہو
جہ میں کیا آپ سے باہر ہوں اور جواہر و زر عمرو کو دیا عمرو خورشید خاوری پاس آیا کہا کہ صاحب زادہ مبارک
ہی شل ہو گیا نہ جو تا اللہ نے دیا پوتا مفت میں لوٹنے والی آپ ہوئیں اور ساری محنت و مشقت مجھ کی
بنایا سنوارا ایرج کو بہن خورشید خاوری نے بھی بہت سا مال و جواہر دیا اب عمرو وہاں سے باہر چلا تھا گیتی افروز
نے کہا خواجہ میں مشتاق ہوں ایرج کے دیکھنے کی عمرو نے کہا کہ میں جا کر ایرج کو لاتا ہوں تم سب تصدق کے
خوان تیار کر رکھو یہ کہکر باہر آیا امیر سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ شہریار ایرج کو اندر لیجایئے کہ تمام خواتین مشتاق ہیں
خصوصاً گیتی افروز چاہتی ہے کہ ایرج کو دیکھوں امیر نے ایرج سے کہا کہ بیٹا اندر محل میں چلو ایرج اٹھکھڑا ہوا
قاسم علمشاہ نور الدہر بدیع الزمان اسد اور سب شاہزادے ساتھ ہو کر ایرج کو اندر لیگئے تمام خواتین
مشتاق کھڑی تھیں امیر کے استقبال کو آئیں ایرج نے ہر ایک کو سلام کیا ہر ایک گردہ بھری بلائیں لیں پیشانی کو
بوسہ دیا زر نثار کیا عمرو ہر ایک کو بتاتا ہے کہ یہ دادی ہے اور یہ چچی ہے اور جو روپیہ نثار ہوتا تھا دے لیتا تھا
یہاں تک کہ گیتی افروز کی بارگاہ میں پہونچا ملکہ منتظر کھڑی تھی ننگے سر دوڑی ایرج گیتی افروز کو پہچانتا تھا دوڑ کر سر قدم پر
گرا گیتی افروز نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی جوش محبت میں چھاتیوں سے دودھ بہنے لگا مارے خوشی کے بیہوش
ہو گئی تمام خواتین دوڑیں گلاب کیوڑا چھڑکا کہ ہوش میں آئی زر و جواہر موتی اسقدر نثار ہوئے کہ قریب تھا کہ ایرج
اُسمیں غرق ہو جائے انبار ہو گیا تھا مگر ایرج کہ ازل سے گیتی افروز کا عاشق تھا اب جو حال کھلا کمال شرمندہ ہوا
جب محل سے باہر آیا اسد نے خوش طبعی کرنا شروع کی کہ کیوں ایرج مدت سے تمہیں آرزو تھی وصل کی اب وصل
گیتی افروز کا نصیب ہوا آرزو تمہاری بر آئی ایرج یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوا کہا کہ ای اسد یہ کیا ہنسی ہے
اسے چھوڑو اسد ہنستا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ میں آیا امیر نے فرمایا کہ بمقابل شاہزادہ نور الدہر صندلی ایرج
کی بچھا دو ایرج نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی کہ پروردگار اس دین میں پر میرا خاتمہ کیجیو اور پایوں کو صندلی کے چوما
جا کر صندلی پر بیٹھا اور امیر سے عرض کیا کہ مالک بن ملک دشت شاد اور فرخ بازرگان کو بلا کر مسلمان کیجیے امیر
نے حکم دیا کہ جلد جا کر کوئی اُن کو لائے اُسی وقت چوبدار نے جا کر کہا کہ امیر یاد فرماتے ہیں دونوں خرم
و شاداں خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے امیر نے تعظیم و توقیر کر کے بٹھایا اور زبان مبارک سے ارشاد کیا
تم دونوں دین اسلام قبول کرو ایرج کے پاس بیٹھو دونوں کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے امیر نے

انھین خلعت دیا اور ملک فرنگو شیہ مین فرخ بازرگان کو مالک بن ملکوت شاہ کا نائب کیا اُسکے
اور نوروز بھی تھا ہر طرف لشکر مین ناچ رنگ کی صحبت آراستہ تھی عجب جشن امیر نے کیا تھا کہ کبھی
مین نہ کی تھی تمام لشکر کو اوسنے اسے اعلیٰ تک خلعت دیا تھا کہ کوئی باقی نہ رہا تھا تمام لشکر مین عجیب دھوم
نوبتین بج رہی تھین گھر گھر ناچ ہو رہا تھا چراغان نے رونق انجم سپہر کی گرد کر دی تھی جشن جمشید کی اُسکے
نہ تھی چشم زمانہ نے ایسا جشن نہ دیکھا ہوگا صاحبقران نے اسقدر مال و زر لٹایا تھا کہ جسکا شمار نہ تھا حال
کی حقیقت نہ رہی تھی اور تمام لشکر یک رنگ سرخ پوش تھا دست راسی تک دست بستہ ہو رہے تھے وہ اسطرح
کہ گویا ہمرنگ ہو گئے تھے امیر کا دنگل برابر تخت شاہی کے تھا اور فرزندون سردارون کے دنگل جدا
ہوسے تھے دور اندر ہوا تھا اور تمام سردار لباس جواہر نگار پہنے ہوسے تھے اور شاہزادے تو دریائے
طلا مارے ہوسے تھے اور بیچ مین طلائے چیدہ چیدہ ناچ رہے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو شاپور کی جگہ
تھی بارگاہ حضرت آدم علیہ السلام بر پا کی اُسمین صحبت آرا تھا دو لاکھ عیار جمع تھے انواع اقسام کے حقہ آرا
چھوٹ رہے تھے ایک ایک عیار نئی نئی طرح بنا کر لایا تھا اپنے اپنے فن دکھا رہے تھے عمرو دیوجامہ پہنے ہوے شاپور
کو پاس لیے بیٹھا تھا شاپور لباس پہنے ہوے انواع طرح کا جواہر اُسپر آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور چالاک و امیہ و
سیارہ و ابوالفتح گلنیا د برق فرنگی بیزک خطائی سخرلجی جواہر مین لدے ہوسے تھے اور طلا لئے بہت اچھے اچھے
سامنے ناچ رہے تھے اور عمر قران ستم کار تھا سب سے زیادہ خوش تھا شاپور کہ عیار زبردست ہے قران کو ناسکی
محبت اس سے پیدا ہوئی دوڑ دوڑ کر کام کرتا پھرتا تھا یہان تو جشن ہو رہا ہے مگر لقا نے جب دیکھا کہ ابیرج گرفتار ہو گیا
بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ اب کیا تدبیر کرون مین اُسنے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ چلکر فرعون کے پاؤن پر
اور تقصیر اپنی معاف کروا کہ ابھی اُسکی خدائی کا زمانہ بنا ہوا ہے لقا نے کہا کہ تدبیر کی مین نے کہ تو جا کر صفائی کرا بختیارک
نے کہا کہ بہت اچھا اور اُسی وقت خدمت فرعون [illegible] فرعون شاہ کے پہونچا
عرض کر دیا ابھی فرعون نے سامنے بلایا بختیارک نے جا کر مجرا کیا اور قدمون پر گر کر لوٹنے لگا سجدہ ہی کرنے لگا خوب
فرعون کو خوش کیا فرعون نے پوچھا کہ ای بختیارک لقا کہان ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند لقا نہایت
شرمندہ ہے مارے خجالت کے خدمت مین حاضر نہین ہوا فرعون نے کہا کہ ای بختیارک دیکھا تو نے ہماری تقدیر
کو کہ اس آفتاب پرست کو کسطرح حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار کرا دیا اب لقا نے ناچار ہو کر پھر میری طرف رجوع کیا
خیر تیری خاطر سے مین نے تقصیر اُسکی معاف کی جا اور اُسکو میرے پاس لے آ بختیارک گیا اور لقا کو مع سرداران
اُسکے لے آیا اور فرعون کے قدمون پر گرایا فرعون نے اُسے گلے لگایا اور کہا کہ خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا لقا نے
کہا کہ ای فرعون اب ایسی خطا مجھسے نہ ہوگی فرعون نے لقا کو مع سردارون خلعت دیا لشکر بھی لقا کا آکر شریک لشکر
فرعون ہوا فرعون خوش و محظوظ بیٹھا ہے کہ جوڑی ہرکارے کی پسینے مین غرق گرد مین آلودہ آئی مجرا کیا ہاتھ اُٹھا کر دعا
دی بعد اُسکے عرض کیا کہ مقیا طبیر دندان اور بہرام فیلزور کوہ مقناطیس کی طرف سے الکھ سوار کی جمعیت
سے آپ کی مدد کو آ پہونچے فرعون نے یہ خوشخبری سنتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی لشکر مین اسکے طبل شادمانی بجنے لگا
اور تمام سردارون کو حکم ہوا کہ جا کر مع لقا سب استقبال کر کے لائین لقا اور بختیارک کوئی دو کوس آگے ہو نکلے کہ
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا سواری آگے ٹھہر گئی تھی جسوقت گرد شق ہوئی تو سو علم نشانہ الا علم
سوار کا دکھائی دیے بعد اُسکے اور جلوس سواری کا جتنا لیس نشر نالیس [illegible] بان باون کے اُسکے بعد خاصہ بردار